تقاضا ہے کہ اس کے لئے رکوع کرے پس سبحان ربی العظیم زبان سے کہا اور حال سے جھکنا دکھایا۔

یہ اس قول کے ساتھہ حال دکہایا پھر تیسرا قول ہے سبحان ربی الاعلیٰ اعلیٰ افعل التفضیل ہے یہ بالذات سجدہ کو چاہتا ہے۔ اس لئے اس کے ساتھہ حالی تصویر سجدہ میں گرے گا۔ اور اس اقرار کے مناسب حال ہیئت فی الفور اختیار کر لی۔

اس قال کے ساتھہ تین حال جسمانی ہیں ایک تصویر اسکے آگے پیش کی ہے ہر ایک قسم کا قیام بہی کرتا ہے زبان جو جسم کا ٹکڑا ہے اس نے بہی کہا اور وہ شامل ہو گئی۔

تیسری چیز اور ہے وہ اگر شامل نہو تو نماز نہیں ہوتی وہ کیا ہے؟ وہ **قلب** ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ قلب کا قیام ہو اور اللہ تعالیٰ اسپر نظر کر کے دیکہے کہ درحقیقت وہ حمد بہی کرتا ہے اور کہڑا بہی ہے۔ اور روح بہی کہڑا ہوا حمد کرتا ہے جسم ہی نہیں بلکہ روح بہی کہڑا ہے اور جب سبحان ربی العظیم کہتا ہے تو دیکہے کہ اتنا ہی نہیں کہ صرف عظمت کا اقرار ہی کیا ہے نہیں بلکہ ساتہہ ہی جہکا بہی ہے اور اس کے ساتہہ ہی روح بہی جہک گیا ہے پہر تیسری نظر میں خدا کے حضور سجدہ میں گرا ہے اسکی علو شان کو ملاحظہ میں لا کر اس کے ساتہہ ہی دیکہے کہ روح بہی الوہیت کے آستانہ پر گرا ہوا ہے۔ غرض یہ حالت جب تک پیدا نہو لے اس وقت تک مطمئن نہو کیونکہ یقیمون الصلوٰۃ کے یہی معنے ہیں اگر یہ سوال ہو کہ یہ حالت پیدا کیونکر ہو؟ تو اس کا جواب اتنا ہی ہے کہ نماز پر مداومت کی جاوے اور وساوس اور شبہات سے پریشان نہو ابتدائی حالت میں شکوک و شبہات سے ایک جنگ ضرور ہوتی ہے اسکا علاج یہی ہے کہ نہ تہکنے والے استقلال اور صبر کے ساتہہ لگا رہے۔ اور خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگتا رہے۔ آخر وہ حالت پیدا ہو جاتی ہے جسکا میںنے ابہی ذکر کیا ہے۔

یہ تقویٰ عملی کا ایک جزو ہے اور دوسری جزو اسکی **مما رزقناھم ینفقون** ہے جو کچھہ دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں عام لوگ رزق سے مراد اشیاء خوردنی لیتے ہیں یہ غلط ہے جو کچھہ قویٰ کو دیا جاوے وہ بہی رزق ہے علوم و فنون وغیرہ معارف حقایق عطا ہوتے ہیں یا جسمانی طور پر معاش مال میں فراخی ہو۔

رزق میں حکومت بہی شامل ہے اور اخلاق فاضلہ بہی رزق ہی میں داخل ہیں یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کچھہ ہم نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں یعنے روٹی میں سے روٹی دیتے ہیں علم میں سے علم اور اخلاق میں سے اخلاق۔ علم کا دینا تو ظاہر ہی ہے یہ یاد رکہو کہ وہی بخیل نہیں ہے جو اپنے مال میں سے کسی مستحق کو کچھہ نہیں دیتا بلکہ وہ بہی بخیل ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہو اور وہ دوسروں کو سکہانے میں مضایقہ کرے۔ محض اس خیال سے اپنے علوم و فنون سے کسی کو واقف نکرنا کہ اگر وہ سیکھہ جاوے گا تو ہماری بے قدری ہو جائے گی یا آمدنی میں فرق آجائے گا **شرک** ہے کیونکہ اس صورت میں وہ اس علم یا فن کو ہی اپنا رازق اور خدا سمجہتا ہے۔ اسی طرح پر جو اپنے اخلاق سے کام نہیں لیتا وہ بہی بخیل ہے اخلاق کا دینا یہی ہوتا ہے کہ جو اخلاق فاضلہ اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے دے رکھے ہیں اس کی مخلوق سے ان اخلاق سے پیش آوے۔ وہ لوگ اس کے نمونہ کو دیکہہ کر خود بہی اخلاق پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ اخلاق سے اسقدر ہی مراد نہیں ہے کہ زبان کی نرمی اور الفاظ کی نرمی سے کام لے۔ نہیں بلکہ شجاعت۔ مروت۔ عفت جسقدر قوتیں انسان کو دی گئی ہیں دراصل سب اخلاقی قوتیں ہیں انکا برمحل استعمال کرنا ہی انکو اخلاقی حالت میں لے آتا ہے ایک موقع مناسب پر غضب کا استعمال بہی اخلاقی رنگ حاصل کر لیتا ہے۔ یہ نہیں کہ انجیل کی تعلیم کی طرح ایک ہی پہلو اپنے اندر رکہتی ہے کہ ایک گال پر طمانچہ کہا کر دوسری پہیر دو۔ یہ اخلاق نہیں ہے اور نہ یہ تعلیم حکمت کے اصول پر مبنی ہو سکتی۔ اگر ایسا ہو تو تمام فوجوں کا موقوف کر دینا اور ہر قسم کے آلات حرب کو توڑ دینا لازم آئے گا اور مسیحی دنیا کو بطور ایک خادم کے رہنا پڑے گا۔ کیونکہ اگر کوئی کرتہ مانگے تو چغہ بہی دینا پڑیگا ایک کوس بیگار لے جانا چاہے تو دو کوس جانے کا حکم ہے۔ پہر عیسائی لوگوں کو کس قدر مشکلات پیش آئیں اگر اس تعلیم پر عمل کریں نہ انکے پاس ضروریات زندگی بسر کرنے کو کچھہ رہے اور نہ کوئی آرام کی صورت کیونکہ جو کچھہ انکے پاس ہو کوئی مانگ لے تو پہر ان کے پاس خاک رہ جاوے۔ اگر محنت مزدوری سے کمانا چاہیں تو کوئی بیگار میں لگا دے غرض اس تعلیم پر زور تو بہت دیا گیا ہے اور پادریوں کو دیکہا ہے کہ وہ بازاروں میں اس تعلیم کی بڑے شد و مد سے تعریف کر کے وعظ کرتے ہیں لیکن جب عمل پوچھو تو کچھہ نہیں ہے گویا بگفتن ہی سب کچھہ ہے کرنے کے واسطے کچھہ نہیں۔ اس لئے اسکا نام اخلاق نہیں ہے۔ اخلاق یہ ہے کہ تمام قویٰ کو جو اللہ تعالیٰ نے دئے ہیں۔ برمحل استعمال کیا وے۔ مثلاً عقل دی گئی ہے اور کوئی دوسرا شخص جسکو کسی امر میں واقفیت نہیں اس کے مشورہ کا محتاج ہے اور یہ

اسکی نسبت پوری واقفیت رکھتاہے تو اخلاق کا تقاضا یہ ہونا چاہیئے کہ اپنی عقل سلیم سے اسکو پوری مدد دے اور اسکو سچا مشورہ دے۔ لوگ ان باتوں کو معمولی نظر سے دیکھتے ہیں اور کہدیتے ہیں کہ ہمارا کیا بگڑتا ہے اسکو خراب ہونے دو۔ یہہ شیطانی فعل ہے۔ انسانیت سے بعید ہے کہ وہ کسی دوسرے کو بگڑتا دیکھے اور اسکی مدد کے لیئے طیار نہو۔ نہیں بلکہ چاہیئے کہ نہایت توجہ اور دلدہی سے اس کی بات سنے اور اپنی عقل وسمجھہ سے اسکو ضروری مدد دے۔

لیکن اگر کوئی یہاں یہ اعتراض کرے کہ مما رزقناھم کیوں فرمایا مما کے لفظ سے بخل کی بو آتی ہے۔ چاہیئے تھا کہ

ہرچہ داری خرچ کن در راہ او۔

اصل بات یہ ہے کہ اس سے بخل ثابت نہیں ہوتا۔ قرآن شریف خدائے حکیم کا کلام ہے۔ حکمت کے معنے ہیں شے را بر محل داشتن پس مما رزقناھم میں اسی امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ محل اور موقع کو دیکھہ کر خرچ کرو۔ جہاں تھوڑا خرچ کرنے کی ضرورت ہے وہاں تھوڑا خرچ کرو اور جہاں بہت خرچ کرنے کی ضرورت ہے وہاں بہت خرچ کرو۔

اب مثلاً عفو ہی ایک اخلاقی قوت ہے اس کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ آیا عفو کے لایق ہے یا نہیں مجرم دو قسم کے ہوتے ہیں بعض تو اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان سے کوئی حرکت ایسی سرزد ہو جاتی ہے جو غصہ تو لاتی ہے، لیکن وہ معافی کے قابل ہوتے ہیں اور ایسے ہوتے ہیں کہ اگر انکی کسی شرارت پر چشم پوشی کیجاوے اور انکو معاف کردیا جاوے تو وہ زیادہ دلیر ہوکر مزید نقصان کا باعث بنتا ہے مثلاً ایک خدمتگار ہے جو بڑا نیک اور فرمانبردار ہے وہ چاء لایا اتفاق سے اسکو ٹھوکر لگی۔ اور چاء کی پیالی گرکر ٹوٹ گئی اور چاء بھی مالک پر گر گئی اگر اسکو مارنے کے لیئے اٹھہ کھڑا ہو اور تیز وتند ہوکر اس پر جا پڑے تو یہ سفاہت ہوگی۔ یہ عفو کا مقام ہے کیونکہ اس نے عمداً شرارت نہیں کی ہے۔ اور عفو اسکو زیادہ شرمندہ کرنا اور آیندہ کے لیئے محتاط بناتا ہے لیکن اگر کوئی ایسا شریر ہے کہ وہ ہرروز توڑتا ہے اور یوں نقصان پہونچاتا ہے اس پر رحم یہی ہوگا کہ اس کو سزا دیجاوے۔ پس یہی حکمت ہے مما رزقناھم ینفقون میں۔ ہر ایک مومن اپنے نفس کا مجتہد ہوتا ہے وہ محل اور موقع کی شناخت کرے اور جسقدر مناسب ہو خرچ کرے میں ابھی بتا چکا ہوں کہ قرآن شریف کی تعلیم حکیمانہ نظام اپنے اندر رکہتی ہے اس کے بالمقابل انجیل کی تعلیم کو دیکھو کہ ایک گال پر طمانچہ کہاکر دوسری پھیر دے وغیرہ وغیرہ کیسی قابل اعتراض ہے کہ اسکی پردہ پوشی نہیں ہوسکتی اور اس کی تدنی صورت ممکن ہی نہیں ہے۔ یہاں تک کہ بڑے سے بڑا نرم خو اور تقدس مآب پادری بھی اس تعلیم پر عمل نہیں کرسکتا اگر کوئی انجیل کی اس تعلیم کا عملی ثبوت لینے کے لیئے کسی پادری صاحب کے مُنہ پر طمانچہ مارے تو وہ بجائے اس کے کہ دوسری گال پھیرے پولیس کے پاس دوڑا جاوے گا اور اس کو حکام کے سپرد کرادے گا۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انجیل معطل پڑی ہے اور قرآن شریف پر عمل ہو رہا ہے۔ ایک مفلس اور نادار بوڑھیا بھی جسکے پاس ایک جَو کی روٹی کا ٹکڑا ہے اس ٹکڑے میں سے ایک حصہ دیکر مما رزقناھم میں داخل ہو سکتی ہے لیکن انجیل کے طمانچہ کہاکر گال پھیرنے کی تعلیم من مقدس سے مقدس پادری بھی شامل نہیں ہو سکتا۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

انجیل تو اس پہلو میں یہاں تک گری ہوئی ثابت ہوتی ہے کہ اور تو اور خود حضرت مسیح بھی اس پر پورا عمل نہ دکہا سکے اور وہ تعلیم جو خود پیش کی تھی عملی پہلو میں انہوں نے ثابت کردیا کہ وہ کہنے ہی کے لئے ہے۔ ورنہ چاہیئے تہا کہ اس سے پیشتر کہ وہ گرفتار ہوتے خود اپنے آپ کو دشمنوں کے حوالے کردیتے۔ اور دعائیں مانگنے اور اضطراب ظاہر کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی اس سے نہ صرف یہ ثابت ہوتا کہ وہ جو کچھہ کہتے ہیں کرکے بھی دکھاتے ہیں بلکہ یہ بھی ثابت ہوجاتا کہ وہ کفارہ ہی کے لئے آئے ہیں کیونکہ اگر ان کی زندگی کا یہی کام تہا کہ وہ خود کشی کے طریق سے دنیا کو نجات دیں اور بقول عیسائیوں کے خدا بجز اس صورت کے نجات دے ہی نہیں سکتا تھا۔ تو انکو چاہیئے تہا کہ جس کام کے لئے وہ بھیجے گئے تھے وہ تو یہی تہا پھر وعظ اور تبلیغ کی ضرورت ہی کیا تھی کیوں نہ آتے ہی یہ کہدیا کہ مجھے پکڑو اور پہانسی دیدو تاکہ دنیا کی رستگاری ہو۔

(باقی آیندہ انشاء اللہ تعالےٰ)

ایک حق جو اور حضرت اقدس

(علیہ الصلوٰۃ والسلام)

(سلسلے کے لئے دیکھو نمبر ۱۲ جلد ۵)

آپ خدا جوئی کے طالب ہیں آپ کے لئے عمدہ طریق یہی ہے کہ آپ پہلے تصحیح عقاید کریں جس سے آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ وہ خدا جسکی تلاش اور جستجو آپ کو ہے ہے کیا چیز؟ اس سے آپ کی معرفت کو ترقی ملے گی اور معرفت میں جو قوت جذب محبت کی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک محبت پیدا کرنے کا موجب ہوگی بدوں اس کے محبت کا دعوےٰ سنبیر و ہیل کی طرح ہے جو چند روز کے بعد زایل ہو جاتا ہے۔

یہ آپ یاد رکھیں اور ہمارا مذہب یہی ہے کہ کسی شخص پر خدا کا نور نہیں چمک سکتا جب تک آسمان سے وہ نور نازل نہو۔ یہ سچی بات ہے کہ فضل آسمان سے آتا ہے جب تک خود خدا اپنی روشنی اپنے طلبگار پر ظاہر نکرے اسکی رفتار ایک کیڑی کی مانند ہوتی ہے اور ہونی چاہیئے کیونکہ وہ قسم قسم کی ظلمتوں اور تاریکیوں اور راستہ کی مشکلات میں پھنسا ہوا ہوتا ہے لیکن جب اسکی روشنی اس پر چمکتی ہے تو اسکا دل و دماغ روشن ہو جاتا ہے اور وہ نور سے معمور کر برق کی رفتار سے خدا کی طرف چلتا ہے۔

حق جو۔ حضور میں مذہب کا پابند نہیں ہوں۔

حضرت اقدس۔ اگر کوئی اپنی جگہ یہ فیصلہ کرکے آدے کہ میں نے کچھ ماننا ہی نہیں تو اسکو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے اور کہیں ہی کیا لیکن اگر کوئی عقل رکھتا ہے تو اضطراراً اسکو ایک راہ پیدا کرنی پڑتی ہے۔ مذہب کیا ہے؟ وہی راہ ہے جسکو وہ اپنے لئے اختیار کرتا ہے مذہب تو ہر شخص کو رکھنا پڑتا ہے لا مذہب انسان جو خدا کو نہیں مانتا اسکو بھی ایک راہ اختیار کرنی لازمی ہے اور وہی مذہب ہے مگر قابل غور طلب یہ ہونا چاہیئے کہ جس راہ کو اختیار کیا ہے کیا وہ راہ وہی ہے جس پر چل کر اس کو سچی استقامت اور دائمی راحت اور خوشی اور ختم نہونے والا اطمینان مل سکتا ہے؟

دیکھو مذہب تو ایک عام لفظ ہے اس کے معنے چلنے کی جگہ یعنے راہ کے ہیں اور یہ دین کے ساتھ مخصوص نہیں ہے ہر قسم کے علوم و فنون طبقات الارض۔ طبعی۔ طبابت۔ ہیئت وغیرہ میں بھی ان علوم کے ماہرین کا ایک مذہب ہوتا ہے۔ اس سے کسیکو چارہ ہو سکتا ہی نہیں یہ تو انسان کے لئے لازمی امر ہے اس سے باہر ہو نہیں سکتا۔ پس جیسے انسان کی روح جسم کو چاہتی ہے معانی الفاظ اور پیرایہ کو چاہتے ہیں اسی طرح انسان کو مذہب کی ضرورت ہے۔

ہماری یہ غرض نہیں ہے اور نہ ہم یہ بحث کرتے ہیں کہ کوئی اللہ کہے یا گاڈ کہے یا پرمیشر ہمارا مقصد تو صرف یہ ہے۔ کہ جسکو وہ پکارتا ہے اسنے اسکو سمجھا کیا ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ کوئی نام لو مگر یہ بتاؤ کہ تم اسے کہتے کیا ہو؟ اس کے صفات تم نے کیا قایم کئے ہیں؟ صفات الٰہی کا مسئلہ ہی تو بڑا مسئلہ ہے جس پر غور کرنا چاہیئے

حق جو۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ مذہب کا کام فطرت کو درست کرنا ہے۔

حضرت اقدس۔ اس وقت کوئی بادشاہ ہے مثلاً شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم ہے اب اگر کسی اور کو کہیں بھی تو تکلفات سے کہیں گے مگر ہو نہیں سکتا۔ ہم یہی تو چاہتے ہیں کہ اس حقیقی خدا کو شناخت کیا جاوے اور باقی سب تکلفات چھوڑ دئے جائیں۔ اس کا نام فطرت کی درستی ہے۔ اسلام ہے کیا؟ اسلام کا تو نام ہی اللہ تعالیٰ نے **فطرت اللہ** رکھا ہے فطرتی مذہب اسلام ہی ہے۔

مگر ان باتوں کی حقیقت کب کھلتی ہے جب انسان صبر اور ثابت قدمی کے ساتھ کسی پاک صحبت میں رہے۔ ثابت قدمی میں بڑی برکتیں ہوتی ہیں شہد ہی کی مکھی کو دیکھو کہ جب وہ ثابت قدمی اور محنت کے ساتھ اپنے کام میں لگتی ہے تو شہد جیسی نفیس اور کارآمد شے طیار کر لیتی ہے

اسی طرح پر جو خدا کی تلاش میں استقلال سے لگتا ہے وہ اسکو پا لیتا ہے نہ صرف پا لیتا بلکہ میرا تو یہ ایمان ہے کہ وہ اسکو دیکھ لیتا ہے ارضی علوم کی تحصیل میں کس قدر وقت اور روپیہ صرف کرنا پڑتا ہے یہ علوم روحانی علوم کی تحصیل کے قواعد کو صاف طور پر بتا رہے ہیں ہمارا مذہب جو روحانی علوم کے مبتدی کے لئے ہونا چاہیئے یہ ہے کہ وہ پہلے خدا کی ہستی پھر اس کے صفات سے واقفیت پیدا کرے۔ ایسی واقفیت جو یقین کے درجہ تک پہونچ جاوے تب اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کاملہ پر اسکو اطلاع مل جاویگی۔ اور اسکی روح اندر سے بول اٹھیگی کہ پورے اطمینان کے ساتھ اس نے خدا کو پا لیا ہے۔

جب اللہ تعالےٰ کی ہستی پر ایسا ایمان پیدا ہو جاوے کہ وہ یقین کے درجہ تک پہونچ جاوے اور انسان محسوس کرلے کہ اس نے گویا خدا کو دیکھ لیا ہے اور اسکی صفات سے واقفیت ہو جاوے تو گناہ سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور طبیعت جو پہلے گناہ کی طرف جھکتی تھی اب ادھر سے ہٹتی اور نفرت کرتی ہے۔ اور یہی توبہ ہے۔

اور یہ بات کہ اللہ تعالےٰ پر کامل ایمان کے بعد طبیعت گناہ سے

متنفر ہو جاتی ہے یہ بات آسانی اور صفائی سے سمجھ میں آسکتی ہے دیکھو سنکھیا ہے یا اور زہریں ہیں یا بعض زہریلے جانور ہیں - انسان ان سے کیوں ڈرتا ہے؟ صرف اس لئے کہ تجربہ نے بتادیا ہے - کہ اس درجہ پر یہ زہر ہلاک کر دیتے ہیں بہتوں کو زہر کھا کر ہلاک ہوتے دیکھا ہے اسی لئے طبیعت اس طرف جا نہیں سکتی بلکہ ڈرتی ہے۔

جبکہ یہ بات ہے پھر کیا وجہ ہے کہ قسم قسم کے گناہ سرزد ہوتے ہیں یہاں تک کہ اگر راستہ میں ایک پیسہ پڑا ہوا ہو تو جھک کر اس کو اٹھالے گا - حالانکہ تھوڑے سے اعلان سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ پیسہ کس کا ہے - ہم نے دیکھا ہے کہ بارہ بارہ آنہ پر معصوم بچوں کی جانیں لی جاتی ہیں - عدالتوں میں جاکر دیکھو کسقدر خوفناک اور دردناک نظارہ نظر آئے گا - تھوڑی تھوڑی بات پر جھوٹ بولا جاتا ہے - فسق و فجور کا ایک دریا بہ رہا ہے - یہ کیوں؟ صرف اس لئے کہ خدا پر ایمان نہیں ہے سانپوں اور زہروں سے ڈرتی ہیں اس لئے کہ انکو مہلک مانتے ہیں اور انکے خطرناک ہونے پر ایمان ہے - اگر اللہ تعالیٰ پر ایمان کامل ہو تو میں نہیں سمجھتا کہ کیوں گناہ سے نفرت پیدا نہ ہو۔

انسان کے لئے دو باتیں ضروری ہیں بدی سے بچے اور نیکی کی طرف دوڑے - اور نیکی کے دو پہلو ہوتے ہیں ایک ترک شر دوسرا افاضہ خیر - ترک شر سے انسان کامل نہیں بن سکتا جب تک اس کے ساتھ افاضہ خیر نہ ہو یعنے دوسروں کو نفع بھی پہونچائے - اس سے پتہ لگتا ہے - کہ کس قدر تبدیلی کی ہے -

اور یہ مدارج تب حاصل ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی صفات پر ایمان ہو اور انکا علم ہو - جب تک یہ بات نہ ہو انسان بدیوں سے بھی بچ نہیں سکتا دوسروں کو نفع پہونچانا تو بڑی بات ہے - بادشاہوں کے رعب اور تعزیرات ہند سے بھی تو ایک حد تک ڈرتے ہیں اور بہت سے لوگ ہیں جو قانون کے خلاف ورزی نہیں کرتے - پھر کیوں احکم الحاکمین کے قوانین کی خلاف ورزی میں دلیری پیدا ہوتی ہے کیا اسکی کوئی اور وجہ ہے بجز اسکے کہ اس پر ایمان نہیں ہے؟ یہی ایک باعث ہے -

الغرض بدیوں سے بچنے کا مرحلہ تب طے ہوتا ہے جب خدا پر ایمان ہو پھر دوسرا مرحلہ یہ ہونا چاہیئے کہ ان راہوں کی تلاش کرے جو خدا تعالے کے برگزیدہ بندوں نے اختیار کیں - وہ ایک ہی راہ ہے جس پر جسقدر راستباز اور برگزیدہ انسان دنیا میں چل کر خدا تعالیٰ کے فیض سے فیض یاب ہوئے اس راہ کا پتہ یوں لگتا ہے کہ انسان معلوم کرے کہ خدا تعالیٰ نے انکے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ پہلا مرحلہ بدیوں سے بچنے کا تو خدا تعالیٰ کی جلالی صفات کی تجلی سے حاصل ہوتا ہے کہ وہ بدکاروں کا دشمن ہے -

اور دوسرا مرتبہ خدا تعالیٰ کی جمالی تجلی سے ملتا ہے اور آخر یہی ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے قوت اور طاقت نہ ملے جسکو اسلامی اصطلاح کے موافق روح القدس کہتے ہیں کچھ بھی نہیں ہوتا ہے یہ ایک قوت ہوتی ہے جو خدا تعالے کی طرف سے ملتی ہے اس کے نزول کے ساتھ ہی دل میں ایک سکینت آتی ہے اور طبیعت میں نیکی کے ساتھ ایک محبت اور پیار پیدا ہو جاتا ہے -

جس نیکی کو دوسرے لوگ بڑی مشقت اور بوجھ سمجھ کر کرتے ہیں یہ ایک لذت اور سرور کے ساتھ اس کو کرنے کی طرف دوڑتا ہے - جیسے لذیذ چیز بچہ بھی شوق سے کھالیتا ہے -

اسی طرح جب خدا تعالیٰ سے تعلق ہو جاتا ہے اور اس کی پاک روح اس پر اُترتی ہے - پھر نیکیاں ایک لذیذ اور خوشبودار شربت کی طرح ہوتی ہیں وہ خوبصورتی جو نیکیوں کے اندر موجود ہے اسکو نظر آنے لگتی ہے اور بے اختیار ہو کر انکی طرف دوڑتا ہے بدی کے تصور سے ہی اسکو روح کانپ جاتی ہے یہ امور اس قسم کے ہیں کہ ہم ان کو الفاظ کے پیرایہ میں پورے طور سے ادا نہیں کر سکتے کیونکہ یہ قلب کی حالتیں ہوتی ہیں محسوس کرنے سے ہی انکا ٹھیک پتہ لگتا ہے - اسوقت تازہ بتازہ انوار اسکو ملتے ہیں - (باقی آئندہ)

مندرجہ ذیل اطلاع گورنمنٹ پنجاب نے بغرض اندراج الحکم ارسال کی ہے

چونکہ موضع گھرولا تحصیل شکر گڑھ ضلع گورداسپور کے لوگوں نے جہاں افسوس کی بات ہے کہ آجکل وبا پھیلی ہوئی ہے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ ٹیکا لگانیکی وجہ سے انہیں وبا پھیل گئی ہے - اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اصل واقعات مشتہر کرائے جائیں - گھرولہ کے ۱۳۸۶ آدمیوں کو اس امید پر کہ وہ وبا کی غارتگری سے محفوظ رہیں - ٹیکہ لگانیکی صلاح دیگئی - ۶۸۱ آدمیوں نے ٹیکہ لگوانا منظور کیا اور ۱۱ و ۱۳ ماہ دسمبر ۱۹۰۰ء کو ٹیکہ کا عمل کیا گیا - منجملہ ان اشخاص کے ۱۱ دسمبر ۱۹۰۰ء سے ۳۱ - جنوری ۱۹۰۱ء تک ۸ - اموات ہوئیں اُن اشخاص میں سے جنہوں نے ٹیکہ نہیں لگوایا اور جنکی تعداد ۷۰۵ ہے - ۵۶ اموات عرصہ مذکور میں ہوئیں - لہذا جن لوگوں نے ٹیکہ نہیں لگوایا انہیں ۱۲½ آدمیوں میں ۱ شخص اور جنہوں نے ٹیکہ لگوایا ہے انہیں ۸۵ اشخاص میں ۱ شخص مرا ہے - یا بحساب فیصدی ٹیکہ نہ لگوانے ... والوں میں ۸ شخص اور ٹیکہ لگوانے والوں میں ۱۷ء۱ مرے ہیں - ان نتائج سے ظاہر ہے کہ ٹیکہ لگانا مفید ہے اور یہ کہ پیش بندی کا ایک عمدہ طریقہ ہے -

حکیم الامت کے ارشادات

بقیہ خطبہ عید اضحیٰ

وہ علم جو خشیۃ اللہ کا موجب ہوتا ہرگز نہیں رہا۔ رہی نری زباندانی جس پر کوئی یونیورسٹی فخر کر سکتی ہے وہ اس سے زیادہ نہیں کہ وہ ان لوگوں کے کلام ہیں جو شراب خور۔ فاسق اور اللہ تعالیٰ کے نام سے ناآشنا تھے۔

عربی زبان کے متعلق مجھ سے لوگوں نے پوچھا ہے اور میں نے بجائے خود بھی غور کیا ہے چار قسم کی زبان ہے اول اللہ کی زبان جو قرآن شریف میں موجود ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اس سے اتر کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زبان ان تین قسم کی پاک زبانوں سے پوری محرومی ہے چوتھا درجہ وہی ہے جسکا میں نے ابھی ذکر کیا وہ جاہلیت کے شعرا کی زبان جن کے اخلاق وعادات ایسے تھے کہ ان کا ذکر بھی مجھے اچھا نہیں معلوم دیتا۔

یہ ایک باریک علم ہے جسکی لوگوں کو بہت کم اطلاع ہے زبان اندر ہی اندر انسان کے روحانی اور اخلاقی قویٰ پر ایک زبردست اثر کرتی ہے۔ بہت سی کتابیں اس قسم کی موجود ہیں جنکو پڑھ پڑھ کر دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ فسق وفجور میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو گیا ہے۔ استادوں اور کتابوں کا اثر بہت آہستہ دیرپا ہوتا ہے اسی لئے یہ بات تسلیم کی گئی ہے کہ استادوں کے تقرر اور تعلیمی کتابوں کے انتخاب میں بڑی فکر کرنی چاہیئے کیونکہ انکا اثر اندر ہی اندر چلتا ہے۔

اب دیکھ لو کہ اللہ کی زبان اس کے کامل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان صحابہ کرام کی زبان کیطرف مطلق توجہ نہیں کی یونیورسٹی نے اگر کوئی حصہ لیا تو وہ بھی ان لوگوں کا جنکے کلام کا اثر اخلاق اور عادات پر اچھا نہیں پڑ سکتا۔

میں تم سے پوچھتا ہوں کہ بتاؤ تو سہی کہ تم نے کسقدر روپیہ کس قدر وقت اور محنت اس پر کی؟ جواب یہی ہوگا کہ کچھ نہیں۔ میں نے بہت سے آدمیوں کو دیکھا ہے کہ جب انکو کہا گیا کہ قرآن شریف ہی پڑھا کرو۔ تو انہوں نے آخر کہا تو یہی کہا کہ کوئی بہت ہی خوبصورت عمدہ سا قرآن دو۔ اور وہ بھی مفت۔ اللہ اللہ! ناولوں اور انگریزی کتابوں کی خرید میں جسقدر روپیہ خرچ کیا جاتا ہے اسکا سواں حصہ بھی قرآن شریف کے لئے خرچ نہیں کر سکتے چاہیئے تو یہ تھا کہ ساری توجہ اسی کی طرف ہوتی مگر ساری چھوڑ ادھوری بھی نہیں مجھے اسوقت ایک متمول کی بات یاد آگئی ہے میں نے اس کو کہا کہ قرآن شریف پڑھو اس نے کہا کہ کوئی اعلیٰ درجہ کا خوبصورت قرآن ہو تو دو۔ میں نے اپنے دل میں کہا اللہ!!! یہ شخص اپنے کوٹ پتلون کے لئے تو اس قدر روپیہ خرچ کر سکتا ہے اور نہیں لے سکتا تو قرآن نہیں لے سکتا۔

یہ بناوٹی بات نہیں ہے خود سوچکر دیکھ لو جسقدر جیب خرچ کے واسطے دیتے ہو۔ دین پڑھانے کے لئے اتنا نہیں دیتے ہو۔

توحید کا تذکرہ میں نے اس لئے نہیں کیا کہ مسلمان جو سامنے ہیں کفار نہیں نبوت کا ذکر نہیں کیا اس لئے کہ برہمو نہیں ہیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے میرے سامنے ہیں۔

انتخاب کا ذکر کیا تھا اسکی ایک ضرورت تھی اس میں بات چل پڑی کہ کیسی ضرورت ہے کہ قرآن کریم کی طرف توجہ دلاؤں۔ دنیا کی لعنت ملامت طعن وتشنیع سب کچھ سنا پھر ٹٹول کر دیکھو کہ خود قرآن دانی قرآن فہمی کے لئے کیا کیا۔ کتنی کوشش کی؟ جواب یہی ہے کہ کچھ بھی نہیں ہرگز نہیں قطعاً نہیں کی۔ حضرت امام نے طاعون کے اشتہار دیئے تم ہی بتاؤ کہ تبدیلی کی تو کیا کی غرض کیسے کیسے مشکلات ہیں رہنمائی کے لئے صرف ایک ہی چیز تھی جس کا نام شفا اور نور ہے۔ اسکو سمجھنے کے لئے آپ نے کیا فکر کی ہے؟ اندرونی یہ آفت اور بیرونی وہ مشکلات

بعض لوگ کہہ اٹھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی کامل کتاب ہم میں موجود ہے اس کے ہوتے ہوئے اور کسی کی کیا ضرورت ہے میں کہتا ہوں کہ اس کتاب ہی کو اگر پڑھتے تو یہ سوال ہرگز نہ کرتے کیونکہ اس میں صاف لکھا ہے۔ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ۔ کتاب چاہیئے کتاب کا پڑھنے والا بھی تو ضروری ہے۔ اور اس کے پڑھانے والا ایسا ہو جو مزکی النفس اور مطہر القلب ہو۔ محمد رسول اللہ ایکم نہیں بلکہ سراً وجہراً خرچ کرنے والا امر بالمعروف کرنے والا خود محبوب ہو کر دوسروں کو محبوب بنانے والا۔

اسی طرح کتاب اللہ سکھ دینے والی ہے مگر اس کے لئے مزکی معلم کی ضرورت ہے بدون اس کے وہ کارگر نہیں ہو سکتی۔ یہ ضرورت ہے **مامور من اللہ کی۔**

میں بھی اپنی جگہ درس دے لیا کرتا ہوں اور گھر میں اور باہر آکر بھی قرآن پڑھتا رہتا ہوں مگر کیا مزکی ہوں؟ نہیں نہیں اور ہرگز نہیں۔ تاکہ میں اپنے عمل درآمد کے رنگ میں دوسرے کو دکھا سکوں۔ مسیح مر گئے مسیح مر گئے حضرت اقدس نے اس مسئلہ کی انتہا کر دی اور قرآن شریف سے اس کو ایسا ثابت کر دیا کہ اب دوسرا کیا لکھے گا اور کیا لکھے گا۔ روایت کشتی میں مرزا

خدا بخش صاحب نے حد کر دی ہے۔ میں سوچنے لگا کہ مجھے کوئی نئی دلیل اس کے متعلق سمجھ میں آسکتی ہے۔ قرآن کو اٹھاتے ہی یہ بات ذہن میں آئی اِنَّ مَثَلَ عِیسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ آدَمَ ـــــ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ جہاں جہاں اسکو دیکھا تو مردوں ہی کے جی اُٹھنے پر آیا ہے۔

پھر آدم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک کسی نبی کی وفات کا تذکرہ نہیں مگر مسیح کی وفات کا تذکرہ ہے پھر مشکلات ہیں تو کیا ہیں جواب ہر دو ہی اندرونی اور بیرونی مشکلات جو ابھی کہہ چکا ہوں کل بیٹھے بیٹھے مجھے خیال آیا کہ ایسا نہ ہو عید تجھکو پڑھانی پڑے جیسے مجددوں کی ضرورت ہے اس لئے عید کے متعلق تیرے دل میں نئی کیا بات آتی ہے۔ اسی دھن میں کبھی فقہ کی کتابیں پڑھتا کبھی احادیث کو دیکھتا کبھی مختصرات پر نظر کرتا آخر میرے جی میں آیا کہ ان لوگوں کی کتابوں کو دیکھو جو اخلاق اور ضروریات کو بیان کر سکتے ہیں اس مطلب کے لئے میں نے ایک کتاب لی ۲۴ صفحوں میں اور وہ بھی بہت باریک سطروں میں عید کا ذکر تھا۔ میں اسے پڑھنے لگا تو دیکھا کہ لمبے مباحثات ہیں جنکا کچھ پتہ نہ چلتا تھا آخر میں نے کہا کہ چھوڑ دوں پھر کہا شاید کچھ آگے لکھا ہو۔ اسی طرح پر ساری کتاب کو ختم کیا۔ آخر مجھے افسوس ہی ہوا۔ کہ کس قدر وقت ضائع کیا لیکن میری نیت چونکہ بخیر تھی اس لئے وہ افسوس جاتا رہا۔ لیکن مجھے یہ حیران کر دینے والا خیال پیدا ہوا کہ کس قدر مشکلات اس ایک عید کے معاملے میں ہیں کوئی کہتا ہے کہ کس وقت نماز پڑھی جاوے کہ ایک رمحہ سورج نکل آیا ہو کس وقت اس عشرہ میں تحمید تکبیر۔ تقدیس تسبیح اللہ کو پسند ہے اور ہر وقت خدا کی یاد کی جاوے پھر یہ کہ دو رکعت نماز پڑھ لو۔ پھر بحث شروع کی کہ فرض عین ہے یا نہیں مستحب ہے یا کیا تکبیریں کتنی پڑھنی چاہئیں وغیرہ کپڑوں خطبوں کے متعلق کیا احکام ہے غرض ایک لمبا سلسلہ تھا مجھے اس پر غور کرتے کرتے یہ معلوم ہوا کہ وہ مقدس دین جسکو اللہ تعالےٰ نے بھیجا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کو پہونچایا اسکا خلاصہ تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ پہ ایمان ہو ملائکہ پر ایمان ہو اس کے رسولوں پر ایمان ہو۔ اسکی کتابوں پر ایمان ہو۔ تقدیر پر ایمان ہو۔ ختم نبوت اور قیامت پر ایمان ہو۔ اور ضرورت ہے کہ اس میں کچھ بھی کمی بیشی نہ ہو لیکن یہ ایزادی کی ہی بات تھی جو ۲۴ صفحہ لکھدیئے اب اس کے حل کرنے والا بھی تو کوئی ہونا چاہیئے۔

ایک شیعہ نے مجھے خط لکھا کہ تم جو دین کی طرف متوجہ ہو یہ تو بتاؤ کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے کے دلائل جو آجتک سنیوں نے دیئے ہیں کیا ہیں اور ان پر شیعوں نے جو اعتراض کئے ہیں اور پھر انکا جو جواب سنیوں نے دیا ہے اور ان سب پر اپنا فیصلہ لکھدو تم سمجھ سکتے ہو کہ ۱۳ سو برس کا جھگڑا اور پھر خوارج بھی ساتھ۔ اعتراض اور جرح الگ ان سب پر نظر۔ لکھنا آسان بات نہ تھی۔ میں نے کہا مولیٰ کریم تو نے اپنے فضل و کرم سے ایسے زمانہ میں پیدا کیا ہے کہ حَکَمٌ عَدَلٌ تو موجود ہی ہے کوئی راہ اس کے پرتو سے کھول دے۔ آخر میں نے یہ لکھدیا کہ ہمارا انتخاب آخر غلط ہوتا ہے اس کو معزول کرنا پڑتا ہے زندگی اور موت ہی ہمارے اختیار میں نہیں ہے ممکن ہے کہ ایک کو منتخب کریں اور رات کو اسکی جان نکل جاوے میرے استاد کہتے تھے سعادت علی خان نے کئی کروڑ روپیہ ہند کے واسطے انگریزوں کو دیا کہ اسنے دیدیں کہتے ہیں جب عمل درآمد کے لئے کاغذ پہونچے تو رات کو جان نکل گئی یہ مشکلات ہیں جو ہمارے انتخاب درست نہیں ہو سکتے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ الخ یہ خدا ہی کا کام ہے کہ کسی کو خلیفہ بنا دے۔ پس کسی دلیل کی حاجت نہیں تم سمجھتے ہو کہ بنی ہاشم نے بڑی کوشش کی مگر کامیاب نہوئے خدا نے جسکو بنانا تھا اسکو بنا دیا۔ (باقی آئندہ)

اطلاع

متعلق ووُمنز ورلڈ

بجواب استفسار متعلقہ ووُمنز ورلڈ برنٹ فورڈ لنڈن جسکے اشتہار مختلف ہندوستانی دیسی زبانوں کے اخبارات میں شایع ہوتے ہیں سکاٹلنڈ یارڈ کے حکام پولیس حسب ذیل تحریر کرتے ہیں۔

یہ کاروبار ایک شخص مسمی جے۔ ایچ نکلسن کے ہاتھ میں ہے۔ نامبردہ کے متعلق بہت سی شکایتیں میٹروپولیٹن پولس (پولس دارالخلافہ) کے پاس پہونچی ہیں لیکن بباعث مختلف وجوہات اس کے برخلاف فوجداری کاروائی نہیں ہو سکی۔ شخص مذکور کا شکار بالخصوص وہ لوگ ہیں جو غیر ممالک میں سکونت پذیر ہیں۔ میری رائے میں مناسب ہوگا کہ موجودہ صورت میں اُن اخبارات کے ایڈیٹران کو جو اشتہارات مذکورہ شایع کرتے ہیں اس امر کی اطلاع کر دی جائے۔

مذکورہ بالا اطلاع عام کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے۔

دستخط
فقیر سید افتخار الدین میر منشی
گورنمنٹ پنجاب

کیا ہمارے مخالف الرائے علماء بدزبانی نہیں چھوڑ سکتے؟

ای قوم من بگفتہ من تنگدل مباش
ز اول چنیں مجوش بہ بیں تا بہ آخرم

یہ امر پبلک پر بخوبی روشن ہوچکا ہے کہ حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۵ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء کو "الصلح خیر" کے عنوان سے ایک اشتہار بایں مراد شایع کیا تھا کہ ہمارے مخالف الرائے علماء اپنی زبانوں کو بدگوئی اور سخت کلامی سے روک لیں۔ امید کی جاتی تھی کہ علماء کا گروہ جو اپنے آپ کو خادم دین اور مصلح قوم سمجھتا ہے اس اشتہار پر نہایت فراخدلی اور وسیع الاخلاقی کے ساتھ آگے بڑھ کر اپنی سعادت مندی اور تقویٰ شعاری کا ثبوت دیگا۔ اور ملک کے ہر حصہ سے اس قسم کے اشتہار شایع ہوں گے جن میں یہ لوگ آیندہ کے لئے اپنی زبانوں اور قلموں کو اعتدال پر لانے کا سچا عہد کر لیں گے۔ مگر ہم نہایت افسوس کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ خلاف امید علماء نے اس بہترین طریق مصالحت پر التفات نہیں کی۔ امرتسر سے ایک اشتہار شایع کیا گیا ہے جس پر امرتسر کے کسی نامی مولوی کے دستخط نہیں ہیں اور جب یہ اشتہار شایع کیا گیا [illegible] ... [illegible]

اس کے قابل نہیں ہے کہ ہم اس پر توجہ کریں۔ مگر اس سے پیشتر ہم علماء پر قوم سے ایک سوال کرنا چاہتے ہیں کہ اے ہمارے مخالف الرائے مولوی صاحبان [illegible] نشینان وغیرہ وغیرہ آپ کی اس خاموشی کو ہم کس پر محمول کریں؟ کیا اس پر کہ آپ لوگوں کی حکومت اپنے قلم اور زبان پر نہیں ہے؟ اور آپ بدگوئی اور سخت کلامی سے محترز نہیں رہ سکتے؟ کیا یہ سمجھیں کہ آپ آیندہ کے لئے ہم سے صلح کا عہد باندھتے ہیں؟ یہ عقدہ تو اسوقت تک نہ کھلے گا جب تک آپ اپنی مہر سکوت کو نہ توڑیں گے۔

اب ہم مختصراً اس اشتہار پر ریویو کرتے ہیں جو منشی غلام احمد امرتسری کی طرف سے شائع کیا گیا ہے۔ جیسا ہم اوپر لکھ چکے ہیں اس اشتہار کو ہم علماء کا جواب قرار نہیں دیتے اس لئے کہ کم از کم امرتسر کے ان علماء کے تو اس پر دستخط ہوتے جو عام طور پر علماء قرار دئے جاتے ہیں قطع نظر اس کے کہ وہ ہیں یا نہیں مثلاً مولوی [illegible] صاحب مولوی عبدالجبار غزنوی [illegible] مولوی ثناء اللہ صاحب [illegible] دستخط نہیں [illegible] اور ایسا ہی مولوی رسل بابا [illegible] دستخط نہیں [illegible] اس اشتہار [illegible] پیش کیا گیا [illegible] الصلح خیر [illegible] نہایت خوشی [illegible] مخالف الرائے [illegible] دل آزار [illegible] خلاف اس کے [illegible] اشتہار [illegible] طریق اختیار کیا [illegible] مصالحت رشید پسند نہیں کر سکتا۔

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] ابتدا کا الزام لگانا دیانتداری

[illegible] کاش ان لوگوں [illegible] مولوی محمد حسین بٹالوی [illegible] مضامین اشاعۃ السنہ [illegible] اور سخت متنفر ہو گیا اس قسم کے مضامین کبھی حضرت اقدس کی طرف سے یا آپکے مریدوں میں سے کسی نے شایع کئے ہرگز نہیں۔

پھر اس شرط کا پیش کرنا کہ ہم مرزا جی کو (معاذ اللہ) کذاب یا دجال سمجھتے ہیں اس واقعی بات کا اظہار کس طرح کریں سخت دل آزار بات ہے۔ الصلح خیر میں یہ بات لکھدی گئی تھی کہ مخفت زبانی میں یہ بات داخل ہوگی کہ ایک فریق دوسرے فریق کو ان الفاظ سے یاد کرے کہ وہ دجال ہے یا بے ایمان ہے یا فاسق ہے مگر یہ کہنا اس بیان میں داخل نہوگا کہ اس کے بیان میں غلطی ہے یا وہ خاطی ہے یا مخطی ہے سخت زبانی میں داخل نہیں ہوگا۔ ان کلمات کے روکنے ہی کے لئے تو الصلح خیر کا اشتہار جاری کیا جاتا ہے ورنہ اس سے بڑھ کر اور کونسے الفاظ ہیں جو تم بول سکتے ہو قانون خود اسکی تدبیر کرلے گا۔ یہ کام گورنمنٹ کے انتظام میں داخل ہے کہ وہ فحش نویسی سے منع کرے اس کے لئے تو کسی عہد نامہ کی بھی ضرورت نہیں۔ اگر ان الفاظ کو تم نہیں چھوڑ سکتے تو اور تم سے کیا امید ہو سکتی ہے خود حضرت اقدس نے الصلح خیر میں بتا دیا ہے کہ اظہار اخلاق کا وقت تو یہی ہے اور ایک وقت آتا ہے کہ احمدی فرقہ دنیا کے کروڑوں انسانوں میں پھیل جاوے گا۔

اور پھر دوسری شرط یہ پیش کی ہے کہ پچھلی کتابوں کو جلا دیا جاوے اور انہیں سے انجام آتھم کا نام بھی لیا ہے یہ کس قدر تقویٰ کے خلاف بات ہے کہ حضرت اقدس کی کتب کا تو نام لے دیا مگر اپنی طرف سے کسی کتاب یا اشتہار کا نام تک نہیں لیا۔ اگر انصاف پر دھیان

خوف ہوتا تو کم ازکم جعفر زٹلی کے اشتہاروں میاں غلام احمد کے اشتہارات اور مولوی محمد حسین صاحب کے رسالجات اشاعۃ السنہ اور کفرنامہ بودھانوی نومسلم سعد اللہ کے گندے رسالجات کے جلانے کا ہی ذکر کیا جاتا۔ کیونکہ کوئی گالی ایسی نہیں ہے جو ان اشتہارات ورسالجات میں نہیں دی گئی ہم کہتے ہیں گذشتہ را صلواۃ آیندہ را احتیاط پچھلی باتوں کو چھوڑو۔ آگے ہی کے لئے انتظام کرو اور حتی وعدہ تہذیب اور شایستگی کا کرو۔

پھر یہ بھی کہا ہے کہ ایک کمیشن مقرر ہو جو کبھی متنازع فیہ تحریر کی نسبت مہذب یا غیر مہذب ہونے کا فیصلہ دے۔ ہماری رائے میں یہ بھی ایک بیہودہ بات ہے اسکی ضرورت ہی کیا ہے کیا آپ لوگوں کا منشا یہی ہے کہ آپ بد تہذیبی کریں۔ اور جب آپ بد تہذیبی چھوڑنے کے لئے سچے دل سے مستعد ہو جائیں گے پھر اس خیال یا وہم کا تو شائبہ بھی نہیں رہ سکتا۔

آخر میں جو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک نیت پر یہ کہہ کر حملہ کیا ہے کہ "مرزا کی نیت بخیر نہیں" یہ حملہ ایک متقی اور خوف الٰہی سے لرزاں عالم کے منہ سے نہیں نکل سکتا۔ ہم نہیں سمجھتے کہ آپ لوگوں کو کیا حق حاصل ہے کہ کسی کی نیت پر مجرمانہ حملہ کریں اور بدظنی کرکے قرآن کریم کے اس حکم کو توڑیں کہ مومنوں کو آپس میں نیک گمان کرنا چاہیئے۔ آپ کی حسن ظنی کا تو یہ منشا رہونا چاہیئے تہا کہ آپ بلاچون وچرا مان لیتے مگر افسوس ہے کہ حسن ظن ہی تو نہیں رہا

یہ بات کہدینا کہ یہ فرقہ ہی ایک دن مٹ جائے گا

نری منہ کی لاف گزاف ہے۔ یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ یہ نور اللہ تو کامل ہوکر رہے گا کسی کے کہنے سے مٹ چکا! ہلاکت اور زندگی اللہ تعالےٰ کے ہاتہہ میں ہے اور اسکا معیار یہ ہے کہ

لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حیّ عن بینۃ

یعنے ہلاک تو وہی ہوتا ہے جو بینہ سے ہلاک ہو اور زندگی بہی وہی پاتا ہے جو بینہ سے زندہ ہو پس آپ لوگ غور کرکے دیکھ لیں کہ نیست ونابود ہونے کے کس کے آثار ہیں اس میں ذرا بہی شک نہیں کہ باطل اپنی نحوستوں سمیت اب بہاگ جاوے گا۔ کیونکہ بینہ کے ذریعہ سے حجت پوری ہو چکی ہے قرآن شریف مستقل طور پر حضرت اقدس کے دعاوی کی تائید سے بہرا پڑا ہے ارضی اور سماوی نشانات آپکی تصدیق کر رہے ہیں۔ جماعت کی روز افزوں ترقی بتا رہی ہے کہ حق کس کے ساتھ ہے آپ لوگوں کے پاس اگر کوئی دلیل قوی ہوتی تو اسے پیش کرتے اور تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق نہ بنتے اگر حجت اور برہان ہوتی سچائی کا نور ہوتا تو گالیوں کا کیا کام تہا بد تہذیبی اور سخت کلامی سے وہی کام لیتا ہے جس کے پاس دانشمندی اور ہدایت کی بات نہو کیا خوب کہا ہے سعدی نے

چو حجت نماند جفا جوئے را
بہ پیکار آخر کشد روئے را

غرض احمدی قوم کے مٹ جانے یا بڑہ جانے کا تو آپ فکر ہی نکریں یہ تو آپ کے کہنے سے رک ہی نہیں سکتی اسکا زیادہ صحیح اندازہ کرانا ہو تو ہر سال گورنمنٹ سے مردم شماری کرا لیا کرو۔ تاکہ پتہ لگتا جاوے کہ بڑہتی ہے یا گہٹتی ہے۔ اور نہیں تو الحکم کے کالم بیعت ہی کا مطالعہ کر لیا کرو۔

باقی باتیں کہ ملوک اس سلسلہ میں داخل ہوں گے اور یہ خیالی منصوبے ہیں اسکا ہم کو کچھ افسوس اور رنج نہیں ہے ابتداءً ایسا ہی کہا کرتے ہیں۔ مکہ والے کب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کو مانتے تھے۔ یہی تو بات ہے کہ تم لوگ ایک بہی ایسا اعتراض پیش نہیں کر سکتے جو پہلے نبیوں پر نہ کیا گیا ہو۔

بالآخر ہم اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ افسوس ان علماء نے اپنی حالت کی اصلاح کی طرف ذرا بہی توجہ نہیں کی بد تہذیبی اور سخت کلامی تو بجائے خود ایک ایسا امر ہے کہ اخلاق اجازت نہیں دیتا کہ اسکو اختیار کیا جاوے ان لوگوں کا یہ کہنا کہ ہم نے جواباً اختیار کیا ہے عذر گناہ بدتر از گناہ ہے۔

آخر میں ہم ان لوگوں کو حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس کلام سے مخاطب کرکے جواب پوچھتے ہیں۔

یارو خودی سے باز بہی آؤ گے یا نہیں؟
خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں؟
باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں؟
حق کی طرف رجوع بہی لاؤ گے یا نہیں؟
کب تک رہو گے ضد و تعصب میں ڈوبتے؟
آخر قدم بصدق اٹھاؤ گے یا نہیں؟
کیونکر کرو گے رد جو محقق ہے ایک بات؟
کچھ ہوش کرکے عذر سناؤ گے یا نہیں؟
سچ سچ کہو اگر نہ بنا تم سے کچھ جواب؟
پھر بھی یہ منہ جہاں کو دکھاؤ گے یا نہیں؟

کیا آپنے ابتک شمس بازغہ نہیں پڑہی ہے؟ اگر نہیں تو ضرور پڑہیئے۔ آپ کو پیر گولڑوی کی حقیقت معلوم ہو جاوے گی اور حضرت اقدس پر اعتراضوں کے جوابات کا علم آئیگا۔ صرف ۸ بلا محصولڈاک پر

حکیم فضل الدین صاحب [illegible] سے [illegible]

مذہبی دنیا

غلامان مسیح ۔ سائبیریا میں اسنام کا ایک عجیب مسیحی فرقہ ہے وہ زمین کو ہموار اور مسطح مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تین مچھلیوں کے سر پر قایم ہے۔ ریلوے۔ ٹیلگراف اور ٹیلیفون کو **دجالی صفات** قرار دیتے ہیں جب کوئی مرجاتا ہے پادری اس کے سرہانے کہتا ہے کہ آتش کا دریا مغرب سے مشرق کو یہ نکلا ہے۔ وغیرہ وغیرہ پھر اس کے کان میں یہ کہہ کر کہ تم بہت سے خط اُٹھاؤ اور بعد کو ہلا کر دفن کے لئے لے جاتے ہیں۔

تثلیث کا لطیفہ

پادری۔ خدا تین ہیں باپ بیٹا روح القدس

ایک۔ نہیں جناب دو کیونکہ بیٹا تو مارا گیا باقی روح القدس اور باپ ہی رہ گئے۔

دوسرا۔ نہیں جناب ایک ہی ہے۔ کیونکہ روح القدس کبوتر کی شکل میں بیٹے پر اُترا۔ اور بیٹا مارا گیا تو گویا بیٹا اور روح القدس مارے گئے۔ باقی ایک باپ ہی رہا۔

تیسرا۔ نہیں صاحب۔ تثلیث مان کر ایک بھی نہیں رہتا اس لئے کہ باپ بیٹا روح القدس متحد فی الذات مانے گئے ہیں جب بیٹا مارا گیا تو سب ہی کا کام تمام ہوا۔

نیوگ کا اشتہار۔ آریوں کو نصیحت

بحوالہ سناتن دہرم گزٹ معلوم ہوا ہے کہ مراد آباد کے اخبار آریہ مترمورخہ ۱۰۔ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء میں ایک عجیب اشتہار شایع ہوا ہے اشتہار دینے والے مہاشہ سمی جینی لال گپت ضلع بلند شہر کے ہیں اور وہ اشتہار میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہیں۔

میں کسی ایسی عورت سے نیوگ کرنا چاہتا ہوں جسکی عمر ۱۶ اور ۲۰ برس کے درمیان ہو خاندانی اور لایق بھی ہو اگر والد دیش میری عمر ۲۷ برس کے لگ بھگ ہے۔

ویدک تہذیب کے لئے یہ اشتہار کافی ہے اس سے پیشتر کالو رام کا اشتہار ہمارے ناظرین پڑھ چکے ہیں۔ لیکن بھی دیانندیو یہ کیا بات ہے۔ اس نیوگی نے تو کوئی وجہ بھی نیوگ کی نہیں لکھی۔ اور نہ کنواری یا بیوہ یا نامرد مرد کی بیوی وغیرہ کسی قسم کی تصریح ہے۔

شاید اصل اشتہار میں ہو۔ کیا دیانندی پنتھ کی کوئی خاندانی اور لایق استری ویدک آگیا پالن کرنے کو طیار ہو گی؟ اور اسکے رشتہ دار اسکو خلاف شرم و حیا نہ سمجھیں گے؟

افسوس۔

مہدی سومالی کی بھی قلعی کھل گئی۔

یوگنڈا مہدی کا جو حشر ہوا ہمارے ناظرین اسے پڑھ چکے اب سومالی مہدی کی ملمع سازی بھی طشت از بام ہوگئی ہے سومالی مہدی کی نسبت فرانسیسی اخباروں نے غلط اور متعصبانہ مضامین شایع کر کے دَرپردہ اسلام پر حملہ کیا تھا۔ اور لوگوں کو دھوکے میں ڈالدیا تھا۔

مصری روزانہ اخبار اللواء سے معلوم ہوا کہ یہ شخص دراصل مسلمان نہیں ہے وہ آسٹریا فوج کا ایک سپہ سالار ہے جس کا نام تھا کارل رنجر افریقی علاقہ میں جا کر اس نے عربی زبان سیکھی اور دعوے کرنے لگا کہ ماں کی جہت سے ترکی اور باپ کی طرف سے عربی ہوں نیز ہر ورد و وظایف اور صوم و صلوٰۃ کو اختیار کر کے چند مسلمانوں کو اپنا فریفتہ کر لیا اور جنوبی جہت میں جاکر پہاڑ کے جاہلوں کو بہکانے لگا کہ میں مہدی موعود ہوں یہانتک کہ اسی ہزار آدمی اسکے ساتھ ہوگئے اور نجاشی کے ساتھ مقابلے بھی ہوتے رہے۔

اب ثابت ہوا کہ وہ مسلمان ہی نہیں ہے ایک فتنہ پرداز مکار ہے۔ دراصل یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہ امر حق مشتبہ نہیں ہونے دیتا۔ مہدی موعود حضرت حجۃ اللہ فی الارض حضرت اقدس میرزا غلام احمد صاحب قادیانی ادام اللہ فیوضہم کی صداقت کیسے زور سے ثابت ہوتی ہے کہ ہر کاذب مدعی کی حقیقت معاً کھلتی جاتی ہے تعجب ہے اس پر بھی دنیا نہیں دیکھتی۔

انسانوں کو زندہ درگور کرنا۔

چند سال گذرے ہیں کہ روس میں ایک ایسے مذہبی فرقہ کا پتہ ملا تھا۔ جسکے ممبر زندہ دفن کئے جاتے تھے۔ اس فرقہ کا نام تجیگنی تہا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا تہا کہ اس فرقہ کے سرگروہ کوالیوسکی اور اس کے مرید و نپر استغاثہ دائر کیا گیا تہا۔ مگر ان دنوں یہ راز نہیں کُھلا تہا کہ اس فرقہ کی اصلیت کیا ہے۔ صرف اسقدر معلوم ہوا تہا کہ اس فرقہ کے ممبر آزادی سے اپنی جانیں دیتے ہیں اس مقدمہ میں ملزم پر یہ الزام عاید کیا گیا تہا کہ اس نے بتیس آدمی ہلاک کئے تھے۔ بلکہ زندہ دفن کر دئے تھے۔ کوالیوسکی اس جرم میں قید کیا گیا تہا۔ حال میں قصبہ ٹیراسپول واقعہ جنوبی روس میں تجیگنی کے مکانات کے قریب اور زندہ دفن کئے ہوئے آدمیوں کی اٹھائیس لاشیں برآمد ہوئی ہیں جنکے ساتھ تجیگنی کی مقدس تحریریں اور تصویریں شامل ہیں۔ یہ اس فرقہ کے مذہبی اسرار سمجھنے کیواسطے مذہبی پیشواؤں کے حوالہ کی گئی ہیں اور کوالیوسکی جسنے اُسوقت بیان کیا تہا کہ میں نے ان آدمیوں کو دنیا کیواسطے

مختلف واقعات

عمدہ نظیر - حیدر آباد دکن میں طبابت پیشہ لوگوں کے متعلق ایک ضروری قانون پاس کیا گیا ہے جسکی تمام اخبارات ہند عرصہ دراز سے تحریک کر رہے تھے بیدار مغز حکام حیدر آباد نے ایک قابل تقلید نظیر قایم کی ہے - اس قانون کے رو سے حکم ہے کہ کوئی شخص محکمہ عالیہ معتمدی سرکار سے سند حاصل کرنے کی بغیر نہ تو طبابت ہی کر سکے گا - اور نہ ادویہ فروخت کرنے کا مجاز ہوگا طبابت پیشہ کو اس حکم کی تعمیل نہ کرنے کیواسطے پانسو روپیہ جرمانہ اور عطار کو دو سو روپیہ جرمانہ کیا جائے گا -

انگلستان میں نیا خطرہ - انگلستان کے مشہور ڈاکٹر پیٹرسن کہتے ہیں کہ اہل انگلستان کو اپنے دماغوں کا علاج کرنا چاہیئے - انکی دماغی قوت بہت کمزور ہوگئی ہے - جسکی وجہ یہ ہے کہ اہل انگلستان کمزور دماغ قوموں کی ساتھ شادی کر لیتے ہیں - اس لئے کمزور دماغ نسلیں پیدا ہو جاتی ہیں - ممالک مفتوحہ میں نوجوان انگریز وہاں کی دیسی عورتوں کے ساتھ تعلق پیدا کر لیتے ہیں جنہیں دماغی قوت کا کوئی تناسب نہیں ہوتا - ڈاکٹر صاحب کا یہ خیال کوئی نیا نہیں ہے - اہل ہنود اور اہل اسلام میں پہلے ہی سے ایک محدود دائرہ کے اندر شادیاں کرنیکا دستور صدیوں سے چلا آتا ہے -

رسم تاج پوشی - شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی رسم تاج پوشی سال آیندہ میں ماہ جون ہوگی - جس کے واسطے بہت عرصہ پہلے تیاریاں شروع ہو جائیں گی - انکا اہتمام ارل مارشل رابرٹس صاحب بہادر اور مسٹر چیمبرلین صاحب کو تفویض ہوگا - اس ساعت سعید میں کئی شاہان یورپ - والیان ایشیا - اور دیسی والیان ریاستہائے ہند لندن میں رونق افروز ہونگے -

والدین محتاط رہیں - ڈاکٹر ہال صاحب انسپکٹر جنرل ہسپتالات کی ایک چٹھی اخبار پایونیر میں شایع ہوئی ہے جس میں ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں - کہ کئی سٹیشنوں پر ایسی کھلونے بکتے ہیں جن پر زہریلے رنگ لگے ہوئے ہوتے ہیں - اور وہ ذرا سی نم پہونچنے سے کھلونے سے اترنے شروع ہو جاتے ہیں - اس لئے بچوں کے والدینوں کو لازم ہے کہ وہ اس قسم کی زہریلی اشیاء کبھی اپنے بچوں کے ہاتھوں میں آنے کا موقع نہ دیں - والدینوں کو سمجھانے سے بہتر ہے کہ گورنمنٹ ایسی اشیاء کی فروخت حکماً بند کر دے -

پرانے انصاف کی نظیر - چین میں دو ایسی عورتیں ایک بچہ کی نسبت دعویدار ہوئیں - جو بظاہر ایسی سچی معلوم ہوتی تھیں کہ حاکم کو ایک یا دوسری کے حق میں فیصلہ دینا دشوار ہو گیا - آخرکار حاکم نے اپنی بیوی سے جو مشہور دانشمند تھی مشورہ لیا - بیوی نے جھٹ ایک زندہ مچھلی منگا کر لڑکے کو اندر بلوا کر اسکے کپڑے مچھلی کے گرد لپیٹ دیئے اور نوکر کو حکم دیا کہ دونوں دعویدار عورتوں کے روبرو اس کو دریا میں پھینک دو - جسکے حکم کی فوراً تعمیل کی گئی جب مچھلی کپڑوں کو اتارنے کے واسطے تڑپی تو ایک عورت بچہ کو نکالنے کے واسطے دریا میں کود پڑی ملازموں نے جھٹ اس عورت کو پانی سے نکال لیا - اور حاکم کی بیوی سے پیش کیا - اسنے بچہ کو عمدہ کپڑے پہنا کر اسکی ماں کے حوالہ کر دیا - اور دوسری عورت نادم ہو کر راہی ہوئی -

برقی طاقت - سے کام - ہندوستان کی تمام جنگی بارکوں میں برقی روشنی کی جائیگی - اور گرمی کے ایام میں پنکھے برقی طاقت سے کھینچا کرینگے تاکہ پنکھا قلیوں کی ہلاکت کے مقدمات میں اضافہ ہو -

بغاوت - سنا گیا ہے کہ جنوبی افریقن رجمنٹ کے تین سو سپاہی باغی ہوئے ہیں اس آتش فساد کو فرو کرنے کے لئے فوج کو روانہ ہونے کا حکم دیا گیا ہے - وجہ یہ ہے کہ اس ملک کے موجودہ سپاہی میعاد معہودہ کے ختم ہونے پر وہاں سے تبدیل نہیں کیے گئے تھے -

افسوس ہے - شمال و مغربی صوبجات کے چھ اضلاع میں استادہ فصل کو ژالہ باری - مینہ اور زنگ سے بہت بھاری نقصان پہونچا ہے -

کمی محصول - بعض اخبارات لکھتے ہیں کہ سررشتہ ڈاکخانجات ہند میں پارسلوں کے محصول میں کمی ہونیوالی ہے - جس سے اس محکمہ کی آیندہ سالانہ آمدنی میں قریباً چھ لاکھ کی ہوگی -

برف کی طاقت - دو انچ برف کی تہ کے اوپر سے پیدل فوج اور چار انچ موٹی برف کی تہ کے اوپر سے سوار - اور سبک توپیں - اور چھ انچ موٹی تہ کے اوپر سے بہت بھاری بوجھ والی توپیں اور آٹھ انچ موٹی تہ کے اوپر سے اتنی بھاری کہ بارہ گاڑیاں گھوڑوں کی قطار سمیت گذر سکتی ہے - اور دس انچ موٹی تہ سے بڑے ہجوم بے کھٹکے گذر سکتا ہے - اور دو فیٹ کی تہ پر سنگین مال سے لدی ہوئی گاڑیاں جا سکتی ہیں -

خوف ہوتا تو کم از کم جعفر زٹلی کے اشتہاروں میاں غلام احمد کے اشتہارات اور مولوی محمد حسین صاحب کے رسالجات اشاعۃ السنہ اور کفرنامہ ہوونانوی نومسلم سعد اللہ کے گندے رسالجات کے جلانے کا بھی ذکر کیا جاتا۔ کیونکہ کوئی گالی ایسی نہیں ہے جو ان اشتہارات و رسالجات میں نہیں دی گئی ہم کہتے ہیں گذشتہ را صلواۃ آیندہ را احتیاط پچھلی باتوں کو چھوڑو۔ آگے ہی کے لئے انتظام کرو اور حتی وعدہ تہذیب اور شایستگی کا کرو۔

پھر یہ بھی کہا ہے کہ ایک کمیشن مقرر ہو جو کبھی متنازعہ فیہ تحریر کی نسبت مہذب یا غیر مہذب ہونے کا فیصلہ دے۔ ہماری رائے میں یہ بھی ایک بیہودہ بات ہے اسکی ضرورت ہی کیا ہے کیا آپ لوگوں کا منشا یہی ہے کہ آپ بد تہذیبی کریں۔ اور جب آپ بد تہذیبی چھوڑنے کے لئے سچے دل سے مستعد ہو جائیں گے پھر اس خیال یا وہم کا تو شائبہ بھی نہیں رہ سکتا۔

آخر میں جو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک نیت پر یہ کہہ کر حملہ کیا ہے کہ "مرزا کی نیت بخیر نہیں" یہ حملہ ایک متقی اور خوف الٰہی سے لرزاں عالم کے منہ سے نہیں نکل سکتا۔ ہم نہیں سمجھتے کہ آپ لوگوں کو کیا حق حاصل ہے کہ کسی کی نیت پر مجرمانہ حملہ کریں اور بدظنی کر کے قرآن کریم کے اس حکم کو توڑیں کہ مومنوں کو آپس میں نیک گمان کرنا چاہیئے۔ آپ کی حسن ظنی کا تو یہ منشا ہونا چاہیئے تھا کہ آپ بلا چون وچرا مان لیتے مگر افسوس ہے کہ حسن ظن ہی تو نہیں رہا

یہ بات کہدینا کہ یہ فرقہ بھی ایک دن مٹ جائیگا

نری منہ کی لاف گزاف ہے۔ یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ یہ نور اللہ تو کامل ہو کر رہے گا کسی کے کہنے سے مٹ چکا! ہلاکت اور زندگی اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے اور اسکا معیار یہ ہے کہ

لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حیّ عن بینۃ

یعنے ہلاک تو وہی ہوتا ہے جو بینہ سے ہلاک ہو اور زندگی بھی وہی پاتا ہے جو بینہ سے زندہ ہو پس آپ لوگ غور کر کے دیکھ لیں کہ نیست و نابود ہونے کے کس کے آثار ہیں اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ باطل اپنی نحوستوں سمیت اب بھاگ جاوے گا۔ کیونکہ بینہ کے ذریعہ سے حجت پوری ہو چکی ہے قرآن شریف مستقل طور پر حضرت اقدس کے دعاوی کی تائید سے بھرا پڑا ہے ارضی اور سماوی نشانات آپکی تصدیق کر رہے ہیں۔ جماعت کی روز افزوں ترقی بتا رہی ہے کہ حق کس کے ساتھ ہے آپ لوگوں کے پاس اگر کوئی دلیل قوی ہوتی تو اسے پیش کرتے اور تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق نہ بنتے اگر حجت اور برہان ہوتی سچائی کا نور ہوتا تو گالیوں کا کیا کام تھا بد تہذیبی اور سخت کلامی سے وہی کام لیتا ہے جس کے پاس دانشمندی اور ہدایت کی بات نہ ہو کیا خوب کہا ہے سعدی نے

چو حجت نماند جفا جوئے را
بہ پیکار آخر کشد روئے را

غرض احمدی قوم کے مٹ جانے یا بڑھ جانے کا تو آپ فکر ہی نہ کریں یہ تو آپ کے کہنے سے رک ہی نہیں سکتی ہے اسکا زیادہ صحیح اندازہ کرانا ہو تو ہر سال گورنمنٹ سے مردم شماری کرا لیا کرو۔ تاکہ پتہ لگتا جاوے کہ بڑھتی ہے یا گھٹتی ہے۔ اور نہیں تو الحکم کے کالم بیعت ہی کا مطالعہ کر لیا کرو۔

باقی باتیں کہ ملوک اس سلسلہ میں داخل ہوں گے اور یہ خیالی منصوبے ہیں اسکا ہم کو کچھ افسوس اور رنج نہیں ہے ابتداً ایسا ہی کہا کرتے ہیں۔ مکہ والے کب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کو مانتے تھے۔ یہی تو بات ہے کہ تم لوگ ایک بھی ایسا اعتراض پیش نہیں کر سکتے جو پہلے نبیوں پر نہ کیا گیا ہو۔

بالآخر ہم اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ افسوس ان علماء نے اپنی حالت کی اصلاح کی طرف ذرا بھی توجہ نہیں کی بد تہذیبی اور سخت کلامی تو بجائے خود ایک ایسا امر ہے کہ اخلاق اجازت نہیں دیتا کہ اسکو اختیار کیا جاوے ان لوگوں کا یہ کہنا کہ ہم نے جو ابا اختیار کیا ہے عذر گناہ بدتر از گناہ ہے۔

آخر میں ہم ان لوگوں کو حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس کلام سے مخاطب کر کے جواب پوچھتے ہیں۔

یارو خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں؟
خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں؟
باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں؟
حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں؟
کب تک رہو گے ضد و تعصب میں ڈوب کر؟
آخر قدم بصدق اٹھاؤ گے یا نہیں؟
کیونکر کرو گے رد جو محقق ہے ایک بات؟
کچھ ہوش کر کے عذر سناؤ گے یا نہیں؟
سچ سچ کہو اگر نہ بنا تم سے کچھ جواب؟
پھر بھی یہ منہ جہاں کو دکھاؤ گے یا نہیں؟

کیا آپنے ابتک شمس بازغہ نہیں پڑھی ہے؟ اگر نہیں تو ضرور پڑھیئے۔ آپ کو پیر گولڑوی کی حقیقت معلوم ہو جائیگی اور حضرت اقدس پر اعتراضوں کے جوابات کا علم آئیگا۔ صرف عہ یا محصولڈاک پر

بقیہ مضمون ایڈریس

نمبر ۸ ممباسہ میں جو علمائے عرب ہیں ان کو عربی کتب مؤلفہ حضرت اقدس دکھائی گئیں اور حسب استعداد اہل زبان میں مختلفہ مسائل بیان کئے گئے مگر چونکہ کسیکو ہم میں سے زبان کی کامل مہارت نہ تھی اس لئے اصل حق اشاعت پورے طور پر ادا نہ ہوا۔

ممباسہ میں جو کرسچین مشنری سوسائٹیاں ہیں اور جو بشپ وغیرہ یہاں رہتے ہیں ان سے بھی انگریزی میں گفتگوئیں ہوئیں اور حضرت مسیح موعود کی بعثت اور اسرائیلی مسیح کی وفات کی خبر ابلاغ کی گئی۔

حضرت اقدس نے ایک انگریزی اشتہار اپنے سلسلہ اور خدام کے وغیرہ کے بارہ میں گورنمنٹ ہند کو پیش کیا تھا اس کی نقل یہاں کے انگریزی اخبار یوگنڈا میل میں دے گئے اور بطرح افریقہ میں انگریزی دنیا کو مسیح موعود کی اطلاع دی گئی۔

ڈاکٹر محمد اسمعیل خانصاحب ڈاکٹر رحمت علی صاحب اور راقم الحروف نے اپنے اپنے جہازی سفروں میں بذریعہ کتب و کلام وغیرہ مسافران جہاز کو جو کہ مختلف بلاد و امصار کے تھے تبلیغ کی۔

نمبر ۹ ہفتہ وار جلسہ کلنڈنی ہسپتال میں باہتمام ڈاکٹر رحمت علی صاحب ہوتا رہا جس میں قرآن کریم سنایا جاتا اور حضرت اقدس کی تصنیفات پڑھی جاتیں اور مسئلہ حیات و وفات مسیح کے مضامین کے متعلق تقریریں ہوتی رہتیں۔

ہم افسوس سے بیان کرتے ہیں کہ جب سے ڈاکٹر رحمت علی صاحب نیروبی تشریف لائے ہیں یہ اہتمام ٹوٹ گیا ہے امید ہے کہ دیگر ممبران اس شاخ تبلیغ کی طرف توجہ کریں گے۔

حضرت اقدس کی مقدس تصانیف بندرگاہ ممباسہ سے لیکر اہل ہند تک ہمیشہ اشاعت پاتی رہیں اور مختلف طبائع پر اپنا اثر کرتی رہیں۔

نمبر ۱۰- اس عرصہ میں تخمیناً ۵۰ اشخاص سے زیادہ حضرت مسیح موعود م کی بیعت سے مشرف ہوئے جن کے اسمائے گرامی ہم اس مضمون کے اختتام پر درج کریں گے اور علاوہ اس کے ایک کثیر تعداد مردمان کو حضرت اقدس سے ایک خاص عقیدت ہو گئی اور نوجوان فلسفی مزاج اہل اسلام کو اس جماعت کے ممبروں سے واسطہ اتحاد بڑھتا جاتا ہے۔

چند ایک اشخاص نو داخل شدہ ممبران کو بوجہ کمزوری طبع اور نہ میسر ہونے صحبت مخلصان کے لغزش بھی ہوئی اور بیعت میں داخل ہونے کے بعد انھوں نے اس رشتہ کو توڑا مگر پھر جب ان کو اس جماعت پر گذرنے کا اتفاق ہوا تو انھوں نے اپنی اس لغزش پر سخت ندامت کی اور بعض نے رجوع بھی کیا۔ خدا تعالیٰ انکو استقامت عطا کرے۔

نمبر ۱۱- آج تک تخمیناً چھ ہزار سے زیادہ روپیہ افریقہ کی جماعت کی طرف سے اشاعت سلسلہ۔ محکم تعلیم۔ عمارات و فنڈ مساکین وغیرہ میں مختلف طور پر قادیان کی طرف روانہ کیا جا چکا ہے اس میں وہ اخراجات شامل نہیں ہیں جو کہ خاص افریقہ میں اشاعت سلسلہ کے متعلق کئے گئے ہیں۔ افسوس ہے کہ کوئی باقاعدہ رجسٹر نہیں رکھا گیا جس میں پورے طور پر تعداد روپیہ اور دیگر کارروائی سلسلہ کی رکھی جاتی مگر انشاء اللہ آئندہ اس کا پورا پورا انتظام کیا جائیگا

اس مذکورہ بالا رقم میں بھاری رقمیں ڈاکٹر محمد اسمعیل خانصاحب ڈاکٹر رحمت علی صاحب سیٹھ احمد الدین صاحب اور محمد ابراہیم و محمد افضل ٹھیکیداران کی ہیں۔

جناب بابو نور احمد صاحب نے باوجود جمعداری کے عہدہ پر ہونیکے اور تنخواہ پانے کے اپنی تین سالہ ملازمت میں چار سو روپیہ روانہ کیا۔

اور ایک صاحب میاں مصاحب دین کمپونڈر نے جو کہ ابھی تک اگرچہ جماعت احمدیہ میں شامل نہیں ہوئے اور صرف حسن ظن رکھتے ہیں اور جو کہ اپنی تین سالہ ملازمت کا بقیہ اندوختہ لے کر ہندوستان رخصت پر اپنے گھر جانے والے تھے ایک دفعہ صرف یہ خبر سنکر کہ حضرت مرزا صاحب کو خدمت دینی کے لئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے بڑی عالی ہمتی اور دریا دلی سے اپنی رخصت کو منسوخ کرا دیا اور کل اندوختہ روپیہ دینی خدمت کے لئے چندہ میں دیدیا خدا تعالے ان کو اس نیک عمل کی جزائے خیر دیوے اور جلد تر اس پاک سلسلہ میں داخل کرے

نمبر ۱۲- حضرت اقدس کے دو خادم افریقہ میں فوت ہوئے اور ایک سخت مخالف مکذب بھی فوت ہوا دونوں کے انجام کا مقابلہ کرنے سے اہل بصیرت کو ایک عجیب سبق حاصل ہوتا ہے۔

خدام میں سے ایک صاحب مولوی ضیاء الدین صاحب ساکن گجرات تھے جو کہ بزمرہ خلاصیان ملازم ہوکر آئے تھے اور کراچی سے بیعت کا خط لکھا تھا ملازمت سے شاید دوسرے سال کلینڈنی ہسپتال میں فوت ہوئے اور بہت عمدہ طور سے ان کی تجہیز و تکفین کی گئی نماز جنازہ پر ۳۰ سے زیادہ آدمی موجود تھے۔

دوسرے صاحب بابو محمد دین صاحب ولد پیر بخش ویٹرینری اسسٹنٹ محکمہ یوگنڈا ترنیبورٹ ہیں جو حال ہی میں مورخہ ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء کو کلنڈنی ہسپتال میں فوت ہوئے ہم انکی مختصر سوانح اور حالات وفات اس مضمون کے ساتھ الگ اختتام پر

درج کرتے ہیں اور اُن کی وصیت بھی شائع کرتے ہیں کہ وہ بدرستی ہوش و حواس و ثبات عقل قبل از انتقال خود کر گئے۔

ان دونوں موتوں کے بالمقابل ایک سخت منکر مکذب کی بھی موت ہے جنکا نام عبد العزیز صاحب سگنیلر ہے یہ صاحب امرتسر میں کسی پٹولی صاحب کے صاحبزادہ ہیں جو کہ ماہ اگست یا ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء میں خودکشی کر کے مر گئے اور نماز جنازہ بھی نصیب نہ ہوئی خودکشی کی وجہ اُن کی قرضداری ہے باوجود معقول تنخواہ پانے کے بوجہ اسراف کے یہ بہت مقروض ہو گئے ہوئے تھے۔ فقط

خاکسار محمد افضل خادم حضرت مسیح موعود علیہ السلام از افریقہ نیروبی۔

تفصیل بیعت کنندگان جنہوں نے افریقہ میں حضرت اقدس سے بیعت کی

[illegible] ڈاکٹر رحمت علی صاحب ضلع گجرات
[illegible] ٹھیکیدار محمد ابراہیم صاحب ساکن پھیرو
[illegible] فرزند علی صاحب سوداگر ״
[illegible] سیٹھ احمد دین صاحب جہلم
[illegible] میاں جواہر صاحب زرگر ״
[illegible] میاں اللہ دتا صاحب ״ ״
[illegible] محمد عالم صاحب کلرک سٹور ״
[illegible] میاں بھولا صاحب
[illegible] نبی بخش صاحب مستری مادہ ״
[illegible] غلام محمد صاحب ٹھیکیدار ״
[illegible] حافظ محمد صاحب ״ ״
[illegible] محمد حفیظ صاحب ״ ״
[illegible] سید محمد صاحب کلرک سٹور
[illegible] بابو غلام غوث شاہ صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ یوگنڈا ریلوے
[illegible] بابو محمد [illegible] صاحب سٹیشن ماسٹر

منشی امیر خانصاحب سپتال ریلوے
بابو محمد الدین صاحب مرحوم ویٹرنری اسسٹنٹ نزد جالندھر۔
بابو مولا بخش صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ ״
بابو سلطان علی صاحب کمپونڈر سر
بابو احمد دین شاہ صاحب کمپونڈر۔
خواجہ احمد صاحب داروغہ ضلع گجرات
غلام قادر صاحب ڈریسر گجرات
فتح الدین صاحب جمعدار ״
عظیم شاہ صاحب باورچی ہسپتال
منشی علی محمد صاحب۔
محمد اسمٰعیل صاحب ساکن کڑیانوالہ گجرات
برکت علی صاحب نوشاہی گجرات
دولت علی صاحب ״ ״
عبد اللہ صاحب کمپونڈر ״
بابو غلام نبی صاحب اوورسیر ہوشیارپور
رحیم بخش صاحب مستری گجرات
عبد العزیز صاحب جمعدار ״
جان محمد صاحب ڈریسر ״
مولوی فضل الرحمن صاحب کمپونڈر ״
نادر خانصاحب ڈپٹی انسپکٹر۔
بابو علی اظفر صاحب کمپونڈر امرتسر
بابو مظہر علی صاحب کلرک امرتسر۔
بابو فیض علی صاحب کمپونڈر امرتسر
سید کرم حسین صاحب کلرک ساکن لاہور بھونڈی پورہ
علی احمد شاہ صاحب لاہور۔
غلام حیدر صاحب سوداگر ״
غلام علی صاحب گھڑی ساز ״
بابو الہداد خان صاحب گارڈ ״
بابو محمد عالم صاحب سگنلر ״
مستری کریم بخش صاحب ٹھیکیدار ״
عالم شیر صاحب سپاہی گنجنیٹ۔
عظیم خانصاحب دفتری یوگنڈا ریلوے دہلی۔
حسن دین صاحب فائرمین۔ لاہور

فہرست دیگر ممبران جماعت جو کہ ہندوستان میں بیعت کر کے افریقہ میں آ گئے

محمد افضل ٹھیکیدار۔ لاہور
محمد بخش صاحب ٹھیکیدار کڑیانوالہ
ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خانصاحب۔ گوڑیانی
شیخ نور احمد صاحب ٹائم کیپر۔ حال کلرک ہسپتال۔ جالندھر
شیخ حامد علی صاحب جمعدار قادیان
برادر شیخ ״ ״
حافظ محمد اسحاق صاحب اوورسیر بھیرہ
قطب الدین صاحب مستری ״ ״
بابو نبی بخش صاحب کلرک اکونٹنٹ آفس آفس
بابو عبد الرحمن صاحب کلرک لوکو آفس ״
چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب جمعدار چھانگا اوور سیالکوٹ۔
غلام محمد صاحب کمپونڈر۔ جالندھر

مختصر سوانح بابو محمد الدین صاحب مرحوم

[illegible] منح ہو کہ بابو صاحب مرحوم سے ہماری ملاقات اپریل سنہ ۱۸۹۹ء میں ہوئی۔ جب کہ بابو صاحب علاقہ یوگنڈا پر وٹیکٹریٹ سے کسی سرکاری ڈیوٹی پر ممباسہ تشریف لائے ہوئے تھے اور اخویم جواہر زرگر کی دوکان پر حالت بخار میں بیٹھے تھے کیونکہ ہسپتال کلنڈنی سے بازار میں آیا اور اُنہی دوکان پر بذریعہ السلام علیکم تعارف ہوا اثنائے گفتگو میں اخویم مرحوم کے ساتھ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا ذکر چل پڑا جب اُن کو اس بات کا علم ہوا کہ یہاں مرزا صاحب کے بہت سے خادم ہیں تو اُن کو اس بات کا کمال اشتیاق ہوا کہ ڈاکٹر رحمت علی صاحب کے مکان پر اُن تصانیف کا مجموعہ موجود ہے تو اسی حالت بخار میں کیس اوڑھ کر ہوا کا سینہ [illegible] سے افتاں و خیزاں [illegible] [illegible] اور جس قدر تصانیف انکو مل سکیں اُسی وقت لے آئے اور تمام رات اُنکو مطالعہ کرتے رہے اور [illegible]

دوسرے دن ۱۲ بجے تک کل کتب واپس کر دیں جس سے ثابت ہوا کہ اخویم مرحوم کو تلاش حق کی کسقدر تڑپ تھی اسی طرح ان سے چند یوم ملاقات رہی اور آخرکار ایک دن اخویم مرحوم نے حضرت مرزا صاحب کو بیعت کا خط لکھکر دیگر خدام مرزا صاحب کو اطلاع دی اور غسل وغیرہ کرکے کپڑے بدل کر اسی دن نماز شروع کی۔ تیسرے دن انھوں نے ایک خط اپنے گھر لکھا جس میں اس اپنی بیعت کی اطلاع دی اور اپنی اہلیہ کو بڑی تاکید نماز کی لکھی اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ اگر وہ پابندی نماز میں تساہل برتنے لگی تو انکا اور اسکا تعلق ایک دن ٹوٹ جاوے گا بیعت کے چند یوم بعد انھوں نے ایک بڑا مبشر خواب دیکھا جس میں حضرت مرزا صاحب نے ان کو ایک جبہ عطا کیا۔ افسوس ہے کہ اس خواب کی زیادہ تفصیل یاد نہیں رہی جتنی دیر وہ ممباسہ میں رہے ہمیشہ ہفتہ وار جلسہ میں شامل ہوتے رہے اور چندہ دیتے رہے۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ اپنی ملازمت پر چلے گئے اور خطوط کے ذریعہ سے ان کے حالات معلوم ہوتے رہے۔ پھر دوبارہ کلندنی میں ہمارے اخویم مرحوم ۱۶ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء کو وارد ہوئے اور اخویم محمد ابراہیم صاحب ٹھیکیدار کے مکان پر فروکش ہوئے جہاں اتفاق سے بندہ بھی آیا ہوا تھا اس وقت بابو صاحب کا حلیہ بدلا ہوا تھا مونچھیں کتری ہوئیں اور داڑھی بڑھی ہوئی تھی تین چار دن کے بعد عصر کے بعد بابو صاحب کو بخار سردی سے چڑھا اور پھر نہ اترا۔ دوسرے دن بابو صاحب نے اپنی حالت کا خود اندازہ کرکے کہا کہ جلد تر ڈاکٹر انگریز کو بلا دینا چاہیے اسی وقت ریلوے ہسپتال میں سے ایک اسسٹنٹ سرجن صاحب کو بلایا گیا۔ چونکہ بابو صاحب نے اپنے

کامل تجربہ سے معلوم کر لیا تھا کہ بخار مہلک ہے اس لئے ڈاکٹر صاحب کی تالیف قلوب کے واسطے ان سے عوض فیس دے کہ وہ توجہ سے علاج کرے۔ ڈاکٹر صاحب بہت تندہی سے علاج کرتے رہے مگر دو دن تک کوئی افاقہ نہ ہوا دوسرے دن بھی ڈاکٹر صاحب کو دو روپے دئے گئے اور ایک رات نصف شب تک برابر بیٹھے رہے مگر مرض کو افاقہ نہ ہوا اور بابو صاحب بیہوش پڑے رہے۔ آخر ان کی حالت نازک دیکھکر نادر خان صاحب ڈپٹی انسپکٹر کی معرفت پولیس سپرنٹنڈنٹ اور محکمہ ٹرانسپورٹ میں اطلاع دی گئی جہاں سے ریلوے ڈاکٹروں کو بہت تاکید علاج معالجہ کے واسطے لکھی گئی اور کہا گیا کہ ان کو خاص ہسپتال میں رکھو ڈاکٹر صاحب فوراً آگرائش رات بابو صاحب کو ہسپتال میں لے گئے اور ایک الگ کمرہ میں رکھا دو تین آدمی خدمت کے واسطے چھوڑے۔ موت سے ایک دو یوم پیشتر مرض کو افاقہ معلوم ہوا اور سب کو خوشی ہوئی۔ سوموار ۲۹ اکتوبر کو اخویم مرحوم نے ایک شخص ملا محمد دین ڈریسر کو جو کہ آپکی خدمت کے واسطے متعینات تھے محمد ابراہیم صاحب کے پاس روانہ کیا کہ ان کو بلا لاؤ محمد دین ڈریسر بازار میں آکر ہم سب کو بلا کر لے گئے آگے جا کر دیکھا تو اخویم مرحوم نے ایک شخص کو اپنی پائینتی بٹھایا ہوا تھا اور سورہ یٰسین سن رہے تھے جب ہم سب پہونچے تو السلام علیکم کے بعد بابو الٰہ دین نے کہا کہ میرا وقت آخری ہے تم کو بلایا ہے وصیت نامہ لکھلو۔ ہم سب نے تسلی دی مگر انھوں نے کہا کہ نہیں مجھکو اپنی زندگی کی امید نہیں ہے میرے پاؤں سوج گئے ہیں زبان سیاہ ہو گئی ہے چہرہ پر بھی ورم ہے میں نے ابھی آئینہ سے اپنی زبان کو دیکھا ہے تم بہرحال وصیت لکھلو کہ آئندہ کام آوے بلحاظ ما تقدم کے لحاظ سے ہم سب

وصیت لکھنے بیٹھ گئے اسوقت ذیل کے اشخاص موجود تھے۔ نادر خان صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس۔ بابو رستم علی صاحب راشن سٹور کلرک محمد ابراہیم صاحب ٹھیکیدار یوگنڈا ریلوے محمد افضل ٹھیکیدار یوگنڈا ریلوے محمد دین ڈریسر ہسپتال ایک اور ملازم ہسپتال سب نے محمد افضل صاحب کو کہا کہ آپ لکھتے جاویں انھوں نے وصیت لکھنی شروع کی جس کی نقل اس مضمون کے ساتھ اشاعت کی جاتی ہے لڑکی اور ہمشیرہ کے الفاظ پر مرحوم کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے مگر عجیب ضبط کا آدمی تھا پھر اپنی آواز کو کھڑا کیا اور بہت صفائی سے وصیت لکھوائی جب انھوں نے پانسو روپیہ اشاعت اسلام کے لئے لکھوایا تو محمد ابراہیم صاحب نے دریافت کیا کہ پنجاب میں مختلف انجمن اشاعت اسلام کی ہیں کہاں روپیہ صرف ہو تب مرحوم نے کہا کہ حضرت مسیح مرزا غلام احمد صاحب کی طرف سے اشاعت اسلام میں صرف ہو۔ اور لڑکی وغیرہ کا جب ذکر آیا تو محمد ابراہیم نے کہا کہ والدہ وغیرہ دیگر اقارب کا بھی حق ہے تو مرحوم نے جواب دیا کہ زوجہ کے لئے زیور کافی ہے اور والدہ اور والد کے پاس کافی جائداد اور سرمایہ ہے مگر لوگ لڑکیوں کے حقوق کی نگہداشت نہیں کرتے اس لئے میں لڑکی کو سب دینا چاہتا ہوں ابھی وہ بہت چھوٹی ہے۔ اس کے بعد کل وصیت تحریر ہوئی اور اسکو دوبارہ سنا کر عمرالدین صاحب کے دستخط ثبت کر دئے گئے۔ اور انھوں نے محمد بخش صاحب پر انتہا اعتماد بہت ظاہر کیا کہ وہ ہر ایک معاملہ کو دیانتداری سے سرانجام دینگے بعد ازاں انھوں نے بہت اصرار کیا کہ مجھے بازار میں لے چلو یہاں میری طبیعت بہت گھبراتی ہے تب

اس لیے انکو بازار میں نہ لائے کیونکہ بغیر اجازت ڈاکٹر یہ امر مناسب خیال نہ کیا گیا۔ اور اُن کو تسلی اور تشفی دیکر آگئے۔ یہ سب کارروائی ۲ بجے بوقت نماز ظہر کے ہوئی بوقت ۵ بجے نماز عصر ملاں محمد دین ڈریسر بازار میں آئے اور سب کو اطلاع دی کہ بابو عمر الدین نے ابھی کچھ عرصہ ہوا کہ جان دی ہے اور انکی وفات کی کیفیت یہ ہے۔

موت سے نصف گھنٹہ پیشتر کلمہ شریف پڑھنا شروع کیا اور پاس بیٹھ کر سورہ یٰسین پڑھوائی ڈاکٹر نے کہا کہ کیا حال ہے جواب دیا کہ اب تو جان نکل رہی ہے۔ صاحب نے کہا کہ شاسپین لاؤ اور وہ شاسپین جب اُس کے سامنے کی گئی تو جواب دیا کہ یہ ناپاک چیز مجھکو نہیں چاہیئے مجھے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کافی ہے تین دفعہ صاحب نے اصرار کیا اُس نے یہی جواب دیا پھر بولا میرے پاؤں کو سیدھا کرو جب سیدھا کیا تو پھر کلمہ پڑھنا شروع کیا۔ بعد ازاں ناگہ کی مٹھی بند کی اور جان دیدی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

سب برادران طریقت اُسی وقت اُٹھے اور تجہیز و تکفین میں مشغول ہوگئے جسم مرحوم کا آخر وقت دفنانے تک مثل ریشم کے تھا کپڑے وغیرہ اتار نے میں کوئی پارچہ چاک نہیں کرنا پڑا۔ قریباً سات بجے شب کو قبرستان میں لے گئے قبر نامکمل تھی اس لیے کلمہ خوانی بڑی کثرت سے بلند آواز جنازہ پر ہوتی رہی قریباً ۳۰ مردمان کے موجود تھے نماز جنازہ بہت عمدہ طور پر ادا ہوئی ۸ بجے کے قریب دفن کرکے سب واپس آگئے مرحوم کی یہ بھی وصیت تھی کہ مجھے عمدہ قبرستان میں دفن کیا جاوے اور پختہ قبر بنواکر اسپر نام کندہ کروا دینا کہ کوئی رشتہ دار کبھی ادھر گذرے تو دعائے خیر سے یاد کرے اس کے بعد محمد ابراہیم صاحب نے صدقہ خیرات وغیرہ اُن کے روپیہ میں سے حسب اُنکی وصیت کے کیا مگر ابھی قبر پختہ اور نام کندہ نہیں ہوا وہ کہتے ہیں کہ چند دن میں کرا دیا جائے گا۔

خاکسار محمد افضل از نیروبی
مشرقی افریقہ ۹ فروری ۱۹۰۱ء

نقل وصیت نامہ بابو عمر الدین مرحوم

وصیت نامہ منجانب بابو عمر الدین ولد پیر بخش وٹیرنری اسسٹنٹ ساکن محلہ عالی شہر جالندھر پنجاب حال وارد افریقہ ہسپتال کانیڈی

(۱) یہ کہ میری کل جائیداد سے جوکہ میری پیدا کردہ ہے اُسمیں سے مبلغ پانچ صد روپیہ مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان کی طرف سے اشاعت میں صرف کیا جاوے اور مبلغ ایک صد روپیہ میری ہمشیروں کو تقسیم کیا جاوے۔ (۲) اور بقایا جائیداد اور روپیہ جسقدر ہے وہ میری لڑکی بنام عزیز بی بی جس کی نسبت بھائی محمد بخش کے لڑکے سے ہوچکی ہے اس کے نام کر دیجاوے (۳) جسقدر زیور میری زوجہ کے پاس ہے وہ اُسکا مال ہے کسیکو اُس میں تعرض کرنیکا استحقاق نہیں ہے (۴) جسقدر روپیہ و سامان میرا یہاں ہے۔ وہ محمد بخش صاحب کے نام پنجاب روانہ کیا جاوے جسکی تفصیل یہ ہے

نقد محمد ابراہیم ٹھیکیدار کے پاس ۱۹۵ روپیہ جس سے انہوں نے بیماری پر صرف کیا ہے وہ منہا کرکے باقی روپیہ۔

ایک ہنڈوی علی دین ولسرام جوکہ چمڑہ کے چک میں ہے تعدادی ۱۵۰ روپیہ اگر اُس نے یکصد روپیہ کیپر گھر روانہ کر دیا ہوا ہے تو بقایا قابل وصول ورنہ تمام۔

ایک چک بنام ھینک کمپنی تعدادی ۱۴۵ روپیہ جوکہ کمپنی نے ادا کرنے سے انکار کیا ہے اسکا روپیہ نور بخش صاحب وٹیرنری اسسٹنٹ یہ چک دیکر وصول کرنا ہے۔

یوگنڈا ریلوے کیطرف جسقدر میرا روپیہ ملازمت نکلتا ہے وہ کل۔

(۵) مذکورہ بالا جسقدر میرا روپیہ ہے اُسمیں سے ذیل کی ادائیگی کرنیکے بعد وہ روپیہ پنجاب روانہ کیا جاوے بابو محمد بخش صاحب کلرک ڈپٹی کمشنر کورٹ جالندھر شہر کے نام پہ۔ مولوی قمر اللہ ملازم ہسپتال حق الخدمت ۵ روپیہ مسمی بابو رحمت اللہ وٹیرنری اسسٹنٹ کو ادا کرنا جوکہ اُس نے واسطے دینے لکھے دئے تھے۔ ما سوائے اخراجات تجہیز و تکفین عمدہ طور پر جسقدر ہوں معہ خیرات ایک گھڑی رسٹر سوار میں کے روقت واپسی گم ہوگئی اُسکی قیمت بابو رحمت اللہ صاحب ادا کر دیں گے (۶) جسقدر روپیہ میں نے لوگوں سے وصول کرنا ہے اور انمیں سے بعض کی رسیدیں میرے پاس نہیں وہ کل بعد وصولیت میری لڑکی عزیز بی بی کا حق ہے (۷) جو حساب کتاب میرا یوگنڈا ٹرانسپورٹ کے ساتھ ہے اُسکے وصول کرنے اور تصفیہ کرنے کے لئے میں بابو رحمت اللہ صاحب کو مقرر کرتا ہوں جوکہ بعد تصفیہ کل روپیہ میرے مکرم بھائی محمد بخش صاحب کے پاس بطور امانت پہنچا دیں اور حسب وصیت جتنا خرچ کریں اور علی دین ولسرام کمپنی سے جو روپیہ ہنڈوی وغیرہ وصول کرنا ہے اور یہاں افریقہ میں جس جس سے لینا ہے اُس کے وصول کرنیکے لیے بابو رحمت اللہ صاحب مختار ہیں اور اگر میرا کوئی اور قرضہ میرے نام نکلے جسکی مجھکو اسوقت یاد نہیں تو بعد کامل تحقیق کے بابو رحمت اللہ صاحب اُسے ادا کر سکتے ہیں (۸) اگر میں اس وصیت کے بعد فوت افریقہ میں ہوں تو میری تجہیز و تکفین وغیرہ کے مہتمم محمد ابراہیم صاحب ٹھیکیدار بشمولیت دیگر برادران جماعت حضرت مرزا صاحب ہیں وہ ادا کریں گے اور نیز ایک خط بخدمت حضرت مرزا صاحب برائے دعائے مغفرت و نماز جنازہ قادیان روانہ کیا جاوے اور جو یکصد روپیہ میں نے تجہیز و تکفین کیلئے مقرر کیا ہے وہ محمد ابراہیم ہی صرف کریں۔

(نوٹ) بھائی محمد بخش صاحب کو تاکید ہے کہ وہ حسب وصیت نامہ ہر ایک وصیت پر خدا کو حاضر ناظر جانکر عمل کریں۔ دستخط متوفی عمر الدین

یہ وصیت نامہ ہم لوگوں کے روبرو بدرستی ہوش و حواس بابو عمر الدین صاحب نے تحریر کرا کر ہمارے سامنے دستخط کئے۔ فقط

اور تاکید کیجاتی ہے کہ وصیت نامہ بابو رحمت اللہ صاحب کو جب وہ آویں تو دیدیا جاوے وہ گھر روانہ کردیں فقط

گواہ شد محمد رستم علی کمسریٹ کلرک جالندھری

رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

سنہ ۱۳۱۸ھ

چہ گویم با تو گر آئی بہ ہادر قادیاں بینی ٭ دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۱۴ دار الامن والامان قادیان - ۱۷ - اپریل سنہ ۱۹۰۱ء جلد ۵

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلے کیلئے دیکھو نمبر ۱۳ جلد ۵

غرض قرآن شریف کی تعلیم ثابت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے اور ذرہ ذرہ اس کے آگے ہے اور اسنے ایسی تعلیم دی ہے جو انسانی قویٰ کی تکمیل کرتی ہے اور عفو اور انتقام کو محل اور موقع پر رکھنے کیواسطے اس سے بڑھکر تعلیم نظر نہیں آئے گی۔ اگر کوئی اس تعلیم کے خلاف اور کچھہ پیش کرتا ہے تو وہ گویا قانون الہی کو درہم برہم کرنا چاہتا ہے بعض طبائع طبعاً عفو چاہتی ہیں اور بعض مار کھانے کے قابل ہوتی ہیں۔ سب عدالتیں قرآن شریف کی تعلیم کے موافق کھلی رہ سکتی ہیں اگر انجیل کے مطابق کریں تو آج ہی سب کچھہ بند کرنا پڑے اور پھر دیکھو کہ کیا نتیجہ نکلتا ہے انسان انجیلی تعلیم پر عمل نہیں کرسکتا۔ پس دو نمونے علمی اور عملی تقوے کے ہوتے ہیں لیکن اس کے سوا تیسری قسم تقویٰ کی ہے

یؤمنون بما انزل الیک

انسان قوت شہادت کا محتاج ہے ایسی راہ اختیار نہ کرے کہ پاک شہادتوں سے دور رہو۔ وہ راہ خطرناک راہ ہے جسمیں راستبازوں کی شہادتیں موجود نہیں ہیں تقویٰ کی راہ یہی ہے کہ جس میں زبردست شہادتیں ہر زمانہ میں زندہ موجود ہوں مثلاً تم نے راہ پوچھا کسی نے کچھہ کہا کہ یہ راہ فلاں طرف جاتا ہے مگر دس کہتے ہیں کہ نہیں یہ تو فلاں طرف جاتا ہے تو اب تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ اُن پہلے مانس آدمیوں کی بات مان لو یاد رکھو کہ شہادت پاکبازوں کی ہی مقبول اور موزون ہوتی ہے۔ بدمعاشوں کی شہادت کبھی مقبول نہیں ہوسکتی یہ تیسری قسم تقویٰ کی ہے جو **یؤمنون بما انزل الیک** میں بیان ہوئی ہے اس کو چھوڑ کر بھی لوگ بہت خراب ہوتے ہیں ہمارے ساتھہ جو لوگوں نے مخالفت کی ہے تو اسی وجہ سے کہ اُنہوں نے تقویٰ کی اس قسم کو چھوڑ دیا ہے خدا تعالیٰ کا کلام تیس ۳۰ آیتوں میں ہمارا موید ہے کبھی وہ **یا عیسےٰ انی متوفیک** کہہ کر کبھی **فلما توفیتنی** کہہ کر کبھی **ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل** کہہ کر غرض کبھی کسی پیرایہ میں کبھی کسی صورت میں پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ یہی راہ سچی ہے جس پر ہم بفضلہ تعالےٰ قایم ہیں اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مسیح کو حضرت یحیٰ کے ساتھہ معراج میں دیکھتے ہیں اور یہ پکی بات ہے کہ ان دونوں میں کوئی خاص فرق جو زندوں اور مردوں میں ہونا چاہیئے۔ نہیں بتایا کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُنکی عمر بتا کر یہ شہادت دیتے ہیں کہ وہ مرگیا اور کبھی آنے والے مسیح موعود اور اسرائیلی مسیح کا حلیہ جدا جدا بتا کر سمجھاتے ہیں کہ وہ مرگیا یہ شہادتیں تو حدیث اور قرآن کی ہیں انکے علاوہ تمام صحابہ کی شہادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہی پر یہ ہوئی ہے کہ سب نبی مرگئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا کہ ابھی نہیں مرے اور تلوار کھینچ کر کھڑے ہو جاتے ہیں مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوکر یہ خطبہ پڑھنے کہ ما محمد

الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل

اب اس موقع پر جو ایک قیامت ہی کا میدان تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں اور کل صحابہ جمع ہیں یہاں تک کہ اسامہ کا لشکر بھی روانہ نہیں ہوا۔

حضرت عمر رضؓ کے کہنے پر حضرت ابو بکر رضؓ باآواز بلند کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور اس پر استدلال کرتے ہیں ما محمد الا رسول سے اب اگر صحابہ کے وہم وگمان میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی ہوتی تو ضرور بول اٹھتے مگر سب خاموش ہو گئے اور بازاروں میں یہ آیت پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ گویا یہ آیت آج اتری ہے۔

معاذ اللہ صحابہ منافق نہ تھے جو وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے رعب میں آکر خاموش ہو رہے۔ اور حضرت ابو بکرؓ کی تردید نہ کی۔ نہیں اصل بات یہی تھی جو حضرت ابو بکر رضؓ نے بیان کی اس لئے سب نے گردن جھکا لی۔ یہ ہے اجماع صحابہ کا۔ حضرت عمرؓ بھی تو یہی کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر آئیں گے اگر یہ استدلال کامل نہ ہوتا (اور کامل تب ہی ہوتا کہ کسی قسم کا استثنا نہ ہوتا کیونکہ اگر حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر چلے گئے تھے اور انہوں نے پھر آنا تھا تو پھر یہ استدلال کیا یہ تو ایک مسخری ہوتی۔) تو خود حضرت عمر رضؓ ہی تردید کرتے۔

جب کہ آیت میں استثنا نہ تھا اور امر واقعی یہی تھا اس لئے سب صحابہ نے بالاتفاق اس امر کو تسلیم کر لیا۔ اور حضرت ابو بکر رضؓ جنکو قرآن شریف کا یہ فہم ملا تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی پڑھی تو حضرت ابو بکر رضؓ رو پڑے کسی نے پوچھا کہ یہ بڈھا کیوں روتا ہے تو آپ نے کہا کہ مجھے اس آیت سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی بو آتی ہے انبیاء علیہم السلام بطور حکام کے ہوتے ہیں جیسے بندوبست کا ملازم جب اپنا کام کر چکتا ہے تو وہاں سے چل دیتا ہے اسیطرح انبیاء علیہم السلام جس کام کے واسطے دنیا میں آتے ہیں جب اسکو کر لیتے ہیں تو پھر وہ اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں پس جب الیوم اکملت لکم دینکم کی صدا پہونچی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سمجھ لیا کہ یہ آخری صدا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر رضؓ کا فہم بہت بڑھا ہوا تھا۔ اور یہ جو احادیث میں آیا ہے کہ مسجد کی طرف سب کھڑکیاں بند کی جاویں مگر ابو بکر رضؓ کی کھڑکی مسجد کی طرف کھلی رہے گی اس میں یہی سر ہے کہ مسجد چونکہ مظہر اسرار الٰہی ہوتی ہے اس لئے حضرت ابو بکر صدیق کی طرف یہ دروازہ بند نہیں ہوگا۔ انبیاء علیہم السلام استعارات اور مجازات سے کام لیتے ہیں۔ جو شخص خشک ملاؤں کی طرح یہ کہتا ہے کہ نہیں ظاہر ہی ظاہر ہوتا ہے وہ سخت غلطی کرتا ہے مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے بیٹے کو کہنا کہ یہ دہلیز بدل دے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سونے کے کڑے دیکھنا وغیرہ امور اپنے ظاہری معنوں پر نہیں تھے بلکہ استعارہ اور مجاز کے طور پر تھے انکے اندر ایک اور حقیقت تھی۔

غرض مدعا یہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضؓ کو فہم قرآن سب سے زیادہ دیا گیا تھا اب جبکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ استدلال کیا میرا تو یہ مذہب ہے کہ اگر یہ معنے بظاہر معارض بھی ہوتے تب بھی تقویٰ اور دیانت داری کا تقاضا تو یہ تھا کہ ابو بکر رضؓ ہی کی مانتے مگر یہاں تو ایک ہی لفظ قرآن شریف میں ایسا نہیں ہے جو حضرت ابو بکر رضؓ کے معنوں کا معارض ہو۔

اب مولویوں سے پوچھو کہ ابو بکر رضؓ دانشمند تھا یا نہیں؟ کیا یہ وہ ابو بکرؓ نہیں جو صدیق کہلایا؟ کیا یہی وہ شخص نہیں جو سب سے پہلے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بنا۔ جس نے اسلام کی بہت بڑی خدمت کی کہ خطرناک ارتداد کی وبا کو روک دیا۔ اچھا اور باتیں جانے دو یہی بتاؤ کہ ابو بکر رضؓ کو ممبر پر چڑھنے کی کیا ضرورت پیش آئی تھی؟ پھر تقویٰ سے یہ بتاؤ کہ انہوں نے جو ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل پڑھا تو اس سے استدلال تام کرنا تھا یا ایسا ناقص کہ ایک بچہ بھی کہہ سکتا کہ عیسیٰ کو موتی سمجھنے والا کافر ہوتا ہے۔

افسوس! ان مخالفوں نے میری مخالفت اور عداوت میں یہی نہیں کہ قرآن کو چھوڑا بلکہ میری عداوت نے انکی یہاں تک نوبت پہونچائی ہے کہ صحابہ کی کل جماعت پر انہوں نے اپنے طریق عمل سے کفر کا فتویٰ دیدیا۔ اور حضرت ابو بکر صدیق کے استدلال کو استخفاف کی نظر سے دیکھا۔

سارا قرآن شریف ہمارے ساتھ ہے تیس آیات مخصوصاً مسیح علیہ السلام کی وفات پر گواہ ہیں معراج کی رات۔ ابو بکر صدیق رضؓ کی تقریر اور صحابہ کا اجماع شاہد ہے۔ یہ لوگ جو ہمارے مخالف ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے اجماع کے خلاف ایک بات کہی یہ جھوٹ بولتے ہیں اجماع انکے ساتھ ہرگز نہیں ہے اول تو اجماع صحابہ ہی تک ہے اور ہم نے ابھی بتایا ہے کہ صحابہ کا اجماع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر مسیح کی وفات پر ہو چکا ہے۔ امام احمد حنبل کہتے ہیں کہ صحابہ کے بعد اجماع کا دعویٰ جھوٹا ہے۔ ماسوائے اسکے بھی بہت سے لوگ اسکے خلاف اور ہمارے ساتھ ہیں معتزلہ مسیح کے آسمان پر زندہ اٹھائے جانے کے قایل نہیں ہیں صوفیوں کا یہی مذہب ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مسیح کی آمد بروزی ہے۔ وقال مالک مات امام مالک موت ہی کے قایل ہیں ابن حزم کا بھی یہی مذہب ہے اب مالکی ابن حزم کے ماننے والے اور معتزلہ اس مسئلہ میں ہمارے ساتھ ہیں لیکن پھر بھی علی سبیل تنزل اگر ہم مان لیں کہ کوئی بھی ہمارے ساتھ ایسے نہیں تو بھی ہم تو یہ کہتے ہیں کہ قرون ثلاثہ کے بعد زمانہ کا نام فیج اعوج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا ہے یعنے ایک ٹیڑھا گروہ اور انکی نسبت

(باقی آئندہ)

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

بقیہ خطبہ عید الضحٰے

(سلسلے کیلئے دیکھو نمبر ۱۳ جلد ۵)

اسی امت سے خلیفہ ہونا اور خلیفہ کا تقرر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہونا ہی قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے اور اگر خلیفہ بننا بہت کتابوں کے پڑھ لینے پر ہوتا تو چاہیئے تھا کہ میں ہوتا میں نے بہت کتابیں پڑھی ہیں اور کثیر التعداد میرے کتب خانہ میں ہیں مگر میں تو ایک آدمی پر بھی اپنا اثر نہیں ڈال سکتا غرض خدا تعالیٰ کا وعدہ آپ ہی منتخب کرنے کا ہے کون منتخب ہوتا ہے۔

اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ

جو شخص خلافت کے لئے منتخب ہوتا ہے اس سے بڑھ کر دوسرا اس منصب کے سزاوار اسوقت ہرگز نہیں ہوتا کیسی آسان بات تھی کہ خدا تعالیٰ جسکو چاہے مصلح مقرر کردے۔ پھر جن لوگوں نے خدا کے ان مامور کردہ منتخب بندوں سے تعلق پیدا کیا انہوں نے دیکھ لیا کہ ان کی پاک صحبت میں ایک پاک تبدیلی اندر ہی اندر شروع ہو جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلقات کو مضبوط اور مستحکم کرنے کی آرزو پیدا ہونے لگتی ہے۔ دیکھو انسان عبث پیدا نہیں کیا گیا

افحسبتم انما خلقناکم عبثا۔

کیا تمہیں یہ خیال ہے کہ ہم نے تم کو عبث پیدا کیا ہے ایسا خیال تمہارا غلط ہوگا ہمارے حضور تم کو آنا ہوگا۔ جب تم عبث نہیں بنائے گئے تو پھر سوچو کہ تم کیوں بنائے گئے ہو

یا ایہا الناس اعبدوا ربکم

لوگو اپنے رب کے فرمانبردار بن جاؤ۔ فرمانبرداری ضروری ہے مگر کوئی فرمانبرداری بدون فرمان کے نہیں ہوسکتی اور کوئی فرمان اس وقت تک عمل کے نیچے نہیں آتا جب تک کہ اسکی سمجھ نہو۔ پھر اس فرمان کے سمجھنے کے لئے کسی معلم کی ضرورت ہے اور الٰہی فرمان کی سمجھ بدون کسی مزکی اور مطہر القلب کے کسی کو نہیں آتی کیونکہ

لا یمسہ الا المطہرون

خدا تعالیٰ کا حکم ہے۔ پس کیسی ضرورت ہے امام کی کسی مزکی کی۔ میں تمہیں اپنی بات سناؤں تمہارا کنبہ ہے میرا بھی ہے تمہیں ضرورتیں ہیں مجھے بھی آئے دن اور ضرورتوں کے علاوہ کتابوں کا جنون لگا رہتا ہے۔ مگر اس پر بھی تم کو وقت نہیں ملتا کہ یہاں آؤ۔ موقع نہیں ملتا کہ پاس بیٹھنے سے کیا انوار ملتے ہیں فرصت نہیں رخصت نہیں۔ سنو تم سے زیادہ کمانیکا ڈھب بھی مجھے آتا ہے شہروں میں رہوں تو بہت سا روپیہ کما سکتا ہوں مگر ضرورت محسوس ہوتی ہے بیمار کو ظہر الفساد فی البر والبحر کا زمانہ ہے میرے لئے تو یہاں سے ایک دم بھی باہر جانا موت کے برابر معلوم ہوتا ہے تم شاید دیکھتے ہوگے کہ یہاں کھیت لہلہا رہے ہیں دنیا اپنے کاروبار میں اسی طرح مصروف ہے مگر میرا ایک دوست لکھتا ہے کہ وبا کے باعث گاؤں کے گاؤں خالی ہو گئے ہیں۔

بے فکر ہوکر مت بیٹھو۔ خدا کے دردناک عذاب کا پتہ نہیں کس وقت آپکڑے۔ غرض تو اسوقت سخت ضرورت ہے اس امر کی کہ تم اس شخص کے پاس بار بار آؤ جو دنیا کی اصلاح کے واسطے آیا ہے۔

تم نے دیکھ لیا ہے کہ جو شخص اس زمانہ میں خدا کی طرف سے آیا ہے وہ ابکم نہیں ہے بلکہ علی وجہ البصیرۃ تمہیں بلاتا ہے تم چاہتے ہو کہ اشتہاروں اور کتابوں ہی کو پڑھ کر فایدہ اٹھالو۔ اور انہیں ہی کافی سمجھو۔ میں سچ کہتا ہوں اور قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہرگز نہیں؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے بیفایدہ اپنے وطنوں اور عزیز و اقارب کو چھوڑا تھا۔ پھر تم کیوں اس ضرورت کو محسوس نہیں کرتے۔ کیا تم ہمکو نادان سمجھتے ہو جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں کیا ہماری ضرورتیں نہیں؟ کیا ہم کو روپیہ کمانا نہیں آتا۔

پھر یہاں سے ایک گھنٹہ غیر حاضری بھی کیوں موت معلوم ہوتی ہے شاید اسلئے کہ میری بیماری بڑھی ہوئی ہو۔ دعاؤں سے فایدہ پہونچ جاوے تو پہونچ جاوے مگر صحبت میں نہ رہنے سے تو کچھ فایدہ نہیں ہوسکتا۔

مختلف اوقات میں آنا چاہیئے۔ بعض دن ہنسی ہی میں گذر جاتا ہے اس لئے وہ شخص جو اسی دن آکر چلا گیا وہ کیا فایدہ اُٹھا سکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب عورتوں میں بیٹھے ہوئے قصہ کررہے ہوں گے اسوقت جو عورت آئی ہوگی تو حیران ہی ہوکر گئی ہوگی۔ غرض میرا مقصد یہ ہے کہ میں تمہیں توجہ دلاؤں کہ تم یہاں بار بار آؤ اور مختلف اوقات میں آؤ۔

میں تمہیں بتاچکا ہوں کہ انسان عبث نہیں بنایا گیا اور اسکو خدا تعالیٰ کے حضور ضرور حاضر ہونا ہے۔ اور پھر یہ بھی بتایا ہے کہ انسان کی اصل غرض پیدا کرنے کی یہ ہے کہ وہ خدا کی عبادت کرے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار رہو۔ فرمانبرداری فرمان کے بغیر نہیں ہوتی اور فرمان کی تعمیل جب تک فرمان کی سمجھ نہو ناممکن ہے۔ خدا تعالیٰ کا فرمان قرآن شریف ہے اور اسکی زبان عربی ہے پس عربی زبان سے واقفیت پیدا کرو۔ پھر امام کی صحبت میں آکر رہو کیونکہ وہ مطہر القلب ہے۔ قرآن شریف کا علم لیکر آیا ہے ایک اور بات ہے جو انسان کو سچائی کے قبول کرنے سے روک دیتی ہے اور وہ تکبر ہے خدا تعالیٰ نے فرمادیا ہے کہ متکبروں کو خدا تعالےٰ کی آیتیں نہیں مل سکتیں۔

کیونکہ تکبر کی وجہ سے انسان تکذیب کرتا ہے اور جھٹلانے کے بعد صداقت کی راہ نہیں ملتی ہے۔ پہلے تکذیب کرچکتا ہے پھر انکار کرتا ہے۔ یاد رکھو مفتری کبھی بھی کامیاب نہیں ہوتا ہے ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب

پس اپنے اندر دیکھو کہ کہیں ایسا مادہ نہو کبھی کبھی انسان کی ایک بدعملی دوسری بدعملی کے لئے طیار کر دیتی ہے خدا تعالیٰ سے بہت وعدہ کرکے خلاف کرنے والا منافق مرتا ہے امام کے ہاتھ پر ثابزابرد ست اور عظیم الشان وعدہ کرتے ہیں کہ

دین کو دنیا پر مقدم کروں گا۔

اب سوچ کر دیکھو کہ کہاں تک اس وعدہ کی رعایت کرتے ہو۔ اور دین کو مقدم کرتے ہو۔

جب قرآن شریف دیکھا ہے تو انبیاء علیہم السلام کی اجماعی تعلیم استغفار ہے اس کے معنے ہیں اپنی غلطیوں اور انکے بدنتائج سے بچنے کے لئے دعا کرنا۔ پہلے استغفار ہے گذشتہ گناہوں کے بدنتائج اور آیندہ ان سے بچنے کی دعا اس کے ذنوب سے بچنے کے لئے سعی اور مجاہدہ کرنا۔ اور پھر امر الہی کی تعظیم کرنا اور نواہی سے اللہ تعالیٰ کے جلال کو دیکھ کر ہٹ جانا اور ڈر جانا ہے۔ قرآن شریف میں مطالعہ کرو کہ نابکار خدا تعالیٰ سے نہ ڈرنے والوں اور انبیاء علیہم السلام کا مقابلہ کرنے والے شریروں کا انجام کیا ہوا۔ کس طرح وہ ذلت کی مار سے ہلاک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ۔ اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اس کے رسولوں پر۔ ختم نبوت پر تقدیر پر مسئلہ جزا و سزا پر ان سب کے بعد رذایل سے بچنے اور فضایل کو حاصل کرنے کی بے تعداد ضرورت ہے۔ اور یہ بات حاصل ہوتی ہے کسی برگزیدہ انسان کی صحبت میں رہنے سے جس کو خدا نے اس ہی کام کے لئے مقرر کیا ہے۔

مشکلات آتی ہیں اور ضرور آتی ہیں مگر مومن کا کام ہے کہ وہ خدا تعالیٰ پر کبھی بدظن اور اس سے مایوس نہیں ہوتا مجھے اس آیت نے بڑا ہی مزا دیا ہے انه لا ییئس من روح اللہ الا القوم الکافرون پس مجھے دیکھو کہ کتنی دیر سے کس استقلال اور ہمت سے محض خدا کو راضی کرنے کے واسطے یہاں بیٹھا ہوں۔ مجھے بھی مشکلات ہیں بعض دوست کہتے ہیں کہ تم الٹی ترقی کرتے ہو پر میں خود ہی سمجھتا ہوں کہ میری مرض گھٹ رہی ہے یا بڑھ رہی ہے۔

مشکلات ضرور ہوتے ہیں تمہیں بھی آئیں گی مگر اس بات کی کچھ پرواہ نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ ہم نے جس کو امام مامور من اللہ مانا ہے اور خدا کے فضل سے علی وجہ البصیرۃ مانا ہے اس کو خدا کے لئے مانا ہے۔ پس ہم کو تو اپنی فکر کرنے کی ضرورت ہے یاد رکھو کہ مزکی کے پاس رہنے کے بغیر اصلاح نہیں ہو سکتی علوم میں سے ہمیں ضرورت ہے اس بات کی کہ اسماء اللہ معلوم ہوں خدا تعالیٰ کے افعال کا علم ہو۔ ایمان کے معنے معلوم ہوں۔ کفر اور نفاق کی حقیقت معلوم کریں ایک میرے بڑے پڑھے لکھے دوست نے کئی بار مجھ سے پوچھا ہے کہ عبادت کیا چیز ہے؟

پس جب اتنے بڑے علم کے بعد بھی ان کو مشکل پیش آئی تو وائے ان لوگوں پر جو مطلق بے خبر اور ناواقف ہیں۔

پرسوں یا اترسوں میں ما احل لغیر اللہ بہ پر کچھ کہہ رہا تھا کہ ایک بول اٹھا کہ تمہارے نزدیک سارے کافر ہو جاتے ہیں۔

پہلا الہام جو ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا وہ بھی اقرأ باسم ربک ہی تھا۔ اور پھر

رب زدنی علما کی دعا

تعلیم ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ علم کی کس قدر ضرورت ہے سچے علوم کا مخزن قرآن شریف ہے تو دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ قرآن شریف کے پڑھنے اور سمجھ کر پڑھنے اور عمل کے واسطے پڑھنے کی بہت بڑی ضرورت ہے اور یہ حاصل ہوتا ہے تقوی اللہ سے مامور من اللہ کی پاک صحبت میں رہ کر یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنی سلامتی۔ صدق نیت۔ شفقت علی خلق اللہ غایت البعد عن الاغنیاء۔ آسانی۔ جودت طبع۔ سادگی۔ دوربینی کی صفات سے فایدہ پہونچاتے ہیں۔

ایک اثر میں میں نے پڑھا ہے کہ نماز کی نسبت خطبہ چھوٹا ہو اس لئے اب میں اس کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔

اولاد کے لئے ایسی تربیت کی کوشش کرو کہ ان میں باہم اخوۃ۔ اتحاد۔ جرأت۔ شجاعت۔ خودداری۔ شریفانہ آزادی پیدا ہو۔ ایک طرف انسان بناؤ دوسری طرف مسلمان۔

(خطبہ کو یہاں ختم کرکے مولانا صاحب نے دینیات کی تعلیم کی ضرورت ابناء السبیل کی امداد کی ضرورت اور اس سلسلہ عالیہ کی بعض ضروریات کی طرف توجہ دلائی۔ اور پورے معنوں میں خطبہ کو ختم کر دیا ایڈیٹر)

بشارت

تفسیر القرآن کا دوسرا پارہ مطبع میں بغرض طبع بھیجا جانا شروع کر دیا گیا ہے پہلا پارہ جسقدر قبولیت اور عزت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے اس نے میرے حوصلہ اور ہمت کو بڑھا دیا ہے یہ پارہ پہلے پارہ کی نسبت بہت سے حقایق اور معارف کا مجموعہ ہوگا کیونکہ حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کی اصلاح کے علاوہ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے بھی اصلاح کی ہے۔ اب اسمیں جو کچھ لکھا جائیگا وہ ایک کامل تحقیق کا عطر ہوگا۔ درخواستیں دفتر الحکم کے پتہ سے طلب فرمائیں

انجمن اشاعت اسلام
اور
رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی بنیاد

برادران۔ السلام علیکم۔ آپ کی آنکھیں نہایت اشتیاق سے اس کارروائی کے دیکھنے کی منتظر ہوں گی۔ جو تجویزہ رسالہ انگریزی کے متعلق عید الضحیٰ کے موقعہ پر ہونے والی تھی۔ سو خدا تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ کارروائی نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام پائی۔ اور ہمارے دوستوں نے متفق اللفظ ہوکر رسالہ انگریزی اور اس کے مستقل سرمایہ کی ضرورت کو تسلیم کرکے ایک مستقل فنڈ کی بنیاد رکھی۔ مختلف تحریکیں جو اس موقعہ پر دوستوں نے کیں ان سے اس امر کی ضرورت ثابت ہے کہ بجائے ایک انگریزی رسالہ شائع کرنے کے ایک مستقل انجمن بسرپرستی حضرت اقدس قائم کی جائے جس کی غرض اسلامی تعلیم کو بذریعہ زبان انگریزی اشاعت دینا ہو۔ اور اس غرض کو پورا کرنے کے لئے نہ صرف ایک میعادی رسالہ پر کوششوں کو محدود کردیا جاوے۔ بلکہ اور تصانیف بھی وقتاً فوقتاً حسب اقتضائے وقت زبان انگریزی میں بسرپرستی انجمن شائع ہوا کریں۔ البتہ اشاعت رسالہ ان اغراض کے پورا کرنے کا مستقل ذریعہ ہوگا۔ چنانچہ باتفاق رائے حاضرین جلسہ ایک انجمن موسوم بہ انجمن اشاعت اسلام قرار دی گئی۔ اور اس کا افتتاحی اجلاس ۳۰ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء کو بعد از نماز ظہر مسجد اقصیٰ یعنی جامع مسجد قادیان میں منعقد ہوا۔ اور اس موقعہ پر حضرت اقدس نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

تقریر حضرت اقدس ؑ

سب صاحب اس بات کو سن لیں کہ چونکہ ہماری یہ سب کارروائی خدا ہی کے لئے ہے وہ اس غفلت کے زمانہ میں اپنی حجت پوری کرنی چاہتا، جیسے ہمیشہ انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں ہوتا رہا ہے کہ جب وہ دیکھتا ہے کہ زمین پر تاریکی پھیل گئی ہے تو وہ تقاضا کرتا ہے کہ لوگوں کو سمجھاوے اور قانون کے موافق حجت پوری کرے۔ اس لئے زمانہ میں جب حالات بدل جاتے ہیں اور خدا سے تعلق نہیں رہتا۔ سمجھ کم ہو جاتی ہے اس وقت خدا تعالےٰ اپنے کسی بندہ کو مامور کردیتا ہے تاکہ غفلت میں پڑے ہوئے لوگوں کو سمجھائے اور یہی بڑا نشان اس کے مامور ہونے پر ہوتا ہے کہ وہ لغو طور پر نہیں آتا ہے بلکہ تمام ضرورتیں اس کے وجود پر شہادت دیتی ہیں جیسے ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا۔ اعتقادی اور عملی حالت بالکل خراب ہوگئی تھی اور نہ صرف عرب کی بلکہ کل دنیا کی حالت بگڑ چکی تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ظھر الفساد فی البر والبحر۔ اس فساد عظیم کے وقت خدا تعالےٰ نے اپنے کامل اور پاک بندہ کو مامور کرکے بھیجا جس کے سبب سے تھوڑی ہی مدت میں ایک عجیب تبدیلی واقع ہوگئی۔ مخلوق پرستی کے بجائے **خدا تعالےٰ پوجا گیا** بداعمالیوں کے بجائے اعمال صالحہ نظر آنے لگے۔

ایسا ہی اس زمانہ میں بھی دنیا کی اعتقادی اور عملی حالت بگڑ گئی ہے اور اندرونی اور بیرونی حالت انتہا تک خطرناک ہوگئی ہے۔ اندرونی حالت ایسی خراب ہوگئی ہے کہ قرآن تو پڑھتے ہیں مگر یہ معلوم نہیں کہ کیا پڑھتے ہیں۔ اعتقاد بھی کتاب اللہ کے برخلاف ہوگئے ہیں اور اعمال بھی۔

مولوی بھی قرآن کو پڑھتے ہیں اور عوام بھی مگر تدبر نہ کرنے میں دونوں برابر ہیں اگر غور کرتے تو بات کیسی صاف تھی قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے مثیل موسیٰ پیدا کیا ہے بات یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ایک سلسلہ پیدا کرتا ہے پھر جب اس سلسلہ پر ایک دراز عرصہ گذرنے کے بعد ایک قسم کا پردہ سا چھا جاتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کے بدلے میں اور سلسلہ اسی رنگ میں قائم کرتا ہے قرآن شریف سے دو سلسلوں کا پتہ لگتا ہے اول بنی اسرائیل کا سلسلہ جو موسیٰ علیہ السلام سے شروع ہوا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہو گیا چونکہ یہود کی بداعمالیاں حد تک پہونچ گئی تھیں اور ان میں یہاں تک شقاوت اور سنگدلی پیدا ہوگئی تھی کہ وہ انبیا کے قتل تک مستعد ہوئے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے غضب کی راہ سے اس سلسلہ کو جس میں ملوک اور انبیاء تھے حضرت عیسیٰ پر ختم کردیا میں ہمیشہ سے اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ بے باپ پیدا ہوئے تھے اور ان کا بے باپ پیدا ہونا ایک نشان تھا اس بات پر کہ اب بنی اسرائیل کے خاندان میں نبوت کا خاتمہ ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کے ساتھ وعدہ تھا کہ بشرط تقویٰ نبوت بنی اسرائیل کے گھرانے سے ہوگی لیکن جب تقویٰ نہ رہا۔ تو یہ نشان دیا گیا تاکہ دانشمند سمجھ لیں کہ اب آیندہ اس سلسلہ کا انقطاع

ہوگا - غرض حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بنی اسرائیل کی نبوت کا خاتمہ ہوگیا پہلی کتابوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا کہ بنی اسمٰعیل میں بھی ایک سلسلہ اسی سلسلہ کا ہمرنگ پیدا ہوگا - اور اس کے امام و پیشوا اور سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے توریت میں بھی یہ خبر دی گئی تھی قرآن شریف نے بھی فرمایا کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ جیسے توریت میں مانند کا لفظ تھا قرآن شریف میں کما کا لفظ موجود ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالاتفاق مثیل موسیٰ ہیں سورۂ نور میں بھی ذکر فرمایا گیا ہے کہ سلسلہ محمدیہ موسویہ سلسلہ کا مثیل ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیانی انبیاء کا ذکر قرآن شریف نے نہیں کیا لم نقصص کہہ دیا یہاں بھی سلسلہ محمدیہ میں درمیانی خلفا کا نام نہیں لیا جیسے وہاں ابتدا اور انتہا بتائی یہاں بھی یہ بتا دیا کہ ابتدا مثیل موسیٰ سے ہوگی اور انتہا مثیل عیسیٰ پر گویا خاتم الخلفا وہی ہے جسکو دوسرے لفظوں میں مسیح موعود کہتے ہیں۔ **موعود** اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا وعدہ کیا گیا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الآیہ - خلفا کے تقرر کا جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا تھا اسی وعدہ میں وہ خاتم الخلفا بھی شامل ہے۔ اور نص قرآنی سے ثابت ہوا کہ وہ موعود ہے جو خط ایک نقطہ سے شروع ہوگا وہ ختم بھی نقطہ پر ہی ہوگا پس جیسے وہاں خاتم مسیح ہے یہاں بھی وہ خاتم خلفا ہے - اس لئے یہ اعتقاد اسی قسم کا ہے کہ اگر کوئی انکار کرے کہ اس امت میں مسیح موعود نہ ہوگا وہ قرآن سے انکار کرتا ہے

اور اس کا ایمان جاتا رہے گا - اور یہ بالکل واضح بات ہے اس میں تکلف اور تصنع اور بناوٹ کا نام نہیں ہے پھر جو شک و شبہ کرے وہ قرآن شریف کو چھوڑتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو کئی سورتوں میں بیان کر دیا ہے اول تو یہی سورۂ نور دوسری سورہ فاتحہ جس کو ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھتے ہیں اس سورہ میں تین گذشتہ فرقے پیش کئے ہیں ایک وہ جو **انعمت علیہم** کے مصداق ہیں دوسرے مغضوب تیسرے ضالین -

مغضوب سے یہ مخصوصاً مراد نہیں کہ قیامت میں ہی غضب ہوگا کیونکہ جو کتاب اللہ کو چھوڑتا اور احکام الٰہی کے خلاف ورزی کرتا ہے ان سب پر غضب ہوگا مغضوب سے مراد بالاتفاق یہود ہیں اور الضالین سے نصاریٰ اب اس دعا سے معلوم ہوتا ہے کہ منعم علیہ فرقہ میں داخل ہونے اور باقی دو سے بچنے کے لئے دعا ہے - اور یہ سنت اللہ ٹھیری ہوئی ہے جب سے نبوت کی بنیاد ڈالی گئی ہے خدا تعالیٰ نے یہ قانون مقرر کر رکھا ہے کہ جب وہ کسی قوم کو کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم دیتا ہے تو بعض اس کی تعمیل کرنے والے اور بعض خلاف ورزی کرنے والے ضرور ہوتے ہیں پس بعض منعم علیہ بعض **مغضوب** اور بعض **ضالین** ضرور ہوں گے -

اب زمانہ بآواز بلند کہتا ہے کہ اس سورہ شریف کے موافق ترتیب آخر سے شروع ہوگئی ہے آخری فرقہ نصاریٰ کا رکھا ہے اب دیکھو کہ اس میں کس قدر لوگ داخل ہوگئے ہیں ایک بشپ نے اپنی تقریر میں ذکر کیا ہے کہ ۱۰۰۰ ملین مرتد ہو چکے ہیں۔ اور یہ قوم جس رفتار

کے ساتھ نکلی ہے اور جو جو طریق اس نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے اختیار کیے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی عظیم الشان فتنہ نہیں ہے اب دیکھو کہ تین باتوں میں سے ایک تو ظاہر ہوگئی پھر دوسری قوم مغضوب ہے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا وقت بھی آگیا اور وہ بھی پورا ہو رہا ہے یہودیوں پر غضب الٰہی اس دنیا میں بھی بھڑکا اور طاعون نے انکو تباہ کیا - اب اپنی بدکاریوں اور فسق و فجور کی وجہ سے طاعون بکثرت پھیل رہی ہے - کتمان حق سے وہ لوگ جو عالم کہلاتے ہیں نہیں ڈرتے - اب ان دونوں کے پورا ہونے سے تیسرے کا پتہ صاف ملتا ہے انسان کا قاعدہ ہے کہ جب چار میں سے تین معلوم ہوں تو چوتھی سے معلوم کر لیتا ہے اور اسی طرح اسکو امید ہو جاتی ہے نصاریٰ میں لاکھوں داخل ہوگئے مغضوب میں داخل ہوتے جاتے ہیں **منعم علیہم** کا نمونہ بھی اب خدا دکھانا چاہتا ہے جب کہ سورہ فاتحہ میں دعا تھی اور سورہ نور میں وعدہ کیا گیا ہے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ سورہ نور میں دعا قبول ہوگئی ہے - غرض اب تیسرا حصہ منعم علیہ کا ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اسکو روشن طور پر ظاہر کرے گا - اور یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے جو ہو کر رہے گا - مگر اللہ تعالیٰ انسان کو ثواب میں داخل کرنا چاہتا ہے تاکہ وہ استحقاق جنت کا ثابت کریں - جیسا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا - خدا تعالیٰ اس بات پر قادر تھا کہ وہ صحابہ کے بدون ہی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر قسم کی فتوحات عطا فرماتا - مگر نہیں خدا نے

صحابہ کو شامل کر لیا تا کہ وہ مقبول ٹھہریں اس سنت کے موافق یہ بات ہماری جماعت کو پیش آ گئی ہے کہ بار بار تکلیف دی جاتی ہے اور چندے مانگے جاتے ہیں اس وقت ہمارے دو بڑے ضروری کام ہیں ایک یہ کہ **عرب** میں اشاعت ہو دوسرے **یورپ** پر اتمام حجت کریں۔ عرب پر اس لئے کہ وہ اندرونی طور پر وہ حق رکھتے ہیں ایک بہت بڑا حصہ ایسا ہوگا کہ ان کو معلوم بھی نہ ہوگا کہ خدا نے کوئی **سلسلہ** قائم کیا ہے اور یہ ہمارا فرض ہے کہ انکو پہنچائیں اور اگر نہ پہنچائیں تو معصیت ہوگی ایسا ہی **یورپ** والے حق رکھتے ہیں کہ ان کی غلطیاں ظاہر کی جاویں کہ وہ ایک بندہ کو خدا بنا کر خدا سے دور جا پڑے ہیں یورپ کا تو یہ حال ہو گیا ہے کہ واقعی اخلد الی الارض کا مصداق ہو گیا ہے۔ طرح طرح کی ایجادیں صنعتیں ہوتی رہتی ہیں اس سے تعجب مت کرو کہ یورپ ارضی علوم و فنون میں ترقی کر رہا ہے یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب آسمانی علوم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں تو پھر زمین ہی کی باتیں سوجھا کرتی ہیں۔ یہ کبھی ثابت نہیں ہوا کہ نبی بھی کلیں بنایا کرتے تھے یا ان کی ساری کوششیں اور ہمتیں ارضی ایجادات کی انتہا ہوتی تھیں۔ آج جو اخرجت الارض اثقالہا کا زمانہ ہے یہ مسیح موعود ہی کے وقت کے لئے مخصوص تھا چنانچہ اب دیکھو کس قدر ایجادیں اور نئی کانیں نکل رہی ہیں ان کی نظیر پہلے کسی زمانہ میں نہیں ملتی ہے۔ میرے نزدیک طاعون بھی اسی میں داخل ہے اس کی جڑ زمین میں ہے پہلا اثر چوہوں پر پڑتا

غرض اس وقت جبکہ زمینی علوم کمال تک پہونچ رہے ہیں توہین اسلام کی حد ہو چکی ہے کون کہہ سکتا ہے کہ اس پچاس ساٹھ سال میں جس قدر کتابیں۔ اخبار۔ رسالے توہین اسلام میں شائع ہوئے ہیں کبھی ہوئے تھے۔ پس جب نوبت یہاں تک پہونچ چکی ہے تو کوئی مومن نہیں بنتا جب تک کہ اس کے دل میں غیرت نہ ہو۔ بے غیرت آدمی دیوث ہوتا ہے اگر **اسلام** کی عزت کے لئے دل میں محبت نہیں ہے تو عبادت بھی بے سود ہے کیونکہ **عبادت محبت** ہی کا نام ہے وہ تمام لوگ جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی ایسی چیز کی عبادت کرتے جس پر کوئی سلطان نازل نہیں ہوا وہ سب مشرک ہیں سلطان تسلط سے لیا گیا ہے جو دل پر تسلط کرے اس لئے یہاں دلیل کا لفظ نہیں لکھا ہے **عبادت** کہا ہے جب انتہا درجہ کی **محبت** کرتا ہے جب انتہا درجہ کی امید ہو۔ انتہا درجہ کا خوف ہو یہ سب عبادت میں داخل ہے۔ غیر اللہ کی عبادت کا اتنا ہی مفہوم نہیں ہے کہ سجدہ نہ کیا جاوے نہیں بلکہ اس کے مختلف مراتب ہیں اگر کوئی مال سے انتہا درجہ کی محبت کرتا ہے تو وہ اس کا بندہ ہوتا ہے خدا کا بندہ وہ ہے جو خدا کے سوا اور چیزوں کی حد اعتدال تک رعایت کرتا ہے اسلام میں محبت اشیاء منع نہیں ہے مگر ایک حد تک۔

اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرما دیا ہے کہ جو خدا سے محبت کرتے ہیں اسی سے ڈرتے اسی سے امید رکھتے ہیں وہ ایک سلطان رکھتے ہیں لیکن جو نفس کے تابع ہوتے ہیں ان کے پاس کوئی سلطان نہیں ہے جو محکم طور پر دل کو پکڑے غرض انسان کا کوئی فعل اور قول ہو جب تک وہ خدا کی سلطان کا پیرو نہ ہو شرک کرتا ہے۔ پس ہم جو اپنی اس کارروائی کی دو طور پر اشاعت چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور اس سے بڑھکر کوئی شاہد نہیں ہو سکتا کہ کس قدر سچے جوش اور خالصتہً للہ اسکو پیش کرتے ہیں۔ ہمیں اتفاق نہیں ہوا کہ انگریزی میں لکھ پڑھ سکتے اگر ایسا ہوتا تو ہم کبھی بھی اپنے دوستوں کو تکلیف نہ دیتے مگر اس میں مصلحت یہ تھی کہ تا دوسروں کو ثواب کے لئے بلائیں۔ ورنہ میری طبیعت تو ایسی واقع ہوئی ہے کہ جو کام میں خود کر سکتا ہوں اس کے لئے کسی دوسرے کو کبھی کہتا ہی نہیں۔

اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور چار برس زندگی پاتے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ فوت ہو جاتے دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ فتح عظیم جس کا آپ کے ساتھ وعدہ تھا حاصل کر چکے تھے۔ رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا دیکھ چکے تھے الیوم اکملت لکم ہو چکا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے نہ چاہا کہ ان کو محروم رکھے بلکہ یہی چاہا کہ ان کو بھی ثواب میں داخل کرے۔

اسی طرح پر اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم کو اس قدر خزانے دیدیتا کہ ہم کو پرواہ بھی نہ رہتی مگر خدا ثواب میں داخل کرتا ہے جسکو وہ چاہتا ہے یہ سب جو بیٹھے ہیں یہ قبر پر ہی سمجھو کیونکہ آخر مرنا ہے پس ثواب حاصل کرنے کا وقت ہی ہے میں ان باتوں کو جو خدا نے میرے دل پر ڈالی ہیں سادہ اور صاف الفاظ میں ڈالنا چاہتا ہوں۔ اس وقت ثواب کے لئے مستعد ہو جاؤ اور یہ بھی مت سمجھو کہ اگر اس راہ میں خرچ کریں گے تو کچھ کم ہو جاوے گا خدا تعالیٰ کی بارش کی طرح سب کمیاں پر ہو جائیں گی [illegible]

یاد رکھو خدا کی توفیق کے بغیر دین کی خدمت نہیں ہو سکتی جو شخص دین کی خدمت کے واسطے شرح صدر سے اٹھتا ہے خدا اس کو ضائع نہیں کرتا غرض خلاصہ یہ ہے کہ ایک پہلو تو میں کر رہا ہوں دوسرے پہلو کو ہماری انگریزی خواں جماعت نے اپنے ہاتھ میں لیا ہے انھوں نے یہ تجویز کی ہے کہ **تجارت** کے طریق پر یہ کام جاری ہو جائے دین کی اشاعت ہو جائے گی اور ان کا کوئی حرج نہ ہوگا۔ امید ہے کہ خدا اس کا اجر دے گا۔

میں یہ صرف اپنی جماعت کے ارادوں کا ترجمہ کرتا ہوں۔ میرا منشا تو اسی حد تک ہے کہ کسی طرح عرب اور دوسرے ملکوں میں تبلیغ ہو جائے۔ یہ انھوں نے اپنی دانست میں اسہل طریق مقرر کیا ہے جس کو تجارتی طریق پر سمجھ لیا جائے تجارت کے امور ظن غالب ہی پر چلتے ہیں۔ بہر حال یہ ان کا ارادہ ہے میرے نزدیک جہاں تک یہ امر مذہب سے تعلق رکھتا ہے تو میں اس کی حمایت کرتا ہوں اگر یہ تجویز عمل میں نہ بھی آئے تب بھی یہ کام تو ہو جائے گا بہر حال آپ غور کر لیں۔ اللہ تعالیٰ کو بہتر معلوم ہے۔

فقط

حضرت اقدس کی تقریر ختم ہونے پر راقم الحروف نے برعایت اختصار اپنی گذشتہ دو ماہ کی کارروائی کی رپورٹ پیش کی جو تجویز رسالہ کے متعلق بذریعہ خط و کتابت راقم الحروف اور دیگر برادران طریقت میں ہو چکی تھی سرمایہ رسالہ کے متعلق راقم الحروف نے بیان کیا کہ اگرچہ اس سرمایہ کو تاجرانہ اصول پر جمع کرنا عام طور سے پسند کیا گیا ہے۔ لیکن بعض ذی ہمت احباب یہ بھی پسند کرتے ہیں کہ یہ سرمایہ تاجرانہ طور سے نہ رہے بلکہ خیرات کے طور پر ہو اور اس کی آمد جو کچھ رہے وہ بطرز تجارت تقسیم نہ ہو بلکہ سرمایہ رسالہ میں جمع کی جائے۔ یہ تجویز واقعی نہایت احسن خیال کی گئی اور اس کی تائید میں شیخ رحمت اللہ صاحب بمبئی ہوس اور قاضی خواجہ علی صاحب ٹھیکہ دار لودھیانہ نے پرزور تقریریں کیں چنانچہ ان کی تقریروں پر کئی سو حصص کے قریب بہم پہنچانا حاضرین مجلس نے محض للہ قبول کیا۔ بہر حال اس تجویز کو غور ثانی کے لئے آئندہ اجلاس پر رکھا گیا جو دوسری شام کو منعقد ہونا تھا حسب رائے جلسہ مولوی محمد علی صاحب شیخ رحمت اللہ صاحب ڈاکٹر رحمت علی صاحب مولوی عبد الکریم صاحب اور راقم الحروف انجمن کے قواعد اور ضوابط تجویز کرنے کے لئے مقرر کئے گئے۔

چنانچہ پنجم اپریل کو بعد از نماز مغرب دوسرا اجلاس حضرت اقدس کی مسجد میں ہوا اور قواعد انجمن جو مذکورہ بالا اصحاب نے بطور سب کمیٹی مرتب کئے تھے وہ منظور کئے گئے۔ ان قواعد کی کاپی الگ طبع ہو کر ممبران انجمن کی خدمت میں پہنچے گی۔ اور ایسا ہی دیگر احباب بھی مولوی محمد علی صاحب ساکن قادیان کو ایک آدھ آنہ کا ٹکٹ بھیج کر منگوا سکتے ہیں۔ حضرت اقدس نے بعد از منظوری قواعد و ضوابط و تقرر عہدہ داران ایک لطیف تقریر کرنے کے بعد فرمایا کہ ان کی رائے میں تاجرانہ اصول کا لحاظ رکھنا بھی موجودہ حالات کے ماتحت ضروریات سے ہے۔ کیونکہ بعض وقت چندوں کی بہتات موجب ابتلا ہو جاتی ہے چنانچہ اس امر کے متعلق مفصل بحث ہوئی اور یہ باتفاق رائے قرار دیا گیا کہ اب رسالہ کا سرمایہ اسی طرح بہم پہنچایا جائے جس طرح پہلے تجویز کیا تھا۔ یعنی کل سرمایہ رسالہ دس ہزار روپیہ تجویز ہوا اور اس کو ہزار حصص میں تقسیم کیا جائے فی حصہ دس روپیہ۔ اگر جو احباب اس کا سرمایہ بہم پہنچانے کا ارادہ رکھتے ہوں وہ کم از کم ایک حصہ خریدیں تین سال تک ان کا سرمایہ انجمن کے ہاتھ میں رہے گا جس کے بعد ہر ایک شخص جو تاجرانہ طور سے حصص خریدے گا وہ اپنے حصص واپس لینے کا مجاز ہوگا اور نفع کی تقسیم سالانہ ہوگی البتہ وہ احباب جو بطور خیرات حصص لیں گے ان کے حصص بطور سرمایہ مستقل رسالہ سمجھے جاویں گے اور ان کا منافع اس مستقل سرمایہ رسالہ میں سالانہ جمع ہو جایا کرے گا انجمن کا نظم و نسق **تین مجالس** کے ہاتھ میں رکھا گیا۔

(۱) مجلس عامہ۔

(۲) بورڈ آف ڈائرکٹرز۔

(۳) مجلس کارکن۔

مجلس عامہ کا اجلاس تو سال میں ایک دفعہ عید اضحی کے موقعہ پر رکھا گیا۔ البتہ اس انجمن کے کل انتظام کے لئے بورڈ آف ڈائرکٹرز مقرر ہوا جن کی ہدایات کے مطابق مجلس کارکن ہمیشہ کارروائی کیا کرے گی۔ سردست انجمن کے عہدہ داران حسب ذیل مقرر ہوئے

سرپرست اعلیٰ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔

پریسیڈنٹ حکیم مولوی نور الدین صاحب۔

وائس پریڈنٹ مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی۔

سکرٹری خواجہ کمال الدین وکیل

اسسٹنٹ سکرٹری مولوی محمد علی صاحب

فنانشل سکرٹری شیخ رحمت اللہ صاحب

تاجر بمبئی ہوس۔

محاسب میاں تاج الدین صاحب لاہوری۔

بورڈ آف ڈائرکٹرز کے ممبر بیس مقرر کئے گئے۔ اور یہ ممبر ان ممبران انجمن میں سے انتخاب کئے جاویں گے جو کم از کم دس حصص خریدیں گے فی الحال اصحاب ذیل ممبران بورڈ تجویز ہوئے ہیں

حکیم نور الدین صاحب۔
نواب محمد علی خاں صاحب
مولوی محمد علی صاحب۔
مولوی عبد الکریم صاحب۔
شیخ رحمت اللہ صاحب۔
خواجہ کمال الدین صاحب۔
میاں تاج الدین صاحب لاہوری
مرزا افضل بیگ صاحب قصوری۔
ڈاکٹر رحمت علی صاحب
خلیفہ رشید الدین صاحب
خواجہ جمال الدین صاحب
حکیم فضل الدین صاحب بھیروی
میر حامد شاہ صاحب۔
سیٹھ عبد الرحمن صاحب مدراس
مولوی عزیز بخش صاحب ڈیرہ غازیخاں
ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب
منشی محمد نواب خانصاحب تحصیلدار

علاوہ ان عہدہ داران کے جو شخص پچاس حصے خریدے وہ وہ اس انجمن کا مربی متصور ہوگا۔ چنانچہ چودہری محمد سلطان صاحب بیرسٹر و شیخ رحمت اللہ و مولوی نور الدین صاحب و حکیم فضل الدین صاحب مربی مقرر کئے گئے۔

بورڈ آف ڈائرکٹرز کا پہلا اجلاس یکم اپریل کو بمقام قادیان ہوا اور انھوں نے حسب ذیل امور فیصلہ کئے۔

رسالہ کا نام

ریویو آف ریلجنز۔ یعنی کل مذاہب دنیا پر تحقیقی نظر کرنیکا رسالہ

رسالہ کی اشاعت گاہ

اس کی اشاعت گاہ لاہور قرار دیگئی اور اسکا دفتر بھی لاہور میں رہیگا

رسالہ کے ایڈیٹر

اس کے ایڈیٹر مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدینصاحب مقرر کئے گئے

سرمایہ رسالہ

سرمایہ رسالہ کا بہم پہونچانا خریداری حصص پر منحصر رہا البتہ وصولی حصص کے لئے حسب ذیل قواعد تجویز کئے گئے۔

(۱) جو شخص ایک حصہ خرید کرے وہ فی الفور دو روپے بھیجدے اور بقیہ رقم جون ۱۹۰۱ء تک بھیجے

(۲) ایک سے زیادہ پانچ حصص تک مبلغ عہ فی الفور۔ اور بقیہ رقم باحتیاط یکم اگست ۱۹۰۱ء

(۳) پانچ سے زیادہ دس حصص تک۔ فی حصہ ایک روپیہ فی الفور بقیہ میں سے پانچ حصص یکم اکتوبر ۱۹۰۱ء تک۔ اور جو باقی رہے نصف یکم جنوری ۱۹۰۲ء تک باقی نصف یکم اپریل ۱۹۰۲ء تک

(۴) دس سے زیادہ ۲۵ حصص تک۔ دس فیصدی فی الفور بقیہ میں سے ۲/۵ یکم اکتوبر ۱۹۰۱ء تک ۲/۵ یکم اپریل ۱۹۰۲ء اور ۱/۵ یکم جولائی ۱۹۰۲ء تک

(۵) ۲۵ سے اوپر دس فیصدی فی الفور اور یکم اکتوبر ۱۹۰۱ء تک دس حصص پورے کرے باقی میں سے آٹھ حصص ہر سہ ماہی پر۔ بشرطیکہ کل روپیہ یکم اپریل ۱۹۰۳ء سے پہلے پہلے ادا ہو جائیگا

یہ فیصلہ ہوا کہ سردست کوئی پریس اپنا نہ کھولا جاوے۔ پریس کے متعلق

اب میں ذیل میں ان احباب کے اسماء گرامی معہ تعداد حصص لکھتا ہوں جنھوں نے ان حصص کے مطابق انجمن کا سرمایہ بہم پہنچانے کا وعدہ کیا ہے انمیں سے بعض احباب نے تو مجھے اطلاع دیدی ہے کہ انکے حصص خیراتی سمجھے جاویں یا نا جرانہ باقی احباب جو آئندہ حصص خریدیں یا وہ احباب جنھوں نے جلسہ عید اضحی سے پہلے خریداری حصص منظور فرمائی تھی وہ بھی مجھے اطلاع بخشیں کہ ان کے حصص کس مد میں لکھے جائیں کیونکہ خیراتی تجویز بعد کی ہے۔ ان احباب کے نام حسب ذیل ہیں۔

اسماء	حصص
حکیم نور الدین صاحب و حکیم فضل الدین صاحب مشترک	۱۹۰
شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس لاہور	۵۰
خواجہ عزیز الدین معہ فرزندان (خواجہ جمال الدین صاحب و خواجہ کمال الدین صاحب)	۴۰
خلیفہ رشید الدین صاحب میڈیکل آفیسر ریاست رام پور	۴۰
منشی عبد العزیز صاحب پٹواری سیکھواں	۵
مولوی عبد الکریم صاحب	۲
نبی بخش صاحب رفوگر امرتسر	۵
میر حسام الدین صاحب و میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹ	۱۰
چراغ دین صاحب امرتسر	ایک
ڈاکٹر عباد اللہ صاحب ”	۲
شیخ عبد الرحمن صاحب نو مسلم قادیان	۲
ڈاکٹر رحمت علی صاحب	۱۵
مولوی محمد اکرم صاحب مالیر کوٹلہ	۲
مولوی محمد اسمٰعیل صاحب امرتسر	ایک
میر عنایت علی صاحب لدھیانہ	۲
پیر سراج الحق صاحب نعمانی	۲
امیر الدین صاحب گجرات	ایک
محمد خانصاحب کپور تھلہ	۵
منشی عزیز الرحمن صاحب ”	۲
ڈاکٹر فیض قادر صاحب ”	۲
عبد الرحمن صاحب ”	۲
عبد الرحیم صاحب ”	ایک
منشی اروڑا صاحب ”	۲
میاں سوہا صاحب ”	ایک
ظفر احمد صاحب ”	ایک
عالم خاں صاحب ”	ایک

سردار خاں صاحب ،،	ایک
مولوی عبد القادر صاحب ،،	،،
احمد حسن صاحب ،،	،،
مولوی محمد حسین صاحب نمبر دار پریم	۲
جیت پورہ ریاست کپورتھلہ	
شیخ عطا محمد صاحب ملٹری ورکس	۱۰
فورٹ سنڈیمن	
خدا بخش صاحب سملہ ۔	۵
بابو برکت علی صاحب ،،	،،
ڈاکٹر فیض احمد صاحب علاقہ	۲
گھگھر ۔	
مہر دین و کرم الٰہی صاحبان لالہ موسیٰ	۲
چودھری رستم علی صاحب انبالہ	۱۰
بابو محمد صاحب ،،	،،
بابو محمد معقول صاحب میر منشی ،،	۵
محمد سرافراز و کرم الٰہی صاحبان بدوملی	۱۲
حاکم علی صاحب ۔	ایک
محی الدین صاحب سیالکوٹ	۲
مولوی عبد الرحیم صاحب ،،	،،
فضل محمد صاحب ۔ ہرسیاں	ایک
منشی تاج الدین صاحب لاہور	۱۰
غلام محمد صاحب ،،	ایک
میر ناصر نواب صاحب	۳
ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب امرتسر	۲
ڈاکٹر محبوب عالم صاحب سانبھر	۲
سلطان محمد صاحب سیالکوٹ	ایک
امیر علی شاہ صاحب ،،	۵
غلام غوث صاحب	۱۰
حکیم محمد حسین صاحب مہتمم مرہم	۲
عیسیٰ لاہور	
قطب الدین صاحب جہلم	ایک
برکت علی صاحب وزیر آباد	۳
غلام حسین صاحب ڈنگہ	ایک
حکیم فضل الدین صاحب محلہ ملتان	۲
مرزا غلام حیدر صاحب پٹی	۱۰
مرزا افضل بیگ صاحب قصور ۔	۲۵
علی بخش صاحب مستری پٹی ۔	۵
جمال الدین صاحب معہ برادران سیکھواں	۶
شہاب الدین صاحب فیض اللہ چک	ایک
چودھری فضل الٰہی صاحب ،،	،،
شیخ غلام علی صاحب ،،	،،
...ن الدین صاحب ،،	،،

قاضی محمد یوسف علی صاحب نعمانی	۵
تشامی سررشتہ دار اکز کیٹو کمیٹی	
سنگرور ریاست جیند ۔	
حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور	۲
ڈاکٹر نور محمد صاحب ،،	۱۰
منشی اسمٰعیل صاحب پٹواری ساکن	ایک
لسانوالہ ۔	
ماسٹر قادر بخش صاحب لدھیانہ	ایک
امام الدین صاحب پٹواری لوچپ	،،
گورداسپور	
عبد الحمید صاحب محرر جیسٹری	۲
لنگر گڑھ متصل گورداسپور	
حافظ عبد الرحمن صاحب بٹالہ	ایک
مستری مولا بخش صاحب لدھیانہ	،،
اکبر خانصاحب سنور پٹیالہ	،،
حال قادیان ۔	
عبد الصمد صاحب سنور	،،
کرم علی صاحب سنگساز قادیان	،،
قدرت اللہ خانصاحب ،،	،،
مہر عبد اللہ صاحب ارائیں سیکھواں	،،
محمد صدیق صاحب ،،	،،
قاضی خواجہ علی صاحب لدھیانہ	۲
منشی جلال الدین صاحب بلانی	۲
میر مدثر شاہ صاحب پشاور	۲
مولوی سید سرور شاہ صاحب	ایک
مولوی غلام حسن صاحب پشاور	۲
مرزا غلام صمدانی صاحب ،،	ایک
شیخ عبد العزیز صاحب نومسلم قادیان	،،
حسین بخش صاحب درزی ،،	،،
حاجی محمد صاحب بسنتی مدرس جھنگ	۲
شیخ عبد الرحیم صاحب مدرس قادیان	۲
مولوی سلطان حامد صاحب	ایک
قتال پور ملتان	
صاحب دین صاحب ۔ طہال	،،
فضل الدین صاحب عطار گوجرانوالہ	،،
مولوی نور احمد صاحب بسنتی مدرس	،،
چودھری محمد خانصاحب جنڈیالہ امرتسر	،،
شمس الدین صاحب سملہ	۵
اہلیہ ،، ،،	،،
مولوی محمد علی صاحب ایم اے	۱۰
مفتی محمد صادق صاحب	۵
مولوی عزیز بخش صاحب ڈیرہ غازیخاں	۱۰

ڈاکٹر عبد اللہ صاحب کمپونڈر	۲
مولوی محمد یحییٰ صاحب دیگراں	ایک
چودھری اسمٰعیل صاحب جہاراں والہ	۴
سیالکوٹ	
شیخ یعقوب علی صاحب تراب ایڈیٹر الحکم	۱۰
مولوی غلام علی صاحب رہتاس	۵
پیر بخش صاحب لدھیانہ	ایک
محمد حسن صاحب عطار ،،	،،
حکیم فضل الٰہی صاحب لاہور	۲
ماسٹر شیر علی صاحب	۳
ماسٹر عبد الرحمن صاحب اول	۲
ڈاکٹر محمد شریف صاحب قلات	ایک
قاضی ضیاء الدین صاحب قاضی	،،
کوٹ جان محمد	
قاضی محمد یوسف صاحب ،،	،،
قاضی میر محمد صاحب کوٹ کیلاں	،،
گوجرانوالہ ۔	
ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خانصاحب	۱۰
گڑھ شنکر ۔	
حکیم مولوی نور محمد صاحب مالک	۵
شفاخانہ نوری موکل لاہور	
حافظ محمد اسحاق صاحب پیری	۱۰
سب اوورسیر	
مولوی فضل الدین صاحب	۲
احمد آبادی	
حافظ محمد عیسیٰ صاحب بھیرہ	ایک
خلیفہ عطا محمد صاحب گڑھ شنکر	،،
محمد جانصاحب محرر جیل راولپنڈی	۶
روشن دین صاحب سٹیشن ماسٹر	۲
بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر	۴
مردان ۔	
امام الدین صاحب سب اوورسیر	۱۰
راولپنڈی	
احمد جانصاحب پولیس کنسٹیبل	ایک
مولوی عنایت اللہ صاحب	،،
سدنت پورہ	
منشی گلاب خانصاحب ڈکشائی	۵
محمد نواب خاں صاحب جہلم	۱۰
تحصیلدار	
چودھری محمد سلطان خانصاحب	۵۰
بیرسٹر ایٹ لا جہلم ۔	
مرزا یعقوب بیگ صاحب ڈاکٹر ،،	۱۲

محمد شفیع ولد عبد العزیز صاحب پٹواری ایک حصہ
قاضی تفضل حسین صاحب تلونڈی ۱۰
منشی محمد بخش صاحب تلونڈی ۵

اسی طرح کل تعداد کی حصص کی (۷۷۵) ہو گئی ہے قریباً (۲۲۵) حصص کی خریداری باقی ہے۔ اب برادران طریقت سے استدعا ہے کہ ایک بار کوشش فرما کر تعداد ہزار حصص کی بہت جلد پوری فرما دیں۔ امر دوم یہ ہے کہ اگرچہ روپیہ بہم پہونچانے میں سہولت دی گئی ہے لیکن جہاں تک ممکن ہو سکے بہت جلد ہمارے دوست اپنا وعدہ کردہ حصہ بہم پہونچا دیں۔ منی آرڈر براہ راست شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس انارکلی لاہور کے نام بھیجدیں اور مجھے اطلاعی کارڈ لکھیں۔ رسید باضابطہ شیخ رحمت اللہ صاحب دیں گے۔

نیز ہر ایک حصہ دار سے التجا ہے کہ وہ دوبارہ غور فرما کر مجھے اطلاع بخشیں کہ اُن کے حصص خیراتی ہوں گے یا تجارتی نیز بعض احباب کا پتہ ہماری کاغذات میں نہیں اُنکی بھی مہربانی ہوگی اگر وہ مفصل پتہ سے اطلاع دیں۔

یہ امر ذکر کرنا ضروری ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے یکم اپریل ۱۹۰۱ء سے ایڈیٹری کا کام شروع کر دیا ہے اور رسالہ یکم اکتوبر ۱۹۰۱ء کو شائع کیا جائیگا سردست وہ چھ ماہ متواتر مضامین طیار کرتے رہیں گے۔ رسالہ کے حجم اور قیمت کے متعلق بھی آئندہ اطلاع دیجائیگی۔

نوٹ۔ ہر ایک منی آرڈر کے ساتھ شیخ رحمت اللہ صاحب کو اطلاع دی جاوے کہ روپیہ سرمایہ تجارتی کی مد میں جائیگا یا خیراتی چندہ کے۔ جو اصحاب روپیہ بھیج چکے ہیں وہ بھی اس امر سے شیخ صاحب کو اطلاع دیں۔

کمال الدین وکیل پشاور

ایک خط کا جواب حضرت اقدس

علیہ الصلوٰۃ والسلام

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۱۳ جلد ۵

انسان صرف اس بات پر ہی ناز نہ کرے اور اپنی ترقی کی انتہا اسی کو نہ سمجھ لے کہ کبھی کبھی اس کے اندر رقت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ رقت عارضی ہوتی ہے۔

انسان اکثر دفعہ ناول پڑھتا ہے اور اس کے درد انگیز حصہ پر پہونچکر بے اختیار رو پڑتا ہے حالانکہ وہ صاف جانتا ہے کہ یہ ایک جھوٹی اور فرضی کہانی ہے۔ پس اگر محض رو پڑنا یا رقت کا پیدا ہو جانا ہی حقیقی سرور اور لذت کی جڑ ہوتی ہے تو آج یورپ سے بڑھ کر کوئی بھی روحانی لذت حاصل کرنے والا نہ ہوتا۔ کیونکہ ہزارہا ناول شائع ہوتے اور لاکھوں کروڑوں انسان پڑھ کر روتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ انسان کی فطرت میں ایک بات موجود ہے کہ ہنسی کے مقام پر ہنس پڑتا ہے اور رونے کے مقام پر رو بھی پڑتا ہے اور ان سے مناسب موقع ایک لذت بھی اُٹھاتا ہے مگر یہ کوئی لذت روحانی فیصلہ نہیں کر سکتی ہیں۔ کوئی کسی عورت پر عاشق ہو جاتا ہے اور اپنے فسق ہی میں اس کے ہجر کے شعر بنا بنا کر خوش ہوتا ہے اور روتا ہے انسان کے اندر ایک طاقت ہے خواہ اس کو محل پر استعمال کرے یا بے محل پس اس طاقت پر ہی بھروسہ کر کے نہ بیٹھ رہے اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت اس لئے رکھی ہے کہ سچے سائل محروم نہ ہوں اور جب یہ برمحل استعمال ہو تو ان کے لئے آنے والے روحانی مدارج کا ایک مقدمہ ہو۔ اور یہ موتی کا کام دے

غرضیکہ یہ امور کہ کبھی رو پڑتا اور کبھی دنیا کی دوسری چیزوں اور تعلقات سے انقطاع کرنا یہ عارضی ہوتی ہیں ان پر اعتبار کر کے بندہ سست و یا نہ بنے وہ امور جنپر سچی معرفت کی بنا ہے یہ ہیں کہ وہ خدا کی راہ میں اگر بار بار آزمایا جائے اور مصائب اور مشکلات کے دریا میں ڈالا جاوے تب بھی ہرگز نہ گھبرائے اور قدم آگے ہی بڑھائے۔ اس کے بعد اس کی معرفت کا انکشاف ہوتا ہے اور یہی سچی نعمت حقیقی راحت ہوتی ہے۔ اُس وقت دل میں ایک رقت پیدا ہوتی ہے مگر یہ رقت عارضی نہیں ہوتی بلکہ سرور اور لذت سے بھری ہوئی ہوتی ہے روح پانی کے ایک مصفا چشمہ کی طرح خدا کی طرف بہتی ہے۔ مدعا یہ ہے کہ سمندر کے پہلے ایک سراب آتا ہے وہ بھی سمندر ہی نظر آتا ہے جو سراب کو دھوکا سمجھکر آگے چلنے سے رہجاتا اور مایوس ہو کر بیٹھ جاتا ہے وہ ناکام اور نامراد رہتا ہے لیکن جو ہمت نہیں ہارتا اور قدم آگے بڑھاتا ہے وہ منزل مقصود پر پہونچ جاتا ہے خدا تعالیٰ نے مختلف کیفیتیں انسانی روح کے اندر رکھی ہوئی ہیں ان میں سے اس رقت کی بھی ایک کیفیت ہے کوئی خط شعر خوانی یا خوش الحانی ہی سے متاثر ہو جاتا ہے کوئی آگے چلتا ہے اور اپنے قلع نہ ہو کر صبر کے ساتھ اصل مرحلہ تک پہونچتا ہے یہ یاد رکھو کہ سچائی کے طالب کے واسطے یہ شرط ہے کہ جہاں سے اسے سچائی ملے لے لے یہ ایک **نور** ہے جو اس کی رہبری کرتا ہے۔ اس وقت دنیا میں ایک کشاکش شروع ہے آریہ اپنی طرف کھینچتا چلتے ہیں برہمو الگ بلاتے ہیں دیو سماج والے اپنی ہی طرف دعوت کرتے ہیں عیسائی ہیں وہ عیسائیت ہی کو پیش کرتے ہیں۔

غرض ہر قوم اپنی طرف کھینچتی ہے ان کے درمیان اختلاف کا دائرہ بہت ہی وسیع ہوتا جاتا ہے مگر ہم

جس بات کی دعوت کرتے ہیں اور جو سچائی کے طلبگار کو بتلا سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ وہ خدا کی تلاش کرے۔

مثلاً آریہ ہیں وہ تمام قدوسوں اور راستبازوں کو گالیاں دیتے ہیں ان کے نزدیک سچے سے سچا پریمی اور بھگت بھی کبھی نجات نہیں پاسکتا۔ ان کے اصول کے موافق خدا نے ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا اب بتاؤ کہ ایسے پرمیشر پر جو وہ پیش کرتے ہیں کسی سچے طالب کی امید کیونکر وسیع ہوسکتی ہے اور کیونکر خدا کا جلال اور شوکت اس کی روح پر ایک رقت پیدا کر کے گناہ کی طرف چلنے سے بچا سکتی ہے جب وہ خیال کرتا ہے کہ اس نے تو میرے وجود کا ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا۔ پھر جب یہ مانا گیا کہ وید کے سوا خدا نے کسی اور ملک کو اپنے کلام سے فیض ہی نہیں بخشا تو کس قدر مایوسی پیدا ہوتی ہے۔

الغرض ہماری نصیحت تو یہی ہے کہ جو سچائی کی تلاش میں قدم رکھتا ہے اس کی غرض اور غایت **خدا کی تلاش ہو** پھر معارف اور حقائق کا دریا بہ نکلتا ہے جب اس کو سچے خدا پر جو ایک ہی خدا ہے سچا ایمان پیدا ہو جاوے۔

یاد رکھو حقائق اور معارف کا تعلق علوم سے ہے جس قدر معرفت وسیع ہوگی حقائق کھلتے جائیں گے دینی تحقیقات کرتے وقت دل کو بالکل پاک اور صاف کر کے کہ جس قدر دل تعصب اور خود غرضی سے پاک ہوگا اسی قدر جلد اصل مطلب سمجھ میں آجاوے گا نور اور ظلمت میں جو فرق ہے اسے ایک جاہل سے جاہل انسان بھی جانتا ہے سچی اور صحیح بات ایک ہی ہوتی ہے پس دو لفظوں میں میری ساری تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ **سیدھا خط دو نقطوں میں ایک ہی ہوتا ہے**

یہ امور ہیں جو قابل غور ہیں۔

آپ یہاں رہیں اور صبر و استقلال سے ٹھیریں خدا کے فضل سے کچھ بعید نہیں ہے کہ آپ کو اس راہ کا پتہ ملے جو کروڑہا مقدس انسانوں کا تجربہ شدہ ہے۔ اور اب بھی جس کے تجربہ کار موجود ہیں۔

حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام نے اس تقریر کو یہاں ختم کیا۔ حق جو صاحب کچھ عرصہ تک قادیان میں رہے انہوں نے حضرت اقدس کی صحبت میں رہ کر جو فائدہ اٹھایا اس کے اظہار کے لئے ہم ان کے ایک خط کو جو انہوں نے لاہور سے ہمارے نام بھیجا ہے یہاں درج کرتے ہیں۔

مکرمی جناب شیخ صاحب۔ تسلیم

(۱) میری بے ادبی معاف فرماویں میں قادیان سے اچانک کچھ وجوہات رکھنے پر چلا آیا۔ میں اب یہاں سوچوں گا کہ مجھے اپنی زندگی پبلک کے لئے کس پہلو میں گذارنی ہے میں آپ کی جماعت کی جدائی سے تکلیف محسوس کر رہا ہوں۔

(۲) میں حضرت جی کے اخلاص کا حد درجہ مشکور ہوں اور جو کچھ روحانی دان مجھے نصیب ہوا اور جو کچھ مجھ پر ظاہر ہوا اس کے لئے نہایت ہی مشکور ہو رہا ہوں۔

مگر افسوس ہے دنیا میں سخت اندھکار ہے اور میں ایک ایک قدم پر گر رہا ہوں سوائے صحبت کے اس حالت کو قائم رکھنا میرے لئے بہت کٹھن (دشوار) ہے۔

(۳) اس بات پر میرا یقین ہے کہ بے شک حضرت صاحب روحانی بھلائی کے طالبوں کے لئے اعلیٰ نمونہ ہیں اور ان کی صحبت میں مستقل طور پر رہنا بڑا ضروری ہے۔

دنیا کی حالت ایسی ہے کہ موتیوں کو کیچڑ میں پھینکتے ہیں اور کوڑیاں جمع کرتے ہیں اور جو شخص موتی سنبھالنے لگے اس کے سر پر مٹی پھینکا کرتے ہیں ہائے افسوس کہ وہ کوڑیوں کو بھی موتی سمجھے بیٹھے ہیں۔

میں سخت گھبرایا ہوا ہوں ناں میں کیا کروں اور کدھر جاؤں میری حالت بہت بری ہے۔ تمام جماعت کی خدمت میں آداب خصوصاً حضرت صاحب کی خدمت میں مودبانہ آداب عرض فرماویں اور میرے لئے حضرت صاحب اور تمام جماعت سے دعا کرا دیں۔

آپ کا نیاز مند وزیر سنگھ۔

یہ خط حضرت اقدس کے حضور پڑھ کر سنا دیا گیا۔ آنحضرت علیہ السلام نے ایڈیٹر الحکم کو مندرجہ ذیل جواب لکھ دینے کا حکم دیا۔

"صبر اور استقلال کے ساتھ
جب تک کوئی ہماری صحبت میں
نہ رہے وہ فائدہ نہیں
اٹھا سکتا۔ ان کو چاہئے
کہ وہ یہاں آجائیں
اور ایک عرصہ تک
ہمارے پاس
رہیں۔"

مختصر نوٹ اور خبریں

ماموریں من اللہ کی طرف سے جب تحدی کی جاتی ہے تو اللہ تعالےٰ مخالفوں کی طاقتوں کو سلب کر لیتا ہے میرا ایمان ہے کہ مخالف اس تحدی کے مقابل کچھ بول سکتے ہی نہیں یہ کیوں ہوتا ہے؟ اس لیئے کہ اگر وہ اس تحدی کا مقابلہ کریں تو کم از کم ایک امر مشتبہ ہو سکتا ہے اس لیئے وہ اس میدان میں بالکل عاری ثابت ہوتے ہیں چنانچہ حضرت اقدس نے جو تحدی اعجاز المسیح کے مقابل کی تھی کیا ممکن نہ تھا کہ یہ لوگ کچھ اوٹ پٹانگ کسی زبان ہی میں کچھ نہ کچھ لکھکر پیش کر دیتے مگر نہیں ان کو یہ طاقت نہیں ملی اور خدا تعالیٰ نے ان کو بالکل تہیدست ثابت کیا یہ ایک زبردست ثبوت ہے حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مامور من اللہ ہونے کا۔

(مولانا عبد الکریم)

میں بارہا سوچا کرتا ہوں کہ وہ کیا بات ہے جو انسان کو گناہ کی طرف کھینچ کرلے جاتی ہے۔ مختلف اسباب اور عوارض ہوتے ہیں مگر ایک بڑا بھاری باعث یہ ہے کہ جب انسان پست ہمت ہو جاتا ہے تو گناہ کی طرف جھکتا ہے مثلاً ہم تم بازار میں چلتے ہوئے اگر ایک پیسہ پڑا پائیں تو اس کے اٹھانے کی طرف کیوں توجہ نہیں کرتے اس لیئے کہ نظر اس پیسہ پر نہیں ٹھیرتی ہے۔ اسی طرح جب اگر انسان کی نظر میں خدا تعالیٰ مطلوب ہو اور اہم مقصد بلند ہی ہو تو ممکن نہیں ہے کہ وہ پست ہمتی کی طرف جا سکے پس ہمیشہ ہمت بلند رکھو اگر چاہتے ہو کہ گناہ سے بچو اپنا مقصود خدا بنالو۔ (ایضاً)

حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک روز اپنی اور سلسلہ عالیہ کے خاص دوستوں کی زیادتی عمر کے لیئے دعا کی تو یہ مبشر الہام ہوا **ربّ زد فی عمری وفی عمر زوجی زیادۃ خارق العادۃ** - یعنی اے میرے رب میری عمر میں اور میرے ساتھی کی عمر میں خارق عادت زیادت فرما۔

(ایڈیٹر)

ایک اور والنٹیر

شملہ سے ہمارے عزیز بھائی منشی غلام دستگیر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام کے لیئے چندہ جمع کرنے کے واسطے اپنے آپ کو ایک سال کے لیئے والنٹیر قرار دیتے ہیں جزاہ اللہ احسن الجزاء

رفع وہم

پچھلے آشو میں جو چند نسخوں کے عنوان سے اعلان کیا گیا تھا کہ فتح اسلام اور توضیح مرام جو حضرت اقدس امام علیہ السلام کے دعوی کی پہلی کتابیں ہیں چند نسخے پہلے ایڈیشن کے جناب حکیم فضل الدین صاحب بھیروی مہتمم کتب خانہ مدرسہ قادیان کے پاس نو دختی موجود ہیں انہیں سے ہر ایک کی قیمت ۴ر فی جلد یعنی دونوں جلدوں کے ۸ر جو پہلی قیمت عہ کے مقابلہ میں نصف ہے نہایت خوشخط عمدہ کاغذ اور موزوں تقطیع پر طبع ہوئی ہیں جو صاحب چاہیں حکیم صاحب موصوف سے منگوالیں۔

شکریہ

مدرسہ تعلیم الاسلام کی امداد کے لیئے جو سرکلر لیڈر حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی طرف سے بھیجی گئی تھی الحمد للہ احباب نے اس پر پوری توجہ کی ہر طرف سے عید فنڈ اور قربانی کی کھالوں کا روپیہ آ رہا ہے ہم ایسے تمام احباب کے شکر گذار ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ مولیٰ کریم انھیں جزائے خیر دے۔ آمین

حضرت اقدس امام

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پوری توجہ اس طرف مبذول ہو رہی ہے کہ جس طرح ممکن ہو صلیبی سحر کو اعجازی رنگ میں باطل کیا جائے چنانچہ ایک روز فرمانے لگے کہ میں تو یہی سوچتا رہتا ہوں کہ کوئی ایسی صورت پیدا ہو جس سے ہم صلیب پرستی کے باطل کو مٹا سکیں کیونکہ ہماری زندگی کی یہی غرض ہے اور یہی کام ہے جس کے لیئے ہم کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے - فرمایا بعض اوقات سوچتے سوچتے اس قدر فکر کا غلبہ ہو جاتا ہے کہ برد اطراف اور دوران سر شروع ہو جاتا ہے - یہ بھی فرمایا کہ یہ حربہ جو ہمارے ہاتھ میں ہے صلیب کو بالکل توڑ ڈالے گا جو یوز آسف کا ہے - کیونکہ خود عیسائیوں نے اس کو مانا ہے اور اس کا تعلق انھوں نے مسیح کے ساتھ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ وہ ایک حواری تھا اور اٹلی میں اس کا گرجا بنایا جس پر ہزاروں روپے خرچ ہوئے اور ہر سال میلا ہوتا ہے اب اتنا تو انھوں نے خود مان لیا ہے اس لیئے ثبوت ان کے ذمہ ہی رہا کہ وہ ثابت کریں کہ مسیح کے کسی حواری کا نام **شاہزادہ نبی** بھی ہے - آخر ثابت یہی ہوگا اور یہی سچ ہے کہ وہ **مسیح ہی کی قبر ہے**

کسر صلیب کی حقیقت

بتاتے ہوئے فرمایا کہ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صلیب توڑتا پھرے

اس کو روحانیت سے تعلق کیا اور اس کا فائدہ کیا؟ فرض کرو اگر صلیب توڑ دے تو کیا اور نہیں بن سکتیں علاوہ ازیں صلیب توڑنے میں بعض مسلمان بادشاہ بھی شریک ہیں جیسے مثلاً صلاح الدین تو مسیح موعود کی خصوصیت کیا ہوئی۔ بات اصل میں یہ ہے کہ کسر صلیب سے یہ مراد ہے کہ وہ صلیب کی اس حقیقت کو کھولکر دکھا دے گا پھر اس کا زور ٹوٹ جائے گا۔

پنجاب میں طاعون

اس موسم میں خلاف معمول خطرناک طور پر پھیل رہا ہے نت نئے دوبارہ دیہات کی خبریں آرہی ہیں اللہ تعالے اپنی مخلوق پر رحم فرماوے۔ افسوس کی بات ہے کہ حضرت اقدس امام ہمام علیہ السلام نے طاعون کے متعلق جو اشتہار شائع کیا تھا اُسکو بجز چند اخباروں کے کسی نے شائع نہیں کیا۔ یہ وقت ہے کہ پبلک کو ہمدردی کے طریق پر ان باتوں سے اطلاع دیجاوے جو اس مرض کے دور کرنے کے لئے خدا نے مقرر کر رکھے ہیں + یہ سچی بات ہے کہ جب تک ایک پاک تبدیلی نہ کریں گے اس وبا کا دور ہونا مشکل ہے یہ دن ہیں کہ خدا سے صلح کی جاوے اور اس کے مامور کی ہدایتوں پر کاربند ہوں۔

ڈائری

حضرت امام ہمام علیہ السلام

ایک عزیز بھائی کی شادی کی تقریب پر عورتوں کے درمیان جہیز اور داج وغیرہ کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ حضرت اقدس امام علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ (عورتوں کو جو سامان والدین سے ملتا ہے اس کو جہیز کہتے ہیں ایسا ہی مردہ کے لئے جو سامان دفن کیا جاتا ہے اس کو تجہیز وتکفین کہتے ہیں۔ ان دونو کی حالت میں ایک مناسبت ہے لڑکی شادی کے وقت اپنے گھر سے گویا ہمیشہ کے لئے علیحدہ ہو جاتی ہے۔ عورت میں ایک جوہر قابل رکھا گیا ہے کہ اُس سے اولاد پیدا ہو اور اس جوہر کے سبب اس کو لامحالہ اپنے گھر سے دور ہونا پڑتا ہے۔ ایسا ہی انسان میں دیدار الٰہی کے حصول کا جوہر قابل رکھا گیا ہے۔ مگر دیدار الٰہی اس دنیا میں حاصل نہیں ہو سکتا جیسا کہ آیت لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار سے ظاہر ہے پس حصول الٰہی کے جوہر قابل کی وجہ سے بالضرور انسان کو اس عالم سے علیحدہ ہو کر دوسرے عالم میں جانا پڑتا ہے)۔

۲۱ مارچ ۱۹۰۴ء

فرمایا (بعض انسانوں کو دیکھو گے کہ قوالیاں اور شعر سُنکر وجد وطرب میں آجاتے ہیں۔ مگر جب مثلاً ان کو کسی شہادت کے لئے بلایا جائے تو عذر کریں گے کہ ہمیں معاف رکھو ہمیں تو فریقین سے تعلق ہے ہمیں اس معاملہ میں داخل نہ کرو۔ پس سچائی کا اظہار نہ کریں گے۔ ایسے لوگوں کے وجد وسرور سے دھوکا نہیں کھانا چاہیئے۔ جب کسی ابتلا میں آجاتے ہیں تو اپنی صداقت کا ثبوت نہیں دے سکتے۔ ان کا سرور و وجد قابل تعریف نہیں یہ سرور و وجد ایک عارضی چیز اور طبعی امر ہے۔ بعض منکرین اسلام جنکو تمام پاکبازوں سے دلی عداوت ہے وہ بھی اس سرور سے حصہ لیتے ہیں ایک متعصب ہندو مثنوی مولوی رومی رحمۃ اللہ علیہ پڑھکر سرور حاصل کرتا تھا حالانکہ وہ دشمن اسلام تھا۔ کیا تم سانپ کو پاکباز مانو گے جو بانسری سنکر سرور میں آجاتا ہے یا اونٹ کو خدا رسیدہ قرار دو گے جو خوش الحانی سے نشہ میں آجاتا ہے۔ سچائی کا کمال جس سے خدا خوش ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان خدا تعالے کے ساتھ اپنی وفاداری دکھائے ایسے انسان کا تھوڑا عمل بھی دوسرے کے بہت عمل سے بہتر ہے۔ مثلاً ایک شخص کے دو نوکر ہیں ایک نوکر دن میں کئی دفعہ اپنے مالک کی خدمت میں آکر سلام کرتا ہے اور ہر وقت اُس کے گرد وپیش رہتا ہے۔ دوسرا اُس کے پاس بہت کم آتا ہے۔ مگر مالک پہلے کو بہت قلیل تنخواہ دیتا ہے اور دوسرے کو بہت زیادہ۔ اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ دوسرا ضرورت کے وقت اُس پر جان بھی دینے کے لئے طیار ہے اور وفادار ہے اور پہلا کسی کے بہکانے سے مجھے قتل کرنے پر بھی آمادہ ہو جائے گا یا کم از کم مجھے چھوڑ کر کسی دوسرے کی ملازمت اختیار کرلے گا اسی طرح اگر کوئی شخص خدا تعالی سے وفاداری کا تعلق نہیں رکھتا مگر تہجد نماز ادا کرتا ہے اور اشراق تک بھی پڑھتا ہے بلکہ کئی ایک اور اوراد بھی تجویز کئے ہوئے ہیں تو وہ خدا تعالی کی نظر میں ایک وفادار انسان سے کوئی نسبت نہیں رکھتا کیونکہ خدا تعالے

جانتا ہے کہ ابتلا کے وقت وفاداری نہیں دکھلائے گا۔ جب انسان وفاداری اختیار کرے گا تو سرور لازمی طور پر اسکو حاصل ہو جائے گا جیسا کہ کھانا آتا ہے تو دسترخوان بھی ساتھ آ جاتا ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ کاملوں میں بھی بعض قبض کے وقت آ جاتے ہیں کیونکہ قبض کے وقت انسان کو سرور کی قدر زیادہ ہوتی ہے اور اسکو زیادہ لذت حاصل ہوتی ہے۔

فرمایا (انسان دوسرے شخص کی دل کی ماہیت معلوم نہیں کر سکتا۔ اور اس کے قلب کی مخفی گوشوں تک اس کی نظر نہیں پہونچ سکتی۔ اس لئے دوسرے شخص کی نسبت جلدی سے کوئی رائے نہ لگائے۔ بلکہ صبر سے انتظار کرے ایک شخص کا ذکر ہے کہ اس نے خدا تعالیٰ سے عہد کیا کہ میں سب کو اپنے سے بہتر سمجھوں گا اور کسی کو اپنے سے کمتر خیال نہیں کروں گا۔ اپنے محبوب کو راضی کرنے کے لئے انسان ایسی تجویزیں سوچتے رہتے ہیں۔ ایک دن اس نے ایک دریا کے پل کے پاس جہاں سے بہت آدمی گذر رہے تھے ایک شخص بیٹھا ہوا دیکھا اور اس کے پہلو میں ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ ایک بوتل اس شخص کے ہاتھ میں تھی آپ پیتا تھا اور اس عورت کو بھی پلاتا تھا اس نے اس پر بدظنی کی اور خیال کیا کہ میں اس سے تو ضرور بہتر ہوں اتنے میں ایک کشتی آئی معہ سواریوں کے ڈوب گئی۔ وہی شخص جو عورت کے پاس بیٹھا تھا دریا میں سے سوائے ایک کے سب کو نکال لایا اور اس بدظن سے کہا تو مجھ پر بدظنی کرتا تھا سب کو میں نکال لایا ہوں ایک کو تو نکال لا خدا نے مجھے تیرے امتحان کے لئے بھیجا تھا اور تیرے دل کے ارادہ سے مجھے اطلاع دی یہ عورت میری والدہ ہے اور بوتل میں شراب نہیں دریا کا پانی ہے۔ غرض انسان دوسرے کی نسبت جلدی رائے نہ لگائے۔ (محمد صادق)

اعلان ضرورت شادی

ہمارے برادر طریقت احمدی مذہب توحید گیلانی سید حنفی عمر ۲۲ سے ۲۵ سال تک ہے شادی کرنا چاہتے ہیں حسین و جمیل ہیں پہلی بیوی انکی فوت ہو گئی ہے بچہ کوئی نہیں نیک خصلت صاحب جائیداد اور ہوشیار اپیل نویس اپنے فن میں اس شہر کے اور لوگوں سے ممتاز ہیں وہ اپنی جماعت احمدی میں شادی کرنا چاہتے ہیں انکو یہ ضرورت نہیں کہ طرف ثانی سید ہوں اور نہ یہ خواہش ہے کہ لڑکی اعلیٰ اور اکمل درجہ کی حسینہ و جمیلہ ہو بلکہ یہ مدنظر ہے کہ اگر اعلیٰ درجہ نہ ہو تو ادنیٰ بھی نہ ہو بلکہ متوسط درجہ ہو پڑھی لکھی ہوئی ہو تو بہتر ہے ورنہ اسکی بھی شرط نہیں ہے ہاں جوان ہو بدصورت نہ ہو نیک اور صالحہ ہو۔ باقی گفتگو خط و کتابت سے ہو سکتی ہے یہاں مختصر نوٹ اطلاع کے لئے بطور اعلان لکھا گیا جس بھائی کو اپنی دختر کی شادی منظور ہو اور بتقریب کے اور حالات دریافت کرنے ہوں وہ خاکسار سے خط و کتابت سے دریافت کر سکتے ہیں۔

معلن سراج الحق نعمانی از قادیان

جزاھم اللہ احسن الجزاء

ہم نہایت خوشی سے اس خبر کو درج کرتے ہیں کہ ہمارے مکرم و معزز بھائی قاضی نظیر حسین احمد صاحب نے جو تجویز امداد مدرسہ کے لئے والنٹیر ہونے کی پیش کی تھی وہ عملی رنگ اختیار کر رہی ہے چنانچہ جن بھائیوں نے والنٹیر ہونا منظور کر لیا ہے ان کی اطلاع بذریعہ الحکم شائع ہوتی رہی ہے مگر اب یہ تجویز عملی رنگ سے بڑھکر کامیابی کی شکل میں نمودار ہوئی ہے چنانچہ قاضی صاحب موصوف نے ۱۲ے اور ڈاکٹر نعمت خانصاحب نے ۵ے جمع کر کے علی الترتیب بھیجدیئے ہیں جو کمیٹی کو وصول ہو گئے ہیں خدا کرے کہ انکو اس سے بھی بڑھکر کامیابی ہو اور دوسرے احباب کو بھی توجہ۔ فقط

رسالہ سراج الحق حصہ دوم حضرت اقدس کی تائید میں ہے۔ مل سکتا ہے
(سراج الحق از قادیان شریف)

بیعت

۱۔ محمد حسن صاحب خلف شیخ محمد فاضل صاحب ساکن بشنور ضلع بجنور حال ملازم شیشہ کوٹھی مہاراجہ کپورتھلہ
۲۔ بابو عبد الرحیم صاحب خلف شیخ مولا بخش صاحب ساکن آگرہ محلہ تاجگنج حال ملازم " "

خط بیعت ... بکس سف

ہادی بادیہ ضلالت مورد برکات و رحمت قاتل کفار از قرآن ناسخ ادیان عادل منصف حکم غازی و فاتح از علم قلم معدن جود و سخا واقف اسرار خدا حضرت مہدی و عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ مسکین معلم اردو و فارسی موضع کیبرنگ سید رسول بخش ابن سید عید بخش متوطن موضع سیرپونیا گاؤں پرگنہ سوہانگ ضلع کٹک بنگال عرض بخدمت فیضدرجت میدارد که جناب مولوی سید عبد الرحیم صاحب کٹکی دریاپوری مصنف الدلیل المحکم علی وفات عیسیٰ بن مریم برادر خالہ زادہ این فدوی میشوند زہی نصیب منتظران مہدی موعود صاحب موصوف احوال ظہور و ہدایت آنجناب اقدس اکثر کتابہا درین دیار ما شائع فرمودند ما آن کتبہا را از امداد علم و عقل بمطالعہ آوردہ معہ حدیث کہ در بارہ فاطمی مرقومہ شدہ از موضوعات دانستہ از عنایت و مرضی خدای عز و جل مہدی و مثیل مسیح آنجناب اقدس را دانستہ ما چند کسان تخمیناً ۲۰۰ در سنہ ۱۹۰۱ء از تاریکی و کج فہمی بدر آمدہ ایم من بعد بالفعل ذکر آن جناب اقدس در افواہ خواص و عوام این سمت افتادہ دانستہ بہمہ عنقریب از امداد الٰہی اکثر براہ سنت خواہند آمد چگونہ نیا بند کہ حق بطرف ماست فدوی از عرصہ سہ و نیم سال درین مقام کیبرنگ قلعہ خردہ ضلع پوری بنگال بکار معلمی متعین است و درینجا سہ صد و پنجاہ خانہ خانہ مسلمانان خواہد شد فی الحال بفضلہ تعالیٰ چند کس بیعت کردہ اند نام اوشان در ذیل مرقوم اند برای مہربانی در خدمت مریدان خود قبول فرمودہ در الحکم نام ایشان معہ مضمون عریضہ فدوی درج فرمایند۔ حسبت

نسیم خانصاحب۔ داد بخش خانصاحب۔ عرفان خانصاحب۔ مسعود خانصاحب۔ صاحب خانصاحب۔ یوسف خانصاحب۔ اہلیہ نسیم خانصاحب برادران نسیم خانصاحب۔ نجیب خانصاحب۔ مہر خانصاحب۔ عبد العزیز خانصاحب۔ ارشاد خانصاحب۔ عنایت خانصاحب۔ حمید خانصاحب۔ شیخ محمد حسن صاحب۔ فیض محمد صاحب۔ شیخ جعفر صاحب۔ عظمت خانصاحب۔ ارشاد علی صاحب۔ شیخ عبد الرحیم صاحب

(محمد سراج الحق نعمانی)

روزنامچہ آمد بابت ماہ مارچ ۱۹۱۰ء مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

نام چندہ دہندگان	رقوم اغراض مدرسہ	کسر فنڈ مسابقت
قیمت محیط اعظم و خزائن الملوک بابت محمد زمان صاحب	معہ	+
سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائی کورٹ حیدرآباد دکن	ھ	+
قیمت کتب کمیٹی مدرسہ تعلیم الاسلام	عـه سکہ	+
مولوی عبد الحق صاحب پٹیالہ	۸ر	+
قاضی غلام حسین صاحب لاہور	عہ	+
فیروز الدین صاحب ″	عہ	+
صوفی محمد عظیم صاحب کلرک ″	۴ر	۵
صدر الدین صاحب شاہ پور	عہ	+
بدر الدین صاحب ″	عہ	عہ
پیر بخش صاحب ″	۱۲ر	۴ر
چودھری کرم بخش صاحب ″	عہ	+
میاں نور الدین عہ مستری غلام الٰہی ۲ر غلام رسول ۲ر غلام احمد ۱ر فضل الٰہی ۱ر حاجی نور احمد ۱ر مولا بخش ۲ر عبد الغفور ۱ر محمد دین ۱ر صاحبان	عا	+
میاں نبی بخش صاحب رفوگر امرتسر	عـه	+
میر عنایت علی صاحب مالیر کوٹلہ عہ، اہلیہ ″ ″ عہ، خواہر ″ ″ عہ	ے	۴ر
مولوی محمد اکرم صاحب اتالیق ″	عہ	۴ر
شیخ مہربان علی صاحب ے، فتح محمد صاحب ۲ر، عنایت خان صاحب عہ، الٰہی بخش صاحب ۱ر، شیخ غلام محی الدین صاحب ۸ر، نعمت علی شاہ صاحب ۴ر، محمد نواب خان صاحب عہ، مرزا صعند علی بیگ صاحب ۸ر، عبد اللہ خان صاحب طالب علم ۲ر، منشی منصب علی صاحب عہ، شیر شاہ صاحب ۱ر، چانن شاہ صاحب خنسر ۴ر، صوفی صاحب ـــ [illegible]	ھ ۳ر	+
فیض احمد صاحب انگیاں والہ ضلع گوجرانوالہ	۴ر	+
حافظ تاج محمد صاحب فیض اللہ چک		

[illegible]

نام چندہ دہندگان	رقوم اغراض مدرسہ	کسر فنڈ مسابقت
عبد المجید خان صاحب قادیان	عہ	+
خیر الدین صاحب سیکھواں	عہ	+
محمد بخش صاحب کڑیانوالہ گجرات	ھر	+
غلام نبی صاحب راولپنڈی	عہ	ھ
ماسٹر شیر علی صاحب بی اے ہیڈ ماسٹر قادیان	عا	+
مفتی محمد صادق صاحب سیکنڈ ماسٹر	عہ	+
عبد الرحمٰن صاحب تھرڈ ماسٹر ″	۸ر	+
قاضی امیر حسین صاحب مدرس دینیات - قادیان	۱۲ر	+
شیخ عبد الرحیم صاحب ″	عہ	+
شیخ عبد الرحمٰن صاحب ″	۴ر	+
منشی عبد الرؤف صاحب ″	۶ر	+
فیس و جرمانہ مدرسہ ″	عـه ۱۵ر	+
مولوی عبد اللہ صاحب ″	۴ر	+
مولوی فتح محمد صاحب مدبر ″	۸ر	+
محمد خان صاحب - کپورتھلہ	عا	+
معرفت جناب نظیر حسین صاحب فلاں	ماللے	+
مستری محمد صاحب پشاور	+	عہ
قاضی ضیاء الدین صاحب قاضی کوٹ	+	۸ر
فیس بورڈنگ ہاؤس بابت ماہ فروری ۱۹۱۰ء	عـه ۸ر	+
محمد رحیم الدین صاحب منڈی راجپور	ے	
...... صاحب پتہ نامعلوم	+	۲ر
فیض علی صاحب امرتسر	+	عا
قیمت محیط اعظم مرزا خدا بخش صاحب قادیان	ھ	+
منشی گلاب دین صاحب مدرس رہتاس جہلم	۴ر	+
منشی جلال الدین صاحب - بلانی	عہ	+
محمد الدین صاحب پٹواری ″	+	عہ
اکبر علی صاحب ″	عہ	+
احمد دین صاحب ″	۳ر	+
مرزا سلطان احمد صاحب ڈپٹی سیٹلمنٹ	عـه	+
فضل دین ملازم مرزا صاحب ″	عہ	+
عزیز بخش صاحب بی اے ڈیرہ غازی خان	ھر	+
عبد اللہ صاحب ″	۸ر	+
عبد الرحمٰن صاحب ″	۸ر	+

نام چندہ دہندگان	رقوم اغراض مدرسہ	کسر فنڈ مسابقت
محمد ابراہیم صاحب کمپالہ افریقہ	عـه	+
محمد افضل صاحب ″	عـه	+
سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن	ھ	+
مولوی محمد اکرم صاحب مالیر کوٹلہ	ے	+
معرفت مولوی ″ عید فنڈ	عا	+
عید فنڈ کپورتھلہ	ے	+
خواجہ کمال الدین صاحب وکیل پشاور	عـه	+
قیمت چوڑیاں معرفت محمد خان صاحب	عـه	+
حافظ نور محمد صاحب فیض اللہ چک	+	عہ
نبی بخش صاحب پانڈہ بٹالہ	۸ر	+
چندہ عید الاضحیٰ قادیان	عـه ۱۱ر	+
مولوی غلام الٰہی صاحب جہلم	ھ	+
عید فنڈ مساکین کے لئے قادیان	+	ے
مولوی عنایت اللہ صاحب ست پور	عہ	+
ماسٹر خادم حسین صاحب - زیارت	عہ	+
شفیع دین صاحب نو بد کلرک تھانہ نورپور - کانگڑہ	عہ	+
مولوی علی احمد صاحب بی اے برام سپر بھاگلپور	۸ر	+
شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہاؤس لاہور	+	عہ ۴ر
چودھری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ	عا	+
محمد سلیمان صاحب مدرس بہادلہ ضلع لودھیانہ	عہ	+
عطا محمد صاحب - ٹھیکیدار جہلم	عہ	۴ر
فتح دین صاحب عہ احمد علی صاحب ۱ر، نبی بخش صاحب عہ امیر الدین صاحب ۸ر، غلام محمد صاحب ۸ر	للعہ	عہ ۴ر
سید محمد رضوی صاحب وکیل حیدرآباد دکن عا، مولوی میر محمد سعید صاحب عا مولوی ابو سعید صاحب عا، میر مردان علی صاحب عا عبد الرحمٰن صاحب عہ مولوی صفدر حسین صاحب عا سید ابو الحسین صاحب عہ	عـه ۴ر	+
محمد سخی صاحب اورسیر شاہ پور	ے	عا

رجسٹرڈ ایل ۶۷

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

الحکم

سنہ ۱۳۱۹ھ

چہ گویم با تو گر آئی چہادر قادیان بینی ✦ دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۱۵ — دار الامن و الامان قادیان - ۲۴-اپریل سنہ ۱۹۰۱ء — جلد ۵

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

(سلسلے کیلئے دیکھو نمبر ۱۴ جلد ۵)

صحابہ کے وارث ہم قرآن اور حدیث کے مغز کے وارث تو ہم ہی ٹھہرے۔

باقی رہی یہ بات کہ لکھا ہوا ہے کہ مسیح نازل ہوگا پس یاد رہے کہ نزول کا لفظ کسقدر وسیع ہے۔ نزیل مسافر کو بھی کہتے ہیں ماسوا اس کے اصل بات یہ ہے جس کو یاد رکھنا چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو آخری زمانہ کا علم دیا گیا تھا۔ آپ نے اس علم کے موافق وہ بروز نزول کی خبر دی تھی اہل اللہ اس بات کے قایل ہیں کہ مراتب وجود دوری ہیں میں اس کو مانتا ہوں قرآن شریف سے یہی مستنبط ہوتا ہے صوفیائے کرام اس کو مانتے ہیں کہ کسی گذرے ہوئے انسان کی طبیعت خو۔ اخلاق ایک اور میں آتے ہیں انکی اصطلاح میں یہ کہتے ہیں کہ فلان شخص قدم آدم پر ہے یا قدم نوح پر ہے اس کو بعض بروز نہی بولتے ہیں انکا مذہب یہ ہے کہ ہر زمانے کے لیئے بروز ہے جیسے ہابیل کا بروز شیث علیہ السلام تہے اور یہ پہلا بروز تہا۔ ہبل نوحہ کو کہتے ہیں خدا نے شیث کو یہ بروز دیا پہر یہ سلسلہ برابر چلا گیا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بروز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہے اسی لئے **علی ملۃ ابراھیم حنیفا** فرمایا اس میں یہی سر ہے دو اڑہائی ہزار سال کے بعد عبداللہ کے گہر میں ظاہر ہوا۔

غرض بروز کا مذہب ایک متفق علیہ مسئلہ ظہورات کا ہے اب انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانے کے واسطے خبر دی تہی کہ اسوقت دو رنگ کے فتنے ہوں گے ایک اندرونی دوسرا بیرونی اندرونی فتنہ یہ ہوگا کہ سچی ہدایت پر قایم نرہیں گے اور شیطانی عمل دخل کے نیچے آجائیں گے۔ قمار بازی۔ زناکاری۔ شراب خوری اور ہر قسم کے فسق وفجور میں مبتلا ہوکر حدود اللہ سے نکل جائیں گے اور خدا تعالیٰ کی نواہی کی پرواہ نکریں گے۔ صوم وصلوٰۃ کو ترک کردیں گے اور امر الہی کی بے حرمتی کی جائے گی اور قرآنی احکام کے ساتہ ہنسی ٹھٹھا کیا جائے گا بیرونی فتنہ یہ ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر افترا کئے جائیں گے اور ہر قسم کے دل آزار حملوں سے اسلام کی توہین اور تخریب کی کوشش کی جاوے گی۔ مسیح کی خدائی کو منوانے کے لئے اور اسکی صلیبی لعنت پر ایمان لانے کے واسطے ہر قسم کے حیلے اور تدابیر عمل میں لائی جاویں گی۔ غرض ان دونوں اندرونی اور بیرونی عظیم الشان فتنوں کی اطلاع کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتہ ہی یہ بشارت ملی کہ ایک شخص آپکی اُمت

میں سے مبعوث کیا جاوے گا جو بیرونی فتنہ اور صلیبی مذہب کی حقیقت کو کھول کر دکھا دینے اور صلیب کو توڑ دینے والا ہوگا اور اسی لحاظ سے وہ مسیح ابن مریم ہوگا۔ اور اندرونی تفرقوں اور بے راہیوں کو دور کرکے ہدایت کی سچی راہ پر قایم کرے گا اس لئے مہدی کہلائے گا۔ اسی بشارت کی طرف واٰخرین منہم میں بھی اشارہ ہے۔

جب کہ یہ دونوں فتنے ہوں گے ان فتنوں کی بنیاد دو خبیث چیزوں پر ہوگی ایک فرقہ ہوگا جو الدجال کہلائیگا اور ایک الجاجوج الدجال۔ دجل یہ ہے کہ اندر ناقص چیز ہو اور اوپر کوئی صاف چیز ہو۔ مثلاً اوپر سونے کا ملمع ہو اور اندر تانبا ہو۔ یہ دجل ابتدائے دنیا سے چلا آتا ہے مکر و فریب سے کوئی زمانہ خالی نہیں رہا۔ زرگر کیا کرتے ہیں۔ جیسے دنیا کے کاموں میں دجل ہے ویسے ہی روحانی کاموں میں بھی دجل ہوتا ہے یحرفون الکلم عن مواضعہ بھی دجل ہی ہے۔ جو یا عیسٰے انی متوفیک کو الٹاتے ہیں یہ بھی دجل ہے۔ مگر آخری زمانہ کا دجل عظیم الشان دجل ہوگا گویا دجالیت کا ایک دریا بہ نکلے گا۔ الدجال پر ال استغراق کا ہے۔ پس الدجال دجاجلہ مختلفہ کا بروز ہے یعنے پہلے جس قدر مختلف اور متفرق کید۔ حیلے۔ ضلالت اور کفر تھے کسی زمانہ میں نابکار لوگوں نے کچھ کہا کسی نے کچھ کہا۔ متفرق طور پر جس قدر اعتراضات اسلام پر کئے جاتے تھے۔ مگر وہ ایک حد تک تھے لیکن اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ ایک زمانہ ایسا آنیوالا ہے کہ اسوقت اعتراضات کا ایک دریا بہ نکلے گا جیسے چھوٹی چھوٹی نہریں اور ندیاں ملکر ایک دریا بن جاتا ہے اسی طرح کل دجل ملکر ایک بڑا دجل ہوگا۔

چنانچہ اس زمانہ میں دیکھ لو کہ کتنا بڑا دجل ہو رہا ہے ہر طرف سے اسلام پر نکتہ چینیاں اور اعتراض کئے جاتے ہیں اور عیسائیوں نے تو حد کردی ہے میں نے ان اعتراضوں کو جمع کیا ہے جو عیسائیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کئے ہیں انکی تعداد تین ہزار تک پہونچی ہے اور جس قدر کتابیں اور رسالے اور اشتہار آئے دن ان لوگوں کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضوں کی شکل میں شایع ہوتے ہیں انکی تعداد چھ کروڑ تک پہونچ چکی ہے۔

گویا ہندوستان کے مسلمانوں میں سے ہر ایک آدمی کے ہاتھ میں یہ لوگ کتاب دے سکتے ہیں۔

پس سب سے بڑا فتنہ یہی نصاریٰ کا فتنہ ہے۔ اور الدجال کا بروز ہے ایسا ہی یاجوج۔ یہ لفظ اجیج سے مشتق ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آتشی کاموں کے ساتھ انکا بہت بڑا تعلق ہوگا۔ اور وہ آگ سے کام لینے میں بہت مہارت رکھیں گے گویا آگ انکے قابو میں ہوگی اور دوسرے لوگ اس آتشی مقابلہ میں ان سے عاجز رہ جائیں گے۔ اب یہ کیسی صاف بات ہے دیکھ لو کہ آگ کے ساتھ اس قوم کو کسقدر تعلق ہے۔ کلیں کسقدر جاری ہیں اور دن بدن آگ سے کام لینے میں ترقی کر رہے ہیں۔

یہ دونوں بروز ہیں اور یہ دونوں کیفیتیں جو متفرق طور پر تھیں ایک میں آ گئی ہیں ایسا ہی ماجوج میں اور یہ ایک پکی بات ہے کہ الناس علی دین ملوکہم

انسان پر ملوک کا بہت بڑا اثر پڑتا ہے۔ ملوک تو ملوک ہوتے ہیں ادنیٰ درجہ کے نمبرداروں تک کا اثر پڑتا ہے۔ سکھوں کے زمانہ میں بہت سے لوگوں نے کیس رکھ لئے تھے اور کچھ پہن لئے تھے ایک شخص ہمارے قریب ایک گاؤں میں بھی رہتا تھا اس کا نام خدا بخش تھا اس نے اپنا نام خدا سنگھ رکھ لیا تھا۔

موضع ڈلہ میں گلاب شاہ اور مہتاب شاہ دو بھائی تھے وہ گرنتھ ہی پڑھا کرتے تھے اور یہ معمولی بات ہے ملوک کے خیالات کا مذہب طرز لباس وغیرہ ہر قسم کے امور کا اخلاقی ہوں یا مذہبی بہت بڑا اثر رعایا پر پڑتا ہے۔ جیسے ذکور کا اثر اناث پر پڑتا ہے اس لئے فرمایا گیا ہے الرجال قوامون علی النساء

اسی طرح پر رعایا پر ملوک کا اثر ضروری ہے سکھوں کی عملداری میں دو پگڑیاں باندھا کرتے تھے اور اب تک بھی ریاستوں میں اسکا بقیہ چلا جاتا ہے اور جب ایک دوسرے سے ملا کرتے تھے تو سب ایک ہی لفظ بولا کرتے تھے ستگرو ہے؟

ایسا ہی اب اس عملداری میں سلطنت کا اثر رعایا پر پڑا ہے۔ طرز لباس ہی کو دیکھو کہ ہر ایک شخص انگریزی لباس کوٹ پتلون کو پہن کر فخر کرتا ہے اور بعض ایسے بھی ہیں جو انگریزی ٹوپیاں بھی پہنتے ہیں سلطنت کی طرف سے کسی قسم کی ترغیب نہیں دی جاتی کوئی حکم جاری نہیں کیا جاتا کہ لوگ اس قسم کا پہنیں۔ مگر خود بخود طبایع میں ایک شوق دن بدن بڑھتا چلا جاتا ہے۔ باوجودیکہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو اس لباس کی تبدیلی کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے اور اپنی جگہ سعی بھی کرتے ہیں کہ یہ طریق ترقی نہ پکڑے۔ مگر نہیں یہ ایک دریا ہے جو بہتا چلا جاتا ہے اور رک نہیں سکتا۔ انگریزی تعلیم کے ساتھ ساتھ انگریزی طرز لباس ترقی پر ہے۔ یہاں تک کہ حجامت بنوانے میں بھی انگریزی طرز اور فیشن کو مقدم سمجھا جاتا ہے۔ یہ کیوں؟ صرف اس لئے کہ الناس علی دین ملوکہم یہ مت سمجھو کہ طرز لباس ہی نے ترقی کی ہے نہیں یہ طرز بجائے خود ایک خطرناک ترغیب ہے اور بہت سی باتوں کے لئے۔

انگریزی لباس کے بعد انگریزی طرز کی

مجلسوں کا مذاق ترقی کرے گا اور کر رہا ہے۔ عیسائیت نے خمر کو حرام نہیں کیا اس میں پردہ بھی ضروری نہیں۔ قمار بازی بھی ممنوع نہیں ہے پھر کہانے میں حلال و حرام کی کوئی تمیز نہیں۔ پس اس آزادی کا لازمی نتیجہ یہہ ہوا کہ مذہب حقیقی جو انسان کو ایک حد بندی کے درمیان رکھنا چاہتا ہے اس سے لوگوں نے تجاوز شروع کیا۔ انگریزی مجلسی مذاق میں شراب کا پینا لازمی امر ہے جس محفل میں شراب نہ ہو وہ گویا مجلس ہی قابل نفرت ہے۔

پس وہ لوگ جو انگریزی طرز اور فیشن کے دلدادہ ہیں وہ کب دین کی حدود کے اندر آنے لگے اور مذہب کی طرف بلانے والوں کی طرف انکو رغبت ہو تو کس طرح۔

میں سچ کہتا ہوں کہ لوگوں نے اس امر پر غور نہیں کی ہے کہ عیسائیت کیونکر اندر ہی اندر سرایت کر رہی ہے۔ میں نے اس پر بہت غور کی ہے میں دیکھتا ہوں کہ ہر ایک اس وقت عیسائیت کی طرف لے جانا چاہتا ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ ان پادریوں نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ بھی اس کے پھیلانے میں فروگذاشت نہیں کیا ہر قسم کے طریق اشاعت کو انہوں نے اختیار کیا ہے قطع نظر اسکے کہ وہ جایز ہے یا ناجایز یہہ انگریزی فیشن ہی کا اثر ہے کہ اب علانیہ شراب پی جاتی ہے۔ زناکاری کے لیے کوئی امر مانع نہیں ہے بلکہ اسکی ممد اور معاون امور پیدا ہوتے جاتے ہیں قمار بازی گو قانوناً جرم ہو مگر اسکی بعض ایسی صورتیں پیدا کر لی گئی ہیں کہ وہ قانوناً جایز ہی قرار دی گئی ہیں۔ عیسائی عورتوں کا بے پردہ پھرنا اور عام طور پر غیر مردوں سے ملنا جلنا اس نے ایسا خطرناک اثر کیا ہے کہ بہت سے لوگ ہیں جو عورتوں کو بے پردہ سیر کرانا پسند کرتے ہیں۔

اور مسلمانوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ عورت اور مرد کے حقوق مساوی ہیں انکو پردہ میں نہ رکھا جاوے یہہ ظلم ہے۔

اسلامی پردہ پر اعتراض کرنا انکی جہالت ہے اللہ تعالیٰ نے پردہ کا ایسا حکم دیا ہی نہیں جس پر اعتراض وارد ہو۔

قرآن مسلمان مردوں اور عورتوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ غض بصر کریں جب ایک دوسرے کو دیکھیں ہی گی نہیں تو محفوظ رہیں گی۔ یہ نہیں کہ انجیل کی طرح یہ حکم دے دیتا کہ شہوت کی نظر سے نہ دیکھ افسوس کی بات ہے کہ انجیل کے مصنف کو یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ شہوت کی نظر کیا؟ نظر ہی تو ایک ایسی چیز ہے جو شہوت انگیز خیالات کو پیدا کرتی ہے اس تعلیم کا جو نتیجہ ہوا ہے وہ ان لوگوں سے مخفی نہیں ہے جو اخبارات پڑھتے ہیں انکو معلوم ہوگا کہ لندن کے پارکوں اور پیرس کے ہوٹلوں کے کیسے شرمناک نظارے بیان کئے جاتے ہیں۔

اسلامی پردہ سے یہہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ عورت جیلخانہ کی طرح بند رکھی جاوے قرآن شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں ستر کریں وہ غیر مرد کو نہ دیکھیں۔ جن عورتوں کو باہر جانے کی ضرورت تمدنی امور کے لئے پڑے انکو گھر سے باہر نکلنا منع نہیں ہے وہ بے شک جائیں لیکن نظر کا پردہ ضروری ہے۔

مساوات کے لئے عورتوں کے نیکی کرنے میں کوئی تفریق نہیں رکھی گئی ہے اور نہ انکو منع کیا گیا ہے کہ وہ نیکی میں مشابہت نہ کریں اسلام نے یہ کب بتایا ہے کہ زنجیر ڈال کر رکھو۔ اسلام شہوات کی بنا کو کاٹتا ہے۔ یورپ کو دیکھو کیا ہو رہا ہے لوگ کہتے ہیں کہ کتوں اور کتیوں کی طرح زنا ہوتا ہے اور شراب کی اس قدر کثرت ہے کہ ۳ میل تک شراب کی دوکانیں چلی گئی ہیں۔ یہ کس تعلیم کا نتیجہ ہے۔ کیا پردہ داری کا یا پردہ دری کا؟

اسلام کی بات کو بگاڑنا اور اندھا دھند اعتراض کرنا ظلم ہے اسلام تقویٰ سکھانے کے واسطے دنیا میں آیا ہے۔

میں یہ بیان کر رہا تھا کہ لوگ ملوک کے دین پر ہوتے ہیں اور میں نے مختلف مثالوں کے ذریعہ اس امر کو بیان کر دیا ہے۔ اب دیکھ لو کہ جو حالات ابتر اس ملک میں ہوتے ہیں وہ کسی اور ملک میں نہیں ہیں یہاں تک کہ مکہ مدینہ میں بھی نہیں ہوئے۔ ایسی آزادی اور اباحت جو یہاں ہے اسکی نظیر کسی دوسرے ملک میں نہ ملے گی اور ان ملکوں میں چونکہ اس قسم کے محرکات پیش نہیں آئے اس لئے وہاں خیالات بھی بہت ابتر نہیں ہوئے۔ اب میں پھر اصل مطلب کی طرف آتا ہوں میں نے یہ بیان کیا ہے کہ دو بروز ہیں ایک الدجال کا دوسرا یاجوج ماجوج کا۔

الدجال کا بروز وہ ہے جو آدم علیہ السلام سے لیکر ایک سلسلہ چلا جاتا تھا جس قسم کی بدیاں اور شرارتیں مختلف طور پر مختلف وقتوں میں ظاہر ہوئیں آج ان سب کو جمع کر دیا گیا ہے۔ اور ایک عجیب نظارہ قدرت دکھایا ہے چونکہ اب انسانی عمروں کا خاتمہ ہے اس لئے خاتمہ پر ایک بدیوں کا اور ایک نیکیوں کا بروز بھی دکھایا۔

بدیوں کا بروز وہی ہے جسکو مسیح الدجال کہا ہے تمام مکاید اور شرارتوں کا وہ مجموعہ ہے اس آخری زمانہ میں ایک گروہ کو سفلی عقل اسقدر دی گئی ہے کہ تمام چھپی ہوئی چیزیں پیدا ہو گئی ہیں اس نے دو قسم کا دجل دکھایا ایک قسم کا حملہ نبوت پر کیا اور ایک خدا پر۔

نبوت پر تو یہ حملہ تھا کہ منشاء الٰہی کو بگاڑا۔ اور دماغی طاقتوں کو انتہائی مدارج پر پہونچا کر الوہیت پر تصرف کرنے کے لئے خدا پر حملہ کیا۔ امراض مزمنہ کے علاج کی طرف توجہ اور ایک کا نطفہ لیکر رحم میں بذریعہ کل ڈالنا بارش برسانے کے آلات کا ایجاد کرنا وغیرہ

وغیرہ یہہ سب امور اس قسم کے ہیں جنسے پایا جاتا ہے کہ یہ لوگ الوہیت پر تصرف کرنا چاہتے ہیں یہ گروہ خود خدا بن رہا ہے اور دوسرا گروہ کسی اور انسان کو خدا بناتا ہے جو کچھہ آجکل یورپ اور امریکہ میں ہو رہا ہے اسکی غرض کیا ہے؟ یہی کہ ایک آزادی اور حرص جو پیدا ہو گئی ہے اس کو پورے طور پر کام میں لاکر ربوبیت کے بھیدوں کو معلوم کر کے خدا سے آزاد ہو جاویں۔

غرض جان ڈالنے کے مردوں کو زندہ کرنے کے بارش برسانے کے تجربے کرتے ہیں۔ یہانتک ہی محدود نہیں بلکہ اُنکی تو کوشش یہہ ہو رہی ہے کہ جو کچھہ دنیا میں ہو رہا ہے وہ سب ہمارے ہی قبضہ میں آجاوے۔

اگرچہ میں اس بات کو مانتا ہوں کہ تدبیر کرنا منع نہیں ہے لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ گناہ ہمیشہ افراط یا تفریط سے پیدا ہوتا ہے مثلاً اگر انسان کو صرف ہاتھہ لگا دو۔ تو گناہ نہیں ہے لیکن اگر اسکو ایک مکّا مار دو تو یہ گناہ ہے۔ یہہ افراط ہے اور تفریط یہ ہے کہ اگر کسی کو ایک پیالہ پانی دینے کی ضرورت ہو مگر وہ اسکو ایک قطرہ دے۔

غرض موجودہ زمانہ میں دجال کا بروز ایک معجون مرکب ہے، ایک حملہ خدا پر ہو رہا ہے اور ایک نبوّت پر

ایک خدا کو انسان بناتا ہے دوسرا آپ ہی خدا بنتا ہے کیا یہہ بات سچ نہیں ہے۔ کتابیں دیکھو اخبارات پڑھو تو پتہ لگے گا کہ کسقدر فساد برپا ہو رہا ہے اور یہہ دور نگی ظلم ڈھا رہی ہے۔

یاجوج ماجوج کے افساد کی نسبت میں نے بتا دیا ہے کہ اسکا اثر دلپر پڑتا ہی اسکو شوکت ہی۔ خدا کی طرف رجوع کرنا امانت دیانت کا اختیار کرنا شراب۔ زنا بدنظری قمار بازی سے بچنا مشکل ہو رہا ہے بہت ہی تھوڑے شاید ایک آدمی فی ہزار ہو تو ہو جو بچتے ہوں گے اب یہہ بات کیسی صاف ہے کہ جبکہ بدی کے دو بروز تھے

ایسا ہی نیکی کے بھی دو بروز بدی کے مقابل ضروری تھے چنانچہ دو بروز نیکی کے بھی رکھے دراصل وہ بھی ایک ہی چیز ہے جسکے دو نام ہیں جیسے ایک ہی حالت میں مجسٹریٹ اور کلکٹر دو جداگانہ عہدے ہوتے ہیں۔

وہ نیکی کے بروز یہہ ہیں کہ ایک تو اندرونی لحاظ سے ہے اور دوسرا بیرونی لحاظ سے

اندرونی لحاظ سے وہ مہدی ہے اور بیرونی لحاظ سے مسیح ابن مریم بیرونی طور پر مسیح کا کام کیا ہے؟ جو اس کا یہ نام رکھا۔ مسیح ابن مریم کا کام دفع شر ہوگا اور مہدی کا کام کسب خیر چنانچہ غور کرو کہ مسیح کا کام یقتل الخنزیر اور یکسر الصلیب بتایا ہے یہی دفع شر ہے۔ لیکن ہمارا یہ مذہب ہرگز نہیں ہے کہ وہ دفع شر کے لئے تیغ و سنان لیکر جنگ کے واسطے نکلے گا۔

علماء جو یہ کہتے ہیں کہ وہ جنگ کریگا یہ صحیح نہیں بلکہ بالکل غلط ہے یہ کیا اصلاح ہوئی کہ ابھی آپ آئے اور آتے ہی تلوار پکڑ کر لڑائی کے واسطے میدان میں نکل آئے۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ صحیح اور سچی بات وہی ہے جو خدا تعالیٰ نے ہم پر کھولی جو احادیث کے منشاء کے موافق ہے۔ کہ مسیح کوئی خونی جنگ نکریگا اور نہ تلوار پکڑ کر لڑنا اس کا منصب ہے بلکہ وہ تو اصلاح کے لئے آئیگا ہاں یہ ہم مانتے ہیں کہ اس کا کام دفع شر ہے اور وہ حجج اور براہین سے کریگا۔

اور مہدی کا کام کسب خیر ہے یعنے جو بدعادات اور فسق و فجور پھیلا ہوا ہوگا وہ اس کو ہدایت سے بدل دے گا۔ عیسیٰ کا لفظ عوس سے لیا ہے جو دفع شر کی طرف ایما ہے ان ہر دو بروزوں میں ستر یہ ہے کہ مہدی کا بروز اکمل ہے کیونکہ اسکا کام ہے افاضہ خیر اور افاضہ خیر دفع شر کی نسبت اکمل بات ہے ایک شخص ہے جو کسی کی راہ سے صرف کانٹے

اٹھاوے یہ بیشک بڑا کام ہی لیکن جو اس کو سواری دے اور اپنے گھر لے جاکر روٹی بھی کھلائے یہ اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ پس مہدی اکمل ہے اسی لئے وہ خلیفۃ اللہ ہے عیسیٰ ابن مریم جو مہدی خلیفۃ اللہ کی بیعت کرے گا اس میں یہی ستر ہے اور مہدی کا بروز یوں بھی اکمل ہے کہ وہ دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا۔ اور آپ خاتم الانبیاء تھے اور اکمل الانبیاء اس لئے اس کا بروز بھی اکمل ہی ہوگا۔

یہہ دو بروز تھے علماء نے کیسا ظلم کیا کہ ایک بروز کو تو انہوں نے مان لیا کہ مہدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق اور نام پر ہوگا لیکن عیسےٰ ابن مریم کی نسبت یہی تجویز کیا کہ وہی آسمان سے اتر کر آئے گا۔ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ کیسے ذہن متنزل ہو گئے ہیں جو تناقض پیدا کرتے ہیں اور نہیں سمجھتے۔ ایک جگہ تو بروز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مان لیا اس کا قائمقام خلیفۃ اللہ بنگیا مگر پھر یہ کیا ہوا کہ جو چھوٹا تھا اسے خود کیوں آنا پڑا؟ وہ مہدی جس کو افاضہ خیر دیا گیا ہے اور جو اکمل ہے اسکو بروزی رنگ میں لاتے اور مسیح ابن مریم کو اسکی بیعت کرانے کے واسطے خود اتارتے ہو۔

بہ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

جب ان سے پوچھا جاوے کہ تم ایک نبی کو اتار کر جو اسکی بیعت مہدی کے ہاتھہ پر کراتے ہو یہ کیا بات ہی؟ تو جواب دیتے ہیں کہ کیا کیا جاوے حدیث میں آیا ہے الائمۃ من القریش ہم کہتے ہیں کہ اگر اس حدیث کے وہی معنے ہوں جو تم قرار دیتے ہو تو چاہیئے تہا کہ سلطنت روم کے سب باغی ہوتے۔

اگر پیشگوئی کے طور پر یہی نہ سمجھا جاوے پھر جو سلطان روم کو خلیفۃ المسلمین قرار دیتے ہیں اس کے کیا معنے ہوئے؟

اصل بات یہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کشفی طور پر دکھایا تھا کہ خلیفہ قریش سے ہوں گے خواہ حقیقی طور پر یا بروزی طور پر جیسے دجال کا بروز بتایا۔ اسی طرح پر سلاطین مغلیہ وغیرہ بروزی طور پر قریش ہی ہیں خدا نے جو عہد انکو دیا وہ اس کے متکفل رہے جب تک خدا نے چاہا وہ سلطنت کرتے رہے جب تک کوئی بروز کے مسئلہ کو نہیں سمجھتا اس پیشگوئی کی حقیقت کو سمجھ نہیں سکتا۔ اور آخر اس کو اس پیشگوئی کو جھٹلانا پڑے گا۔

جب اصل قریش میں استعداد نہ رہی اور اس قوم میں وہ استعداد پائی گئی تو خدا نے وہ عہدہ اس کے حوالہ کیا یہی وجہ ہے کہ طبعاً سلطان روم کی متابعت اختیار کی اور سچی محبت سے اسکو قبول کیا یہ تصنع اور بناوٹ سے نہیں ہوا بلکہ دلوں نے فتویٰ دیا کہ وہ خادم حرمین الشریفین ہے۔ الٰہی امور ہمیشہ ہوتے ہیں اور ہوں گے یہ معنے ہیں الائمۃ من القریش کے

غرض یہ دو نام ایک ہی شخص کے تھے ایک کو افاضہ خیر کا درجہ ملا۔ دوسرے کو دفع شر

افاضہ خیر چونکہ بڑھ کر ہے اس کو دفع شر پر بزرگی دی جاتی ہے اس لئے اس حیثیت سے وہ خلیفۃ اللہ کہلایا۔

پس جیسے مقابل پر دو خبیث بروز تھے یہ خیر کے بروز تھے۔

اب اس کے متعلق میں ایک اور نکتہ بیان کر کے اس بیان کو ختم کرنا چاہتا ہوں عیسےٰ کے نام میں دفع شر کا مفہوم پایا جاتا ہے اور احمد یا محمد کے نام میں افاضہ خیر کا مفہوم ہے نہایت ہی تعریف کیا گیا تعریف اس نام پر ہوتی ہے جسکو خیر پہونچاؤ گے وہ بے اختیار تعریف کرے گا حمد کرنے کے ساتھ لازمی طور پر منعم علیہ ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمدؐ اس لئے ہی تھا کہ وہ افاضہ خیر ہے جو خلق کی طرف کرتا ہے۔ احمدؐ منعم ہے اور محمدؐ منعم علیہ ہے اور عیسیٰ کے معنے ہیں بچایا گیا ہے

یہ دفع شر کی طرف اشارہ ہے یہی وجہ ہے کہ خدا نے وہ قصہ یاد دلایا اذ قال ربك للملائكة اني جاعل في الارض خليفة۔ اس قصہ میں پیشگوئی ہوتی ہے۔ اب میں اسکا بیان لمبا کرنا نہیں چاہتا بس اسی پر ختم کرتا ہوں کہ مسیح اور مہدی دراصل ایک ہی شخص کے دو نام ہیں جو اسکی دو مختلف حیثیتوں کو ظاہر کرتے ہیں جو دفع شر اور افاضہ خیر ہیں۔ افسوس ان علماء پر کہ انہوں نے افاضہ خیر کے بروز کو مانا اور دفع شر کے بروز سے انکار کیا!!!

لاہور کے معزز اخبار رفیق ہند نے ابن یمین کے مندرجہ ذیل اشعار کو شائع کیا ہے ہم بھی اپنے ناظرین کے فائدہ کے لئے ان کو اخبار مذکور سے لیکر شایع کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

چوں جامہ چرمی نشمرم صحبت ناداں

زیراکہ گراں باشد و تن گرم ندارد

از صحبت ناداں بتر نیز بگویم

خویشے کہ توانگر شد و آزرم ندارد

زیں ہر دو بتر داں تو شہے راکہ بہ اقلیم

با خنجر خوں ریز۔ دل نرم ندارد

زیں ہر سہ بتر نیز بگویم کہ چہ باشد

پیرے کہ جوانی کند و شرم ندارد

سیرۃ مسیح موعود کے لئے تمام درخواستیں حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ مدرسہ کے نام بمقام قادیان آنی چاہئیں۔

خطبہ

جو مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ نے پڑھا

(ایڈیٹر الحکم کے اپنے الفاظ میں)

وتوکل على العزيز الرحيم۔

(سورۃ الشعرا کا آخری رکوع)

اور تو اس العزیز الرحیم خدا پر بھروسہ کر جو تجھے دیکھتا ہے اس وقت جب تو کھڑا ہوتا ہے اور سجدہ کرنے والوں میں تو بڑے بڑے سجدہ اور دعائیں کرتا ہے کیا میں تم کو بتاؤں کہ کس شخص پر شیطان اترا کرتے ہیں وہ اترا کرتے ہیں ہر بدکار شریر پر اور انمیں اکثر جھوٹے ہوتے ہیں آج اس آیت شریف پر غور کرنے سے میری طبیعت پر بڑی ہی رقت طاری ہوئی اور ایک محبت ذوق اور حظ آیا اسکی اظہار کے لئے میں اسکو پڑھتا ہوں تا کہ رشید اور سعید انسان اس سے وہ ذوق اور لطف لے جو میں نے لیا ہے۔

میں اس رکوع کو پڑھتا تھا اور بہت غور کرتا تھا جب میں آخری مقطع پر سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون پر پہونچا تو اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال اسکی امتیازی حکومت کا نقش میرے دل پر کھچ گیا کہ کس طرح پر خدا تعالےٰ صادقوں اور کاذبوں کے درمیان فیصلہ کی ایک روشن اور بین راہ پیش کرتا ہے۔ مجھے حیرت ہوتی اور بسا اوقات فکر کرتے کرتے میرا دل ڈوب جاتا کہ یہ لوگ جو ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت میں اٹھتے ہیں کیوں قرآن شریف پر تدبر نہیں کرتے۔

ایک طرف خدا تعالیٰ یہ بتاتا ہے کہ خدا کا راستباز خدا کا مامور غالب ہوجائے گا۔ اور افک وافترا کا ت

کذب و شرارت کا مجسمہ چکنا چور اور پاش پاش ہو جائیگا۔ ایک بامراد مظفر و منصور ہے گا دوسرا ناکام۔ و نامراد ہو کر ہلاک ہوگا۔

میری روح جو ہمیشہ قرآن کریم کے الفاظ اور ترتیب پر غور کرنے کی عادی اور اس سے ایک لطف اور ذوق کیا کرتی ہے اس ترتیب پر غور کرتی رہی کہ یہ جو خدا نے فرمایا کہ تو العزیز الرحیم پر توکل کر اور اس کے بعد فرمایا الذی یرٰنک حین تقوم اس میں باہم کیا تعلق ہے۔ میرے دل میں بجلی کی طرح یہ بات ڈالی گئی ہے کہ ان الفاظ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایک عظیم الشان بشارت اور پیشگوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیتا ہے کہ تو العزیز الرحیم خدا پر توکل کریگا یقین کرلے کہ تو مظفر و منصور ہوگا اور اسکے ساتھ ہی کامیابی کی کلید اور اصول کو بتایا ہے وہ کیا؟ یرٰنک حین تقوم و تقلبک فی السٰجدین تو جو ہمارے حضور کھڑا ہوتا ہے اور ہمارے ہی آستانہ پر ناک رگڑتا رہتا ہے دعائیں کرتا رہتا ہے ہر موقع پر ہم کو ہی پکارتا ہے تیری یہ حالت اور یکسوئی جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ دنیا اور اس کے مادی اسباب تیری نظر میں ایک مرے ہوئے کیڑے کے برابر وقعت نہیں رکھتے تو کھڑا ہوتا ہے تو ہمارے حضور سجدہ کرتا ہے تو ہمارے حضور تیری یہ عبودیت تیرا یہ توکل خدا تعالیٰ کی نصرت کا جاذب ہے تیرے اس اخلاص میں ایک کشش ہے جو السمیع العلیم خدا کی نصرتوں کو کھینچ رہی ہے۔ اور کامل یقین ہے کہ تو کامیاب ہو جائے گا۔ مگر وہ بدمعاش جو ٹوہ لگاتے ہیں اس لئے نہیں کہ حق و حکمت کی باتیں کان میں پڑیں بلکہ کذب و افترا اور شرارت اور شیطنت کے لئے وہ یاد رکھیں کہ سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

مجھے رقت کیا ہوئی اور لطف کیا آیا۔ بات یہ ہے کہ اس آیت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت کا نقشہ کھینچکر میرے سامنے رکھدیا کسقدر بار اس مقدس ذات پر پڑا ہے کسقدر کشتگی اور فنا باری تعالیٰ کے آستانہ پر سرمہ کی طرح پس جانا پڑا ہے تب کامیابی کا تاج پہنا ہے۔ تقلبک فی السٰجدین میں تقلبک کا لفظ اس عالی تبار انسان کی حالت کو دکھاتا ہے۔ کہ کیسی بے قراری اضطرار روح میں ہے اس آیت سے لطف اٹھاتے اٹھاتے مجھے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک واقعہ یاد آگیا کہ ایک بار ایک شخص نے درخواست کی کہ حضور میرے لئے دعا کریں آپ نے فرمایا کہ دعا کرنا آسان نہیں ہے دعا مانگنا تو مر رہنا ہے۔

جب یہ نقشہ میرے سامنے آیا تو بے اختیار ہو ہو کر میں اللھم صل علی محمد پڑھتا تھا۔ کیوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان کامیابیاں جنکی کوئی حد و غایت نہیں ہے اور جو ابتک چلی آتی ہیں ابتک ہی کیا ابدالآباد تک ہی جنکا سلسلہ ختم نہیں ہوتا یہ سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا نتیجہ ہے اب غور تو کرو کہ کس قدر موتیں آپ پر آئی ہونگی کتنی مرتبہ فناطاری ہوتی ہوگی۔

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم وہ کیا روح تھی؟ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں نثار اور فدا ہونے ہی میں زندگی اور لذت پاتی تھی۔

میرے دوستو! اس لذت اور لطف کا اظہار الفاظ میں نہیں ہوسکتا جو اللہ تعالیٰ میں مرکر روح حاصل کرتی ہے۔ اور یہ رتبہ مل نہیں سکتا جبتک خدا تعالیٰ اور اس کی صفات پر ایک ایمان مشاہدہ کے رنگ میں پیدا نہ ہو لے۔ دنیا کی کوئی چیز محبوب۔ مطلوب اور مقصود نہ رہے ہر حالت اور ہیئت میں محبوب مقصود مطلوب حقیقی خدا ہو تب ایک ذوق کی حالت شروع ہوتی ہے اور روح میں ایک گدازش پیدا ہو کر وہ الوہیت کے سرچشمہ سے سرشار ہو کر تسلی اور اطمینان کے لذیذ شربت کا حظ اٹھانے لگتی ہے۔

بعض آدمی لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اتنی مرتبہ اتنے مہینے اتنے سال دعا کی مگر سنی نہ گئی حقیقت میں اس قسم کے لوگ اس راز کو نہیں سمجھتے جو دعا کی قبولیت میں ہوتا ہے۔ اس راز کو صرف وہ لوگ سمجھتے ہیں جنکی طبیعت دعا کی لذت سے بھر گئی ہے ورنہ ہزاروں ہزار آدمی ہیں کہ وہ دعا کی توفیق ہی نہیں پاتے۔ غرض حضرت نے فرمایا کہ

دعا کرنا تو مر رہنا ہے

اس سے میری روح میں عجیب عجیب باتیں پیدا ہوئیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر استقلال اور بلند ہمت رکھتے تھے کہ خدا تعالیٰ کی جناب میں وہ خشوع خضوع عبادت تبتل تام۔ دعا مانگنے۔ رحمتوں اور کامیابیوں کو لینے کا نمونہ بنتے ہیں اور اس پر کسقدر قوت اور شوکت دیکھی ہے کہ ایک طرف تو اسقدر دعا کرتے ہیں کہ آپ کے پاؤں کھڑے کھڑے ورم کر جاتے تھے دوسری طرف دن کو میدان کارزار میں کھڑے ہوئے کمال کر رہے ہیں اور وہ قوت ہے کہ کوئی قوی سے قوی آدمی بھی مقابلہ میں آکر نہیں ٹھہر سکتا۔ ایک طرف یہ حال ہے کہ خود اللہ تعالیٰ شہادت دیتا ہے کہ میں دیکھتا ہوں تو کس طرح سجود میں گرا ہوا ہے پھر دوسری طرف فوج کے افسر بھی آپ ہی ہیں دشمنان دین کا مقابلہ بھی ایسا کرتے ہیں کہ بہادر سے بہادر بھی آپ کی بہادری کا اقرار کرنے سے نہیں رہ سکا۔ اب یہ دوستوں میں

بیٹھتے ہیں ایسے خوش وخرم ایسے بشاش بشاش کہ غمگین اور محزون آپ کی اس بشاشت کو دیکھ کر اپنے غم ہم بھول جاتے ہیں۔ ورنہ ورد و وظائف کرنے والے دیکھے ہیں کہ ایسے بدخلق اور تندخو ترش رو ہوتے ہیں کہ بات کرتے ہیں تو ڈر لگتا ہے کہ پاگل کتے کی طرح کاٹ نہ کھائیں۔

قاضی آئی وان والی ایک گدی مشہور ہے وہ ہمارے شہر سے کوئی آدھ میل کے فاصلہ پر اترا ہوا تھا اس کے دیکھنے کے واسطے گئے دیکھا کہ ایک گھونگھٹ منہ پر ڈالے ہوئے کچھ پڑھ رہا ہے ہم السلام علیکم کہہ کر بیٹھ گئے کچھ عرصے بعد وہ گھونگھٹ کھولا تو بڑی ترش روئی سے کہا کیوں جی! کیوں آئے ہیں یہ چہرہ ایسا خشک کہ میری طبیعت سے تو زیادہ دیر ٹھہرنا گوارا ہی نہ کیا میرے دل میں یہ اصول مدت سے ہے اور ایک لذت کے ساتھ پیدا ہوا ہوا ہے۔ کہ جن لوگوں نے خدا کو پالیا ہے اور جن کو وہ انی معک انی معک کہتا ہے انکے چہروں پر بشاشت ہوتی ہے۔

تم دیکھتے ہو کہ اگر کوئی شخص بادشاہ سے ملکر آئے تو اس کے پاؤں زمین پر نہیں لگتے۔ پھر اللہ تعالے جو تمام جمیلوں کا جمیل اور تمام شاہنشہوں کا شاہنشہ ہے اسکے ملنے والے کو کیسی فرحت اور فخر ہوگا۔

اللہ تعالے گواہ ہے اس کا کلام میرے ہاتھ میں ہے ہزارہا مرتبہ اپنے دوستوں سے کہہ چکا ہوں کہ اس مقدس چہرہ کو دیکھو کہ کیسا گلستان خندہ ہے باوجود قوم کی ان ناشکر گزاریوں اور تلخ اشامیوں کے کیا تم میں سے کوئی بتا سکتا ہے کہ کبھی تم میں بیٹھا ہو یا باہر سیر کو گیا ہو اور چہرہ سے چڑچڑاپن اور مزاج میں کاٹ کھانے کا نشان تمہیں یقین دلاتا ہو۔ اور جن کو پاس بیٹھنے کا موقع ملا ہے انہوں نے دیکھا ہے کہ کوئی وقت امام پر ایسا نہیں آیا کہ کسی کو اس نے مخاطب کیا ہو اور لب و لہجہ اس قسم کا ہو جیسے کسی جلے بھنے انسان کا ہوتا ہے میں کئی مرتبہ اپنی مراقی طبیعت اور اس ضعف کی وجہ سے جو آئے دنکی بیماریوں کی وجہ سے ہو جاتا ہے بسا اوقات دکھوں اور رنجوں سے نڈھال ہو کر آیا ہوں لیکن میں سچ کہتا ہوں اور خدا گواہ ہے کہ جب اس کے بشاش چہرہ کو دیکھتا ہوں تو بے اختیار ہو کر طبیعت نشاط سے بھر جاتی ہے۔

میں بار بار کہتا ہوں اور دوستوں کو یقین دلاتا ہوں کہ جو شخص کہتا ہے کہ مجھے خدا کے حریم میں باریابی ہے اگر اسکا چہرہ گلستان خنداں ہے اور اس نباتات کی طرح جس پر بہار کی اوس پڑی ہوئی ہو وہ درخشاں ہو تو یقین جانو کہ وہ سچا ہے اور اس کا یہ کہنا کہ خدا مجھے کہتا ہے کہ انی معک انی معک بالکل حق ہے۔

جیسے اربعین میں لکھا ہے کہ کوئی رات مجھ پر ایسی نہیں گذرتی کہ خدا کی طرف سے یہ آواز نہ آتی ہو کہ میں تیرے ساتھ ہوں اسی طرح اس آواز کو ہم اس کے چہرہ پر دیکھتے ہیں یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں بلکہ ایک زبردست دلیل ہے کہ اس دنیا کی پُر کدورت زندگی میں بھی آپکو خوش وخرم پاتے ہیں۔

غرض میرے دل میں ایک عجیب قسم کی عزت وجلال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت پیدا ہوا کہ ایک طرف خدا شہادت دیتا ہے کہ ہمارے آستانہ پر بیٹھ گیا ہے دوسری طرف ایسے قوی ہیں کہ کوئی معلوم نہیں کر سکتا کہ رات کو کس قدر ... ہے۔

ان آیتوں میں میرا مدعا یہ ہے کہ اسی طرح پر ہم اپنے امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی پر نظر کریں۔ اس عورت کی طرح جو بچہ جننے سے لگ کر چلاتی ہے یہ خدا کے حضور قوم کے درد سے چلاتا ہے اور دعاؤں میں لگا رہتا ہے۔

سر درد اور بردا اطراف کے حملے ہوتے رہتے ہیں۔ تم جانتے ہو کیوں؟ تمہارے ہی غم اور فکر میں آہ! وہ لوگ اسکی کیفیت کو کیا جانتے ہیں جو انکی حفاظت کے لئے پہرہ دے رہا ہے۔ یقیناً سمجھو تم آرام سے سوتے ہو اور یہ تمہارے لئے راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں کرتا ہے۔ ایک مرتبہ فرمانے لگے جوں جوں دوستوں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے ہمارے ہموم وغموم میں بھی ترقی ہوتی جاتی ہے کیونکہ کسی نہ کسی دوست کو کوئی نہ کوئی فکر ہر وقت ضرور ہوتی ہے اور اس کا فکر مجھے ضرور ہوتا ہے۔

پس یہ رات دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح دعاؤں میں لگا ہوا ہے اگر مخالفین کو اس بات کا پتہ لگتا پتہ سے میری مراد یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حربہ سے آگاہ ہوتے جو دعاؤں کی صورت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملا تھا اور پھر یہ سمجھتے کہ وہی حربہ اسکو ملا ہے تو شاید ڈر جاتے۔ مگر بدگمانوں کو اپنے نفس پر خیال کرکے اس کا یقین نہیں ہے۔

ایک نادان سنت اللہ سے جاہل عصاء موسیٰ میں کہتا ہے کہ عبادت کا موقع ہی کب ملتا ہے آہ! کاش وہ سمجھتا کہ عبادت کیا چیز ہے ایک شخص کی عمر دانہ ہائے تسبیح میں گذر گئی اس کو وہ قرب نہیں ہے جو ایک سوختہ دل کو ہے۔

خدا تعالیٰ دل کے ایک باریک نقطہ پر نظر کرتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ اس برگزیدہ کے دل میں جو معرفت ہے اسکا ذوق اور لذت اور دل کا رجوع ہی عبادت ہے انکو کس طرح بتایا جاوے

مکہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کس قدر دُکھ اٹھانے پڑے کتنی دفعہ طایف کو گئے لڑائیوں اور ہنگاموں میں گئے یہ عبادت تھی یا کیا ایک فضول کام تھا؟ معاذ اللہ یہ لوگ عبادت کے مفہوم سے محض ناواقف خشک مزاج۔ حقایق سے نابلد قرآن کریم کے معارف سے محض جاہل تسبیح کی دانہ شماری ہی کو عبادت سمجھتے ہیں۔

میرا ایمان ہے کہ رسول کریم کا دوستوں میں بیٹھنا بیویوں کے پاس رہنا لڑائیوں میں جانا عبادت ہی ہے۔ یہ نہیں جانتے کہ ولی اللہ کی ہر ادا عبادت ہوتی ہے۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیویوں کے پاس بیٹھنا۔ نماز میں بچوں کو اٹھانا تلوار پکڑ کر نکلنا عبادت ہی ہے۔ اسی طرح اس شخص کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے نمونہ پر آیا ہے۔ ہر فعل عبادت ہے میرا ایمان تو یہی ہے کہ اس کا کھانا پینا۔ بیٹھنا۔ چلنا پھرنا۔ دوستوں سے ملنا۔ کتابیں لکھنا غرض ہر فعل ہر قول عبادت ہی ہے کیونکہ اپنے لئے نہیں بلکہ اسکا مقصود خدا ہے اس کے سامنے ہمیشہ اللہ تعالےٰ کا محبوب چہرہ رہتا ہے۔

ایک دن فرماتے تھے کہ مجھ پر اُمیّت بہت غالب ہے میں کچھ نہیں جانتا ایک ایک لفظ کے لئے دعا کرتا ہوں تب آتا ہے اب دیکھو کسقدر لفظ اس کے مُنہ اور قلم سے نکلے ہیں اور یہ بھی دعاؤں کے نتیجے ہیں اندازہ تو کرو کسقدر دعائیں قبول ہوئیں۔ پھر احمق کہتا ہے کہ عبادت کا موقع ہی کب ملتا ہے۔

خدا تعالیٰ سے لڑنے والے ظالمو! کیا تمہیں خبر نہیں قرآن شریف کیا فیصلہ کرتا ہے سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ان نکتہ چین ظالموں کو پتہ لگ جائیگا کہ انکا انجام کیا ہوتا ہے اللہ تعالےٰ ہم کو اور ہمارے سب دوستوں کو توفیق دے کہ اپنی چال چلن میں ایک خاص امتیاز پیدا کریں۔ آمین

کسر صلیب

حضرت اقدس مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کی بعث کی بہت بڑی غرض کسر صلیب ہے اور اندرونی غلطیوں کی اصلاح اسی لئے آپ دو ناموں سے موسوم ہو کر تشریف لائے ہیں یعنے مسیح موعود اور مہدی مسعود الحکم کے مضامین میں اسوقت تک مہدی مسعود کے فرض کی طرف بہت بڑی توجہ رہی ہے اس لئے ہم آیندہ کے لئے یہ ہی مناسب سمجھتے ہیں کہ کسر صلیب کا عنوان قایم کر کے اس کے ضمن میں ان مضامین کو شائع کیا جاوے جو عیسائی مذہب کے ابطال کے لئے لکھے جاویں۔

یہ مضامین کبھی بطریق سوالات ہوا کریں گے اور کبھی عام مضامین کی شکل میں سردست ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ مستقل طور پر ہر ہفتہ اس عنوان کے تحت میں کچھ نہ کچھ لکھا جاوے گا یا غیر مستقل طور پر کبھی کبھی یہ سب توفیقیں اللہ کریم کے ہاتھ میں ہیں لیکن چونکہ حضرت حجۃ اللہ کو کسر صلیب کی بیقرار کر دینے والی فکر لگی ہوئی ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک جو کچھ لکھ سکتا ہے یا بول سکتا ہے اپنی تمام طاقتوں کو اس طرف لگانے کی فکر میں ہو جاوے۔

آج ہم اس سلسلہ کو حضرت اقدس مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کے مضمون خدا کی لعنت اور کسر صلیب سے تیمناً و تفاؤلاً شروع کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

خدا کی لعنت اور کسر صلیب

چونکہ عیسائیوں کا یہ ایک متفق علیہ عقیدہ ہے کہ یسوع مصلوب ہو کر تین دن کے لئے لعنتی ہو گیا تھا۔ اور تمام مدار نجات کا انکے نزدیک اسی لعنت پر ہے۔ تو اس لعنت کے مفہوم کی رو سے ایک ایسا سخت اعتراض وارد ہوتا ہے جس سے تمام عقیدہ تثلیث اور کفارہ اور نیز گناہوں کی معافی کا مسئلہ کالعدم ہو کر اُسکا باطل ہونا بدیہی طور پر ثابت ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کو اس مذہب کی حمایت منظور ہے تو جلد جواب دے ورنہ دیکھو یہ ساری عمارت گر گئی۔ اور اس کا گرنا ایسا سخت ہوا کہ سب عیسائی عقیدے اُس کے نیچے کچلے گئے۔ نہ تثلیث رہی نہ کفارہ نہ گناہوں کی معافی۔ خدا کی قدرت دیکھو کہ کیسا کسر صلیب ہوا!!!

اب ہم صفائی اعتراض کیلئے پہلے لُغت کی رو سے لعنت کے لفظ کے معنی کرتے ہیں اور پھر اعتراض کو بیان کر دیں گے۔ سو جاننا چاہیئے کہ لسان العرب میں کہ جو لُغت کی ایک پورانی کتاب اسلامی تالیفات میں سے ہے اور ایسا ہی قطر المحیط اور اقرب الموارد میں جو دو عیسائیوں کی تالیفات ہیں جو حال میں بمقام بیروت چھپکر شائع ہوئی ہیں اور ایسا ہی کتب لغت کی تمام کتابوں میں جو دنیا میں پائی جاتی ہیں لعنت کے معنے یہ لکھے ہیں۔ اللعن الابعاد والطرد من الخیر و من اللہ و من الخلق و من ابعدہ اللہ لم تلحقہ رحمتہ و خلد فی العذاب واللعین الشیطان والممسوخ۔ و قال الشماخ مقام الذئب کالرجل اللعین× یعنی لعنت کا مفہوم یہ ہے کہ لعنتی اسکو کہتے ہیں جو ہر ایک خیر و خوبی اور ہر قسم کی ذاتی صلاحیت اور خدا کی رحمت اور خدا کی معرفت سے بکلی بے بہرہ اور بے نصیب ہو جائے اور ہمیشہ کے عذاب میں پڑے یعنی اُسکا دل بکلی سیاہ ہو جائے اور بڑی نیکی سے لیکر چھوٹی نیکی تک کوئی خیر کی بات اسکے نفس میں باقی نہ رہے اور شیطان بنجائے اور اُسکا اندر مسخ ہو جائے۔ یعنی کتوں اور سوروں کی خاصیت اُس کے نفس میں پیدا ہو جائے اور شماخ نے ایک شعر میں لعنتی انسان کا نام بھیڑیا رکھا ہے۔ اس مشابہت سے کہ لعنتی کا باطن مسخ ہو جاتا ہے تم کلامہ۔ ایسا ہی عرف عام میں بھی جب یہ بولا جاتا ہے کہ فلاں

× لعین کا لفظ [illegible]

شخص پر خدا کی لعنت ہو تو ہر یک ادنیٰ اعلیٰ یہی سمجھتا ہے کہ وہ شخص خدا کی نظر میں واقعی طور پر پلید باطن اور بے ایمان اور شیطان ہے اور خدا اُس سے بیزار اور وہ خدا سے روگردان ہے۔

اب اعتراض یہ ہے کہ جس حالت میں لعنت کی حقیقت یہ ہوئی کہ ملعون ہونے کی حالت میں شیطان کے تمام تعلقات اختیار کرتا ہے اور اُس میں اور شیطان میں ذرہ فرق نہیں رہتا۔ تو اس وقت ہم حضرات پادری صاحبوں سے بکمال ادب یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا یہ سچ ہے کہ در حقیقت یہ لعنت اپنے تمام لوازم کے ساتھ جیسا کہ ذکر کیا گیا یسوع پر خدا تعالیٰ کی طرف سے پڑ گئی تھی اور وہ خدا کی لعنت اور غضب کے نیچے آکر سیاہ دل اور خدا سے روگردان ہو گیا تھا۔ میرے نزدیک تو ایسا شخص خود لعنتی ہے کہ ایسے برگزیدہ کا نام لعنتی رکھتا ہے جو دوسرے لفظوں میں سیاہ دل اور خدا سے برگشتہ اور شیطان سیرت کہنا چاہیئے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ایسا پیارا در حقیقت اس لعنت کے نیچے آگیا تھا جو پوری پوری خدا کی دشمنی کے بغیر متحقق نہیں ہو سکتی کیونکہ لعنت کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ خدا لعنتی انسان کا واقعی طور پر دشمن ہو جائے اور ایسا لعنتی انسان خدا کا دشمن ہو جائے۔ اور اس دشمنی کی وجہ سے بندروں اور سوروں اور کتوں سے بدتر ہو جائے کیونکہ بندر وغیرہ خدا کے دشمن نہیں ہیں۔ لیکن لعنتی انسان خدا تعالیٰ کا دشمن ہے یہ تو ظاہر ہے کہ کوئی لفظ اپنے لوازم سے الگ نہیں ہو سکتا جب ہم ایک کو سیاہ دل اور شیطان یا بندر اور کتا کہیں گے تو تبھی کہیں گے کہ جب شیطان اور بندروں اور کتوں کے صفات اس میں موجود ہو جائیں۔ پس جبکہ تمام دنیا کے اتفاق سے لعنت کا یہی مفہوم ہے تو یہ دو باتیں ایک وقت میں کب جمع ہو سکتی ہیں کہ ایک شخص بمقتضای مفہوم لعنت خدا سے برگشتہ بھی ہو اور با خدا بھی اور خدا کا دشمن بھی ہو اور دوست بھی اور منکر بھی ہو اور اقراری بھی۔ محبت کا تعلق لعنت کے مفہوم کو منافی ہے۔ جبھی ایک پر لعنت پڑ گئی اسی وقت خدا سے جتنے قرب اور محبت اور رحم کے تعلقات تھے تمام ٹوٹ گئے۔ اور ایسا شخص شیطان ہو گیا اور سیاہ دل اور خدا کا منکر بن گیا۔ اب اگر خدانخواستہ کچھ دنوں تک یسوع پر لعنت پڑ گئی تھی تو اُس وقت اُس کا خدا تعالیٰ سے ابنیت کا علاقہ اور پیارا بیٹا ہونے کا لقب کیونکر باقی رہ سکتا تھا۔ کیونکہ بیٹا ہوتا تو یکطرف خود پیارا ہونا لعنت کے مفہوم کے برخلاف ہے۔ خدا کے کسی پیارے کو ایکدم کے لئے بھی شیطان کہنا کسی شیطان کا کام ہے نہ انسان کا۔ پس میں نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی شریف آدمی ایک سیکنڈ کے لئے بھی یسوع کے لئے یہ تمام نام جائز رکھے جو لعنت کی حقیقت اور روح ہیں۔ پس اگر جائز نہیں تو دیکھو کہ کفارہ کی تمام عمارت گر گئی اور تثلیثی مذہب ہلاک ہو گیا اور صلیب ٹوٹ گیا۔ کیا کوئی دنیا میں ہے جو اس کا جواب دے؟

راقم غلام احمد قادیانی
۲ مارچ ۱۹۰۱ء

اس بیدینی کی بھی کچھ حد ہے!

مصری اخبار اللواء کے مراسلہ سے معلوم ہوا کہ جزیرہ طور سینا کے عرب فریوں میں دین کے نام سے ایسے امور مروج ہیں جو در اصل بے دینی کے کام ہیں مثلاً دو سگی بہنیں ایک شخص کے نکاح میں جمع کی جاتی ہیں اور لڑکیاں باپ کی میراث سے مطلقاً محروم ہوتی ہیں مطلقہ کے لئے عدت نہیں سورۂ فاتحہ کو یوں پڑھتے ہیں۔

الحمد لک یا رب العالمین رحمانک الرحیم اھدنا وا فدنا صراطک المستقیم ولا الضالین آمین

ایسے وقتمیں بھی لوگ کہتے ہیں کسی مہدی کی ضرورت نہیں؟

قرآن کریم کی تعلیم کامل ہے

مذہبی دنیا میں قرآن کریم کے سوا دوسری کسی کتاب کو یہ فخر حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنے کامل ہونے کا دعویٰ کرے۔

علاوہ ازیں یہ امتیاز بھی قرآن کریم ہی کو حاصل ہے کہ جو دعویٰ کیا جاتا ہے اُس کے دلایل اور براہین بھی وہ خود ہی پیش کرتا ہے کیونکہ یہ بات حقیقت میں ایک سچی اور کامل کتاب کی شان سے بعید ہے کہ اسکی وکالت اپنے ساختہ پرداختہ سے کوئی دوسرا شخص کرے اور وہ کتاب بکلی خاموش اور ساکت ہو۔ اس امر کا بیان کر دینا اس موقع پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کے اس حسن کا اظہار چودہ سو برس کے اندر کوئی انسان نہیں کر سکا بجز اُس کے جس کے لئے اللہ تعالےٰ نے یہ فخر تجویز کر رکھا تھا وہ کون؟ چودھویں صدی کا مجدد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارا ایمان ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر اور کوئی نشانات کو ہم نہ بھی دیکھتے تو بھی انکی مسیحیت کے اثبات کے لئے یہ تجدید تعلیم کلام ہی ایک قوی دلیل تھی مگر ہم کو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ضد و تعصب کی خطرناک ہوا نے ہمارے مخالفوں کے حواس کو ٹھکانے نہیں رہنے دیا ورنہ قرآن کریم کی جو عظمت اور جلال اس مقدس انسان نے دنیا پر ظاہر کیا ہے بجد الا بزال آج سے پیشتر اس چودہ سو سال کے اندر نہیں ہوا۔

یہ بات کہ قرآن شریف جو دعویٰ پیش کرتا ہے اس کے دلایل بھی خود ہی دیتا ہے کوئی چھوٹی سی بات نہیں مگر دیکھنے کے لئے آنکھیں اور غور کرنے کے لئے دل مطلوب ہے اور افسوس وہ آج نہیں ہے الا ماشاء اللہ غرض ہمارا منشاء اس مضمون میں یہ دکھانے کا ہے کہ قرآن کریم ہی ایک اکمل کتاب ہے۔

ہم اس دعویٰ کو اور اس کے دلائل کو قرآن شریف ہی سے پیش کریں گے چنانچہ فرمایا

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی الایۃ

یعنے آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کیا اور اپنی نعمت یعنی قرآنی تعلیم کو تم پر پورا کیا۔

اور ایک دوسرے محل میں اس اکمال کی تشریح کے لئے کہ اکمال کس کو کہتے ہیں فرماتا ہے

الم ترکیف ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء توتی اکلھا کل حین باذن ربھا ویضرب اللہ الامثال للناس لعلھم یتذکرون ومثل کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ خبیثۃ اجتثت من فوق الارض مالھا من قرار یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الآخرۃ ویضل اللہ الظالمین یعنے

کیا تو نے نہیں دیکھا کیونکر بیان کی اللہ نے مثال یعنے مثال دین کامل کی کہ بات پاکیزہ درخت پاکیزہ کی مانند ہے جس کی جڑ ثابت ہو اور شاخیں اسکی آسمان میں ہوں اور وہ ہر ایک وقت اپنا پھل اپنے پروردگار کے حکم سے دیتا ہو اور یہ مثالیں اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے تا لوگ ان کو یاد کرلیں اور نصیحت پکڑ لیں اور ناپاک کلمہ کی مثال اس ناپاک درخت کی ہے جو زمین پر سے اکھڑا ہوا ہے اور اسکو قرار و ثبات نہیں سو اللہ تعالیٰ مومنوں کو قول ثابت سے یعنے جو قول ثابت شدہ اور مدلل ہے اس دنیا کی زندگی اور آخرت میں ثابت قدم کرتا ہے اور جو لوگ ظلم اختیار کرتے ہیں انکو گمراہ کرتا ہے یعنے ظالم خدا تعالیٰ سے ہدایت کی مدد نہیں پاتا جب تک ہدایت کا طالب نہو۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کلام پاک اور مقدس کا کمال تین باتوں پر موقوف ٹھہراتا ہے اول یہ کہ اصلھا ثابت

یعنے اصول ایمانیہ اس کے ثابت اور محقق ہوں اور فی حد ذاتہ یقین کامل کے درجے پر پہونچے ہوئے ہوں اور فطرت انسانی اسکو قبول کرے کیونکہ ارض کے لفظ سے اس جگہہ فطرۃ انسانی مراد ہے جیساکہ من فوق الارض کا لفظ صاف بیان کررہا ہے۔

پھر دوسری نشانی کمال کی یہ فرماتا ہے کہ فرعھا فی السماء یعنے اسکی شاخیں آسمان پر ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھیں یعنے صحیفہ قدرت کو غور کی نگاہ سے مطالعہ کریں تو اسکی صداقت ان پر کھل جاوے اور دوسرے یہ کہ وہ تعلیم یعنے فروعات اس تعلیم کے جیسے اعمال کا بیان احکام کا بیان اخلاق کا بیان یہ کمال درجہ پر پہونچے ہوئے ہیں جس پر کوئی زیادتی متصور نہو جیسا کہ ایک چیز جب زمین سے شروع ہو کر آسمان تک پہونچ جاوے تو اسپر کوئی زیادتی متصور نہیں۔

پھر تیسری نشانی کمال کی یہ فرمائی توتی اکلھا کل حین ہر ایک وقت اور ہمیشہ کے لئے وہ اپنا پھل دیتا رہے ایسا نہو کہ کسی وقت خشک درخت کی طرح ہو جاوے جو پھل پھول سے بالکل خالی ہے۔

اب دیکھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمودہ الیوم اکملت لکم دینکم کی تشریح آپ ہی فرمادی کہ اسمیں تین نشانیوں کا ہونا از بس ضروری ہے سو جیساکہ اس نے یہ تین نشانیاں بیان کی ہیں اس نے انکو ثابت کرکے بھی دکھایا ہے اب دیکھ لو کہ اصول ایمانیات میں سے جو پہلا اصل لا الہ الا اللہ ہے اور جس سے مراد کلمہ ہے اس کو اس قدر بسط کے ساتھ قرآن شریف میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر وہ تمام دلایل جو قرآن شریف نے بیان فرمائے ہیں یہاں لکھے جاویں تو وہ سما نہ سکیں۔ مگر تاہم ہم تھوڑا سا نمونہ کے طور پر ذیل میں لکھتے ہیں جیساکہ ایک جگہ یعنے دوسرے سپارہ میں فرماتا ہے

ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنھار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیا بہ الارض بعد موتھا وبث فیھا من کل دابۃ وتصریف الریاح والسحاب المسخر بین السماء والارض لآیات لقوم یعقلون۔

یعنے تحقیق آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے اور رات اور دن کے اختلاف اور ان کشتیوں کے چلنے میں جو دریا میں لوگوں کے نفع کے لئے چلتی ہیں اور جو کچھ خدا نے آسمان سے پانی اتارا اور اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کیا اور زمین میں ہر ایک قسم کے جانور بکھیر دئے اور ہواؤں کو پھیرا اور بادلوں کو آسمان اور زمین میں مسخر کیا یہ سب خدا تعالیٰ کے وجود اور اسکی توحید اور اسکے الہام اور اس کے مدبر بالارادہ ہونے پر نشانات ہیں۔

اب دیکھئے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اس اصول ایمان پر کیسا استدلال اپنے اس قانون قدرت سے کرتا ہے یعنے اپنے ان مصنوعات سے جو زمین و آسمان میں پائی جاتی ہیں جنکے دیکھنے سے مطابق منشاء اس آیت کریمہ کے صاف صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ بے شک اس عالم کا ایک صانع قدیم اور کامل اور وحدہ لاشریک اور مدبر بالارادہ اور رسولوں کو دنیا میں بھیجنے والا ہے وجہ یہ کہ خدا تعالیٰ کی یہ تمام مصنوعات اور یہ سلسلہ نظام عالم کا جو ہماری نظر کے سامنے موجود ہے یہ صاف طور پر بتا رہا ہے کہ یہ عالم خود بخود نہیں ہے بلکہ اسکا ایک موجد اور صانع ہے جس کے لئے یہ ضروری صفات ہیں کہ وہ رحمان بھی ہو اور رحیم بھی ہو اور قادر مطلق بھی ہو اور وحدہ لاشریک بھی ہو اور

ازلی ابدی ہی- اور مدبّر بالارادہ بھی ہو- اور مستجمع جمیع صفات کاملہ بھی ہو اور وحی کو نازل کرنے والا بھی ہو-

دوسری نشانی یعنے فرعھا فی السماء جس کے معنے یہ ہیں کہ آسمان تک اسکی شاخیں پہونچی ہوئی ہیں اور آسمان پر نظر ڈالنے والے یعنے قانون قدرت کے مشاہدہ کرنیوالے اسکو دیکھ سکیں اور نیز وہ انتہائی درجہ کی تعلیم ثابت ہو- اس کے ثبوت کا ایک حصہ تو اسی آیت موصوفہ بالا سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ جب کہ اللہ جلشانہ نے مثلاً قرآن کریم میں یہ تعلیم بیان فرمائی ہے کہ الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین جسکے یہ معنے ہیں کہ اللہ جلشانہ تمام عالموں کا رب ہے یعنے علۃ العلل ہر ایک ربوبیت کا وہی ہے دوسرے یہ کہ وہ رحمٰن بھی ہے یعنے بغیر ضرورت کسی عمل کے اپنی طرف سے طرح طرح کے الاء اور نعماء شامل حال اپنی مخلوق کے رکھتا ہے-

اور رحیم بھی ہے کہ اعمال صالحہ کے بجالانے والوں کا مددگار ہوتا ہے اور ان کے مقاصد کو کمال تک پہونچاتا ہے اور مالک یوم الدین بھی ہے کہ ہر ایک جزا سزا اس کے ہاتھ میں ہے جس طرح پر چاہے اپنے بندہ سے معاملہ کرے چاہے تو اس کو ایک عمل بد کے عوض میں وہ سزا دے جو اس عمل بد کے مناسب حال ہے اور چاہے تو اسکی مغفرت کے سامان میسر کر دے یہ تمام امور اللہ جلشانہ کے اس نظام کو دیکھ کر صاف ثابت ہوتے ہیں-

پھر تیسری نشانی جو اللہ تعالیٰ نے فرمائی توتی اکلھا کل حین یعنے کامل کتاب کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ جن پھل کا وہ وعدہ کرتی ہے وہ صرف وعدہ ہی وعدہ نہو بلکہ وہ پھل ہمیشہ اور ہر وقت میں دیتی رہے اور پھل سے مراد اللہ جلشانہ نے اپنا لقا مع اس کے تمام لوازم کے جو برکات سماوی اور مکالمات الٰہیہ اور ہر ایک قسم کی قبولیتیں اور خوارق ہیں رکھا ہیں جیسا کہ خود فرماتا ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الآیۃ وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر انہوں نے استقامت اختیار کی یعنے اپنی بات سے نہ پھری اور طرح طرح کے زلازل انپر آئے مگر انہوں نے ثابت قدمی کو ہاتھ سے نہ دیا ان پر فرشتے اُترتے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ تم کچھہ خوف نکرو- اور نہ کچھہ حزن اور اس بہشت سے خوش ہو جسکا تم وعدہ دیئے گئے تھے- یعنے اب وہ بہشت تم کو مل گیا اور بہشتی زندگی اب شروع ہو گئی کسطرح شروع ہو گئی نحن اولیاءکم اس طرح کہ ہم تمہارے متولی اور متکفل ہو گئے اس دنیا میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے اس بہشتی زندگی میں جو کچھہ تم مانگو وہی موجود ہے یہہ غفور الرحیم کی طرف سے مہمانی ہے مہمانی کے لفظ سے اس پھل کی طرف اشارہ ہے جو آیتہ توتی اکلھا کل حین میں فرمایا گیا تھا اور آیت فرعھا فی السماء کے متعلق ایک بات ذکر کرنے سے رہ گئی ہے کہ کمال اس تعلیم کا باعتبار اس کے انتہائی درجہ ترقی کیونکہ ہے اسکی تفصیل یہہ ہے کہ قرآن شریف سے پہلے جس قدر تعلیمیں آئی تھیں وہ درحقیقت ایک قانون مختص القوم یا مختص الزمان کی طرح تھیں اور عام افادہ کی قوت ان میں نہیں پائی جاتی تھی لیکن قرآن شریف تمام قوموں اور تمام زمانوں کی تعلیم اور تکمیل کے لئے آیا ہے مثلاً نظیر کے طور پر بیان کیا جاتا ہے- کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم میں بڑا زور سزا دہی اور انتقام میں پایا جاتا ہے جیسا کہ دانت کے عوض دانت اور آنکھہ کے عوض آنکھہ کے فقروں سے معلوم ہوتا ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیم میں بڑا زور عفو اور درگذر پر پایا جاتا ہے لیکن ظاہر ہے کہ یہ دونوں تعلیمیں ناقص ہیں نہ ہمیشہ انتقام سے کام چلتا ہے اور نہ ہمیشہ عفو سے بلکہ اپنے اپنے موقع پر نرمی اور درشتی کی ضرورت ہوا کرتی ہے اس لئے قرآن شریف نے یہ تعلیم دی کہ

جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا ومن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ

یعنے اصل بات تو یہ ہے کہ بدی کا عوض تو اسی قدر بدی ہے جو پہونچ گئی ہے لیکن جو شخص عفو کرے اور عفو کا نتیجہ کوئی اصلاح ہو نہ کہ کوئی فساد یعنے عفو اپنے محل پر ہو نہ کہ غیر محل پر پس اجر اس کا اللہ پر ہے یعنے یہ نہایت احسن طریق ہے-

اب جائے غور ہے کہ اس سے بہتر اور کونسی تعلیم ہوگی-

غرض یہ ہے مختصر سا نمونہ قرآن کریم کی تعلیم کے کامل ہونے کا دانشمند دل غور کریں اور فائدہ اٹھائیں-

تفسیر القرآن کا پہلا پارہ

سکندر شاہ آتشی کا کھیل بگڑ گیا

ہمہ کارش زخود کامی بہ بدنامی کشید آخر
نہاں کے ماند آں رازے کز و سازند محفلہا

ہمارے ناظرین نے سکندر شاہ کا نام سنا ہوگا جو آگ میں غسل کرنے کے جا بجا اشتہار دیا کرتا ہے اور تھیٹریکل کمپنوں کیطرح اس تماشے کے دیکھنے والوں سے کچھ پیسے بھی وصول کرلیتا ہے۔ ہم کو ایسے بہان متی کے سے تماشے دکھانے والوں کے افعال پر کیٹش بینے کی کچھ بھی ضرورت نہوتی اگر اس کی یہ کارروائی آگ میں غسل کرنے کی ربا وصینکہ قرآن شریف ربنا وقنا عذاب النار کی دعا سکھاتا ہے) صرف پیٹ کا دوزخ ہی بھرنے تک محدود ہوتی مگر اس نے پیٹ کے دوزخ کے پر کرنے کے لیے (جو اس کا اصل منشاء اور موضوع اس آگ کے غسل سے ہے) اس کہیل کو اپنی کرامت اور سادات بننے کا سارٹیفکٹ قرار دیا ہے اور لطف یہہ کہ حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو بھی دعوت کی ہے کہ وہ بھی اسی قسم کی شعبدہ بازی دکھائیں۔ یہ آگ میں پڑنا اور اس میں غسل کرنے اسی کو مبارک رہے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے بیہودہ اور اہم لوگوں کی باتوں کی طرف کب توجہ کرنے لگے اور نہ اس سائینس کی روشنی کے زمانہ میں ان باتوں کی کچھ وقعت ہو سکتی ہے۔

یہ کام اخبارات کا تہا کہ ایسے لوگوں کے ہتکھنڈوں سے پبلک کو آگاہ کریں مگر ہم کو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اخبار وکیل امرتسر کے علاوہ کسی اور نے اس طرف توجہ نہیں کی اخبار وکیل نے انہیں دنوں میں اسکی کرامت نمائی کی حقیقت کہول دی تہی۔

بہرحال یہ تو کوئی دانشمند قبول کرہی نہیں سکتا کہ اس قسم کی شعبدہ بازی بھی کوئی کرامت ہو سکتی ہے جو آئے دن یورپ اور امریکہ میں اس قسم کے حیرت انگیز تماشے دکہائے جاتے ہیں کہ وہ بھی سکندر شاہ کے خواب وخیال میں بھی نہوں گے۔ اور نہ انکی تفصیل کی اسجگہ ہمیں ضرورت ہے۔

مسلمان علماء اور عوام اہل اسلام کا ہی اس موقع پر یہ کام ہونا چاہیئے تھا کہ وہ اس شعبدہ باز کے خلاف عام نفرت کا اظہار کرتے کیونکہ اس کا یہ فعل اگر کیمسٹری کے معمولی اصول کے موافق ہی ہو) لیکن نام کرامت رکہنا اسلام کا استخفاف ہے کیا اسلام اس قسم کی کرامتیں ہی اپنے اندر رکہتا ہے؟ کچھ شرم کرو۔ مگر علماء اور عوام کیوں خاموش رہے؟ اسکا راز یہ ہے کہ اس نے حضرت اقدس کا نام جو اشتہار میں لکھدیا تہا

افسوس! ایک مامور من اللہ کی عداوت سے انکی نوبت کہاں تک پہونچی اسبات کی پرواہ نہیں کہ اسلام کی توہین ہوتی ہے مگر یہ آرزو ہے کہ کسی طرح خدا کے راستباز کی توہین کی فکر ہو نادانو! اسکی توہین کون کرسکتا ہے جو خدا کی طرف سے معزز ہوکر آیا ہو اور جو انی مھین من اراد اھانتک کی صدا سُن چکا ہو۔

بہرحال یہ شخص مختلف مقامات پر گیا اور بہان متی کا کھیل دکہانے کے اشتہار دیتا رہا چونکہ خدا اسکے مامور کی توہین کرتا تہا اس لئے غیور خدا کب پسند کرسکتا تہا کہ اسکی پردہ دری نکرے چنانچہ کپورتہلہ میں اسکی کاٹھ کی ہنڈیا اسی آگ میں جل گئی اور اُسے جلا گئی جیسا کہ ہم اس واقعہ کو اخبار عام سے اگلے اشتو میں نقل کرینگے کہ کس طرح پر اس کی پردہ دری ہوئی۔ لوگ اسکو کچھ سمجہیں مگر ہمارا ایمان ہے کہ اس کی یہ ذلت اور خواری محض اسوجہ سے ہوئی ہے کہ وہ خدا کے راستباز کی ذلت چاہتا تہا کیونکہ کئی سال سے اس نے یہ وتیرہ اختیار کر رکہا تہا مگر اس کی پردہ دری نہ ہوئی تہی اس نے حضرت امام موعود کی توہین چاہی اس لئے خدا کا وعدہ انی مھین من اراد اھانتک پورا ہوا۔ (باقی آئندہ)

نوٹس

کتب خانہ اور مطبع کا انتظام

مدت سے یہ سلسلہ بے ترتیب اور بے ضبط چلا آتا تہا۔ کتابوں پر جو کچھ خرچ ہوتا اس کا عشر عشیر بھی وصول نہوتا۔ چھاپہ خانہ پر سو روپیہ ماہوار خرچ ہوتا۔ جناب امام علیہ السلام نے بارہا ایما فرمایا کہ اس مد کا انتظام احسن طور پر کیا جاوے مگر ہر امر اپنے وقت پر موقوف ہوتا ہے۔ اب اس کارخانہ کا انتظام بالکلیہ حضرت اقدس نے حکیم فضل الدین صاحب کے اہتمام میں دیا ہے۔ امید ہے کہ حکیم صاحب موصوف اپنی معرفت و خبرورسی اور تجربہ کاری کو اللہ تعالےٰ کی تائید سے کام میں لاکر ایسا انتظام کریں گے کہ یہ سلسلہ جو درحقیقت روحانی جنگ کا میگزین ہے بے کسی روک کے پیش آجانیکے اپنا خرچ اپنے اندر ہی سے نکالکر بڑی عمدگی سے ہوگا اور حضرت اقدس ہر روز کی مانگ کی بوجہ سے سبکدوش ہوجائینگے تمام بہائیوں کو چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف کے متعلق خط وکتابت حکیم صاحب موصوف سے کیا کریں اور اس بارہ میں آئندہ حضرت کو تکلیف نہیں دیں اور جس جس صاحب کے ذمہ کتابوں کے معاملہ میں کچھ باقی ہو

عاجز عبدالکریم از قادیان - ۲۴ - اپریل سنہ ۱۹۰۱ء

مختلف واقعات

حاجیوں کی دستگیری۔ وسط ایشیا ایران۔ ترکستان۔ اور روس سے جسقدر مفلس حاجی براہ تفلس باطوم و فارس۔ قسطنطنیہ پہونچے وہ سب حسب الحکم حضرت سلطان المعظم ترکی جہازوں پر بلا کرایہ جدہ پہنچائے گئے انکو زادراہ بھی تقسیم کیا گیا تھا۔

ریلوے کے واسطے چندہ کوہ قاف کے مسلمانوں نے سلطنت عثمانیہ کو مطلع کیا ہے انھوں نے دمشق و مکہ ریلوے کے واسطے چار لاکھ فرنک چندہ جمع کر کے روسی سفارت کی وساطت سے ٹرکش وزیر معاملات خارجیہ کو روانہ کیا ہے۔

رسم تاج پوشی آیندہ موسم سرما میں شہنشاہ ہند کی رسم تاج پوشی ادا کی جائے گی جس کا انتظام پریوی کونسل کی کمیٹی کو سپرد کیا گیا ہے جس میں کمیٹی نٹ کے ممبر ڈیوک آف کارنوالس و یارک۔ پرنس کرسچن ڈیوک آف نارفوک۔ آرک بشپ کنٹربری۔ لارڈ سپنسر۔ لارڈ کچنر نگٹن۔ سر ولیم ہارکوٹ۔ سر ہنری کیمبل بینرمین اور بشپ صاحب لندن شامل ہوں گے۔

وارث تاج روس زار روس کے کوئی نرینہ اولاد موجود نہیں ہے اسلئے وہ اپنی شاہزادیوں میں سے کسی کو وارث قرار دیں گے

نقرئی سکہ۔ ہندوستان میں اب نقرئی سکہ کی ٹکسالیں صرف برٹش ہند میں رہ گئی ہیں اور دیسی ریاستوں میں بالکل بند کر دی گئی ہیں۔ کیونکہ مختلف قیمتوں کے روپیوں سے تجارت کو نقصان پہونچتا تھا۔ ایک دار الضرب کلکتہ میں اور دوسرا بمبئی میں ہے۔ سال گذشتہ میں ان ٹکسالوں میں پندرہ سولہ کروڑ روپے مضروب ہوئے تھے۔ جنمیں سے تین کروڑ پینتیس لاکھ دیسی ریاستوں کے واسطے تھے۔ آیندہ سکوں پر شاہ ایڈورڈ ہفتم کی شبیہ ہوگی جسکے سانچے طیار ہو رہے ہیں۔

سندھور جاترا۔ یہ رسم نیپال میں وزارت کی تبدیلی کے وقت ادا کی جاتی ہے ۲۲ ماہ گذشتہ کو مہاراجہ دیب شمشیر جنگ رانا بہادر جدید وزیر اعظم نیپال کے اختیارات حاصل کرنے پر ادا کی گئی۔ وزیر اعظم صاحب مع اپنے مصاحبوں اور اردلی کے تمام شہر کے کوچوں کے بیچ سے گذرے اور لوگوں نے ہر موقع اور قدم قدم پر اُن پر گل افشانی کی اور سندھورا اور سرخ رنگ اُن پر ڈالا جو رعایا کی طرف سے تابعداری و فاداری اور جان نثاری کی علامت سمجھا جاتا ہے وزیر صاحب کے مصاحب اور باڈی گارڈ کے سپاہی جنگی وردیوں اور اسلحہ سے سجے ہوئے تھے۔ ہز ہائنس شاہ نیپال پرانے شاہی محل میں ان کا انتظار کر رہے تھے۔ بادشاہ کی نذریں پیش کرنے کے بعد وزیر اعظم معہ خاندان شمشیر محل سے واپس آئے محل کے باہر عالیشان عماریوں والے ہاتھی ان کی سواری کے واسطے موجود تھے جنپر سوار ہو کر جلوس واپس گیا۔

اصلاح پولیس آخرکار گورنمنٹ ہند اصلاح پولیس کی طرف متوجہ ہوئی ہے جس کے واسطے ساڑھے سترہ لاکھ روپیہ منظور ہوا ہے۔

روم اور اس کے دشمن بیان کیا گیا ہے کہ جو مفسد کمیٹیاں مقدونیہ اور البانیا میں فساد برپا کرنے پر تلی ہوئی ہیں ان کی نسبت روسی وزیر خارجہ نے بیان کیا کہ روسی ان مفسدوں کو کبھی اپنے وکیل ارادے پورے کرنے نہیں کر دیں گے ان کی نیتوں کے نتائج بد ان کے خوب ذہن نشین کئے گئے ہیں عام خیال ہے کہ شاہ فرڈیننڈ بھی ان باتوں کو ناپسند کرتا ہوگا بلکہ سنا گیا ہے کہ اس نے ان لوگوں کی سرکوبی کا حکم دے دیا ہے۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ ترکوں سے مطلق نہیں ڈرتے۔ ملکی اور فوجی افسران کے ہم راز ہیں اور ترکوں کی ہر ایک کارروائی کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اگر یہ لوگ کھل کھیلیں تو سلطنت عثمانیہ کو ہمیشہ کے لئے ان کی گوشمالی کا موقع ملجائے۔ کیونکہ سلطنت موصوف ان کی حرکتوں سے غافل نہیں ہے اور گو اس نے کافی فوج پہلے ہی ان کی سرکوبی کے لئے وہاں رکھی ہوئی تھی تاہم بنظر احتیاط اور پچاس ہزار جوان اس طرف روانہ کئے ہیں۔

محکمہ ڈاک کی آمدنی پچھلے سال محکمہ ڈاک کی آمدنی دو کروڑ تین لاکھ روپیہ تھی۔ اور ایک کروڑ اکہتر لاکھ روپیہ خرچ ہوا تھا۔

رہن تاج انگلستان میں تاج شاہی ہنری سوم۔ ہنری پنجم۔ ایڈورڈ سوم اور رچرڈ ثانی کے عہد میں گرو رکھکر قرضہ لیا گیا تھا ایک دفعہ فلانڈر کے سوداگروں نے دو ہزار پونڈ کو فروخت کیا تھا۔ اسی طرح چارلس ثانی نے بھی اس کی کفالت پر قرضہ لیا تھا۔

کتب لٹریچر۔ اندنوں مستند مصنفوں کی تصنیفیں چار آنہ کو مل سکتی ہیں حالانکہ ایک ہزار برس پہلے کونٹس انڈروز لٹریچر کی ایک جلد کے واسطے دو بھیڑیں۔ ایک بوجھہ گیہوں کا۔ ایک بوجھہ رائی کا۔ اور ایک بوجھہ جوار کا دیا تھا۔

زمین کی قدر۔ لندن میں زمین کی قیمت انتہا درجہ تک بڑھ گئی ہے جسکی نظیر یہ ہے کہ آمینیم کلب کے پٹہ کی میعاد ختم ہونے پر ۰۰ ۵ پونڈ سالانہ سے ۱۸۰۰ پونڈ سالانہ تک مقرر کیا جائیگی اور ریفارم کلب کے متعلق زمین کا پٹہ ۴۲ سالوں کے بعد ۵۰۰ پونڈ سے ۴۰۰۰ پونڈ تک بڑھایا جائے گا۔۔۔

مختصر نوٹ اور خبریں

انگریزی میگزین گذشتہ اشاعت میں انگریزی ماہواری رسالہ کے متعلق ایک مفصل تحریر ہم شائع کر چکے ہیں۔ ہمارے ناظرین کو اگر یہ علم ہو گیا ہوتا کہ حضرت اقدس حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کسر صلیب کے لئے کس قدر فکرمند اور بیقرار ہیں تو اب تک وہ اس رسالہ کے اجرا کے لئے پوری سعی کر چکے ہوتے۔ تاہم آٹھسو ۸۰۰ کے قریب حصص کا بہم پہنچ جانا بڑی خوشی کی بات ہے۔ اب جو امر ہم پیش کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ جسقدر جلد ممکن ہو سرمایہ جمع ہو جائے اور اس کی اشاعت شروع ہو۔ اگرچہ رسالہ کا اجرا اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء سے قرار دیا گیا ہے لیکن اگر سرمایہ اس سے بھی پہلے جمع ہو سکے تو پہلے بھی ممکن ہے۔ سب سے پہلا مضمون جو میگزین میں نکلے گا انشاء اللہ العزیز یورپ کی علمی اور مذہبی دنیا میں ایک شور اور زلزلہ ڈالنے والا ہوگا۔ مضمون **یوز آسف** کے متعلق لکھا جائے گا۔ حضرت اقدس **امام علیہ الصلوٰۃ والسلام** اس مضمون کی ترتیب اور تقسیم پر غور فرما رہے ہیں اور انگریزی کتب سے ضروری نوٹ اقتباس کئے جا رہے ہیں۔ اب ضرورت ہے تو اس امر کی کہ بہت جلد سرمایہ جمع کرنے کی فکر کی جائے۔ دوستو۔ بھائیو! **خدا کی رضامندی حاصل کرنے کا یہی وقت ہے دین کی خدمت جسقدر ہو سکے کر لو پھر یہ مبارک ایام نہ ملیں گے۔**

خدا کے راستباز کی کامیابی۔

حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کامیابی کا ثبوت اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا کہ اس کے مخالف اب براہین قاطعہ اور سلطان مبین سے مقابلہ کرنے سے ہار کر گندی گالیوں اور بیہودہ تحریروں اور اپنی موروثی سفاہت پر اتر آئے ہیں۔ چنانچہ جن لوگوں نے **شحنۂ ہند** کے ضمیمے پڑھے ہوں گے وہ خوب اندازہ کر سکتے ہیں کہ مخالفوں کے پاس اب کیا ہے ہم کو حیرت اور تعجب ہوتا ہے کہ اس قسم کے ناپاک اور غلیظ گالیوں سے بھرے ہوئے کاغذوں کے شائع کرانے میں وہ لوگ معاون و مددگار ہیں جو اپنے تقدس و اتقا کی لاف زنیوں پر بس نہ کر کے الہام اور خواب بھی بنا کرتے ہیں آہ! ان لوگوں کے اندرونے کیسے سیاہ ہو گئے ہیں کہ وہ نہیں سمجھتے ہم کیا کر رہے ہیں کیا وہ ہمیں کوئی ایسی نظیر بتا سکتے ہیں کہ اس قسم کی گالیوں سے کوئی مامور من اللہ پر فتح پا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ لوگ تو پھر اپنے آپ کو انسان ہی سمجھتے ہوں گے ہم کہتے ہیں کہ **مامور من اللہ** کی مخالفت میں **شیطان** جیسی خبیث روح بھی آخر تھک کر ہلاک ہو جاتی ہے

حضرت **امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام** کی مخالفت میں پہلوں نے کیا کر لیا وہ دن کی بینہ والے وہ کہ ہم نے ہی اس کو اونچا کیا ہم ہی اسکو گرا دیں گے " آخر خود گر گئے۔ اور جس کو گرانا چاہتے تھے وہ **رفعنالک** ذکرک کے وعدہ کے موافق معزز و مکرم ہی ہوتا گیا۔ پس نابکار مخالف یاد رکھیں کہ **خدا کا برگزیدہ** مہدی معہود **مسیح موعود** جیت گیا ہے اس کی نصرت کا ثبوت مخالفوں کی گندی تحریریں ہیں کیوں؟ اگر ان کے پاس معقول دلائل ہوتے اور حجج بینہ ہوتے۔ ان کے منہ میں خدا کی زبان ہوتی۔ قرآن کریم کے معارف اور حقائق بیان کرنے کی قوت ملتی۔ کوئی فوق العادت نشان دکھا سکتے اس کے تحدیانہ مقابلہ میں آتے تو ہم سمجھ لیتے کہ ان کے پاس کچھ ہے۔

مگر اب تو ثابت ہو گیا کہ زبان عربی سے یہ جاہل اس لئے قرآن کریم کے حقائق و معارف سے بے نصیب۔ پیشگوئیاں اور آسمانی نشان تو بہت بڑا امر تبہ رکھتے ہیں وہ انھیں کہاں نصیب ہونے لگا۔ ان کی فحش اور گندی تحریروں نے بتا دیا ہے کہ انھیں حقائق سے مس نہیں ہے

حضرت اقدس انسان کامل امام آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان ناپاک تحریروں کا ذکر سنکر فرمایا۔ " کچھ ضرورت نہیں ہے کہ ایسی گندی اور ناپاک تحریروں کا جواب دیا جائے سفیہ اور رذیل آدمیوں کا جواب وہی دے جو سفیہ اور رذیل بن جائے ہمکو ضرورت ہے کہ خدا تعالےٰ کے ساتھ اپنے تعلقات کو مضبوط کریں۔ اپنے اعمال میں پاک تبدیلی کریں۔ "

الغرض

مخالفوں کی مخالفت کے طرز نے اعلان کر دیا ہے کہ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ **سلسلہ عالیہ احمدیہ جیت گیا اور مخالف سرنگوں ہو کر گھٹنوں کے بل گرے۔ الحمد للہ**

خدا سے کچھ تو ڈرو پیسہ اخبار باوجود اپنے ادعائے وقار اور متانت کے نہیں معلوم کیوں ایسی بے سروپا

باتیں اخبار میں درج کر دیتا ہے جنکو پڑھکر اس کی خفت اور سبکی ہو اپنی ۲۰ اپریل کی اشاعت میں ایک نوٹ لکھتا ہے کہ جسکا مطلب یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی اور ان کی جماعت کے لوگ بعض علماء سنت وجماعت سے عصاء موسیٰ کے مصنف کے خلاف فتویٰ حاصل کرنیمیں ہیں وغیرہ وغیرہ۔

عصاء موسیٰ کے مصنف پر حضرت اقدس اور آپ کی جماعت کو فتویٰ لینے کی کیا ضرورت اور اس فتویٰ سے حضرت اقدس کو کیا فائدہ؟ آگے حضرت اقدس کے خلاف مقلد غیر مقلد ونکے بنائی ہوئے کافر اور غیر مقلد مقلدونکے بنائے ہوئے کافر موجود نہیں اگر عصاء موسیٰ کا مصنف علماء کے نزدیک اپنے اقوال کی وجہ سے کافر قرار پاگیا تو کیا؟ مگر ہم کو افسوس ہے کہ پیسہ اخبار نے اس پر عمل کیا کہ گھر سے آیا ہے بعثیر تائی انتہا نہیں سوچا کہ اس خبر کی تحقیق کر لیں۔

اصل یہ ہے کہ عصاء موسیٰ کے مصنف نے بعض الہام جیسے اعماز خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی اپنی بزرگی ثابت کرتا ہے شائع کئی ہیں۔ علماء کے نزدیک یہ قابل غور ہیں اس لیئے ہم نے سنا ہے کہ انجمن منتشار العلما غور کر رہی ہے کہ ان پر فتویٰ تجویز کیا جائے اور اپنی طرف سے مصنف عصاء موسیٰ ایڈیٹر کو بھی تگ ودو میں لگی ہوئی ہے کہ اپنی ممکنہ کوششوں سے علما کو باز رکھیں۔ اسپر پارٹی مذکورہ نے اپنے ساختہ ہمدردی پیدا کرنے کا یہ شرمناک طریق اختیار کیا ہے کہ چلو اس فتویٰ کے محرک حضرت مرزا صاحب ہی کو قرار دیدیں شاید علماء اس وجہ سے ہی کچھ اعتراض کر جائیں مگر وہ یاد رکھیں کہ اگر علما کے سامنے یہ بحث آچکی ہے تو وہ ان چالوں سے باز آنے سے رہے۔ بہر حال ہم پیسہ اخبار کو ملتجی کرتے ہیں کہ وہ ایسی خبروں کی تحقیق تو کر لیا کرے۔ خدا سے ڈر کر لکھا کرے۔ رہا یہ امر کہ سلک مرزا صاحب کی طرف سے اس کتاب کے معقول جواب کا انتظار کر رہی ہے۔ یہ بھی صحیح نہیں ہے اس نامعقول کتاب کا جواب دینے کی تو کچھ بھی ضرورت نہیں ہے ہم پیسہ اخبار کے ایڈیٹر ہی سے پوچھتے ہیں کہ اگر وہ بیجا عداوت ہمارے سلسلہ سے نہیں رکھتا تو وہ عصاء موسیٰ میں سے کوئی ایسا اعتراض پیش کرے جو مسودہ آسمانی یا نشان یا حجۃ اللہ یا حقیقۃ الوحی یا ایام الصلح وغیرہ مخالفین اسلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ کیا ہو؟ اگر عصاء موسیٰ کے ایسے ہی اعتراض ہوئے جو ان لوگوں نے کئے ہیں تو وہ سمجھے کہ اس کا کیا جواب دیا جائے؟ جو محض افترا بہتان ہوں

المعترض

ہم کو سخت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ لوگ مخالفت بیجا میں اتقدر اندھے ہو گئے ہیں کہ حق و باطل میں تمیز نہیں کر سکتے۔

اے زمین و آسمان کے خدا تو ان لوگوں کی آنکھیں کو کھول تا یہ اس نور کو جو محض تیرے فضل سے ہم پر چمکا ہے دیکھ سکیں۔

گلدستہ اخبار

ہندوستان

گورنمنٹ نے حکم دیا ہے کہ بوئر قیدیوں میں سے جو ۳۰ اپریل تک احمد نگر پہونچنے والے ہیں اگر کوئی فرار ہو جائے تو جو کوئی اسکو پکڑے گا ۵۰ روپیہ انعام پائے گا۔

قیصر ہند نے لارڈ کرزن کو پریوی کونسل کے زمرہ میں شامل ہونے کا اعزاز بخشا۔

مردم شماری کے کاغذ و غیرہ میں آٹھ ہزار ایک سو بیس من کاغذ صرف ہوا۔

کلکتہ میں الیکٹریکل انجنیئرز انسٹیٹیوشن کے اجلاس میں بیان کیا گیا کہ عنقریب جزیرہ ساگر اور سینڈ ہیڈز کے درمیان دریائے ہگلی کے دہانہ پر عنقریب بلا تار پیغام رسانی کا سلسلہ جاری ہو جائیگا۔

ہائیکورٹ کی ایک شاخ لکھنؤ میں کھولنے کی تجویز ہے جسپر بہت جلد عملدرآمد ہو گیا۔

پنجاب اور سرحد

گورنمنٹ پنجاب کے دفاتر ۵ مئی کو لاہور میں بند ہو کر ۲۰ کو شملہ میں کھلیں گے

امید کی جاتی ہے کہ جدید سرحدی ایجنسی کا انتظام یکم ستمبر سے شروع ہوگا۔

دہلی میں برقی ٹرامیں بنانے اور برقی روشنی کرنے کی تجویز ہو رہی ہے

لودھیانہ کے معزز اخبار سول ملٹری نیوز کے مالک ماسٹر غلام محی الدین صاحب کو پنجاب گورنمنٹ نے انکی قیمتی خدمات کے صلہ میں اعزاز کرسی نشینی عطا فرمایا۔ مبارک۔

تجویز ہے کہ چاے کی پڑیاں بھی ڈاکخانوں کی معرفت فروخت ہوں ڈاکخانہ نہ ہوئے پنساری کی دکان ہوگی۔

محسود وزیریوں نے ۴۸ ہزار روپیہ جرمانہ کا ادا کر دیا ہے لیکن ناکہ بندی پر سخت زور دیا جائے گا جب تک وہ ایک لاکھ کی پوری رقم ادا نہ کر دیں اور غالباً ستمبر یا اگست سے پہلے سارا جرمانہ وہ ادا نہ کر سکیں گے۔

طاعون سیالکوٹ کی تحصیل رعیہ میں بھی

روزنامچہ آمد بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

نام چندہ دہندگان	اغراض مدرسہ	مساکین فنڈ
مولوی فضل الٰہی صاحب عہ بھیکیا بیرہ		
عبدالرحمٰن صاحب عہ	۵	+
فضل الٰہی صاحب عہ		
سردار خانصاحب عہ		
مستری محمد بخش صاحب عہ		
سید مہر شاہ صاحب پشاور	عہ	+
رحیم بخش صاحب عدلے والہ ضلع امرتسر	عہ	۸ر
معرفت محمد بخش صاحب کڑیانوالہ ضلع گجرات	سے۵	+
ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب لکھنؤ	سے۵	عا
رکن الدین احمد صاحب	+	معہ/ہر
گلاب خانصاحب اورسیر	للعہ	عہ
محمد اسمٰعیل صاحب ہیڈ ماسٹر	۵	+
نواب الدین صاحب ہیڈ ماسٹر	عہ/ہر	عہ
قیمت کتب کمیٹی معرفت حکیم فضل الدین صاحب قادیان	سے۵ ۵ر	+
معرفت نور الدین صاحب نقشہ نویس گوجرانوالہ	سے۵ ۲ر	+
معرفت ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خانصاحب	۸ر	+
معرفت مولوی میر محمد سعید صاحب	سے۵	+
نعمت خانصاحب اسسٹنٹ پلٹن نمبر ۲۴ کیمپ لاہور	عہ	+
مولوی عنایت اللہ صاحب سیٹ پور	عہ	۲ر
غلام محی الدین صاحب پنشنر گورنمنٹ از لاہور	عہ	+
مولوی غلام قادر صاحب مدرس بلگا ضلع جالندھر	عہ	عہ
عطا محمد صاحب اورسیر	عمارت فنڈ	+
شیخ عبدالرشید صاحب کیمپ میرٹھ	+	۲ر

نام چندہ دہندگان	اغراض مدرسہ	مساکین فنڈ
سید محمد علی شاہ صاحب قادیان	عا	+
شیخ غلام نبی صاحب راولپنڈی	سے۵ عمارت فنڈ	۲
کرم دین صاحب کلرک پلٹن نمبر ۲۲	عہ	+
غلام حسین صاحب سپاہی ״	۸ر	+
خدا بخش صاحب قصاب ״	۴ر	+
محمد اسمٰعیل صاحب نقشہ نویس دہلی	ے	+
مولوی عزیز الدین صاحب سجان پور	+	عہ
برکت اللہ صاحب انبالہ	عہ	+
جان محمد صاحب پولیس انبالہ شہر	عہ	+
چودھری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ	عا	عا
معرفت حکیم محمد حسین صاحب بلیب گڑھ ... دہلی	۱۳ر	+
سید عبدالہادی صاحب اورسیر سیالکوٹ	+	عہ/ہر
منشی محمد خانصاحب کپورتھلہ	+	عہ/ہر
میاں بوٹا صاحب ״	+	عہ
ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب رامپور	سے۵ عمارت فنڈ	+
زین الدین محمد ابراہیم صاحب بمبئی	عہ	عہ
شمس الدین محمد ابراہیم صاحب	عہ	۸ر
محمد اسمٰعیل صاحب ہمشیرہ زاد زین الدین ابراہیم صاحب	عہ	۴ر
سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب ״	عہ	۱۲ر
معرفت ״ ״ قادر بخش صاحب و	+	عہ/ہر
الٰہی بخش صاحب امرتسر ہاتھی دروازہ	للعہ	+

نام چندہ دہندگان	اغراض مدرسہ	مساکین فنڈ
معرفت شاہ دین صاحب پٹواری فیض اللہ چک	+	سے۵ ۲ر
احمد دین صاحب بھیرہ	+	ے
شاہ دین صاحب از مردان	سعہ ۴ر	عہ ۴ر
سید محمد جیون علی صاحب و سید فرزند حسین صاحب	ے	عا
غلام محی الدین صاحب گوڈس کلرک پھلور	عہ	عہ
مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین منی پور ملک آسام	سـ	۵
معرفت نذیر حسین صاحب	عہ۵	۵ +
عالم شیر صاحب ملازم پلٹن نمبر ۱۲۲ بمبئی	عہ	+

کتاب عسل مصفّٰی کے شائقین کو خوشخبری

کتاب عسل مصفّٰی بالکل تیار ہو چکی ہے ۸۴۵ صفحہ تک مطبع میں جا چکی ہے شاید چند صفحے اور بھی ہوں۔ اسمیں مسیح علیہ السلام نبی ناصری کی وفات اور مسیح موعود علیہ السلام کے دعوی کا اثبات بدلائل عقلیہ و نقلیہ بوضاحت تمام کیا گیا ہے۔ اور جہانتک ممکن تھا ایک ایک مسئلہ کو ایک ہی جگہ بیان کر کے اس ضرورت کو پورا کر دیا گیا ہے جو ہماری جماعت کے لوگوں کو محسوس ہوتی تھی۔ مثلاً اگر لفظ توفی کی بحث ہوئی ہے تو وہی برابر چلی گئی ہے اور اگر رفع کی بحث ہوئی ہے تو وہی چلی گئی ہے۔ غرضیکہ جسقدر مسائل قرآن و احادیث و اقوال ائمہ میں آئے تھے وہ سب الگ الگ

گذارش ہے کہ بہت صاحبان نے لکھکر جلد مطلع کریں کہ کس قدر نسخے کتاب مذکورہ وی پی کر کے روانہ کئے جائیں ایک ہفتہ تک تو مجھے لاہور [illegible] کے نمبر پر اور بعد ازاں [illegible] دروازہ خیوالا کے پتہ پر خطوط لکھیں تاکہ میں جھنگ کی واپسی پر لاہور واپس آکر سب احباب کو یکلخت کتابیں روانہ کر سکوں۔ والسلام خاکسار مرزا خدا بخش عفا عنہ لاہور بارود خانہ۔

رجسٹرڈ ایل ۴

بسم الله الرحمن الرحیم

ان الله لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسهم

الحکم

سنہ ۱۳۱۹ھ محرم الحرام

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۱۶ | دار الامان حضرت قادیان ۳۰ اپریل سنہ ۱۹۰۵ء | جلد ۹

کلمات طیبات امام الزمان
سلمہ الله الرحمن

اکثر لوگوں کے خطوط آتے ہیں کہ فلاں شخص نے ہم سے یہ سوال کیا اور ہم اس کا جواب نہ دے سکے ایسی حالت میں انسان کچھ مذبذب اور کمزور ہو جاتا ہے۔ یاد رکھو آئے دن وساوس میں پڑنا ناقص معرفت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ معرفت اور بصیرت تو ایسی شے ہے کہ انسان فرشتوں سے مصافحہ کر لیتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ معرفت جیسی کوئی طاقت نہیں ہے پرندے کہاں تک اڑ کر جاتے ہیں لیکن معرفت فی الانسان ان سے بھی آگے نکل جاتا ہے اور بہت دور پہونچ جاتا ہے۔ پس اصل مدعا یہی ہے کہ ہمیں وہ یقین حاصل کرنا چاہیئے جو اطمینان کے درجہ پر پہونچا دیتا ہے

بدون اس کے انسان بالکل ادھورا اور ناقص ہے اور اس کی ترقی کے دروازے بند ہیں۔

ہماری جماعت کے لیئے یہ امر ضروری پڑا ہوا ہے کہ وہ اپنے وقتوں میں کچھ فرصت نکال کر آئیں اور یہاں صحبت میں رہ کر اس غفلت کی تلافی کریں جو غیبت کے زمانہ میں پیدا ہوئی ہے اور ان شبہات کو دور کریں جو اس غفلت کا باعث ہوئے ہیں ان کا حق ہے کہ وہ انکو پیش کریں اور ان کا جواب ہم سے سنیں۔

بھلا اگر کمزور بچہ جو ابھی دودہ پیتے اور ماں کی کنار عاطفت کا محتاج ہے اس سے الگ کر دیا جائے تو تم امید کر سکتے ہو کہ وہ بچ رہیگا کبھی نہیں اسی طرح بلوغ سے پیشتر کے کمال اور معرفت کا حال ہے انسان کمزور بچہ کی طرح ہوتا ہے مامور من اللہ کی صحبت اس کے لئے ضروری ہوتی ہے اگر وہ اس سے الگ ہو جائے تو اس کی ہلاکت کا

اندیشہ ہوتا ہے۔ درحقیقت یہ ایک بہت ہی ضروری امر ہے اگر خدا تعالیٰ کسیکو توفیق دے اور انسان اس کو سمجھ لے کہ بار بار آنے کی کس قدر ضرورت ہے اس سے یہی ہوگا کہ وہ اپنے نفس کے لیئے فائدہ پہونچا سکیگا۔ بلکہ بہتوں کو فائدہ پہونچا سکیگا۔ کیونکہ جب تک خود ایک معرفت اور بصیرت پیدا نہ ہو وہ دوسروں کو کیا راہ بتلائیگا۔ یہی وجہ ہوتی ہے کہ بعض شریر الطبع لوگ ایسے آدمیوں کو جنکو بار بار آنیکی عادت نہیں کوئی سوال کرتے ہیں چونکہ انھوں نے جوابات سنے ہوئے نہیں ہوتے اور ساکت ہو کر نہ خود خفت اٹھاتے ہیں بلکہ دوسروں کے لیئے بھی جو دیکھنے سننے والے ہوتے ہیں ٹھوکر کا موجب ہو جاتے ہیں۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس خفت اور سکوت سے ایمان پر ایک زد پڑتی ہے اور اس میں کمزوری شروع ہوتی ہے کیونکہ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب انسان مغلوب ہو جاتا ہے

تو وہ غالب کے اثر سے بھی متاثر ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات اس کے دل کو وہ اثر سیاہ کر دیتا ہے اور پھر قاعدہ کے موافق وہ تاریکی بڑھنے لگتی ہے یہاں تک کہ اگر اسی میں اس کو موت آجائے تو وہ جہنم میں داخل ہوا۔

ان ساری باتوں پر غور کر کے ایک دانشمند اس نتیجہ پر ضرور پہنچے گا کہ اس بات کی بہت بڑی ضرورت ہے کہ ان زہروں کے دور کرنے کے واسطے جو روح کو تباہ کرتی ہیں کسی تریاقی صحبت کی ضرورت ہے جہاں رہ کر انسان مہلکات کا علم بھی حاصل کرتا ہے اور نجات دینے والی چیزوں کی معرفت بھی کر لیتا ہے۔ اسی واسطے ایک عرصہ سے میرے دل میں یہ بات ہے اور میں سوچتا رہتا ہوں کہ اپنی جماعت کا امتحان سوالات کے ذریعہ سے لوں۔ چنانچہ میں نے اس تجویز کا کئی بار ذکر بھی کیا ہے اگرچہ ابھی مجھے موقع نہیں ملا لیکن یہ بات میرے دل میں ہمیشہ رہتی ہے کہ ایک بار سوالات کے ذریعہ آزما کر دیکھوں کہ جو کچھ ہم پیش کرتے ہیں اس کے متعلق ان کو کہاں تک علم ہے اور انہوں نے ہمارے مقاصد اور اغراض کو کہاں تک سمجھا ہے اور جو اعتراض اندرونی یا بیرونی طور پر کئے جاتے ہیں ان کی مدافعت کہاں تک کر سکتے ہیں۔ اگر ہم آدمی بھی ایسے نکل آویں جن کے نفس منور ہو جائیں اور پوری بصیرت اور معرفت کی روشنی انہیں مل جائے تو وہ بہت کچھ فائدہ پہنچا سکیں۔

میں سولہ سترہ برس کی عمر سے عیسائیوں کی کتابیں پڑھتا ہوں اور ان کے اعتراضوں پر غور کرتا رہا ہوں میں نے اپنی جگہ ان اعتراضوں کو جمع کیا ہے جو عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہیں ان کی تعداد تین ہزار کے قریب پہنچی ہوئی ہے۔ لیکن جب میں ان لوگوں کے اعتراضوں کو پڑھتا ہوں جو میری ذات کی نسبت کرتے ہیں تو میں ہمیشہ یہی کہا کرتا ہوں کہ ابھی ان اعتراضوں میں پورا کمال نہیں ہوا کیونکہ جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر جب اس قدر اعتراض کئے گئے ہیں تو ہم مخالفوں کا منہ کیونکر بند کر سکتے ہیں پھر میں یہ بھی کہتا ہوں کہ میری نسبت جس قدر اعتراض کئے جاتے ہیں ان میں سے ایک بھی ایسا اعتراض نہیں ہے جو اولوالعزم انبیاء علیہم السلام پر نہ کیا گیا ہو۔ اگر کسی کو اس میں شک ہو تو وہ میری ذات پر کوئی اعتراض کر کے دکھلائے جو کسی پہلے نبی پر نہ کیا گیا ہو مگر ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ جس قسم کا اعتراض مجھ پر کیا جاوے گا یا جواب تک ہوئے ہیں اسی قسم کے اعتراض انبیاء پر ہوئے ہیں۔ علت یہ ہے کہ یہ سلسلہ منہاج نبوۃ پر قائم ہوا ہے اس لئے اس سلسلہ کی سچائی کے لئے وہی معیار ہے جو انبیاء علیہم السلام کی صداقت کے لئے ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ گواہ ہے اور اس سے بڑھ کر ہم کس کو شہادت میں پیش کر سکتے ہیں کہ جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے سولہ یا سترہ برس کی عمر سے عیسائیوں کی کتابیں پڑھتا رہا ہوں مگر ایک طرفۃ العین کے لئے بھی ان اعتراضوں نے میرے دل کو نہ تذبذب یا متاثر نہیں کیا اور یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ میں جوں جوں ان کے اعتراضوں کو پڑھتا جاتا تھا اسی قدر ان اعتراضوں کی ذلت میرے دل میں سماتی جاتی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور محبت سے دل عطر کے شیشہ کی طرح نظر آتا۔ میں نے یہ بھی غور کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جس پاک فعل یا قرآن شریف کی جس آیت پر مخالفوں نے اعتراض کیا ہے وہاں ہی حقائق اور حکم کا ایک خزانہ نظر آیا ہے جو کہ ان بدباطن اور خبیث طینت مخالفوں کو عیب نظر آیا ہے۔ سنو! انسان کامل مومن اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک کفار کی باتوں سے متاثر نہ ہونے والی فطرت حاصل نہ کرے۔ اور یہ فطرت نہیں ملتی جب تک اس شخص کی صحبت میں نہ رہے جو گم شدہ متاع کو واپس دلانے کے واسطے آیا ہے۔ پس جب تک کوئی اس متاع کو نہ لے اور اس قابل نہ ہو جائے کہ مخالف باتوں کا اس پر کچھ بھی اثر نہ ہو **اس وقت تک اس پر حرام ہے کہ اس صحبت سے الگ ہو** کیونکہ وہ اس بچہ کی مانند ہے جو ابھی ماں کی گود میں ہے اور صرف دودھ ہی پر اس کی پرورش ہوتا ہے پس اگر وہ بچہ ماں سے الگ ہو جاوے تو فی الفور اس کی ہلاکت کا اندیشہ ہے اسی طرح اگر وہ صحبت سے علیحدہ ہوتا ہے تو خطرناک حالت میں جا پڑتا ہے پس بجائے اس کے کہ دوسروں کو درست کرنے کے لئے کوشش کر سکتا ہو خود الٹا متاثر ہو جاتا ہے اور اوروں کے لئے ٹھوکر کا باعث بنتا ہے **اس لئے ہم کو دن رات جلن اور افسوس** یہی ہے کہ لوگ بار بار یہاں آئیں اور دیر تک صحبت میں رہیں انسان کامل ہونے کی حالت میں اگر ملاقات کم کر دے اور تجربہ سے دیکھ لے کہ قوی ہو گیا ہوں تو اس وقت اسے جائز ہو سکتا ہے کہ ملاقات کم کرے کیونکہ بعید ہو کر بھی قریب ہی ہوتا ہے لیکن جب تک کمزوری ہے وہ خطرناک حالت میں ہے۔ دیکھو اس قدر لوگ جو عیسائی

ہو گئے جن کی تعداد ۲۰ لاکھ تک پہونچی ہے میں نے ایک بشپ کے لیکچر کا خلاصہ پڑھا تھا اس نے بیان کیا ہے کہ ہم ۲۰ لاکھ عیسائی کر چکے ہیں تو یہ لوگ اس قسم کے تھے جو دوسروں کے اعتراضات سے متاثر ہو گئے اور ایمان کمزور ہو گیا نتیجہ یہ ہوا کہ اپنے مذہب کو ہاتھ سے چھوڑ بیٹھے اور عیسائیت کو قبول کر لیا **سراج الدین** عیسائی بھی ایسے ہی آدمیوں میں سے تھا یہ لوگ کسی صادق کی صحبت میں کامل زمانہ نہیں گذارتے اور طرح طرح کی خواہشوں کے اسیر اور پابند ہو کر اپنے مذہب اور ایمان جیسی قیمتی چیز کے بدلے خرید لیتے ہیں۔

غرض میرے دشمنوں اور مخالفوں کی تعداد ابھی ایسی خطرناک نہیں ہوئی جس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن اسلام میں سے نکل کر پیدا ہو گئے ہیں۔ **صفدر علی** اور **عماد الدین** وغیرہ نے کون سی کسر باقی رکھی ہے اور میں تو سچ کہتا ہوں اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ مجھے اپنی دشمنی اور اپنی توہین یا عزت اور تعظیم کا تو کچھ بھی خیال نہیں ہے میرے لئے جو امر سخت ناگوار ہے اور ملال خاطر کا موجب ہمیشہ رہا ہے وہ یہی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسے کامل اور پاک انسان کی توہین کی جاتی ہے اس صادقوں کے سردار سراسر صدق کو کاذب کہا جاتا ہے یہ امر ہے جو میرے لئے ہمیشہ غم کا باعث رہا ہے۔ اس لئے میں اسی فکر میں رہتا ہوں کہ اس مردہ پرست قوم کے دجل اور مکر کو کھول کر ایسا دکھا دیا جائے کہ سب کھلا کھلا دیکھ لیں۔

کل مجھے خیال آیا کہ مسیح موعود کے کام میں **یکسر الصلیب** تو آیا ہے پر **یقتل الخنزیر** کیوں آیا ہے تو یہی سمجھ میں آیا کہ یہ نفس عبارت کے طور پر آیا ہے وہ لوگ جو مرتد ہوئے ہیں اُن کے مادے چونکہ خراب تھے اس لئے ایسے بد اتفاق بھی اُن کو پیش آتے گئے یہاں تک کہ آخر مرتد ہو گئے اور صرف اپنے نفس کے غلام ہو کر زندگی بسر کرنے لگے۔

وہ آدمی جو کسی تریاقی صحبت میں رہے اور اس طرح رہے جو رہنے کا حق ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو ایسے زہروں سے بچا لیتا ہے۔ اور یہ بات کہ انبیا علیہم السلام کی یا آسمانی کتابوں کی ضرورت کیوں ہوتی ہے یہ بہت صاف امر ہے۔ دیکھو آنکھ میں بھی ایک روشنی اور نور ہے لیکن وہ سورج کی روشنی کے بغیر دیکھ نہیں سکتی آنکھ خدا نے دی ہے ساتھ ہی دوسری روشنی بھی پیدا کر دی ہے کیونکہ یہ نور دوسرے نور کا محتاج ہے اسی طرح اپنی عقل جب تک آسمانی نور اور بصیرت اس کے ساتھ نہ ہو کچھ کام نہیں دے سکتی نادان ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ ہم مجرد عقل سے بھی کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔ خدا نے جو طریق مقرر کیا ہے اس کو حقارت کی نگاہ سے مت دیکھو۔ بہت سی اسرار اور امور ہیں جو مجھ پر کھولے گئے ہیں اگر میں اُن کو بیان کروں تو خاص آدمیوں کے سوا جو صحبت میں رہتے ہیں باقی حیران رہ جائیں پس ان لوگوں کو دیکھکر حیرت اور رونا آتا ہے جو کسی صادق کی پاک صحبت میں نہیں رہے ان لوگوں کو جو ذاتیات پر اعتراض کرتے ہیں ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ وہ کوئی ایک اعتراض تو دکھائیں جو پہلے کسی نبی پر نہ کیا گیا ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو اعتراض آریوں نے کئے ہیں کیا وہ ان اعتراضوں سے کم ہیں جو مجھ پر ہوئے ہیں یا حضرت مسیح پر یہودیوں نے جس قدر اعتراض کئے ہیں یا آریوں نے کئے ہیں وہ دیکھو کس قدر ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر جس قدر الزام لگائے جاتے ہیں ان کا شمار تو کرو۔ ہاں منہاج نبوت پر جو سلسلہ قائم ہو گا ضرور ہے کہ اس پر ایسے الزام لگائے جاویں مگر آخر خدا تعالےٰ اپنے مامور مقبول اور مطہر کی تطہیر کر دیتا ہے اور دکھا دیتا ہے کہ وہ ان الزاموں سے بالکل پاک ہے معترض کی آنکھ اور دل نے دھوکا کھایا ہے۔

یہ لوگ جو اصل مقصد کو چھوڑ کر ذاتیات پر اعتراض کرنے لگے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ خدا کا فرستادہ اپنے ساتھ دلائل اور براہین پر زور رکھتا ہے اس کی ہر ایک بات پکی اور محکم ہوتی ہے اور ایسی تائیدی نشان اس کے لئے ظاہر ہوتے ہیں کہ دوسرے اُن سے عاجز آ جاتے ہیں اس لئے مخالف جب کوئی راہ گریز نہیں پاتے تو رکیک عذر کرنے لگتے ہیں اور بیہودہ نکتہ چینیاں شروع کرتے ہیں جن میں سے اکثر تو افترا ہوتے ہیں اور بعض ایسے امور اور معاملات ہوتے ہیں جو کہ ان کے قصور فہم کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

اسی طرح پر جب ہمارے مخالفوں نے دیکھا کہ جو بات ہے وہ معقول ہے اور دلائل اور براہین کے ساتھ موکد کی جاتی ہے۔ پھر قرآن شریف ہمارے ساتھ ہے احادیث ہمارے ساتھ ہیں عقل اور قانون قدرت ہماری تائید کرتے ہیں اور ان سب سے بڑھکر ہزاروں آسمانی نشان ہماری تائید میں ظاہر ہوئے وہ نشانات بھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور پیشگوئی بیان فرمائے تھے

پورے ہوئے اور ان کے علاوہ اور صدہا نشانات خود ہمارے ہاتھ پر پورے ہوئے۔ اب جب کہ یہ چاروں طرف سے گھر گئے یعنی زمانہ شہادت دے اٹھا کہ اس وقت مامور من اللہ کی ضرورت ہے اور ضرورت وقت اور واقعات پیش آمدہ نے بتا دیا کہ یہ زمانہ مسیح موعود ہی کا ہے اور اس کی تائید بزرگان ملت کے کشوف رویا اور الہامات سے بھی ہو گئی۔ اور قرآن شریف ہماری ہی تائید میں ثابت ہوا۔ اور دن بدن اس سلسلہ کی ترقی بھی ہوتی جاتی ہے تب ان مخالفوں نے یہ چال بدلی کہ اور تو کہیں ہاتھ پڑنے کی جگہ باقی نہیں ہے ذاتیات پر ہی گفتگو شروع کر دی اس خیال سے کہ انسان جلد تر اس طرز سے متاثر ہو جاتا ہے۔ مگر کیا ان احمقوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ عیسائی بھی ایسے ہی اعتراض کرتے ہیں آریوں کی ایک چھوٹی سی کتاب ہیں نے دیکھی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق انھوں نے لکھی ہے انھوں نے اس میں بہت سے اعتراض کئے ہیں کہ بہت سے بچے انھوں نے قتل کرا دیئے مصریوں کا مال لے گئے وعدہ خلافی کی جھوٹ بولا۔ معاذ اللہ غرض بڑے سے بڑا گناہ نہیں جو ان کے ذمہ نہ لگایا گیا ہو۔ گویا وہ ان کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں۔

میں کہہ چکا ہوں کہ جب یہ لوگ نبوت کے طریق پر کامیاب نہیں ہوتے اور کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے تو یہ ایسے ہی اعتراض کر دیا کرتے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق جو کتاب یہاں چھپی گئی تھی اس نے کچھ کسر باقی رکھی ہے اور ایسا ہی وہ اخبار جو آزاد خیال لوگوں کا یہاں آتا ہے وہ کس قدر ہنسی اڑاتا ہے قاعدہ کی بات ہے کہ صدق اور سچائی کے شعلے دم لینے نہیں دیتے تو تھوڑی عقل والوں کو یہ لوگ یوں دھوکا دینے لگتے ہیں اور اپنی خیال میں ایک حد تک یہ لوگ کامیاب ہو جاتے ہیں۔ جس قدر عیسائی ہوتے ہیں اس کا یہی باعث ہے جب تک انسان کو ان علوم پر اطلاع نہ ہو جو تسلی اور اطمینان کا موجب ہوتے ہیں اور انسان کو یقین کی حد تک پہونچاتے ہیں ایسے خطرات اور توہمات کے پیش آنے کا اندیشہ ہی اندیشہ ہے۔

دنیا میں دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک جسمانی تعلقات جیسے ماں باپ بھائی بہن وغیرہ کے تعلقات دوسرے روحانی اور دینی تعلقات۔ یہ دوسری قسم کے تعلقات اگر کامل ہو جائیں تو سب قسم کے تعلقات سے بڑھکر ہوتے ہیں اور یہ اپنے کمال کو تب پہونچتے ہیں جب ایک عرصہ تک صحبت میں رہے دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو جماعت صحابہؓ کی تھی اس کے یہ تعلقات ہی کمال کو پہونچے ہوئے تھے جو انھوں نے نہ وطن کی پرواہ کی اور نہ اپنے مال و املاک کی اور نہ عزیز و اقارب کی یہاں تک کہ اگر ضرورت پڑی تو انھوں نے بھیڑ بکری کی طرح اپنے سر خدا کی راہ میں رکھدیئے۔ وہ شدائد و مصائب جو ان کو پہونچ رہے تھے ان کے برداشت کرنے کی قوت اور طاقت ان کو کیونکر ملی اس میں یہی سر تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلقات بہت گہرے ہو گئے تھے انھوں نے اس حقیقت کو سمجھ لیا تھا جو آپ لیکر آئے تھے اور پھر دنیا اور اس کی ہر ایک چیز ان کی نگاہ میں خدا تعالیٰ کے لطف کے مقابلہ میں کچھہ ہستی رکھتی ہی نہیں تھی۔

یاد رکھو کہ جب سچائی پورے طور پر اپنا اثر پیدا کر لیتی ہے تو وہ ایک نور ہو جاتی ہے جو کہ ہر تاریکی میں اس کے اختیار کرنے والے کے لئے رہنما ہوتا ہے اور ہر مشکل میں بچاتا ہے۔

ذاتی حملوں کا جو بغض اور حسد کی بنا پر کئے جاتے ہیں اور سچائی کے مقابلہ سے عاجز آ کر کمینہ اور سفیہ لوگ کرتے ہیں ان پر ہی اثر ہوتا ہے جنھوں نے سچائی کی حقیقت کو نہیں سمجھا ہوتا اور سچائی نے ان کے دل کو منور نہیں کیا ہوتا۔ !!

یہ بالکل سچی بات ہے کہ انسان اس حد تک پژمردہ ہوتا ہے جب تک سچائی کو سمجھا ہوا نہیں جوں جوں وہ اسے سلجھتا جاتا ہے اس میں ایک تازگی اور شگفتگی آتی جاتی ہے اور روشنی کی طرف آجاتا ہے یہاں تک کہ جب بالکل سمجھ لیتا ہے پھر تاریکی اس کے پاس نہیں آتی ہے تاریکی تاریکی کو پیدا کرتی ہے اندرونی روشنی اور روشنی کو لاتی ہے اسی واسطے تاریکی کو شیطان سے تشبیہ دی ہے اور روشنی روح القدس سے مشابہ ہے اسی طرح معرفت اور یقین کی روشنی جب یہاں قائم ہو جاتی ہے وہاں تاریکی نہیں رہتی اسلئے میں کہتا ہوں کہ اپنے کاروبار کو چھوڑ کر کبھی یہاں آؤ ملک کی حالت خطرناک ہو رہی ہے **طاعون** بڑے زور کے ساتھ پھیلتی جاتی ہے اور اس کے دورے بعض اوقات ساٹھ ساٹھ ستر ستر برس تک ہوتے رہتے ہیں اور شہروں کے شہر تباہ کر دیتی ہے مولوی صاحب کے پاس ہی ایک خط آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض گاؤں بالکل خالی ہو گئے ہیں۔ پس سمجھو کہ ایک دو سال میں رخصت

ہو جائے کہ یہ اپنا اثر کر کے جاتی ہے پھر ہمارے تو ملک سے دور نہیں - اس وقت پانچ ضلع مبتلا ہو رہے ہیں پس بے خوف ہو کر مت رہو **استغفار اور دعاؤں میں لگ جاؤ اور ایک پاک تبدیلی پیدا کرو۔**

اب غفلت کا وقت نہیں رہا اور ان کو نفس جھوٹی تسلی دیتا ہے کہ تیری عمر لمبی ہوگی۔ موت کو قریب سمجھو۔

خدا کا وجود برحق ہے

جو ظلم کی راہ سے خدا کے حقوق دوسروں کو دیتا ہے وہ ذلت کی موت دیکھے گا۔ اب جیسا کہ سورۃ **فاتحہ میں تین گروہ کا ذکر ہے** ان تین کا ہی مزہ چکھا دے گا۔ اس میں جو آخر تھے وہ مقدم ہو گئے یعنی **ضالین** - اسلام وہ تھا کہ ایک شخص مرتد ہو جاتا تو قیامت برپا ہو جاتی تھی مگر اب بیس لاکھ عیسائی ہو چکے ہیں اور خود ناپاک ہو کر پاک وجود کو گالیاں دی جاتی ہیں۔

پھر **مغضوب** کا نمونہ **طاعون** سے دکھلایا جا رہا ہے اس کے بعد **انعمت علیہم** کا گروہ ہوگا۔

یہ قاعدہ کی بات ہے اور خدا کی قدیم سے سنت چلی آتی ہے کہ جب تو کسی قوم کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ یہ کام نہ کرنا تو اس قوم میں سے ایک گروہ ضرور خدا کی خلاف ورزی کرتا ہے کوئی قوم بھی دکھاؤ کہ جس کو کہا گیا کہ تم یہ کام نہ کرنا اور اس نے نہ کیا ہو۔ خدا نے یہودیوں کو کہا کہ تحریف نہ کرو انھوں نے تحریف کی قرآن کی نسبت یہ نہیں کہا بلکہ یہ کہا **انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون**

غرض دعاؤں میں لگے رہو کہ خدا تعالیٰ انعمت علیہم کے گروہ میں داخل کرے

الحق

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

ترجمہ

وہ حق آ گیا اور ہر قسم کا باطل دور ہو گیا - کیونکہ اس حق کی آمد پر باطل کا دور ہونا ہی مقدر تھا۔

وہ حق کون ہے؟ وہی جناب مسیح کا "فارقلیط" اور "روح حق" جناب داؤد کا "پہلوان" جناب سلیمان کا "محمدیم" آل عدنان کا "فخر" اور جی آدم کے حق میں "رحمت" - محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) جس کے وجود باجود سے توریت اور انجیل کی محتاج تکمیل پیشگوئیوں کی تکمیل اور تصدیق ہو گئی - قرآن کریم کا عجیب اسلوب ہے - کہ ہر ایک دعویٰ کے ساتھ اس کی دلیل واضح اور قطعی کو بیان کرنا اس کا لازمی خاصہ ہے اور درحقیقت یہ اسی مقدس کتاب کا خاصہ ہے۔ دوسری تمام کتابیں جنھیں الہامی مانا گیا ہے ایسی بلا دلیل دعویٰ سے خاموش ہیں قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت دعویٰ پیش کیا کہ وہ مرسل اللہ ہیں - لیکن چونکہ مجرد دعویٰ بلا دلیل سماعت اور قبولیت کے قابل نہیں ہو سکتا تھا - اسلئے اس دعوے پر عجیب دلیل پیش کی **و یقول الذین کفروا لست مرسلا - قل کفی باللہ شہیدا بینی و بینکم و من عندہ علم الکتب** اور منکر کہتے ہیں تو مرسل نہیں - تو اس کے جواب میں کہہ - میں یقیناً مرسل ہوں - اور میں اپنی رسالت کے ثبوت میں دو گواہ پیش کرتا ہوں - ایک اللہ - دوسرا وہ جو الہامی کتابوں کا علم رکھتا ہے مطلب یہ کہ میری رسالت حقہ پر دو مستند گواہ موجود ہیں - ایک تو خود اللہ تعالیٰ - اور اس کی گواہی یہ ہے کہ وہ اپنی زبردست تائید فوق العادۃ تصرفوں سے میرے جیسے بظاہر ضعیف - مسکین - بے زور بے جاہ و حشم - متروک القوم اور مبغوض خویش و بیگانہ کی ایسی باجلال شان اور عظمت ظاہر کرے گا - کہ دشمنان حق کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی وہ میرے ساتھ ہو کر میرے مقابل پر ہر متکبر اور صاحب نخوت کا سر توڑ دے گا اور تمام مغرور اور گردن کش دنیا کی متفق مخالفانہ کوششوں کے خلاف وہ میرے وجود میں اپنا خدا ہونا ثابت کر دے گا۔ اور دکھلائے گا - کہ کیونکر وہ ایک چھوڑے ہوئے بچہ کو خود اپنی تربیت کی گود میں لیتا - اور کیونکر وہ ایک سرگرداں کو جو دنیا کے زور اور قوت کی امداد سے مایوس ہو چکا تھا - کامیابی کا زریں تاج پہناتا ہے - اور ایک تنگدست بے کس و بے یار کو کیسا غنی اور لاتعداد عیال کا خداوند بناتا ہے۔

اور عالم الکتاب کی گواہی یہ ہے کہ وہ بول اٹھے کہ یہ دعویٰ رسالت بلا تفاوت انبیاء سابقین کے دعاوی کا ہم رنگ اور اسی قسم کے ثبوتوں سے مؤکد اور مزین ہے جو ان راستبازوں کی نبوت کے ثبوت میں دیئے گئے ہیں۔

قرآن شریف میں خداوند حکیم نے آنحضرت کی اثبات نبوت کے لئے علاوہ اور بہت سے ثبوت کے طریقوں کے دو نہایت عجیب اور زبردست طریق اختیار کیے ہیں - اور ان پر مفصل اور مبسوط

کلام کیا ہے۔ پہلا طریق یہ کہ انسان کامل (جو بظاہر اشد ضعیف ہے اور بالفعل اُس کی کامیابی اور غلبہ پر کوئی قرینہ اور قیافہ حکم نہیں لگا سکتا) ضرور ضرور کامیاب ہوگا۔ اور یہ پتھر جواب حقارت سے روندا جارہا ہے ضرور کونے کا سر ہوگا چنانچہ جو اس پر پڑا ضرور چور چور ہو جائیگا۔ اور جس پر یہ گرا اُسے پیس ڈالے گا۔ فرمایا یریدون ان یطفئوا نور الله بافواههم و یابی الله الا ان یتم نوره ولو کره الکفرون وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں اور اللہ قطعی فیصلہ کرچکا ہے کہ وہ ضرور ضرور اپنے نور کو پورا کرے گا۔ اگرچہ تمام راستی کے دشمن اس کی خلاف زور لگا دیں۔ نور اللہ سے مراد آں جناب پاک کی ذات مقدس ہے۔

اس کلمہ میں خود زبردست پیشگوئی مرکوز ہے۔ کہ یہ انسان دوسرے مادی۔ ضعیف انسانوں کی طرح نہیں جن کی ہیئت کذائی اور ترکیب نوعی اس بات کی ممکن صلاحیت رکھتی ہے کہ ہلاکت کا عرصہ اور ہر قسم کی تباہیوں کا مورد بن سکے۔ بلکہ یہ قادر مطلق خدا خالق ارض و سما کا نور ہے یعنی یہ کوئی مادی اور ارضی چراغ نہیں جس کی کمزور روشنی کو ہوا کا ذرا سا جھونکا بجھا سکے۔

دوسرا طریق قرآن نے یہ اختیار کیا ہے کہ انبیاء بنی اسرائیل کے قصص کے بیان کا التزام فرمایا ہے اس کو یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اُن تمام راستبازوں اور نبیوں کا کامل نمونہ اور مکمل مظہر ہیں جنپر الہام اور الہامی کتب کے ماننے والے ایمان لاچکے۔ اور اُن کی نبوت اور اُن کے افعال و اقوال کو کسی دوسرے مدعی نبوت کے لئے میزان و محک قرار دے چکے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعده

یعنی ہم تیرے ساتھ اسی طرح ہم کلام ہوئے ہیں جیسے نوح اور اُس کے پیچھے آنے والے نبیوں سے ہوئے۔ مطلب یہ کہ تیری سیرت اور دوسرے نبیوں کی سیرت بالکل ہمرنگ ہے تیری نبوت کے انکار سے دوسرے انبیاء کی نبوت کا انکار اور تیری سیرت پر اعتراض کرنے سے دوسرے راستبازوں کی سیرت پر اعتراض لازم آئے گا۔

اس امر کی تائید کے لئے اللہ تعالیٰ نے رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وجود پاک اور قرآن کریم کو مصدق بھی کہا ہے جس سے یہ غرض ہے کہ انبیائے سابقین کی نبوتیں اور تعلیمات تکمیل و تصدیق کی محتاج تھیں اور وہ تقاضا کرتی تھیں۔ کہ اُن کی سچی تاویل اور حقیقی مظہر دنیا میں ظاہر ہو۔ چنانچہ فاران کی تجلی اور سعیر کی روشنی کے سچے مصداق ہمارے ہادی و مولا (صلے اللہ علیہ وسلم) کے ظہور نے اُن کا واقعی اور سچا ہونا ایک عالم کو دکھا دیا۔

ہمارے اس بیان مذکور کے پڑھنے سے ایک سرسری نگاہ سے دیکھنے والا شاید اس وہم میں پڑ سکتا ہے کہ ہم نے اپنے پیشوا اور مسلم کتاب سے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت کے حق میں لاحاصل اور غیر ضروری ثبوت دئے ہیں۔ در حقیقت ہماری غرض اس مضمون سے یہ نہیں کہ ہم خارجی دلائل سے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ثابت کرنے کی کوشش کریں۔ بلکہ ہماری غرض اسوقت یہی ہے کہ جیسے ہماری مقدس کتاب نے اپنے حامل کی نبوت کے ثبوت میں قوت شجاعت۔ طمانیت۔ سکینت اور استقامت سے بھری ہوئے

دعوے کئے ہیں ایسے کسی اور مسلم الہامی کتاب نے نہیں کئے حالانکہ خود الہامی کتاب کا فرض ہوتا ہے کہ وہ خاموشی کی مہر کو توڑ کر اپنے زور بیان اور تیغ زبان سے اپنا منزل من اللہ ہونا اور اپنے منسوب الیہ کا ملہم و مکلم اللہ ہونا ثابت کرے۔ اور در حقیقت اگر بڑی غور و انصاف سے سوچا جائے تو یہ قوت یقین اور شجاعانہ دعوی اور تمام مخالفان حق کے مقابلہ پر بے نظیر جرأت سے یہ اظہار کرنا کہ تمام انبیاء کی نبوت اور خود کی خدائی بہری سچائی اور صدق دعوی کی گواہ ہے۔ یہ زور قلب مدعی کی صداقت کی ایسی بڑی زبردست دلیل ہے۔ کہ کوئی فلسفی اور منطقی اسکا ہم پلہ نہیں ہوسکتی۔

ایک دل کا بودا جس کو اپنی ناتوانی اور بے سرو سامانی کا پورا شعور اور بصیرت ہے۔ ایک متعمد کذاب جس کا سارا تار و پود محض دھوکا اور بناوٹ ہے۔ ہرگز اس کے لب و لہجہ میں اس کے اقوال میں۔ اس کے افعال و حرکات میں۔ اس کے اعضا کے تحرکات میں وہ قوت وہ طلاقت وہ وقار وہ خود داری اور استقامت نہیں ہوسکتی۔ جو ایک سچے راستباز میں ہوسکتی ہے۔ جسے کامل وثوق ہے کہ اس کا سکہ کھوٹا نہیں۔ اور اس لئے اُسے ذرا بھی ہراس نہیں کہ وہ پوری دلیری سے صرافوں کے بازار میں کھڑا ہوکر اُس کے کامل العیار ہونے کا دعوی کرے۔

سب سے بڑا دعوی اور درحقیقت کپکپا دینے والا دعوی۔ ایک عالم میں زلزلہ ڈالنے والا دعوی تمام حکما و علما کو جو کیفیات قلب اور اُس کے پوشیدہ جذبات وارادات کے مطالعہ میں مصروف رہتے ہیں پر زور کشش سے اپنی طرف متوجہ

کرنے والا وہ دعوی ہے جو ہماری اس آیت شریفہ پر مشتمل ہے۔ جسے ہم نے زیب عنوان کیا ہے جاء الحق و زھق الباطل الایہ یعنی وہ عظیم الشان حق جس کی تمام انبیا خبر دیتے چلے آتے تھے۔ وہ باجلال و باکمال حق جو تمام حقوں اور صداقتوں کا مجموعہ ہے آگیا اور اس کے آنے پر الباطل یعنی عظیم الشان باطل۔ شرک معہ اپنے سارے اقسام کے نیست و نابود ہوگیا۔ اور اس عالمگیر باطل کے حق میں فتوی ازلی لگ چکا تھا کہ اس زور آور حق کے آنے پر اسکا خاتمہ ہوجائے گا۔

اس موقعہ پر ہم تھوڑی دیر کے لئے توقف کرتے اور ایک طالب حق اور لقاء اللہ کے امیدوار کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ اس دعوے کے پیچھے اور اس کے گنبذ عالم میں گونجنے والی صدا پر کان لگائے اور پھر دل کو ہر قسم کے بخار تعصب سے خالی کرکے تامل کرے۔ کہ اس دعوی میں کس قدر شان وار قوت بھری ہوئی ہے اور دعوی کرنے والا کس قلبی اعتماد اور زلزلہ کھانے والی جرأت سے مقابلہ کے میدان میں اپنے تئیں کھڑا کرتا ہے۔ یہ بالکل الگ بحث ہے کہ آیا ایسے زبردست دعوی کے شایان و مناسب حال ایسا ہی درخشاں اور تسکین بخش ثبوت بھی پیش کیا گیا ہے؟ کم سے کم اتنا تو ہر عالم کتب مقدسہ کو غور کرنا چاہئے کہ کسی الہامی کتاب میں اس قسم کے جلیل دعوی کی کوئی نظیر پائی جاتی ہے رہا ثبوت دعوی وہ جدا مبحث ہے۔ ہمارا دعوی ہے اور ہمارا دعوی بھی کورانہ نہیں بلکہ علی بصیرۃ دعوی ہے۔ کہ قرآن کریم کا یہ دعوی حقاً و صدقاً لانظیر و لاعدیل دعوی ہے۔ اور پھر ہم اس بات کا دعوی کرنے سے بھی مطلق ہراساں و پشیمان نہیں کہ جیسے ہماری مقدس محفوظ و معصوم کتاب کا یہ دعوی اپنے لانے والے کی نسبت بے نظیر ہے ویسے ہی ہمارے سید و مولا۔ رحمت عالم و عالمیان کی عملی زندگی۔ آپ کی حیرت انگیز کارروائیاں بھی قاطع ثبوتوں اور سیری بخش حجتوں کے جرار لشکر کے ساتھ لانظیر و لاسہیم ہیں۔ اس میں ذرا بھی کلام نہیں ہو سکتا۔ کہ جس طرح قرآن کریم آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دعاوی نبوت۔ نصرت و تائیدات الٰہیہ کے پرزور بیانات سے بھرا ہوا ہے۔ اسی طرح آپ کے سچے واقعات زندگی۔ آپ کی بلاکم و کاست سوانح عمری جو احادیث کے دیوانوں میں مسطور ہیں ان دعاوی کا عملی ثبوت دینے کو ہر وقت تیار کھڑی ہیں۔

اور فی الحقیقت کون شخص اس بات سے انکار کر سکتا ہے۔ سوائے ایسے شخص کے جس کی تاریخ عالم پر کبھی کبھی ہی نظر نہیں پڑی کہ مصلحان عالم میں سے جنھیں تاریخ کے دفتروں میں جگہ ملی ہے۔ سوائے نبی عرب۔ مصلح بنی نوع انسان کے (صلے اللہ علیہ وسلم) کوئی بھی ایسا نبی اور مصلح ہوا ہے۔ جس کے واقعات زندگی پر کچھ بھی یقینی روشنی پڑ سکے۔ بنی اسرائیل کا وہ صاحب عزم نبی۔ متکبر مصری کا سر توڑنے والا بے مثل پہلوان جس کے قومی کارنامے اجمالی طور پر توریت سے ملتے ہیں۔ کوئی دلیری اور قطعیت سے دعوی کر سکتا ہے کہ اس کے تمام واقعات زندگی جزءً و کلاً و کماً و کیفاً منضبط ہو گئے ہیں؟ تعجب اور نہایت تعجب کی بات ہے۔ کہ اتنی بڑی قوم دنیا میں باقی رہ جائے۔ جس کا یہ دعوی ہو کہ وہ اس کی فوق الفوق تعظیم کرنیوالی ہے۔ اور کوئی نہیں بتا سکتا۔ کہ کبھی نہ تھکنے والا ابن عمران (علیہ الصلوۃ والسلام) آخر اس دنیا کی مرحلہ پیمائی سے تھک کر ہمیشہ کے لئے کہاں سو یا۔ وہ اس ملعون و مغضوب قوم ناشکر گذار قوم کے افتراؤں اور بہتانوں کا ہدف۔ عاجز اور مسکین ابن آدم جسے مادہ پرست نادان دوستوں نے بزور خدائی کی گدی پر بٹھانے کی کوشش کی حیرت پر حیرت ہے کہ کوئی بھی تین برس سے (اور وہ بھی شکی ظنی) واقعات زندگی کے سوا اس کی ابتدائی کارروائی کا کچھ بھی بین ثبوت نہیں دے سکتا علی ہذا سب مصلحان سلف کی لائف خواہ وہ صادقین کے زمرہ میں مانی گئی ہوں۔ خواہ کسی قوم نے انھیں کاذب کہا ہو۔ بالکل دھندلی اور تاریک ہے۔ یورپ کے بعض فاضل جنکی آنکھیں تعصب کے غبار سے کسی قدر صاف ہو لی ہیں اس امر کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سوانح عمری ہی ایسی ہے جسے منضبط اور مدون اور سچی تاریخ کہنا بالکل بجا اور حق ہے باقی سب گذشتہ نبیوں اور ریفارمروں کی زندگی کے واقعات دیو پری کے افسانوں کے ہم رنگ ہوگئے ہیں۔

غرض یہ دعوی کہ حضور مقدس (علیہ الصلوۃ والسلام) **الحق** ہیں۔ یعنی عظیم الشان حق۔ اور ہر قسم کے حق و صدق اور جمیع انواع تعلیمات حقہ کا مجموعہ اور مظہر تام اور وہ وہ حق لے کر اور اس حق کے ساتھہ تشریف لائے ہیں جو یہودیت میں باقی رہا تھا نہ عیسائیت میں۔ نہ صابئیں اس کے متکفل رہے تھے۔ نہ زردشتی۔ نہ ویدوں کے دفتروں میں مسطور و مذکور تھا نہ پورانوں میں یہ ایسا دعوی ہے کہ بالبداہت سننے والے کے دل میں ندرت پسندی اور تحقیق کا اشتعال

پیدا کرنے کا قوی مادہ رکھتا ہے اس دعوی الحق کی قدر و قیمت اُس وقت معلوم ہوتی ہے۔ جب ہم اُس ہمہ تن معجزہ اور سراسر اعجوبہ انسان اور نادرہ روزگار آدم کو دیکھتے ہیں کہ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ بڑی شان و شوکت سے مدینہ طیبہ سے نکلا ہے اور نہایت ہی قلیل عرصہ میں بڑے باجلال فاتح کی صورت میں اُس مقدس سرزمین میں داخل ہوتا ہے جس کا اُسے بموجب اس صادق پیشگوئی کے ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد ہر وقت اُمید آمیز انتظار لگا رہتا تھا اور بیت اللہ کے آستان پر کھڑے ہو کر کس زور اور کامیابی کے لہجہ میں اس آیہ کو پڑھتا ہے جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ اور زھق الباطل پڑھتے وقت اُن مختلف معبودوں اور پرستش کے نشانوں کی طرف اشارہ فرماتا ہے جو مختلف اقوام کی امید و بیم کے مرجع و ماویٰ تھے۔ کتب سیر کے جاننے والے اس بات سے بخوبی واقف ہیں۔ کہ جہاں مشرکان عرب کے مسلّم معبودوں کے نمونے اس بیت ایل میں تھے۔ اُس کے ساتھ یہودیوں اور عیسائیوں وغیرہ اقوام کے مشرکانہ عقائد کے مظاہر اور نمونے بھی وہاں موجود تھے سو الحق کی تشریف آوری کے ساتھ یہودیت اور عیسائیت اور بت پرستی کے منحوس اور ناپاک عقیدے اور ان کے معابد نہ صرف ہمیشہ کے لئے اُس پاک سرزمین ہی سے جلاوطن ہو گئے۔ بلکہ اُس نور اللہ کے تجلی فرما ہونے پر تمام عالم کی آنکھوں میں ان کی ہیبت اور زشت صورتیں آشکار ہو گئیں۔ اور ایک عالم کے دل میں ان جہنمی زنجیروں اور دہکتی آگ سے مخلصی پانے کا مضطربانہ جوش پیدا ہو گیا اور بموجب اس زبردست پیشگوئی کے وما یبدء الباطل وما یعید یعنی اس الحق کے حریف و دشمن الباطل کو اس کے بعد پھر عود اور پہلا زور نصیب نہ ہوگا۔ ہم صاف صاف دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم کے نزول اور سید ولد آدم محمد مصطفےٰ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے مبعوث ہونے کے بعد پھر شرک کے اقسام کو خواہ وہ عیسیٰ پرستی کی صورت میں ہوں خواہ وہ اگنی اور وایو کی پوجا کی شکل میں وہ قوت اور سطوت نصیب نہیں ہوئی۔ جو اس سے پہلے تھی کیونکہ اس سے پہلے اس کا کوئی ایسا مسلّم عدو اور جانستان دشمن پیدا نہیں ہوا تھا۔ اور نہ کوئی ایسا علمی اور عملی آتش زباں نکلا تھا۔ جو مختلف پیرایوں میں اس کے عیوب و قبائح کو دنیا پر واضح کرتا۔ اور قانون قدرت میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب کسی امر کے خلاف کوئی جوش اور اشتعال پیدا ہو جائے اور وہ امر خود بھی اپنی ذات میں بودا اور کمزور ہو تو پھر اُس کی وہ پہلے کی سی قوت و جبروت باقی نہیں رہتی۔ اسلام نے جس قدر سرتوڑ کوششیں اس ظلم عظیم اور شرک جسیم یعنی الوہیت مسیح کے ابطال میں ہر زمانہ کے اندر کی ہیں وہ ایسی بارآور سرسبز ہوئی ہیں کہ اس بات کا مشہودی ثبوت دینے میں ہمیں کوئی بھی دقت معلوم نہیں ہوتی۔ اگرچہ انسان پرست نصرانی دنیا نے بڑی جدوجہد سے اُس ناشدنی گردن زدنی عقیدہ کے ارد گرد گھاس پھوس کی ٹٹیاں کھڑی کر کے اُسے قلعہ بند اور متحصن بنایا۔ مگر بقول کارلائل صاحب کے اسلام کیا تھا ایک چنگاری تھی۔ جو آسمان سے اُتری جس نے عرب کی زمین کو جو بارود کی طرح تھی آناً فاناً مشتعل کر دیا۔ میں کہتا ہوں اصلاً و ذاتاً عرب کو اور تبعاً مشرکان عرب کے کل مثیلوں کے عقائد باطلہ کے خار و خس کو جلا کر راکھ کر ڈالا وہ چنگاری جو اسلام کی باطل سوز آگ سے اُڑی ہی۔ آج اپنی آنکھوں سے دیکھو کیسی عیسائیت کے قلب و جگر پر پڑی ہے اور پورے بھروسہ سے امید کی جاتی ہے کہ انشاء اللہ عیسائی دنیا میں بہت جلد مذہبی انقلاب واقع ہونیوالا ہے۔

الغرض اس ذوالجلال الحق کے ناقابل دفعہ حملوں کی زد سے بچنے کے لئے نہ صرف عیسائی بلکہ اُنکے حقیقی بھائی آریہ ورتہ کے زنار بند ضعیف القلب مادہ پرست ابنائے دنیا بھی پکار اُٹھے کہ وہ مشرک نہیں ہیں۔ اب ہر ایک خدا ترس منصف سوچکر دیکھے کہ اس حیرت انگیز کامیابی کی کوئی نظیر بھی دنیا میں پائی جاتی ہے جو ذو القوۃ الحق کو نصیب ہوئی درحقیقت ایک ہی مبارک اور مقدس کامل انسان ہوا ہے جس نے پوری کامیابی کا تاج سر پر رکھا۔ اور اپنے ہاتھ کے لگائے ہوئے پودے کا اپنے جیتے جی پھل بھی کھایا اور خوب سیر ہو کر کھایا۔ اور وہ الحق بشیر و نذیر۔ سراج منیر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہی۔ اے میرے خدا۔ میرے مولا۔ مجھے اور میرے تمام احباب کو توفیق عنایت فرما کہ اس الحق کے اتباع کے رنگ میں رنگین ہو کر باطل کے مرجوم لشکر کے مقابلہ میں ثابت قدم اور مستقیم ہو جائیں۔ آمین

عاجز عبد الکریم سیالکوٹی

منشی الٰہی بخش صاحب اور رفیق ہیں اور ہم میں ایک کھلے فیصلہ کی راہ نکل آئی

خدا تعالیٰ کی لاتبدیل سُنّت ہے کہ اُس کے **موعود** مامور ضرورت کے وقت آتے اور ضرورت حقہ کے سارے سامان کو ساتھ لاتے ہیں۔ وہ اُس ابر بہاری کی مانند ہوتے ہیں جو زمین کی سخت پیاس اور خوفناک خشکی اور حد سے زیادہ مانگ کے وقت، نمودار ہوتا اور پھر نہیں ٹلتا اور بس نہیں کرتا جب تک اُسے پوری طرح سیراب نہ کرلے۔ **خدا کے مامور** اُس وقت آتے ہیں جب دلوں میں خدا کی محبت اور خشیت کی تری نہیں رہتی۔ اُس کے پاک دین اور محبوب کتاب اور مقبول رسول کو استخفاف اور تحقیر سے دیکھا جاتا ہے۔ اُس کے احکام و حدود کی کچھ پروا نہیں رہتی۔ منہ سے ایمان کا اقرار کرنے والے اپنی بدعملی اور سیاہ کاری اور اعراض سے اس کی اہانت کرتے ہیں اور کھلے دشمن اعتراضوں اور نکتہ چینیوں سے اُسے استہزا اور بے عزتی کا ہدف بناتے ہیں۔ ایسے وقت میں خدا کے **مرسل** اور ان کے مرسل ہونے کی یہی سچی علامت ہے کہ وہ دونوں قسموں کے **ہتھیاروں** سے مسلح ہو کر آتے اور اندرونی اور بیرونی دونوں باطلوں اور ضلالتوں سے جنگ کرتے ہیں اور نہیں تھکتے اور کبھی ماندے نہیں ہوتے اور نہ ہی اس عالم سے اُٹھتے ہیں جب تک راستی کو قائم اور ناراستی کا استیصال نہ کرلیں خدا تعالیٰ کے اس استمراری قانون کے موافق اس **چودھویں صدی** میں

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

نے خدا کی طرف سے موعود مامور ہونے کا دعویٰ کیا اور خدا کے اذن اور تفہیم سے اپنے فرائض منصبی کا اظہار اپنے دو ناموں **مہدی** اور **مسیح** سے کیا۔ جیسے پہلے مبارک نام کو اپنی قوم یعنی اندرونی مفاسد اور ضلالت کی اصلاح سے تعلق ہے دوسرے بزرگ نام کو اسلام کے مخالفوں یعنی بیرونی قوموں کے حملوں کے دفاع اور ان کی خرابیوں کی اصلاح سے علاقہ ہے۔

یہ دونوں نام مہدی اور مسیح جیسا اپنا اپنا کام کر رہے ہیں ایک عالم عملی طور پر ان کی کارروائیوں کے صدق کی نسبت گواہی دے اُٹھا ہے۔ ہزاروں نام کے مسلمان جو دجال کی خدائی طاقتوں کے قائل تھے اور حضرت مسیح کو خالق اور محیی اور شافی اور عالم الغیب اور زندہ جاوید مانتے تھے اور اس مشرکانہ اعتقاد سے قرآن کریم کا ابطال کرتے اور مشرکین نصاریٰ کو قوت دیتے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور قرآن کریم کی تکذیب میں نصاریٰ کے دست و بازو بنے ہوئے تھے۔ اب اس **مہدی موعود علیہ السلام** کے ارشاد و ہدایت سے مہتدین میں داخل ہوگئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے نئے نئے اور **اقتداری نشانوں** کو دیکھ کر جو حضرت موعود کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے خدا تعالیٰ پر ان کو نیا ایمان حاصل ہوا۔ انھیں اس ذریعہ سے وہ گناہ سوز فطرت اور حسنات میں مسابقت کرنے والی طبیعت ملی جو بوسیدہ اور مشرکانہ ایمان سے ہرگز مل نہ سکتی تھی۔

مسیح کے زبردست حربہ نے نصرانیت کے بطلان کا ایسا سر کچلا ہے کہ اب اس میں زہر کی بھری ہوئی کچلیاں ہی نہیں رہیں۔ نصرانیت اب اس مسیحی سلسلہ کا مقابلہ کرنے سے کوسوں بھاگتی ہے۔ **مسیح کی موت** اور **قبر** اور **مرہم عیسیٰ** کے زہرہ گداز حربہ نے ان کو کاری زخم لگائے ہیں۔ ابھی تین ہی ہفتوں کا ذکر ہے کہ لاہور کے فورمن مشن کالج کے دو امریکن مشنری قادیان میں آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملے۔ اُن کے سوال پر حضرت نے اپنا دعویٰ اور اُس کے دلائل بڑی وضاحت سے بیان کئے اور بڑی قوت اور تحدی سے فرمایا کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے وہ سب انعامات اور طاقتیں لایا ہوں جو پہلے بزرگ نبیوں کو ملی تھیں اور پھر مسیح علیہ السلام کی موت بڑے شد و مد سے بروئے انجیل و قرآن ثابت کی اور آخر میں آپ کی قبر کی نسبت گفتگو کی جو کشمیر میں واقع ہے۔

ازبسکہ ان باتوں سے عیسوی مذہب کی عمارت کا شہتیر ٹوٹتا اور ساری چھت زیر و زبر ہوتی تھی غیرتمند حامیان مذہب کا فرض تھا کہ پوری قوت سے حضرت اقدس کے بیان کی تردید کرتے مگر نہیں سچائی کی قوت قدسی نے بطلان پرستوں کو سر نگوں اور مبہوت کر دیا۔ غرض مسیح موعود نے اسلام کے دشمنوں آریہ برہمو سکھ اور فلسفی کی تلواریں کُند کر دی ہیں اور ثابت کر دیا ہے کہ خدا کا یہ قول **لیظہرہ علی الدین کلہ** اس کے حق میں پورا اُترا ہے۔ غرض یہ **خدا کا موعود۔ صحف انبیا کا موعود۔ قرآن کا موعود** اور **رسول کریم** صلے اللہ علیہ وسلم کا موعود

تو ٹھیک اپنے وقت پر آیا اور احکام کو بڑ توڑ اور بڑی خوبی سے کر رہا ہی جو اُس کے ناموں کے لحاظ سے اُس کے سپرد کیا گیا ہے۔ مگر اب سوال یہ ہے کہ میاں الٰہی بخش صاحب جنھوں نے اپنا نام موسیٰ رکھا ہے کیا کام کر رہے ہیں۔ پہلا سوال جو اسلامی لحاظ اور نگاہ سے اُن کی نسبت ہوتا ہے یہ ہے کہ آیا وہ خدا تعالیٰ اور انبیا اور قرآن اور حدیث کے کس نص اور خبر اور اثر کے موعود ہیں۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ کس ضرورت کے وقت آپ تشریف لائے ہیں اور اُس ضرورت کے پورا ہونے کا کونسا سامان اور مواد ساتھ لائے ہیں۔ انھوں نے اپنی کتاب میں اعتراف کیا ہے کہ اس وقت اسلام میں کوئی فتنہ نہیں اور نہ کسی نئے مصلح کی ضرورت ہے جس طرح بات مخلوط اور گومگو چلی آتی ہے سو سر درست ہے اور اسلام کو کسی بیرونی حملہ آور کا نہ خوف ہے اور نہ اس کے حملہ کے دفاع کی ضرورت ہے۔ اس اعتراف سے اُن کی صاف ثابت ہو گیا کہ میاں الٰہی بخش صاحب کا وجود بے ضرورت اور بے مصرف محض ہے۔ یا یوں کہو کہ زمانہ کی کوئی ضرورت نہ اُنھیں بلاتی ہے اور نہ اُنھیں کسی مسند پر جگہ دیتی ہے۔ وہ اُس بے بہار بادل کی طرح ہیں جس میں مفسدہ اور خرابی کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔

پھر انھوں نے آپ سے آپ خدا کے بلائے اور ماموریت کے بغیر کام کیا اور ایک عرصہ سے جب سے آپ کو خواب بینی کا دعویٰ ہی قوم اور اسلام کو کیا فائدہ پہونچایا اس کا جواب ہمارے نزدیک اور اسلام کے سچے ہمدردوں کے نزدیک اس کے سوا کچھ نہیں کہ آپ کا وجود محض بے سود ہے اور آپ نے اب تک کچھ بھی نہیں کیا۔

ہاں ممکن ہے کہ **منشی عبد الحق صاحب** اور **حافظ محمد یوسف** صاحب اور خان بہادر **فتح علی شاہ صاحب** اور بالآخر **منشی مہتاب دین صاحب سوپر وائزر** یہ جواب دیں کہ انھوں نے بڑی بھاری کتاب عصائے موسیٰ لکھی ہے۔ بہت اچھا۔ لو سنو پہلے ہم بیان کرتے ہیں کہ وہ کیسی کتاب ہے اور اُس میں کیا لکھا ہے اور قوم اور اسلام کو اُس سے کیا فائدہ یا نقصان پہونچا ہے اور غیر قوموں پر اُس نے کونسی حجت پوری کی اور کس قسم کا رعب اُن پر ڈالا ہے۔ پھر اس کے مصنف صاحب اور اس کے مداح بیان فرمائیں اور ہماری غلطی یا بیہودگی اصلاح فرمائیں۔

سنو یہ کتاب محض لغو اور نکمی اور ایسی بیہودہ باتوں کا مجموعہ ہے جنھیں سچی تہذیب اور اصلاح خلق سے کوئی تعلق نہیں۔ بہت سا حصہ اس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات کی نکتہ چینی پر وقف کیا گیا ہے۔ اور ذاتی نکتہ چینی کا مادہ اور مضمون تیار کرنے کے لئے اُن ہی باتوں کو اختیار کیا گیا ہے جو یہودیوں۔ نصرانیوں۔ آریوں۔ اور دیگر مشرکوں نے اولوالعزم نبیوں کی ذوات پاک پر نکتہ چینی کرتے وقت اختیار کیں۔ اور حضرت موعود علیہ السلام پر وہی غیر موزوں ناسزا الفاظ اطلاق کئے ہیں جو بے باک یہودیوں نے حضرت مسیح کی نسبت اور دریدہ دہن نصرانیوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اور کمینہ فطرت آریوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت بولے۔ اس کے سوا قرآن کریم کے کوئی حقائق اور معارف اور نکات بیان نہیں کئے جو ایک طالب حق کے دل کو سیراب کر سکیں۔ اپنی طرف سے نئی بات اور اپنے ساتھ مخصوص بات اپنے کچھ الہامات پیش کئے ہیں جو اپنے الفاظ میں صداقت اور اخرس ہیں مگر اُن کی تفسیر کے وقت ملہم صاحب زور سے اعتراف کرتے ہیں کہ مجھے ان کی تفہیم پر کوئی وثوق ہی نہیں۔ یوں آپ اپنے ہاتھ سے اپنی ساری کارروائی کی مٹی پلید کرتے اور اپنا ساختہ پرداختہ سارے کا سارا برباد کرتے ہیں۔ اسلام اور قوم کو اس سے یہ نقصان پہنچا ہے کہ اگر اس کی کوئی قبولیت ہوتی اور قلوب میں اس کا کوئی وزن ہوتا مگر تجربہ بتا رہا ہے کہ یہ کتاب ایک بے حیثیت محض ثابت ہوئی ہے اسلئے اس کا عدم وجود برابر ہی کہ ایک عظیم الشان طریق کے خلاف چلتی اور اُس حق کی نسبت کفر بکتی ہے جو خدا نے صدیوں کے بعد اسلام اور مسلمانان کے لیئے تیار کیا۔ اور جس پر آج اُن کے دین و دنیا کی فلاح و صلاح موقوف ہے اور پھر اُس طریق کا انکار کر کے خود اپنی طرف سے کوئی راہ اُن کے لئے تیار نہیں کرتی بلکہ اُسی مشرکانہ اور مبتدعانہ راہ کی طرف بلاتی ہے جسے درمیانی زمانہ میں سلف صالحین کے خلاف فیج اعوج نے تیار کیا یعنی دجال کو خدائی طاقتیں دینا اور خونی مہدی اور یاجوج ماجوج کے متعلق علم صحیح اور تجربۂ حقہ اور کلام اللہ کے خلاف تمام بے سرو پا قصوں اور افسانوں پر ایمان لانا اور حضرت مسیح علیہ السلام کو جسم عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر ماننا اور اُن کو خالق اور محیی اور شافی اور عالم الغیب ماننا اور اس طرح ظلم عظیم یعنی نصرانیت کو مدد اور تقویت دینا اور ثابت کرنا کہ اسلام میں کوئی قوت قدسی نہیں اور دوسرے مذاہب میں اور اس میں کوئی مابہ الامتیاز نہیں۔ جیسے خشک الفاظ اور دعوے دوسرے باطل مذہبوں میں ہیں ویسے ہی اسلام میں ہیں۔ اسوقت

کوئی مقتدر ہاتھ اس کا محافظ نہیں جو حجۃ بالغہ سے تمام دینوں پر اس کا غلبہ ثابت کرے وغیرہ وغیرہ

اس طرح اس ناشدنی کتاب نے مسلمانوں کو نقصان پہونچایا اور معًا غیر قوموں کو دلیر کیا۔ اس لئے کہ نصرانیوں کو ان کے کفر میں مدد دی اور انھیں اُس گستاخی اور بدزبانی میں جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کرتے ہیں خوب دلیر کیا۔ ان کے اس اعتقاد کو کہ **مسیح زندہ رسول اور زندہ خدا ہے** وہ خالق اور شافی اور عالم الغیب ہے اور یہ سب کچھ قرآن سے ثابت ہے الٰہی بخش کی کتاب **عصائے موسیٰ** نے **تقویت دی**۔ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مردہ رسول کہنے میں اور بھی دلیر ہوگئے ان کے نزدیک ان کے کفریات کی تردید میں اسلام کے پاس کوئی حربہ نہ رہا۔ **تکاد السموات یتفطرن منہ وتنشق الارض**

غرض اس کتاب میں یہ کچھ ہے اور یہ فائدہ اس سے قوم کو پہونچا ہے اب اگر یہ بیان حق نہیں تو مصنف صاحب اور ان کے اعوان دلائل سے اس کی تردید کریں اور اس کی خوبیوں کے بیان کرنے میں ایمان اور قلم کے جوہر دکھائیں۔ افسوس اس پر فخر کیا جاتا ہے کہ اس کتاب نے خدا تعالیٰ کے اپنے ہاتھ سے قائم کیے ہوئے سلسلہ کو نقصان پہونچایا ہے۔ لیکن یہ نہیں بتایا جاتا کہ کونسا علمی سلسلہ پیش کیا ہے ضرورت حقہ اور وقت کی مانگ کے پورا کرنے کے لئے کونسے سامان پیش کیے ہیں جنکی خوبصورتی اور کمال کو دیکھکر لوگ بول اٹھے ہیں کہ بیشک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کارگذاری اور خدمات دین سے یہ باتیں بڑھکر ہیں۔ کوئی خدا ترس طالب حق خوب چھان بین کرکے دیکھ لے ایک ہی سب سے بڑا مضمون اس میں نکلے گا اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں اور وہ ہے حضرت مرسل اللہ مسیح موعود علیہ السلام کی ذاتیات پر نکتہ چینی۔ اس کی نسبت ہم نے پہلے بھی لکھا ہے اور اب بھی جیسا کہ عنوان میں اشارہ کیا گیا ہے ایک بات لکھتے ہیں جو ہم میں اور عصائے موسیٰ کی قوم میں حَکَم اور قول فیصل ہوگی اور اُمید ہے کہ اس کے بعد یقینًا الٰہی اور ہماری نزاع مٹ جائے گی اور وہ یہ ہے **منشی الٰہی بخش صاحب*** اور ان کے رفیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذاتیات کی نسبت سب سے بڑا اور اہم اور ان کے نزدیک ناقابل جواب اعتراض انتخاب کریں اور اُسے مشتہر کریں ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے دعویٰ کرتے ہیں کہ وہی اعتراض بلاکم وکاست ان معترضوں کی فہرست میں دکھا دیں گے جنھوں نے خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اولوالعزم نبیوں کی ذاتیات پر نکتہ چینی کی ہے۔ کہ علی وجہ البصیرۃ ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام اُسی برگزیدہ جماعت کے ایک کامل فرد ہیں بناءً علیہ ضروری ہے کہ ان کی ذات کی نسبت بھی وہی نکتہ چینی اور اعتراض ہوں جو ان برگزیدوں کی نسبت ہوئے تاکہ سارے خدائی سلسلوں میں پوری مطابقت اور مشابہت ثابت ہو جائے۔ اور کوئی بھی ایسا اعتراض ہمارے امام کی ذات پر نہیں جو کبھی نبی پر نہ کیا گیا ہو۔ یہ ہمارا دعویٰ ہے اور ہم خدائے حاضر و ناظر کو گواہ رکھکر کہتے ہیں کہ ہم ایمان اور بصیرت سے اس پر قائم ہیں۔ اب اس ہمارے دعوے کو توڑ دینا گویا ہمارے اعتقاد اور ہمارے سلسلہ کی بنیاد میں پانی پھیر دینا ہے۔ اس سلسلہ کے دشمنوں کے لئے اب میدان صاف ہوگیا ہے اور جس ہتھیار پر وہ ہمیشہ ناز کرتے تھے ہم نے خود اسکے صفائی سے چلانے کا موقعہ دیدیا ہے اب اگر خدا کا خوف اور حقوق خلق کا پاس ہے تو اٹھیں اور اس بات میں ہم سے فیصلہ کرلیں۔ اور اگر اب نہ اٹھیں اور کوئی بڑا اعتراض پیش نہ کریں اور اُس کو مدار فیصلہ نہ ٹھہرائیں تو ہماری طرف سے حجت ان پر پوری ہوگئی خدا ترس دیکھ لیں گے کہ کہاں تک یہ لوگ راستی پر ہیں اور انھیں حق سے کہانتک سروکار ہے۔ یقینًا یاد رکھو کہ حق غالب ہوگا اور مسیح موعود جیت جائے گا۔ **یہ خدا کا مرسل ضرورت کے وقت اور ضرورت حقہ کے سامانوں کے ساتھ آیا ہے یہ اس دنیا سے نہیں اٹھے گا جب تک راستی اپنے پیروں پر آپ چلنے نہ لگ جائے گی۔ دشمنوں کی نکتہ چینیاں عبث اور ان کی کوششیں رائگاں ہیں اس کا غیور خدا ہر دم اس کے ساتھ ہے جس نے اسے بھیجا ہے۔**

فالحمد للہ رب العلمین

عاجز عبدالکریم از قادیان ۲۰ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء

* فٹ نوٹ۔ عصائے موسیٰ کے نادان مصنف نے جو اعتراضات حضرت اقدس حجۃ اللہ پر کئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں یا تو ایسے ہیں کہ اپنی کم بصیرتی اور جہالت کی وجہ سے انکو سمجھ ہی میں نہیں آیا اور یا محض افترا اور بہتان اور یا ایسے ذاتی اعتراض ہیں جو پہلے اولوالعزم نبیوں پر کئے گئے ہیں منہ

غلطی کی اصلاح

الحکم نمبر ۱۵ جلد ۵ - ۲۴ - اپریل ۱۹۰۱ء صلا میں جو نوٹس بعنوان - کتب خانہ اور مطبع کا انتظام دیا گیا اُس میں غلطی واقع ہوگئی جس کی اصلاح کرنی بعد تنبہ کے میرا فرض ہے - اُس کا یہ فقرہ " دو کتابوں پر جو کچھہ خرچ ہوتا اُس کا عشر عشیر بھی وصول نہ ہوتا تھا " میرے مکرم قابل تعظیم امین صادق اور متقی دوستوں صاحبزادہ منظور محمد صاحب اور صاحبزادہ سراج الحق صاحب کی دل آزاری کا موجب ہوا - اس لئے کہ اس سے قبل کتب خانہ کا اہتمام منظور محمد صاحب کی تفویض میں تھا اور علالت کی وجہ سے انھوں نے تھوڑی مدت سے پیر سراج الحق صاحب کو بارشاد حضرت اقدس سپرد کر دیا تھا اور اس فقرہ سے ناخواستہ گویا یہ مترشح ہوسکتا تھا یا سمجھا جاسکتا تھا کہ ان دونوں صاحبوں نے نعوذ باللہ کتب خانہ کے معاملہ میں کوئی تفریط کی جس کی وجہ سے اس کا اہتمام اُن سے لیا گیا - میرا مطلب اس فقرہ سے صرف اتنا تھا کہ کتابوں پر جو کچھہ خرچ ہوتا ہے اس کی بنسبت وصول کم ہوتا ہے اور صاحبزادہ منظور محمد صاحب بوجہ اپنی سخت علالت اور نیز دیگر مصروفیتوں کے وجہ سے اور پیر سراج الحق صاحب بھی عدیم الفرصتی کے سبب سے اس بوجھہ سے سبکدوش ہوتے ہیں - اس لئے اب حضرت نے یہ انتظام حکیم فضل الدین صاحب کے سپرد کیا ہے جو بسبب فراغت کے بالکلیہ اسی طرف متوجہ رہیں گے - میں سچے دل سے یقین رکھتا ہوں کہ پیر سراج الحق صاحب اور پیر منظور محمد صاحب پورے درجہ کے امین اور راست کار اور ہر طرح کے وہم اور منقصت سے پاک ہیں واللہ حسیبہما - مجھے افسوس ہے کہ میری زلّتِ قلم ان دو بزرگوں کی دل آزاری کی موجب ہوئی میں خدا کے غضب سے جو دل کی شرارتوں اور بیجا نکتہ چینیوں اور مخلوق کی ناروا دل آزاریوں اور ناحق کی اشتعالکو سے پیدا ہوتا ہے اور اپنے ہم جنسوں کے غلبہ اور تسلیط اور صولت سے اسی رکن شدید کی پناہ میں بھاگتا ہوں - وہ غفار میری پردہ پوشی کرے اور اپنی ستاری سے میرے اندرونی کوڑھوں کو ابنائے جنس کی آنکھوں میں طشت از بام ہونے سے روک دے - آمین

۱۹۰۱ء / ۲۴ اپریل

عاجز عبد الکریم از قادیان

طاعون
اور
اُس کا علاج

طاعون پنجاب کے مختلف اضلاع میں بکثرت پھیل رہا ہے اس موسم میں اس کی کثرت اور شدت نے ایک غیر معمولی خوف دلا دیا ہے مگر افسوس ہے تو یہ ہے کہ لوگوں کو اگر خوف اور فکر پیدا ہوا ہے تو وہ صرف اپنی جان اور ان خطرات کا ہے جو اس سے پیدا ہوتے ہیں ورنہ چاہیئے تو یہ تھا کہ جیسا کہ حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے متنبہ کیا تھا یہ لوگ ایک پاک تبدیلی کرتے + ہم نے حضرت اقدس امام ہمام علیہ السلام کا وہ اعلان جو حال میں شائع کیا گیا ہے الحکم میں شائع کر کے اپنے معاصرین سے درخواست کی تھی کہ وہ بھی خلق اللہ کی ہمدردی کی بنا پر اسکو شائع کردیں شاید کسی سلیم الفطرۃ سعید کو فائدہ پہونچ جاوے - مگر افسوس ہے کہ بجز دو چار معاصرین کے جنھوں نے ہمدردی خلق کے لئے دل میں درد محسوس کیا دوسروں نے عدم توجہی سے ہی کام لیا - آج ہم طاعون کے علاج کے متعلق اس حصہ کو درج کرتے ہیں جو تریاق الٰہی کے اعلان میں شائع کیا گیا تھا حضرت حجۃ اللہ نے تریاق الٰہی نام جو دوا طاعون کے لئے اڑھائی ہزار روپیہ کے صرف سے طیار کی تھی اور مفت تقسیم کی تھی وہ چونکہ اب باقی نہیں رہی اسلئے حضور نے اسی اشتہار میں اس دوائی کے نہ ملنے کی صورت میں جو کچھہ علاج لکھا تھا اسے درج کرتے ہیں اور معاصرین سے امید کرتے ہیں کہ وہ پبلک کی خیرخواہی کے لئے اسکو شائع کردیں گے

علاج یہ ہے

عمدہ جدوار کو سرکہ میں پیسکر بقدر سات رتی بڑوں کے لئے اور بقدر دو رتی چھوٹوں کے واسطے گولیاں بنائیں اور صبح و شام اس دوا کے ساتھہ کھائیں۔

کیمفر کو ۱۵ قطرہ وائینم اپیکاک ۹ قطرہ سپرٹ کلوروفارم ۱۵ قطرہ عرق کیوڑہ ۵ تولہ عرق سلطان الاشجار یعنی سرس ۵ تولہ باہم ملا کر اور تین چار تولہ پانی ڈالکر گولی کھانے کے بعد پی لیں - اور یہ خوراک اول حالت میں ہے ورنہ حسب برداشت کیمفر کو ۹۰ بوند تک اور وائینم اپیکاک ۴۰ بوند تک اور سپرٹ کلوروفارم ۹۰ بوند تک اور عرق کیوڑہ ۲۰ تولہ تک اور عرق سرس یعنی سلطان الاشجار ۲۵ تولہ تک ہر ایک شخص استعمال کرسکتا ہے.

بلکہ مناسب ہے کہ وزن بیان کردہ کے اندر اندر حسب تجربہ بحمل طبیعت ان ادویہ کو بڑھانے جائیں کہ ناپورا وزن ہو کر جلد طبیعت میں اثر کرے مگر بچوں میں بلحاظ عمر کے کم مقدار میں دینا چاہیئے۔

حتی المقدور ہر روز غسل کریں اور پوشاک بدلیں اور بدن پر گندگی نہ ہونے دیں اور مکان کے اوپر کی چھت میں رہیں اور مکان صاف رکھیں اور خوشبودار چیزیں عود وغیرہ گھر میں جلاتے رہیں اور کوشش کریں کہ مکانوں میں تاریکی اور حبس ہوا نہ ہو اور گھر میں اس قدر ہجوم نہ ہو کہ بدبو کی عفونتوں کے پھیلنے کا احتمال ہو۔ جہانتک ممکن ہو گھروں میں لکڑی اور خوشبودار چیزیں بہت جلائیں اور گھر میں بہت سے اپلے کوئلے اور چونہ بھی رکھیں اور اس قدر گھر کو گرم رکھیں کہ گویا گرمی کے موسم سے مشابہ ہے اور دروج عقربی کے ہار پرو کر دروازوں پر لٹکا دیں اور سب سے ضروری بات یہ ہے کہ خدا تعالے سے گناہوں کی معافی چاہیں دل کو صاف کریں اور نیک اعمال میں مصروف ہوں استغفار بہت پڑھیں۔

اس کے علاوہ حضرت اقدس نے اسی اعلان میں **مرہم عیسی** کے استعمال کو بھی علاج میں داخل فرمایا ہے یہ وہ مرہم ہے جو حضرت عیسی علیہ السلام کی ان چوٹوں کے لئے بنائی گئی تھی جب کہ نا اہل یہودیوں نے آپ کو صلیب پر کھینچا تھا اور آپ بفضلہ تعالیٰ اس پر سے زندہ بچ گئے تھے یہی مرہم مبارک چالیس دن تک آپ کے صلیبی زخموں پر لگتی رہی اور اسی سے خدا تعالیٰ نے آپ کو شفا بخشی گویا دوبارہ زندگی ہوئی یہ مرہم طاعون کی سب قسموں کے لیئے فائدہ مند ہے جب یہ مرض نعوذ باللہ نمودار ہو تو اس مرہم کو لگانا شروع کر دیں یہ مادہ کی مدافعت کرتی ہے اور پھنسی یا پھوڑے کو طیار کرکے ایسے طور پر پھوڑ دیتی ہے کہ اس کی سمیت دل کی طرف رجوع نہیں کرتی اور نہ بدن کی طرف پھیلتی ہے

الغرض
مراد ما نصیحت بود کردیم

واقعات صحیحہ

یعنی پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کا حضرت امام ہمام خیر الانام مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود کے بالمقابل تفسیر القرآن سے انکار و فرار اور اس کے لاہور کی آمد و رفت کا سچا فوٹو اور اسکا ضمیمہ یہ دونوں رسالے انجمن فرقانیہ لاہور نے چند رسائل جو بعد تقسیم کے اس کے پاس تھے مدرسہ کے لیے بھیجے ہیں سو کمیٹی نے تمام واقعات صحیحہ معہ ضمیمہ کے قیمت ۲؍ اور بلا ضمیمہ ا؍ مقرر کر دی ہے درخواستیں پاس **حکیم فضل دین مہتمم کتب خانہ حضرت** آنی چاہیئں

جس طرح سورج کسی کے روکنے سے رک نہیں سکتا اسی طرح صدق اپنی چمکار دکھانے سے کب رک سکتا ہے۔

ڈائری
حضرت امام ہمام علیہ السلام

منشی الٰہی بخش صاحب وغیرہ لوگوں کی اپنی بعض حالتوں سے دھوکا کھا جانے کی نسبت گفتگو تھی اس پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ

(عام طور پر رویا اور کشف اور الہام ابتدائی حالت میں ہر ایک کو ہوتے ہیں۔ مگر اس سے انسان کو یہ دھوکا نہیں کھانا چاہیئے کہ وہ منزل مقصود کو پہونچ گیا ہے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ فطرت انسانی میں یہ قوت رکھی گئی ہے کہ ہر ایک شخص کو کوئی خواب یا کشف یا الہام ہو سکے۔ چنانچہ دیکھا گیا کہ بعض دفعہ کفار ہنود اور بعض فاسق فاجر لوگوں کو بھی خوابیں آتی ہیں اور بعض دفعہ سچی بھی ہو جاتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے خود ان لوگوں کے درمیان اس حالت کا کچھ نمونہ رکھدیا ہے جو کہ اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ میں کامل طور پر ہوتا ہے تاکہ یہ لوگ انبیا کا صاف انکار نہ کر بیٹھیں کہ ہم اس علم سے بے خبر ہیں۔ اتمام حجت کے طور پر یہ بات ان لوگوں کو دی گئی ہے تاکہ انبیا کے دعاوی کو سنکر حریف اقرار کرے کہ ایسا ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جس بات سے انسان بالکل ناآشنا ہوتا ہے اس کا وہ جلدی انکار کر دیتا ہے۔ مثنوی رومی میں ایک اندھے کا ذکر ہے کہ اس نے یہ کہنا شروع کیا کہ آفتاب دراصل کوئی شے نہیں لوگ جھوٹھ بولتے ہیں اگر آفتاب ہوتا تو کبھی میں بھی دیکھتا۔ آفتاب بولا کہ اے

اندھے تو میرے وجود کا ثبوت مانگتا ہے تو پہلے خدا سے دعا کر کہ وہ تجھے آنکھیں بخشے۔ اللہ تعالےٰ رحیم و کریم ہے۔ اگر وہ انسان کی فطرت میں یہ بات نہ رکھ دیتا تو نبوۃ کا سلسلہ لوگوں کو کیونکر سمجھ میں آتا ابتدائی رویا یا الہام کے ذریعہ سے خدا بندہ کو بلانا چاہتا ہے مگر وہ اس کے واسطے کوئی حالت قابل تشفی نہیں ہوتی۔ چنانچہ بلعم کو الہامات ہوتے تھے مگر اللہ تعالےٰ کے اس فرمان سے کہ لو شئنا لرفعناہ ثابت ہوتا ہے کہ اسکا رفع نہیں ہوا تھا یعنی اللہ تعالےٰ کے حضور میں وہ کوئی برگزیدہ اور پسندیدہ بندہ ابھی تک نہیں بنا تھا۔ یہاں تک کہ وہ گر گیا۔ ان الہامات وغیرہ سے انسان کچھ بن نہیں سکتا۔ انسان خدا کا بن نہیں سکتا جب تک کہ ہزاروں موتیں اس پر نہ آویں اور بیضہ بشریت سے وہ نکل نہ آوے۔ اس راہ میں قدم مارنے والے انسان تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو دین العجائز رکھتے ہیں یعنی بڑھیا عورتوں کا سا مذہب۔ نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں اور توبہ و استغفار کر لیتے ہیں۔ انہوں نے تقلیدی امر کو مضبوط پکڑا ہے اور اس پر قائم ہیں۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو اس سے آگے بڑھ کر معرفت کو چاہتے ہیں اور ہر طرح کوشش کرتے ہیں اور وفاداری اور ثبات قدمی دکھاتے ہیں اور اپنی معرفت میں انتہائی درجہ کو پہنچ جاتے ہیں اور کامیاب اور بامراد ہو جاتے ہیں۔ تیسرے وہ لوگ ہیں جنہوں نے دین العجائز کی حالت میں رہنا پسند نہ کیا اور اس سے آگے بڑھے اور معرفت میں قدم رکھا مگر اس منزل کو نباہ نہ سکے دور راہ ہی میں ٹھوکر کھا کر گر گئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔ ان لوگوں کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جسکو پیاس لگی ہوئی تھی اور اس کے پاس کچھ پانی تھا پر وہ پانی گدلا تھا تاہم وہ پی لیتا تو مرنے سے بچ جاتا کسی نے اسکو خبر دی کہ پانچ سات کوس کے فاصلہ پر ایک چشمہ صاف ہے پس اس نے وہ پانی جو اس کے پاس تھا پھینک دیا اور وہ صاف چشمہ کے واسطے آگے بڑھا پر اپنی بیصبری اور بدبختی اور ضلالت کے سبب وہاں نہ پہنچ سکا دیکھو اس کا کیا حال ہوا وہ ہلاک ہو گیا اور اس کی ہلاکت نہایت ہولناک ہوئی۔ یا ان حالتوں کی مثال اس طرح ہے کہ ایک کنواں کھودا جا رہا ہے پہلے تو وہ صرف ایک گڑھا ہے جس سے کچھ فائدہ نہیں بلکہ آنے جانے والوں کے واسطے اس میں گر کر تکلیف اٹھانے کا خطرہ ہے پھر وہ اور کھودا گیا یہاں تک کہ کیچڑ اور خراب پانی تک وہ پہونچا پر وہ کچھ فائدہ مند نہیں۔ پھر جب وہ کامل ہوا اور اس کا پانی صفا ہو گیا تو وہ ہزاروں کے واسطے زندگی کا موجب ہو گیا۔ یہ جو فقیر اور گدی نشین بنے بیٹھے ہیں یہ سب لوگ ناقص حالت میں ہیں۔ انبیا مصفا پانی کے مالک ہو کر آتے ہیں جب تک خدا کی طرف سے کوئی کچھ لے کر آوے تب تک بیسود ہے۔ الٰہی بخش صاحب اگر موسیٰ بنتے ہیں تو ان سے پوچھنا چاہیئے کہ انکے موسیٰ بننے کی علت غائی کیا ہے جو لوگ خدا کی طرف سے آتے ہیں وہ مزدور کی طرح ہوتے ہیں اور لوگوں کو نفع پہونچانے کے لئے قدم آگے بڑھاتے ہیں اور علوم پھیلاتے ہیں اور کبھی تسلی نہیں کرتے اور ست اور ہاتھ پر ہاتھ دھر کر نہیں بیٹھتے۔

(محمد صادق)

بیعت

محمد سعید اللہ صاحب۔ منگلور۔ ہزارہ
مولوی غلام قادر صاحب مدرس۔ بلگا خانہ
عبد العزیز صاحب ولد غلام محی الدین صاحب عرائض نویس جہلم
پیر مبارک شاہ صاحب۔ نلوک۔ شاہ پور ڈاک خانہ کہٹہ۔
حافظ فتح محمد صاحب " قاضی دین محمد صاحب "
عبد اللہ صاحب " حافظ رمضان صاحب "
کرم الدین صاحب کشمیری۔ مراد پور سیالکوٹ حال راولپنڈی۔
محمد بخش صاحب ارائیں۔ دچاہ شیخواہ والہ ملتان تحصیل لودھران۔
ارشاد احمد صاحب۔ لدھیانہ متصل اسٹیشن نئی منڈی۔ طالب العلم
اہلیہ و دختران و ہمشیرہ مولوی محمد اکرم صاحب ملازم نواب محمد علیخاں صاحب مالیر کوٹلہ
ملا نور محمد ہزارہ صاحب۔ بشیر۔ سیالکوٹ
مولوی جمال الدین صاحب " اہلیہ "
محمد صادق صاحب " محمد سعید صاحب "
اہلیہ مولوی نظام الدین صاحب "
محمد احمد صاحب برادر زادہ " "
مولوی نصیر الدین صاحب " "
اہلیہ " فرزند " دختر " "
دختران دیگر برادران مولوی صاحب "
خدا بخش صاحب نیا گام ہنود نو مسلم نیٹری تلونڈی پانڈی گورو داسپور۔ حال پسرور گاڑی سیالکوٹ
محمد مراد صاحب۔ قتال پور۔ ملتان ڈاک خانہ سرائے سدھو تحصیل کبیر والہ
اہلیہ مولوی سلطان حامد صاحب "
عبد الحق صاحب ولد " "
سعید اللہ صاحب ولد " " دختر "
والدہ " "
سلطان صاحب ولد عنایت صاحب نو مسلم "
زوجہ شاہ حامد صاحب "
غلام مصطفیٰ صاحب امیر پور " "
پیر بخش صاحب " "
عبد المجید خاں صاحب۔ پالم پور کانگڑہ دفتری دفتر صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کانگڑہ۔ دھرمسالہ کوتوالی بازار۔

اطلاع جو صاحب بذریعہ تحریری بیعت حضرت امام علیہ السلام سے کریں وہ اپنا پورا پتہ معہ ولدیت سکونت لقب محلہ ضلع ڈاک خانہ تحصیل مقام حقیقی اور عارضی - (اور امام جامع مسجد وغیرہ) لکھا کریں - سراج الحق

مختلف واقعات

آتشزدگی بمبئی سے خبر آئی ہے کہ گذشتہ جمعرات کو خام گاؤں کے کوٹن پریس اور مینو فیکچرنگ کمپنی کے احاطہ میں آگ لگی۔ کارخانہ کے نقصان عظیم کے علاوہ ۱۱۔ آدمی ضائع ہوئے ۶۰ جاں بلب ہیں آگ لگنے کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ کوئی شئے روئی کے ساتھ لگی اور رگڑ کھا گئی پھر اس سے شعلہ پیدا ہوا چار گھنٹے میں بمشکل تمام آگ فرو ہوئی۔ نقصان کا اندازہ ۵۰ ہزار روپیہ کے قریب ہے۔ مقام شیگم میں بھی آگ لگنے سے ½ لاکھ روپیہ کی لاگت کا نقصان ہوا۔ اور بھساول کے متصل مقام ساٹڈا میں کوٹن پریس کے جل جانے سے ۷ ہزار کا نقصان ہوا۔

پنجاب میں طاعون۔ دیگر صوبجات میں وبا کمی پر ہے مگر پنجاب میں پھیلتی جاتی ہے ۲۴۔ اپریل کو تحصیل نوشہرہ کے ۴ اور تحصیل پھلور کے ۴ دیہات اور آلودہ ہوئے ہیں جن میں ۱۴ کیس شمار کئے گئے ضلع جالندھر کے دیہات میں ۲۱ اپریل کو کل ۲۸ کیس ہوئے تھے ۲۲ اپریل کو تحصیل پھلور میں ۴ اور تحصیل گڑھ شنکر میں اور نوانشہر میں ایک ایک گاؤں اور آلودہ ہوا اسی تاریخ کو ریاست کپورتھلہ میں ۲۴ کیس تازہ ہوئے ۲۴ اپریل کو ضلع جالندھر کے دیہات میں ۴۴ کیس ہوئے۔

قصبہ موگا ضلع فیروزپور میں نیومونک پلیگ (اعلیٰ قسم کا طاعون) کے ۶ کیس ہوئے۔

ریاست پٹیالہ کے موضع کھمانان کلاں میں طاعون سے ۲۰ موتیں ہوئیں موضع مذکور سرہند سے ۱۰ میل پر ہے میجر ہنڈلی صاحب پولیٹکل آفیسر پٹیالہ انتظام میں مصروف ہیں۔

ضلع جالندھر کی تحصیل ہائے پھلور اور نوانشہر کے ۳ دیہات اور آلودہ ہوئے ۲۵ تاریخ کو سابق کے طاعون زدہ دیہات میں ۵۱ کیس ہوئے۔ اسی تاریخ کو تحصیل گڑھ شنکر کے موضع جات میں ۹ تازہ کیس ہوئے۔

ہفتہ مختتمہ ۲۳ اپریل کی طاعونی رپورٹ سے ظاہر ہے کہ بعض جگہ کمی ہے مگر تمام صوبہ میں بہ ہیئت مجموعی وبا مائل بہ کمی ہے اگرچہ نئے نئے مقامات آلودہ ہو رہے ہیں تحصیل ہائے نوانشہر اور پھلور کے ۱۷ دیہات میں ۴۲ کیس اور ۵ موتیں ہوئیں جب کہ ہفتہ ماسبق میں ۹۵ کیس اور ۲۳ موتیں ۲۶ دیہات میں واقع ہوئیں تھیں

ضلع ہوشیارپور میں تحصیل اونہ بھی لپیٹ میں آئی ضلع مذکور کے ۱۴ دیہات میں ۳۰ کیس اور ۲۹ موتیں واقع ہوئیں۔

تحصیل شکر گڑھ ضلع گورداسپور کے ۲۲ دیہات میں ۱۳۶ کیس اور ۵۸ موتیں ہوئیں جبکہ ہفتہ ماسبق میں ۲۰۳ کیس ۱۷۲ موتیں ہوئیں تھیں۔ گویا تمام صوبہ کے ۵۸ دیہات میں کل ۴۳۴ کیس اور ۲۹۷ موتیں ایک ہفتہ کے اندر ہوئیں ہیں۔

ریاست کپورتھلہ کے ۳ دیہات میں ۱۳۰ کیس اور ۸۸ موتیں ہوئیں

طاعونی بلوہ۔ سیالکوٹ سے افسوسناک خبر آئی کہ وہاں سے ۲۰ میل پر موضع شہزادی میں گذشتہ جمعرات کو ہنگامہ و فساد ہوا سنا ہے کہ وہاں اس وجہ سے سخت ناراضی تھی کہ ایک نیٹو ڈاکٹر معائنہ مریضان کے لئے تعینات کیا گیا تھا اور عورتوں کا معائنہ بھی وہی کرتا تھا کوئی دائی یا لیڈی ڈاکٹر نہ تھی۔ آخر یہاں تک نوبت پہونچی مسٹر ہوبل اسسٹنٹ کمشنر پر حملہ کیا گیا اور صاحب موصوف کو اپنی مدد کے لئے پولیس کو طلب کرنا پڑا چنانچہ مسٹر میکفرسن ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس دستہ پولیس کے ساتھ گاؤں میں گئے۔ اہل دیہ بڑی تعداد میں مقابلہ کو آئے اور پولیس والوں پر حملہ کیا مسٹر ٹولسٹن صاحب ڈپٹی کمشنر بھی موقع واردات پر پہونچے اور آپ نے یہ دیکھکر کہ پولیس والوں کی نسبت اہل دیہ کی جمعیت کثیر ہے اور وہ جامہ سے باہر مرنے مارنے کو تیار ہیں صاحب آفیسر کمانڈنگ سیالکوٹ سے فوجی امداد طلب کی اور ۲ سکواڈرن رسالہ کے منگائے۔ کرنل منی صاحب بہادر بذات خود رسالہ کے ساتھ تشریف لے گئے اور ۲۰ میل کی مسافت ۲ گھنٹہ میں طے کی۔ غرضکہ ۱۱ بجے قبل دوپہر رسالہ جا پہونچا لیکن اس عرصہ میں اہل دیہ کا جوش ٹھنڈا ہو گیا تھا اور امن قائم ہو چکا تھا فساد کے سرغنہ گرفتار ہو کر سیالکوٹ میں لائے گئے ہیں ان پر مقدمے قائم ہوں گے طاعون کی وجہ سے سیالکوٹ میں محرم کا میلہ روک دیا گیا ہے اور گرد و نواح کے لوگوں کو شہر کے روز آنے کی ممانعت کی گئی ہے۔

وکیلوں کا لشکر۔ پنجاب گزٹ میں وکلا کی فہرست دیکھنے سے معلوم ہوا کہ صوبہ پنجاب میں ۱۳۶ ایڈووکیٹ ہیں جن میں سے ۲۰ یوروپین ہیں اول درجہ کے پلیڈر ۱۹۸۔ اول درجہ کے مختار ۸۰۔ دوم درجہ پلیڈر ۹۳۔ اور درجہ دوم کے مختار ۴۲۷۔ میزان کل ۹۲۲ یعنی اچھا خاصی ایک پلٹن کی جمعیت ہے۔ اگر نئے پاس شدگان کے اضافہ کی رفتار

ریویو

افسوس کی بات ہے کہ دیسی اخبارات کی اصطلاح میں ریویو سے مراد صرف چند تعریفی سطریں ہوتی ہیں درانحالیکہ ریویو کی فلاسفی اس سے بلند تر ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جہاں ریویو نویس کا یہ فرض ہے کہ مصنف کی کمزوریوں اور کمیوں کی تکمیل کرے وہاں اسکو ان عجیب اور عمدہ باتوں کا اظہار بھی ضروری ہے جو زیر ریویو تالیف یا تصنیف میں موجود ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے علی العموم اس ریویو نویسی سے احتراز کیا ہے کیونکہ حق الامر کے سننے کی تاب زمانہ کی بیہودہ کرنے والی آزادی نے بہت کم رہنے دی ہے اور ریویو کے خواستگاروں کی غرض و غایت صرف یہ ہوتی ہے کہ جس قدر ممکن ہو تعریف لکھدی جائے۔ **اخبار رفیق ہند** میں تہذیب نسوان پر ریویو لکھکر ریویو نویسی کا ایک نمونہ دکھایا گیا تھا اور ہم کو امید ہوتی تھی کہ شاید ہمارے معاصرین اسی طرز کو اختیار کریں مگر نہیں وہی طرز اب تک چلا جاتا ہے کہ دو چار تعریف کی سطریں لکھدیں اور بس۔

ہم نے اس کام کو اپنے نزدیک بہت مشکل سمجھا ہوا ہے اس لیئے ہم ان صاحبوں کو مطلع کرنا چاہتے ہیں جو ریویو کے لیئے کتابیں یا اور اشیا بھیجتے ہیں کہ الحکم میں ریویو نویسی کا صیغہ سردست نہیں ہے۔ ایسا ہی ہم ان معاصرین سے بھی معافی چاہتے ہیں جنکو اس امر کی شکایت ہے کہ آپ نے بعض معاصرین سے تنگ خیالی کی وجہ سے ریویو نہیں لکھا کسی کی نیت پر حملہ کرنا اور بدگمانی کرنا **اسلام** نے جائز نہیں رکھا۔ پھر نہیں معلوم کہ ان کو کیوں ایسا خیال کرنا پڑا۔ ہاں یہ ہم چاہتے ہیں کہ اخبارات باہم ایک دوسرے سے اشتہار دیا کریں تو کوئی مذموم امر نہیں۔ اس بات کے ہم قائل ہیں کہ کیوں خواہ نخواہ ہر ایک ایسی بات کی تقلید کی جائے جو کسی کثیر الاشاعت یا بخیال خویش سربر آوردہ اخبار کے منہ سے نکلے خواہ وہ صحیح ہو یا غلط۔

غرض ہمارا منشا تو اس سے یہ تھا کہ چاہیئے وکیل امرتسر کے ہفتہ میں دوبارہ ہونے کا اعلان اور وکیل کی شکایت کی معذرت کردیں اگرچہ کسی ایسے اخبار کو جو قوم کی خدمت خسارہ اٹھاکر کرنے کا حوصلہ رکھتا ہو کچھ ضرورت نہ تھی کہ وہ بعض معاصرین کے ریویو نہ لکھنے پر لب شکایت کھولے یا تعریف کرنے پر اظہار امتنان کے لیئے قومی اخبار کا کچھ بھی حصہ لے تاہم ہم اس امر میں وکیل کی شکایت کو بجا سمجھتے ہیں کہ معاصرین نے کیوں اس کے دوبارہ ہونے کے اعلان کو بطرز خبر بھی نہ لکھا اگرچہ ایسی خواہش ظاہر کرنا بھی وکیل کے لیئے اس کی اشاعت کے دائرہ پر پبلک کی نظر میں ایک اثر ڈالنے والی ہوگی اور اسکو اشتہار کا محتاج سمجھا جاوے گا۔ بہرحال ہم اعلان کرتے ہیں۔

کہ امرتسر کا ہفتہ وار اخبار وکیل جو گذشتہ چھ سال سے جاری ہے اپریل سنہ ۱۹۰۱ء سے ہفتہ میں دوبارہ ہو گیا ہے قیمت صرف معہ سات روپے معہ محصولڈاک ہے درخواست بنام سپرنٹنڈنٹ اخبار وکیل امرتسر ہونی چاہیئے۔

دہلی سے فیلسوف گزٹ نام ایک نیا اخبار جاری ہوا ہے جسکا پہلا اور پھر تیسرا نمبر ہمارے پاس بھی آیا ہے جو لوگ بدقسمتی سے متین اخباروں کو پسند نہیں کرتے اور بیجا نہ طریق پسند کرتے ہیں جو ہمارے نزدیک اظہار مطلب کا بہترین طریق نہیں متانت اور ظرافت میں جو امتیاز ہے وہ خود بتاتا ہے کہ متانت عمدہ جوہر ہے وہ اخبار موصوف کے نام درخواست کرکے دہلی سے منگوا سکتے ہیں قیمت عـ سالانہ ہے۔

ناول میراں شیخ سدو۔ جھوٹے فسانوں اور ناولوں کی اشاعت کو ہم اپنی جگہ ملک اور قوم کے لیئے بہت مضر سمجھتے ہیں پھر اس ناول کو جو ریویو کے لیئے ہمارے پاس بھیجا گیا ہے کب پسند رکھتے ہیں ہم تو اپنے پڑھنے والوں کو یہی صلاح دیتے ہیں کہ وہ ان دلربا فسانوں سے دور بھاگیں یہ ایک سحر ہے جو کتاب اللہ کو چھڑا دیتا ہے اور کتاب اللہ کو ہی چھوڑنا قوم کے زوال کا موجب ہے کیا اچھا ہوتا اگر قومی حمایت کے دعویدار اخبار اس راز کو سمجھ لینے کی سعی کرتے اور ناولوں اور فسانوں کے اشتہارات اپنے اخباروں سے نکال دیتے۔

ہمارے ناظرین کرامی کے سابق ترکی قونصل **حسین کامی** کے سخت افسوسناک خیانت کے واقعہ سے ناآشنا نہیں کیونکہ اس کی یہ ذلت اور خیانت حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی ایک پیشگوئی کی سچائی کی دلیل ہے ناظرین کو اب یہ معلوم کرکے خوشی ہوگی کہ اس ناکام و نامراد حسین کامی کی خیانت کی وجہ سے آیندہ کے لیئے سلطان نے یہ حکم دیا ہے کہ آیندہ ہر قونصل سے اس کے محل انتخاب کی اہمیت کے مطابق ضمانت لی جایا کرے جب تک ذاتی نیک چلنی اور خوش اطواری کیطرف سے کامل اطمینان نہ ہو جائے کسی شخص کو اس عہدہ پر مامور کیا جاوے

رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر

إِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

سنہ ۱۳۱۹ھ

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی ۔۔۔ دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۱۷ | قادیان دار الامان - ۱۰ - مئی سنہ ۱۹۰۱ عیسوی | جلد ۵

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

۱۷ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء کو لاہور کے فورمن کالج امریکن مشن کے دو پادری مع ایک دیسی عیسائی کے قادیان آئے تھے وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی ملے اور انہوں نے کچھ سوالات آنحضرت سے کئے جنکا جواب حضرت اقدس دیتے رہے۔ ہم چونکہ بعد میں پہونچے تھے اس لئے ابتدائی سوال اور اسکا جواب نہ لکھ سکے ہمارے ایک بھائی نے اُسے لکھا تھا مگر افسوس ہے کہ وہ اُسکو محفوظ نہ رکھ سکے اور وہ کاغذ اُنسے گم ہوگیا اگر بعد میں مل گیا تو ہم اُسے بھی درج کردیں گے سردست ہم اس مقام سے درج کرتے ہیں جہاں سے ہم نے سنا اور قلمبند کیا (ایڈیٹر)

نبیوں سے بہت نشانات مانگنے والوں نے نشان مانگے انہوں نے اُن کے جواب میں یہی کہا کہ عقلمند ایسے سوال نہیں کرتے بلکہ مسیح علیہ السلام کے الفاظ میں تو ایسے موقع پر جیسا انجیل سے پتہ لگتا ہے بہت سختی پائی جاتی ہے یہ سچی بات ہے کہ جو شخص خدا کی طرف سے آتا ہے وہ نشانات لیکر آتا ہے میں تو یہ کہتا ہوں کہ وہ خود ایک نشان ہوتا ہے لیکن تھوڑے ہوتے ہیں جو ان نشانات سے فائدہ اُٹھاتے اور انکو شناخت کرتے ہیں۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد دنیا دیکھ لیتی ہے کہ وہ کیسے عظیم الشان نشانات کے ساتھ آیا ہے یقیناً سمجھیں کہ وہ نہیں مرتا جب تک دنیا پر ثابت نہ کر دے کہ وہ صاحب نشانات ہے۔

سوال - آپ کی سمجھ میں خدا کا کلام کیا ہے یعنے کیا آپ ہی کچھ نوشتے چھوڑ جائیں گے جیسے انجیل یا توریت ہے۔

جواب حضرت اقدس - بات اصل میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو لوگ مامور ہوکر دنیا کی اصلاح کے واسطے آتے ہیں وہ دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک وہ جو صاحب شریعت ہوتے ہیں اور ایک نئی شریعت قائم کرتے ہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کہ وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہوتے تھے اور مامور ہوکر آئے تھے مگر انکو ایک شریعت دیگئی جسکو آپ لوگ توریت کہتے ہیں اور مانتے ہیں کہ شریعت موسیٰ کی معرفت دیگئی۔

مگر ایک وہ لوگ ہوتے ہیں جو خدا تعالےٰ سے ہمکلام تو ہوتے ہیں اور اُن صاحب شریعت نبیوں کی طرح وہ بھی اصلاح خلق کے لئے آتے ہیں اور اپنے وقت پر ضرورت حقہ کے ساتھ

آتے ہیں مگر وہ صاحب شریعت نہیں ہوتے۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ وہ کوئی نئی شریعت لیکر نہیں آئے تھے بلکہ اسی موسوی شریعت کے پابند تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کوئی لغو کام نہیں کرتا جب اس کا زندہ کلام موجود ہو اور ایک مستقل شریعت وقت کی ضرورت کے موافق موجود ہو تو دوسری کوئی شریعت دی نہیں جاتی۔ لیکن ہاں اسوقت ایسا تو ہوسکتا ہے اور ہوتا ہے کہ جب اہل دنیا کے دلوں سے خدا کی محبت سرد ہو جاوے اور اعمال صالحہ کی بجائے چند رسمیں رہ جاویں تقویٰ اور اخلاق فاضلہ نہ رہیں۔

اسوقت خدا تعالیٰ ایک شخص کو مبعوث کرتا ہے جو اسی شریعت پر عمل درآمد کی ہدایت کرتا ہے اور اپنی عملی نمونہ سے اس شریعت حقہ کی کھوئی ہوئی عظمت اور بزرگی کو پھر لوگوں کے دلوں میں قایم کرتا ہے۔ اس کے مناسب حال اس میں سب باتیں موجود ہوتی ہیں وہ خدا تعالےٰ سے ہمکلامی کا شرف رکھتا ہے کلام الٰہی کا معزز سے عطا ہوتا ہے اور شریعت کے اسرار پر اسے اطلاع دی جاتی ہے وہ بہت سے خوارق اور نشان لے کر آتا ہے غرض ہر طرح سے معزز اور مکرم ہوتا ہے مگر دنیا اس کو نہیں پہچانتی جیسے جیسے کسی کو آنکھیں ملتی جاتی ہیں وہ اس کو اسی حد تک شناخت کرتا جاتا ہے۔

یہ امر انسانی عادت میں داخل ہے کہ جب کوئی نیا انسان اُس کے سامنے آتا ہے تو آنکھیں اُسکو تاڑتی ہیں کہ یہ اس کا قد ہے یہ رنگ ہے آنکھیں ایسی ہیں۔ صورت شکل ایسی ہے غرض سر سے لیکر پیر تک اسکو تاڑتا ہے۔ یہاں تک کہ نظر محدود ہوکر آخرکار رعب کم ہوجاتا ہے۔ اسی طرح نبیوں کے ساتھہ ہوتا ہے جب وہ آتے ہیں تو وہ معمولی انسان ہوتے ہیں۔ تمام حوائج بشری اور ضروریات انکے ساتھہ ہوتے ہیں اس لئے جو کچھہ وہ فوق الفوق باتیں بتاتے ہیں دنیا کی نظر میں وہ اچنبھا ہوتی ہیں اسلئے انکار کیا جاتا ہے انکو حقیر سمجھا جاتا ہے انسے ہنسی کی جاتی ہر قسم کی تکالیف اور ایذا رسانی کا نشانہ بنایا جاتا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے دل میں حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح کی ہی بڑی عزت کیوں نہو لیکن جس جگہ میں بیٹھا ہوں اگر آج اسی جگہ حضرت موسیٰ یا حضرت مسیح ہوتے تو وہ بھی اسی نظر سے دیکھے جاتے جس نظر سے میں دیکھا جاتا ہوں۔

یہی بھید ہے کہ ہر نبی کو دُکھ دیا گیا اور ضروری امر ہے کہ ہر ایک جو خدا کی طرف سے مامور اور مرسل ہوکر آوے وہ اپنی قوم میں کیسا ہی معزز اور امین اور صادق ہو لیکن اس کے دعوےٰ کے ساتھہ ہی اسکی تکذیب شروع ہو جاتی اور اسکی تذلیل اور ہلاکت کے منصوبے ہونے لگتے ہیں۔

مگر ہاں جیسے یہ لازمی امر ہے کہ انکی تکذیب کی جاتی انکو دکھہ دیا جاتا ہے یہ بھی سچی اور یقینی بات ہے کہ ایک وقت آجاتا ہے کہ انکی جماعتیں مستحکم ہوجاتی ہیں وہ دنیا میں صداقت کو قایم کردیتے اور راستبازی کو پھیلا دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ انکے بعد ایک زمانہ آتا ہے کہ ایک دنیا انکی طرف ٹوٹ پڑتی اور انکی تعلیم انکو قبول کرلیتی ہے جو وہ لے کر آتے ہیں گو اپنے زمانہ میں انکو دکھہ دینے میں کوئی کسر نہ رکھی گئی ہو اور نہیں رکھی جاتی۔

ہاں سوال یہ ہوتا ہے کہ جنہوں نے رد کردیا وہ دانشمند تھے؟ نہیں ہرگز نہیں یہ صرف زمانہ کی خاصیت ہے کہ انکو دانشمند کہا جاتا جاتا ہے ورنہ ان سے بڑھ کر بے وقوف اور سطحی خیال کے اور کون لوگ ہونگے جو حق کو جھٹلا کر دانشمند بنتے ہیں۔ یہ ایک فطرت کی کجی ہوتی ہے جو کوشش کی جاتی ہے کہ کسی طرح انکو ذلیل کیا جاوے اسی طرح خیالی طور پر اس قسم کے مجمع کہہ اٹھتے ہیں کہ ہم جیت گئے اور خدا کے راستبازوں کے مقابلہ میں ہم کامیاب ہوگئے حالانکہ وہی ذلیل نامراد اور مغلوب ہوتے ہیں آخر انجام دکھا دیتا ہے اور ایک روشن فیصلہ نمودار ہو جاتا ہے جس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ حق کس کے ساتھہ ہے راستباز کی کامیابی مخالفوں کی سفاہت اور جہالت پر مُہر کردیتی ہے کہ وہ جسقدر اعتراض کرتے تھے اپنی نادانی سے کرتے تھے۔

میں یہ بار بار لکھہ چکا ہوں کہ جو خدا کی طرف سے مامور ہوکر آتے ہیں دنیا انکو کم پہچانتی ہے بجز ان لوگوں کے جو دیکھنے کی آنکھیں رکھتے ہیں ان کو دوسرے دیکھہ ہی نہیں سکتے کیونکہ وہ تو انہیں ہی ایک کھاتا پیتا حوائج کے بشری رکھنے والے انسان ہوتے ہیں اور یہ بات کہ میرے نوشتے باقی رہیں گے میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ خدا کی طرف سے مامور ہوکر آنے والے لوگوں کے دو طبقہ ہوتے ہیں ایک وہ جو صاحب شریعت ہوتے ہیں جیسے موسیٰ علیہ السلام اور ایک وہ جو احیاء شریعت کے لئے آتے ہیں جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی طرح پر ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامل شریعت لے کر آئے جو نبوت کے خاتم تھے اس لئے زمانہ کی استعدادوں اور قابلیتوں نے ختم نبوت کر دیا تھا۔ پس حضور علیہ السلام کے بعد ہم کسی دوسرے شریعت کے آنے کے قائل ہرگز نہیں ہاں جیسے ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

مثیل موسیٰ تھے اسی طرح آپ کے سلسلہ کا خاتم جو خاتم الخلفاء یعنے مسیح موعود ہے ضروری تہا کہ مسیح علیہ السلام کی طرح آتا پس میں وہی خاتم الخلفاء اور مسیح موعود ہوں۔ جیسے مسیح کوئی شریعت لے کر نہ آئے تھے بلکہ شریعت موسوی کے احیاء کے لیئے آئے تھے میں کوئی جدید شریعت لے کر نہیں آیا اور میرا دل ہرگز نہیں مان سکتا کہ قرآن شریف کے بعد اب کوئی اور شریعت آسکتی ہے کیونکہ وہ کامل شریعت اور خاتم الکتب ہے اسی طرح خدا تعالےٰ نے مجھے شریعت محمدی کے احیاء کے لئے اس صدی میں خاتم الخلفاء کے نام سے مبعوث فرمایا ہے۔

میرے الہامات جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے ہوتے ہیں اور جو ہمیشہ لاکھوں انسانوں میں شائع کئے جاتے ہیں، اور چھاپے جاتے ہیں اور ضائع نہیں کئے جاتے۔ وہ ضائع نہ ہوں گے اور وہ قائم رہیں گے۔

سوال۔ آپ کی رائے میں مذہب کے پھیلانے کا بہتر طریقہ کیا ہے؟

جواب۔ میرے نزدیک اشاعت مذہب کا بہترین طریق یہی ہے کہ وہ مذہب اپنی خوبیوں اور حسن کی وجہ سے خود ہی اندر چلا جاوے اور اس کے لئے بیرونی کوشش کرنی نہ پڑے۔ مثلاً بعض چیزیں ایسی ہیں کہ وہ اپنی روشنی کی وجہ سے خود بخود نظر آتی ہیں جیسے سورج چاند۔ ستارے وغیرہ اور ایک وہ چیزیں ہیں جو ان روشنیوں کے بغیر نظر ہی نہیں آسکتی ہیں مثلاً چہرہ دیوار وغیرہ کو ہم نہیں دیکھ سکتے جب تک روشنی نہ آوے۔ پس سچا مذہب اپنی روشنی اور حقانیت و صداقت کے نور سے خود بخود شناخت ہو کر روحوں میں اُترتا جاتا ہے اور دلوں کو اپنی طرف کھینچتا جاتا ہے

اسی لئے میں نے کہا تہا کہ **تعلیم ایک بڑا نشان ہے** جس مذہب کے ساتھ تعلیم کا نشان نہیں ہوتا اس کے دوسرے نشان کوئی فائدہ نہیں پہونچا سکتے۔ آسمانی تعلیم اپنے اندر ایک روشنی اور نور رکھتی ہے وہ انسانی طریقوں سے بالاتر ہوتی ہے ایک انسان جب بکلی مر جاوے اور گندی زندگی سے نکل آوے اس وقت وہ خدا میں زندگی پاتا ہے اور سچے مذہب کا نشان محسوس کرتا ہے۔ مگر خدا کے فضل کے سوا یہ کس کا کام ہے کہ گندی زندگی سے مر کر نئی زندگی پاوے۔ یہ اس خدا کے ہاتھ سے ہوتا ہے جس نے دنیا کو زندگی بخشی ہے وہ جس انسان کو مبعوث کرتا ہے پہلے اس کو یہ زندگی عطا کرتا ہے وہ بظاہر دنیا میں ہوتا ہے اور دنیا کے لوگوں سے ہوتا ہے لیکن حقیقت میں وہ اس دنیا کا انسان نہیں ہوتا وہ خدا تعالیٰ کی چادر کے نیچے ہوتا ہے پھر خدا تعالیٰ اسکے مناسب حال تعلیم اُسکو دیتا ہے جس کو اُسی مناسبت کے لوگ سیکھتے ہیں۔ اس میں گند۔ نفس پرستی ظلم اور شہوانی خواہشات کو پورا نہیں کیا جاتا بلکہ وہ پاک باتیں ہوتی ہیں جو انسان پر ایک موت وارد کرکے اسکو ایک نئی زندگی عطا کرتی ہیں جس سے اس کو گناہ سوز فطرت مل جاتی ہے وہ ہر ایک قسم کی ناپاکی اور گند سے نفرت کرتا ہے اور خدا تعالیٰ میں زندگی بسر کرنے میں راحت اور لذت پاتا ہے۔ پس میرے نزدیک سچا مذہب اپنی اشاعت کا آپ ہی کفیل ہے اس کے لیئے کسی خارجی کوشش کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ہاں یہ سچ ہے کہ اسکی صداقت کے اظہار کا ذریعہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو خدا کی طرف سے اسے لیکر آتے ہیں۔ مقابلہ کے وقت انکو غلبہ ملتا ہے۔ جو بطور نشان کے ہوتا ہے اُنکی آمد اسوقت ہوتی ہے جب دنیا حق اور نور کے لئے بھوکی پیاسی ہوتی ہے غرض عمدہ تعلیم اور کامل نمونہ جو اس تعلیم کی عمدگی کا زندہ ثبوت ہوتا ہے وہی اشاعت کا بہترین طریق ہے۔

سوال۔ ہم آپ کو بہت تکلیف دینا نہیں چاہتے یہ روحانی زندگی کس طرح مل سکتی ہے۔

جواب۔ خدا کے فضل سے۔

سوال۔ ہمیں کچھ کہنا چاہیئے کہ روحانی زندگی ہمکو مل جاوے۔

جواب۔ ہاں دعا کی بہت بڑی ضرورت ہے اور اس کے ساتھ ہی نیک صحبت میں رہنا چاہیئے۔ سب تعصبوں کو چھوڑ کر گویا دنیا سے الگ ہو جاوے جیسے جہاں طاعون پڑی ہوئی ہو اور کوئی شخص وہاں سے الگ نہیں ہوتا ہے تو وہ خطرہ کی حالت میں ہے اسی طرح جو شخص اپنی حالت کو بدل نہیں ڈالتا اور اپنی زمین میں تبدیلی نہیں کرتا اور الگ ہو کر نہیں سوچتا کہ کس طرح پاک زندگی پاؤں اور خدا سے دعا نہیں مانگتا وہ خطرہ کی حالت میں ہے۔

دنیا میں کوئی نبی نہیں آیا جس نے دعا کی تعلیم نہیں دی یہ دعا ایک ایسی شے ہے جو عبودیت اور ربوبیت میں ایک رشتہ پیدا کرتی ہے۔ اس راہ میں قدم رکھنا ہی مشکل ہے لیکن جو قدم رکھتا ہے پھر دعا ایک ایسا ذریعہ ہے کہ ان مشکلات کو آسان اور سہل کر دیتا ہے دعا کا ایک ایسا باریک مضمون ہے کہ اس کا ادا کرنا ہی بہت ہی مشکل ہے جب تک خود انسان دعا اور اس کی کیفیتوں کا تجربہ کار نہ ہو وہ اسکو بیان نہیں کرسکتا۔ غرض جب انسان خدا تعالیٰ سے متواتر دعائیں مانگتا ہے تو وہ اور ہی انسان ہو جاتا ہے اس کی روحانی کدورتیں دور ہو کر اس کو ایک قسم کی راحت اور سرور ملتا ہے اور ہر قسم کے تعصب اور ریاکاری سے الگ ہو کر وہ تمام مشکلات کو جو اس کی راہ میں پیدا ہوں برداشت کر لیتا ہے خدا کے لیئے ان سختیوں کو جو دوسرے

برداشت نہیں کرتے اور نہیں کر سکتے صرف اس لیئے کہ خدا تعالیٰ راضی ہو جاوے برداشت کرتا ہے تب خدا تعالیٰ جو رحمٰن رحیم خدا ہے اور سراسر رحمت ہے اس پر نظر کرتا ہے اور اس کی ساری کلفتوں اور کدورتوں کو سرور سے بدل دیتا ہے۔

زبان سے دعویٰ کرنا کہ میں نجات پا گیا ہوں یا خدا تعالیٰ سے قوی رشتہ پیدا ہو گیا ہے آسان ہے لیکن خدا تعالیٰ دیکھتا ہے کہ وہ کہاں تک ان تمام باتوں سے الگ ہو گیا ہے جن سے الگ ہونا ضروری ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ جو ڈھونڈتا ہے وہ پا لیتا ہے سچے دل سے قدم رکھنے والے کامیاب ہو جاتے ہیں اور منزل مقصود پر پہونچ جاتے ہیں جب انسان کچھ دین کا اور کچھ دنیا کا ہوتا ہے آخر کار دین سے الگ ہو کر دنیا ہی کا ہو جاتا ہے۔

اگر انسان ربانی نظر سے مذہب کو تلاش کرے تو تفرقہ کا فیصلہ بہت جلد ہو جاوے۔ مگر نہیں یہاں مقصود اور غرض یہ ہوتی ہے کہ میری بات رہ جاوے۔ دو آدمی اگر بات کرتے ہیں تو ہر ایک انھیں سے یہی چاہتا ہے کہ دوسرے کو گرا وے اسوقت تو چیونٹی کیطرح تعصب۔ ہٹ دھرمی اور ضد کی بلائیں لگی ہوئی ہیں۔ غرض میں آپ کو کہاں تک سمجھاؤں بات بہت باریک ہے اور دنیا اس سے بے خبر ہے اور یہ صرف خدا ہی کے اختیار میں ہے۔

میرا مذہب یہ ہے کہ وہ خدا جسکو ہم دکھانا چاہتے ہیں وہ دنیا کی نظروں سے پوشیدہ ہے اور دنیا اس سے غافل ہے اس نے مجھ پر اپنا جلوہ دکھایا ہے جو دیکھنے کی آنکھ رکھتا ہو دیکھے

دو قسم کے لوگ ہیں ایک وہ جو خدا کو مانتے ہیں اور دوسرے وہ جو نہیں مانتے اور دہریہ کہلاتے ہیں۔ جو مانتے ہیں انہیں بھی دہریت کی ایک رگ ہے کیونکہ اگر وہ خدا کو کامل یقین کے ساتھ مانتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس قدر فسق و فجور اور بے حیائی میں ترقی ہو رہی ہے۔ ایک انسان کو مثلاً سنکھیا یا سٹرکینا دیا جاوے جبکہ اس کو اسبات کا علم ہے کہ یہ زہر قاتل ہے تو وہ اس کو کبھی نہیں کھائے گا خواہ اس کے ساتھ تم اسے کسقدر ہی لالچ روپیہ کا دو۔ اسلیئے کہ اس کو اسبات کا یقین ہے کہ میں نے اسکو کھایا اور ہلاک ہوا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ لوگ یہ جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ گناہ سے ناراض ہوتا ہے اور پھر بھی اس زہر کے پیالے کو پی لیتے ہیں۔ جھوٹ بولتے ہیں۔ زنا کرتے ہیں، دکھہ دینے کو طیار ہو جاتے ہیں بارہ بارہ آنہ یا ایک روپیہ کے زیور پر معصوم بچوں کو مار ڈالتے ہیں۔ اسقدر بے باکی اور شرارت و شوخی کا پیدا ہونا سچے علم اور پورے یقین کے بعد تو ممکن نہیں اس سے معلوم ہوا کہ ان کو یہ ہرگز معلوم نہیں کہ یہ بدی کا زہر ہلاک کرنے میں سنکھیا یا سٹرکینا کے زہر سے بھی بڑھ کر ہے اگر انکا ایمان اس بات پر ہوتا کہ خدا ہے اور وہ بدی سے ناراض ہوتا ہے اور اسکی پاداش میں سخت سزا ملتی ہے تو گناہ سے بیزاری ظاہر کرتے اور بدیوں سے ہٹ جاتے۔

لیکن چونکہ گناہ کی زندگی عام ہوتی جاتی ہے اور بدی اور فسق و فجور سے نفرت کی بجائے محبت بڑھتی جاتی ہے اس لیئے میں یہی کہوں گا اور یہی سچ ہے کہ آجکل دہریہ مت پھیلا ہوا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ ایک گروہ زبان سے کہتا ہے کہ خدا ہے مگر مانتا نہیں اور دوسرا گروہ صاف انکار کرتا ہے۔ حقیقت میں دونوں ملے ہوئے ہیں۔

اسلیئے میں خدا تعالیٰ پر ایسا ایمان پیدا کرانا چاہتا ہوں کہ جو خدا تعالیٰ پر ایمان لاوے وہ گناہ کی زہر سے بچ جاوے اور اسکی فطرت اور سرشت میں ایک تبدیلی ہو جاوے اسپر موت وارد ہو کر ایک نئی زندگی اسکو ملے گناہ سے لذت پانے کی بجائے اسکے دل میں نفرت پیدا ہو۔ جسکی یہ صورت ہو جاوے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے خدا کو پہچان لیا ہے۔ خدا خوب جانتا ہے کہ اس زمانہ میں یہی حالت ہو رہی ہے کہ خدا کی معرفت نہیں رہی کوئی مذہب ایسا نہیں رہا جو اس منزل پر انسان کو پہونچا وے اور یہ فطرت انہیں پیدا کرے ہم کسی خاص مذہب پر کوئی افسوس نہیں کر سکتے یہ بلا عام ہو رہی ہے اور یہ وبا خطرناک طور پر پھیلی ہے۔

میں سچ کہتا ہوں خدا پر ایمان لانے سے انسان فرشتہ بن جاتا ہے بلکہ ملایکہ کا مسجود ہوتا ہے نورانی ہو جاتا ہے۔ غرض جب اس قسم کا زمانہ دنیا پر آتا ہے کہ خدا کی معرفت باقی نہیں رہتی اور تیرہ کاری اور ہر قسم کی بدکاریاں کثرت سے پھیل جاتی ہیں خدا کا خوف اُٹھہ جاتا ہے اور خدا کے حقوق بندوں کو دئیے جاتے ہیں تو خدا تعالیٰ اسی حالت میں ایک انسان کو اپنی معرفت کا نور دیکر مامور فرماتا ہے اس پر لعن طعن ہوتا ہے اور ہر طرح سے اسکو ستایا جاتا اور دکھہ دیا جاتا ہے لیکن آخر وہ خدا کا مامور کامیاب ہو جاتا اور دنیا میں سچائی کا نور پھیلا دیتا ہے اسی طرح اس زمانہ میں خدا نے مجھے مامور کیا اور اپنی معرفت کا نور مجھے بخشا۔ کوئی گالی نہیں جو ہمکو نہیں دیگئی کوئی صورت ایذا رسانی کی نہیں جو ہمارے لیئے نہیں نکالی گئی مگر ہم ان ساری بد زبانیوں کو سنتے ہیں اور ان ساری تکلیفوں کے برداشت کرنیکو ہر وقت آمادہ ہیں خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ بناوٹ سے نہیں بلکہ ہمارا فرض ہے کہ سنیں کیونکہ جس مسند پر ہمیں بٹھایا گیا ہے اسپر بیٹھنے والوں کے ساتھہ یہی سلوک ہوتا ہے۔

الباطل کی بڑی قسم مذہب عیسوی کا بُرا انجام

یا

عبد اللہ کوئلم کا مضمون

"فلاسفی مذہب میں"

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

شاید اس بات کی چنداں ضرورت نہیں کہ اس پر جوش یوروپین مسلمان کی بابت ہم بڑے بڑے موٹے اور پُر زینت الفاظ میں کچھ کہیں کہ وہ الحق کی روح سے قوت پاکر اس وقت کیا کچھ کہہ رہا ہے۔ کیونکہ بہت ہی تھوڑے ایسے تعلیم یافتہ مسلمان ہوں گے جو اس سعادت مند کے حال اور اُس کی کار روائیوں سے ناواقف ہیں۔ آج ہم اس جوانمرد باہمت کے ماہواری رسالہ "اسلامک ورلڈ" سے اُس کے ایک بڑے طویل مضمون کے ایک حصہ کا ترجمہ ناظرین کے پیش کرتے ہیں جو انھوں نے لورپول کے اسلامی مجمع میں پڑھا تھا۔ اس مضمون کی بزرگ شان اُس کی پر جوش ادا اور معانی کی قوت و صداقت کی نسبت تعریف نہ کر سکنے کا اعتراف کرنا درحقیقت اُس کی بڑی تعریف کرنا ہے۔ جو جوش صادقین سابقین کو مذہب حق کے آغاز ظہور و شیوع میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا رہا ہے عبد اللہ کوئلم اُس سے محروم نہیں رہا۔ یہ عزم اب اکیلا نہیں بلکہ مخلصین کی ایک جماعت اُنکے ساتھ ہوگئی ہے۔ اور اُسے دن بدن ترقی ہو رہی ہے۔

ہم اصل مضمون کو شروع کرنے سے پہلے کسی قدر نصرانیت کی بدقسمتی پر لکھنا چاہتے ہیں۔ درحقیقت عیسائی مذہب کے لئے سخت زار نالی اور نوحہ کرنے کا مقام ہے کہ اُس کے لئے اُسکی بغل ہی سے خون آشام دشمن پیدا ہو گئے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جب سے یورپ میں علوم کو فروغ حاصل ہوا ہے۔ اُسی وقت سے عیسویت کے بخت پر نحوست طاری ہونی شروع ہوئی ہے۔ بڑے بڑے فلسفہ دانوں نے زبردست فلسفہ اور علوم حقہ کے زور بازو سے اس مخالف عقل اور دشمن فطرت صحیحہ مذہب کو گرانے کی کوشش کی۔ مگر وہ الٰہی ہتھیار اور آسمانی حربہ اُن کے پاس نہ تھا جو اب اسلام کے سلاح خانہ سے نومسلم یورپینوں کو ملا ہے۔ ایک عقلمند کے دل میں بالطبع یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ اتنی دراز صدیوں سے جس مذہب کی جڑ اس زمین میں مضبوط لگی ہوئی چلی آتی ہے۔ آج اس زمانہ میں اُسے زلزلہ پر زلزلہ آنے لگا ہے۔ سو یہ بات گذشتہ قوموں کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے بہت صاف ہو جاتی ہے۔ جس زمانہ میں عیسائی مذہب یورپ میں داخل کیا گیا ہے۔ یورپ کی تمام قومیں انسانیت اور تمدن کی برکتوں سے محروم اور جہالت اور بدتہذیبی کے لازمی نتائج اشیائے مادیہ کی پرستش میں مبتلا تھیں۔ ایسے وقت میں اُن کے سامنے عیسائی مذہب پیش کیا گیا۔ اسے نعم البدل کہو یا بئس البدل جو کچھ کہو مگر اس میں شک نہیں کہ ایک اور بھیس میں اُن کی بُت پرستی کے بعض اقسام کا پورا ہمرنگ اور قائم مقام تھا۔ ایک ایسے مذہب کو جو درحقیقت مذہبی حیثیت کی کوئی بھی رنگ و بو اپنے اندر نہ رکھتا تھا جس میں امر و نہی اور اعمال و فرائض کا کوئی بھی بالبداہت سوچ میں ڈالنے والا اور نزد و بخش قانون نہ تھا۔ ایسے خدائی اعتقاد کو جو اپنے سچے نتیجہ میں دہریت کا حقیقی ہمشکل تھا۔ ایسی قوم یا قوموں کی آنکھ میں مزین و معقول بنا دینا جو اس قسم کے معتقدات میں پہلے گرفتار اور اسپر قانع تھیں کوئی بڑا بھاری کام نہ تھا روسیوں میں جب ایک زمانہ میں یہ تحریک پیدا ہوئی کہ انھیں مذاہب عالم میں سے ایک مشہور مذہب انتخاب کر کے بطور شاہی مذہب کے اختیار کرنا چاہیئے۔ شاہ روس کی طرف سے چیدہ لوگ مکہ معظمہ میں مذہب اسلام کی تحقیقات کے لئے آئے وہاں کیا دیکھتے ہیں کہ دن بھر میں پانچ وقت نماز کے لئے بڑی تاکید اور تشدد سے بلایا جاتا ہے اور بے نماز کی سزا دہی کے لئے مسجد حرام میں ایک ہیبت ناک دُرّہ رکھا رہتا ہے۔ غرض اصول پنجگانہ اسلام کے سوا انھیں یہ بھی معلوم ہوا کہ مذہب اسلام کس طرح انسان کے ہر ایک عضو کو ایک خاص ڈیوٹی تفویض کرتا ہے اور یہ مذہب کس قدر فواحش اور منکرات کا دشمن اور بیجا اور نا معقول آزادی کا مخالف اور بیحیائی اور بیغیرتی کی تمام قسموں کا جو بت پرستی کا اصل خاصہ ہوتی ہیں نہایت ہی مہلک عدو ہے۔ اس نتیجہ پر پہونچنے سے روسی مسافر جو بیقیدی کے دلدادہ اور آزادی کے اسیر تھے بہت گھبرائے اور یہاں سے ملول ہو کر قسطنطنیہ میں جو ان دنوں گریک چرچ کا بڑا بھاری مرکز و ماویٰ تھا آئے۔ وہاں جو کچھ تھا اُس کی نسبت زیادہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ بہت ہی خفیف تغیر کے ساتھ بلکہ مو بمو وہی کلیسیائی ہیئت اس زمانہ تک موجود ہے۔ غرض وہاں کچھ ہی تھا اور وہی تھا جس سے آج نامی عقلا تنفر کے ساتھ کنارہ کر رہے ہیں۔ مگر اُن سفیروں کو وہ طریقہ پسند آگیا اور یوں وہ شرک عظیم بدقسمت روسیوں کے حصہ میں آیا۔

اب تعجب اور نہایت تعجب کی یہ بات ہے اور ہر ایک منصف خدا ترس کو اس پر ٹھنڈے دل سے غور کرنی چاہیئے کہ اسلام جہاں جہاں گیا اور جاتا ہے۔ وہاں پہلے عیسویت یہودیت براہمیت بت پرستی اور مجوسیت کے عقائد و مذہب پوری قوت اور عظمت میں تھے اس آسمانی پہلوان نے بڑی قوت و شجاعت سے اُن غیر مستحق غاصبوں کا مقابلہ کیا اور اُن کے مکروہ وجود سے اُن میدانوں کو پاک وصاف کیا۔ عیسائیوں کی بستیوں کی بستیاں بڑھ بڑھکر اس عزیز مہمان کے استقبال کو آئیں اور شہروں کے شہر تثلیث اور کفارہ سے بیزار ہوکر ابو الانبیاء ابراہیم حنیف (علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام) کی ملت مذہب اسلام کے پیرو بن گئے۔ افریقہ میں اسلام اور عیسویت کا جو دنگل برسوں سے لگ رہا ہے۔ اور جس میں بالآخر ہر موقعہ پر اسلام کی جیت رہتی ہے۔ اس سے کون واقف نہیں ہے۔

ابھی تھوڑے دن کا ذکر ہے مشرقی افریقہ میں ایک بڑا شہر جس میں ۴۰ ہزار کی آبادی تھی سب کا سب مشرف باسلام ہوا۔ ریورنڈ باسورتھ د محمڈ اینڈ محمڈنزم میں اپنی قوم کی آگے بادل بریاں اور چشم گریاں شکایت کرتے ہیں کہ افریقہ میں ۱۵ ہزار آدمیوں کی ایک بستی جو برسوں کی جان توڑ محنت اور کروڑوں روپیوں کی لاگت سے عیسائی کی گئی تھی۔ مسلمان مشنریوں نے جنکے ہاتھ میں سوائے قرآن کے اور کچھ نہ تھا۔ پانچ برس میں اس کو مسلمان کرلیا۔ صاحب موصوف جہاں عیسائیت کی ناکامی اور اسلام کی کامیابی کے وجوہ و اسباب پر بحث کرتے ہیں۔ وہاں منجملہ اور اسباب کے نہایت قابل غور سبب عیسائیت کی شکست کا بیان کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جہاں جہاں عیسائی مذہب پھیلا وہاں زنا شراب خواری قمار بازی اور کئی ایک رذائلیں اس کے ساتھ ساتھ پھیلیں۔ ایک محقق لکھتا ہے کہ پرتگیزوں نے پانسو سال کی راہ و رسم اور اختلاط میں مشرقی افریقہ کے حبشیوں کو سوائے شراب کشی کے عجیب عجیب طریقوں کے اور کچھ نہیں سکھایا۔ برخلاف اسکے انھی لوگوں میں سے جب افراد یا قومیں مسلمان ہوئیں اُن میں اعتدال پرہیزگاری خدا ترسی اور ہر قسم کی اخلاقی فضیلتیں پیدا ہوگئیں۔

فی الحقیقت باسورتھ صاحب کی یہ وجہ بہت موجہ اور مستند ہے یوروپ کو جانے دو جو ان رذائل کا زاد بوم اور مربی ہے۔ اسی ملک ہند پر نگاہ دوڑا کر دیکھلو اس کفارہ کے کھلے بندوں آزاد کر دینے والے مسئلہ پر ایمان لانے والی قوم کی عنایت سے ان خانہ بر انداز وباؤں کو کسقدر روز افزوں ترقی ہے۔ سچ پوچھو تو جہاں عیسویت کو شکست ہوئی ہے انھی عیوب اور قباحتوں کی وجہ سے ہوئی ہے۔ آجکل یورپ میں بھی ان زہرہ گداز بدکاریوں سے تنگ آکر اور عیسویت کو اُنکے انسداد سے عاجز یا خاموش یا ناقابل دیکھکر اکثر صحیح الفطرت محققین کو جو شوق پیدا ہوا کہ کسی ایسے تریاق کو ڈھونڈیں جو ان زہروں کے لئے کافی ہو تو انھیں تقویٰ اللہ کے حامی صفات کاملہ باری کی اشاعت کرنے والے مذہب اسلام کے سوا کوئی کارگر آلہ نظر نہ آیا۔ چنانچہ جو شخص محمد رسل دب کے ماہواری برگزیدہ اخبار مسلم ورلڈ اور عبد اللہ کوئلیم کے ماہوار رسالے اسلامک ورلڈ اور اُن کے ہفتہ وار پرچے کرسنٹ کا مطالعہ کرتا ہے وہ بڑی مسرت سے ان پرچوں میں دیکھتا ہے کہ اُن کی کوششیں کن وجوہ سے اور کیونکر سرسبزی اور کامیابی کی اُمید دلا رہی ہیں۔

الغرض عیسویت کے حامیوں کے لئے سخت ماتم اور شیون کرنے کی جگہ ہے۔ کہ ایسے زمانہ میں اسی کے بیٹوں میں سے اس کے مہلک اعدا نکل کھڑے ہوئے ہیں۔

حالانکہ اسوقت جب کہ علوم جدیدہ کا آفتاب سمت الراس پر پہنچ گیا تھا۔ اور مذہبی علمانے بڑی بڑی ضخیم کتابیں مذہب اور عقل اور سائنس کے درمیان تطبیق و توفیق دینے میں لکھیں۔ موقعہ تھا کہ اگر اس کلیسیائی مخترع مذہب میں کوئی صداقت ہوتی یا اس میں علوم کے مقابلہ کا کوئی زور ہوتا تو ان شاندار ایام میں اسے یہ بُرے دن دیکھنے نصیب نہ ہوتے اس سے بڑھکر اس مذہب کی بدقسمتی کیا ہوسکتی ہے کہ ایسے وقت میں جب کہ علم و عقل کی مقتدر ملکہ غیر متزلزل کوہ وقار تخت پر جلوس فرما رہی ہے اس بداختر کو دربار سلطانی سے دھکے مل رہے ہیں تعجب کی بات تو یہ ہے کہ پادری صاحبان تو فلسفہ اور مذہب میں تطبیق دینے کی کوششیں کرتے ہیں۔ اور فلسفہ اور سائنس کے ماہرین عیسویت سے بہزار جان بیزار ہو رہے ہیں۔ اصلی اور سچی بات یہی ہے۔ کہ جس مذہب کی بنا قانون قدرت کے سچے اصولوں اور انسانی فطرت کے صحیح اور حقیقی میلانوں کی مضبوط چٹان پر نہ ہو وہ ان دنوں میں قائم رہ ہی نہیں سکتا۔ اور عیسویت اس کے سخت برخلاف ہے سو اب اس کے لئے مقدر ہو چکا ہے کہ اس کو ضعف نصیب ہو طامس پین اپنی سرگذشت میں جہاں بیان کرتا ہے کہ وہ

کیونکر آٹھ برس کی عمر میں جب کہ وہ اپنے باپ کے ساتھ اتوار کے دن گرجے میں گیا۔ واعظ کے منہ کی خدا کے اپنا اکلوتا بیٹا پھانسی چڑھانا دینے کی خوفناک نظیر کو سُنکر اس مذہب کے اصولوں سے متنفر ہو گیا۔ جس میں اُسکے اپنے باپ دادا چلے آتے تھے ایک عجیب آب زر سے لکھنے کے قابل فقرہ لکھتا ہے۔ کہ وہ مذہب ہرگز سچا اور خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا جس کے اصول کے سُننے سے سادہ مزاج معصوم بچہ بھی تھرا اٹھے اب غیور لم یلد ولم یولد خدا وند تعالی شانہ کی مرضی ہے کہ توحید کی جڑ دنیا میں لگے۔ اور شرک و تثلیث کو ذلت اور رسوائی نصیب ہو۔ اُس نے سخت مہلک اور کاری حربہ یعنی مسیح موعود کو بھی آسمان سے نازل کر دیا ہے جس کے نفخ صور سے بہت جلد وہ وقت آتا ہی کہ دجال کے ہلاک کیے ہوئے مردے لا الہ الا اللہ پڑھتے ہوئے قبروں سے جی اُٹھیں گے۔ اب ہم کوئلم صاحب کے مضمون کا ترجمہ شروع کرتے ہیں۔

"فلاسفی مذہب میں"

اسلام کا خدا وہ خدا ہے جو نہ جنتا ہے اور نہ وہ کسی سے جنا ہے۔ مگر عیسویت پرستش کے لئے ایسے معبود کو پیش کرتی ہے جو صاحب اولاد ہے۔ یعنی اُس کا ایک بیٹا ہے۔ لیکن یہ اضطراب انگیز مسئلہ یہیں تک نہیں ٹھیرتا بلکہ اس گورکھ دھندے کی اور بھی لاحل کڑیاں ہیں۔ چنانچہ اسی پر بس نہیں کی گئی کہ خدا کو ایک بچہ دیا گیا ہے۔ بلکہ ایک قسم کا پوتا (روح القدس) بھی اسکی نذر کیا گیا ہے جس کا تولد باپ اور بیٹے سے ہوا ہے مگر ابھی معاملہ اسی حد تک ختم نہیں ہوتا اس سے آگے اس بات کے ماننے کے لیے زور دیا گیا ہے۔ "اس لیئے کہ جو ایمان نہ لاوے اُسپر فتویٰ لگ چکا" یوحنا باب ۳۔ آیت ۱۸۔ پہلے تو ہوا باپ پھر بیٹا۔ اور سب سے پیچھے روح اور یہ سب باقاعدہ طور پر ایک دوسرے سے برآمد ہوئے۔ اب ایک شخص منطقی طور پر اس بات کو خیال کر سکتا ہے کہ باپ بیٹے سے ضرور بڑا ہوگا۔ اور بیٹا روح کی نسبت زیادہ سال خوردہ ہونا چاہیئے بات تو درست ہے مگر عیسویت اس کے مخالف ہے۔ عیسویت کا یہ اعتقاد ہے کہ تینوں کی ہستی ایک ہی وقت سے شروع ہوئی باپ بھی ازلی ابدی۔ بیٹا بھی ازلی ابدی۔ روح بھی ازلی ابدی۔ یعنی بیٹے کا وجود بھی اُسی وقت جلوہ افروز ہوا جب والد صاحب کے نشو و نما کا آغاز ہوا اور پوتا جی (مخفی روح) بھی اُن بزرگوں کی دوش بدوش ہی بزم ہستی کے رونق افروز ہوئے۔

میں خود بھی باپ ہوں۔ اور بہت سے والدین سے مجھے سابقہ بھی ہے مگر ایسا کوئی بچہ بھی اب تک میں نے نہیں دیکھا جو اپنے والدین کا ہمسن و ہمعصر ہو۔ رہی روح سو وہ ایسی راز سربستہ کی ہمکنار مخلوق ہے کہ میری استطاعت میں نہیں کہ اُسکی نسبت کچھ کہہ سکوں اسلئے کہ باپ بیٹے دیکھے ہیں اور بچوں کو میں جانتا ہوں مگر روحوں سے اب تک میری واقفیت نہیں ہوئی یہ اعجوبہ روح تو گرگٹ سے بھی چار قدم آگے ہے۔ کیونکہ وہ جانور تو صرف رنگ ہی بدل سکتا ہے مگر یہ بھوت تو جس وقت چاہے اپنی ساری ہیئت ہی بدل لیتا ہے کبھی اس کا ظہور کبوتر کی شکل میں ہوا اور دوسرے وقت آتشیں زبان کی صورت میں (خواہ وہ کچھ ہی ہو) اُس نے جھلک دکھائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ شہابہ کی قسم کی کوئی چیز ہے جو نہ تو کسی کے ہاتھ آتا ہے اور نہ کسی کی تحقیق میں آیا ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ ایسا خیال نہ کریں گے کہ میں اس مضمون کو ناروا ہزل کی صورت میں بیان کر رہا ہوں۔ فی الحقیقت میرا ایسا خیال یا منشا نہیں۔ بلکہ میں اپنی مقدور بھر بڑی صفائی سے اور واقفیت سے عیسویت کے اس خیال کو جو خدا کی نسبت ہی بیان کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اب اگر آپ لوگوں کو یہ مضحکہ اور لغو مضمون معلوم ہو تو میری اس میں کیا پیش جا سکتی ہے کیونکہ میں اس مجمع اضداد اصول کا بانی نہیں ہوں۔ میں تو صرف اس کا شارح ہوں۔ چھٹی صدی تک عیسائی علما اسپر بالکل اتفاق رکھتے تھے۔ کہ یہ ناقابل فہم لغویات کا مجموعہ حق اور صدق ہے اور اس لئے جو شخص اسپر ایمان نہ لاتا اُسے عیسویت کی لازم حال فراخ حوصلگی کی راہ سے ابدی جہنمی قرار دینے پہلے زمانہ کے اسقف مسیحیت کی کامل رعایت سے جو اُن کا امتیازی خاصہ تھا اس بے مثل سبق اور اطہر مضمون کو سینٹ اتھانیسیس کی ایجاد مانتے تھے۔ جو اُس تاریخ سے تین سو برس پہلے مر چکا تھا شاید اُس سینٹ کی طرف اُس کے منسوب کرنیکی وجہ اُنکی سادگی ایمان ہو۔ یا انھیں شرم آتی تھی کہ اس اعجوبہ تحریر کے بانی وہ اپنے تئیں قرار دیں۔ مگر اُس کتھیڈرل سینٹ اتھانیسیس کا وہی تعلق ہو سکتا ہے جو کرسٹو فرکولمبس کا مکان ہے۔

دسویں صدی میں عام لاطینی عیسائی اس عقیدہ کو اپنا دین و ایمان سمجھتے تھے۔ اور اس بڑے انقلاب

اصلاح کے زمانہ میں پروٹسٹنٹوں نے بھی اسے تعلیم کیا اور آج انگلستانی گرجے کی تمام دعاؤں کی کتاب میں سے بڑا اعلیٰ رتبہ اور مقام حاصل ہے۔ اس کتاب کا ایک مقدمہ اور دو مقامہ ہیں جن کے ساتھ ثبوت اور استنباطات اور نتائج بھی ملحق ہیں مقدمہ میں یہ لکھا ہوا ہے کہ جو کوئی نجات کا خواستگار ہے اُس کے لئے عالمگیر مذہب (یعنی عیسویت) اختیار کرنا ضروری ہے جس کے تمام و کمال اور بے عیب طور پر اختیار کئے بغیر کوئی شخص کبھی ابدی ہلاکت سے بچ نہ سکے گا۔ پھر پہلے مقامہ میں لکھا ہے "عالمگیر مذہب یہ ہے کہ ہم ایک خدا کو تثلیث میں اور تثلیث کو توحید میں مانیں۔ اس طرح پر کہ نہ تو اشخاص کو باہم خلط ملط کریں۔ نہ اُنکو منقسم الاجزا تسلیم کریں کیونکہ باپ کا ایک اقنوم ہے۔ پھر بیٹے کا اور پھر روح قدس کا۔ مگر الوہیت میں باپ بیٹا اور روح تینوں ایک او شریک ہیں۔ اور ویسے ہی وہ جلال اور ابدیت میں بھی ہم پہلو ہیں" مختصراً اس مقامہ کا بقیہ یہ ہے کہ باپ بیٹا اور روح غیر مخلوق ناقابل فہم (اس صفت کا تو میں بہت جلد قائل ہونے کو تیار ہوں) ابدی اور قادر مطلق ہیں مگر باایں ہمہ نہ تین ہیں بلکہ ایک ہیں۔ چنانچہ باپ نہ مصنوع ہے نہ مخلوق ہے نہ متولد ہوا ہے۔ بیٹا صرف باپ سے ہے مگر نہ مصنوع ہے نہ مخلوق ہے۔ بلکہ متولد ہے۔ اور روح باپ اور بیٹے دونوں سے ہے مگر نہ مصنوع ہے نہ مخلوق ہے اور نہ متولد ہے بلکہ ان سے نکلی ہے اور اس تثلیث میں کوئی ایک بھی نہ مقدم ہے نہ مؤخر نہ کوئی کسی سے بڑا نہ چھوٹا بلکہ تینوں اقنوم باہم ابدی اور مساوی ہیں۔ پس جس شخص کو نجات مطلوب ہو وہ تثلیث کی نسبت ایسا خیال رکھنا چاہیئے۔" اب ایک شخص سوچ سکتا ہے کہ اسقدر ہی معقول آدمی کے لئے بے ڈکار لئے چڑھا جانا کافی ہے۔ مگر یہ خوراک ابھی پوری نہیں ہے۔ بلکہ اگر کسی کو بچنا منظور ہے تو اُسے نہایت ضروری ہے کہ اِس کھٹی بدمزہ دوا کو اسکی تلچھٹ تک پی جاوے۔

دوسرے مقامہ میں خدا کے مسیح کے اندر حلول کرنے کی نسبت بحث ہے یعنی نجات کے لئے ازبس ضروری ہے کہ اس بات پر ایمان ہو کہ مسیح مجسم خدا ہے۔ "سچا ایمان اور اعتقاد یہ ہے کہ وہ خدا کا بیٹا خدا بشکل انسان۔ کامل خدا اور کامل انسان ہے۔ جو ذی عقل روح اور انسانی گوشت سے مرکب ہے وہ اگرچہ خدا اور آدمی دونو ہے تسپر بھی دو نہیں۔ مگر ایک ہی مسیح ہے" پھر بعد اس کے اسی طرح کے عقلمندانہ نتائج استخراج کرنے کے بعد آخر میں یہ لکھا ہے۔" یہ ایسا اعتقاد ہے کہ جب تک اسے صدق دل سے کوئی یقین نہ کرے اُس کی نجات ہو ہی نہیں سکتی۔" اب بعد اس کے کہ مذہب عیسوی کا یہ اصول بڑی صفائی اور وضاحت سے اسطرح جیسے کلیسا کے مقدس بانیوں نے بیان کیا ہے۔ آپ لوگوں کے سامنے ذکر کیا گیا ہے۔ میں آپ کی معقول پسند فطرۃ سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ غور اور انصاف سے دیکھے کہ کونسا مذہب عقل اور سچی فطرت کی موافق ہے۔ اسلام جس کے اصول نہایت سادے اور صاف ہیں یا عیسویت جس کے پیچ در پیچ فقرے گھم گھم جملے اور ناقابل حل بیانات ہیں۔

ابھی مجھے ایک اور مضمون بیان کرنا ہے جس کی طرف میں نے ایک اشارہ تک نہیں کیا۔ اسلام کی یہ تعلیم ہے کہ ہر شخص بذاتہٖ اپنے اعمال کا [illegible] ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں ہر شخص سے اُس کے نیک و بد عمل کی بابت بازپرس ہوگی جس پر اُسے ثواب یا عقاب ملیگا غرض بموجب انگریزی مثل کے ہر شخص کو اپنے ہی پیندے پر کھڑا ہونا پڑے گا۔ مگر عیسویت تعلیم دیتی ہے کہ نجات ایمان پر موقوف ہے اور گناہ کفارۂ مسیح کے ذریعہ دور ہوتے ہیں۔ سو اس موقعہ پر بھی ہم اسے منطقی میزان میں تولتے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ انسانی ہستی الٰہی مخلوق ہے۔ اور خدا نے اسے نیک و بد میں تمیز کرنے کیلئے ادراک اور فہم عنایت کیا۔ اس سے لازم آتا ہے کہ خود بدکردار کو اس کی بدی اور خود نیکوکار کو اسکی نیکی کی سزا جزا دی جاوے پس یہی اسلام کی تعلیم ہے۔ مگر عیسائی متکلمین کہتے ہیں ایسا ہرگز نہیں۔ کیونکہ یہ تو باہم انسان کا انسان کے ساتھ معاملہ ہوسکتا ہے لیکن خدا کا یہ طریق نہیں۔ "وہ اپنے عجائبات نہایت مخفی طریقوں سے دکھاتا اور اس کی کارروائیاں عقل میں آ نہیں سکتیں۔" نیک اعمال۔ پاک خیالات۔ فیاضانہ افعال یہ سب بغیر ایمان کے لاحاصل ہیں۔ "تمہاری راستبازی گندے ناپاک چیتھڑوں سے زیادہ نہیں" تمہیں ایمان رکھنا چاہیئے۔ مگر ایمان بھی بہت بڑا ایمان ہونا چاہیئے جو پہاڑوں کو جگہ سے ہلا دے چونکہ ہمیں دو ہی چیزیں ایسی نظر آتی ہیں جن سے پہاڑ ہل جاتے ہیں۔ آتش فشاں صدمہ یا زلزلہ اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ جس ایمان کی ایک عیسائی کو ضرورت ہے وہ بڑا ہی تند و تیز ہونا چاہیئے اور اس ایمان کی جو تمہیں رکھنا ہے یہ خاصیت اور حیثیت ہونی چاہیئے کہ وہ نہ صرف تثلیث کے ایسے مخبط کر ڈالنے والے مسئلہ پر یقین رکھے جسکا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں بلکہ اس پر بھی

پختہ وثوق رکھے۔ کہ مسیح کے ہی لہو سے روح کی نجات ہو سکتی ہے بلفظ دیگر مجھے یہ ماننا ضروری ہے کہ عیسائیوں کا خدا ایک ہی وقت میں بڑا بھاری بھوت۔ ضعیف متلون مزاج محدود طاقت کا مخلوق ہے۔ شاید کوئی مجھ پر الزام لگائے کہ میں بڑے سخت زبان استعمال کر رہا ہوں۔ مگر جو غور کرو تو اس کیفیت کے واقعات کے متعلق ابھی یہ کچھ بھی سخت زبانی نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان عیسوی اصول کو ناقابل تبدیل منطقی اصولوں سے جانچوں۔

مغلوب الغضب۔ پر جوش خدا جو ہر روز شریر پر ناراض ہوتا ہے تمام انسانوں کو جنہیں خود اُس نے پیدا کیا ہے۔ ابدی سزا کا فتوی دیتا ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں جلتے رہیں۔ اس کی نسبت تو میں کہتا ہوں کہ یہ کام خدا کا کام نہیں یہ تو بھوت کا کام ہے۔ مگر بھوت کو اس خطرناک ارادہ سے باز رکھنے کے لئے اُس کا ایک بیٹا جو باپ کے ساتھ ابدی اور ہم سن ہے۔ اُس کے حضور میں بے بس انسانوں کا شفیع ہوتا ہے۔ مگر وہ بجز ایک شرط کے اپنے ارادہ سے باز نہیں آنا چاہتا۔ کہ تو جو میرا بیٹا ابدی ہے تو انسان بن اور مارا جا۔ جب میں جو تیرا مساوی ابدی متحد اور مثلث بھوت ہوں خوش ہوں گا۔ بیٹا جواب میں کہتا ہے بہت اچھا منظور۔ اس کے بعد وہ نکلتا اور بچہ بنتا ہے جو دایہ کی گود میں روتا چلاتا بلبلاتا اور بسورتا تھا" وہ اصطبل کے درمیان ایک غیر معروف گاؤں اور چھوٹی سی سلطنت میں پیدا ہوتا ہے۔ بڑھتا اور سن بلوغ کو پہنچتا ہے۔ اور تب اپنی بیجا بیوقوفی کے معاملہ سے پشیمان ہو کر بہت سے گڑگڑا کر التجا کرتا ہے کہ اگر ممکن ہو تو وہ پیالہ اُس سے ہٹالے مگر نمبر اول بھوت انکار کرتا ہے اور دوسرا خدا فدیہ ہو جاتا ہے۔ یوں بھوت کی ذری تسکین ہو جاتی ہے۔ مگر اس فدیہ کے پورے ہونے کے بعد نجات کو اس شرط سے وابستہ کرتا ہے۔ کہ تم نجات بخش خون سے فیض حاصل کرنے سے پیشتر ضرور ہے کہ ان لغویات اور اباطیل کی ساری داستان پر پختہ اعتقاد کرو۔ فی الحقیقت ایسا معبود بھوت ہی نہیں بلکہ ضعیف متغیر المزاج مخلوق ہے جو قابل تعظیم و عبادت تو کیا بلکہ نفرت و حقارت اور رد کر دینے کی چیز ہے۔ لیکن باایں ہمہ پاگل خانوں سے باہر ہزاروں ایسے لوگ ہیں جو ایسی فضول اور لچر بات پر اعتقاد رکھتے ہیں اور اُن کی سمجھ میں نہیں آ سکتا کیونکہ تعلیم یافتہ انگریز اسلام کو جو غیر قوموں کا مذہب ہے اختیار کر سکتے ہیں"

میں پھر آپ لوگوں سے جو بفضل خدا عقیل اور فہیم ہیں پوچھتا ہوں کیا ایسا مذہب منطق کے موافق ہو سکتا ہے؟ اسلام کی یہ تعلیم کہ کوئی بوجھ اُٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اُٹھائے گا" فلاسفی۔ رحم۔ انصاف اور عقل کے ساتھ بہت زیادہ قریب ہے۔ میرا خیال ہے کہ عیسائی بھی اس بات کو تسلیم کریں گے۔ کہ گو میں گنہگار ہوں اور میرا یقین ہے کہ میرے مسلمان ہونے کو تو وہ میرے حق میں ایک عظیم الشان گناہ سمجھتے ہوں گے۔ اس پر طرہ یہ کہ میں دوسروں کو چاہتا ہوں کہ میرے نقش قدم پر چلیں اور عیسویت سے دست بردار ہوں مگر باایں ہمہ وہ ضرور اس امر کو تسلیم کریں گے کہ میں بھی منجملہ مخلوق الٰہی کے ایک مخلوق ہوں جسے اسی کی مہربانی سے جامہ وجود عطا ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے مغز و فہم زینت کی لئے نہیں بلکہ برتنے کے لئے مرحمت فرمایا جیسے اُسے برتنے کی کوشش کی۔ سو اُس خداداد عقل نے مجھے بتایا کہ وہ بھوت نہیں ہے۔ وہ جیسا کہ عیسائی لوگ اس کی تصویر کھینچتے ہیں۔ ضعیف مخلوق نہیں۔ میں ہرگز اس بیہودہ بات پر یقین نہیں لا سکتا جسکو وہ چاہتے ہیں کہ کوشش کر کے میرے مُنہ میں ٹھونس دیں۔ میں ہرگز پسند نہیں کرتا کہ مذہب کو ایک گولی کی طرح بناؤں اور مُنہ کھول کر مگر آنکھ بند کر کے اسے نگل جاؤں۔ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ قبل اس کے کہ وہ گولی میرے اندرونی قویٰ کو اضطراب میں ڈالے اس کے اجزا کو بخوبی دریافت کروں۔ مجھ سے کورانہ تقلید نہ ہی ہے نہ بن پڑے گی۔ مجھے جب تک میری عقل جو عطیہ خداوندی ہے یقین نہ دلائے۔ کہ فلاں چیز معقول ہے۔ میں اُسے قبول نہیں کر سکتا تو پھر کیا میں ابدی سزا کا مستحق ہوں اسلئے کہ وہ عقل و فہم جو اللہ تعالیٰ حکیم کی طرف سے مجھے عطا ہوئی ہیں وہ ایسی چیز کو قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ جسکو وہ محض لغو اور پوچ خیال کرتے ہیں۔ مگر جو مسیحی اعتقاد سچ ہے تو میرے لئے اور کوئی راہ نہیں۔ کیونکہ جب تک ایمان نہ لاؤں۔ میں سزا سے بری نہیں ہو سکتا۔ اور چونکہ میں اسے نہیں مانتا اس لئے بالیقین مجھے سزا اُٹھانی پڑے گی۔

بس یہی ہے صاف اور غیر متبدل نتیجہ سو اب اس بنا پر میرے عیسائی دوستو تمکو خوب یاد رہے کہ تم جب تک میری تقریر سُنتے رہو گے۔ گویا ایک ملعون مستوجب سزا کے الفاظ آپ کے کان میں پڑتے رہیں گے۔ جب آپ مجھ سے گفتگو کریں آپ کا خطاب ایسے شخص سے ہو گا جو اب سے ہمیشہ کو دُکھ درد میں اسیر رہے گا۔ مگر مجھے یقین ہے کہ آپ ایسا ہرگز خیال نہ کرتے ہوں گے۔ بہتیرے تم میں سے ایسے ہیں جو مجھے بچپنے سے جانتے ہیں۔ بعض میرے ہم مکتب ابتدائی ایام کے آشنا اور بعض ایام شباب کے دوست

اور شناسا ہیں۔ میرا پختہ خیال ہے۔ کہ آپ ہرگز ایسا خیال نہیں کر سکیں گے کہ میرے لئے ایسا خوفناک انجام اور وبال مقدر ہے۔ مگر اس لئے کہ آپ عیسائی ہیں۔ آپ پر لازم و واجب ہے کہ آپ ایسا خیال کریں۔ مگر آپ کا یہ خیال اور اعتقاد نہ ہو تو پھر آپ صدق دل سے عیسوی اعتقاد کے بڑے بھاری اصول کے قائل نہیں ہیں کیونکہ لکھا ہے کہ شک کرنا دغا بازی اور ننفیہ میں پڑنا سیاہ کاری ہے" سو میرے دوستو خبردار احتیاط سے کام لو۔ دیکھو ایسا نہ ہو کہ تمھاری محبت اور مہربانی کو مجھسے ہمدردی پیدا ہو جاوے اور میری بدقسمتی پر تمھیں ترس آ جائے۔ خوب غور کرو اور ٹھہر ٹھہر کر سوچو کیونکہ اگر تمھیں میری انجام بد اور مصائب کے بارہ میں کوئی شک ہے تو پھر تم بھی خطرناک حالت میں ہو بلکہ تم بھی ابھی سے سزا کے قابل ٹھہر چکے (یوحنا باب ۳-۱۸) تمھارا مذہب ایسا کہتا ہے۔ اب یا تو تمھارا مذہب سچا ہے یا جھوٹا۔ اگر وہ سچا ہے۔ تو میرا کوئی ٹھکانا نہیں۔ اگر وہ جھوٹا ہے تو تم کس قسم کے لوگ ہو جو اسے اب تک مان رہے ہو۔؟

اب اسلام کے ہمہ رحم اور ہمہ کرم اصول سے اس کا مقابلہ کرو۔" اگر مجھسے کوئی قصور سرزد ہو۔ تو اس کا نتیجہ میری اپنی جان کو بھگتنا پڑے گا۔ اور اگر میں راہ راست پر قدم ماروں اور مجھسے نیکی سرزد ہو تو یہ خدا تعالیٰ کے القا اور فضل سے ہے کیونکہ وہ سننے والا قبول کرنے والا ہے۔" (سورۃ ۳۴ السبا) "خدا کے اس رحم و فضل کو جو وہ انسانوں پر کرتا ہے کوئی روکنے والا نہیں جو اس کی مرضی کے خلاف اس سے اسکو واپس لے لے۔ اور وہ حکمت والا قدرت والا ہے" (سورۃ ۳۵ الفاطر) "جو گناہ کا کام کرتا ہے۔ اسے اس کا بدلا ملے گا۔ ہر جو نیکی کرتا ہے مرد ہو یا عورت اسے جنت میں جگہ ملے گی۔ اور ان کے حقوق میں سے کچھ بھی کم نہ کیا جائے گا"

روایت ہے کہ حضور مقدس رسول کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) جب سخت بیمار ہوئے لوگوں نے آپسے عرض کیا۔ شاید حضور اس عالم سے رحلت فرمانے والے ہیں۔ پھر ہمیں ارشاد فرمایئے کہ ہم کیا کریں؟ اس مقدس نبی نے جواب میں کہا۔ "تمھارے پاس کتاب (قرآن) ہے اسے پڑھو۔ اور اسپر عمل کرو"۔ پھر انھوں نے عرض کیا کہ جناب کے ہوتے ہوئے بہت سے ایسے نئے واقعات پیش آئے۔ کہ ان میں ہمیں حضور سے استفسار کرنا پڑا۔ آپ نے فرمایا "اچھا تو جو کچھ میں نے کیا ہے اسے خوب مضبوط پکڑو۔ اور اس کے موافق عملدرآمد کرو"۔ پھر انھوں نے عرض کی۔ اے نبی اللہ ممکن ہے آپ کے بعد ایسے واقعات نئے پیش آجاویں جو حضور کی زندگی میں پیش نہیں آئے۔ پھر ہم کیا کریں۔؟ اسپر جناب نبوت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) اٹھکر بیٹھ گئے۔ اور ایسی صاف و شفاف آواز سے جو خوبصورت تر نئی کی آواز سے بھی کانوں کو بھلی لگتی تھی۔ ارشاد فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ہر ایک کو عقل اور ادراک عنایت کیا ہے سو اگر کسی معاملہ میں اضطراب اور تردد واقع ہو تو پھر جو تمھاری عقل سلیم کہے۔ کہ یہ اچھا اور یہ برا ہے اس پر عمل کرو۔ یقیناً وہ اللہ تعالیٰ ہی کی آواز ہوگی۔ جو تم میں اس وقت بات کرے گی۔

اب عزیز و آج رات میں بھی آپ سے یہی وصیت کرتا ہوں کہ آپ ان دونوں مذہبوں کو عقل سلیم اور ذہن مستقیم کی محک پر کسیں دیکھنا ایسا نہ ہو۔ کہ آپ کبھی تو میری باتوں سے متاثر ہو کر کوئی نتیجہ نکالیں۔ یا اپنی پہلی تعلیم کی وجہ سے تعصب کو اپنے دل میں جگہ دیں۔ خود اپنے لئے مدلل طور پر اس امر کا فیصلہ کرو۔ کیونکہ آپ ہی ہیں۔ جنھیں اپنے لئے فیصلہ کرنا ہے۔ اور خود آپ ہی کو اپنے لئے اللہ تعالےٰ کے حضور میں جوابدہی کرنی پڑے گی۔

اگر تم سمجھ چکے ہو کہ اسلام عیسویت سے زیادہ معقول مذہب ہے۔ تو پھر اس کے قبول کرنے میں دیر کاہے کی ہے؟ اور اگر آپ اپنے عقیدہ پر قناعت کرتے ہیں۔ تو خیر آپ کی مرضی۔ کیونکہ اسلام کا یہ اصول نہیں۔ کہ کسیکو اکراہ اور جبر سے منوائے۔ وہ سب کے سامنے اپنے تئیں پیش کرتا ہے ہر شخص قبول ورد میں پورا مختار ہے قرآن شریف میں حق تعالیٰ فرماتا ہے الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر یعنی حق تمھارے رب کی طرف سے ہے اب ہر ایک کا اختیار ہے چاہے مانے چاہے نہ مانے والسلام

الحق کے مضامین کی تجدید

ہمارے ناظرین میں سے اکثر شاید واقف ہوں گے کہ حضرت اقدس امام علیہ السلام کے سلسلہ عالیہ کی تائید میں سیالکوٹ سے ایک رسالہ الحق کے نام سے جاری کیا گیا تھا جس کے پریکٹیکل ایڈیٹر حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ تھے۔ الحق کچھ عرصہ کے بعد بند ہو گیا کیونکہ خدا کی مرضی یوں ہی تھی اور اس کے بند ہونے کے ساتھ ہی وہ بالکل نایاب بھی ہو گیا حضرت مولانا عبد الکریم صاحب نے جو مضامین الحق میں لکھے تھے ہم نے ضروری سمجھا کہ ان کو الحکم کے ذریعہ پھر ایک بار شائع کر دیا جائے تاکہ وہ مضامین از سر نو زندہ ہو جائیں۔ چنانچہ پچھلے

خُطبہ

جو ۳ رمئی ۱۹۰۱ء کو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھا۔ اور خاکسار اڈیٹر الحکم نے اپنے الفاظ میں لکھا۔

رفاہ عام اور حقیقی نیکی

اجعلتم سقایة الحاج وعمارة المسجد الحرام کمن اٰمن باللہ والیوم الاٰخر وجاھد فی سبیل اللہ لایستوٗن عند اللہ واللہ لا یھدی القوم الظالمین ۰ الذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اعظم درجة عند اللہ واولٰئک ھم الفائزون ـــ ان اللہ عندہٗ اجر عظیم ۰

کیا تم لوگ سمجھ بیٹھے ہو کہ حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کی عمارت بنانا اس کا درجہ اور ثواب اور عزت اس شخص کے برابر ہے جو اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان لایا۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جس نے بڑی سعی کی (یاد رکھو) یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے نزدیک برابر نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو جو انکو برابر سمجھتے ہیں کامیاب نہیں کرتا۔ سنو! جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے ہجرت کی اور اپنے جان و مال سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوشش کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کے درجے بہت بڑے ہیں اور وہی لوگ سچے کامیاب اور بامرادوں کو پانے والے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رضا کی خوشخبری دیتا ہے۔ کہ ان کے لیے بڑے بڑے بہشت ہیں اور بہشت کے آرام ہیں بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کے بڑے بڑے درجے ہیں۔

یہ آیتیں ہر زمانہ میں ہم مسلمانوں کے لئے بڑے غور کے قابل ہیں ان میں بڑے بڑے اخلاقی اور ایمانی سبق ملتے ہیں۔ ہر شخص کو جو چاہتا ہے کہ اسکو اللہ تعالیٰ کی رضا کا بشری ملے ضروری ہے کہ ان پر غور کرے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ حاجیوں کو پانی پلانا چھوٹا کام ہے ایسا ہی مسجد حرام کی تعمیر بھی کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہے لیکن میرے عزیزو! میرے دوستو! سوچو تو سہی کہ اللہ تعالیٰ ان آیات میں ایک اور چیز کو اس کے مقابل رکھتا ہے جو اپنی قدر و قیمت میں اس سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہے وہ کیا ہے ؟

حقیقی ایمان ۔ ہجرۃ ۔ جہاد فی سبیل اللہ

حقیقت میں یہ تینوں چیزیں ایسی گرانمایہ اور بیش قیمت ہیں کہ ان کے مقابلہ میں کوئی دوسری شے نہیں ہے ہم اس دنیا میں دیکھتے ہیں کہ لوگ رفاہ عام کے کام کرتے ہیں پل بناتے ہیں کنوئیں اور سرائے تعمیر کراتے ہیں اور اپنی جگہ ان کو بڑی ثواب اور درجہ کی باتیں یا نیکیاں قرار دیتے ہیں۔ لیکن میں ان آیتوں کو پڑھ کر جس نتیجہ پر پہونچا ہوں وہ یہ ہے کہ جب تک انسانی افعال کا صدور خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک لذیذ ایمان کی تحریک سے نہ ہو وہ ایک خیالی اور فرضی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ پر جب ایمان ہو اور اس کی لذت سے سرشار ہوکر جو تحریک پیدا ہوتی ہے اور جو نہریں معرفت الٰہی اور شفقت علی خلق اللہ کی پھوٹتی ہیں وہ ان کنووں اور نہروں سے بدرجہا بڑھکر ہوتی ہیں جب میں سیالکوٹ میں تھا تو ایک شخص نے مجھے منشی اشیاء کے استعمال سے روکنے کے لئے ایک تقریر کرنے کو کہا۔ آپ لوگ واقف ہوں گے کہ اس قسم کی سوسئیٹیاں ایک انگریز کی تحریک سے قریبًا ہر ایک بڑے شہروں میں بنی ہوئی ہیں غرض میں نے تسلیم کیا اور اس سوسائٹی میں اس مضمون پر لیکچر دینے کا ارادہ کیا پھر اس کے دل میں یہ خیال آیا اس لئے کہ وہ خوب جانتا تھا کہ چونکہ میری فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ میں کوئی ایسی تقریر کرنی گناہ سمجھتا ہوں جس میں قرآن کریم کی عظمت اور حقانیت کا ذکر نہ ہو۔

اس لئے مجھ سے پوچھا کہ کیا تقریر کروگے میں نے کہا خلاصہ یہ ہوگا کہ کوئی انسان بدی سے کبھی بچ نہیں سکتا جب تک اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ ہو زندگی کے ہر خطرہ اور جوش کے وقت اللہ تعالیٰ کے ایمان کے بدون کوئی قائم نہیں رہ سکتا یہ میرا ایمان ہے اور میری روح ایسی ہی بنی ہے بعض آدمی ایسے ہیں کہ وہ طبعی طور پر گوشت نہیں کھاتے۔ شراب نہیں پیتے زنا بھی نہیں کرتے مگر اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے منہیات سے رُکنا اور پرہیز اس نے کہا مقصود تو بچنا ہی ہے اخلاق تو اچھے ہوگئے پھر خدا کی ہستی کو کیوں درمیان لاتے ہو۔ میں نے کہا طبعی اخلاق اور ہوتے ہیں اور خدا کو مان کر اور۔

جو شخص طبعی طور پر شراب نہیں پیتا اسکی طبیعت میں دوسرے موقعوں پر نفرت پیدا نہیں ہوسکتی۔ عام مجلسوں میں جہاں بدکار ممبر ہوں وہ سب کے ساتھ ہاں میں ہاں ملا دینے پر تیار ہوتا ہے یہ لوگ دنیا کی اصلاح کے ممد نہیں ہو سکتے خدا کے لئے کسی بات سے رُکنا ایک نئی فطرت پیدا کرتا ہے جس میں ایک غیرت اور حمیت بھی ساتھ ہوتی ہے۔

اس کا ثبوت عملی طور پر خدا کی کتاب نے یہ دیا کہ عرب کے لوگ حاجیوں کو پانی پلایا کرتے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان میں کسی کے سپرد دربانی کی خدمت سپرد تھی کسیکو مہمانی کی

سبیکو پانی پلانے کے اور کوئی بیت اللہ کی مرمت کرتا تھا کیونکہ اسکی عظمت کے سب قائل تھے لیکن ایک قوم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طیار کی اُس کے اعمال میں اور اُن لوگوں کے اعمال میں جو مندرجہ بالا کام کیا کرتے تھے کوئی فرق ہے یا نہیں ؟ ہم اگر اس کے لئے گہرے اور دقیق اور باریک ثبوت نہ بھی دیں اور نہ کچھہ ضرورت ہی کیونکہ خدا کی کامل کتاب نے بے نیاز کر دیا ہے طبعزاد تقریروں سے خود وہ کتاب اپنے دعاوی کو دلائل کے ساتھہ آراستہ کرتی ہے چنانچہ جہاں یہ دعوی کیا کہ ان میں فرق عظیم ہے وہاں عملی ثبوت بطور دلیل کے پیش کیا یعنی جب وہ اللہ تعالے پر ایمان لائے تو اُن میں ایک ایسی فطرت گناہوں سے بچنے اور نیکیوں کی طرف بڑھنے کی پیدا ہو گئی کہ اُنھوں نے ہزاروں ہزار حقوق العباد کے کام کیئے۔ اس سے بڑھکر کیا ہو سکتا ہے کہ خدا کی رضا کے واسطے اُنھوں نے اپنے عزیز وطنوں کو چھوڑ دیا اپنے عزیز و اقربا کو چھوڑا اور جان و مال کی کچھہ پروا نہ کی۔

تم نے دیکھا ہو گا کہ بٹالہ میں سٹیشن کے متصل دو سرائیں مسافروں کے آرام کے واسطے بنائی گئی ہیں ایسا ہی قادیان کے راستہ میں بھی ایک سفید سا کنواں بنا ہوا نظر آئے گا۔ لیکن ایک طرف تو یہ سرائیں ہیں اور دوسری طرف یہی لوگ سود در سود لیکر کتنوں کا خون پی لیتے ہیں حقوق پر چھری چلا دیتے ہیں اسی بنا پر میں کہتا ہوں **حقیقی نیکی** وہی ہو سکتی ہے جو اللہ تعالی کی رضا جوئی کی تحریک سے شروع ہو وہ لوگ جو مومن باللہ ہوتے ہیں وہ کبھی کسی خیانت اور بد دیانتی کے مرتکب نہیں ہوتے۔ یہ نور اور یہ قوت جو خدا تعالے کیطرف قدم اٹھانے سے انکو ملتی ہے یہ ایک نرالی قوت ہوتی ہے جو دوسروں کو نہیں ملتی۔

یاد رکھو کوئی نیکی نہ تو دائمی ہو سکتی ہے اور نہ سچا سرور دے سکتی ہے جب تک اللہ تعالی کے **امر** کو مدنظر رکھکر نہ ہو ایسی نیکیاں جو محض کسی جوش یا طبعی تقاضے کی بنا پر ہوں وہ اس انجن کیطرح ہیں جسکی سٹیم ایک جگہ جا کر ختم ہو جاتی ہے۔ ہم حقیقی نیکی کا نمونہ اسوقت اپنے **امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام** میں پاتے ہیں ۱۸۶۵ء یا ۱۸۶۶ء یا اس سے بھی پیشتر غرض جب سے اللہ تعالی نے آپ کے مقدس ہاتھوں میں **قلم** دیا اسوقت سے اس سیکنڈ تک وہی نور اور وہی قوت کام کر رہی ہے ہاں یہ کہنا بالکل سچ ہے کہ اُسوقت اگرچہ چنے کی برابر زور تھا تو آج پہاڑ کی برابر ہے اس کے مقابل میں سقدر بڑے بڑے دعوے کرکے اُٹھے لیکن کیسے اندھے ہو کر گرے کہ پھر اُٹھنے کا نام بھی نہ لے سکے اس لیئے کہ وہ خدا کے بلائے نہ بولے تھے وہ محض اپنے جذبات کی تحریک سے اُٹھے تھے ورنہ کوئی مامور آج تک نہ کبھی تھکا نہ ہارا نہ درماندہ ہوا

سنو! اللہ پر ایمان یہ کوئی خیالی اور وہمی بات نہیں ہے یہ ایک عملی قوت ہے اسی وقت میرے دل میں بات ڈالی گئی ہے کہ جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے مومن باللہ کے لئے اللہ تعالی نے **ہجرت** بھی لازمی رکھی ہوئی ہے ہمکو کسی اور نبی کا حال معلوم ہو یا نہ ہو اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے چال چلن میں معلوم کر سکتے ہیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور آپ کے صحابہ کے لئے ہجرت فرض کی گئی۔ ہاں تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مومن باللہ کے لئے ہجرت ضروری شئے ہے کوئی قوم قوم نہیں بنتی جب تک کہ وہ ہجرت نہ کرے چنانچہ خدا تعالی نے فیصلہ کر دیا کہ جن لوگوں نے ہجرت نہیں کی اُن کے ساتھہ تمھارا تعلق نہیں ہے اس سے میرے دل میں آیا کہ ایک ہجرت تو یہ ہے کہ جہاں امام ہو اُس کے رنج و راحت میں شامل ہونیکے لئے اور اُس کے فرائض میں حصہ لینے کے واسطے اپنے تعلقات اور وطنوں کو چھوڑ کر آجائیں

دوسری ہجرت یہ ہے کہ اپنی کیچلی اتار دے۔ یعنی روحانی طور پر گندے وطن کو چھوڑ دے۔ پس کبھی کوئی ہجرت پوری نہیں ہوتی جب تک تبدیلی نہ ہو **مہاجر** کے جو معنی میں نے اس وقت کیئے ہیں یہ خیالی اور وہمی اور نرے خوش کن ہی نہیں ہیں نہیں نہیں میں ایک سکینڈ کے لئے اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ قرآن کریم کے الفاظ میں سے کوئی ایسی بات نکالی جاوے جس میں تکلف اور بناوٹ ہو۔ مہاجر کے معنے میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا **المہاجر من ہجر ما نہی اللہ عنہ** یعنی مہاجر وہ ہے جو اللہ تعالی کی منہیات کو چھوڑ دے۔ پس یہ کیسی سچی بات ہے کہ جب تک انسان سانپ کیطرح اپنی کیچلی نہ اتار دے اور گناہ کی زندگی سے نہ نکل آوے کامل مومن نہیں ہوتا۔ میرے دل میں بار بار خیال آتا ہے اور آج کل بڑے زور سے رہتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بڑے فخر کے ساتھہ اپنی طیار کردہ جماعت کو دنیا کے سامنے پیش کیا اس پاک جماعت کی تبدیلی نے بتا دیا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کس اعلی درجہ کی قوت قدسی رکھنے والے انسان تھے قرآن کریم نے اس جماعت کو کہیں **والذین امنوا اشد حبا للہ** کے الفاظ میں دنیا کے سامنے پیش کیا کہ اے دنیا کی گندی خواہشوں سے تعلق رکھنے والو! دنیا اور اس کی جھوٹی محبتوں پر مرنے والو! دیکھو مومنوں کے اپنے سارے تعلقات میں خدا ہی سے بڑھکر محبت ہے میرے دوستو! ہم دنیا کی ساری قوموں کے سامنے صحابہ کرام کی پاک جماعت کو حجت کے طور پر پیش کرتے ہیں اور دعوی سے کہتے ہیں کہ حبیت گیا ہمارا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم

جس نے ایسی قوم طیار کی جو اپنے سارے تعلقات میں خدا ہی کو سب سے زیادہ محبت کرنے والے تھے دنیا اور اس کے جوشوں اسکی تحریکات اسکی خوبصورتی پر نگاہ ڈالو پھر ان سے نکلنے کی مشقت پر نگاہ ڈالو۔ مگر وہ کیسی قوم ہے جو اس کامل انسان صلی اللہ علیہ وسلم نے طیار کی ایک طرف تو یہ دعوے تھا ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اور دوسری طرف اس دعوے کو یوں ثابت کرکے دکھا دیا کہ قرآن ہی نے شہادت دی والذین امنوا اشد حبا للہ۔

اللہ اللہ! کیسی کامل تاثیر قوت قدسیہ کی ہے۔ افسوس اور واویلا ناعاقبت اندیش سیہ باطن مخالفوں پر جو اعتراض کرتے ہیں وہ دیکھیں اور دکھائیں کہ ایسی پاک تبدیلی دنیا میں کس نے کرکے دکھائی؟ کیا ایک ضعیفہ عورت کے بچے نے جس کو خواہ نخواہ خدا کی کرسی پر بیٹھایا جاتا ہے؟ کیا اس کی پاک جماعت کا یہ نمونہ نہ تھا کہ خاص حواریوں ہی میں سے یہودا اسکریوطی نے چند کھوٹے درہم لیکر گرفتار کرا دیا؟ کیا پطرس اسی پاک جماعت میں سے تھا جس نے تین بار لعنت کی؟ اے مردہ پرست قوم کچھ تو خدا کا خوف کر۔ دیکھ ایک طرف مسیح ہے جسے تو الفا و میگا قادر مطلق خدا کہتی ہے (حالانکہ وہ حوائج بشری کا اسی طرح محتاج تھا جیسے ایک معمولی آدمی ہوتا ہے وہ اپنی اقتداری اور قدسی قوت کا کوئی بھی اعلیٰ نمونہ دنیا میں نہ دکھا سکا۔ ہمیشہ اپنے عجز و درماندگی کا معترف رہا۔) ایک جماعت طیار کی جنکا وہ حال ہوا جو ابھی بیان کیا ہے ایک طرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت بنائی جنہوں نے حضور کے لیئے اپنے جان و مال کی پروا نہیں کی

اپنے عزیز و اقارب اور اوطان کو چھوڑ دینا کوئی بڑی بات نہیں سمجھا انہیں تجارت ہی کرتے تھے انصار زمینوں اور زراعتوں کے مالک تھے مگر ان تعلقات نے ان کو اپنا محبوس اور اسیر نکر رکھا تھا بلکہ بااین ہمہ انہیں ایسی قوت قدسی پھونکی گئی تھی کہ اشد حبا للہ کے مصداق تھے۔

پھر کہیں انکی شان میں کہا گیا من خشیۃ ربھم مشفقون الآیۃ کہیں یہ کہا گیا عباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ہونا۔ کہیں یبیتون لربھم سجدا و قیاما انکی شان بتائی۔

غرض جہاں ایک طرف انہوں نے خدا کے لیئے ہاں صرف خدا کے لیئے اپنے وطن عزیز و اقارب اور ہر قسم کی آرام و آسائش کو چھوڑا اس کے ساتھ ہی وہ گناہ کی گورانہ زیست سے بھی نکل آئے۔ تب خدا نے انکو اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم اور عزت کے لیئے بطور نمونہ پیش کیا مگر

میرے دوستو! یہ سلسلہ یہیں تک ختم نہیں ہوگیا اس کا دامن دراز ہے اور قرآن کریم نے ایک اور قوم کو بھی انکے ساتھ ملایا ہے و اخرین منھم لما یلحقوا بھم

قرآن شریف نے دو ہی زمانوں کا ذکر فرمایا ہے ایک وہ جس میں خود وہ کامل انسان مطہر اور مزکی معلم موجود تھے اور بلا واسطہ ایک جماعت کو طیار کیا دوسرا وہ زمانہ جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الخلفاء حضرت مسیح موعود کے توسط سے ایک جماعت کے معلم ہوں گے قرآن شریف پر غور سے نگاہ کرو۔ درمیانی سلسلوں کا کوئی ذکر نہیں کیا جیسے موسیٰ علیہ السلام سے لیکر حضرت مسیح علیہ السلام کے

درمیانی سلسلوں کا کوئی ذکر نہیں کیا اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر خاتم الخلفاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیانی زمانہ کا کوئی ذکر نہیں بلکہ خاتم الخلفاء ہی کا منصوص کے بعد ذکر کیا ہے پس جبکہ یہ بات ہے تو میرے دوستو! میں تمہیں اس لحاظ سے مبارکباد دیتا ہوں کہ اس سلسلہ عالیہ میں تم شامل ہو جو آخرین منھم لما یلحقوا بھم کا موعود اور مصداق ہے۔ مگر یہ کہہ کر تمہیں متوجہ کرتا ہوں کہ صرف برائے نام شمولیت کوئی فائدہ نہیں رکھتی بلکہ خطرناک ہے جب تک ایک پاک تبدیلی تم میں پیدا نہ ہو کیونکہ جیسے رسول کریم کی کامیابی کا عظیم الشان راز آپ کی جماعت کی پاک تبدیلی اور کامل نمونہ تھا مسیح موعود کی غرض و غایت بھی یہی تبدیلی ہے وہ دنیا میں آیا ہے صرف اس لیئے کہ روحانی امراض اور گندگیوں کو صاف کرکے انکو زندگی کی روح بخشے چنانچہ اس کے ہاتھ پر ہزاروں مردے جی اٹھے اور ہزاروں اندھے بینا ہوئے مگر افسوس آنکھ رکھتے ہوئے اندھوں نے انکو مشاہدہ نہیں کیا۔ غرض میرے دوستو! اب وقت ہے کہ تم اپنے چال چلن اور پاک نمونوں سے دنیا پر حجت پوری کرو۔ تم دنیا کی اصلاح کے لیئے بطور نمک کے ہو جاؤ۔ تا کہ تم مہاجر اور مجاہد کہلا سکو۔

میرے دوستو! تم جو اس نجات کی کشتی میں سوار ہوئے ہو خدا تعالیٰ کے حضور سجدات شکر بجا لاؤ اور ڈرتے رہو کہ اگر تم نے اسکی قدر نکی اور اپنے عمل اور نمونہ سے صحابہ کا ہمرنگ ہونا نہ دکھایا تو اندیشہ ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کشتی سے گرا دیئے جاؤ اور ہلاک ہو۔ میرا ایمان ہے اور میں جانتا ہوں کہ ہر ایک تم میں سے یہی ایمان رکھتا ہے کہ خاتم الخلفاء

سلک مروارید (؟)

سلطانی سفارت کی روانگی

...ت سے عربی اخبارات میں غل مچ رہا تھا کہ سلطانی سفارت بھی چین روانہ ہو جائیگی مگر یہ ساری خبریں چونکہ اندازے پر بیان کی جاتی تھیں اس لئے انکی تصدیق یا تکذیب پر کوئی انقطاعی رائے قائم نہیں ہو سکتی تھی۔ کبھی یہ کہا جاتا تھا کہ جرمنی نے سفارت بھیجنے کی خود تحریک کی ہے کبھی یہ کہا جاتا تھا کہ جرمنی نے سفارت کے لئے ایک جہاز بھی دیا ہے پھر یہ کہا گیا کہ جرمنی نے منع کر دیا کہ کوئی سفارت نہ بھیجے وہاں سخت کشمکش پیدا ہو جائیگی پھر یہ خبر آئی کہ سلطان کے پاس روپیہ کہاں ہے کہ سفارت بھیجیں پھر یہ لکھا گیا کہ سلطان نے خود کہدیا کہ فی الحال ہم سفارت نہیں بھیج سکتے کسی آیندہ موقع پر دیکھا جائے گا۔ اصل میں یہ ساری باتیں چانڈو خانہ کی گپ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی تھیں اور ہم ابتدا سے سمجھے بیٹھے تھے کہ سوا اس کے کہ سفارت کے جانے کی تیاری تو ہو رہی ہے باقی جتنی خبریں اس کے متعلق تراشی گئی ہیں وہ سب غلط اور مہمل ہیں۔ سلطان المعظم نے بڑے اہتمام کے بعد اس بات کا اظہار کیا کہ میں ایک سفارت مسلمانان چین کے پاس بھیجنا چاہتا ہوں۔ روسیہ نے یہ سنتے ہی سخت مخالفت کی اور سفیر روسیہ نے طرح طرح سے اس کے نقصانات سلطان المعظم کو بتائے بلکہ شہنشاہ روسیہ نے ایک

دستی خط

بھی سلطان المعظم کی خدمت میں بھیجا اور یہ لکھا کہ ترکی سفارت سے مسلمان یورپی دول پر شیر ہو جائیں گے اور پھر تمام طرف سے جنگ کا دروازہ کھل جائیگا مگر سلطان المعظم نے نہایت عمدگی سے سب باتوں کا جواب دیدیا ہے اور اسی اثنا میں سلطان المعظم نے شہنشاہ جرمنی کو بھی اپنے ساتھ کر لیا جرمنی کو ایک فوجی قوت کی ضرورت ہے جس کی مدد سے وہ روسیہ کو پیچھو رہا سے نکالدے چنانچہ جرمنی کے لئے یہ موقع اچھا ہوا اور اس نے سلطان المعظم کی خدمت میں لکھا کہ میں پوری کی رائے سے بالکل متفق ہوں ضرور ایک سفارت چین بھیجی جائے۔ روسیہ سے جہاں تک ہو سکا وہ برابر مخالفت کرتا رہا خیر اس کی مخالفت نے کوئی کام نہ دیا اور ترکی مشن ہومنی کو روانہ چین ہو گئی بڑی دھوم سے

سفارت رخصت کی گئی

بڑے بڑے جنگی اور بحری افسر سفارت کو رخصت کرنے کے لئے بندر پر جمع ہوئے تھے سفارت کے لوگوں کا جام صحت پیا گیا اور بڑے طمطراق سے سفارتی جہاز نے قسطنطنیہ سے لنگر اٹھایا سفارت کے سرگروہ آنندیا انور پاشا ہیں جو ایک اعلی درجہ کا فوجی اور ملکی افسر ہے۔ درساتھ ہی زبانیں بھی کئی جانتا ہے۔ بہت سے بحری افسر اور علما بھی اس سفارت میں شریک ہیں۔ سلطان المعظم کی طرف سے سفارت کو ہدایت کی گئی ہے کہ براہ راست چینی مسلمانوں سے تعلق رکھنا اور ان ہی سے ہر معاملہ میں گفتگو کرنا گورنمنٹ چین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ ابھی تک نہیں کہا جا سکتا کہ یہ سفارت کیوں بھیجی گئی ہے اور اس کا اصلی منشا کیا ہے بظاہر تو یہ مشہور ہوا ہے کہ پند و نصائح کے لئے بھیجی جاتی ہے لیکن ہمارے خیال میں چینی مسلمانوں کو پند و نصائح کی ایسی نازک اوقات میں کیا ضرورت ہے جبکہ ان کا ملک غیر قومیں برباد کئے ڈالتی ہیں اور وہ ادھر ادھر پریشان بھاگے بھاگے پھرتے ہیں

اس سفارت کا کوئی بڑا سیاسی راز ہے جس کی تہ تک پہنچنا فی الحال مشکل ہے ترکی سلطنت کا یہ پہلا سلطان ہے جس نے چین کی طرف بھی آنکھیں اٹھائیں اور وہاں کے مسلمانوں سے بھی رابطہ اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کی۔ ترکی میں تو یہ بالکل ایک جدید باب کا آغاز ہوا ہے لیکن اسلامی لحاظ سے یہ ساتویں سفارت ہے جو چین بھیجی جاتی ہے سب سے پہلے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ محمود و مسعود میں ایک سفارت چین بھیجی گئی تھی مگر جب وہ کامیاب ہو کے مدینہ منورہ میں واپس آئی تو حضور انور کا وصل باری ہو چکا تھا۔ وہ جلیل القدر صحابی جو سرگروہ سفارت تھے مدینہ سے چین روانہ ہو گئے اور کنٹن میں انہوں نے قیام فرمایا۔ چنانچہ ابھی تک آپ کا مزار وہاں موجود ہے۔ پھر

دوسری سفارت

ہشام خلیفہ مروانی کے زمانہ خلافت میں چین بھیجی گئی تھی جسکا منشا یہ تھا کہ فغفور چین سرزمین چین میں قرآنی وعظ کی اجازت دیدے یہ سفارت حسب منشا کامیاب ہوئی اور وہاں قرآنی وعظ کی اجازت ملگئی خلیفہ نے یمن کے بہت سے واعظ روانہ کئے اور اب کنٹن میں لوگ مسلمان ہونے شروع ہو گئے مسلمانوں نے بہت سے قطعات زمین پر بھی قبضہ کر لیا اور بتدریج اپنے قدم آگے بڑھانے لگے۔ اس کے بعد

تیسری سفارت

بنو عباسی خلیفہ نے دس ہزار فوج کی ساتھ بھیجی جس کی وجہ یہ تھی کہ چینی خاندان شاہی میں تخت پر جھگڑا ہوا۔ ایک غیر مستحق شخص چیرہ دست ہوا۔ ہزیمت خوردہ خاقان نے عربوں کی مدد مانگی یہاں سے دس ہزار فوج گئی اس نے جاتے ہی ایک ہی میدان میں مخالف کو شکست دی اور مزیادی شاہ کو تخت پر بٹھا دیا

جب یہ کل جھگڑا طے ہوگیا تو شہنشاہ چین نے ان عربوں کو رخصت کرنا چاہا مگر انھوں نے چین سے واپس چلے جانے سے انکار کیا شاہ نے جب باصرار کہا کہ تمہیں اپنے وطن چلا جانا چاہیئے تو ان عربوں نے خاقان چین کے محل کا محاصرہ کرکے اُسے دھمکی دی کہ تجھے قید کرلیا جائیگا اور تیری جگہ دوسرا خاقان تخت نشین کردیا جائے گا۔ خاقان نے سخت پریشان ہوکے عربوں کو چین میں رہنے کی اجازت دی اور گویا اُسی سے اسلام کی بنیاد چین میں قائم ہوگئی اُنہیں گورنمنٹ چین کی طرف سے زمینیں دی گئیں اور ان کے حقوق تسلیم کیئے گئے۔ پھر

چوتھی سفارت

بنی فاطمہ کے وقت میں روانہ ہوئی لیکن اُس کی کامیابی اور عدم کامیابی کی بابت کوئی مستند اطلاع کسی اسلامی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس کے بعد

پانچویں سفارت

دہلی کے شہنشاہ نے روانہ چین کی تھی خدا معلوم وہ سفارت پہونچی بھی یا نہیں غالباً سفارت کو ناکامی ہوئی تھی کیونکہ چین پر حملہ کرنے کی غرض سے شہنشاہ دہلی بذات خود ایک لاکھ فوج کے ساتھ روانہ ہوا تھا مگر ہمالیہ کے دامن میں اس کی تمام فوجیں موسم کی سختی کی وجہ سے برباد ہوگئیں تھیں۔ پھر

چھٹی سفارت

تیمور شہنشاہ مغلیہ نے روانہ کی تھی چونکہ وہ چین کو خراجگزار ریاست بنانا چاہتا تھا خاقان چین نے اس درخواست کو نفرت کی نظر سے دیکھا اسپر تیمور کو غصہ آیا اور وہ اپنی کل خونخوار فوج کے ساتھ چین کو زیر و زبر کرنے کے لئے روانہ ہوا اگر رستہ میں اُسے بخار نہ چڑھتا تو اور اُسی بخار میں پیغام اجل نہ آجاتا تو آج چین ایک اسلامی سلطنت ہوتی۔

اب آل عثمان کی طرف سے یہ

ساتویں سفارت

روانہ چین ہوئی ہے اُمید تو کامل ہے بڑی کامیابی ہو اور مسلمان چین چینی حکومت سے بالکل آزاد کیئے جائیں۔ سلطان المعظم کا یہ کام بڑی بڑے معاملات سیاسی پر مبنی ہے اور آیندہ اس سفارت سے بہت کچھ نیک نتائج پیدا ہونے کی امیدیں کی جاسکتی ہیں۔

کرزن گزٹ۔

اطلاع

خاکسار ایڈیٹر چند روز سے بیمار ہے اس لیے اگر وہ اپنے کرمفرماؤں کی تعمیل نہ کرسکے تو اُسے معذور سمجھا جاوے

شکریہ

نہایت شکر گذاری کے ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے کہ اخبار الحکم کی توسیع اشاعت کی طرف بعض احباب خصوصیت کے ساتھ متوجہ ہیں جیسا ہم نے اپنی کھلی چٹھی میں ظاہر کیا تھا اگر ہر ایک خریدار کم از کم چار خریدار پیدا کردے تو اس سال کے اخیر پر الحکم کی اشاعت ایک معقول اشاعت ہوسکتی ہے ہمکو امید ہے کہ ہمارے ناظرین اس سے بیخبر نہ ہوں گے انکی یاددہانی کے لیئے ہم عنقریب ایک اور چٹھی شائع کریں گے سر دست ہم ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب گوڑیانی اسسٹنٹ سرجن اور منشی نواب خان صاحب تحصیلدار جہلم کے شکر گذار ہیں جنہوں نے اس ہفتہ میں تین تین جدید خریدار کے نام بھیجے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

پتہ

اکثر احباب مندرجہ ذیل احباب کا پتہ پوچھتے ہیں عام اطلاع کے لیئے لکھا جاتا ہے۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب اسسٹنٹ سرجن درجہ اول گڑھ شنکر ضلع ہوشیارپور۔ ڈاکٹر رحمت علی صاحب اسسٹنٹ سرجن ۱۱ بنگال لانسرز میانمیر چھاؤنی لاہور

بیعت

عبدالمجید خانصاحب ولد ڈاکٹر رمضان خان صاحب۔ پالم پور۔ ضلع کانگڑہ

غلام حسین صاحب ولد نتھو نمبردار۔ سیالکوٹ

میاں نتھو صاحب نمبردار۔

فضل الدین صاحب عطار گوجرانوالہ متصل پرکوتوالی شہر گوجرانوالہ۔

غلام حسن صاحب ولد میاں نتھو صاحب نمبردار سیالکوٹ

غلام علی صاحب " " "

برکت علی صاحب ولد غلام علی صاحب " "

محمد علی صاحب " "

عبدالغفور صاحب " "

مولا بخش صاحب حسینی مہاسان۔ جموں

میاں نتھو صاحب نمبردار " "

میاں ہوشیار صاحب " "

میاں کشمیری صاحب " "

میاں نواب صاحب " "

میاں مہیا صاحب " "

میاں لعل دین صاحب " "

میاں علم دین صاحب " "

میاں جی نبی بخش صاحب امام مسجد رتن پور

محمد الدین صاحب۔ چک علی۔ گجرات امام مسجد۔

فتح محمد صاحب ولد غلام محمد صاحب " "

الہداد صاحب شاہ عالم خان صاحب "

فتح غلام صاحب دیندار۔ "

خدا بخش صاحب ولد امام بخش صاحب "

میاں نارو صاحب ولد سلیدار صاحب "

شیر محمد صاحب اعوان "

الٰہی بخش صاحب دوکاندار چک نمبر ۱۲ بار۔ لائل پور

سردار خان صاحب کاٹھ والی سرگودھا ضلع شاہ پور۔

محمد برکت علی صاحب گوجرانوالہ کوچہ کلارک صاحب دروازہ کھیالی۔

میاں مصاحب خان صاحب ہیڈ سکیٹری انسپکٹر بہرام۔ جالندھر۔ ڈاکخانہ مہرالہ حال یوگنڈا ریلوے افریقہ نیئر دبلی سٹیشن افریقہ۔

غلام رسول صاحب ولد میاں صاحب تیماپیلر ریاست حیدرآباد دکن متعلق شہر ایلچپور

جو صاحب بذریعہ تحریری بیعت امام الزمان سے کریں انہیں ضروری ہے کہ اپنا نام معہ ولدیت سکونت ضلع ڈاکخانہ تحصیل محلہ وغیرہ پورا لکھا کریں۔ اور حقیقی اور عارضی سکونت اور عہدہ اور لقب سب لکھا کریں۔ سراج الحق

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی سالتو یں چٹھی جو اعجاز المسیح اور پیر گولڑی کے متعلق لکھی گئی تھی حضرت اقدس حجتہ اللہ کے امر سے باضافہ مضامین مفیدہ جلی قلم سے ۳۸ صفحوں پر کتاب کی صورت میں طبع ہوئی ہے جو صاحب چاہیں ایک آنہ کا ٹکٹ حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ قادیان کے نام بھیجکر منگوا لیں۔

سٹیشن بیاس پر بدمعاشی

ہمارے ناظرین ناواقف نہیں ہوں گے کہ سٹیشن بیاس پر ایک کیمپ ان مسافروں کی پڑتال کے لئے بنایا گیا ہے جو ضلع جالندھر اور ہوشیارپور سے لودھانہ اور کرتارپور کے درمیانی سٹیشنوں سے سوار ہوتے ہیں ۱۴ رمئی کی شام کو جب جالندھر سے آنے والی گاڑی سٹیشن پر پہونچی تو ایک عورت مسماۃ بیگی کو لیڈی ڈاکٹر متعینہ سٹیشن مذکور نے بعد ملاحظہ جانے کی اجازت دی مگر وہ بدقسمتی سے سوار نہو سکی اور اسکو مجبوراً سٹیشن پر ٹھیرنا پڑا۔ مسماۃ مذکور کا بیان ہے کہ

"بیاس سٹیشن پر مستغیثہ کو مس صاحبہ نے ملاحظہ کیا اس نے اجازت آگے جانے کی دے دی مگر گاڑی روانہ ہو گئی اور میں سوار نہو سکی اور سٹیشن پر ٹھہر گئی پھر دائی آئی اس نے بھی دیکھکر کچھ نہیں کہا منظہرہ سٹیشن پر جس جگہ اور مستورات بیٹھی ہوئی تھیں بیٹھ گئی ملزم اس کا نام نواب خاں ہے کنسٹبل نمبر ۱۲ ضلع جالندھر کی پولیس میں ملازم ہے اور فی الحال پلیگ ڈیوٹی پر سٹیشن بیاس پر متعین تھا میرے پاس آیا اور کہا کہ تم کو دائی بلاتی ہے میں نے کہا کہ وہ ملاحظہ کر گئی ہے اب کیا کہتی ہے میرے اس تکرار پر ملزم نے کہا کہ اگر نہ چلوگی تو تم کو یہاں دس روز ٹھیرا یا جاویگا چنانچہ مستورات نے بھی مجھے اس جگہ بیٹھنے نہ دیا کہا کہ دائی کے پاس ہو آؤ پھر میں ملزم کے ساتھ روانہ ہو گئی راستہ میں جب پیچھے دیکھا تو معلوم ہوا کہ دو اور آدمی میرے پیچھے پیچھے آرہے ہیں ملزم میرے آگے آگے تھا جب میں سرائے کی طرف بڑھنے لگی تو پچھلے آدمیوں نے روک لیا کہ ٹھیر جاؤ۔ دم بھر میں ملزم اندر سے ایک دری لے کر آگیا اور مجھ کو سڑک سے دس کرم کے فاصلہ پر نیچے لے گیا۔ ملزم نے دری بچھائی اور بیٹھ گیا اور مجھے بیٹھنے کو کہا مگر میں نصف گز کے فاصلہ پر زمین پر بیٹھ گئی اور جو دو آدمی تھے دور فاصلہ پر بیٹھ گئے اور ملزم انکی طرف دیکھ کر رفوچکر ہو گیا پہلے جو دو آدمی فاصلہ پر بیٹھے ہوئے تھے وہ بھی بھاگ گئے میں انکے ساتھ جو اس وقت آرہے تھے سٹیشن پر آگئی انکا نام جو ٹکٹ کاٹنے والا اور دین محمد جمعدار ہے"

زیر دفعہ ۳۵۴ تعزیرات ہند (عورت کی عفت میں خلل ڈالنے کی نیت سے حملہ کرنے کے جرم میں) ڈپٹی انسپکٹر تھانہ وزیر بھلر نے ملزم کو گرفتار کرکے عدالت میں چالان کیا ہے مزید کیفیت آئندہ ہدیہ ناظرین کی جاوے گی۔ (پبلک گزٹ)

انسداد طاعون کے متعلق تجاویز و تدابیر پر رعایا کو ایسے ہی واقعات کی بنا پر نکتہ چینی اور جوش کا موقع مل جاتا ہے درحقیقت ان وحشت افزا بلووں کی تہ میں ایسی ہی حیوانی تحریکوں اور نفسانی جذبات کا مادہ ہوتا ہے جو مختلف اوقات میں اس طاعون کے انسداد کے متعلق سنے جاتے ہیں اور رعایا کو الگ اور گورنمنٹ کو الگ خطرہ نہ[illegible] رہے ہیں۔

ہم خوب جانتے ہیں بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ برٹش رول نے ہمارے لئے ابر رحمت کا کام کیا ہے۔ اگر برٹش گورنمنٹ کی خوبیوں اور برکات کا ہم مشاہدہ نہ بھی کرتے تو بھی ہمارے پاس ایک زبردست برہان اس سلطنت کے باامن اور عادل سلطنت ہونیکی تھی کہ اللہ تعالےٰ نے مسیح موعود کو اسی کے راج میں پیدا کیا خاتم الخلفاء مسیح موعود نے گورنمنٹ انگلشیہ کی فرمانبرداری اور وفاداری کو مذہب کا ایک جزو قرار دیا ہے۔

طاعون کے متعلق جس قدر فکر گورنمنٹ کو ہو رہا ہے اس کا اندازہ ہم لوگ کر بھی نہیں سکتے مگر افسوس اور سخت افسوس کی بات ہے کہ ایسے واقعات نے جو ان محسن کش مردم آزار عہدہ داران کی طرف سے ہوتے ہیں رعایا پر بہت برا اثر ڈالنے کی عملی سعی کی ہے وہ لوگ جو غداری کرتے اور گورنمنٹ کے احکام اور قانون کی بے حرمتی کرتے ہیں اس قابل ہیں کہ انکو سخت سے سخت عبرتناک سزا دی جاوے۔

طاعونی قواعد میں گورنمنٹ کو جہاں جہاں تک رعایا کے جذبات خیالات اور معتقدات کا علم ہوتا گیا ہے اسی قدر سہولت اور رعایت اس نے ملحوظ رکھی ہے مگر آہ!

ہر کس از دست غیر نالہ کناں
سعدی از دست خویشتن فریاد۔

امید ہے کہ گورنمنٹ پلیگ ڈیوٹی پر متعین ہونے والے عمال کے اخلاق عادات کا پورا لحاظ رکھے گی اور جہاں کسی عہدہ دار کی کوئی بدمعاملی ثابت ہو جاوے اُسے نہایت عبرتناک سزا دیجاوے اور طاعون زدہ علاقہ کے لوگوں کو کھلے طور پر اجازت دیجاوے کہ وہ اپنی شکایات کو بلا روک ٹوک بیان کریں۔ بہرحال بیاس سٹیشن کا واقعہ اس قابل ہے کہ [illegible]

رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

سنہ ۱۳۱۹ھ

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان بینی ٭ دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

شیخ یعقوب علی تراب

نمبر ۱۸ قادیان دارالامان - ۱۷ - مئی سنہ ۱۹۰۱ عیسوی جلد ۵

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمن

سلسلے کے لئے دیکھو نمبر ۱۷ جلد ۵

غرض اس سلسلہ کو قایم ہوئے پچیس سے زیادہ سال گذر گئے یہ بہت بڑا حصہ زندگی کا ہے اس عرصہ میں ایک بچہ پیدا ہو کر بھی صاحب اولاد ہو سکتا ہے یہ خدا کا فضل ہے کہ اس نے عین وقت پر ہماری دستگیری کی اور مخلوق پر رحم فرمایا چونکہ خود اس نے ایک غیر معمولی ہمت اور استقلال ہم کو دیا ہے جو اپنے ماموروں کو ہمیشہ دیا کرتا ہے اسی لئے اسی قوت اور طاقت کی وجہ سے ہم نہیں تھکتے اور یہ ساری مخالفتیں جو اس وقت کی جاتی ہیں ایک وقت آتا ہے کہ انکا نام و نشان مٹ جاوے گا اور ہم امیدوار ہیں کہ وہ زمانہ آنے والا ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اسوقت آسمان باتیں کر رہا ہے خدا چاہتا ہے کہ زمین کے رہنے والوں میں ایک پاک تبدیلی ہو جسطرح سے ہر ایک بادشاہ طبعاً چاہتا ہے کہ اسکا جلال ظاہر ہو اسی طرح منشاء الہی اسوقت یونہی ہو رہا ہے کہ اسکی عظمت و جبروت کا اہل دنیا کو علم ہو۔ اور وہ خدا جو پوشیدہ ہو رہا ہے دنیا پر اپنا ظہور دکھائے۔ اس لئے اس نے اپنا ایک مامور بھیجا ہے تاکہ دنیا کا جذام جاتا رہے۔

اگر یہ سوال ہو کہ تم نے آکر کیا بنایا۔ ہم کچھ نہیں کہہ سکتے دنیا کو خود معلوم ہو جاوے گا کہ کیا بنایا ہاں اتنا ہم ضرور کہتے ہیں کہ لوگ آکر ہمارے پاس گناہوں سے توبہ کرتے ہیں انہیں انکسار فروتنی پیدا ہوتی ہے اور رذایل دور ہو کر اخلاق فاضلہ آنے لگتے ہیں اور سبزہ کی طرح آہستہ آہستہ بڑھتے ہیں اور اپنے اخلاق اور عادات میں ترقی کرنے لگتے ہیں۔ انسان ایک دم میں ہی ترقی نہیں کر لیتا۔ بلکہ دنیا میں قانون قدرت یہی ہے کہ ہر شے تدریجی طور پر ترقی کرتی ہے اس سلسلہ سے باہر کوئی شے ہو نہیں سکتی۔ ہاں ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ آخر سچائی پھیلے گی اور پاک تبدیلی ہو گی۔ یہ میرا کام نہیں ہے بلکہ خدا کا کام ہے اس نے ارادہ کیا ہے کہ پاکیزگی پھیلے۔ دنیا کی حالت مسخ ہو چکی ہے اور اسے ایک کیڑا لگا ہوا ہے۔ پوست ہی پوست باقی ہے مغز نہیں رہا۔ مگر خدا نے چاہا ہے کہ انسان پاک ہو جاوے اور اس پر کوئی داغ نہ ہے اسی واسطے اس نے محض اپنے فضل سے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔

سوال۔ آپ کی کتابوں کے موافق آپکا لقب مسیح موعود ہے اس کے ٹھیک معنے کیا ہوتے ہیں؟

جواب۔ اس راز کو سمجھنے کیواسطے یہ جاننا ضروری ہے کہ خدا تعالے نے جس نے نبوتوں کی بنیاد ڈالی ہے نبوت کا ایک سلسلہ پہلے قایم کیا تھا اس سلسلے کی بنیاد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی سے ڈالی تھی۔ ان سے پیشتر جو نبی دنیا میں گذرے تھے انکے آثار رہ رہے تھے حضرت موسیٰ ہی تھے جنکی کتاب میں نوح کا آدم کا اور بعض دیگر انبیاء علیہ السلام کا ذکر کیا گیا۔

غرض جیسے کسی خاندان کا مورث اعلیٰ ہوتا ہے اسی طرح پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خاندان نبوت کا مورث اعلیٰ ٹھہرایا اور توریت کے ذریعہ انکو اپنی شریعت دی موسیٰ مرد خدا کے انتقال کے بعد اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کی خدمت کے لئے کئی برس میں زوال نہو اور نبی بہیجتا رہا - جو اس سلسلہ موسویہ کے ناظم ہوتے تھے - چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودہویں صدی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو (جس کو آپ لوگ یسوع کہتے ہیں) اسی سلسلہ موسویہ کا موید بناکر بھیجا وہ اس سلسلہ موسویہ کی آخری اینٹ تھے جیسے آخری اینٹ مکان کو ختم کر دیتی ہے اسیطرح حضرت مسیح پر سلسلہ موسویہ کا خاتمہ ہوگیا اور اس سلسلہ کو خدا نے پورا کیا اور ایک نئے سلسلے کی بنیاد رکھی جو اسمٰعیل کی نسل سے قایم ہوا اور سلسلہ محمدیہ کہلایا - جیسا کہ خود اسمٰعیل کے لفظ سے بھی معلوم ہوتا ہے اور جیسا خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی معرفت خبر دے دی تھی کہ بنی اسماعیل میں ایک سلسلہ موسویہ سلسلہ کی طرح قائم کیا جاوے گا -

چونکہ بنی اسرائیل یعنی یہودیوں نے نہ اول کے ساتھ جو موسیٰ علیہ السلام تھے اچھا سلوک کیا اور نہ آخری کے ساتھ جو مسیح تھا اچھا سلوک اور ایسا ہی نہ درمیانی نبیوں سے اچھا سلوک کیا یہ قوم ایسی سنگدل اور بیباک تھی کہ صفحہ روزگار میں اس کی نظیر نہ ملے گی نبیوں کی تکذیب اور ایذا رسانی میں اس قوم نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا - [illegible] خدا کے [illegible] کی [illegible] حضرت مسیح [illegible] سلسلہ [illegible] ختم کر دیا -

یہ ختم رضامندی کی وجہ سے نہیں تھا - بلکہ ناراضگی کی وجہ سے تھا خود حضرت مسیح کی پیدایش بطور نشان کے تھی یعنے وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے چونکہ نسل باپ سے جاری ہوتی ہے اسلئے حضرت عیسیٰ کو بن باپ پیدا کرکے خدا نے بنی اسرائیل کو متنبہ کیا کہ تمہاری شامت اعمال کیوجہ سے اس سلسلہ کو ختم کیا جاتا ہے - دو باتوں کا خود تم لوگوں نے اعتراف کیا ہے اول یہ کہ خدا نے ان کو بدون باپ پیدا کیا جو یہ کہتا ہے کہ انکا باپ ہے وہ خدا تعالیٰ کے قانون کو توڑنا چاہتا ہے اور خدا تعالیٰ کے اس نشان کی جو انکی پیدایش میں رکہا ہوا تہا بے حرمتی کرتا ہے -

دوسری بات جسکا تم کو اعتراف ہے یہ ہے کہ وہ آخری اینٹ تھے اس کی مثال انجیل میں باغ والی تمثیل میں بیان کی گئی ہے کہ ایک شخص نے باغ لگایا اس کے طیار ہونے پر نوکر کو بھیجا وغیرہ آخر تک اس سے صاف معلوم ہوتا ہے - کہ خدا تعالیٰ کی نظر مہر اور نظر رحم یہود پر نہ رہی تھی -

پھر تیسری نشانی اس امر کہ سلسلہ موسویہ کا خاتمہ مسیح پر ہوگیا یہ ہے کہ انکا ملک بھی چھن گیا -

غرض مسیح علیہ السلام کا بن باپ پیدا ہونا بطور ایک نشان کے تھا - اسی خاندان میں سے جو ایک ہی جز رکھتا تھا اور جس میں آجتک نبی آتے رہے تھے خدا نے ایک اور شاخ پیدا کر دی اور ایک دوسری بنیاد بنی اسماعیل میں سے ڈالی - یہود کی حکومت کی تباہی کا ذکر جیسے اس لئے کیا ہے کہ نبوت اور حکومت خدا نے اس قوم میں رکھدی تھی لیکن مسیح کو جبکہ بن باپ پیدا کرکے یہ بتایا کہ تمہاری بد اعمالیاں اور شوخیاں نبیوں کی تکذیب اور خدا تعالیٰ کے ماموروں سے عداوت اس درجہ تک ہو پہنچگئی ہے کہ اب تم بجائے منعم علیہم ہونے کے مغضوب ہوگئے ہو اور نبوت کے خاندان کے انقطاع کیلئے یہ نشان انکو دیا گیا کہ بنی اسرائیل میں سے مسیح کا کوئی باپ نہ ہوا یعنے اس کو بن باپ پیدا کرکے بتایا کہ آئندہ نبوت تم میں سے گئی -

اور یہ انتقال نبوت چونکہ خدا کے غضب کے سبب سے ہوا تہا اسلئے حکومت جو نبوت کے ساتھ دوسرا فضل اس قوم کو ملا ہوا تہا وہ بھی جاتا رہا - میرا مطلب اس بیان سے یہ ہے کہ ایک وہ سلسلہ تہا جو سلسلہ موسویہ کہلاتا ہے اور جسکی آخری اینٹ مسیح ابن مریم تھے - جنکی بن باپ پیدایش نے اس سلسلہ کے خاتمہ کی خبر دی - اور خدا نے بنی اسماعیل میں اپنے وعدہ کے موافق ایک اور عظیم الشان سلسلہ موسوی سلسلہ کے ہمرنگ پیدا کیا چنانچہ ہمارے نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سلسلہ کے بانی ہوئے - اور اسی طرح پر مثیل موسیٰ قرار پائے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام جیسے ایک سلسلے کے بانی تھے اسی طرح ہمارے نبی کریم بھی ایک سلسلے کے بانی قرار پائے - اور اس طرح پر بھی کہ جیسے فرعون پر موسیٰ علیہ السلام کو فتح ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی آخر میں پوری کامیابی عطا ہوئی اور ابوجہل جو اس امت کا فرعون تھا ہلاک ہوا - اور بھی بہت سے وجوہ مماثلت کے ہیں جنکو ہم اس وقت بیان نہیں کرتے - کیونکہ اصل مطلب تو یہ بتانا ہے کہ یہ سلسلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سلسلے کا مثیل ہے - بس جسطرح پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سلسلہ حضرت

مسیح پر آ کر ختم ہوا یہاں بھی ضرور تھا کہ خاتم الخلفاء مسیح موعود ہی ہوتا۔

اور جیسے حضرت مسیح علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے بعد چودھویں صدی میں آئے تھے اسی طرح پر ضرور تھا کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آنے والے مسیح موعود کا زمانہ بھی چودھویں صدی ہی ہوتا تاکہ مشابہت پوری ہو۔ وہ وقت اور یہ وقت دونوں مل گئے۔

اور ایسا ہی خدا نے یہ بھی مقرر کر رکھا تھا کہ جیسے یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بہت ہی بگڑ گئے تھے اور انکی اخلاقی ایمانی حالتیں مسخ ہو گئی تھیں۔ اور حقیقت باقی نہ رہی تھی ایسے وقت میں انجیل انکو حقیقت دکھانے کے لیے آئی تھی اور پاک باطنی اور اخلاقی قانون سے باخبر کرنے آئی تھی جس سے وہ لوگ بالکل بے خبر ہو چکے تھے اسی طرح اس وقت زمانہ کا حال ہو رہا ہے۔ فسق و فجور کا ایک دریا بہ رہا ہے۔ یورپ کی نمایشی تہذیب نے اخلاق کے تمام اعلیٰ اصولوں پر پانی پھیر دیا ہے اور دہریت کو پھیلا دیا ہے۔ مذہب جس شے کا نام تھا اس کا نام و نشان مٹ چکا ہے۔

یورپ کی قوموں کا ہی اگر یہ حال ہوتا تب بھی ضرور تھا کہ کوئی روحانی معلم آتا مگر مسلمانوں کی حالت بھی بگڑ گئی۔ انکی ایمانیات اخلاق و عادات میں ایک عظیم زلزلہ آیا ہے۔ وہ اسلام کے صرف نام سے آشنا ہیں اسکی حقیقت اور مغز سے بے خبر ہو رہے ہیں انکی عملی اور علمی قوتیں کمزور ہو گئی ہیں جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ غیر قوموں نے انکے مذہب اور ایمان پر حملہ کرنا شروع کر دیا۔ جب ایسی حالت ہو گئی تو خدا نے اپنے وعدے کے موافق اور اس مشابہت اور مماثلت کے لحاظ سے جو سلسلہ محمدیہ کو سلسلہ موسویہ سے ہے اس چودھویں صدی کے سر پر مجھے مسیح موعود کے نام سے بھیجا۔ قرآن کریم میں خاتم الخلفاء کی پیشگوئی تھی اور یہی ذکر تھا کہ ایک مسیح اس امت میں آئے گا اور انجیل میں مسیح نے کہا کہ آخری زمانہ میں میں آؤنگا وہ میں ہی ہوں اور اسکا راز خدا نے مجھ پر یہ کھولا ہے کہ جو لوگ یہاں سے چلے جاتے ہیں انکی خو خصلت اور اخلاق پر ایک اور شخص آتا ہے اور اس کا آنا گویا اسی شخص کا آنا ہوتا ہے اور یہ بات بے معنی اور بے سند بھی نہیں ہے خود انجیل نے اس عقدہ کو حل کیا ہے یہود جو مسیح ابن مریم سے پیشتر ایلیا نبی کے آنے کے منتظر تھے اور ملاکی نبی کی کتاب کے وعدہ کے موافق انکا حق تھا کہ وہ انتظار کرتے لیکن وہ چونکہ ظاہر بین اور الفاظ پرست تھے اس لئے وہ حقیقت سے آشنا نہ ہوئے۔ اور ایلیا ہی کا انتظار کرتے رہے جیسا کہ توریت اور نبیوں کی کتابوں میں لکھا تھا۔ جو وعدہ پورا آتا ہے وہی موعود ہو انکو یہ غلطی لگی کہ مسیح موعود سے پہلے ایلیا آئے گا انکی نظر چونکہ موٹی تھی وہ انتظار کرتے رہے کہ ایلیا پہلے آئے۔ چنانچہ ایک بار وہ مسیح کے پاس گئے اور انہوں نے یہ سوال کیا آپ نے یہی جواب دیا کہ ایلیا تو آ گیا اور وہ یہی یوحنا ہے پھر وہ یوحنا کے پاس گئے اس سے پوچھا انہوں نے کہا کہ میں ایلیا نہیں ہوں چونکہ انکے دل پاک نہ تھے اس لئے اسکو تناقض پر محمول کیا اور اس سے یہ نتیجہ نکال لیا کہ یہ مسیح سچا مسیح نہیں ہے حالانکہ

مسیح علیہ السلام نے جو کچھ کہا وہ بالکل درست تھا اور اس میں کوئی تناقض نہ تھا مسیح کا مطلب صرف یہ تھا کہ یہ یوحنا جسکو مسلمان لوگ یحییٰ کہتے ہیں ایلیا کی خو اور طبیعت اور قوت پر آیا ہے۔ مگر انہوں نے یہ سمجھا کہ سچ مچ وہی ایلیا جو ایک بار پہلے آ چکا تھا پھر آ گیا ہے حالانکہ خدا تعالیٰ کے قانون مقررہ کے یہ خلاف ہے۔ اس کا قانون یہی ہے کہ جو لوگ ایک بار اس دنیا سے اٹھائے جاتے ہیں پھر وہ نہیں آتے ہاں خدا تعالیٰ چاہتے تو انکی خو اور طبیعت پر کسی دوسرے بندے کو بھیج دیتا ہے اور شدت مناسبت کے لحاظ سے وہ دونوں دو جدا جدا انسان نہیں ہوتے بلکہ ایک ہی ہوتے ہیں غرض حضرت مسیح نے اپنے آنے سے پیشتر ایلیا کے آنے کے وعدہ اور عقدہ کو اس طرح پر حل کر کے ایک فیصلہ ہمارے ہاتھ میں دیدیا ہے یہ وہ فیصلہ ہے جو خود مسیح نے اپنی عدالت میں اپنی سچائی کے ثبوت میں اپنے سے پہلے ایک نبی کے دوبارہ آنے کے متعلق کیا ہے۔ کہ کسی کے دوبارہ آنے سے مراد اس کی خو اور طبیعت پر آنے والے سے ہوتی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ ہرگز نہیں کہا کہ ایلیا تو یوں آیا یعنے یوحنا ہی اسکی خو اور طبیعت پر آ گیا۔ لیکن میں خود ہی آؤں گا۔ اگر اس قسم کی صراحت انہوں نے کہیں انجیل میں کی ہے تو وہ بتانی چاہیئے مگر ایک بھی ایسا مقام نہیں ہے جہاں انہوں نے اپنی آمد اور ایلیا کی آمد میں تفریق کی ہو بلکہ ایلیا کے قصہ کا فیصلہ کر کے اپنی آمد ثانی کے مسئلہ کو بھی حل کر دیا۔

پس ایسی صورت میں ہر ایک طالب حق کے لئے ضرور ہے کہ وہ

اس فیصلہ کے بعد چون چرا نہ کرے اور کوئی ایسی بحث نکرے جس میں وقت ضائع ہو۔ کیونکہ یہ تو بالکل ایک سیدہی سی بات ہے مثلاً ایک آدمی کہے کہ ہر انسان کی دو ہی آنکہیں ہوتی ہیں اور وہ دس بیس انسان کیا ہر سامنے آنے والے انسان کو دکہا دے۔ مگر ایک اور ہو جو کہے کہ نہیں دو نہیں پچاس آنکہیں ہوتی ہیں لیکن وہ کسی کی پچاس آنکہیں دکہا دے نہیں تو کون صرف اسکے کہنے ہی پر مان لے گا۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مسیح کی آمد ثانی ایلیا کے رنگ میں نہیں ہے انکی مثال اس آدمی کی سی ہی ہے جو پچاس آنکہیں بتاتا ہے۔ سچی بات یہی ہے کہ مسیح کی آمد ثانی ایلیا ہی کے رنگ میں ہے میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ میں تناسخ کے مسئلہ کو نہیں مانتا میرا آنا ایلیا کے رنگ پر ہے خدا نے مجھے مسیح کے رنگ پر بہیجا ہے اور اصلاح اخلاق کے لئے بہیجا ہے ۔۔۔ مخالف یہ کہتے ہیں کہ جہاد کے ذریعہ اسلام پہیلایا جاتا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ اسلام کی کامل تعلیم خود اس کی اشاعت کا موجب ہے نفس اسلام کے لئے ہرگز کسی تلوار یا بندوق کی ضرورت نہیں ہے۔ اسلام کی گذشتہ لڑائیاں وہ دفاعی لڑائیاں تہیں انہوں نے غلطی اور سخت غلطی کہا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ وہ جبراً مسلمان بنانے کے واسطے تہیں۔ غرض میرا ایمان ہے کہ اسلام تلوار کے ذریعہ نہیں پہیلایا جاتا۔ بلکہ اس کی تعلیم جو اپنے ساتہہ اعجازی نشان رکہتی ہے خود دلوں کو اپنی طرف کہینچ رہی ہے۔ چنانچہ جن لوگوں نے میری کتابوں کو پڑہا ہے اور میری کارروائی کو دیکہا ہے وہ سمجہہ سکتے ہیں کہ یہ ساری کارروائی مسیح کے رنگ میں ہے۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اخلاقی قوتوں کی تربیت کروں چونکہ یہ سارا سلسلہ اور ساری کارروائی مسیحی رنگ اپنے اندر رکہتی ہے اس لئے اللہ تعالےٰ نے میرا نام مسیح موعود رکہا۔

اب جب کہ میں نے اس حد تک بات کو پہونچایا ہے تو میں جانتا ہوں کہ مسیحی بہی میرے مخالف ہوں گے۔ لیکن میں کسی کی مخالفت سے کب ڈر سکتا ہوں جب کہ خدا نے مجھے مامور کرکے بہیجا ہے۔ اگر یہ دعوےٰ میری اپنی بناوٹی ہوئی بات ہوتی تو مجھے ایک ادنیٰ سی مخالفت بہی تھکا کر بیٹھا دیتی مگر یہہ میرے اپنے اختیار کی بات نہیں ہے ہر سلیم الفطرت کو جسطرح وہ چاہے سمجہانے کے لئے میں طیار ہوں اور اس کی تسلی کے لئے ہر جائز اور مسنون راہ میں اختیار کر سکتا ہوں میں سچ کہتا ہوں کہ یہی وہ زمانہ ہے جس کے لئے مسلمان اپنے اعتقاد کے موافق اور عیسائی اپنے خیال پر منتظر تہے یہی وہ وقت تہا جسکا وعدہ تہا۔

اب آنے والا آگیا خواہ کوئی قبول کرے یا نہ کرے خدا تعالےٰ اپنے بہیجے ہوئے لوگوں کی تائید میں زبردست نشان ظاہر کیا کرتا ہے اور دلوں کو منوا دیتا ہے جو کچہہ مسیح موعود کے لئے مقدر تہا وہ ہو گیا اب کوئی مانے نہ مانے مسیح موعود آگیا اور وہ میں ہوں

سوال۔ اور کیا مشابہت ہے

جواب۔ تعلیم میں مشابہت ہے۔

سوال۔ آپ کی رسالت کا نتیجہ کیا ہوگا

جواب۔ خدا تعالےٰ کے ساتہہ جو رابطہ کم ہو گیا ہے اور دنیا کی محبت غالب آگئی ہے اور پاکیزگی کم ہو گئی ہے۔ خدا تعالےٰ اس رشتہ کو جو عبودیت اور الوہیت کے درمیان ہے پہر مستحکم کرے گا۔ اور گم شدہ پاکیزگی کو پہر لائے گا دنیا کی محبت سرد ہو جائے گی۔

سوال۔ جب کہ مختلف مذاہب ہیں پہر کسطرح پہچانیں کہ سچا مذہب خدا کی طرف سے کون ہے؟

جواب۔ یہ کوئی مشکل امر نہیں ہے دنیا میں ہر کہوٹے اور کہرے کے درمیان ایک امتیاز ہے رات اور دن میں صریح فرق ہے پہر سچا مذہب بہی کبہی مخفی رہ سکتا ہے خدا پاک ہے اور وہ محبت رحمت کرنے والا ہے اور وہ نفسانی امور جو گناہ کے کام ہیں بدکاری۔ تعصب تکبر اور تمام گناہ جو دل میں جمع ہوتے ہیں پہر آنکہوں کے ذریعہ یا اور ذریعوں سے صدور پاتے ہیں ان سے ناراض ہوتا ہے پہر یہ کیونکر مشکل ہو سکتا ہے کہ انسان یہ تمیز نکر سکے کہ خدا انسانوں کو پاک بنانا چاہتا ہے اور وہ نفسے گناہ کے صدور کو پسند نہیں کرتا۔ پس جس مذہب کی تعلیم عملی طور پر ایسی فطرت عطا کرتی ہو کہ انسان خدا سے ڈر کر اسکی صفات کے نیچے رہ کر پاکیزگی اور محبت میں ترقی کرے اور گناہ سے بچے وہی مذہب خدا کی طرف سے ہوگا۔ خدائی مذہب کے ساتہہ اسکی صداقت کے زندہ نشان ہوتے ہیں جو ہر زمانے میں موجود رہتے ہیں — (باقی آئندہ انشاء اللہ تعالےٰ)

۱۶

کسر صلیب

عیسوی منطق اور علم اخلاق

جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی

یہ مضمون ترجمہ ہے ایک آرٹیکل کا جو اسلامک ورلڈ جلد اول نمبر سات میں شائع ہوا ہے۔ راقم مضمون نے بڑے دردمند دل سے عیسائی دنیا کی اس دجل آمیز و مغالطہ آمیز کارروائی کا عمدہ بسط اور وضاحت سے ذکر کیا ہے جو عادۃً حق کو چھپا لینے کے لئے اس قوم سے سرزد ہوتی ہے۔

درحقیقت یہ زرّیں صداقت ہے۔ کہ اگر عیسویت کے حامی خود تراشیدہ حواشی اور انبیا اور نوشتوں پر تطاول کرنا چھوڑ دیں اور خود اپنے لئے نبوت کی گدی تجویز نہ کریں تو اس پولوسی نصرانیت کا متفرق الاجزا ابت جو ایسی ہی بودی تاروں اور کیل پرزوں سے کھڑا کیا گیا ہے۔ دفعۃً ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر آ رہے۔ عقل حیران ہوتی ہے کہ اس قوم کا قلب کیسا مسخ ہو گیا ہے۔ اور انکا ضمیر کسقدر تاریک اور مکدر ہو گیا ہے کہ اس صاف اور روشن بات کو بھی نہیں سمجھ سکتے کہ عقیدہ جیسا اہتم بالشان امر جس پر نجات اُخروی کا انحصار رکھا جائے ایسے صاف اور واضح الفاظ میں اس کا بیان ہونا چاہیئے کہ اسمیں کسی قسم کا ایہام و ابہام نہ ہو۔ یا الہیات کی اصطلاح میں اسے یوں تعبیر کر لو کہ عقائد مہمہ اور اصول ایمانیہ کی بنا نصوص صریحہ بینہ پر ہونی لازم ہے جو اپنے مفہوم و مراد میں قطعی الدلالت ہوں اور دیگر معانی اور مقاصد کے احتمالات کا اس میں امکان تک نہ ہو۔ اس معیار کو مدنظر رکھ کر جب اس کلیسیائی مذہب کے اصول کو پرکھا جائے سراسر لغو اور کھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔ تمام انبیا

(علیہم السلام) کا دعویٰ ہے کہ وہ ایک ہی اصل اور ضروری اصل کی تبلیغ و اشاعت کے لئے دنیا میں آئے جسے انھوں نے مختلف الفاظ مگر متحد معنوں میں ادا کیا۔ کہ خداوند قادر مطلق واحد و احد ہے نہ صرف ذات میں بلکہ صفات اور استحقاق عبادت میں بھی اگرچہ اُس مقدس جماعت نے مختلف زمانوں اور مختلف آب و ہوا کے بلاد میں نشو و نما پایا۔ مگر باوجود ان اختلافات کے اپنے امر رسالت کی علت غائی کی تبلیغ و تائید میں وہ ایسے متفق و متحد اور یک زبان نظر آتے ہیں کہ کسی ایک کے اُس توحید نما وعظ و پند کے صاف صاف طور پر دوسرے معنی ہو نہیں سکتے۔ بلکہ ہر ایک نے یکساں طور پر اپنی رسالت کی دارو کارروائی میں توحید باری تعالیٰ پر صریح اور بین نصوص سے دلیل و برہان قائم کی۔ اس باریک راز کو توحید کی اشاعت کی کامل متکفل کتاب قرآن کریم نے سورۂ آل عمران میں عجیب اسلوب سے بیان کیا ہے۔ اس سورہ شریفہ میں علاوہ یہود کو سخت ملزم کرنے کے کہ اب اُن کے پاس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کامیابی اور نصرت کی کھلی نشانی کے بعد جو فتح بدر کی صورت میں آپ کی نبوت اور سچائی اللہ ... زبردست علامت ہو گئی۔ کوئی عذر اور حیلہ نہیں رہا کہ وہ کیوں اس معصوم و محفوظ نبی کو قبول نہ کریں۔ جس کی نسبت توراۃ کی پیشگوئی باواز بلند مہر لگا چکی تھی۔ کہ قیدار کی حشمت اُس کے مقابلہ میں ٹوٹ جائیگی۔ نبوت کا عظیم الشان راز انہیں سمجھایا گیا کہ اگر تمہیں اپنے زور اور اپنے دل پر گھمنڈ فخر اور ناز ہے اور تم اپنے قلعوں کو ممتنع المغلوبیت سمجھتے ہو تو سن لو

قد کان لکم اٰیۃ فی فئتین التقتا

مطلب یہ کہ جسطرح یہ انسان کامل جو ایک یتیم بے سر و سامان اور بے جاہ و حشم تھا اور ظاہری اسباب پر نظر کرکے ہر وقت یہی یقین ہوتا تھا کہ زور آور دشمن اسے اُچک لے جائے گا۔ اور بہت جلد

کچل ڈالے گا۔ مگر آخر رفتہ رفتہ آسمانی تائیدوں اور بالائی تدبیروں کے زور سے اُن پیشگوئیوں کے موافق جو دس سال اس واقعہ سے پہلے کی گئی تھیں وہ باسامان اور جنگ آزما قوم پر غالب آیا اور ایک قلیل جماعت کی امداد سے غالب آیا اسی طرح تم بھی اس عظیم الشان چٹان سے ٹکر لگا کر پاش پاش ہو جاؤ گے۔ غرض اِن ناعاقبت اندیش یہود کو ملزم کرنے کے علاوہ عیسوی عقائد کا ابطال بھی منظور ہے اسی غرض سے براعت استہلال کے طور پر آغاز سورہ میں اسم ذات اللہ کے بعد اسمائی صفات الحی القیوم بیان فرمائے ہیں جس سے اس راز کا ظاہر کرنا مقصود ہے۔ کہ مسیح کسی طرح بھی الوہیت کے تخت کا مستحق نہیں ہو سکتا اور نہ وہ اس تعظیم و تکریم کا مستوجب ہو سکتا ہے۔ جو خالق زمین و آسمان کا خاصہ ہے۔ اسلئے کہ وہ الحی القیوم نہیں ہے۔ ایسا شخص جو موت کے خونخوار اژدہا کا لقمہ بن گیا۔ اور جس پر الام و اسقام کے حوادث اور عوارض طاری ہوئے اور جسے صفت خالقیت سے کچھ بھی حصہ نہیں۔ کیونکر اور کس دلیل سے الوہیت کا حقدار ٹھہرایا جا سکتا ہے۔

افسوس اُن بیخبر اسلام کے نادان دوستوں پر جو حضرت مسیح کی زندگی کا اعتقاد رکھکر اللہ جل شانہ کے منشا کے خلاف ایک شرک عظیم اور ظلم جسیم کی تائید کر رہے ہیں۔ افسوس ان غافلوں اور راستی کے مخالفوں کو اتنی سمجھ نہیں کہ غیرت مند ازلی ابدی اللہ تعالیٰ نے جس قدر غضب اور ناراضامندی عیسویت کے مفسد اور مفسد عقیدے اور اس پولوسی مذہب کے مشرکانہ اصول الوہیت مسیح پر ظاہر کی ہے ایسی کسی چیز پر نہیں کی۔

مشرکان عرب جو سخت گھنونی بُت پرستی میں مبتلا اور سخت قابل الزام بدعات میں گرفتار تھے۔ ایسی خطرناک الفاظ تو اُن کے عقائد کی نسبت بھی نہیں بولے گئے

تکاد السموات یتفطرن منہ و تنشق الارض و تخر الجبال ھدا

ان دعوا للرحمٰن ولدا ہ قریب ہے
کہ آسمان پاش پاش ہو جاویں اور زمین
شق ہو جاوے اور پہاڑ چور چور ہو کر
گر جائیں۔ کہ نصاریٰ مسیح کو ابن اللہ کہتے
اور اسے الوہیت کا اقنوم ثانی
مانتے ہیں۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے
کہ الوہیت مسیح کا اعتقاد کوئی چھوٹی
سی اور ناقابل التفات بات نہیں ہے
بلکہ آسمان و زمین میں زلزلہ ڈالنے والی
بات ہے۔ تمدن۔ معاشرت یا بلفظ
دیگر نظام کائنات میں سخت خلل انداز
بات یا دوسری لفظوں میں خدای قدوس
کی ذات پاک کو سخت داغ لگانے
والی اور اس کے منشا کو درہم برہم
کر دینے والی بات ہے جس پر غیور خلاق
خدا ایسے کپکپا دینے والے الفاظ میں
غصہ ظاہر کرتا ہے۔ درحقیقت الوہیت
مسیح کا اعتقاد اور اس کا لازمہ غیر منفک
اعتقاد کفارہ تمام قسم کی بدکاریوں۔
منکرات اور فواحش کا سرچشمہ۔ حقوق اللہ
اور حقوق العباد کے تلف کرنے کا بڑا
بھاری ذریعہ ہے۔ دنیا کی تمام مہذب
[illegible] بستیوں۔ بدچلنوں اور شرکوں
اور ان کے لوازم و نتائج کو یکجا
جمع کر کے دیکھا جاوے تو جس قدر گندی
بدکاریاں۔ زناکاری۔ شراب خواری۔
بے حیائی۔ دیوثی۔ سخت ناروا آزادی
اور ہر قسم کی خلاف حق کارروائیاں
مسیحی عقیدہ کی اشاعت سے عیسائی مختلف
قوموں میں پھیلی ہے۔ اس کی
کوئی نظیر بھی ان میں پائی نہیں جاتی۔
اللہ تعالیٰ کا خوف۔ طہارت۔ تورع
تقویٰ۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے وقت
دلوں کا رقیق ہونا۔ آنکھوں کا اس کی یاد
میں آنسو برسانا۔ یہ سب باتیں جو انبیا
کی تعلیم کی اصلی غرض تھیں۔ اور الہامی
کتابوں نے خصوصاً قرآن شریف نے
ان ہی کو ایمان باللہ کی علامت ٹھیرایا ہے
ان کا نام و نشان نہیں ملا۔ اس عیسویت
کی [illegible] قوم کے جنبہ و نقائص سے
نہ صرف اسی کی ہم عقیدہ قوموں اور ملکوں
میں بلکہ دوسری تمام قوموں میں بھی پاکی اور

قساوت راہ پا گئی ہے۔ اور اس روحانی
شر و فساد سے زمانہ کی حالت ایسی ہو گئی
ہے کہ خدا ترسوں اور پاکبازوں کو زندگی
بسر کرنی مشکل ہو گئی ہے۔ الغرض
الوہیت مسیح کا عقیدہ سخت خطرناک
عقیدہ ہے جس کی پر زور شیوع سے
کسی وقت اس زمین کی پشت پر ایک
دل بھی ایسا نہ رہے گا جس میں توحید
الٰہی یا لا الٰہ الا اللہ کے مفہوم
کا کوئی کرشمہ باقی ہو۔ اور پھر وہ وہی
شرار الناس ہوں گے۔ جن پر خدائے
غیور کی قہری تجلی جسے الہامی اصطلاح
میں قیامت کبریٰ کہا گیا ہے۔ وارد
ہو گی۔ چنانچہ حقائق قرآنی کے جاننے
والے اور سمجھنے والے جانتے ہیں
کہ وہ زہرہ گداز آیہ شریفہ ایک خاص
اسلوب سے اسبات کی طرف اشارہ
کرتی ہے کہ آخر کار نظام سماوی اور
ارضی کا اختلال اسی عظیم الشان شر
یعنی اعتقاد الوہیت مسیح کی وجہ سے
ہو گا۔ اس راز کو سمجھ کر کون خدا ترس عقلمند
انسان گمان کر سکتا ہے کہ یہ مذہب
عیسوی اور اسکا یہ عقیدہ ایک معمولی
سی بات ہے اور اس قابل نہیں کہ اس
کی تردید کی طرف التفات کیا جاوے
اس زمانہ کے بعض ننگ اسلام۔ داغ
سیرت اسلاف کرام جو ایک آزاد
ریفارمر کی ناجائز حریت بخشنے والی
تعلیمات کی وجہ سے اسلام کے پاک
اصول امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو
قطعاً فراموش کر بیٹھے ہیں۔ اور فاصلہ
ہمانتو ہو کے جلیل امر کو سخت حقارت
سے یہ کہکر ٹال دیتے ہیں کہ کسی کے
ذاتی افعال اور مشرب و مذہب سے
ہمیں تعرض کرنے کی کوئی ضرورت
نہیں۔ یہ لوگ اس عظیم و جلیل الشان
مرسل اللہ اور مامور حق کی اس شبانہ روز
کی بڑی بھاری لگاتار کارروائی کو
جو وہ اس عقیدہ باطلہ یعنی الوہیت
مسیح کے استیصال میں کر رہا ہے۔ نہایت
حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔
ان کے نزدیک پہلوان رب جلیل امام

زمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
اوقات ضائع کرتے ہیں۔ جو رات دن
مسیح کی موت کے اثبات کے پیچھے
لگے رہتے ہیں۔ انہیں خوب سمجھ
رکھنا چاہیئے۔ کہ منزد کی شناخت
اور تمیز کے لئے ناقۃ اللہ چھوڑی
گئی ہے۔ سخت شقی ہو گا جو تمام قوم سے
بڑھکر اس کی کونچیں کاٹنے کے لئے
باہر نکلے گا۔ ٹھوکروں کا آنا ضروری ہے
پر افسوس ان پر جن کے سبب سے
وہ آویں۔ الغرض عیسائیوں کو الحی
القیوم کے الفاظ سے عجیب الزام
دیکر تھوڑی دور آگے چلکر عجیب
علمی اور عقلی اور نقلی دلیل سے اللہ
تعالےٰ اپنی الوہیت خاصہ غیر مشترکہ
کو ثابت فرماتا ہے۔ شهد الله
انه لا اله الا هو والملائكة
واولوا العلم قائما بالقسط
لا اله الا هو العزيز الحكيم
یعنی خود خدا اور اس کے فرشتے اور
تمام راستباز جنہیں خدا کا علم حاصل
ہوا ہے پوری بصیرت اور سچی انصاف
سے گواہی دیتے ہیں۔ کہ الوہیت
کا مستحق سوائے اللہ کے جو صفات
کاملہ کا جامع ہے اور کوئی نہیں مسیح
ہو یا اور کوئی ہو۔ کیونکہ وہ سب
کے سب حدوث اور عوارض اور
ہر طرح کے منقصوں اور احتیاجوں
کے نقصوں کے سبب سے داغدار ہیں
اور تینوں شاہدان عدل کی شہادت
کا خلاصہ اور اصل غرض یہ ہے ان
الدين عند الله الاسلام وما
اختلف الذين اوتوا الكتب
الا من بعد ما جاءهم العلم
بغيا بينهم۔ یعنی اللہ کے نزدیک
پسندیدہ اور سب سے مرضی دین اسلام
ہی ہے (اور تمام انبیاء توریت
بھی بالاتفاق اسی کی تعلیم دیتے آئے
ہیں اور توریت اور انجیل کی کوئی تعلیم
بھی نص صریح اس مذہب توحید
یعنی اسلام کے خلاف نہیں) اور
اہل کتاب کا اس سے اختلاف کرنا

دیدہ و دانستہ ہے۔ کینہ اور حسد کے روگ نے انھیں اس قبول حق سے باز رکھا ہے مگر اس بالکل بخوبی جانتے ہیں کہ توریت و انجیل کی کسی آیت میں صراحتاً اور منطوقاً کوئی ایسی بات پائی نہیں جاتی جس سے وہ اپنے موجودہ عقائد کی جو اسلام کے خلاف ہیں تائید پیدا کر سکیں۔ ہمارے اس تمام بیان سے مقصود یہ ہے کہ مقدس جماعت نبیوں کی جنپر بظاہر اہل کتاب کا اعتماد ہے اور وہ پاک کتابیں جنھیں وہ اپنے زعم میں عقائد فاسدہ کا ماخذ ٹھیراتے ہیں بڑی صراحت اور وضاحت سے ان مروجہ عقائد کا ابطال کرتے ہیں جنکی ترویج میں عیسائی ایسی سرگرمی سے کوشش کر رہے ہیں۔ یا انصاف عقلمند جو صادقوں اور کاذبوں کے لہجے کے پہچاننے کا مادہ رکھتے ہیں۔ قرآن کریم کے اس بلند اور پرجرأت دعوی پر غور کریں کہ کس طرح تمام مختلف العقائد مگر درحقیقت ایک ہی رنگ کی مشرک اور بدعتی دنیا کے سامنے وہ اس بات کو بلا تذبذب ظاہر کرتا ہے کہ تمام مقدس صادقین اور برگزیدہ راستباز اسی طریق حق کی دعوت کرتے چلے آئے ہیں جسے اب اس نے پھر زندہ اور خوبصورت الفاظ میں پیش کیا ہے اور جس کا نام اسلام ہے۔ اتنے بڑے پرحوصلہ دعوی کی تردید کرنے کے لئے عیسائیوں کا ضروری فرض ہے کہ وہ انبیائے توریت کے صریح کلام اور منطوق سے یا خود جناب مسیح علیہ السلام کے ملفوظات سے دکھاویں کہ ان کے عقائد اور اصول کا یہ کلام اور ملفوظ صاف صاف ماخذ ہے مگر ہم بڑی دلیری سے دعوی کرتے ہیں۔ کہ وہ الوہیت اور کفارہ کی کوئی صاف مثل کسی آیت محکمہ میں ہرگز نہ پائیں گے۔

پھر کسی ایسی آیت کو جو بہت سے معانی اور مطلب کا جائز احتمال رکھتی ہو اور کسی ایسے لفظ کو جو مختلف مرادوں کے لحاظ سے کثیر موقعوں میں اشتراک اور استعمال رکھتا ہو ایمانی عقیدہ کی بنا قرار دینا خدا ترسی اور نیچی پرہیزگاری سے بعید ہے۔ تعجب ہے کہ توحید کی تعلیم تو تمام نوشتوں سے نہایت کھلے کھلے اور تسلی بخش طریق سے ثابت ہو جائے۔ اور اسے عالم جاہل شہری اور دہقانی پوری کشادہ دلی اور اک کی صفائی سے بے تردد قبول کرلیں۔ مگر اتنے بڑے زبردست اصول کے لئے جو عیسائیوں کے نزدیک سارے جہان کی نجات کا تنہا ذریعہ ہے۔ اسقدر ایچا پیچی اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔ در حقیقت الوہیت مسیح اور کفارہ کا فسانہ ایجاد کرنیوالے سے سخت فاش غلطی اور ناقابل ترمیم خطا ہوئی کہ اُس نے ان نامعقول اور غیر موزون اور نفس کے تراشی اصول کو انبیائے بنی اسرائیل اور ان کے پاک صحیفوں کی طرف منسوب کیا۔ وہ ناعاقبت اندیش نکار سمجھا کہ وہ انبیا پر سخت الزام وارد کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کہ وہ جوش بیدون سے ایک ہی وقت میں متناقض اقوال اور متضاد الفاظ کہہ جاتے تھے۔ یعنی ایک ہی وقت میں توحید اور شرک دونوں کی تعلیم دیتے تھے۔ اگر یہ کلیسیائی مذہب بالکل الگ اور مستقل طور پر قائم کیا جاتا اور موحدین انبیا کی پاک تعلیمات کو اسکا مدار مطلق اور تنہا آسرا قرار نہ دیا جاتا تو یہ جھوٹا بودا بے بنیاد اور عقل کا دشمن اور مورث الشر جو کچھ تھا۔ صنم پرستوں اور بدعتیوں کے مذاہب کی طرح اس کی طرف بھی کوئی پُرزور توجہ نہ کی جاتی۔ اور نہ اُس کے استیصال کی اسقدر کوشش ہوتی اور نہ درحقیقت اسکی بیخ کنی کا اتنا بڑا سامان ملتا جو انبیا کی تعلیم کی طرف توجہ کرنے سے بلاتکلف

ہر ایک مبارز کو مل جاتا ہے۔ بہرحال اب وقت آ پہونچا ہے کہ اس شر اور خبث کی طاقت کمزور ہو جائے۔ اور اس مغوی ابلیس کی رسیاں ٹوٹ جائیں۔ خود عیسائی ملکوں میں عیسائیوں کے قلم و زبان سے عیسویت پر پُرزور نکتہ چینی شروع ہو گئی ہے اور بیشمار دل اندر ہی اندر اس کی تاریک اور عقل بر ہمزن باتوں سے مضطرب ہو گئے ہیں۔ اس خانہ برانداز طوفان کے مقابلہ میں سادہ دل متعصب عیسائی آیات کی جھوٹی تاویلوں اور دور از کار من گھڑتوں سے عیسویت کو بربادی سے بچا لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس سخت آزادی کے زمانہ میں زمینی علوم کی شیدا دنیا اسی بات میں متردد ہو رہی ہے کہ انھیں اس ہمہ قدرت اور عوارض حدوث و امکان سے منزہ خدا کا کوئی تسکین بخش ثبوت نہیں ملتا۔ اور یہ نادان ایک عاجز ضعیف اور بے پر و بال انسان کو خدا بنانے اور ثابت کرنیکی فکر میں لگے ہیں۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ آجکل اس قوم کی جھوٹی منطق اور انکی سرشت کی قلعی کھلنی شروع ہو گئی ہے۔ انہی پچھلے دنوں میں امرت سر کے مشہور مباحثہ میں اُس آسمانی حربہ اور خدائی تیز ہتھیار حضرت مسیح موعود سے جو کاری زخم عیسویت کے مقتل پر لگایا ہے۔ اب عیسائیت کے مکر و فریب کی کوئی زنگاری مرہم اُسے مندمل نہ کر سکے گی۔ درحقیقت اُس بالکل جدید کلام اور اس عجیب و غریب شرط کے مقابلہ میں جو ہمارے برگزیدہ امام نے پیش کی۔ کہ ہر ایک فریق (مسلمان و عیسائی) دعوی بھی اپنی مسلم الہامی کتاب سے پیش کرے اور دلیل بھی اسی سے لاوے " عیسائیوں سے سوائے جھوٹی منطق۔ بیجا تحریفوں ناروا کھینچا تانیوں اور قابل افسوس روباہ بازیوں کے اور کچھ بن نہیں پڑا۔

کاش کوئی خدا ترس ان میں سمجھے اور غور کرے۔ اب ہم اس دلچسپ مضمون کا ترجمہ دیتے ہیں جو ہمارے سرگرم دوست عبد اللہ کنلف کے آتشیں قلم سے نکلا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اسے بھولے ہوئے عیسائیوں کی ہدایت کا ذریعہ بنا دے آمین۔

عیسوی منطق اور علم اخلاق

مطبع جب اپنا کام دیانت۔ سچائی اور انصاف سے کرے وہ لاریب نیکی اور راستی کی اشاعت کا بڑا زبردست آلہ اور قیمتی ذریعہ ہے لیکن اگر اسے صداقت کے دبانے۔ واقعات پر پردہ ڈالنے اور جھوٹ اور مغالطات کے پھیلانے کا واسطہ بنایا جاوے تو دنیا کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی لعنت نہیں ہو سکتی۔ مگر بایں ہمہ اس کی کارروائیوں میں گو کتنا ہی مکر و فریب کو دخل کا موقعہ مل گیا ہو۔ جھوٹے اور مکار اور فریبی آدمیوں کی خانہ ساز باتوں اور سادہ دل اور بے وقوف زود اعتقادوں کے ناپاک اعتقادوں کے اندر اس کے ذریعے سے کبھی کبھی اور کہیں کہیں حق اور راستی کا پیارا چہرہ ضرور نظر آ جاتا ہے۔ چنانچہ غیر معتبر واقعات کے ڈھیروں اور مذہبی اور ملکی غلطیوں کے انباروں اور جعلی اور بناوٹی اصولوں کے درمیان جنہیں پادریوں کی چالاک عقل نے گھڑا ہے کہیں نہ کہیں ایسی تحریریں بھی نظر آ جاتی ہیں جن کو ایک باریک بیں اور تجربہ کار سوچنے والا اعلیٰ درجہ کے حقائق کا پتہ لگا سکتا ہے۔ خواہ وہ کسی بھیس میں کیوں نہ ہوں اور کیسے ہی حواشی ان پر کیوں نہ چڑھائے گئے ہوں۔ اسی طرح عیسویت کی ان غلطیوں میں جو زمانہ دراز سے اس کے مذہب کا جزو اعظم بن گئی ہیں۔ اور ان بیوقوفی کی باتوں اور مزخرفات میں جو عیسائی اخباروں۔ کتابوں اور رسالوں کے اندر اپنا بدنما چہرہ دکھاتی ہیں کچھ کچھ راستی کی شعاعیں بھی نظر آ جاتی ہیں اور گو یہ کیسی ہی ناقابل التفات اور ناچیز کیوں نہ ہوں مگر کم سے کم ان سے اتنا پتہ لگ جاتا ہے کہ راستی کی رفتار کا رخ کس طرف ہے۔ اس طرح کی بظاہر حقیر اور ناچیز باتیں ایک باریک بیں اور عمیق النظر آدمی کے دل میں زیادہ تحقیق و تفتیش کا میلان پیدا کرتی ہیں جس کا نتیجہ عموماً یہ ہوتا ہے کہ علوم طبعی اور فلسفہ میں نئی نئی ایجادات اور اختراعات ظہور پذیر ہوئی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے صابروں مجاہدوں اور با استقامت ڈھونڈنے والوں پر علم و قدرت کے واقعات اور علوم طبعی اور تاریخ کے حقائق و معارف کھول دئے ہیں جنہوں نے انسانی علوم اور کاروبار میں بڑے انقلاب پیدا کئے ہیں اور جو سوسائٹی اور قوموں کے حق میں بڑی برکت کا باعث ہوئی ہیں۔ اسی طرح علم تدبیر منزل۔ سیاست مدن۔ علم مذہب اور علم اخلاق پر بھی بڑی روشنی پڑی ہے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ وہ باتیں جدید اور وہ اصول آج کل کے نو ایجاد نہیں ہیں۔ بلکہ وہی باتیں اور وہی اصول ہیں جو اگرچہ اس سے پہلے نامعلوم تھے مگر حقیقتاً انسان کی ہستی اور ظہور کی تاریخ کے ساتھ ساتھ چلے آتے ہیں۔ زود اعتقادی کے کمزور جالے اور فریبی آدمیوں کے مکر اور دھوکے بازیاں جنہیں علم اور دولت اور طاقت سے تائید و تقویت پہونچائی ہے۔ سچائی اور راستی کے روشن چہرہ کو کبھی چھپا نہیں سکتیں۔ ان تمام جعلی باتوں اور مصنوعی علم الاخلاق کے بارہ بہ دولا کی سوراخوں میں سے ایک طالب حق جسے خدا نے دور بین عقل عطا کی ہے صداقت اور حقانیت کا نورانی چہرہ دیکھ سکتا ہے۔ جھوٹ اور افترا کی بودی دیوار کے پیچھے سچائی کی ملکہ جلوہ افروز ہے جس کے دیدار سے راستی کا شیدا ضرور مشرف ہو سکتا ہے۔ یہ سب راستیاں نئی نہیں ہیں بلکہ پرانی ہیں۔ ہاں پہلے جھوٹ کی اوٹ میں نہاں تھیں۔ اب حقیقی علم کا لباس پہنے آشکارا ہیں۔ افسوس جاہل وہم پرستوں اور مغرور متعصبوں کے کانوں تک ان سب حقائق کی صدا پہونچتی ہے مگر ان کے دل اسے محسوس نہیں کرتے۔ اس میں شک نہیں کہ کورانہ تعصب اور زمانہ دراز کی راسخ غلطیاں جو دلوں میں میخ فولادی کی طرح جگہ پکڑ گئی ہیں اور ایسی کفریات جو فطرتی تو نہ تھے مگر اب جزو فطرت بن گئے ہیں۔ قبول حق سے ہمیشہ مانع ہوئے ہیں۔ مغرور عیسائی دنیا کا دل اب ایسا نرم نہیں رہا کہ سچ اور حقانیت کے اثر کو بہت جلدی قبول کر سکے کیونکہ کفر کا کیڑا اس کی جڑوں تک کھا گیا ہے۔ اور اس میں راست پسندی کی حس تک بھی نہیں رہی۔

پچھلے چند ہفتوں میں ہمیں ایسی تحریروں کے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے جن سے ہمارے مذکورۃ الصدر بیانات کی صداقت کی شہادت ملتی ہے۔ منجملہ ان کے ایک ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے۔ کیونکہ اسلام اور جھوٹی عیسویت کے ساتھ اس کا بڑا بھاری تعلق ہے۔ لنڈن کے روزانہ اخبار "دی ایکو" میں ایک مضمون نکلا ہے جو کیمبرج یونیورسٹی کے ایک ایم۔ اے کی نکتہ آفریں طبع

نبیہ کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ یہ مضمون نویس دکھاتا ہے کہ عیسائیوں کے دلوں پر جھوٹی تعلیمات کو مرکوز کرنے اور ایک ایسی کھونٹی ہاتھ میں لانے کے لئے جس پر ان کے باطل عقائد لٹکائے جاویں انجیل کی آیات کی کیسی تحریف اور تحمل تفسیر کی جاتی ہے۔ ایم۔ اے صاحب لکھتے ہیں۔ یسعیاہ کی کتاب (باب ۴۳ درس ۱۱) میں لکھا ہے۔ سوائے خدا کے کوئی نجات دہندہ نہیں۔ کیونکہ مسیح خدا ہے۔ اور اس نے خدائی کا دعوی کیا۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ یہ کیسی بات جو آیت شریف کے ساتھ خواہ نخواہ کا نتھی کر دی گئی ہے۔ کیسی بے بنیاد ہے جس کا کوئی ثبوت بھی لکھنے والے کے پاس نہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ امر دیانت اور امانت سے کس قدر بعید ہے اور صاف دل عامیوں کو کس قدر ورطہ گمراہی میں ڈالنے والا ہے۔ راقم مضمون نے اپنے بیان کا ذرا بھی ثبوت نہیں دیا۔ اور اگر دیتا بھی تو بجز اس کے اور کیا ہوتا کہ الفاظ۔ معانی اور لغات کو محرف و مبدل کر کے موقع و محل سے اٹھا کر اپنے مطلب کے موافق بنا لینا۔

پھر آگے چلکر لکھتا ہے۔ متی میں لکھا ہے تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے کوئی نیک نہیں ہے سوائے خدا کے۔ اسکو ہم منطقی شکل میں یوں رکھتے ہیں۔ تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے کوئی (مطلق) نیک نہیں سوائے خدا کے۔ میں نیک ہوں لہذا میں خدا ہوں۔ بہت لوگ اسکو اس طرح کہیں گے۔ میں خدا نہیں اس لئے میں نیک بھی نہیں۔ اسے یونیٹیرین بھی تسلیم کرنے کی جرأت نہ کریں گے۔ اسی سے یونیٹیرین مذہب منطقی میزان میں پورا نہیں اترتا۔ اب ہم اس کیمبرج کے ڈگری یافتہ کے دلائل پر ذرا سی غور کرتے ہیں اور دکھاتے ہیں کہ اس نے انجیل کی آیات پر کیسے بیجا حواشی چڑھائے اور کیا کیا افترا باندھے ہیں۔ اول تو اس نے انسانی اور الٰہی نیکی کے مراتب کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے اور جاہلانہ اور جاہلیت سے کام لیا۔ اور مطلق نیکی کو جو ذات باری تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ اور ناقص اور عارضی نیکی کو جو انسان کا خاصہ ہے اور جس کے کئی مدارج ہیں قطعاً فراموش کر ڈالا ہے۔ اور محض اپنا مطلب نکالنے کے لئے ان میں کوئی مابہ الامتیاز قائم نہیں کیا۔ اور ایسی اس برائے نام منطقی شکل میں جس میں یقینی نتیجہ پر پہونچنے کے لئے قضایا کا درست ہونا لازمی امر ہے۔ اپنے بے سروپا قضیوں میں کچھ بھی غور نہیں کی۔ بلکہ تمام پرانے مشکلات اور بھاری مغالطات سے کود پھاند کر مسیح کو نیک بنا ڈالا ہے۔ اور یوں کھینچ تان کر اسے خدائی کا حصہ دار ٹھہرا دیا ہے۔ وہ مسیح کی انسانیت میں کوئی انسانی خوبی اور نیکی بھی نہیں دیکھتا۔ اگر اس پر بھی اس کے مفید مطلب یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ وہ یہ دکھائے کہ قادر مطلق اور علم خدا کی غیر محدود نیکی نے مسیح کی انسانیت میں حلول کیا ہے۔ گویا یہ فرض کرتا ہے کہ غیر محدود محدود میں اور جزو کل میں سما سکتا ہے۔ مگر ایک چھوٹی سی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ ایک مکعب میل ایک مکعب انچ میں سما نہیں سکتا اور تمام وسیع دنیا ایک چھوٹے سے پیمانے میں داخل نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح مسیح کے ناقص اور ضعیف وجود میں خدائے قدوس کی ذات جو جامع جمیع صفات کاملہ ہے ہرگز سما نہیں سکتی۔ افسوس جب ایک عیسائی عیسویت کے اصول کی حمایت پر کھڑا ہوتا ہے معاً منطق۔ علم اخلاق۔ عقل سلیم اصول حقہ اور عام میزان سب کو بالائے طاق رکھ دیتا ہے اور منطق اور انسان کی علامت ثانی کو جو ما فی الضمیر کے پیچھے اظہار سے وارے بالکل جدا کر اسے ایسا بنا نہ چالاکیوں اور مغالطہ دہی کا آلہ بناتا ہے اور اس کی کچھ بھی پروا نہیں کرتا کہ یہ طریق ایمان داری کی منزل سے کسقدر منحرف اور الگ پڑا ہے۔ اس موجودہ انجیل کی زیر بحث آیۃ (خواہ یہ انجیل محرف ہو خواہ صحیح ہو) میں مسیح نے ہرگز ہرگز مطلق نیک یا خدا ہونے کا دعوی نہیں کیا۔ خدائی کا دعوی تو برکنار یہ لفظ صاف بتا رہے ہیں کہ وہ اپنے نقص یا کمزوری سے خوب واقف تھا اور وہ بڑے جوش سے اس شخص کو جس نے اسے نیک کہا تھا ملامت کرتا ہے۔

اب باوجود اس کے کہ نص صاف دلالت کرتی ہے کہ اس آیت کے یہی معنی کئے جاویں مگر ایم۔ اے صاحب اپنی فرضی منطق کی شکل میں یوں دلیل دیتے ہیں "مسیح انسانی نیکی کے مراتب کاملہ تک پہونچا ہوا تھا۔ اس لئے اس میں کامل نیکی تھی۔ اور وہ خدا تھا۔" ناظرین خوب دیکھ سکتے ہیں کہ یہ کیسی لغو منطق اور بیہودہ دلیل ہے۔ ایک مسلمان اور یونیٹیرین یوں منطقی شکل پیش کرتا ہے "خدا کامل مطلق ہے اور اس کی ذات پاک صفات کاملہ کی جامع ہے۔ مسیح نیک تھا اور خدا کا بندہ اور رسول تھا مگر اس میں مطلق کامل نیکی اور صفات الٰہیہ کا حصہ نہ تھا اس لئے مسیح خدا نہ تھا۔" اس شکل میں یونیٹیرین اور موحد کی برہان کی صفائی اور سچائی صاف ظاہر ہے اور ہم متدین عقلمند اور غیر متعصب ناظرین پر اس امر کا فیصلہ چھوڑتے ہیں کہ خلاف منطق جہالت اور بے ایمانی کس طرف سے ہے۔ افسوس صد ہزار افسوس۔ یہ ایک معمولی نمونہ جھوٹی عیسائی منطق اور کمزور علم اخلاق کا ہے جسے عیسائی ایمانی اصول عقائد اور صداقت الہیہ کے مباحثہ کے وقت ظاہر کرتے ہیں۔

پھر آگے چلکر ایم۔ اے صاحب

سکتی ہیں" اس زمانہ کے بڑے بھاری نکتہ چین اپنی ذاتی ظاہر کر رہے ہیں اور وہ انجیل کو کوئی صدمہ نہیں پہونچا سکتے۔ ایم۔ اے صاحب کی خود یہ نکتہ چینی حماقت اور نادانی کی آمیزش سے خالی نہیں کیونکہ آپ کسی دلیل اور برہان سے ان معترضوں کی نکتہ چینیوں کو نہیں توڑ سکتا اور یہ بھی واضح رہے کہ ان اعلیٰ نکتہ چینیوں میں بہت سے عیسائی پادری اور اسقف ہیں جو علم و فضل میں مشہور آفاق ہیں اور ان کے عطرا اور جو وہ گرجوں کے منصب پر فائز ہونے کے پورے مستحق ہیں اور علاوہ برآں کیمبرج اور اکسفورڈ یونیورسٹیوں کی بڑی بڑی ممتاز سندوں سے بہرہ یاب ہیں وہ اپنے مضامین میں ہمارے ایم۔ اے صاحب سے زیادہ برجستہ طریق سے بحث کرتے اور اپنی باتوں کے ثبوت اور دلیل و متنزل عیسویت کے موضوع اور نادرست اصولوں کے قائم رکھنے کے لئے بالکل لایعنی تقریریں اور جھوٹی شہادتیں نہیں لاتے۔ ہم حیران ہیں کہ ایسے مذہب اور اس کے حامیوں کی نسبت ہم کیا رائے قائم کریں۔ جو شخص اپنے عقائد باطلہ کے قائم رکھنے اور عیسویت کی بوسیدہ چھت کو سہارا دینے کے لئے واقعات حقہ کو دبانے کی سخت ضرورت پڑتی ہے اور انہیں مجبور ہونا پڑتا ہے۔ کہ آیات کے الفاظ اور معانی کو بالکل مسخ کر کے ان کا ایسا مفہوم ظاہر کریں۔ جو سیاق و سباق۔ ادب اور معانی کے بالکل خلاف ہوتا ہے اور یہ سب اسلئے کہ ان کے سسکتے ہوئے اور نیم جان اصول کو کچھ رتق کی کے نشان دکھا سکیں۔ مگر وہ کریں تو کیا کریں ان کا طریق استدلال اور مسلک مناظرہ ہی ایسا ہے۔ اور یہی ان کا علم منطق اور علم الاصول ہے جس کی بنا پر ساری جدید عیسویت کی عمارت

کھڑی کی گئی ہے اور منشین کونسل نے بھی ایسی ہی خانہ ساز اور مفتریانہ اصولوں کی آبیاری سے اس تلخ پھل والے درخت کو قائم رکھا تھا۔ اگر ان سوفسطائی خیالوں اور بناوٹی دلیلوں کو وہ نکال ڈالیں تو دیکھیں کہ جھوٹی منودی عیسویت کا ڈھیر کس طرح پاش پاش ہو کر زمین پر گرتا ہے۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی لوگ ان خطرناک لعنتوں کو یا تو بھول گئے ہیں یا اُن کی کچھ پروا نہیں کرتے جو عیسوی انجیل کے آخر میں ملحق کی گئی ہیں "اگر کوئی شخص ان باتوں میں کچھ بڑھاوے گا۔ تو خدا اُس پر وہ بلائیں اور وبائیں نازل کرے گا جو اس کتاب میں لکھی گئی ہیں"۔ مکاشفات باب ۲۲ ورس ۱۹-۱۸) اسی ایکو کے کسی پچھلے نمبر میں ایک اور مضمون نگار انجیل کی اعلیٰ نکتہ چینیوں کے بارہ میں کچھ بیش قیمت ریمارک کرتا ہے جس میں سے ہم کچھ نکتے ہیں:۔ "فرانس۔ ہالنڈ۔ جرمنی اور انگلستان میں انجیل پر بڑی سخت نکتہ چینی ہو رہی ہے۔ انجیل کے نوشتوں کا یہ حال ہے۔ کہ جتنی ان کی چھان بین زیادہ کی جاتی ہے اتنی ہی مشکلات اور اختلافات زیادہ اس میں نظر آتے ہیں"۔ "پادری چارلس گو ریکس منڈی کا ایڈیٹر اور پروفیسر بروس کتاب پیدائش کے افسانہ کی صحت سے انکار کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک ابراہام علیہ السلام سے پہلے کے تمام انبیاء وہمی اور فرضی اشخاص ہیں"۔ "وہ اسی بات سے انکار کرتے ہیں کہ موسیٰ نے کوئی توراۃ لکھی ہے"۔ "سلیمان کے غزل الغزلات کو وہ ناٹک سمجھتے ہیں"۔ "ایوب۔ یونس اور دانیال کی کتابیں بھی ان کے نزدیک ناٹک کی قسم سے ہیں"۔ "کینن ڈرایور یونس کے تاریخی ہونے کا

انکار کرتا ہے"۔ "کینن چین کی تحقیقات میں وہ استعارہ اور تمثیل کی قسم کا ایک افسانہ ہے"۔ "کتاب امثال رفتہ رفتہ مدون ہوئی۔ اور کتاب تاریخ اور غزل الغزلات کی طرح سلیمان کی تالیف نہیں"۔ "زبور داؤد کی تالیف نہیں ہو سکتی کیونکہ ان میں مختلف لوگوں اور متفرق زمانوں کی قومی معاشرت کے کارنامے پائے جاتے ہیں"۔ "عیسائی کلیسیا پرانے عہدنامے کو آہستہ آہستہ ترک کرتی چلی جاتی ہے"۔ "وحشیوں اور ناتربیت یافتہ آدمیوں نے اسے لکھا اور پھر بہت جلد قسمتی کی ملک خاص بن جاوے گا"۔ "سر ڈبلیو ڈرسنڈ لکھتے ہیں کوئی دو عبرانی فاضل چھ آیتوں کا یکساں اور متفق ترجمہ نہیں کرتے"۔ الغرض اسی طرح ہم بہت سے عیسائی علماء کے اقوال نقل کر سکتے ہیں مگر مضمون طویل ہو جاتا ہے۔ اس تمام بیان سے بصفائی ثابت ہوتا ہے کہ مذہب عیسوی اپنی موجودہ صورت اور بائبل کی اس گرگٹ رنگ ہیئت میں اپنی تردید و تکذیب کے لئے آپ ہی بس ہے۔ قبل اس کے کہ ہم اس مضمون کو ختم کریں اخبار ایکو سے ایک اور اقتباس یہاں نقل کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ "گبن لکھتا ہے کہ علمائے قدیم جو اپنے تئیں علماء ربانی کے نام سے نامزد کرتے انکی یہ عادت تھی کہ مختلف نوشتے اور مقدس تحریریں وضع کرتے اور ان تحریروں کو اسلاف کبار نصاریٰ کے نام سے موسوم کرتے۔ چنانچہ اتھانیسیس اور اگسٹن کی تصانیف و حالات وجلیس اور ہامس کے شاگردوں کی شکل میں دکھائی گئی ہیں۔ اور مشہور اعتقاد یعنی تثلیث اور حلول کا حیرت انگیز معما الیفرقن سکول کی تعلیمات کا

نتیجہ ہے ۔ (۱) سینٹ اتھانیسس ہرگز اسطریق کا بانی نہیں ہے جو کہ ہمارے گرجوں میں مروج ہے۔ (۲) اس طریق کی نسبت پختہ طور پر ثابت ہوا ہے کہ اس کی وفات کے ایک سو سال بعد اختراع ہوا۔ (۳) ابتدا میں وہ لاطینی زبان میں تالیف ہوا جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مغربی ممالک میں وضع کیا گیا۔ عجیب بات یہ ہے کہ جس وقت یہ تالیف جناڈیس قسطنطنیہ کے پوپ کی نگاہ سے گذری وہ اسکو پڑھکر ایسا حیران ہوا کہ اس نے بڑی صفائی سے یہ بیان کیا کہ یہ کسی منوائے مخبط الحواس کی تالیف ہے۔ اُن دغاعوں کے ناپاک ہاتھوں نے پاک نوشتوں کو بھی تو نہیں چھوڑا۔ مثلاً یہ آیت تین ہیں جو آسمان میں گواہی دیتی ہیں (یوحنا باب ۱۔ ورس ۷۔ ۵) اس کی وضعیت اور افترا ہونے کی یہ کافی دلیل ہے کہ پرانے ترجمے۔ صحیح قلمی نسخے اور اسلاف اس سے بالکل خاموش اور بے خبر ہیں۔

الحاصل یہاں تک تو یہ معاملہ خود عیسائیوں کے اقرار صالح سے ثابت ہے مگر جو اصلی سچی بات اور واقعی حقیقت ہے اس کا کھلا کھلا اور پورا اعتراف نہیں کیا گیا کیونکہ بیشمار واقعات ابھی اس پردہ کے پیچھے ہیں جو باتفاق ظاہر کرتے ہیں کہ متداولہ عیسائی انجیل قطعاً موضوع غیر مستند۔ ناقابل وثوق اور یقیناً غیر الہامی ہے مگر خداوند حکیم کا شکر ہے کہ قرآن کریم اور فرقان مجید کے حصن حصین میں اس قسم کے شکوک و وساوس ہمارے اعتباریوں کو ہرگز راہ نہیں۔

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

(حکیم الامۃ کی بیاض سے)

(۳ر مئی ۱۸۹۹ء کو یہ چند تفہیمات ہوئیں)

طمع سے سرقہ پیدا ہوتا ہے طامع کا پہلے تو اشیاء صغیرہ پر ہاتھ پڑتا ہے پھر قطع ید تک اسکی نوبت پہونچتی ہے قال صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ السارق یسرق البیضۃ فتقطع یدہ

پھر محسنوں پر تعدی کرتا ہے پھر اقرب الاقارب اخوان پر پھر قابل اساتذہ و احباب پر

طمع کی اولاد میں طول امل ہے۔ اور اس کے احفاد میں ہے تولی عن ذکر اللہ تولی عن کتاب اللہ اَلظہر وا۔ واتبعوا ماتتلوا الشیطین علی ملک سلیمن اشتغال باللعب۔ اسی طمع کی نسل ہے

طمع کا نتیجہ

ناکامی ۔ سوء ظن علی اللہ ۔ حسن ظن علی النفس بداخلاقی طامع اخوان و احباب سے کیونکہ جس عزت فتح و نصرت فضل کا امید وار ہوتا ہے وہ کامل طور پر نصیب نہیں ہوتے ۔ تو کبھی مولی کریم رب العالمین رحمن رحیم اور اس کی تقدیر پر نعوذ باللہ تبرے بول اٹھتا ہے اور کبھی احباب و انصار کو ہدف ملامت بنا کر اپنا دشمن بنا لیتا ہے کیس فعل ما قدرہ کو جانتا ہی نہیں کہ کس مامور کا ارشاد ہے صلی اللہ علیہ وسلم وعصیتم من بعد ما اراکم ما تحبون اور اعجبتکم کثرتکم واقعات صحیحہ ہیں کہ نہیں اسی واسطے اعلیٰ طبقہ مہاجر و انصار نے کبھی چاہا کہ مجھے فلاں حکومت میں حصہ ملے اور فلاں تحصیل اموال میں مجھے بھیجا جاوے

فضل ۔ اور عبد المطلب بن حارثہ کے والدین نے ارادہ کیا اور ابو الامۃ بعد النبی صلے اللہ علیہ وسلم ابو الحسن علیہ السلام کی مخالفت اس امر میں ابو موسی کے ساتھیوں کا مال طلب کرنا سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کو محروم کرنا ابو موسی اشعری کا غدر شواہد عدل ہیں

بل

اس پر اگر زیادہ غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے کبھی ادنی معاملات کے لئے دعا بھی نہ منگوائی کہ میرے اولاد ہو میرا مال بڑھے تجارت میں نفع ہو جیسے آج کل امتحانات کی کامیابی ۔ ترقی تنخواہ۔ اولاد ۔ دفائن خزائن پر اطلاع ۔ واقعات کے قبل از وقت اطلاع کی خواہشیں نظر آرہی ہیں ہاں اوامر الہیہ میں فطرۃ کے نیچے رہ کر تقاضائے فطرت کو پورا کرنا ضروری ہے بشرطیکہ ہوا خواہان تجربہ کار سے مشورہ نظر بر تال اور دوربینی کی جاوے امرھم شوری بینھم و شاورھم فی الامر

پھر عزم تام ۔ پھر تدابیر کاملہ۔ پھر شجاعت اور ہمت بلند اور استقلال و صبر آخر میں حزم و احتیاط تام سے کام لے اعوان و انصار بل اعدا کے ساتھ بھی لطف ۔ نرمی ۔ تجاہل اغماض سے کام لے۔

تعداد ازواج کی ضرورت

التقوی ۔ وحفظ القوی

(۱) عدم موافقت ہے اور طلاق کا موقع نہیں (۲) عقم (۳) حمل اور اسپر ارضاع کی مدت دراز اور علاوہ براں مرد تناسلی مزاج ہے (۴) کبر کثرت تولد بنات بعض بلاد و خاندانوں

(۵) پولیٹیکل مصالح اور ریاست کی ضرورت (۶) عورتیں غالباً پچاس برس کے بعد قابل نسل نہیں رہتیں بخلاف مردوں کے کہ وہ نوے برس تک ہمارے ملک میں قابل ہیں (۷) فطرتاً عورت مرد الیناقی نسل میں جوڑہ پیدا نہیں ہوتے (۸) مشاہدہ کثرت زنا جن بلاد میں تعدد ازدواج جائز نہیں (۹) وقوع قتل ازدواج ایسے بلاد میں بضرورت تحت کسی اور سے (۱۰) عورتوں کو ممکن نہیں کہ ایک سال میں مرد کے لئے کئی لڑکے جن دیں اور مرد کو ممکن ۔ (۱۱) قدرت نے توالد تناسل میں عورت کو بہ نسبت مرد کے بہت بوجھ رکھا ہے اور اولاد کے منافع میں قریباً دونوں شریک ہیں۔

مندرجہ بالا اسباب ہیں جو تعدد ازدواج کی ضرورت کو بیان کرتے ہیں۔

غور طلب

عالم کا ہر ایک واقعہ نصیحتوں کی کتاب اور خود انسان کا نفس عبرتوں کا دفتر ہے قرآن مجید ان تمام نصیحتوں اور عبرتوں کی یاد دہانی سے بھرا ہوا ہے پھر نوٹ تجربہ نہیں بخشتی چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ۔ زمین میں اہل حق کی واسطے نشانات ہیں اور تمہارے نفوس میں بھی کیا تم نہیں دیکھتے ؟ پس کیا عالم کے واقعات اور اپنے نفس سے تم کو کچھ نہیں ہوتی کہ احکام خداوندی کی نافرمانی سے ظاہر میں کیا حال ہوگا اور نفس کیسے خراب ہوگئے تو پھر ابھی انکار قرآنی سے متنفر رہوگے

ڈائری

امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام

مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب

خطبہ الہامیہ اور تفسیر سورۃ الحمد جو اندنوں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھ رہے ہیں اُس کے متعلق فرمایا

(اب ہم اس طرح قلم برداشتہ لکھتے جاتے ہیں کہ گویا ہمیں معلوم بھی نہیں ہوتا کہ کیا لکھ رہے ہیں ۔ یہ بھی ایک سلسلہ الہام کا معلوم ہوتا ہے کہ بے تکلف مضامین اور الفاظ آتے جاتے ہیں۔

۱۸ - اپریل سنہ ۱۹۰۱ء کو آپ نے ایک الہام سنایا تھا (سال دیگر را کہ می داند حساب تا کجا رفت آنکہ با ما بود یار)

۹ رمئی سنہ ۱۹۰۱ء کو آپ نے یہ الہام سنایا (آج سے بہ شرف دکھائیں گے ہم)

اس بات کا ذکر آیا کہ آج کل لوگ بغیر سچے علم اور واقفیت کے تفسیریں لکھنے بیٹھ جاتے ہیں اس پر فرمایا

(تفسیر قرآن میں دخل دینا بہت نازک امر ہے ۔ مبارک اور سچا دخل اُسکا ہے جو خدا کے روح القدس سے مدد لے کر دخل دے ورنہ علوم مروجہ کی بنا پر لکھنا دنیا داروں کی چالاکیاں ہیں)

ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ میرا بھائی فوت ہو گیا ہے ۔ میں اُس کی قبر پکی بناؤں یا نہ بناؤں فرمایا (اگر نمود اور دکھلاوے کے واسطے پکی قبریں او نقش و نگار اور گنبد بنائے جائیں تو یہ حرام لیکن اگر خشک ملا کی طرح یہ کہا جائے کہ ہر حالت اور ہر مقام میں پکی ہی اینٹ لگائی جائے تو یہ بھی حرام ہے

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

عمل نیت پر موقوف ہے ہمارے نزدیک بعض وجوہ میں پکی کرنا درست ہے ۔ مثلاً بعض جگہ سیلاب آتا ہے بعض جگہ قبر میں سے میت کو کتے اور بجو وغیرہ نکال لے جاتے ہیں مردے کے لئے یہی ایک عزت ہوتی ہے ۔ اگر ایسے وجوہ پیش آجائیں تو اُس حد تک نمود اور شان نہ ہو بلکہ صدمہ سے بچانے کے واسطے قبر کا پکا کرنا جائز ہے اللہ اور رسول نے مومن کی لاش کے واسطے بھی عزت رکھی ہے ورنہ عزت ضروری نہیں تو غسل دینے کفن دینے خوشبو لگانے کی کیا ضرورت ہے مجوسیوں کیطرح جانوروں کے آگے پھینک دو مومن اپنے لئے ذلت نہیں چاہتا حفاظت ضروری ہے ۔ جہاں تک نیت صحیح ہے خدا تعالے مواخذہ نہیں کرتا ۔ دیکھو مصلحت الٰہی نے یہی چاہا کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پختہ گنبد ہو اور کئی بزرگوں کے مقبرے پختہ ہیں مثلاً نظام الدین فرید الدین قطب الدین معین الدین رحمۃ اللہ علیہم یہ سب صلحا تھے ۔)

ایک شخص کا تحریری سوال پیش ہوا کہ محرم کے دنوں امامین کی روحکو ثواب دینے کے واسطے روٹیاں وغیرہ دینا جائز ہے یا نہیں فرمایا (عام طور پر یہ بات ہے کہ طعام کا ثواب میت کو پہونچتا ہے ۔ لیکن اس کے ساتھ شرک کی رسومات نہیں چاہئیں ۔ رافضیوں کی طرح سوانگ کا کرنا ناجائز ہے)

ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ اگر آپ کو ہر طرح سے ... مانا جائے اور آپ کے ...

اور اخلاص ہو مگر آپ کی بیعت میں
انسان شامل نہ ہووے تو اس میں کیا
حرج ہے فرمایا۔ بیعت کے معنے
ہیں اپنے تئیں بیچ دینا۔ اور یہ ایک
کیفیت ہے جسکو قلب محسوس کرتا ہے
جب کہ انسان اپنے صدق اور اخلاص
میں ترقی کرتا کرتا اس حد تک پہنچ
جاتا ہے کہ اس میں یہ کیفیت پیدا
ہو جائے تو وہ بیعت کے لئے خود
بخود مجبور ہو جاتا ہے۔ اور جب تک
یہ کیفیت پیدا نہ ہو جائے تو انسان
سمجھ لے کہ ابھی اس کے صدق اور
اخلاص میں کمی ہے)

اس بات کا ذکر آیا کہ لاہوری علماء
نے الٰہی بخش ملہم سے یہ سوال کیا کہ
کہ آیا تمہارا الہام تلبیس ابلیس سے
معصوم ہے یا نہیں جس کے جواب
میں الٰہی بخش نے کہا کہ میرا الہام دخل
شیطان سے پاک نہیں اس پر حضرت
اقدس امام معصوم نے فرمایا
کہ یہ لوگ نہیں جانتے کہ اس میں کیا
ستر ہے۔ اور کسی کا الہام یا کشف
شیطان کے دخل سے کہاں تک پاک
ہوتا ہے۔ انسان کے اندر دو قسم
کے گناہ ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن سے
انسان خدا کی نافرمانی دیدہ دانستہ
کرتا ہے اور بے باکی سے گناہ کرتا
ہے ایسے لوگ مجرم کہلاتے ہیں
یعنی خدا سے اُن کا بالکل قطع تعلق
ہو جاتا ہے اور وہ شیطان کے
ہو جاتے ہیں۔ اور دوسرے وہ
لوگ جو ہر چند بدی سے بچتے ہیں
مگر بعض وقت بسبب کمزوری کے
کوئی غلطی کر بیٹھتے ہیں۔ سو جسقدر
انسان گناہوں کو چھوڑتا اور خدا
کی طرف آتا ہے اسیقدر اس کی
خواب اور کشف دخل شیطانی سے
پاک ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ
جب وہ ان تمام دروازوں کو بند
کر دیتا ہے جو شیطان کے اندر
آنے کے ہیں تب اس میں سوائے
خدا کے اور کچھ نہیں آتا۔

جب تم سنو کہ کسی کو الہام ہوتا ہے
تو پہلے اُس کے الہامات کیطرف
مت جاؤ۔ الہام کچھ شے نہیں
جب تک کہ انسان اپنے تئیں شیطان
کے دخل سے پاک نہ کرلے اور بیجا
تعصبوں اور کینوں اور حسدوں سے
اور ہر ایک خدا کو ناراض کرنیوالی
بات سے اپنے آپ کو صاف نہ کرلے
دیکھو اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک
حوض ہے اور اس میں بہت سی
نالیاں پانی کی گرتی ہیں۔ پھر اُن نالیوں
میں سے ایک کا پانی گندہ ہے تو
کیا وہ سارے پانی کو گندہ نہ کر دے گا
یہی راز ہے جو حضرت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا گیا کہ ما
ينطق عن الهوى ان هو الا
وحی يوحى۔ ہاں انسان کو ان
کمزوریوں کے دور کرنے کے واسطے
استغفار بہت پڑھنا چاہیئے۔
گناہ کے عذاب سے بچنے کے
واسطے استغفار ایسا ہے جیسا
کہ ایک قیدی جرمانہ دیکر اپنے تئیں
قید سے آزاد کرا لیتا ہے۔ مگر
استغفار سے خدا اسکو نیچے دبا
دیتا ہے۔

ضروری اعلان

سب احباب توجہ سے پڑھیں

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے
چندہ کا روپیہ اب تک مختلف بزرگان
قوم کے نام آتا رہا ہے۔ اور بڑا حصہ
اس کا عموماً حضرت مولوی نورالدین
صاحب کے نام آتا ہے۔ چندہ
بھیجنے والوں کو عموماً یہ فکر ہوتا ہے
کہ وصولی روپیہ کی رسید انکو ملے۔
پہلے اس کا کوئی مطلقاً انتظام نہ تھا
سوائے اس کے کہ پرائیوٹ خطوط میں
کبھی رسید دیدی جاتی۔ چند ماہ سے
یہ التزام کیا گیا تھا کہ ہر مہینہ کا وصول
شدہ چندہ بذریعہ الحکم شائع کر دیا
جایا کرے۔ لیکن اس طریق میں
ایک تو یہ نقص رہا کہ ایک ماہ یا اس
سے بھی زیادہ دیر کے بعد احباب
کو وصولی چندہ کی اطلاع پہونچتی اور
درمیانی وقفہ میں انکو فکر رہتا اور
دوسری ہر جگہ الحکم پہنچ بھی نہ
سکتا تھا۔ اور چندہ بھیجنے والے عموماً
رسیدیں طلب کرتے تھے۔ لہذا
مجلس منتظم مدرسہ نے تجویز کیا ہے
کہ آیندہ ہر ایک چندہ بھیجنے والے
کو باضابطہ رسید دی جایا کرے
جس پر مدرسہ کی مہر اور چندہ وصول
کرنے والے عہدہ دار کے دستخط ہوں۔
مدرسہ کے اخراجات اور آمدنی کے بڑھ
جانے کے باعث یہ کام کسقدر وقت
چاہتا ہے اور حضرت مولوی نورالدین
صاحب یا حضرت مولوی عبدالکریم
صاحب کی اوقات گرامی اس بوجھ
کی متحمل نہیں ہو سکتی کہ ہر ایک چندہ
بھیجنے والے کو باضابطہ رسید دیں
لہذا مجلس منتظمہ نے یہ بھی تجویز کیا ہے
کہ مدرسہ کا کل روپیہ خواہ وہ چندہ
عام اغراض فنڈ یا عمارت فنڈ
یا مسکین فنڈ یا عید فنڈ کا ہو سکرٹری
مجلس منتظمہ کے نام آیا کرے جو اس
روپیہ کو امین صاحب (حضرت
مولوی نورالدین صاحب) کے پاس
جمع کرا کر بھیجنے والے کو باضابطہ
رسید دیا کریں گے۔

لہذا تمام احباب کی خدمت میں
جو کسی قسم کا چندہ مدرسہ کے لئے
ارسال فرمادیں یہ التماس ہے کہ
وہ خاکسار سکرٹری کے نام روپیہ
بھیجیں اور اپنا پورا پتہ منی آرڈر کے کوپن
پر جو اسی غرض کے لئے ہوتا ہی درج
فرمایا کریں تا بلا توقف باضابطہ
رسید انکی خدمت میں بھیجی جائے۔

الملتمس خاکسار محمد علی ایم اے سکرٹری مجلس منتظمہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

بیعت

امام الدین صاحب - دیگران ضلع ہزارہ تحصیل و ڈاک خانہ مانسہرہ
غلام حسن صاحب " عبد الرحیم صاحب "
گل حسن صاحب " سلطان محمد صاحب "
غلام محی الدین صاحب اتالیق پیران خان بہادر ملک شیر محمد خان صاحب ٹوڑتہ محمد شاہ پور -
نور محمد صاحب - کھاریاں ضلع گجرات
کرم دین صاحب " محمد حیات صاحب "
غلام قادر محمد صاحب " احمد صاحب "
فضل الٰہی صاحب " محمد دین صاحب - آڑہ متصل کھاریاں " "
حسن محمد صاحب کھاریاں "
شیخ محمد الدین صاحب نائب شرف الدار ساکن سیالکوٹ -
محمد بیگ صاحب - سیالکوٹ جیٹھی سیاں
سعید احمد صاحب - دیگران - ہزارہ
ہمشیرہ " والدہ "
جان محمد صاحب معہ اہلبیت - رنگپاں
ضلع سیالکوٹ حال مدرس اول مدرسہ ڈسکہ
ضلع سیالکوٹ رحمت اللہ صاحب "
عنایت اللہ صاحب "
مسماۃ حبیب النساء صاحبہ دختر سید اصغر حسین صاحب - اورین ضلع مونگیر ڈاک خانہ گھرا - ملک اودھ
ماسٹر سید ظہور احمد صاحب گیلانی -
منقذارہ ضلع الہ آباد - نواب گنج ڈاک خانہ خاص سنڈارہ
الٰہ دین صاحب دانہ ضلع ہزارہ
عنایت اللہ صاحب جمعدار " "
نور محمد صاحب ادرحمہ ضلع شاہ پور دربار
سید احمد صاحب حیدر آباد دکن - امیر بی بی صاحبہ - بیگم صاحبہ محمد عبد الرحیم صاحب
سید عبد القادر صاحب مریم بی بی صاحبہ
کلثوم بی بی صاحبہ فخر النساء بیگم صاحبہ
ظہیر النساء بیگم صاحبہ شمس النساء بیگم صاحبہ فاطمہ بی بی صاحبہ زینب بی بی صاحبہ عائشہ بی بی صاحبہ - معرفت سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائیکورٹ

سیرۃ مسیح موعود

کی نسبت ایک تجویز اور احباب سے اُس پر عمل کرنے کی درخواست

کبھی انسان کی کوشش میں برکت ڈالنا اور اُس کی ناچیز مزدوری کو قبول کر لینا خدا کے فضل پر موقوف ہوتا ہے - مجھے اس بات کے معلوم کرنے اور اظہار کرنے سے بڑی خوشی ہے کہ میری یہ کتاب خدا تعالیٰ کے اذن سے ویسی ہی مقبول ہوئی جیسی مجھے توقع تھی - بہت سے اپنے اور محض بے تعلق لوگوں نے مجھے لکھا کہ اس کتاب نے اضطراب کی تاریک گھڑیوں میں حضرت مرسل اللہ مسیح موعود علیہ السلام کی شناخت میں مشعل کا کام دیا ہے - آج کل کے باخداق تعلیم یافتہ نوجوانوں کو اس سے خصوصاً بہت فائدہ حاصل ہوا - درحقیقت دور دراز جگہوں میں رہنے والوں کے دل میں طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا تھا اور روحیں اس کے جواب کے لئے تڑپتی تھیں کہ اتنے بڑے دعوے کرنے والے کی جس کی تعلیمات نے دوست و دشمن میں ایک شورش پیدا کر دی ہے عملی زندگی اور اخلاقی حالت کیسی ہے - اور وہ خدا اور خلق کے حقوق کے ادا کرنے سے کیونکر عملاً عہدہ برآ ہوتا ہے - خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ مختصر مگر اصول کے لحاظ سے عظیم الشان کتاب ان امور کی حیثیت سے خلیفۃ اللہ کی سچی تصویر جہان کو دکھانے کی خوب متکفل ہوئی - حقیقت میں تعجب ہے کہ اس چھوٹے سے شیشہ نے کیونکر اتنے بڑے قد و قامت کی جو آدم - نوح - ابراہیم موسیٰ - یوسف عیسیٰ - محمد احمد (علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام) کے اعضا و اجزا سے مرکب اور مختصر ہے پوری ہو بہو تصویر دکھائی -

کوئی چھ سال سے میرے دل میں یہ ارادہ مخفی تھا - اس کی تحریک کی جڑ وہی حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ اور اس کی تاثیر دلوں میں تھی - میں آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرۃ طیبہ کو پڑھ کر بارہا محسوس کر چکا تھا کہ عشاق کے قلوب کے خرمن میں محبت کی چنگاری ڈالتی ہیں اس کو کس قدر تاثیر اور قوت ہے اور محبت ہی ایک سیڑھی ہے جس کے ذریعہ اتباع کے رفیع ایوان میں پہونچنا ممکن ہے -

اس بنا پر مجھے بہت ضروری معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود کی سیرۃ کی ہیئت میں اپنے محبوب و مولیٰ سید الاصفیا صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کی دلربا تصویر نئے سر سے دکھاؤں جس کی خوبصورتی پر بیداد گر متعصب عیسائی اور جاہل ملحدوں نے کثیف پردے ڈال کر اس کے شمائل اور خط و خال ایسے کر ڈالے تھے کہ اُن کی مخصوص دل ربائی اور شان اور ادا بالکل جاتی رہی تھی - میں سچ سچ اور صاف صاف اعتراف کرتا ہوں کہ میرا اصل مقصد ہر رنگ اور طرز میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوگوں کو کھینچنا اور آپ ہی کی محبت کے وسائل ایجاد کرنا ہے - میری بصیرۃ اور ایمان اور علم صحیح اور تجربہ وسیعہ کے نزدیک اس وقت حضرت مسیح موعود کی سیرت کا لکھنا اور ناواقف لوگوں کو خدا تعالیٰ کے اس برگزیدہ کی خصوصیات زندگی کے اسرار پر مطلع کرنا جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندہ تصویر اور ہو بہو تصویر دکھانا تھا - میں ایک بھید کی طرف خود خداوند

حکیم علیم اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اشارہ کیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے پیشگوئیوں میں اور وحی کے طور پر بھی آپ کا نام **احمد** رکھ کر صاف سمجھا دیا کہ ایک زمانہ میں وہی احمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پھر بروزی طور پر احمد قادیانی کی شکل میں جلوہ گر ہوگا جب کہ پہلی خوبصورت تصویر کو نکتہ چینیوں اور بدعتوں کے دست درازیاں قطعاً ناقابل شناخت کر دینگی اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے کہ اس کا نام میرا نام ہوگا پردہ ہی کھول دیا کہ وہ درحقیقت میں ہی ہوں گا۔ اسی راز کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی اور سب سے زیادہ صاف زبان میں اس اہم مطلب پر بولتی ہے **واخرین منھم لما یلحقوا بھم**۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ **اخرین** کے معلم بھی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے اور اس گروہ کی تربیت بلا واسطہ اسی طرح کریں گے جیسے صحابہ کی تربیت کی۔ اور یہ قطعاً فیصلہ ہو چکا ہے کہ **اخرین منھم** مسیح موعود علیہ السلام کی برگزیدہ جماعت ہے۔ اس سے صاف کھل گیا کہ **احمد قادیانی** درحقیقت وہی احمد عربی ہے یا یوں کہہ لو کہ احمد عربی اب احمد قادیانی بن کر آ گئے ہیں۔

غرض خدا نے ہی میرے دل میں ارادہ ڈالا تھا اور اسی نے اس کی تکمیل کے لئے اسباب اور وسائط بھی مہیا کر دیئے۔ اگر وہ ارادہ اس کی طرف سے نہ ہوتا تو میں عام لوگوں اور مہمانوں کی طرح مہمان خانہ کی مقررہ کوٹھڑیوں میں معمولاً رہتا اور میں ہمیشہ انہی میں بلا امتیاز اور خصوصیت کے رہا کرتا تھا۔ توفیق نے مجھے نیچے سے اوپر کھینچا اور بعد کو قرب سے اور عمومیت کو خصوصیت اور بین امتیاز سے بدلا اور یوں آپ کی اندرونی اور بیرونی سیرۃ پر اطلاع پانے کے وہ سامان اور مواد میسر آئے جو کسی اور صورت میں اور غیر کو میسر نہیں آ سکتے تھے۔ **فللہ الحمد فی الاولی و الاخرۃ**۔

راستباز کی بڑی پہچان یہ ہے کہ ہر طرف سے اس کو نصرت ملتی ہے۔ منہاج نبوت پر جس میزان میں چاہو اسے تولو اور جس محک پر اسے چاہو کسو وہ ہر طرح پورا اور کھرا ہی نکلے گا۔

میں نے سادہ طور پر روزمرہ کے واقعات جمع کئے اور اپنی طرف سے کسی قسم کی آمیزش کے بغیر سچے حالات مرتب کئے مگر جب ان رنگوں اور اجزا اور مواد کی تصویر تیار کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہو بہو تصویر ہے۔ یہ خدا کا فضل تھا اور اسی کا ارادہ تھا جو تکمیل کو پہنچا۔ ممکن تھا کہ ایسے رنگ جمع ہوتے کہ ان کی تصویر آخر کسی اور معمولی آدمی کی تصویر ثابت ہوتی مگر خدا کی قدرت جب بن بنا کر مجسمہ تیار ہوا تو شکل و شمائل میں حرکات و سکنات میں۔ نطق و سکوت میں غرض ہر ادا میں احمد عربی تھا علیہ افضل الصلوات والتسلیمات۔ خدا تعالیٰ گواہ اور آگاہ ہے کہ اس میں میرا قصد اور نفس اور ہاتھ شامل نہیں۔ یہ تقدیر ازلی تھی جو آخر جلوہ گر ہوئی۔ گر تو نمی پسندی تغیر کن قضا را۔

میں صدق دل سے اعتقاد رکھتا ہوں کہ کسی مفتری اور کذاب یا غیر مامور اور مرسل کے یہ لائق ہرگز نہیں ہو سکتی جو سیرۃ مسیح موعود نے دکھائی ہے۔ اور اس لئے تحدی اور دعوی سے کہتا ہوں کہ کوئی شخص کسی کا کیسا ہی **رفیق** اور حامی کیوں نہ ہو اور کوئی مرید آج کسی گدی نشین اور پیر طریقت کی ایمان اور بصیرت اور علم اور دانش سے ایسی تصویر نہیں دکھا سکتا جس کی اسارير وجہ معاً رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو یاد دلاویں۔ دنیا میں صرف ایک ہی **نمونہ** ہے جو رسول نما اور خدا نما ہے۔ ایک ہی انسان کامل ہے جو تمام نبیوں کی تصاویر کا زندہ البم (مرقع) ہے۔ انبیا علیہم السلام کی طرز زندگی کا آئینہ۔ ان کے مقتدرانہ معجزات و آیات کے ثبوت کا ذریعہ۔ غرض ہر قسم کے کمالات نبوت کا ظلی طور پر زندہ نمونہ اور ثبوت ایک ہی برگزیدہ ہے جس کا نام ہے

مرزا غلام احمد قادیانی

باقی تمام نام اور گدیاں اپنے اعمال کی شامت سے بتیہ کے ساتھ ہلاک ہو چکے ہیں **قل اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء**۔

غرض اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ یہ کتاب خدا کے فضل سے بہت ہی مفید ثابت ہوئی ہے۔ ایک بات افسوس کے قابل ضرور ہے کہ اشاعت بہت کم ہوئی۔ شیخ **یعقوب علی** صاحب نے اپنی لاگت سے سات سو جلدیں چھپوائی تھیں اور ۸ر قیمت رکھی تھی۔ کچھ حصہ لوگوں نے خرید لیا اور دو سو کے قریب جلدیں عاشق مسیح اہل ہمت دوستوں نے خرید کر مفت تقسیم کرنے کو مجھے دیدیں جنہیں میں نے اطراف و اکناف میں مفت بھیجا۔ اور یوں غریب مگر اہل دل لوگوں کو بہت نفع پہنچا۔ اب شیخ صاحب موصوف سے باقی ماندہ ۳۵۰ جلدیں مدرسہ تعلیم الاسلام کی کمیٹی نے یکمشت خرید کر لی ہیں۔

اس طرح کمیٹی نے حضرت مسیح موعود کی دعوت کو دنیا میں پھیلانے کا عشق رکھنے والے دوستوں کو دوہرا ثواب حاصل کرنے کا موقعہ دیا ہے۔ ہر ایک باہمت دوست کم سے کم چھ جلدیں خریدیں اور مفت تقسیم کریں اور جس قدر ساتھ احباب خریدار پیدا ہوں تو ساری جلدیں ایک دفعہ ہی نکل جاتی ہیں اسطرح ایک ہی وقت میں تبلیغ بھی ہو جاتی اور مدرسہ کو بھی امداد ملجاتی ہے مجھے توی امید ہے کہ میرے پیارے اور مکرم دوست میری اس درخواست کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں گے اور بہت جلد اس کار خیر میں حصہ دار ہوں گے۔ اس کے سوا ایک اور کتاب

مسک العارف

جناب مولانا مولوی سید محمد احسن امروہی کی تالیف مدرسہ کی ملک ہے۔ اس کی ۷۰۰ جلدیں اب تک موجود ہیں یہ کتاب بھی ہماری جماعت کے لئے مفید اور نافع ہے پہلے اسکی قیمت چار آنے تھی مگر اب کمیٹی مدرسہ تعلیم الاسلام نے یکمشت ساری خرید کر اس کی قیمت ڈیڑھ آنہ مقرر کردی ہے۔ آرزو تھی کہ یہ کتاب مفت ہوتی اور ایسا ہی سیرۃ مسیح بھی مفت ہوتی اور ہزاروں جلدیں مفت تقسیم ہوتیں اس لئے کہ ملک میں ہنوز ایسی قدر دانی کا مادہ پیدا نہیں ہوا کہ ایسی کتابوں کو قیمتاً خرید کر پڑھیں۔ اور ابتلا کے ایام اس امر کی اجازت نہیں دیتے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ ایسی اہل ثروت و فتوت انصار پیدا کر دے گا جو ہماری اس پاک آرزو کو پوری کر دیں گے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔ بھائیوں کو چاہئے کہ بہت جلد اس کتاب کی متعدد جلدیں خرید کر اپنے شہروں میں تقسیم کریں۔ راقم عبد الصمد احمدی [illegible]

رسالہ سراج الحق حصہ دوم حضرت اقدس کی تازہ تصنیف قیمت [illegible] - سراج الحق نعمانی از دارالامان قادیان

مختلف خبریں

ٹرکی کے قصبہ برغاص میں ایک عیسائی نے رات کے وقت نشہ شراب میں اپنے والدین اور ایک بیٹی کو قتل کر دیا جب نشہ اترا تو اپنی ناشائستہ حرکت پر نادم ہو کر خودکشی کر لی۔

میدان عرفات میں امسال حج کے موقع پر ۳ لاکھ حاجی جمع ہوئے

رنگون میں ۸ مئی کو مٹی کے تیل کے ایک حوض میں آگ لگی ایک یوروپین اور ۱۴ آدمی دیسی اس حادثہ سے ہلاک ہوئے۔

پورٹ ایلزبتھ میں بھی طاعون کی ایک واردات ہوئی۔

خلیج فارس میں سخت طوفان آیا انڈو یورپین ٹیلگراف کی بحری اور بری لائنیں ٹوٹ گئی ہیں۔

ڈاک کی پارسلوں کے محصول کی تخفیف منظور کی گئی ۲۰ تولہ تک ۲ر ۴۰ تولہ تک ۴ر اور اس سے اوپر ۲۴۰ تولہ تک ہر چالیس تولہ یا اس کے جزو کے لئے ۲ر محصول ہوگا۔ تاریخ عملدرآمد ابھی مقرر نہیں ہوئی۔

قسطنطنیہ کے عجائب خانہ کی عمارت ڈیڑھ لاکھ روپے کے خرچ سے بڑھائی جا رہی ہے بغداد کے قریب دریائے دجلہ سے عباسیہ عہد کی جو تیس ہزار اشرفیاں ملی ہیں وہ عجائب خانہ میں رکھی جائیں گی

زوسنج (واقع سوئٹزرلینڈ) کے ایک فوٹوگرافر نے اپنی تازہ ایجاد کی مدد سے سو میل کے فاصلہ سے فوٹو لیا۔

واقعات صحیحہ

کی قیمت جو گذشتہ نمبر میں درج کی ہے وہ علاوہ محصول ڈاک ہے یعنی ۱ر قیمت علاوہ محصول ڈاک اور ۱۰ر مع محصول ڈاک مع ضمیمہ ۱ر علاوہ محصول اور ۲ر مع محصول ڈاک

حیدرآبادی مہمان

اس ہفتہ دارالامان میں علاوہ اور بہت سے مہمانوں کے حیدرآباد دکن سے ہمارے مکرم احباب جناب سید **محمد رضوی** صاحب وکیل ہائی کورٹ اور جناب مولانا مولوی **سید محمد سعید** صاحب صدر مدرس اور جناب **نواب باقر نواز خان صاحب بہادر** مع چند رفقا کے تشریف لائے سید صاحب موصوف ۲۰ مئی سنہ ۱۹۰۱ء کو واپس حیدرآباد جائیں گے آپ دارالامان کی مسجد بیت الذکر کے لئے دری کا عمدہ فرش لائے ہیں جزاھم اللہ احسن الجزاء

امیر صاحب کابل نے ایک بےنظیر **کلام اللہ** شاہ ایران کو تحفتاً ارسال کیا۔ اس کی جلد مرصع کار طلائی ہے۔ اور صرف جلد کی لاگت ساڑھے چار لاکھ روپے اندازہ کی گئی ہے۔ جلد خالص سونے کی ہے۔ اور پھر تین انچ موٹی ہے اور اس پر ۱۶۷ موتی اور ۱۲۴ لعل اور ۱۰۹ الماس نہایت بیش بہا خوبصورتی سے جڑے ہوئے ہیں۔

رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

صفر سنہ ۱۳۱۹ھ

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

[illegible]

نمبر ۱۹ | دار الامن و الامان قادیان ۲۴ مئی سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات امام الزمان

(سلمہ الرحمٰن)

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۱۸ جلد ۵ -

سوال آپ کا خیال مسیح کی صلیب کی نسبت کیا ہے۔

جواب میں اسکو نہیں مانتا کہ وہ صلیب پر مرے ہوں بلکہ میری تحقیقات سے یہی ثابت ہوا ہے کہ وہ صلیب پر سے زندہ اتر آئے اور خود مسیح علیہ السلام بھی میری رائے کے ساتھ متفق ہیں حضرت مسیح علیہ السلام کا بڑا معجزہ یہی تھا کہ وہ صلیب پر نہیں مریں گے۔ کیونکہ یونس نبی کے نشان کا انھوں نے وعدہ کیا تھا۔ اب اگر یہ مان لیا جائے جیسا کہ عیسائیوں نے غلطی سے مان رکھا ہے کہ وہ صلیب پر مر گئے تھے تو پھر یہ نشان کہاں گیا۔ ؟ اور یونس نبی کے ساتھ مماثلت کیسی ہوگی۔ یہ کہنا کہ وہ قبر میں داخل ہو کر تین دن کے بعد زندہ ہوئے بہت بیہودہ بات ہے اس لیے کہ یونس تو زندہ مچھلی کے پیٹ میں داخل ہوئے تھے نہ مر کر۔ یہ نبی کی بے ادبی ہے اگر ہم اسکی تاویل کرنے لگیں۔ اصل بات یہی ہے کہ وہ صلیب پر سے زندہ اتر آئے۔ ہر ایک سلیم الفطرۃ انسان کو واجب ہے کہ جو کچھ مسیح نے صاف لفظوں میں کہا اسکو محکم طور پر پکڑیں۔ حضرت عیسیٰ پر ایک غشی کی حالت تھی۔ انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اور اسباب اور واقعات بھی اس قسم کے پیش آ گئے تھے کہ وہ صلیب کی موت سے بچ جائیں چنانچہ سبت کے شروع ہونے کا خیال۔ حاکم کا مسیح کے خون سے ہاتھ دھونا اس کی بیوی کا خواب دیکھنا وغیرہ خدا تعالیٰ نے ہمکو سمجھا دیا ہے اور ایک بہت بڑا ذخیرہ دلائل اور براہین کا دیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ہرگز ہرگز صلیب پر نہیں مرے صلیب پر سے زندہ اتر آئے غشی کی حالت بجائے خود موت ہوتی ہے یعنی سکتہ کی حالت میں نہ نبض رہتی ہے نہ دل کا مقام حرکت کرتا ہے بالکل مردہ ہی ہوتا ہے مگر پھر وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ مسیح کے نیچ کے دو بڑے زبردست گواہ ہیں اول تو یہ ہے کہ یہ ایک نشان اور معجزہ تھا ہم نہیں چاہتے کہ اس کی کسر شان کی جاوے اور وہ آدمی سخت حقارت اور نفرت کے لائق ہے جو اللہ تعالیٰ کے نشانات کو حقیر سمجھ لیتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تصدیق نہیں کرتے کہ وہ صلیب پر مرے ہیں بلکہ صلیب پر سے زندہ اتر آئے اور پھر اپنی طبعی موت سے مرنے کی تصدیق فرماتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی اگر انجیل کی ساری باتوں کو جو اس واقعہ صلیب کے متعلق ہیں یکجائی نظر سے دیکھیں تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ بات ہرگز صحیح نہیں ہے کہ مسیح صلیب پر مرے ہوں۔ حواریوں کو ملنا۔ زخم دکھانا کباب کھانا۔ سفر کرنا یہ سب امور ہیں جو اس بات کی نفی کرتے ہیں اگرچہ خوش اعتقادی سے ان واقعات کی کچھ بھی تاویل کیوں نہ کی جاوے لیکن ایک منصف مزاج کہہ اٹھیگا

کہ زخم لگے رہے اور کھانے کے محتاج رہے یہ زندہ آدمی کے واقعات ہیں۔ یہ واقعات اور صلیب کے بعد کے دوسرے واقعات گواہی دیتے ہیں اور تاریخ شہادت دیتی ہے کہ دو تین گھنٹہ سے زیادہ صلیب پر نہیں رہے اور وہ صلیب اس قسم کی نہ تھی جیسے آج کل کی پھانسی ہوتی ہے جس پر لٹکاتے ہی دو تین منٹ کے اندر ہی کام تمام ہو جاتا ہے بلکہ اس میں تو کیل وغیرہ ٹھونک دیا کرتے تھے اور کئی دن رہ کر انسان بھوکا پیاسا مر جاتا تھا۔ مسیح کے لئے اس قسم کا واقعہ پیش نہیں آیا وہ صرف دو تین گھنٹہ کے اندر ہی صلیب سے اتار لئے گئے یہ تو وہ واقعات ہیں جو انجیل میں موجود ہیں جو مسیح کے صلیب پر نہ مرنے کیلئے زبردست گواہ ہیں۔

پھر ایک اور بڑی شہادت ہے جو اس کی تائید میں ہے وہ **مرہم عیسیٰ** ہے جو طب کی ہزار ہا کتابوں میں برابر درج ہے اور اس کے متعلق لکھا گیا ہے کہ یہ مرہم مسیح کے زخموں کے واسطے حواریوں نے طیار کی تھی اور یہودیوں۔ عیسائیوں کی طبی کتابوں میں اس مرہم کا ذکر موجود ہے۔ پھر کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ صلیب پر مر گئے تھے۔

ان سب باتوں کے علاوہ ایک اور امر پیدا ہو گیا ہے جس نے قطعی طور سے ثابت کر دیا ہے کہ مسیح کا صلیب پر مرنا بالکل غلط اور جھوٹ ہے وہ ہرگز ہرگز صلیب پر نہیں مرے اور وہ ہے **مسیح کی قبر**۔

مسیح کی قبر سری نگر خان یار کے محلہ میں ثابت ہو گئی ہے۔ اور یہ وہ بات ہے جو دنیا کو ایک زلزلہ میں ڈال دیگی کیوں کہ اگر مسیح صلیب پر مر گئے تھے تو یہ قبر کہاں سے آ گئی۔؟

سوال آپ نے خود دیکھا ہے۔؟

جواب میں خود وہاں نہیں گیا لیکن میں نے اپنا ایک مخلص ثقہ مرید وہاں بھیجا تھا۔ وہ وہاں ایک عرصہ تک رہا اور اس نے پوری تحقیقات کر کے پانسو معتبر آدمیوں کے دستخط کرائے جنہوں نے اس قبر کی تصدیق کی۔ وہ لوگ اس کو **شاہزادہ نبی** کہتے ہیں اور **عیسیٰ صاحب** کی قبر کے نام سے بھی پکارتے ہیں آج سے گیارہ سو سال پہلے **اکمال الدین** نام ایک کتاب چھپی ہے وہ بعینہٖ انجیل ہے وہ کتاب **یوز آسف** کی طرف منسوب ہے اس نے اس کا نام **بشریٰ** یعنی انجیل رکھا ہے۔ یہی تمثیلیں۔ یہی قصے۔ یہی اخلاقی باتیں جو انجیل میں ہیں پائی جاتی ہیں اور بسا اوقات عبارتوں کی عبارتیں انجیل سے ملتی ہیں۔ اب یہ ثابت شدہ بات ہے کہ یوز آسف کی قبر ہے یوز آسف وہی ہے جسکو **یسوع** کہتے ہیں اور آسف کے معنی ہیں پراگندہ جماعتوں کو جمع کرنے والا۔ چونکہ مسیح علیہ السلام کا کام بھی بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو جمع کرنا تھا اور اہل کشمیر بہ اتفاق اہل تحقیق بنی اسرائیل ہی ہیں اس لئے ان کا یہاں آنا ضروری تھا۔ اس کے علاوہ خود **یوز آسف** کا قصہ یورپ میں مشہور ہے بلکہ یہاں تک کہ اٹلی میں اس نام پر ایک گرجا بھی بنایا گیا ہے اور ہر سال وہاں ایک میلہ بھی ہوتا ہے + اب اسقدر صرف کثیر سے ایک مذہبی عمارت کا بنانا اور پھر ہر سال اس پر ایک میلہ کرنا کوئی ایسی بات نہیں ہے جو سرسری نگاہ سے دیکھی جاوے۔ وہ کہتے ہیں کہ **یوز آسف** مسیح کا حواری تھا۔ ہم کہتے ہیں یہ بات سچی نہیں ہے **یوز آسف** خود ہی مسیح تھا اگر وہ حواری ہے تو یہ تمہارا فرض ہے کہ **تم ثابت کرو کہ مسیح کے کسی حواری کا نام شہزادہ نبی ہو۔**

یہ ایسی باتیں ہیں جو صلیب کے واقعہ کا سارا پردہ ان سے کھل جاتا ہے۔ ہاں اگر مسیحی اس بات کے قائل نہ ہوتے تو البتہ بحث بند ہو جاتی لیکن جب کہ انہوں نے قبول کر لیا ہے۔ کہ **یوز آسف** ایک شخص ہوا ہے اور اس کی تعلیم انجیل ہی کی تعلیم ہے اور اس نے بھی اپنی کتاب کا نام انجیل ہی رکھا ہے اور جس طرح پر شہزادہ نبی مسیح کا نام ہے اس کو بھی شہزادہ نبی کہتے ہیں اب غور کرنے کے قابل بات ہے کہ اگر یہ خود مسیح ہی نہیں تو اور کون ہے۔؟ خدا کے لئے سوچو جو شخص دنیا سے دل نہیں لگاتا اور سچائی سے پیار کرتا ہے اسکو تو ماننے میں ذرا بھی عذر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جب مان لیا کہ **یوز آسف** واقعی ایک شخص تھا جس کا مسیح سے تعلق تھا اور پھر اٹلی میں اس کا گرجا بھی بنا دیا اور ہر سال وہاں میلہ بھی ہوتا ہے اور پھر یہ بھی اقرار کر لیا کہ اس کی تعلیم انجیل ہی کی تعلیم ہے پھر یہ کون کہہ سکتا ہے کہ وہ خود مسیح نہیں ہے۔؟ یہ چار باتیں جب تسلیم کر لیں تو میں ایک خیرخواہ آپ ہی سے پوچھتا ہوں کہ آپ جو کہتے ہیں کہ وہ حواری تھا ثابت کر کے دکھاؤ کہ **یوز آسف** کسی حواری کا بھی نام تھا اور یوز آسف تو یسوع سے بگڑا ہوا ہے اب ایک ہی بات سے فیصلہ ہوتا ہے اگر یہ ثابت کر کے دکھایا جاوے کہ مسیح کے کسی حواری کا نام **یوز آسف شہزادہ نبی** اور **عیسیٰ صاحب** ہی تو بے شک یہ قبر کسی حواری کی قبر ہوگی اگر یہ ثابت نہ ہو اور ہرگز ہرگز ثابت نہ ہوگا تو پھر میری بات کو مان لو کہ اس **قبر میں خود حضرت مسیح ہی سوتے ہیں۔**

مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ بردباری کے ساتھ سنتے ہیں جو بردباری سے سنتا ہے وہ تحقیق کرسکتا ہے جس قدر باتیں آپ نے سنی ہیں دوسرے کم سنتے ہیں آپ خدا کے لئے غور کریں کہ جس حالت میں یہ قصہ مشترک ہوگیا ہے کہ وہ حواریوں میں سے تھا بہرحال تعلق تو مانا گیا اور پھر گرجا بنا دیا اور ہر سال میلہ ہونے لگا تو اب آپ بتائیں کہ یہ ثبوت کس کے ذمہ ہے؟ اگر مسیحی تعلق نہ مان لیتے تو بار ثبوت بے شک میرے ذمہ ہوتا لیکن جب آپ لوگوں نے خود اس کو مان لیا ہے تو میں آپ سے ثبوت مانگتا ہوں کہ کسی ایسے حواری کا پتہ دیں جو **شاہزادہ نبی** کہلایا ہو۔

پادری صاحب ہم آپ کی مہربانی اور خاطرداری کے لئے بہت مشکور ہیں۔

حضرت اقدس یہ تو ہمارا فرض منصبی ہے۔ جس کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہم کو بھیجا ہے اسکو کرنا ضروری ہے۔

حضرت اقدس حجۃ اللہ کی یہ تقریر سُنکر **مسٹر فضل** نے (جو غالباً لاہور کی بک سوسائٹی میں ملازم ہیں) اپنی قابلیت کے اظہار کے لئے زبان کھولی لیکن اس سے بہتر ہوتا کہ وہ خاموش رہتے اور ان کی دانش اور غور طلب طبیعت کا راز نہ کھلتا۔ حضرت اقدس نے اسقدر طویل طویل تقریر یوز آسف کے متعلق فرمائی اور اسکو تاریخی شہادتوں کے ساتھ مؤکد فرمایا مگر مسٹر فضل کے سوال پر نگاہ کی جائے کہ آپ کیا فرماتے ہیں۔

مسٹر فضل قبر کے متعلق کوئی تاریخی ثبوت ملا ہے؟

حضرت اقدس نے فرمایا کہ گیارہ سو برس کی کتاب موجود ہے۔ خود عیسائیوں میں اس کا گرجا موجود ہے وہاں میلہ ہوتا ہے اور ابھی آپ تاریخی ثبوت ہی پوچھتے ہیں یہ کیا ہے؟ یہ تاریخی ثبوت نہیں تو کیا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ تم لوگ کچھ نہیں سمجھتے۔ صرف دھوکا دینا چاہتے ہو۔ میں ہر ایک انسان کو یہی وصیت کرتا ہوں کہ وہ پاک دل بنے ریاکاری اور تعصب سے اپنے دل کو صاف کرے اور جہاں سے صداقت اور حکمت کی بات ملے اسکو نہایت فراخدلی کے ساتھ قبول کرے۔ میں ہر وقت سننے کو طیار ہوں اگر آپ صفائی سے جواب دیں کہ مسیح کے اس حواری کو کس وجہ سے شہزادہ نبی کہتے ہیں اور اگر آپ کوئی جواب نہ دیں اور جواب ہے بھی نہیں اور صرف اعتقادی طور پر بتائیں کہ ہم ایسا مانتے ہیں تو یہ ایسی بات ہے جیسے کسی ہندو سے پوچھیں کہ تم جو کہتے ہو کہ گنگا مہادیو کی جٹوں سے نکلتی ہے یا اس میں ست ہے اور وہ اس کے جواب میں صرف یہی کہے کہ میں اس کے دلائل تو نہیں دے سکتا مگر ضروری مانتا ہوں کہ اس میں ست ہے تو یہ معقول بات نہ ہوگی۔ غرض میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے نہ اعتقاد کے طور پر بلکہ تحقیقات سے ثابت کرلیا ہے کہ یہ قبر واقعی حضرت مسیح ہی کی قبر ہے۔ واقعات اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ تاریخ اسکی شہادت دیتی ہے۔ جرمن میں ایسے مسیحی بھی ہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں مرے یہ بات بہت صاف ہے اور غور کرنے کے بعد اس میں کوئی شبہ نہیں رہتا۔

سوال

آپ کی سمجھ میں عیسائیوں کا فرض کیا ہے

جواب

ہر ایک انسان کا فرض یہ ہونا چاہیئے کہ حق کی تلاش کرے اور حق جہاں سے ملے اسکو فوراً لے لے۔ عیسائیوں کی کوئی خصوصیت نہیں ہے

اس کے بعد پادریوں نے مکرر حضرت اقدس کا شکریہ ادا کیا اور پھر کتب خانہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دفتر الحکم سے کچھ کتابیں لیں اور واپس چلے گئے۔

ہمارا ایمان ہے کہ دوزخ میں ایک عرصہ تک آدمی رہے گا پھر نکل آوے گا گویا جنکی اصلاح نبوت سے نہیں ہوسکی اُن کی اصلاح دوزخ کرے گی حدیث میں آیا ہے کہ دوزخ پر ایک ایسا زمانہ آوے گا کہ اس میں ایک آدمی بھی باقی نہ رہے گا اور نسیم صبا اس کے دروازوں کو کھٹکھٹائے گی اس کے علاوہ قرآن شریف نے بہشت کے انعامات کا تذکرہ کرکے **عطاء غیر مجذوذ** کہدیا ہے اور ہونا بھی ایسا ہی چاہیئے تھا کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو اُمید نہ رہتی اور مایوسی پیدا ہوتی بہشت کے انعامات کی بے انتہا درازی کو دیکھکر مسرت بڑھتی ہے اور دوزخ کے ایک متعین عرصہ تک ہونے سے خدا تعالیٰ کے فضل پر اُمید پیدا ہوتی ہے ایک شاعر نے اس کو یوں بیان کیا ہے۔ ؎

گویند کہ بحشر جستجو خواہد بود
واں یار عزیز تند خو خواہد بود
از خیر محض شرے نیاید ہرگز
خوش باش کہ انجام بخیر خواہد بود

(۲۴ مئی)

توجہ اور انبیاء علیہم السلام کی دعائیں

عظیم الشان فرق ہوتا ہے وہ توجہ جو مسمریزم والے کرتے ہیں وہ ایک کسب ہے اور وہ توجہ جو **دعا** سے پیدا ہوتی ہے ایک موہبت الٰہی ہے۔ یعنی جب کہ بنی نوع کی ہمدردی سے متاثر ہو جاتا ہے تو خدا تعالےٰ اس کی فطرت کو ہمہ توجہ بنا دیتا ہے اور اس میں قبولیت کا نفخ رکھ دیتا ہے۔ (۱۴ جنوری ۲۴)

اں خدائے کہ از و اہل جہان بیخبر اند
بر من او جلوہ نمود ست گر اہلی بپذیر

یہ تو ہر ایک قوم کا دعویٰ ہے کہ بہتیرے ہم میں سے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں مگر ثبوت طلب یہ بات ہے کہ **خدا تعالےٰ بھی اُن سے محبت رکھتا ہے یا نہیں** اور خدا تعالےٰ کی محبت یہ ہے کہ پہلے تو اُن دلوں پر سے پردہ اُٹھا دے جس پردہ کی وجہ سے اچھی طرح انسان خدا تعالیٰ کے وجود پر یقین نہیں رکھتا اور ایک دھندلی سی اور تاریک معرفت کے ساتھ اس کے وجود کا قائل ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات امتحان کے وقت اس کے وجود سے ہی انکار کر بیٹھتا ہے اور یہ پردہ اُٹھایا جانا بجز مکالمہ الٰہیہ کے اور کسی صورت سے میسر نہیں آ سکتا ہیں انسان **حقیقی معرفت** کے چشمہ میں اسدن غوطہ مارتا ہے جبدن خدا تعالےٰ اسکو مخاطب کر کے **انا الموجود** کی اسکو آپ بشارت دیتا ہے تب انسان کی معرفت صرف اپنے قیاسی ڈھکوسلہ یا محض منقولی خیالات تک محدود نہیں رہتی بلکہ خدا تعالیٰ سے ایسا قریب ہو جاتا ہے کہ گویا اُسکو دیکھتا ہے اور یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ خدا تعالیٰ پر **کامل ایمان** اسی دن اُسکو نصیب ہوتا ہے کہ جب اللہ جل شانہ اپنے وجود سے آپ خبر دیتا ہے اور پھر دوسری علامت خدا تعالیٰ کی **محبت** کی یہ ہے کہ اپنے پیارے بندوں کو صرف اپنے وجود کی خبر ہی نہیں بلکہ اپنی **رحمت اور فضل** کے آثار بھی خاص طور پر اُن پر ظاہر کرتا ہے اور وہ اس طرح پر کہ اُن کی دعائیں جو ظاہری امیدوں سے زیادہ ہوں قبول فرما کر اپنے **الہام اور کلام** کے ذریعہ سے اُن کو اطلاع دیتا ہے تب ان کے دل تسلی پکڑ جاتے ہیں کہ یہ ہمارا قادر خدا ہے جو ہماری دعائیں سنتا ہے اور ہم کو اطلاع دیتا اور مشکلات سے ہمیں نجات دیتا ہے **اُسی روز سے نجات کا مسئلہ بھی سمجھ میں آتا ہے** اور خدا تعالےٰ کے وجود کا بھی پتہ لگتا ہے اگرچہ جگانے اور متنبہ کرنے کے لئے کبھی کبھی غیروں کو بھی سچی خواب آ سکتی ہے مگر اس طریق کا مرتبہ اور شان اور رنگ اور ہے یہ خدا تعالےٰ کا مکالمہ ہے جو خاص مقربوں کے لئے ہوتا ہے اور جب مقرب انسان دعا کرتا ہے تو خدا تعالےٰ اپنی خدائی کے جلال کے ساتھ اس پر تجلی فرماتا ہے اور اپنی **روح** اس پر نازل کرتا ہے اور اپنی محبت سے بھرے ہوئے **لفظوں** کے ساتھ اسکو قبول دعا کی **بشارت** دیتا ہے اور جس کسی سے یہ مکالمہ کثرت سے وقوع میں آتا ہے اُس کو نبی یا **محدث** کہتے ہیں اور سچے مذہب کی یہی نشانی ہے کہ اس مذہب کی تعلیم سے ایسے راستباز پیدا ہوتے ہیں جو **محدث** کے درجہ تک پہونچ جائیں جنسے خدا تعالیٰ آمنے سامنے کلام کرے **اور اسلام کی حقیت اور حقانیت کی اول نشانی یہی ہے** کہ اس میں ہمیشہ ایسے راستباز جن سے خدا تعالیٰ ہم کلام ہو پیدا ہوتے ہیں۔ **تتنزل علیہم الملائکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا۔** سو یہی معیار حقیقی سچے اور زندہ اور مقبول مذہب کی ہے اور ہم جانتے ہیں کہ یہ **نور** صرف **اسلام** میں ہے دوسرے مذاہب اس روشنی سے بے نصیب ہیں۔ اور ان مذاہب کے بطلان کے لئے یہی دلیل ہزار دلیل سے بڑھکر ہے کہ مردہ ہرگز زندہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور نہ اندھا سوجاکھے کے ساتھ پورا اُتر سکتا ہے۔ ولنعم ماقیل

شعر

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلاوے
یہ ثمر باغ محبت سے ہی کھایا ہم نے

یہ عاجز تو محض اس غرض کے لئے بھیجا گیا ہے کہ تا یہ پیغام خلق اللہ کو پہونچاوے کہ تمام مذہب موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے جو قرآن کریم لایا ہے اور دار النجات میں داخل ہونے کے لئے دروازہ **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ہے۔

میرے دل میں یہ بات آئی ہے کہ **الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم ملک یوم الدین** سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان ان صفات کو اپنے اندر لے یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ساری صفتیں سزاوار ہیں جو **رب العلمین** ہے یعنی ہر عالم میں نطفہ میں مضغہ وغیرہ سارے عالموں میں غرض ہر عالم میں پھر **رحمن** ہے پھر **رحیم** ہے اور **مالک یوم الدین** ہے ایک عبد جو کہتا ہے تو گویا عبادت میں وہی ربوبیت رحمانیت رحیمیت مالکیت صفات کا پرتو

ثبوت نبوت قرآنی طریق سے

قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ

یعنی اے نبی لوگوں سے کہدے کہ میں تم سب کی طرف ایسے بادشاہ کی جانب سے رسول آیا ہوں جو آسمان اور زمین کا مالک ہے۔ انسان کی عادت میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ بادشاہوں نوابوں کے قاصدوں اور ایلچیوں کی طرف عظمت کی نگاہ سے دیکھتا اور ان کی رسالت کا واجب احترام کرتا ہے اور ان کی پیہ طاعت اور تعظیم یہ تفاوت مراتب ہر بادشاہ اور نواب کی وسعت ملک اور اس کی عظمت وجلالت پر موقوف ہوتی ہے۔ اسی معتاد ومتعارف دستور کے موافق جناب ہادی کامل (علیہ الصلوۃ و السلام) نے اتنا بڑا جلیل الشان دعوی کیا کہ میں کل دنیا کے انسانوں کی طرف رسول بنکر آیا ہوں۔ کسی چھوٹی سی بستی کے مالک نواب یا معمولی محدود الاختیار بادشاہ کی طرف سے نہیں بلکہ اللہ کی جانب سے جو زمین و آسمان کا مالک الکل شہنشاہ ہے۔ پھر فرمایا

فاتقوا الله یا اولی الالباب الذین امنوا قد انزل الیکم ذکرا رسولا یتلوا علیکم ایات الله بینات لیخرج الذین امنوا وعملوا الصالحات من الظلمات الی النور۔

یعنی اے دانشمندو جن میں ایمان کا بیج ہے۔ اللہ تعالے سے ڈرو۔ اس نے تمہاری طرف تمھیں بھولی بسری ہوئی تعلیم حق یاد دلانیوالا رسول بھیجا ہے جو اللہ تعالی کی واضح آیتیں اور حق کی کھلی کھلی تعلیم تمہارے سامنے پیش کرتا ہے (یعنی انسان پرست نصارا کے عقیدہ تثلیث و کفارہ کی طرح ناقابل فہم اور عقل پر بار کوئی بات نہیں۔ بلکہ سچائی صفائی اور وضاحت میں یہ تعلیم اپنی صداقت کی آپ گواہ ہے) اور اس تعلیم کی علت غائی یہ ہے کہ راستباز اور نیکوکار مومنوں کو ہر طرح کے شک وتردد اور خلاف حق عقائد کی تاریکیوں سے نکال کر اس حقیقی **نور** کی راہ دکھائے جو تمام نوروں کا سرچشمہ اور تمام راحتوں اور لذتوں کا منبع ہے۔ پھر فرمایا

یا ایها النبی انا ارسلنک شاهدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی الله باذنه وسراجا منیرا۔

یعنی اے نبی ہمنے تجھے بھیجا ہے دنیا کے لئے ایک گواہ۔ اور بشارت دہندہ اور آنے والے خطرہ سے ڈرانے والا اور اللہ کی طرف اسی کی مرضی سے دعوت کرنے والا اور روشن چراغ جو خود بھی روشن ہے اور دوسرے بھی اس سے ایمان کے چراغوں کو روشن کرسکیں۔

وہ لوگ جن کے اندر رشد وہدایت کا مادہ ہوتا اور سعادت ان کی مددگار ہوتی ہے۔ ان دعووں کو سنکر خوب سمجھ سکتے ہیں۔ کہ ایک باغرض مکار اور متعمد کاذب کی یہ بساط نہیں ہو سکتی۔ کہ ایسا طمانیت۔ وقار اور دلی جرأت سے بھرا ہوا دعوی کرے اور جب یہ دیکھا جائے۔ کہ کس استقامت اور استقلال سے برابر تیئیس برس دعوی کرنے والے نے اس بلند دعوے کو نبھایا۔ کس قدر خطرات مصائب۔ زلازل اور زہرہ گداز فتن اس کے سامنے آئیں۔ کسقدر تحریکات و ترغیبات دلفریب صورتوں اور ہوش ربا بھیسوں میں اس کے روبرو جلوہ نما ہوئیں کہ وہ اس دعوے سے دست بردار ہوجائے۔ مگر اس نے نہ تو ترہیب کی پروا کی اور نہ ترغیب کی طرف التفات کیا اور برابر اپنے دعوے پر قائم رہا۔ ان حالات کو دیکھکر سلیم عقل اور خدا ترس دل کس طرح گوارا کرسکتا ہے۔ کہ ایسے دعوی کرنے والے کی نسبت خفیف وحقیر رائے قائم کرے۔ بہت کچے دل کے کچے۔ اپنی اندرونی مایہ سے واقف اور باشعور کاذب بھی کبھی کبھی بلند دعوے کر بیٹھتے ہیں۔ مگر جلد یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ مختلف تحریکوں۔ ترغیبوں اور تہدیدوں کے زور آور صدمہ کے مقابل ان کے پاؤں بہت دیر تک جم نہیں سکتے۔ ادنی ادنی سی تحریک سے ان کے اراووں میں فرق آ جاتا ہے اور خفیف سی جان ستاں دھمکی انکے بہروپ کا تاروپود ادھیڑ کر رکھدیتی ہے۔ نہایت حیرت انگیز امر ہے کہ ایک شخص چالیس برس کی عمر میں اتنی بڑی دعاوی کو شروع کرتا ہے۔ اور تریسٹھ برس کی عمر تک باوجود ہزارہا انقلاب اور صدمات کے پیش آنے کے اسے پوری طرح نبھاتا ہے۔ اس کی زندگی بالکل دو متضاد باتوں اور سخت متناقض حالتوں کا سچا اور صحیح نمونہ ہے۔ ایک عرصہ دراز تک وہ بے بس۔ مظلوم اور قوم کے لاانتہا ظلم وشر کا ہدف ہے۔ اور پورے معنوں میں بے کس صابر درویش ہے۔ اور دوسرے وقت میں ایک زبردست جری اور جاں نثار قوم کا مالک الرقاب مقتدر مطلق بادشاہ ہے مگر ان دونوں حالتوں میں رفتار۔ گفتار۔ حرکات۔ سکنات اور ہر طرح کے معاملات میں کامل انسانیت فوق العادہ مروت و فتوت اور الٰہی اخلاق و خصائل کا قابل اقتدا نمونہ ہے۔ نہ تو ظلم و فتن کی ہیبت ناک صورت نے اسے بودا۔ [illegible]

کیا۔ بے صبر اور جزع فزع کرنیوالا اور اپنے امر مفوضہ سے دست بردار ہو جانے والا ثابت کیا۔ نہ کامیابی کی فوق الفوق خوشی اور شہنشاہی اور اقتدار مطلق کے سنہری تاج نے اسبات کی دکھانے کا موقعہ پایا کہ وہ متکبر۔ اترانیوالا قابو پا کر دشمنوں سے انتقام لینے والا اور ایک بے قابو مغلوب نفس انسان ہے۔ بلکہ دونوں حالتوں میں درویشی۔ نفس کشی۔ تواضع۔ حلم۔ رعایت حقوق عباد اور ایثار کی صفت اس کے پاک وجود میں یکساں طور پر پائی جاتی ہے۔ نبوت سے پہلی حالت جس میں وہ عام سوسائٹی کا بظاہر شریک تھا اور ہر طرح جائز طور پر بلاخوف ملامت ان کے متعارف عیوب اور ناسزا کاموں سے حصہ لے سکتا تھا۔ اس کی نسبت وہ کس دلی شوق سے دعویٰ کرتا ہے۔ **وقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ**۔ یعنی میں اس دعویٰ نبوت سے پہلے عمر کا بہت بڑا حصہ تم میں بسر کر چکا ہوں۔ تم میں کوئی ہے کہ مجھ میں کوئی افترا اور جھوٹ کی صفت۔ خیانت اور بددیانتی کی صفت۔ بداخلاقی اور بدمعاملگی کی صفت ثابت کر سکے۔ سیرت کے پڑھنے والے جانتے ہیں۔ کہ دشمنوں کے سر اس توبیخ آمیز دعویٰ کے سامنے نیچے ہو گئے۔ وہ جرات نہ کر سکے کہ اس چال چلن کی صفائی پر کوئی دھبہ لگا سکیں۔ کیونکہ وہ بہت مدت اس سے پہلے اس صادق ذی عزم کو **الامین والمامون** تسلیم کر چکے تھے۔ اور درحقیقت کس کا حوصلہ ہے۔ کہ وہ جس کا نام عرش عظیم پر **محمد** رکھا گیا ہے اس کا نام مذمم رکھے۔

الغرض جناب ہادی کامل (صلے اللہ علیہ وسلم) کی پاک زندگی ایسا زبردست معجزہ ہے۔ جو تنہا آپ ہی کا حصہ ہے اور یہ غیر فانی اور ہر زمانہ میں کام آنے والا کامل معجزہ آغاز آفرینش سے کسی نبی کو بھی نہیں دیا گیا۔ آپ نے جس قسم کا دعویٰ کیا خود اس کا غیر متبدل پاک نمونہ دیا اور اپنے پر اثر نمونہ سے ایک عظیم و کثیر قوم ایسی تیار کر دی جو تمام قوموں مذہبوں کے لئے بطور نمونہ اور گواہ کے سمجھے گئے اور انھوں نے اپنی مقدس زندگیوں سے ثابت کر دیا۔ کہ کامل استاد کے ہوشیار شاگرد ایسے ہوتے ہیں۔ وہ کس مپرس امی لوگ رومیوں اور ایرانیوں کی نگاہ میں حقیر یہود و نصاریٰ کی نزدیک ذلیل تھے۔ اس رسول کی پیروی سے جس نے شہنشاہ زمین و آسمان کی طرف سے ہونے کا دعویٰ کیا۔ دنیا کی قوموں اور ملکوں کے مقتدر مالک اور متصرف بن گئے اور اس **نور اللہ** اور **سراج منیر** کی تائید و امداد سے کفر اور گستاخی کی ظلمتوں اور تاریکیوں سے نکل کر شہرت عام اور بقائے دوام کی نورانی میدان میں آگئے۔ **اللھم صل منی علیہ علی آلہ الاف الاف تحیات وصلوات**

آمین

عیسائی لوگ توجہ کریں

نومبر کے پرچہ میں بدر الدین عیسائی کا کشف ناظرین کی نظر سے گذرا ہوگا۔ ہم بہت مدت سے بدل اس بات کے منتظر تھے کہ غیر قوموں سے کوئی باحوصلہ جوان مرد میدان میں نکلے جو آسمانی ہتھیاروں سے حضرت امام زمان کے ساتھ مقابلہ کرنے کا نشان کھڑا کرے۔ کیونکہ یہ بڑی پختہ بات ہے کہ مقابلہ ہی سے سچ اور جھوٹ کا پوری طرح امتیاز ہوتا ہے۔ اور مقابلہ سے عظیم الشان فائدہ یہ ہوتا ہے کہ عام کی آنکھیں بے اختیار مبارزین کی طرف متوجہ ہو جاتی ہیں اور یوں آخری فیصلہ عادۃً خفیف اور ناقابل التفات امر نہیں رہتا بلکہ بارعب مؤثر اور قبول عام کا مستحق ہو جاتا ہے۔ نیز اس صورت میں کہ حضرت امام زمان کا یہ دعویٰ ہے کہ نصرت الٰہیہ کی خبر دینے والی پیشگوئی ہی زندہ اور سچے مذہب کی صحیح علامت ہے۔ اور مذاہب عالم میں سے وہ مذہب جسے یہ خوارق العادہ قوت اور الٰہی تائید کا امتیازی حصہ ملا ہے صرف مذہب **اسلام** ہے اور اس معیار کی بنا پر دوسرے تمام مذہب جھوٹے اور کھوٹے اور بودے ٹھہر رہے ہیں۔ اس صورت میں ہر غیرت مند حامی مذہب پر بڑا بھاری فرض ہے کہ وہ اپنے مسلم مذہب کو اس نقص اور عار کے سفید دھبے سے بچانے کے لئے مسلح ہو جائے عیسائیوں کی گردن پر تو دراز مدت سے اسلام کا یہ واجب الادا قرضہ چلا آتا ہے جس کی نسبت امرتسر کے مقام میں وارث اسلام امام زمان نے اپنے جائز حق ارث کی بنا پر ان سے بلاسود مطالبہ کیا کہ وہ زندہ مذہب اور صادق ایمان کے نشان دکھائیں۔ مگر افسوس بے باک عیسائیوں نے اس تقاضائے شدید کی مطلق پروا نہ کی اور اسکا بھی ذرا دھیان نہ کیا کہ واجب قرضہ ایسا بھاری بوجھ ہے کہ ادا کئے بغیر وہ اس سے کبھی رہا نہ ہو سکیں گے۔ آخر آسمانی

عدالت عالیہ میں اس کی نالش ہوئی
اور جناب وارث اسلام امام زمان
کے حق میں اُس منصف عدالت
سے ڈگری ہوئی عبداللہ آتھم
کی نسبت ہلاکت کی پیشگوئی ایسی
نہیں کہ اُسے ایک معمولی واقعہ
کی خبر یا زڈکیل کی سالانہ جنتری
کی پیشگوئیوں کی جنس سے سمجھا
جائے ۔ عبداللہ اُس وقت
عیسائیت کا زعیم اور اس بلند
دعویٰ کا حامی عظیم تھا کہ مسیح
درحقیقت زندہ اور سچا خدا ہے
درحقیقت عیسویت اپنی سارے
زور ۔ اپنی ساری جان ۔ اپنے
پورے ہتھیاروں کے ساتھ
عبداللہ کی شکل میں مجسم ہو کر آئی
تھی ۔ ادھر قدرت اپنی تمام زندہ
طاقت ۔ حی قیوم خالق زمین و
آسمان ابدی ۔ ازلی اور غیر فانی
خدا کی یگانہ الوہیت کو سارے
زوروں ۔ الوہیت مسیح کے بطلان
اور کسر صلیب کے مناسب حال
تیز ہتھیاروں کے ساتھ مرزا
غلام احمد کی صورت میں ظاہر
ہوا ۔ بے شک یہ ایسا نکل
مقابلہ ہے جس کی نظیر ان دونوں مذہبوں
کے آغاز ظہور سے کسی قرن میں
بھی پائی نہیں جاتی ۔ حضرت
مرزا صاحب کی پیشگوئی
کی اصل اور مقصد غائی یہ ہے
اسلام زندہ مذہب ہے ۔ اور محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ تعالیٰ کا صادق رسول ہے
اسلام کا خدا لم یلد ولم یولد ہے
مسیح ہرگز خدا تعالیٰ کا بیٹا نہیں
اس لئے عیسوی مذہب جو الوہیت
مسیح کا مدعی ہے سراسر دروغ
بے فروغ ہے ۔ اور اثبات کا
کھلا کھلا اور عملی ثبوت جو سارے
جہان کی آنکھ میں بلا ریب ناطق
فیصلہ ثابت ہو جائے ۔ کہ عیسائیت
بالکل جھوٹا اور بے بنیاد مذہب ہے

اور مذہب اسلام سچا اور زندہ
مذہب ہے یہ ہے کہ اسلام کا
دشمن عیسویت کا مجسمہ ۔ نصرانیت
کا صنم اور ظلم عظیم کی مہیب
مورت عبداللہ آتھم ضرور ضرور
پندرہ مہینے کے عرصہ میں ہلاک
ہو جائیگا بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے یہ ہو فتح کی
اسلام کے زندہ خدا کا ۔ اب
اگر بزعم نصاریٰ مسیح زندہ خدا ہے
اور قادر مطلق ہے تو وہ خدائے
اسلام کے مقابلہ میں اپنی الوہیت
کا کرشمہ یوں دکھلائے ۔ کہ اپنی
الوہیت کے حامی آتھم کو
ہلاکت سے
محفوظ رکھے ۔ ورنہ عیسائی مذہب
جھوٹا اور الوہیت مسیح کا اعتقاد
سب بیہودہ اور لغو ثابت ہوگا
اور بالعکس اسلام کی صداقت
روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائیگی
اس پر ہیبت دعوے کو
دیکھکر کس خدا ترس با انصاف
کا دل گوارا کر سکتا ہے ۔ کہ اس
پیشگوئی اور پیشگو کو خفیف نا
قابل التفات سمجھے ۔ اس میں
شک نہیں کہ یہ حق اور کذب
کے فیصلہ کا زبردست بنیادی
پتھر ہے جس پر بہت جلد دور دور
سے نظر آنے والی عالی شان عمارت
بننے والی ہے ۔
بہرحال بدر الدین عیسائی نے اُس
آنے والے سیلاب کا جو عیسویت
کی دیواروں کو جڑ سے ڈھا دینے
کی دھمکی دے رہا ہے ۔ صحیح
اندازہ کر کے پہلوان اسلام دشمن
نصرانیت مرزا غلام احمد قادیانی
کی نسبت بھی ویسی ہی پیشگوئی
کی ہے اور یوں آپ نے تمام
خائن ترسندار اور خاموش ہم
مذہبوں کی طرف سے اپنے
تئیں فدیہ یا اُس قرضہ کا کفیل
ثابت کیا ہے ۔ اب بات ہلکی
اور چھوٹی سی نہیں رہی ۔ بلکہ واقعات

نے بڑے بھاری قابل یادگار پلٹا
کھانے کا میلان ظاہر کیا ہے
دو حال سے خالی نہیں ۔ یا تو بدر الدین
صاحب کا کہنا سچا ثابت ہوا
محض بے اصل اور لغو ثابت ہوا
اور یہی آخری شق ہمارا پکا سچا اور
مفصل یقین ہے ۔ ہم صاحب
موزا فشاں سے خصوصاً اور تمام
عیسائیوں سے عموماً یہ پوچھنا
چاہتے ہیں اور اُمید کرتے
ہیں کہ وہ اثبات کا جواب دینا فرض
عین سمجھیں گے ۔ کہ وہ اپنے ہم
جو اہم دکھینل کی نسبت کیا اعتقاد
ظاہر کرتے ہیں ۔ وہ اس امر کی کیا
وجہ رکھتے ہیں ۔ کہ کیوں وہ اسے
آگے بڑھکر مبارک باد نہ کہیں
اور کس دلیل پر اُسے مسیحیت کی
حفاظت کا دیر وکیل تسلیم نہ کریں
اور ساتھ اس بات کے دریافت
کرنے کے بھی بشوق دل خواستگار ہیں
کہ تمام صورت واقعہ کو مدنظر رکھکر
اور سارے استقبالی خطرات
کو خوب سوچکر وہ عبداللہ آتھم
والی پیشگوئی کے انجام کی نسبت
کیوں ضعیف رائے رکھتے
ہیں ۔ اور ایک پر زور فیصلہ کی
طرف متوجہ نہیں ہوتے بیشک
تمام عیسائی دنیا کو اپنے سارے
مال ۔ زر ۔ خداقت ۔ طبابت ۔
اور ہر طرح کی تدابیر سے متفق
کوشش کرنی چاہئیے ۔ کہ اپنے
پہلوان ذلت اور موت کے پیالہ کو
ٹالدیں ۔ ورنہ ان کے دین ۔ ان
کے مذہب ۔ بلکہ فرضی خدا
یسوع مسیح کے لئے ایک دفعہ
پھر وہی موت کا پیالہ مقدر ہے
جو پہلے بھی بارہا ۔۔۔ وہ صفوں
اور سماجیوں نے اس کی قسمت
سے نہ ٹلا تھا ۔ اور سردست اور
کچھ نہیں تو زور آور دعوت
اتنا ہی شائع کر دیں ۔ کہ مرزا صاحب
کی پیشگوئی عبداللہ آتھم کی نسبت

ہرگز ہرگز پوری نہ ہوگی اور وہ اس معینہ عرصہ کے بعد بھی ایسا ہی زندہ اور اسلام کا دشمن اور بدزبان رہیگا۔ جس طرح ہم پورے زور اور کامل ایمان اور خرق العادہ تحدی سے دعویٰ کرتے ہیں کہ بدرالدین کا کشف محض جھوٹا اور لغو اور اُسی کو آخر کار رسوا کرنے والا ثابت ہوگا۔ اور ہم اقرار کرتے ہیں کہ اس کشف کے سچا نکلنے پر ہم عیسائیوں کی ہر قسم کی شرط کو پورا کرنے پر طیار ہیں۔ جان کو۔ مال کو اور ہر عزیز شے کو بھی فدیہ دینے کے لئے حاضر ہیں۔ مگر ایک دفعہ پھر باآواز بلند کہے دیتے ہیں۔ کہ اس عیسائی کی بات ہرگز ہرگز پوری نہ ہوگی۔ اسی طرح صاحب نورافشاں سے ہم چاہتے ہیں کہ وہ بڑے زور سے دعویٰ کریں کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی ہرگز پوری نہ ہوگی۔ اور اگر پوری ہوجائے تو وہ بصدق دل مذہب عیسوی یا شرک عظیم سے توبہ کرکے حضرت ابراہیم حنیف کی ملت مذہب اسلام کو اختیار کریں گے اور اس پیشگوئی کے پورا نہ ہونے پر جو شرط چاہیں ہم سے بھی منوالیں ٭٭

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

ڈائری

امام علیہ السلام

(مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب)

۱۷ رمئی ۱۹۰۱ء

سوال ہوا کیا آپ دوسرے صوفیا اور مشائخ کی طرح عام طور بیعت لیتے ہیں یا بیعت لینے کے لئے آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے فرمایا (ہم تو امر الٰہی سے بیعت کرتے ہیں جیسا کہ ہم اشتہار میں بھی یہ الہام چھپ چکے ہیں کہ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ الخ۔)

فرمایا (جذبات اور گناہ سے چھوٹ جانے کے لئے اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا کرنا چاہیئے۔ جب سب سے زیادہ خدا کی عظمت اور جبروت دل میں بیٹھ جائے تو گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ ایک ڈاکٹر کے خوف دلانے سے بسا اوقات لوگوں کے دل پر ایسا اثر ہوتا ہے کہ وہ مرجاتے ہیں۔ تو پھر خوف الٰہی کا اثر کیونکر نہ ہو۔ چاہیئے کہ اپنی عمر کا حساب کرتے رہیں۔ ان دوستوں کو اور رشتہ داروں کو یاد کریں جو اُن مخفیں میں سے نکل کر چلے گئے۔ لوگوں کی صحت کے ایام یونہی غفلت میں گذر جاتے ہیں۔ ایسی کوشش کرنی چاہیئے کہ خوف الٰہی دل پر غالب رہے۔ جب تک انسان طول امل کو چھوڑ کر اپنے پر موت وارد نہ کرلے تب تک اُس سے غفلت دور نہیں ہوتی۔ چاہیئے کہ انسان دعا کرتا رہے۔ یہاں تک کہ خدا اپنے فضل سے نور نازل کردے۔ جوینده یابنده۔)

فرمایا (حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسیح آوے اُسکو میرا سلام کہنا اس حدیث کے مطلب میں غور کرنا چاہیئے۔ اگر مسیح علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود تھے تو خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی ملاقات معراج میں کی تھی اور نیز حضرت جبرئیل ہر بعد وہاں سے آتے تھے کیوں نہ انکو ذریعہ سے اپنا سلام پہونچایا اور پھر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بعد از وفات آسمان پر ہی گئے تھے اور وہاں ہی حضرت مسیح بھی ہیں اور حضرت مسیح کو تو خود رسول کریم کے پاس سے ہوکر زمین پر اُترنا تھا تو پھر اس کے کیا معنے ہوئے کہ زمین والے امت کو آنحضرت کا سلام پہونچانا ہے کیا اس صورت میں حضرت عیسیٰ اُنکو یہ جواب نہ دیں گے کہ میں تو خود ان کے پاس سے آتا ہوں تو تم یہ سلام کیسا دیتے ہو۔ یہ تو مثال ہوئی کہ گھر سے میں آؤں اور خبریں تم دو۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت رسول کریم اور آپ کے اصحاب کا یہی عقیدہ اور مذہب تھا کہ حضرت مسیح فوت ہوگئے ہیں اور دنیا میں واپس نہیں آسکتے اور آنے والا مسیح اسی امت میں سے بروزی رنگ میں ہوگا۔)

اللھم ایدہ وانصرہ واخذل اعداءہ آمین۔

سوال

ہوا کہ فواحشات کی طرف لوگ جلد جھک جاتے ہیں اور ان سے لذت اٹھاتے ہیں جس سے خیال ہوسکتا ہے کہ ان میں بھی ایک تاثیر ہے فرمایا (بعض اشیاء میں یہاں وہاں ایک ظل اصلی شے کا آجاتا ہے وہ شے طفیلی طور پر کچھ حاصل کرلیتی ہے مثلاً راگ اور خوش الحانی۔ لیکن دراصل سچی لذت اللہ تعالیٰ کی محبت کے سوا اور کسی شے میں نہیں ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ دوسری چیزوں سے محبت کرنے والے آخر اپنی حالت سے

٭۔ یہ شخص آخر مسلمان ہوگیا اور پھر کمزور حالت کیوجہ سے خوفناک مصائب کا ہدف بنکر مرگیا۔

٭٭۔ افسوس خدا کے اس قابل قدر نشان پر نصرانی فطرت بیہودہ سیرت اب تک اعتراض کرتے ہیں مگر یہ نہیں دکھا سکتے کہ دو پہلوانوں میں سے تحدی کی تلوار سے کون ہلاک ہوا اور وہ اب کہاں ہے۔

توبہ کرتے اور گھبراتے اور اضطراب دکھاتے ہیں۔ مثلاً ہر ایک فاسق اور بدکار سزا کے وقت اور پھانسی کے وقت اپنے فعل سے پشیمانی ظاہر کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں کو ایسی استقامت عطا ہوتی ہے کہ وہ ہزار ایذائیں دیئے جائیں مارے جائیں قتل کئے جائیں وہ ذرہ جنبش نہیں کھاتے اگر وہ شئے جو انھوں نے حاصل کی ہے اصل نہ ہوتی اور فطرت انسانی کے ٹھیک مناسب نہ ہوتی تو کروڑوں موتوں کے سامنے ایسے استقلال کے ساتھ وہ اپنی بات پر قائم نہ رہ سکتے۔ یہ اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ فطرۃ انسانی کے نہایت ہی قریب یہی بات ہے جو ان لوگوں نے اختیار کی ہے اور کم از کم بھی ایک لاکھ چوبیس ہزار آدمیوں نے اپنے سوانح سے اس بات کی صداقت پر مہر لگا دی ہے)

فرمایا۔ (آیندہ زندگی میں مومن کے واسطے بڑی تجلی کے ساتھ ایک بہشت ہے لیکن اس دنیا میں بھی اُسکو ایک مخفی جنت ملتی ہے یہ جو کہا گیا ہے کہ دنیا مومن کے لئے سجن یعنی قید خانہ ہے اس کا صرف یہ مطلب ہے کہ ابتدائی حالت میں جب کہ ایک انسان اپنے آپ کو شریعت کی حدود کے اندر ڈالدیتا ہے اور وہ اچھی طرح اُس کا عادی نہیں ہوتا تو وہ وقت اُس کے لئے تکلیف کا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ لامذہبی کی بے قیدی سے نکل کر نفس کے مخالف اپنے آپ کو احکام الٰہی کی قید میں ڈالدیتا ہے مگر رفتہ رفتہ وہ اس سے ایسا اُنس پکڑتا ہے کہ وہی مقام اُس کے لئے بہشت ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال اُس شخص کی طرح ہے جو قید خانہ میں کسی پر عاشق ہو گیا ہو پس کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ قید خانہ سے نکلنا پسند کرے گا۔)

سوال ہوا کہ آیا نماز میں اپنی زبان میں دعا مانگنا جائز ہے۔

حضرت اقدس نے فرمایا۔ (کہ سب زبانیں خدا نے بنائی ہیں چاہیئے کہ اپنی زبان میں جسکو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے نماز کے اندر دعائیں مانگے کیونکہ اس کا اثر دل پر پڑتا ہے۔ تاکہ عاجزی اور خشوع پیدا ہو۔ کلام الٰہی کو ضرور عربی میں پڑھو اور اُس کے معنی یاد رکھو اور دعا بے شک اپنی زبان میں مانگو۔ جو لوگ نماز کو جلدی جلدی پڑھتے ہیں اور پیچھے لمبی دعائیں کرتے ہیں۔ وہ حقیقت سے ناآشنا ہیں۔ دعا کا وقت نماز ہے۔ نماز میں بہت دعائیں مانگو۔)

۱۸ رمئی ۱۹۰۱ء

فرمایا (اگر حاکم ظالم ہو تو اُسکو بُرا نہ کہتے پھرو۔ بلکہ اپنی حالت میں اصلاح کرو۔ خدا اُسکو بدل دے گا یا اُسی کو نیک کر دے گا۔ جو تکلیف آتی ہے وہ اپنی ہی بدعملیوں کے سبب آتی ہے۔ ورنہ مومن کے ساتھ خدا کا ستارہ ہوتا ہے مومن کے لئے خدا تعالیٰ آپ سامان مہیا کر دیتا ہے۔ میری نصیحت یہی ہے کہ ہر طرح سے تم نیکی کا نمونہ بنو خدا کے حقوق بھی تلف نہ کرو اور بندوں کے حقوق بھی تلف نہ کرو۔)

۲۰ رمئی ۱۹۰۱ء

کہیں سے خط آیا کہ ہم ایک مسجد بنانا چاہتے ہیں اور تبرکاً آپ سے بھی چندہ چاہتے ہیں* حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ (ہم تو دے سکتے ہیں اور یہ کچھ بڑی بات نہیں مگر جب کہ خود ہمارے ہاں بڑے بڑے اہم اور ضروری سلسلے خرچ کے موجود ہیں جن کے مقابل میں اس قسم کے خرچوں میں شامل ہونا اسراف معلوم ہوتا ہے تو ہم کس طرح سے شامل ہوں۔ یہاں جو مسجد خدا بنا رہا ہے اور وہی مسجد اقصیٰ ہے وہ سب سے مقدم ہے اب لوگوں کو چاہئے کہ اس کے واسطے روپیہ بھیجکر ثواب میں شامل ہوں۔ ہمارا دوست وہ ہے جو ہماری بات کو مانے نہ وہ کہ جو اپنی بات کو مقدم رکھے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص آیا کہ ہم ایک مسجد بنانے لگے ہیں آپ بھی اُس میں کچھ چندہ دیں اُنھوں نے عذر کیا کہ میں اس میں کچھ دے نہیں سکتا حالانکہ وہ چاہتے تو بہت کچھ دیتے اُس شخص نے کہا کہ ہم آپ سے بہت نہیں مانگتے صرف تبرکاً کچھ دیدیجئے آخر اُنھوں نے ایک دوانی کے قریب سکہ دیا۔ شام کے وقت وہ شخص دوانی لے کر واپس آیا اور کہنے لگا کہ حضرت یہ تو کھوٹی نکلی ہے وہ بہت ہی خوش ہوئے اور فرمایا خوب ہوا۔ دراصل میرا جی نہیں چاہتا تھا کہ میں کچھ دوں مسجدیں بہت ہیں اور مجھے اس میں اسراف معلوم ہوتا ہے۔)

اطلاع

۱۰ رجون ۱۹۰۱ء کا اخبار اُن خریداروں کے نام وی پی کیا جاویگا جنکو ایک ہفتہ پیشتر بذریعہ کارڈ اطلاع دی جاویگی افسوس کی بات ہے کہ بعض آدمی باوجودیکہ اُنکو قبل از وقت اطلاع دیجاتی ہے۔ پھر بھی بدوں کسی قسم کا جواب دینے کے وی پی واپس کرکے مطبع کو نقصان پہنچاتے ہیں اسلئے اطلاعاً لکھا جاتا ہے کہ جو بقایا دار اس تاریخ پر قیمت دینے کے لئے طیار نہوں وہ مجھے اطلاع دیں تاکہ مفت نقصان کا زیر بار ہونا پڑے۔

(خاکسار ایڈیٹر)

---

* امید کیجاتی ہے کہ امرتسر کی جماعت احمدیہ بھی اس پر توجہ کرے گی (ایڈیٹر)

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

ایڈیٹر الحکم کے اپنے الفاظ میں
۱۰ مئی سنہ ۱۹۰۱ء کا

خطبہ

وَمَنْ یَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّۃِ اِبْرٰھٖمَ الخ

ہر ایک سلیم الفطرۃ انسان کے قلب میں اللہ تعالیٰ نے یہ ایک بات حجت کے طور پر رکھدی ہے کہ وہ ایک مجمع کے درمیان معزز ہو جاوے گھر میں اپنے بزرگوں کی کوئی خلاف ورزی اس لئے نہیں کی جاتی کہ گھر میں ذلیل نہ ہوں۔ ہر ایک دنیا دار کو دیکھتے ہیں کہ محلہ داری میں ایسے کام کرتا ہے جن سے وہ با وقعت انسان سمجھا جاوے۔ شہروں کے رہنے والے بھی ہتک اور ذلت نہیں چاہتے پھر اس مجمع میں جہاں اولین و آخرین جمع ہوں گے اس مقام پر جہاں انبیا و اولیا موجود ہوں گے وہاں کی ذلت کون عاقبت اندیش سلیم الفطرۃ گوارا کر سکتا ہے کیونکہ عزت و وقعت کی ایک خواہش ہے جو انسان کی فطرۃ میں موجود ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ ایک نظیر کے ساتھ اس خواہش اور اُس قاعدہ کو جس کے ذریعہ انسان معزز ہو سکتا ہے بیان کرتا ہے۔ نظیر کے طور پر جس شخص کا ذکر بیان کیا گیا ہے اُس کا نام ہے **ابراھیم** (علیہ السلام)

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو کیسی عزت دی یہ اس نظارہ سے معلوم ہو سکتا ہے جو خدا نے فرمایا **ولقد اصطفینٰہ فی الدنیا وانہ فی الاخرۃ لمن الصالحین**۔ ہم نے اسکو برگزیدہ کیا دنیا میں اور آخرۃ میں بھی سنوار والوں سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے مکالمات کا شرف رکھنے والے۔ شریعت کے لانے والے ہادی و رہبر۔ بادشاہ اور اس قسم کے عظیم الشان لوگ ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہوئے۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کے لئے نتیجہ دکھایا ہے حضرت **موسیٰ**۔ حضرت داؤد۔ حضرت مسیح علیہ السلام سب حضرت ابراہیم کی نسل سے تھے اور حضرت اسماعیل اور ہمارے سید و مولیٰ ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم اسی کی اولاد سے ہیں۔

ایک اور جگہ یہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ابراہیم اور اسکی اولاد کو بہت بڑا ملک دیا مگر غور طلب امر یہ ہے کہ جڑ اسبات کی کیا ہے ؟ کیا معنی وہ کیا بات ہے جس سے وہ انسان اللہ تعالیٰ کے حضور برگزیدہ ہوا اور معزز ٹھیرایا گیا۔ قرآن کریم میں اسبات کا ذکر ہوا ہے جہاں فرمایا ہے **اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العلمین**۔ جب ابراہیم کے رب نے اسکو حکم دیا کہ **تو فرمانبردار بن جا** تو حضرت ابراہیم عرض کرتے ہیں میں رب العالمین کا فرمانبردار ہو چکا۔ تو تُو نے حکم نہیں پوچھا کس کا حکم فرماتے ہو کسی قسم کا تامل نہیں کیا فرمانبرداری کے حکم کے ساتھ ہی معاً بول اُٹھے کہ فرمانبردار ہو گیا۔ ورا بھی مضائقہ نہیں کیا اور نہیں خیال کیا کہ عزت پر یا مال پر صدمہ اُٹھانا پڑے گا یا احباب کے تکالیف دیکھنی پڑیں گی۔ کچھ بھی نہ پوچھا۔ فرمانبرداری کے حکم کے ساتھ ہی اقرار کر لیا کہ **اسلمت لرب العلمین**۔ یہ ہے وہ اصل جو انسان کو خدا تعالیٰ کے حضور برگزیدہ اور معزز بنا دیتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کا **سچا فرمانبردار ہو جاوے**۔

فرمانبرداری کا معیار کیا ہے

ایک طرف انسان کے نفسانی جذبات کچھ چاہتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے احکام کچھ اور اب دیکھیں کہ آیا خدا تعالیٰ کے احکام کو انسان مقدم کرتا ہے یا اپنے نفسانی اغراض کو۔ اسی طرح رسم و رواج۔ عادات کسی کا دباؤ۔ حب جاہ و رعایت قانون قومی ایک طرف کھینچتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم ایک طرف اسوقت دیکھنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے حکم کی طرف جھکتا ہے یا اسپر دوسرے امور کو ترجیح دیتا ہے اب اگر اللہ تعالیٰ کے احکام کی قدر کرتا اور ان کو مقدم کر لیتا ہے تو یہی خدا کی فرمانبرداری کہلاتی ہے۔

وہ لوگ جو اولو الامر کہلاتے ہیں اور جنکی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اُن کے لئے بھی ارشاد الٰہی یوں ہے **فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول** یعنی اگر تم میں کسی امر کی نسبت تنازع ہو تو اس کا آخری فیصلہ اللہ اور اُس کے رسول کی اتباع سے کر لو + یہی ایک سیدھی راہ ہے۔ مگر یہ یاد رکھو کہ اہل حق کے انکار کا مدار تکبر پر ہوتا ہے پس تم اس سے دور رہو۔ ورنہ کیسی تعجب کی بات ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ فرماتے ہیں کہ **ما کنت بدعا من الرسل** میں کوئی نیا رسول تو نہیں آیا۔ آدم سے لے کر اب تک جو رسول آئے ہیں ان کو پہچانو۔ ان کی معاشرت۔ تمدن۔ اور سیاست کیسی تھی اور اُن کا انجام کیا ہوا، ان کی صداقت کے کیا اسباب تھے اُن کی تعلیم کیا تھی اُن کے اصحاب نے اُن کو پہلے پہل کس طرح مانا اور مخالفوں اور منکروں کا چال چلن کیسا تھا اور اُن کا انجام کیا ہوا ؟ یہ ایک ایسا اصل تھا۔ کہ اگر اس وقت کے لوگ اس معیار پر غور کرتے تو انکو ذرا سی دقت پیش نہ آتی

اور ایک مجدد - مہدی - مسیح

مرسل من اللہ کے ماننے میں ذرا بھی اشکال نہ ہوتا مگر اپنے خیالات ملکی اور قومی رسوم بزرگوں کے عادات کے ملنے میں تو بہت بڑی وسعت سے کام لیتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ماموروں اور اُس کے احکام کے لئے خدا کے علم اور حکمت کے پیمانہ کو اپنی ہی چھوٹی سی کھوپری سے ناپنا چاہتے ہیں ہر ایک امام کی شناخت کے لئے یہ عام قاعدہ کافی ہے کہ کیا یہ

کوئی نئی بات لیکر آیا ہے؟ اگر اسپر غور کرے تو تعجب کی بات نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ اصل حقیقت کو اسپر کھولدے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ اپنے آپ کو ہیچ سمجھے اور تکبر نہ کرے ورنہ تکبر کا انجام یہی ہے کہ محروم رہے۔

پس انسان خدا کے غضب سے بچنے کے لئے ہر وقت دعا کرتا رہے وہ دعا جس کے پڑھنے کے بغیر نماز نہیں ہوتی ہے۔ وہ یہی

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ یعنی ہم کو صراط مستقیم دکھا جو ان لوگوں کی راہ ہو جنپر تیرا انعام ہوا اُن لوگوں کی راہ سے بچا جنپر تیرا غضب ہوا اور جو حق سے بیجا عداوت کرنیوالے ہیں اور نہ اُن لوگوں کی راہ جو گمراہ ہوگئے ہیں **منعم علیہ** گروہ کی شناخت کے لئے ایک آسان اور سہل راہ ہے انبیا علیہم السلام کی تعلیمات۔ احکام۔ اور عملدرآمد اور اُنکی زندگی کو اُن کے ثبوتوں اور آخر انجام کو دیکھو پھر اُن کے حالات پر نظر کرو جنھوں نے مخالفت کی۔ غرض مامور من اللہ لوگوں کا گروہ ایک نمونہ ہوتا ہے اس خواہش کے پورا کرنے کے قواعد

بتانے کے لئے جو ہر انسان میں لطبعہ مختصت رکھی گئی ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ **معزز ہو۔** خدا تعالیٰ کے حضور معزز وہی ہو سکتا ہے جو رب العالمین کا فرمانبردار ہو یہ ایک دائمی سنت ہے جس میں تخلف نہیں ہو سکتا۔ اب ہم لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ ہم غور کرکے دیکھیں کہ ہم

لباس- عادات۔ عداوت دوستی- دشمنی غرض ہر ایک درجہ ہر حرکت و سکون میں کس پر عمل درآمد کرتے ہیں * کیا فرمانبرداری کی راہ ہے یا نفس پرستی کی۔

عام مسلمانوں اور عام غیر مذہب کے لوگوں کو دیکھو کہ اگر وہ جھوٹ بولتے ہیں تو کیا مسلمان ہو کر ایک مسلمان جھوٹ سے محفوظ ہے۔ غیر مذہب والے اگر نفس پرستیاں اور شہوت پرستیاں کرتے ہیں تو کیا مسلمانوں میں ایسے کام نہیں کرتے؟ اگر ان میں باہم تباغض اور تحاسد ہے تو کیا ہم میں نہیں۔؟ اگر ان حالات میں ہم ان ہی کے مشابہ ہیں اور کوئی فرق اور امتیاز ہم میں اور ان میں نہیں ہے تو بڑی خطرناک بات ہے فکر کرو!!!

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

یاد رکھو خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ قانون یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیضان میں تبدیلی اُسی وقت ہو سکتی ہے اور ہوتی ہے جب انسان خود اپنے اندر تبدیلی کرے اگر ہم وہی ہیں جو سال گذشتہ اور پیوستہ ایں تھے تو پھر انعامات بھی وہی ہوں گے لیکن اگر چاہتے ہو کہ ہم پر نئے نئے انعامات ہوں تو نئے نئے طریق پر تبدیلی کرو۔

خدا کی کتاب نے تصریح کردی ہے کہ کفر کیا ہوتا ہے کیونکر پیدا ہوتا ہے اور اس کا انجام کیا ہوتا ہے؟ ایمان کیا ہوتا ہے؟ اس کے نشان اور انجام

کیا ہیں؟ منافق اور مفتری کے انجام اور نشان کو بتا دیا ہے پھر **امام** اور راستباز کی شناخت میں کیا دقت ہو سکتی ہے؟

آدم ع سے لے کر اسوقت تک ہزاروں ہزار مامور آئے ہیں سب کے واقعات ایک ہی طرز اور رنگ کے ہیں اگر تم اپنے آپ کو تکبر سے محفوظ کرلو۔ تو شیطانی عمل دخل سے پاک ہو کر خدا کے فیضان کو لے سکوگے۔

غرض حضرت **ابراہیم علیہ السلام** نے خود بھی خدا تعالیٰ کی اطاعت کی اور انھی باتوں کی وصیت اپنی اولاد کو بھی کی اور یعقوبؑ نے بھی یہی وصیت کی۔ کہ اے میری اولاد اللہ تعالیٰ نے تمھارے لئے ایک عجیب دین کو پسند کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر وقت فرمانبرداری میں گذارو۔ چونکہ موت کا کوئی وقت معلوم نہیں ہے اس لئے ہر وقت فرمانبردار رہو تاکہ ایسی حالت میں موت آوے کہ تم فرمانبردار ہو۔ میری تحقیقات میں یہی بات آئی ہے کہ سچی تبدیلی کرکے اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی دعا کرے۔

اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے کہ وہ ایک پاک تبدیلی کریں۔

امین

تصحیح

گذشتہ نمبروں میں مندرجہ ذیل کتابوں کی قیمت کے متعلق غلط اندراج ہوئے ہیں اس لئے اطلاع دیجاتی ہے کہ مندرجہ ذیل کتب کی اصل قیمت وہی ہو جو انکے ساتھ اب درج کی جاتی ہے یہ یاد رہے کہ یہ قیمت علاوہ محصول ڈاک ہو درخواستیں حکیم فضل دین صاحب مہتمم کتب خانہ کے نام آنی چاہئیں۔

[illegible] ۱/ + [illegible] ۱/ [illegible] ۲/

زالدین

چودھویں صدی کا حاشر

یہ ایک خطبہ کا مضمون ہے جو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ نے ۱۰ مئی ۱۹۰۱ء کو پڑھا اور ایڈیٹر الحکم نے اپنے الفاظ میں اسکو لکھا

ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا ما شاء الله ثم نفخ فیه اخری فاذا ھم قیام ینظرون۔

(آخر رکوع تک سورہ زمر کا آخری رکوع)

میرے دل میں آج پڑا کہ یہ آیتیں جو میں نے پڑھی ہیں ان میں حضرت مسیح موعود کے زمانہ کی نسبت پیشگوئی ہے یا یوں کہو کہ مسیح موعود کا زمانہ انہیں عجیب طور پر دکھایا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور آپ کا زمانہ اس کی تشبیہ ہے وہ ابتدا ہے یہ انتہا ہے۔

ونفخ فی الصور اور صور میں پھونکا گیا اسوقت ایسا ہوا کہ آسمان اور زمین کے رہنے والے بیہوش ہو گئے بجز ان کے جنکو خدا نے چاہا کہ بچ رہیں پھر دوسری مرتبہ پھونکا گیا تو کھڑے ہو گئے اور دیکھنے لگے۔

ان ساری آیتوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے جیسا کہ ہم نے دیکھا دو دفعہ نفخ صور ہوتا ہے ایک میں لوگ بیہوش کئے جاتے ہیں دوسرے میں سب کے سب کھڑے ہو جاتے ہیں اور ہوش آنے کے بعد ان کی تقسیم دو قسم کی ہوتی ہے ایک دوزخی دوسرے جنتی۔

ہمارا ایمان ہے کہ قیامت کو اسی طرح پر ہوگا۔ لیکن ساتھ ہی ہم یہ بھی ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن کریم اپنے ساتھ زندہ نشانات رکھتا ہے اور اپنے سارے وعدوں کے لئے اس دنیا میں بھی ایک ظل اس کا موجود ہے اور وہ گویا زندہ ثبوت اور بین شہادتیں ہیں ان وعدوں کے لئے جو آخرت کے ساتھ مخصوص ہیں۔ کیونکہ اگر یہ وعدے ہی وعدے ہوتے اور ان کا یہاں کچھ بھی ثبوت نہ ہوتا تو پھر خدا تعالے کے پاک کلام اور انسانی تراشیدہ خیالات میں کچھ فرق ہوتا؟؟؟

اس لئے ہم ان آیتوں میں اس نظارہ کو دکھانا چاہتے ہیں جو اس شہودی عالم میں دیکھتے ہیں۔

یہ بات بحضور دل یاد رکھنی چاہئیے کہ خدا تعالے کے مامور بھی **حاشر** ہوتے ہیں ان کے قدموں پر ایک حشر ہوا کرتا ہے اس حشر کا کامل اور اکمل نمونہ ہمارے سید و مولی سرور عالم فخر بنی آدم **صلی اللہ علیہ وسلم** ہیں چنانچہ خود حضور **علیہ الصلوۃ والسلام** نے فرمایا ہے کہ **انا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی**۔ اور پھر اس بات کو بھی بھولنا نہیں چاہیئے کہ **مامور من اللہ** ایک عجیب تحریک اپنے ساتھ لاتے ہیں ان سے پہلے دنیا ایک سکون اور سکر کی حالت میں ہوتی ہے ملائکہ بھی اور زمینی باشندے بھی سکون میں ہوتے ہیں لیکن جب خدا کی حجت ہاں الزام دینے والی اور بشارت دینے والی حجت کا **نفخ فی الصور** ہوتا ہے تو زمین و آسمان میں ایک شور مچ جاتا ہے ٹھیک اسی طرح جیسے رات کے اختتام پر اور صبح صادق کے طلوع پر چرند پرند حیوانات غرض تمام مخلوقات میں ایک عجیب شور ہوتا ہے۔ تو نبی کریم **صلی اللہ علیہ وسلم** سے پیشتر عالم پر ایک ظلمت چھائی ہوئی تھی اور اس رات کی تاریکی میں کوئی تحریک نہ تھی۔ جیسا کہ خود خدا تعالی نے فرمایا **جعل اللیل سکنا** کسیکو کچھ معلوم نہ تھا کہ کس میں جوہر قابل کیا ہے اور اس میں کیا کیا فائدے مخلوق کو پہنچا سکتا ہے

لیکن جب حضور **علیہ الصلوۃ والسلام** کی بعثت ہوئی۔ تو عالم میں شور مچ گیا اور وہ جو سکون اور خاموشی تھی وہ عالمگیر تحریک اور پکار سے بدل گئی۔ حقیقت میں جب دن چڑھتا ہے قیام اسی وقت ہوتا ہے اور نور ہی کے وقت یہ تقسیم ہوا ہوتی ہے سوئے ہوئے آدمی کوئی کام نہیں کر سکتے اور نہیں معلوم ہوتا کہ فلاں صناع ہے یا پہلوان ہے یا کیا اپنے افعال یا تدابیر سے کوئی مفید یا مضر جماعت انسانی کے لئے معلوم نہیں ہو سکتا۔ لیکن روشنی کے وقت ہر قسم کی امتیاز ہو جاتی ہے۔ رسول کریم **صلی اللہ علیہ وسلم نور** ہو کر **سراج منیر** ہو کر تمام نبیوں کا بھیس بدلکر آئے اس لئے ہر ایک فریق میں جس جس قسم کی طاقتیں اور قوتیں اور مخفی در مخفی جوہر تھے وہ سب ظاہر ہو گئے۔ اور اتم حجت ملزمہ قائم ہو گئی۔

اللہ جل شانہ نے نبی کریم کو تمام نبیوں۔ شہیدوں۔ صالحین کا عطر مجموعہ بنا کر مبعوث فرمایا تھا اس لئے آپ کیوقت میں ہر قسم کے لوگ موجود تھے یہودی۔ عیسائی۔ ستارہ پرست۔ اور اور قسم کے مشرک۔ برہمو۔ ہمہ یہ سب تھے اور ہر نبی کے زمانہ میں جس جس قسم کے شریر تھے ان سب کے مظہر بھی موجود تھے ایسا ہی ہر قسم کے جوہر قابل کے مظہر بھی تھے۔ غرض جب حضور **علیہ الصلوۃ والسلام** نے ظہور فرمایا تو **اشرقت الارض بنور ربہا** زمین چمک اٹھی اور خوب فیصلہ ہو گیا ایک گروہ **ابوجہلی** قرار پایا جو بدر کے جہنم میں گرایا گیا اور دوسرا **صدیقی** گروہ **الحمد للہ** کہتا ہوا مکہ میں مدینہ پر جہاں چاہے داخل ہوا۔

شاید یہ مضمون ناقص رہ جاوے اگر یہ بیان نہ کیا جاوے کہ انجیلی یسوع نے بھی بقول اناجیل موجودہ اس قسم کا دعویٰ کیا کہ قیامت اور زندگی میں ہوں۔ ایک سچے نبی اور خدا کے مامور کے لئے اس قسم کا دعویٰ کرنا کوئی بڑی بات نہیں بلکہ ایسے دعویٰ کی سچائی ظاہر ہو جاتی ہے لیکن انجیلی یسوع کے لئے یہ دعویٰ ہرگز ہرگز سزاوار نہیں ہو سکتا کیونکہ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ جس قدر انجیلی یسوع الٰہی صداقت اور ایمانی توحید کے پھیلانے سے ناکام رہے شاید اس کی نظیر کسی دوسرے نبی کے واقعات میں ہرگز نہ ملے گی۔ یہاں تک کہ خود بڑے بڑے پادری صاحبان کو یہ تسلیم کرنا پڑا کہ ان کی تعلیم خود ان کے شاگردوں کی پست خیالی۔ کم فہمی اور دنیا طلبی کو دور نہیں کر سکی اور خود یسوع کی گرفتاری کے وقت جو کچھ بزدلی اور بداعتقادی اور بےوفائی انہوں نے دکھلائی بلکہ بعض اعظم الحوارئین کی زبان پر اس آخری گھڑی میں لعن طعن اپنے استاد کی نسبت جاری ہوا یہ ایسی بات ہے جس کو بڑے بڑے اور اعلیٰ درجہ کے فاضل مسیحیوں نے بھی مسیحیوں کے لئے سخت قابل شرم قرار دیا ہے پھر یہ کہنا کہ یسوع صاحب قیامت تھے اور ان میں داخل ہو کر روحانی مردے جی اٹھے ایک خیالی اور وہمی بات ہے جس کا کوئی ثبوت ان کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ انجیل کے پر غور مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ خود یسوع صاحب بھی ان کو سست اعتقاد اور اور سخت الفاظ سے یاد کرتے ہیں جو روحانیت میں زندگی بسر کرنے والے لوگوں کے لئے سزاوار نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ عیسائیوں میں ایک بھی شخص ایسا نظر نہیں آتا جو دنیا

اور نفس کی قبر سے نکل کر زندگی کی قیامت میں برانگیختہ ہو گیا ہو وہ جانتے بھی نہیں کہ خدا کون ہے اور اس کی عظمت اور قدرت کیا شے ہے اور کیونکر وہ پاک دلوں کو زندگی بخشتا ہے اور ان سے قریب ہو جاتا ہے وہ تو ایک عاجز انسان کو خدا بنا رہے ہیں اور یہ بوجہ اس کے دوسروں کے گناہوں کا بوجھ لادکر خوش ہو رہے ہیں۔ غفلت گناہ کفر اور شرک کی موت اس وقت عیسائی مذہب میں موجود ہے ان کی تمام قوتوں کا دنیا اور اس کی آرائشوں اور جمعیتوں کے لئے خرچ ہونا کیا غفلت کی موت نہیں ہے؟ اور کیا یورپ کی حالت گناہ کی موت کا بھیانک نظارہ نہیں ہے؟ وہاں جاکر دیکھو کس قدر عفت پاک دامنی اور پرہیزگاری باقی ہے اور کیا ایک عاجز انسان کو خدا بنا دینا شرک کی موت نہیں ہے اور سچے رسولوں کا انکار کفر کی موت نہیں ہے تو کیا ہے؟ غرض انجیلی یسوع کی نسبت یہ دعویٰ سراسر خیال محال اور بےدلیل ہے۔ بلکہ یہ کامل اور اکمل نمونہ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں اس ذات کامل الصفات نے دکھایا جس کا نام نامی ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ دنیا کی تاریخ اور واقعات عالم کے اوراق میں اس بات کی شہادت موجود ہے کہ یہ رسول اس وقت مبعوث ہوا جب دنیا کی ساری قومیں روح میں مرچکی تھیں اور روحانی فساد نے بحر و بر کو ہلاک کر دیا تھا۔ تب اس حاشر نے آکر نئے سر سے دنیا کو زندہ کیا اور توحید کا دریا چلا دیا۔ پھر جو قوم اس نے طیار کی اس نے اپنی صدق۔ وفاداری تقویٰ۔ طہارت اور جاں نثاری سے دکھا دیا کہ وہ لوگ سچ مچ موت کے گڑھے سے نکل کر حیات طیبہ

کے بلند مینار پر کھڑے ہو گئے تھے اور ہر ایک نے ایک تازہ زندگی پالی تھی سو درحقیقت ایک ہی کامل انسان دنیا میں آیا جس نے ایسے اتم اور اکمل طور پر یہ روحانی قیامت دکھائی۔ اور ایک زمانہ دراز کے مردوں کو اور ہزاروں برس کی عظم رمیم کو زندہ کر دکھایا اس کے آنے سے قبریں کھل گئیں اور بوسیدہ ہڈیوں میں جان پڑ گئی اور اس نے ثابت کر دکھایا کہ وہی حاشر اور وہی روحانی قیامت ہے جس کے قدموں پر ایک عالم قبروں سے نکل آیا۔

مگر

میرے دوستو! میں ابھی تمہیں ایک اور عظیم الشان حاشر کا پتہ دینا چاہتا ہوں اس لئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں تکمیل ہدایت کے لئے تشریف لائے تھے وہاں تکمیل اشاعت ہدایت بھی آپ کا کام تھا۔ قرآن کریم پر تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تکمیل ہدایت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت ہوئی اور باتفاق تمام مفسرین تکمیل اشاعت ہدایت کا وقت مسیح موعود کا زمانہ ہے چنانچہ آیت هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ اس کی تائید کرتی ہے اس کی تفسیر میں سب نے مان لیا ہے کہ یہ مسیح موعود کے زمانہ میں ہوگا۔

علاوہ بریں چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات اور فیوضات کا زندہ رکھنا ابد تک کو ابد الآباد کے لئے منظور تھا اور آپ کے دوسرے منصب کی تکمیل کو مسیح موعود کے زمانہ سے مخصوص فرمایا گیا تھا اس لئے مسیح موعود کے زمانہ میں پھر اس قیامت کا نمونہ دکھایا جانا ضروری تھا

پس مسیح موعود جو خاتم الخلفا بھی کہلاتا ہے اور محمد مہدی بھی جس کا سارک نام ہے چودھویں صدی کا حاشر بھی تو ہی ہے کیونکہ خدا تعالے نے وعدہ کیا تھا کہ وہ نور اور وہ روح القدس جو اُس کامل انسانؐ کے صحابہ کو دیا گیا تھا آنے والے صادق اخلاص اور متبعین لوگوں کو بھی ملے گا۔ جیسا کہ آیت هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ میں لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ سے یعنی ہمارے خالص اور کامل بندے بجز صحابہ رضی اللہ عنہم کے اور بھی ہیں جو آخری زمانہ میں ہوں گے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی بھی تربیت صحابہ کی طرح فرمائیں گے تو ظاہر ہے کہ وہ گروہ مسیح موعود کے فیض تربیت سے بہرہ ور ہوگا۔ مگر خدا تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ذکر فرمایا ہے جس میں یہ اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ مسیح موعود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے رنگ اور لباس میں ہوگا۔ آفتاب وہی ہوگا لیکن اُس کا مطلع اور ہوگا شمع وہی ہوگی صرف فانوس دوسرا ہوگا۔ یہ کمال اتحاد فی الذات کی طرف اشارہ ہے مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے یہی وہ راز ہے جو خاتم الخلفا کے حاشر ہونے میں ہے۔

میرے دوستو! جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت دنیا کی حالت تھی اسیطرح اب بھی مسیح موعود سے پہلے آسمان کے دروازے بند تھے یہ نرا دعوی ہی دعوی نہیں آج سے ساٹھ سال پیچھے چلو اور دیکھو دنیا کی کیا حالت تھی مشاہدہ خود تمھیں پتہ دیگا۔ خود خدا تعالی نے اس امر کی شہادت دی ہے اِنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا زمین و آسمان گرہ بستہ تھے ہم نے انکو کھولدیا۔ میں سچ کہتا ہوں آسمان کے دروازے بند تھے کیا کوئی تھا جو پیشگوئی کرتا؟ کیا کوئی تھا جو خدا کو کشف ساق کرکے دکھا دیتا؟ ایک بھی نہ تھا ہر ایک سویا ہوا تھا یہاں تک کہ خدا تعالی نے مسیح موعودؑ کو بھیجا اور نفخ صور ہوا اور دنیا میں ایک شور مچ گیا خواب گراں میں سونے والے آنکھیں ملتے ہوئے اُٹھ بیٹھے اور ہر ایک اپنے اپنے جوہر دکھانے لگا۔ کسی میں اغوا کا جوہر تھا وہ مغوی بنا کوئی ابلیس ٹھیرا گندے اور ناپاک آدمیوں کا گند بدعقیدوں کا شرک غرض ہر شخص کا جوہر رنگ لایا۔ اور وہ جو سعادت مند پاکیزہ فطرت تھے وہ اس غفلت کی موت سے جی اُٹھے مسیح موعود کے ہاتھ پر انھوں نے نئی زندگی پائی اور الحمد للہ رب العلمین کہتے ہوئے جنت میں داخل ہوئے۔

الغرض میرا ایمان اور اعتقاد ہے کہ مسیح موعود نے آکر اسی طرح مُردوں کو زندہ کیا ہے جس طرح احمد مکی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا پس

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ۔ مبارک ہو ان زندگی پانے والوں کو جنھوں نے اس کے ہاتھ پر توبہ کرکے حیات طیبہ حاصل کی کیونکہ وہ جنت کے وارث ٹھیرے اور واویلا اُن پر جنھوں نے مخالفت کی راہ اختیار کی۔

اللہ تعالے ہم کو اس نور اور زندگی سے حصہ دے جو یہ مولے کر آیا ہے اور ہر ایک ابتلا اور مغوی کے شر سے محفوظ رکھے آمین۔

لائبریری

اس مد میں مفصلہ ذیل رقوم اب تک وصول ہو چکی ہیں۔

منشی عبد العزیز صاحب پٹواری	۱
منشی گلاب خانصاحب سب اورسیر ڈسکشائی	عسہ
بابو محمد صاحب انبالہ چھاونی	عسہ
بابو عطا محمد صاحب سب اورسیر فورٹ سنڈیمان	عسہ
منشی عبد العزیز صاحب ٹیلر ماسٹر میرٹھ	سہ
منشی محمد دین صاحب تحصیلدار ڈیرہ اسمٰعیل خاں	عسہ
راجہ شیر محمد خانصاحب بی اے جہلم	عسہ
منشی رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ	عسہ
شیخ عبد الرشید صاحب سوداگر میرٹھ	عسہ
ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن رام پور	عسہ
شیخ نیاز احمد صاحب وزیر آباد	عسہ
منشی محبوب عالم صاحب تحصیلدار پنڈی گھیپ	عسہ
منشی محمد نواب خانصاحب تحصیلدار جہلم	عسہ

منیجر

ان کے علاوہ خان صاحب نواب محمد علی خانصاحب نے انسکلو پیڈیا بریٹینکا لائبریری کو عطا فرمایا ہے جو قریباً سوا تین سو روپے کی قیمت کی کتاب ہے خدا تعالے ان سارے احباب کو جزائے خیر دے۔ چونکہ میگزین کے متعلق بھی ایک لائبریری کی ضرورت

تھی اور میگزین اور لائبریری ایک ہی سلسلہ کے متعلق اور ایک ہی قوم کی کوششوں کا نتیجہ ہیں۔ اس لئے میگزین کی لائبریری اور یہ لائبریری اکٹھی رہیں گی۔ اور جو جو چندے احباب نے لائبریری کے مد میں ارسال فرمائے ہیں وہ وہ میگزین کے متعلق خیراتی چندے تصور کئے جاویں گے۔ لیکن یہ روپیہ صرف لائبریری پر ہی صرف ہوگا کیونکہ اسی مطلب کے لئے قوم سے مانگا گیا تھا۔ اطلاعاً بذریعہ اخبار اس کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ اس اعلان کے بعد پندرہ روز تک انتظار کر کے مذکورہ بالا روپیہ فنانشل سکرٹری انجمن اشاعت اسلام کے نام باضابطہ منتقل کر دیا جائے گا۔ آخر میں یہ التماس ہے کہ روپیہ صرف اسی کام پر ہوگا جس کے لئے وصول لیا گیا تھا اور رہے گا بھی مد خیرات میں صرف اسکا حساب و کتاب باضابطہ انجمن مذکورہ بالا کے منتظم رکھیں گے۔ اگر کسی صاحب کو اعتراض ہو تو مشتہر کو اطلاع دیں۔ ۲۵ اپریل ۱۹۰۱ء

خاکسار محمد علی۔

منارۃ المسیح

منارۃ المسیح کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے چنانچہ اینٹوں کی پتھائی شروع ہوئی اور ان کے پکانے کے لئے بھٹے میں اینٹیں چڑھائی جا رہی ہیں لکڑی آ رہی ہے قریباً ایکسو روپیہ یومیہ کا خرچ ہو رہا ہے اس لئے منارۃ المسیح کے انصار بہت جلد توجہ کریں۔ اور روپیہ بھیجکر اس کار خیر میں شریک ہوں وقتاً فوقتاً روپیہ کی ضرورت زیادہ ہوتی جاتی ہے

انگریزی رسالہ اور احباب کی توجہ

ہمارے مخدوم خواجہ کمال الدین صاحب نے پشاور سے ایک مختصر سا مضمون فراہمی سرمایہ کے لئے حال میں الحکم میں درج کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ مگر ہمکو افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ صاحبزادہ صاحب (جو الحکم کے کاتب ہیں) کے ہاں وہ مضمون بچوں نے اِدھر اُدھر کر دیا بہرحال ہم اس خط کا خلاصہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

میگزین کے لئے جو ایک ہزار حصوں کی فراہمی کی ضرورت تھی خدا کا شکر ہے کہ قوم نے اس ضرورت کو محسوس کر کے بہت بڑی تعداد پوری کر دی ہے اور اب صرف دوسو کے قریب حصے باقی رہ گئے ہیں جن کے پورا ہونے کی بہت جلد امید کیجاتی ہے لیکن اس وقت جو سوال ضروری قابل لحاظ ہے وہ سرمایہ کا بہم پہونچانا ہے۔ قواعد فراہمی سرمایہ الحکم میں شائع ہو چکے ہیں اور ایک بھی بصورت رسالہ حصہ داروں کے پاس پہونچ گئے ہیں اور خدا کا احسان ہے کہ احباب نے توجہ کر کے روپیہ بھیجنا شروع کر دیا ہے۔ چونکہ رسالہ کا پہلا نمبر اکتوبر میں شائع ہو جانا ضروری ہے جیسا کہ اعلان کیا گیا ہے اس لئے اکتوبر سے پہلے پہلے ایک سال کا خرچ تین ہزار روپیہ جمع ہونا ازبس ضروری ہے کیونکہ علاوہ دوسرے اخراجات کے کئی قسم کے ابتدائی اخراجات ہوتے ہیں۔ اور زاں بعد ایک مستقل ماہواری خرچ رہجائیگا۔

یورپ اور مغربی قوموں پر حضرت اقدس کی تبلیغ جسقدر ضروری ہے اس کے بیان کرنے کی ہمکو حاجت نہیں کیونکہ ہمارے ناظرین اس امر کو خوب سمجھتے ہیں مسیح موعود کا فرض کسر صلیب ٹھہرایا گیا ہے اور اس فتنہ صلیب کے سیلاب کی رو یورپ سے آ رہی ہے اس لئے یورپ پر اتمام حجت کی بہت بڑی ضرورت محسوس کی جاتی ہے اور یہ ممکن نہیں جب تک انگریزی زبان میں ہم ان قوموں پر اتمام حجت نکریں۔ علاوہ براں وہ پادری جو کچھ دن ہوئے دارالامان آئے تھے جنکے مفصل حالات الحکم میں شائع ہو چکے ہیں سنا گیا ہے حضرت اقدس کے متعلق کوئی کتاب لکھ رہے ہیں یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ خود ایک تحریک شروع ہو گئی ہے۔ بہرحال اسوقت ضرورت ہے اس امر کی کہ اس سے پیشتر کہ اکتوبر کا نمبر شائع ہو کم از کم تین ہزار روپیہ فنانشل سکرٹری کے پاس ہونا چاہیئے ہم اپنے احباب کی خدمت میں اپیل کرتے ہیں کہ جو یکمشت روپیہ دے سکتے ہیں وہ اقساط کی ضرورت نہ سمجھیں اور بہت جلد کل روپیہ بھیجدیں اور جو اقساط سے ہی دے سکتے ہیں وہ اپنی اپنی قسط کا روپیہ شیخ رحمت اللہ صاحب پروپرائٹر بمبئی ہوس کے نام جو آج کل دارالامان میں مقیم ہیں بھیجدیں۔

چونکہ میگزین کے پہلے رسالہ کا مضمون حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شروع کر دیا ہے اس لئے اب دیر کو کام میں نہ لایا جائے اور جلد روپیہ بھیجا جائے

بالآخر

پھر ہم اپنے ناظرین کو توجہ دلاتے ہیں کہ خلص کی خریداری سے بھی بڑھ کر جو امر ہے وہ سرمایہ کی فراہمی ہے اس لئے بہت جلد روپیہ بھیجنا چاہیئے یاد رکھو یہ وقت ہی حصول ثواب کا ہے یورپ جسطرح اپنے قلمی میگزین کو لیکر اسلام پر حملہ کیا ہے اسی طرح ہمارا فرض ہے کہ اسکا جواب قلم سے دو۔ ہم پھر کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی مرضی یونہی ہے کہ یورپ پر حجت پوری ہو کر رہے گی

سعادت این اجر بضرت راد مہنت

مختلف خبریں

نخواہ کے امدادی کاموں پر اسوقت چار لاکھ آٹھ ہزار مزدور ہو گئے ہیں بمقابلہ ہفتہ ماسبق ان کی تعداد میں ۵۴ ہزار کا اضافہ ہوا ہے۔

مہاراجہ بڑودہ شادی بیوگان کے جواز کے متعلق قانون نافذ کرنیوالے ہیں۔

سلہٹ میں سیاہ بخار پھیلا ہوا ہے جو مہلک ہے مریض کا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے۔

بمبی میں دنبالہ دار ستارہ کو دیکھکر لوگ متحیر ہیں اور عجیب عجیب قسم کی پیشگوئیاں کی جاتی ہیں۔

پارسلوں کی محصولڈاک کی رعایتی شرح پریکم جولائی سے عملدرآمد ہوگا۔

سر آر تھر سٹریچی صاحب چیف جسٹس الہ آباد کا سیکورٹ شملہ پر فوت ہوسے ان کی لاش جلائی جائے گی اور راکھہ ولایت روانہ کی جائے گی۔

۹ مئی کا **سورج گرہن** پنجاب میں نظر نہ آیا نجومی اسکو منحوس بتاتی ہیں

لکھنؤ میں دکٹوریا میموریل فنڈ کا جلسہ ہوکر تجویز ہوا کہ یادگار رفاہ عام کی صورت میں ہونا نمالیئے۔

شروع جولائی میں مدراس سے ایک انگریزی رسالہ موسومہ انڈین لیڈیز میگزین شائع ہوا کریگا اسکی ایڈیٹرس وہ مشہور ہندی خاتون ہونگی جنھوں نے حال میں ایم-اے کی ڈگری حاصل کی ہے۔

انڈین ٹی ایسوسی ایشن نے حال ہی میں چار تقسیم کرنیوالی ایک ایجنسی قائم کی ہے بدیں غرض کہ ہندوستان کے باشندوں میں چاء نوشی کا رواج بڑھے۔

حضرت اقدس مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم باوصفیکہ کئی مہینوں سے حضور کو کمی اشتہا کی از حد شکایت ہے پوری ہمت اور مستعدی کے ساتھ خطبہ الہامیہ کے حصہ ثانیہ کی تصنیف میں مصروف ہیں جو اعلیٰ درجہ کی فصیح و بلیغ عربی زبان میں لکھا جا رہا ہے قرآن کریم کے حقائق اور معارف کا ایک دریا بہہ رہا ہے با ایں مصروفیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ میگزین کے لئے پہلا آرٹیکل جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی سوانح اور دعاوی اور اس بات کے ظاہر کرنے کی نسبت کہ اب دنیا میں کونسا مذہب باقی رہ سکتا ہے اور دنیا کس مذہب کو چاہتی ہے اور وہ مذہب اسلام ہے جو ہر ایک داغ دھبہ سے صاف اور ہر قسم کی شرک اور بدعات کی نجاست سے پاک اور عین فطرۃ کے مطابق ہے لکھنے کے لئے طیار ہو گئے ہیں۔

ہمارے مکرم **شیخ رحمت اللہ** صاحب پروپرائٹر بمبی ہوس لاہور جو انجمن اشاعت اسلام کے فنانشل سکرٹری ہیں آج کل دار الامان میں ہیں

آج بیادگار حضور قیصرہ عام تعطیل ہے قلعوں کے جھنڈے بطور علامت غم سرنگوں ہیں یہ غلط ہے کہ آج قیصر ایڈورڈ ہفتم کی سالگرہ منائی جاوے گی۔

بغداد میں بھی طاعون نمودار ہو گیا ہے اس لئے قرنطینہ کے علاوہ لاشوں کا کربلا بھیجنا بھی بند کر دیا گیا ہے۔

لودھیانہ میں ہر بھجن سنگہ بیرسٹر ایٹ لا **مسلمان** ہوے ہیں۔

باب عالی نے آخر دول خارجہ کے ڈاکخانوں کے متعلق اپنی تجویز کو واپس لے لیا اور ایک اعلیٰ عہدہ دار کو ڈاک کے ٹھیلے چھیننے کے متعلق معافی کے لئے بھیجا۔

بیعت

نواب باقر نواز خانصاحب بہادر حیدر آباد دکن بیرون دبیر پورہ۔
مرزا محمود علی بیگ صاحب حیدر آباد دکن محلہ مغلپورہ۔
میاں عبد الکریم صاحب ۔۔
سید عبد الحکیم صاحب - اٹاوہ محلہ شاہ گد اعلیٰ۔
حافظ محمد رمضان صاحب - جرگ پیالہ ڈاکخانہ دکھنیل پیل۔
غلام رسول صاحب ولد چراغدین صاحب گوجرانولہ
میراں بخش صاحب ولد شرف دین صاحب
سردار شاہ صاحب لاہور۔
زوجہ محمد بخش صاحب چھاپہ گر - ملتان متصل مسجد نواب علی محمد خان۔
محمد خانصاحب - جہلم - حال کوئٹہ بلوچستان کانسٹیبل پولیس قلات سٹیٹ وارڈ کوئٹہ بلوچستان
منصب دار صاحب اوڑا صاحب
امام الدین صاحب زوجہ اوڑا صاحب
دختر ۔۔ دختر ثانیہ ۔۔ ساکنان سیالکوٹ۔
دختر چودہری فتح خانصاحب رسولپور
سید حیدر علی شاہ صاحب - گوئیند کے ۔۔
اہلیہ ۔۔ ۔۔
سردار علی صاحب ۔۔ ۔۔
اہلیہ ۔۔ ۔۔
سید امیر علی شاہ صاحب ۔۔ ۔۔
سید محمد شریف صاحب ۔۔ ۔۔
اہلیہ سید امیر علی شاہ صاحب ۔۔
محمد حبیب صاحب ۔۔ ۔۔
مرزا حکیم فضل احمد صاحب سوہدری - گجرات ڈاکخانہ تحصیل کھاریاں
حبیب اللہ صاحب خیاط بھیرہ
الہی بخش صاحب معرفت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی
غلام محمد صاحب - منڈہالہ وارڈا کہ گوجرانوالہ مدرس اول۔

محمد سراج الحق نعمانی جمالی

رسالہ سراج الحق حصہ دوم حضرت اقدس کی تائید میں ۔ [illegible]

عمر الدین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

الحکم

صفر سنہ ۱۳۱۹ھ

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

نمبر ۲۵ | دارالامن والامان قادیان ۳۱ مئی سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات حضرت امام آخرالزمان سلمہ الرحمن

حضرت اقدس امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک تقریر جو حضور علیہ السلام نے ۲۳ جنوری ۱۸۹۸ء کو بعد نماز فجر بیان کی (ایڈیٹر)

یاد رکھو کہ فضائل بھی امراض متعدیہ کی طرح متعدی ہونے ضروری ہیں مومن کے لئے حکم ہے کہ وہ اپنے **اخلاق** کو اس درجہ پر پہنچائے کہ وہ متعدی ہو جائیں کیونکہ کوئی عمدہ سے عمدہ بات قابل پذیرائی اور واجب التعمیل نہیں ہو سکتی جب تک اسکے اندر ایک چمک اور جذب نہ ہو اس کی درخشانی دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے اور جذب ان کو کھینچ لاتا ہے اور پھر اس فعل کی اعلیٰ درجہ کی خوبیاں خودبخود دوسرے کو عمل کیطرف توجہ دلاتی ہیں۔ دیکھو حاتم کا نیک نام ہونا سخاوت کے باعث مشہور ہے گو میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ خلوص سے تھی ایسا ہی رستم و اسفندیار کی بہادری کے فسانے عام زبان زد ہیں اگرچہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ خلوص سے تھے۔

میرا ایمان اور مذہب یہ ہے کہ جبتک انسان **سچا مومن** نہیں بنتا اسکی نیکی کے کام خواہ کیسے ہی عظیم الشان ہوں لیکن وہ ریاکاری کے ملمع سے خالی نہیں ہوتے لیکن چونکہ ان میں نیکی کی اصل موجود ہوتی ہے اور یہ وہ قابل قدر جوہر ہے جو ہر جگہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اس لئے باایںہمہ ملمع سازی و ریاکاری وہ عزت سے دیکھے جاتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے میرے پاس ایک نقل بیان کی تھی اور خود میں نے بھی اس قصہ کو پڑھا ہے کہ سر فلپ سڈنی ملکہ الزبتھ کے زمانہ میں قلعہ ذٹفن ہلک ہالینڈ کے محاصرہ میں جب زخمی ہوا تو اسوقت عین نزع کی تلخی اور شدت پیاس کے وقت جب اس کے لئے ایک پیالہ پانی کا جو وہاں بہت کمیاب تھا مہیا کیا گیا تو اس کے پاس ایک اور زخمی سپاہی تھا جو نہایت پیاسا تھا وہ سر فلپ سڈنی کی طرف حسرت اور طمع کے ساتھ دیکھنے لگا۔ سڈنی نے اس کی یہ خواہش دیکھکر وہ پانی کا پیالہ خود نہ پیا بلکہ بطور ایثار یہ کہہ کر اس سپاہی کو دیدیا کہ تو تیری ضرورت مجھ سے زیادہ ہے۔ مار مرنے کے وقت بھی لوگ ریاکاری سے نہیں رکتے۔ ایسے کام اکثر ریاکاروں سے ہو جاتے ہیں جو اپنے آپ کو خلائق فاضلہ والے انسان ثابت کرنا یا دکھانا چاہتے ہیں۔ غرض کوئی انسان ایسا نہیں ہے کہ اس کی ساری باتیں بری حالت کی اچھی ہوں لیکن سوال یہ ہے کہ انسان اچھی باتوں کی کیوں پیروی نہیں کرتے۔ میں اس کے جواب میں یہی کہوں گا کہ اصل بات یہ ہے کہ انسان فطرۃً کسی بات کی پیروی نہیں کرتا جب تک کہ اس میں کمال کی مہک نہ ہو۔ اور یہی ایک سر ہے جو اللہ تعالیٰ ہمیشہ **انبیاء علیہم السلام** کو مبعوث کرتا رہا ہے اور خاتم النبیین ﷺ کے بعد مجددین کے سلسلہ کو جاری رکھا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ اپنے عملی نمونہ کے ساتھ ایک جذب اور اثر کی قوت رکھتے ہیں

اور نیکیوں کا کمال اُن کے وجود میں نظر آتا ہے اس لیئے کہ انسان بالطبع کمال کی پیروی کرنا چاہتا ہے۔ اگر انسان کی فطرت میں یہ قوت نہ ہوتی تو انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ کی بھی ضرورت نہ رہتی۔ لیکن یہ بات کہ انبیاء علیہم السلام اور خدا تعالیٰ کے ماموروں کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے۔ اور ان کی تعلیم کی طرف عدم توجہی کیوں کی جاتی ہے۔ اس کا باعث زمانہ کی وہ حالت ہوتی ہے جو ان پاک وجودوں کی بعثت کا موجب ہوتی ہے + زمانہ میں فسق و فجور کا ایک دریا رواں ہوتا ہے اور ہر قسم کی بدکاریاں اور برائیاں خدا تعالیٰ سے بعد اور حرمان اس نیک عمدہ مادے کو اپنے نیچے دبا لیتا ہے چونکہ بدکاریوں کے کمال کا ظہور ہوا ہوا ہوتا ہے اس لیئے طبعیت کا یہ مادہ کہ وہ ہر کمال کی پیروی کرنا چاہتا ہے اس طرف۔ رجوع کر گیا ہوتا ہے اور یہی وہ سر ہوتا ہے کہ ابتداءً انبیاء علیہم السلام اور ماموروں کی مخالفت اور ان کی تعلیم سے بے پروائی ظاہر کی جاتی ہے آخر ایک وقت آجاتا ہے۔ کہ اس نیکی کے بروز اور کمال کیطرف توجہ ہو جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ **والعاقبۃ عند ربک للمتقین**۔

غرض انسانی فطرت میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ ہر کمال کی پیروی کرنا چاہتی ہے۔ دیکھلو انگریزوں کی نئی ایجادات سوئے چاقو وغیرہ تک کی کسقدر عزت کی جاتی ہے اور دیسی اشیا کے مقابلہ میں ان کو کسقدر پسند کیا جاتا ہے حالانکہ ان میں بعض اشیا نہیں بلکہ اکثر ملمع کی ہوئی ہوتی ہیں۔ مگر ظاہری چمک دمک ایسی ہوتی ہے کہ آنکھوں کو خیرہ کر دیتی ہے اور اس کی روشنی ایک کشش کے ساتھ اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہے۔ تم نہیں دیکھتے کہ یہ جھوٹے زیور جو ملمع کیئے ہوئے بکتے ہیں انکی تجارت کیسی سرعت کے ساتھ بڑھ رہی ہے اصلی اشیا کے مقابلہ میں انکو رکھکر دیکھو گے تو معلوم ہوگا کہ اصلی نقلی معلوم ہوتا ہے اور نقلی اصلی ان اشیاء کی ظاہری چمک دمک میں ایک روشنی ہے جو ہمارے دیسی صناع اسکو دکھا نہیں سکتے۔ اسلئے باوجودیکہ لوگ صاف جانتے ہیں کہ یہ اشیا ملمع شدہ ہیں لیکن اس دجل کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے۔ ہر ایک چیز ان کی دیکھو۔ دیسی کپڑے دیسی جوتے جنٹلمین تعلیم یافتہ ان سے بیزاری ظاہر کرتے ہیں۔ کیوں؟ صرف اس لیئے کہ انگریزی اشیاء میں ایک خاص قسم کی نفاست اور عمدگی ہوتی ہے۔ یہ لوگ چمڑے کو ایسا کما لیتے ہیں کہ اس میں نرمی اور چمک پیدا کر لیتے ہیں + یہ کیا ہر ایک ادنیٰ سی چیز کو دیکھو ایک تاگے ہی کو دیکھو کیسا خوبصورت ہوتا ہے۔ غرض ہر ایک دیسی چیز کو بالمقابل نکما کر دیا ہے بلکہ میں نے تو سنا ہے کہ بعض دیسی رئیس دیسی چیزوں سے یہاں تک متنفر ہیں کہ ان کے کپڑے بھی پیرس سے دھل کر آتے ہیں اور پینے کا پانی بھی ولایت سے منگواتے ہیں۔

اس خریداری کا سر کیا ہے۔ انھوں نے ظاہری خوبصورتی اور چمک اور خوشنمائی رکھدی ہے اس لیئے لوگ ادھر جھک گئے ہیں جب یہ حالت ہے کہ دیانتدار اور بھی ہیں اور کفایت کا گروہ بھی ہے لیکن کفار کیطرف رجوع ان کی نفاست اور چمک کی وجہ سے ہے یہی حال **اخلاق** اور **اعمال** کا ہے بس جب تک انکی چمک دمک یہانتک نہ پہونچائی جاوے نوع انسان پر اثر نہیں پڑ سکتا۔ جو لوگ خود کمزور ہوتے ہیں وہ دوسرے کمزوروں کو جذب نہیں کر سکتے خدا تعالیٰ فرماتا ہے **والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر** قسم ہے اس زمانہ کی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زمانہ کی۔ آج کل ہمارے زمانے کے کوتاہ اندیش مخالف یہ اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن شریف میں مخلوق کی قسمیں کیوں کھائی گئی ہیں حالانکہ دوسروں کو منع کیا ہے اور کہیں انجیر کی قسم ہے کہیں دن اور رات کی اور کہیں زمین کی اور کہیں نفس کی؟

اس قسم کے اعتراضوں کا بہت برا اثر پڑتا ہے یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ تمام قرآن شریف میں یہ ایک عام سنت اور عادت الٰہی ہے کہ وہ بعض نظری امور کے اثبات و احقاق کے لیئے کسی ایسے امور کا حوالہ دیتا ہے جو اپنے خواص کا عام طور پر بین اور کھلا کھلا اور بدیہی ثبوت رکھتے ہیں پس انکی قسم کھانا ان کو بطور دلیل اور نظیر کے پیش کرنا ہوتا ہے ہم اس اعتراض کا واضح جواب دینے سے پیشتر ایک ضروری امر اور بیان کرنا چاہتے ہیں ہر ایک مسلمان کو یاد رہے کہ ہم بلحاظ گورنمنٹ کے ہندوستان کو دار الحرب نہیں کہتے اور یہی ہمارا مذہب ہے اگرچہ اس مسئلہ میں علماء مخالفین نے ہم سے سخت اختلاف کیا ہے اور اپنی طرف سے کوئی دقیقہ ہم کو تکلیف دہی کا انھوں نے باقی نہیں رکھا مگر ہم ان عارضی تکالیف اور آنی ضرر رسانیوں کے خوف سے حق کو کیونکر چھوڑ سکتے ہیں۔ ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ حکومت کے لحاظ سے ہندوستان ہرگز دار الحرب نہیں ہے ہمارا مقدمہ ہی دیکھلو۔ اگر یہی مقدمہ سکھوں کے عہد حکومت میں ہوتا اور دوسری طرف اُن کا

کوئی گروپا برہمن ہوتا تو بدون کسی قسم کی تحقیق و تفتیش کے ہمکو پھانسی دیدینا کوئی بڑی بات نہ تھی مگر انگریزوں کی سلطنت اور عہد حکومت ہی کی یہ خوبی ہے کہ مقابل میں ایک ڈاکٹر اور پھر مشہور پادری ہے لیکن تحقیقات اور عدالت کی کارروائی میں کوئی سختی کا برتاؤ نہیں کیا جاتا۔ کپتان ڈگلس نے اسبات کی ذرا بھی پرواہ نہیں کی کہ پادری صاحب کی ذاتی وجاہت یا ان کے اپنے عہدہ اور درجہ کا لحاظ کیا جاوے۔ چنانچہ انھوں نے لیمارچنڈ صاحب سے جو پولیس+ گورداسپور کے اعلیٰ افسر ہیں یہی کہا کہ ہمارا دل تسلی نہیں پکڑتا پھر عبدالحمید سے دریافت کیا جاوے آخرکار انصاف کی رو سے ہم کو اس نے بری ٹھیرایا۔ پھر یہ لوگ ہم کو ارکان مذہب کی بجا آوری سے نہیں روکتے بلکہ بہت سے برکات اپنے ساتھ لیکر آئے جسکی وجہ سے ہم کو اپنے مذہب کی اشاعت کا خاطر خواہ موقع ملا اور اس قسم کا امن اور آرام نصیب ہوا کہ پہلی حکومتوں میں ان کی نظیر نہیں ملتی پھر یہ صریح ظلم اور اسلامی تعلیم اور اخلاق سے بعید ہے کہ ہم ان کے شکر گذار نہ ہوں۔ یاد رکھو انسان جانچے جیسے انسان کی نیکیوں کا شکر گذار نہیں ہوتا وہ خدا تعالیٰ کا بھی شکر گذار نہیں ہو سکتا حالانکہ وہ اسے دیکھتا ہے تو غیب الغیب ہستی کے انعامات کا شکر گذار کیونکر ہوگا جسکو وہ دیکھتا بھی نہیں۔ اس لیے محض حکومت کے لحاظ سے ہم اس کو دار الحرب نہیں کہتے ہاں ہمارے نزدیک ہندوستان دار الحرب ہے بلحاظ قلم کے پادری لوگوں نے اسلام کے خلاف ایک خطرناک جنگ شروع کی ہوئی ہے اس میدان جنگ میں وہ نیزہ ہائے قلم لے کر نکلے ہیں نہ سنان و تفنگ لے کر اس لئے اس میدان میں ہم کو جو ہتھیار لیکر نکلنا چاہیئے وہ قلم اور صرف قلم ہے ہمارے نزدیک ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس جنگ میں شریک ہو جاوے اللہ اور اس کے برگزیدہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر وہ دل آزار حملے کئے جاتے ہیں کہ ہمارا تو جگر پھٹ جاتا اور دل کانپ اٹھتا ہے۔ کیا امہات المومنین یا دربار مصطفائی کے اسرار جیسی گندی کتاب دیکھکر ہم آرام کر سکتے ہیں جسکا نام ہی اس طرز پر رکھا گیا ہے جیسے ناپاک ناولوں کے نام ہوتے ہیں۔ تعجب کی بات ہے کہ دربار لنڈن کے اسرار جیسی کتابیں تو گورنمنٹ کے اپنے علم میں بھی اس قابل ہوں کہ اس کی اشاعت بند کی جائے مگر آٹھ کروڑ مسلمانوں کی دل آزاری کرنے والی کتاب کو نہ روکا جائے۔ ہم خود گورنمنٹ سے اس قسم کی درخواست کرنا ہرگز ہرگز نہیں چاہتے بلکہ اس کو بہت ہی نامناسب خیال کرتے ہیں جیسا کہ ہم نے اپنے میموریل کے ذریعہ سے واضح کر دیا تھا۔ لیکن یہ بات ہم نے محض اس بنا پر کہی ہے کہ بجائے خود گورنمنٹ کا اپنا فرض ہے کہ وہ ایسی تحریروں کا خیال رکھے بہرحال گورنمنٹ نے عام آزادی دے رکھی ہے کہ اگر عیسائی ایک کتاب اسلام پر اعتراض کرنے کی غرض سے لکھتے ہیں تو مسلمانوں کو آزادی کے ساتھ اس کا جواب لکھنے اور عیسائی مذہب کی تردید میں کتابیں لکھنے کا اختیار ہے۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ جب کوئی ایسی کتاب نظر پڑتی ہے تو دنیا اور مافیہا ایک مکھی کے برابر نظر نہیں آتا میں پوچھتا ہوں کہ جسکو وقت پر جوش نہیں آتا کیا وہ مسلمان ٹھیر سکتا ہے کسی کے باپ کو برا بھلا کہا جائے تو وہ مرنے مارنے کو طیار ہو جاتا ہے لیکن اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیجائیں تو اس کی رگ حمیت میں جنبش بھی نہ آوے اور پرواہ بھی نہ کرے یہ کیا ایمان ہے؟ پھر کس منہ سے مرکر خدا کے پاس جائیں گے۔ اگر مسلمانوں کا نمونہ دیکھنا چاہو تو صحابہ کرام کی جماعت کو دیکھو جنھوں نے اپنے جان و مال کے کسی قسم کے نقصان کی پرواہ نہیں کی اللہ اور اس کے رسول کی رضا کو مقدم کر لیا۔ خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی ہو جانا ہی ایک فعل تھا جو سارا قرآن شریف ان کی تعریف سے بھرا ہوا ہے اور رضی اللہ عنہم کا تمغہ ان کو مل گیا۔ پس جب تک تم اپنے اندر وہ امتیاز وہ جوش اور حمیت اسلام کے لئے محسوس نہ کر لو ہرگز اپنے آپ کو کامل نہ سمجھلو۔

ہماری جماعت یاد رکھے کہ ہم ہندوستان کو بلحاظ حکومت ہرگز ہرگز دار الحرب قرار نہیں دیتے بلکہ اس امن اور برکات کی وجہ سے جو اس حکومت میں ہم کو ملی ہیں اور اس آزادی کو جو اپنے مذہب کے ارکان کی بجا آوری اور اس کی اشاعت کے لئے گورنمنٹ نے ہم کو دے رکھی ہے ہمارا دل عطر کے

+ [illegible] صاحب مراد ہیں

ایڈیٹر

شیشہ کی طرح وفاداری اور شکرگذاری کے جوش سے بھرا ہوا ہے۔ لیکن پادریوں کی وجہ سے ہم اسکو دار الحرب قرار دیتے ہیں پادریوں نے چھ کروڑ کے قریب کتابیں اسلام کے خلاف شائع کی ہیں میرے نزدیک وہ لوگ مسلمان نہیں ہیں جو ان حملوں کو دیکھیں اور سنیں اور اپنے ہی ہم و غم میں مبتلا رہیں ۔ اسوقت جو کچھ کسی سے ممکن ہو وہ اسلام کی تائید کے لئے کرے اور اس **قلمی جنگ** میں اپنی وفاداری دکھلائے ۔ جبکہ خود عادل گورنمنٹ نے ہمکو منع نہیں کیا ہے کہ ہم اپنے مذہب کی تائید اور غیر قوموں کے اعتراضوں کی تردید میں کتابیں شائع کریں بلکہ پریس ڈاک خانے اور اشاعت کی دوسری ذریعوں سے مدد دی ہے تو ایسے وقت میں خاموش رہنا سخت گناہ ہے۔ ہاں ضرورت ہے اس امر کی کہ جو بات پیش کی جاوے وہ **معقول ہو اس کی غرض دل آزاری نہ ہو۔** جو اسلام کے لئے سینہ بریاں اور چشم گریاں نہیں رکھتا وہ یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ ایسے انسان کا ذمہ وار نہیں ہوتا ہے اسکو سوچنا چاہیئے کہ جسقدر خیالات اپنی کامیابی کے آتے ہیں اور جتنی تدابیر اپنی دنیوی اغراض کے لئے کرتا ہے اسی سوزش اور جلن اور درد دل کے ساتھ کبھی یہ خیال بھی آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر حملے ہو رہے ہیں میں ان کے دفاع کی بھی سعی کروں اور اگر کچھ اور نہیں ہو سکتا تو کم از کم پرسوز دل کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور دعا کروں اگر اس قسم کی جلن اور درد دل میں ہو تو ممکن نہیں کہ سچی محبت کے آثار ظاہر نہ ہوں اگر کوئی ہانڈی بھی حزیدی جاوے تو اسپر بھی رنج ہوتا ہے یہاں تک کہ ایک سوئی کے گم ہو جانے پر بھی افسوس ہوتا ہے

پھر یہ کیسا ایمان اور اسلام ہے کہ اس تو ایسا زمانہ میں کہ اسلام پر حملوں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے امن اور آرام کے ساتھ خواب راحت میں سو رہے ہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہفتہ وار اور ماہواری اخباروں اور رسالوں کے علاوہ ہر روز وہ کس قدر دو ورقہ اشتہار اور چھوٹے چھوٹے رسالے تقسیم کرتے ہیں جن کی تعداد پچاس پچاس ہزار اور بعض وقت لاکھوں تک ہوتی ہے اور کئی کئی مرتبہ انکو شائع کرنے میں کروڑہا روپیہ پانی کی طرح بہا دیا جاتا ہے یہ خوب یاد رکھو کہ پادریوں کے ذہن اور تصور میں ہندو کچھ چیز نہیں ہیں اور نہ دوسرے مذاہب وغیرہ کی انکو چنداں پرواہ ہے چنانچہ کبھی نہیں سنا ہوگا کہ جسقدر کتابیں اسلام کی تردید میں یہ لوگ شائع کرتے ہیں اس کے مقابلہ میں آدھی بھی ہندو مذہب کے خلاف لکھتے ہوں یہ لوگ دوسرے مذاہب سے چنداں غرض نہیں رکھتے اس لئے کہ ان میں بجائے خود کوئی حقانیت اور صداقت کی روح نہیں ہے وہ عیسویت کی طرح خود مردہ مذاہب ہیں لیکن **اسلام جو ایک زندہ مذہب ہے جو حی قیوم خدا** کی طرف سے ہے اس کے خلاف یہ سر توڑ کوشش کر کے اس کو بھی مردہ ملت بنانا چاہتے ہیں چنانچہ جتنے ان کے اعتراضوں کو ایک وقت شمار کیا تھا ان کی تعداد تین ہزار تک پہونچ چکی ہے اور اب تو اس میں اور بھی اضافہ ہوا ہوگا۔

یاد رکھو مفتری انسان ہوتے ہیں اور چونکہ اس میں صدق عفت راستبازی نہیں ہوتی اس لئے جو چاہتے ہیں کرتے ہیں یہ **امرتسری افغانوں کا بکا یقین** ہے کہ یہ لوگ تارک الصلوٰۃ ہیں اور شراب پیتے ہیں جب دوسروں کی

سامنے وہ اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ بزرگ نادم ہیں کیا جھوٹ بولیں گے ؟ اس سے وہ وسوسہ میں پڑتے ہیں اور مان لیتے ہیں کہ ہاں سچ یہی ہے اسی طرح یہ لوگ ریشہ دوانیاں کرتے ہیں غرض ایک تو پادری ہیں جو کھلے طور پر اسلام کے خلاف کتابیں لکھتے اور شائع کرتے ہیں دوسرے انگریزی طرز تعلیم اور کتابوں میں بھی پوشیدہ طور پر زہریلا مادہ رکھا ہوا ہے فلسفی اپنے طرز پر اور مورخ اپنے رنگ میں واقعات کو بری صورت میں پیش کر کے اسلام پر حملہ کرتے ہیں ۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اسوقت دو ہی قسم کے حملے ہوتے ہیں ایک پادریوں کے اور دوسرے فلسفیوں کے پس اسوقت اپنی اسلام کو ٹٹولنا چاہیئے ۔

میں پھر اصل کلام کی طرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ قرآن شریف کی قسموں پر جو اعتراض کیا جاتا ہے وہ بھی اسی قسم کا ہے بڑے غور اور فکر کے بعد یہ راز ہمپر کھلا ہے کہ قرآن شریف کی جس جس مقام پر کوتاہ اندیشوں نے اعتراض کئے ہیں اسی مقام پر اعلیٰ درجہ کی صداقتوں اور معارف کا ایک ذخیرہ ہوتا ہے جسپر انکو اسوجہ سے اطلاع نہیں ملی کہ وہ حق کے ساتھ عداوت رکھتے ہیں اور قرآن شریف کو محض اسلئے پڑھتے ہیں کہ اسپر نکتہ چینی اور اعتراض کریں ۔ یاد رکھو قرآن شریف کی دو حصے نہیں بلکہ تین ایک تو وہ حصہ جسکو ادنیٰ درجہ کے لوگ بھی جو امی ہوتے ہیں سمجھ سکتے ہیں اور دوسرا وہ حصہ ہے جو اوسط درجہ کے لوگوں پر کھلتا ہے اگرچہ وہ پورے طور پر امی نہیں ہوتے لیکن بہت بڑی تعداد علوم کی بھی نہیں رکھتے اور تیسرا حصہ ان لوگوں کیلئے ہے جو اعلیٰ درجہ کے علوم سے بہرہ ور ہیں اور فلاسفر کہلاتے ہیں یہ قرآن شریف ہی کا خاصہ ہے کہ وہ تینوں قسم کے آدمیوں کو یکساں تعلیم دیتا ہے ۔ ایک ہی بات ہے جو امی اور اوسط درجہ کے آدمی اور اعلیٰ درجہ کے فلاسفر کو تعلیم دی جاتی ہے ۔ قرآن شریف کا ہی فخر ہے کہ ہر طبقہ اپنی استعداد اور درجہ کے موافق فیض پاتا ہے ۔ الغرض جو قرآن شریف کی قسم پر اعتراض کیا جاتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ قسم ایک ایسی شے ہے جسکو ایک شاہد کے مفقود ہونے کے بجائے دوسرا شاہد قرار دیا جاتا ہے قانونًا شرعًا عرفًا یہ عام مسلم

قرآن کریم کی پیشگوئیوں کی حقیقت

جناب مولانا مولوی عبدالکریم
صاحب سیالکوٹی

الٓمّٓ ۔ غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین ۃ لله الامر من قبل ومن بعد ویومئذ یفرح المؤمنون بنصر الله ینصر من یشاء وھو العزیز الرحیم وعد الله لا یخلف الله وعدہ و لکن اکثر الناس لا یعلمون یعلمون ظاھرا من الحیوۃ الدنیا وھم عن الاٰخرۃ ھم غفلون ۝

ترجمہ میں جو غیب داں خدا ہوں مسلمانوں کی موجودہ حالت اور اُن کے دشمنوں کی نسبت ایک پیشگوئی سناتا ہوں ۔ سنو اور کان رکھو ۔ رومی اپنی سرحد میں اہل فارس کے ہاتھ سے مغلوب ہوگئے ہیں لیکن وہ بہت جلد چند ہی سال میں یقیناً غالب ہونے والے ہیں ۔ پہلے اور آیندہ آنے والے واقعات تمام مصالح اور حکم پر مبنی ہیں اور اُن کے اسباب اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہی ہیں ۔ اور اُسدن جب رومی فارسیوں پر غالب آئیں گے ایسا ہوگا کہ بے دیے ہوئے اور ضعیف مسلمان بھی مشرکین کی بھاری جماعتوں پر غالب آئیں گے اور یاد رکھو کہ مشیت خداوندی اپنی برگزیدوں کے لئے نصرت کا پکا ارادہ کرچکی ہے ۔ اور اس نصرت و تائید کو جو مسلمانوں کے حق میں نازل ہونے والی ہے ۔ دنیا کی کوئی طاقت و قوت روک نہیں سکتی ۔ اس لئے مجھ خداوند کا نام العزیز (غالب و مقتدر) ہے اور پیروان نبی عرب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے حق میں میرا رحم جوش زن ہے اب اس پیشگوئی میں کسی طرح کے شک و شبہ کی گنجایش نہیں ۔ اسلئے کہ اللہ کا وعدہ ہے جو جامع جمیع صفات کاملہ ہے اور وہ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا کیونکہ یہ بات اسکی صفات کاملہ کے مخالف ہے ۔ مگر بہتیرے لوگ اسوقت اس پیشگوئی کے سمجھنے اور اسپر یقین لانے سے قاصر رہیں گے اس لئے کہ ان کی کوتاہ نگاہیں اور محدود علم واقعات زندگی کے ظاہری اسباب سے باہر تجاوز نہیں کرسکتے اور وہ فقط موجودہ صورتوں اور سببوں ہی کو دیکھ سکتے ہیں ۔ اور آنے والے مخفی واقعات کی نسبت اُنھیں کوئی بھی آگاہی نہیں اور نہ ہی وہ دھیان کرتے ہیں ۔

یہ پیشگوئی کب ہوئی

ایسے وقت میں جسے قرآن کی اصطلاح میں فتن کے دن کہا جاتا ہے اور جبکہ یہی کھٹکا لگا رہتا تھا کہ مسلمانوں کی بہت چھوٹی اور ضعیف جماعت نیست و نابود ہو جائے گی پیشگوئی کی گئی ۔ جو لوگ اسباب سے واقف ہیں کہ جناب ہادی کامل (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حالت مکہ معظمہ میں کیسی تھی وہ اس امر کے تسلیم کرنے سے کوئی وجہ انکار کی نہیں رکھتے کہ بلاشبہ یہ پیشگوئی محدود العلم اور ضعیف القوی انسان کی قدرت و علم سے باہر ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت محض بیدست و پا اور بیکس و سامان تھے اپنے پرائے سب دشمن تھے ۔ رفیقوں کا کوئی ایسا گروہ جس کی جمعیت اور قوت سے استدلال ہوسکے کہ آیندہ آپ کی حالت میں بہت جلد کوئی بہتر انقلاب آنے والا ہے موجود نہ تھا ۔ آپ کے پاس کوئی دنیوی جائیداد اور مال و متاع نہ تھا جسپر کسی طامع اور حریص طالب دنیا لشکر کے اکٹھا ہونے کی توقع ہوسکے ۔ غرض ہر طرف سے اُمیدیں قطعاً معدوم و موہوم اور خطرات یقینی بالفعل اور معلوم ۔ کیونکر کوئی شخص اتنا گمان کرنے کی بھی جرأت کرسکتا ہے کہ ایسا انسان جس کی حالت مذکور ہوچکی ہے ایسی قطعی یقینی خبر دے ۔

اس پیشگوئی کے خدا کی طرف سے ہونے کی دلیل

خدا ترس منصف اس پیشگوئی کے اسباب و بواعث اور اس کے پیرایہ میں غور کریں ۔ اس کی تحریک یوں ہوئی کہ انہی دنوں میں جب مسلمان کفار مکہ سے دکھ پر دکھ اُٹھا رہے تھے ۔ اور مشرکین بڑی گستاخی اور بیباکی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے کہ تم اگر اپنے دعوی منجانب اللہ ہونے میں صادق ہو تو کیا وجہ ہے کہ تمہارا خدا تمہاری کچھ بھی مدد نہیں کرسکتا ۔ اسقدر مصیبتوں اور آفتوں میں تم مبتلا ہو اور تمھاری نہیں سنتا ۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ تم اپنے دعوی میں کاذب ہو ۔ ہمارے معبود جنکی تم بے ادبی کرتے ہو یقیناً سچے اور قادر ہیں اور یہ انھی کی مہربانی سے ہے کہ ہم اموال و اولاد اور بہت بڑی جمعیتیں اپنے پاس رکھتے ہیں جنکی قوت و وساطت سے یقیناً تم کو آخر ایک دن پیس ڈالیں گے ۔

درحقیقت اسباب پرست مشرکین جن کی آنکھیں موجودہ اسباب کے دایرہ سے باہر نہیں دیکھ سکتی تھیں اور جنکا ہرگز یہ یقین نہ تھا کہ قادر مطلق حکیم خدا کے امور محدود العلم انسان کے حد لسبت اور مفروضہ اسباب سے پرے اور ورا الورا ہیں سخت تعجب اور حیرت سے دیکھتے تھے جب ایک ظاہر میں بالکل بے سروسامان اور بے جاہ و حشم

انسان کے منہ سے باربار یہ دھمکی سنتے
تھا کذبوا بالحق لما جاءھم
فسوف یاتیھم انباء ما کانوا بہ
یستھزءون - الم یروا کم اھلکنا
من قبلھم من قرن مکنٰھم
فی الارض ما لم نمکن لکم
وارسلنا السماء علیھم مدرارا
وجعلنا الانھار تجری من
تحتھم فاھلکنٰھم
بذنوبھم وانشانا من بعدھم
قرنا اٰخرین - وکذب بہ
قومک وھو الحق - قل لست
علیکم بوکیل - لکل نبا
مستقر وسوف تعلمون
قال قد وقع علیکم رجس
وغضب - اتجادلوننی فی
اسماء سمیتموھا انتم و
اٰباؤکم ما نزل اللہ بھا من
سلطان - فانتظروا انی
معکم من المنتظرین -
فانجینٰہ والذین معہ برحمۃ
منا وقطعنا دابر الذین کذبوا باٰیٰتنا
وما کانوا مومنین - ان للذین
ظلموا ذنوبا مثل ذنوب اصحابھم
فلا یستعجلون - فویل للذین
کفروا من یومھم الذی
یوعدون - ولقد جاء اٰل
فرعون النذر - کذبوا باٰیٰتنا
کلھا فاخذنٰھم اخذ عزیز
مقتدر - اکفارکم خیر من
اولٰئکم ام لکم براءۃ
فی الزبر - ام یقولون نحن
جمیع منتصر - سیھزم
الجمع ویولون الدبر بل الساعۃ
موعدھم والساعۃ ادھٰی
وامر - **ترجمہ** وہ اس
حق کی جب اُن کے پاس آیا تکذیب
تو کر ہی چکے ہیں سو انھیں جلد پتہ
لگ جائے گا کہ اُن کی ہنسی اور تمسخر
اُن کے لئے کیا رنگ لاتے ہیں -
خوب سوچو اور غور کرو تم سے پہلے
ہم نے بہت سی قوموں کو ہلاک

کیا - انھیں ہم نے دنیا میں وہ ساز و سامان
دے رکھا تھا جو تمھیں نہیں دیا چنانچہ
اُن کی خاطر ہم نے عین موقعوں پر
بارش برسائی اور اُن کے ملکوں میں
نہریں اور دریا چلائے جس سے اُنکے
کھیت اور باغات سدا ہرے بھرے
رہتے تھے - اسپر بھی جب اُنھوں نے
بدکاریاں اختیار کیں تب ہم نے نیست
و نابود کر دیا - اور پھر اُن کی جگہ اور قوم
پیدا کی - تیری قوم اس کی تکذیب کرتی
ہے اور فی الحقیقت یہ ہے سچ - ان
سے کہدو کہ میں اس آنے والے عذاب
کو ہاتھ پر لئے کھڑا نہیں ہوں - ہر
پیشگوئی کا ایک وقت مقرر ہے - اور
وہ عذاب تم سے ہرگز نہ ٹلے گا - وہ
بولا اے منکرو تم پر قہر اور غضب
یقیناً نازل ہونے والا ہے - تم مجھ سے
ایسے معبودوں کے متعلق جھگڑے کرتے
ہو جنکے نام ہی نام ہیں اور اُن کے
حقائق کچھ بھی نہیں - اور یہ نام تم نے
اور تمھارے باپ دادوں نے خود ہی
تراش لئے ہیں - اللہ تعالی کی طرف
سے اُن کے لئے کوئی الہامی سند نہیں -
سو اس صدق و کذب کا عنقریب
فیصلہ ہونے والا ہے تم میری ہلاکت
کی (اگر میں کاذب ہوں) راہ دیکھو
میں تمھاری ہلاکت کی دیکھتا ہوں سو
آخر کار اُس صادق کو اور اُس کے
ساتھیوں کو ہم نے اپنی رحمت سے
بچا لیا اور اُن سب کا استیصال کر دیا جو
ہمارے نشانوں کی تکذیب کرتے اور
اُن پر قبل از وقوع حسن ظن سے ایمان
نہ لاتے تھے - ان راستی کے مخالفوں
کی ویسی ہی تباہی کی باری آنے والی
ہے جیسے اُنھی کی قسم کے گذشتہ ظالموں
کی آئی تھی سو اس کے لئے ایسی جلدی
نہ کریں - ان ناعاقبت اندیشوں کو خبر
نہیں کہ وہ وقت جس کی نسبت انھیں
ڈرایا جا رہا ہے اُن کے لئے سخت
تباہی اور ہلاکت کا وقت ہے - فرعون
کے لوگوں کے پاس بھی ڈرسنانیوالے
گئے اور صداقت کے نشان پر نشان

اُنہیں دکھائے مگر انھوں نے ہمارے
ان سب نشانوں کو حقارت کی نگاہ
سے دیکھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے
انھیں ایسا پکڑا جیسا ایک با اقتدار
اور زبردست پکڑ سکتا ہے - پس
اے مشرکان عرب تم جو اس مثیل
موسیٰ سے خلاف کر رہے ہو تم ان
فرعونیوں سے بڑھکر نہیں ہو سو
تمھیں بھی وہی روز بد پیش آنے
والا ہے - ہاں تو کیا تم یہ سمجھے بیٹھے
ہو کہ تمھاری نسبت پہلے نوشتوں میں
بچاؤ کی خبر آ چکی ہے - ہاں تو کیا
ان کا یہ گمان ہے کہ وہ کامیاب
ہونیوالی انتقام کش جماعت ہیں -
سُن لو بہت جلد وقت آنیوالا ہے
کہ یہ سارے مخالفوں کے لشکر اس
انسان سے جو بالفعل کوئی سامان نہیں
رکھتا اور پورے معنوں میں بظاہر
بیکس ہے شکست فاش کھائیں گے
سو ان کی تباہی کے لئے ایک وقت
قطعاً مقرر ہو چکا ہے اور وہ وقت
سخت پرمایوسی آلود اور شاق گذرنے
والا ہوگا -

غرض اس قسم کی قادرانہ پیشگوئیاں
اور ایسے پر زور دل ہلا دینے والے
دعوے جب ایک ضعیف البنیان
انسان کے منہ سے نکلیں اور انسان
بھی وہ جو ضعیف و ناتوانی کی وقتی
حالت میں اپنی نظیر آپ ہو تندخو
مادہ پرست قوم کی نگاہ میں ضرور ہے
کہ استخفاف کی آنکھ سے دیکھی جائیں
اور درحقیقت ہر زمانہ میں ظاہری
اسباب تک محدود رہنیوالوں
کے ایسے ہی خیالات ہوتے ہیں
وہ خدا کو تو مانتے ہیں مگر وہ اُنکے
کمزور ذہنوں اور محدود تصورات
کا تراشا ہوا ایک نام ہے جو جماد
کی طرح معطل محض اور مسلوب
القوی ہے نہ وہ اللہ جو جامع جمیع
صفات کاملہ اور تمام صفات
ناقصہ سے منزہ ہے جسکا ذرات
کائنات پر ہر آن و ہر لحظہ میں تصرف

عمرالدین

واختیار حکمران ہے بل یداہ مبسوطتن ینفقھا کیف یشاء۔ اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں کو پوری قدرت اور آزادی ہے اللہ کائنات پر سب اقتدار سلطنت حاصل ہے جسطرح چاہے ذرات عالم سے کام لے۔
الحاصل یہ فاروائد دھمکیاں بھی پے بعد دیگرے جاری تھیں۔ اور مشرکین ضد اور بغض سے بھر کر ایذا واضرار میں نمایاں ترقی کرتے جاتے تھے۔ اگر کوئی ایک آدھ آدمی مسلمان بھی ہوتا تو وہ طرح طرح کے ظلم وستم سے ہلاک کیا جاتا اللہ کی حکمت عجیب قسم کا ابتلا اور امتحان تھا۔ انھی دنوں میں بت پرست پارسیوں سے اہل کتاب رومی شکست کھا گئے۔ اس فتح سے بت پرست پارسی اہل کتاب رومیوں پر غالب آگئے ہیں اسی طرح مسلمان بھی جو اہل کتاب ہونے کے مدعی ہیں ہمارے ہاتھوں سے جو بت پرستی کے حامی ہیں ہلاک ہوجائیں گے۔ اب وہ بڑی سرگرمی اور پختہ شوق سے دین جدید کی بیخ کنی میں جان توڑ کر کوششیں کرنے لگے۔ اور بے شک بالعقل ظاہری انتظارہ انھی کی تائید میں تھا۔ فرقہ جدیدہ کا بانی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) جو بے لشکر اور سامان قوت نمائی کا اپنے پاس رکھتا تھا وہ یہ الفاظ تھے جو دشمنوں کے نزدیک ہلائی دھمکیوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے تھے۔ وہ اپنے پیروؤں کو جب وہ ظالم کفار کے ہاتھوں اس کے پاس اکثر شکوے کرتے تھے اسی بڑے مضبوط ناقابل شکست قلعہ کا پتہ دیتا والعاقبۃ عند ربک للمتقین۔ یعنی آخر راستبازوں کی جیت ہوجا ئیگی اور یہ حصن حصین اگر نظر آسکتا تھا تو صرف انھیں کو جنھیں ایمان بالغیب اور حسن ظن بقدرۃ قادر سے پورا حصہ ملا تھا۔ ناخداترسوں کے نزدیک تو مضحکہ آمیز کارروائی سے زیادہ نہ تھا۔ قادر مطلق حکیم اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ اسکی پیشگوئی ایسی جنس سے ہوتی ہے کہ فریق مخالف کے تصورات ذہنیہ اور ان کے معہودات خارجیہ پر تعلق قریب کی وجہ سے اسکا پورا اثر پڑ سکے سو جس چیز کو مشرکین نے اپنے زعم میں بڑا عظیم الشان سمجھا اور حضرات محمد وابراہیم (علیہما الصلوٰۃ والسلام) کے ضعف وبیچارگی پر اُس سے استدلال کرنے کا موقعہ پایا اُسی سے اس کی عبرت انگیز حکمت نے تقاضا کیا کہ ایذ ارسانی ہوسے اور جھٹلائے ہوئی رسول کی صداقت دعاوی کے لئے گردنیں جھکا دینے والا نشان قائم کرے۔ اور اس بھاری غرض کے لئے کہ بدظن ناقدرشناس سبب پرست دنیا اس نشان کی عظمت اور جلالت شان کی مظہر ہوجاوے اور کسی قیافہ۔کہانت

کیوں اسے قیافہ وغیرہ کی قسم سے نہ سمجھا جائے

تنجیم۔ رمالی اور واقفیت فنون حربیہ پر اُسے کسی طرح بھی حمل کرنیکی راہ نہ نکال سکے اس نشان کو **دوہرا** اور یوں اور بھی پُر ہیبت اور فوق العادہ بنا دیا۔
اوپر مذکور ہوچکا ہے کہ حضور ہادی عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اشوفتہ کی خستہ وشکستہ حالت کسی صورت میں دل خوش کن امید نہیں دلاسکتی تھی بلکہ جیسا قرآن کریم کی اس آیت سے عیاں ہوتا ہے تخافون ان یتخطفکم الناس یعنی تمھیں ہر وقت یہی ڈر لگا رہتا تھا کہ تم نیست ونابود کر ڈالے جاؤ گے ہر ایک قرینہ قریبہ یا بعیدہ اُن تمام ناکامیابی کی خبر دینے والی پیشگوئیوں کے بصراحت تمام مخالف پڑا ہوا تھا۔ اس حالت میں رومی غلبہ کی پیشگوئی کے ساتھ یہ بھی اضافہ کردیا کہ عین اُسی وقت اور ٹھیک اُسی تاریخ جبکہ مغرور آتش پرستوں پر شکستہ دل رومی غالب آجائیں گے یہ ضعیف۔خستہ۔کوفتہ بالکل بے سامان اور مٹھی اور مٹھی کی نشانہ جماعت مومنین کی بھی اپنی سرکش گھمنڈی جمعیت کثیرہ پر اترانے والے اور خدائے عظیم کی عقل خیرہ کن قدرتوں پر توجہ نکرنے والے دشمنوں پر غالب آئیں گے یومئذ یفرح المؤمنون بنصر اللہ یعنی اُسدن یہ عاجز مسلمان بھی اپنی فتح اور کامیابی کی خوشیاں منائیں گے اس مبارک اضافہ سے جس نے اس پیشگوئی کو دوہرا کردیا ایسی دل کو کپکپا دینے والی ہیبت اور رعب الٰہی ظاہر ہوتا ہے کہ اسباب عالم اور ان کے مسببات با علل ونتائج کے ظاہری لاینفک تعلقات کے قل وسواسی میں مبتلا عقل اس کے سامنے اپنی قصور فہم کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوتی ہے۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ کا یہی عجیب سلسلہ ہے جس سے اس کی فوق العوق قدرتوں بلکہ خود اس کے وجود کا عین الیقین ہوسکتا ہے۔ دہریہ یا میٹریلسٹ بھی اگر اس پرحکمت سلسلہ میں دلی

ایسی پیشگوئی دہریہ پر زبردست حجت ہے

صفائی سے غور کرے تو اُسے بے اختیار ہمہ قدرت دائم التصرف خدا کے وجود کا اقرار کرنا پڑجائے مصنوعات سے صانع عالم کے وجود پر استدلال یا نیچر کے تناسبات ہندسیہ سے ایک مدبر مہندس کے بود لا بدّیر پے لے جانے کا طریق ایسا موثر ثابت نہیں ہوا کہ اُس نے ہر زہ درآ

منکرین کی گردنیں اپنے ثبوتوں کے آگے خم کردی ہوں۔ اس سے زیادہ سے زیادہ اگر کچھ حاصل ہو سکتا ہے تو صرف اتنا کہ ظن کے طور پر عقل اقرار کرلیتی ہے۔ کہ ایک صانع اس منتظم کارخانہ کا ضرور ہونا چاہیئے۔ مگر انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیاں بالخصوص یہ غلبہ روم کی نادر الوقوع پیشگوئی ناقابل چون وچرا ثبوت سے لذت بخش یقین دلاتی ہے کہ واقعی ایک قادر مطلق۔ ہمہ علم متصرف بالارادہ اور اپنی لا انتہا اور ہر آن میں جدید در جدید مرضیوں اور ارادوں کے پورا کرنے پر مقتدر ہستی موجود ہے اور یقیناً ہے۔ محدود العلم اور ناطاقت انسان کے منصوبے اس کے غیر مغلوب ارادوں کو شکست نہیں دے سکتے اور تمام عالم کی متحدہ دانائیاں اور متفق طاقتیں جب اس کی مرضی اور مشیت کا قوی تعلق اور قطعی فتویٰ ہو جائے ایک یتیم بے زور و بے سامان اور اُمی کے علم و طاقت کے مقابل پر سراسر بے وقوفیاں اور کمزوریاں ہیں۔

پس ایسی واضح صداقت کو قیاس اور اٹکل کہنا یا پولیٹیکل پیشگوئی اس کا نام رکھنا اور یہ ظاہر کرنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں طاقتوں کا

پیشگوئی کیوں اور کب حجۃ اللہ ہو سکتی ہے

حال معلوم تھا اور اس لئے وہ جانتے تھے کہ آخر رومی غالب ہو جائیں گے۔ تمام مخففہ صداقتوں کا خون کرنا اور گردن زدنی تعصب اور جہل کا ثبوت دینا ہے۔ اس بات کا ثبوت دینے کی یقیناً کوئی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وضع اور حالت کیسی تھی۔ اور ممالک غیر کے ملکی معاملات اور باہم تعلقات سے آپ کو کہاں تک دلچسپی تھی۔ یہ مانی ہوئی اور بالکل صاف بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرصہ دراز سے چلہ گزین درویشوں کی طرح تنہائی کی زندگی بسر کرتے اور کاروبار عالم کی گرم بازاری کے نظارہ سے قطعاً منقطعانہ اوقات گذارتے تھے۔ غار حرا کا کنج تنہائی تھا اور آپ تھے۔ ہفتوں ہفتوں کی قوت لایموت گھر سے لیجاکر رات دن وہیں رہتے۔ اسی حال میں رب کریم نے آپ کو یاد فرمایا اور رسالت کا عظیم الشان منصب آپ کو عطا کیا۔ اب سے پبلک لائف کی بنیاد پڑی۔ اس وقت پیغام الٰہی پہونچانے میں آپ ایسے سرگرم نظر آتے ہیں کہ انہی ایک دھن کے سوا اور دوسرا کوئی امر پیش نہاد خاطر معلوم ہی نہیں ہوتا۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد جب اس سرگرمی میں اور بھی حرارت پیدا ہوئی تو ایام الفتن اور اوقات المحن کا دور شروع ہو گیا اور ایسی مصائب کا سامنا ہوا کہ ہر وقت جان کے لالے پڑے رہتے۔ اسوقت کے حالات کو دیکھکر کیونکر ایک بابصیرت اس بات کو مان سکتا ہے کہ آپ ایک فارغ دل بے کار مشغلہ پسند انسان کی طرح جسے کوئی ذاتی شغل اور تصرف نہ ہو بالکل اجنبی قوموں اور اُن کے دقیق ملکی انقلابات کے علل اور اسباب پر سوچتے رہتے تھے اور علاوہ بریں آج کل کی طرح تار ریل اور ڈاک کے سامان بھی نہ تھے اصل بات یہ ہے کہ جسمانی اور روحانی واقعات میں تشابہ ضرور ہے۔ یعنی اس سے چارہ نہیں کہ ایک ملکی دقیقہ شناس اور ایک محض روح حق سے

پولیٹیشن اور نبی کی پیشگوئی میں فرق

نبوت کرنے والے کی آئندہ کی خبر یا پیشگوئی کا مآل واحد ہو جاتا ہے مگر اس ظاہری تشابہ کی ہرگز یہ صلاحیت نہیں ہوتی کہ ان دو شخصوں کے امتیاز حال میں مغالطہ آمیز التباس واقع کردے۔ الحمد للہ کہ اس میں ایسا کھلا کھلا امتیاز رکھا ہے کہ اس میں کسی طرح بھی شک و تردد کی گنجائش نہیں ہوسکتی۔ ہم پہلے مکرر اپنا کرچکے ہیں کہ یہ پیشگوئی دوہری پیشگوئی ہے۔ اس لئے کہ اگر کوئی ظالم گستاخ جرأت کرکے پہلی شق کی نسبت جو بظاہر شکل پولیٹیکل کا شبہ ڈال سکتی ہے اپنے تئیں کامیاب نکتہ چیں تصور کرنے پر خوش ہونے لگے تو اس کی دوسری شق جو بہمہ وجوہ فوق العادہ امور پر مبنی اور محض روحانی ہے اُسے پاؤں رکھنے کی ذرا بھی جگہ نہیں دیتی۔ کیونکہ جسطرح پہلی دو طاقتیں (فارس و روم) متقابلاً اسباب عادیہ رکھتی ہیں۔ اور ہر ایک کے پاس کم و بیش ایسے آلات حرب اور افواج موجود ہیں جو لازماً ایک مدبر ملکی کو بالموازنت ایک نتیجہ پر پہونچانے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ بالعکس دوسرے دو حریف اس سے بالکل متغائر پڑے ہوئے ہیں۔ ایک طرف ایک قوم اور قوم کثیر ہے جو پہلے ہی سے تندخو، سفاک اور انتقام کش ہے۔ اور ہر ایک ادنیٰ سبب سے اس کی قوت غضبی مشتعل ہو جاتی ہے۔ مگر اب مذہبی اشتعال نے اُسے اور بھی ایک کریلا اور پھر نیم چڑھا بنا رکھا ہے۔ اُس قوم کا مسلم اصول ہے کہ خفیف سی اہانت اور ہتک پر کٹ مرنا انکا عین ایمان ہے مگر اب ایک شخص اور بالکل بے سامان شخص کے مُنہ سے وہ بار بار یہ سُن رہے ہیں انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم انتم لہا واردون۔ لوکان ھؤلاء الہۃ ما وردوھا وکل فیہا خالدون یعنی تم اور تمہارے معبود جو اللہ سے سوا ہیں جہنم کے ایندھن ہیں تمہیں اُس دہکتی آگ میں ضرور ضرور وارد ہونا پڑے گا.......

تقریر

(جو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے ۲۷ - دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء کو بیان فرمائی)

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم هو الذی ارسل رسولہ بالهدی ودین الحق لیظهرہ علی الدین کلہ۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُسی نے اپنا رسول بھیجا ہے۔ ہدایت اور دین الحق کے ساتھ تاکہ کل دینوں پر اُسکو غالب کرے اگرچہ کافروں کو یہ بات بہت بری لگتی ہے کہ یہ دین یہ رسول غالب آجاوے۔

اس آیت شریف کے متعلق میں کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اُمید ہے کہ آپ لوگ غور سے سُنیں گے۔

میرا اعتقاد ہے کہ محبت کے بدون انسان کو کسی کے اتباع کی توفیق نہیں ملتی - قرآن کریم میں جس شخص کے اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔ اُسکے اتباع کی صورت یہی ہے کہ اُسکی ایسی پیروی کی جاوے کہ اپنا ارادہ۔ ہوائے نفس باقی نہ رہے۔ اپنے سارے تجربے۔ مدتہائے دراز کی سیکھی ہوئی باتیں اُسکے حکم کے آگے یوں چھوڑ دی جاویں کہ گویا وہ کچھ حقیقت ہی نہ رکھتی تھیں۔ اس قسم کا اتباع وہ اتباع ہے جس کے لئے میں نے کہا ہے کہ وہ سچی محبت اور کامل اخلاص کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ جبکہ یہ امر واقعی اور بجا ہے کہ اتباع کامل محبت کامل کا نتیجہ ہے تو سوال یہ ہوگا کہ وہ اسباب کیا ہیں؟ جنکا نتیجہ محبت ہو یا مختصر طور پر یوں کہو کہ محبت کیونکر پیدا ہو سکتی ہے؟

میرا اعتقاد ہے کہ جب تک کسی شخص کا پورا حسن اور کامل احسان اپنی پوری کیفیت کے ساتھ دل میں نہ کھب جاوے محبت پیدا نہیں ہو سکتی۔ ارادی طور پر محبت پیدا ہونے کے لئے ان ہر دو امور پر کامل اطلاع ضروری ہے۔

میں نے یہ مختصر سی تمہید اس لئے پیش کی ہے کہ ہم کو بھی ایک امام کی پیروی کی طرف دعوت کی گئی ہے۔ ایک شخص کے اتباع کو ہم پر لازم قرار دیا گیا ہے۔ اب ہم اُس حکم اطاعت کو کامل طور پر کیونکر بجا لاویں جب تک کہ شخص متبوع کے ساتھ پوری محبت نہو۔ اور میں ابھی بتلا چکا ہوں کہ پوری محبت کیونکر ہو جب تک صفات سے پوری واقفیت نہو۔ پس میں کوشش کروں گا کہ میں آپ کو دکھاؤں کہ وہ شخص جسکی اطاعت اور پیروی کے لئے آپ کو حکم دیا گیا ہے کیسا ہے؟

میری روح میں یہ بڑی تڑپ رہی ہے (اور جسکو میرا بنانے والا میرا مولا کریم خوب جانتا ہے) کہ اپنے دوستوں کو خصوصًا اور عام لوگوں کو عمومًا اُن امور سے آگاہ کروں جنہوں نے میرے قلب کو فنا نہونے والی محبت دی ہے۔ اگرچہ اپنے ادراک اور فہم کے مطابق ہر ایک شخص کو امام کی پاک صحبت سے لطف اور مزا حاصل ہوتا ہی مگر میں ساتھ ہی یہ کہتا ہوں کہ تھوڑی ہیں جنکو مجھ سے زیادہ مزا آتا ہے اسی لئے میں ہمیشہ اس فکر میں لگا رہتا ہوں کہ اپنی حیثیت علمی کے موافق دوستوں کو اُس سے آگاہ کروں۔ اور یہی وجہ ہے کہ میں نے اس آیت کو اپنے آج کے بیان کیواسطے منتخب کیا ہے۔

میرے دوستو! تمام مفسرین نے اس آیت کو جو میں نے ابھی پڑھی ہے یعنے هو الذی ارسل رسولہ بالهدی ودین الحق لیظهرہ علی الدین کلہ۔ بالاتفاق مانا ہے کہ وہ آنے والے مسیح موعود کے حق میں ہے۔ یعنی تمام ادیان پر اسلام کا غلبہ واضح حجت کے ساتھ ہاں ایسے طور پر کہ دنیا بول اُٹھے کہ واقعی اسلام کے دلایل کو کھلا غلبہ مل گیا اُسوقت ہوگا جب کہ مسیح موعود آئیگا۔ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیس میں مسیح موعود کے حق میں ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت اقدس مرزا صاحب مسیح موعود نے بھی اس آیت کو اپنے حق میں لیا ہے۔ یعنے جیسا کہ مفسرین نے اقرار کیا ہے کہ یہ آنے والے مسیح موعود سے تعلق رکھتی ہے اُسی طرح اُس انسان نے جس نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے پوری بصیرۃ اور کامل شعور کے ساتھ خدا تعالیٰ کی وحی اور الہام کی بنا پر اس آیت کو اپنے حق میں لیا ہے۔ اور یہ الہام پچیس برس پہلے سے براہین احمدیہ میں موجود ہے اب میں یہ دیکھنا یا دکھانا چاہتا ہوں کہ کیا مرزا صاحب کا وجود واقعی اس آیت کا مصداق ہے؟ اور کیا مرزا صاحب کے ہاتھ پر اسلام کو وہ غلبہ حاصل ہوا جو اس آیت کا مدعا ہے؟

حضرت مرزا صاحب نے دو دعوے کئے ہیں ایک یہ کہ میرا نام مہدی ہے دوسرا یہ کہ میرا نام مسیح موعود ہے۔ ان دعووں کے دو رُخ ہیں ایک اندر کیطرف دوسرا باہر کیطرف یعنے ایک اپنی قوم کی طرف توجہ ہے اور دوسرا بیرونی اقوام سے متعلق ہے۔ اندرونی فسادوں کے لحاظ سے مہدی کا دعویٰ کیا ہے اور اُن تفرقوں اور فسادوں کو روبہ اصلاح کرنے کے لئے جو قوم کے مختلف افراد میں پھیل رہے ہیں۔ اور جنہوں نے

اسلام کو بجائے خود پاش پاش کر دینے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا مہدویت کام کرے گی اس لفظ سے یہ ہی پایا جاتا ہے جبکہ باریک بین نگاہ کے ساتھ مہدی کے لفظ کی تہ میں ڈوب کر غور کرو کہ جب مہدی کا ظہور ہو گا اسوقت ہدایت راشدہ کا نام مٹ گیا ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوبارہ آنا مہدی کی شکل میں بیان کیا گیا ہے

غرض مہدی کا دعویٰ اندرونی فسادات اور اختلافات کے مٹانے اور ہدایت کی گم شدہ راہوں کو از سر نو زندہ کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔ کیونکہ اسکے مقابل پر پورے منشاء کیموافق ہدایت اور توحید اُٹھ گئی ہو گی اور مسیح موعود کا دعویٰ بلحاظ زمانے کی بیرونی خرابیوں اور مفاسد کے ہے یعنے اُن دشمنوں کے حملوں کے رد کرنے اور طرح طرح کی خرابیوں اور اُنکے پیدا کردہ فسادوں کے ازالہ کے لئے ہے جو اخلاق فاضلہ کی تباہی کا موجب ہوتے ہیں۔ ایسے حملوں کے دفعیہ اور اسلام کو پُرزور اور قوی ثابت کرنے کے غرض اور اقتضائے زمانہ سے مسیح موعود خدا نے نام رکھا ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں بڑی بھاری قوم غلبہ قوت زبان درازی رکھنے والی اور ہر قسم کے خیال میں آنے والے حملے اسلام پر کرنے والی نصاریٰ کی قوم ہے اس لئے اُنکے زور زبان درازی کو اپنی زور قلم سے توڑ کر دکھا دینے والا دشمن کی مناسبت کے لحاظ سے اس صاحب پر سر فخر ہوا۔ میں اسوقت اُن مفاسد اور مکاید کا ذکر نہ کروں گا جو اس گروہ نے پھیلائے ہیں کیونکہ ہمارے دوست جنہوں نے حضرت اقدس کی تصانیف کو پڑھا ہے یا کم از کم سابقہ مذہبوں کی حالت پر غور کرنیکا موقع پایا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ اس قوم کیوجہ سے کیا کیا تباہیاں آئی ہیں۔ غرض مسیح موعود کا لفظ بتلاتا ہے کہ ایسی عظیم الشان پُر شوکت پُر زور قوم کے حملوں کے دفاع کے لئے۔ اور اسلام کو غالب اور حق ثابت کرنے کیواسطے خدا نے وقت پر ایک کاری حربہ بھیجا ہے اس کو ایک خوبصورت اور مگا گزار دینے والے پرشوکت معنی خیز لفظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ کسر صلیب کے لئے مناسب ہتیار تیار کیا ہے۔

یہ مذہب نصاریٰ کا جو دلایل دیتا ہے اور جو اخلاقی خوبیاں۔ اور استدلال بیان کرتا ہے ملار اعلیٰ میں اس سارے مجموعہ کا نام صلیب ہے۔ اور غور سے دیکھو تو موجودہ عیسویت کی بنا ایک لکڑی پر ہے۔ جو بجائے خود لعنت کی لکڑی ہے

بہر حال

مسیح موعود کا نام بتلاتا ہے کہ اُس کو توڑنے کو لئے آیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ امر بخوبی آپ کے ذہن نشین ہو گیا ہو گا کہ حضرت صاحب کا کیا دعویٰ ہے اور وہ اپنے اندر کیا حقیقت رکھتا ہے؟ اب میں اسبات کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اپنی پوری بصیرۃ اور پورے شعور اور ایمان سے ہے جس سے مجھے ایسا لطف اور سرشاری حاصل ہے کہ قریب ہے کہ میرے بال بال سے ذوق پھوٹ پڑے یہ بات بتلاتا ہوں کہ یہ دونوں دعوے ٹھیک ٹھیک اور حق حق حضرت صاحب کے لئے ہیں۔ جسکو میں کسیقدر وضاحت اور تفصیل کے ساتھ بیان کرونگا۔

قرآن کریم میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور ہم سب مسلمان بالاتفاق اس کو مانتے ہیں مگر ختم نبوت کے معنوں میں لوگوں نے غلطی کھائی ہے بعض کی یہ رائے ہے کہ خدا نے جیسا چاہا کر دیا صاف لفظوں میں یوں کہو کہ دھکے سے نبوت ختم کر دی مگر ہم یہ کہتے ہیں اور یہ حق ہے کہ نبوت بلکہ طبعی طور پر ختم ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام کمالات نبوت کے ختم ہو گئے۔ قرآن کریم سے باہر کوئی سچائی اور راستی نہیں ہے اس لئے طبعی طور پر تقاضاء کیموافق ختم نبوت ہوا۔ جیسے دو اور دو چار کے بعد کچھ نہیں اسی طرح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک وجود میں جمیع کمالات نبوت کا جمع ہونا ہے۔ کیا سچ ہے **فماذا بعد الحق الا الضلال** میں بہت دفعہ سوچا کرتا ہوں جیسے امر و نہی کی تکمیل قرآن نے کی ہے کیا اُسکے بعد کوئی اور صورت بھی ممکن ہے؟ میں جو اپنی جگہ پر بہت سوچنے والا ہوں حیران ہو ہو گیا ہوں کہ کوئی صورت نکلے یا کوئی پیش والے کر کے دکھا دے مگر میں خدا تعالیٰ کے گھر میں کہتا ہوں کہ وہم و گمان میں بھی کوئی صورت نہیں آسکتی۔ میں یہ بات بطور درمیانی دلیل کے لایا ہوں۔ غرض یہ ہے جس طرح پر سب مسلمان مان چکے ہیں کہ سلسلہ نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا اسی طرح طبعی اور فطرتی طور پر تجدید دین کا سلسلہ مسیح موعود پر ختم ہوا۔ اب اگر یہ بات ثابت کر دی جاوے اور لوگوں کے دلوں میں ایک لذت اور سرور کے ساتھ یہ امر بیٹھ جاوے تو کیسا رعب جاگزین ہو سکتا ہے اور ساتھ ہی کیسی محبت بلکہ اور لذت آسکتی ہے۔ چنانچہ اب میں اسی سلسلے کے درپے ہوں بلحاظ مہدی ہونے کے جو اصلاح کی ہے وہ کامل اصلاح ہے یا نہیں؟ اور بلحاظ مسیح کے جو تجدید کی ہے وہ کامل ہے یا نہیں؟

یاد رکھنا چاہیئے کہ اندرونی

مفاسد۔ بد اخلاقیاں۔ ہر قسم کی کمزوریاں ان سب کی جڑھ خدا کی ہستی پر ایمان کی کمزوری ہے یعنی مدتوں غور کر لینے کے بعد یہ نتیجہ نکالا ہے اور یہ تجربہ صحیحہ سے بالکل حق پایا گیا ہے کہ کوئی مفسدہ پیدا نہیں ہوتا جسکی جڑ خدا پر عدم ایمان ہو۔ کوئی حرامکار بدی کا ارتکاب کیوں کرسکتا ہے؟ صرف اسی لئے کہ وہ اس امر پر ایمان نہیں رکھتا کہ **ھو یتولی الصالحین** یا اسکو عام طور پر ہم یوں ہی کہہ سکتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کی صفات کے سامنے حیا پیدا ہو جائے اور اُن پر ایمان ہو تو کبھی نا سزا افعال سرزد نہوں مگر اُس کی بدکرتوت اُس کی بے ایمانی کا بدیہی ثبوت ہے یہی راز اور حقیقت ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس پاک قول کی کہ جب بندہ زنا کرتا ہے تو ایمان اُس سے جدا ہو جاتا ہے خدا پر ایمان اُسکی صفات پر ایمان ہو تاں کامل ایمان ہو اور پھر مفاسد پیدا ہوں؟ کبھی نہیں۔

قرآن کریم نے ایک مثال پیش کی ہے وہ مثال یوسف صدیق کی مثال ہے۔ ایک باشوکت حسین بادولت عورت خلوت کے مکان میں عوام الناس کی آنکھوں سے پوشیدہ ایک نوجوان لڑکے کو جس کے قوےٰ میں پوری طاقت ہے اپنی خواہش کے موافق چلانا چاہتی ہے۔ مگر وہ کیونکر بچتا ہے؟ اُسکا ایمان ہے کہ **انہ لا یفلح الظالمون** خدا تعالیٰ ظالموں کو بامراد نہیں کرتا۔ یہ ایک بات ہے جو اُسکو اُس سخت ابتلا میں سے بچا لاتی ہے۔ غرض ہر مفسدہ کی جڑ خدا پر ایمان کی کمزوری ہے۔

خدا تعالیٰ پر ایمان کیونکر پیدا ہو؟ اس کے لئے بڑے بڑے اسباب اور مشکلات ہیں۔ سب سے بڑی بات جو خدا تعالیٰ پر ایمان کو پختہ کرتی ہے زندہ نشان اور خارق عادت معجزات ہیں جن سے ثابت ہو سکتا ہے کہ وہ شخص جس کے ہاتھ پر وہ نشانات صادر ہوئے ہیں **خدا** سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اُن نشانات میں ایک ایسی قوت اور شوکت ہوتی ہے کہ غور کرنے والی روح کو خدا تعالیٰ پر ایک نیا یقین پیدا ہوتا ہے۔ کہ واقعی ارادہ کرنے والا اور اپنے امر رکھنے والا مقتدر خدا ہے۔ اور امر کی بجا آوری پر خوش ہوتا ہے اور نہی کے ارتکاب پر ناراض ہوتا ہے۔ یا یوں کہو کہ واقعی جنت اور جہنم کا مالک ہے۔ غرض باشعور اور لذیذ ایمان ہستی الٰہی پر ہو اور جیسے با اقتدار حاکم کو پہچان کر اور اس کے احکام و پروانجات کی تعمیل میں ہمہ تن مستعدی ظاہر کیجاتی ہے اُس سے کہیں بڑھ کر خدا تعالیٰ کی مقتدر و قادر مطلق ہستی پر ایمان ہو تو تب گناہ پر موت آتی ہے

عزیزو! یاد رکھو خدا پر لذیذ ایمان کا پیدا ہونا بڑی بات ہے۔ ایک وراء الورا ہستی جسکا کلام ہر انسان نہیں سُن سکتا برخلاف اُس کے حاکموں کو دیکھا ہے اُن کے طرز عمل کو دیکھا ہے۔ مجسٹریٹوں۔ ججوں اور اُن کے قائم کردہ حوالات اور جیلخانجات کو دیکھا ہے اسی لئے اُن کے احکام کی تعمیل میں جلدی کرتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کو دیکھا نہیں جنہے دعوےٰ کیا ہے کہ میں اُس کی طرف سے ہوں وہ اُسکی اپنی صدق ہے ہے اب کونسی چیز ہے جو اُس پر غلبہ اور رعب ڈالے۔ کہ قادر۔ مقتدر۔ خدا کی طرف سے ایسا مدعی ہے۔ اسی لئے خداوند کریم نے ہر زمانہ میں مامور پیدا کئے ہیں جو خدا تعالیٰ کے وسیع علم۔ وسیع ارادوں اور وسیع در وسیع قدرتوں کا عملی نمونے سے ثبوت دیں۔

ایسے ہی زندہ نمونے دیکھکر صحابہ نے وہ کارنامے اور اخلاق دکھائے۔ کہ کوئی تاریخ ایسے پاک انسان دنیا کو دکھا نہیں سکتی اس امر کے ثبوت کے لئے اس رکوع کو توجہ سے پڑھو جہاں **عباد الرحمن** کے صفات بیان فرمائے ہیں

وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ھونا الآیۃ اور **یبکون ویزیدھم خشوعا** کو پڑھو اور پھر ان آیتوں کو پڑھو **یفعلون ما یؤمرون** اور **یسبحون اللیل والنھار** وغیرہ آیات پر غور کرو۔

اُن کا دن اسلام کی دوستی اور دشمنوں کے مقابلہ میں اور رات اُٹھنے اور خدا تعالیٰ کے حضور خشوع وخضوع کے ساتھ گریہ وزاری میں کٹتی تھی۔ اس قسم کی قوت اور عظیم کا پیدا ہونا کوئی آسان امر نہ تھا۔ پھر گداز کرنے والی باتوں کو (جنپر میں نے پہروں سوچا ہے) میں نے بہت دفعہ دیکھا ہے کہ موسم گرما کی صبح کو کشتی شروع ہوتی ہے۔ نیچے سے زمین جلتی ہے اوپر سے آفتاب کی گرمی جلاتی ہے۔ کسی درخت کا سایہ نہیں مگر دیکھنے والے برابر کھڑے ہیں اور شام تک اپنی جگہ سے نہیں ٹلے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر بہیمی قوت سے بھی ایک طرف دلچسپی ہو تو دھوپ کی جلن پیاس کی تکلیف کارگر نہیں ہو سکتی۔ ہمارے شہر سیالکوٹ میں ایک جگہ شام کے وقت چند آدمی شطرنج کھیلنے بیٹھے۔ رات گذر گئی پھر دن بھی گذرا اور دوسری رات تک اُسی طرح بیٹھے رہے

(باقی آئندہ)

مکتوبات امام الزمان

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفٰے

اما بعد بخدمت مخدومی مکرمی اخویم محمد ولی اللہ صاحب۔ بعد سلام مسنون گذارش آنکہ۔ آپکا عنایت نامہ مرقومہ ۱۱ ر دیقعد جس کے لفافہ پر اس عاجز کا نام لکھا ہوا تہا پہونچا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سلطان احمد اس عاجز کے بیٹے نے آپکی خدمت میں کوئی خط بہیجا تہا جسکی اس عاجز کو کچھہ اطلاع نہیں ہے۔ مگر میں افسوس سے لکہتا ہوں کہ اگر اُس نے آپکی طرف کسی چندہ کے بارہ میں لکہا ہے تو ناحق آپکو تکلیف دی وہ اسوقت یہاں قادیاں میں موجود نہیں ہے۔ گورداسپور میں گیا ہوا ہے۔ بہرحال اب باعث تحریر ان چند سطور کا صرف برادرانہ نصیحت ہے کہ الدین النصیحۃ اور تفصیل اسکی یہ ہے کہ جیسا آپکا خط پڑہنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپکو ایسے امور میں وساوس پکڑ رہے ہیں کہ جنپر سوء ظن مضر ایمان ہے۔ اور نعوذ باللہ رفتہ رفتہ سلب ایمان کا اندیشہ ہے کیونکہ ایک ادنے امر دینی کے انکار سے ایمان ہاتہہ سے جاتا رہتا ہے۔ پہر اس صورت میں ایمان کا کیا حال ہوگا کہ ایک بڑے اصول دینی کا انکار کیا جائے اور وہ اصول یہ ہے کہ پہلی امتوں میں دین کے قائم رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ کا یہ قاعدہ تہا کہ ایک نبی کے بعد بوقت ضرورت دوسرا نبی آتا تہا پہر جب حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں ظہور فرما ہوئے اور خدا تعالیٰ نے اس نبی کریم کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا تو بوجہ ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ ہم وغم رہتا تھا کہ مجہہ سے پہلے دین کے قائم رکھنے کے لئے ہزارہا نبیوں کی ضرورت ہوئی اور میرے بعد کوئی نبی نہیں جس سے روحانی طور پر تسلی حاصل ہو اور اس حالت میں فساد امت کا اندیشہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں بہت دعائیں کیں تب خدا تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت دی اور وعدہ فرمایا کہ ہر صدی کے سر پر دین کی تجدید کے لئے ایک مجدد پیدا ہوتا رہے گا جس کے ہاتہہ پر خدا تعالیٰ دین کی تجدید کرے گا اور فرمایا انّا نحن نزّلنا الذکر وانّا لہٗ لحافظون۔ یعنی ہم آپ قرآن کی حفاظت کریں گے اور اپنی طرف سے ایسے لوگوں کو بہیجتے رہیں گے کہ جو کمالات نبوت پاکر اور حق جل وعلٰی اور اُس کے بندوں میں واسطہ بنکر راہ راست کی لوگوں کو ہدایت کریں گے اور حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ جو شخص اپنے وقت کے امام کو شناخت نہیں کرتا اسکی موت جاہلوں کی سی موت ہوگی اور حقانی معرفت اور حقیقی ایمان سے بے نصیب رہیگا اب آپ ناراض نہوں آپکے دونوں خطوں سے سخت بدگمانی کی بو آتی ہے جس حالت میں مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے ہریک صدی کے سر پر مجدد کے آنے کی خبر دیدی ہے تو آپ قطعًا اس خبر کا انکار کرکے کس طرف بہاگ سکتے ہیں یا کیونکر اس بات کو چہپا سکتے ہیں کہ بلا شبہ صدی کے سر پر ایک مجدد کا آنا ضروری ہے جبتک آپکو اس بات کی اطلاع ندیجاتی کہ اس خبر کا فلاں کس مصداق ہے تب تک آپکا یہ قول ہونا چاہیئے تہا کہ ہم مجملاً ایمان لاتے ہیں کہ بر طبق پیشگوئی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کوئی مجدد صدی کے سر پر ہوگیا ہے جسکی ہم کو آج تک خبر نہیں اور جب آپکو ایک شخص نے اطلاع دیدی کہ وہ مجدد میں ہوں اور بہت سے انوار و برکات ظاہر کرنے سے خدا تعالیٰ نے اسکی مجددی ثابت کی تو پہر آپ کو اگر کچھہ شک تہا تو آپ جیفہ دنیا سے چندروز فراغت کرکے اسکی خدمت میں دوڑتے اور اس سے تسلی اور تشفی کر لیتے اے عزیز دنیا روزے چند آخر کار با خداوند۔ خدا تعالیٰ کی جناب میں کسی کا تکبر پیش نہیں جاتا جیسے رسول کے انکار سے کفر لازم آتا ہے ایسا ہی امام وقت کے انکار سے اسقدر ضعیف ایمان ہوجاتا ہے کہ آخر سلب ایمان تک نوبت پہونچتی ہے علمی بحثیں اسجگہ پیش نہیں جاتیں ایمان حقیقی اور یقین کامل وہ نعمت ہے کہ بجز التزام کونوا مع الصادقین کبہی ہاتہہ نہیں آتا اور لاف وگزاف اس جناب میں پیش نہیں جاتی اور اگر اس عاجز نے کسی کو مدد کے لئے کہا تو برعایت ظاہر اسباب کہا ورنہ یہ عاجز مخلوق کو ہیچ اور لاشی سمجہتا ہے۔ وللّٰہ خزائن السمٰوات والارض ولٰکنّ المنافقین لا یفقہون۔ خدا کرے کہ آپ ان خیالات سے توبہ کریں کہ مرگ نزدیک ہے اور اگر دل میں وساوس ہوں تو بکثرت ملاقات کریں تا اگر خدا چاہے تو ایمان سلامت لے جائیں۔ فتوبوا ثم توبوا ثم توبوا۔ والسلام علی من اتبع الہدٰی۔ دو اشتہار بہیجے جاتے ہیں انکو غور سے پڑہیں۔

غلام احمد عفی عنہ (دسمبر ۱۸۸۴ء)

غور طلب باتیں

۱- جو شخص تذکرہ قرآنی اور آیات الٰہی سے منہ پھیرتا ہے وہ بڑا ظالم اور خدا کا مجرم ہے اللہ تعالےٰ اُسکو دنیا میں ذلیل و خوار کرتا ہے اور آخرت میں بھی کرے گا چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے کہ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُکِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ اُس شخص سے زیادہ کون ظالم ہے جسکو اُسکے رب کی آیتوں سے یاد دہانی کرائی گئی پھر اُس نے منہ پھیر لیا ہم تو ایسے مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْکًا وَّنَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی "اور جس نے میرے ذکر سے منہ پھیرا پس تحقیق اُس کے واسطے گذران تنگ ہے اور قیامت کے دن ہم اُسکو اندھا اُٹھاویں گے"۔ پس اے مسلمانوں کیا تذکرہ قرآنی سے آپ اعراض کرتے رہو گے اور تائب نہ ہو گے۔ کیا اسکی ابھی تک اشد ضرورت نہیں ہے کیا تذکرہ قرآنی سے اعراض رکھنے کی حالت میں دنیاوی یا دینی فلاح کی امید رکھ سکتے ہو کیا یہ آیات آپ کی نظروں میں سرسری اور لغو ہیں

۲- غفلت میں انسان اعمال کے نتائج سے عبرت حاصل نہیں کر سکتا بلکہ بے خبر بدمست اور بدکاری میں غرق رہتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ لوگوں کے واسطے اُن کا حساب قریب ہو گیا پر وہ غفلت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں یَا وَیْلَنَا قَدْ کُنَّا فِیْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ کُنَّا ظٰلِمِیْنَ ہائے ہماری کمبختی کہ ہم تو حقیقت میں اس حال سے غفلت میں تھے بلکہ ظالم بنے رہے پس اے مسلمانوں کب تک غفلت میں بے خبر اور بدمست بنے رہو گے اور اذکار قرآنی کیطرف رجوع نہ کرو گے

۳- غفلت سے انسان حیوان لایعقل بن جاتا اور ایسی حالت کو پہونچ جاتا ہے کہ اُسکی اصلاح غیر ممکن ہو جاتی اور سمجھ اور صلاحیت کے قویٰ مارے جاتے ہیں بلکہ نصیحت کی بات اور ذکر الٰہی سے بدکتا اور متنفر رہتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے کہ اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ اَفَاَنْتَ تَکُوْنُ عَلَیْهِ وَکِیْلًا اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَکْثَرَهُمْ یَسْمَعُوْنَ اَوْ یَعْقِلُوْنَ اِنْ هُمْ اِلَّا کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا کیا تو نے اُس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا کیا تو اُسکی وکالت کر سکتا ہے کیا تو گمان کرتا ہے کہ اکثر اُنہیں سے سنتے یا سمجھتے ہیں۔ نہیں نہیں وہ تو چوپایوں کے مشابہ ہیں بلکہ اُنسے بھی زیادہ بے راہ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْکِرَةِ مُعْرِضِیْنَ کَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ "پس انکو کیا ہوا کہ تذکرہ قرآنی سے منہ پھیرنے ہیں گویا کہ وہ بھاگ جانے والے گدھے ہیں کہ شیر سے بھاگ جاتے ہیں"۔ پس کب تک قرآنی اذکار سے دور اور متنفر ہو کر اللہ کریم کے ان قوانین سے بے خوف بنے رہو گے کیا غفلت کی کوئی انتہا باقی ہے یا الفاظ ربانی میں کوئی مبالغہ یا لغو ہے جس کو سرسری سمجھتے رہو گے

۴- غفلت بدفہمی بے ایمانی دنیا پرستی اور استغنا عن اللہ کا نتیجہ ہے جیساکہ قرآن مجید فرماتا ہے اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا "کیا بدکاروں کا یہ گمان ہے کہ وہ ہم پر سبقت لے جائیں گے وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ مگر کفار کا تو یہ حال ہوتا ہے کہ تنبیہ اور نصیحت سے منہ پھیرتے ہیں۔ پس کہاں تک غفلت کو اختیار کرو گے اور اُس سے باہر آنے کی کوشش نکرو گے۔

۵- غفلت میں انسان کا دل غیر مستقل رہتا اور آخر کار دینی و دنیاوی خرابیوں کا باعث بن جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰی حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَیْرُ اِۨطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ اِۨنْقَلَبَ عَلٰی وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِکَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ "لوگوں میں سے ایک ایسا ہے کہ ایک کنارہ پر اللہ کی عبادت کرتا ہے پس اگر بھلائی اُس کو پہونچے تو اُس سے مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر کوئی فتنہ پہونچے تو جدھر سے آیا تھا اُلٹا اُدھر کو ہی لوٹ جاتا ہے دنیا کا بھی خسارہ اور آخرت کا بھی یہی تو صریح بربادی ہے پس کیا اسواسطے غافل ہو کہ خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةَ میں پھنسے رہو کیا یہ الفاظ خداوندی سرسری ہیں اور قابل توجہ نہیں ہیں

۶- واہیات قصے انسان کو نامعلوم طور پر ایسا بیدین بنا دیتے ہیں کہ وہ آیات الٰہی کو ہنسی سمجھنے لگتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّیَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِکَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ "اور لوگوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو واہیات قصے مول لیتا ہے تاکہ بے سمجھے بوجھے راہ خدا سے

بہکاوے اور آیات الٰہی کی ہنسی بناوے ایسے لوگوں کے واسطے رسوا کرنے والا عذاب ہے پس کہاں تک واہیات قصوں اور ناولوں کے مشتاق اور قرآنی اذکار سے متنفر ہو گئے کیا بیہودہ قصوں کے رواج سے چاہتے ہو کہ آیات الٰہی کی ہنسی ہو اور راستبازی سے دور جا پڑو۔ اور عذاب مہین میں گرفتار ہو جاؤ۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ

اپنی بساط سے بڑھکر پاؤں پھیلانے والے خلاف واقع بول بولنے والیکو اللہ تعالےٰ کامیاب نہیں کرتا۔

توریت میں صادق کے صدق کا نشان اس کی پیشگوئیوں کا پورا ہونا قرار دیا گیا ہے۔ متکبر مصریوں کے مقابلہ میں بنی اسرائیل کے منجی الوالعزم ابن عمران کے لیئے بہی قرآن کریم میں یہی علامۃ الصدق ٹھہرائی گئی قال اللہ تعالےٰ ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب۔ یعنی اگر یہ کاذب ہے تو اس کذب کا وبال اسپر پڑے گا اور اگر سچا ہے تو اسکی پیشگوئیوں کا کچھ حصہ جو تمہاری بابت ہے ضرور پورا ہو رہے گا۔ اور یاد رکھو یہ عادۃ اللہ ہے کہ جھوٹے مفتری کبھی پھولتے پھلتے نہیں۔ اس منجئ عالم فخر بنی آدم مثیل موسیٰ (علیہ وعلی البشر الصلوٰۃ والسلام) کی صداقت کی بڑی بھاری دلیل معجز کتاب قرآن کریم نے فوق العادہ نصرت الٰہیہ اور آپکی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کو ٹھہرایا ہے۔ غرض منصف اور خدا ترس اہل کتاب اور اہل اسلام میں یہ مسلمہ صداقت ہے کہ کاذب کی ایسی پیشگوئی جس میں اپنی نصرت اور کامیابی اور من جانب اللہ ہونے اور حریف مکذب کی ذلت و رسوائی اور خذلان کی نسبت پر زور تحدی اور جسارت سے بہرا ہوا دعوےٰ ہو۔ ہرگز ہرگز پوری نہیں ہو سکتی۔ ورنہ کوئی صداقت صداقت نہیں ٹھہر سکتی اور امر حق مخلوقات پر بالکل مشتبہ ہو جائے۔

اسوقت اس سنت اللہ یا یوں کہو صادقوں کے مقرر دستور کے موافق حضرت امام زمان مسیح موعود نے خدا کی طرف سے ہونے کا دعوےٰ کیا اور اس دعوے کی صداقت کے ثبوت میں جہاں بہت سی قاطع اور بیّن علمی دلیلیں بیان فرمائیں۔ وہاں اپنے حق میں آسمانی تائید اور اپنے دشمنوں کے بارے میں وبال و نکال کی پیشگوئیاں بہی کیں۔ اور ہر ایک پیشگوئی کے خاتمہ میں صاف لفظوں میں اعتراف کر دیا کہ اگر وہ اپنے معہود وقت پر پوری نہو تو سمجھو کہ دنیا میں ایک ملعون۔ کذاب اور مفتری نے جھوٹا دعوےٰ کیا تہا اور اس کا پورا نہ ہونا ہی اس کی دائمی ذلت اور ہلاکت کے لیئے کافی ہوگا۔

اب عادتاً دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ صادق الایمان سلف کے نقش قدم پر چلکر اول ہی میں انپر ایمان لاتے اور پورا ہونے سے پہلے ہی انہیں پورا ہو چکا ہوا یقین کرتے ہیں۔ اور انشاء اللہ جب وہ ظاہری طور پر پوری ہو جائیں گی بڑی خوشی اور جوش سے کہیں گے۔ ھذا ما وعدنا اللہ ورسولہ وصدق اللہ ورسولہ الآیہ۔ یعنی یہی ہے جو اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تہا۔ اور انکا وعدہ اب سچا ثابت ہوا۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جنکی ندرت پسند نگاہیں حیرت اور استعجاب یا امید و بیم سے انجام کی طرف لگی ہیں۔ اور قبول حق کا اتنا تخم انمیں ہے کہ آخر کار وہ راستی کے نمایاں ظہور پر فرستادہ حق کی آستان پر سر جھکائیں گے۔ ہاں ایک تیسری جنس کے بہی لوگ ہیں جنکی قساوت یہودیت اور سنگدلی یہاں تک پہونچ گئی ہے۔ کہ وہ وعدوں کے پورا ہونے کو علامت صدق نہیں مانتے اور بڑی بیباکی اور جرأت سے کہتے ہیں کہ اگرچہ ایسے ہزاروں نشان پورے بہی ہو جائیں پہر بہی وہ اپنے انکار پر مصر رہیں گے۔ شائد یہ اُنہی بزرگوں کی زندہ یادگار ہیں جنکی نسبت قرآن کریم میں یہہ شہادت موجود ہے ولو ان قرآنا سیرت بہ الجبال او کلم بہ الموتی الآیہ مگر اس قسم کے ضدی ناحق شناس تہوڑے ہیں۔ کثرت ابہی دوسری قسم کے لوگوں کی ہے۔ بہر حال ضدی اور حاسد گروہ کی ہمیشہ سے یہ عادت رہی ہے کہ چونکہ انکی فطرت میں مادہ تسلیم تو ہوتا نہیں اس لیئے وہ رات دن راستبازوں کی تخریب میں لگے رہتے اور نور اللہ کو بجہانے کے لیئے طرح طرح کے منصوبے باندہا کرتے ہیں۔ قال اللہ تعالےٰ وما ارسلنا من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ۔ یعنی ہم نے کوئی ایسا رسول اور نبی نہیں بہیجا جسکے پاک ارادوں اور سچی آرزوؤں کی راہ میں شریروں نے روکیں پیدا نہ کیں ہوں۔ مگر ہماری یہ عادت ہے کہ ہم شریروں کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیتے ہیں اور اپنے نشانوں یعنے رسولوں اور نبیوں کے سلسلہ کی جڑھ قائم کر دیتے ہیں اور در حقیقت

منارۃ المسیح کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے اینٹوں کی پتھائی اور بھٹے میں چنائی کے علاوہ اینٹوں کی پکائی کا کام بھی شروع ہوگیا ہے چنانچہ بھٹے کو آگ دیدی گئی ہے اور اینٹیں پکنی شروع ہوگئی ہیں منارۃ المسیح کے انصار جسقدر جلد ممکن ہو روپیہ بھیجنا شروع کریں۔

میگزین کے پہلے اشو میں ایک لطیف اور عظیم الشان مضمون حضرت اقدس کی قلم سے بیسویں صدی کا مذہب کے عنوان سے شائع ہوگا۔ میگزین کے حصہ دار اپنے حصوں کا روپیہ یکمشت یا بہ اقساط جیسا کہ قواعد میں شرائط مقرر کیے گئے ہیں شیخ رحمت اللہ صاحب فنانشل سکرٹری کے نام بمقام قادیان دارالامان جلد بھیجیں۔ رسالہ کی ترتیب کا کام شروع ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ سرمایہ جلد جمع ہو تاکہ عین وقت پر اس کی اشاعت ہو۔

ہم نہایت خوشی سے ظاہر کرتے ہیں کہ لاہور اور پٹیالہ میں احمدیہ قوم نے اپنی باقاعدہ انجمن بنالی ہیں اور عملی طور پر کام شروع ہو گیا ہے۔ لاہور سے حکیم محمد حسین صاحب قریشی نے تحریک کرکے مستقل چندہ کی بنیاد رکھی ہے جس میں سے لنگر اور مدرسہ کے لئے مستقل طور پر چندہ بھیجا جایا کریگا۔ پٹیالہ سے بھی اسی تقسیم کے ساتھ چندہ آنا شروع ہو گیا ہے۔ دوسرے شہروں کی جماعتوں کی طرف سے ہمیں امید ہے کہ وہ بھی باقاعدہ کارروائی شروع کریں گے یہی وقت ہے کہ امداد دین کے لئے جس طرح ممکن ہو طیار رہوں۔

سیرۃ مسیح موعود کی اشاعت کے متعلق جو تجویز حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے کی تھی گذشتہ اشاعت میں شائع کی ہے اس پر سب سے پہلا عمل درآمد کرنے والے ہمارے مکرم بھائی بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر ہیں۔ جنہوں نے ۴ جلدوں کے لئے درخواست بھیجی۔ احمدی قوم! ہم صرف نتیجہ میں سے ساٹھ اولوالعزم چاہتے ہیں جو چھ چھ جلدیں سیرۃ مسیح کی خرید کر مفت تقسیم کریں۔ سیرۃ مسیح موعود سے لاریب بہت بڑا فائدہ پہونچایا ہے کیا ہم اگلی اشاعت تک کئی بزرگوں کے نام شائع کرنے کے قابل ہو سکیں گے؟

شکریہ

ہم اپنے مکرم بھائی بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر کے شکرگذار ہیں جنہوں نے مردان جیسے مقام پر عہد کیا ہے کہ کم ازکم الحکم کے دس پرچے جاری کرائیں گے خاص مردان میں وہ دو پرچے جاری کرا چکے ہیں زیادہ تر انکا یہ عہد اور عزم اس لئے بھی قابل تذکرہ ہے کہ جو خریدار انہوں نے پیدا کیئے ہیں انہیں سے منشی محمد یوسف صاحب اپیل نویس بھی اسی سپرٹ کے معلوم ہوتے ہیں۔ اگرچہ انہوں نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ وہ کسقدر خریدار پیدا کرنے کا عزم کر چکے مگر ہمیں شک نہیں کہ پوری سرگرمی سے مصروف ہیں اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کو جزائے خیر دے۔ بابو شاہ دین صاحب نے اپنے اخلاق اور چال چلن کا مردان میں ایسا اچھا نمونہ دکھایا ہے کہ انہوں نے اکثر لوگوں کو اپنا گرویدہ اور اس سلسلہ عالیہ کا عاشق زار بنا لیا ہے حقیقت میں نمونہ سے بڑھ کر کوئی ذریعہ اشاعت حق کا نہیں ہے۔ الحکم کی اشاعت کے متعلق اگر ہم کل خریداروں میں سے سو بزرگ بھی ایسے باہمت پالیں جن سے ہر ایک دس دس خریدار پیدا کرنے کا عزم کرے تو اس سال کے آخیر تک ہم الحکم کی اشاعت میں معتدبہ ترقی کر سکتے ہیں امید ہے کہ توجہ کیجاوے گی۔

پیاس

گرمی کے موسم میں ہر چھوٹے بڑے چرند و پرند کی پیاس زیادہ ہوجاتی ہے۔ بار بار گرمی سے منہ سوکھتا ہے۔ اور ٹھنڈا پانی پینے کو جی چاہتا ہے۔ اگر اتفاقاً گھر میں کوئی گرم کھانا پک گیا یا ہنڈیا میں نمک مرچ زیادہ ہوگئی تو پیاس کوئی ٹھکانا نہیں۔ بار بار منہ خشک ہوا جاتا ہے۔ جی یہی چاہتا ہے کہ گھڑوں پانی پیٹ میں انڈیل لیں۔ پانی پی پی کر پیٹ مشک بن جاتا ہے۔ مگر دل نہیں بھرتا پر نہیں بھرتا۔

معصوم بچوں کی پیاس اس سے بھی زیادہ سخت ہوتی ہے۔ ان کے ننھے ننھے نازک ہونٹ پھولوں کی کلیوں کی طرح مرجھائے جاتے ہیں۔ پانی پینے کے برتن کو دیکھ کر ماں کی گود سے گرے پڑتے ہیں۔ زبان نہیں کہ اپنی پیاس کی بے قراری ظاہر کریں۔ مگر ان کی ظاہری حالت بتائے دیتی ہے کہ ان کا ننھا سا دل پانی کے لئے تڑپ رہا ہے۔ ؎

بچوں کا ہے پیاس سے یہ عالم
پانی کو ہیں دیکھہ کرتے مم مم

ایسی حالت کے واسطے ایک بی بی یہ آسان تدبیر بتلاتی ہیں۔ کہ ڈبل روٹی کا ایک توس کاٹ کر خوب اچھی طرح سینک لیا جائے کہ وہ کسی قدر سیاہی مائل ہوجائے پھر سیر بھر پانی کسی کوری ٹھلیا میں ڈال کر اس میں اس توس کے دو چار ٹکڑے کرکے ڈال دو اور آدھ گھنٹے کے بعد اس پانی کو نتھار کر ایک ایک گھونٹ کئی مرتبہ پلاتے رہو۔ اس سے پیاس کی تیزی اور تکلیف جاتی رہتی ہے اور پیاس بہت کم ہوجاتی ہے۔ (تہذیب نسواں)

مختلف واقعات

غسل آتشین کا انجام:۔ مندرجہ ذیل سطور کے اندراج سے پبلک کو آتشین شعبدہ دکھانے والوں کے ہتھکنڈوں سے ہمیشہ کیلئے بچانا ہے۔ سید حسین شاہ پچھلے ہفتے گوجرانوالہ میں آیا۔ شاہ صاحب موصوف جو اپنے آپ کو اپر برہما کا رہنے والا بیان کرتے ہیں۔ چند روز سے مولوی عبد الحق صاحب وکیل کے مکان پر اُترے ہوئے تھے ۲۲ مئی کو گوجرانوالہ کی سرائے میں جو لاہوری دروازے کے قریب ریلوے لائن کے پاس ہے سر شام چار پانچ من لکڑیاں جلائی گئیں۔ جو قریباً ڈیڑھ دو گز لمبی۔ ایک فیٹ یا کچھ زیادہ گہری خندق میں ڈالی ہوئی تھیں۔ لکڑیاں پانچ چھ بجے سے جل رہی تھیں۔ جب دو تین سو تماشائی جمع ہو گئے۔ تو اُن کے کہنے سننے سے سید حسین نے اپنے شعبدہ کی تیاری شروع کی۔ وہ ایک کرسی پر کھڑا ہوتا تھا۔ اور کچھ دیر کھڑے رہ کر تقریر کرتا رہتا تھا۔ اسطرح اس نے کم از کم چار یا پانچ دفعہ تقریر کی۔ آخر اس نے جلتے ہوئے کوئلوں کی ایک لمبے بانس سے خوب ٹھونک کر تہ جما دی۔ اور پھر آخری تقریر کی۔ جس میں دس پندرہ منٹ اور صرف ہو گئے۔ اتنے میں کوئلوں پر کچھ راکھ کی تہ چڑھ گئی۔ سید صاحب گڑھے کے قریب گئے۔ اور کلمہ شریف پڑھتے ہوئے جوش میں آ گئے اور پاس کے لوگوں کو بھی جوش دلانا شروع کیا۔ پہلے ایک مرتبہ آگ پر پاؤں رکھکر عرض کی سمت میں خود آگ سے گذر گئے۔ اور پھر ایک بہشتی کو زبردستی اوپر سے اُتار دیا۔ غرض دیکھا دیکھی دوسرے لوگ بھی گذرنے لگے۔ یہ صاحب کھڑے کہہ رہے تھے۔ کلمہ شریف پڑھو اور بلا خوف وخطر لنگ جاؤ۔ میرے دوست مسٹر عبد العزیز صاحب مختار بھی گذرے۔ اُنکا پاؤں جل گیا۔ اور اُنہوں نے بآواز بلند اس کی شکایت کی۔ سید صاحب کہنے لگے۔ تم نے کلمہ شریف نہیں پڑھا۔ مینے خود دیکھا ہے کہ اسی طرح اور لوگوں کے پاؤں پر بھی پھپھولے پڑ گئے۔ بعضوں کے پاؤں جُھلس ہو گئے۔ بعض کو صرف حرارت محسوس ہوئی۔ دوسرے روز تھوڑے سے کوئلوں کے ساتھ مشن سکول کے طلباء نے بھی تجربہ کیا۔ لیکن چونکہ کوئلے تھوڑے تھے اور طالبعلم بالکل بالکل آہستہ آہستہ گذرتے تھے۔ اُن میں سے کسی کا پاؤں نہ جلا۔ اس صاف ظاہر ہے کہ سید صاحب نے کوئی عمل نہ کیا تھا اور نہ اُنکو آگ پر کوئی فوق العادت طاقت حاصل تھی اور نہ حسب وعدہ اُنہوں نے غسل آتشین کر کے دکھایا۔ صرف خود ایک پاؤں رکھکر آگ کے پار چلے گئے۔ اور دوسرے لوگوں کے پاؤں جلوا دئے۔ مگر گوجرانوالہ میں بعض سادہ لوح ایسے بھی ہیں۔ جو سید صاحب کے حائل کامل ہونے پر لٹو ہو رہے ہیں۔ اور باوجودیکہ اُنکی کمزوری ملشت از بام ہو گئی ہے۔ وہ اب بھی اُنکو عزت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں (ہیڈ ماسٹر اسلامیہ سکول گوجرانوالہ)

انگریزوں میں بے پردگی } ایک انشا پرداز لیڈی مس مدہونے ولایت کے رسالہ نائینٹینتھ سنچری میں انگریز عورتوں کی بے پردگی پر نہایت افسوس ظاہر کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ انگریزوں کی سوسائٹی میں یہ قریباً انتہا درجہ کو پہونچ گئی ہے۔ چنانچہ تھیٹروں میں تماشا کرنے والی عورتیں اس حد تک کپڑے اُتار دیتی ہیں کہ انکے بالکل برہنہ ہونے میں صرف اُنیس بیس کا فرق رہجاتا ہے۔ تعجب ہے کہ جو لیڈیاں تماشا گاہوں میں جاتی ہیں اس بے حیائی کو دور کرنے کی طرف متوجہ نہیں ہوتیں۔ بلکہ اس قسم کے نظاروں کے وقت صرف گردن نیچی کر کے ہنس دیتی ہیں مس صاحبہ نے تھیٹیروں پارٹیوں اور ناچ وغیرہ کے موقعوں پر عورتوں کے لباس کی اصلاح کی طرف زور سے توجہ دلائی ہے۔

تحاریر اخبار کا اثر } ہز ہائنس آغا علی خاں صاحب کی واپسی پر جن تین فوجوں نے اپنے کئی ہم مذہبوں کو قتل کیا تھا۔ پھانسی پانے کے وقت اپنے جرائم کا اعتراف کیا۔ بلکہ خدا وند کریم سے عفو کے خواستگار ہوئے۔ ان میں سے [illegible] نے صفائی سے کہا کہ "مجھے ایک اخبار کی تحریر کو پڑھنے سے اشتعال پیدا ہوا تھا"

ایک اعلیٰ افسر پر الزام } مسٹر ایونس سپرنٹنڈنٹ محکمہ سکرٹریٹ برما پر یہ الزام عائد کیا گیا ہے کہ صاحب مذکور دیہات میں جا کر اپنے آپ کو چیف سکرٹری ظاہر کیا کرتے تھے اور لگان کم کرانے کا وعدہ کر کے لوگوں سے روپیہ جھٹکارتے تھے۔ ان کا ایک رازدار مسمی بڑھی گوبی اس کارروائی میں ان کے ساتھ شریک تھا۔

ڈومیسٹک

الحمد للہ ۲۷ مئی ۱۹۰۱ء کی صبح کو قبل نماز فجر خاکسار ایڈیٹر الحکم کے گھر میں لڑکی پیدا ہوئی۔ اللہ تعالےٰ اس عزیزہ کو سعید اور دیندار بناوے جو میرے اور متعلقین کے لئے قرۃ العین ہو آمین ......

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک مطبع کے اہتمام سے چھپا

رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

سنہ ۱۳۱۹ ھجری

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی ؛ دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۲۱ | قادیان دار الامان - ۱۰ - جون سنہ ۱۹۰۱ عیسوی | جلد ۵

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

سلسلے کیلئے دیکھو الحکم نمبر ۲۰ جلد ۵

تو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن شریف میں یہ طرز اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے کہ نظری امور کے اثبات کے لئے امور بدیہی کو بطور شواہد پیش کرتا ہے اور یہ پیش کرنا قسموں کے رنگ میں ہے اس بات کو بھی ہرگز بھولنا نہ چاہیئے کہ اللہ جلشانہ کی قسموں کو انسانی قسموں پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اللہ تعالیٰ نے جو انسان کو غیر اللہ کی قسم کھانے سے منع کیا تو اس کا سبب یہ ہے کہ انسان جب قسم کھاتا ہے تو اس کا مدعا یہ ہوتا ہے کہ جس چیز کی قسم کھائی ہے اسکو ایک ایسے گواہ رویت کا قائمقام ٹھہرا وے کہ جو اپنے ذاتی علم سے اس کے بیان کی تصدیق یا تکذیب کر سکتا ہے۔ کیونکہ اگر سوچکر دیکھا جاوے تو قسم کا اصل مفہوم جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا تھا شہادت ہی ہوتا ہے جب انسان معمولی شاہدوں کے پیش کرنے سے عاجز آجاتا ہے۔ تو پھر قسم کا محتاج ہوتا ہے تا اس سے وہ فائدہ اُٹھاوے جو ایک شاہد رویت کی شہادت سے اٹھانا چاہتا ہے لیکن ایسا تجویز کرنا یا اعتقاد رکھنا کہ بجز خدا تعالےٰ کے کوئی اور بھی حاضر ناظر ہے اور تصدیق یا تکذیب یا سزا دہی یا کسی اور امر پر قادر ہے صریح کلمہ کفر ہے اس لئے اللہ تعالےٰ نے اپنی تمام کتابوں میں انسان کو بھی ہدایت فرمائی ہے کہ غیر اللہ کی ہرگز قسم نہ کھاوے۔

اب اس بیان سے صاف معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالےٰ کا قسم کھانا کوئی اور رنگ اور شان رکھتا ہے اور غرض اس سے یہی ہے کہ تا صحیفہ قدرت کے بدیہات کو شریعت کے اسرار دقیقہ کے حل و انکشاف کے لئے بطور شاہد پیش کرے اور چونکہ اس مدعا کو قسم سے ایک مناسبت تھی اور وہ یہ کہ جیسا ایک قسم کھانیوالا جب مثلاً خدا تعالےٰ کی قسم کھاتا ہے تو اُسکی غرض یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالےٰ میرے اس واقعہ پر گواہ ہے اسی طرح اور ٹھیک اسی رنگ میں اللہ تعالےٰ کے بعض ظاہر در ظاہر افعال نہاں در نہاں اسرار اور افعال پر بطور گواہ ہیں۔ اسلئے اس نے قسم کے رنگ میں اپنے افعال بدیہیہ کو اپنے افعال نظریہ کے ثبوت میں جابجا قرآن شریف میں پیش کیا اور یہ کہنا سراسر نادانی اور جہالت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کی قسم کھائی کیونکہ اللہ تعالےٰ درحقیقت اپنے افعال کی قسم کھاتا ہے نہ کسی غیر کی اور اس کے افعال اس کے غیر نہیں ہیں مثلاً اس کا آسمان یا ستارہ کی قسم کھانا اس قصد سے نہیں ہے کہ وہ کسی غیر کی قسم ہے بلکہ اس منشاء سے ہے کہ جو کچھ اس کے ہاتھوں کی صنعت اور حکمت آسمان اور ستاروں میں موجود ہے اس کی شہادت بعض اپنے افعال مخفیہ کے سمجھانے کے لئے پیش کرے۔

غرض خدا تعالےٰ کی قسمیں اپنے اندر لامحدود اسرار معرفت کے رکھتی ہیں جنکو اہل بصیرت ہی دیکھ سکتے ہیں- پس خدا تعالیٰ قسم کے لباس میں اپنے قانون قدرت کے بدیہات کی شہادت اپنی شریعت کی بعض دقایق حل کرنے کے لیئے پیش کرتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی فعلی کتاب (قانون قدرت) اسکی قولی کتاب (قرآن شریف) پر شاہد ہو جاوے اور اس کے قول اور فعل میں باہم مطابقت ہو کر طالب صادق کے لیئے مزید معرفت اور سکینت اور یقین کا موجب ہو- اور یہ طریق قرآن شریف میں عام ہے مثلاً خدا تعالیٰ بدہووں اور الہام کے منکروں پر یوں اتمام حجت کرتا ہے

والسماء ذات الرجع قسم ہے بادلوں کی جن سے مینہ برستا ہے- رجع بارش کو بھی کہتے ہیں بارش کا بھی ایک مستقل نظام ہے جیسے نظام شمسی ہے رات اور دن کا اور کسوف خسوف کا بجائے خود ایک ایک نظام ہے- مرض کا بھی ایک نظام ہوتا ہے طبیب اس نظام کے موافق کہہ سکتا ہے کہ فلاں دن بحران ہوگا- غرض یہ نظام ہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ کا قانون قدرت اپنے اندر ایک ترتیب اور کامل نظام رکھتا ہے اور کوئی فعل اس کا ایسا نہیں ہے جو نظام اور ترتیب سے باہر ہو-

اللہ تعالےٰ جیسے یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس سے ڈریں ویسے ہی یہ بھی چاہتا ہے کہ لوگوں میں علوم کی روشنی پیدا ہو دے اور اس سے وہ معرفت کی منزلوں کو طے کر جاویں- کیونکہ علوم حقہ سے واقفیت جہاں ایک طرف سچی خشیت پیدا کرتی ہے- وہاں دوسری طرف ان علوم سے خدا پرستی پیدا ہوتی ہے- بعض بدقسمت ایسے ہی ہیں جو علوم میں منہمک ہو کر قضا و قدر سے دور جا پڑتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کے وجود پر ہی شکوک پیدا کر بیٹھتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو قضا و قدر کے قایل ہو کر علوم ہی سے دستبردار ہو جاتے ہیں مگر قرآن شریف نے دونوں تعلیمیں دی ہیں اور کامل طور پر دی ہیں- قرآن شریف علوم حقہ سے اس لیئے واقف کرنا چاہتا ہے اور اس لیئے ادھر انسان کو متوجہ کرتا ہے کہ اس سے خشیت الٰہی پیدا ہوتی ہے اور خدا تعالےٰ کی معرفت میں جوں جوں ترقی ہوتی ہے اسی قدر خدا تعالےٰ کی عظمت اور اس سے محبت پیدا ہوتی جاتی ہے اور انسان کو قضا و قدر کے نیچے رہنے کی اس لیئے تعلیم دیتا ہے کہ اس میں اللہ تعالےٰ کی ذات پر توکل اور بھروسہ کی صفت پیدا ہو اور وہ راضی بہ رضا رہنے کی حقیقت سے آشنا ہو کر وہ سچی سکینت اور اطمینان جو نجات کا اصل مقصد اور منشا ہے حاصل کرے-

ابھی جو مثال میں نے قرآن شریف سے قسم کے متعلق دی ہے کہ **والسماء ذات الرجع** یعنی قسم ہے آسمان کی جس میں اللہ تعالیٰ نے رجع کو رکھا ہے- سماء کا لفظ فضا اور جو اور بارش اور بلندی کے معنوں میں بولا جاتا ہے رجع بار بار وقت پر آنے والی چیز کو کہتے ہیں بارش برسات میں بار بار آتی ہے اس لیئے اس کا نام ہی رجع ہے- اسی طرح آسمانی بارش بھی اپنے وقتوں پر آتی ہے **والارض ذات الصدع** اور قسم ہے زمین کی کہ وہ اُن وقتوں میں پھوٹ نکلتی ہے اور سبزہ نکالتی ہے بارش کی جڑھ زمین ہے زمین کا پانی جو بخارات بنکر اوپر اُڑ جاتا ہے وہ کرہ زمہریر میں پہونچکر بارش بن کر واپس آتا ہے اور اس صورت میں چونکہ وہ آسمان سے آتا ہے اس لیئے آسمانی کہلاتا ہے پھر بارش کی ضرورت کے لیئے ایک اور وقت خاص ہے جب مزارعین کو ضرورت ہوتی ہے اگر بیائی کے بعد پڑے تو کچھ ہی نرہے اور پھر بعض اوقات نشو و نما کے لیئے ضرورت ہوتی ہے- غرض بارش اور مینہ کی ضرورت اور اس کے مفاد اور اس کے آسمان سے آنے کا نظارہ بالکل بدیہی ہے اور ایک ادنےٰ درجہ کی عقل رکھنے والا گنوار دہقان بھی جانتا ہے علاوہ ازیں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اگر آسمانی بارش نہو تو زمینی پانی بھی خشک ہونے لگتے ہیں چنانچہ امساک باران کے دنوں میں بہت سے کنوئیں خشک ہو جاتے ہیں اور اکثروں میں پانی بہت ہی کم رہ جاتا ہے- لیکن جب آسمان سے بارش آتی ہے تو زمینی پانیوں میں بھی ایک جوش اور تموج پیدا ہونے لگتا ہے- میرا مطلب اس مقام پر اس مثال کے بیان کرنے سے یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان قسموں کو ایک اور امر کے لیئے بطور شاہد قرار دیا ہے کیونکہ ان نظاروں سے تو ایک معمولی زمیندار بھی واقف ہی ہے اور وہ امر جو اُن کے ذریعہ ثابت کیا ہے وہ یہ ہے-

انہ لقول فصل وما ھو بالھزل

بے شک یہ خدا کا کلام ہے اور قول فصل ہے- اور وہ عین وقت پر ضرورت حقہ کے ساتھ اور حق و حکمت کیساتھ آیا ہے

بیہودہ طور پر نہیں آیا۔

اب دیکھ لو کہ قرآن شریف جس وقت نازل ہوا ہے کیا اس وقت نظام روحانی یہ نہیں چاہتا تھا کہ خدا کا کلام نازل ہو۔ اور کوئی مرد آسمانی آوے جو اس گم شدہ متاع کو واپس دلائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت کی تاریخ پڑھو تو معلوم ہو جاوے گا کہ دنیا کی کیا حالت تھی خدا تعالےٰ کی پرستش دنیا سے اُٹھ گئی تھی اور توحید کا نقش پا مٹ چکا تھا باطل پرستی اور معبودان باطلہ کی پرستش نے اللہ جلشانہ کی جگہ لے رکھی تھی۔ دنیا پر جہالت اور ظلمت کا ایک خوفناک پردہ چھایا ہوا تھا۔ دنیا کے تختہ پر کوئی ملک کوئی قطعہ کوئی سرزمین ایسی نہ رہ گئی تھی جہاں خدائے واحد ہاں حیّ و قیوم خدا کی پرستش ہوتی ہو۔ عیسائیوں کی مردہ پرست قوم تثلیث کے چکر میں پھنسی ہوئی تھی اور یہودیوں میں توحید کا بے جا دعوےٰ کرنے والے ہندوستان کے رہنے والے ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کے پوجاری تھے غرض خود خدا تعالیٰ نے جو نقشہ اُس وقت کی حالت کا ان الفاظ میں کھینچا ہے ظهر الفساد في البر والبحر یہ بالکل سچا ہے اور اس سے بہتر انسانی زبان اور قلم اس حالت کو بیان نہیں کر سکتی۔ اب دیکھو کہ جیسے خدا تعالیٰ کا قانون عام ہے کہ عین امساک بارش کے وقت آخر اس کا فضل ہوتا ہے اور باران رحمت برس کر شادابی بخشتا ہے اسی طرح پر ایسے وقت میں ضرور تھا کہ خدا کا کلام آسمان سے نازل ہوتا۔ گویا ان جسمانی بارش کے نظام کو دکھا کر روحانی بارش کے نظام کی طرف رہبری کی ہے اب اس سے کون انکار کرے گا کہ بارش ہمارے مقاصد کے موافق ہوتی ہے اس سے مطلب یہ ہے کہ جیسے وہ نظام رکھا ہے اسی طرح دوسری بارشوں کے لئے وقت رکھے ہیں اب دیکھ لو کہ کیا یہ بارش روحانی کا ذکر نہ تھا۔ کس قدر جھگڑے تم لوگوں میں بپا تھے اعمال گندے اور ایمان بھی گندے تھے اور دنیا ہلاکت کے گڑھے میں گرنے والی تھی پھر وہ کیونکر اپنے فضل کا مینہ نہ برساتا۔ جس نے جسم فانی کی حفاظت کے لئے ایک خاص نظام رکھا ہے پھر روحانی نظام کو کیونکر چھوڑتا۔ اس لئے بارش کے نظام کو بطور شاہد پیش کر کے قسم کے رنگ میں استعمال کیا کیونکہ امر نبوت ایک روحانی اور نظری امر تھا اور کفار عرب اس نظام کو نہ سمجھ سکتے تھے اس لئے وہ پہلا نظام پیش کر کے انکو سمجھا دیا۔

غرض یہ ایک سر ہے جسکو جاہلوں نے سمجھا نہیں اور اپنی نادانی اور عداوت حق کی بنا پر اعتراض کر دیا ہے اصل مفہوم کو جو اللہ تعالیٰ نے اس میں مقصود رکھا تھا چھوڑ دیا اسی طرح پر ایک نادان کہتا ہے کہ من ذا الذي يقرض الله قرضا حسنا (کون شخص ہے جو اللہ کو قرض دے) اسکا مفہوم یہ ہے کہ گویا معاذ اللہ خدا بھوکا ہے احمق نہیں سمجھتا کہ اس سے بھوکا ہونا کہاں سے نکلتا ہے یہاں قرض کا مفہوم اصل تو یہ ہے کہ ایسی چیز جس کے واپس کرنے کا وعدہ ہوتا ہے اس کے ساتھ افلاس اپنی طرف سے لگا لیتا ہے۔ یہاں قرض سے مراد یہ ہے کہ کون ہے جو خدا تعالیٰ کو اعمال صالحہ دے اللہ تعالیٰ اُنکی جزا اُسے کئی گنا کر کے دیتا ہے یہ خدا کی شان کے لائق ہے جو سلسلہ عبودیت کا ربوبیت کے ساتھ ہے اُسپر غور کرنے سے اُس کا یہ مفہوم صاف سمجھ میں آتا ہے کیونکہ خدا تعالےٰ بدون کسی نیکی۔ دعا۔ اور التجا اور بدون تفرقہ کافر و مومن کے ہر ایک کی پرورش فرما رہا ہے اور اپنی ربوبیت اور رحمانیت کے فیض سے سب کو فیض پہونچا رہا ہے پھر وہ کسی کی نیکیوں کو کب ضائع کرے گا۔ اسکی شان تو یہ ہے من يعمل مثقال ذرة خيرا يره جو ذرہ بھی نیکی کرے اُس کا بھی اجر دیتا ہے اور جو ذرہ بدی کرے گا اُس کی پاداش بھی ملے گی۔ یہ ہے قرض کا اصل مفہوم جو اس آیت سے پایا جاتا ہے چونکہ اصل مفہوم قرض کا اس سے پایا جاتا تھا اس لئے یہی کہدیا من يقرض الله قرضا حسنا اور اسکی تفسیر اس آیت میں موجود ہے من يعمل مثقال ذرة خيرا يره۔ جاہل عیسائی جنھوں نے ایک عاجز اور ناتوان انسان کو خدا بنا لیا ہے اور اپنی بدکاریوں اور گناہوں کی گٹھڑی اس کے سر پر رکھدی ہے اور اسے ملعون تسلیم کیا ہے باوجودیکہ ان کے پاس لعنت کے سوا کچھ بھی نہیں دوسروں پر اعتراض کرتے ہیں چونکہ خدا تعالیٰ کی پاک شریعت کو کفارہ کی بنا پر رد کر چکے ہیں اعمال صالحہ میں جو ایک لذت اور سرور ہوتا ہے وہ انھیں حاصل نہیں رہا۔ اور خدا تعالیٰ کے سارے راستبازوں کو بٹ مار اور ڈاکو قرار دینے کی وجہ سے انپر وہ لعنت پڑی ہے۔ اس لئے یہ بات کبھی بھولنی نہیں چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے راستبازوں کا انکار اور تکذیب ایک ایسی شئے ہے جو انسانکو ہلاک کر دیتی ہے اور اسکی روحانی طاقتوں اور قوتوں کے لئے زہر قاتل کا کام کرتی ہے۔ جو صادق کی نسبت سوءظن کرتا ہے اور اسکی بے ادبی کرتا ہے وہ حقائق اور معارف سے

بے نصیب کر دیا جاتا ہے۔ یہ لعنت عیسائیوں پر پڑی ہے کہ انہوں نے سارے راستبازوں کو خطا کار ٹھیرایا۔

غرض اس آیت میں یہ لطیفہ ہے کہ بارشوں کا جسمانی طور پر ایک نظام ہے۔ لوگ جانتے ہیں کہ اب بارش کے دن قریب ہیں مثلاً یہ جانتے ہیں کہ پوہ اور ماگھ کے دنوں میں بارش ہوتی ہے اور ساون اور بھادوں کے دنوں میں ہوتی ہے۔ پھر ایک یہ راز ہے کہ بارش بیہودہ کبھی نہیں ہوتی درحقیقت وہی اوقات بارش کے لئے مفید ہوتے ہیں۔ اسی طرح پر روحانی بارشوں کا سلسلہ چلتا ہے یہ ایک نظری بحث ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے موٹی موٹی باتوں کو بطور شواہد کے پیش کیا ہے اور **قسم** کا لفظ **شاہد** کے قائم مقام بیان فرمایا۔ اس لفظ کو اسی طرح بیان کیا ہے جسطرح پر قرض کے لفظ کو جسے میں ابھی بیان کر چکا ہوں۔

اب ایک بات اور قابل غور ہے کہ ایک بارش تخم ریزی کے لئے ہوتی ہے اور پھر ایک بارش اس تخم کے نشوونما اور سرسبزی کے لئے ہوتی ہے اسی طرح پر نبوت کی بارش تخم ریزی کے لئے ہوتی ہے۔ اور محدثین اور مجددین کی بارش جو **نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون** کے ضمن میں داخل ہیں اس تخم کے بارور کرنے اور نشوونما دینے کے لئے۔ میں نے بارہا اس امر کا ذکر کیا ہے کہ نبوت الوہیت کے لئے بطور میخ کے ہوتی ہے جو شخص نبوت کا انکار کرتا ہے رفتہ رفتہ وہ الوہیت کے انکار تک پہونچ جاتا ہے اور نبوت کے لئے ولایت بطور میخ کے ہوتی ہے ولی کے انکار سے رفتہ رفتہ سلب ایمان ہو جاتا ہے۔

اسوقت دیکھو کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرہ سو برس سے زائد عرصہ گذر گیا اگر خدا تعالیٰ اسوقت تک بالکل خاموش رہتا اور اپنی تجلی نہ فرماتا تو اسلام ایک قصہ اور کہانی سے بڑھکر کوئی وقعت نہ رکھتا اور اسکو دوسرے مذاہب پر کوئی خصوصیت اور فضیلت نہ ہوتی جیسے ہندو اپنے بزرگوں سے منسوب خوارق کو پرانوں اور شاستروں میں لکھا ہوا بیان کرتے ہیں اور دکھا کچھ نہیں سکتے اسی طرح پر اسلام کے اعجازی نشانوں کا ذکر مسلمانوں کی کتابوں ہی میں بتاتے اور دکھا کچھ نہ سکتے تو دوسرے مذاہب پر اسکو کیا فضیلت رہتی۔ اور انسان کی فطرت اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ اگر اسے دوسرے پر کوئی فضیلت نظر نہ آئے تو اس سے بے رغبتی اور بے دلی ظاہر کرتا ہے اسطرح پر گویا اسلام سے ایک قسم کا ضعف ایمان پیدا ہوتا۔۔۔۔ کیونکہ بدون فضیلت کے ایمان قوی رہ سکتا ہی نہیں اس لئے نبوت کی زراعت کے واسطے **ولایت** ایک باڑ لگا دی گئی ہے پس غور کر کے دیکھو کہ قسم پر اعتراض کرنے والوں کا جواب کیسا صاف اور لطیف ہے۔

اس مضمون کو دیکھکر انسان کس قدر انشراح کے ساتھ قبول کر سکتا ہے کہ قرآن کریم کسقدر عالی مضامین کو کیسے انداز اور طرز سے بیان کرتا ہے۔ پھر قرآن شریف میں ایک مقام پر رات کی قسم کھائی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ اسوقت کی قسم ہے جب وحی کا سلسلہ بند تھا۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ ایک مقام ہے جو ان لوگوں کے لئے جو سلسلہ وحی سے افاضہ حاصل کرتے ہیں آتا ہے۔ وحی کے سلسلہ سے شوق اور محبت بڑھتی ہے لیکن **مفارقت** میں بھی ایک کشش ہوتی ہے جو محبت کے مدارج عالیہ پر پہونچاتی ہے اللہ تعالیٰ نے اسکو بھی ایک ذریعہ قرار دیا ہے کیونکہ اس سے قلق اور کرب میں ترقی ہوتی ہے اور روح میں ایک بیقراری اور اضطراب پیدا ہوتا ہے جس سے وہ دعاؤں کی روح اس میں نفخ کی جاتی ہے کہ وہ آستانہ الوہیت پر یا رب یا رب کہکر اور بڑے جوش اور شوق اور جذبہ کے ساتھ دوڑتی ہے جیسا کہ ایک بچہ جو تھوڑی دیر کے لئے ماں کی چھاتیوں سے الگ رکھا گیا ہو بے اختیار ہو ہو کر ماں کی طرف دوڑتا اور چلاتا ہے اسی طرح پر بلکہ اس سے بھی بہت اضطراب کے ساتھ روح اللہ کی طرف دوڑتی ہے اور اس دوڑ دھوپ اور قلق و کرب میں ایک لذت اور سرور ہوتا ہے جسکو ہم بیان نہیں کر سکتے + یاد رکھو روح میں جسقدر اضطراب اور بیقراری خدا تعالیٰ کے لئے ہوگی اسی قدر دعاؤں کی توفیق ملے گی اور ان میں قبولیت کا نفخ ہوگا۔

غرض یہ ایک زمانہ ماموروں اور مرسلوں اور ان لوگوں پر جن کے ساتھ مکالمات الٰہیہ کا ایک تعلق ہوتا ہے آتا ہے اور اس سے غرض اللہ تعالیٰ کی یہ ہوتی ہے کہ تا انکو محبت کی چاشنی اور قبولیت دعا کے ذوق سے حصہ دے اور انکو اعلیٰ مدارج پر پہونچا دے۔ تو یہاں جو **ضحیٰ** اور **لیل** کی قسم کھائی ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج عالیہ اور مراتب محبت کا اظہار ہے اور آگے پیغمبر خدا کا ابرا کیا کہ دیکھو دن اور رات جو بنائے ہیں انمیں کسقدر وقفہ ایک دوسرے میں ڈالدیا ہے **ضحیٰ** کا وقت بھی دیکھو اور تاریکی کا وقت بھی خیال کرو **ما ودعک ربک** خدا تعالیٰ نے تجھے رخصت نہیں کر دیا اس نے تجھسے کینہ نہیں کیا بلکہ ہمارا یہ ایک قانون ہے جیسے رات اور دن کو بنایا ہے اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بھی ایک قانون ہے کہ بعض وقت وحی کو بند کر دیا جاتا ہے تاکہ انمیں دعاؤں کے لئے زیادہ جوش

بقیہ مضمون

قرآن کریم کی پیشگوئیوں کی حقیقت

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۲۰ جلد ۹

ایسی حالت میں صاف ظاہر ہے کہ کہاں تک وہ جوش میں ہوں گے۔ اور ان کے پاس اسباب ظاہری اور سامان دنیوی کسقدر ہے کہ ایک بیکس تنہا شخص کو اس کے کردار کی سزا دے سکیں۔ اور آپ کے ساتھ انہیں یہ کہکر بار بار جوش دلایا جاتا ہے و اللہ یعصمك من الناس۔ یعنی ان ناپاک مشرکین کے ہاتھ سے خدا تجھے کوئی گزند پہونچنے نہ دے گا۔ اس لفظ اللہ میں نگاہ عمیق کرنے

نبوت کا قطعی ثبوت

سے یہ سر نظر آتا ہے کہ گو ان اعدا کے پاس ظاہری اسباب کی کوئی کمی نہیں اور اس لئے اقرب الی القیاس یہی ہو سکتا ہے کہ ایک اکیلا اور بے سامان شخص ہلاک ہو جائے۔ مگر عنقریب ایسے اسباب جمع ہو جائیں گے جو ظاہر بین انسانوں سے بالکل مخفی ہیں اور جو اپنے ظہور و بروز کے وقت ثابت کر دیں گے کہ واقعی یہ انسان ایسی ہستی کے بلائے بولتا اور ایسی قوی پناہ کی حوصلہ پہ اکیلا میدان میں نکل نکل پڑتا تھا جو ابنائے عالم کے گمانوں کے خلاف دن رات عالم پر محیط اور اس کے باریک رابطہ علل و نتائج سے واقف ہے۔ اسی کو دوسرے لفظوں میں کتاب حکیم یوں بیان کرتی ہے سنریہم فی الآفاق وفی انفسہم حتی یتبین لھم انہ الحق اولم یکف بربك انہ علی کل شیٔ شہید

یعنی بہت جلد ہم بیرونی اور اندرونی نشانوں اور شہادتوں سے ثابت کر دینگے کہ یہ حق اور صدق ہے۔ کیا یہ بات اس دعوی جلیل کی تقویت کے لئے کافی نہیں کہ وہ جس نے تجھے (ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پالا پوسا اور اپنا قائمقام کرکے دنیا میں بھیجا ہے اور اس لئے ضرور ہے کہ وہ تجھے ہلاکت کا عرضہ نہ ہونے دے ہاں تو کیا تیری تسلی کے لئے یہ بات کافی نہیں کہ تیرا مربی ہر ایک شے کا نگران ہے۔ مطلب یہ کہ تمام ذرات کائنات پر اس کا تصرف دائما جاری ہے اور چونکہ ذرات عالم اور واقعات ارضی و سماوی اور ان سے جو جو نتائج و حوادث پیدا ہوتے ہیں مجھ خداوند خدا کی قبضہ قدرت میں ہیں جو ناگہاں ایسے خلاف امید منظر پیدا کر دیتا ہوں جنکی طرف انسانی ذہن ہرگز انتقال نہیں کر سکتے تھے اور باایں ہمہ جب میں تجھسے وعدہ کرتا ہوں کہ میں تیرے مخالفین کو ہر طرح کے نشانوں سے عاجز و مغلوب کر دوں گا تجھے کسقدر مطمئن رہنا چاہیئے۔

الغرض نتیجہ کا مشترک اور واحد نکلنا اس خصوص میں قابل التفات امر نہیں۔ بڑا بھاری قابل لحاظ امر مقدمات اور مبادی امور ہیں جو تمام دنیا جہان کی نظروں میں بالکل ایک دوسرے کی ضد واقع ہوئے ہیں۔ یہ ہے ایک بڑا کھلا فرق جس سے منجانب اللہ خبر دہندہ کی پیشگوئی اور ایک پولیٹیشن کی پولیٹیکل خبر میں امتیاز کا سمجھنا کوئی مشکل بات نہیں۔ اور یہ ناواجب بہتان لگایا جا سکتا ہے کہ وہ پیشگوئی قیافہ اور نجوم کی بنا پر ہے۔ مگر ایک اور ظاہری فرق بھی ہے جو اس سے قوی تر اور لذت بخش ہے اور وہ یہ ہے کہ آسمانی انسان کے الفاظ اور دعاوی میں بہت

اس پیشگوئی کے الفاظ کا حیرت انگیز زور

سختی اور تحدی اور زور ہوتا ہے اس کے الفاظ ناقابل شک تسلی اور کامل وثوق اور غیر متزلزل طمانینت اور وقار کی مؤثر حرارت لئے ہوئے اس کے جذر قلب سے نکلتے ہیں۔ وہ اپنی کہی ہوئی بات اور غیبی خبر کے بعد مستقیم الاحوال اور بالکل غیر متبدل رہتا ہے اور ہراس اور پشیمانی یا تردد و حیرانی کا کوئی کوئی نشان اس کی صورت حال پر نمایاں نہیں ہوتا۔ اگرچہ اس کا یہ دعوی ہوتا ہے کہ اگر اس کی پیشگوئی پوری نہ ہو تو وہ بلند دعووں میں سراسر کاذب اور مفتری ثابت ہوگا اور نہ صرف یہی بلکہ سخت سے سخت قتل و ہلاکت کا مستوجب ہوگا تو بھی وہ ایسی حالت میں پیشگوئی کرکے جبکہ کوئی ظاہری سامان اس کے دعوے کی تائید میں موجود نہ ہو زندگی کے کسی وقت خلوت و جلوت میں ہراساں و پشیماں نہیں ہوتا۔ برخلاف اس کے مادہ پرست دنیوی لوگوں کا ہرگز یہ حال نہیں۔ ان کی اٹکل کے ساتھ پوری طمانیت اور کوہ وقاری ہرگز رفیق نہیں ہوتی۔ ان کے دعاوی تحدی آمیز اور عدم وفا کی صورت میں شدید مذلت اور ہلاکت کے ذمہ دار نہیں ہوتے اس مدعا کے اثبات کے لئے اس پیشگوئی کے الفاظ میں غور کرنا ضروری ہے۔ اس کے آغاز ہی میں لفظ الٓمٓ ہے جس کے معنی ہیں انا اللہ اعلم یعنی میں جو تمام علوم کا جامع خدا ہوں اور جسے تمام غیوب پر اطلاع ہے یہ پیشگوئی اپنے علم محیط سے کرتا ہوں کہ یہ بات ضرور ضرور پوری ہوگی یا اسکو انسانی طرز عبارت میں یوں سمجھو کہ حضور ہادی عالم (علیہ الصلوۃ والسلام) بڑے پُرزور دعوے سے یہ کہتے ہیں کہ عالم الغیب خدا سے مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ یہ واقعہ یوں ہی ہو کر رہے گا۔ اور عالم الغیب خدا کے لفظ میں یہ دقیقہ ہے کہ اس موجودہ صورت میں اسکی کوئی صورت بھی نہیں کہ ہمارا دعوی جھوٹا ہو کر اور کسی طرح بھی گنجائش نہیں کہ اس

پیشگوئی کو کوئی جلد باز ظالم نجوم قیافہ اور علمی دقیقہ شناسی کی طرف منسوب کرسکے۔ لہذا جب یہ پوری ہوجائیگی تو صاف ثابت ہوجائے گا کہ یہ انسان کا کام نہیں بلکہ عالم الغیب خدا کا کلام ہے۔ دوسرا لفظ لله الامر من قبل ومن بعد ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ پہلے وقت میں جب رومی مغلوب ہوگئے اور اسی طرح مسلمان بھی سخت مظلوم اور مغلوب ہیں جب بھی تمام امور کی باگ اللہ کے ہاتھ میں تھی یعنی یہ ایک ابتلا اور امتحان تھا اور ہے جو اللہ تعالی کی باریک مصلحتوں اور اسرار مالکیت پر مبنی ہے اور جیسے متعدد مواضع میں قرآن کریم نے بتصریح بیان کیا ہے۔ اور اب آئیندہ کو بھی کائنات کے تمام امور اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں اور وہ ضرور نصرت اور فتح اپنے وعدہ الم کے موافق نازل کرے گا۔ تیسرا لفظ یومئذ یفرح المومنون بنصر الله یعنی اسی دن جب یہ واقعہ وقوع میں آئیگا۔ جو بطور آفاقی دلیل (اکسٹرنل ایویڈنس) کے ہے ان مغلوب اور ضعیف مسلمانوں کی بھی فتح ہوگی جو بطور انفسی دلیل (انٹرنل ایویڈنس) کے ہے۔ نصر الله میں الله کا لفظ وہی معنی اور زور رکھتا ہے جو لله الامر من قبل ومن بعد میں بھی الله کا لفظ رکھتا ہے۔ یعنی یہ سب واقعات ایسے وجود کے علم سے بتائے جاتے اور ایسی ذات کے ہاتھ سے وقوع میں آنے والے ہیں جو جامع جمیع صفات کاملہ ہے اور اس سے فائدہ یہ ہے کہ یہ پیشگوئی قطعاً اور حتماً پوری ہورہے گی۔ چوتھا لفظ وھو العزیز الرحیم ہے۔ العزیز کے معنے ہیں ایسا غالب و قاہر کہ کوئی قدرت اور طاقت اسکا مقابلہ نہ کرسکے۔ قرآن کریم میں تدبر کرنے والے جانتے ہیں کہ جہاں جہاں خدا کو اپنا منتقم المقتدر یا بلفظ دیگر رسول کریم (علیہ الصلوۃ والسلام) کی نسبت فتح و نصرت کی پیشگوئی کا کرنا منظور ہوا۔ یا عاصیوں اور باغیوں کو کیفر کردار پر پہونچانے کی قدرت تامہ کا ظاہر کرنا مقصود ہوا وہاں آیۃ کی آخر میں العزیز کو مقطع میں وارد کیا ہے۔ اسجگہ بھی یہ پاک اسم اسی یقینی نصرت کے مفہوم کو ہمکنار لیکر آیا ہے۔ الرحیم کے یہ اشارہ ہے کہ اب اس کی رحمت نے مغلوب جماعت کے زار نالے سن لیے اور آیندہ کو وہ انھیں خونخوار دشمنوں کا لقمہ نہ بننے دے گا۔ پانچواں وعد الله لا یخلف الله وعدہ ہے یعنی یہ اللہ کا وعدہ ہی اور اللہ اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کرتا۔ یاد رہے اس جملہ میں بھی وہی لفظ الله ہے جو برابر ان موتیوں کی لڑی میں درخشاں شاہوار موتی ہے۔ اس میں ایسی بڑی بھاری تحدی اور دلی اطمینان اور سکون بھرا ہوا ہے کہ کوئی حق شناس منصف اس کے سرچشمہ کو غیر اللہ کی طرف منسوب نہیں کرسکتا۔ انسان ضعیف اور کم علم کا کہاں یارا اور کیا حوصلہ ہے کہ ایسی بیچارگی کی صورت میں جیسی اس وقت رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی تھی اتنا بڑا دعوی کرسکے کہ خود عالم الغیب خدا کا یہ وعدہ ہے اور اس کا خلاف ہرگز ہرگز نہ ہوگا۔ چھٹا بقیہ آیت ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ گو ہر وقت کوئی سامان ان دعاوی کے پورا ہونے کا مؤید نہیں۔ اور سب میٹیریلسٹ (اسباب پرست) متفق ہیں۔ کہ یہ دوہری پیشگوئی ہرگز ہرگز پوری نہ ہوگی مگر یات ضرور ضرور پوری ہوگی۔

الغرض اس بات میں اب کوئی شبہ باقی نہ رہا کہ آسمانی انسانوں اور مبعوثوں کی پیشگوئی میں صداقت اور مبرمن فرق ہے اور یہ امر بھی بخوبی طے ہوگیا کہ پیشگوئی کیوں اور کب حجۃ اللہ ہوسکتی ہے۔ دنیا میں ایسے آدمی بھی گذرے ہیں جو سخت گمنامی اور بینوائی کے تاریک گوشہ سے نکل کر حیرت رنگیز تغیرات و انقلابات کو دکھاتی ہوئے شہرت کی چمکدار مسند پر بیٹھے ہیں۔

نری کامیابی شرط نہیں بلکہ تحدی کا ہونا ضروری ہے

مگر غار حرا کے خلوت گزین خدا پرست کی خارق العادہ عظمت کو اس قسم کی کوئی نظیر ایک لحظہ کے لئے بھی کمزور نہیں کرسکتی۔ ہم بتا چکے ہیں کہ اول با تحدی دعوی کا ہونا ضروری ہے یعنی یہ امر واجبات سے ہے کہ دعوی کرنے والا مخالفین کی بھاری جمعیتوں کے مقابل پر باوجود ہر طرح کی بے سامانی کے اپنے دعوی منجانب اللہ ہونے کی صداقت کا مدار عظیم اسی کو ٹھرائے کہ وہ انجام کار ضرور ضرور کامیاب ہوجائے گا۔ ابتدائی اور درمیانی زمانوں میں گو خدا تعالی کی باریک حکمتوں کی بنا پر اسے ناکامیاں پیش آئیں مگر آخر کار میدان اسی کے ہاتھ رہیگا۔ چنانچہ آیت والعاقبۃ للمتقین اور اسی کے ہم معنی کئی آیتیں اسی مدعا کے اثبات کے لئے وارد ہوئیں کہ یہ راستباز آخر کار اپنے دعوی کے موافق ضرور کامیاب ہوگا۔ خدائے ابراہیم و اسمعیل (علی نبینا و علیہما الصلوۃ والسلام) کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے اپنے آخری نبی کو (اللھم صل علیہ وسلم الاف صلوات وتسلیمات واحینی علی حبہ وامتنی علی حبہ واحشرنی

فی ذٰہرۃ محبیہ) اُس صداقت اور حق کا جسے تمام انبیا (علیہم السلام) سکھاتے آئے ہیں ایسا کامل و مکمل نمونہ بنایا ہے کہ تمام گستاخ معترضوں اور خردہ گیروں کے تیر اُس چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتے ہیں ۔ اور حقیقی مسلمان آج بھی جیسے کہ ہمیشہ سے اسبات کا دعوی کرتے اور کرتے ہیں کہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وجود باجود نہ ہوتا تو نہ صرف گذشتہ راستبازوں کی راستبازی اور اُنکے دعاوی مشتبہ اور ضعیف الثبوت رہ جاتے بلکہ خود خداوند عالم و عالمیان (جل شانہ وعز اسمہ) کے غیب الغیب وجود کا یقینی اور قطعی اور شہودی ثبوت عالم کو نہ ملتا ہی باریک نکتہ کی طرف یہ آیۃ شریفہ جو ضرورت وجود قرآن کا دعوی کرتی ہے اشارہ کرتی ہے ۔ وھذا کتاب انزلنہ مبارک مصدق الذی بین یدیہ ولتنذر ام القری ومن حولھا ۔

پیشگوئی زندہ مذہب کا پھل اور نشان ہے اور ضرورت قرآنی کا ثبوت ۔

اور اس عظیم کتاب کو جسنے نازل کیا ۔ اسکی ایک بڑی صفت یہ ہے کہ یہ **مبارک** ہے یعنی اس کے ثمرات اور برکتیں جو زندہ مذہب کی نشانیاں ہیں سدا جاری رہنے والی ہیں ۔ توراۃ و انجیل کی روشنی اور ہدایت اس قابل نہ رہی کہ اس سے آیندہ کو لوگ اپنے چراغ روشن کر سکیں اور نہ اُن کے پیرووں میں زندہ مذہب کے کوئی نشان باقی رہے اسلئے ضرور ہوا کہ ایسی علمی و عملی علامات سے بھری ہوئی کتاب دنیا میں نازل ہو جو ہر زمانہ میں اپنی زندہ برکتوں اور زبردست نشانوں کے ساتھ اپنے منجانب اللہ ہونے کے دعوی کا ثبوت دے سکے ۔ اور اس کے پیرووں میں بھی وہ برکات و ثمرات تازہ بتازہ نظر آتے رہیں جن کا کل راستباز دعوی کرتے چلے آئے ہیں سو اگلی کتابوں کی تعلیم و تاثیر کے مردہ ہو جانے سے ہی اس **مبارک** کتاب (قرآن) کی شدید ضرورت ثابت ہوئی ۔ ثمرات و برکات اور زندہ نشانوں سے مطلب یہ ہے کہ تین بڑی اصلیں جو الٰہی کتاب کی تعلیم کی علت غائی ہیں یعنی ثبوت توحید ثبوت نبوت اور ثبوت معاد ہر زمانہ میں وہ کتاب اپنی پاک تاثیر سے اپنے پیرووں کے ذریعہ سے ان کا اس طرح ثبوت دے سکے کہ منکران وجود باری تعالی ۔ وجود انبیاء (علیہم السلام) اور منکرات قیامت اس کے قاطع ثبوت کے سامنے کسی طرح بھی دم نہ مار سکیں ۔ اور یہ بات پیشگوئیوں سے جو عالم الغیب ۔ قادر مطلق اور مدبر بالارادہ خدا کا مسکت ثبوت دیتی ہیں پوری طرح حاصل ہو سکتی ہے اور یہ برکت صرف قرآن کریم میں ہے اسی بنا پر اسکو اللہ تعالی نے جو اسکا نازل کرنے والا ہے **مبارک** فرمایا ہے ۔ دوسری صفت اسکی **مصدق** ہے یعنی توراۃ و انجیل کے انبیا کی ناتمام پیشگوئیوں اور ناقص تعلیمات کی تصدیق و تکمیل کے لئے ایک کتاب کے نزول کی شدید ضرورت تھی جسے قرآن کریم نے پورا کیا ہے قرآن کے اس دعوے کا ثبوت ایک الگ وسیع مضمون چاہتا ہے جس کی اس مضمون میں گنجایش نہیں ۔ اگر اللہ تعالی نے توفیق دی تو کسی وقت اسپر لکھا جائے گا ۔ تیسری صفت اسکی یہ ہے کہ یہ کتاب ام القری اور اس کے بعد تمام دنیا کے لیے تذیر ہے ۔ یہ بات بھی بڑی تفصیل و بسط چاہتی ہے کہ کس طرح توراۃ و انجیل اہل عرب پر خصوصا باوجودیکہ ان کے حامی بڑی مدتوں سے اہل عرب کے ہمسائے تھے اپنی تاثیر پہونچانے سے قاصر رہیں ۔ دنیا کے بڑے بڑے فضلا کا اعتراف ہے کہ بیبل شرک و کفر کا مقابلہ کرنے اور اُس کے استیصال سے ہرگز عہدہ برآ نہیں ہوئی ۔ اور آج کل یورپ کی سیاہ بدکاری نے جو وبائے عالمگیر کی طرح اسپر محیط ہو رہی ہے بہت سے خداترس علما کو اسبات کا اقرار کرنے پر اضطراراً مجبور کر دیا ہے کہ بیبل میں انسداد جرائم کی ہرگز طاقت نہیں اور اکثر تو صاف صاف لکھنے لگ گئے ہیں کہ قرآن کی حکومت کو سر پر اُٹھانے کے سوا یورپ زنا شراب خواری اور جوے کے خونخوار ابلیس کی غلامی سے نجات پا نہیں سکتا ۔ اور درحقیقت عقیدہ کفارہ جو عیسویت کا ستون اور ہر طرح کی ناجائز آزادی کا پردانہ ہی اور بت پرستی تناسخ برہمویت وغیرہ تمام شنیع قباحتیں ان تمام مفاسد کے ازالہ کیلئے قرآن کریم کے سوا کوئی کاری حربہ نہیں والحمد للہ علی ذلک ۔

قرآن کریم کے کتاب مبارک ہونے کا ثبوت اس زمانہ میں صرف امام زمان مرزا غلام احمد قادیانی نے دیا ہے

اب قرآن کریم کے اس دعوے کا ثبوت کہ زندہ برکتیں اور ہر زمانہ کے لئے تازہ خدائی نشان صرف اسی کے پیرووں میں

پائے جاتے ہیں۔ بحث طلب امر ہے مگر خدا کا شکر ہے کہ یہ بحث بہت جلد بڑی صفائی سے طے ہو جاتی ہے اس زمانہ میں جو مغربی علوم اور دیگر مختلف تقاضاؤں سے ایسی آزادی پھیلی ہے کہ ہر طرف سے قرآن کریم کی صداقتوں پر حملے شروع ہوئے اور وہ نبیوں اصول جنکی تعلیم و اشاعت کے لئے نبیوں کی پاک جماعت اس دنیا میں مبعوث ہوئی احمقوں اور سادہ دلوں کے نزدیک دل خوش کن موضوعہ کہانیاں تصور کئے جانے لگے تو خدائے غیور نے (جس کا پاک قول ہے **وھو الذی جعل اللیل و النھار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا** یعنی اسی نے رات (کفر) اور دن (نور نبوت) کی فطرت میں اس قسم کا نوبتی دورہ اور تداول جکڑ رکھا ہے جس سے غرض یہ ہے کہ کفر و بدعت کی مہیب تاریکی اور جاں گزا آفت کی بعد حق و صدق کی درخشاں روشنی کی حق کے بھوکے اور پیاسے پوری قدر کریں اور ان تاریکیوں کے دل دوز واقعات سے عبرت پکڑیں) **حضرت مرزا غلام احمد قادیانی** کو مجدد الوقت۔ امام زمان اور مسیح موعود کر کے مبعوث فرمایا کہ ہر قسم کے معترضوں اور منکروں پر اسکی غالب و بالغ حجت پوری ہو جائے۔

اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ اس زمانہ میں دہریت اور میٹیریلزم عام طور پر پھیل گئی ہے۔ نہ صرف یورپ کو ہی اباحت پر ناز ہے کہ اس نے علوم جدیدہ کی اشاعت عامہ کے ذریعہ اپنے تمام بچوں کو مذہب کے فضول مشغلوں اور اللہ تعالیٰ کے وجود کے اقرار اور اس کی مخلصانہ عبادت۔ یوم الجزا کے بکھیڑوں اور جنت اور جہنم کے وعد و وعید کے بندھنوں سے آزاد کر دیا ہے بلکہ ہندوستان کی حالت بھی ویسا ہی افسوسناک نقشہ دکھاتی ہے کہیں تو صاف اور سیدھے طور پر اللہ تعالےٰ کا انکار ہو رہا ہے اور کہیں عملی طور پر (اور یہی عام ہے) دکھایا جاتا ہے کہ کوئی خدا نہیں۔ دنیا اسباب کی دیوی کی پوجا میں ایسی منہمک ہو رہی ہے کہ مسبب حقیقی پر توکل کرنا جس کے معنے ہیں اسباب عادیہ حسیہ مشہودہ سے ورا ایسی مخفی اور غیر مرئی اسباب پر اعتقاد لانا جنکے اظہار پر اور انکے بالکل غیر مترقبہ نتائج کے پیدا کرنے پر وہ مدبر بالارادہ متصرف الاشیاء خدائے قدوس قادر ہے ضعف دل اور جہل کا نتیجہ سمجھا جاتا ہے باری تعالیٰ کی ذات پاک اور اسکی صفات کاملہ کی نسبت واثق یقین اور لذت بخش اعتقاد دلوں سے بالکل اٹھ گیا ہے۔ انشاء اللہ اس مضمون پر پوری بحث حضرت مسیح زمان کی سوانح عمری میں کی جائیگی۔ غرض عام طور پر علمی اور عملی دہریت پھیل گئی ہے۔ ایسی حالت میں عیسائی تو کیا ان فسادات کے انسداد و اصلاح کی تدبیر کر سکتے کیونکہ انکی ہی سرزمینیں اولاً و بالذات ان قباحتوں کا منبع و مخرج ہیں اور انکی مسلمہ کتابیں اس بڑے مقابلہ یعنی علم و مذہب کی جنگ میں مردہ ثابت ہو چکی ہیں۔ خود اس **مبارک** کتاب اور زندہ نوشتہ (قرآن کریم) کے ماننے والے بھی زہریلی ہوا سے متاثر ہو کر اس مقابلہ کے میدان میں نکلنے سے جی چرانے لگے اور لگے اس نامی پہلوان (یورپین علوم) کے پاس پیغام صلح پہونچانے۔ چنانچہ برکات قرآنیہ کے انکار (انکار تاثیر دعا انکار صداقت رویا۔ کشف۔ الہام۔ انکار تکلم باری تعالیٰ۔ اقرار انقطاع فیوض انبیاء علیہم السلام۔ انکار بعثت مجددان ملت۔ وغیرہ وغیرہ) سے اُنھوں نے ثابت کر دیا کہ ان کے ہاتھوں میں بھی سوائے مردہ اور منقولی مذہب اور افسانوں کے اور کچھ نہیں۔ غرض جب خدائے علیم و حکیم نے آسمان سے زمین پر نگاہ کی کہ دیکھے ان میں ایک بھی ایسا ہے جو اسکے ازلی ابدی متکلم قادر مطلق۔ عالم الکلیات والجزئیات اور **کل یوم ھو فی شان** ہونے کا ثبوت دے سکے۔ اور کوئی ایک بھی ہے جو انمیں سے اس کی صفات کاملہ کا (کہ منجملہ انکے انبیا کا ارسال کرنا معہ ان کے تمام خواص غیر منفک کے ..... اور ملائکہ کا اسی عالم میں برگزیدہ بندوں پر بھیجنا ہے) بے ریب یقین لوگوں کو دلا سکے تب اس نے ایک حقیر اور گمنام گاؤں (**قادیان**) سے ایک شخص کو اجتبا و اصطفا کی مبارک خلعت پہنائی اور اس امر کے لئے کہ سارے جہان کو اپنی فوق العوق قدرتوں۔ اپنی ہمہ علمی اور اپنے صادق مواعید کا ناقابل نقض یقین دلائے ایسے انسان کو چنا جو درحقیقت اپنے آقا و مخدوم اپنے محبوب و مرشد نبی امی علیہ الصلوٰۃ و السلام کی طرح بےکس بےبس۔ مہجور و متروک خویش و بیگانہ ہر قسم کے علمی سرمایہ سے بے بضاعت۔ گمنام۔ گوشہ گزین مجرد اور مرتبہ عالم سے محض ناواقف غرض سید نا سادنا پاک ذی لوث انسان تھا۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنی تعلیم کی حقیت یا یوں کہو قرآن کی حقیت اور

حضرت امام زمان کی پیشگوئی آتھم کے بارہ میں لضا را پر۔ زواج کی بارہ میں مسلمانوں پر۔ لیکھرام کے بارہ میں ہندوؤں پر قاطع حجت اور اسلام کے زندہ مذہب ہونے کا بھاری نشان ہے

ڈائری امام علیہ الصلوٰۃ والسلام

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دین کی تائید میں عجیب در عجیب پر زور مضامین کے لکھے جانے پر گفتگو تھی فرمایا۔ (مہوتسو کے جلسہ اعظم مذاہب کے واسطے جب ہم نے مضمون لکھا تو طبیعت بہت علیل تھی اور وقت نہایت تنگ تھا اور ہم نے مضمون جلدی کے ساتھ اُسی تکلیف کی حالت میں لیٹے ہوئے لکھا۔ اُسکو سُنکر احباب میں سے ایک نے کچھ ناپسندیدگی کا مُنہ بنایا اور پسند نہ کیا کہ مذاہب کے اتنے بڑے عظیم الشان جلسہ میں وہ مضمون پڑھا جائے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم کو اس مضمون کے غالب رہنے کی خبر دی گئی اور بالآخر جب وہ مضمون پڑھا گیا تو مخالفین نے بھی اُسی جلسہ میں اقرار کیا کہ اسلام کی فتح ہوگئی۔ شروع میں اُس مضمون پر راضی نہ ہونے والے دوست کی مثال اُس شخص کی طرح ہے جسکو ایک دفعہ دہلی جانے کا اتفاق ہوا تو اُسے کہا گیا کہ واپس ہوتے ہوئے ہمارے واسطے فلاں عطار کی دوکان سے عطر کی ایک شیشی لیتے آنا۔ جب وہ شخص دہلی میں اُس عطار کی دوکان پر پہونچا تو اُس نے دیکھا کہ قسم قسم کے عطر نہایت خوبصورت شیشیوں میں بھرے پڑے ہیں اور دوکان خوشبو سے مہک رہی ہے اور لوگ اپنی اپنی ضرورت کے موافق عطر خرید رہے ہیں۔ پس اُس نے بھی فرمائش کے مطابق ایک شیشی عطر کی خریدی پر اس قدر خوشبودار عطروں کے پاس ہونے کے سبب اُسکو اپنی خریدی ہوئی شیشی چنداں خوشبودار معلوم نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ اُس نے جرأت کر کے عطار کو شکایت کے طور پر کہا کہ یہ شیشی عطر کی تو مجھکو بہت دور لے جانی ہے اور لوگ شوق سے آکر اسکو دیکھیں گے کہ یہ مشہور دوکان سے آئی ہے پر افسوس کہ تو نے اپنے نام کی عزت کے لائق مجھے عطر نہیں دیا جو بہت خوشبودار اور لطیف ہوتا۔ عطار نے جواب دیا کہ تو اسے لے جا اور ایسا نہ سمجھ کہ یہ ادنیٰ عطر ہے باہر جا کر تو اس کی قدر و قیمت کو معلوم کرے گا۔ پس وہ وہاں سے چل پڑا اور اپنے وطن کا راہ لیا اور اُس شیشی کو اپنے ساتھ رکھا وہ جس راہ سے گذرتا تھا اُس راہ پر پیچھے سے آنے والے اُس عطر کی خوشبو کو پاتے اور آپس میں کہتے کہ یہاں سے کوئی شخص نہایت خوشبودار عطر لیکر گذرا ہے۔)

یہ بات پیش ہوئی کہ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حضور کے اس الہام (وحی) میں کہ انا انزلنٰہ قریبا من القادیان لفظ قادیان پر ال کیوں آیا ہے حضرت اقدس امام علیہ السلام نے فرمایا کہ (اول تو اور بھی کئی ایک گاؤں کا نام قادیان ہے اس واسطے ال آیا ہے اور دویم یہ کہ یہ لفظ اصل میں قاضیان تھا یعنی اس گاؤں کا پہلا نام قاضیان تھا اور اس نام میں خدا تعالیٰ نے ایک پیشگوئی رکھی ہوئی تھی کہ اس جگہ وہ شخص پیدا ہوگا جو حَکَماً عَدلاً ہوگا اس لئے ایک وصفی مادہ کے محفوظ رکھنے کے واسطے اس لفظ پر ال لایا گیا۔)

۳ر جون سنہ ۱۹۰۱ء

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی تعریف میں جو فرمایا ہے لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ۔ اس آیت کی تفسیر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ (ایک تو اس کے یہ معنے ہیں کہ قرآن شریف کی ایسی تاثیر ہے کہ اگر پہاڑ پر وہ اُترتا تو پہاڑ خوف خدا سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اور زمین کے ساتھ مل جاتا۔ جب جمادات پر اُسکی ایسی تاثیر ہے تو بڑے ہی بے وقوف وہ لوگ ہیں جو اُسکی تاثیر سے فائدہ نہیں اُٹھاتے اور دوسرے اس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص محبت الٰہی اور رضائے الٰہی کو حاصل نہیں کرسکتا جب تک دو صفتیں اس میں پیدا نہ ہو جائیں اول تکبر کو توڑنا جس طرح کہ کھڑا ہوا پہاڑ جس نے سر اونچا کیا ہوا ہوتا ہے گر کر زمین سے ہموار ہو جائے۔ اسی طرح انسان کو چاہیئے کہ تمام تکبر اور بڑائی کے خیالات کو دور کرے عاجزی اور خاکساری کو اختیار کرے اور دوسرا یہ ہے کہ پہلے تمام تعلقات اُس کے ٹوٹ جائیں جیسا کہ پہاڑ گر کر متصدعا ہو جاتا ہے۔ اینٹ سے اینٹ جدا ہو جاتی ہے ایسا ہی اس کے پہلے تعلقات جو موجب گندگی اور الٰہی نارضامندی کے تھے وہ سب تعلقات ٹوٹ جائیں اور اب اس کی ملاقاتیں اور دوستیاں اور محبتیں اور عداوتیں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے رہ جائیں۔)

فرمایا

(حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مسیح موعود کو السلام علیکم* کہا ہے اس میں ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی کہ باوجود لوگوں کی سخت مخالفتوں کے اور اُن کے طرح طرح کے بد اور جانستان منصوبوں کے وہ سلامتی میں رہے گا اور کامیاب ہوگا ہم کبھی اس بات پر یقین اور اعتقاد نہیں کرسکتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معمولی طور سے سلام فرمایا آنحضرتؐ کے لفظ لفظ میں معارف و اسرار ہیں۔)

مفتی محمد صادق

* فٹ نوٹ۔ خود حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک الہام ہوا تھا۔ سلامت بر تو اے مرد سلامت۔ اس الہام کی تصدیق مقدمات میں سے بری ہونے پر بھی ہوئی۔ اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک دفعہ بخار آیا۔ تو الہام ہوا السلام علیکم چنانچہ اس کے بعد بہت جلد تندرست ہوگئے۔ ان الہامات سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے

بقیہ تقریر

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۲۰ جلد ۵

ان باتوں سے پتہ ملتا ہے کہ فطرت انسانی میں ہٹ تو ہو اگر دلچسپی نہو۔ میں ان مشاہدات اور واقعات پر مدتوں غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ ایمان جس کا ذکل خدا کی صفات ہے جسکو اس کا ہی لطف اور ذوق ہے۔ وہ سارے دکھوں کو جھیل سکتا اور ہر قسم کی مشکلات کو برداشت کرسکتا ہے۔ صحابہ کرام کی تاریخیں پڑھکر جہالت کے زمانہ میں خیال آتا تھا کہ یہ وہمی باتیں ہیں مگر زمانہ نے اس راز سربستہ کو کھول دیا ہے کہ یہ واقعی بات ہے ایک قوم نے کرکے دکھا دیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے واقعی طور پر دکھا دیا کہ صحابہ کرام واقعی اس امانت کو اٹھانے والے تھے پھر زمانہ کی رفتار نے اسکو کم کردیا۔ اب مسلمانوں کی موجودہ حالت کی طرف غور کرو اور دیکھو کہ انکا کیا حال ہے۔ مجھے مسلمانوں کی موجودہ حالت پر نوحہ سرائی کی ضرورت نہیں ہے۔ ملک بھر میں شور مچا ہوا ہے اور واقعی شور ہے کہ مسلمان ہر حیثیت اور ہر پہلو سے تنزل کی حالت میں ہیں اور اس تنزل کے وجوہات بھی ہر ایک نے اپنی اپنی سمجھ اور خیال کے موافق بیان کئے ہیں مگر میرے نزدیک مسلمانوں کے تنزل کی ہی وجہ ہے جو خود قرآن کریم کی پرغور مطالعہ سے معلوم ہوتی ہے وہ کیا ہے؟ مسلمانوں نے قرآن کریم کو چھوڑ دیا۔ ان میں وہ خشیۃ اللہ نہ رہی جو علماء ربانی کی شان ہے۔ معاملہ کی درستی ان میں نہیں جنوب اور شمال کی طرف جاؤ۔ مغرب اور مشرق میں نکل جاؤ۔ جہاں جاؤ گے ان مسلمانوں کی پست حالت ہی کا نقشہ نظر آئیگا مگر اب وہ کون ہے؟ جس نے قرآن کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر ہاں بالکل اسی رنگ ڈھنگ میں خدائے قادر۔ قریب۔ متصرف کا پتہ دیا ہو؟ وہ وہی شخص ہے جس نے دعوی کیا کہ اس زمانہ کا **امام میں ہوں** اسی نے کہا کہ میں قوت ایمان کو ترقی دینے کے لئے آیا ہوں۔ اپنے **الہام** اور **پیشگوئیوں** کے ذریعہ سے جن میں ایک مقتدرانہ قوت اور رعب ہوتا ہے۔ اس نے دوبارہ مردہ ایمان کو زندہ کیا۔ بیکسی۔ بے زوری کے وقت میں ناتوانی کے عالم میں جبکہ تمام منصوبے اس کے خلاف ہو رہے ہوں خدا کا کلام نازل ہوتا ہے اس وقت بظاہر کوئی امید اس کے پورا ہونے کی ایک مادی عقل کے فرزند کے نزدیک نہیں ہوتی لیکن وہ نہایت صفائی اور درستی کے ساتھ پورا ہوتا ہے کیا کوئی پیشگوئی ہے جو امام کے منہ سے نکلی ہو اور پوری نہ ہوئی ہو؟ ایک بھی نہیں ایک بھی نہیں!! ہاں وہی انکار کرے گا جو قرآن کریم سے منکر ہے اور سنت اللہ سے ناواقف ہے۔ ان تمام باتوں کا نتیجہ کم از کم ان لوگوں کے لئے جو مان چکے ہیں یہ ہے کہ ان کا ایمان بڑھتا ہے اور وہ شرح صدر کے ساتھ اس بات کے ماننے کے قابل ہو جاتے ہیں کہ خدا بولتا ہے اپنی مرضی بتلاتا ہے اور وہ متصرف۔ قادر خدا ہے جو ایک انگلی کے اشارہ سے جو چاہے کرسکتا ہے اب یہ ساری باتیں اس امام کے ذریعہ سے معلوم ہوئی ہیں یا نہیں؟ یقیناً ہوئی ہیں۔

میرے دوستو! مہدی ہونے کے لئے اور کیا لوازم تھے بڑی بھاری خوبی عارف کی یہی ہے کہ خدا کو پہچانے اس عارف باللہ امام نے گویا خدا کو پکڑ کر دکھا دیا ہے۔ اب بتلاؤ اور کیا چاہیئے تھا میں اپنے اس مضمون میں دکھانا چاہتا ہوں کہ جیسے طبعی طور پر نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوئی ہے اسی طرح سے ولایت طبعی طور پر اس امام پر ختم ہو چکی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن رنگوں اور جن طریقوں سے خدا دکھایا تھا اسی طرح حضرت امام نے اسی رنگ میں خدا کی مقتدر ہستی کا پتہ دیا ہے۔ اب اس کے خلاف کیا رنگ ہوگا۔ یہ بڑی بھاری تجدید ہے۔ جو مہدی ہونیکی حیثیت سے آپنے کی ہے۔ جب خدا تعالیٰ پر یقین پیدا ہو تو یوم الآخرۃ پر بھی ایمان ہوسکتا ہے ایک ہی بات ہے جو کل راستباز بتلاتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ

خدا ہے اور یوم الآخرۃ ہے

یہ بیحیائی اور گستاخی کہ گناہوں کو ایسی جرأت اور دلیری سے کیا جاتا ہے جیساکہ ایک بچہ دودھ پی جاتا ہے خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین ہونے کے بعد نہیں ہوسکتی۔ ہم اپنی روحوں میں اس بات کا کرشمہ دیکھتے ہیں میں خود اپنی جان میں محسوس کرتا ہوں کہ امام کی صحبت میں رہ کر اور ان فوق العادت نشانات کو دیکھکر ایک ایسا لذیذ ایمان پیدا ہوا ہے اور میری روح میں ایسی خشیت اور خوف ہے کہ عمداً بدی کی طرف طبیعت نہیں جاتی وہ فطرت جسے گناہ سوز فطرت کہتے ہیں پیدا ہو چلی ہے اور یہ کس طرح؟ صرف اسی ایک بات سے کہ میخ فولاد کی طرح طبیعت میں یہ بات بیٹھ گئی ہے اور وہمی اور ظنی طور پر نہیں بلکہ حقیقی اور واقعی طور پر کہ خدا تعالیٰ ہے اور وہ بازپرس کرنے والی مقتدر ہستی ہے۔ اور یہ خدا جو ہم نے مانا ہے آج دنیا پر

حضرت میرزا صاحب کے ذریعہ دنیا پر ظاہر ہوا - جس نے خود پکار کر کہا کہ

آں خدائے کہ از و اہل جہاں بیخبر اند
بر من او جلوہ نمود است گر اہلی بپذیر

غرض پہلی اور ضروری اور بہت ضروری بات یہ تھی کہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لذیذ ایمان پیدا ہو جو اس امام کے ذریعہ سے ہوا۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ قوم میں وحدت کی روح پھونکنے کے واسطے اور سب کو ایک ہی مرکز پر لانے کے واسطے ضروری امر تھا کہ دعوت کی جاتی مگر نری دعوت سے کام نہیں چل سکتا جب تک کہ لوگوں کو منجانب اللہ ہونے کا یقین کامل نہ ہو - اور بدوں اس کے دعوت وعوت کامل نہیں ہوتی اور وہ تفرقہ جس کا مٹانا ضروری ہے مٹ نہیں سکتا۔ اس زمانہ میں کسی ایک راہ کی صحت و صداقت کا یقین ہونا بہت مشکل امر ہو گیا ہے کیونکہ سیکڑوں **گدیاں** ہیں اور ہر ایک **گدی نشین** اپنے مقرب اللہ ہونے کا مدعی ہے اور اس کے مرید اس کی مدح و ثنا میں یہانتک مبالغہ کرتے ہیں کہ خدا سے جا بھڑاتے ہیں مگر یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ سب کے سب راستی پر ہوں کیونکہ اگر سب خدا کی طرف سے خدا نما گدیاں ہوتیں یا ہوں تو پھر اسلام کی یہی تصویر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی تصویر حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی تصویر کیوں انکے اقوال و اعمال سے نظر نہیں آتی یہ صوم و صلوۃ کے تارک شعائر اسلامی کی بیحرمتی کرنیوالے گروہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو سکتے ہیں؟ اس قوم کی کسی جماعت کی حالت دیکھو حبشی غلاموں کی طرح اخلاق بگڑے ہوئے ہیں پھر کیونکر مان لیں کہ یہ خدا سے ہیں اور خدا میں ہو کر بولتے ہیں - اسلام کی کشتی اسوقت سخت دلدل میں پھنسی ہوئی ہے - بیرونی اقوام - آریہ عیسائی - برہمو - فلاسفر وغیرہ کے آئے دن کے حملے نازک حالت تک پہنچا رہے ہیں اگر یہ لوگ خدا سے ہیں اور خدا کے دین قویم کے محافظ ہیں تو ان کی دعاؤں کا اثر تو بعد میں دیکھا جاوے انکی غیرت اور حمیت اسلامی ہی کی دیکھو کہ کہاں گئی یہ لوگ تو جنین کی طرح اپنے حجروں اور ڈیروں میں پڑے ہوئے ہیں اسلام - بانی اسلام (علیہ الصلوۃ والسلام) قرآن کریم پر دل کو پاش پاش کرنیوالے اور غیور مسلمان کا دل ہلا دینے والے حملے ہو رہے ہیں مگر یہ پروا تک بھی نہیں کرتے - پھر کیونکر مانا جاوے کہ یہ خدا کی طرف سے ہیں۔

بہر حال یہ ایک مشکل امر ہے کہ تمیز کی جائے کہ ایک مدعی راستی پر ہے اور دوسرے جو اس کے مقابل میں ہیں وہ حق پر نہیں یہ راز بھی اسی مہدی نے کھولا اور بتلا دیا کہ خدا کی طرف سے وہی ہو سکتا ہے اور خدا سے شدید واسطہ اسی کا ہو سکتا ہے جسکو خدا تعالیٰ کے کلام سے پورا تعلق ہو - اس لئے کہ **لا یمسہ الا المطہرون** خدا تعالیٰ کی کتاب کہتی ہے آسمانی الاصل لوگوں کے سوا کوئی دوسرا معارف قرآنی سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا - اور یہ ایک راست باز اور صدیق کا نشان ہے کہ اس کو علوم قرآنی عطا ہوں - کیونکہ یہ تمام صداقتوں کا مجموعہ اور مجسم صداقت ہے - چونکہ قلعہ قرآن کے دروازوں کے کھولنے کے لئے تطہیر ہی ایک کلید ہے اور مزکی القلب انسان اسکو کھول سکتا ہے پس یہ ایک آسان اور سیدھی راہ ہے اس سے آسمانی اور زمینی سلسلوں کا فیصلہ کر لو - یہ ایک معیار ہے کہ کبھی خطا ہی نہیں کر سکتا - چنانچہ اس معیار کو آگے رکھکر ہندوستان و پنجاب کے تمام صوفیوں گدی نشینوں سجادہ نشینوں پیرزادوں اور مولویوں کو دعوت کی گئی کہ آؤ اگر خدا تعالیٰ کے ساتھ تمہارے تعلقات ہیں اور تم اسی میں ہو کر بولتے ہو تو قرآن کریم کے معارف و اسرار کے اظہار کے لئے قلم اٹھاؤ مگر ایک بھی نہ ہوا جو مقابلہ میں آتا اور دنیا کو دکھا دیتا کہ بیشک وہ مزکی القلب اور مطہر انسان ہے - میرے دوستو بار بار سوچو ایسا نہ ہو کہ سرسری طور پر گذرنے والے ثابت ہو - یہ وہ حربہ ہے جس نے تمام صوفیوں اور مدعیوں کو نیچا دکھا دیا - واللہ باللہ ثم باللہ تمام باطلوں کو یہ حق نگل گیا ہے اور آج ایک بھی نہیں جو سامنے آسکتا ہو میں پھر کہتا ہوں کہ ہاں ایک بھی نہیں جو اس میدان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جرنل کے سامنے ایک منٹ بھی کھڑا ہو سکے -

یہ ایک دھوکا اور وہم ہے کہ فلاں شخص بے جوڑ فقرے اور ٹکڑے یا چند خوابیں سناتا ہے اور انکو الہامی بتاتا ہے - میرے عزیزو! یاد رکھو نرے فقرے سنانے سے کوئی شخص وہ عزت اور بزرگی نہیں پا سکتا جو ایک **مامور من اللہ صادق** کو دی جاتی ہے - کیونکہ جب کہ یہ مانی ہوئی بات ہے کہ ایک قحبہ اور سیاہ کار عورت کو بھی کوئی نہ کوئی سچی خواب آسکتی ہے اور آ جاتی ہے یا ایک جاہل محض اور بیدین کی زبان پر بھی چند فقرے جاری ہو سکتے ہیں تو نفس فقروں سے یا سچی خواب سے وہ عظمت کا مستحق نہیں ہو جاتا - بلکہ وہ چیز جو کسی صادق کو منجانب اللہ اور معزز انسان بناتی ہے وہ خدا تعالیٰ کے اقتداری نشانات ہیں جو اسکو دئے جاتے ہیں

اگر یہ اسکو حاصل نہیں تو سمجھو کہ وہ کوئی **خدا نما** اور قائم خدا کا موید خلیفہ نہیں جس چیز کی دنیا کو حقیقتاً ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ انسان کو خدا سے ملا دیا جاوے اور اُسکو اُس کی کھوئی جگہ پر پہونچایا جاوے اس لئے وہ چیز جو انسان کے لیے اس راہ میں پوری معنوں میں مفید ثابت ہوئی ہے وہ **صرف قرآن کریم ہے** اور اُس کے حقائق اور معارف کو بیان کرنے والا مطہر اور مزکی القلب انسان جو خدا کے قاہرانہ نشانات اپنے ساتھ رکھتا ہے وہی ہے جسے **خدا نما** انسان کہتے ہیں۔ اب غور کرو کہ یہ بات کیا ہے؟ کہ انڈیا بھر کے آٹھ کروڑ مسلمانوں میں سے اور تمام اسلامی دنیا کے رہنے والے کئی کروڑ نفوس میں سے ایک مدعی بھی اس قسم کا پیدا نہیں ہوا جو قرآن کریم کے عظمت و جلال کو دنیا پر ظاہر کرنے کا مدعی ہو اور نہ صرف مدعی بلکہ اُس نے اپنے طرز عمل سے قرآن کریم کی **واجب العمل تعلیم** کو اور پھر اپنے نشانات سے اُس پاک تعلیم کے ثمرات کو اور اپنی پاس بیٹھنے والوں کی پاک تبدیلی سے اپنے اثر کو دکھایا ہو۔ ؟ ؟ ؟ یہ بات صرف صرف آج دنیا میں کسکو حاصل ہے؟ اُسی کو جو **احمد کا غلام** ہو کر آیا ہے!!!

مجھے خوب یاد ہے کہ حضرت اقدس جن دنوں سیالکوٹ تشریف فرما تھے ایک روز میر حکیم حسام الدین صاحب کے مکان کی سیڑھیوں پر چڑھ رہے تھے میں بھی پیچھے تھا آپ ٹھہرے اور پیچھے مڑ کر مجھے کہا کہ **مولوی صاحب! ابھی ساتھ چلو میں خدا دکھادونگا**

یہ زبردست الفاظ اور وہ پاک صدا اب تک میرے کانوں میں گونجتی ہے اور میرے دل پر اسکا گہرا اثر باقی ہے .... میں خدا تعالیٰ کے اس گھر میں کھڑا ہوا شہادت دیتا ہوں کہ بیشک میںنے **میرزا غلام احمد** کے ذریعہ خدا کی نصرتیں اور ملائکہ کا سلام (اُسپر ہو) **خدا کو دیکھا**! یقیناً خدا کو دیکھا!!!

اندرونی طور پر جس بڑی بھاری اصلاح کی ضرورت تھی وہ مہدی ہونے کی حیثیت سے اس امام نے کی۔ جو لوگ کہتے تھے ہائے کیا کریں اختلافات باہمی نے ناک میں دم کر رکھا ہے کوئی صوفی اپنی طرف کھینچتا ہے دوسرا سجادہ نشین اپنی طرف مائل کرتا ہے ایک مولوی ہے جو تقلید پر مرتا ہے دوسرا ہے جو مقلدین پر لعنت کرتا ہے حق مخفی ہو گیا ہے کدھر جائیں کیا کریں کچھ کرتے دھرتے نہیں بنتی۔ وہ آج دیکھیں کہ اختلافات کو اس نے کیسا بھسم کر دیا ہے۔ اختلافات کا نام و نشان تک مٹ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک منور اور امتیاز کر دینے والی روشنی ہے۔ جس حق و حکمت کو لے کر حضرت مرزا صاحب میدان میں نکلے ہیں دوسرا سامنے آ نہیں سکتا گویا ان سب نے عملی طور پر مان لیا ہے کہ حق اسی تلوار اور لمبے سائے کے نیچے آگیا ہے اور جب بات یہ ہے تو پھر طبعی اور فطرتی طور پر مرزا صاحب کو خاتم ولایت ماننا پڑے گا۔

القصہ علما کے مقابلہ میں زہاد اور گوشہ نشین صوفیوں کے مقابلہ میں بڑے بڑے مدعیان کرامت گدی نشینوں کے مقابلہ میں یہ حربہ ایسا کارگر ثابت ہوا ہے کہ آسمان کے ستاروں اور ریت کے ذروں سے بھی زیادہ معانی ہو سکتے ہیں۔ اب میں کہہ سکتا ہوں کہ **الحمد للہ** جیسا میںنے دعوی کیا تھا۔ کہ مرزا صاحب کو حقیقی اختصاص پہونچتا ہے کہ ختم ولایت کا دعوی کرے اسکو میںنے ثابت کر دیا ہے لیکن میں اسی پر بس نہیں کرتا کسی قدر اور بسط سے اسپر بحث کرتا ہوں۔

اندرونی اختلافات کی جڑیں اسنے بتلائی ہیں اور پھر اُن کے دور کرنے کی راہیں دکھائی ہیں۔ اولاً یہ کہ خدا پر ایمان کیونکر ہو اُس کے لئے اپنی بیشمار نشانات پیش کئے اور ایسی نشانات کہ جنکی گواہ ایک بڑی مخلوق ہے کیونکر قبل از وقت واقعات کی خبر دی گئی اور وہ پوری ہوئے۔ اس معاملہ میں میں کسی اور کی شہادت دینے کی ضرورت نہیں سمجھتا خود میں ایک گواہ موجود ہوں۔ میںنے صدہا خطوط ایسی پیشگوئیوں کے جو قبل از وقت بتلائی گئیں اپنے دوستوں کو لکھے ہیں کیونکہ خطوط کی روانگی اور ڈاک کا جواب دینے کی خدمت میرے سپرد ہے اور پھر وہ عین وقت پر منشاء الٰہی کے موافق پوری ہوئی ہیں۔ **دوم تفرقہ باہمی** اس کے دور کرنے کا معیار میںنے ابھی بتلایا ہے کہ قرآن کریم کے حقائق اور معارف کے بیان کرنے کی تحدی کی جس سے ہر قسم کے لوگ عاجز آ گئے اور سلیم طبیعت لوگوں نے اس کے ساتھ پیوند لگا کر ایک وحدت کا سبق سیکھا۔

پھر **تیسری** ایک اور عظیم الشان بات ہے جو گو اختلاف باہمی کی مد میں آ سکتی ہے مگر حقیقت میں وہ جدا امر ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک مسئلہ میں ایک عالم کی ایک رائے ہے دوسرے کی اور۔ ایک حدیث پیش کرتا ہے دوسرا اسکو ضعیف قرار دیتا ہے شیعہ اپنی طرز کی حدیث پیش کرتا ہے اور سنی اپنے رنگ کی۔ اس طرح پر یہ ایک عظیم الشان اختلاف تھا نہ دلائل سے کام چل سکتا تھا اور نہ کسی اور طرح فیصلہ ہوتا تھا۔ اس میں اس مجدد نے جو تجدید کی وہ اُسی رنگ کی تجدید ہے جیسے محمد و احمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی

باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

نرالی بدعت قرآن کریم اردو میں۔ مسلمانوں کی بدقسمتی سے قرآن کریم کا پڑھنا پڑھانا بھی ان کا کم ہو چکا تھا اسپر عمل کرنا تو ایک بڑی بات ہے اور اسلام کے کمزور کرنے کے لئے بیرونی آفتوں اور دجالی فتنوں کے علاوہ خود مسلمانوں کی ضعیف الایمانی بداعتقادی اور دور از قیاس قصص کا قرآنی اعجاز میں دخل پانا بے سروپا تفسیروں کا رواج۔ مردہ اور صلیب کے پجاریوں کو مدد دینے کے لئے مسیح کی نسبت خلاف قرآن عقائد کا تجویز کرنا ہی کم نہ تھا جو جہلم کے ایک وکیل صاحب کو قرآن کریم کے **اردو زبان میں** کرنے کی **بدعت** کا خیال آیا۔ ہم کو نہایت افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ **چودھویں صدی** راولپنڈی نے اس تجویز کو شائع کرتے ہوئے دوسرے اسلامی اخباروں کو بخیال خویش (اور ہمارے خیال میں سخت قابل نفرت) اہم اور مفید تحریک کے لئے قوم کو متوجہ کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور اس طرح پر اس تجویز کی اہمیت اور خوبی کا اعتراف کیا ہے۔ ہم چودھویں صدی اور قرآن کریم کو محض اردو میں کرنے والے مجوز وکیل صاحب کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ **بغیر** مسلمانوں کو ایسی معنید تجویز وسیع درجہ اسلام کی بیخکنی کرنے والی ہیں) معاف ہی رکھیں۔ کیا انھیں نہیں معلوم کہ ترجمہ صرف مترجم کے ذاتی خیالات ہوتے ہیں اصل زبان کو چھوڑ کر دوسری زبان میں جن کتابوں نے (بائبل) رواج پایا اسکا حشر کیا ہوا۔ بجز تراجم کے عیسائیوں کے پاس کچھ بھی نہیں رہا اور اصل زبان کا پتہ تک نہیں ملتا۔ اسی بدعت کا خبط کوئی تیرہ سال پیشتر **محمد حسین شیشن ماسٹر** علاقہ برہما کو بھی پیدا ہوا تھا چونکہ خود خدا تعالیٰ قرآن کریم کا حافظ و ناصر ہے اسلئے پھر اس شخص کے رسائل کا نام تک نہ سنا گیا۔

مشہور معاند اسلام پادری عماد الدین امرتسری نے عملی طور پر اس حیلہ سے اسلام پر خطرناک حملہ کیا ہے اُسنے اردو زبان میں اپنا ایک ترجمہ قرآن کریم کا شائع کیا ہے جس کے لفظ لفظ سے شرارت اور خیانت کی بو آتی ہے۔

الغرض قرآن کریم کے اصل متن کو چھوڑ کر نرے تراجم شائع کرنا اور اسکو قوم کی بہبودی کا ذریعہ قرار دینا نادان دوستوں کا کام ہے جو مسلمان رہ کر اور مسلمان کہلا کر اس قسم کی جرأت کرتے ہیں قرآن کریم کی زبان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان خدا تعالیٰ کے پاک الفاظ اور پاک کلام کو چھوڑ کر انسانی خیالات کو ترجیح دینا یہ کیا دانشمندی ہے۔

چودھویں صدی کے ایڈیٹر کو مناسب ہے کہ وہ بہت جلد اس بیہودہ خیال اور خطرناک بدعت کے رد کرنے کی تجویز کرے۔ ورنہ اس قسم کے مضامین کی اشاعت سچے مسلمانوں کے معتقدات کو صدمہ پہونچانے والی ہے اور ایک رنگ میں یہ قرآن کریم کی بیخکنی ہے۔ سردست ہم اس مختصر سے نوٹ پر اکتفا کرتے ہیں کسی دوسری اشاعت میں ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس تجویز کے بودا پن اور اسلام اور مسلمانوں کے لئے اس کے مضر ہونے کے پہلوؤں پر بشرط ضرورت بحث کریں گے۔

خواب حیرت اور اسلام پر اُسکا اثر۔ ایڈیٹر کرزن گزٹ کو کوئی سوا دو مہینے سے ایک خواب آ رہا ہے جو کرزن گزٹ کے ایڈیٹوریل کالم میں شائع ہوا کرتا ہے۔ خواب کیا ہے اچھی خاصی **الف لیلہ** ہے اور وہ بھی دنیا زاد ہمکو اس سے بحث نہیں کہ انکو ایسا خواب آیا یا آ رہا ہے یا آن کی آن میں ابتدائے آفرینش سے لیکر اب تک کے کل واقعات انکو دکھلائے گئے۔ بلکہ ہمکو صرف یہ دیکھنا ہے کہ اس **خواب کا اثر اسلام پر کیا پڑے گا۔** ہم اس کے بہت بڑے حصہ کو سردست چھوڑ کر خواب نمبر ۹ پر مختصر سا ریمارک کرنا چاہتے ہیں خواب کے اس حصہ میں حیرت صاحب نے حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کی کہانی حضرت مسیح کی زبانی (معاذ اللہ) بیان کی ہے اور بتایا ہے کہ خود مسیح کے بیان سے یہ ثابت ہوا ہے کہ وہ **یوسف نجار کے بیٹے تھے۔** ہم بڑے زور کے ساتھ اس بیہودہ خیال کی تردید کرتے ہیں قرآن کریم کا ہرگز یہ منشا نہیں ہے۔ ہمارا ایمان **ہے کہ مسیح علیہ السلام بن باپ پیدا ہوئے تھے** اور ان کی یہ پیدائش بنی اسرائیل میں آیندہ کے لئے سلسلہ نبوت کے انقطاع پر ایک عظیم الشان دلیل تھی۔ اور قرآن کریم کے کسی مقام سے یہ بات ہرگز ثابت نہیں ہوتی کہ وہ یوسف نجار کے بیٹے تھے۔ مسیح علیہ السلام کا بن باپ پیدا ہونا تمام مسلمانوں اور عیسائیوں کے نزدیک مسلم ہے اور یہ امر قانون قدرت کے ہرگز منافی نہیں ہے ان کے لئے باپ تجویز کرنا اس آیت اور نشان الٰہی کی بیخکنی کرنا ہے جو انکی پیدائش میں رکھا گیا تھا۔ اور یہ نشان نہ صرف اسلئے تھا کہ وہ بنی اسمٰعیل میں خاندان نبوت کو منتقل کرنے والا تھا بلکہ اس نشان کی تہ میں وہ سر بھی تھا جو مثیل موسیٰ علیہما الصلوٰۃ

رسالہ سراج الحق حصہ دوم حضرت اقدس امام علیہ السلام کی تائید میں طیار ہے قیمت ۱۰/- الراقم محمد سراج الحق جمالی ونعمانی - از دارالامان

والسلام کے چودھویں خلیفہ **مسیح موعود** کے متعلق تھا۔ تاکہ **الائمۃ من القریش** کے الفاظ پر مرمٹنے والوں کو پتہ لگ جائے کہ اسی مماثلت کے لحاظ سے ضرور تھا کہ آنے والا مسیح موعود قریش میں سے نہ ہوگا اسی طرح جیسے **مسیح بن مریم** کے بن باپ پیدا ہونے میں اس امر کی طرف صریح اشارہ تھا کہ آیندہ کے لئے بنی اسرائیل کے گھرانے سے نبوت کا خاتمہ ہوا۔

یہ کوئی مشکل امر نہیں اس راز کو ہمارے **سید و مولیٰ امام** نے اپنی جدید تصانیف میں نہایت بسط کے ساتھ لکھ دیا ہے۔ بہرحال ہمارا منشا اس نوٹ میں اس امر کے اظہار کا ہے کہ حیرت صاحب کے خواب کا یہ حصہ ہرگز ہرگز اسلام کے منشا اور قرآن کریم کے مدعا کے موافق نہیں ہے اور یہ کبھی ثابت نہیں ہو سکتا کہ حضرت مسیح کا کوئی باپ بھی تھا۔ پس ایسے امور کی اشاعت سے حیرت صاحب اسلام کو صدمہ پہونچانے کی کوشش نہ کریں جو قرآن کریم سے ثابت نہیں ہے۔ بعید ہے کہ وہ اپنے اس خواب کی اصلاح کرنے کی فکر کریں گے اور کسی قسم کے تذبذب اور حیرت میں نہ پڑیں گے۔ ہم ان کی صرف ان باتوں کی طرف بشرط ضرورت توجہ کریں گے جو معقول تہذیب اور متانت سے وہ پیش کریں گے ورنہ ہم پہلے سے کہے دیتے ہیں کہ ہمارے پاس بے سود طویل تحریروں کے جواب دینے کی گنجائش نہیں ہے۔

نیر اعظم اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

مراد آباد کے اخبار نیر اعظم میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ذیل کا نوٹ شائع کیا گیا ہے۔

ہم عرصہ دراز سے مرزا صاحب کی تصانیف اور ان کے عجیب دعووں کی نسبت خیال کر رہے ہیں اس میں شک نہیں کہ اس صدی ہجری میں یہ نیا فرقہ اسلامی اصلیت کو کسی زبردست مصیبت میں پھنسانا چاہتا ہے مرزا صاحب نے صاف الفاظ میں نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے وہ اپنے آپ کو مثیل مسیح علیہ السلام کہتے ہیں اور مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں افسوس ہے کہ اس دین اختراعی میں مسلمانان پنجاب کا ایک گروہ کثیر شامل ہوتا چلا جاتا ہے اور ہم کو اندیشہ ہے کہ اگر یہی حالت رہی تو ہندوستان میں مسلمانوں کے مذہب کو سید احمد خاں کے آزادانہ خیالات سے اس قدر صدمہ نہیں پہونچا تھا جتنا اندیشہ مرزا صاحب قادیانی اور انکے مریدوں سے ہونا چاہیئے۔ ہم علمائے ہند سے خاص کر اس بابت اُمید کرتے ہیں کہ برائے خدا و رسول جہاں تک جلد ممکن ہو اس فتنۂ جدید کی جو مرزا صاحب کی تعلیم سے پیدا ہوتا چلا ہے خبر لیں ورنہ پھر حالت لاعلاج ہو جائے گی اور ہندوستان کے مسلمانوں کا مذہب جو دشمنوں کے نزدیک ہمیشہ روحانیت کی کنجی رہا مرزا صاحب کی تعلیمات سے بالکل مٹی کے ایک ٹوٹے پیالہ کی طرح ہو جائے گا

تم کلامہ

یہ تو ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ نیر اعظم کے ایڈیٹر نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیفات کو ہرگز نہیں پڑھا ورنہ ان کو یہ کہتے ہوئے شرم آجاتی کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ حضرت اقدس نے صاف کہدیا ہے بلکہ موٹے حرفوں میں لکھدیا ہے۔

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب
ہاں ملہم استم و ز خداوند منذرم

نیر اعظم کے ایڈیٹر نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ادعائے نبوت کی یہ دلیل دی ہے کہ انھوں نے مثیل مسیح اور مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے لیکن افسوس ہے کہ ایڈیٹر صاحب کو اتنا بھی علم نہیں کہ آجتک کسی مسلمان کا بھی یہ اعتقاد نہیں ہے کہ وہ مہدی موعود کو نبی مانتا ہو یا مسیح موعود کی نسبت یہ نہ مانتا ہو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے ہوگا۔ ایڈیٹر صاحب جس مسیح اور مہدی کے منتظر ہیں کیا وہ نبی ہوں گے؟ اگر نبی ہونگے تو **لا نبی بعدی** کے کیا معنے ہوں گے؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے **خاتم النبیین** ہونے کے کیا معنی ہوں گے؟ یہی تو بات ہے جسکو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ثابت کیا ہے کہ حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں ہو سکتا اس مضمون پر حضرت اقدس نے اپنی تصانیف میں بہت بڑا زور دیا ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ ایڈیٹر صاحب نے ان عبارتوں کو پڑھا نہیں۔

ہاں یہ سچ ہے کہ مسلمانان پنجاب کا ایک گروہ کثیر اس سلسلہ عالیہ میں شامل ہوگیا ہے اور روز بروز شامل ہوتا جاتا ہے اور پنجاب ہی پر خصوصیت نہیں ہندوستان میں بھی کوئی ضلع اور شہر اس سلسلہ سے

خالی نہیں اور ماسوا اس کے اکناف و اطراف عالم میں اس سلسلہ کی دھوم ہے اور ہر ایک بلاد اور امصار و دیار سے لوگ فوج در فوج متوجہ ہو رہے ہیں یہ خدا کا کام ہے کسی کے روکنے سے رک نہیں سکتا۔

جن علما کو آپ اس نور اللہ کے بجھانے کے لئے ابھارتے ہیں وہ حقیقت ہی کیا رکھتے ہیں نور کے آگے ظلمت ٹھہر سکتی ہے اگر انہیں الٰہی روشنی ہوتی تو دنیا میں اندھیر کیوں پڑتا اس جری اللہ کے مقابلہ میں انھوں نے پہلے ہی ہتھیار ڈالدیے

اور یہ کہنا کہ مسلمانوں کی مذہب کو صدمہ پہونچے گا صحیح نہیں ہے ہاں یہ بیشک سچ ہے کہ موجودہ مسلمانوں نے جو قرآن کریم کے خلاف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منشا کے خلاف عیسائیوں کیسے عقائد بنا رکھے ہیں کہ مسیح ابن مریم زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھا یا گیا اور افضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے اور زمین کے نیچے دفن ہوگئے اور یہ کہ مسیح کی زندگی پر زمانہ نے کوئی اثر نہیں کیا۔ باوجودیکہ وہ انسان کھانے پینے اور ہگنے موتنے کا محتاج مگر اب حی و قیوم کی طرح تمام لوازمات اور حوائج انسانی سے بے نیاز ہے اور وہ عالم الغیب اور محیی اور ممیت اور خالق بھی ہے یہ تمام فاسد عقائد بیشک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل سے دور کیے جائیں گے اگر دیانت اور نوذہ طوفان کے دور کرنے سے نقصان پہونچتا ہے تو پہونچا کرے۔ اب وہ وقت آتا ہے کہ ابراہیم حنیف اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اسلام دنیا کے سامنے پیش کیا جاوے گا جو قرآن کریم دین قویم کے نام سے لیکر آیا تھا۔ یہ فرضی ڈھکوسلے اور بناوٹی کہانیاں تقویم پارینہ کی دیوار کاغذ بنا کر دکھادیے جائیں گے زندہ نشانات اور روحانی برکات کے ساتھ اسلام کا غلبہ کرکے دکھایا جاتا ہے۔ اور خود اس سلسلہ عالیہ کی آسمانی تائیدات ہیں جو ایک عالم کو اپنی طرف کھینچتے رہتی ہیں۔

اب علماء ہند کو مقابلہ کے لئے پکارنا ایڈیٹر صاحب کی غفلت کی اور بھی دلیل ہے کیا انھیں معلوم نہیں کہ ہند و پنجاب کے علمانے اپنی متفق اور متحد کوششوں سے مقابلہ کرکے دیکھ لیا کہ ان کے ہاتھوں میں سکت اور ان کے دلوں میں وہ قوت نہیں ہے جو اس سلطان القلم کے مقابلہ میں ٹھہر سکیں اگر کسی میں کوئی قوت اور طاقت تھی تو انھوں نے کیوں حضرت اقدس کی دعوت کے مقابلہ میں سکوت کیا جب کہ ان کو بلایا گیا کہ آؤ قرآن کریم کے حقائق اور معارف کے بیان کرنے میں میرا مقابلہ کرلو۔ قرآن کریم کی فصیح و بلیغ عربی میں تفسیر لکھکر مقابلہ کرلو قبولیت دعا کا دعوی ہے تو آؤ اسی میں مقابلہ کرلو۔ خدا تعالی سے تعلق اور قرب کا دعوی ہے تو آؤ پیشگوئیوں میں مقابلہ کرلو۔ ایک بھی مرد میدان نہ ہوا اور نہ ہوگا کیوں؟ اسکے ساتھ خدا تعالی کی تائید ہے یہ خدا کی طرف سے آیا ہے اور ان میں یہ بات نہیں ہے۔ ہم نیر اعظم کے ایڈیٹر کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ اگر وہ حضرت اقدس کی تصنیفات کو انصاف کے ساتھ پڑھے گا تو اسکو معلوم ہو جاوے گا کہ اسلام کو جس روحانیت کی کلید رکھنے کا فخر ہے وہ کلید اسوقت

مرزا غلام احمد قادیانی

کے پاس ہے اور اس کے مخالف مسلمانوں کے ہاتھ میں مٹی کا ایک ٹوٹا ہوا پیالہ ہے جس کی کچھ قدر و قیمت نہیں ہے۔

ست بچن آریہ دھرم

یہ وہ عظیم الشان کتاب ہے جس نے سکھ قوم پر اسلام کی طرف سے اتمام حجت کی ہے اس کتاب کی قبولیت کا اس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ پہلا اڈیشن ہاتھوں ہاتھ تھوڑے ہی عرصہ میں فروخت ہو گیا اور زیادہ تر سکھ قوم ہی نے اسکو خریدا ہے بعد میں کثرت سے درخواستیں آئی ہیں چونکہ حضرت اقدس امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کتب خانہ میں جدید در جدید اور نئی سے نئی کتابیں شایع ہوتی ہیں اور نہ وہ کتابیں تجارتی صول پر شایع کی جاتی ہیں اس لیے دوبارہ کسی کتاب کے طبع ہونیکی نوبت نہیں آتی۔ اس لحاظ سے ان درخواستوں کا کوئی لحاظ نہ کیا گیا۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ ست بچن آریہ دھرم کی ڈیڑھ سو درخواستیں وی پی روانہ کرنے کی وصول ہو جائیں تو اس کتاب کو دوبارہ چھاپ دوں اسلئے ہر ایک شخص جو ست بچن آریہ دھرم کا مشتاق ہو اپنی درخواست میرے پاس بھیجدے۔

(ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان)

خطبہ الہامیہ

حضرت اقدس امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اعجازی الہامی خطبہ عنقریب طبع ہوکر شائع ہونے والا ہے اس کے دوسرے حصہ میں حضرت اقدس نے سورہ فاتحہ اور قرآن کریم کے اکثر مقامات کی نہایت لطیف افصح و ابلغ عربی

میں تفسیر کی ہے۔ اور بڑے واضح اور روشن دلائل قرآنی کے ساتھ اپنے دعاوی کا ثبوت دیا ہے۔ کتاب حق کے طالبوں کے لئے خضر راہ ہوگی درخواستیں حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ قادیان کے نام آنی چاہئیں۔

طاعون کی دوائی

اخبار الحکم میں جو طاعون کا علاج حضرت اقدس حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشتہار میں سے اقتباس کرکے دیا گیا تھا اس کے موافق ہمارے عزیز مخلص بھائی ڈاکٹر شیخ عبداللہ صاحب مہتمم شفاخانہ انجمن حمایت اسلام لاہور نے جدوار کی گولیاں اور عرق طیار کیا ہے۔ اس لئے اطلاع دی جاتی ہے کہ جو صاحب چاہیں شیخ عبداللہ صاحب مہتمم شفاخانہ انجمن حمایت اسلام لاہور سے طلب کریں قیمت فی ڈبیہ جس میں ۱۰۰ گولیاں ہونگی علاوہ محصولڈاک ۱۲ / اور جس میں دوسو گولیاں ہوں گی عہ اور جس میں چارسو گولیاں ہوں گی عا۔ مفصل حالات شیخ صاحب موصوف سے بذریعہ خطوط معلوم ہوسکتے ہیں۔

مختلف واقعات

کپتان آرایم بوئیں صاحب ڈپٹی کمشنر دہلی کپتان ڈگلس صاحب کے رخصت سے واپس آنے پر ۳ مہینے کی چھٹی پر جائیں گے۔

نواب صاحب والی بہاولپور کی شادی کتخدائی ۱۱ جولائی ۱۹۰۱ء بروز پنجشنبہ شب جمعہ کو ہوگی۔

سلطان المعظم نے حکم دیا ہے کہ آیندہ کوئی مسلمان شہروں میں آوارہ پھرنے اور بھیکھ نہ مانگنے پائے ایسی تمام لوگ رجسٹر میں درج کرلئے جائیں جو کام کرنے کے بالکل قابل نہ ہوں انکو محتاج خانہ میں رکھا جائے۔ جو جوان ہوں مرد ہونے کی صورت میں انکو توپخانہ عامرہ اور دیگر کارخانوں میں اور رسائل عورتوں کو ان کارخانوں میں جہاں عورتیں کام کرتی ہیں بھیجدیا جائے۔ اور لڑکوں کو ان کارخانوں کے متعلقہ مدارس میں کہ پڑھیں بھی اور کام بھی سیکھیں۔

ہندی مہم کی فوجوں کے واپس آنے پر چین میں تاہم ۱۲ ہزار فوج بروے انتظام کے باقی رہے گی۔

آسام میں بارہ روپے تنخواہ پانیوالوں کو بمعاوضہ گرانی غلہ کے ایک روپیہ اضافہ ملے گا۔

ترکی کے متعلق ۳ر مئی کے ٹائمز میں یہ بالکل بکواس تھی کہ بقایای تنخواہ سے تنگ آکر ترکی فوج کے اکثر سپاہی بھاگے جارہے ہیں اور فراری کے بعد ڈکیتی کا پیشہ اختیار کررہے ہیں دراصل اس بیان کی وہاں وہم وگمان میں بھی کوئی اصلیت نہیں۔

مسٹر آر بخفر سارٹل صاحب ایڈیٹر سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور نے بھی ایک رقم چندہ حجاز ریلوے میں دی ہے

روس کا نامی گرامی اخبار نووریمیا ایک ہفتہ کے لئے اس جرم میں معطل کیا گیا کہ اس نے حال کے بلوؤں کی وجہ یہ بیان کی تھی کہ مزدوروں کی حالت قابل رحم ہے انکی اجرت میں اضافہ ہو تو کبھی بلوہ نہو

اخبار جامع العلوم مراد آباد کے سابق مالک انبا پرشاد کی کل جائیداد جرمانہ میں نیلام ہوگئی ہے۔

کانپور کے مسٹر ماف نے غلط الزام عصمت وری کے لئے اخبارات کلکتہ سے ایک لاکھ روپیہ ہرجانہ چاہا ہے۔

مخبر بیون راوی ہے کہ آنریبل مسٹر نکولسن صاحب بہادر ابھی روز لفٹنٹ گورنری سے ریٹائر ہوں گے جس تاریخ سے کہ سرحدی صوبہ کا انتظام ہوگا +

بیعت

شیخ غلام عباس صاحب امرتسر کٹرہ کرم سنگھ
امام الدین صاحب معمار سیالکوٹ محلہ خسر والہ
سید حسین صاحب۔ بھوگام ضلع میں پوری
والدہ ״
شیخ محمد الدین صاحب۔ بڈھا گھرایا ضلع سیالکوٹ
منشی حسین بخش صاحب۔ دھون ״
عبدالرحمن خاں صاحب خانساماں۔ بارہ مولہ
ڈاک بنگلہ علاقہ کشمیر
کریم بخش صاحب سوداگر لنگی۔ لودھیانہ
محمد عبدالوہاب صاحب حیدرآباد دکن
والدہ و ہمشیرہ و اہلیہ ״
میر اکبر شاہ صاحب حسن پور دوان پور
متصل آروبی۔ کشمیر تحصیل ہری پور
میاں اللہ دتا صاحب۔ کروڑ ضلع ملتان
نور محمد صاحب۔ وزیر چک ضلع گوجرانوالہ
حال خانوازی کوٹہ نشین پٹواری منٹگمری
بابو موتی رام صاحب سٹیشن ماسٹر خانی
شیخ فتح محمد صاحب۔ سید کھیڑی ریاست
پٹیالہ علاقہ راجپورہ۔
عطاء اللہ صاحب۔ درگا نوالی۔
عنایت اللہ صاحب ״ عبداللہ صاحب ״
عبدالکریم صاحب ״ عبدالرحمن صاحب ״
عبدالحکیم صاحب ״ حاکم الدین صاحب ״
دختر حاکم الدین صاحب ״ دختر ثانی ״
زوجہ ״ زوجہ ثانی ״
زوجہ عطاء اللہ صاحب ״ دختر ״
اسمٰعیل صاحب ״ زوجہ غلام حسین صاحب ״
محمد شفیع صاحب سب پوسٹماسٹر جگادھری
ضلع انبالہ۔
عطا محمد صاحب سیالکوٹ۔
دلاور ملک صاحب۔ جھورہ ضلع مظفرآباد
ڈاکخانہ رام پور تحصیل اوڑی۔
خدا بخش صاحب کپورتھلہ
کرم دین صاحب۔ چک سکندر ضلع گجرات
نیک عالم صاحب ״
منشی فضل الٰہی صاحب جہلم۔
علی احمد صاحب نوشاہی۔ رتمل گجرات
ڈاکخانہ پنڈی کالو تحصیل پھالیہ
جمال الدین صاحب۔ ہیڈ کاتب مطبع
پنجاب گزٹ سیالکوٹ۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

صفر سنہ ۱۳۱۹ھ

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۲۲ | دار الامن والامان قادیان ۱۷ / جون سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۲۱ جلد ۵

جوش پیدا ہو اور صحی اور لیں کو اسلئے بطور شاہد بیان فرمایا تا آپ کی امید وسیع ہو اور تسلی اور اطمینان پیدا ہو۔ مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان قسموں کے بیان کرنے سے اصل مدعا یہ رکھا ہے کہ تا بدیہیات کو نظریات کے ذریعہ سمجھاوے اب سوچکر دیکھو کہ کیا پر حکمت مسئلہ تھا مگر ان بدبختوں نے اسپر بھی اعتراض کیا

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر

ان قسموں میں ایسا فلسفہ بھرا ہوا ہے کہ حکمت کے ابواب کھلتے ہیں۔ غرض یہ **حرب** ہمارا کام ہے جس کی آج ضرورت ہے۔ اس سے علوم کے دروازے بھی کھلتے ہیں اور مخالف بھی حجت اور بینہ سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اور یہ خدا کا فضل ہے کہ پنجاب کے لوگ جن معارف اور حقائق سے آگاہ ہوتے جاتے ہیں بلاد شام اور دیگر ممالک اسلامیہ میں ان کا نام و نشان تک نہیں ہے اس لئے کہ ہمپر تو یہ مصیبت آپڑی ہے ہر طرف سے حملہ پر حملہ ہو رہا ہے اس لئے ہم کو قوت متفکرہ سے کام لینا پڑتا ہے اور دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے حضور ان مشکلات کو پیش کرنا پڑتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ہماری دستگیری فرماتا ہے۔ اور اپنی پاک کتاب کے حقائق اور معارف سے اطلاع دیتا ہے۔ حکما کہتے ہیں کہ جس قوت کو چالیس دن استعمال نہ کیا جائے وہ بیکار ہو جاتی ہے ہمارے ایک ماموں صاحب تھے وہ پاگل ہو گئے انکی فصد لی گئی اور انکو تاکید کی گئی کہ ہاتھ نہ ہلائیں انھوں نے چند مہینے تک ہاتھ نہ ہلایا نتیجہ یہ ہوا کہ ہاتھ لکڑی کی طرح ہو گیا + غرض یہ ہے کہ جس عضو سے کام نہ لیا جائے وہ بیکار ہو جاتا ہے۔

ہندوؤں میں جوگی اور ایسا ہی سب وغیرہ جو عورتوں کے قابل نہیں رہتے اس کے دو ہی سبب ہوتے ہیں یا تو بد معاشیوں کی کثرت کی وجہ سے یا انقطاع کلی کے بعد + اور اس امر کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں کہ جن اعضا کو بیکار چھوڑا گیا وہ آخر بالکل نکمے ہو گئے۔

اس وقت جو ہمپر قلم کی تلواریں چلائی جاتی ہیں اور اعتراضوں کے تیروں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے ہمارا فرض ہے کہ اپنی قوتوں کو بیکار نہ کریں اور خدا کے پاک دین اور اس کے برگزیدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اثبات کے لئے اپنے قلموں کے نیزوں کو تیز کریں خصوصاً ایسی حالت میں کہ اللہ

تعالیٰ نے سب سے بڑھکر ہمکو یہ موقع دیا کہ اسنے سلطنت انگریزی میں ہمکو پیدا کیا

محسن کے احسانات کی شکر گذاری کے اصول سے ناواقف جاہل ہمارے اس قسم کے بیانات اور تحریروں کو خوشامد کہتے ہیں مگر ہمارا خدا بہتر جانتا ہے کہ

کہ ہم دنیا میں کسی انسان کی خوشامد کر سکتے ہی نہیں یہ قوت ہی ہم میں نہیں ہے ہاں احسان کی قدر کرنا ہماری سرشت میں ہے اور محسن کُشی اور غداری کا ناپاک مادہ اُس نے اپنے فضل سے ہم میں نہیں رکھا ہے ہم گورنمنٹ انگلشیہ کے احسانات کی قدر کرتے ہیں اور اسکو خدا کا فضل سمجھتے ہیں کہ اسنے ایک عادل گورنمنٹ کو سکھوں کے پر جفا زمانہ سے نجات دلانے کے لئے ہم پر حکومت کرنے کو کئی ہزار کوس سے بھیج دیا۔

اگر اس سلطنت کا وجود نہ ہوتا تو میں سچ کہتا ہوں کہ ہم اس قسم کے اعتراضوں کی بابت ذرا بھی سوچ نہ سکتے چہ جائیکہ ہم انکا جواب دے سکتے۔

اب ہم ان اعتراضوں کا جواب بڑی آزادی سے دے سکتے ہیں پھر اگر ہم اللہ تعالیٰ کے اس فضل کی قدر نہ کریں تو یقیناً سمجھو کہ بڑے ناقدر شناس اور ناشکر گذار ہوں گے۔ ہم کو غور اور فکر کا موقع ملا۔ دعاؤں کا موقع ملا۔ اور اس طرح پر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل کے ابواب ہم پر کھولے۔ اگرچہ میدان وہی ہے لیکن انسان اپنے میں اسکے سننے قابل بناتا ہے اسپر تجاذب اپنے استعداد اور ظرف کے فیض ملتا ہے یہ خوشی کی بات ہے کہ اس تقریب کی وجہ سے ہندوستان اور پنجاب کے رہنے والے جوہر قابل بن رہے ہیں اور انکی علمی طاقتیں بھی ترقی کر رہی ہیں۔

مختصر یہ کہ یہ مقام دار الحرب ہے پادریوں کے مقابلہ میں اس لئے ہمکو چاہیئے کہ ہرگز بیکار نہ بیٹھیں مگر یاد رکھو کہ ہماری حرب ان کے ہمرنگ ہو جس قسم کے ہتھیار لے کر میدان میں وہ آئے ہیں اسی طرز کے ہتھیار ہمکو لیکر نکلنا چاہیئے اور وہ ہتھیار ہے

قلم

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام

سلطان القلم

رکھا اور میرے قلم کو

ذوالفقار علی

فرمایا۔ اس میں یہی سِر ہے کہ یہ زمانہ جنگ وجدل کا نہیں ہے بلکہ

قلم کا زمانہ ہے

پھر جب یہ بات ہے تو یاد رکھو کہ حقائق اور معارف کے دروازوں کے کھلنے کے لئے ضرورت ہے **تقویٰ** کی اسلئے

تقویٰ اختیار کرو

کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ اور میں گن نہیں سکتا کہ یہ الہام مجھے کتنی مرتبہ ہوا ہے بہت ہی کثرت سے ہوا ہے۔ اگر ہم نری باتیں ہی باتیں کرتے ہیں تو یاد رکھو کچھ فائدہ نہیں ہے فتح کے لئے ضرورت ہے تقویٰ کی فتح چاہتے ہو تو

متقی بنو

میں ہندوؤں اور عیسائیوں میں دیکھتا ہوں کہ عورتیں بھی بہت بڑی جائداد اور روپیہ اس کام کے لئے وصیت کر جاتی ہیں۔ آج کل کے مسلمانوں میں اس قسم کی نظیر نہیں ملتی ہے ہمارے لئے جو بڑی سے بڑی مشکل ہے وہ

اشاعت کے لئے مالی امداد کی ضرورت ہے۔ یہ تو تم یاد رکھو کہ آخر خدا تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا ہے اور خود اپنے ہاتھ سے اُس نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے وہ خود ہی اس کا حامی و ناصر ہے لیکن وہ چاہتا ہے کہ اپنے بندوں کو ثواب کا مستحق بنا دے اس لئے نبیوں کو مالی امداد کی ضرورت ظاہر کرنی پڑتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدد مانگی اور اسی طرز پر جو منہاج نبوت کی طرز ہے ہم بھی اپنے دوستوں کو سلسلہ کی ضروریات سے اطلاع دیا کرتے ہیں۔ مگر میں پھر بھی کہونگا کہ اگر ہم کچھ روپیہ بھی اشاعت کے لئے جمع کر لیں تو یہ تو ظاہر بات ہے کہ اسقدر نہیں کر سکتے جسقدر پادریوں کے پاس ہے اور اگر اتنا بھی کر لیں تو بھی میرا ایمان یہی ہے کہ **فتح اسی کو ملتی ہے جس سے خدا خوش ہو**

اس لئے ضروری امر یہ ہے

ہم اپنے اخلاق اور اعمال میں ترقی کریں اور تقویٰ اختیار کریں تاکہ خدا تعالیٰ کی نصرت اور محبت کا فیض ہمیں ملے

پھر خدا کی مدد کو لے کر ہمارا فرض ہے اور ہر ایک ہم میں سے جو کچھ کر سکتا ہے اسکو لازم ہے کہ وہ ان حملوں کے جواب دینے میں کوئی کوتاہی نہ کرے ہاں جواب دیتے وقت نیت یہی ہو کہ

خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر ہو

مکتوب حضرت امام آخر الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

بخدمت اخویم عزیزی خانصاحب محمد علی خان۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ متضمن بہ دخول در سلسلہ بیعت ایں عاجز موصول ہؤا دعا ثبات و استقامت در حق آں عزیز کی گئی۔ ثبتکم علی التقوی والایمان وفتح لکم ابواب الخلوص والمحبۃ والعرفان آمین ثم آمین۔ اشتہار شرائط بیعت بھیجا جاتا ہے۔ جہاں تک وسعت و طاقت ہو اسپر پابند ہوں اور کمزوری کے دور کرنے کے لئے خداتعالی سے مدد چاہتے رہیں۔ اپنے رب کریم سے مناجات خلوت کی مداومت رکھیں اور ہمیشہ طلب قوت کرتے رہیں۔ جسدن کا آنا نہایت ضروری اور جس گھڑی کا وارد ہوجانا نہایت یقینی ہے اسکو فراموش مت کرو اور ہروقت ایسے رہو کہ گویا طیار ہو کیونکہ نہیں معلوم کہ وہ دن اور وہ گھڑی کسوقت آجائے گی۔ سو اپنے وقتوں کی محافظت کرو۔ اور اُس سے ڈرتے رہو جس کے تصرف میں سب کچھ ہے جو شخص قبل از بلا ڈرتا رہے اسکو امن دیا جائے گا مگر جو شخص بلا سے پہلے دنیا کی خوشیوں میں مست ہو رہا ہے وہ ہمیشہ کے دکھوں میں ڈالا جائے گا۔ جو شخص اُس قادر سے ڈرتا ہے۔ وہ اُس کے حکموں کی عزت کرتا ہے پس اُسکو عزت دی جائے گی مگر جو شخص نہیں ڈرتا اُسکو ذلیل کیا جائے گا دنیا بہت ہی تھوڑا وقت ہے بیوقوف ہے وہ شخص جو اس سے دل لگا دے اور نادان ہے وہ آدمی جو اس کے لئے اپنے رب کریم کو ناراض کرے سو ہوشیار ہو جاؤ۔ تا غیب سے قوت پاؤ۔ دعا بہت کرتے رہو اور عاجزی کو اپنی خصلت بناؤ۔ جو صرف رسم اور عادت کے طور پر زبان سے دعا کی جاتی ہے یہ کچھ بھی چیز نہیں اس میں ہرگز زندگی کی روح نہیں جب دعا کرو تو بجز صلوۃ فریضہ کے یہ دستور رکھو کہ اپنی خلوت میں جاؤ اور اپنی ہی زبان میں نہایت عاجزی کے ساتھ جیسے ایک ادنی سے ادنی بندہ ہوتا ہے خداتعالی کے حضور میں دعا کرو کہ اے رب العلمین تیرے احسانوں کا میں شکر نہیں کرسکتا تو نہایت ہی رحیم و کریم ہے اور تیرے بے نہایت مجھپر احسان ہیں میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھسے ایسے عمل کرا جنسے تو راضی ہو جائے میں تیرے وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھپر وارد ہو۔ رحم فرما اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین ثم آمین۔

آپ کی اس بیعت کی کسیکو خبر نہیں دی گئی اور بغیر آپ کی اجازت کے نہیں دیجائے گی لیکن مناسب ہے کہ اس اخفا کو صرف اُسی وقت تک رکھیں کہ جب تک کوئی اشد مصلحت درپیش ہو۔ کیونکہ اخفا میں ایک قسم کا ضعف ہے اور نیز اظہار سے گویا فعلاً نصیحت للخلق ہے آپ کے اظہار سے ایک گروہ کو فائدہ دین پہونچتا ہے اور رغبت الی الخیر پیدا ہوتی ہے۔ خداتعالے ہر ایک کام میں مددگار ہو کر بغیر اسکی مدد انسانی طاقتیں ہیچ ہیں۔ والسلام۔

ڈائری حضرت امام صادق علیہ السلام

مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب سلمہ

عدالتوں کا ذکر اور عدالتوں میں گواہوں وکلا اور حکام کے رعب میں آجانے کا کچھ ذکر ہو رہا تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ (عدالتوں میں اکثر گواہوں پر حاکموں اور وکیلوں کا ایسا رعب پڑجاتا ہے کہ وہ انسانوں کے حقوق کو محفوظ نہیں رکھ سکتے اور کچھ نہ کچھ بیجا اور غلط بات منہ سے نکال دیتے ہیں جس سے ظلم پیدا ہوتا ہے عدالتوں کا رعب بھی ایک شرک ہے اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ)

فرمایا (بعض انگریز مقدمات کے فیصلہ کرنے میں بہت چھان بین کرتے اور غور سے سوچ سوچ کر فیصلہ کرتے ہیں۔ قدرت کی بات ہے کہ میں مرزا صاحب (والدصاحب) کے وقت میں زمینداروں کے ساتھ ایک مقدمہ بر میں ارتھر صاحب کمشنر کی عدالت میں تھا۔ فیصلہ سے ایکدن پہلے کمشنر زمینداروں کی نہایت رعایت کرتا ہوا اور اُن کی شرارتوں کی پرواہ نہ کرکے عدالت میں کہتا تھا کہ یہ غریب لوگ ہیں تم ان پر ظلم کرتے ہو۔ اُس رات کو مینے خواب میں دیکھا کہ وہ انگریز ایک چھوٹے سے بچہ کی شکل میں میرے پاس کھڑا ہے اور میں اُس کے سر پر ہاتھ پھیر رہا ہوں۔ صبحکو جب ہم عدالت میں گئے تو اُس کی حالت ایسی بدلی ہوئی تھی کہ گویا وہ پہلا انگریز ہی نہ تھا۔ اُس نے زمینداروں کو بہت ہی ڈانٹا اور مقدمہ ہمارے حق میں فیصلہ کیا اور ہمارا سارا خرچہ بھی ان سے دلایا۔

فرمایا (حاکم کے لئے دین کا

ایک حصہ یہ ہے کہ وہ مقدمات میں اچھی طرح غور کرے تاکہ کسی کا حق تلف نہ ہو جائے)

فرمایا (دیکھو جب تک انسان مستقل مزاج اور ٹھنڈی طبیعت کا نہ ہو تو ان زمینی حاکموں کے سامنے کھڑا ہونا مشکل ہوتا ہے تو کیا حال ہو گا اُس وقت جبکہ احکم الحاکمین کے سامنے کھڑے کئے جاوینگے ۔)

فرمایا (توریت کی رو سے جو زنا کا نطفہ ہو وہ ملعون ہوتا ہے اور جو صلیب دیا جائے وہ بھی ملعون ہوتا ہے ۔ تعجب ہے کہ عیسائیوں نے اپنی نجات کے واسطے کفارہ کا مسئلہ گھڑنے کے واسطے یہ تسلیم کر لیا کہ یسوع صلیب پر جا کر ملعون ہو گیا جب ایک لعنت کو انھوں نے یسوع کے واسطے روا رکھا ہے تو پھر دوسری لعنت کو بھی کیوں روا نہیں رکھ لیتے تاکہ کفارہ زیادہ پختہ ہو جائے ۔ جب لعنت کا لفظ آ گیا تو پھر کیا ایک اور کیا دو ۔ مگر قرآن شریف نے ان دونو لعنتوں کا رد کیا ہے اور دونوں کا جواب دیا ہے کہ ان کی پیدائش بھی پاک تھی اور انکا مرنا عام لوگوں کی طرح تھا صلیب پر نہ تھا ۔)

فرمایا متقی خدا کی طرف جاتا ہے اور دنیا اُس کے پیچھے خود بخود آتی ہے پر دنیا دار دنیا کی خاطر رنج اور تکلیف اُٹھاتا ہے پھر بھی اُسے دنیا سے آرام نہیں ملتا ۔ دیکھو صحابہ نے دنیا کو ترک کیا اور وہ دنیا میں بھی بڑے مالدار ہوے اور عاقبت کا بھی پھل کھایا ۔)

سوال ہوا کہ بعض مخالف بھی الہامات کا دعوی کرتے ہیں تو صادق اور کاذب میں کیا شناخت ہوئی

فرمایا ۔ (یہ بہت آسان ہے وہ ہمارے مقابل میں آ کر یہ دعوی شائع کریں کہ اگر ہم سچے ہیں تو ہمارا مخالف ہم سے پہلے مر جائے گا ۔ تو ہمیں پختہ یقین خدا تعالی کی طرف سے دیا گیا ہے کہ اگر ایک دس برس کا بچہ جس کے واسطے زندگی کے تمام سامان موجود ہوں اور کثیر حصہ اس کی عمر کا باقی ہو وہ یہ دعوی کر کے ہمارے برخلاف کھڑا ہو جائے تو اللہ تعالی اُسے ہم سے پہلے موت دیگا ۔)

ملفوظات احمدیہ

لوگوں کو لازم ہے کہ آخرت پر نظر رکھیں عذاب سے پہلے ڈرنا چاہیئے ۔ مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست ۔ دیکھو نوح وغیرہ قوموں کا انجام کیا ہوا ۔ ہر ایک کو لازم ہے کہ دل اگر سخت بھی ہو تو تو اُسکو ملامت کر کے خشوع و خضوع کا سبق دے ۔ ہماری جماعت کے لئے سب سے ضروری ہے کیونکہ انکو تازہ معرفت ملتی ہے ۔ اگر کوئی دعوی تو معرفت کا کرے مگر اُس پر چلے نہیں تو یہ لاف و گذاف ہی ہے اس لئے ہماری جماعت دوسروں کی غفلت سے خود غافل نہ رہے اور ان کی محبت کو سرد دیکھکر اپنی محبت کو ٹھنڈی نہ کریں ۔ انسان بہت تمنا ئیں رکھتا ہے غیب کی قضا و قدر کی کسکو خبر ہے آرزوں کے موافق زندگی کبھی نہیں چلتی ہے آرزوں کا سلسلہ اور ہے اور قضا و قدر کا سلسلہ اور ہے اور یہی سلسلہ سچا ہے ۔ یاد رکھو کہ خدا تعالی کے پاس انسان کے سوانح سچے ہیں اسے کیا معلوم ہے کہ اس میں کیا کیا لکھا ہے اس لئے دل کو جگا جگا کر متوجہ کرنا چاہیئے ۔

۱۴/۹۸ 1

افسوس کی بات ہے کہ عام طور پر مصائب کے آنیکی وجہ سے لوگوں کا عجب و نخوت دور نہیں ہوا ۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ دور نہ ہو نگی جب تک لوگوں کی ضد اور اکڑ دور نہ ہو گی ۔ میں دیکھتا ہوں کہ لوگ خدا تعالی سے پوری مصالحت کے لئے طیار نہیں ہیں مخلوق کی دوران میں لوگوں نے محسوس نہیں کیا ابتدا میں مکہ و مدینہ کا فتوی بھی اُڑا دیا کرتا تھا جب کبھی کوئی کہتا کہ مکہ معظمہ سے یہ فتوی آیا ہے تو لوگ ڈر جاتے تھے لیکن اب ان مصائب کو دیکھکر بھی لوگ نہیں ڈرتے ۔ میری رائے ہے جب تک کہ لوگ کامل طور پر رجوع نہ کریں تقدیر نہ بدلے گی ۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

۱۴/۹۸ 1

شیعہ مذہب اسلام کا سخت مخالف ہے ۔ اول شیعہ کا اعتقاد ہے کہ جبرئیل وحی لانے میں غلطی کھا گیا ہے ۔ دوم صحابہ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعاوں کے بعد حاصل ہوئے تھے ان کے نزدیک معاذ اللہ مسلمان نہ تھے سوم قرآن شریف جو اللہ تعالی کی پاک کتاب ہے اور جسکی حفاظت کا خود اللہ تعالی وعدہ کر چکا ہے شیعہ کے اعتقاد کیموافق قرآن شریف اصلی نہیں ہے امام مہدی اصل قرآن غار میں لیکے جا کر چھپ رہے ۔ چہارم بارہ اماموں تک ولایت ختم ہو چکی باقی قیامت تک آدمی وحشیوں کیطرح رہے اور خدا کو ان سے محبت نہیں ۔ پنجم خدا تعالی کے حبیب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو گالیاں دینا ورد شریف کے پڑھنے سے بھی زیادہ ثواب سمجھتے ہیں ششتم کسی اکابر اہل اللہ کو نیک نہیں سمجھتے میں نے اپنے اُستاد سے حضرت سید عبد القادر جیلانی رض کی نسبت سنا ہے کہ وہ گالیاں دیتے تھے ۔

اصل بات یہ ہے کہ سب سے زیادہ بدنام یزید ہے اگر اسکی شراکت سے امام حسین رض کی شہادت ہوئی تو برا کیا لیکن آج کل کے شیعہ سب ملکر وہ کام نہیں کر سکتے جو اُس نے کیا ۔

اہل کتاب کے کھانا کھانے پر بابو محمد افضل صاحب کے سوال پر فرمایا کہ تمدن کے طور پر ہندوں کی چیز بھی کھا لیتے ہیں اسی طرح عیسائیوں کا کھانا بھی درست ہے مگر باایں ہمہ یہ خیال ضروری ہے کہ برتن پاک ہوں کوئی ناپاک چیز نہ ہو ۔ ۱۵/۱۲

(ایڈیٹر)

بقیہ مضمون
قرآن کریم کی پیشگوئی کی حقیقت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی حقیقت کو اسی قسم کے نشانات اور تحدی آمیز دعووں کی بنیاد پر شروع کیا ہے جس کا خود قرآن کریم نے دعویٰ کیا اور اپنے حامل مبعوث کے لئے بڑے زور شور سے اس کا وعدہ کیا حضرت مرزا صاحب کی کرامت نمائی اور غیب گوئی کے دعاوی نے قرآن کریم کے دعوی مبارکیت اور حیّ دائم ہونے کی ویسی ہی درخشاں حمایت کی ہے۔ جیسی قرآن کریم نے الکتاب کی تصدیق و تکمیل میں اس کے انبیاء کی سیرت و تعلیم پر سے بہت سے داغ اور نقص دور کرنے میں کی ہے اپنی پیشگوئیوں سے موجودہ عظیم الشان مذاہب کے حامیوں پر کامل الصفات خدا کی غالب حجت ثابت کر دی ہے میں ان تین پیشگوئیوں میں سے صرف ایک ہی کے ذکر پر اکتفا کرتا ہوں جو اسوقت قریب الوقوع اور ایک ذی شان قوم سے تعلق رکھتی ہے۔ باقی دو کی نسبت پھر کبھی بحث کروں گا۔

عبداللہ آتھم (عیسائی) والی پیشگوئی کی نسبت میں

آتھم والی پیشگوئی بالکل قرآنی پیشگوئی کے ہم رنگ اور ہم شکل ہے۔

دیکھئے پرچہ الحق میں دکھا چکا ہوں کہ وہ کیسی بارعب اور باشان ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص اس کے سارے پہلوؤں پر نظر کر کے اس اعتراف سے کوئی چارہ دیکھے کہ وہ یقیناً زندہ خدا کی طرف سے ہے لیکن اسوقت مزید اظہار حق کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُسے باللفظ نقل کیا جائے۔ اور دکھایا جائے کہ وہ اپنے زور۔ قوت۔ وقار۔ طمانینت۔ اور علم غیب کے اشتمال میں بالکل قرآن کی اس پیشگوئی کے ہمرنگ ہے جس کی میں نے تفسیر کی ہے۔

آج رات جو مجھ پر کھلا وہ یہ ہے کہ جبکہ میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الٰہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔ تو اُس نے مجھے یہ **نشان** بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے **جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے** اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی **فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا** اور اسکو سخت ذلت پہونچے گی **بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے** اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اسکی اس سے **عزت** ظاہر ہوگی اور اسوقت جب یہ پیشگوئی ظہور میں آوے گی بعض اندھے سوجاکھے کیے جاویں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سننے لگیں گے **میں اس وقت اقرار کرتا ہوں** کہ اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے **تو میں ہر ایک سزا کے اُٹھانے کے لئے طیار ہوں** مجھکو ذلیل کیا جاوے۔ رو سیاہ کیا جاوے۔ میرے گلے میں رسّا ڈالدیا جاوے مجھکو پھانسی دیا جاوے ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔ **اور میں اللہ جل شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ زمین و آسمان ٹل جائیں پر اُسکی باتیں نہ ٹلیں گی۔**

میں ہرگز نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی سمجھدار بابصیرت آدمی اسے پڑھکر اور مخطط فقرات کی ماہیت میں غور کر کے اس بات سے انکار سکے کہ یہ زبردست رو جو اس زور شور کے ساتھ پہاڑوں کے دامنوں پر سے ٹکراتی ہوئی چلی آتی ہے لاریب اُسی منبع سے ہے جس کا نام قادر مطلق خدا ہے۔ اور میرے دل کی سی فطرت کے دل تو اسے خیال میں بھی نہیں لا سکتا کہ نصاریٰ جو توشتوں پر ایمان لانا ضروری سمجھتے ہیں اور بیبل کے نبیوں کی پیشگوئیوں (بروفیسر) کی صداقت میں بڑی بڑی کتابیں لکھتے ہیں اس واضح اور پُر زور پیشگوئی کے الہامی الاصل ماننے میں کیوں متردد ہو سکتے ہیں۔ حالانکہ وہ ایسی صاف۔ متعین۔ موقت۔ اور مبرہن پیشگوئی حضرت مسیح تک کی خبروں اور پیشگوئیوں میں بھی دکھا نہیں سکتے خصوصاً مسلمانوں کے پاس تو اس قسم کی پیشگوئی کے قبول کرنے میں کوئی عذر نہیں ہونا چاہیئے جنکی الٰہی

کتاب ایسے صدہا دعووں سے لبریز ہی مگر افسوس عوام تو کیا اکثر خواص بھی پیشگوئیوں کے وجود سے انکار کرتے ہیں اور بہتیرے ایسے ہیں کہ اگرچہ وہ نفس پیشگوئی کے تو قائل ہیں مگر مخصوصًا اس پیشگوئی کو جو اُن کے زمانہ میں ہوئی مدعی کی حقیت کا ثبوت نہیں مانتے انہیں اس بات کا تو اقرار ہی کہ قرون سابقہ میں ایسے مؤیدین اور منصورین ضرور کا تھے اور موجود ہوتے تھے مگر وہ اپنی اس زمانہ میں گوارا نہیں کرسکتے کہ کوئی تائید یافتہ شخص قرآن کریم کے ابدی دعوے کو پھر ویسا ہی مصدق اور زندہ کر دکھائے گو اس وقت عاجز اور ساکت کردینے والی آیات و علامات کی از حد ضرورت ہے مگر اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ اس پیشگوئی کی حقیقت میں شک کرنا اور پیشگو کو اُسکے دعاوی میں صادق نہ ماننا نہ صرف باریتعالی کا کفران نعمت ہے بلکہ قرآن کریم کے دعوی مبارکیت کی تکذیب وتخفیف کرنا ہے۔ پیشگوئی کرنے والے کے بلند دعوؤں کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ ایک لفظ میں کہدینا کافی ہے کہ اس کا دعوی ہے کہ میں اس زمانہ کی اصلاح کے لئے اللہ تعالی کی طرف سے مامور ومرسل ہو کر آیا ہوں۔ یہ دعوی اتنا بڑا ہی کہ اس سے پرے اور کوئی دعوی نہیں ہوسکتا۔ خدا تعالی فرماتا ہے **ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شیء**۔ یعنی بہت بڑا ظالم وہ شخص ہے جو اللہ پر ناحق کے افترا کرتا یا اس بات کا دعوی کرتا ہے کہ مجھپر وحی ہوتی ہے حالانکہ اس سے بالکل بے بہرہ ہوتا اس دعوی نے سارے جہان میں شور ڈال رکھا ہے سب کو میں ان کے عام و خاص الا ماشاء اللہ اس فکر میں ہیں کہ اس پکارنے والے کو

بیست و نابود کر ڈالیں۔ جو جو جس کے پاس ہتھیار ہے فضول و لاطائل مباحثہ کا۔ تکفیر کا۔ ناروا طعن وتشنیع اور بے اصل بہتانوں کا وہ اُسے چلا رہا ہے۔ تو کیا ایسے وقت میں جبکہ منکرین اسکی ہلاکت وتکذیب کے بدل خواستگار ہیں اور اس حسرت سے اُن کے دل خون ہوے جاتے ہیں کہ وہ مغضوب و مسلوب الاختیار قوم ہونے کی وجہ سے سیف وسنان کو استعمال نہیں کرسکتے اور کیا ایسی وقت میں جبکہ دعوی کرنے والے کو ہر طرح منظور ہے کہ وہ اپنے دعاوی میں صادق اور کامیاب ثابت ہو دشمنوں کے لئے یہ کافی اور خوشنی منانیکی جگہ نہیں کہ اس دعوی کرنے والے کے صدہا دیگر ثبوت صداقت وحقیت کے نہ اسکی تفرہیں۔ اس کے اور نشانات خود اس کے قول کے بموجب خاک میں ملجائینگے اگر اسکی یہ بہ زور تحدی والی پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔ یہ لوگ روز روز کی سردردیوں۔ سینہ سوزیوں اور جان کینوں سے چھوٹے اور قضیہ سہل پاک ہوگیا۔ یہ صاف بات ہے کہ جتنی بلندی سے کوئی شخص گرے اتنا ہی صدمہ اُسے پہونچتا ہے۔ مباحثے اور محابے تو ہوا ہی کرتے تھے۔ حضرت مرزا صاحب نے بھی مباحثہ کیا۔ دلائل جو اللہ تعالی نے انھیں بتلائے دئے۔ یہ ایک معمولی بات تھی۔ اسپر بھی مکذبین ومصدقین یا مادحین و مذممین کے دو گروہ عادتًا پیدا ہونے ممکن تھے۔ فریق ثانی نے بھی جو کچھ اس سے بن پڑا کیا اس کے جنبہ داروں نے بھی اپنی جگہ تسویلات کرکے اپنے دلکو خوش کرلیا کہ وہ مسلمانوں سے مغلوب نہیں ہوے۔ اب سوال یہ ہے کہ مرزا صاحب کو اس بالکل جدید اور غیر مترقب بات پیشگوئی پر کس نے مجبور کیا۔ اگر کسی بڑی کامل طاقت۔ عالم الغیب ہستی۔ متصرف الکل ہستی نے اسے خبر نہیں دی اور حوصلہ نہیں دلایا

تو اس کا دل گردہ نہ اس چھوٹے سے حجرہ کو مکان میں بلکہ دنیا بھر کے عظیم الشان میدان میں کیونکر اس کا محرک ہوا کہ وہ ایسا بڑا بول بولے جو اس کی ساری بنی بنائی عمارت کی اینٹ سے اینٹ بجادے۔ کیا اُسے اپنی زیست اور حریف کی موت پر اختیار تھا۔ کیا وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ نطا ہر اکیلا یتیم۔ بے سامان اور پوری معنوں میں عاجز ہے۔ پھر یہ دل۔ یہ اطمینان یہ فوق العادہ جرأت کہ **میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا ضرور کرے گا۔ زمین و آسمان ٹل جائیں پر اُسکی باتیں نہ ٹلیں گی**۔ کس ذریعہ سے اُسے پیدا ہوئی۔ یہ حیرت انگیز معما بصفائی تمام اس کلید سے حل ہوجاتا ہے کہ اُسی قادر مطلق خدا نے جسکا دائمی وعدہ ہے **انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا** الآیہ۔ یعنی ہم اپنے فرستادوں اور اُن کے متبعین کی دنیا کی زندگی میں ضرور مدد کریں گے۔ اُسی عالم الغیب خدا نے جس نے **الم** یا **انا اللہ اعلم** اپنی با جلال صفت بتائی ہے اپنی وقت پر بھیجے ہوئے بندہ حضرت مرزا کو بھی خبر دی کہ وہ ایسی وقت میں کہ اس کی ہمہ قدرتی کا انکار اور اُس کے پاک رسول محمد مصطفی احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہو رہی ہے ایسی قوم کے مقابل ایک نشان کھڑا کرے جو اسباب پرستی۔ اور شان و شوکت میں اور عصیان اور طغیان میں حد سے بڑھ گئی ہے

اللہ اللہ عجیب مقابلہ ہے۔ جسمانی زور۔ امدادی اسباب و سامان کی لاانتہا کثرت۔ علوم۔ فنون۔ طبابت حذاقت غرض تمام منع و دفع کے اسباب ایک طرف۔ اور بالکل اس کے برعکس دوسری طرف۔ کیا یہ وہی رسول عرب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی بیکسی اور مظلومیت اور محض بے سروسامانی اور مخالف اقوام کی کثرت و زور والا معاملہ نہیں بے شک ہے۔ لاریب سارے پہلوؤں سے ہے۔ پھر جب کہ یہ پیشگوئی پوری پوری قرآنی پیشگوئی کے ہمرنگ۔ ہم معنی اور ہموزن ہے بجائے اس کے کہ ساری قوم قرآن کریم کی تصدیق اور رسالۃ القرآن صلعم کی تائید کو ثابت ہوتے دیکھکر خوشیاں مناتے۔ شکر کے سجدات بجالاتے اسے تکذیب کی مصیبت میں و حسرات جان کھوتے ہوئے کیوں دیکھا جاتا ہے۔ پورا ہونے سے پہلے اس کا ماننا قبل از وقت ماننا نہیں ہے جب تم نے اسے خوب پرکھ لیا اور یعنی بخوبی ثابت کر دیا کہ یہ قرآن کریم کی پیشگوئی کے بالکل ہمرنگ ہے تو تم کیوں صحابہ کرام کے نمونہ پر قبل از وقوع اسے بصدق دل قد وقع اعتقاد نہیں کرتے۔ مبارک وہی ہیں جو صادقین کی صداقت کو امتحان کی بھٹی میں ڈالنے کی فکر میں لگے نہیں رہتے بلکہ فوراً قرائن مرجحہ کی امداد سے انکی باتوں کو قبول کرتے اور سابقین مخلصین کے زمرہ میں داخل ہوتے ہیں۔ کیونکہ اسی کے نمایاں طور پر شکیوں اور مکذبوں کے حصہ میں سوائے رونے اور دانت پیسنے کے اور کچھ نہیں آتا۔ نہایت افسوس سے سنا گیا ہے کہ آج کل جو تازہ کارروائی بڑی حسرت محنت سے

شیخ بٹالوی صاحب کر رہے ہیں وہ اس پیشگوئی کی تکذیب کے لئے مختلف معبودوں اور مواد سے مدد لینا ہے۔ انھیں کبھی تو یہ ثابت کرنے کا حوصلہ دکھانا پڑتا ہے کہ یہ ہرگز پوری نہ ہوگی۔ مگر پھر معاً ایک بودے۔ بزدل۔ اور ضعیف الاعتقاد کی طرح انھیں یہ کھٹک لگ جاتی ہے کہ شاید یہ پوری ہو جائے کیونکہ پیشگوئی کے الفاظ میں زور اور ہیبت ہی ایسی ہے کہ منکر کا دل بھی اندر ہی اندر متاثر ہو جائے بغیر رہ نہیں سکتا۔ کبھی تو وہ صفحوں کے صفحے جوگیوں اور جوتشیوں سے نظیریں لانے میں سیاہ کرتے ہیں اور کبھی اس سے بھی زیادہ قابل استہزا باتیں اس کے کمزور کرنے میں کرتے ہیں۔ افسوس اگر وہ ذرا بھی قرآن کریم میں تدبر کرنے کا مادہ رکھتے تو اس صداقت کو کب سے سمجھ چکے ہوتے کہ ملاء اعلیٰ کی کارروائی میں جو صفات الٰہی کا دربار ہے مرحوم جوگیوں اور جوتشیوں کو ہرگز دخل نہیں۔ اور ملاء اعلیٰ کی کارروائی سے مراد ان امور کلیہ کی تدبیر و اجرا اور تقدیر و قضا ہے جو باری تعالیٰ کی تنہا مشیت اور قطعی ارادہ کے ساتھ عالم روحانی و جسمانی کے سرانجام کے لئے انفصال پاتے ہیں۔ اس دربار کے ارکین و وسائط اس عالم کے درباروں اور ان کے اعضائے

جوگی پیشگوئی کرنے پر قادر نہیں

شوریٰ سے کوئی مناسبت نہیں رکھتے کہ ان سے مہمات میں صلاح و مشورہ لیا جاتا ہے بلکہ ان کی نسبت پاک کتاب خبر دیتی ہے لایسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون یعنی انکی جبلت و فطرت ایسی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے علاوہ اور بڑھکر اپنی فطرت سے کچھ کہیں بلکہ انکا نتیجہ ایسا ہے کہ باری تعالیٰ کا جیسا امر ہو وہ اس پر عمل کرتے ہیں یعنی وہ نے کی طرح محض وسائط ہیں جس طرح کا امر الٰہی ان میں نفخ ہو وہی آواز لامحالہ نکلتی ہے اور یہی درحقیقت ملائکہ کی حقیقت ہے بہرحال یہ نہایت پختہ اور طے شدہ بات ہے کہ قرآن کریم اس اعتقاد کی سخت تردید کرتا اور اسے اعتقاد کفر قرار دیتا ہے کہ مرسلات الٰہی کے ایسے امور کو کوئی جوگیوں اور جوتشیوں سے منسوب کرے۔ چنانچہ فرماتا ہے لایسمعون الی الملاء الاعلیٰ و یقذفون من کل جانب دحورا و لھم عذاب واصب الا من خطف الخطفۃ فاتبعہ شہاب ثاقب یعنی کاہن اور جوتشی گروہ کو یہ قدرت نہیں کہ باری تعالیٰ کی ان غیب الغیب تدبیروں کو جو کائنات میں مختلف تصرف کرنے کے لئے اپنے خاص دربار میں جو انسان ضعیف کی قوائے جسمانی و روحانی سے اعلیٰ و برتر ہے انہیں اصدار فرماتا ہے کسی طرح بھی سن سکیں۔ بلکہ انہیں تو ہر طرف سے دھکے ملتے ہیں۔ اور انہیں یہ جانکاہ صدمہ عذاب لازم کی طرح دامنگیر رہتا ہے کہ نبی امی کی جلالی پیشگوئیوں کے سامنے انکی صدیوں کی ساری گرم بازاری ٹھنڈی پڑ گئی۔ اور قرآن مجید نے ان کے پستکوں کو جھوٹ اور بہتان کے گندے تودے ثابت کر دیا۔ اور اگر کوئی سارے علمی زور لگا کر اور تمام قلبی طاقتوں کو خرچ کرکے کچھ اخذ بھی کرنا چاہتا ہے تو امور آسمانی کا جلال ان کی آنکھوں کو چکا چوند کر دیتا ہے اسلئے کسی صورت میں بھی نبی کی درخشاں صداقت کا ان کی حق و باطل سے ملی ہوئی بات مقابلہ نہیں کر سکتی۔ بد حقیقت اس سے بڑھکر کیا بے انصافی ہو گی کہ خدا کی اپنی مخصوص اسرار کی باتوں میں کلاب الدنیا کو بھی حصہ دار سمجھا جائے۔ اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے عالم الغیب فلا یظہر علی غیبه احداً الا من ارتضیٰ من رسول فانه یسلک من بین یدیه ومن خلفه رصدا لیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربہم یعنی وہ عالم الغیب ہے اور اس علم کو اپنا ہی خاصہ رکھا ہے اسلئے اسکی قدوسیت اور غیرت نہیں چاہتی کہ کسی دوسرے کو غیب گوئی کی باتوں میں حصہ دار کرے بجز اس شخص کے جسے وہ اپنی مرضی سے اپنے ارادوں کے پورا کرنے کے لئے برگزیدہ فرماتا ہے اور اسکی صفائی فطرت اور امانت جبلت پر اسے پورا بھروسا اور علم ہوتا ہے کہ وہ اس امر کو ناپاک ملونی سے محفوظ رکھے گا اسپر بھی وہ اپنے علم محیط کے پہرے چوکی اسکے گرد وپیش لگائے رہتا ہے کہ نہ تو وہ خود اسمیں کم و بیش کر سکے اور نہ ناپاک مکذبین اسے خلق پر مشتبہ کر سکیں جب تک اس کا علم گواہی دے اٹھتا ہے کہ وہ برگزیدہ اپنے مربی اور آقا کے پیغام کو پوری ایمانداری سے بلا مزاحمت ادا کر چکے ہیں۔

بٹالوی صاحب نے اس تردید میں کن سے سبق لیا۔

یہ اسی جنس کے اعتراضات ہیں جو بعض معترضین قرآن کریم کے امور غیبیہ پر کرتے اور انہیں بزرگوں سے سیکھکر عیسائیوں نے بھی اس راہ پر قدم مارا اور آخر کار مجدد زمان کی تکذیب کے لئے اشاعت کے ایڈیٹر شیخ بٹالوی نے بھی انہیں استادوں کو اپنا ہادی و مقتدا بنایا۔ اور آتھم والی پیشگوئی پر کلام کرنے میں نصارا اور مشرکین سے جو کچھ سیکھا تھا حرف حرف ادا کر دیا۔ تعجب پر تعجب آتا ہے کہ مرزا صاحب ہی کو اس جہان کا سارا اختیار دیدیا گیا ہے۔ فصاحت و بلاغت ہے تو انہی کے پاس۔ انشاپردازی ہے تو انہی کے پاس۔ کتاب پر کتاب لکھنے کی حیرت انگیز قدرت ہے تو انہی کے پاس۔ ایک عالم کے مقابل تحدی اور دعوی ہیں تو انہی کے پاس۔ قرآن کی معجزانہ تفسیر کے دعوی ہیں تو انہی کے پاس۔ اور بالآخر علم نجوم۔ رمل۔ قیافہ کہانت اور کیا کیا اور کیا کیا اور کیا ہیں تو انہی کے پاس۔ الغرض ساری اجناس جنات بھی انہی کے تابع ہیں یہانتک کہ ملک الموت بھی انہی کی انگلی کے اشارہ پر چلتا ہے۔ اللہ اللہ عجیب معاملہ ہے۔ کوئی ان دانشمندوں سے پوچھے کہ پھر تم کیا ہو اور تمھارے لشکر کیا ہیں گویا حق سے بھی تم محروم اور جھوٹ بھی تمھارے پاس نہیں پھر تم کس شیخی پر سرسوں سے بھری توپیں لئے مقابلہ کرتے ہو۔ حضرت مسیح علیہ السلام پر جب اسی طرح مار کھائے ہوئے یہودی عالموں نے اعتراض کیا کہ تو بعل زبول کی مدد سے ایسے اسرار دکھاتا ہے سبحان اللہ اس برگزیدہ موعود (علیہ وعلی نبینا الصلوۃ والسلام) نے کیا خوب جواب دیا "کیا بعل زبول اپنے کارخانہ کو آپ تباہ کرنا چاہتا ہے" مطلب یہی ہے شاید الفاظ اور ہوں غرض تمھیں کیا اندھیر پڑ گیا۔ تم ایسے اپاہج کیوں ہو گئے۔ تم بھی اپنے سارے معبودوں۔ جوگیوں۔ جوتشیوں رمالوں وغیرہ سے مدد لو۔ قد استکثرتم من الانس۔ کثرت تمھاری طرف ہے۔ ایک جہان سے تنہا آدمی کا کوئی انتظام نہیں ہو سکتا۔ اور یاد رکھو تم کسی ہتھیار سے اسکا مقابلہ نہ کر سکوگے اور ہرگز نہ کر سکوگے۔ اور یہی اس کے منجانب اللہ ہونے کا زبردست نشان ہے۔ وللہ الحمد۔

اب میں انکی اس ناکامیاب کوشش کی بابت کہ وہ کہاں تک لغو اور بیہودہ اور قرآن کریم سے کسقدر انکی ناواقفیت پر دلالت کرتی ہے اور زیادہ لکھنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ اسی قدر سے جو لکھا گیا ہے رہتی کا ڈھونڈنے والا پورا مطلب پا سکتا ہے اور بڑی صفائی سے سمجھ سکتا ہے کہ یہ دل ناپاک جوتشیوں اور جبری و فونی آسمانی آدمیوں میں کیا فرق ہے۔ شیخصاحب کچھ

ہمنے اتنا زور اس مضمون پر کیوں دیا

اسی لکھیں اور کچھ ہی کہیں۔ مگر افسوس ہے تو صرف اسی کا کہ وہ حضرت مرزا صاحب کی تکذیب کے فکر میں قرآن کریم کے بینہ اصول کی تردید کی بھی پروا نہیں کرتے ہمیں اسبات کا ذرا بھی خوف نہیں کہ اس مسکین کی تحریریں کچھ وزن و وقعت رکھتی ہیں۔ کیونکہ اس کے نتیجے سے بھرے ہوئے کفرنامہ کی ارمان بھری ناکامی یا دشمن کامی نے ثابت کر دیا ہے کہ عباد اللہ پر اسے کوئی سلطان نہیں ہے۔ ہماری غرض اس مضمون سے صرف اتنی ہے کہ وہ جو ازلی سعید ہیں وقت سے پہلے اس ندا کو سنیں اور قبول کریں۔ اور وہ نیک فطرت جو بالقوہ مادۂ قبول رکھتے ہیں مگر درمیان میں شیطانوں اور مغویوں کے اغوا و اضلال سے شک و تردد کی ظلمت میں گرفتار ہو گئے ہیں اور اپنے دلوں میں یہ ٹھانے ہوئے ہیں کہ وہ انجام کار جب یہ خبر پوری ہو جائیگی بڑی خوشی سے قبول کرینگے وہ ایک صادق کی صداقت کو قبل از ظہور محض حسن ظن سے مان لیں۔ ورنہ بالکل یکی اور سچی بات ہے کہ دنیا میں ایک نذیر آیا دنیا نے اسے قبول نہ کیا پر خدا اسے قبول کریگا اور زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔ سو اب وہ وقت آگیا ہے کہ زور آور حملوں سے جو ایسی ہی پیشگوئیوں کے پورا ہونے سے مراد ہیں اسکی صداقت ظاہر ہو۔ والعاقبۃ

عبد اللطیف [illegible]

بقیہ مضمون تقریر

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۲۱ جلد ۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کے سامنے یہ دعویٰ بڑے زور اور قوت سے پیش کیا کہ میں مثیل موسیٰ ہوں اور فرمایا کہ جس نبی کا توریت میں وعدہ دیا گیا ہے وہ میں ہی ہوں۔ مگر یہود نے اپنی شقاوت اور تکذیب الرسل کی عادت کی بنا پر کہا کہ نہیں مثیل موسیٰ کی بشارت کے وہ معنی ہرگز نہیں جو آپ نے قرار دئیے ہیں وہ نبی موعود اسرائیل ہی کے خاندان اور نسل سے ہوگا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دعویٰ کو نہیں چھوڑا اور یہی فرماتے رہے کہ تم غلطی پر ہو وہ نبی موعود میں ہی ہوں اور وہ اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ہی ہونا ضروری ہے اور یہی خدا تعالیٰ کا منشا اس بشارت میں ہے۔

توریت کا کلام درحقیقت ذو الوجوہ تھا مگر محمد موعود صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والوں نے کن قرائن مرجحہ کو دیکھا تھا جو آپ کے اس دعوے مثیلیت کو سنتے ہی ایمان لائے اور انشراح صدر کے ساتھ بول اُٹھے کہ وہ موعود جو موسےٰ کی مانند مثیل آنے والا تھا وہ تو ہی ہے میں تمھیں بتاتا ہوں کہ وہ قرائن کونسے کیا تھے؟ **وہ صرف تائیدات الٰہیہ تھیں** جنکو انھوں نے دیکھا تھا۔ احبار یہود اس موید من اللہ کے سامنے شرمندہ ہوئے اور مقابلہ میں مخذول ہوئے۔

اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں کے مقابلہ میں **فارقلیط** ہونیکا دعویٰ کیا مگر عیسائیوں نے کہا کہ فارقلیط سے مراد **روح حق** ہے اور انھوں نے اصرار کیا کہ آپ فارقلیط کے مصداق نہیں ہیں۔ بیشک فارقلیط ایک ایسا لفظ تھا جو اعراب کے پس و پیش ہونے سے مختلف معنوں میں مستعمل ہو سکتا تھا اور اس طرح پر کم از کم ایک لفظ متنازعہ فیہ ہو سکتا تھا مگر آپ نے پوری بصیرت اور تحدی کے ساتھ یہی کہا کہ نہیں **فارقلیط کے وعدہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھی کو موعود ٹھیرایا ہے** آخر ہزاروں فارقلیطوں نے فوق الفوق تائیدات کو دیکھکر **تسلیم کیا کہ بے شک فارقلیط آپ ہی ہیں**

اسی طرح پر **اس صدی کے امام نے** پوری بصیرت اور شوکت اور جلال کے ساتھ یہ دعویٰ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس **مسیح** اور **مہدی** کا وعدہ کیا تھا کہ اصلاح اُمت کے لئے آئے گا **وہ میں ہوں** ہاں وہ مسیح جو صلیب کو پاش کرنے اور دجال کے قتل کے لئے آئے گا **وہ میں ہوں** اسپر علماء اسلام نے اسی طرح پر جیسے یہود کے احبار اور عیسائیوں کے راہبوں نے ایک شور محشر برپا کیا تھا۔ شور مچایا کہ نواس بن سمعان کی حدیث میں یوں لکھا ہے اور نزول کے یہ معنی ہیں اور توفی کی بحث یوں ہے غرض ایک لمبا سلسلہ الفاظ پرستی اور صرف و نحو کے گورکھ دھندے کا سامنے رکھدیا۔ لیکن اس امام نے اپنے متبوع صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلکر بڑے زور اور تحدی کے ساتھ یہی فیصلہ کیا کہ

وہ موعود میں ہوں

اور امور متنازعہ کے متعلق ایسا لطیف مدلل **ججمنٹ** دیا کہ کسی سلیم الفطرت نیک طینت انسان کو ماننے کے سوا چارہ ہی نہیں رہ سکتا۔ احادیث کے متعلق ایک قول فیصل اور گر بتایا کہ جو احادیث سلسلہ تعامل کے نیچے نہیں ہیں انکی صحت کے لئے کبھی خطا نہ کرنے والا معیار **قرآن شریف ہے** جو حدیث قرآن شریف کے منافی نہیں وہ قرآن کی خاطر ماننے کے قابل ہے۔ اور اگر قرآن کے خلاف کوئی راہ نکالتی ہے۔ تو ہم بڑی قوت سے اس کو کوڑے میں پھینک دیں گے۔ کیونکہ قرآن شریف وہ مقدس اور محفوظ کتاب ہے جسکو انسانی ہاتھوں نے نہیں چھوا اور احادیث بہرحال انسانی ہاتھوں کے نیچے آ لی ہیں۔

اور باقی امور توفی و نزول کے الفاظ پر بحث کرنیکے بعد مختلف اقوال اور احادیث پر یہ فیصلہ کیا کہ صحیح معنے وہی ہوں گے جو مؤید من اللہ کرے اور اسی کا فہم صحیح اور درست ہوگا جو روح القدس سے فیض یافتہ اور خدا تعالیٰ کی تائیدات سے حصہ وافر رکھتا ہو حدیث اور قرآن کے سمجھنے میں جو بلاواسطہ خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے وہ **حکم** سمجھا جاوے گا اور یہ امر کہ مؤید بروح القدس کون ہوگا اس طرح فیصل کیا۔ کہ خدا تعالیٰ کی یہ سنت استمراری ہے کہ وہ اپنے ماموروں اور مرسلوں کو تین قسم کے بڑے بڑے بین نشان دیا کرتا ہے

اول مغز شریعت اور اسرار کتاب اللہ کو انپر کھولا جاتا ہے پس میرے ساتھ مقابلہ کر کے دیکھلو جو قرآن کریم کے حقائق اور معارف کو وسعت کے ساتھ فصیح و بلیغ زبان میں بیان کرنے پر قادر ہو سکے گا وہی خدا کی پاک روح سے تائید یافتہ ہوگا یہ تحدی بڑے زور و شور کے ساتھ ہندوستان و پنجاب کے تمام گوشوں میں کی گئی کوئی بھی ایسا مرد نہ اُٹھا جس نے اس دعوی کو توڑنے کے لئے اعلان کیا ہو۔ اور پھر سب سے بڑھکر قدرت خداوندی کا نمونہ ہے کہ **اس مرد خدا نے** اس تحدی کے ساتھ ہی دوسری تحدی یہ بھی کردی تھی کہ تم میں سے کوئی بھی نہ ہوگا جو انفرادًا یا اجتماعًا میرے مقابلہ پر قرآن کریم کے معارف بیان کرنے کے لئے کھڑا ہو سکے۔ ایک

عمرالدین

سلیم الفطرت انسان کے سامنے یہ عظیم الشان تحدی بہت بڑی وقعت رکھتی ہے کہ کبھی کوئی معمولی طاقت معمولی دل و دماغ کا انسان جو تمام انسانی کمزوریوں کا اسی طرح آماجگاہ ہے جسطرح دوسرے ہیں۔ ایسی بلند پروازی نہیں کرسکتا جب تک کہ وہ فوق الفوق قوت کے اثر سے متاثر نہ ہو۔ ورنہ بات کیا ہے کہ ایک بھی عالم۔ فاضل قرآن داں اس کے مقابلہ میں نہیں نکلتا اور کچھ بھی بھلا برا نہیں لکھ سکتا میرے دوستو! آپ اس باریک سر پر جسقدر غور کریں گے اسی قدر لطف اٹھائیں گے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ اپنے منصور و مظفر مامور کی تحدی کے وقت دوسروں کی قوتوں اور طاقتوں کو سلب کر لیتا ہے بات اصل میں یہ ہے کہ اگر تحدی کے وقت دوسرے کچھ بھی بھلا یا برا اناپ شناپ معارضہ کر سکیں تو کم از کم وہ تحدی ملتبس ہو سکتی ہے لیکن خدا تعالیٰ کی **امتیازی حکومت اور امتیازی غیرت** کبھی پسند نہیں کرتی کہ یہ التباس ہو اس لئے اس تحدی کرنے والے کے مقابلہ میں جو خدا تعالیٰ کی پاک روح کی تائید سے بولتا ہے مخالفوں کی ساری طاقتیں سلب کر لی جاتی ہیں۔ یہ ایک نشان ہوتا ہے جو دیکھنے والے کی آنکھوں میں بصیرت کا موجب ہوتا ہے۔

غرض بات اپنے مقصد سے نکلی جاتی ہے اور یہ ایک ایسا لذیذ اور لمبا سلسلہ ہے کہ اگر میں اسی پر بولتا جاؤں تو خدا کو علم ہے کہ سلسلہ کلام کہاں تک طول پکڑ جائے اسلئے پھر اصل مطلب کی طرف آتا ہوں۔

دوسرا دعاؤں کی قبولیت کی شناخت کا ایک نشان ہوتا ہے چنانچہ اس بات کی نسبت آپ کی تحدی ہے کہ جو خدا کی طرف سے مامور و مؤید ہے وہ دعاؤں کی قبولیت میں میرا مقابلہ کرے اس دعوی کے مقابلہ میں بھی کوئی صوفی سجادہ نشین پیرزادہ نہ ہوا جو مقابلہ کر کے دکھا دیتا کہ خدا کے ہاں کس کی دعاؤں کو پایہ پایہ کا شرف حاصل ہے۔

تیسرا اور عظیم الشان **نشان** غیب کی پیشگوئیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے ماموروں کو عطا کرتا ہے چنانچہ آپ لوگ اور ایک عالم گواہ ہے کہ کسقدر پیشگوئیاں اس **جری اللہ فی حلل الانبیا** کی پوری ہوئیں **الحاصل** اس دعوے کے ساتھ جو ایک قوت اور بصیرت کی بنا پر پیش کیا گیا تو پھر کس کا دل گردہ تھا کہ خم ٹھونک کر اس کے بالمقابل میدان میں نکلتا۔

یہ تین قسم کی اصلاحیں ہیں جنھوں نے اسکو **خاتم ولایت کا تاج** پہنایا ہے۔ اور طبعی اور فطرتی طور پر اسکو حق پہونچتا ہے کہ وہ یہ دعوی کرے کہ میں **خاتم الخلفا ہوں** اور میرے بعد جو آئیں گے اور ضرور آئیں گے اور قیامت تک آئیں گے وہ اسی سلسلہ کو زندہ کرنیوالے ہوں گے۔

اسوقت تک میں نے جو کچھ بیان کیا ہے یہ ہے جو اندرونی مفاسد کی اصلاح کے لئے اس نے کیا ہے اب میں چاہتا ہوں کہ مختصر طور پر ان امور کا ذکر کروں جو بیرونی مفاسد کی اصلاح کے لئے اس امام نے کئے ہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ بیرونی مفاسد کی اصل الاصول تین قومیں ہیں اور باقی سب ان کے فروع ہیں سب سے بڑی اور عظیم الشان قوم جسکے دجل نے سمندر کو پی لیا ہے اور زمین کو ایسی لپیٹ لیا ہے جیسے منشی کاغذ کو لپیٹ لیتا ہے **اور جو دجل** مختلف رنگوں میں سینوں میں گھس گیا ہے **وہ پادریوں کا فرقہ ہے** ان کی تردید میں جب سے مسلمان دنیا میں ہوئے ہیں بڑے بڑے علما اٹھے ہیں۔ **شکر اللہ سعیہم** انھوں نے اپنے ایمان کے موافق اپنے فہم اور علم کے موافق بڑی کوششیں کی ہیں۔ مولانا **رحمت اللہ** صاحب ڈاکٹر وزیر خان صاحب حافظ ولی اللہ صاحب اور مولوی آل حسن صاحب وغیرہم نے (خدا ان سے راضی ہو) ان لوگوں کے مقابلہ میں قلم اٹھائے ہیں لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس دجل کو روز افزوں ترقی ہوئی ہے اور یہ کفر و تاریکی کا مجسمہ دن بدن زیادہ خطرناک اور بھیانک ہوتا گیا ہے اس پر کسی تحریر اور قلم کا رعب نہیں پڑا۔ کیونکہ اگر کسی نے پچاس صفحہ کی کتاب لکھی تو انھوں نے ۵۰۰ صفحہ کی کتاب لکھ دی اور اصل تو یہ ہے کہ ان کی شوکت جمعیت دولت اور ہر قسم کی پرزور اور پر دجل کارروائی کے آگے بے زر۔ بے کس منتشر مسلمان کر ہی کیا سکتے ہیں۔ میں نے جہانتک تاریخوار مباحثے پڑھے ہیں کسی مباحثہ کا رعب دل کو چیر کر نکل جانے والا ان پر نہیں پڑا۔ جو انکو شرمندہ کرتا اور منہ دکھلانے کے قابل نہ چھوڑتا۔ مگر اب **مسیح موعود کسر صلیب** کا مدعی آیا جسنے ان کے **سحر** کو توڑا اور انکے دجل کو جو **باطل** اور تاریکی کا مجسمہ تھا چکنا چور کر دیا اسلئے اسے زیبا ہے کہ اپنا نام **مسیح موعود** رکھے ہاں اسی سزاوار ہے کہ وہ اپنا نام **کاسر الصلیب** رکھے۔

میں مختصر طور پر دکھاتا ہوں کہ اس نے اس صلیبی مجسمہ کے توڑنے کیلئے کیا کیا ہے اس نے تین حربے اس باطل کا سر توڑنے کے واسطے نکالے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

باقی آئندہ

انسان اپنے کھوئے ہوئے نور ہدایت کو کس طرح پا سکتا ہے

وہ انسان جو نور قلب کی ہدایت کی برخلاف کرنے سے حالت طفلی کی مسرت کو کھو بیٹھا اور فطرت اسلامی کی خوبیوں سے برکنار ہو گیا ہے جو عصیان و انحراف کے دور و دراز ملک میں بھٹک گیا ہے شیطان کے فریب سے درجہ انسانیت سے گر کر حیوانات کے حضیض اسفل السافلین کو پہنچ گیا ہے۔

اس نور کے پھر پانے اور کھوئی ہوئی دولت کو مکرر حاصل کرنے کی اس کے لئے ایک ہی ترکیب ہے جو فطرۃ اللہ کے موافق اسلام نے بیان کی۔ وہ کیا ہے سچی توبہ۔ انابت۔ استغفار۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ اے مومنو تم سب کے سب اللہ ہی کی طرف توبہ کرو تاکہ تم فلاح حاصل کرو۔

پس توبہ کیا ہے؟ خدا سے پکا عہد و پیمان کہ اب پھر بُری راہ پر نہ چلوں گا اور نور ہدایت کے خلاف نہ کروں گا خداتعالیٰ بڑا غفور رحیم اور توبہ قبول کرنے والا ہے اور اس کی رحمت عظیم ہے۔ سچی توبہ پر جھٹ ماضی سے درگذر کرتا اور سب کھوئی ہوئی نعمتیں یکے بعد دیگرے عطا فرماتا ہے بھٹکے ہوئے انسان کے لئے سوائے رونے اور چلانے کے اور کوئی علاج نہیں۔ جس طرح پانی سے بدن کا میل دور ہوتا ہے اسی طرح پانی ہی سے روح کی کثافت بھی دور ہوتی ہے آب طہور کا چشمہ یہی دونوں آنکھیں ہیں۔ جب تک انسان اپنے گناہوں سے سخت نادم ہو کر خدا سے مغفرت کے لئے دعا نہ مانگے گا گناہوں سے آزاد نہ ہو گا۔

لیکن دعا کیا ہے۔ کیا چند عربی فقرات جو بے سوچے سمجھے منہ سے کہہ دیے جائیں۔ نہیں۔ دعا دل کی آواز ہے جو دعا دل سے نہیں ہوتی۔ خدا تک نہیں پہنچتی۔ صرف لفظوں سے ہم خدا کو ٹھگ نہیں سکتے وہ ہمارے دلوں کا دیکھنے والا ہے۔ جب تک ہمارے دلوں میں سچی ندامت اور افسوس نہیں تب تک صرف لفظوں کے بکنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اصلی دعا جس کی شان حدیث میں ہے اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ یعنی دعا عبادت کا مغز اور خلاصہ ہے اور ایک روحانی تضرع ہے۔ جب انسان پورا نادم ہو کر اپنی روحانی آنکھ کو خدا کی طرف مدد کے لئے پھیرتا ہے اسی کا نام دعا ہے۔ جب انسان خدا کی طرف مدد کے لئے رجوع ہو گیا تو گو اس نے زبان سے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ لیکن اس نے دعا مانگی اللہ تعالیٰ کا جو وعدہ ہے کہ اُدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ دعا مانگو میں قبول کرونگا وہ اسی سچی دعا کے لئے فرمایا ہے زبانی بک بک صرف لفظ ہے۔ وہ زبان ہے دعا نہیں ہے۔ زبانی دعا جب تک دل سے نہ ہو۔ محض بیہودہ ہے

سچی توبہ کیا ہے آئندہ کے لئے قصد مصمم کرنا کہ میں یہ گناہ پھر نہیں کروں گا۔ ورنہ جو شخص منہ سے تو توبہ کرتا جائے اور برابر گناہ پر اصرار کئے رہے اس توبہ کا کچھ اعتبار نہیں حدیث میں ہے کہ اَلْمُسْتَغْفِرُ مِنَ الذَّنْبِ وَهُوَ مُقِيْمٌ عَلَيْهِ كَالْمُسْتَهْزِئِ بِرَبِّهٖ گناہ سے توبہ اور استغفار کرنے والا جب اپنے گناہ پر قائم رہے اور چھوڑے نہیں ایسا ہے جیسے (معاذ اللہ) اپنے رب کے ساتھ ہنسی کرتا ہے۔ اور ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ اِرْحَمُوْا تُرْحَمُوْا وَاغْفِرُوْا يُغْفَرْ لَكُمْ وَيْلٌ لِاَقْمَاعِ الْقَوْلِ وَيْلٌ لِلْمُصِرِّيْنَ الَّذِيْنَ يُصِرُّوْنَ عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۔ تم رحم کرو تم پر رحم تم لوگوں کے گناہ بخشو تمہارے گناہ معاف کیے جائیں گے۔ اس شخص پر افسوس جو قول و فعل کا سچا نہیں، اچھی بات کہتا تو ہے پر خود اس پر عمل نہیں۔ گناہ پر اصرار کرنے والے لوگوں پر افسوس جو بد افعالیوں پر عمداً اصرار کرتے ہیں

پس انسان کو وہ توبہ کرنی چاہیے جس کی شان میں یہ حدیث ہے کہ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ یعنی توبہ کرنے والا گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہو جاتا ہے جس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو

نیک صحبت بھی برائیوں سے بچنے اور کھوئی ہوئی فطری حالت کے حاصل کرنے کے لئے اکسیر ہے۔ توبہ کرنے والے انسان پر لازم ہے کہ طبیعت پر جبر کر کے بھی نیکوں کی صحبت اختیار کرے اور بروں کی صحبت سے بھاگے۔ بُرے سے بھاگنا ہی بڑی جوانمردی ہے۔ بُری صحبت سے اس طرح بھاگنا چاہیے جس طرح انسان زہریلے اور درندے جانوروں سے بھاگتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ زہریلے جانور کے زہر سے انسان کا صرف جسم مرتا ہے مگر بدکاروں کی صحبت سے ہمیشہ کے لئے روح تباہی میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ انسان کا برسوں جیلخانہ میں قید رہنا اس سے بدرجہا بہتر ہے کہ کسی بُرے آدمی کی صحبت اختیار کرے۔

خدا کی کتاب اور اخلاق کی کتابوں کا مطالعہ بھی کھوئے ہوئے نور فطری کے حاصل کرنے کے لئے کبریت احمر ہے۔ قرآن شریف کو باآداب تدبر و تفکر کے ساتھ مطالعہ کرنا۔ موت کو ہر وقت زیر نظر رکھنا۔ انجام کو یاد کرنا خدا کو حاضر و ناظر گننا۔ قرآن شریف کی آیات کو پڑھ پڑھ کر رونا اور ان پر غور کرنا وغیرہ افعال بھی نہایت مفید ہیں

ایڈیٹوریل نوٹس

عیسائی۔ عیسائیت اور شراب

۲۰ ویں سنہ رواں کو شملہ میں آرمی ٹمپرنس سوسائٹی کے اجلاس میں عالی جناب لارڈ کرزن بہادر نائب السلطنت ہند نے پر زور الفاظ میں مے نوشی کے نقصانات پر ایک طویل تقریر فرمائی اور ٹمپرنس سوسائٹی کی مساعی کو نہایت مبارک بتایا اور وعدہ کیا کہ اسی ملک میں نہیں بلکہ انگلستان جاکر کسی منصب جلیلہ پر ممتاز ہونے کی صورت میں بھی وہ اس مقصد کی تائید کرتے رہیں گے اور یہ مضمون انکے پیش نظر رہے گا +

اس میں شک نہیں کہ شراب ام الجرائم اور ام الخبائث ہے۔ لیکن جس پہلو پر ہم اس وقت روشنی ڈالنا چاہتے ہیں وہ ہمارے اس نوٹ کے عنوان سے مترشح ہوتا ہے۔ غور کرنے کی بات ہے کہ ایک طرف **حضرت مسیح** کے معجزات میں پانی کا شراب بنانا پادری بڑے فخر سے بیان کرتے ہیں اور جب تک موجودہ اناجیل کا مجموعہ موجود ہے وہ ان آیتوں کو نکال نہیں سکتے جنمیں مسیح کا شراب بنانا لکھا ہوا موجود ہے + بلکہ اسی شراب کے معجزہ پر بیچاری مریم کو اپنے نونہال سے وہ کچھ سننا پڑا جو بعض عیسائی مفسروں کے نزدیک بھی سخت بےحرمتی کا کلمہ قرار دیا گیا ہے اسکو بھی چھوڑ دو + ہم کہتے ہیں جبتک **عشاء ربانی میں شراب** کا استعمال ہوتا ہے اور یہ رک نہیں سکتا اسوقت تک شراب کی ممانعت اس کے مضار پر کسی عیسائی کا بحث کرنا ہم نہیں سمجھتے کہانتک مؤثر اور مفید ہو سکتا ہے + ہم نے اپنی جگہ بہت غور کی اور بہت سوچا کہ کیا ایک سچا عیسائی رہ کر شراب کی مذمت کر سکتا ہے یا اسکو چھوڑ سکتا ہے اگر شراب حقیقت میں عیسائی کے نزدیک بری ہے تو وہ ان معجزات کی نسبت کیا رائے رکھتا ہے جو مسیح کے شراب بنانے کے متعلق انجیل میں مرقوم ہیں۔ اور **عشاء ربانی** میں شراب کے استعمال کی نسبت جو مسیح کی سنت اور مسیح کی مقرر کردہ ہے۔ کیا کہیں گے ؟ یہ عقدہ کسی دانشمند عیسائی کے حل کرنے کے قابل ہے۔

ہماری رائے میں تو عیسائی عیسائی رہ کر شراب کو برا نہیں کہہ سکتا۔ بہرحال ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ عیسائی مذہب گو شراب کی مخالفت نہیں کرتا لیکن موجودہ زمانہ کے بڑے بڑے اہل الرای لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ یورپ کو کسی آنے والے خطرہ کی دھمکی دیتی ہے وہ کثرت شراب کی ہے اور اس کی برائیوں کو بھی بالاتفاق تسلیم کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ **اسلام** ہی ایک ایسا پاک مذہب ہے جس نے شراب جیسی چیز کو حرام کیا ہم یہ بھی دعوی سے کہتے ہیں کہ **اسلام** اور صرف اسلام ہی ہے جسکی رو سے شراب کا پینا حرام ہے + اس قسم کی عملی کارروائیوں سے صاف پتہ لگتا ہے کہ آخر اسلام ہی ایک مذہب ہو سکتا ہے۔ جو مذہب کی حیثیت سے عالمگیر مذہب ہے اسی لئے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے **یامر بالمعروف وینہی عن المنکر** ہر بھلی بات کا حکم دیتا ہے اور ہر بری بات سے روکتا ہے۔ مبارک وہ جو ایک سلیم فطرت لیکر اسلام کے مقدس اصولوں پر غور کرتے ہیں

ہندوستان میں شراب کی رو۔

ہم کو یہ معلوم کرکے ازبس افسوس ہوا ہے کہ ہندوستان میں سیلاب شراب بہت بری طرح پر طوفان لا رہا ہے چنانچہ اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۸۱ء میں سرکار کو آبکاری کے محاصل سے ۱۷ لاکھ ۵۵ ہزار پونڈ کی اور ۱۸۹۹ء میں باوجودیکہ ملک میں عالمگیر قحط پڑا ہوا تھا ۴۱ لاکھ ۱۷ ہزار پونڈ کی آمدنی ہوئی ولائت کی ٹمپرنس سوسائٹی نے گورنمنٹ ہند کو اسطرف توجہ دلائی ہے ہمارے خیال میں لاٹ کرزن کے سامنے یہ بھی ایک مشکل سوال ہے جس کا حل کرنا آسان نہیں ہے ایک طرف تو سرکاری آمدنی کا سوال ہے دوسری طرف شراب کے ان نقصانات کا اندیشہ کہ جسکو ابھی ابھی انھوں نے شملہ کی آرمی ٹمپرنس سوسائٹی کے اجلاس میں بیان کیا ہے۔ لیکن کیا اچھا ہو اگر لاٹ کرزن گورنمنٹ کی کمی آمدنی کا کچھ بھی خیال نہ کرکے قول مردان جان دارد پر عمل کریں اور منشی اشیا کے استعمال کو نہیں تو کم از کم اس کی کثرت کو سخت قوانین کے ساتھ روکدیں۔

یہ کیوں ؟

راولپنڈی میں گورنمنٹ نے پراٹسٹنٹ فرقہ کے ایک خاص گروہ کے لئے ایک عظیم الشان گرجا بنانے کی تجویز کی ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا گورنمنٹ نے اسی اصول کے موافق مسلمانوں کے لئے کوئی عظیم الشان مسجد یا ہندوؤں کیلئے کوئی مندر بھی تعمیر کیا ہے ؟ اگر نہیں تو پھر یہ گرجا سرکاری روپے سے کیوں بنایا جاتا ہے جب کہ اس ملکی روپیہ کے خرچ کرنے کے لئے اس سے بہتر مصرف موجود نہیں +

غالباً یہ سوال ایسی گورنمنٹ کے نزدیک جس کے عہد میں شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں اور حکومت کا طرز مذہبی حیثیت نہیں رکھتا سرسری نظر سے دیکھے جانے کے قابل نہیں۔

ٹرکی اور اس کے عمائد اور ہمارے حضرت علیہ السلام (حسین کامی وائس قونصل ترکی کے متعلق)

ہمارے حضرت سیدنا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود نے جو اعلان شائع کیا تھا اس میں آپ نے اس فراست حقہ کے ذریعہ جس کی شان یہ ہے کہ **اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ** ترکی کے عمائد اور ارکین کے متعلق بھی رائے ظاہر کی تھی۔ اور حسین کامی کے متعلق گویا ایک پیشگوئی کی تھی جو بعد میں اس کی خیانت۔ گرفتاری۔ معزولی۔ اور عتاب کے رنگ میں پوری ہو گئی۔ حال میں اخبارات کے ذریعہ ایک اور رنگ میں بعض عمائد ترکی کی اندرونی حالت کا پتہ لگا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ حال میں ایک خطرناک سازش کا افشا ہوا ہے جس میں سلطان المعظم کا چھوٹا بھائی رشید آفندی ولی عہد سلطنت اور جنرل عثمان پاشا کا خلف الرشید موجودہ عثمان پاشا اور فوج کے بعض اکابر عہدہ دار اس میں شریک تھے۔ عزت بے پرائیویٹ سکرٹری سلطان المعظم کے ذریعہ عین وقت پر یہ راز کھل گیا اکثر سازشی بھاگ گئے بعض نے خودکشی کر لی دو سو عہدہ دار گرفتار ہوئے ہیں جنہیں بارہ شخص بہت معزز مناصب پر ممتاز تھے۔ ہمکو سخت افسوس ہے کہ ٹرکی کے موجودہ سلطان اپنے اندرونی دشمنوں سے بھی مطمئن نہیں۔ اور اسطرح پر ایک اسلامی سلطنت جو پہلے ہی بتیس دانتوں میں ایک زبان ہو رہی ہے اندرونی سازشوں کے نرغہ میں مبتلا ہے کیا ہمارے مخالف الرائی مسلمان اب بھی حضرت اقدس کے اس اشتہار کے موافق نہ مانیں گے کہ ٹرکی کے عمائد اور ارکین کی حالت اچھی نہیں ہے۔

ہمارے ریفارمر (پچھلے دنوں لاٹ کرزن)

علیگڈھ تشریف لے گئے تھے اس تقریب پر علیگڈھ کالج کے ٹرسٹی پنجاب سے بھی تشریف لے گئے تھے۔ لاٹ کرزن نے اس ایڈرس کے جواب میں جو ٹرسٹیان علیگڈھ کالج نے آپ کو دیا تھا ان کو مذہبی **تعلیم** کی طرف بھی موثر اور زوردار الفاظ میں بہت بڑی توجہ دلائی۔ ہمکو امید تھی کہ لاٹ صاحب کی اس نصیحت پر عملی کارروائی بہت جلد شروع ہو جائیگی لیکن ہمکو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بجائے اس کے کہ مذہبی تعلیم کا سوال بڑے جوش اور زور کے ساتھ اٹھایا جاتا۔ بعض مسلمان اخبارات کا مشغلہ صرف وائسرای کے ساتھ دعوت میں شریک ہونے یا نہ ہونے کے سوال ہی کا رہ گیا اور اگر کسی نے کچھہ اور زیادتی کی تو سید محمود کے حقوق متعلقہ کالج اور ان کی صحت کے سوال کو بھی ساتھ رکھہ لیا! افسوس! کیا مسلمانوں کی ہمدردی اور بہی خواہی کا معیار اور معراج یہی ہے کہ زید کو وائسرای کے ساتھ ایک میز پر کھانے کا شرف کیوں نہیں دیا گیا اور بکر کو مدعو کیا اس میں زید کی توہین ہوئی وغیرہ وغیرہ۔ ہمارے نزدیک یہ ریفارمیشن نہیں اور سچے ریفارمر کی شان ہی یہ بعید ہے کہ وہ ان دینوی باتوں پر جاوے حقیقی ریفارمروں کا شیوہ تو یہ ہوتا ہے۔

نمی باید مرا یک ذرہ عزتہای این دنیا
منہ از بہر ما کرسی کہ ماموریم خدمت را

خدا تعالیٰ مسلمانوں کو سمجھ دے کہ وہ سمجھ سکیں کہ حقیقی اصلاح کیا ہوتی ہے؟ یاد رکھو دنیا میں اصلاح کا ایک ہی طریق ہے جو خدا تعالے نے جب سے ابن آدم دنیا پر آیا ہے تجویز کیا ہے اور وہ یہ ہے ضرورت حقہ کے موافق **خلفاء ربانی** کا پیدا کرنا۔ اگر انسان کی اپنی تجویز اور دانش سے اصلاح ممکن ہوتی تو پھر **نبوت اور منہاج نبوت** کی کیا ضرورت پڑتی یہ ایک قسم کا برلازم ہے کہ اپنی ہی دانش اور تجویز کو حقیقی ریفارم قرار دیا جاوے۔ اسوقت بھی جب کہ **ظہر الفساد فی البر والبحر** کا ہنگامہ برپا ہے خدا تعالے نے ایک **آسمانی ریفارمر** کو پیدا کیا جو اسی طریق اصلاح کو لے کر آیا ہے جو دنیا کے عظیم الشان مصلح **سید الرسل حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم** لے کر آئے تھے مبارک وہ جو اسکو شناخت کرتے ہیں اور افسوس ان پر جو اس سے دور بھاگتے ہیں۔

اسلام کی فلاسفی

حضرت اقدس علیہ السلام کا وہ عظیم الشان لیکچر جو جلسہ دھرم مہوتسو میں پڑھا گیا جس نے اسلام کو کل مذاہب پر ترجیح دی چھوٹی تقطیع پر خوبصورت چھپایا گیا ہے قیمت پہلے ۸ ر اب ۳ ر علاوہ محصولڈاک ہے۔

خطبہ الہامیہ

جس کا اعلان گذشتہ اشاعت میں کیا گیا ہے اس کے ساتھ فارسی اور اردو دو ترجمے بھی ہیں عنقریب طیار ہو کر شائع ہوگی اسکی تمام درخواستیں حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ کے نام ہوں

مختلف واقعات

شہر میں مصفا ہوا سائنسدانوں نے دریافت کیا ہے کہ شہر میں مصفا ہوا پچیس فیٹ کی بلندی پر ہوتی ہے۔ لہذا تیسری منزل کے مکانوں کی صحت اچھی ہوتی ہے۔

ٹیلیفون دنیا میں یورپ کو سب سے بڑی ٹیلیفون لین رکھنے کا فخر حاصل ہے۔ یہ برلن اور برڈوگ کے مابین بارہ سو میل لمبی ہے۔

ہیروں کی یافت ۱۸۷۱ء سے لے کر کمبرلے کی مشہور کانوں سے ساڑھے پانچ ٹن ہیرے برآمد ہوئے جن کی قیمت تین چار لاکھ پونڈ ہے۔

بڑا باغیچہ۔ مسٹر موریلی سابق گورنر کنساس ایک بہت بڑا باغیچہ تیار کرا رہے ہیں جسمیں چونسٹھ ہزار سیب کے درخت ہوں گے۔ اور یہ باغیچہ آٹھسو اسی ایکڑ اراضی پر ہوگا۔

بہت بڑی روٹیاں سب سے بڑی روٹیاں فرانس اور اٹلی میں تیار کی جاتی ہیں۔ اٹلی کی روٹیاں دو تین فیٹ لمبی ہوتی ہیں حالانکہ فرانس میں پانچ چھ فیٹ لمبی تیار کیجاتی ہیں

پوسٹ کارڈ کا سفر لندن کے ایک اخبار کے پاس پوسٹ کارڈ پہونچا جو ۸ فروری کو لندن سے ہانگ کانگ کو روانہ کیا گیا تھا اور ۱۳ مارچ کو وہاں پہونچا اور اسی روز پھر لندن کو واپس بھیجا گیا تھا۔ اور چونکہ یہ واپسی ونکوبری راہ سے کی گئی تھی لہذا اس کارڈ نے چونسٹھ یوم کے اندر تمام دنیا کا سفر کیا۔

گیلیوں کا انبار قریباً ایک کروڑ فٹ گیلیاں بحر الکاہل میں ڈالی جائینگی۔ چند سال گذرے ہیں کہ اسی قسم کا تجربہ ایک دفعہ بحر اٹلانٹک میں کیا گیا تھا جس میں بہت بھاری کامیابی ہوئی تھی۔ اور اس طرح بہت آسانی کے ساتھ لکڑی منزل مقصود پر پہونچائی گئی تھی۔ ایکھزارٹن سے اوپر وزنی زنجیر ان گیلیوں کا جہاز تیار کرنے میں استعمال کیا جائیگا

مجلس محافظ خاوند۔ لندن میں ایسوسی ایشن یا انجمن کے بغیر کوئی کام نہیں چلتا۔ وہاں بچوں کی حفاظت کے واسطے نوجوانوں کو بیویاں بہم پہونچانے اور بیویوں کی محافظت وغیرہ کیواسطے ایسوسی ایشنز قائم تو ہیں صرف خاوندوں کی حفاظت کے واسطے ایک انجمن قائم کرنے کی ضرورت تھی جو کسر حال میں نکالی گئی ہے۔ کیونکہ بیویوں کے ہاتھوں سے ستائے ہوئے خاوندوں کو بھی بچانا ضروری محسوس ہوا ہے۔ بدمزاج اور سخت مزاج بیویوں نے اس شہر میں اپنے خاوندوں کا دم ناک میں کر دیا ہے۔ ماہ گذشتہ میں سنٹ جارج ہال میں بڑے بڑے اہل الرائے اور زبردست مدبر اس امر پر غور کرنے کے لئے جمع ہوئے کہ ایسی نابکار عورتوں سے بیچارے خاوندوں کو مامن رکھنے کے لئے کوئی قانون نافذ ہونے ضروری ہیں صاحب پریسیڈنٹ جلسہ نے بیان کیا کہ مجھے بیس سال شادی کئے ہوئے گذرے ہیں جس عرصہ میں چار دفعہ مجھے مرہم پٹی کی ضرورت ہوئی۔ اسی طرح کئی دیگر حاضرین نے قابل رنج تجربے بیان کئے۔ اور اتفاق رائے حاضرین سے اس قسم کی ایسوسی ایشن قائم کرنا ضروری سمجھی گئی۔ کیونکہ اگر بیویاں بدمزاج اور شراب خوار خاوندوں کے ظلم سے مخلصی پانے کی مستحق ہیں تو خاوند بھی اس قسم کی بیویوں سے علحدہ گی اختیار کرنے کے حقدار ہیں۔

گھڑی کا سالانہ کام گھڑی کا سب سے بڑا پہیہ سال میں چودہ اسو ساٹھ دفعہ اپنے محور پر گھومتا ہے اور دوسرا یا مرکز کا پہیہ آٹھ ہزار سات سو آٹھ دفعہ تیسرا ستر ہزار اسی دفعہ چوتھا پانچ لاکھ چھبیس ہزار چھ سو دفعہ اور پانچواں جسکو اصطلاع میں سکریپ ویل کہتے ہیں سینتالیس لاکھ اکتیس ہزار تین سو دفعہ گھومتا ہے اور گھڑی سال میں سوا چودہ کروڑ دفعہ جیب میں ٹک ٹک کرتی ہے

ہوا کے رخ کا معیار۔ اگر کسی دن میں ہوا کا رخ معلوم کرنا ضروری ہو تو پانی انگلی میں ڈبوکر ہوا میں رکھو جس طرف سردی محسوس ہو سمجھ لو کہ اسی طرف سے ہوا آتی ہے

اعداد طاق کی فضیلت۔ سیام میں تمام مکانوں کے کمرے کھڑکیاں دروازے اور سیڑھیاں تعداد میں طاق ہوتی ہیں۔ اہل سیام خیال کرتے ہیں کہ جس مکان میں یہ امر ملحوظ نہ رہے وہ گھر بہت جلد تباہ ہو جاتا ہے

نہانا قومی تیوہار ہے جس طرح کہ اہل ہنود گنگا وغیرہ میں نہانا اپنا فرض خیال کرتے ہیں اسیطرح ملکسیکو میں ۲۴ جون غسل کے واسطے ایک قومی فرض قرار دیا گیا ہے اس روز پریسیڈنٹ سے لے کر ادنیٰ گوں تک ضرور غسل کرتے ہیں حتیٰ کہ ایسے کاہل الوجود بھی ہیں جنہوں نے سال بھر تک پانی بدن سے چھوا تک نہ ہو اسدن تولیہ کو پانی میں تر کرکے اپنے جسم کے تمام اجزا پر ملتے ہیں۔ جو لوگ پیرنا جانتے ہیں وہ نالابوں اور دریاؤ میں غسل کرتے ہیں۔ داناؤں نے کاہل الوجودوں کے واسطے یہ مذہبی فرض قرار دیدیا ہے کہ کم سے کم اسدن تو ضرور نہائینگے

شراب کا خرچ ڈاکٹر ڈاسن لکھتے ہیں کہ بروئے حساب اہل انگلستان کو بتایا گیا ہے کہ سنہ ۱۹۰۰ میں سلطنت متحدہ میں سولہ کروڑ آٹھ لاکھ اکانوے ہزار سات سو اٹھارہ پونڈ کی شراب لوگوں نے پی۔ بقول ڈاکٹر صاحب مذکور اس قدر

روپیہ ایکسال کے عرصہ میں جنگ ٹرنسوال پر بھی خرچ نہیں ہوا تھا تمام انگریزی قوم کے لباس کا خرچ بھی اس رقم سے بہت کم تھا۔ اور نہ ہی اسقدر روپیہ خوراک میں صرف ہوا۔ برطانیہ اعظم کے مکانات کھیتوں کے کرائے اور رقم لگان سے بھی یہ رقم زیادہ ہے۔ اس طرح اگر برٹش قوم ایک شلنگ خیرات اور مذہبی ترقی کے واسطے دیتی ہے تو سات شلنگ شراب میں خرچ کرتی ہے۔ اخبار سکاچمین کا بیان ہے کہ سال گذشتہ میں یہ خرچ سال ماسبق کی نسبت ساڑھے بارہ لاکھ پونڈ کم تھا۔ مگر اسکی یہ نہیں ہے کہ ٹمپرنس سوسائٹی کے وعظ اور نصیحت کا کچھ اثر نہ ہوا بلکہ یہ ہے کہ دو لاکھ سے زیادہ جوان جنوبی افریقہ کو روانہ کیئے گئے تھے بلحاظ شرابخواری ہندوستان کی حالت بمقابلہ انگلستان بدتر ہے

ماہ مارچ میں تاریخی واقعات

شاہ عالم پناہ کی شادی ۱۰ مارچ ۱۸۶۳ء کو پرنسس لوئیس کی ۲۱ مارچ ۱۸۷۱ء کو ہوئی۔ ڈیوک آف کیمبرج ۲۶ مارچ ۱۸۱۹ء کو تولد ہوئے ڈیوک آف البنی ۲۸ مارچ ۱۸۸۴ء کو فوت ہوئے اور ہمسیہ شاہ ایڈورڈ کی نانی ڈچس آف کینٹ نے ۱۶ مارچ ۱۸۶۱ء میں قضا کی۔

حجاز ریلوے۔ بکم مئی تک قسطنطنیہ کی کمیٹی کے پاس اس ریلوے کے واسطے دو کروڑ چونتیس لاکھ قرش چندہ جمع ہو چکا تھا اور عیدین کی قربانی کی کھالوں کی دو لاکھ قرش وصول ہوئے اگر اس رقم کو متوسط خیال کیا جائے تو تمام قلمرو عثمانیہ میں ساٹھ لاکھ قرش وصول ہونیکی امید ہے۔

کمال کیا۔ امریکہ کے جنوبی حصہ کیلیفورنیا میں اراضی کے ایسے وسیع قطعے پڑے ہیں کہ نہر

کاشت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ پانی اسقدر گہرا اور کمیاب ہے کہ یہ انجنوں کی امداد کے بغیر نہیں نکل سکتا بعض امریکن موجدوں نے حرارت آفتاب کی کرنیں ایک مرکز میں لاکر پندرہ گھوڑوں کی طاقت والا ایک انجن چلایا ہے۔ جسمیں کوئلہ یا لکڑی سے مطلق کام نہیں لیا گیا اور اس کی امداد سے اس علاقہ میں کنوؤں سے پانی بہت آسانی کے ساتھ نکالا ہے۔ اس کامیابی سے حوصلہ پاکر روحانی طاقت مذکورہ بڑھانے کی کوشش کیجا رہی ہے۔ پنڈت سرکشن صاحب جوشی افسر بورڈ آف ریوینیو الہ آباد نے بھی آفتاب کی کرنوں سے نہ صرف کھانا پکانے بلکہ بڑی بڑی کلیں چلانے کا ڈھنگ سوچا ہے۔ جسکو یہ بوجہ عدیم الفرصتی مکمل نہیں کر سکے۔ تاہم گاہے گاہے اس کے شعبدے اپنے دوستوں کو دکھا دیا کرتے ہیں۔ اہل کیلیفورنیا تو اس دریافت سے بے انتہا دولت کمائیں گے مگر ہمارے پنڈت صاحب کی دماغی طاقت کا نتیجہ انھیں کے ساتھ معدوم ہو جائے گا۔

آلات شیشہ ہندوستان کے تجارتی تفتیشات بابت سال ۱۹۰۰ء کو دیکھنے سے معلوم ہوا ہے کہ چھتر لاکھ پچاس ہزار روپیہ کی آلات شیشہ سال مذکور میں ممالک غیر سے ہندوستان میں آئے جو اس امر کا بین ثبوت ہے کہ مسٹر ونگل کے واسطے جو انگلستان میں بہت سختیاں جھیلنے کے بعد فن شیشہ گری سیکھکر آئے ہیں۔ اس ملک میں اس تجارت کا بہت بڑا میدان کھلا ہے۔ مگر شیشہ تیار کرنیوالی ریگ اس ملک میں کمیاب ہی کہتے ہیں کہ ہندوستان کے دریاؤں میں بالو کے ذخائر تو موجود ہیں مگر انکا شیشہ روزمرہ استعمال کے لائق نہیں ہوتا۔

بیعت

سید احمد صاحب۔ بٹر ضلع گجرات ڈاکخانہ بنڈی تحصیل پھالیہ۔
محمد صادق صاحب " "
قاسم علی صاحب معمار۔ شاہجہانپور ہند محلہ بازید خیل متصل مکان شیخ منیر صاحب
ابوالحسن خان صاحب۔
عبد العزیز صاحب جیٹھی رہاں۔ ورگاہی الہ ضلع گوجرانوالہ خال مانا نوالہ۔
دختر منشی جلال الدین صاحب پنشنر۔ بلانی
زوجہ محمد الدین صاحب پٹواری "
بنت عبد الرحمن صاحب بھیرہ۔ شاہ پور
سید حسن صاحب ولد سید تفضل حسین صاحب تحصیلدار۔ اٹاوہ ضلع مین پوری محلہ پوستی خانہ۔
والدہ سید حسن صاحب "
راجہ سید ناظم علی صاحب زمیندار و رئیس سامپور گرم ڈیرا پور ضلع کانپور
تصدیق احمد صاحب ولد مولوی فرخ حسین صاحب۔ اٹاوہ ضلع مین پوری
میاں اسمعیل صاحب پشاور محلہ گنج پراں۔
خداداد خاں صاحب محرر مولوی صادق حسین صاحب مختار عدالت۔ اٹاوہ محلہ شاہ گنج۔
فیروز علی صاحب۔ روتاس۔ جہلم حال سکھر ریلوے اسسٹنٹ پولیس
منشی ہدایت اللہ صاحب۔ حیدرآباد دکن۔ محلہ جلوخانہ نواب سالار جنگ بہادر مکان مولوی عبد الغفار صاحب وکیل۔
مولوی محمد شاہ صاحب۔ شہر ڈھاکا ملک بنگال بازار چوک۔
کرامت اللہ صاحب۔ سوہا داخلی راولپنڈی ڈاکخانہ رواٹ
حیات اللہ صاحب ،، زمان صاحب ،، فتح صاحب ،، وارث صاحب ،، شاہ ولی صاحب ،، جمال الدین صاحب ،، جلال صاحب ،، سلطان صاحب ،، نور علی صاحب ،، گلاب صاحب اہلیہ کرامت اللہ صاحب زینب بی صاحبہ ،، سہاگ بھری صاحبہ ،، احمد و صاحبہ ،،
شمسو صاحبہ ،، جیلانی صاحبہ ،، حسن بی بی صاحبہ ،، بہاؤ صاحبہ ،، باسو صاحبہ ،، سید اللہ صاحب اہلیہ سید اللہ صاحب ابراہیم صاحب اسماعیل صاحب غلام حسین صاحب ،، حسن بی بی صاحبہ ساکن ڈھوک عبد اللہ جان ضلع ،، فقیر محمد صاحب ،، ۔

الراقم محمد سراج الحق جمالی و نعمانی۔ دار الامان قادیان۔

روزنامچہ آمد مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان بابت ماہ اپریل ۱۹۰۱ء

نام چندہ دہندگان	مد آمد عام اغراض	مد آمد مساکین فنڈ
معرفت محمد اسحٰق صاحب { مولوی فضل الٰہی صاحب ٹھیکیدار عہ عبدالرحمٰن صاحب عہ فضل الٰہی صاحب عہ سردار خان صاحب عہ محمد بخش صاحب مستری عہ	صہ	+
سید بدیع شاہ صاحب اپیل نویس پشاور	عہ	+
رحیم بخش صاحب - عدلیوالہ ضلع امرتسر	عہ	۸
معرفت محمد بخش صاحب ٹھیکیدار - کڑیانوالہ ضلع گجرات -	[illegible]	+
ڈاکٹر رشید الدین صاحب - لکھنؤ	[illegible]	عا
رکن الدین احمد صاحب	+	[illegible]
گلاب خانصاحب سب اورسیر	للعہ	عہ
محمد اسماعیل صاحب ہیڈ ماسٹر میرٹھ	[illegible]	+
نواب الدین صاحب ہیڈ ماسٹر -	[illegible]	عہ
بابت قیمت کتب کمیٹی معرفت حکیم فضل الدین صاحب - قادیان -	[illegible]	+
معرفت نور الدین صاحب نقشہ نویس از گوجرانوالہ	[illegible]	+
معرفت ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خانصاحب لعمت خانصاحب ویٹرنری اسسٹنٹ	[illegible]	+
پلٹن ۵ کمپ جاپور	عہ	+
غلام محی الدین صاحب پنشنر گورنمنٹ لاہور	عہ	+
عنایت اللہ صاحب مدرس سنت پورہ	عہ	۶ر
غلام قادر صاحب مدرس بلگا - جالندھر	عہ	عہ
عطا محمد صاحب سب اورسیر	ما-	+
لعمت اللہ خانصاحب ملازم محمد سعید خانصاحب شاہجہان پور	عہ	+
شیخ عبدالرشید صاحب کمپ میرٹھ	ا	[illegible]
سید محمد علی شاہ صاحب - قادیان	عا	+
شیخ غلام نبی صاحب راولپنڈی	عمارت فنڈ [illegible]	+
کرم الدین صاحب کلرک پلٹن ۲۲	عہ	+
غلام حسین صاحب سپاہی ؍؍	۸ر	۲
خدا بخش صاحب قصاب ؍؍	۴ر	۲
محمد اسماعیل صاحب نقشہ نویس - دہلی	ہے	+
وزیر الدین صاحب - سجان پور	+	عہ
برکت اللہ صاحب - انبالہ	عہ	+
جان محمد صاحب - پولیس انبالہ شہر	عہ	۲
منشی رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر ؍؍	عا	عا

نام چندہ دہندگان	مد آمد عام اغراض	مد آمد مساکین فنڈ
معرفت حکیم محمد حسین صاحب بلب گڑھ دہلی	ہے ۲ار	+
سید عبدالہادی صاحب - سیالکوٹ	+	عا ۲ر
محمد خانصاحب - کپورتھلہ	+	عا
بوٹا صاحب ؍؍	+	عہ
خلیفہ رشید الدین صاحب رامپور	[illegible] عمارت فنڈ	+
زین الدین ابراہیم صاحب بمبئی	عہ	عہ
شمس الدین محمد ابراہیم صاحب ؍؍	عہ	۸ر
محمد اسمٰعیل صاحب ؍؍	عہ	۴ر
سیٹھ اسماعیل آدم صاحب ؍؍	عہ	۱۲ر
معرفت ؍؍ ؍؍ متفرق	.	[illegible]
قادر بخش و الٰہی بخش صاحبان امرتسر ماہی ڈیرہ	[illegible]	+
معرفت شاہ دین صاحب سپاہی رسالہ فیض اللہ چک	+	[illegible]
احمد الدین صاحب بھیرہ	+	ۓر
شاہ دین صاحب - مردان	[illegible]	[illegible]
محمد جیون علی صاحب و سید فرزند حسین صاحب	ہے	عا
غلام محی الدین صاحب گوڈس کلرک پھلور	عہ	عہ
مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین منی پور ملک آسام -	[illegible]	+
معرفت نذیر حسین صاحب فلاٹ	[illegible]	+
عالم شیر صاحب ملازم پلٹن ۱۲۷ بمبئی	عہ	+
جماعت سیالکوٹ	[illegible]	[illegible]
؍؍ ؍؍ ؍؍	[illegible]	+
نیاز احمد صاحب وزیر آباد	[illegible]	+
غلام حسن صاحب سٹیشن ماسٹر مظفر گڑھ	عہ	۱۳ر
معرفت نبی بخش صاحب بابو برکت علی صاحب - شملہ گورنمنٹ پریس	[illegible]	+
غلام دستگیر صاحب شملہ	عہ	+
عبدالعزیز صاحب ؍؍	۸ر	+
زین الدین صاحب خانپور علاقہ سرہند	عہ	عہ
گلاب دین صاحب مدرس رہتاس	عہ	+
علی بخش صاحب ؍؍	۴ر	+
ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب قادیان	۸ر	+
ماسٹر شیر علی صاحب ؍؍	عہ	+
مفتی محمد صادق صاحب ؍؍	عہ	+
بابو نذیر الدین صاحب اکجنٹ بھامو ملک برھما -	عہ	للعہ

انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان بہ اہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی

کتاب ایک عمدہ رفیق ہے

اگر آپ کتاب کے فوایدسے واقف ہیں تو پھر مندرجہ ذیل کتابیں دفتر الحکم قادیان سے ضرور خرید کر پڑہیو۔

سیرۃ مسیح موعود۔ اس کتاب کے مضمون کے لئے تو اتنا ہی کہدینا کافی ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود کی سیرۃ ہے اور ایکی ضرورت پر بحث کی گئی ہے آخر میں دکھایا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے آکر کیا تجدید کی؟ اور باقی خوبیوں کے لئے اتنا کہدینا ہی بس ہے کہ یہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی تصنیف ہے۔ قیمت ۸ر

رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء جس میں حضرت اقدس مسیح موعود کی تین تقریریں حضرت مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ اور مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی تقریروں کے علاوہ درج ہیں۔ قران کریم کے حقایق ومعارف کے سننے اور پڑہنے کا جسے شوق ہے اسکو ہی پڑہ دیکھے قیمت عصر

الانذار جلسہ طاعون کی روئداد حضرت اقدس کی تقریر اور حضرت مولوی نورالدین صاحب کی تقریر کے علاوہ ایک عجیب نظم میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی درج ہے اور طاعون کے متعلق کل کارروائی حضرت اقدس کا مجموعہ ہے قیمت صرف ۴ر

حضرت اقدس کی ایک تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط — نماز۔ دعا کی حقیقت اور مسئلہ وحدت وجود کی اصلیت تبلائی گئی ہے۔ قیمت ۲ر

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں — تناسخ۔ مقابلہ وید وقرآن۔ اور الہام کی حقیقت پر زبردست مضامین قیمت ۲ر

سراج الدین عیسائی کے چار سوالون کا جواب — اسلام کی عظمت کا اظہار اور عیسائی دین کی قلعی کو کہول دکھایا ہے قیمت ۴ر

الدلیل المحکم علی وفات المسیح ابن مریم — مضمون نام سے ظاہر ہے سوال وجواب کے طور پر حضرت اقدس کے دعاوی اور دلایل کو بیان کرتے مخالفون کے اعتراضون

کا رفع کیا ہے۔ قیمت ۳ر

جنگ مقدس کسر صلیب کی ابتدا اپنے فقرہ مباحثہ جو بمقام امرتسر حضرت اقدس مسیح موعود اور عبداللہ آتھم عیسائی کے درمیان ہوا۔ قیمت ۸ر

پکار حق۔ ایک پنجابی رسالہ جسمیں حضرت اقدس کے دعاوی اور دلائل کو بیان کیا ہے قیمت ۲ر

کتاب اللہ کی حقیقت۔ اناجیل اربعہ کی حقیقت کو کہولا ہے قیمت ۲ر

تعلیم جمعہ لڑکیوں کے پڑہنے کیلئے ایک سلسلہ قیمت ار

اصلاح النظر حضرت آدم علیہ السلام کے قصہ پر ایک آریہ کے اعتراضوں کے لطیف جواب قیمت ۲ر

شمس بازغہ۔ پیر گولڑوی کی علمیت کی پردہ دار کتاب عصر

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل اخلاقی وعلمی کتابیں بھی دفتر الحکم میں موجود ہیں۔

رفیق نوجوانان ناصح حصہ دوم ۲ر

سوانح عمری امام ربانی مجدد الف ثانی ۴ر

الطاف رحمانی ترجمہ اردو مکتوبات امام ربانی ۸ر

گلدستہ فلاح — گلدستہ تمیز دعلم معاشرت عمر کی ۴ا صفحہ کا رسالہ ہے عصر

مجموعہ تعزیرات ہند ۱۹۰۱ء تک کی ترمیمات واصلاحات کے ساتھ ۴ر عصر

العمر رض حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک شیعہ کے مطاعن کا جواب ۲ر

الملوک (جلد چہارم تاریخ الہند) عصر

الہنود (حصہ سوم التثلیث) عصر

التثلیث عصر ۴ر — **المجوس** عصر

شالا مار باغ لاہور کے تاریخی حالات ۲ر

درخواستین دفتر اخبار الحکم قادیان کے نام ہون

تفسیر القرآن

پہلا پارہ

مگذار ور مثنوی وشغل غزل وشعر
این خود چہ چیز ہست اگر قدر آن نماند

اگر آپ نے اس راز کو سمجھ لیا ہے کہ مسلمانون کے ادبار اور زوال کا اصلی باعث اور حقیقی راز قرآن کریم کا علمی اور عملی ترک ہے؟ اگر آپ نے مسلمانون کے اس نقصان کبھی غور کی ہے جو فیج اعوج کے زمانہ کی تفسیرون نے انکو پہونچایا ہے؟ پہر اگر آپ کو قرآن کریم سے محبت ہے اور عشق ہے؟ اگر آپ قرآن کریم کے حقایق اور معارف کے خواہشمند ہین تو آپ تفسیر القرآن کا پہلا پارہ ضرور منگوا کر خود پڑہیں اپنے دوستونکو پڑہنے کی سفارش کریں اور آیندہ وقتاً فوقتاً جب اس سلسلہ کے پارہ شایع ہوتے رہین۔ اسکو پڑہیں آپ اس تفسیر القرآن کو رکیک بیانات اور دور از فکر تاویلات اور خیالی قصون اور فرضی فسانون سے انشاء اللہ پاک پائینگے اسمین آپ قرآن کریم کے مستقل مسلسل حقایق کو دیکہینگے قیمت صرف عصر فی پارہ علاوہ محصولڈاک

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کے ولیونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد از تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ غبار۔ پھولا۔ سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑہتی ہے۔ اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچے سے کر بوڑہے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے **قیمت** اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فایدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بہر کے لئے کافی ہے مبلغ ۶؎ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ سے خالص ممیرا فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ سہ محصول ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے ترکیب استعمال) سرمہ بغرض حفاظت وتقویت بینائی صرف ایک دفعہ دن میں استعمال کرنا چاہیے کھانے پینے میں کسی قسم کا پرہیز نہیں برائے دفع امراض چشم دن میں دو دفعہ استعمال کرنا چاہیے ہر ایک قسم کی نشہ دینے والی اشیا اور گرم مصالحہ جات اور اشیاء ترش سے پرہیز لازمی ہے جہانتک ہوسکے دوائی مذکور کو ہوا سے محفوظ رکھنا چاہیے ترکیب استعمال ممیرا بحساب ایک رتی خالص ممیرا دو تولہ مصری عمدہ قسم کے سرمہ میں حل کر کے دن میں دو مرتبہ استعمال کریں (نوٹ) اگر مصری سرمہ دستیاب نہ ہوسکے تو اس کارخانہ سے بحساب سہ؍ تولہ منگوا سکتے ہیں۔ (پرہیز) ترش گرم اور نشی اشیاء سے پرہیز لازمی ہے۔

المشتہر

پروفیسر میا سنگہ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑہکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

حضرت اقدس مسیح موعود کا مبارک خط۔

مشفقم سردار صاحب۔ بعد ما وجب کچہ عرصہ گذرا ہے کہ آپ سے ایک تولہ سرمہ منگوایا گیا تھا وہ متفرق طور سے خرچ ہوا۔ لوگوں نے فایدہ بیان کیا اب میرے گہر میں چند عوارض یعنی کدورت نظر اور پانی جانے کی وجہ سے ضرورت ہے شاید اس سرمہ سے فائدہ ہو یہ پہلا موقع ہے کہ میں اپنی ذاتی غرض کے لئے سرمہ طلب کرتا ہوں آپ براے مہربانی ایک تولہ سرمہ بذریعہ ویلیو پے ایبل ارسال فرمادیں

(راقم دستخط)

میرزا غلام احمد۔ قادیان ضلع گورداسپور

بنام جناب پروفیسر سردار میا سنگہ صاحب

بعد تسلیم واضح ہو کہ میں نے جناب سے سرمہ سفید ممیرے کا منگوایا تھا استعمال سے بہت ہی مفید پایا کئی آدمیوں کے پہولے دور ہوگئے خود مجہکو پڑوال پیدائشی تھے وہ سرمہ کے استعمال سے جاتے رہے اور کارنیاں دانکہہ کا ڈیلا بالکل خراب ہوگیا تہا وہ بھی درست ہوتا جاتا ہے میں دور آدمی کو پہچان نہیں سکتا تہا اب دور کی چیز اچہی طرح سے دیکہہ سکتا ہوں اور اخبار بھی بخوبی پڑہ سکتا ہوں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ایک تولہ سفید سرمہ ممیرے کا بذریعہ قیمت طلب پارسل ارسال کیجئے۔ ۲ مارچ ۱۹۰۱ء

راقم ڈاکٹر ہیرا رام پنشنر مقام بالاکوٹ ضلع ہزارہ تحصیل مانسہرہ

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جو لاہور کے پنجاب بنک میں اس مطلب کے لئے [illegible] مارچ ۱۹[illegible]ء میں جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی کی اہتمام سے چہپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

ربیع الاول سنہ ۱۳۱۹ھ

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۲۳ | دار الامن و الامان قادیان ۲۴ جون سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلماتِ طیّبات امام آخر الزمان سلّمہ الرحمٰن

۱۵ جنوری ۱۹۰۱ء کو خواجہ کمال الدین صاحب بی۔اے۔ کے ایل ایل بی کے امتحان میں کامیاب ہونے کی خبر آئی فجر کی نماز کے بعد حضرت اقدس امام ہمام علیہ السلام بیٹھ گئے اور مندرجہ ذیل مختصر سی تقریر فرمائی۔

ایڈیٹر

انسان کو ہر قسم کی کامیابی کے موقع پر ایک خوشی ہوتی ہے۔ قرآن شریف سے تین قسم کی خوشیاں لہو لعب تفاخر معلوم ہوتی ہیں۔ لہو میں اشیا خوردنی شامل ہیں اور لعب میں شادی وغیرہ کی خوشیاں اور تفاخر میں مال وغیرہ کی خوشیاں یہ تین قسم کی خوشیاں ہیں ان سے باہر کوئی خوشی نہیں ہے مگر یاد رکھو کہ دنیا کی یہ خوشیاں دائمی نہیں ہوتی ہیں بلکہ ان کے ساتھ دل لگاؤ گے تو سخت حرج ہوگا اور رفتہ رفتہ ایک وقت آتا جاتا ہے کہ ان خوشیوں کا زمانہ تلخیوں سے بدلنے لگتا ہے۔

دنیا کی کامیابیاں ابتلا سے خالی نہیں ہوتی ہیں قرآن شریف میں آیا ہے خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ یعنی موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تم کو آزمائیں۔ کامیابی اور ناکامی بھی زندگی اور موت کا سوال ہوتا ہے۔ کامیابی ایک قسم کی زندگی ہوتی ہے جب کسی کو اپنے کامیاب ہونے کی خبر پہنچتی ہے تو اس میں جان پڑ جاتی ہے۔ اور گویا نئی زندگی ملتی ہے اور اگر ناکامی کی خبر آجائے تو زندہ ہی مرجاتا ہے اور بسا اوقات بہت سے کمزور دل آدمی ہلاک بھی ہوجاتے ہیں۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ عام زندگی اور موت تو ایک آسان امر ہے لیکن جہنمی زندگی اور موت دشوار ترین چیز ہے **سعید** آدمی ناکامی کے بعد کامیاب ہوکر اور بھی سعید ہوجاتا ہے اور خدا تعالیٰ پر ایمان بڑھ جاتا ہے اسکو ایک مزہ آتا ہے جب وہ غور کرتا ہے کہ **میرا خدا کیسا ہے**۔ اور دنیا کی کامیابی خداشناسی کا ایک بہانا ہوجاتا ہے ایسے آدمیوں کے لیئے یہ دنیوی کامیابیاں حقیقی کامیابی کا (جسکو اسلام کی اصطلاح میں **فلاح** کہتے ہیں) ایک ذریعہ ہوجاتی ہیں میں تمھیں سچ سچ کہتا ہوں کہ سچی خوشحالی سچی راحت دنیا اور دنیا کی چیزوں میں ہرگز نہیں ہے حقیقت یہی ہے کہ دنیا کے تمام شعبے دیکھکر بھی انسان سچا اور دائمی سرور حاصل نہیں کرسکتا۔ تم دیکھتے ہوکہ دولتمند زیادہ مال و دولت رکھنے والے ہر وقت خنداں رہتے ہیں مگر ان کی حالت جرب یعنی خارش کے مریض کی سی ہوتی ہے جسکو کھجلانے سے راحت ملتی ہے لیکن اس خارش کا آخری نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ یہی کہ خون نکل آتا ہے۔ پس ان دنیوی اور عارضی کامیابیوں پر اسقدر خوش مت ہو کہ حقیقی کامیابی سے دور چلے جاؤ۔ بلکہ ان کامیابیوں کو خداشناسی کا ایک ذریعہ قرار دو۔ اپنی ہمت اور کوشش پر نازمت کرو اور یہ سمجھو کہ یہ کامیابی ہماری کسی قابلیت

اور محنت کا نتیجہ ہے بلکہ یہ سوچو کہ اس رحیم خدا نے جو کبھی کسی کی سچی محنت کو ضائع نہیں کرتا ہے ہماری محنت کو بارور کیا۔ ورنہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ صدہا طالب علم آئے دن امتحانوں میں فیل ہوتے ہیں کیا وہ سب کے سب محنت نہ کرنے والے اور بالکل غبی اور بلید ہی ہوتے ہیں؟ نہیں بلکہ بعض ایسے ذکی اور ہوشیار ہوتے ہیں کہ پاس ہونے والوں میں سے اکثر کے مقابلہ میں ہوشیار ہوتے ہیں۔ اس لئے واجب اور ضروری ہے کہ ہر کامیابی پر مومن خدا تعالیٰ کے حضور سجدات شکر بجا لائے کہ اس نے محنت کو اکارت تو نہیں جانے دیا۔ اس شکر کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ سے محبت بڑھے گی اور ایمان میں ترقی ہوگی اور نہ صرف یہی بلکہ اور بھی کامیابیاں ملیں گی کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم میری نعمتوں کا شکر کروگے تو البتہ میں نعمتوں کو زیادہ کروں گا اور اگر کفران نعمت کروگے تو یاد رکھو عذاب سخت میں گرفتار ہوگے۔

اس اصول کو ہمیشہ مدنظر رکھو۔ مومن کا کام یہ ہے کہ وہ کسی کامیابی پر جو اسے دی جاتی ہے شرمندہ ہوتا ہے اور خدا کی حمد کرتا ہے کہ اس نے اپنا فضل کیا اور اس طرح پر وہ قدم آگے رکھتا ہے اور ہر ابتلا میں ثابت قدم ہو کر انعام پاتا ہے۔ بظاہر ایک ہندو اور مومن کی کامیابی ایک رنگ میں مشابہ ہوتی ہے لیکن یاد رکھو کہ کافر کی کامیابی ضلالت کی راہ ہے اور مومن کی کامیابی سے اس کے لئے نعمتوں کا دروازہ کھلتا ہے۔ کافر کی کامیابی اسلئے ضلالت کی طرف لے جاتی ہے کہ وہ خدا کی طرف رجوع نہیں کرتا بلکہ اپنی محنت دانش اور قابلیت کو خدا بنا لیتا ہے مگر مومن خدا کی طرف رجوع کرکے خدا سے ایک نیا تعارف پیدا کرتا ہے اور اس طرح پر ہر ایک کامیابی کے بعد اس کا خدا سے ایک نیا معاملہ شروع ہو جاتا ہے اور اس میں تبدیلی ہونے لگتی ہے

إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا

خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے جو متقی ہوتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن شریف میں تقویٰ کا لفظ بہت مرتبہ آیا ہے اس کے معنے پہلے لفظ سے کئے جاتے ہیں یہاں **مع** کا لفظ آیا ہے یعنی جو خدا کو مقدم سمجھتا ہے خدا اسکو مقدم رکھتا ہے اور دنیا میں ہر قسم کی ذلتوں سے بچا لیتا ہے میرا ایمان یہی ہے کہ اگر انسان دنیا میں ہر قسم کی ذلت اور سختی سے بچنا چاہے تو اس کے لئے ایک ہی راہ ہے کہ **متقی** بن جائے پھر اسکو کسی چیز کی کمی نہیں پس مومن کی کامیابیاں اسکو آگے لے جاتی ہیں اور وہ وہیں ہی نہیں ٹھہر جاتا۔

اکثر لوگوں کے حالات کتابوں میں لکھے ہیں کہ اول میں دنیا سے تعلق رکھتے تھے اور شدید تعلق رکھتے تھے لیکن انہوں نے کوئی دعا کی وہ دعا قبول ہوگئی اس کے بعد ان کی حالت ہی بدل گئی۔ اس لئے اپنی دعاؤں کی قبولیت اور کامیابیوں پر نازاں نہ ہو بلکہ خدا کے فضل اور عنایت کی قدر کرو۔ قاعدہ ہے کہ کامیابی پر ہمت اور حوصلہ میں ایک نئی زندگی آجاتی ہے۔ اس زندگی سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اور اس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت میں ترقی کرنی چاہیئے۔ کیونکہ سب سے اعلیٰ درجہ کی بات جو کام آنے والی ہے وہ یہی معرفت الٰہی ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر غور کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کو کوئی روک نہیں سکتا ہے۔

بہت تنگدستی بھی انسان کو مصیبت میں ڈال دیتی ہے اسلئے حدیث میں آیا ہے **الفقر سواد الوجہ**۔ ایسے لوگ ہم نے دیکھے ہیں جو اپنی تنگدستیوں کی وجہ سے دہریہ ہو گئے ہیں مگر مومن کسی تنگی پر بھی خدا سے بدگمان نہیں ہوتا بلکہ اسکو اپنی غلطیوں کا نتیجہ قرار دیکر اس سے رحم اور فضل کی درخواست کرتا ہے۔ اور جب وہ زمانہ گزر جاتا ہے اور اس کی دعائیں بارور ہوتی ہیں تو وہ اس عاجزی کے زمانہ کو بھولتا نہیں بلکہ اسے یاد رکھتا ہے غرض اگر یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کام پڑتا ہے تو تقویٰ کا طریق اختیار کرو۔ مبارک وہ ہے جو کامیابی اور خوشی کے وقت تقویٰ اختیار کرلے۔ اور بدقسمت وہ ہے جو ٹھوکر کھا کر اس کی طرف نہ جھکے

فٹ نوٹ

اس امر کا اظہار غالباً بے محل نہ ہوگا کہ **خواجہ صاحب** کے امتحان کے بعد خاکسار ایڈیٹر الحکم نے بھی معمول کے موافق (جیسا کہ دوسرے احباب نے خواجہ صاحب کی کامیابی کے لئے دعائیں کیں) دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت اس دعا کی قبولیت سے اطلاع بخشی چنانچہ بعد از دعا یہ جواب ملا **کمال بے زوال پورا چاند** اسی وقت یہ خواب حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور بہت سے احباب کی موجودگی میں سنایا گیا خواجہ صاحب بھی موجود تھے۔ الحمد للہ والمنۃ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کامل فضل و کرم سے اسکو پورا کرکے دکھایا اور اسطرح میرے ایمان کی ترقی کی ایک راہ نکالی گئی۔

(ایڈیٹر)

مکتوب حضرت امام آخر الزمان علیہ السلام

یہہ ایک پرانا خط ہے جو **پادری سوفٹ صاحب** کے نام لکھا گیا تھا۔ یہ پادری صاحب گوجرانوالہ میں متو تھے۔ انھیں عام پادریوں کی نسبت عیسوی تھیا لوجی کا بڑا دعوی تھا۔ افسوس اس خط کے نقل کرنے والے نے تاریخ وسنہ کے لکھنے سے جو سخت ضروری بات تھی تساہل کیا۔ بہرحال اٹھارہ برس سے کم عرصہ کا یہ خط نہیں۔ اس سے بڑا بھاری فائدہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ حضرت امام زمان اپنے دعاوی کے صادقانہ لہجہ میں برابر مستقیم اور غیر متبدل چلے آتے ہیں۔ اور یہ افترا و اختلاق کے رد کی بڑی بھاری دلیل ہے والحمد للہ علی ذلک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علے رسولہ الکریم

بعد ما وجب۔ آپ کا عنایت نامہ جس پر کوئی تاریخ درج نہیں بذریعہ ڈاک مجھکو ملا آپ نے پہلے تو بے تعلق اپنے خط میں قصہ چھیڑ دیا ہے کہ حقیقت میں خدائے قادر مطلق خالق و مالک ارض وسما مسیح ہے اور وہی نجات دہندہ ہے لیکن میں سوچیں ہوں کہ آپ صاحبوں کی طبیعت کیونکر گوارا کرلیتی ہے کہ ایک آدم زاد خاکی نہاد عاجز بندہ کی نسبت آپ لوگ یہ خیال کرلیتے ہیں کہ وہی ہمارا پیدا کنندہ اور رب العالمین ہے۔ یہ خیال آپ کا حضرت مسیح کی نسبت ایسا ہی ہے جیسے ہندو لوگ راجہ رامچندر کی نسبت رکھتے ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ ہندو لوگ کشلیا کے بیٹے کو اپنا پرمیشر بنا رہے ہیں اور آپ حضرت مریم صدیقہ کے صاحبزادہ کو نہ ہندوؤں نے کبھی یہ ثابت کر دکھایا کہ زمین و آسمان میں سے کوئی ٹکڑہ کسی مخلوق کا رام چندر یا کرشن نے پیدا کیا ہے اور نہ آجتک آپ لوگوں نے حضرت مسیح کی نسبت کچھ ایسا ثبوت دیا افسوس کہ جو قوتیں عقل اور ادراک اور فہم و قیاس کے آپ صاحبوں کی فطرت کو عطا کی گئیں تھیں آپ لوگوں نے ایک ذرہ اُن کا قدر نہیں کیا اور علوم طبعی اور فلسفی کو پڑھ پڑھا کر ڈبو دیا اور عقلی علوم کی روشنی آپ لوگوں کے دل پر ایک ذرہ نہ پڑی سادگی اور ناسمجھی کے زمانہ میں جو کچھہ گھڑا گیا انھیں باتوں کو آپ لوگوں نے اب تک اپنا دستور العمل بنا رکھا ہے **کاش اس زمانہ میں دو چار دن کے لئے حضرت مسیح اور راجہ رامچندر اور کرشن و بدھ وغیرہ کہ جنکو مخلوق پرستوں نے خدا بنا یا ہوا ہے پھر دنیا میں اپنا اپنا درشن کرا جاتے** تا خود ان لوگوں کا انصاف دلی ان کو ملزم کرتا کہ کیا ان آدم زادوں کو خدا خدا کرکے پکارنا چاہیئے اور تعجب تو یہ ہے کہ باوجود ان تمام رسوائیوں کے جو آپ لوگوں کے عقائد میں پائی جاتی ہیں پھر آپ لوگ یہ دعوی کرتے ہیں کہ ہمارے عقائد عقل کے موافق ہیں میں حیران ہوں کہ عین لوگوں کے یہ عقائد ہیں کہ خدا تعالے نے اپنا قدیمی اور غیر متغیر جلال چھوڑکر ایک عورت کے پیٹ میں حلول کیا اور ناپاک راہ سے تولد پایا اور دکھہ اور تکلیف اُٹھاتا رہا اور مصلوب ہوکر مرگیا اور پھر یہ کہ وہ تین بھی ہے اور ایک بھی اور انسان کامل بھی ہے اور خدای کامل بھی وہ ایسے عقائد کو کیونکر عقل کے مطابق کرسکتے ہیں اور ایسی نئی فلسفی کونسی ہے جس کے ذریعہ سے یہ لغویات معقول ٹھہر سکتی ہیں۔ پھر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جب آپ لوگ معقول طور پر اپنے خوش عقیدہ کی سچائی ثابت نہیں کرسکتے تو پھر لاچار ہوکر نقل کی طرف بھاگتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ باتیں ہم نے پہلی کتابوں میں یعنی بیبل میں دیکھی ہیں اسی وجہ سے ہم انکو مانتے ہیں لیکن یہ جواب بھی سراسر ہیچ اور بیمعنی ہے کیونکہ ان کتابوں میں ہرگز یہ بات درج نہیں ہے کہ حضرت مسیح خدا کے بیٹے یا خود رب العلمین ہیں اور دوسرے لوگ خدا کے بندے ہیں بلکہ بائبل پر غور کرنے والے خوب جانتے ہیں کہ خدا کا بیٹا کرکے کسیکو پکارنا یہ اُن کتابوں کا عام محاورہ ہے بلکہ بعض جگہ خدا کی بیٹیاں بھی لکھی ہیں اور ایک جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ تم سب خدا ہو تو پھر اسحالت میں حضرت مسیح کی کیا خصوصیت رہی ماسوا اس کے ہر ایک عاقل جانتا ہے کہ منقولات اور اخبار میں صدق اور کذب اور تغیر اور تبدل کا احتمال ہے خصوصًا جو جو صدمات عیسائیوں اور یہودیوں کی کتابوں کو پہونچے ہیں اور جن خیانتوں اور تحریفوں کا انھوں نے آپ اقرار کرلیا ہے ان وجوہ سے یہ احتمال زیادہ تر قوی ہوتا جاتا ہے اور یہ بھی آپ کو سوچنا چاہیئے کہ اگر ہر ایک تحریر بغیر ثبوت با ضابطہ کے قابل اعتبار ٹھہر سکتی ہے تو پھر آپ لوگ اُن قصوں کو کیوں معتبر نہیں سمجھتے کہ جو ہندوؤں کے پستکوں میں رام چندر اور کرشن اور برہما اور بشن وغیرہ کے معجزات کی نسبت اور اُن کے بڑے بڑے کاموں کے بارہ میں اب تک لکھے ہوئے پائے جاتے ہیں جیسے مہادیو کی لٹوں سے گنگا کا نکلنا اور مہادیو کا پہاڑ کو اُٹھا لینا اور ایسا ہی ارجن کے بھائی راجہ بھیم کے مقابل پر مہادیو کا کشتی کے لئے آنا جس کی پرانوں میں یہ کتھا لکھی ہے کہ مہادیو جی پلیتی کا روپ دھار کر راجہ بھیم کے سامنے آکھڑے ہوئے بھیم نے چاہا کہ ان سے لڑے مہادیو جی بھاگ نکلے بھیم نے ان کا پیچھا کیا تب وہ زمین میں گھس گئے بھیم نے

یہ دیکھکر بڑے زور سے اُنکی پوچھ پکڑ لی اور کہا کہ اب میں نہ جانے دوں گا سو پوچھ اور پچھلا دھڑ تو بھیم کے ہاتھ میں رہ گیا اور مُنہ بنیاں کے پہاڑ میں جا نکلا اسی وجہ سے مُنہ کی پوجا نیپال میں ہوتی ہے اور پوچھ اور پچھلے دھڑ کی کدار ناتھ میں۔ اب دیکھیے کہ جو کچھ آپ نے عقیدہ بنا رکھا ہے کہ گویا خدا تعالےٰ کی روح حضرت مریم کے رحم میں گھس گئی اور گھسنے کے بعد جس نے ایک نیا روپ دھار لیا جس جس سے وہ کامل خدا بھی بنے رہے اور کامل انسان بھی ہو گئے کیا یہ قصہ بھیم اور مہادیو کے قصہ سے کچھ کم ہے پھر آپ یہ بھی دعوی کرتے ہیں کہ ہم کو مسیح کے کفارہ پر ایمان لانے سے نجات حاصل ہو گئی ہے مگر میں آپ لوگوں میں نجات کی کوئی علامت نہیں دیکھتا اور اگر میں غلطی پر ہوں تو آپ مجھکو بتلاویں کہ وہ کون سے انوار و برکات اور قبولیت الٰہی کے نشان آپ لوگوں میں پائے جاتے ہیں جنسے دوسرے لوگ محروم رہے ہوئے ہیں میں اسبات کو مانتا ہوں کہ ایمان داروں اور بے ایمانوں اور ناجیوں اور غیر ناجیوں میں ضرور مابہ الامتیاز ہونا چاہیئے مگر پادری صاحب آپ ناراض نہ ہوں وہ علامات جو ایمان داروں میں ہوتی ہیں اور ہونی چاہئیں جنکو حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی دو تین جگہ انجیل میں لکھا ہے وہ آپ لوگوں میں مجھکو نظر نہیں آتیں بلکہ بلکہ وہ نشان سچے مسلمانوں میں پائے جاتے ہیں اور انھیں میں ہمیشہ پائے گئے ہیں اور انہیں نشانوں کے ظاہر کرنے کے لئے **اس عاجز** نے آپ صاحبوں کی خدمت میں رجسٹری کرا کر خط بھیجے اور **بیس ہزار اشتہار** تقسیم کیا اور کوئی دقیقہ ابلاغ اور اتمام حجت کا باقی نہ رکھا۔ خدا کرے کہ آپ لوگوں کو حق دیکھنے کے لئے شوق پیدا ہو اور جو مقبول اور مردود میں

فرق ہونا چاہیئے وہ آپ بچشم خود دیکھ لیں اور اچھے درختوں کے اچھے پھل اور اچھے پھول بذات خود ملاحظہ کرلیں مگر افسوس کہ میری اسقدر سعی اور کوشش سے ابتک آپ لوگوں میں سے کوئی صاحب میدان میں نہیں آئے۔ اب آپ نے یہ خط لکھا ہے مگر دیکھیے کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ آپ نے اپنے خط میں تین شرطیں لکھی ہیں پہلے آپ لکھتے ہیں کہ چھ سو روپیہ یعنی تین ماہ کی تنخواہ بطور پیشگی ہمارے پاس گوجرانوالہ میں بھیجا جاوے اور نیز مکان وغیرہ کا انتظام اس عاجز کے ذمہ رہے اور اگر کسی نوع کی دقت پیش آئے تو فوراً آپ گوجرانوالہ میں واپس آجائیں گے اور جو روپیہ آپ کو مل چکا ہو اُسکو واپس لینے کا استحقاق اس عاجز کو نہیں رہے گا یہ پہلی شرط ہے جو آپ نے تحریر فرمائی ہے لیکن گذارش خدمت کیا جاتا ہے کہ روپیہ کسی حالت میں قبل از انفصال اس امر کے جس کیلئے بحالت مغلوب ہونے کے روپیہ دینے کا اقرار ہے آپ کو نہیں مل سکتا ہاں البتہ یہ روپیہ آپ کی تسلی اور اطمینان قلبی کے لئے کسی بنک سرکاری میں جمع ہو سکتا ہے یا کسی مہاجن کے پاس رکھا جا سکتا ہے غرض جسطرح چاہیں روپیہ کی بابت ہم آپ کی تسلی کر سکتے ہیں لیکن آپ کے ہاتھ میں نہیں دے سکتے اور یہ بات سچ اور قریب انصاف بھی ہے کہ جب تک فریقین میں جو امر متنازعہ فیہ ہے وہ تصفیہ نہ پایا جائے تب تک روپیہ کسی ثالث کے ہاتھ میں رہنا چاہیئے امید ہے کہ آپ جو طالب حق ہیں اس بات کو سمجھ جائیں گے اور اس کے برخلاف اصرار نہیں کریں گے اور جو اسی شرط کے دوسرے حصہ میں آپ نے یہ لکھا ہے کہ اگر مکان وغیرہ کے بارے میں کسی نوع کی ہم کو دقت پہونچی تو ہم فوراً واپس گوجرانوالہ میں آویں گے اور جو روپیہ جمع کرایا گیا ہے وہ ہمارا ہو جائے گا۔ یہ شرط آپ کی بھی ایسی وسیع الذیل ہے کہ ایک بہانہ جو آدمی کو

اس سے بہت کچھ گنجایش مل سکتی ہے کیونکہ مکان بلکہ ہر ایک چیز میں نکتہ چینی کرنا بہت آسان ہے آپ کہہ سکتے ہیں کہ اسجگہ کی آب و ہوا ہمکو موافق نہیں ہے۔ ہم بیمار ہو گئے۔ مکان میں بہت گرمی ہے۔ فلاں چیز ہم کو وقت پر نہیں ملتی۔ فلاں فلاں ضروری چیزوں سے مکان خالی ہے۔ وغیرہ وغیرہ اب ایسی ایسی نکتہ چینیوں کا کہانتک تدارک کیا جائے گا سو اسبات کا انتظام اسطرح پر ہو سکتا ہے کہ آپ ایک دو دن کے لئے خود قادیان میں آکر مکان کو دیکھ بھال لیں اور اپنی ضروریات کا بالمواجہ تذکرہ اور تصفیہ کرلیں تا جہانتک مجھ سے بن پڑے آپ کی خواہشوں کے پورا کرنیکے لئے کوشش کروں اور پھر بعد میں نکتہ چینی کی گنجایش نہ رہے ماسوا اس کے یہ عاجز تو اسبات کا ہرگز دعوی نہیں کرتا کہ کسیکو اپنے مکان میں فردکش کر کے جو کچھ نفس امارہ اُسکا اسباب عیش و تنعم مانگتا جائے وہ سب اُس کے لئے مہیا کرتا جاؤں گا بلکہ اس خاکسار کا یہ عہد و اقرار ہے کہ جو صاحب اس عاجز کے پاس آئیں اُن کو اپنے مکانات میں سے اچھا مکان اور اپنی خوراک کے موافق خوراک دی جائے گی اور جس طرح ایک عزیز اور پیارے مہمان کی حتی الوسع دلجوئی و خدمت و تواضع کرنی چاہیئے اسی طرح انکی بھی کی جائے گی اپنی طاقت اور استطاعت کے موافق برتاؤ اور معاملہ ہوگا اور اپنے نفس سے زیادہ خوراک و شرب میں انکی رعایت رکھی جائے گی۔ ہاں اگر کوئی اس قسم کی تکلیف ہو جسکو اس گاؤں میں ہم لوگ خود اُٹھاتے ہیں اور اس کا دفع اور ازالہ ہماری طاقت اور استطاعت سے باہر ہے اس میں ہمارے مہمان ہماری حالت کے شریک رہیں گے اور اسبات کو آپ سمجھیں یا نہ سمجھیں مگر ہر ایک منصف

سمجھ سکتا ہے کہ جس حالت میں ہم نے دو سو روپیہ ماہواری دینا قبول کیا اور اس کے لئے ہر طرح تسلی بھی کر دی تو ہم نے اپنے فرض کو ادا کر دیا کہ جو کسی کا پورا پورا خرچ دینے کے لئے ہمارے سر پر تھا رہا تجویز مکان و دیگر لوازم مہمانداری سو یہ زوائد ہیں جنکو ہم نے حسن اخلاق کے طور پر اپنے ذمہ آپ لے لیا ہے ورنہ ہر ایک باانصاف آدمی جانتا ہے کہ جس شخص کو پورا پورا خرچہ اسکی حیثیت کے موافق بلکہ اس سے بڑھکر دیا جائے تو پھر اور کوئی مطالبہ اس کا بیجا ہے اسکو تو خود مناسب ہے کہ اگر زیادہ تر آرام پسند اور آسایش دوست ہے تو اپنی آسایش کے لئے آپ بندوبست کرے جیسا کہ اس حالت میں بندوبست کرتا کہ جب وہ دو سو روپیہ نقد کسی اور جگہ سے بطور نوکری پاتا غرض جسقدر علاوہ ادائے خرچہ کے ہم سے کسی کی خدمت ہو جائے اس میں تو ہم ممنون ہونا چاہیئے کہ ہم نے علاوہ اصل شرط کے بطور مہمانوں کے اسکو رکھا نہ کہ انکی نکتہ چینی کیجائے کیونکہ یہ تو تہذیب اور اخلاق اور انصاف سے بہت بعید ہے اور اس مقام میں مجھکو ایک سخت تعجب یہ ہے کہ اگر ایسی شرائط جو آپ نے پیش کی ہیں کوئی اور شخص کسی فرقہ مخالف کا پیش کرتا تو کچھ بعید نہ تھا مگر آپ لوگ تو حضرت مسیح علیہ السلام کے خادم اور تابع کہلاتے ہیں اور ان کے نقش قدم پر چلنے کا دم مارتے ہیں سو یہ کیسی بھول کی بات ہے کہ آپ حضرت مسیح کی سیرت کو چھوڑتے جاتے ہیں کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت مسیح ایک درویش طبع آدمی تھے جنہوں نے اپنی تمام زندگی میں کوئی اپنا گھر نہ بنایا اور کسی نوع کا اسباب عیش و عشرت اپنے لئے مہیا نہ کیا تو پھر آپ فرماویں کہ آپ کو انکی پیروی کرنا لازم ہے یا نہیں جب تک آپکی زندگی مسیح کی زندگی کا نمونہ نہ بنے تب تک آپ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ہم حضرت مسیح کے سچے پیرو ہیں سو اب آپ غور کر لیں کہ یہ کسقدر نازیبا بات ہے کہ جو آپ پہلے ہی اپنی عیش و عشرت کے لئے مجھسے شرطیں کر رہے ہیں آپ پر واضح ہو کہ یہ عاجز مسیح کی زندگی کے نمونہ پر چلتا ہے کسی باغ میں کوئی امیرانہ کوٹھی نہیں رکھتا اور اس عاجز کا گھر اس قسم کی عیش و نشاط کا گھر نہیں ہو سکتا جس کی طرف دنیا پرستوں کی طبیعتیں راغب اور مائل ہیں ہاں اپنی حیثیت اور طاقت کے موافق مہمانوں کے لئے خالصاً للہ مکانات بنا رکھے ہیں اور جہانتک بس چل سکتا ہے انکی خدمت کے لئے آمادہ و حاضر ہوں سو اگر آپ ایسے مکانات میں گذارہ کرنا چاہیں تو بہتر ہے کہ اول آکر انکو دیکھ لیں لیکن اگر آپ تنعم پسند لوگوں کی طرح مجھسے یہ درخواست کریں کہ میرے لئے ایک ایسا شیش محل چاہیئے جو ہر ایک طرح کی فرش و فروش سے آراستہ ہو جابجا تصویریں لگی ہوئی اور مکان سجا ہوا اور بوتلوں میں مست اور متوالا کرنے والی چیز بھری ہوئی رکھی ہوں اور اردگرد مکان کے ایک خوشنما باغ اور چاروں طرف اس کے نہریں جاری ہوں اور دس بیس خدمتگذار غلاموں کی طرح حاضر ہوں تو ایسا مکان پیش کرنے سے مجبور و معذور ہوں بلکہ ایک سادہ مکان جو ان تکلفات سے خالی لیکن معمولی طور پر گذارہ کرنیکا مکان ہو موجود اور حاضر ہے اور امید رکھتا ہوں کہ آپ کو پر تکلف مکانات اور دوسرے لوازم سے گریز کرنا چاہیئے تا آپ میں مسیح کی زندگی کے علامات ظاہر ہو جائیں اور میں ہرگز خیال نہیں کرتا کہ یہ مکان آپ کو کچھ تکلیف دہ ہوگا بلکہ مجھے کامل تسلی ہے کہ ایک شکر گذار آدمی ایسے مکان میں رہ کر کوئی کلمہ شکوہ شکایت کا منہ پر نہیں لائے گا کیونکہ مکان وسیع موجود ہے اور گذارہ کرنے کے لئے سب کچھ مل سکتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اگر آپ بعد ملاحظہ مکان چند معمولی اور جائز باتوں میں جو ہماری طاقت میں ہوں فرمایش کریں تو وہ بھی بفضلہ تعالےٰ میسر آسکتی ہیں مگر بہرحال پہلے آپکا تشریف لانا ازبس ضروری ہے۔

پھر آپ دوسری شرط میں یہ لکھتے ہیں کہ الہام اور معجزہ کا ثبوت ایسا چاہیئے جیسے کتاب اقلیدس میں ثبوت درج ہیں جس سے ہمارے دل قائل ہو جائیں اس میں اول اس عاجز کی اصطلاحات کو یاد رکھیں کہ ہم لوگ معجزہ کا لفظ صرف اسی محل میں بولا کرتے ہیں جب کوئی خارق عادت کسی نبی یا رسول کیطرف منسوب ہو لیکن یہ عاجز نہ نبی ہے اور نہ رسول ہے صرف اپنے نبی معصوم محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک ادنیٰ خادم اور پیرو ہے اور اسی رسول مقبول کی برکت متابعت سے یہ انوار و برکات ظاہر ہو رہے ہیں سو اسجگہ کرامت کا لفظ موزوں ہے نہ معجزہ کا اور ایسا ہی ہم لوگوں کی بول چال میں آتا ہے اور جو آپ اقلیدس کی طرح ثبوت مانگتے ہیں اس میں یہ عرض ہے کہ جسقدر بفضلہ تعالیٰ روشن نشان آپ کو دکھلائے جائیں گے بمقابلہ ان کے ثبوت اقلیدس کا جو اکثر دوائر موہومہ پر مبنی ہے ناکارہ اور ہیچ ہے۔ اقلیدس کے ثبوتوں میں کئی محل گرفت کی جگہ ہیں اور ان ثبوتوں کی ایسی ہی مثال ہے کہ جیسے کوئی کہے کہ اگر اول آپ بلا دلیل کسی ایک چارپایہ کی نسبت یہ مان لیجئے کہ یہ چارپایہ نجاست کھا لیتا ہے اور زمین میں گرتا ہے اور بدن پر اس کے اون ہے تو ہم ثابت کر دینگے کہ وہ بھیڑ کا بچہ ہے ایسا ہی اقلیدس کی بیانات

میں اکثر جگہ تناقض ہے جیسے اول وہ
آپ ہی لکھتا ہے کہ نقطہ وہ شے ہے
جس کی کوئی جزء نہ ہو یعنی بالکل قابل
انقسام نہ ہو پھر دوسری جگہ آپ
ہی تجویز کرتا ہے کہ ہر ایک خط کے
دو ایسے ٹکڑے ہو سکتے ہیں کہ
دونوں اپنے اپنے مقدار میں برابر
ہوں اب فرض کرو کہ ایک خط مستقیم
ایسا ہے جو نو ۹ نقطوں سے
مرکب ہے اور بموجب دعوی
اقلیدس کے ہم چاہتے ہیں جو اس
کے دو ٹکڑے مساوی کریں تو اس
صورت میں یا تو یہ امر خلاف قرارداد
پیش آئے گا کہ ایک نقطہ کے دو
ٹکڑے ہو جائیں اور یا یہ دعوی
اقلیدس کا کہ ہر ایک خط مستقیم
دو ٹکڑے مساوی ہو سکتا ہے
غلط ٹھیرے گا غرض اقلیدس میں
بہت سی وہمی اور بے ثبوت باتیں
بھری ہوئی ہیں جنکو جاننے والے
خوب جانتے ہیں مگر آسمانی نشان
تو وہ چیز ہے کہ وہ خود منکر کی ذات
پر ہی وارد ہو کر حق الیقین تک اسکو
پہونچا سکتا ہے اور انسان کو بجز اس
کے ماننے کے کچھ بن نہیں پڑتا سو
آپ تسلی رکھیں کہ اقلیدس کے تاخیر
خیالات کو ان عالی مرتبہ نشانوں سے
کچھ نسبت نہیں۔ چہ نسبت خاک را
با عالم پاک۔ اور یہ نہیں کہ صرف
اس عاجز کے بیان پر ہی حصر رہیگا
بلکہ یہ فیصلہ بذریعہ ثالثوں کے ہو
جائے گا اور جب تک ثالث لوگ
جو فریقین کے مذہب سے الگ
ہوں گے یہ شہادت نہ دیں کہ ہاں فی
الحقیقت یہ خوارق اور پیشگوئیاں
انسانی طاقت سے باہر ہیں تب
تک آپ غالب اور یہ عاجز مغلوب
سمجھا جائے گا لیکن در صورت
ملجانے ایسی گواہیوں کے جو ان
خوارق اور پیشگوئیوں کو انسانی طاقت
سے بالاتر قرار دیتی ہوں تو آپ
مغلوب اور میں بفضلہ تعالی غالب

ہوں گا اور اُسی وقت آپ پر لازم
ہوگا کہ اسی جگہ قادیان میں بشرف
اسلام مشرف ہو جائیں۔ پھر آپ
اپنے خط کے اخیر پر یہ لکھتے ہیں
کہ اگر شرائط مذکورہ بالا کو قبول
نہیں فرماؤ گے تو آپ کا حال اور
یہ شرائط چند اخبار ہند میں شائع
کیجائینگی۔ سو مشفق من جو کچھ حق
حق تھا آپ کی خدمت میں لکھدیا
گیا ہے اور یہ عاجز آپ کے حالات
شائع کرانے سے ہرگز نہیں ڈرتا
بلکہ خدا جانے آپ کب اور کسوقت
اپنی طرف سے اخباروں میں یہ
مضمون درج کرائیں گے مگر یہ
خاکسار تو آج ہی کی تاریخ میں ایک
نقل اس خط کی بعض اخباروں میں
درج کرنے کے لئے روانہ کرتا ہے
اور آپ کو یہ خوشخبری پہلے سے
سنا دیتا ہے تا آپ کی تکلیف کشی
کی حاجت نہ رہے اور بعد جو
کچھ آپ کی طرف سے ظہور میں
آئے گا وہ بھی بیس روز تک انتظار
کر کے چند اخبار میں چھپوا دیا جائے
گا اور اگر آپ کچھ غیرت کو کام
میں لا کر قادیان میں آ گئے تو پھر
آپ دیکھیں گے کہ خداوند کریم کس
کے ساتھ ہے اور کس کی حمایت
اور نصرت کرتا ہے اور پھر اسوقت
آپ پر یہ بھی کھل جائے گا کہ کیا
سچا اور حقیقی خدا جو خالق و مالک
ارض و سما ہے وہ حقیقت میں ابن
مریم ہے یا وہ خدا ازلی و ابدی و غیر
متغیر و قدوس جس پر ہم لوگ ایمان
لائے ہیں سو میں اُسی خدائے
کامل اور صادق کی آپ کو قسم دیتا
ہوں کہ آپ ضرور تشریف لائیں
ضرور لائیں اگر وہ قسم آپ کے
دل پر مؤثر نہیں تو پھر اتمام الزام
کی نیت سے آپ کو حضرت مسیح
کی قسم ہے کہ آپ آنے میں ذرا
توقف نہ کریں تا حق و باطل میں جو
فرق ہے وہ آپ پر کھل جائے

اور جو متاوقوں اور کاذبوں میں مابہ
الامتیاز ہے وہ آپ پر روشن
ہو جائے۔ والسلام علی من
اتبع الھدی۔

بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت
کہ با کہ باختہ عشق در شب دیجور
من ایستادہ ام اینک تو ہم بیا بشتاب
کہ تا سیاہ شود روی کاذب مغرور

الراقم

خاکسار آپ کا خیر خواہ مرزا غلام احمد
از قادیان ضلع گورداسپور

ذکر الٰہی

ذکر الٰہی سے دل مطمئن ہوتے بلائیں
دور ہوتیں اور کشایش کی راہیں
کھلتی ہیں چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے
الا بذکر اللہ تطمئن القلوب
آگاہ ہو کہ اللہ کے ذکر سے دل اطمینان
پاتے ہیں امن یجیب المضطر اذا
دعاہ ویکشف السوء ویجعلکم
خلفاء الارض ءالٰہ
مع اللہ قلیلا ما تذکرون بھلا
وہ کون ہے جو مضطر کو اُسکی پکار کے
وقت جواب دیتا ہے اور اسکی
مشکل آسان کر دیتا ہے اور کون
ہے جو تم کو زمین کا خلیفہ بناتا ہے
کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے
مگر تم بہت کم غور و فکر کرتے ہو
کیا یہ تمام کلمات لغو اور سرسری
ہیں کیا ذکر الٰہی اور قرآنی اذکار
سے دل اداس اور غمناک
ہوتے ہیں جو اسقدر دور بھاگتے
اور لا پروائی کرتے ہو کیا خدا کو
چھوڑ کر اور اس کے کلام کو سرسری
سمجھکر دنیا و آخرت میں سرسبز ہوگئے
ہو کیا خدا اور اس کے احکام کو چھوڑ کر
اپنے کسی اور کو رازق اور مالک سمجھ لیا

شہادات اسلام

یہ مضمون ترجمہ ہے ایک انگریزی مضمون کا جو نومبر کے مسلم ورلڈ میں طبع ہوا ہے۔ صاحب مضمون جناب حاجی بیرون نے قابل داد لیاقت سے اس مضمون کو لکھا ہے مگر باوجود بے شمار خوبیوں کے اس میں ایک کمی یہی ہے کہ حاجی صاحب نے قرآن کریم کی تعلیمات کی صداقت و افضلیت کے دعاوی تو بیشک بہت کئے اور بجا کئے مگر خود اندرونہ قرآن سے اپنے دعاوی کے اثبات پر سندیں لانے میں تساہل کیا۔ اگر وہ اپنے ہر ایک دعوی اور عنوان کے متعلق قرآن کریم کی آیات لکھتے اور ان کے حسب موقعہ دلچسپ تفسیر بھی کر جاتے تو عام یورپ کی نگاہ میں مضمون پر رعب اور موثر ہو جاتا۔ لیکن انھوں نے ایسا نہیں کیا۔ درحقیقت یہ ایک بڑا نقص ہے جس سے بہت سے مضامین کسی آسمانی کتاب کی حمایت میں لکھے ہوئے لکھنے والوں کی طبعزاد نکتہ سنجیاں تصور ہوئے اور اس لئے غیر مؤثر اور بے قدر سمجھے گئے ہیں۔ دوسری قوموں کو بے بضاعتی نے جو انکی مسلمہ کتابوں کی خود تہیدستی کے سبب سے انکے حصہ میں آئی ہے اسپر مجبور کیا کہ وہ اپنی زباں درازیوں کو ان گونگی کتابوں کی پردہ پوشی کا چالاک وکیل بنائیں۔ مگر قرآن کریم کے حامی اس فضول تکلیف سے سبکدوش کئے گئے ہیں۔ اس لئے کہ قرآن کا دعوی ہے کہ **وہ کتاب ناطق ہے**۔ یعنی اسے اپنے ہر ایک دعوی کے ثبوت و حمایت میں کسی اور گو یا وکیل کی حاجت نہیں بلکہ وہ خود اپنے پر فصاحت اور بلیغ ثبوت اور شہادتوں سے سامعین پر اپنی صداقت ثابت کر دینے کو کافی ہے۔ اور قرآن کا یہ دعوی بھی ہے کہ وہ ہر بات کے لئے **تبیان** ہے یعنی اس نے ہر ایک مقدمہ کو من کل الوجوہ پوری وضاحت اور صراحت سے بیان فرمایا ہے۔ اب وقت آیا ہے کہ ہر شخص جو قرآن کریم کی حمایت میں مضمون لکھنا چاہے وہ اسی نمونہ کو اپنا مقتدا بنائے۔ نری خشک لفاظیوں اور مسلسل فقرہ بندیوں سے جو مخالفین کا ساتھ دینے کو بھی ایسی ہی تیار کھڑی ہیں اپنے آپ کو حق مضمون سے عہدہ برآ نہ سمجھیں۔ اس میں بہت بڑے نقص ہیں جو عنقریب اسی مضمون میں بیان کئے جائیں گے غرض میں نے اس مضمون کو بہت لطیف پا کر چاہا کہ اسے ترجمہ کر کے شائع کروں مگر اس کی کمی کو پورا کرنے کے بعد جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ اس غرض سے میں نے حاجی صاحب کے کلام کے بعد مناسب موقعوں میں اپنی شرح بھی اضافہ کر دی جسکو نشان **ف** اس متن ہیں سے جدا کرتا ہے۔

شہادات صداقت اسلام

مسلمانوں کا مذہب صاف صاف اللہ تعالی کی طرف سے ہے

اسلام اس بارے میں دوسرے تمام مذاہب سے **کلی امتیاز رکھتا ہے** اسلام میں نجات حاصل کرنے کے لئے ایمان نہایت ضروری ہے۔ مگر ایمان بھی ایسا کہ قوای عقلیہ اور ادراک کی آزادانہ رسائی سے باہر نہ ہو۔ اسلام لوگوں سے استدعا کرتا اور اس امر کا استحقاق جتاتا ہے کہ اسے قبول کریں نہ اس لحاظ سے کہ وہ منقول و عروی ہے بلکہ وہ مخاطبوں کے سامنے بالکل صاف صاف۔ مشاہدہ میں آ جانے والے اور ناقابل چون و چرا دلائل پیش کرتا ہے۔ اس خاص خصوصیت کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسلام مشنریانہ مذہب نہیں یعنی پادریوں کے من گھڑت مذہب عیسوی کی طرح نہیں۔ کیونکہ جس حال میں اسلام کے قبول کرنے کے لئے اخلاص رضا و رغبت اور بالکل صاف پاک دل ہونا نہایت ضروری ہے تو کسی صورت میں بھی روا نہیں کہ کوئی مسلمان کسی قسم کی ترغیب یا ترہیب یا تحریک یا تخریص سے کسی کو اس کے قبول کرنے پر مجبور کرے۔ اس لئے کہ مسیحیوں کی یہ اصل کہ اجبارًا کسیکو مذہب میں داخل کر لیا جاوے منشائی اسلام سے بالکل مخالف ہے۔ مگر ایک اور معنی کے لحاظ سے اسلام مشنری مذہب یعنی رسالتی مذہب ہے کیونکہ مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ راہ حق کی طرف لوگوں کو دعوت کریں۔ اور اس دعوت کا صاف منشا یہ ہے کہ لوگ اس میں پوری غور اور تامل کریں۔ چنانچہ مسلمان مبلغ کا فرض ہے کہ پوری راستی اور بے لوث غرض سے طالب حق کو اصول کے سمجھنے کا خوب موقعہ دے اور اس کا معاملہ بالکل اللہ تعالے پر چھوڑ دے خواہ وہ اسے قبول کرے یا اسے رد کرے۔

ف اس میں شک نہیں کہ اسلام میں ایمان نجات کی ضروری شرط ہے مگر مجرد ایمان کو اسلام کچھ بھی قابل اعتبار نہیں سمجھتا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں جہاں آیا ہے **ان الذین امنوا** اسی کے ساتھ یہ بھی آیا ہے **وعملوا الصلحت** یعنی جو لوگ ایمان بھی لائے اور اس کے مناسب انھوں نے اعمال بھی کئے جو درحقیقت ایمان کا پھل ہیں۔ قرآن کریم میں ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ کی تاکید بہت جگہ آئی ہے

یہ شدہ ہیں''! کید اور اس کا بار بار اعادہ صاف بتاتا ہے کہ اس سے غرض کسی ایسے خطرناک شائع اعتقاد کی بیخکنی کرنا ہے جسنے محض ایمان کی خوبصورت لفظ کی اوٹ میں عمل صالح کی ضرورت کو کمزور بلکہ معدوم کر دیا ہوگا - اور وہ اعتقاد بجز اس ٹھہرائے اعتقاد کفارہ کے اور کیا ہو سکتا ہے جس کی تائید میں ممبران کلیسیا کو یہ ضرورت پڑی کہ تمام مقدس نبیوں کو غیر معصوم اور بدکار خواہش پرست اور گنہگار ٹھہرایا - اور اس لئے کہ اعمال صالحہ کی قیدسے بالکل آزاد ہوکر بہایم وار زندگی بسر کرنے کے لئے حجت پیدا کرسکیں الٰہی شریعتوں کو لعنت کا موجب قرار دیا اور کیا ہی موزون فقرہ گھڑ لیا - نجات اگر فضل الٰہی سے ہے اعمال سے نہیں ورنہ فضل فضل نہ رہے گا اور اگر اعمال سے تو پھر فضل کچھ نہیں تو عمل عمل نہ رہے گا (روم ۱۱ : ۶) اگر اس فقرہ کے وہ برے معنی نہ لئے جائیں جن کی بنا پر کفارہ تسلیم کیا گیا ہے جس سے کسی طرح بھی انسانی فطرت کی سچی فلاسفی اور خدا تعالےٰ کی رحمت و عدل کو لازوال دھبہ لگانے کے سوا اور کچھ ثابت نہیں ہوتا تو یہ فقرہ اسلام ہی کی تعلیم کے موافق ہے عیسائیوں نے سخت نادانی سے یہ اعتراض کیا ہے کہ اسلام انسان کو اعمال صالحہ پر ناز کرنے کی تعلیم دیتا ہے - جو لوگ قرآن کریم کے اس عجیب راز سے واقف ہیں کہ کیوں اس ساری مقدس کتاب میں باری تعالیٰ نے فقط اپنی ذات کو قوائے انسانی کے مبادئی ظہورات اور ان کے جذبات و میلانات کا مبدء اول یا علت العلل ہونے پر زور دیا ہے وہ بخوبی سمجھتے ہیں کہ جوارح جسمانی اور قوائے روحانی کا عطا کرنا اور ان میں اپنی مرضی کے موافق

اعمال صالحہ کی صلاحیت پیدا کرنا یہی اُس کا عین فضل اور عظیم فضل ہے ایمان اور اعمال صالحہ طبعاً کوئی دو متغائر چیزیں نہیں ہیں بلکہ بالکل ایک ہی ہیں - یہ بالکل صاف بات ہے کہ کسی چیز کی نسبت علم کا ہونا اُس علم کے حسب حال انسان کو کسی حرکت پر جسے عمل یا فعل یا ترک عمل یا ترک فعل کہہ سکتے ہیں مجبور کرتا ہے - مثلاً سم الفار اور سانپ اور دیگر تمام موذیات کا علم جس کی نسبت انسان ایمان لا چکا ہے کہ اس کی محبوب ترین اشیاء (صفت بقا) کے وہ مخالف ہیں اُسے اضطراراً اجتنابی حرکت یعنی ترک عمل پر مجبور کرتا ہے اور منفعت بخش اشیا کی صورت انکی نسبت پہلے ایمان اور اعتقاد بالخیر کی وجہ سے اُسے عمل اور اختیار پر مائل کرتی ہے - اور سب امور بالکل فطری اور جبلی ہیں - جیسے اعضاو جوارح اور قویٰ اور مدرکات میں تالم اور تنعم کے حواس محض وہبی ہیں اکتسابی ہرگز نہیں ویسے ہی تمام موذیات و منافع اشیا محض باری تعالیٰ کے خلق و امر سے ہیں کسی مخلوق کی صناعت و تمتع کو ہمیں دخل کا امکان نہیں - انسان کو آئندہ آنے والے نفع اور غائب ضرر کا کچھ بھی علم نہیں دیا گیا - بنابراں مضار و موذیات سے محفوظ رکھنا اور مفیدات و منافع سے متمتع کرنا محض اُس کے فضل سے ہے - اسی واسطے صادق کتاب (قرآن) نے جو انسانی بناوٹ اور اس کے میلان کو بخوبی سمجھتی ہے کیونکہ خالق انسان کی طرف سے ہے انسان کو ایمان اور عمل کی سچی فلاسفی کی تعلیم دیتے ہوئے سکھایا ہے ایاك نعبد وایاك نستعين - یعنی جہاں انسان کو یہ سکھایا ہے کہ وہ اُسی کی فرمانبرداری کا اقرار کرے اور اپنی عبودیت کو عملی طور پر ثابت

کرے اور اس لئے ان لفظوں سے اقرار کرے کہ ''ہم تیری ہی اطاعت کرتے ہیں''۔ ساتھ ہی دوسرا نہایت ضروری جملہ تلقین کیا ہے '' اور اس عہد کے قائم رکھنے اور اس اقرار کے ایفا پر ہم ہر طرح کی مدد بھی تجھ سے ہی مانگتے ہیں - ملا یعنی ہم اتنے بڑے ہیبت ناک اقرار عبودیت پر جو تیری عظمت الوہیت کے شایاں ہو بایں ہمہ ضعف و نقص بشریت کیونکر قادر ہو سکتے ہیں - کیونکہ ہمارے قویٰ میں ایسی پرزور جذبات - لگام شکن میلان بھی ہیں جنھیں ہم عدم علم اور عدم قوت مقابلہ کی وجہ سے تیری پوری مرضیوں اور سچی خواہشوں کے قالب میں ڈھال نہیں سکتے اور نیز اپنی محیط قدرتوں اور باریک حکمتوں کے تقاضا سے اگر وہ قویٰ ہی ہم سے چھین لے جو تیری عبادت اور تعظیم و اجلال کے اختیار کرنے سے مسرور و متمتع ہو سکتے ہیں تو ہم علاوہ عدم ایفاء اقرار کسی حماد یا بہائم سے بڑھ کر وقعت نہیں رکھ سکتے - لہٰذا ان سب امور کے سرانجام کے لئے تیرے فضل سے التجا کرتے ہیں کہ توفیق بھی تیری ہی طرف سے نازل ہو - اس دوسرے جملہ سے انسان کے ہر طرح کے غرور و فخر اور گھمنڈ کو جو وہ عبادات الٰہی کی بجا آوری اور اعمال صالح کے اظہار پر کرسکتا تھا خاک میں ملا دیا ہے - اور عین فطرت انسانی کے موافق ثابت کر دیا ہے کہ ایمان اور اُس کا پھل یعنی عمل صالح دونوں عطائے ربانی اور اس کے فضل سے ہیں - پھر اس کے بعد سکھایا اهدنا الصراط المستقيم یعنی ہمیں سیدھی راہ بتا جس سے مراد وہ اعمال صالحہ ہیں جو انسان کی اس جہان کی زندگی میں آنے والی زندگی کے لئے

میگزین

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

اخوانی السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ میگزین اب بالکل مرتب ہو چکا ہے تین نمبروں کے لئے خود حضرت اقدس علیہ السلام نے مضمون لکھا ہے اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے انگریزی میں اس کا ترجمہ بھی کر چکے ہیں۔ پہلے سوچا گیا تھا کہ پہلا نمبر اکتوبر میں شائع ہو مگر حضرت اقدس امام علیہ السلام کے مبارک قلم سے ایک عظیم الشان مضمون کا نکلنا اس امر کا محرک ہوا کہ اکتوبر والی تدبیر کو بہت نزدیک کی تاریخ اشاعت سے بدل دیا جائے۔

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مشتاق بھائیوں کی دلچسپی کے لئے چند لفظوں میں لکھ دوں کہ ان دو تین نمبروں کا مضمون کیا ہوگا۔ وہ ہوگا "بیسویں صدی کا مذہب" یعنی یہ صدی جس میں اب ہم ہیں اپنے قرائن اور محرکات اور اسباب موجودہ کے لحاظ سے کس مذہب کو چاہتی ہے اور کون سے بدقسمت مذہب ہیں جن کے لئے یاد فنا گھات میں بیٹھی ہے اور ان کے وہ کون سے اجزا ہیں جو علوم کے صدمات کی تاب نہ لا کر عنقریب پاش پاش ہونے والے ہیں۔

ان مذاہب باطلہ میں سے مخصوصاً **نصرانیت** کو بحث اور تفتیش کا آماجگاہ اور جولانگاہ بنایا گیا ہے۔ **عیسویت** کے سارے ستونوں یسوع کی خدائی **کفارہ۔ تثلیث۔ معصومیت** اور **معجزات** کی نسبت ایسی بحث کی گئی ہے کہ اس سے پہلے جب سے مباحثات کا باب کھلا ہے کبھی نہیں ہوئی۔ ان ستونوں کو گرا کر چھت کو زیر و زبر کر دیا گیا ہے۔

پھر **قرآن کریم اور انجیل** کی **تحریف** پر ایسا بین استدلال اور حملہ کیا گیا ہے کہ اس میدان کے پہلے نبرد آزماؤں سے کسی کے دل میں کبھی نہیں گذرا۔ پھر **قرآن کریم کی تعلیم** اور **انجیل کی تعلیم کا مقابلہ** اور جناب یسوع کے اخلاق اور حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مقابلہ و موازنہ بڑے لطیف طریقے سے کیا گیا ہے اور بڑی صفائی سے ثابت کیا گیا ہے کہ اسلام ہی ایک مذہب ہے جس کے جوہر میں بقا کا مادہ رکھا گیا ہے اور یہی ایک روشن طریق ہے جس کے قبول کرنے کے لئے نظر تو میں میلان ہو رہا ہے اور اسباب اس کی مساعدت کر رہے ہیں۔

غرض یہ ایسا مضمون ہے کہ انگریزی زبان میں اس کے شائع ہونے کی ضرورت مدت سے محسوس ہوتی تھی اور اب اس کا وقت آ گیا ہے۔ یہ اس آخری **آدم** کی طرف سے ہے جو آدم اول کے موذی دشمن سانپ کا سر کچلنے کے لئے ازلاً مقدر و موعود تھا کاری حربہ رونما ہے۔ حق کو اس سے وہی قوت حاصل ہو گی جو

لیظھرہ علی الدین کلہ

میں اس آخری زمانہ میں اس کے لئے وعدہ کی گئی تھی۔ اب دین اسلام غریب نہیں رہے گا اب بھیڑیئے اور جنگلی کتے پہلے کی طرح اس پر شیر نہیں ہو سکیں گے۔ وہ کس مپرس اور بے روک یتیم نہ رہے گا۔ اس کی سچائی کی قوت اور دلائل کا زور باطل کے دانت کھٹے کر دے گا۔ کوبرا زہریلی جیبھ منہ سے نکال نہیں سکے گا اور نہ ہی ڈسنے کے لئے لپکنے کا میلان دل میں پائے گا اس لئے کہ اس کی زہریلی کچلیاں نکال ڈالی جائیں گی۔ اب سے دو زبان دراز حملہ آور نہیں رہے گا۔ بلکہ وہ زشت رو گندہ دہن پیرہ زال کی طرح گھونگٹ میں منہ چھپائے رکھنے کو غنیمت سمجھے گا۔ دجل اور ملمع کاری کی آب جاتی رہے گی اور اصلی نمی دھات باقی رہ جائے گی اور ایک جہان پر پوری بینائی سے کھل جائیگا کہ اس مزور دغا باز **شیطان** نے کب سے **آدم** کی نسل کو دھوکے کے جال میں پھنسا رکھا تھا **محمد** رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی **عزت** ظاہر ہوگی۔ اور ثابت ہو جائے گا کہ سچی **عصمت** اور **کامل نبوت** اور زندہ نشان اور زندہ برکات آپ ہی کی ذات پاک میں ہیں۔ قرآن کریم چمکتا ہوا نور اور ہر قسم کی بیماروں کی شفا ثابت ہوگا اور آخر میں وہی **احد لم یلد ولم یولد** خدا معبود اور الہٰ مانا جائیگا جس کی طرف قرآن کریم نے رہنمائی کی ہے۔

عیسائیوں سے مباحثہ کرنے والوں کے ہاتھ میں اب سے یہی ایک مضمون ہوگا جس کے سہارے اور تقویت سے ان کے دل گردے اور زبانوں میں حوصلہ اور یارا پیدا ہوگا۔ اور یوں اسلام کی یہ جلیل خدمت آخرکار دانشمند و نکتہ بین کو یقین دلا دے گی کہ وہ انسان کامل لاریب خدا کی طرف سے ہے اور اپنے سارے دعووں میں صادق ہے جو ساری اسلامی دنیا میں اکیلا حق کی طرف سے

دیکھو صفحہ (۱۰)

* اس مضمون کی عزت اور شان اور بھی بڑھ جائیگی جب دنیا کو معلوم ہوگا۔ کہ اس مضمون کے آخر میں اس مشہور فتنہ انگیز کتاب امہات المؤمنین کا جواب بھی شامل کیا گیا ہے۔ منہ

خاتم النبیین تھے صلے اللہ علیہ وسلم اس لئے آنحضرت ؐ پر کمالات نبوت ختم ہوے۔ کمالات نبوت ختم ہونے کے ساتھ ہی ختم نبوت ہوا۔ جو خدا تعالے کو راضی کرنا چاہے اور معجزات دیکھنا چاہے اور خارق عادت دیکھنا منظور ہو تو اسکو چاہیئے کہ وہ اپنی زندگی بھی خارق عادت بنالے۔ دیکھو امتحان دینے والے محنتیں کرتے کرتے مدقوق کی طرح بیمار اور کمزور ہو جاتے ہیں پس تقوی کے امتحان میں پاس ہونے کے لئے ہر ایک تکلیف اٹھانے کے لئے طیار ہو جاؤ۔ جب انسان اس راہ پر قدم اٹھاتا ہے تو شیطان اسپر بڑے بڑے حملے کرتا ہے لیکن ایک حد پر پہونچکر آخر شیطان ٹھہر جاتا ہے یہ وہ وقت ہوتا ہے کہ جب انسان کی سفلی زندگی پر موت آکر وہ خدا کے زیر سایہ ہو جاتا ہے۔ وہ مظہر الٰہی اور **خلیفۃ اللہ** ہوتا ہے۔ مختصر خلاصہ ہماری تعلیم کا یہی ہے کہ انسان اپنی تمام طاقتوں کو خدا کی طرف لگادے

حضرت مسیح کے بے باپ پیدا ہونے کے متعلق ذکر تھا

فرمایا

(ہمارا ایمان اور اعتقاد یہی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بن باپ تھے اور اللہ تعالے کو سب طاقتیں ہیں نیچری جو یہ دعوی کرتے ہیں کہ اُن کا باپ تھا وہ بڑی غلطی پر ہیں۔ ایسے لوگوں کا خدا مردہ خدا ہے اور ایسے لوگوں کی دعا قبول نہیں ہوتی * جو یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالے کیسکو بے باپ پیدا نہیں کرسکتا ہم ایسے آدمی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالی بنی اسرائیل کو یہ دکھانا چاہتا تھا کہ تمھاری حالتیں ایسی ردی ہوگئی ہیں کہ اب تم میں کوئی اس قابل نہیں جو نبی ہو سکے یا اُس کی اولاد میں سے کوئی نبی ہو سکے اسواسطے آخری خلیفہ موسوی کو اللہ تعالی نے بے باپ پیدا کیا اور انکو سمجھایا کہ اب شریعت تمھارے خاندان سے گئی۔ اسی کی مثل خدا تعالی نے آج یہ سلسلہ قائم کیا ہے کہ آخری خلیفہ محمدی یعنی مہدی و مسیح کو سیدوں میں سے نہیں بنایا بلکہ فارسی الاصل لوگوں میں سے ایک کو خلیفہ بنایا تاکہ یہ نشان ہو کہ نبوت محمدی کی گدی کے دعویداروں کی حالت تقوی اب کیسی ہے۔)

فرمایا

انبیا کا قاعدہ ہے کہ شخصی تدبیر نہیں کرتے نوع کے پیچھے پڑتے ہیں۔ جہاں شخصی تدبیر آئی وہاں چنداں کامیابی نہ آئی۔ چنانچہ حضرت عیسی علیہ السلام کے ساتھ یہ حال ہوا)

مدت کی بات ہے کہ ایکدفعہ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ اس سلسلہ میں کوئی مجاہدہ مجھے بتلائے

آپ نے فرمایا

کہ عیسائیت کے رد میں کوئی کتاب لکھو تب حضرت مولوی نورالدینصاحب نے کتاب فصل الخطاب لمقدمۃ اہل الکتاب دو جلدیں لکھیں

پھر ایک دفعہ ایسا ہی مولوی صاحب نے حضرت اقدس سے سوال کیا۔ حضرت نے

فرمایا

آریوں کے رد میں کتاب لکھو۔ تب مولوی صاحب نے **تصدیق براھین احمدیہ** لکھی۔ اور فرمایا کہ ان ہر دو مجاہدوں میں مجھے بڑے بڑے فائدے ہوئے۔

---

* **نوٹ** شاید نیچریوں نے اسی لحاظ سے کہ وہ مردہ اور کمزور خدا ہے دعا اور استجابت دعا سے انکار کردیا ہے

سراج الحق نعمانی

بقیہ مضمون تقریر

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۲۲ جلد ۵

اُس نے تین حربے نکالے ہیں **پہلا حربہ** وہ تھا جو عیسائیوں کے مباحثہ میں (جو بمقام امرت سر ۱۸۹۳ء میں ہوا تھا) نکالا۔ کہ ہر ایک الہامی اور آسمانی کتاب کی یہ نشانی ہے کہ وہ دعوی اور دلیل اپنے اندر سے بیان کرے ہم جو دعوی قرآن کریم کی صداقت۔ اسلام کی حقانیت۔ تردید الوہیت مسیح کی تردید وغیرہ وغیرہ قرآن کریم ہی سے پیش کریں گے اور اُن کے ثبوت میں دلائل بھی قرآن کریم سے دینگے ایسا ہی آپ اپنے دعاوی اناجیل سے پیش کریں اور اُن کا ثبوت بھی اناجیل ہی سے دکھلائیں۔ اس کارگر حربہ نے **عیسائیت کی ہیکل** کو وہیں چکنا چور کر دیا۔ اور انجیل کی بےبسی کی تصویر مجسم ہوکر سامنے آکھڑی ہوئی۔ اب اگر کوئی **میرا دل** لےکر سوچے تو اُسکو معلوم ہوگا کہ اُس دن سے اِس اصول کی عظمت ایک دم کے لئے بھی میرے دل سے محو نہیں ہوئی۔ یہ وہ اصول ہے جسنے قرآن کریم کے جلال کو پھر دنیا میں قائم کر دیا + میرے دوستو اناجیل میں غور کرو۔ اپنے بستروں پر تنہائی کی گھڑیوں میں سوچو کہ یہ کیسا عظیم الشان اصول ہے۔ مبارکی ہو **اے مسیح تیرے لئے** فرشتوں اور مومنوں کے برکات بہتر امدالآباد کے لئے ہوں خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ کسقدر باتیں تونے اپنی روح میں ترتیب دی ہونگی جنکا یہ **عطر** پیش کیا سب سے پہلے تو اسکو (مسیح موعود علیہ السلام) یہ شعور ہوا کہ یہ فیضان قرآن کریم کا ہوا

دنیا کی اور کسی کتاب میں نہیں۔ اور پھر غور اور بعد سے فکر کے ساتھ دیکھا کہ قرآن کریم اپنے دعاوی کے دلائل کی ترتیب کیسی رکھتا ہے ان سب امور پر ایک غائر نظر کر لینے کے بعد یہ اصول پیش کیا گیا۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ کیسا صاف اصول ہے دیکھو قرآن کریم دعویٰ کرتا ہے کہ خدا ہے اور پھر اُس کا ثبوت دیا۔ پھر کہا کہ خدا ایک ہی نہ دو ہے نہ تین ہے اس کا ثبوت دیا ثبوت ضروری ہے اس کے ثبوت دیئے جزا و سزا۔ موت کے بعد دوسرا عالم ہے اس کے ثبوت دیے۔ یہ امر میں نے بطور نمونہ بیان کیا ہے ورنہ میری روح اس اصول پر غور کر کے پہروں لذت اُٹھایا کرتی ہے۔ اور جب کبھی کوئی باریک سی باریک بات علوم روحانی کے متعلق میں معلوم کرتا ہوں اور پھر قرآن کریم میں اُس کا بیان پاتا ہوں تو میری روح ذوق سے سرشار ہو جاتی ہے اور میں وجد کر اُٹھتا ہوں۔ غرض ہر ایک شخص سوچ سکتا ہے کہ کیسی باریک نگاہ ہمارے امام کی ہے۔ اس جلسہ مباحثہ میں حضرت مولانا مولوی **نور الدین** صاحب بار بار مجھے کہتے تھے کہ مرزا صاحب کیا پیش کریں گے مگر جب اُنھوں نے یہ اصول سُنا چونکہ آپ فہیم اور قرآن کریم پر خوب غور کرنے والے تھے اُن پر وجد کیسی حالت طاری ہو گئی۔ اور فرمانے لگے کہ کیا کہوں آپ زر سے یا کس چیز سے لکھنے کے قابل یہ اصول ہے۔ غرض خدا کا مسیح موعود اس نتیجہ پر پہونچ چکا تھا کہ عیسائی جو مسیح کی نسبت دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ الٰہ اور قادر مطلق خدا ہے یہ صرف ان کی زبانی لن ترانی ہے ورنہ انجیل میں تو خاک بھی نہیں نہ یہ دعویٰ اور نہ اس کے ثبوت میں دلائل یہ اصول سنکر نصاریٰ ظلم عظیم کے حامی کیا تو کچھ بھی نہیں اے ظلم عظیم کے حامیو! کچھ تو بولتے !!!۔

دوسرا حربہ جس نے اس نادان قوم کو سخت زخم لگایا ہے وہ **لعنت کا حربہ** ہے احمقوں نے اپنی دور اندیشی اور بڑی بڑی کمیٹیوں کے بعد ایک بات اپنے مذہب کی تائید میں بنا رکھی تھی خدا کی قدرت خدا کے اس برگزیدہ مسیح نے اسی بات کو اُن پر دے مارا۔ وہ سمجھ بیٹھے تھے کہ خدا ہمارے گناہوں کے بدلے ملعون ہو گیا ہے اب ہم آزاد اور سزائے خداوندی سے بری ہیں۔ مگر حقیقت سے ناآشنا اس کی فلاسفی پر غور نہ کر سکے کیونکہ باطل پرست کی نگاہ تیز اور دوربین نہیں ہوتی۔ حضرت اقدس نے اس راز سربستہ کو ایسا کھولا اور ان کی جوتی اور انھیں کا سر ایسا اس مسئلہ کو اُن کے مُنہ پر مارا کہ آجتک اس زخم سے چلاتے ہیں۔ اور کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔ آپ نے بتلایا کہ لعنت کا مفہوم یہ ہے کہ ملعون خدا سے بیزار اور خدا اُس سے بیزار اُس کا دل شیطان کے وساوس کا نشیمن ہو۔ یا یوں کہو کہ لعین شیطان کا مترادف ہے۔ پس جب مسیح بقول تمہارے ملعون ہو چکا تو گویا وہ خدا سے دور ہو کر مخذول اور مردود ہو گیا جب خود اُس کی یہ حالت ہے تو وہ کسی دوسرے کی اصلاح کیا کرے گا؟۔

اس حربہ نے مردہ پرست قوم میں تہلکہ مچا دیا اور وہ ایسے حواس باختہ ہوئے ہیں کہ آجتک کوئی جواب نہیں بن سکا۔ اور ملعون خدا کے پجاری ملعون ہی رہے۔

تیسرا حربہ جس کے کاری زخم نے ایسا درد اس باطل پرست قوم کو پہونچایا ہے کہ جس کی ٹیس سے یہ آجتک ہائے ہائے پکار رہے ہیں اور جس نے ایسا دکھ پہونچایا ہے کہ کبھی نہ پہونچا ہو۔ یہاں تک کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دینے کے مدعی اور خدا کے لیے بے ضرر میمنے ہونے کا دعویٰ کرنے والے کراہنے لگے وہ جو بلند دعوے کرتے تھے کہ ہم نرم خو ہیں اور خدا تعالیٰ کی سچی تعلیم قوای انسانی کی آبیاری کرنے والی مقدس تعلیم کو ظالمانہ اور جہاد کی تعلیم ظلم کی راہ سے کہتے تھے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ کینہ ور اور بے رحم کہا اپنی انتقام کے لئے ہتھیار کی طرف اپیل کرنیوالا کہا یہ مسیح کے لیے آج درد سے چلا رہے ہیں اور خطرناک رعب کے نیچے آگئے ہیں **وہ مسیح کی موت کا حربہ ہے** جس کے ذریعہ حضرت مسیح موعود نے ان تمام تکلیفوں کا جو ان مسیح کے پیروؤں نے ہمکو پہونچائی تھیں انتقام لیا۔ مسیح کی موت کے مسئلہ نے نصاریٰ کے گھر میں ماتم ڈال دیا اور وہ موت جو ان کے لئے خوشی کا موجب تھی غم کا باعث ہو گئی۔

شاید بعض لوگ کہیں کہ عیسائی تو پہلے ہی مسیح کی موت کے قائل ہیں اور اسکو اپنی نجات کا موجب قرار دیتے ہیں پھر اس میں انکو غمناک بنانیوالی بات کیا تھی؟ یاد رکھو عیسائی مسیح کی صلیبی موت کے قائل ہیں مگر حضرت مسیح موعود نے یہ ثابت کیا کہ

مسیح صلیب پر سے زندہ اُتر آیا اور اُس نے مرہم عیسیٰ کے ذریعہ شفا پائی اور پھر اپنی طبعی موت سے کشمیر میں آکر مر گیا جہاں اب تک اُس کی قبر خان یار کے محلہ سری نگر شہر میں موجود ہے۔

باقی آئندہ

باطل کرتا ہے والحمد للہ رب العلمین۔

ازبسکہ اب فیصلہ ہوگیا ہے کہ میگزین متواتر نکلنا شروع ہو جائے گا لہذا اُن بھائیوں کی خدمت میں التماس کیا جاتا ہے جو اس کے لئے چندہ لکھوا چکے ہیں کہ وہ جلد اپنا اپنا چندہ جناب شیخ رحمت اللہ صاحب مالک بمبئی ہوس لاہور کی خدمت میں ارسال کردیں اور توقف نہ کریں۔ اور جو بھائی ہنوز شامل نہیں ہوئے وہ اپنی شمولی سے اُس کمی کو پورا کریں جو چندہ دہندوں کی کمی تعداد کی وجہ سے رہ گئی ہے۔

خداوند کریم عز اسمہ ہمارے بھائیوں کو اپنے نیک کاموں کی روز افزوں توفیق بخشے اور انہیں بصیرت اور شرح صدر سے علم ہوجائے کہ آج یہی ایک قوم ہے جس کا روپیہ ٹھیک ٹھیک خدا کے دین کے اعلا میں خرچ ہو رہا ہے اور یہی وہ انفاق ہے جسکی نسبت خداوند کریم نے وعدہ فرمایا ہے کہ اُسے بیشمار سود کے ساتھ انھیں واپس دے گا۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الامین وآلہ اجمعین

عاجز عبد الکریم از قادیان

فٹ نوٹ

میگزین میں جس قدر مضامین حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام یا اور بزرگان ملت کے قلم سے نکلیں گے انشاءاللہ تعالٰے اردو داں پبلک کے لئے الحکم اس نعمت کو پیش کرتا رہیگا۔

ایڈیٹر

ڈائری

امامنا علیہ الصلوٰۃ والسلام

مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب

فرمایا

۱ تقوی والے پر خدا کی ایک تجلی ہوتی ہے وہ خدا کے سایہ میں ہوتا ہے۔ مگر چاہیے کہ **تقوی** خالص ہو اور اُس میں شیطان کا کچھ حصہ نہ ہو۔ ورنہ شرک خدا کو پسند نہیں اور اگر کچھ حصہ شیطان کا ہو تو خدا تعالی کہتا ہے کہ سب شیطان کا ہے۔ خدا کے **پیاروں** کو جو دکھ آتا ہے وہ مصلحت الہی سے آتا ہے ورنہ ساری دنیا اکٹھی ہو جاوے تو انکو ایک ذرہ بھر تکلیف نہیں دے سکتی۔ چونکہ وہ دنیا میں نمونہ قائم کرنے کے واسطے ہیں اسواسطے ضروری ہوتا ہے کہ خدا کی راہ میں تکالیف اُٹھانے کا نمونہ بھی وہ لوگوں کو دکھائیں ورنہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ مجھے کسی بات میں اس سے بڑھکر تردد نہیں ہوتا کہ اپنے ولی کی قبض روح کروں۔ خدا تعالی نہیں چاہتا کہ اُس کے ولی کو کوئی تکلیف آوے مگر ضرورت اور مصالح کے واسطے وہ دکھ دیئے جاتے ہیں اور اس میں خود اُن کے لئے نیکی ہے کیونکہ اُن کے اخلاق ظاہر ہوتے ہیں۔ انبیاء اور اولیاء اللہ کے لئے تکلیف اس قسم کی نہیں ہوتی جیسی کہ یہود کو لعنت اور ذلت ہورہی ہے جس میں اللہ تعالے کے عذاب اور اُس کی ناراضگی کا اظہار ہوتا ہے بلکہ انبیاء شجاعت کا ایک نمونہ قائم کرتے ہیں۔ خدا تعالے کو اسلام کے ساتھ کوئی دشمنی نہ تھی مگر دیکھو جنگ حد میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے رہ گئے اس میں یہی بھید تھا کہ آنحضرت صلعم کی شجاعت ظاہر ہو۔ جبکہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار کے مقابلہ میں اکیلے کھڑے ہوگئے کہ میں اللہ تعالے کا رسول ہوں۔ ایسا نمونہ دکھانے کا کسی نبی کو موقعہ نہیں ملا

ہم اپنی جماعت کو کہتے ہیں کہ صرف اتنے پر وہ مغرور نہ ہوجائے کہ ہم نماز روزہ کرتے ہیں یا موٹے موٹے جرائم مثلاً زنا چوری وغیرہ نہیں کرتے۔ ان خوبیوں میں تو اکثر غیر فرقہ کے لوگ مشرک وغیرہ تمھارے ساتھ شامل ہیں۔ **تقوی** کا مضمون باریک ہے اُسکو حاصل کرو۔ خدا کی عظمت دل میں بٹھاؤ۔ جس کے اعمال میں کچھ بھی **ریاکاری** ہو خدا اُس کے عمل کو واپس اُلٹا کر اُس کے مُنہ پر مارتا ہے۔ **متقی** ہونا مشکل ہے۔ مثلاً اگر کوئی تجھے کہے کہ تو نے قلم چرایا ہے تو تو کیوں غصہ کرتا ہے۔ تیرا پرہیز تو محض خدا کے لئے ہے۔ یہ طیش اس واسطے ہوا کہ روبحق نہ تھا جب تک واقعی طور پر انسان پر بہت سی موتیں نہ آجائیں وہ **متقی** نہیں بنتا معجزات اور الہامات بھی **تقوی** کی فرع ہیں۔ اصل **تقوی** ہے۔ اس واسطے تم الہامات اور رویا کے پیچھے نہ پڑو بلکہ حصول **تقوی** کے پیچھے لگو جو **متقی** ہے اُسی کے الہامات بھی صحیح ہیں۔ اور اگر **تقوی** نہیں تو الہامات بھی قابل اعتبار نہیں اُن میں شیطان کا حصہ ہوسکتا ہے کسی کے **تقوی** کو اُس کے ملہم ہونے سے نہ پہچانو بلکہ اُس کے الہاموں کو اُس کی حالت تقوی سے جانچو اور اندازہ کرو۔ سب طرف سے آنکھیں بند کرکے پہلے **تقوی** کے منازل کو طے کرو۔ انبیاء کے نمونہ کو قائم رکھو جتنے **نبی** آئے سب کا مدعا یہی تھا کہ **تقوی** کی راہ سکھلائیں ان **اولیاءہ الا المتقون**۔ مگر قرآن شریف نے تقوی کی باریک راہوں کو سکھلایا ہے کمال نبی کا کمال اُمت کو چاہتا ہے چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

دلچسپ واقعات

مردم خواری کا مقدمہ۔ جنوبی سربیا میں جو ڈیشل تحقیقات سے مردم خواری کے مہیب ناک مقدمہ کا پتہ لگا ہے۔ موضع ہراسبرگ متصل مارگبرگ میاں بیوی اس جرم میں ماخوذ ہیں کہ انھوں نے اپنی ایک بائیس سالہ دختر کو ہلاک کیا۔ ملزموں نے اپنی بیٹی کو ہلاک کرکے اُس کے تمام جسم کو کھانے کی نسبت اقبال کیا اور بیان کیا کہ اس امر کو مخفی کرنے کے لئے اسکی ہڈیاں جلا دی گئیں۔

لارڈ پادری لندن۔ بشپ آف لندن کی تنخواہ دس ہزار پونڈ سالانہ ہے جس پر ٹکس شرح بیمہ وغیرہ جو پندرہ فیصدی سے کم ہونگے منہا کرنے سے ساڑھے آٹھ ہزار پونڈ باقی رہتے ہیں۔ لارڈ بشپ کا جو سالانہ خرچ ہوتا ہے۔ اس سے بہت کم لوگ واقف ہونگے فیسوں اور محل کے اثاث کے مصارف ادا کرنے کے بعد بشپ صاحب کے دیگر مصارف کے واسطے بہت کچھ کم باقی رہتا ہے۔

ملکی فوج۔ یہ فوج بستا بیس مختلف زبانوں میں نکلتے ہیں۔

معمر شخص۔ لڈائی رو ڈانسی رئیس ماسکو دنیا میں سب سے معمر شخص ہے اسوقت اس کی عمر ایکسو بتیس برس کی ہے۔

برف کی پائداری۔ بحر اٹلانٹک میں برف کے پہاڑ بسا اوقات دو دو سال تک قائم رہتے ہیں۔

لاوارث مال لندن میں ہرسال کرایہ کی گاڑیوں میں قریباً اکیس ہزار پونڈ کا مال لوگ بھولجاتے ہیں

کلب الکلب۔ افسوس ہے کہ ہائیڈرو فوبیا یعنی کلب الکلب کی بیماری کراچی میں وبائی صورت میں نمودار ہوئی ہے۔ شدت گرما کے باعث انسان اور کتے یکساں پاگل ہورہے ہیں۔ مسٹر بلکسلے کمشنر کرجیبی کو ان کے کتے نے کاٹا جو بعد میں پاگل ثابت ہوا۔ لہذا صاحب مذکور علاج کے واسطے کسولی گئے ہیں

معلق پل۔ شملہ سے آگے رامپور میں دریائے ستلج پر ایک معلق پل تیار کیا جائے گا جسکی لاگت کا تخمینہ تیرہ ہزار روپیہ کیا گیا ہے۔ یہ رقم لوکل گورنمنٹ اور راجہ صاحب بشہر بہم پہونچائیں گے۔

آہنی قلم۔ یہ قلم سب سے پہلے ۱۸۰۳ء میں پیری صاحب کے کارخانہ واقعہ برمنگھم میں تیار کئے گئے تھے اور بحساب دو روپیہ فی نب بکتے تھے اب شہر مذکور میں ہفتہ وار دو لاکھ نب تیار ہوتے ہیں۔ اور کارخانہ مذکور میں اس قدر نب تیار ہوتے ہیں کہ ان پر ہفتہ وار آٹھ ٹن لوہا صرف ہوتا ہے۔

بھوکھ کا اثر عرصہ تک بھوکا رہنے سے حیوانوں کا وزن ضرور ہی کم ہو جاتا ہے یہ رفتار پہلے بہت جلد شروع ہوتی ہے مگر بعد میں دھیمی پڑجاتی ہے اس طرح موت واقعہ ہونے کا عرصہ مختلف انسانوں میں اُن کے وزن کے مقدار پر منحصر ہوتا ہے۔ انجام کے وقت فربہ حیوانوں کا وزن نصف اور لاغر آدمیوں کا ⅕ حصہ باقی رہ جاتا ہے۔ اس واسطہ سے ایک سو پینتالیس پونڈ گھٹ جاتا ہے۔ تندرست آدمیوں نے پچاس یوم تک کھانے کے بغیر پانی پر گذارہ کیا ہے۔ ایک جرمن حکیم نے ایک عورت کا تذکرہ کیا ہے جو پینتالیس یوم بھوکی رہی اور اسکا وزن ۱۴۵ پونڈ میں سے ۴۲ پونڈ گھٹ گیا تھا۔

جگر میں زخم کے بعد زندگی جگر میں جن لوگوں کو زخم کاری لگے ان کے اس صدمہ کے بعد زندہ رہنے کی نظیریں موجود ہیں۔ بہت عرصہ نہیں گذرا کہ ایک شخص جس کا دل باجہ کی طرح سُریلا تھا ہیر نگلینڈ جیسا چوسٹے کے ہسپتال میں زیر علاج تھا اس کے دل کی ہر ایک حرکت پر سارنگی کی طرح صدا نکلتی تھی اس شخصکو ایک روسی کاسک نے جگر میں خنجر مارا تھا۔ جس سے یہ اسرار پیدا ہو گئے۔ کینیڈا کے ایک افسر مسمی لفٹنٹ المسمی نے دسمبر ۱۹۰۰ء میں رپورٹ کی کہ اسکو جگر میں زخم مہلک لگا تھا۔ اب پریٹوریا کے ہسپتال میں صحت یاب ہورہا ہے حالانکہ اس کے جینے کی کوئی توقع نہیں تھی۔ یہ جنگ جنوبی افریقہ کا تازہ تجربہ واقعہ ہے۔

درختوں پر سُروں کا اثر ایک باجہ نواز کا بیان ہے کہ جب میں ہارمونیم بجاتا ہوں میرا اغلمند پودہ پھولتا پھلتا ہے۔ اور رست نظر آتا ہے اور جب میں یہ کام بند کرتا ہوں پودہ مذکور کا پتلا ہے۔ جس سے اس امر کا پتہ ملتا ہے کہ گانے کی سریں صرف حیوانوں پر ہی اثر نہیں کرتیں بلکہ پودوں پر بھی اثر کرتی ہیں۔

عجیب سکہ ایڈورڈ اول کے عہد میں ایک سکہ اطرنفل کی شکل کا تھا جسمیں سرخ رنگ کا ایک پتھر جڑا ہوا تھا اسکی نسبت روایت ہے کہ اگر مویشیوں میں وبا پھیلے تو اس پتھر کو پانی میں دھوکر مویشیوں کو پلاتے ہیں۔

گلاب کا پھول۔ کالیفورنیا میں گلاب کا ایک درخت پچیس برس سے بویا گیا ہے اور روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔ اسکے تنہ کا محیط دو فیٹ نو انچ ہے اور اسکی بڑی بڑی شاخوں کا گھیرا اس سے کم نہیں ہے جنوبی افریقہ میں کثرت سے ایسی گلاب کی پودیں ہیں کہ جنمیں دس دس اور پندرہ پندرہ ہزار پھول لگتے ہیں اور سٹولن واقع ہالینڈ میں گلاب کے ایک ایک درخت سے ایک ایک وقت میں چھ چھ ہزار پھول پیدا ہوتے ہیں۔

دنیا کا ہفتہ

(مذہبی دنیا)

پوپ آف روم نے ایک مضمون شایع کیا ہے کہ عیسائیت زوال پر ہے اس کے ثبوت میں طاقتوں کی فوجوں کے مظالم پیش کئے - جو چین میں کئے گئے ہیں - (ایڈیٹر) سچ ہے کہ صلیب کے لئے مسیح موعود جو آگیا پھر عیسائیت کا زوال کیوں نہو؟

مکتی فوج اس وقت ۴۷ مختلف ممالک میں اپنا کام کر رہی ہے اس کے ۵۵ اخبار اور رسالے ۲۱ زبانوں میں شایع ہوتے ہیں - (ایڈیٹر) اب وقت آگیا ہے کہ **قلم** کے ذریعہ اس سحر فرنگ کے مقابل ایک معجزہ ظاہر ہو - اس لئے ضرورت ہے کہ ہمارے ناظرین الحکم کی توسیع اشاعت میں سعی کریں اور **میگزین** کے لئے پورے طور پر معاون ہوں -

ولایت کے ایک عیسائی اخبار میں شایع ہوا ہے کہ امریکہ کے ایک عیسائی فرقہ مورا کو نام کا عقیدہ ہے کہ بن بیاہی عورت کو بہشت نصیب نہیں ہوتا اس خیال سے وہاں ایک عیسائی عورت نے بستر مرگ پر شادی کی -

غازیپور کے ایک پیر صاحب کی عشقبازی کی کہانی اسطرح پر بیان کی جاتی ہے کہ آپ ایک مرید کی جورو پر عاشق ہوئے مرید کی رقابت کو گوارا نکر سکے معشوقہ کے خاوند اور اس کے ایک دوست کو بلاکر شربت میں سنکھیا دیدی جس سے دونوں مرگئے پیر صاحب کو مقدمہ میں حبس دوام کی سزا ہوئی - (ایڈیٹر) افسوس ان پیرزادوں کی ایسی حالت ہو رہی ہے اسپر بھی نادان کہتے ہیں کہ کسی مامور من اللہ کی ضرورت نہیں

ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان کرنل ییٹ نے زیارت میں تعمیر مسجد کے لئے قطعہ اراضی عطا کرنیکے علاوہ ۱۵۰ ایکسو روپیہ چندہ بھی مرحمت کیا -

لاہور سے عنقریب ایک انگریزی ماہواری رسالہ شایع ہونیوالا ہے جسکا نام ہوگا **ریویو آف ریلیجنز** جس میں بڑے بڑے زبردست منقول - مدلل اور مہذب مضامین **عیسائیت** اور **اسلام** پر شایع ہوں گے - جن میں اکثر چودھوین صدی کے عظیم الشان انسان **مسیح موعود و مہدی معہود** کے قلم سے لکھے ہوئے ہون گے -

اسلامی دنیا

دہلی مین مسٹر ویلیس نام ایک انگریز نے اسلام قبول کیا - جس کا نام عبداللہ رکھا گیا -

اخبار الشام دمشق لکھتا ہے کہ بعلبک مین جرمن انجنیر ایک قلعہ کھود رہے تھے کہ وہان سے کئی ہزار نقرائی سکہ برامد ہوا جسپر ۲۸۳ھ لکھا ہوا ہے

قلمروئے عثمانیہ میں اعلان کیا گیا ہے کہ کوئی سرکاری عہدہ دار دانہ گھاس یا اور کوئی چیز غریب لوگون سے جبراً بلاقیمت نہ لے ورنہ سزا ملے گی -

فرانس کے دولتمندوں سے ایک شخص مسمی بہ جوزف بلاتتونی اسلامبول مین اپنے کنبہ سمیت مسلمان ہوگیا اسکا نام احمد شریف رکھا گیا - اس کی بیوی کا نام خانم شریفہ بڑی لڑکی کا نام عمر شریفہ اور چھوٹی کا امین شریفہ -

امیر کابل نے شاہ ایران کو ایک مطلا قلمی قرآن شریف ہدیۃ ارسال کیا ہے - جس کی جلد مین ۱۲۷ موتی اور ۲۴ یاقوت رمانی اور ۱۰۴ الماس جڑے ہوئے ہین سان کل جواہرات کی قیمت ساڑھے چار لاکھ روپیہ ہے (ایڈیٹر) افسوس ہے کہ یہ ہدیہ اصل **تحفہ** کو بھی بیکار کردے گا -

قرآن کریم کی اصل غرض جیسا کہ اس کے نام سے معلوم ہوتا ہے **پڑہنا** اور اسپر عمل کرنا چاہیے مگر یہ گران بہا تہر اس کو نہایت حفاظت کے ساتھ کسی خزانے کے تہ خانے مین رکھوادین گے -

حجاز ریلوے پر کام کرنیوالوں کے لئے سلطان المعظم نے بہت جلد ایک سفری شفا خانہ طیار ہونے کا حکم دیا ہے

قونیہ کے مسلمانوں نے باہم چندہ کر کے پچاس ہزار پونڈ کی لاگت سے ماہ اپریل مین ایک عالی شان صنعتی کالج قایم کیا ہے -

حرمین شریفین کے ان خاص مذہبی مصارف کے لئے جو وہاں پچھلے دنوں خرچ کرنے پڑے وزیر اعظم کے حکم سے ان ملازموں سے جو اڑہائی ہزار ماہواری اس سے زیادہ تنخواہ پاتے ہین مارچ کی تنخواہ مین سے دسوان حصہ بطور چندہ لیا گیا -

ہندوستان

بدہ مندر گیا کی مرمت گورنمنٹ نے ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ کے صرف سے کرائی ہے لکھا جاتا ہے مارچ ۱۹۰۲ء مین لارڈ کچنر ہندوستان کے عہد کمانڈر انچیفی کا اہتمام لین گے -

آگرہ میں روضہ تاج محل کے متصل افتادہ زمین پر باغ لگایا جاوے گا -

ہندوستانی ٹکسالوں میں دیسی ریاستوں کے سوا سرکاری روپیہ کا مسکوک کرنا بند کردیا

ہمعصر بنگالی نے ایک سرکلر کا پتہ لگایا ہے جس میں انسپکٹر جنرل پولیس بنگال ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹوں کے نام حکم بھیجتے ہیں کہ یورپین اور یوریشین اس میں خاص طور پر بھرتی کئے جاوین -

مردم شماری کے نقشہ جات مین اب کے اس خاص امر کا لحاظ کیا جاوے گا کہ ہندوستان میں کم سنی کی شادی کی رسم کہانتک جاری ہے

بہاری لال سٹیشن ماسٹر ہردوئی کو ایک سال کی سزا اس علت میں عدالت مجسٹریٹ سے ہوئی کہ اس نے ایک مسافر کو ۵۰ روپیہ لینے کی غرض سے سٹیشن پر رات کو روک رکھا

چہاونی کانپور سے گاڑی ٹیکس اور میرٹھ سے صفائی ٹیکس گورنمنٹ ہند نے معاف کردیا

صاحب ڈائرکٹر جنرل ہندوستان نے حکم دیا ہے کہ عدالتوں کے سمن اور دیگر اس قسم کی دستاویزوں پر اگر ڈاک کی معرفت روانہ ہوں وہ محصول لیا جاوے جو چٹھی کے لئے مقرر ہے

۱۹۰۰ء مین ہندوستانی زمینوں سے ۱۷½ کروڑ روپیہ کی آمدنی ہوئی سال مذکور مین ۱۴۳۰ میل جدید ریلوے افتتاح ہوئی -

کلکتہ مئی مین انجمن ہمدردی حیوانات نے ایک سو بیس زخمی مویشیوں کے مالکوں کو ۵۸۹ روپیہ جرمانہ کی سزا دلوائی -

مسٹر رسلی کمشنر مردم شماری نے کہتریوں کو ایک ادنیٰ قوم ظاہر کیا ہے جس کی تردید کے لئے ۲۹ جون کو بریلی مین کہتری کانفرنس ہونیوالی ہے

ہندوستانی قحط فنڈ میں ایک کروڑ ۵۴ لاکھ روپیہ وصول ہوچکا ہے اب فنڈ کو بند کردیا گیا ہے -

پنجاب اور سرحد

دہلی کے لال قلعہ کے دروازہ میں ایک گورہ لو لگنے سے ہلاک ہوا۔

جلالپور میں ایک یورپین ٹکٹ کلکٹر زنا بالجبر کے الزام میں زیر مواخذہ ہے

شملہ سے موضع رامپور کے قریب ایک آویزان پل تعمیر ہونے والا ہے مصارف طیاری کا اندازہ ۱۳ ہزار روپیہ ہے

سرحدی چوکی مارن (بنون) پر ۱۸ جون کی دوپہر کو لوٹیرے آپڑے ۱۲ رفلین لوٹ کرے گئے۔

راولپنڈی کے مشہور رئیس سردار سوجان سنگہ آنجہانی کے بیٹوں کا باہم مقدمہ چل رہا ہے۔ اب ۶ جولائی امور تنقیح کے لئے مقرر ہوئی ہے۔

چکدرہ مین سوات ندی پر مستقل پل بنانے کا حکم دیا گیا ہے اکتوبر مین کام شروع ہوگا آویزان پل نہ رہے گا۔

شہر لودہانہ اور ہوشیار پور کی تحصیل اونہ کو طاعون سے پاک قرار دیا گیا۔

میرانشاہ (توچی) میں ۵ جون کو ایک سکھ سپاہی اوگنڈ نامی گاؤں میں گیا وہان اس نے تلوار سے ایک لڑکے اور لڑکی کو قتل کر ڈالا گاؤں کے لوگ پیچھے دوڑے آخر گرفتا ہو کر میران شاہ حاضر کیا گیا۔ قاتل کا بیان ہے کہ بہنگ کے نشہ میں مدہوش تہا۔

پنجاب بنکینگ کمپنی کا ارادہ ہے کہ اپنا ایک برانچ آفس جالندہر میں بہی کہولے۔

قلعہ لوکہارٹ - گلستان - دہار سنگار دلیوہ دار اور شنوار ہی کی چوکیون کے لئے جن مین سمانہ رایفلز فوج قلعہ نشین کی گئی ہے ۱۰½ ہزار روپیہ ابتدائی مصارف کیواسطے اور ۶ ہزار سات سو روپیہ سالانہ اخراجات کے لئے منظور ہوئے ہیں۔ ان چوکیون میں پانی پکہالون مین بہر کر خچرون پر پہونچایا جاوے گا۔

ہز آونر لفٹننٹ گورنر بہادر صوبہ پنجاب نے منظوری دی ہے کہ عیسیٰ خیل کی تعزیری پولیس اور ایک سال تک رکہی جاوے اور نیز ضلع بنوں کے بعض دیہات میں بہی۔

معلومات اور نئی باتین

ترک اور پارسی دنیا بہر کی باقی تمام اقوام سے زیادہ تنباکو پینے والے ہیں چین میں مرد اور عورتیں اوایل عمری سے اس کے عادی ہوجاتے ہیں

انگلستان میں ہر سال پانچسو آدمی بہوک سے مر جاتے ہیں انمین سے سو تو خاص لنڈن کے ہوتے ہیں باقی تمام برطانیہ کلان کے۔

ہند مین جب سے نمک کا محصول بڑہایا گیا ہے اس وقت سے یہان نمک کا خرچ ۶ کروڑ سیر کے قریب کم ہوگیا ہے۔

ولایت کا ایک اخبار اس امر پر زور دیتا ہے کہ تندرستی اور خوشی وخورمی کے لئے سادہ زندگی اور سادہ اور کم خوراک کہانا مفید ہے اسکی رائے ہے کہ زیادہ اعلیٰ درجہ کی چیزین کہانا اور بہت کہانا ایسا ہے۔ جیسے سٹیم انجن مین کوئلے کی بجائے جواہرات بہردے۔

سائینس دالون نے دریافت کیا ہے کہ شہرون میں مصفا ہوا ۲۵ فیٹ کی بلندی پر ہوتی ہے لہذا تیسری منزل کے مکانوں کی صحت اچہی ہوتی ہے۔

ولایت میں لکڑی کے برادہ کو چینی مین تبدیل کرنے کا ڈہنگ نکالا گیا ہے برادہ کو سلفیورک ایسڈ میں ڈالکر خمیر اٹہاتے ہیں۔ اور پہر اسکو گرم پانی ڈالکر چینی کی ہیت میں تبدیل کرتے ہیں۔

ایک سکاچ ڈاکٹر ڈیوڈسن نے ایک ایسی اڑنے کی کل ایجاد کی ہے جو پرند کی شکل سے مشابہ ہے اور پرندہ کے پروں کے اصولوں پر انہوں نے اس کو بنایا ہے۔ اسمین پچاس یا ساٹہہ آدمی اکٹہے بیٹہکر بلا خوف وخطر اوپر کے طبقہ ہوائی کی سیر کر سکتے ہیں۔ اترتے وقت بہی کوئی ایذا نہیں پہنچتی

اگر کبہی دن میں ہوا کا رخ معلوم کرنا ہو تو انگلی پانی میں ڈبو کر ہوا میں رکہو جس طرف سردی محسوس ہو سمجہہ لو اس طرف سے ہوا آتی ہے

تفسیر القرآن قیمت عہ درخواست کرنے پر دفتر الحکم سے ملسکتی ہے

عسل مصفیٰ

مندرجہ عنوان کتاب جس کا اعلان چند ہفتہ پیشتر الحکم میں شایع ہوا تہا۔ ۲۵ جزو طبع ہوکر شایع ہوگئی ہے جناب میرزا خدابخش صاحب نے جو اس کتاب کے مولف ہیں حقیقت میں قوم کی ایک بہت بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس کتاب کا مضمون حضرت مسیح ناصری کی وفات اور حضرت مسیح موعود کے دعاوی کا اثبات ہے لیکن جس خوبی اور صفائی کے ساتہہ مضامین کی تقسیم کی گئی ہے اور پہر ان کو ترتیب دی گئی ہے وہ اس سے پیشتر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تائید میں لکہنے والون کی کسی کتاب مین نہیں ہے منقولی طور پر مرزا صاحب موصوف نے تمام مباحث کو ختم کر دیا ہے اور اس کتاب کے بعد منقولی مباحث کے لئے کسی دوسری کتاب کی حاجت اور ضرورت نہ پڑیگی۔

ہم اس مختصر نوٹ میں اس کتاب کی خوبیوں پر پورے طور پر ریمارک نہیں کر سکتے۔ مختصر الفاظ میں یہہ کہ کتاب کیا ہے حضرت اقدس کے دعاوی اور دلایل کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔ یہ کتاب ایسی ہے کہ ہماری جماعت کے ہر فرد کے پاس ہو خصوصاً ان لوگون کے پاس ہونا اسکا اشد ضروری ہے جن کو آئے دن ظاہر پرست ملالون سے بات چیت کا موقع ملتا ہے۔

ہم کسی آئندہ اشاعت میں اس پر مفصل لکہنا چاہتے ہیں۔ سر دست ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ کہ یہہ ضروری اور اپنی طرز کی پہلی کتاب اس قابل ہے۔ کہ اسکی بہت بڑی اشاعت ہو باوجودانکہ حجم ۲۵ جزو کا ہے اور کاغذ اور چہپائی بہی اعلیٰ درجہ کی ہے پہر بہی قیمت صرف ۱عہ ہے یہہ کتاب دفتر اخبار الحکم سے یا جناب میرزا خدابخش صاحب سے جو آج کل قادیان میں ہیں۔ درخواست کرنے پر مل سکتی ہیں۔ درخواستون کی تعمیل بذریعہ وی پی ہوگی۔

خطبہ الہامیہ عنقریب شایع ہونیوالا ہے

روزنامچہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان اپریل ۱۹۰۱ء

نام چندہ دہندگان — عام اغراض — مساکین فنڈ

امام الدین صاحب گڈس کلرک۔ بہاؤ الدین عا +
محمد مقبول صاحب۔ سیتا پور عہ +
مولوی غلام نبی صاحب پوسٹ ماسٹر۔ بہاء الدین عہ +
بابو جمال الدین صاحب سٹیشن ماسٹر باغانوالہ عہ ۲ر +
بابو خیر الدین صاحب گارڈ۔ بہرتپور عا +
معرفت نعمت خان صاحب وٹیرنری عہ
ٹانک ٹرسپورٹ لائن ڈیرہ اسمٰعیل خان۔
بابا بندہ نبی بخش صاحب۔ بٹالہ ۴ر +
منشی عبد الرؤف صاحب مدرس قادیان ۲ر +
جلال الدین صاحب مدرس عہ +
بابت جرمانہ طلبا مدرسہ تعلیم الاسلام +
فیس مدرسہ " +
فیس بورڈنگ ہاؤس " +
حاجی الٰہی بخش صاحب۔ ملتان عا ۴ر +
سلطان محمود صاحب " عا
جماعت ملتان صہ +
محمد امیر خان صاحب بنوں عا +

تفصیل معرفت نعمت خان صاحب ضلع اسمٰعیل خان

نعمت خانصاحب عہ محمد خانصاحب جمعدار عہ عا +
دین خانصاحب جمعدار عہ کریم بخش صاحب جمعدار عہ عا +
باز خانصاحب جمعدار عہ فقیر محمد صاحب دفعدار ۴ر ۸ر
گنجو سنگھ صاحب دفعدار ۸ر مستری عبد اللہ صاحب ۸ر عہ +
مستری احمد دین صاحب ۸ر میراں بخش صاحب ڈرایور ۸ر عہ +
سید محمد حسین صاحب دفعدار رسالہ ۴ر ۴ر +
مولانا بابو عبد الحمید خانصاحب ۴ر ۴ر +
چراغ دین صاحب ۴ر سنت سنگھ صاحب دفعدار ۴ر ۸ر +
کالو صاحب نفصاحب ۴ر للو دھوبی ۴ر ۸ر +
حمایت علی خانصاحب جمعدار ۴ر رحیم علی صاحب ۴ر ۸ر +
بابو محمد اسحٰق صاحب ۴ر منظر علی خانصاحب جمعدار ۴ر ۸ر +
جوگ سنگھ صاحب دفعدار ۴ر سندر سنگھ صاحب جمعدار ۴ر ۸ر +
محمد دین خانصاحب ۴ر فضل الٰہی صاحب ۸ر ۱۲ر +
خدا بخش صاحب دفعدار ۴ر گلاب خان صاحب دفعدار ۴ر ۸ر +
سردار خانصاحب ۴ر محمد بخش صاحب دفعدار ۴ر ۸ر +
ڈاکٹر عبد القادر صاحب ٹانک ۸ر احمد خانصاحب دفعدار ۴ر ۱۱ر +
نور احمد صاحب ڈرایور ۴ر بابو غلام عباس شاہ صاحب ۲ر ۵ر +

منشی سراج دین صاحب ۲ر فضل محمد صاحب ۲ر منشی عبد الخالق صاحب ۲ر الہ داد صاحب ۲ر چودہری سکندر شاہ صاحب ۲ر ۲ر ۸ر
گہنا سنگھ صاحب صیقل گر ۲ر مستری جیون سنگھ صاحب ۲ر گینا سنگھ صاحب ۲ر مکین صاحب ۲ر گور سنگھ صاحب ۲ر رام دیال ۲ر ۱۲ر +
اونکار صاحب ۲ر شو نراین صاحب ۲ر الف خان صاحب ۲ر دین محمد صاحب ۲ر رضا خانصاحب ۲ر بکو صاحب ۲ر ۱۲ر +
الہ دین صاحب ۲ر صادق حسین صاحب ۲ر نیک محمد خانصاحب ۲ر محمد حسین خانصاحب ۲ر الٰہی بخش صاحب ۲ر رحیم خانصاحب ۲ر ۵ر ۷ر
محمد خانصاحب ڈرایور ۲ر وزیر خانصاحب ۲ر نورا خانصاحب ۲ر شیر محمد خانصاحب ۲ر رنجو خانصاحب ۲ر + ۱۰ر
موجا صاحب ۲ر جمانہ صاحب ۲ر پیر بخش صاحب ۲ر عبد الرحیم صاحب نور محمد خانصاحب ۲ر زمان صاحب ۲ر ۱۲
عبد الخالق صاحب ۲ر نبی بخش صاحب ۲ر شاہ ولی صاحب ۲ر زبیر سدن صاحب ۲ر عزیز صاحب ۲ر الٰہی صاحب ۲ر + ۱۲ر
مرید صاحب ۲ر محمد حسین صاحب ۲ر نواب صاحب ۲ر فضل صاحب ۱ر بندائی صاحب ۱ر فضل الٰہی صاحب لے + ۱۱ر
کرم شاہ صاحب ۱ر قائم الدین صاحب ۱ر غلام محمد صاحب ۱ر امام الدین صاحب ۱ر اکبر خانصاحب ۱ر بخش محمد صاحب ۱ر قائم الدین صاحب ۱ر شمس الدین صاحب ۱ر نظام الدین صاحب ۱ر + ۶ر
نور محمد صاحب ۱ر نواب خانصاحب ۱ر بینا خانصاحب ۱ر سوہنی صاحب ۱ر نور محمد صاحب ۱ر سلطان علی صاحب ۱ر سید شاہ ولی صاحب ۱ر عبد الشکور صاحب ۱ر اللہ داد خانصاحب ۱ر سید احمد خاں صاحب ۱ر سید کرم شاہ صاحب ۱ر تھوخان صاحب ۱ر گلاب خانصاحب ۱ر ابراہیم خانصاحب ۱ر کالی خانصاحب ۱ر اجر خانصاحب ۱ر گودر خانصاحب ۱ر کندر بخش صاحب ۱ر بھو خان صاحب ۱ر دار دفعدار صاحب ۱ر بدھ سنگھ صاحب ۱ر بیارا سنگھ صاحب ۱ر + ۶ر
بہادر بیگ صاحب ۱ر نادر بیگ صاحب ۱ر دین محمد صاحب ۱ر منیر محمد خانصاحب ۱ر غفور بخش صاحب ۱ر عالم شیر صاحب ۱ر بابو لال صاحب ۱ر علم دین صاحب ۱ر داحد الدین صاحب ۱ر کہنا صاحب ۱ر اندر جی ۱ر مرد علی صاحب ۱ر محمد دین صاحب ۱ر مادھو صاحب ۱ر گلاب خانصاحب ۱ر شاہنا صاحب ۱ر محمد رضا ۱ر نواب ۱ر قادر بخش ۱ر نبی بخش ۱ر گھیبا ۱ر فضل ۱ر شمس الدین ۱ر سہاول ۱ر دبا ۱ر کالا ۱ر فیروز ۱ر علی اکبر ۱ر شیر ۱ر محمد اسار ۱ر نادر ۱ر مرزا ۱ر سجاول ۱ر صاحبا ۱ر مولا بخش ۱ر رام لال ۱ر گل شیر ۱ر بہوڑا ۱ر فتح علی ۱ر فقیر محمد ۱ر نواب ۱ر غلام محمد ۱ر راج ولی ۱ر مغل ۱ر منصب ۱ر جیت رام ۱ر بدر الدین ۱ر حشمت علی ۱ر احمد بخش ۱ر موتی ۱ر قاسم علی ۱ر میر عالم ۱ر محمد حسین ۱ر قاسم ۱ر مولا ۱ر بدر الدین ۱ر فرمانا ۱ر جیون ۱ر موجد ۱ر سہوانی ۱ر میراں بخش ۱ر دین محمد ۱ر غلام محمد ۱ر فیروز ۱ر موتم ۱ر موہاز ۱ر بہرہ ۱ر فضل الٰہی ۱ر شاہ ۱ر رشید علی ۱ر حیات علی ۱ر برخوردار ۱ر رشد اللہ ۱ر مستری بخش ۱ر وسن ۱ر مولا بخش ۱ر گل شیر خانصاحبان ۱ر دانا رام ۱ر قائم الدین ۱ر جیجہ ۱ر احمد خان ۱ر قائم ۱ر رحیم بخش صاحبان ۱ر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہ با در قادیان بینی۔ دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۲۴ | قادیان دار الامان ۳۰ جون ۱۹۰۱ سنہ عیسوی | جلد ۵

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

حضرت اقدس کی ایک تقریر

اللہ تعالے فرماتا ہے۔ کہ جب تم دنیا سے بالکل انقطاع کر کے اسکی طرف آجاؤگے وہ خود تمہارا متولی اور متکفل ہو جائیگا جو آدمی تبتل تام نہیں کرتا بلکہ کچھ رو بدنیا رہتا ہے اور کسی قدر رو بہ خدا بھی رہتا ہے وہ کبھی بھی مقصود اصلی کو حاصل نہیں کر سکتا اسے نہ دین کی عزت مل سکتی ہے نہ دنیا کی" خدا تعالیٰ تم سے یہ چاہتا ہے کہ تم پورے **مسلمان** ہو۔ مسلمان کا لفظ ہی دلالت کرتا ہے کہ انقطاع کلی ہو اللہ تعالے نے مسلمان کو مسلمان پیدا کر کے لاانتہا فضل کئے ہین۔ بشرطیکہ وہ غور کرے اور سمجھے ایک ہندو سے رام چندر کے خدا ہونے یا خدا تعالے کے خالق ہونے پر بحث کرو اس وقت تمہیں ایک لذت اور سرور آئیگا کہ تمہارا خدا کیسا قادر مطلق۔ محی۔ ممیت۔ خالق کل شئی خدا ہے اور برخلاف اس کے جنہوں نے رام چندر جیسے کھانے پینے کے محتاج انسان کو خدا بنایا ہی جب یہ کہیں گے کہ اس کی **بیوی** کو راون نکال کر لے گیا تو کس قدر شرم اس خدا کے ماننے والوں کو دامنگیر ہوگی کہ عجیب خدا ہے جو اپنی بیوی کی بھی حفاظت نہیں کر سکا ایسا ہی آریا جب اپنے خدا کی یہ صفت مخالف سے سنیگا کہ اس نے ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا اور وہ اپنے کسی بڑے سے بڑے پریمی اور بھگت کو بھی کبھی نجات نہیں دے سکتا یا اس نے ایسی شریعت انسانوں کے لئے بنائی کہ ایک مرد اپنی بیوی کو اولاد نہ ہونے کی صورت مین دوسرے مرد سے اولاد پیدا کرنے کیواسطے ہم بستری کی اجازت دے سکتا ہے تو اُسے کیا شرمندہ ہونا پڑے گا اگر اس میں غیرت۔ اور حیا کا کوئی مادہ باقی ہو۔ لیکن مسلمان کیسا خوش ہوگا اور اسکی امیدیں کیسی وسیع ہوں گی جب اپنے **خالق کل شئے**۔ اور قدوس۔ سبحان خدا کو پیش کرتا ہے۔

پس یاد رکھو۔ کہ خدا تعالے اپنے برگزیدہ بندوں کو کبھی ضایع نہیں کرتا۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین اخیار اور ابرار کا نام ابد الاباد تک زندہ رہتا ہے گذشتہ زمانے کے بادشاہون یہانتک کہ قیصر و کسرےٰ کا کوئی نام بھی نہیں لیتا۔ برخلاف اس کے خدا تعالے کے راستبازون اور برگزیدون کی دنیا مداح ہے۔

دیکھو ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کسقدر عظمت دنیا مین قایم ہے۔ ۴۰ کروڑ مسلمان آپ کے نام لینے والے موجود ہیں جو ہر وقت آپ پر درود پڑھتے ہیں۔ کیا کوئی قیصر و کسریٰ پر بھی درود پڑھتا ہے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کسقدر عظمت ہو رہی ہے یہاں تک کہ نادانوں نے اپنی جہالت اور کم مائگی کی وجہ سے انکو خدا بنا رکھا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ رسولوں کا طبقہ مصائب اٹھا کر دنیا سے گذر گیا مگر انکا خدا کے لئے دنیا کے عیش و آرام کو چھوڑ کر طرح طرح کے آلام و مصائب کے بار کو اٹھا لینا انکی عظمت کا باعث ہو گیا یہہ بات نہیں ہے کہ خدا کے محبوبوں کو تکالیف

آتی ہیں۔ اُن کی تکالیف میں ایک لطیف سر ہوتا ہے انپر اسلئے سب سے زیادہ تکالیف اور مصائب نہیں آتی ہیں کہ تباہ ہو جائیں بلکہ اس لئے کہ تا زیادہ سے زیادہ پھل اور پھول میں ترقی کریں۔ دیکھو دنیا میں ہر جوہر قابل کے لئے خدا نے یہی قانون ٹھیرایا ہے کہ اول وہ صدمات کا تختہ مشق بنایا جاتا ہے کسان زمین میں ہل چلاکر اسکا جگر پھاڑتا ہے اور اس مٹی کو باریک کرتا ہے یہانتک کہ ہوا کے جھونکے اُسے اِدہر اُدہر اُڑائے لئے پھرتے ہیں۔ نادان خیال کرے گا کہ زمیندار نے بڑی غلطی کی جو اچھی بھلی زمین کو خراب کر دیا۔ مگر عقلمند خوب سمجھتا ہے کہ جب تک زمین کو اس درجہ تک نہ پہونچایا جاوے وہ پھل پھول پیدا کرنے کی قابلیت کے جوہر نہیں دکھا سکتی۔ اسیطرح اس زمین میں بیج ڈالدیا جاتا ہے۔ جو خاک میں ملکر بالکل مٹی کے قریب قریب ہو جاتا ہے۔ لیکن کیا وہ دانے اس لئے مٹی میں ڈالے جاتے ہیں کہ زمیندار ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے؟ نہیں نہیں وہ دانے اسکی نگاہ میں بہت ہی بیش قیمت ہیں۔ اسکی غرض ان کو مٹی میں گرانے سے صرف یہہ ہے کہ وہ پھلیں اور پھولیں اور ایک ایک کی بجائے ہزار ہزار ہوکر نکلیں۔

جبکہ ہر جوہر قابل کے لئے خدا نے یہی قانون رکھا ہے وہ اپنے خاص بندوں کو مٹی میں پھینک دیتا ہے اور لوگ ان کے اوپر چلتے ہیں۔ اور پیروں کے نیچے کچلتے ہیں۔ مگر کچھ وقت نہیں گذرتا کہ وہ اس سبزہ کیطرح (جو خس وخاشاک میں دبے ہوئے دانے سے نکلتا ہے) نکلتے ہیں۔ اور ایک عجیب رنگ اور آب کے ساتھ نمودار ہوتے ہیں جو ایک دیکھنے والا تعجب کرتا ہے یہی قدیم سے برگزیدہ لوگوں کے ساتھ سنت اللہ ہے۔ کہ وہ ورطہ عظیمہ میں ڈالے جاتے ہیں۔ لیکن نہ اس لئے کہ غرق کئے جاویں بلکہ اس لئے کہ ان موتیوں کے وارث ہوں۔ جو دریائے وحدت کی تہ میں ہیں۔ وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں نہ اس لئے کہ جلائے جائیں۔ بلکہ اس غرض کے لئے کہ خدا تعالیٰ کی قدرت کا تماشہ دکھایا جاوے۔ غرض اُنسے ٹھٹھا کیا جاتا ہے اور ہنسی کی جاتی ہے ان پر لعنت کرنا ثواب کا کام سمجھا جاتا ہے یہانتک کہ خدا تعالیٰ اپنا جلوہ دکھاتا ہے اور اپنی نصرت کی چمکار دکھاتا ہے۔ اس وقت دنیا کو ثابت ہو جاتا ہے۔ اور غیرت الٰہی اس غریب کے لئے جوش مارتی ہے اور ایک ہی تجلی میں اعدا کو پاش پاش کر دیتی ہے۔ سو اول نوبت دشمنوں کی ہوتی ہے اور آخر میں اسکی باری آتی ہے اس کی طرف خدا تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے **وَالْعَاقِبَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْن** پھر خدا تعالیٰ کے ماموروں پر مصائب اور مشکلات کے آنیکا ایک یہہ بھی سر ہوتا ہے کہ تا انکے اخلاق کے نمونے دنیا کو دکھائے جاویں۔ اور اس عظیم الشان بات کو دکھائے جو ایک معجزہ کے طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ وہ کیا؟

استقامت

استقامت ایک ایسی چیز ہے کہ کہتے ہیں۔ **الاستقامۃ فوق الکرامۃ**۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام میں یہہ استقامت ہی تو تھی کہ خواب میں حکم ہوا کہ تو بیٹا ذبح کر حالانکہ خواب کی تعبیر اور تاویل بھی ہو سکتی تھی مگر خدا تعالیٰ پر ایسا ایمان اور دل میں ایسی قوت اور ایسی استقامت ہے کہ یہہ حکم پاتے ہی معاً تعمیل کے واسطے طیار ہو گئے اور اپنے ہاتھ سے نوجوان بیٹے کو ذبح کرنے لگے۔ آجکل اگر کسی کا بچہ امراض میں مبتلا رہ کر مر جاوے۔ تو خدا تعالیٰ کی نسبت ہزار شکوک پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور شکوہ وشکایت کے لئے زبان کھولتے ہیں۔ لیکن ایک ابراہیم ہے کہ بیٹے کی محبت کو کچل ڈالا اور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے کو طیار ہو گیا ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ جن کو خدا تعالیٰ کبھی ضائع نہیں کرتا ایسے آدمیوں کے کلمات طیبات قرار دے جاتے ہیں۔ اور ان کو ذریعہ دعا ان کے کپڑوں کو متبرک قرار دیا جاتا ہے یاد رکھو مومنوں کا ابتلاء بہ رنگ انعام ہو جاتا ہے اور اس سے عوام کو حصہ نہیں دیا جاتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۳ سالہ زندگی جو مکہ میں گذری اس میں جسقدر مصائب اور مشکلات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آئیں۔ ہم تو ان کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے دل کانپ اٹھتا ہے جب ان کا تصور کرتے ہیں۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالی حوصلگی **فراخدلی** استقلال اور **عزم** واستقامت کا پتہ ملتا ہے کیسا کوہ وقار انسان ہے کہ مشکلات کے پہاڑ ٹوٹے پڑتے ہیں۔ مگر اس کو ذرا بھی جنبش نہیں دے سکتے وہ اپنے منصب کے ادا کرنے میں ایک لمحہ سست اور غمگین نہیں ہوا وہ مشکلات اس کے ارادے کو تبدیل نہیں کر سکتیں۔

بعض لوگ غلط فہمی سے کہہ اٹھتے ہیں۔ کہ آپ تو خدا کے حبیب مصطفیٰ اور مجتبیٰ تھے پھر یہہ مصیبتیں اور مشکلات کیوں آئیں؟ میں کہتا ہوں کہ پانی کے لئے جب تک زمین کو کھودا نہ جاوے اس کا جگر پھاڑا نہ جاوے وہ کب نکل سکتا ہے۔ کتنے ہی گز گہرا زمین کو کھودتے چلے جائیں۔ تب کہیں جا کر خوشگوار پانی نکلتا ہے جو مایہ حیات ہوتا ہے اسیطرح وہ لذت جو خدا تعالیٰ کی راہ میں استقلال اور ثبات قدم کے دکھانے سے ملتی نہیں ملتی جب تک ان مشکلات اور مصائب میں سے ہو کر انسان نہ گذرے وہ لوگ جو اس کوچہ سے بے خبر ہیں۔ وہ ان مصائب کی لذت سے کب آشنا ہو سکتے ہیں۔ اور کب اسے محسوس کر سکتے ہیں۔ انہیں کیا معلوم ہے کہ جب **آپ کو کوئی تکلیف پہونچتی** تھی اندر سے ایک سرور اور **لذت کا چشمہ پھوٹ** نکلتا تھا۔ خدا تعالیٰ پر توکل اسکی محبت اور نصرت پر ایمان پیدا ہوتا تھا۔

محبت ایک ایسی شے ہے کہ وہ سب کچھ کرا دیتی ہے ایک شخص کسی پر عاشق ہوتا ہے تو معشوق کے لئے کیا کچھ نہیں کر گذرتا ایک عورت کسی پر عاشق تھی اس کو کھینچ کھینچ کر لاتے تھے اور طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے ماریں کھاتی تھی مگر وہ کہتی تھی کہ وہ مجھے لذت ملتی ہے (باقی آئندہ)

مکتوب امام الزمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مشفقی پادری جوالا سنگھ صاحب

بعد ما وجب چند روز ہوئے کہ آپ کا ایک طول طویل خط پہونچا۔ مگر میں بہ باعث اپنے ضروری کاموں کے جواب نہ لکھ سکا مجھے افسوس ہے کہ آپ نے کس قدر جلدی اپنے پہلے خط کے مضمون کے مخالف یہہ خط لکھدیا آپکا خط موجود ہے جس میں آپنے دعویٰ کیا تھا۔ کہ جو نشان چاہو میں دکھلا سکتا ہوں اور خداوند مسیح میری آواز سنتا ہے اسی بنا پر مینے جواب لکھا تھا کہ مجھے ضرور نہیں کہ میں اپنی طرف سے درخواست کروں۔ کہ ایسا نشان دکھلاؤ۔ بلکہ واجب ہے کہ ان نشانوں کے موافق دکھلاؤ۔ جو خود آپکے خداوند نے آپ کی ایمانداری کی نشانیاں قرار دی ہیں اور اگر ایسا نشان دکھلا نہ سکو تو دو باتوں میں سے ایک بات ماننی پڑے گی۔ یا تو یہہ کہ آپ ایماندار نہیں اور یا یہہ کہ جسنے ایسی نشانیاں قرار دی ہیں۔ وہ کذاب اور دروغ گو ہے جو جھوٹے وعدوں کی بنا پر اپنے مذہب کو چلانا چاہتا ہے اب میں پوچھتا ہوں کہ آپ نے میرے اس سوال کا کیا جواب دیا کیا یہہ سچ نہیں۔ کہ آپنے اپنے خط میں ایسا ہی لکھا ہے۔ کہ میں جو نشان چاہو دکھلا سکتا ہوں اور خداوند مسیح میری آواز سنتا ہے اور اگر یہہ سچ ہے۔ تو اب آپکو اس خداوند مسیح کے نسبت اتنی جلدی کیوں شک پڑ گیا۔ اور آپکا اپنے دوسرے خط میں یہہ جواب لکھنا کہ پہلے آپ نشان دکھلاؤ پھر اس قسم کا نشان میں دکھاؤں گا۔ یہہ صریح وعدہ شکنی ہے۔ دعویٰ کر کے پھر اس دعویٰ سے منہ پھیر لینا کیا حق کے طالبوں کی نشانی ہے۔ جو شخص کسے نشان دکھلانے کے لئے توفیق دیا گیا ہے وہ پہلے بھی دکھلا سکتا ہے۔ اور بعد بھی۔ اچھا ہم پھر بھی مانتے ہیں۔ کہ آپ نشان دیکھنے کے بعد ہی نشان دکھلا دیں لیکن آپ صاف طور پر اپنا اقرار تحریری لکھہ بھیجیں کہ کسی نشان کے دیکھنے کے بعد یا تو میں اسکے مقابل یہہ نشان دکھلاؤں گا۔ اور یا بلا توقف مسلمان ہو جاؤں گا۔ اور اگر ایسا نہ کروں تو خدا تعالیٰ کی لعنت میرے پر ہو پھر اس تحریر کے بعد ہم آپکی پہلی تحریر کا آپ سے مواخذہ کریں گے اور یہہ آپ کا لکھنا کہ ہم کسی کوٹھری میں بیٹھہ جائیں اور اس میں نشان دکھلاویں گے یہہ قرآن کریم کی تعلیم نہیں اور انجیل میں بھی پائی نہیں جاتی شاید گوٹھریوں کا پورانا خیال ہندوں کی تعلیم سے آپ کے دل میں باقی رہا ہو۔ ہم لوگ اپنے رب کریم کی تعلیم سے قدم باہر نہیں رکھہ سکتے ہمیں یہہ حکم ہے کہ میدانوں میں آؤ۔ اور میدانوں میں اپنے دشمنوں کو ملزم کرو۔ سو ہم اپنے روشن چراغ کو کسی کوٹھری کے اندر چھپا نہیں سکتے بلکہ میدان کی اس اونچی جگہ پر رکھیں گے جس سے دور دور تک روشنی جائے۔ اور پھر آپ لکھتے ہیں کہ ان خطوط کی دوسرے کو خبر نہ ہو۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ قول کس تعلیم کی بنا پر ہے ہم کسی کام میں مخلوق سے نہیں ڈرتے اگر یہ ثابت ہو کہ درحقیقت ابن مریم خدا ہے تو سب سے پہلے ہم اسپر ایمان لاویں اور کسی بے عزتی اور مرنے سے نہ ڈریں۔ لیکن ہم جانتے ہیں۔ کہ وہ عاجز انسان ہے اور ہم میں سے ایک ہے جو کسی کی آواز نہیں سن سکتا اور پھر آپ اگر طالب حق ہیں۔ تو اس بحث کو کیوں چھپاتے ہیں۔ کیا یہہ اندیشہ ہے کہ اگر پادریوں کو خبر ہو گئی تو آپ نوکری سے برخاست کئے جائیں گے یا کوئی وظیفہ بند کیا جائے گا۔ چھپ چھپ کر بحث کرنا ایمانداروں کا کام نہیں۔ اور پھر آپ کا یہہ فرمانا کہ قرآن مسیح کے معجزات کا مصدق ہے کسقدر آپ کی بے خبری ثابت کرتا ہے قرآن تو یہہ کہتا ہے کہ مسیح ایک عاجز بندہ تھا کبھی اس نے خدائی کا دعویٰ نہ کیا۔ اور اگر خدائی کا دعویٰ کرتا تو ہیں اسے جہنم میں ڈالتا اور پھر قرآن کہتا ہے کہ مسیح کو جو کچھہ بزرگی ملی وہ بوجہ تابعداری حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملی کیونکہ مسیح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کی خبر دی گئی اور مسیح آنجناب پر ایمان لایا اور بوجہ اس ایمان کے مسیح نے نجات پائی پس قرآن کے رو سے مسیح کے منجی پاک ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور پھر قرآن نے ایسے مسیح کی تصدیق کہاں کی جو اپنے تئیں خدا ٹہراتا ہے بلکہ اس مسیح کی تصدیق کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ پر ایمان لایا۔ اور ایک عاجز بندہ کہایا یہہ سچ ہے کہ قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم سے جو خدا تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والا ہے بعض معجزات بھی صادر ہوئے ہیں مگر کیا اس سے یہ ثابت ہو جائے گا۔ کہ مسیح کی وہی تعلیم تھی جسپر آپ لوگ اصرار کر رہے ہیں۔ اور کیا اس سے یہ ثابت جائے گا۔ کہ جس ایمان کی طرف مسیح نے آپکو بلایا تہا وہ ایمان آپ کو حاصل ہے۔ اے عزیز ہرگز ثابت نہیں ہوگا ہرگز ثابت نہیں ہوگا۔ جب تک مسیح کے قول کے موافق آپ میں ایمانداروں کی نشانیاں پائی نہ جائیں۔ اور اگر آپ قرآن کریم کی اس تصدیق سے کچھہ فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں کہ اسنے مسیح کو صاحب معجزہ قرار دیا ہے اور اس تصدیق سے مسلمانوں پر اپنی حجت قایم کرنا چاہتے ہیں۔ تو اول لازم ہے کہ مسیح کی شرط کیموافق اپنے تئیں ایماندار ثابت کریں مسیح تو ایکسطور پر آپ لوگوں کو بے ایمان کہہ چکا ہے۔ گویا کہہ چکا ہے کہ ان لوگوں سے دور رہو کہ یہہ مجھہ میں سے نہیں ہیں تو اس صورت میں آپ کو مسیح سے تعلق کیا اور مسیح کو آپسے کیا اور آپ کو مسلمانوں سے بحث کرنے کا حق نہیں پہونچتا جب تک کہ انجیل کے رو سے اپنے تئیں سچا مسیحی ثابت نکریں۔ مجھے یاد ہے تہوڑے دن ہوئے ہیں کہ پادری ڈاکٹر وایٹ بریخٹ صاحب جو مشن بٹالہ میں متعین ہیں ملاقات کیلئے معہ ایک دیسی عیسائی کے میرے مکان پر آئے تو مینے کہا کہ پادری صاحب سچ کہیں کہ اسوقت کے عیسائی انجیل کے علامات کے رو سے سچے عیسائی کہلا سکتے ہیں تو پادری صاحب کے منہ سے صاف یہی نکل گیا۔ کہ نہیں۔ پادری صاحب بٹالہ میں موجود ہیں۔ دریافت کر لیں کہ آیا یہہ میرا بیان صحیح ہے یا نہیں پھر اگر قرآن نے مسیح کی تصدیق کی تو آپ لوگوں کو اس تصدیق سے کیا فائدہ جب تک انجیل کے علامات کی رو سے اپنے تئیں ایماندار ثابت نکریں اور یاد رکھیں کہ یہہ ہرگز ممکن نہیں تمام باتیں ایکی دروغ اور لاف ہے انسان کا پرستار آسمان سے مدد

شمس الدین

نہیں ہوسکتا۔ جواب سے جلدی مسرور فرماویں اور بعض الفاظ اگر تلخ ہوں تو معاف فرماویں کیونکہ راست گوئی کو تلخی لازم پڑی ہوئی ہے

خاکسار

غلام احمد از قادیان ۳۱ جون ۱۸۹۳ء

نیکی کی طاقت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی کو نیکی کی طاقت کا ایک دلچسپ قصہ یوں سنایا کہ تین شخص کسی جنگل میں چلے جاتے تھے۔ راہ میں سخت بارش آگئی۔ وہ تینوں مسافر پہاڑ کی ایک کھوہ میں پناہ کے لئے گھس گئے اتفاق سے پہاڑ پر سے ایک بڑا بھاری پتھر پھسل کر اس غار کے منہ پر گر گیا۔ جس سے ان کے نکلنے کی راہ بالکل بند ہوگئی اور وہ مسافر زندگی سے مایوس ہوگئے جب کوئی تدبیر مخلصی کی نہ دیکھی تو انہوں نے کہا کہ آؤ اگر تم نے کبھی کوئی نیک کام کیا ہے تو اس کے وسیلے سے اللہ تعالےٰ کے حضور میں دعا کریں۔ کہ وہ اس مصیبت کے پہاڑ کو ہمارے سر سے اٹھائے۔

ان میں سے ایک نے کہا یا الٰہی! میرے ماں باپ بہت بڈھے تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ میں بکریاں چرایا کرتا تھا اور شام کو ان بکریوں کا دودھ دوہتا تھا مگر بچوں کو دودھ پلانے سے پہلے میں اپنے ماں باپ کو دودھ پلاتا تھا۔ اتفاقاً ایک دن میں بہت رات گئے جنگل سے آیا میرے ماں باپ اس وقت سو گئے تھے میں نے دودھ کا کٹورہ بھرا اور ماں باپ کے سرہانے آکر کھڑا ہوگیا مجھکو اندیشہ ہوا کہ شاید جگانے سے میرے ماں باپ کو تکلیف ہو۔ مگر میں ان کو دودھ پلانے کے بغیر اپنے بچوں کو بھی دودھ پلانا اچھا نہیں سمجھتا تھا وہ بچے بہت روتے اور چلاتے رہے۔ مگر میں صبح تک ہاتھ میں کٹورا لئے اسی طرح کھڑا رہا۔ یا الٰہی اگر تو نے میرا یہہ کام جو تیری رضامندی کے لئے کیا گیا تھا پسند فرمایا ہو تو اس پتھر کو غار کے منہ سے ہٹادے کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اس مسافر کی دعا کو قبول فرمایا اور غار کے منہ سے کسی قدر پتھر سرک گیا

پھر دوسرے شخص نے کہا کہ یا الٰہی میں نے ایک دفعہ اپنے کسی کام پر مزدور لگایا اور اس کو کچھ غلہ دینا کیا۔ کسی وجہ سے وہ شخص بے مزدوری لئے چلا گیا۔ اور اس کا غلہ میرے پاس رہ گیا۔ زراعت کا وقت قریب تھا۔ میں نے وہ غلہ بودیا خدا کے فضل سے مجھے اس زراعت سے بہت فائدہ ہوا۔ اور میں نے اس آمدنی سے چند بیل اور غلام خریدے مدت کے بعد وہ مزدور میرے پاس آیا اور اپنا حق طلب کیا میں نے وہ سب مال مویشی اس مزدور کے حوالے کئے اس نے سمجھا کہ میں شاید ہنسی کررہا ہوں مگر میں نے اس کو یقین دلایا کہ وہ سب اسی کا مال ہے یا الٰہی اگر تو نے میرا یہہ کام جو تیری رضامندی کے لئے کیا گیا تھا پسند فرمایا ہو تو اس پتھر کو غار کے منہ سے ہٹادے۔ اللہ تعالےٰ نے اس دعا پر وہ پتھر تھوڑا سا اور سرکا دیا۔

اسیطرح تیسرے مسافر نے اپنا قصہ سنایا کہ وہ کسی سخت گناہ میں گرفتار ہونے کو تھا کہ اس کو فوراً اس حالت میں خدا کا خوف آیا۔ اور وہ گناہ سے باز رہا۔ اس نے وہ قصہ سنا کر اللہ تعالےٰ کے حضور میں عرض کیا کہ یا الٰہی اگر یہہ کام جو میں نے تیری رضامندی کے لئے کیا تو نے پسند فرمایا ہو تو اس پتھر کو غار کے منہ سے ہٹادے اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرمایا اور وہ پتھر غار کے منہ سے بالکل ہٹ گیا اور وہ تینوں نیک بندے اپنی نیکیوں کی بدولت اس مصیبت سے بچکر نکل گئے۔

تہذیب نسواں

غور طلب باتیں

اپنے نفس اور زمانہ کے حالات کو سوچنا اور خدا کا ذکر کرنا تزکیہ نفس اور ترقیات روحانی کے واسطے ضروری ہیں اس کے بغیر انسان حیوانوں سے بدتر ہوجاتا ہے چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ تحقیق اللہ کے نزدیک شریر ترین حیوانات وہ گونگے اور بہرے ہیں۔ جو اپنی عقلوں کو کام میں نہیں لاتے وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ اور اللہ شرک کی نجاست ان لوگوں پر ڈالتا ہے جو عقل کو کام میں نہیں لاتے پھر تمام مسلمانوں کو حکم دیتا ہے فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ۔ تم مجھکو یاد کرو میں تم کو یاد کروں گا اور میرا شکر کرو اور کفران مت کرو پس کیا قرآن کا کبھی ذکر نہیں کروگے اور اس میں فکر کرنا چھوڑ رکھو گے کیا شر الدواب کا خطاب جناب الٰہی سے لیکر ہی رہو گے۔

یہہ سخت نادانی اور بدفہمی ہے کہ بے علمی اور بے عقلی اور رسم پرستی کو کافی سمجھکر ترقی کیواسطے کوئی آرزو اور کوئی کوشش نہ کیجاوے نہ اصل حقیقت کیطرف نظر ہو اور نہ نتائج کیطرف غور کیا جاوے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ کیا اندھا اور سوجاکھا برابر ہو سکتے ہیں کیا تم اتنا بھی نہیں سوچتے پس کیا یہی چاہتے ہو کہ قرآن کیطرف سے اندھے اور بہرے رہو۔ اور کبھی اوسکے نصایح پر غور و فکر نہ کرو اور نہ عبرت پکڑو اور جو اسکے احکام کی یاد دہانی کرتا ہے اسکی ایک نہ سنو۔

بے سمجھے کا کام محض حیوانی فعل ہوتا ہے اس سے انسانی قلب کچھ روشنی حاصل نہیں کرسکتا۔ قرآن مجید مثال کے طور پر فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا تحقیق جن لوگوں سے توریت اٹھوائی گئی۔ پھر اوسکو انہوں نے نہیں اٹھایا وہ اس گدھے کی مثال ہیں۔ جو کتابیں اٹھاتا ہو۔ پس کیا یہودیوں کی طرح حمال الکتب بننا چاہتے ہو۔ اور غور و فکر سے بھاگتے ہو۔ کیا قرآن کریم سمجھنے کی چیز نہیں کیا بلا سوچے سمجھے کوئی روحانی اور اخلاقی اصلاح ہوسکتی ہے کیا ایسا انسان جو قرآن کو پڑھے پر سمجھے نہیں وہ توریت والوں کی طرح كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا میں داخل نہوگا۔

بقیہ مضمون شہادات اسلام

اس میں بھی عجیب بات یہی ہے کہ یہ درخواست بھی اللہ تعالےٰ ہی کے عرش عظیم کے آگے پیش کی گئی ہے۔ جس میں یہ غرض ہے کہ صراط مستقیم کی ہدایت جس کا دوسرا نام **ایمان** ہے اور اسپر چلنے کی توفیق دینا جس کا دوسرا نام **اعمال صالحہ** ہیں محض اسی کی طرف سے ہے اور یہی **فضل** کی حقیقی فلاسفی ہے **صراط الذین انعمت علیہم** یعنی وہ سیدھی راہ جسپر وہ برگزیدہ راہ رو جنپر تیرا فضل ہوا چلکر اپنے افعال و اعمال سے ثابت کر چکے ہیں کہ وہ راہ درحقیقت سیدھی اور تیری مرضی کی راہ ہے۔ اس جملہ میں بھی **انعمت علیہم** سے یہ دکھانا منظور ہے کہ وہ صدیق۔ نبی۔ صالح۔ اور شہید جو دنیا کے لئے بطور نمونے کے ٹھہرے ہیں ان کی کسی کوشش اور عمل کے نتیجہ سے نہیں بلکہ تیرے ہی **فضل** سے انھیں سب کچھ ملا۔ یہانتک تو مفید اور منفعت بخش اشیا کا مذکور تھا جو انسان کے حق میں فائدہ مند ہیں اور یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ ان پاک نہروں کا منبع اصلی اللہ تعالیٰ نے اپنی ہی ذات پاک کو ٹھہرایا ہے۔

اب آیندہ ان موذی اور زہریلی اشیاء کا ذکر ہے جنسے محفوظ رہنا انسان کے بس میں نہیں بلکہ محض اس کے **فضل وکرم** سے ہے چنانچہ فرمایا **غیر المغضوب علیہم ولا الضالین**۔ ان لوگوں کی راہ پر چلنے سے توہی ہمیں باز رکھ جنپر ان مسلم راستبنوں اور مقدس راست بازوں کی تکذیب کے سبب سے تیرا غضب نازل ہوا اور ان کی راہ سے بھی توہی ہمیں بچا جو ہوا پرستی اور مخلوق پرستی کے سبب سیدھی راہ سے بالکل دور پڑ گئے۔ یعنی جیسے مفیدات و منافع سے جلب منفعت پر توہی اپنے فضل سے قادر کرتا ہے سو اس راہ حق کی درمیانی ٹھوکروں کے دفع مضرت پر بھی توہی ہمیں اپنے فضل سے قدرت عطا فرما۔ سبحان اللہ سورہ فاتحہ بھی ہر طرح کے حقائق و معارف کا زخار سمندر ہے جس محققہ صداقت کو ڈھونڈو اس میں باحسن وجہ موجود ہیں فضل اور ایمان اور اعمال صالحہ کی باریک فلاسفی کے حل کرنے کے لئے قرآن کریم کی طرف متوجہ تھا کیونکہ ہمارے پاک سلسلہ کا التزام تقاضا کرتا ہے کہ ہر ایک دعوی اور دلیل کا ثبوت قرآن کریم ہی سے ہونا چاہیئے۔ اتنے میں یہ سورہ مقدسہ ایک جلیل نور کے ساتھ میرے سامنے جلوہ گر ہوئی جس کی روشنی میں میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس مقصود کو پالیا جسکے لئے مجھے سخت اضطراب لگا ہوا تھا۔

الغرض قرآن کریم کا یہ دعوی کہ ایمان کے ساتھ عمل صالح ضروری ہے اور بے اس کے نجات ہو نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل۔ رحم۔ عدل اور راستی کے ہرگز منافی نہیں اسلئے کہ قرآن کریم کا یہ مذہب ہی کہ توفیق ایمان اور توفیق عمل صالح محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پس عیسائیوں کا (پادری ٹھاکر داس کی تنقیح مباحثہ مندرجہ نور افشاں کا) قابل عفو ظلم ہے یہ کہنا کہ قرآن نے انسان کے لئے کوئی نجات کی راہ تیار نہیں کی اور اس کی راہ وہی پرانی راہ ہے جسے دوسرے تمام انبیاء سمجھاتے رہے۔ خدا کے قول اور فعل سے سخت ناواقفیت پر دلالت کرتا ہے یہ پچھلا جملہ بھی اگرچہ حسب عادت طنز سے کہا گیا ہے مگر ہمیں اس سے دلی اتفاق ہے کیونکہ قرآن کریم کا سارا فخر اور بالکل بجا فخر اسی پر ہے کہ وہ وہی سچی تعلیم لایا ہے جسے جناب آدم سے لے کر جناب مسیح تک (علیہم السلام) تمام راستباز دیتے آئے۔ مگر افسوس منحوس کفارہ کی شامت نے نصارا کو اس پیاری صداقت کے سمجھنے سے اندھا کر دیا ہے قرآن کریم کی نجات کی اس فلاسفی کے سمجھنے اور کفارہ کی لاجواب تردید کے لئے خدا ترسی اور حق جوئی سے حضرت خرقیل کی کتاب باب ۸ کا پڑھنا بہت ضروری ہے۔ اب جائے غور ہے کہ جب انسان کی فطرت مشاہدہ نظام عالم۔ معاشرت تمدن۔ سیاست۔ تمام انبیا کی تعلیم اور باری تعالیٰ کے عام و وسیع فضل کا نظارہ قرآن کریم کی تعلیم ایمان اور عمل صالح کے مؤید ہیں تو اس سے زیادہ اس کے حق اور اس کے مخالف کے بطلان کی اور کیا دلیل ہوسکتی ہے یہی وہ **ایمان** ہے جو قوائے عقلیہ کی رسائی منتہے اندر ہے نہ عقل اور ادراک کا رہزن اور گردن کش مسئلہ کفارہ وتثلیث جس کی نسبت اس کے بڑے سرگرم حامیوں کا اقرار ہے کہ اس کی حل سے وہ عاجز ان کا خدا عاجز (دیکھو مباحثہ امرت سر)

قرآن کریم کی تین بڑی بھاری خصوصیتیں ہیں جو اسے اس بڑے دعوے کے غیر مشترک فخر کا سچا استحقاق دیتی ہیں کہ وہ فطری یا **عقلی** مذہب ہے۔ قانون قدرت کا عام نظارہ۔ انسانی فطرت کا اندرونی نظارہ تاریخی قوموں کے واقعات کا نظارہ۔ قرآن کریم میں تدبر کرنے والے جانتے ہیں کہ اس میں ان تین بڑی اصلوں اثبات توحید۔ اثبات نبوت۔ اثبات معاد کے لئے پروردگار عالم نے انھی تین نظاروں سے جابجا استدلال کیا ہے۔ یہ بات واضح اور مسلم ہے۔ اس کے اثبات

سکے لئے قرآن کریم سے نظائر پیش کرنا بلحاظ طول مضمون کے جو طول عمل کی حد تک پہونچ جانیکا احتمال رکھتا ہے اور کوئی مفید ضرورت نہیں - ہر ایک اہم مسئلہ کے بیان کرنے کے بعد قرآن کریم کی استمراری عادت ہے ان فی ذلک لآیات لقوم یعلمون اور کہیں یفقھون کہیں یتفکرون - کہیں یذکرون کہیں فرماتا ہے افلا یسمعون کسی جگہ تنبیہ کرتا ہے افلا یبصرون کسی جگہ یہ تازیانہ لگاتا ہے افلا یتدبرون - افلا یرون غرض اپنی ہر قسم کی تعلیمات میں جابجا انسان کے قوائے عقلیہ سے اپیل کرتا ہے اور ایک جگہ بھی یہ تحکم نہیں دکھاتا کہ یہ چونکہ لاحل راز (مسٹری) ہے جو صرف قیامت کو کھلے گا اسوقت اسے آنکھ بند کر کے مان لو - یا یہ اسی طرح بزرگ کلیسیا سے منقول و مروی چلا آیا ہے اس میں چون و چرا مت کرو - یا بزرگ اتھاناسیس کا یہ مسلم عقیدہ ہے یا کونسل نیس نے اسکی صحت کا اعتراف کیا ہے - یا بادشاہ اڈورڈ یا کوئین الزبتھ کے عہد میں بزرگوں نے اسے تسلیم کر لیا ہے - بنا بر آں اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دو" چنانچہ ایک بزرگ لکھتا ہے " دین مسیحی محض عقلی مذہب نہیں جس کو انسانی عقل اُن سامانوں سے جو موجودات میں اس کے سامنے ہیں ایجاد کر سکے - لیکن بخلاف اس کے وہ ایسا مذہب ہے جو بلند تر طبقہ خلقت سے گرتا ہے " پھر آگے چلکر لکھتا ہے " ایک ایسا مذہب ہے جو اپنی بنیاد بعض بڑی فوق الخلقت حقیقتوں میں رکھتا ہے جیسے مسیح کا تجسم - زندگی - عمل - موت - قیامت صعود - لیکن یہ حقیقتیں اگرچہ فوق الخلقت ہیں تاہم اس وجہ سے کہ وہ گذشتہ ماجرے ہیں ہمکو صرف بذریعہ کتاب بائبل یا کسی روایت کے تواریخی شہادت سے معلوم ہو سکتے ہیں "

سبحان اللہ چالاک جعلسازوں نے جب اس مدعتی دین کی (موجودہ کلیسیائی مذہب) کی بنیاد رکھنی چاہی جس کے ثبوت نہیں وہ جناب مسیح کے اپنے کلمات سے کوئی نظیر لا نہیں سکتے تھے اور جسے بالکل فرضی ناموں - نوشتوں اور مکتوبوں کے حوالوں سے زینت دی - کسقدر دور اندیشی سے عقل انسانی کے پرپرزے اکھاڑ دیئے اور لفظ راز (مسٹری) کی آڑ میں عقلی دخل کا فیصلہ ہی کر دیا - درحقیقت ایسے مذہب جو رقیق دل عورتوں کی مدد سے چلتے ہیں - جیسے مذہب بت پرستی اور دین عیسوی اس کے سوا اُن کی کوئی کل سیدھی بیٹھ نہیں سکتی کہ اُن کے حامی اُن کی نسبت صریح اعتراف کریں کہ وہ یوں ہی اسلاف سے منقول و مروی ہیں - وہ چالاک خوب جانتے ہیں کہ ولو تمنیں بخوبی سمجھتے ہیں کہ خدائے قدوس کا عاجز انسان بننا - ماریں کھاتا اور علی رغم انف ناگفتنی ذلتوں کا نشانہ بننا اور اس کا جہان کی خاطر مارا جانا یہ ایسی باتیں ہیں کہ نرم دل عورتوں کے سوا مانی نہیں جا سکتیں - اور جہاں علم و عقل کی میزان میں تولی گئیں سارا تار و پود اُدھڑ جائے گا - اگر اُن میں کوئی صداقت اور جرأت تھی تو کیوں عقلی تدبر اور تفکر کا ایک حوالہ بھی انکی تحریروں میں پایا نہیں جاتا ہمارے ان اعتراضوں کے جواب سے عیسائی اسی صورت میں سبکدوش ہو سکتے ہیں کہ وہ بزعم خود کامل مکمل مسیح کی کامل مکمل تعلیم و اقوال سے قرآن کریم کی عقلی اور فطری طرز تعلیم کا مقابلہ کریں - جعلی نوشتوں اور لغو مکتوبوں سے جو مجہول الکنہ اشخاص سے منسوب ہیں لیکن مہمل اور دشمن عقل تعلیم (کفارہ - تثلیث) کی سند لانا جس کی کوئی بھی صریح اصل جناب مسیح اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے اقوال سے پائی نہیں جاتی سخت ناانصافی اور ناخدا ترسی ہے - مگر وہ یاد رکھیں کہ وہ ہرگز مقابلہ نہ کر سکیں گے

۲ - " اسلام کی اسی خاصیت و خصوصیت نے جو مذکور ہوئی مجھے توجہ دلائی کہ میں ایسی شہادتوں کے بیان کرنے کی کوشش کروں جو لوگوں کو یقین دلا سکیں کہ اسلام واقعی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے افسوس جہاں تک مجھے علم ہے اب تک کوئی ایسی کتاب نہیں تصنیف ہوئی جس میں حال کی ضرورتوں کے موافق شہادات اسلام قلمبند ہوں - مجھے اپنے مطالعہ کیوقت اس کی سخت ضرورت محسوس ہوئی اور اب جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ مختصر سے نوٹ ہیں جو میں وقتاً فوقتاً اس نقصان کی تلافی کے لئے کرتا رہا - مجھے دلی افسوس ہے اس کا اعتراف ہے کہ میں اس مضمون پر قلم اُٹھانے کے قابل نہیں - اس لئے کہ ایسے وسیع اور دقیق مضمون کے سارے پہلوؤں سے کماحقہٗ بحث کرنا برسوں کا مطالعہ اور کامل تبحر چاہتا ہے جو میری استطاعت سے خارج ہے - مگر بہرحال جو کہ میں نے محض اخلاص سے اظہار حق کی خاطر یہ سعی کی ہے مجھے پوری اُمید ہے کہ میری یہ حقیر کوشش اللہ تعالیٰ کے جلال اور بنی آدم کی سعادت مندی کا موجب ہوگی - "

ف بے شک یہ بات نہایت رنج دہ ہے کہ اب تک انگریزی زبان میں مسلمانوں کی طرف سے کوئی ایسی کتاب نہیں لکھی گئی جس میں مصنف نے قرآن کریم کو بحیثیت قرآن خدا کا کلام ثابت کیا ہو -

اس طرح پر کہ کسی امر کے احقاق یا ابطال کے لئے دعاوی اور دلائل دونوں قرآن ہی سے قرآن کی آیات کے حوالہ سے بیان کئے ہوں۔ وہ ایک کتابیں جو لکھی گئی ہیں وہ باوجود معتبر مسلمانوں کے قلم کا نتیجہ ہونے کے اس سے زیادہ قابل داد نہیں ہیں کہ انھیں جان ڈیون پورٹ گاڈ فری ہگنس۔ باسورتھ کی بعض تحریرات اور طامس کارلائل کے مضامین کے ہم پلہ اور ہم معنی کہا جاسکے۔ ہاں ان یورپین مصنفوں کی طرز تحریر سے اُن کتابوں میں کسی قدر ادب اور لحاظ کا فرق ضرور ہے جو صرف اسی قدر اُن کے مسلمان ہونے کی سفارش کرتا ہے۔

درحقیقت علوم کی امداد اور ذہن کی جودت سے کسی امر کی تحسین و تقبیح کرنا اور ہے اور کسی کتاب کی نفس الامری تعلیم سے خود اُس کے دعاوی اور بینات سے اُس کے امور پیش کردہ کا ثبوت دینا اور۔ ۔ ۔ ۔ یورپ کی پادریوں نے فلسفیوں کے پُرزور حملوں کے مقابل بڑی کوشش کی کہ سائنس کے ساتھ بائبل کی تعلیمات کی مصالحت کرادیں۔ اس غرض سے اُنھوں نے سائنس کے مختلف ڈیپارٹمنٹوں کو لے کر بیبل کی تعلیمات سے توفیق و تطبیق دینے کی کوشش کی مگر ان غیر موثر کوششوں نے مخالف فریقوں سے ایسی کتابیں لکھوائیں جن کا نام انھوں نے بالصدیہ رکھا "ہسٹری آف دی کونفلکٹ بٹوین سائنس اینڈ ریلیجن" یعنی تاریخ محاربۂ علم و مذہب۔ چنانچہ ڈریپر صاحب جو اس نامی تاریخ کے مصنف ہیں بیبل کی اُس تعلیم کا جس پر نصاریٰ کو ناز ہے علوم صحیحہ کے مقابلہ میں ایسا ذلیل اور شکست خوردہ حال ثابت کرتے ہیں کہ دشمن کو بھی اس کی ذلت و رسوائی پر رونا آتا ہے۔

اس کا سبب بجز اس کے نہیں کہ علوم و فنون طبعی اور قوی النفس کی ترقی نے انسان کو معقول پسند یا مذہب عقلی اور فطری (ریزن ایبل ریلیجن) کی تلاش کے لئے مضطر کیا۔ اور بیبل کے مذہب میں جو سنے آبا کا مقبول طریق تھا انھیں کوئی معقول دعویٰ اور اس کی معقول دلیل خود اسی کے اندر سے نظر نہ آئی۔ اور اُس کے حامیوں کی تحریریں اپنی صفائی ذہنی اور ذکاوت فکر کے تراشے ہوئے خوبی اور بالکل بالائی اور بیرونی من گھڑت ثبوتوں سے زیادہ نہ تھیں۔ اور کتاب کی طرف انھوں نے دیکھا تو وہ مارے حیا کے خاموش اور گھونگٹ نکالے بیٹھی تھی۔ نہ تو اُس نے کہیں خود ڈیریکٹ دعویٰ کیا ہے کہ میں کتاب اللہ ہوں۔ اور نہ دعاوی کے لئے اُس کے اندر انفسی اور آفاقی دلائل ہیں جنکی نسبت خود وہی کتاب بصراحت دعویٰ کرتی ہے کہ میری دعاوی پر یہ بینات و براہین ہیں۔ ہاں اگر کچھ بات ہی تو یہ ہے کہ وہ تو پس پردہ بت کی طرح بیٹھی ہے اور بت پرست اسکی حمایت میں عارضی ہتھیاروں سے لڑ رہے ہیں اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ یورپ کا عموم خواندہ گروہ جس نے علوم جدیدہ محققہ سے روشنی حاصل کی بیبل کی تعلیموں سے بیزار ہو گیا اور اسی کے ساتھ نہایت افسوسناک واقعہ یہ بھی ہوا کہ اکثر اور بیشتر اُس فرضی خدا کی شامت اعمال کیوجہ سے جسے بیبل نے انسان کے تمام لوازم سے آراستہ کیا۔ اُسے مولود۔ مخلوق۔ ہگتا۔ موتنا۔ کھاتا پینا۔ ماریں کھاتا۔ ذلتیں اُٹھاتا۔ اور بالآخر ناکام مرجانا بنایا۔ غرض بہتیرے اس نکمے پتل کے بت کی وجہ سے اُس حی قیوم۔ لم یلد و لم یولد ازلی ابدی اور کامل الصفات خدا کے بھی منکر ہو گئے۔ جو اپنے صادقین کا اکیلا زندہ اور سچا خدا تھا۔

یہی حال اُن ایک دو مسلمانوں کا ہے جنھوں نے اسلام کی حمایت میں انگریزی زبان میں کتابیں لکھی ہیں اور جو ایک بزرگ نے اردو زبان میں تفسیر بھی لکھی ہے وہ بھی ہر پہلو سے انہی کے ہمرنگ اور ہم ہی عقیدہ رکھتی ہے۔ میں دعویٰ سے مگر افسوس سے کہتا ہوں کہ ان کتابوں میں ایک مقام بھی ایسا نہیں جہاں مثلاً اثبات نبوت میں انھوں نے یہ دکھایا ہو کہ اولاً قرآن نے فلسفیوں اور برہموؤں کے مقابل جو ضرورت انبیا کے قائل نہیں ہیں یہ دعویٰ کیا ہے کہ نبوت کی ضرورت ہے اور اس دعوے کو اپنے بین الفاظ میں خود ہی دکھایا ہے اور پھر اسپر خود ہی دلائل بھی اپنے اندر سے ہی بیان فرمائے ہیں۔ اسی طرح ضرورت وجود باری اور اسکے دلائل۔ اس کے کامل الذات و کامل الصفات ہونیکی ضرورت اور اس کے دلائل۔ انسان کی روح کی بقا اور اس لیئے اس کا مستوجب و مستحق جزا و سزا ہونا اور اس کے دلائل اور ضرورت حشر و بعث اور اسکی دلائل وغیرہ کا خود بینات قرآنیہ اور اسی کے شواہد سے ذکر کیا ہو* انمیں بھی کمزور اور دل ہی ہار کھائے ہوئے غیر قوموں کی طرح کچھ یورپین علوم اور کچھ اپنے بلند پرواز ذہن کی مدد سے اوپری اوپری باتیں ہیں جنسے ناظرین یہ پتہ نہیں لگا سکتے کہ خود اسلام کی اصلیت کیا ہے اور حیرت سے پوچھتے ہیں کہ خود قرآن کی فلاں بارہ میں کیا تعلیم ہے اس کا خطرناک نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر لوگوں کو یہ یقین ہو گیا کہ معاذ اللہ خود قرآن کے اندر کچھ نہیں جو کچھ ہے

* علم کلام کے اس جدید اور قابل قدر مسئلہ کی ایجاد کا فخر صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حاصل ہے۔ کہ الہامی کتاب کا فرض ہے کہ دعویٰ بھی خود کرے! اور اس کی دلیل بھی خود ہی دے۔ منہ

ان حضرات کی بد دلائی طبع کا نتیجہ ہے اور اس کار روائی کو ایک اور زہریلا پھل یہ بھی لگا کہ ہندوستان کے اکثر انگریزی خوانده مسلمان جنہوں نے ان کتابوں کو ارادت سے پڑھا اور خود جناب مصنفین بھی اسلام کے اُس منار سے دور جا پڑے جس کے لئے حضرت ہادی کامل علیہ افضل الصلوات والتسلیمات نے ۲۳ برس تک فوق العادہ دُکھ درد اُٹھایا اور ہزاروں صحابہ کے خون اسکی آبیاری کے لئے پانی کی طرح بہ گئے یعنی محافظت صوم و صلوٰۃ اتباع سنن نبویہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ و التحیہ) اور جمیع احکام قرآنیہ کی پر خشیت اطاعت ان سے چھوٹ گئی الا من عصمہ اللہ

اللہ تعالے کی صفات کاملہ سے ایک یہ بھی صفت ہے کہ وہ کسی لحاظ سے بھی مخلوق کا مرہون احسان نہیں۔ اسی لئے جہاں اُس نے قرآن کریم میں انسان کا محض عدم سے وجود میں لانا اور اس کے لئے تمام ضروری لوازمات معاش کا بہم پہونچانا یعنی آسمان و زمین و جمیع ما فیہا کو اسی کی خاطر پیدا کرنا اپنی صفت **رحمانیت** کے تقاضا سے بیان فرمایا ہے۔ وہاں انسان کے روحانی تقاضاؤں یعنی اس کی روحانی اصلاح۔ اپنی ذات کی معرفت۔ ارسال رسل اور تنزیل کتب کو بھی صفت رحمانیت کا تقاضا ذکر کیا ہے چنانچہ فرماتا ہے **الرحمن علم القرآن** اور اس سے یہ بھی مقصود ہے کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی سچی رحمانیت و رحمت کی بشارت لیکر دنیا میں آیا ہے۔ اور دنیا میں کوئی ایسا مذہب نہ تھا اور نہ ہے جس سے اللہ تعالے کی رحمت عامہ قدوسیت اور راستی ظاہر ہوتی ہو۔

الحاصل قرآن کریم نے اسباب کی ضرورت ہی نہیں رکھی کہ کوئی دوسرا اس کے اغراض و مقاصد کے اخفا یا اس کے اعدا کے حملوں اور اعتراضوں کے دفاع و ابطال کے لئے اپنے خود تراشیدہ اور بیرونی دلائل سے اس کے سر پر احسان چڑھائے اس کا پرزور دعوی ہے **قل فللہ الحجۃ البالغۃ** یعنی ہر حال میں ہر پہلو سے غلبہ اللہ جل شانہ کو ہے قرآن کا دعوی ہے کہ اس ازلی ابدی متکلم نے خود اپنی ذات کا اپنے کلام کی انسان کو پتا دیا۔ اور اب بھی دنیا کی براہین جنہیں اُس نے خاص کر لیا ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے **اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ** ایسا نہیں کہ خود تو وہ کہیں چھپا چھپایا بیٹھا تھا اور بالکل معطل اور ساکت زندگی بسر کرتا تھا اور انسان نے مصنوعات کی سیڑھی لگا کر آخر اوپر سے اُسے پکڑ ہی لیا تعالی شانہ و **حاشا جنابہ عن ذلک**

اب بالطبع یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کوئی ایسی کتاب بھی ہے جس نے ان تمام مدارج مذکورہ کا التزام کیا ہے اور دنیا میں اس یکتا خوبی کے لحاظ سے اپنے تئیں قرآن کے بعد قرآن کی خدمت میں بے نظیر اور محبوب کتاب ثابت کیا ہے۔ ہاں ہے اور یقیناً ہے وہی جسکا نام ہے

البراھین الاحمدیہ علی حقیت کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ

اس عجیب کتاب میں قرآن کریم کے دعاوی اور دلائل کو اسی اسلوب سے بیان کیا ہے جو اس کتاب مجید کے نازل کرنے والے کا منشا ہے اور پہلی تصنیفوں کی ان تمام کمیوں اور نقصوں کی کما حقہ تلافی کی ہے جسکی ضرورت کو افسوسناک لفظوں میں حاجی بروں صاحب نے بیان کیا ہے۔ تعجب یہ ہے کہ باوجود قلیل ضخامت اور ہنوز ابتدائی تمہید ہونے کے اس میں تخم کے طور پر قرآن مجید کے تمام دعاوی کے متعلق روشن دلائل موجود ہیں۔ اور میں اپنی قلیل بضاعت کے موافق اس سے زیادہ اس کی تعریف کرنے کی مقدرت نہیں رکھتا کہ اس کتاب نے آئندہ کسی مصنف کے لئے اثبات قرآن اور حقیت نبوت پر لکھنے کو کوئی نیا مضمون باقی نہیں رکھا۔ اور میں حیران ہوں کہ براہین کے پانچویں حصہ میں جس میں ضرورت قرآن پر لکھا جائے گا حضرت امام زمان مسیح موعود عم کیا لکھیں گے۔ اگرچہ مجھے کامل یقین ہے کہ قرآن کریم کے پاک متن کے عجائبات کی طرح حضرت اقدس کی تفسیر کے عجائبات بھی غیر محدود ہیں میں اللہ تعالے کو گواہ کر کے بالکل صاف دل اور بے تعصب دل سے اقرار کرتا ہوں کہ صفات باری تعالی کا نہایت مشکل مسئلہ جس کے سلجھانے کے لئے قرآن شریف دنیا میں آیا ہے میں نے اسی کتاب کے مطالعہ سے پوری طرح سمجھا۔ اور یہی ایک مسئلہ ہے جسکی نہ سمجھی سے کہیں تکلم باری کا انکار ہو رہا ہے اور کہیں قبول دعا کا اور کہیں ملائکۃ اللہ کو قوائے عالم سے تعبیر کیا جا رہا ہے میں ہر ایک طالب حق سے جسکا یہ دلی ارادہ ہو کہ قرآن اور حامل قرآن علیہ صلوات الرحمن سے اُسے سچا اور پکا تعلق اور رابطہ ہو جائے۔ یہ سفارش کرتا ہوں کہ وہ ضرور اسکو پڑھے۔ مگر افسوس حاجی بروں صاحب کے افسوس کا تو پھر بھی تدارک نہ ہوا۔ خدا کرے کوئی باہمت مسلمان براہین کو انگریزی میں ترجمہ کرے پھر دیکھے کہ یورپ پر اسکا کیا اثر ہوتا ہے اور کس خوشی سے یورپ آگے بڑھکر لبیک کہتا ہے۔ امید ہے کہ بہت جلد اللہ تعالے اپنے وقت پر کسی بندہ کی توجہ اس طرف مائل کریگا۔ کہ وہ یورپ کیلئے اس وقت کی شدید ضرورت کے موافق کوئی ضخیم کتاب لکھے یا اقلاً براہین ہی ترجمہ ہو جائے۔ واللہ علیٰ ما نقول شہید۔ ایڈیٹر

الحمدللہ کہ اب میری اس آرزو کے پورا ہونے کے دن آگئے ہیں۔ منہ

ڈاکٹر رحمت علی صاحب اور وکیل نذیر احمد صاحب کی خط و کتابت پر ایک نظر

راولپنڈی کے اخبار چودھویں صدی کے پرچہ ۲۳ اپریل میں دو نہایت قریبی رشتہ داروں کی خط و کتابت چھپی ہے۔ برادر عزیز ڈاکٹر رحمت علی صاحب نے اس کامل مومن اور عاشق صادق کی طرح اپنے ماموں صاحب کو تبلیغ کی اور اربعین بھیجی کہ جس کے نزدیک اس کا اپنا وجدان اور شعور اور احساس ہی براہین قاطعہ کے قائم مقام معلوم ہوتا اور وہ اپنے محبوب و معشوق کی ہر ادا اور آن میں لانظیر حسن اور لاشریک یکتائی کے غیر منتہی متائل اور دلائل دیکھتا ہے اور اپنے پیارے کا منہ دیکھتے ہی چلا اٹھتا اور دوسروں کو اس کی طرف راہنمون کرکے کہتا ہے لوگو بتاؤ تو کیا یہ منہ جھوٹے کا منہ ہو سکتا ہے۔ میرے عزیز بھائی ڈاکٹر صاحب نے جس نگاہ سے اربعین کو دیکھا ہے اس کا اندازہ ہمراہی قلب کر سکتا ہے جب یہ عُلی ہے میں کہتا تھا اب کوئی شقی ہی ہوگا جس کے قلب پر ان پرشوکت اور دل سے نکلے ہوئے الفاظ کا اثر اور رعب نہ پڑے گا۔ میں ہزاروں قاطع دلیلوں کی شکل میں اس پرشوکت تحدی اور دل کی تہ سے نکلے ہوئے دعووں کو سمجھتا تھا جو خدا کے برگزیدے کی طرف سے اربعین میں مذکور و مسطور ہوئے ہیں۔ میرا قلب اس تصور سے بھی تھرا اٹھتا کہ کوئی متعمد کذاب اور مزور مفتری ایسے پُر تحدی الفاظ اور دعووں کو زبان پر لانے اور اسوقت اور سالہا سال سے علمی دنیا میں انھیں شائع کرنے کی جسارت اور جرأت کر سکتا ہے۔ میرے عزیز بھائی نے حسن ظن کی وجہ سے جو انھیں اپنے ماموں صاحب کی نسبت تھا اور جس کا اربعین کے ارسال سے پہلے میرے سامنے بھی ذکر کر چکے تھے اور اپنے گمان میں اپنے مخاطب کے دل کو بیمار شرید یا سریع الانفعال دل سمجھتے تھے اپنی فراست میں خطا کی اور محل کے فہم میں غلطی کی اور علم طبابت کے خلاف معاً ایسے شخص کو مقوی نسخہ یا یاقوتی کے استعمال کرنے کی ہدایت کی جو ضعف و ہضم یا سوء القنیہ کی وجہ سے چاہتا تھا کہ اس کی امعا کا اولاً بڑا زبردست تنقیہ اور تصفیہ کیا جائے۔

حق یہ تھا کہ نذیر احمد صاحب کو پہلے ازالہ اوہام اور آئینہ کمالات اسلام مع التبلیغ اور حمامۃ البشریٰ کے مطالعہ کی طرف متوجہ فرماتے۔ ان کو پڑھنے کے بعد ان کی طبیعت کوئی رنگ اختیار کر لیتی اور کسی ایک پہلو کی جنبہ داری میں پختہ ہو جاتی پھر اربعین کا پڑھنا ارادت اور حسن ظن کے ازدیاد کا موجب ہوتا یا اتمام حجت کا ذریعہ بنتا۔ مگر با ایں ہمہ میں اس اختلاف سے چارہ نہیں دیکھتا کہ وکیل صاحب نے بہ غضب چڑچڑی معاند کی طرح جو پہلے ہی اپنی جگہ ایک امر کا فیصلہ کر چکا ہوتا ہے قلم نہیں اٹھایا۔ انھوں نے اپنا انداز تحریر نرم رکھا ہے اور جا بجا اپنے تئیں ارشاد اور اصلاح کے لیے مستعد ظاہر کیا اور اظہار رائے میں کمزوری اور غلطی کے بہت زیادہ امکان کا اعتراف کیا ہے اگرچہ ان کی تحریر سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ مدت سے اس سلسلہ کی نسبت اپنے زعم میں فیصلہ کر چکے ہوئے ہیں کہ یہ غیر ضروری سلسلہ ہے مگر ان کی ساری تحریر سادہ جہل اور لاعلمی سے بھری ہوئی ہے اور درحقیقت صاف معلوم ہوتا ہے کہ انھیں واقعی ماخذوں اور اصلی چشموں یا صاف لفظوں میں یوں سمجھو کہ مشکوٰۃ نبوت سے استدلال کرنے یا اخذ کرنے کا وقت اور موقعہ نہیں ملا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اگر ان کی تحریر میں مکابرہ اور مجادلہ کی بدبو ملی ہوتی اور ایک مغرور متکبر کا انداز اُس پر غالب ہوتا تو میں اس پر لکھنے کے لئے متوجہ نہ ہوتا۔ میرے قلم کو اسی ان کی ناتجربہ کاری اور ناواقفیت اور انداز استرشاد نے تحریک دلائی ہے ورنہ اگر ایک معاند حق اور مجادل کی حیثیت سے دیکھا جائے تو اس تحریر میں ایک بات بھی توجہ کے قابل نہیں۔ بہرحال خدا تعالیٰ سے دعا کی جاتی ہے کہ ان چند سطروں میں وہی پاک تاثیر رکھ دے جو راستی کے حامی و مخلصوں کی تحریر میں پائی جاتی ہے اور وکیل صاحب کو توفیق دے کہ پورے غور اور صاف دل سے انھیں پڑھیں۔

ناظرین کی دلچسپی کے لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ڈاکٹر صاحب کا خط درج کیا جائے پھر دیکھا جائے کہ وکیل صاحب نے اس کا کیا جواب لکھا ہے۔ اور بہت قریب کرنے کے لیے میں اتنا کروں گا کہ وکیل صاحب کی تحریر پر لفظ **قولہٗ** رکھ دوں گا اور اپنے بیان کو لفظ **اقول** سے شروع کروں گا۔

ڈاکٹر صاحب کا خط وکیل صاحب کے نام جسے خلاصہ کرکے وکیل صاحب نے اپنے جواب کے ضمن میں درج کیا ہے۔

عزیز من ارشدک اللہ تعالیٰ

آپ کا خط مورخہ ۲۳ مارچ معہ کتاب اربعین مصنفہ جناب مرزا غلام احمد صاحب پہنچا آپ نے اس میں مندرجہ ذیل الفاظ تحریر فرمائے ہیں۔ " اگرچہ آپ کو اس دنیا سے بہت کم فرصت ہوگی مگر صرف خدا کے لیے کچھ وقت

دیگر آپ ان دو رسالوں کو (غالباً دوسرا رسالہ سیرۃ مسیح موعود تھا۔ عبدالکریم) جو میں آپ کو بھیجتا ہوں ضرور پڑھئے مگر غور سے۔ یہ ہمارے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کے نشانات اور طریق فیصلہ پر مبنی ہیں۔ آپ خدا کے لئے تھوڑا وقت نکال کر انکو پڑھیں۔ دنیا کے دھندے ہوتے ہی رہیں گے اور جائی وغیرہ سب کے سب یہیں رہجائیں گے مگر یہ الٰہی تجارت ابدی شکھ کا باعث ہوگی،، وکیل صاحب اسپر یوں قلم اٹھاتے ہیں۔

قولہ۔ جو سچی خیرخواہی اور دلی ہمدردی آپ کے خط کے الفاظ سے مترشح ہوتی ہے اسکی وجہ سے میں نے آپ کے خط کو اس مرتبہ ایک غیر معمولی وقعت کی نگاہ سے دیکھا۔ گو بقول آپ کے مجھکو امور دنیا میں ایک حد تک توغل ہے اور میرے خیال میں ہر ایک مسلمان کو دنیا میں کسی قدر توغل رکھنا نہایت ضروری ہے کیونکہ دنیا میں رہ کر دنیا سے پرہیز کرنا ایک ایسا امر ہے جس کے محال ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اور حقیقت حال یہ ہے کہ دنیا اور دین دو مختلف امور نہیں ہیں یا یوں کہو کہ دو متضاد چیزیں نہیں ۔۔۔ اور نہ اسلام کا کبھی یہ منشا تھا کہ مسلمان دنیا سے تارک ہوکر دنیاوی کامیابی سے علحدگی اختیار کریں۔

اقول بظاہر ناظرین خصوصاً میرے دوست تعجب کریں گے کہ میں نے وکیل صاحب کا یہ قول کیوں نقل کیا ہے اور اسے ہمارے سلسلہ سے کیا تعلق ہے جس کا جواب دینا ہمپر فرض ہے مگر وکیل صاحب کی سچی خیرخواہی اللہ آگاہی کے لئے میں نے ضروری سمجھا ہے کہ اسپر بھی کچھ لکھوں۔

اب غور طلب بات یہ ہے کہ کیا ڈاکٹر صاحب نے ترک دنیا اور رہبانیت اور بن باس لینے کی ہدایت وکیل صاحب کو کی تھی جس کا یہ جواب انھوں نے دیا ہے ڈاکٹر صاحب اسپیشل اسسٹنٹ ہیں۔ کیا رہویں رسالہ میں جو اس وقت میاں میر میں ہے ملازم ہیں تھوڑے ہی دن ہوئے برٹش ایسٹ افریقہ میں ملازمت کا سہ سالہ اگریمنٹ پورا کرکے پنجاب میں واپس آئے ہیں۔ پھر وکیل صاحب کو انھوں نے یہ کیا لکھا اگرچہ آپ کو اس دنیا سے بہت کم فرصت ہوگی مگر صرف خدا کے لئے کچھ وقت دیگر الخ،، کیا ڈاکٹر صاحب نے یہ ارادہ کیا کہ یاایھا الذین اٰمنوا لم تقولون مالا تفعلون کا تازیانہ انھیں لگے اور کیا وہ نہیں جانتے تھے کہ اُن کے بزرگ ماموں صاحب خوب جانتے ہیں کہ وہ خود دنیا کے علائق میں مبتلا ہیں۔ پھر غور کے قابل یہ بات ہے کہ وکیل صاحب نے کس مصلحت کو مدنظر رکھکر اور کس شعور سے یہ جواب دیا۔ دین و دنیا کے باہمی تعلق اور ربط کا فلسفہ چھیڑ دیا حالانکہ اتنا ہی کافی تھا۔ اگر ڈاکٹر صاحب اوداسی مذہب کے اشاعت کنندہ ہوتے۔ کہ تم خود دنیا میں ایسے مشغول اور منہمک ہو جیسے میں ہوں۔

اگر ڈاکٹر صاحب کے اس فقرہ کے جو انھوں نے درد دل سے اپنے مکرم ماموں صاحب کو لکھا ہی کوئی واقعی معنے نہیں تو انھوں نے ایک فضول بات منہ سے نکالی اور انکا یہ فعل حکیمانہ فعل نہیں ہوگا میں ڈاکٹر صاحب کو خوب جانتا ہوں۔ وہ دانشمند اور کی طبع بات کی تہ کو پہونچنے والے اور موقعہ شناس نوجوان ہیں۔ وہ پابند شرع۔ نمازوں کو ٹھیک درست رکھنےوالے اور خدا کے تمام احکام کی استطاعت کے موافق تعمیل کرنےوالے ہیں میرا ذاتی تجربہ مجھے اس سے روکتا ہے کہ میں اُن کی طرف کسی فضول بات اور عبث حرکت کو نسبت کروں مجھے اُن کے اس فقرہ سے صاف بو آتی ہے اور بموجب اس مشہور مثل کے کہ صاحب البیت ادری بما فی البیت صاف سمجھ میں آتا ہے کہ وہ اپنے بزرگ وکیل صاحب کو ان دردناک الفاظ کے ذریعہ پہلے تو بیدار کرنا چاہتے ہیں اس خواب گراں سے جس میں وہ دیگر ہمعصر اور ہم پیشہ طالبان دنیا کی طرح بنگ پی کر اینڈے پڑے ہیں۔ اور بجائے اس کے کہ دین کو دنیا پر مقدم ٹھیرا یا دونوں کے حقوق برابر ہی رکھیں فانی مطالب اور مادی مشاغل کی طلب اور انجام میں سرگرداں رہتے ہیں۔ بلکہ ان فقروں سے صاف بو آتی ہے کہ وکیل صاحب کم فرصتی اور کثرت مشاغل ضروری کی وجہ سے نماز پنجگانہ کے ادا کرنے سے بھی قاصر رہتے ہیں۔ اب جبکہ ڈاکٹر صاحب کے ان فقرات کا یہ مطلب اور یہی مطلب ہو ورنہ اُن کے قلم کو بیجا جرأت اور بے ادبی اور ناموزوں حرکت کا داغدار ٹھیرانا پڑے گا تو پھر وکیل صاحب کے اس جواب کی کیا توجیہ کی جاسکے جس سے اُن کی بلند شان اور پیری اور گریجوایٹ ہونے کی رفعت اور متانت کو فضول گوئی کا داغ نہ لگے۔ یہ تو بالبداہت اور مسلم مفروض کے طور پر وکیل صاحب کو پہلے ہی دل میں پختہ کرلینا چاہئے تھا کہ ان کے واقف حال خانہ زاد عزیز کا یہ منشا نہیں کہ اُن کو زنا کے تارک الدنیا درویشوں کے رنگ میں کلاہ چار ترک پہنے اور کچکول ہاتھ میں لینے کی ہدایت کریں

اور ارشاد فرمائیں کہ راولپنڈی جیسے عمدہ سٹیشن کی پلیڈری کو چھوڑ کر دنیز آباد میں تمن برنج کی ندی کے کنارہ کٹیا ڈال لیں۔ پھر اُن کا بجز اس کے اور کیا مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ انھیں تم سے تم دین پاک کی سادہ اور مسلم راہ پر چلنے کے لئے سیمینر لگاتے ہیں کہ افسوس میں اپنے تئیں قاصر دیکھتا ہوں کہ وکیل صاحب کے اس جواب کی کوئی ایسی توجیہ کرسکوں جس سے وہ برمحل اور سچی ضمیر کا نتیجہ قرار پا سکے۔ اگر وہ واقعی صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے اور خدا کے احکام کی بجا آوری اور ایثار دین کے لئے دنیا کے مشاغل سے ایک حصہ وقت کا غصب کرکے نکالا کرتے تھے اور یوں سمجھئے دیندار اور حقیقی دنیا دار تھے یا دین و دنیا میں ایک قابل نمونہ برزخ تھے تو اپنے بے ادب عزیز کو زور سے تازیانہ لگاتے کہ تمھاری تعریض اور ایما کا مطلب یہ ہے کہ میں شعائر اللہ کا پابند اور ادب کرنے والا نہیں اور سراسر جیفہ دنیا کے پیچھے پڑا ہوا ہوں یہ محض غلط اور ناروا جرأت ہے، اور تم خوب جانتے ہو اور قوم جانتی ہے کہ میں خدا کے احکام کی پابندی میں قوم کے درمیان نمونہ ہوں۔ اگر وکیل صاحب نے ڈاکٹر صاحب کے فقرہ کی واقعی چوٹ کو محسوس کرلیا، اور اپنی بے ستری اور کمزوری پر پردہ ڈالنے کے لئے بے محل جواب کی طرف توجہ کردی جب بھی سچی ضمیر کے خلاف کام کیا اور اگر اس تعریض کو سرے سے سمجھا ہی نہیں اور وہ جواب دیا جو واجب بھی بڑی موٹی عقل اور سطحی سمجھ کا ثبوت دیا۔ وہ لفظ خود ملازم اور ظاہری معنوں میں دنیا دار تھا اگر اس کے فقرہ کا یہی سطحی مطلب ہوتا تو وکیل صاحب اتنا ہی جواب دیکر حق نصح سے عہدہ برآ ہو سکتے تھے کہ تم خود شہد کی مکھی کی طرح دنیا میں پھنسے ہوئے ہو مجھے یہ کیا کہتے ہو کہ وہ آپ خدا کے لئے تھوڑا وقت نکال کر لا۔

میں نے اس مقام پر محض خدا کے لئے اور مخلوق اور خصوصاً نذیر احمد صاحب کی نصیحت کے لئے اتنا بسط کیا ہے۔ میری غرض اس سے یہ ہے کہ اگر وکیل صاحب کا دل خود اُن کو بتاتا اور ملزم کرتا ہے کہ وہ پابند دین ہرگز نہیں بلکہ نماز پنجگانہ کے بھی پابند نہیں تو کیوں ایمان اور ضمیر کے خلاف وہ ایسی باتیں کرتے ہیں جنکا منہ سے نکالنا خدا کے رسول عظیم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا حق تھا اور اب اُن کے امثال اور خدام کا حق ہے۔ دین پر بھی پورا چلنا اور دنیا کے امور کی بھی رعایت کرنا اور ان دونوں سلسلوں کی مخالفت کی تطبیق اور توفیق میں سعی کرنا اور اپنے عمل سے اُن کا نبھا دینا نا سمجھی دیندار صحابہ کی مثال مسلمانوں کا کام اور حق ہے۔ نہ اُن کا جنھوں نے بدقسمتی سے آجکل لیکچر بازی اور لفاظی سیکھ لی۔ خدا کے دین اور تقویٰ اور طہارت سے کوئی سروکار نہیں کفار فرنگ کی طرح کھانے کمانے اور سونے جاگنے اور کام کرنے اور کھیلنے کودنے ہیں مگر جب قلم پکڑتے ہیں یا لکچر کی سٹیج پر کھڑے ہوتے ہیں تو اسلام کی کمزوری پر نوحہ کرتے اور مسلمانوں کی گذشتہ شوکت کے گیت گاتے اور کبھی کبھی نماز کی اور اسلام کی خوبیوں پر بھی لکچر دیجاتے ہیں۔ اُن میں سے بہتوں کے ہونٹوں پر آب آتشیں کی حرقت سے تبخالے پڑے ہوتے اور اُن کے اعضا آتشیں فعل سے گلے سڑے ہوتے ہیں اور شکل صورت اور سیرت میں پورے ملحد اور دہریے یا فری تھنکر اور فری تھنکر ہوتے ہیں مگر نفاق اور زور سے قوم قوم کہو چلاتے ہیں

اب میں وکیل صاحب کی ضمیر ہی کے آگے اپیل کرتا ہوں وہ خود اُس سے مشورہ کرکے صاف صاف کہدیں کہ کیا یہ بحث یعنی دین و دنیا باہم متحد اور متوافق ہیں آپ نے ایسے شخص کے رنگ میں چھیڑی ہے جو کہتا وہی ہے جو خود کرتا ہے اور کیا اس پُر شغب دنیا میں جس میں ہر روز ایک تھیٹر کی طرح نئے نئے ایکٹ ہوتے اور جذبات کو مسحور کرنے والے سین دکھائے جاتے ہیں آپ دین کے لئے بھی دل کا کوئی گوشہ خالی پاتے ہیں۔ اور جس طرح وقت مقررہ پر ایک کورٹ میں حاضر ہونے کو اضطراب دل کے اطراف پر محیط ہو جاتا ہے اسی طرح مقرر وقت پر نماز کے ادا کرنے کے لئے دل میں اضطراری کشش پیدا ہوتی ہے۔ اور ایک خوف اور خشیت کے قشعریرہ اور پھر محبت اور اخلاص کے احساس کے ساتھ دل میں تصور آتا ہے کہ ایک خدا ہے جس نے ہماری ہدایت اور فلاح کے لئے قرآن کریم جیسی نورانی فضل کتاب بھیجی اور یہ حکم ہے کہ پانچ وقت نماز کی اقامت کرو۔ اور اگر یہ بات نہیں اور یقیناً نہیں ایسی کہ عملی زندگی نے اسکی شہادت دیدی ہے تو اس سے کیا حاصل کہ دوسروں کو اور خود اپنے نفس کو بھی مغالطہ کے اتھاہ غار میں ڈالا جائے۔ ایک ریتی کے خلاف کمر باندھکر اُٹھنا اور ایک قوم کے مسلم مشرب کے خلاف بیباکانہ ننگی تلوار لیکر میدان میں نکلنا یعنی خدا اور اس کے برگزیدوں سے کشتی کا دنگل لگانا اور ابھی نہ جینا کہ آیا بھی کامیابی اور حقیقی نصرت کا سلنا اور رسوا میرے ہاتھ میں بھی ہے اور کیا میری ایسی حیثیت ہے کہ میں علیم بذات الصدور کے حضور میں سرخرو ٹھہر سکتا ہوں اور کیا میرے اعمال ایسے ہیں جو ایک ہولناک محشر میں داغ

تشویر اور خجالت کی روسیاہ کن ذلت سے بچا لیں گے اور کیا خود میرے ناحقہ پالوں ہی تو میرے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے۔

"دین و دنیا ایک ہی چیز ہے اور ان دونوں میں تخالف نہیں"۔ یعنی ایک ہی وقت میں ایک شخص پورے معنی میں یا اس زمانہ کے عرف اور اصطلاح میں دنیادار بھی ہے اور معاً رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے معنوں میں۔ صحابہ کے معنوں میں۔ اور قرآن کریم کے معنوں میں دیندار بھی ہے یا اور بھی اسے صاف کر کے یوں کہو کہ ایک شخص بلیڈر بھی اور علیگڈھ کالج کا گریجوایٹ بھی اور مسٹر موریسن اور کس کس مسٹر روس کا دست گرفتہ اور تربیت یافتہ بھی ہے اور ان عرفی کامیابیوں اور مسلم معراجوں کی اوپر کی چوٹی پر بھی پہونچا ہوا ہے اور پھر ابو بکر و عمر کی طرح دیندار بھی ہے۔ یہ ایک غور طلب مسئلہ ہے اگرچہ لفاظی اور لسانی کو محرروں اور لکچراروں کی عملی زندگی نے سیاہ جھوٹ اور نفاق کا الزام لگا کر اس کا سچا فیصلہ کر دیا ہے مگر تاہم نہایت افسوس اور رنج سے دیکھا جاتا ہے کہ زبان اور قلم کی شوخی اور بیباکی میں کوئی کمی پیدا نہیں ہوئی۔ اور عموماً یہ حاسہ ہی مر گئی ہے کہ آیا ایک شخص **دردِ دل** اپنا لقب رکھنے والا وہ درد اپنے اندر رکھتا ہے جو خدا کے راستباز قوم کی نسبت رکھتے تھے اور رکھتے ہیں۔ اور کبھی کسی نے یہ تنقیح بھی لگائی کہ اس درد دل صاحب کو خود اپنی ذات کا درد بھی ہے اور اسلئی اس نے درد دل سے کہاں تک کوشش کی ہے کہ اپنے تئیں اس بہرہ گدازی کی سزا سے بچا سکے جہاں یورپ کا ناپاک فلسفہ اور زبان گوشیتن کی جیرہ آرائی کچھ کام نہ دے گی۔ اور اگر اس کی عملی زندگی تریخ ناولوں کی طرح مضحکہ انگیز اور جذبات انگیز اور ان سے

بھری ہوئی ہے تو کیا توقع کی جا سکتی ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنائی ہوئی اور اب شامت اعمال سے بگڑی ہوئی قوم کو پھر اس کی اسی اوج پر جو اس کے بانی کے معہود فی الذہن تھی اور جسے وہ پیار سے اپنی امت کہا کرتا تھا یہ مخلص مصلح پھر راہ پر لے آئینگے اور کیا یہی ہیں جو آج ابو بکر و عمر کا بروز بنکر ہمارا کھویا ہوا اور چھینا ہوا مال ہمیں واپس دلا دیں گے۔

افسوس یہ باتیں بہت جلد لوگوں کی سمجھ میں نہیں آ سکتیں۔ مذاق بگڑے ہوئے ہیں اور تجاہل و بیدائی میں ترکتاز کر رہی ہیں مگر وہ وقت دور نہیں کہ ان گلٹ کی چیزوں اور جرمن سلوروں اور اس زور اور وجل سے سعید طبیعتیں بیزار ہو جائیں گی اور بہت سی سعادتمند سمجھ اور زندہ خدا کو پہچان لیں گے اور راستی کی اتنی ہی قدر اور عزت ہوگی جتنی اب بیغیرتی ہو رہی ہے تھوڑے دن ہوئے ہیں ایک اخبار میں بہت سے لفاظوں نے اس مضمون پر طبع آزمائی کی اور زور الفاظ سے ثابت کیا کہ دین و دنیا دو متغائر چیزیں نہیں بلکہ ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔ مگر افسوس کسی نے اپنے تئیں بطور نمونہ کے پیش نہیں کیا اور دعوی اور تحدی سے یہ نہ کہا کہ ان دو ضدوں کا جامع خود ہمارا وجود ہے اور ہمارا ایمان اور مسلم ایمان اور عمل اور مسلم عمل عالم کے روبرو بطور اسوۂ حسنہ کے ہے۔ اگر یہ مسئلہ پہلے گورکھ دھندا تھا اور پرانے مسلمان اس راز کی کلید اپنے پاس نہ رکھتے تھے اور اس لئے جہالت اور ذلت کی پستی میں اندھے گرے ہوئے تھے تو اب ہمیں زندہ نمونے دیکھ لیں ہم ایک ہی وقت میں دین دار متبع سنت ہیں اور معاً پورے

معنوں میں دنیادار بھی ہیں۔ اور اس ثبوت کی ضرورت بھی تھی اور بڑا لطیف اور موزوں موقعہ قوم کی سچی اصلاح اور ارشاد کا پیدا بھی ہو گیا تھا اور ہاں ایک لسان لفاظ نے یہی کہا کہ دیکھو صحابہ نے دنیا بھی پوری پوری کمائی اور دین کو نہ چھوڑا۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی نظیر پیش کرنے سے آخر ان لفاظوں کا اور کیا مطلب ہو سکتا ہے کہ ضمناً اپنے تئیں ان کے نمونے یا ان اسلاف کے اخلاف ٹھہراتے ہیں اور یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ دین و دنیا کے توافق اور مصالحت کا مسئلہ خیالی مسئلہ نہیں بلکہ عملی مسئلہ ہے اور جیسے اس سے قبل ایک قوم نے عملی صورت میں اسے دکھایا ہم بھی دکھاتے ہیں یا کم سے کم یہ کہ ہمیں بھی دکھانا چاہیئے۔

یہ بیدادگر معندی زبان کی قوت اور تحریر کے زور سے یہ دکھاتے اور ثابت کرتے ہیں کہ لفظ دنیا اور دین کا یہی سچا مفہوم تھا جو اب انھوں نے سمجھا اور جو ان کے طریق عمل سے ظاہر ہے اور اسوقت قوم کی زندگی اور ترقی کا سارا مدار ان ہی کا قائل اقتدا نمونہ ہے۔

اگر ان لوگوں کی ضمیریں اغراض اور جذبات کی وجہ سے مر گئی ہیں تو اور کوئی خدا ترس دل ہی سوچے اور بتائے کہ کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے اسی قسم اور ہیئت کا دین اختیار کر رکھا تھا جو ان مصلحوں نے اختیار کر رکھا ہے اور کیا ان کی کوششیں ایسی ہی دنیا کے کمانے اور اسی طرح کمانے اور ان مستلذات اور شہوات سے اسی طرح متمتع ہونے میں منہمک تھیں۔ اور کیا وہ دنیا اور ملت اور دین کے اتحاد اور اتفاق کے لئے اسی طرح صرف اسمار پر کفایت اور قناعت کرتے تھے اور بڑی لذت اور خوشی سے اسی کو کافی سمجھتے تھے کہ

ذکاءالدین اور اقبال الدین اور مہدی الدین اور عبد العزیز اور شہنشاہ الدین اور نذیر محمد وغیرہ نام ہوں باقی اعمال اور افعال سے کوئی پرسش اور حساب کتاب نہیں ۔ اور کیا فرنگیوں کی طرح ان کی بھی یہی چال تھی کہ کسی کے مذہب میں مداخلت کرنا اور کسی کے اعمال اور افعال سے تعرض کرنا حرام ہے اور سوسائٹی کی نگہداشت کے لئے ضروری ہے کہ امر معروف اور نہی منکر کا باب قطعاً مسدود کر ڈال جائے۔ اگر کوئی کم ادبار اور شقاوت ازلی کی وجہ سے فلسفی یا دہریہ ہے تو بلا سے۔ اگر ام الخبائث سے فعل شنیع کا ارتکاب کرکے سٹیج پر قومی ترقی اور اخلاق پر لکچر دے رہا ہے تو مضائقہ نہیں ۔ اگر کوئی صاف لفظوں میں نماز کو وحشیانہ حرکت اور شعائر اللہ کو جاہلیت کے وقتوں کے مشغلے کہتا ہے تو کچھ پرواہ نہیں ۔ نام مسلمان کا ہو اور ایسوسی ایشن کا ممبر ہو۔ بس اتنا کافی ہے اور قوم بننے کے لئے اور مسلمانوں کی کھوئی ہوئی عزت اور شوکت واپس لے لینے کے لئے یہی کارآمد تدبیر ہے ۔

صحابہ کرام (علیہم الصلوۃ والسلام) کے اعمال صاف بتاتے ہیں کہ اس جیفہ متعفنہ پر وہ کبھی سرنگوں نہیں ہوئے اور ان کے مقاصد میں ان معنوں میں اور اس شکل کی دنیا کا حاصل کرنا کبھی داخل نہ تھا ۔ ان کے ایک ایک عمل اور قدم سے پایا جاتا ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کرتے اور دین میں ہو کر دین کی اشاعت و ابقا اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ساری کوشش مبذول فرماتے تھے۔ ان کی بزم آرائیوں اور رزم پیرائیوں اور خلوت گاہوں میں عسر میں یسر میں غرض زندگی کی ہر حالت میں دین ہی کے جوہر نظر آتے ہیں ورنہ ان سب فتوحات کے بعد جبکہ قیصر و کسریٰ کے تختوں کو فرش خاک

کی برابر کر دیا تھا اور متکبر متمولوں کے خزانے ان کے پاؤں کے آگے ڈھیر ہو گئے تھے غرض پوری شادکامی کے بعد کس چیز نے ان کو سچی معصومیت اور سادگی پر قائم رکھا ۔ ممکن تھا بلکہ حق تھا کہ شرابیں پیتے ۔ تھیٹر بناتے ۔ ناچ گھر قائم کرتے ۔ لان ٹینس اور کرکٹ کے لئے ٹیمیں بناتی اور یورپین پر بہار زندگی کے پہلے نمونے بنتے اور اسوقت کی مقلد یورپ نسل کے لئے اس مادہ میں بھی قابل فخر پیشوا ٹھہرتے ۔ اگر آج کل کے مصلحوں اور لفاظ لکچراروں کے نزدیک وہ زاہد خشک تھے اور تقشف اور تاریک وقتوں کے میلان نے انھیں خوشنما زندگی بسر کرنے سے بچایا اور سادہ بدوی عادتیں ان پر غالب رہیں اور یہ زہد اور تورّع ان کی اسلام کا سچا مفہوم سمجھ لینے اور اپنے نبی متبوع علیہ الصلوۃ والسلام کے بالطرف اقتدا کی بنا پر نہ تھا بلکہ رہبانیت ممنوعہ کی پابندی سے پیدا ہوا تھا تو کیوں آج کسی مسئلہ کی گرم بازاری اور سٹیج کی زینت کے لئے ان کو قوم کے سامنے کھڑا کیا جاتا ہے اور لکچرار اور مصلحان قوم اپنے ذہن میں کیا ٹھہراتے اور ان کے ایمان اور کانشنس ان کو اندر ہی اندر کیا گدگدی کرتے ہیں کہ کس نیت اور کس غرض سے ان کو اس وقت کی اصلاح کے لئے بطور نمونہ کے پیش کیا جائے ۔

ایک طرف ان مصلحوں کے باوا آدم صاحب بڑے جوش اور پورے خلوص سے فرماتے ہیں کہ یورپ ہی تمہارے آگے اور یورپ ہی تمہارے پیچھے ہو اور یورپ ہی دائیں ہو اور یورپ ہی بائیں ہو غرض تم سارے کے سارے یورپ بنجاؤ تو تب قوم اور مہذب اور خوشحال قوم ہو گے پھر کچھ سوچکر تدارک فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اتنا فرق ضرور ہو کہ دل میں تمہارے مسلمانی اور اسلام ہو۔ تعجب اور غضب کی بات ہے کہ عملی زندگی اور مرئی اور محسوس اور محجوب زندگی کے سارے خانوں پر تو یورپ نے قبضہ کر لیا وہ دل کو بسا خانہ ہے جو ان سب بیرونوں سے محفوظ رہ کر اسلام کے لئے خالی رہا ۔ افسوس جیفہ دنیا پر مرمٹی ہوئی اور کٹ مرنے والی قوم کی عیاشانہ اور کامیاب زندگی کے چمک دمک نے اس بوڑھے مصلح کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا اور مسلمانوں کی رفتار کے لئے اسنے وہی لائن نکالی ہے ، جو زندہ خدا سے قطعاً غافل یا مردہ خدا کی پرستار قوم نے تیار کی تھی ۔ اس راہ کے تیار کرنے کے بعد نتائج اور اعقاب کے لحاظ سے جو نامرادی اور تلخ کامی اسے پیش آئی وہ کافی عبرت اور خون رلا دینے والا سبق تھی ان پچھلے لفاظوں کے لئے جو اسکی ہم آہنگی کو فخر سے دیکھتے اور اس کی راہ پر چلتے اور چلانا چاہتے ہیں۔

متکلمین اپنے اصول کے اثبات اور دلائل کے لئے شواہد اور مابہ الاستظہار پیش نظر رکھ لیتے ہیں ۔ میں پوچھتا ہوں وکیل نذیر احمد صاحب نے اور ان کے امثال دوسرے متکلموں نے

دین و دنیا کے توافق کے مسئلہ

کے لئے کونسی علمی سند پیش نظر رکھی ہے۔ اگر صحابہ کی نظیر پیش کرکے کامیاب ہونے کا دعوی کرتے ہیں تو یہ بات سراسر غلط ہے اور اس کے سوا کچھ نہیں کہ مغالطہ کھاتے ہیں اور دوسروں کو دیتے ہیں اس لئے کہ وہ لوگ قطعاً ان کے ڈھب کے لوگ نہ تھے وہ تو ان کی سچی ضمیر کی آواز کے مطابق تاریک زمانوں کے نیم مہذب لوگ تھے۔ اور ان کا طرز عمل کسی صورت میں بھی انکے خیالات اور حالات کے قالب میں ڈھل نہیں سکتا ۔ اگر ان کو ایک لحظہ کے لئے بھی ان کی طرز زندگی کے اتباع پر مجبور کیا جائے تو نفریں کرتے ہوئے بھاگ جائیں ۔ اور اگر ان کے ذہنوں پر یورپ اور اس کی کامیابی ہے تو اور بھی

رسالہ سراج الحق حصہ دوم حضرت اقدس امام الزمان علیہ الصلوۃ والسلام کی [illegible]

سخت افسوس کی جگہ ہے۔ یورپین ایک قوم ہے جنکا قبلۂ ہمت محض مردار دنیا ہے۔ یہ ناپاک اور نجس دنیا کو اپنی ساری جان اور سارے دل اور ساری قوتوں سے اُسی طرح پوجتے ہیں جسطرح راستبازوں نے خدائے ذو الجلال کی پرستش کی۔ ان کے دن کے اطراف اور رات کی گھڑیاں اسی فکر میں مصروف رہتی ہیں کہ کیونکر اتنی دنیا مل جائے کہ ان کی دو شہوتوں شہوت بطن اور شہوت فرج کے مقاصد کو پوری کرسکے۔ انھوں نے اس ناپاک چیز کی گرد آوری کے لئے ان اسباب سے بھی متمسک کرنا کبھی عار اور گناہ نہیں سمجھا جنھیں خدا کے تمام قدسی اور پاک صحیفے حرام قرار دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے مذہب کو پالٹکس سے بالکل الگ کر دیا یا یوں کہو کہ اس مصری عورت کی طرح جس نے خدا کے ایک صدیق سے ناجائز حرکت کا ارادہ کرتے وقت اپنے بُت پر چادر ڈالدی تھی کہ وہ اس کی بیحیائی پر جو اضطرارًا اس سے سرزد ہوگی مطلع نہ ہو ان لوگوں نے سفلی اور مادی خواہشوں کے پورا کرنے کے لئے مذہب کو اصلًا ان امور سے بے تعلق کر دیا جن کی ان جذبات کے استیفا کے بارہ میں حاصل ہونا ممکن تھا۔ اور اگر یہی نمونے اُن کے ذہن میں ہیں اور واقعی یہی ہیں اور وہ ان ہی یورپین نمونوں کی شکلوں میں یہ دکھانا چاہتے ہیں اور ثابت شدہ حقیقت کی طرح قوم کو بتاتے ہیں کہ دین و دنیا دو ..... متغایر چیزیں نہیں بلکہ ایک ہی چیز ہیں اور ایک ہی وقت میں ایک شخص میں یہ دو چیزیں جمع ہوسکتی ہیں۔ یعنی ایک قوم دیندار اور دنیا دار ایک ہی وقت میں ہوسکتی ہے چنانچہ یورپینوں کو دیکھلو کہ کیسی پاکباز متقی۔ تقوی طہارت اور خدا ترسی اور اتباع سنن انبیاء میں قابل اقتدا نمونے اور منعم علیہم کے سچے وارث اور مغضوب علیہم اور ضالین کی راہوں سے صاف بچے ہوئے اور ہر حال میں سچے پابند شرع اور مسلمانوں کے لئے پیروی کے قابل نمونے ہیں۔ اور اہل یورپ نے دین و دنیا کو کیسا نباہا اور کس طرح ان دو ضدوں کو جمع کرکے دکھایا ہے اب اسلام اور مسلمان اسی صورت میں بچ سکتے اور صفحۂ روزگار پر یادگار رہ سکتے ہیں کہ ان ہی کیسی دنیا اور ان ہی کا سا دین اختیار کریں اور یوں خوش حال اور مہذب زندگی بسر کریں۔

پھر میں **وکیل نذیر احمد صاحب** سے جو مہذب کالج کے بغل پر دردہ بچہ ہیں اور اُس کے فیض تعلیم سے پاک منطق کی شکلوں سے خدا کے سلسلہ کے ابطال کیلئے خوب نتائج نکالتے ہیں صاف دل مستفسر کی طرح درخواست کرتا ہوں کہ آپ نے اس **مجبوری** کو پر کٹیکل دکھانے اور ثابت کرنے کے لئے کس نمونہ کو پیش نظر رکھا ہے اور اپنے عزیز بھائی اور قوم کو کس قوم جیسے دین و دنیا کے حاصل کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ اور خود آپ کے زندہ اور روشن ایمان اور مبارک عمل نے آپ کو یقین دلایا ہے کہ آپ نے اپنی ذات میں (کسی حد تک ہی) دین و دنیا کو جمع کر لیا ہے اور اب آپ اپنے خاندان کے نونہالوں نوجوانوں کے لئے اس امر میں زندہ نمونہ ٹھہر گئے ہیں۔ آپ کے نزدیک کس قوم نے دکھایا اور کسطرح دکھایا کہ دین و دنیا دو متغائر اور متخالف چیزیں نہیں اور وہ عملاً جمع ہوسکتی ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے یا انگریزوں نے۔ اور آپ اس ہنگامہ عالم کے عظیم الشان کالج کے قابل اور لائق پرنسپل کیطرح کس قوم کے سچے اور پورے چال چلن سے مسلمانوں کے لئے تعلیمی کورس تیار کرنا چاہتے ہیں۔ آپ بڑی خوشی سے اپنی اس چٹھی میں فرماتے ہیں کہ قومی ترقی کی ایک ہی سبیل ہے جو مصلحان قوم نے باہمی مشورہ سے تیار کی ہے یعنی تعلیم اور انھوں نے سمجھا ہے کہ تعلیمی افلاس ہی مسلمانوں کی تباہی کی بنیاد ہے۔ اور اس سبیل کے مقابل اور اس کی خوبی کے زعم میں آپ خدا کے قدوس حکیم کے بزرگ سلسلہ اور راستبازی اور اسلام کو قائم کرنے والے مرسل مامور کے وجود کو بے مصرف سمجھتے ہیں۔ مگر میں خوب جانتا ہوں کہ آپ ہنوز سادہ نوجوان ہیں۔ زندگی کے بڑے بھاری حصہ کو پرفتنہ اور دین بر رہزن جگہ میں کاٹنے کے بعد معًا اس سے بھی زیادہ پرشغب اور پُر امتحان زندگی کے مشغلوں میں پھنس گئے۔ اس لئے بہت کم موقعہ آپ کو ملا کہ آپ سچی نجات اور راستی کی تلاش کرسکتے۔

بہرحال آپ کے زعم میں وہ کونسے مصلحان قوم ہیں اور قوم کی اصلاح کے لئے انھوں نے عملی رنگ میں کیا کر دکھایا ہے۔ پھر میں صاف لفظوں میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ وہ کس قسم کی قوم مسلمانوں کو بنانا چاہتے ہیں اور دین و دنیا کی توفیق و تطبیق کے لئے کون سی راہ ان کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ وہی صحابہ اور سلف صالحین کی یا فرنگیوں کی یا ان دونوں قوموں کی اصولوں سے ملی جلی۔ اور ان کے تعلیمی کورس نے کونسی قوم بھی تیار کرلی ہے اور وہ کس رنگ اور وضع کی قوم ہے۔ صحابہ کی وضع کی یا فرنگیوں کے وضع کی۔ اور کیا اس شجرہ طیبہ کی ہی شاخیں ہیں

محدث ینگ من السویسی الثین۔ اللہ اس کے باقی اور اس کی مثل یا وہ کوئی اور صحابہ کی مثال قوم ہے کہ جہاں کسی اوپرے ملک میں جا پہنچے بزرگ اسلاف کی طرح اپنے پاک نمونہ سے ہزاروں دلوں کو اسلام کی طرف کھینچ لیں گے۔ میں بار دیگر سوز دل اور سچی نصح سے آپ کو آگاہ کرتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ سید مرحوم نے قومی ترقی کے سکیم تیار کرنے میں سخت غلطی کھائی۔ ان کے انجکٹ لسٹس کا مادہ یورپ کی سیرت و شمائل تھا۔ مرض قوم کی تشخیص کے بعد ایک نتیجہ پر پہنچکر انھوں نے بدقسمتی سے قوم کے علاج کے لئے یورپ کی سیرت کے مطب سے نسخہ مانگا اور بلا تبدیل اس کے وہی اجزا قائم رکھے جو یورپ کے منکران خدا دنیا پرست طبیبوں نے یورپ کے مزاج کے مناسب تجویز کئے تھے۔ پھر اس بکروہ نسخہ کے قوم کے گلے سے نیچے اُتارنے کے لئے ایسی ایلہ فریب باتیں ایجاد کیں جو نفس اجزائے نسخہ سے مہلک تر تھیں۔ مادہ تو قدرتی طور پر پہلے تیار ہی ہو چکا تھا اور خود ایک رو بہ دنیا یا دنیا کی سچی پرستار قوم کی حکومت کی پرشوکت روشنی طبائع کو تقلید کیطرف بلا رہی تھی۔ آپ نے سمند نازہ کو ایک اور تازیانہ لگایا اور واعظ ناصح بنکر قوم سے خطاب کرنا شروع کیا کہ لوگو تم ہلاک ہوتے ہو اور عنقریب حرف غلط کی طرح مٹائے جاؤ گے یا مٹ جاؤ گے اگر میری نصیحت پر عمل نہ کرو گے۔ وہ میری خدا اور رسول اور خلق کے لئے نصیحت یہ ہے کہ یورپ تمھارے اوپر ہو اور یورپ تمھارے نیچے ہو دائیں بھی یورپ ہو اور بائیں بھی یورپ ہو گویا ہمہ تن یورپ ہی یورپ بن جاؤ ہاں اسلام کو دل میں باقی رکھو۔ مسلمانوں میں قرآن کریم کے چھوٹ جانے اور تقویٰ اور طہارت کے جاتے رہنے سے مادہ پرستی اور حب دنیا کی زہر اضطراراً اثر کر ہی رہی تھی اس پر آپ کی مذہبی تحریروں نے اور بھی سونا گے پر سونے کا کام کیا۔ بیباکانہ زندگی اور ناجائز حریت اور نیچریلزم کو آپ کی تحریروں سے تقویت اور سند مل گئی۔ بدقسمت سامعین اصلی یورپین تو کیا بن سکتے تھے اچھے نقلی مسخرے یورپین بنگئے اور زاغ اول والا وہی زہر یلا سانپ طاؤس بنکر اس طرح ان کے آگے اور پیچھے اور دائیں اور بائیں جلوہ آرا ہوا کہ وہ اسی کے ہو گئے اور ناصح کی اس آواز کو جو ادیری بچیر کیطرح اس کی نصیحت سے چمٹی ہوئی تھی بھول گئے اور اس کے بھلا دینے میں وہ درحقیقت معذور تھے اس لئے کہ ناصح کی وہ آواز دل کی پوری قوت کی شرکت اور عقد ہمت کا نتیجہ نہ تھی۔ اور نہ اس کی تزمین اور تائید اور تقویت کے لئے ناصح مشفق نے قول اور عمل سے وہ سامان بہم پہونچائے تھے جو وعظ کے پہلے مقصود بالذات حصہ کی تائید و ترویج میں مہیا کئے تھے۔

حق تو یہ ہے کہ یا تو یہ آپکے مصلح صاف صاف فیصلہ کر دیں کہ یہ صفات جو مسلمانوں کی قرآن کریم میں مذکور ہوئی ہیں۔ کہ خدا کی تحمید و تسبیح سے رات دن اور میں تھکتے نہیں۔ نمازوں کو درست رکھتے ہیں۔ زنا سے بلکہ آنکھ کی چوری یعنی بد نظری سے بھی بچتے ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو بجا لاتے ہیں۔ حرامکاری کے گرد نہیں جاتے۔ ایسی مجلسوں میں جہاں خدا کے جلال اور عظمت کا مذکور نہ ہو حاضر نہیں ہوتے۔ وہ ان مجلسوں سے کنارہ کرتے ہیں جہاں خدا کے نشانوں اور حکموں کی توہین ہوتی ہے۔ وہ مقام الرب سے ڈرتے ہیں اور قیامت اور عقاب الٰہی کا ہول ان کے دل پر مستولی رہتا ہے۔ وہ دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہیں۔ خدا کی آیات کو سنکر منہ کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور خدا کے تمام وعدوں کی تصدیق کرتے ہیں اور امر الٰہی کی اطاعت میں اپنے ارادے اور ہوا اور جذبات کی کینچلی اُتار پھینکتے ہیں۔ اس دنیا کی زندگی کو کھیل اور تماشا اور فانی اور ایک سرائے کی طرح یقین کرتے ہیں اور آخرت کو ہی دار الحیات سمجھتے ہیں۔ اور آمادہ رہتے ہیں کہ اس پل سے جلد گذر کر حقیقی مقصود کو پالیں۔ وہ چارپایوں کی طرح فرج اور بطن کی شہوت کے بندے نہیں ہوتے۔ وہ صائم اور قانت اور صادق اور مصدق اور خاشع اور خاشی ہوتے ہیں۔ غرض یا تو یہ مصلح علانیہ کہدیں کہ یہ باتیں پہلی زمانوں کے حسب حال تھیں یا سادہ دلوں کے لئے خوب دل خوش کن مشغلہ اور حال تھیں اب اس زمانہ میں جبکہ گریجوایٹ بنتا ضروری ہے اور اس کے لئے خوفناک محنت اور ساری فرصت جتنی نیچر کے تقاضاؤں سے بزور غصب کر کے مل سکتی ہے درکار ہے اور پھر کمیشن کی بلا سر پر اور کبھی سول سروس کے لئے تیاری کرنا لازمی ہے اور دنیا کمانے یا معزز مکرم بننے کے لئے کیا کیا بکھیڑے کرنے پڑتے ہیں اور یہی مقصود بالذات ہیں غرض اس زمانہ کے مناسب حال یہ معتقدات اور دین نہیں۔ اور مشکل ہے کہ ان گھاٹیوں سے ہی سلامت اور کامیاب اُتریں اور دین کو بھی کندھے پر اٹھا رکھیں۔ خدا کی محبت میں سینہ بریاں اور چشم گریاں رہنا اور

تہجدات اور نوافل میں اوقات کو
تضرع اور ابتہال کی دعاؤں سے معمور
کرنا یہ تو بڑی بات ہے جو اس شوخ
اور بیباک اور آزاد اور جلیلی طبیعت
سے کوسوں دور پڑی ہوئی پائی جاتی ہے
جو ان دنوں حکومت کے اثر اور
یورپ کی تقلید اور بے قید تعلیم
کی وجہ سے نوجوانوں کو ملی ہے
ظاہری فرضوں کو بھی مقبوضہ اوقات
سے کوئی وقت دینا سخت گراں ہے
یہ مصلح دبی زبان سے اور علانیہ اپنے
عملی نمونوں سے تو دکھاتے اور
بتاتے ہیں کہ اسلام کے شعائر کی
پابندی قومی ترقی یا یورپین مشرب
کی ترقی کی راہ میں سخت روک ہے
اور بعضوں کو بڑے جوش سے کہنا
پڑا کہ عربی زبان کی تعلیم و تعلم سے
اسوقت مسلمانوں کا وقت اور رو
وقت ضائع ہوتا ہے جو مغربی
تعلیم کے حصول میں بالمرہ مصروف
ہونا چاہئے تھا۔ میں پھر کہتا ہوں
کہ کیوں یہ مصلح ایک طرف نہیں ہو
جاتے اور ایک خوش قسمت بابرکت
تعداد منوران کا ساتھ دے گی
جن کے دلوں میں اُس جنس کا مادہ خمیر
کیا گیا ہے۔ یہ کیسا مسخراپن ہے
کہ ساتھ ساتھ اسلام کو بھی رکھا
جاتا اور صحابہ کے نمونوں کی طرف
بھی بلایا جاتا ہے۔ کیا انسان کی
فطرۃ ایسی بنائی گئی ہے۔ یہ لوگ
تو رموز نیچر کے عرفان کا سب سے
زیادہ دعوی کرتے ہیں۔ میں پوچھتا
ہوں کیا انسان میں ایسے قوے
رکھے گئے ہیں کہ سادگی اور پوری
غفلت کی حالت میں شیطان کی ساری
زینت اور مزخرفات اُس کے آگے
جلوہ گری کی جائیں اور پھر اُسے کہا
جائے اور [illegible] ں ہی فکر اگر
اور پیارے دلاسے سے اور ایسی ادا
سے جس میں زجر اور منع کی کوئی
تیوری اور خشمناکی کی کوئی وضع ملی
ہوئی نہ ہو کہ دیکھنا ان محسوس لذتوں
اور مالوف مزوں میں پڑ کر اُس غیر مرئی
غیر مالوف۔ غیر معتاد اور غیب الغیب
شے خدا یا اسلام کو بھول نہ جانا۔ اسی
کے ہم پلہ ہے سید صاحب کا وہ فرمانا کہ
ہمہ تن یورپ بنجاؤ مگر اسلام کو باقی رکھو
میں پوری قوت اور کامل بصیرت سے
پکار کر کہتا ہوں کہ

یورپین مفہوم کی دنیا اور دین اور اسلام دو متغائر چیزیں اور دو سخت ضدیں اور دو طبعی اور فطری دشمن ہیں جن کا اجتماع قیامت تک محال ہے۔

اور حضرت سلیمان کے محکمہ عدالت کے
اُن دو فریقوں کی طرح ایک آیا اور
دوسرا رفوچکر ہوا۔ ممکن نہیں کہ
ایک وقت میں دونوں ایک جگہ
اکٹھے ہوں۔ وہ دنیا جو دین سے
متفق یا منقلب ہو کر آخر دین ہی
بن جاتی ہے وہ وہی دنیا ہے جیسے
سچے راستبازوں نے یعنی رسول کریم
صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی صورت
عمل نے دکھایا۔ انھوں نے دنیا کو
دین کا خادم بنا رکھا تھا۔ اُن کا اصول
تھا دین کو دنیا پر ہر حال میں مقدم
رکھنا۔ اس لئے خدائے علیم نے
اُن کی نسبت کہا کہ ان میرے بندوں
پر شیطان کا غلبہ نہیں اور ان کے
امثال بھی ہمیشہ شیطان کی غلامی
سے آزاد رہیں گے۔ جھوٹا ہے
جس نے کہا اور غلط ہے جو کچھ کہا

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ
باز می گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

کسی بیباک رند اور فاسق بے قید کا
یہ شعر ہے جس نے خدائے قدوس
حکیم کی صفات کو نہیں سمجھا اور
جذبات اور شہوات کی قید سے آزاد
اور تقوی طہارت سکھانے والی
شریعت کی پابندی کو گراں خیال
کیا اور مغالطۃ النفس کے طور پر
اپنے نفس خروں کے لئے دل بہلانے
والا عذر تراش لیا۔
قرآن کریم کو دیکھتے ہو حلال
اور حرام اور امر اور نہی اور منہیات
اور مہلکات کے سب اسباب
اس میں بیان ہوئے ہیں۔ اور اس
کتاب نے دعوی کیا ہے کہ اس کی
ساری تعلیم عمل میں آجانے کے
قابل تعلیم ہے۔ خیالی اور ناقابل
عمل نہیں۔ پھر ایک قوم کو اپنی تعلیم
و تربیت سے اُس نے تیار کر کے
بطور نمونہ کے پیش کیا۔ اُس قوم
نے امتحان میں پورے نمبر لئے اور
تعریف کے ساتھ پاس ہونے کی
سند ان کو ان لفظوں میں ملی رضی
اللہ عنہم و رضوا عنہ
انھوں نے سمجھا کہ دنیا خدا کی مختلف
صفتوں کا منظر ہے اور ضرور ہے
کہ مختلف صفات کے مظاہر اور
مجالی اس ہنگامہ ہستی میں ہوں۔
ضرور ہے کہ اس میں سانپ اور بچھو
اور گرگ و پلنگ بھی ہوں۔
زہریلی جڑی بوٹیاں اور کانٹے بھی
ہوں اور لذیذ شہد اور مقوی ثمر
اور فواکہ بھی ہوں۔ اُن کے سامنے
مغضوب علیہم اور ضالین
اور منعم علیہم کی راہیں
واضح کی گئیں۔ وہ خدا کے فضل
اور توفیق یعنی قرآن کریم کی دستگیری
سے تمام مہلکات سے بچے اور ہر
قسم کے انعام کے مورد ہوئے
اگر وہ شعر صحیح ہے تو امر و نہی اور
ابتلائے الٰہی باطل ہے۔ مگر اس
سے زیادہ خدا کی کتاب کی تعلیم
کی حقیقت اور صداقت کی اور کونسی

رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ لایغیر مابقوم حتی یغیروا مابانفسہم

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم بالو گرآئی چہا در قادیان بینی - دوا شفا غرض دارالامان بینی

نمبر ۲۵ | قادیان دارالامان ۱۰ جولائی ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلے کے لئے دیکھو نمبر پہلا

جب کہ جھوٹی محبتوں فسق و فجور کے رنگ میں جلوہ گر ہونے والے عشق میں مصائب اور مشکلات کے برداشت کرنے میں ایک لذت ملتی ہے تو خیال کرو کہ وہ جو خداتعالے کا عاشق زار ہے اسکے آستانہ الوہیت پر نثار ہونے کا خواہشمند ہو وہ مصائب اور مشکلات میں کسقدر لذت پاسکتا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حالت دیکھو مکہ میں ان کو کیا کیا تکلیفیں پہنچیں بعض ان میں سے پکڑے گئے قسم قسم کی تکلیفوں اور عقوبتوں میں گرفتار رہے مرد تو مرد بعض مسلمان عورتوں پر اسقدر سختیاں کی گئیں۔ کہ ان کے تصور سے بدن کانپ اٹھتا ہے۔ اگر وہ مکہ والوں سے مل جاتے تو اسوقت بظاہر وہ ان کی بڑی عزت کرتے کیونکہ وہ ان کی برادری ہی تو تھے مگر وہ کیا چیز تھی جس نے ان کو مصائب اور مشکلات کے طوفان میں بھی حق پر قایم رکھا وہ وہی لذت اور سرور کا چشمہ تہا۔ جو حق کی پیاس کی وجہ سے ان کے سینوں سے پھوٹ نکلتا تہا۔

ایک صحابی کی بابت لکھا ہے کہ جب اس کے ہاتھ کاٹے گئے تو اس نے کہا۔ کہ میں وضو کرتا ہوں۔ آخر لکھا کہ سر کاٹو تو سجدہ کرتا ہے ہوا مر گیا ہے اس وقت اس نے دعا کی کہ یا اللہ حضرتؐ کو خبر پہونچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مدینہ تھے جبرئیل نے جاکر اسلام علیکم کہا اور آپ نے علیکم السلام کہا اور اس واقعہ پر اطلاع ملی۔ غرض اس لذت کے بعد جو خداتعالے میں ملتی ہے ایک کیڑے کیطرح کچل کر مرجانا منظور ہوتا ہے اور مومن کو سخت سے سخت تکالیف بھی آسان ہی ہوتی ہیں۔ سچ پوچھو تو مومن کی نشانی ہی یہی ہوتی ہے کہ وہ مقتول ہونے کے لئے طیار رہتا ہے۔ اسیطرح اگر کسی شخص کو کہدیا جاوے کہ یا نصرانی ہوجا یا قتل کردیا جائیگا اس وقت دیکھنا چاہیے کہ اس کے نفس سے کیا آواز آتی ہے۔ آیا وہ مرنے کے لئے سر رکھدیتا ہے یا نصرانی ہونے کو ترجیح دیتا ہے اگر مرنے کو ترجیح دیتا ہے تو وہ مومن حقیقی ہے۔ ورنہ کافر ہے۔ غرض ان مصائب میں جو مومنوں پر آتے ہیں۔ اندر ہی اندر ایک لذت ہوتی ہے۔ بہلا سوچو تو سہی کہ اگر یہہ مصائب لذت نہوتے۔ تو انبیاء علیہم السلام ان مصائب کا ایک دراز سلسلہ کیونکر گذارتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی ایک عجیب نمونہ ہے۔ اور ایک پہلو سے ساری زندگی ہی تکلیفات میں گذری۔ جنگ احد میں آپ اکیلے ہی تھے لڑائی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی نسبت رسول اللہ ظاہر کرنا آپ کی کس درجہ کی شوکت جرأت اور استقامت کو بتاتا ہے میں سچ کہتا ہوں کہ انسان جب تک اس کوچہ میں داخل نہ ہو اُسے لذت ہی نہیں آتی یہہ ایک ایسی لذت ہے جسکی طرف خداتعالے ہر مومن کو بلاتا ہے جسطرح اور اور لذتوں کا مزا چکھتے ہو اسکا بھی مزا چکھو۔ اور تلاش کرنیوالے پالیتے ہیں۔ اسطرف سے اگر تکاہل اور تساہل ہوگا۔ تو ادھر سے بھی حرکت نہ ہوگی۔ ادھر سے مجاہدہ ہوگا۔ تو ادہر سے بھی حرکت ہوگی۔ مجاہدہ ایک ایسی شے ہے کہ اس کے بدوں انسان کسی ترقی کے بلند مقام کو پا نہیں سکتا۔ خداتعالے نے

قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ وَالَّذِینَ جَاھَدُوْا فِینَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا جو لوگ ہم میں ہوکر مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان پر اپنی راہیں کھول دیتے ہیں۔
غرض مجاہدہ کرو۔ اور خدا میں ہوکر کرو تا کہ خدا کی راہیں تم پر کھلیں اور ان راہوں پر چل کر تم اس لذت کو حاصل کر سکو جو خدا میں ملتی ہے۔ اس مقام پر مصائب اور مشکلات کی کچھ حقیقت نہیں رہتی یہ وہ مقام ہے جس کو قرآن شریف کی اصطلاح میں شہید کہتے ہیں۔ لوگوں نے شہید کے معنے صرف یہی سمجھ رکھے ہیں کہ کسی کافر غیر مسلم کے ساتھ جنگ کی اور اس میں مارے گئے **تو بس شہید ہو گئے** اگر اتنے ہی معنے شہید کے لئے جاویں تو پھر مخالفوں کو بہت بڑی گنجایش اعتراض کی رہتی ہے۔ اور غالباً یہی وجہ ہے کہ عیسائیوں اور آریوں نے **اسلام** کو تلوار کے ذریعہ سے پھیلنے والا مذہب قرار دیا ہے اگرچہ ان لوگوں کی سخت نادانی ہے کہ وہ باوجود دریافت کئے اصل منشا کے اعتراض کر دیتے ہیں۔ مگر ہم کو ان مولویوں پر بھی افسوس ہے جنہوں نے قرآن شریف کے حقایق کو پیش نہیں کیا اور خیالی اور فرضی تفسیریں اور مصنوعی قصے بیان کر کے اسلام کے پاک اور خوشنما چہرہ پر ایک پردہ ڈال دیا ہے مگر خدا تعالیٰ جو خود اسلام کا محافظ اور ناصر ہے وہ اب **چاہتا ہے** کہ اسلام کا پاک اور درخشاں چہرہ دکھایا جاوے چنانچہ **یہہ سلسلہ** جو اس نے اپنے ہاتھ سے قایم کیا ہے اسی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ الٰہی نصرت کا وقت آپہونچا۔ اور اسلام کی عزت اور جلال کے دن آگئے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی تائیدیں **اور نصرتیں جو ہمارے شامل حال ہیں یہہ آج کسی مذہب کے پیرو کو نصیب نہیں اور ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ کیا کوئی اہل مذہب ہے جو اسلام کے سوا اپنے مذہب کی حقانیت پر تائیدی اور سماوی نشان پیش کر سکے**

خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ جو قایم کیا ہے یہہ اس حفاظت کے وعدہ کے موافق ہے جو اس نے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ میں کیا ہے۔
میرا مطلب یہہ تھا کہ شہید کے معنے صرف یہی نہیں کہ غیر مسلم کے ساتھ جنگ کر کے مرجانے والا شہید ہوتا ہے ان معنوں نے ہی اسلام کو بدنام کیا اور اب بھی ہم دیکھتے ہیں کہ **ایسے سرحدی نادان مسلمان بے گناہ انگریزوں کو قتل کرنے میں ثواب سمجھتے ہیں چنانچہ اسے دن ایسی وارداتیں سننے میں آتی ہیں پچھلے دنوں کسی سرحدی نے لاہور میں ایک میم کو قتل کر دیا تھا ان احمقوں کو اتنا معلوم نہیں کہ یہہ شہادت نہیں بلکہ قتل بے گناہ ہے۔**

اسلام کا یہہ منشا نہیں ہے کہ وہ فتنہ و فساد برپا کرے بلکہ **اسلام** کا مفہوم ہی صلح اور آشتی کو چاہتا ہے اسلامی جنگوں پر اعتراض کرنے والے اگر یہہ دیکھ لیتے کہ ان میں کیسے احکام جاری ہوتے تھے تو وہ حیران رہ جاتے بچوں بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہیں کیا جاتا تھا۔ جزیہ دینے والوں کو چھوڑ دیا جاتا تھا اور ان جنگوں کی بنا دفاعی اصول پر تھی

ہمارے نزدیک جو جاہل پٹھان اسطرح پر بے گناہ انگریزوں پر پڑتے ہیں اور ان کو قتل کرتے ہیں وہ ہرگز شہادت کا درجہ نہیں حاصل کرتے بلکہ وہ قاتل ہیں۔ اور ان کے ساتھ قاتلوں کا سا سلوک ہونا چاہیے؟

تو شہید کے معنے یہہ ہیں۔ کہ اس مقام پر اللہ تعالیٰ ایک خاص قسم کی استقامت مومن کو عطا کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر مصیبت اور تکلیف کو ایک لذت کے ساتھ برداشت کرنے کے لئے طیار ہو جاتا ہے پس اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ میں منعم علیہ گروہ میں سے شہیدوں کا گروہ بھی ہے اور اس سے یہی مراد ہے کہ استقامت عطا ہو۔ جو جان تک دیدینے میں بھی قدم کو ہلنے نہ دے۔

مٹھائیوں کی ممانعت

برٹش ساخت کی مٹھائیوں کے قسطنطینہ میں داخل ہونے کی ممانعت کی گئی ہے ترکش ڈاکٹروں نے ان کو زہریلی قرار دیا ہے

شکریہ و شکایت

ہم نے اعلان کر دیا تھا کہ ۱۰ جون کا الحکم قیمت وصول کرنے کے لئے ان احباب کے نام وی پی کیا جاوے گا جنکو مطبوعہ کارڈ کے ذریعہ اطلاع دی جاوے گی چنانچہ ایسے بزرگواروں کی خدمت میں مطبوعہ کارڈ ارسال کئے گئے۔ جن میں سے اکثر نے وی پی پیکٹ وصول کر کے کارخانہ کی اعانت فرمائی اور بعض احباب نے واپس کر کے اس ہمدردی کا ثبوت دیا جو ان کو الحکم کے ساتھ ہے۔ اگرچہ وہ احباب جنھوں نے اعانت فرمائی ہم سے کسی شکریہ کے اُمیدوار نہیں کیونکہ انھوں نے اپنا فرض ادا کیا ہے لیکن ہمارا فرض ہے کہ ان کی بروقت امداد کا شکریہ ادا کریں جو ان الفاظ میں کیا جاتا ہے جزاھم اللہ احسن الجزا

اور جن مہربانوں نے پیکٹ واپس کئے ہیں اُن سے سخت شکایت ہے کہ جب کہ اُن کو کافی وقت اطلاع کے لئے دیا گیا تھا اگر وہ پیکٹ کی قیمت دینے کو طیار نہ تھے اطلاع دیتے تاکہ مفت میں ایک دینی خادم کو نقصان اُٹھانا نہ پڑتا چونکہ انھوں نے ہمکو کوئی اطلاع نہیں دی اس لئے جسقدر ہرجانہ ہوا ہے اُن کے حساب میں درج کیا گیا ہے۔ اُمید ہے کہ وہ توجہ فرما کر خود ہی قیمت بھیجدیں گے یا اخبار بند کرنے کی اطلاع دیں تاکہ پھر اُن کو نہ کہنا پڑے کہ ہم بدظنی کی۔ ابھی تک بہت سے ایسے احباب بھی ہیں جنکے ذمہ اجرائے اخبار کے دن سے آج تک کا چندہ باقی ہے۔ خدا اُن کو توفیق دے کہ بروقت چندہ ادا کیا کریں۔

اعلان

الحکم کی اشاعت میں جو تعویق اعجاز المسیح کی اشاعت پر کارپرداز ان الحکم کی مصروفیت کی وجہ سے ہوگئی تھی اور جس کا ذکر ہم نے اسی وقت الحکم میں کر بھی دیا تھا ابھی تک اس تعویق کی تلافی نہیں ہوئی۔ جس پر بسا اوقات ہمارے ناظرین میں ایک شور قیامت بپا ہو جاتا ہے۔ ناظرین کا اضطراب بتاتا ہے کہ الحکم کے ساتھ ان کو کس قدر محبت ہے اور الحکم نے ان کی سنتہ منوریہ کو واقعی سچ مچ کا بنا دیا ہے۔ لیکن اگر وہ اس تعویق کی وجہ پر باوجود مطلع ہونے کے مجھے معذور سمجھتے تو شاید اس سے بھی بہتر ہوتا۔ اعجاز المسیح کی اشاعت پر جبکہ مدرسہ تعلیم الاسلام میں اس مبارک نشان کی ظہور کی تقریب پر رخصت دی گئی تھی اگر الحکم کبھی ایک اشاعت تعطیل میں گذار دیتا تو بھی سزاوار تھا مگر اس نے پسند نہیں کیا۔ ہم نے اس توقف کی تلافی کے لئے یہ ضروری سمجھا ہے کہ ۱۰ جولائی کا الحکم پورے آٹھ صفحوں پر شائع کر دیا اور آئندہ کی اشاعتوں میں ان آٹھ صفحہ کی کمی کو وقتاً فوقتاً پورا کر دیا جائے۔

وحشیانہ رسم۔ افریقہ کی ننگو قوم میں شادی ہوتے ہی عورت کے نچلے لب میں چھید کر کے اس کے اردگرد لکڑی کا ایک ایسا آلہ لگا دیتے ہیں جس سے چند ہی روز میں لب لمبا ہو کر لٹک جاتا ہے شادی کے وقت دلہن کی قیمت دولہا کو ادا کرنی پڑتی ہے۔

بیعت

رمضان الدین صاحب۔ قتال پور۔ ملتان
والدہ 〃 〃 〃
سلطان صاحب 〃 〃
غلام احمد صاحب 〃 〃
غلام محمد صاحب 〃 〃
ہر دو ہمشیرہ صاحبان مذکور 〃
غلام سرور صاحب ڈیرہ اسمعیل خان معرفت تحصیلدار صاحب بندوبست
عبد اللہ شاہ صاحب۔ روڑکی۔ سہارنپور منصل سکان سونی رام ڈپٹی۔
حافظ رکن الدین صاحب۔ صوفیان امرت سر۔ حال اخالہ۔ وزیر آباد۔
محمد الدین صاحب کاتب۔ قوال بنڈ منصل اکبر آباد۔ سیالکوٹ حال سیالکوٹ کاتب مطبع مفید عام پریس سیالکوٹ
قاسم خان صاحب۔ ہرکہ۔ راولپنڈی ڈاکخانہ رووات تحصیل راولپنڈی حال مردان ریلوے سٹیشن۔ ضلع پشاور۔
محمد اسمعیل صاحب۔ سوجانپور۔ کانگڑہ پوسماسٹر ڈاکخانہ 〃
قاضی شمس الدین صاحب۔ بایں منزلی ملازم ریلوے پولیس۔
برکت علی صاحب گوجرانوالہ۔ لودھیانہ
محمد اسمعیل صاحب 〃 〃
صدیق اکبر صاحب 〃 〃
فتح محمد خانصاحب 〃 〃
محمد عبد اللہ خانصاحب۔ گلگت۔
محمد سلطان صاحب چاولی مرتی۔ پشاور
مولوی غلام محمد صاحب چاہ گھگھوتہ ملتان ڈاکخانہ دنیاپور تحصیل لودھراں۔
کرم الٰہی صاحب۔ نکوارہ۔ سیالکوٹ ڈاکخانہ بدوملی تحصیل رعیہ۔
والدہ 〃 〃
قاضی محمد سراج الدین صاحب۔ تالیکوٹ حیدر آباد دکن۔
سید محمد حسین صاحب۔ شہر سیالکوٹ
ظہور الحسن صاحب کو د شملہ گورنمنٹ پریس

الراقم محمد سراج الحق جمالی نعمانی

غور طلب باتیں

۱- جو لوگ آخرت کو بھلا دیتے ہیں - وہ خود عذاب شدید کے مستحق اور دوسروں کی گمراہی کا بھی موجب بنتے ہیں - وہ شیطان کے بندہ اور شیطانی گروہ میں شامل اور دنیا اور آخرت میں برباد ہونے والے ہیں چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ بِمَا نَسُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَۃِ قُلُوْبُھُمْ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ - در تحقیق جو لوگ اللہ کی راہ سے بہکانے والے ہیں ان کیواسطے عذاب شدید ہے کیونکہ انہوں نے زمانہ حساب کو بھلا دیا اور ان لوگوں پر جن کے دل ذکر الٰہی کی طرف سے سخت ہو گئے یہ لوگ صریح گمراہی میں ہیں - اِسْتَحْوَذَ عَلَیْھِمُ الشَّیْطٰنُ فَاَنْسٰھُمْ ذِکْرَ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ شیطان نے ان پر قابو پالیا - پس ان کو اللہ کے ذکر سے غافل بنا دیا یہی لوگ شیطانی گروہ ہیں خبردار رہ تحقیق شیطانی گروہ برباد ہونیوالا ہے وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَہٗ شَیْطٰنًا فَھُوَ لَہٗ قَرِیْنٌ - جو شخص ذکر رحمان سے غافل ہوتا ہے ہم اوسپر شیطان کو قابض کر دیتے ہیں - پس وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے - پس کیا غافل بنکر ان راستوں ہی چلتے ہو - کہ شیطانی گروہ میں شامل ہو کر لغو پسند کذاب مفتری اور بے ایمان بنے رہو - اور حق وسعادت کے راستوں سے دور جا پڑو -

۲- غفلت سے سوئے ہوئے لوگ اٹکل بازیوں سے لعنت الٰہی کے نیچے آجاتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے - قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ غَمْرَۃٍ سَاھُوْنَ اٹکل باز لوگ ہلاک ہوں جو غفلت میں بیخبر ہیں - پس کیا غفلت میں اٹکل بازیوں سے بیباک زندگی بسر کرو گے اور تذکرہ القرآن کیطرف کبھی بھی نہ جھکو گے نصیحت اور یاد دہانی مومنوں اور خدا ترسوں کے واسطے مفید ہے مگر جہنمیوں کیواسطے غیر موثر ہوتی ہے - پس سعید وشقی اور جنتی وجہنمی کی یہی شناخت ہے - کہ وہ نصیحت کو مانتا ہے یا نہیں تذکیر سے عبرت زدہ ہوتا ہے یا نہیں - اور ذکر الٰہی کو چاہتا ہے یا نہیں - چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے - فَذَکِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّکْرٰی سَیَذَّکَّرُ مَنْ یَّخْشٰی وَیَتَجَنَّبُھَا الْاَشْقَی الَّذِیْ یَصْلَی النَّارَ الْکُبْرٰی - پس تو نصیحت کر جہانتک نصیحت مفید ہو جو خدا ترس ہے وہ نصیحت پذیر ہو جائیگا مگر وہ بدبخت گریز کرے گا - جو بڑی آگ میں داخل ہونے والا ہے وَذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ اور تو نصیحت کر بس تحقیق مومنوں کو نصیحت سودمند ہوتی ہے پس کیا نصیحت کی بات سنو گے یا اس سے ضد اور نفرت رکھو گے کیا سعادت کی حجت اپنے نفس پر قائم کرو گے یا شقاوت کی جنت کی یا جہنم کی نجات کی یا ہلاکت کی -

جب قساوت قلبی اور بدکاری انتہا درجہ کو پہنچ جاتی ہے تب سنت اللہ یہ ہے کہ رحمت اور ہدایت کے سامان پیدا ہوا کرتے ہیں - جتنے لوگ ہیں از سر نو زندہ ہو جاتے ہیں مگر بدبخت لوگ سرکشی اور مخالفت کی وجہ سے اور زیادہ برباد ہو جاتے ہیں - اس کی حقیقت بعینہ ایسی ہی جیسی کہ خشک موسم کے بعد جبکہ زمین مردہ پڑ جاتی ہے بارش ضرور آتی ہے اور صحیح تخموں اور جڑوں کو نشوونما دیکر سرسبز کر دیتی ہے مگر گلے ہوئے تخم اور جڑیں گل سڑ جاتے ہیں اب چونکہ غفلت کی وجہ سے قساوت قلبی اور بدکاری انتہا درجہ کو پہنچ چکی ہے اس لئے سنت اللہ کے مطابق رحمت وہدایت کے سامان بھی پیدا ہو گئے ہیں - چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے - اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا یَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَیْھِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُھُمْ وَکَثِیْرٌ مِّنْھُمْ فٰسِقُوْنَ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا قَدْ بَیَّنَّا لَکُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ کیا مسلمانوں کے واسطے وہ وقت نہیں آیا کہ ذکر خدا اور ذکر قرآن کے لئے ان کے دل گداز ہوں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنکو پہلے کتاب دی گئی تھی پھر ان پر ایک مدت دراز گذر گئی - اور ان کے دل سخت ہو گئے اور اکثر ان میں سے فاسق ہو گئے - لوگو جانو - کہ اللہ زمین کو اس کے مرے پیچھے زندہ کیا کرتا ہے ہم نے آئتیں صاف صاف بیان کر دی ہیں تاکہ تم سمجھو پس کیا مسلمانوں کے واسطے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ذکر خدا اور ذکر قرآن کیواسطے ان کے دل گداز ہوں اور زیادہ غفلت سے روز بروز سیاہ باطن ہونے جانے اور فاسقوں کی کثرت ہو جائے -

قرآن مجید انسان کے اندر ذکر وفکر کی قوتیں پیدا کرنی چاہتا ہے اور خود سراسر وعظ ونصیحت ہے سچے قصوں اور واقعی مثالوں سے انسان کو بیدار اور خبردار کرنا اور حیوانی زندگی کے علاوہ ایک روحانی زندگی بخشنی چاہتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے اِنْ ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ یہ تمام جہانوں کے واسطے نصیحت ہی نصیحت ہے پھر فرماتا ہے اِنْ ھُوَ اِلَّا ذِکْرٰی لِلْبَشَرِ یہ تو بشر کے واسطے نصیحت ہی نصیحت ہے پس کیا اس نصیحت کو سننا اور سمجھنا نہیں چاہتے ہو - کیا سوائے پند اور نصیحت کے اس کا کوئی اور کام یا مقصود ہے -

---

ڈاکٹر رحمت علی صاحب اور وکیل نذیر احمد صاحب کی خط وکتابت پر ایک نظر -

سلسلے کیلئے دیکھو نمبر ۲۴ جلد ۹

دلیل ہو سکتی ہے کہ ایک گروہ کثیر نے اُسے دستور العمل بنایا اور اس ذریعہ سے تمام گذشتہ کامیابوں اور منعم علیہم کی کامیابیوں اور انعاموں کے وارث ہوئے۔ غرض غلطی وہ شعر جسے وکیل صاحب استشہاد میں لائے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کی تہ میں نہیں پہونچے۔ میرے دوست وکیل صاحب ان میری باتوں میں خوب غور کریں اور سمجھ لیں کہ جس منطق اور علم پر وہ ناز کرتے ہیں اور اس کی ایک میزان بنا کر ہمارے سلسلہ کو کم وزن ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ یٹیر ملسٹوں اور جیفہ خواران دنیا کی جھوٹی منطق اور خشک علم ہے۔ اس منطق اور خشک علم سے صرف یہ فانی دنیا کمائی جاتی ہے جو تو اسے بہیمی کی غذا اور مویشیوں کا چارا ہے۔ یہ منطق اور علم بنیوں اور بقالوں اور روڑوں کراڑوں کے پاس بھی ہے زندہ علم اور سچی منطق قرآن کے چشمہ کے متقی اور صادقوں کی معیت اختیار کرنے سے اُس میں جلا پیدا ہوتی ہے۔ راست بازی فراست میں نور اور ذہنی قویٰ میں ذکاوت بخشتی ہے۔ راست باز کے کلام کی حفاظت کے لئے خدا کے ملائکہ چاروں طرف متعین ہو جاتے ہیں اور اُسے غلطیوں اور خطاؤں کی اُس رسوائی سے بچا لیتے ہیں جسمیں اغیار مبتلا ہوتے ہیں۔ آپ کا یہ کلام مشکوٰۃ نبوت سے ماخوذ نہ تھا اسلئے سچی فراست اور حقیقی منطق نے اُس کا ساتھ نہ دیا اور کس قدر بودا اور فضول ثابت ہوا **اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَۃً لِّمَنْ یَّخْشٰی۔** غرض صحابہ نے اس دنیا میں رہ کر اور اسے برت کر دکھایا کہ وہ اس دنیا کے فرزند نہیں۔ دنیا اُن کا قبلہ ہمت اور مطمح نظر نہ تھی ہی لیکن تبعاً اور طبعاً اُس راہ میں آپڑی جس پر وہ اصلی مقصود کے حاصل کرنیکو چلے۔ یا یوں کہو کہ دنیا خود اُن کے پیچھے آئی اور ان کی فطرۃ میں یہ مادہ رکھا گیا ہے کہ راست بازوں کی خدمت کے لئے اُن کے پیچھے ہو لے۔ کیا کوئی دل خیال کر سکتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ شان و شوکت اور قیصر و کسریٰ کے املاک پر قبضہ مقصود بالذات ہونے کی طرح مدنظر تھا اُس وقت جب کہ پوری بے سامانی میں رب العرش کے نام کی تبلیغ شروع کی۔ اور اعلائے کلمۃ اللہ کے ساتھ ساتھ یہ آرزو بھی دل میں گدگدی کرتی تھی کہ جسمانی کامرانیوں اور عیشوں کے لئے دنیوی پادشاہی بھی مل جائے اور کیا آپ کے خلفائے راشدین کا بھی رہی قبلہ اور مقصود تھا۔ اگر ظالم نکتہ چین نصرانی اُنھیں دنیا پرست اور قطاع الطریق اور عیاش کہنے سے شرم نہیں کرتا اور باز نہیں آتا تو کیوں انکی ساری منصور و مظفر زندگی میں ایک بھی نظیر نہیں دکھاتا جس سے اُن کے رو بدنیا ہونے اور یورپ کیسی عیاشی کا ثبوت ملے۔ کیوں ایسا دیکھا جاتا ہے کہ کھدرے کپڑے کی نہایت ہی سادہ پوشاک وہ پہنتے اور بیت المال سے اتنی تنخواہ پر گزارہ کرتے ہیں جسے آج معمولی سپاہی بھی بلند نظری سے قبول کرتے ہوئے گھبراتا ہے۔ پولیٹشن اور صادقین بظاہر پرواز اور جست قدمی اور عزم کے ابتدا میں ملتے جلتے معلوم ہوتے ہیں لیکن درمیانی کارروائیاں اور آخری نتائج اُن میں فارق اور فاصل ہو جاتے ہیں۔ فریق اول کا سچا مقصود سفلی زندگی کے مایہ الالتذاذ کا حصول اور خاک و خون ہوتا ہے جبکہ صالحین علیہم السلام کا نصب العین صرف خدا ہوتا ہے۔ وہ عالی عزم بلند نظر لوگ کبھی زمین پر سرنگوں نہیں ہوتے اُن کا قبلہ آسمان میں ہوتا ہے اس لئے اُن کی نگاہ ہر وقت آسمان پر ہوتی ہے۔ زمین پر نگاہ اور ناک کا رکھنا کتوں کا کام ہوتا ہے جو طالبان دنیا کی روزی کی شکل اور اعتقاد اور حقائق اشیاء کے بیچے اظہار کے لئے خدائے حکیم کی طرف سے مخلوق ہوئے ہیں۔ غرض نبوت کی پرواز اور لوازم کا انجام لامحالہ ملک گیری اور سلطنت کا زیر نگین آجانا ہی ٹھہرتا ہے مگر برتاؤ اور عمل سے دونوں کی زندگیوں اور مقاصد میں صاف فرق نظر آتا ہے۔

اب عیسائیوں کی ناپاک نکتہ چینی کے بعد مقدس اصحاب پر یہ دوسرا ظلم ہے جس کی تحریک مسلمانوں کی ذریت کی طرف سے شروع ہوئی ہے کہ اُنھیں یورپ کی شکل اور طریق میں دنیا کو کھانے اور برتنے والا کہا جاتا ہے اور مسلمانوں کو یورپ کا مقتدی بنانے کے لئے اُن کے نمونوں کو گواہ اور سند کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ نصرانیوں اور رافضیوں کے بعد یہ تیسری قوم نیچریوں یا میٹر ملسٹوں کی پیدا ہوئی ہے جنہوں نے خدا کے قدسیوں کی بے ادبی کرنے کی جرأت کی ہے۔

فَلْیَبْكِ عَلَى الْاِسْلَامِ مَنْ كَانَ بَاكِیًا۔

یہاں طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسانی فطرۃ میں وہ کونسی کیفیت پیدا ہو جاتی اور کس ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے کہ اس دنیا میں رہ کر پھر خدا کا ہو رہتا ہے اور پوری کامیابی اور با سامانی میں تمام سفلی اور بہیمی ترغیبات سے صاف بچ جاتا ہے اس لئے کہ یورپ کے نصرانی جو آج آنکھوں کے سامنے دنیوی کامیابی کا ایک ہی نمونہ ہیں اس خیال کے امکان تک کو بھی فرض کرنے نہیں دیتے کہ دنیا اپنی زیب و زینت کے ساتھ آنکل

اُٹھا کر ایک جلوہ ہی دکھائے اور پھر کتوں کی طرح اُس کے پیچھے ہی نہ ہو جائیں۔ اور تقویٰ طہارت اور خشیت اور تعبدی راہوں کو یک قلم خیرباد نہ کہدیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مسلم اور واضح ہو چکا ہے کہ صحابہ لاریب دفعی اور نفس الامر میں موجود فی الخارج ایک قوم تھی جنھوں نے آج کل کے سگان دنیا کے خلاف دنیا میں رہ کر اور پھر اس دلدل سے پاک صاف نکل کر اتنا تو ثابت کر دیا کہ انسانی فطرت میں یہ مادہ ضرور ہے کہ اس زندگی کی ساری راہوں میں یا اپنے جذبات اور شتہیات پر خدا کو ایثار کر سکتا ہے۔ اب یہی بات کہ وہ کیفیت کیا شئے ہے اور کیونکر وہ جوہر مل سکتا ہے کہ آب و آتش کے جمع کرنے پر قدرت حاصل ہو سکے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ کیفیت نام ہے زندہ ایمان کا اور وہ حاصل ہوتا ہے زندہ خدا کے زندہ اور تازہ بتازہ نشانوں کے دیکھنے سے اس سفلی زندگی کے جذبات اور شہوات پر کبھی موت وارد نہیں ہو سکتی اور گناہوں کی غلامی سے نجات کبھی حاصل نہیں ہو سکتی جب تک خدا پر زندہ ایمان نہ ہو۔ جس خدا کو دوسرے لوگ باپ دادوں کے ناولوں اور فسانوں کا نائٹ یا ہیرو سمجھکر مانتے ہیں یا کتابوں کے ورقوں پر اُس کے نام کو دیکھا ہوا پاکر اسکی تعظیم کرتے ہیں۔ یہ اُسے بلاواسطہ متکلم مدبر متصرف اور مالک یقین کرے۔ اس کے کانوں میں بلاواسطہ اُسکی کڑکیلی اور سریلی آواز آجاوے کہ انی انا اللہ لا الٰہ الا انا انی انا ربک اور دوسری صورت یہ ہے کہ اگر خود بلاواسطہ ہم موہبت کا مورد نہیں تو مہبط وحی کی معیت اسے نصیب ہو۔ تیسری صورت کوئی بھی نہیں کہ اس عالم کی مادی کامیابیوں کے کیچڑ میں کوئی پھنسی اور پھر صاف پاک کپڑے لیکر نکل آوے۔ خدا نے حریص طالب دنیا کی روحانی اور مثالی صورت کے اظہار کے لئے پلید کتے کے بعد جس کی ناک زمین پر رہتی ہے خواہ یورپ کا خوبصورت شریف کتا کیوں نہ ہو۔ مکھی کو عبرت اور نمونے اور سبق کے لیئے بنایا ہے مکھی شہد پر پڑتی اور صبر نہیں کر سکتی کہ تھوڑی تھوڑی کی مقدار پر کسی قدر لے کر آزادانہ اُڑ جائے۔ شدت حرص سے اُس میں ڈوب ہی جانے کی کوشش کرتی ہے کہ لوٹتی ہوئی کالی ذخیرہ ساتھ لے جائے مگر ہلاک ہو جاتی ہے۔ اب خواہ یہ کہو کہ مکھی میں کمزوری تھی اس لئے وہ شہد کی پرزور کشش سے دامن چھڑا نہ سکی یا شہد کی فطرۃ ہی ایسی بنائی گئی تھی کہ کسی نے اُسے چھوا اور پکڑا گیا۔ یورپ پر اس قدر فسق و فجور اور عیاشی کیوں غالب آگئی۔ اور اُس کے فرزندوں کا خیال رات اور دن بجز اس کے کچھ نہیں کہ تھیٹروں اور رقص خانوں اور لہو و لعب کی جگہوں کی گرم بازاری ہو۔ جسمانی صحت یا شہوات کی صحت و عافیت کا ذریعہ اسے اسی سمجھا گیا ہے کہ ایسی ہی چہل پہل کی زندگی ہو۔ اس کی وجہ سوا اس کے نہیں کہ مردہ ایمان اور مردہ خدا پیش کیا گیا اور اٹھارہ سو برس میں اس کی آواز نہ کسی نے بلاواسطہ سنی اور نہ ہی کسی بلاواسطہ سننے والی کی صحبت اُن کو میسر آئی بلکہ قوم کو یہ یقین اور اعتقاد دلایا گیا۔ کہ اب خدا کے تکلم یعنی زندہ نشانوں کی کوئی صورت ہی نہیں۔ اس دنیا میں بالمقابل دو گروہ ایسے نظر آتے ہیں کہ بجز نوعی صورت میں تشابہ واقع ہونے کے دونوں کے اقوال و اعمال حیرت انگیز اور نمایاں فرق ایک دوسرے سے دکھاتے ہیں۔ جب سے تاریخ عالم اور تمدن کے آثار نشان دے سکتے ہیں مرسلوں اور نبیوں کا گروہ ایک بال بھر کے فرق کے بغیر مختلف زمانوں اور مختلف ملکوں اور مختلف بولیوں میں ایک ہی وضع کا اور ایک ہی صوت و لہجہ میں بولنے والا اور ایک ہی مرکز پر کھڑے ہونے والا نظر آتا ہے۔ ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اے قوم یہ زندگی دنیا کی کھیل اور تماشا ہے اور آنے والا جہان دارالقرار ہے۔ اور کہیں اس جہان کی طمع اور کھوئی چیزیں کھا رو طرح طرح کے پیرایوں میں یہ دکھایا کہ اس زندگی کی لذتیں زہر سے ملی ہوئی اور ابدی ہلاکت کی سزا میں . . . گرفتار کرانے والی ہیں۔ اور سب نے اپنے عمل سے اسبات کا ثبوت دیا کہ اس جہان کی چیزوں کو بقدر ضرورت کے برتتے ہیں۔ اور جیسے ایک سوار گھوڑا رکھتا اور اس کی خور و پرداخت کرتا ہے مگر نہ گھوڑے کے لیئے اور نہ اُسے مقصود بالذات سمجھکر بلکہ اس لئے اُس کی نگہداشت کرتا ہے کہ وہ مطلوب تک پہونچانے کا ذریعہ اور محبوب کے ایوان رفیع تک پہونچنے کی نردبان ہے اسی طرح اور اسی حد تک انھوں نے دنیوی اشیا کی طرف توجہ کی۔ بے حیا نکتہ چینوں اور نکتوں کی تلاش میں جان کھپا دینے کے ساتھ ہی دشمن نے یہ الزام اُن پر لگا کر ثبوت نہیں دیا کہ وہ دوسرے دنیا پرستوں کی طرح تنعم اور عیش میں زندگی بسر کرتے تھے

اب غور طلب بات یہ ہے کہ اگر کوئی اور بڑا مقصد اُن کے پیش نظر نہیں تھا جس کے حاصل کرنیکی تدبیر اُنھیں یہ بتائی گئی تھی کہ اس دنیا کی لذات سے اجتناب کرنے کے سوا اُس گوہر مقصد کا کنار میں آنا محال ہے اور اگر اُن لذات

اور تنعمات اور شہوات کو اس راہ کا رہزن اُنھوں نے نہیں سمجھا تھا تو پھر کس چیز نے ان کو اس زاہدانہ اور بظاہر خشک اور پھیکی زندگی کے اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ ایک رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھو بعثت کے زمانہ سے قبل عین اُٹھتی ہوئی جوانی کے جوشوں اور قوی کے جذبات کی عمر میں مکّہ کی پر تعیش اور چہل پہل کی زندگی سے مُنہ پھیر کر اور اپنی بڑی ہی خوبصورت بڑی ہی وفادار غمگسار بیوی کو چھوڑ کر ہفتوں ہفتوں تک سنسان جنگل کے غار حرا میں بسر کرتے اور کسی غیب الغیب اور غیر مرئی ذات کی لذت میں مالوف اور محسوس لذتوں کی پروا نہ کرتے۔ لاکھوں لاکھ راستبازوں کی طرز زندگی کا نمونہ آپ کے اس طرز عمل کو سمجھو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی جو شاہ مصر کے پر رونق محلات میں پڑھے اور بڑھے تھے کثرت سے بھاگ کر طور کے غاروں میں چلہ گزینی کرتے۔ ہمارے زمانہ میں بھی ان مقدس راستبازوں کے زندہ نمونے اور اُن کی عملی زندگی کے سچے اظہار اور ثبوت حضرت امام زمان علیہ السلام نے عین آغاز شباب میں یہی نمونہ دکھایا۔ آپ بیس سال سے زائد ایک کوٹھڑی میں جاگزیں رہے اور دنیا کے ہنگاموں اور کثرت کے مشغلوں سے کوئی سروکار نہ رکھا۔ اب وہی سوال ویسا ہی عود کرتا ہے کہ کیا یہ راستباز مجنون تھے یا سڑی تھے جو چڑچڑاپن اور خشک مزاجی کی وجہ سے لوگوں سے اختلاط کرنا اور اُن کی بزم عیش اور رسوم میں شامل ہونا پسند نہیں کرتے تھے اور ابنائے دنیا کے خلاف اپنے رشتہ داروں سے بڑی بیزاری کے ساتھ قطع تعلق کرتے تھے۔ حقیقت یہی ہے کہ اُنھوں نے دیکھا اور اُن کو ایسا ہی دکھایا گیا اور واقعی یونہی تھا کہ قدوس خدا کی مرضیوں کے پانے اور اس کی رضا کے حاصل کرنے میں اور اس جہان کی لذات اور تنعمات سے بہرہ مند ہونے میں تغائر کلی اور بون بائن ہے اور دین اور دنیا دونوں ایک وقت میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ ان خدا کے برگزیدوں نے خدا کے اعلام سے سمجھا کہ یہ جہان سیڑھی ہے دوسرے عالم کی۔ اور یہاں ان کو اس لئے بھیجا گیا ہے کہ دوسرے جہان کے ابدی سکھ اور سرمدی سکونت کے لئے تیاری کریں۔ خدا تعالیٰ کی حکیمانہ صفات نے لذیذ اشیا کو اس جہان میں ابتلا اور امتحان کے طور پر پیدا کیا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا اور وہ حکیم ایسا نہ کرتا تو کوئی امتحان نہ ہوتا اور امتحان کے بغیر راستبازوں اُس کے لئے محبوبات کو چھوڑنے والوں سب سے اُسی اکیلے کو ایثار کرنیوالوں اور دل کے کچوں اور مکھی اور کتے اور چیونٹی کی طرح اُس سے ہٹ کر لذات میں پھنس جانے والوں اور لذات اور مشتہیات کی تلاش میں ناک رگڑنے والوں اور مرمٹنے والوں میں کوئی مابہ الامتیاز نہ ہوتا۔ خدا تعالیٰ کا سچا منشا ہرگز نہیں کہ لذات کو اختیار کیا جاوے ورنہ سب مذاہب سے کامیاب اور سچا مذہب مزدک یا بام مارگیوں کا مذہب ہوتا اور شراب اور زنا ایسی چیزیں ہوتیں کہ اُن سے بہرہ مند ہونے کے لئے تمام آسمانی صحیفوں میں امر پر امر اور تاکید پر تاکید ہوتی۔

الحاصل ایک طرف تو یہ قوم اس صورت اور وضع کی نظر آتی ہے۔ دوسری طرف ایک قوم ہے کہ جن کے مبادی اور مقاصد قطعاً پہلی قوم سے مخالف پڑے ہوئے ہیں۔ اس دوسری دنیا پرست دنیا کی زندگی کی لذات پر مکھی کی طرح مرمٹنے والی قوم کا نمونہ ہیں یورپ کے فرزند۔ جس قدر دنیا کے کمانے کے ذریعے اور سامان خدائے حکیم نے ابتلا کے طور پر اس قوم کے ہاتھ میں دئے ہیں ابتدائے دنیا سے آج تک اور کسی قوم کو نہیں دئے۔ اگر زمین کے خزانوں کی چابیاں ان کے ہاتھوں میں آجانا خدا کی طرف سے ابتلا کے طور پر نہیں بلکہ اصطفا کی غرض سے ہے جیسے بد قسمت نیچریوں یا مسٹر لیسٹوں کو گمان بلکہ ایمان ہے تو اس تمول اور تعیش سے لانظیر فسق و فجور کیوں پیدا ہوا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ سچے لاشریک خدا پر ایمان کی دولت اور اعمال صالحہ کی توفیق ان کے ہاتھوں سے نکل گئی۔ خون رونے کی جگہ ہے کہ مسلمانوں کو اس قوم کی دنیا کی تقلید پر مجبور کیا جاتا ہے اور اس منحوس تقلید کی ترویج اور جواز کے لئے تہذیب اخلاق کے نام سے رسالے جاری کئے جاتے ہیں۔ ان ناعاقبت اندیش اسلام کے نادان دوست مصلحوں کی تاریک پالیسی کا بدنتیجہ یہ ہوا کہ ہوا پرستوں کو شریعت پر تمسخر کرنے اور بیقیدی کے لئے تمسکات ہاتھ میں آگئے۔ اور شریعت حقہ کے سچے فرمانبرداروں اور متقی اور مطہر ناصحوں کی تبلیغ کے مقابلے ان بیباک نوجوانوں نے دروازے بند کر لئے۔

اگرچہ یہ مضمون ہنوز بسط چاہتا ہے اور میری طبیعت بھی ابھی سیر نہیں ہوئی مگر ضرورتاً اتنے پر کفایت کرتا ہوں مگر آخر میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مصر کے نامی اخبار اللوا سے دو ایک یا تین نقل کرکے دکھاؤں کہ ہمارے ملک کے نوجوانوں کا گروہ اپنے خیالات میں کس قدر غلطی پر ہے۔ زمانہ کی رفتار یا یورپ کے بد اثر سے

آج کل مصر میں بھی ایک نوجوان گروہ پیدا ہوا ہے جنھوں نے عورتوں کے پردہ کے خلاف کتابیں اور رسالے لکھنے اور قوم کو نساء یورپ کی تقلید کی طرف بلانا شروع کیا ہے۔ اور یورپ کی مزخرف دنیا نے اُن کو ایسا شیفتہ اور شیدا بنا لیا ہے کہ قریب ہے کہ اس گردن زدنی عزیٰ کے آگے سر بسجود ہو جائیں۔ چونکہ وہ نوجوان اور ہمارے ملک کے ینگ مین ایک ہی پاک مشرب سے پانی پیتے ہیں ان کی نفاطیوں اور اُن کی منطقوں میں ذرا بھی فرق نہیں۔ اس ناتجربہ کار پرجوش گروہ کو اللوا نے جن لفظوں میں ہدایت کی ہے وہ ہمارے نوجوانوں کے غور کے قابل ہیں۔

اللوا

نقول اننا نخالف حضرته فی هذه النقطة کل المخالفة فاننا لسنا فی طریق اوروبا ولم یظهر منا ما یشیر الی ذلك مطلقا وان اقل نظرة علی هیئتنا وهیئتهم الاجتماعیتین ترینا لاول وهلة ان الفرق بعید بین اصولنا الحیویة واصولهم وعواملنا العمرانیة وعواملهم نحن امة احکمت روابطنا اصول دینیة ورسخ فی اذهاننا اننا لم نهبط عن عرش عزنا الا لترك تلك الاصول الموصلة لسعادة الحیاتین وتلك الامم ربطت احادها روابط الجنسیة او الوطنیة ورسخ فی اذهانها انها لم ترتق الا بترك التعالیم الدینیة هذه النظرة البسیطة تکفی لان تقنعنا باننا لا نستطیع ان نحذو حذو اوروبا فی شؤنها الا اذا حلت عندنا محل الرابطة الدینیة رابطة وطنیة او جنسیة ومحی من اذهاننا ان رقیتنا لاوج السعادة لا تاتی الا بترك الدیانة الاسلامیة وهل یمکن حدوث هذا التحول الذریع ما دام التعلیم التجریبی یرینا کل یوم ان دیننا هو اکسیر شفائنا ومرهم سائر جراحنا وهو الامر الذی ادرکه مثلنا کثیر من مشاهیر علماء الغرب۔ اللوا ۱۷ جون ۱۹۰۱ء

ترجمہ ہم اس نقطہ میں آپ سے پورے مخالف ہیں اس لئے کہ ہماری راہ یورپ کی راہ نہیں اور نہ کبھی ہم سے ایسی بات ظاہر ہوئی ہے جس سے اس کی بو بھی آوے۔ یورپ کی اور ہماری ہیئت اجتماعی پر ایک نظر ڈالنے سے معاً صاف پتا لگ جاتا ہے کہ ہمارے تمدنی اور زندگی کے اصول اور عوامل ہیں اور اُنمیں بڑا بھاری فرق ہے۔ ہم ایک قوم ہیں کہ ہمارے آپس کے روابط اور تعلقات کو دینی اصول نے مضبوط کر رکھا ہے اور ہمارے ذہنوں میں یہ بات پختہ کی گئی ہے کہ ہم عرش عزت سے اسی وجہ سے نیچے گرے ہیں کہ ہم نے اُن اصولوں کو جن کے اختیار کرنے سے دونوں زندگیوں کی سعادت ملتی تھی چھوڑ دیا ہے۔ اور یورپین وہ قوم ہیں کہ اُن کے افراد کو جنسیت اور وطنیت کے روابط نے پیوند دے رکھا ہے۔ اور اُن کے ذہنوں میں یہ بات جم گئی ہے کہ یہ ترقی انھیں دینی تعلیموں کو پس پشت پھینک دینے سے حاصل ہوئی ہے جب ہم اپنے عموم اجتماعی اصولوں پر سرسری نگاہ ڈالتے ہیں ہمیں صاف یقین ہو جاتا ہے کہ ہم میں یورپ کے قدم بقدم چلنے کی ہرگز قدرت نہیں۔ ہاں یہ بات اُس صورت میں ممکن ہے کہ ہمارے نزدیک بھی وطنی یا جنسی رابطہ (نیشنلٹی) دینی رابطہ کی جگہ لے لے اور ہمارے ذہنوں میں یہ بات ڈالدی جائے کہ ہم سعادت کے اوج پر پہونچ نہیں سکتے جب تک مذہب اسلام کو نہ چھوڑیں اور یہ تبدیل کبھی ممکن ہو سکتی ہے جب تک تجربہ یہ ہمیں ہر روز یہی دکھا رہا ہے کہ ہمارا دین ہی ہماری شفا کی اکسیر اور ہمارے سارے زخموں کی مرہم ہے اور ہماری طرح بہت سے مشہور مغربی علما بھی اس نتیجہ پر پہونچے ہیں۔

غرض اُن برگزیدوں نے زندہ خدا کو دیکھا اور خود اپنے کانوں سے انا الموجود کی آواز سنی اس لئے اس دنیا کی لذات اور شان شوکت کی طرف پیٹھ پھیر دی۔ اس وقت بھی جبکہ عیش و عشرت اور فسق و فجور نے پاک سادہ زندگی اور تقوی طہارت کی جگہ لے لی اور خدا کی ہستی سے یا تو تصریحاً انکار کیا گیا یا ایک مجرد عن الصفات معطل قوت اُسکو سمجھا گیا اور وہ تمام عزت اور تکریم جو خدا اور اس کے رسول اور اس کی سنت کو دینی چاہیئے تھی کفر اور باطل کی سیرت کو دی گئی خدا نے استمراری عادت کے موافق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح اور مہدی بنا کر بھیجا۔ حضرت ممدوح نے (ایدہ اللہ) انبیاء علیہم السلام کے منہاج پر خدا کو دکھایا اور اپنی مقتدرانہ اور قاہرانہ پیشگوئیوں اور روشن علوم اور خدا کی ہم کلامی کے ثبوتوں سے وہی زندہ ایمان دلوں میں پیدا کیا جس کے ساتھ گناہ سوز فطرت ملتی ہے۔ باقی آیندہ

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کی اہتمام سے چھپا

رجسٹرڈ ایل ۱۸۳

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

ربیع الاول سنہ ۱۳۱۹

چہ گویم بانو گرآئی چہ در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

نمبر ۲۶	دار الامن و الامان قادیان ۱۷ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء	جلد ۵

کلمات طیبات حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

(۱۹ جنوری سنہ ۱۸۹۸ء بعد مغرب)

عیسائیوں کا فتنہ **ام الفتن** ہے اس لئے چودھویں صدی کے **مجدد** کا کام **یکسر الصلیب** ہے۔ پھر جو علامات اس پر صادق آئی اس لئے چودھویں صدی کا مجدد **مسیح موعود** قرار پایا کیونکہ احادیث سے مسیح موعود کا کام یکسر الصلیب ثابت ہوتا ہے اب جبکہ ہمارے مخالفوں کو بھی ماننا پڑتا ہے کہ چودھویں صدی کے مجدد کا کام یکسر الصلیب ہی ہونا چاہیئے کیونکہ اس کے سامنے یہی مصیبت ہے۔ پھر انکار کے لئے کونسی گنجایش ہے کہ **مسیح موعود** چودھویں صدی کا مجدد ہی ہوگا۔ ہماری توجہ ان لوگوں کی طرف ہے جنکو حق کی پیاس ہے لیکن جو حق کی تلاش ہی نہیں چاہتے جنکی طبیعتیں معکوس ہیں وہ ہم سے کیا فائدہ اُٹھا سکتے ہیں یاد رکھو ہدایت تو اُن کو ہوتی ہے جو تعصب سے کام نہیں لیتے وہ لوگ فائدہ نہیں اُٹھاتے جو تدبر نہیں کرتے۔

پس طالب ہدایت سمجھ لے کہ موجودہ حالتوں میں چودھویں صدی کے مجدد کا یہ کام ہے کہ کسر صلیب کرے کیونکہ صلیبی فتنہ خطرناک پھیلا ہوا ہے **اسلام** ایسا دین تھا کہ اگر ایک بھی اس سے مرتد ہو جاتا تھا تو قیامت برپا ہو جاتی تھی لیکن اب کسقدر افسوس ہے کہ مرتد ہونیوالوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی ہے۔ اور وہ لوگ جو مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے تھے اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے کامل انسان کی نسبت جسکی پاک باطنی کی کوئی نظیر دنیا میں موجود نہیں قسم قسم کے دل آزار بہتان لگا رہے ہیں کروڑوں کتابیں اس **سید المعصومین** کی تکذیب میں اس گروہ کی طرف سے شائع ہو چکی ہیں بہت سے مستقل ہفتہ وار اور ماہوار اخبار اور رسالے اس غرض کے لئے جاری کر رکھے ہیں پھر کیا **ایسی حالت میں خدا تعالے کوئی مجدد نہ بھیجتا؟ اور پھر اگر کوئی مجدد آتا تو تم ہی خدا کے واسطے سوچکر بتاؤ کہ کیا اس کا کام یہ ہونا چاہیئے کہ وہ رفع یدین کے جھگڑے کرے یا آمین بالجہر پر لڑتا مرتا پھرے؟**

غور تو کرو جو مرض وبا کی طرح پھیل رہی ہے طبیب اس کا علاج کرے گا نہ کسی اور مرض کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی حد ہو چکی لکھا ہے کہ ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اپنی ماں سے سُنکر اُسکو مار دیا تھا یہ غیرت اور حمیت تھی مسلمانوں کی مگر آج یہ حال ہو گیا ہے کہ توہین کی کتابیں پڑھتے اور سُنتے ہیں غیرت نہیں آتی اور اتنا نہیں ہو سکتا کہ ان سے نفرت ہی کریں بلکہ اُلٹا جو شخص **خدا نے خاص اس فتنہ کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**

کی عزت اور جلال کیلئے خاص قسم کی غیرت لیکر آیا ہے اس کی مخالفت کرتے ہیں اور اس پر ہنسی اور ٹھٹھا کرتے ہیں خدا تعالے ہی ان لوگوں کو بصیرت کی آنکھ دے آمین

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں ایک سورۃ بھیجکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قدر اور مرتبہ ظاہر کیا ہے اور وہ سورۃ ہے **الم تر کیف فعل ربك باصحاب الفیل**۔ یہ سورۃ اس حالت کی ہے کہ جب سرور کائنات **صلی اللہ علیہ وسلم** مصائب اور دُکھ اٹھا رہے تھے اللہ تعالی اس حالت میں آپ کو تسلی دیتا ہے کہ میں تیرا مؤید و ناصر ہوں۔

اس میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے کہ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے **اصحاب الفیل** کے ساتھ کیا کیا یعنی ان کا مکر الٹا کر ان پر ہی مارا اور چھوٹے چھوٹے جانور ان کے مارنے کے لئے بھیجدیئے۔ ان جانوروں کے ہاتھوں میں کوئی بندوقیں نہ تھیں بلکہ مٹی تھی۔ سجیل بھیگی ہوئی مٹی کو کہتے ہیں۔ اس سورہ شریفہ میں اللہ تعالے نے **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** کو **خانہ کعبہ** قرار دیا ہے اور اصحاب الفیل کے واقعہ کو پیش کر کے آپ کی کامیابی اور تائید اور نصرت کی پیشگوئی کی ہے۔

یعنی آپ کی ساری کارروائی کو برباد کرنے کے لئے جو سامان کرتے ہیں اور جو تدابیر عمل میں لاتے ہیں ان کے تباہ کرنے کے لئے اللہ تعالی انکی ہی تدبیروں کو اور کوششوں کو الٹا کر دیتا ہے کسی بڑے سامان کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جیسے ہاتھی والوں کو چڑیوں نے تباہ کر دیا ایسا ہی یہ پیشگوئی قیامت تک جائے گی جب کبھی کوئی **اصحاب الفیل** پیدا ہوگا تب ہی اللہ تعالے ان کے تباہ کرنے کے لئے ان کی کوششوں کو خاک میں ملا دینے کے سامان کر دیتا ہے۔

پادریوں کا اصول یہی ہے ان کی چھاتی پر اسلام ہی پتھر ہے ورنہ باقی تمام مذاہب ان کے نزدیک نامرد ہیں ہندو بھی عیسائی ہو کر اسلام کے ہی رد میں کتابیں لکھتے ہیں **رام چندر** اور **ٹھاکر داس** نے اسلام کی تردید میں اپنا سارا زور لگا کر کتابیں لکھی ہیں بات یہ ہے کہ ان کا کانشنس کہتا ہے کہ انکی ہلاکت اسلام ہی سے ہے۔ طبعی طور پر خوف اُن کا ہی پڑتا ہے جنکے ذریعہ ہلاکت ہوتی ہے۔ ایک مرغی کا بچہ بلی کو دیکھتے ہی چلانے لگتا ہے۔ اسی طرح مختلف مذاہب کے پیرو عموماً اور پادری خصوصاً جو اسلام کی تردید میں زور لگا رہے ہیں یہ اسی لئے ہے کہ ان کو یقین ہے اندر ہی اندر ان کا دل ان کو بتاتا ہے کہ اسلام ہی ایک مذہب ہے جو ملل باطلہ کو پیس ڈالے گا۔

اس وقت **اصحاب الفیل** کی شکل میں اسلام پر حملہ کیا گیا ہے مسلمانوں کی حالت میں بہت کمزوریاں ہیں اسلام غریب ہے اور اصحاب فیل زور میں ہیں مگر اللہ تعالی وہی نمونہ پھر دکھانا چاہتا ہے چڑیوں سے وہی کام لے گا۔ ہماری جماعت ان کے مقابلہ میں کیا ہے انکے اتفاق اور طاقت اور دولت کے سامنے نام بھی نہیں رکھتے لیکن ہم اصحاب الفیل کا سا واقعہ سامنے دیکھتے ہیں کہ کیسی تسلی کی آیات نازل فرمائی ہیں۔

مجھے بھی یہی **الہام** ہوا ہے جس سے صاف صاف پایا جاتا ہے کہ خدا تعالی کی نصرت اور تائید اپنا کام کر کے رہے گی ہاں اسپر وہی یقین رکھتے ہیں جنکو قرآن سے محبت ہے اگر قرآن سے محبت نہیں اسلام سے الفت نہیں وہ ان باتوں کی کب پرواہ رکھتا ہے اسلام اور ایمان یہی ہے کہ خدا کی رائے سے رائے ملا دے۔ جو اسلام کی عزت اور غیرت نہیں کرتا خواہ وہ کوئی ہو خدا کو اسکی عزت اور غیرت کی پرواہ نہیں ہوتی اور وہ دیندار مسلمان نہیں۔ خدا کی باتوں کو حقیر مت سمجھو اور ان لوگوں کو قابل رحم سمجھو جنہوں نے تعصب کی وجہ سے حق کا انکار کر دیا اور کہدیا کہ امن کے زمانہ میں کسی کے آنے کی کیا ضرورت ہے افسوس ان پر وہ نہیں دیکھتے کہ اسلام کسطرح دشمنوں کے نرغہ میں پھنسا ہوا ہے چاروں طرف سے اسپر حملہ پر حملہ ہو رہا ہے **رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم** کی توہین کی جاتی ہے پھر بھی کہتے ہیں کہ کسی کی ضرورت نہیں۔

قانون سڈیشن

قانون سڈیشن ہمارے لئے بہت مفید ہے صرف ہم ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں دوسرے مذہبوں کو ہلاک کرنے کے لئے یہ بھی ایک ذریعہ ہوگا کیونکہ ہمارے پاس تو حقائق اور معارف کے خزانے ہیں ہم ان کا ایک ایسا سلسلہ جاری رکھیں گے جو کبھی ختم نہ ہوگا مگر آریہ یا پادری کون سے معارف پیش کریں گے پادریوں نے گذشتہ پچاس سال کے اندر کیا دکھایا ہے کیا گالیوں کے سوا وہ اور کچھ پیش کر سکتے ہیں؟ جو آئندہ کریں گے ہندوؤں کے ہاتھوں میں بھی اعتراضوں کے سوا اور کچھ نہیں ہے

ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ اگر کسی آریہ یا پادری کو اپنے مذہب کے کمالات اور خوبیاں بیان کرنیکے لئے بلایا جاوے تو وہ ہمارے مقابلہ میں ایکساعت بھی نہ ٹھہر سکے۔

بقیہ تقریر

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ

سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم نمبر ۲۳ جلد ۵

میرے دوستو! اس بات پر یقین رکھو وہ وقت قریب ہے کہ دنیا دوپہر کی توپ کی طرح معلوم کر لے گی کہ کسر صلیب ہو گیا۔ اس حربے سے نہ صرف یہ ہوا کہ عیسائی مذہب کی بنیاد ہی کھوکھلی ہو گئی بلکہ قرآن شریف کی آب و عزت اور سچائی بھی روز روشن کی طرح ظاہر ہونے لگی وہ حقیقت جو مطھرک من الذین کفروا میں اللہ تعالےٰ نے رکھی تھی وہ اسی امام کے ہاتھ سے اپنے وقت پر کھلی ہے۔ مسیح علیہ السلام کو لعنت سے بچانے والا اور اسکو پاک کر کے دکھانے والا کون ہے؟ یہی مرزا غلام احمد (خدا کی بے انتہا نصرتیں اس کے شامل حال ہوں) کیا عیسائی مسیح کو اپنی لعنت کے بدلے شریعت کی لعنت سے چھڑانے والا نہیں کہتے کیا یہودیوں نے صلیب پر چڑھا کر اُسے ملعون بنانا نہیں چاہا پھر کسی نے اسکو نبی صادق ثابت کیا؟ یہ قرآن کریم کا احسان ہے مسیح علیہ السلام پر اور پھر میں تو بلا خوف تردید یہ کہتا ہوں کہ یہ احسان اللہ تعالےٰ نے مرزا غلام احمد کے لئے رکھا ہوا تھا۔ جس نے آکر پورے طور پر اُس کی تطہیر کی۔

میرے دوستو! ابھی تک کسر صلیب کے متعلق جو حربے ہیں علمی رنگ میں ہیں مگر وہ وقت دور نہیں کہ انکا ظہور عملی رنگ میں ہو اس وقت وہ جہالت اور طمع سازی کھل جائے گی اور اس کفر اور مکر کے پجاری گستاخ اور ڈھیٹھ لوگوں کی طرح زندگی بسر کریں گے

اب دیکھو یہ تین اصول میں نے بیان کئے ہیں ایک یہ کہ خدا کا کلام اپنے اندر سے دعویٰ اور دلیل پیش کرے۔ دوسرا لعنت کا مفہوم۔ تیسرا مسیح علیہ السلام کے صلیب پر سے زندہ اُتر آنے اور مرہم عیسیٰ کے ذریعہ شفا پانے اور اپنی طبعی موت سے مرنے کے متعلق۔ ان تین کی بہت سی فرعیں نکل سکتی ہیں۔ ان کے بعد اللہ کے لئے بتاؤ کہ اور کسی اصلاح کی ضرورت ہے جو ان سوختنی اعتقادوں کو تباہ کرے۔ للہ انصاف سے بتاؤ جس نے اتنی بڑے اصلاح کا بنیادی پتھر رکھا ہو اور اسپر عمارت بنا رہا ہو کیا اُس کو سزاوار نہیں ہے کہ وہ

مسیح موعود ہو

فماذا بعد الحق الا الضلال

واللہ اللہ اب اگر کوئی تم میں سے دنیا کے حالات سے واقفیت رکھتا ہو اور پادریوں کی پہلی حرکت اور آج کی حرکت سے واقف ہو وہ پکار کر کہہ اُٹھے گا کہ ان حربوں سے ایک خطرناک نوحہ سرائی صلیب کے پرستار کلیساؤں میں ہو رہی ہے۔ قریب ہے کہ خدا کا انتقام اس دجل کو پاش پاش کرے۔

پھر ایک اور قوم ہے جو ان کی تربیت سے طیار ہوئی ہے وہ آریہ قوم ہے پرانے زمانہ کے ہندو لوگ وید کو مانتے تھے لیکن وید ایک عروس ناکتخدا کی طرح ہمیشہ گھونگٹ میں رہا اگر گھونگٹ کھولدو تو حد سے زیادہ نفرت اس سے پیدا ہو مگر دیانند کی تعلیم کے سبب سے اس آریہ فرقہ نے شور مچانا شروع کیا کہ وید خدا کا کلام ہے پرانے زمانہ میں کسی کو وید کی طرف توجہ ہی نہیں ہوئی تھی کہ اس کی قلعی کھولے

بلکہ ہندوؤں کے بیانات پر یا بعض ایسے ہی اسباب بعض صوفی مزاج (سادہ لوح) لوگوں نے وید کو خدا کا کلام کہدیا۔ اسنے بھی مسلمانوں کو دھوکا دیا ہوا تھا کیونکہ صوفیوں نے وید اور اپنشدوں میں فرق نہیں کیا تھا۔ داراشکوہ اور بعض علما کے طفیل سے اپنشدوں کے کچھ ترجمے بھی ہوئے تھے۔ ہمارے حضرت کو اس طرف بھی توجہ ہوئی اور آپ نے اس کے متعلق وہ کاری زخم آریہ قوم کو پہونچایا ہے کہ وہ اسے مدت العمر بھول نہ سکیں گے وہ کیا؟ وہ یہ کہ وید نے ایسا خدا پیش کیا ہے جو نہ کچھ بنا سکتا ہے اور نہ کسی اپنے پریمی (عاشق وفدا) اور بھگت (عابد) کو نجات دے سکتا ہے۔ پھر کون عقل سلیم رکھنے والا انسان ہے جو اسکو خدا مان لے۔ چنانچہ اسی اصول پر جب ہمارے بھائی شیخ عبد العزیز نومسلم نے حلوائی کی دوکان پر یہ کہا کہ وید کا خدا اس سے بڑھکر کیا وقعت رکھتا ہے کہ جیسے تم نے کھانڈ اور دودھ سے مٹھائیاں بنا لیں اُس نے روح اور مادہ سے انسان بنا دئے۔ جب اس عقیدہ کو علمی رنگ میں پیش کیا جاوے تو بتاؤ یہ مذہب کیسا گھنونا اور متعفن معلوم ہوگا پھر عملی طور پر اس مذہب کو یوں ہیچ ثابت کیا کہ دشمن بھی اس کو دیکھکر بھاگ جاتے ہیں۔ (باقی آئندہ)

نیوگ کا مسئلہ

یعنی ایک عورت اپنے خاوند کی موجودگی میں اگر وہ اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو کسی دوسرے سے ہم بستر ہوکر اولاد پیدا کرے۔ ایسی حالت میں کون غیور طبیعت ہے جو اس مسئلہ کے ماننے کے لئے طیار ہو اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا مسیح موعود کو یہ استحقاق ہے یا نہیں

اور لیظھرہ علی الدین کلہ
اس نے کیا یا نہیں کیا ؟

پھر **سکھ** قوم یہ ایک
گمنام قوم تھی گورنمنٹ انگریزی
کے طفیل سے ان میں حرکت اور قوت
آگئی تھی۔ ان کی بڑی بھاری کتاب
(جس سے میں تو شاید بس جاؤں)
پر کس نے حجت پوری کی کوئی صوفی
سجادہ نشین اور مولوی نہ ہوا جو
گرنتھ کے ماننے والی قوم پر حجت
پوری کرتے مگر یہ فخر بھی اسی
لیظھرہ علی الدین کلہ
کے مصداق کو حاصل ہوا اس نے
ایک ہی مسئلہ سے کہ **باوا**
نانک صاحب مسلمان تھے
گرنتھ کی ساری حقیقت کھول دی
اور سکھ مذہب کی موجودہ عمارت
کو گرا دیا۔ پھر یہ بات نرا دعوی
ہی دعوی نہ تھا۔ بلکہ ایک زبردست
دلیل دی باوا نانک صاحب کا **چولا**
پیش کیا جس کا کوئی جواب
نہیں ہو سکا۔ میں بارہا سوچتا
ہوں کہ سارے فرشتوں میں ہل
چل مچی ہوئی ہے جب سے مرزا صاحب
نے تجدید دین کا بیڑا اٹھایا ہے
جہاں جہاں اہل اللہ ہیں اس کے
لئے دعائیں مانگتے ہیں چنانچہ
الہام بھی ہوا ہے **یصلون**
علیک ابدال الشام
کے بزرگ تجھ پر درود بھیجتے ہیں
حقیقت میں سوچو کہ وہ رات
دن میں کیا کر رہا ہے میں نے ایک دن
پوچھا کہ یہ بیماری کیوں ہوتی ہے
اب تو ہر دوسرے دن بلکہ ہر روز
بیماری کا دورہ ہوتا ہے فرمایا بوجھ
بڑھ گیا ہے اور دعاؤں کی ضرورت
بڑھ گئی ہے۔ قویٰ عاجز آجاتے
ہیں۔
میں تمہیں سچ کہتا ہوں تم
آرام سے سوتے ہو وہ پہرا دیتا ہے
دشمن تیر برساتے ہیں اور وہ
ڈھال ہو رہا ہے کون اس کی قدر
کر سکتا ہے ؟ بجز خدا تعالیٰ کے۔

میں پوچھتا ہوں دوستوں
نے بھی کیا قدر کی **واللہ العزیز**
ہم سے کچھ قدر نہیں ہوئی۔ قدر
ہو نہیں سکتی جب تک محبت نہ ہو
اور محبت پیدا نہیں ہوتی جب تک
اس کے حسن اور احسان کی واقفیت
نہ ہو۔ اب میں کہتا ہوں اصل
محبوب کیا ہے ؟ خدا۔ قرآن کریم
اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم۔
قرآن کریم کی خدمت دو ہی
طرح پر ہو اس کی خوبیوں کا اظہار
ہو اور حملوں کا اندفاع ہو یہ خدمت
کس نے کی ؟
چونکہ دو ہی قسم کی خدمت تھی
اس لئے دو ہی قسم کی اصلاح لیکر
یہ **امام** آیا خوبیوں کا اظہار
مہدویت نے کیا اور حملوں کا
اندفاع **مسیحیت** نے کیا۔
پھر اور کس حسن و احسان کی توقع کرتے ہیں
میں دلیری سے کہتا ہوں کہ اگر
تم ان خوبیوں کا مطالعہ کرتے
رہوگے تو فائدہ اٹھاؤگے۔
ہمارے دوست جو یہاں موجود ہیں
وہ سن لیں اور جو غائب ہیں وہ
سننے والوں سے سن لیں کہ وہ
ان آیات اور نشانات کو جو آج
اسلام کی عزت اور جلال کے لئے
ظاہر ہو رہے ہیں ترتیل کے ساتھ
پڑھیں اور ان پر فکر کریں آخر میں
میں ایک آہ مار کر کہتا ہوں کہ میں
کمزور آدمی ہوں میں بھی دنیا میں
تعلقات رکھتا ہوں لیکن اس
محبوب کے پاس سے جدا ہونا
بخدا مرنے سے بڑھکر سمجھتا ہوں
موت میرے لئے آسان چیز ہے
مگر مشکل اگر معلوم ہوتا ہے تو اس
کے پاس سے الگ ہونا۔
مجھے اپنے بعض دوستوں کا جو
اس مجمع میں نہیں ہیں تصور کر کے
بہت افسوس ہوا ہے میں نے قصوں میں
سنا ہے کہ سوہنی اپنے عاشق کو
دریا چیر کر ملا کرتی ایک کچے گھڑے
پر سوار ہو کر آخر اسی احرام عشق میں
اس نے جان دی + مگر کیا خدا کے
موعود۔ خلیفہ اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے سچے خادم کی محبت
اور اس کا عشق تقاضا نہیں کرتا کہ دیوانہ
وار دوڑے آؤ۔ مجھے شبہ ہوتا
ہے کہ اگر عشق پورا ہے تو کیوں ان
زنجیروں کو توڑ کر نہیں آتے جو عذر
کا ذریعہ ہیں میں نے یہ الفاظ اس لئے
کہے ہیں کہ مجھے امید ہے کہ یہ الفاظ
کسی تحریر کے ذریعہ سے انکو پہنچیں
گے اور ان کو تحریک کریں گے اب
میں اسپر ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ
ہم کو اعمال صالحہ کی توفیق دے
اور اس **محبوب** کی محبت میں ترقی
بخشے آمین

آتشزدگی کا علاج۔ تازہ شیریں پانی کی
نسبت نمکین پانی آتشزدگی کے فرو
کرنے میں مفید ثابت ہوا ہے۔
یورپ میں ہر قسم کی دو کروڑ ساٹھ
لاکھ گھڑیاں سالانہ طیار اور فروخت
ہوتی ہیں۔
اہل لنڈن ہر سال ایک کروڑ پچاس
لاکھ روپیہ پھولوں کی خرید پر صرف
کرتے ہیں۔
جبرالٹر کے پوسٹ آفس میں دس
سال سے ایک عورت پوسٹماسٹر جنرل
کے عہدہ پر مامور ہے جسکو نو ہزار
روپیہ سالانہ تنخواہ ملتی ہے۔
ایک برٹش سپاہی کا خرچ اوسط
قریبًا سات سو روپیہ سالانہ ہے
حالانکہ سوئٹزرلینڈ کے ایک سپاہی
کے رکھنے پر قریبًا دو سو دس
روپیہ صرف ہوتے ہیں۔

بقیہ مضمون

نذیر احمد صاحب وکیل اور ڈاکٹر رحمت علی صاحب کی خط و کتابت

آپ کے وجود سے ثابت ہوا کہ وہ خدا جو حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے ہم کلام ہوا اور جو ساعیر پر چمکا اور جس نے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اصطفا اور اجتبا کی خلعت پہنائی اور اپنا کامل زندہ کلام آپ پر اُتارا وہ اب بھی ویسا ہی کلام کرتا ہے۔ وہ دوست اور دشمن اور راستباز اور کاذب کے فیصلہ کے لئے اب بھی ویسی ہی با تمیز گورنمنٹ رکھتا ہے۔ وہ ازل سے ابد تک تمام کائنات پر متصرف اور مدبر بالارادہ خدا ہے۔ وہ نیچریوں یا نیچرلسٹوں یا میٹرلسٹوں کے فرضی بت کی طرح بے کار اور ضعیف خدا نہیں۔ آج آسمان کے نیچے زمین کے اوپر ایک ہی ہے جس پر ایمان لانے سے بہت ناز زندگی ملتی اور کفر کی غلامی سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

الحمدللہ تو ان نوجوانوں کو شعور ہے کہ جلد اس غلطی پر متنبہ ہو جائیں جس میں بدقسمتی سے پڑے ہوئے ہیں اور انھیں سمجھا کہ یہ احمدی سلسلہ اس زمانہ میں مخصوصاً ان لوگوں کے لیئے قائم ہوا ہے۔

میں یہاں تک پہونچا تھا کہ کسی شدید ضرورت نے اور طرف متوجہ کر دیا اور یوں اس حصہ کا پورا ہونا دوسرے دن پر موقوف ہوگیا۔ شام کو حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام معمولاً نماز کے بعد بیٹھے ایک بزرگ خادم نے عرض کی کہ ہر روز نئے نئے آدمی آتے ہیں اور بعضے تو ایک دو روز ہی ٹھہر کر واپس چلے جاتے ہیں۔ اگر جناب والا کبھی کبھی زبانی بھی اپنے اغراض و مقاصد بیان فرمایا کریں کہ ہم اپنی جماعت کو یہ بنانا چاہتے ہیں تو بہت فائدہ ہو۔ اس کے جواب میں جو کچھ حضرت مامور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا وہ گویا میرے اسی مضمون کا تکملہ تھا میں چاہتا ہوں کہ ان پاک باتوں کو لکھکر اس حصہ کو ختم کر دوں۔ فرمایا ہماری اصلی غرض یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اس دنیا کی محبت اور طلب کی آگ جو لگ رہی ہے وہ ٹھنڈی ہو جائے۔ اور دین کو ہر معاملہ میں دنیا پر مقدم رکھیں جیسی کہ ہم بیعت میں بھی ہر ایک سے یہی اقرار لیتے ہیں کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ اور ہماری بڑی آرزو یہ ہے کہ خدا کی سچی محبت اور عزت دلوں میں قائم ہو جائے ہم یہ نہیں کہتے اور نہ اس سے منع کرتے ہیں کہ لوگ طیبات سے بہرہ مند نہ ہوں اور کار روزگار بجز بر ہیں ہمارا مطلب یہ ہے گو ہم لفظوں میں بھی ادا نہ کر سکیں کہ دنیا میں بالکل منہمک ہو جانا اور اسی جانب کا ہو رہنا اور خدا تعالیٰ کو اصلی مقصود نہ سمجھنا اس بلا سے لوگ بچ جائیں۔ فرمایا اگر کوئی شخص اپنے دل میں ایک حصہ خدا کا رکھے اور ایک حصہ غیر کا تو خدا غضب اور استغنا سے فرماتا ہے جا سارا ہی غیر کو دے مجھے تیرے اس حصہ کی کوئی پروا نہیں میں چاہتا ہوں کہ دلوں کا سارا حصہ اور تمام اطراف خدا کے لئے ہو جائیں اور کسی غیر کے لئے کوئی جگہ کسی گوشہ میں نہ رہے۔ فرمایا یہی ہمارا مقصد ہے اور یہی بڑی آرزو ہے اور اس کے لئے بہت بہت دعا بھی مانگی جاتی ہے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا کر دے گا۔

قولہ علاوہ ازیں جیسا کہ آپ کے خط اور نیز ان رسالجات سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب مرزا صاحب نے اپنے دعوے کو اور اس کے ثبوت کو تفصیل کے ساتھ ان میں بیان کیا ہے اس لیے بھی مرزا صاحب موصوف کے مشن اور اُن کے اغراض اور اُن کے دلائل کو سمجھنے اور موازنہ کرنے کے لئے ان رسالجات کا بہ نظر غائر پڑھنا ضروری تھا۔

اقول۔ یہ صحیح نہیں۔ اگر ڈاکٹر رحمت علی صاحب نے **اربعین** کی نسبت آپ کو ایسا لکھا ہے کہ حضرت موعود علیہ السلام نے اس میں اپنے دعوی اور دلائل کو بسط اور تفصیل کے ساتھ کہا ہے حالانکہ مجھے شک ہے کہ ایسا کہا ہو تو وہ جوش عشق اور فرط محبت کی وجہ سے معذور ہیں۔ وہ اس رسالہ سے قبل بیشمار قاطع دلائل اور قوی قرائن سے حضرت موعود علیہ السلام کو مامور اور منجانب اللہ مان چکے ہوئے ہیں اور اُن کا وجدان اور ایمان آپ کی ہر ادا پر یہ کہتا ہے۔

کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

ایسے صدیق کے نزدیک لازماً ضروری ہے کہ **اربعین** کا ایک ایک حرف درخشاں دلائل کے قائم مقام ہو۔ یہی فطرت کا سچا تقاضا ہے کہ محبوب کی ہر ادا پیاری اور اس کی ہر بات دل کش معلوم ہوتی ہے۔ قرآن کریم نے بھی جو صحیفہ فطرت کی آوازوں کا سچا فونو گراف ہے یہی فرمایا ہے کہ مامور کے نشان اور دن بدن جدید معجزات اُن لوگوں کو ہی فائدہ دیتے ہیں جو پہلے ایمان لا چکے ہوتے ہیں۔ اور پھر فرمایا کہ چونکہ لوگ پہلے سے ایک دفعہ تکذیب کر چکے تھے اس لیے اُن کو سچے نشانوں نے کوئی فائدہ نہ بخشا۔ محبت اور بغض دونوں حیرت

انجبر مسئلے ہیں اور کبھی کبھی ایسی الجھن کی بات ہو جاتے ہیں کہ عقلمندوں کے ناخن فہم ان کی گرہ کو کھول نہیں سکتے۔ کبھی ایک بطلان سے محبت تعلق پیدا کر لیتی ہے اور بغض ایک راستی سے منہ پھیر لیتا ہے اس لئے ان کو کسی امر کے صدق و کذب کا معیار ٹھہرانا آسان بات نہیں۔ مگر آخر کار سچی اور پکی بات یہی ہے کہ محبت نے اگر کبھی راستی اور حق کا دامن پکڑا ہے یا یوں کہو کہ محبوب سچا راست باز اور من جانب اللہ نکل آیا ہے تو یہ تو کبھی نہیں ہوا کہ محبت نے پہلے ایک نکتہ چین متجسس کا جامہ پہنکر ادھر ادھر سے قرائن مرجحہ یا دلائل قاطعہ کا انبار جمع کیا ہو اور پھر آخر کار بہت سی چھان بین کے بعد اُس منقصدِ تلاش و تحقیق کو محبوب اور مرجع ایمان قرار دیا ہو۔ خدا جانے محبوب کی ادا (ئیں) اور کس ادا میں اور مومن محب کے دل میں کب سے اور کونسی مناسبت ہوتی ہے جو ایک ہی نگاہ میں کام کر جاتی ہے۔ ایمان اور محبت کے پہلے نمونے جناب ابوبکر صدیق علیہ السلام کی زندگی اس امر کی گواہ ہے۔ اتنے بلند دعووں کو جو آدم علیہ السلام سے لے کر اُس وقت تک کسی کے منہ سے نہیں نکلے تھے آغاز میں اسطرح قبول کیا اور ایمان کے ثبوت میں ابتدا ہی میں ایسے اعمال دکھائے کہ گویا آپ نے ابتدا ہی میں انتہا کو دیکھ لیا تھا۔ بدر میں جب کفر کا سردار ابوجہل کاری زخم کھا کر خاک و خون میں لوٹ رہا تھا اُس وقت اُسکے سر پر ایک مسلم نے کھڑے ہوکر کہا اب بتا اب تو محمدؐ اپنی باتوں اور دعووں میں سچے ثابت ہوئے یا نہیں؟ اُس نے کہا اب بھی میں اُسے ویسا ہی سمجھتا ہوں جیسے پہلے سمجھتا تھا۔ اللہ اللہ وہ مسلم محب خدا کی باتوں کو پوری ہوتی دیکھکر جو کئی سال اس سے پیشتر کہی گئی تھیں کس جوش محبت اور ایمان سے بھر کر بغض کے پاس گیا اور یقین کرتا تھا اور اپنے ایمان پر یا واقعات پر نگاہ کر کے اُسے پورا وثوق تھا کہ مطلب کے موافق جواب سنے گا مگر بغض کی اٹل ثابت قدمی نے اُسے کیسا مایوس کیا۔

غرض اگر ڈاکٹر صاحب نے ایسا لکھا تھا تو وہ معذور تھے مگر کیا کہیں **اربعین** میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہ کتاب ہماری دعویٰ اور دلائل پر مفصل اور مبسوط کتاب ہے۔ یہ چھوٹا سا رسالہ جیسا کہ اس نام اربعین لاتمام

الحجۃ علی المخالفین

سے صاف ظاہر ہے اُن مخالفوں پر اتمام حجت ہے جو مدت سے اس الٰہی سلسلہ سے جنگ کر رہی ہیں اور اُن بے شمار دلائل قاطعہ کے بعد جو اُن کو ضخیم اور مبسوط کتابوں میں سنائی گئیں یہ رسالہ خطابیات کی قسم سے بطور اتمام حجت کے ہے۔ صادق مامور نے اپنی بصیرت اور خود اپنی صداقت اور حقیقت پر ایمان رکھنے کی بنا پر اور گذشتہ دلائل کو کافی اور مغنی سمجھکر اس میں اپنے الہامات اور ڈرا دینے والی پر شوکت اور تحدی آمیز الفاظ میں دعاوی درج کئے ہیں جو در حقیقت خدا دانوں اور خدا بینوں اور خدا جویوں کے نزدیک تفاصیل اور دلائل سے بے پروا کر دینوالے ہیں۔ یہ کبھی بھی تجویز نہیں کیا گیا اور نہ کبھی حضرت مامور کے دل میں گذرا ہے کہ اُن کے عظیم الشان دعوے کے دلائل کے ثبوت میں یہ ابتدائی اور کافی عظیم الشان کتاب ہے۔ افسوس وکیل صاحب آپ نے جلد بازی اور ناعاقبت اندیشی سے کام لیا اور نوعمری کے جذبات کو دبا نہ سکے۔ مجھے ڈر ہے کہ مقدمات میں بھی یہی جلد باز تیز طبیعت کام نہ کرتی ہو۔ اب چونکہ آپ کے دعویٰ کی بنا ہی غلط ہے آپ کو مناسب ہے اور خدا کے لئے ضروری ہے کہ اُس جھوٹی منطق کو جس کی زشت اور منحوس شکل کی آئینہ میں آپ نے خدا کے سلسلہ کو دیکھا ہے یک لخت چھوڑیں اور صاف اور پاک دل سے ازالہ اوہام۔ اور آئینہ کمالات اسلام مع تبلیغ اور حمامۃ البشریٰ اور شہادت القرآن اور نور الحق حصہ اول اور دوم اور براہین احمدیہ ہر چہار جلد پڑھیں۔ اور پھر اگر خدا آپ کو توفیق دے تو خطبہ الہامیہ مع ضمیمہ جو عنقریب شائع ہوتا ہے اور تحفہ گولڑیہ اور ایک دو کتابیں اور جو انشاء اللہ تعالےٰ جلد شائع ہونیوالی ہیں غور سے پڑھیں۔ یہ معاملہ ہے دین و ایمان کا سعادت مند اور رشید کا کام ایسی امور میں جلد بازی، و زبک سری ظاہر کرنا نہیں ہوتا۔ دانشمند اور زمانہ کے مزاج شناسوں اور نیچر کے سکہ اور ٹکسال کے خوب واقفوں اور خدا کے لئے اور اُسکو راضی کرنے کی غرض سے ماننے والوں اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والوں کی بڑی بھاری جماعت اس سلسلہ کو حق تعالےٰ کی طرف سے مانتی اور اس زمانہ کے لئے ضروری یقین کرتی ہے۔

اگرچہ اس برگزیدہ قوم کا مان لینا آپ پر آپ کے زعم میں حجت یا دلیل نہو مگر کم سے کم اس قابل اعتماد کثیر گروہ کا وجود اتنا بوجھ تو آپ پر ڈالنے کا استحقاق رکھتا ہے کہ آپ اپنی تحقیق کی میعاد اور فرصت میں توسیع دیں اور تنگ دلی کو فراخ حوصلگی سے بدلیں اور سعید و رشید نوجوان

بنیں۔ ان کتابوں کو پورے غور سے پڑھیں۔ نمازوں کے اندر رکوع و سجود میں بعد مسنونہ تسبیحات کے اپنی زبان میں یہ دعا مانگا کریں کہ الٰہی میں تیرا ناتوان اور ناقص علم اور ضعیف عقل بندہ ہوں۔ تیرے وسیع علم کو میری محدود عقل کا پیمانہ اپنے اندر کیونکر لے سکتا ہے۔ یہ مسیح موعود کا سلسلہ اگر تیری طرف سے ہے تو میرے سینہ کو اس کے قبول کرنے کے لئے کھولدے۔ ایسا نہ ہو کہ بیجا نکتہ چینیوں اور گردن کشی میں جہالت کی موت مر جاؤں۔ اس طرح اپنے لفظوں میں تضرع اور ابتہال سے آستانہ الوہیت پر گریں اور صبر اور نیک گمان سے اس پر کاربند ہوں۔ اور چند روز کی فرصت نکال کر قادیان میں قیام فرمائیں اگر آپ میں رشد و سعادت ہے اور تحقیق کا سچا مادہ ہے تو پھر اُس کی سبیل بھی اور مسلم راہ یہی ہے۔ ورنہ جھوٹا تکبر اور شیخی ہے بڑائی ہے والعاقبۃ عند ربک للمتقین۔

قولہ۔ امور مذہبی میں میرا مسلک ہمیشہ مرنج مرنجاں رہا ہے۔

اقول انسان کے لئے بڑا فخر اور درحقیقت انسانیت کا کمال اور زیور یہی ہے کہ اس کا کلام حکمت کے اجزا سے مرکب ہو۔ جہاں تک اسکا تجزیہ کیا جائے یہاں تک کہ کوئی جزو اُس کی لایتجزی رہ جائے جب بھی اُس سے حکمت اور حق کی خوشبو آوے۔ راستبازوں کی باتیں جنھیں جوامع الکلم کہا جاتا ہے اور جو مختلف ملکوں اور زمانوں اور زمانوں میں متمدن بنی آدم کا دستور العمل رہی ہیں اس لئے قابل قدر اور ایمان اور ایقان کی دستاویز ٹھہر گئی ہیں کہ وہ اصل ترکیب میں حق و حکمت کے اصول پر مبنی ہیں۔ زمانہ کی کسی وقت کی آتشیں طبیعتوں کی سرگرم اور پرجوش تحقیق اور امتحان ان میں کوئی دغل اور کھوٹ ثابت نہیں کر سکے۔

مگر بطلان کی پیروی اور باطل سے محبت ذہنوں میں تیرگی اور مدرکات میں کودنی اور نارسائی پیدا کرتی ہے۔ اس لئے باطل کے پرستاروں کے ساتھ ہمیشہ یہ نحوست اور شامت چمٹی رہی ہے کہ اُن کے کلام پر کبھی حکمت اور راستی کا رنگ نہیں چڑھتا جیسے راستبازوں کے کلام اور کام میں طبعی اتحاد اور تطابق رہتا ہے ویسے ہی باطل کے حامیوں کی کردار وگفتار میں ہمیشہ مباینت اور تناقض رہتا ہے۔ از بسکہ برگزیدوں کا کلام فطرت کے خالق کی طرف سے استعدادوں اور قابلیتوں کے مقتضا کے موافق ہوتا اور درحقیقت تمام عملی قوتوں کا سرجوش یا آئینہ ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ وہ سچی اور پکی ضرب المثل اور محکم دستور العمل اور واقعی اور عملی کلام ہو۔ مگر خدا کی صفات سے جاہل اور مخذول کا کلام اس مبارک شرف سے برہنہ ہوتا ہے اس لئے کہ وہ بہیمی یا سبعی قوتوں کا ایک عذری جوش ہوتا اور نور اور فراست کی رفاقت سے قطعاً متروک اور مہجور ہوتا ہے۔

درحقیقت وہ بڑے ہی بدقسمت اور سیہ بخت لوگ ہیں جنھیں زبان دی گئی ہے پر دل نہیں بخشا گیا کہ وہ کسی بات کو زبان سے نکالتے وقت دل سے مشورہ کر لیتے اور بازار دہر کے نقادوں اور صرافوں کے بازار میں نقد کلام کو لانے سے قبل قلب منور کے ممیز محک پر کس لیتے۔ نذیر احمد بی اے ال ال بی اپنے موکل کی حمایت میں جج کے سامنے کھڑے ہو کر جانچ تول کر بولیں اور پھونک پھونک کر قدم رکھیں کہ کہیں کوئی کمزور بات مُنہ سے نہ نکل جائے اور اُس مخمور پلیڈر کی طرح کہیں غفلت میں فریق مخالف کے حق میں ہی نہ بول دیں اُسی نذیر احمد کے مُنہ سے احکم الحاکمین کی کچہری میں حق اور حکمت کے مقدمہ میں ایسی کچی اور بودی اور قابل شرم بات نکل جائے۔ دو مخول اور قابل شرم مقولے " صلح کل " اور " مرنج و مرنجاں " ایک خاص فطرت کی قوم کی زبان پر چڑھا جائے کب سے مگر تھوڑے برسوں سے تو بڑے شد و مد سے جاری ہیں مگر میں کبھی یقین نہیں کر سکتا کہ ان سخن سنجوں نے کبھی اپنی جگہ پر سوچا ہو کہ زندگی کی کسی گھڑی میں۔ خلوت میں۔ جلوت میں سیاست میں۔ تمدن میں۔ معاشرت میں اور تعدیل اخلاق میں ان پر خود انھوں نے بھی کبھی عمل کیا ہے۔ مجھے دلی شوق ہے کہ کوئی ایسا مجموعہ یا قوم دیکھوں جنھوں نے ان قولوں کو دستور العمل بنا کر قوموں میں ممتاز اور مبارک اور سرسبز زندگی حاصل کی ہو۔ مجھے خوف ہے کہ کوئی جلد باز میری مخالفت کے جوش میں اس استقرا کو توڑنے کے لئے کنجروں یا دف شاہیوں یا مُزدکی مشرب لوگوں کو پیش نہ کر دے مگر مجھے یقین اور تسلی ہے کہ کوئی راستباز غیور ایسی جرأت نہیں کر سکے گا۔ ان متکلموں کے نزدیک جب قومی ترقی اور تہذیب کی نسبت کلام کا سلسلہ چھڑتا ہے تو علیگڈھ کالج اور اُس کے خالق یا مخلوق ہی ان کے ذہنوں میں معہود ہوتے ہیں۔ یہ لوگ فیصلہ کر چکے ہیں کہ اس کے بنانے والے اور جنھیں اُس نے بنایا ہے یہی لوگ ہیں جن کی باتیں اور کام زندگی کی لمبی یا چھوٹی رفتار میں اتباع کے قابل ہیں۔ مگر افسوس ان بدقسمت

مقولوں کو ایسی آزاد سکول سے بھی مدد اور قوت نہیں ملتی۔ سید مرحوم نے کبھی "مرنج مرنجاں" پالیسی پر عمل نہیں کیا۔ سید محمود بالقابہ کی خلافت کے ابداع اور استحکام کے وقت ایک فریق کی ایذا یا ناراضی کی کچھ بھی پرواہ کی اور یا آن کرسنی اور متانت اور وقار سچائی کی حمایت میں سرآشفتہ اور از خود رفتہ ہو کر حریف کو فرانس میں چل کر ڈوئل لڑنے کے لئے چیلنج کیا۔ اور ابطال باطل کے جوش میں محو ہو کر اس بات کی کچھ بھی پرواہ نہ کی کہ سامعین اسے فضول اور خیالی بات یا مجنونانہ بڑ سے زیادہ وقعت نہیں دیں گے۔ پھر نیشنل کانگرس کے خلاف اینٹی کانفرس بنائی اور ذرا بھی لحاظ نہ کیا کہ ایک بڑی اور امیدوں سے بھری ہوئی نئی اٹھتی ہوئی قوم کی اس سے دل آزاری ہوگی تفسیر لکھنے اور تہذیب الاخلاق میں مذہبی مضامین دینے سے بہتوں کا دل دکھایا اور نور الآفاق اور کیا کیا رسالے رد میں جاری کرالئے مگر کچھ بھی التفات ان باتوں کی طرف نہ کیا۔ میں اتنا تو مانتا ہوں کہ سید مرحوم نے بے شک مذہب کے معاملات میں مداہنہ یا مرنجاں پالیسی سے کام لیا اور راست بازی اور حق کی اشاعت میں انبیاء کی استقامت اور جوش اور فاصدع بما تؤمر کا کبھی نمونہ نہیں دکھایا۔ اپنے ایک خیال کی تائید یا بنا پر تفسیر یا مذہبی مضامین لکھے مگر پھر ان کی ترویج اور تائید اور اشاعت میں برگزیدوں کی طرح دھت باندھ کر اور جان توڑ کر نہیں کھڑے ہوگئے۔ حضرت عیسی (علیہ السلام) کی وفات پر فلسفیانہ رنگ میں اور نہایت نرم پیرایہ میں ایک بات کہہ دی مگر اس مسئلہ کو یعنی مسیح کی زندگی کو دجال اور باطل کا ایک حربہ اور تمام مفاسد اور قوم کے تنزل اور تباہی اور اسلام کے خوفناک ضعف کا قوی موجب سمجھ کر اس کی تردید نہیں کی اور ہرگز اس تصور سے مسیح کی موت پر قلم نہیں اٹھایا کہ مسیح کی موت سے ساتھ ہی وہ مذہب بھی مر جائے گا جس نے خدا اور رسول اور قرآن کی عزت کو مٹی میں دفن کر دینے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے اور جس کی شرارت اور خطرناک عقیدہ پر خداوند غفور فرماتا ہے تکاد السموات یتفطرن منہ و تنشق الارض وتخر الجبال ھدا ان دعوا للرحمن ولدا۔ میں کامل وثوق اور شواہد حال کی بنا پر کہتا ہوں کہ اس آیت کے ہولناک رعب سے کبھی ان کا دل نہیں لرزا اور ان کی رگ حمیت میں جوش نہیں آیا اور اس سے متاثر ہو کر بطلان کی تصویر کے مٹانے کو وہ نہیں اٹھے۔ مگر ذاتی معاملات یا دنیوی معاملات میں انھوں نے مرنج و مرنجاں پالیسی کو کبھی نہیں برتا۔ اور نہ کوئی برت سکتا اور برت کر دکھا سکتا ہے۔ کاش نذیر احمد بی اے ال ال بی اتنا ہی کہہ دینے پر اکتفا کرتے کہ ہمارا مسلک ہمیشہ "مرنج مرنجاں" رہا ہے اس سے اگرچہ ان کی عقل و دانش اور معاملہ فہم اور زندگی کی رفتار میں چراغ ہدایت ہاتھ میں دینے والی قوت پر یہ داغ تو لگا رہتا کہ انھوں نے ناقابل عمل محض خیالی بات کہہ دی یا مجنونوں کیسی ہانک لگا دی ہے مگر آدم سے لے کر ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تک کل راست بازوں کی ہتک اور بے ادبی کرنے کا الزام تو ان پر عائد نہ ہوتا۔ یہ پاک مسلک جو آپ کے زعم میں دنیا میں امن اور آشتی کو پھیلانیوالا اور اتفاق و اتحاد کی جڑ ہے خدا کے برگزیدوں کی سمجھ اور حصہ میں نہیں آیا۔ انھوں نے (نعوذ باللہ) آپ کی نزدیک جنگ اور نا اتفاقی کی عظیم الشان کالج کا پہلا پتھر اپنے ہاتھ سے رکھا جبکہ مذہب کے معاملات میں "مرنج مرنجاں" مسلک پر قدم نہ مارا۔ مکہ کے اندر قریش کس مزہ میں زندگی بسر کرتے تھے اور سارے بدی پیشے بھی اپنے اپنے سادہ شغلوں میں مسرور تھے اتنے میں ایک دراماز نے مرنج مرنجاں مسلک کے خلاف قدم اٹھایا۔ اور قوم کے مذہبی امور میں بے جا مداخلت شروع کردی یہاں تک کہ ان کے پیارے معبودوں کو ہیزم دوزخ کہہ کر ان کے تن من میں آگ لگا دی ان کی سرور کو تلخ کامی سے اور ان کی بزم کو رزم سے بدل دیا۔ وہ بار بار کبھی دھمکی سے اور اکثر منت سے یہی درخواست کرتے تھے کہ تم اپنے لئے جو طریق چاہو اختیار کرلو مگر ہمارے مذہب میں دراندازی نہ کرو۔ وہ آج کل کی یورپین تہذیب اور علیگڈھ سکول کی تعلیم سے زیادہ اور اس کے خلاف اس پر جوش واعظ سے درخواست نہیں کرتے تھے۔ ان کا مقصد یہی تھا اور یہی آج کل کی سچی تہذیب کا خلاصہ ہے کہ تم اپنی ذات کے لئے کچھ ہی پسند کرلو اور جس رنگ میں چاہو جلوہ گر ہو مگر دوسروں کے مذہبی فیلنگ سے تعرض نہ کرو۔ اس سے سوسائٹی میں خلل آتا اور نظام قوم بگڑتا ہے۔ اور قومی ترقی کی راہ پر مذہبی چھیڑ چھاڑ اور خدا کا تذکرہ سخت روک ہے۔ تم غار حرا میں یا اپنے گھر کے گوشہ میں بیٹھے اللہ اللہ کرو نمازیں پڑھو مگر کیا ضرور ہے کہ دوسروں پر بھی دباؤ ڈالو۔ مگر کیا اس ہادی اور واعظ نے قوم کی دردناک فریاد پر کان لگایا۔ اور انکی انجام بینی اور پیشگوئی کی کچھ بھی پروا کی۔ وہ نہ ٹلا اور نہ گھبرایا جب تک اپنا کام پورا نہ کرلیا۔ بھائی سے بھائی الگ ہوا۔ خاوند سے جورو چھوٹی۔ خون کی ندیاں بہ نکلیں۔ ایک عرصہ تک کی تجارتیں اور بازار بند اور سرد پڑ گئے اور خوفناک تغیر برپا ہوئے مگر اس آپ کے پاک مسلک مرنج مرنجاں پر بھی عمل نہ کیا۔ مکہ سے بھاگ کر مدینہ میں پناہ گزین ہوا۔

باقی آئندہ

حضرت اقدس گورداسپور مین

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ۱۵؍جولائی ۱۹۰۱ء کو اس مقدمہ مین جو میرزا نظام الدین وغیرہ پر مسجد کا راستہ جو شارع عام ہے بند کرنے کی وجہ سے کیا گیا ہے فریق ثانی کی درخواست پر بغرض ادائے شہادت جانا پڑا۔ دیگر احباب کے ہمراہ خاکسار ایڈیٹر الحکم کو بھی ہمرکاب جانے کا فخر حاصل تھا۔ اس لئے جو کیفیت اس سفر مین اسنے اپنی آنکھ سے دیکھی اسکا لطف ناظرین الحکم کو دکھانا بھی ضروری سمجھا اگرچہ وہ کیفیت جو صرف دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے کسیطرح پر بھی زبان قلم سے ادا نہین ہوسکتی۔ لیکن تاہم جسقدر ممکن ہے بیان کرنا ضروری ہے اس لئے مختصر طور پر عرض کی جاتی ہے۔

دارالامان سے روانگی

۱۵؍جولائی کی صبح کو حضرت اقدس نے دارالامان سے روانہ ہونیکا حکم دیا چنانچہ حضور کے لئے فینس کی سواری طیار کی گئی اور احباب کے لئے یکّے کئے گئے۔ دارالامان سے حضرت اقدس مع زمرہ خدام قریباً ۶ بجے روانہ ہوئے اور کوئی پاؤ میل تک پیدل تشریف لے گئے۔ حضور کی روانگی کا یہہ نظارہ بھی قابل دید تھا ایک گروہ کثیر خدام کا آپ کو حلقہ مین لئے ہوئے جا رہا تھا جس سے اس محبت اور عشق اور ارادت کا پتہ ملتا تھا جو آپکے مریدوں کو آپ سے ہے چونکہ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کو کچھہ دیر لگی اس لئے حضور آپکے انتظار کے لئے ٹھہر گئے آخر مولوی صاحب کے پونچنے پر احباب یکّون مین اور حضور فینس مین سوار ہوکر رخصت ہوئے۔

مجمع البحرین پر قیام

گورداسپور کو جاتے ہوئے رستہ مین ایک بہت بڑی نہر آتی ہی اور ایک مقام پر وہ نہر دو بڑے شعبون مین منقسم ہوکر بہتی ہے اس مقام کا نظارہ بھی قابل دید ہے اور مومن وہان پر ایک بحر حیرت پر غور کرکے مسیح موعود کے مبارک زمانہ کا نقشہ اپنے سامنے دیکھتا ہی کہ کسیطرح پر قرآن کریم کی سچائی ثابت ہوتی ہے۔

غرض اس مقام کا نام ہم نے اپنے اس سفرنامہ مین مجمع البحرین رکھا ہے جو احباب یکّون پر سوار گئے تھے۔ وہ وہان پہلے پونچے اس لئے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انتظار مین ٹھہر گئے۔ چنانچہ کوئی آدھ گھنٹہ کے انتظار کے بعد حضرت اقدس کی سواری آپہونچی حضرت اقدس نے کھانا کھانیکا حکم دیا۔ دسترخوان بچھایا گیا احباب نے کھانا کھایا اس وقت کچھہ باتوں کا سلسلہ چل پڑا حضرت اقدس نے فرمایا۔

"متقی کی تائید خود خداتعالیٰ فرماتا ہی مومن کی تو شان ہی کے خلاف ہے کہ وہ منصوبہ کرے"

اس اثنا میں نہر کی کوٹھی کے ہندو مسلمان ملازم آنحضرت کی زیارت کے لئے آگئے اور وہ کچھہ عرصہ تک بیٹھے ہوئے آپ کی زیارت سے بہرہ اندوز ہوئے۔

فریق مخالف کی گاڑی

غالباً ہم قصور کرین گے اگر ساتھہ ساتھہ اس نظارہ کو نہ دکھائین جو فریق مخالف کا ہم دیکھتے جاتے تھے ابھی ہم بیٹھے ہوئے ہی تھے کہ فریق مخالف کے لوگ بھی ایک بہلی مین سوار آپہونچے ان مین سے بعض جو اترنے سے مجبور تھے اس مین پردہ ڈالے ہوئے بیٹھے رہے اور بعض اتر کر نہر کی کوٹھی کی طرف سے ہوتے ہوئے جیسے کوئی روپوش ہوجاتا ہے اور شرمسار ہوتا ہے گذرے۔

وہان سے روانگی

کھانا کھا چکنے کے بعد پھر احباب اور حضور اقدس روانہ ہوئے اور کوئی ڈیڑھ بجے کے قریب قریب گورداسپور جا پونچے فینس کے کہارون نے راستہ مین کھانا پکانا تھا اس لئے حضرت اقدس کوئی تین بجے کے قریب گورداسپور پہونچے۔

احباب کا مجمع

اگرچہ حضرت اقدس کی دارالامان سے روانگی محض پرائیویٹ تھی اور احباب کے طبقہ مین کوئی اطلاع اور خبر نہ تھی مگر کسی نہ کسی طرح جہان جہان احباب کو خبر پہونچی وہان سے حضرت اقدس کے خدام مشتاق زیارت دوڑے آئے چنانچہ کپورتھلہ۔ امرتسر کے احباب جمع ہوگئے اور وہ دلوانہ وار حضرت اقدس کے استقبال کے لئے کوئی دو میل تک دو دفعہ آگے گئے اور آئے اور پھر گئے۔ کپورتھلہ کے احباب کو چونکہ ۱۵؍جولائی تاریخ مقدمہ کی غلط اطلاع ملی تھی اس لئے ان کو بصد حسرت و افسوس ۱۵؍ہی کی شام کو واپس ہونا پڑا۔

گورداسپور کا قیام

گورداسپور مین حضرت اقدس نے مولانا مولوی محمد علی صاحب کی تجویز کے موافق ان کے خسر منشی نبی بخش صاحب رئیس گورداسپور کے عالیشان مکان مین قیام فرمایا۔ مقدمہ کے متعلق باتون کا سلسلہ شروع ہوگیا اور کسی کے یہہ کہنے پر کہ فریق مخالف نے بہت بیہودہ جرح کرنیکا ارادہ کیا ہوا ہے آپنے فرمایا "مین اس بات کی کچھہ پرواہ نہین کرتا مومن کا ہاتھہ اوپر ہی پڑتا ہے یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ کافرون کی تدبیرین ہمیشہ الٹی ہوکر ان پر ہی پڑا کرتی ہیں مَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْن۔ مین یہہ اچھی طرح جانتا ہون کہ ان لوگون کو میرے ساتھہ ذاتی عداوت اور بغض ہے اور اسکی وجہ یہی ہی کہ مین ملل باطلہ کے رد اور ہلاک کرنے کے لئے مامور کیا گیا ہوں۔ میں جانتا ہوں اور میں اس میں ہرگز مبالغہ نہیں کرتا۔ کہ ملل باطلہ کے رد کرنے کے لئے جسقدر جوش مجھے دیا گیا ہی میرا قلب فتوٰی دیتا ہے کہ اس نزدیک و ابطال ملل باطلہ کے لئے اگر تمام روئے زمین کے مسلمان ترازو کے ایک پلہ میں رکھے جاویں اور میں اکیلا ایکطرف تو میرا پلّہ ہی وزن دار ہوگا۔ آریہ عیسائی اور دوسرے باطل ملتوں کے ابطال کے لئے جب میرا جوش اسقدر ہے پھر اگر ان لوگوں کو میرے ساتھہ بغض نہو تو اور کس کے ساتھہ ہو۔ ان کا بغض اسی قسم کا ہے جیسے جانورون کا ہوتا ہے تین دن ہوئے مجھے الہام ہوا تھا اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْکَ بَغْتَۃً۔ میں حیران ہوں یہ الہام مجھے بہت مرتبہ ہوا ہے اور عموماً مقدمات میں ہوا ہے۔ افواج کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مقابل میں بھی بڑے بڑے منصوبے کئے گئے ہیں

اور ایک جماعت ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا جوش نفسانی نہیں ہوتا ہے اسکے تو انتقام کے ساتھ بھی رحمانیت کا جوش ہوتا ہے۔ پس جب وہ افواج کے ساتھ آتا ہے تو اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ مقابل میں بھی فوجیں ہیں جب تک مقابل کیطرف سے جوش انتقام کی حد نہ ہو جاوے خدا تعالیٰ کی انتقامی قوت جوش میں نہیں آتی۔"

اس کے بعد مقدمہ کے متعلق کچھ اور باتیں ہوتی رہیں لیکن بیچ میں کچھ نصیحتیں اور تقویٰ کی ترغیب اور اس کے خلاف کی ترہیب بھی ہوتی رہتی تھیں۔ شام کو حضرت اقدس سیر کو تشریف لے گئے اور وہ رات بھی طرح مقدمہ کے متعلق بعض امور دریافت طلب اور بحث طلب میں مع الخیر گذر گئی۔ رات کو خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر پشاور سے تشریف لے آئے

۱۶ / جولائے سنہ ۱۹۰۱ء

آج دس بجے کے بعد حضرت اقدس کو شہادت میں پیش ہونا تھا۔ فجر کی نماز کے بعد کچھ دن چڑھے پھر احباب کا مجمع ہو گیا اور مقدمہ ہی کے متعلق ذکر شروع ہوا۔ کوئی آٹھ اور نو بجے کے درمیان حضرت مسیح موعود کی خدمت میں ہمارے عزیز بھائی ڈاکٹر فیض قادر صاحب وٹرنری اسسٹنٹ کپورتھلہ کے بھائی منشی فیض رحمن صاحب ٹریژری کلارک گورداسپور کے مقدمہ کے لئے دعا کے واسطے عرض کی گئی + حضرت اقدس نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا۔

" میرا مذہب تو یہ ہے کہ جسکو بلا سے بچنا ہو وہ پوشیدہ طور پر خدا سے صلح کرلے۔ اور اپنی ایسی تبدیلی کرلے کہ خود اسے محسوس ہو جاوے کہ میں وہ نہیں ہوں خدا تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ۔ سچے مذہب کی جڑ خدا پر ایمان ہے اور خدا پر ایمان چاہتا ہے کہ سچی پرہیزگاری ہو خدا کا خوف ہو تقویٰ والے کو خدا تعالیٰ کبھی ضائع نہیں کرتا وہ آسمان سے اس کی مدد کرتا ہے فرشتے اس کی مدد کو اترتے ہیں اس سے بڑھکر کیا ہوگا کہ متقی سے معجزہ ظاہر ہو جاتا ہے اگر انسان خدا تعالیٰ کے ساتھ پوری صفائی کرے اور ان افعال اور اعمال کو چھوڑ دے جو اس کی نارضامندی کا موجب ہیں تو وہ سمجھ لے کہ ہر ایک کام برکت سے طے پا جاویگا ہمارا ایمان تو آسمانی کارروائیوں ہی پر ہے یہ سچی بات ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کسی کا ہو جاوے تو سارا جہان اپنی مخالفت سے کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا + جسکو خدا محفوظ رکھنا چاہے اسکو گزند پہونچانیوالا کون ہو سکتا ہے۔

پس خدا پر بھروسا کرنا ضروری ہے اور یہ بھروسہ ایسا ہونا چاہیئے کہ ہر ایک شے سے بکلی یاس ہو + اسباب ضروری ہیں مگر خلق اسباب بھی تو خدا تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے وہ ہر ایک سبب کو پیدا کر سکتا ہے۔ اس لئے اسباب پر بھی بھروسہ نہ کرو۔ اور یہ بھروسہ یوں پیدا ہوتا ہے کہ نمازوں کی پابندی کرو اور نمازوں میں دعاؤں کا التزام رکھو ہر ایک قسم کی لغزش سے بچنا چاہیئے اور ایک نئی زندگی کی بنیاد ڈالنی چاہیئے یہ یاد رکھو عزیز بھی ایسی دوست نہیں ہوتے جیسے خدا عزیز ہوتا ہے وہ راضی ہو تو کل جہان راضی ہو جاتا ہے اگر وہ کسی پر رضامندی ظاہر کرے تو الٹے اسباب کو سیدھا کر دیتا ہے مضر کو مفید بنا دیتا ہے یہی تو اس کی خدائی ہے۔

ہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جس کے لئے دعا کی جاتی ہے اسکو ضروری ہے کہ خود اپنی صلاحیت میں مشغول رہے اگر وہ کسی اور پہلو سے خدا کو ناراض کر دیتا ہے تو وہ دعا کے اثر کو روکنے والا ٹھہرتا ہے + مسنون طریق پر اسباب سے مدد لینا گناہ نہیں ہے مگر مقدم خدا کو رکھے اور ایسی اسباب اختیار نہ کرے جو خدا تعالیٰ کی ناراضی کا موجب ہوں۔

میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ دعا کرونگا تم خود اپنی صلاحیت میں مشغول ہو اور خدا تعالیٰ سے صلح کرو۔ کہ وہی کارساز ہے"

باقی آئندہ

مسلمانوں کا خدا اور اسکے حضور میں دعا

یہ ایک چھوٹا سا عجیب وغریب رسالہ ہے جس میں قرآن کریم کی اکثر دعاؤں کا ذکر ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات پر دلچسپ بحث ہے ہر ایک مسلمان کے پڑھنے کے قابل ہے قیمت صرف ۲/ علاوہ محصول ڈاک۔ دفتر اخبار الحکم یا حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس سے طلب کرو

اطلاع ضروری

۱۔ میں دیوار والے مقدمہ کی تاریخ پر روئداد لکھنے کے لئے حضرت اقدس کی ہمراہ گورداسپور گیا تھا اس لئے ۱۷ / جولائے کا الحکم ۲۰ / کو اشاعت پذیر ہوتا ہے۔ کیا یہ عذر قابل تسلیم نہیں ؟ خصوصاً ایسی حالت میں کہ یہ دور روزہ تعویق ناظرین کی سامنے ایک بیش قیمت مضمون لیکر آئی ہے

ایڈیٹر

---

(۲)

میگزین کے متعلق اکثر ناظرین ایڈیٹر الحکم سے خط وکتابت کرتے ہیں اس لئے عام اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ میگزین کے متعلق خط وکتابت مولوی محمد علی صاحب ایم اے کے نام ہونی چاہیئے اور حصص کا روپیہ شیخ رحمت اللہ صاحب بمبئی ہوس انارکلی لاہور کے پتہ سے۔

ایڈیٹر

اسلامی خبریں

یورپ کی اس ہفتہ کی ڈاک میں ایک وحشت ناک خبر مراکو کی نسبت آئی ہے کہ برٹن اعظم۔ جرمنی۔ اٹالیہ اور روسیہ نے فرانس کو اجازت دیدی ہے کہ وہ مراکو کو اپنی سرپرستی میں لے لے اور ان چاروں دول نے متفق اللفظ یہ وعدہ کیا ہے کہ ہم تیرے معاملہ میں دست اندازی نہیں کرنے کے۔ ہاں اسپین اس معاملہ میں مخالفت کر رہا ہے مگر اسکی مخالفت کا فرانس پر شاید کوئی اثر نہ پڑے۔

ادھر یہ بھی سنا جاتا ہے کہ سلطان مراکو فرانس کی سرپرستی میں آنا قبول کرتے ہیں۔ مگر ہمیں ایسی خبروں پر اعتماد نہیں ہے کیونکہ ابھی چند مہینے ہوئے ریوٹر کی تار برقی سے معلوم ہوا تھا کہ گورنمنٹ مراکو نے دول یورپ کو لکھا تھا کہ فرانس میرے ملک پر بڑھا چلا آتا ہے مجھے اس کے تشدد سے نجات دی جائے کیا تو یہ مخالفت تھی یا اب سلطان مراکو خود فرانس کی حلقہ بگوشی منظور کرتے ہیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

عیسائی مشنیں ہندوستان میں

ایک راست گو عیسائی مسٹر حکین نے ۵ ماہ حال کے پائنیر میں ایک خط شائع کرایا ہے جس کا خلاصہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا چنانچہ وہ لکھتا ہے مشنری (یعنی پادریوں کا کام) کام کا یہاں ہندوستان میں کیا نتیجہ ہوا۔ مشنری ایجنٹ بیشمار ہیں خرچ خوب دھڑلے سے کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی یہ بات بھی بڑے فائدہ کی ہے کہ گورنمنٹ عیسائی ہے جس سے انھیں برابر تائید ملتی رہتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان تمام باتوں پر نتیجہ کیا ہے وہی ڈھاک کے تین پات سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیئے کہ کرسٹان کتنے ہوتے ہیں اور پھر ان نئے کرسٹانوں کی تعداد سے اخراجات کثیر کا مقابلہ کر لیا جائے گا۔ امور مارچ ۱۹۰۰ء تک چرچ مشنری سوسائٹی کے ہاں ۴۴۲۲۲ ایجنٹ ۴۰۰ یورپین اور تین ہزار اٹھارہ دیسی کام کر رہے ہیں ایک سال میں انگلستان سے جو روپیہ آیا اُس کی تعداد ایک لاکھ تیرہ ہزار چھ سو اکتیس پونڈ ہے مشن کی رپورٹ میں سال کے بپتسمہ پانیوالوں کی تعداد ۸۴۴۲۳ لکھی ہے مگر اس تعداد میں ۵۹۰۸ بچے ہیں لیکن رپورٹ میں یہ نہیں بتایا گیا آیا یہ بچے موجودہ عیسائیوں کے ہیں یا کہاں سے آئے ہیں۔ کرسٹانوں کی بڑی تعداد کنواروں کی ہے پھر یہ بچے کیونکر پیدا ہو گئے۔ لامحالہ یہی ماننا پڑے گا کہ خیر نہیں پادریوں نے ان بے ماں باپ کے بچوں کو کیونکر بہم پہونچایا اور کس آزادی سے ان ناسمجھوں کو بپتسمہ دیدیا ان بچوں کے حاصل کرنے میں طرح طرح کے شبہے پیدا ہوتے ہیں۔ ان بچوں کے معاملہ کو بالائے طاق رکھ کے جب ہم دیکھتے ہیں تو مشنری سوسائٹی نے اپنی سالانہ کارگذاری کا رپورٹ میں اسطرح اظہار کیا ہے کہ ۲۴۴۵ بالغ اس نے سال بھر میں نئے عیسائی بنائے لیکن رپورٹ میں یہ نہیں دکھایا کہ کتنے لوگ عیسائی مذہب کے دائرہ سے نکل گئے۔ حساب سے معلوم ہوا کہ ۸۷۶۵ عیسائی نکل گئے فی کس جو نیا عیسائی ہوا اس پر ساٹھ پونڈ کا خرچہ بیٹھا اصل میں دیکھا جائے تو ان مشنوں کا کچھ بھی اثر ہندوستانیوں پر نہیں ہوا۔

متفرقات

بیروت سے خبر آئی ہے کہ یہاں ایک انگریزی اسٹیمر جس میں ۱۱۰۰ ٹن مال لدا ہوا ہے آگیا ہے۔ اسمیں حجازی ریلوے کی تیاری کے بہت سے آلے اور سامان لائے گئے ہیں۔

دمشق سے خبر آئی ہے کہ گذشتہ مئی ۱۹۰۱ء تک ۸۰۰ ۴ میٹر ریل کی پٹری تیار ہوئی ہے۔ علاوہ اس کے جو پہلے تیار ہو چکی تھی اور آگے ۹۲۰ میٹر کے لئے ترکی جوانوں نے پتھر کے روڑی بچھائے ہیں۔

مکہ میں عید الضحے کے موقعہ پر جو جانور حلال کئے گئے اور ان کے چمڑے فروخت ہوئے۔ اُن کا مجموعی روپیہ حجازی ریلوے میں دیدیا گیا۔ اس کی تعداد ترکی پونڈ کے حساب سے ایکہزار ہے۔

حاکم موصل نے سلطان المعظم کے حضور میں یہ بات پیش کی ہے کہ سلطنت عثمانیہ میں عربی گھوڑوں کی نسل روزبروز کم ہوتی جاتی ہے اس لئے غیر ممالک کو عربی نسل گھوڑوں کی آمدورفت بند کردی جائے۔

کربلا کا طوفان

نامہ نگار حبل المتین لکھتا ہے کہ ۲۰ ذی الحجہ کو کربلا میں طوفان آیا جو پشتہا پشت سے کبھی دیکھا نہ سنا یکایک آسمان کا رنگ قرمزی ہو گیا اور پھر تاریک۔ ہاتھ کو ہاتھ دکھائی نہ دیتا تھا لوگوں نے ڈر کے مارے دکانیں بند کردیں اور گھروں میں چراغ روشن ہو گئے آہ وزاری کی آوازیں چاروں طرف سے اٹھیں اور ہر جگہ ایک کہرام برپا ہو گیا بارے خدا خدا کر کے طوفان کم ہوا۔ اور لوگوں کی جان میں جان آئی۔ علاوہ کی بہت سی کشتیاں پانی میں ڈوب گئیں۔ اور بکثرت درخت زمین سے اُکھڑ کے جا پڑے رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت۔

دارالامان میں موسم برسات شروع ہو گیا ہے۔ خاطر خواہ بارش ہو گئی۔ ابھی آسمان مطلع آلود ہے اور بارش ہو رہی ہے۔ الحمدللہ

دلچسپ واقعات

چینی سالار پہ۔ افواج چین کا مشہور سالار پہ ستی اتنگ فوسیانگ ان دنوں چینی دربار میں نہیں ہے سنا گیا ہے کہ تھوڑی سی فوج کے ساتھ سرحدی صوبہ کانسو میں ہے اس کی نسبت عام خیال تھا کہ فغفور چین کو برے مشورے دیتا ہے اور شرائط مصالحت منظور کرنے سے روکتا ہے۔

کاشتکاران جائے پر آفت ٹراونکور کے دولیور تین کاشتکاران جائے اس جرم میں ہائی کورٹ کے زیر تجویز ہیں کہ انہوں نے ایک قلی کو سخت مار پیٹ کر ایک درخت کے ساتھ لٹکا دیا تھا اور صبح اس کی لاش اتار کر جلانے کے واسطے دو میلوں کے فاصلے پر بھیجدی مقتول کی عورت کے واویلا کرنے پر ملزم مع دو ملازموں کے گرفتار کئے گئے ایک ملزم دیوانہ وار حرکتیں کرتا ہے مقامی کاشتکاروں نے پندرہ ہزار روپیہ اپنے بچاؤ کے واسطے چندہ جمع کیا ہے۔

انتقال وظیفہ۔ امیر صاحب کابل کے جو چچازاد برادر سردار محمد خاں مقیم دمشق حال میں فوت ہوئے ہیں۔ وہ ہز ہائنس کے وظیفہ خوار تھے جس پر ان کے خاندان کی پرورش موقوف تھی۔ لہذا چھتیس قرش ماہوار کا وظیفہ مذکور آئندہ سردار مرحوم کے خاندان کو منتقل کیا گیا ہے۔

دنیا میں متمول قوم گو امریکہ کو دنیا میں سب سے متمول شخص رکھنے کا فخر حاصل ہے مگر متمول قوم رکھنے کا اعزاز نصیب نہیں ہے اور نہ ہی یہ وقار انگلستان کو حاصل ہے یہ عزت صرف آسٹریلیا کے حصے آئی ہے گو آسٹریلیا ایک جزیرہ ہے مگر اسے ہمیشہ براعظم کا اطلاق کیا جاتا ہے اس ملک کی سرسبز زمین آبادی اور صنعت اور حرفت کو فروغ دینے کیواسطے نہایت موزون ہے اس کی قدرتی شادابی صرف ایک پیداوار پر موقوف نہیں ہے بلکہ ہر ایک ضرورت کو رفع کرنے کے واسطے کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ ہر قسم کی سہولتیں نصیب ہوتی ہیں اس لئے وہاں ہر قسم کے کارخانے بلا تکلف کھولے جارہے ہیں۔ جن کے واسطے کافی وافی سامان مطلوبہ میسر آرہے ہیں پچھلے سال آسٹریلیا کی نوآبادیوں کی مجموعی آمدنی گیارہ کروڑ پونڈ تھی۔ جنمیں سے تین کروڑ پونڈ محض چراگاہوں سے دو کروڑ اسی لاکھ پونڈ زرعی پیداوار سے دو کروڑ پونڈ معدنی پیداوار سے اور باقی تین کروڑ بیس لاکھ پونڈ کارخانجات صنعت وحرفت کی آمدنی سے وصول ہوئے سال ۱۹۰۰ء میں بیس لاکھ بھیڑوں کی اون کے فروخت کرنے سے دو کروڑ پونڈ پیدا ہوئے تھے گذشتہ اڑتالیس سالوں کے عرصہ میں آسٹریلیا کی معدنوں سے تین کروڑ ساٹھ لاکھ پونڈ کا سونا برآمد ہوا تھا اگر وہاں ایک ضلع میں الماس نکلتے ہیں۔ تو دوسرے میں یاقوت برآمد ہوتے ہیں۔ اور نیو ساؤتھ ویلز میں زمرد کی ایک کان بھی موجود ہے کوینز لینڈ میں ایک قسم کا دودھیا قیمتی پتھر بھی برآمد ہوتا ہے شمال ومغربی ساحل میں موتیوں کی کوئی کمی نہیں آسٹریلیا ایک صدی سے انگریزوں کے قبضہ میں ہے مگر تمام قوموں کی آنکھوں میں خار رشک کھٹک رہا ہے

نئی آبنائے۔ انجنیروں نے روسی وزیر مال کی خدمت میں بحیرہ اسود اور بحیرہ کیسپین کو بذریعہ نہر آپس میں ملانے کے متعلق نقشے پیش کئے ہیں اس نہر کی لمبائی ساڑھے پانچسو ورشٹ ہوگی جس کی لاگت کا تخمینہ تیس کروڑ روبل کیا گیا ہے (ایک ورشٹ پینتیس سو فیٹ کے مساوی ہوتا ہے۔

سرحدی صوبہ ہمعصر پانیر کو معلوم ہوا ہے کہ سرحدی صوبہ کا نام ''شمالی ومغربی صوبہ ہوگا'' اس کی جنوبی حد مقام ویہووا اقرار دیگئی ہے جو ڈیرہ اسمعیل خان اور ڈیرہ غازیخان کے عین وسط میں ہے۔ بلوچ قوم کے باشندے عین ویہووا کے نیچے رہتے ہیں گورنمنٹ کو اس جدید انتظام سے صرف پٹھان قوموں کے ساتھ برتاؤ کرنا مدنظر ہے۔

پولیس کی لوا کھیلی۔ اس پولیس کی کارروائیوں کی تحقیقات کے واسطے جو کمیشن قایم ہوا تھا وہ اپنی کارروائی ختم کرچکا ہے مگر معلوم نہیں کہ کارروائی مذکور ضایع کیجائیگی یا نہیں۔

قحط کمیٹی۔ ولایت میں ہندوستان کے متواتر قحطوں کی وجہ دریافت کرنے کے لئے عالی وقار اور تجربہ کار صاحبوں کی ایک کمیٹی قائم ہوئی ہے جسمیں لارڈ رپن سابق وائسرائے ہند سر آکلنڈ کالون۔ اور سر ولیم میور سابق لفٹنٹ گورنران ممالک مغربی وشمالی سر ولیم ویڈربرن سابق چیف سکرٹری گورنمنٹ بمبئی لارڈ ہوب ہوسکر مسٹر مونٹنا گیٹ مسٹر لین ممبر پارلیمنٹ مسٹر تھاربرن سابق فنانشل کمشنر پنجاب مسٹر لیونارڈ کوارٹنی سر ایم بھونگری ممبر پارلیمنٹ مسٹر رومیش چندر دت اور مسٹر دادابھائی نوروجی وغیرہ وغیرہ شامل ہیں یہ کمیٹی گورنمنٹ ہند پر اعتراض نہیں کرے گی۔ بلکہ اس کو مدد دیگی۔

نمائش گلاسگو۔ اس نمائش میں خاص دلچسپی پیدا کرنے کے لئے ہندوستانی معاملات پر لکچر دینے کا انتظام کیا گیا ہے جس کے واسطے بابو رومیش چندر صاحب دت منتخب کئے گئے ہیں۔ اور گلاسگو یونیورسٹی کے پروفیسر مسٹر نیدیس جو ہندوستان کے بھی خواہوں میں سے ہیں اس کام میں ان کا ہاتھ بٹائینگے ان لکچروں کے سلسلہ کا آغاز سر جان جارڈین کی تقریر سے کیا جائیگا۔

حسب ذیل مضامین منتخب کئے گئے ہیں۔ ہندوستان اور اس کی آبادی برٹش مقبوضات اور دیسی ریاستیں جوڈیشل انتظام حکومت پریس … [illegible] سلطنت ہند … [illegible] … انتظام مالیات … [illegible]

مکتوب حضرت امام آخر الزمان علیہ السلام

سید مظہر حسین الہ آبادی سے خط و کتابت

نقل عرضی سید مظہر حسین صاحب الہ آبادی

جناب مولوی صاحب مجمع کمالات ظاہری و باطنی - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جواب کارڈ سے آج سرفرازی حاصل ہوئی کچھ رنج اور کچھ خوشی ہوئی خوشی تو اس لئے کہ آپ کی خیریت سے مطلع ہوا اور رنج اس لئے کہ میرے پہلے عریضہ کے گم ہو جانے سے جواب باصواب نہ پہونچا جیسی مشیت ایزدی میں کسیکو کچھ دخل نہیں کچھ اس میں بہتری ہو گی۔ پھر اپنا حال لکھتا ہوں اور جواب کے واسطے لفافہ بھی لکھتا ہوں خدا کرے پہونچے اور آپ جواب باصواب سے مطلع فرمادیں تاکہ مجھے اپنا پتہ ملے۔ حضرت میری حالت ہے کہ لا الہ الا اللہ کے شغل سے انا محبوب کی صدا دل گم گشتہ سے سنتا ہوں اور ہمہ اوست کا جلوہ آنکھوں سے دیکھتا ہوں کثرت میں وحدت اور وحدت میں کثرت معلوم ہوتی ہے متکلمین لائے نفی جنس کی خبر ما محذوف کرتے ہیں اور الہ کو بمعنی معبود برحق کے کہتے ہیں یہ معنے مجھے تاویلی معلوم ہوتے ہیں صوفیا لائے نفی کی خبر غیر اللہ محذوف کرتے ہیں اور الہ کو بمعنی مطلق معبود کے کہتے ہیں یہ معنی ہمہ اوست کو ثابت کرتے ہیں اور مطابق قرآن اور حدیث معلوم ہوتے ہیں۔ ھو الاول والاخر والظاھر والباطن سے بھی ہمہ اوست کی تصدیق ہوتی ہے اور آیت اجعل الالھۃ الھا واحدا ان ھذا لشیء عجاب بھی اسکو ثابت کرتی ہے پنجگانہ نماز میں ہم لا الہ غیرک کہتے ہیں اور ایاک نعبد وایاک نستعین پڑھتے ہیں یہ سب آیتیں اور حدیثیں صاف صاف کہتی ہیں کہ مجبوروں پر احکام تکلیفی صادر ہوتے ہیں غایت درجہ یہ ہے کہ مومنین بجا آوری احکام پر مجبور ہیں اور کفار و مشرکین عدم تعمیل احکام پر مجبور کئے گئے ہیں کسیکو ذرا بھی اختیار نہیں۔ وما من دابۃ الا ھو اخذ بناصیتھا بھی اسی کا شاہد ہے جب میں بیخودی کے عالم میں ان مطالب و دلائل کو مسلمانوں سے بیان کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ قرآن اور حدیث پر عقیدہ رکھکر عمل کرو تو اللہ پاک مقبول کرے گا اور سینہ کھولدے گا متکلمین کی اٹکلیں ہیں اور تاویلیں ہیں ان سے کوئی سچا مومن نہیں ہو سکتا تو مجھے کافر و مجنون و زندیق کہتے ہیں میں خدا کا شکر کرتا ہوں اور ان مسلمانوں پر سخت افسوس کرتا ہوں جب میں بھی مثل ان کے اندھا تھا تو مجھے سچا مسلمان جانتے تھے۔ جب اللہ پاک نے روشنی دی تو مجھے زندیق کہتے ہیں بہرحال میں خوش ہوں اللہ پاک مجھ سے راضی ہے خدا جانے یہ آپ کی دعا کا اثر ہے یا پیر و مرشد برحق کی توجہ کا باعث جو مجھے یہ حالت ہے جو عرض کی اس مرتبہ حضرت مرشد برحق نے بعد سننے حال کے حصن حصین پڑھنے اور عمل کرنے کی بھی اجازت فرمادی ہے فقیر پابند ہے آپ کی زیارت کا اشتیاق بھی ترقی پر ہے دیکھئے یہ دولت کب نصیب ہو۔ دعا کیجئے کہ جلدی اس دولت کے حصول کے اسباب مہیا ہو جاویں جواب سے جلدی سرفراز فرماویں کہ یہ حالت اچھی ہے یا بری - ۱۱ر اگست ۱۸۹۸ء

جواب

مکرمی اخویم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - آپ نے جو کچھ خط میں لکھا ہے اگر خدا تعالیٰ نے آپ کو اس کا علم قطعی اور یقینی بخشا ہے جس میں شک اور شبہ کو راہ نہیں تو یہ حالت آپ کے لئے اچھی ہے اور اگر ایسا نہیں تو پھر دعوی بیدلیل سے بچنا چاہیئے۔ لا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا - قرآن شریف کی بعض عبارات ذو الوجوہ (ذو المعارف) ہیں اور بعض آیات بینات سریع الفہم اور متبادر الفہم - آیات جو بینات میں داخل ہیں وہی ایسی ہیں جو جا بجا خالق اور مخلوق کا فرق کرتی ہیں یہانتک کہ قرآن سے ثابت ہے کہ یہ ابدی فرق ہے یہ تو سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وجود کے ساتھ تمام وجود ایسے ہی ہیں کہ گویا کچھ بھی نہیں اور ہر ایک جگہ وہی طاقت عظمیٰ کر رہی ہے مگر جو بظاہر اجسام اور ارواح نظر آرہے ہیں ان کو ہیچ اور کالعدم کہو تو کہو مگر ان کو خدا تو نہیں کہہ سکتے یہ سب ہیچ اور کالعدم ہیں اور خدا عزوجل ہیچ اور کالعدم نہیں۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ - ۱۹ر اگست ۱۸۹۸ء

سید مظہر حسین صاحب الہ آبادی

جناب مولوی صاحب مخدوم و مکرم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - سرفراز نامہ شرف صدور لایا کاشف مندرجہ مضمون ہوا۔ دفعۃً دیکھنے سے مجھے ایسا معلوم ہوا

کہ آپ مقلد متکلمین ہیں لیکن بعد غور کامل کے ایسا دریافت ہوا کہ اگر آپ مقلد متکلمین ہوتے تو بہری حالت کو اچھا نہ کہتے اور صاف صاف زندیق و ملحد فرما دیتے شاید آپ نے میرا امتحان لیا ہے جو خالق مخلوق کے فرق کی دلیل مانگی ہے۔ فقیر اُن وجودیوں کو گمراہ جانتا ہے جو خالق مخلوق میں فرق نہیں کرتے۔ میرے نزدیک بلکہ محققین کے نزدیک وجود کے مراتب ہیں اور ہر مرتبہ کے احکام جداگانہ ہیں۔ ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد۔ گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی۔ اللہ پاک نے اپنے کلام پاک میں انسان تین قسم کے فرمائے ہیں۔

فمنهم ظالم لنفسه ومنهم مقتصد ومنهم سابق بالخيرات

میں اُن وجودیوں کا معتقد ہوں جو سابق بالخیرات کے زمرہ میں ہیں وہ کبھی مقام نہیں کرتے اور رات دن اُن کے دل سے رب زدنی علماً کی صدا بلند ہوتی ہے۔ اولیائی تحت قبائی لا یعرفهم غیری۔ انکی شان میں آیا ہے جو لوگ وحدۃ الوجود ہمہ اوست کے قائل ہیں۔ جہانتک میری تحقیق ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ خالق مخلوق میں تغائر اعتباری ہے نفس الامر میں ایک چیز ہے ایک اعتبار سے اُسی چیز کو خالق کہتے ہیں دوسرے اعتبار سے مخلوق لیکن یہ بات عقل کے سمجھنے سے پاک ہے عقل اسکو ہرگز دریافت نہیں کر سکتی عشق کی حالت میں انسان اس کو سمجھ جاتا ہے۔ یعنی جب انسان انانیت کو دور کرے اور فنا کا مقام حاصل کرے اُس وقت اُس کو کامل یقین ہو جاتا ہے کہ ہمہ اوست ٹھیک ہے۔ ان کا قول ہے اللہ محسوس و الخلق معقول اور یہ مرتبہ کامل یقین کا ہرگز اُس شخص کو نہیں حاصل ہوتا جو اتباع سنت میں ناقص ہے

البتہ یہ بات ہر شخص کو عقل سلیم سے دریافت ہو جاتی ہے جو قرآن و حدیث کے مطالب پر غور کرے کہ اللہ پاک نے ہمہ اوست کے اعتقاد کو سب احکام پر مقدم رکھا ہے چاہئے سمجھ میں نہ آوے اسکو ایمان بالغیب کہتے ہیں اور اس اعتقاد کے صحیح ہونے پر جابجا قرآن میں اور حدیثوں میں دلائل فرمائی ہیں منجملہ اُن آیات کے جن سے ہمہ اوست ثابت ہے لا الٰہ الا اللہ ہے جس کی صحت کی دلیل لو کان فیهما اٰلهة الا الله لفسدتا ہے اب اس کا ثبوت چاہیئے کہ لا الٰہ الا اللہ سے ہمہ اوست کیسے ثابت ہے سو اس کے بہت دلائل ہیں منجملہ اُن دلیلوں کے ایک دلیل یہ ہے کہ ایک بزرگ نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ صاحب کشاف نے شان نزول آیت اجعل الالهة الٰها واحدا کی یہ لکھی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نبی و رسول ہونے کا اعلان کیا اور چند لوگ مثل ابوبکر صدیق و حمزہ و علی و عمر وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین ایمان لائے اور آنحضرت نے بتوں کو ناپاک فرمایا تو کفار قریش نے مسلمانوں کو تکلیف دینا شروع کیا ایک روز صنادید قریش ابو طالب کے پاس آئے اور کہا تم سردار ہو اپنے برادرزادہ محمد کو سمجھا دو (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ ہمارے معبودوں کو بُرا نہ کہے ہم اُن کو اور اُن کے ساتھیوں کو تکلیف دیں گے ابو طالب نے آنحضرت کو طلب کیا اور کہا یہ تمہاری قوم تم سے کچھ درخواست کرتی ہے اُمید ہے کہ تم قبول کرو گے آنحضرت قوم کیطرف متوجہ ہوئے کہ تم مجھ سے کیا چاہتے ہو انھوں نے کہا اچھے فرمایا کہ تم میرا ایک کلمہ مان لو تو

میں بھی تمھاری بات مان لوں گا انھوں نے کہا ہم مان لیں گے آپ نے فرمایا قولوا لا الٰہ الا اللہ سے پس وہ لوگ آنحضرت کے پاس سے متحیر اور متعجب ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اجعل الالهة الٰها واحدا ان هذا لشيء عجاب پس یہ بات سب پر روشن ہے کہ رسول عربی ہیں اور وہ لوگ بھی اہل عرب آنحضرت کی برادری تھی وہ انکی کلام کا مطلب سمجھتے تھے پس جب لا الٰہ الا اللہ کے نہ ماننے کی وجہ انہوں نے یہ کیا اللہ کثیرہ کا الہ واحد گردانا تعجب کی بات ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کے معنے یہی ہیں یعنے کئی معبودوں کو ایک گردانا اور ظاہر ہے کہ تعجب اسی چیز پر ہوتا ہے کہ جس کا بھید مخفی ہو اور عقل میں نہ آوے اور جعل سے جعل فعلی مراد نہیں ہو سکتی جعل عقلی مراد ہے اور یہی معنے ہمہ اوست کے ہیں۔ کہ جو چیزیں بچشم ظاہر کثیر معلوم ہوتی ہیں وہ بچشم باطن ایک مانی جاویں اور دیکھی جاویں یہ معنے جب ہی صحیح ہو سکتے ہیں کہ اللہ بمعنے مطلق معبود کے جیسا کہ لغت سے ثابت ہے اور قرآن کی جابجا آیتوں سے ثابت ہے کہا جاوے اور مانا جاوے اور خبر لا کی غیر اللہ محذوف کیجاوے پس معنے یہ ہوں گے کہ نہیں ہے کوئی معبود باطل یا مستحق العبادت غیر اللہ کے مگر اللہ ہی ہے پس جب کوئی غیر اللہ نہیں ہے تو عین اللہ ہے ورنہ ارتفاع نقیضین محال آوے گا اور معبودان کفار ممکنات ہیں جب وہ غیر اللہ نہ ہوئے تو جملہ ممکنات غیر معبودان بھی غیر اللہ نہ ہوئے کیونکہ ترجیح بلا مرجح ہے کہ بعض ممکنات عین اللہ ہوں اور بعض غیر اللہ انتہی تقریرہ پس علم یقینی اور قطعی سے

آپ کی یہہ مراد ہے کہ دلائل حقہ سے یقین ہو گیا ہو تو بیشک اللہ پاک نے تجہی یقین عنایت کیا ہو اور اگر یہہ مراد ہے کہ فنا کا مقام حاصل ہونے سے جو علم ہوتا ہے جس کو الہام کہتے ہین تو یہہ مرتبہ ابہی تک نہیں حاصل ہوا اس کی طلب سے اللہ پاک نے آپکو صاحب الہام کیا ہے جیسا کہ آپ اپنی کتاب میں اعلان دے چکے ہیں۔ اگر آپ کو الہام کے ذریعہ سے یہہ معلوم ہو جاوے کہ مجہیہ مرتبہ آپ کی حضور مین حاصل ہو سکتا ہے تو برا ے خدا مجہے طلب فرمائے۔ دیانند کو جو ایک کافر تہا آپ نے ضروری اخراجات دینے کا وعدہ لکہا تہا مین آپ سے کچہہ روپیہ پیسہ نہیں لینا چاہتا اور مسلمان ہون وہ اپنی شقاوت ازلی کے سبب محروم رہا مین انشا اللہ تعالے حاضر ہون گا۔ جواب باصواب سے سرفراز فرمائے۔ ۱۹ اگست ۹۸ء

جواب

مکرمی اخوی۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا مجہکو بباعث شدت کم فرصتی زیادہ گفتگو کی فرصت نہیں۔ مین ہرگز سمجہہ نہیں سکتا کہ مخلوق باوجود اپنے ضعف و ناتوانی و جہل و نادانی و حیرت و سرگردانی اور ہر ایک قسم کے نقصان اور عیب کے کہ جو اس کی فطرت کو لگی ہوئی ہین کیونکہ دراصل اپنی ماہیت مین عین خالق ہو سکتا ہے اگر انسان عین خالق ہوتا تو الوہیت کی تمام صفات بلاشبہ اس مین پائی جاتیں لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ انسان دنیا میں آکر بہت سے غم و ہم اٹہاتا ہے اور بہت کچہہ اپنے نفس کے لئے چاہتا ہے مگر ملتا نہیں بارہا اپنے مطالب سے ناکام اور نامراد رہتا ہے اگر اس کو خدائی مین کچہہ حصہ ہوتا تو یہہ عجز اور نامرادی کی حالتیں کیوں اس کو پیش آتیں انسان کی مخلوقیت تو ایک یقینی امر ہے جس کے لوازم ہر وقت ہماری آنکہوں کے سامنے ہیں اور جس کا خمیازہ ہر ایک شخص اٹہا رہا ہے مگر اس کے خالق ہونے کی علامات کہاں ہیں انسان کیسے کیسے لاعلاج مصیبتوں اور دردوں اور دکہوں میں پڑتا ہے اور فاقہ اور محتاجی میں کباب ہوتا اور جلتا ہے اور پہر ہر ایک قسم کی معصیت اور کبائر اور صغائر مین بہی مبتلا ہوتا ہی اب کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے کہ یہہ تمام نقصان خدا تعالے پر عائد ہو سکتے ہیں۔ لا تقف ما لیس لک به علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنه مسؤلا

آپ کا یہہ قول کہ آیات قرآنیہ سے ہمکو یہہ یقین حاصل ہے نہایت تعجب کی جگہ ہے قرآن شریف مین متشابہات بہی ہین اور بینات بہی اور بلاشبہ بینات قرآنی آپ کے اس مطلب کے مخالف ہین اور اگر بفرض محال قرآن شریف میں بتصریح لکہا ہوتا کہ تم سب خدا ہو تب بہی اس کی کوئی تاویل کرنی پڑتی کیونکہ ہم بخوبی جانتے اور یقین رکہتے ہیں۔ کہ ہم نہایت عاجز اور ذلیل ہیں کسیطرح خدا نہیں بن سکتے اور ہمارے اس یقین کو تاویلات رکیکہ اٹہا نہیں سکتیں۔ لوہے کو لوہا توڑ سکتا ہے نہ خس و خاشاک جنہوں نے خدائی کا دعوے کیا وہ آخر نہایت ذلیل ہو کر مرے ہیں غرض خدا بننے کے لئے اپنی خدائی کا کچہہ ثبوت بہی تو دینا چاہیئے ورنہ دعوی بلادلیل صرف ایک معصیت ہے جس سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ والسلام علی من اتبع الہدے ۲۳ اگست ۹۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

برادرم۔ میرزا خدا بخش صاحب السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ مین نے آپکی کتاب عسل مصفی پوری پڑہی ہی حق تو یہہ تہا کہ مین اسپر ریویو کرتا اور ان خصوصیات پر مفصل اور واضح گفتگو کرتا جو آپکی کتاب سے خاص ہین مگر اسوقت بعض موانع درپیش ہیں کہ مین اس بہاری فرض کو ادا نہیں کر سکتا مین نے آپکی کتاب کو اول نظر مین سک ماثویہ سے اٹہایا اور غیر ملتفت دل سے دیکہا مگر مین صاف اقرار کرتا ہون کہ اس کتاب نے بڑی قوت اور پورے رعب سے تجلیل اور تکریم مجہسے حاصل کی میرا خیال غلط نکلا جو میرے دل میں تہا کہ ایک معمولی مجموعہ ہوگا جسکی ہمارے سلسلہ کو چندان ضرورت نہ ہوگی مین سچے دل اور بصیرت سے کہتا ہون کہ آپ نے میرے خیال اور گمان سے بہت ہی بڑہکر کام کیا ہے آپنے اس کتاب سے اس شدید ضرورت کو پورا کیا ہے جسکو مختلف شہرو مین ہمارے بہائی محسوس کرتے تہے۔ آپنے ہر ایک احمدی کے ہاتہہ میں گو وہ امی ہی ہو ایسا سامان دیدیا ہے کہ کبہی کسی بحث مین شیطان اسپر غالب نہیں آسکیگا۔ حضرت کے نام مختلف شہروں سے ہمارے غریب اور سادہ دوستوں کے پے در پے خط آتے تہے کہ فلان اعتراض جو مخالف کرتے ہیں۔ اسکا کیا جواب دیا جائے ایسے خطوط اس کثرت سے آتے تہے کہ جواب لکہنا دشوار ہو جاتا اور درحقیقت ہر فرد کو وہی باتیں اور مفصل باتیں تحریر کرنی جو کتابون مین بارہا لکہی جا چکی ہین بڑا مشکل امر ہو جاتا آپنے اس مشکل کو رفع کر دیا آپنے ایسا کافی مجموعہ تیار کر دیا ہے کہ اس سلسلہ عالیہ کی نسبت ہر قسم کے اعتراض کا جواب اس سے مل سکتا ہے جزاک اللہ عنی وعن الاسلام خیر الجزاء جسقدر محنت آپنے اس کتاب کی تالیف میں کی ہے خدا ہی اسکی جزا ہو کئی سو کتابون کا پڑہنا اور ان کے حوالے دینا۔ اور سندون اور شاہدون سے طالب طبیعتون کو سیر کر دینا یہ آپ ہی کا حصہ ہے ایک خصوصیت جس نے میرے دل کو زیادہ اپنی طرف مائل کیا اس کتاب میں یہ ہے کہ اس مین معقول اور منقول دونوں پیرایون کو حسن طور پر اختیار کیا گیا ہے ایک ہی وقت مین جیسے ایک مولوی اور صوفی اور کوئی اور منقولی مشرب کو پسند

قوت سی ہو جائیگا کہ اب معترض و نکتہ چین کا کیا خوف ہی میرے پاس آج کافی سامان موجود ہے خدا تعالی اسے قبول کرے اور اس نور اور حق کی اشاعت کا کامل ذریعہ اسے بنائے جسکی تائید کیلئے یہ لکہی گئی ہی پہر ایکدفعہ میرا جی چاہتا ہی کہ مین آپکو مبارکباد دون کہ آپکے ہاتہہ سے خدا تعالی نے بڑا مفید کام لیا ہے آپنے احمدی جماعت پر بڑا احسان کیا ہی خدا تعالی آپکے ساتہہ احسان کرے۔ عاجز عبدالکریم از قادیان ۱۵ جولائی

روزنامچہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان اپریل ۱۹۰۱ء

نام چندہ دہندگان — عام اغراض — مساکین فنڈ

تفصیل مبلغ للعہ آمدہ از نظیر صاحب قلات

میر عالم صاحب تہانہ دار صہ
میر ولی محمد خان صاحب کورد عہ
میر عیسیٰ خان صاحب قبولی للعہ
میر اعتبار خان صاحب نائب ڈیلادہر عہ
میر کرم خانصاحب تہانہ دار ندیلی سے
قاضی نظیر حسین صاحب عبعہ
منشی دولت خان صاحب ۲ر
سید غلام حسین صاحب چشتی سہر
سنتو مستر ۸ر
اللہ رکہا صاحب سہر منشی الہ بخش صاحب ۸ر
منشی الہ داد خان صاحب ۔ ار
محمد خانصاحب ار منشی نیک محمد پ
لالہ بالک رام صاحب عصہ
منشی وزیر علی صاحب ۸ر
سید سلطان شاہ صاحب سہر
میر مبارک خان صاحب ۲ر
میر رحیم خان صاحب ۸ر

بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۰۱ء

نواب محمد علیخان صاحب مالیر کوٹلہ ×
منشی تاجدین صاحب از لاہور ۱۰ر
سید سعید الدین صاحب از سونگرا ڈاکخانہ کیندرہ و ٹہنا ضلع کٹک ×
مولوی جانمحمد صاحب مدرس انڈونگہ سکول عہ
معرفت محمد جان صاحب چندہ عید الاضحی از وزیر آباد للعہ
〃 محمد جان صاحب از وزیر آباد لعہ
میاں سلطان موچی صاحب معرفت نور الدین از ٹانگ گلوئی بٹالین ملٹری پولیس عصہ
میاں حکم الدین صاحب بہائی 〃 〃 〃 عصہ
نور الدین صاحب از ٹانگ گلوئی بٹالین ملٹری پولیس عصہ
ضیاء الدین صاحب از قاضی کوٹ ×
قاضی محمد یوسف صاحب معرفت قاضی ضیاء الدین ×
مولوی سید احمد صاحب ساکن کولوتارڑ تحصیل حافظ آباد ×

معرفت اللہ دتا صاحب | مولوی غلام محی الدین صاحب 〃 〃
محرر کمیٹی قلعہ دیدار سنگہ ۸ر خود اللہ دتا ۵ر
فیروز الدین صاحب طالب علم مڈل سکول قلعہ دیدار سنگہ سہر ۔ متفرق ۱۵ر ×
عبد الرحمٰن صاحب اہلمد از کپورتہلہ سے ×
قیمت کتب حکیم فضل الدین صاحب کتب کمیٹی از قادیان ×
عبد الرحیم از قادیان بابت قیمت ۱۵ر پ ×
محیط اعظم و قیمت لکڑی کمیٹی خرید کردہ از نہر نواب صاحب ×
محمد بخش صاحب از کرالیانوالہ تحصیلدار صہ ×
محمد شریف صاحب اسسٹنٹ سارجن قلات صہ ×
منجانب زوجہ عزیز اللہ صاحب ×
سیر نچر یوسماسٹر از نادون ×
سید مختار احمد صاحب عصہ ×
معرفت خلیفہ نور الدین صاحب از جموں ×
〃 خلیفہ نور الدین 〃 〃 〃 ×
ضیاء الحق صاحب از کٹک عہ ×
مولوی قطب الدین صاحب از قادیان ×
منجملہ قیمت محیط اعظم تعدادی صہ سہر ×
از جماعت افریقہ معرفت محمد ابراہیم و محمد افضل و فرزند علی و بالو بخش صاحب وغیرہ ×
محمد موسیٰ رضا صاحب کین و جینٹ فیکجی کامل سٹریٹ سی اینڈ ام شٹین بنگلور سے ×
معراجدین صاحب از لاہور عصہ ×
شیخ کرم الٰہی صاحب گڈی سٹاز از لاہور عصہ ×
شیخ عبد الرشید صاحب از میرٹھہ ×
علی گوہر صاحب ٹرنیسورٹ لائن وٹنری اسسٹنٹ ٹرنیسورٹ لائن میرٹھہ عہ ×
زین الدین محمد ابراہیم صاحب از بمبئی صہ ×
محمد کرم الٰہی صاحب احمدی از پٹیالہ عصہ
امام الدین احمدی عصہ
مولوی غلام علی صاحب از جہلم ۸ر ×
مولوی عبد اللہ صاحب کشمیری ۸ر
سابق مدرس قادیان بابت قیمت محیط اعظم عصہ
کلارک نور الدین احمدی پلٹن نمبر ۲۲ پنجاب راولپنڈی ۵ر ×

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

سالانہ قیمت پیشگی ۲ عہ
مساکین اور غرباء سے ۱ عہ

الحکم

ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

چہ گویم بانو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۵	دار الامان قادیان ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء	نمبر ۲۷

کلمات طیبات حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

۲۱ جنوری سنہ ۱۸۹۸ء

"اپنی جماعت کو کچھ نصیحتیں"

بجائے خود مرض طاعون عذاب شدید ہے دوسرا قانون اس پر سخت ہے* جو دوسرا عذاب ہے اور مرض سے بھی بڑھکر ہے عورت ہو یا بچہ ہو الگ کیا جاتا ہے اور گھر کو خالی کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ اس مرض اور اس کے قانون پر غور کر کے میرے دل میں ایک درد پیدا ہوا اور میں نے تہجد میں اس کے متعلق دعا کی تو **الہام** ہوا۔ **ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم** اب خیال ہوتا ہے کہ وہ الہام جو ہوا تھا کہ **کون کہہ سکتا ہے اے بجلی آسمان سے مت گر** شاید اسی سے متعلق ہو میں تمھیں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ جو لوگ قبل از نزول بلا دعا کرتے ہیں استغفار کرتے اور صدقات دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرتا ہے اور عذاب الٰہی سے ان کو بچا لیتا ہے۔ میری ان باتوں کو قصہ کے طور پر نہ سنو میں نصحاً للہ کہتا ہوں اپنے حالات پر غور کرو۔ اور آپ بھی اور اپنے دوستوں کو بھی دعا میں لگ جانے کے لئے کہو۔ **استغفار** عذاب الٰہی اور مصائب شدیدہ کے لئے سپر کا کام دیتا ہے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ما کان اللہ لیعذبھم وھم یستغفرون** اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ اس عذاب الٰہی سے تم محفوظ رہو تو استغفار کثرت سے پڑھو۔

گورنمنٹ کو اختیار ہوگا کہ مبتلا شخص کو علحدہ رکھا جائے گویا وہ لوگ جو علحدہ کیئے جاویں گے قبروں ہی میں ہوں گے امیر و غریب مرد و عورت بوڑھے جوان کا کوئی لحاظ نہ کیا جاویگا اس لئے خدانخواستہ اگر کسی ایسی جگہ طاعون پھیلے جہاں تم میں سے کوئی ہو تو میں تمھیں ہدایت کرتا ہوں کہ **گورنمنٹ کے قوانین کی سب سے پہلے اطاعت کرنے والے تم ہو۔**

اکثر مقامات میں سنا گیا ہے کہ پولیس والوں سے مقابلہ ہوا۔ میرے نزدیک گورنمنٹ کے قوانین کے خلاف کرنا بغاوت ہے جو خطرناک جرم ہے ہاں گورنمنٹ کا بے شک یہ فرض ہے کہ وہ ایسے افسر مقرر کرے جو خوش اخلاق۔ متدین اور ملک کے رسم و رواج اور مذہبی پابندیوں سے آگاہ ہوں۔ غرض تم خود ان قوانین پر عمل کرو۔ اور اپنے دوستوں اور ہمسایوں کو ان قوانین کے فوائد سے آگاہ کرو۔ میں بار بار کہتا ہوں کہ دعاؤں کا وقت یہی ہے معلوم ہوتا ہے اس وبا نے پنجاب کا رخ کر لیا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہر ایک متنبہ اور بیدار ہو کر دعا کرے اور توبہ کرے قرآن شریف کا منشا یہ ہے

* یہ قانون اب نہیں رہا بلکہ اس میں ترمیم ہو چکی ہے۔ ایڈیٹر

کہ جب عذاب سر پر آ پڑے پھر توبہ عذاب سے نہیں چھڑا سکتی اس لئے اس سے پیشتر کہ عذاب الٰہی آکر توبہ کا دروازہ بند کر دے توبہ کرو۔ جب کہ دنیا کے قانون سے اس قدر ڈر پیدا ہوتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے قانون سے نہ ڈریں۔ جب بلا سر پر آپڑے تو پھر اس کا مزہ چکھنا ہی پڑتا ہے چاہیئے کہ ہر ایک شخص تہجد میں اُٹھنے کی کوشش کرے اور پانچوقت کی نمازوں میں بھی قنوت ملا دیں۔ ہر ایک قسم کی خدا کو ناراض کرنے والی باتوں سے توبہ کریں توبہ سے یہ مراد ہے کہ ان تمام بدکاریوں اور خدا کی نارضامندی کے باعثوں کو چھوڑ کر ایک سچی تبدیلی کریں اور آگے قدم رکھیں اور تقویٰ اختیار کریں اخلاق کی تہذیب کریں اس میں بھی خدا کا رحم ہوتا ہے۔ عادات انسانی کو شائستہ کریں۔ غضب نہ ہو تواضع اور انکسار اس کی جگہ لے۔ اخلاق کی درستی کے ساتھ اپنے مقدور کے موافق صدقات کا دینا بھی اختیار کرو۔ یطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا یعنی خدا کی رضا کے لئے مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھانا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خاص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہم دیتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جو نہایت ہی ہولناک ہے۔

قصہ مختصر دعا سے توبہ سے کام لو اور صدقات دیتے رہو تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور کرم کے ساتھ تم سے معاملہ کرے۔

اخلاقی حالت ایسی درست ہو کہ کسی کو نیک نیتی سے سمجھانا اور غلطی سے آگاہ کرنا ایسے وقت پر ہو کہ اس کو برا نہ معلوم نہ ہو کسی کو استخفاف کی نظر سے نہ دیکھا جاوے دل شکنی نہ کی جاوے جماعت میں باہم جھگڑے فساد نہ ہوں دینی غریب بھائیوں کو کبھی حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھو مال و دولت یا نسبی بزرگی پر بیجا فخر کرکے دوسروں کو ذلیل اور حقیر نہ سمجھو خدا تعالیٰ کے نزدیک مکرم وہی ہے جو متقی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم دوسروں کے ساتھ بھی پوری اخلاق سے کام لینا چاہیئے جو بد اخلاقی کا نمونہ ہوتا ہے وہ بھی اچھا نہیں ہماری جماعت کے ساتھ لوگ مقدمہ بازی کا صرف بہانہ ہی ڈھونڈتے ہیں لوگوں کے لئے ایک طاعون ہے ہماری جماعت کے لیئے دو طاعون ہیں اگر کوئی جماعت میں سے ایک شخص برائی کرے گا تو اس ایک سے ساری جماعت پر حرف آئے گا دانشمندی۔ حلم اور درگذر کے ملکہ کو بڑھاؤ۔ نادان کسی نادان کی باتوں کا جواب بھی متانت اور سلامت روی سے دو۔ یاوہ گوئی کا جواب یاوہ گوئی نہ ہو میں جانتا ہوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم میں بھی کچھ ایسی ہی حکمت عملی تھی کہ اگر ایسا نہ کرتے تو روز ماریں کھاتے پھرتے۔ رومیوں کی سلطنت تھی یہود کے فقیہ اور فریسی اس کے مقرب تھے اسوقت اگر وہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسرا گال نہ پھیرتے تو روز ماریں کھایا کرتے اور روز مقدمے ہوتے باوجودیکہ وہ ایسی نرم تعلیم دیتے تھے پھر بھی یہود انھیں دم نہ لینے دیتے تھے۔ اسوقت کی موجودہ حالت انجیل کی تعلیم ہی کو چاہتی ہوگی اسوقت ہماری جماعت کی حالت بھی قریباً ویسی ہی ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ مارٹن کلارک عیسائی کے مقدمہ میں محمد حسین نے بھی اسی کی گواہی دی اب سمجھلو کہ قوم سے بھی کوئی امید نہیں ہے رہی گورنمنٹ اسکو بھی بدظن کیا جاتا ہے اور گورنمنٹ کسی حد تک معذور بھی ہے اگر خدانخواستہ وہ بدظن ہو کیونکہ وہ عالم الغیب نہیں ہے۔ اس لئے ہم کو اکثر مرتبہ گورنمنٹ کے حضور خاص طور پر میموریل بھیجنے پڑے اور اپنے حالات سے خود اسکو مطلع کرنا پڑا۔ تاکہ اسکو صحیح اور سچے واقعات کا علم ہو۔ مناسب ہے کہ ان ابتلا کے دنوں میں اپنے نفس کو مار کر تقویٰ اختیار کریں۔ میری غرض ان باتوں سے یہی ہے کہ تم نصیحت اور عبرت پکڑو۔

دنیا فنا کا مقام ہے آخر مرنا ہے خوشی دین ہی کی باتوں میں ہے اصل مقصد تو دین ہی ہے

رمض سورج کی تپش کو کہتے ہیں رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینہ میں آیا اس لئے رمضان کہلایا میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ عرب کے لئے یہ خصوصیت نہیں ہو سکتی روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے رمض اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں۔

تفسیر القرآن

کا پہلا پارہ عہ؎ قیمت پر دفتر الحکم قادیان سے ملتا ہے۔

خط

جو حضرت اقدس جناب مسیح موعود کے حکم سے مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے مولوی عبدالرحمن صاحب عرف محی الدین لکھوکے والے کو لکھا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الۡھُدٰی

آپ کا رڈ وصول ہوا۔ سرالخلافہ کے مقابلہ کی میعاد کی نسبت حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ آپ جس قدر چاہیں اس کی توسیع ہوسکتی ہے کیونکہ ان کو کامل وثوق ہے۔ اور حضرت حق سبحانہ وتعالےٰ سے وہ مکرر الہام پاچکے ہیں۔ کہ کوئی ان کا مخالف اس کے مثل لانے سے عہدہ برآ نہ ہوسکے گا کاش اس وقت جو ایک عالم میں نزاع عظیم اور تشاجر عمیم واقع ہورہا ہے۔ آپ جو بڑے ملہم اور مستجاب الدعوات کرکے مشہور ہیں۔ نہ صرف مسلمانوں پر بلکہ تمام دنیا پر بڑا بھاری احسان کریں۔ کہ سرالخلافہ کا مقابلہ کرکے حضرت مرزا صاحب کے اس الہام کو ہی جھوٹا ثابت کریں۔ صرف اسی کی تکذیب پر جو آپ کے نزدیک کوئی متعسر امر نہیں جناب مرزا صاحب اپنے باقی تمام بڑے اور عظیم دعاوی اور بیّن دلائل اور مبرہن ثبوت چھوڑ دینے پر طوعاً راضی ہیں۔ سو اگر آپ دینی عزت اور صوفیانہ حمیّت کو کام میں لاکر اس مقابلہ اور مقاومہ کے متکفل ہوجائیں اور کافۂ اہل اسلام کو عموماً اور تمام مولویوں صوفیوں اور ملہموں کو خصوصاً اس داغ رسوائی اور فضیحت و تشویر سے مخلصی دلائیں تو آپ کا یہ کارنامہ صفحات دہر پر ہمیشہ کے لیئے یادگار رہ جائے گا۔ اس لئے کہ حضرت مرزا صاحب نے سخت سی سخت غیرت دلانے والے الفاظ اور خطرناک تحدی آمیز دعووں سے آپ کے نظیر علماء و فضلا پر پردہ در حجت ثابت کی ہے۔ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ ہر قسم کی مقابلہ میں فصاحت و بلاغت کا باب ہو۔ یا تحریر دقائق و حقائق تفاسیر قرآن شریف کا یا استجابت دعوات کا ہر باب میں اللہ تعالےٰ مخصوصاً آپ ..... کا ناصر و مولیٰ ہے۔ اور دوسرے تمام صوفی۔ ملہم۔ درویش۔ محدّث۔ فقیہ مقلد۔ غیر مقلد۔ مخذول۔ ومطرود ہیں اور کوئی ان کا مولیٰ نہیں۔ چنانچہ اس غرض سے فیصلہ آسمانی اور دیگر متعدد کتابیں عربی زبان میں لکھیں اور ہر پہلو سے اپنے منکروں کو ملزم اور ساکت کیا کیا آپ پر یہ واجب الادا دین نہیں کہ آپ اپنے دعوی ملہمیت کی قوت و استظہار سے اپنے تئیں تمام ہندیوں پنجابیوں اور غزنویوں کی طرف سے فدیہ ادا کرنے والا ثابت کریں۔ مولوی صاحب قسم بخدائے لایزال آپ کے علماء اور آپ کے ملہمین مخذول و مہجور ٹھہر گئے ہیں۔ اور اس وقت سب آپ کے مُنہ کیطرف دیکھ رہے ہیں کہ آپ کب اس خوفناک دھبہ کو دھونے کے لیئے مرد میدان بنکر نکلتے ہیں

۲۔ آپ لکھتے ہیں حضرت مرزا صاحب کی نسبت آپ کو الہام ہوا۔ اِنَّ فِرۡعَوۡنَ وَھَامَانَ اور اسی رنگ کے بعض الہامات ابتدائی وقتوں میں بھی آپ نے بعض لوگوں کو لکھے ہیں افسوس اگر آپ تقوی و طہارت کو مدنظر رکھکر غور کریں تو آپ پر کھل جائے کہ یہ سب الہامات ابتلا کے رنگ میں خود آپ اور آپ کے مثیلوں پر الٹ کر پڑتے ہیں۔ اس لئے کہ حضرت مرزا صاحب اور ان کا قلیل گروہ تو اس وقت مستضعفین کی ایک جماعت ہے۔ جو ہر طرح کے استہزاء لعن طعن اور تحقیر و تکفیر کا نشانہ بن رہے ہیں۔ اور فرعون اور ہامان ان کے مخالفین ہیں۔ جو رعونت نخوت تجبر اور تکبر سے تکفیر استیصال و ہلاکت کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ اور درحقیقت اب تک فرعونی تعلّی اور استکبار کا کوئی دقیقہ تو اُٹھا نہیں رکھا۔ چنانچہ ان سب کے اُستاذ کا اُس مصری متکبر والا وہ فقرہ جو اس نے تھوڑا عرصہ ہوا۔ اپنے رسالہ اشاعت السنہ میں لکھا تھا۔ اس کے قدیمی مصری بزرگ کو بھی پیچھے ڈالتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ۔ "ہم ہی نے اس کو (مرزا صاحب کو) اونچا کیا تھا۔ اور ہم ہی اس کو نیچے گرائیں گے"۔ اور درحقیقت جو لوگ مبعوث و مامور ہوکر دنیا میں آتے ہیں۔ وہ تو ہمیشہ حسب عادت اللہ جناب موسیٰ وھارون علیہما السلام کی طرح ضعیفوں اور مترددوں کے رنگ میں آتے ہیں۔ فرعون و ہامان کا لقب ہمیشہ سے ان کے مخالفوں کو ملتا رہا ہے۔ افسوس آپ نے کبھی اس امر میں غور نہ کی۔ کہ جس قدر الہامات آپ کو اس بارہ میں ہوچکے ہیں وہ سب محتمل المعانی ہیں۔ شاید وہ آپ کے لیئے ایک ابتلا و امتحان کے رنگ میں ہوں کیونکہ کبھی آپ کے الہام رساں نے حضرت مرزا صاحب کا نام لے کر تو آپ کو الہام نہیں کیا۔ اور جیسا اب تک آپ کے تحریر شدہ الہاموں سے ظاہر ہے۔ مرزا صاحب کے نام کو فقرہ الہام میں داخل کرکے تو آپ کو الہام نہیں دیا گیا۔ اور میں اس وقت یہ بڑی بھاری اطلاع آپ کو دیتا ہوں۔ کہ حضرت مرزا صاحب بڑے زور سے دعوی کرکے کہتے ہیں۔ کہ ان کا نام لے کر یا ان کے نام

کی طرف اشارہ کرکے ہرگز ہرگز آپ کو الہام نہ بخشا جائے گا۔

اور اگر آپ ایسا کریں گے۔ تو آپ مفتری اور منقول ٹھہریں گے۔ اور بہت جلد آپ کا* وہ تدارک ہو گا جو کاذبوں اور مفتریوں کا ہوا کرتا ہے۔

لیجئے ایک اور فیصلہ کی راہ نکل آئی۔ اور آسانی سے تصفیہ پاک ہو گیا۔ اب آپ کو قسم ہے اللہ جل شانہ کی جو آپ اس طرف توجہ نہ کریں اگر آپ صادق ملہم ہیں تو دنیائے اسلام کو اپنے الہام کی صداقت دکھائیں اور ایک عالم کو فتن محیط سے نجات دلائیں۔ یہ بات بھی قابل لحاظ ہے۔ کہ آج سے تیرہ برس پہلے **براہین احمدیہ** میں حضرت مرزا صاحب نے کئی ایک ایسے الہامات مشتہر کئے ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالے نے ان کا نام موسیٰ اور ان کے مخالفین کا نام فرعون وہامان رکھا ہے چنانچہ لکھا ہے **انت منی بمنزلۃ موسی ونری فرعون وھامان وجنودھما ما کانوا یحذرون** - پھر آئینۂ کمالات اسلام میں آپ کا یہ الہام درج ہے کہ کوئی فرعون آپ کی نسبت کہتا ہے **ذرونی اقتل موسیٰ** - پھر تحفہ بغداد میں صفحہ ۱۲ میں آپ کا یہ الہام درج ہے۔ **انت فیھم بمنزلۃ موسیٰ فاصبر علی جور الجائرین۔**

آپ اب خدا کے لئے غور کریں یہ سب الہامات آپ کے الہامات سے بہت پہلے مشتہر ہو چکے ہیں۔ ان سے کس کا موسیٰ اور کس کا فرعون ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے الہامات اور کلام میں تضاد اور تناقض جائز ہے۔ اور کیا وہ اپنی مرضی سے چاہتا ہے۔ کہ حق وباطل کو ملتبس اور مختلط کردے کہ ایک طرف تو برسوں پہلے حضرت مرزا صاحب کو جناب موسیٰ کے نام اور ان کے لوازمات سے موسوم وموصوف کرے اور دوسری طرف آپ کو انگیخت کرے کہ تم انھیں فرعون وہامان کا خطاب دو۔

درحقیقت موسیٰ وہی ہے جسے برسوں ہو گئے۔ کہ اللہ تعالے نے اس خلعت اصطفا سے مشرف فرمایا۔ اب ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے عطا کردہ عہدہ سے پشیمان ہو کر اور اس سے اُسے معزول کرکر پھر ایک ناعاقبت اندیش جلد باز کی طرح اسی کو فرعون وہامان کہنے لگے اور اس میں ذرا بھی شک نہیں۔ کہ فرعون وہامان اس موسیٰ کے اعدا ومنکر ہیں۔ جو اس وقت تمام فرعونی حیل اور مکائد اور جنود مجندہ کی امداد سے اس ضعیف وقلیل جماعت کے نیست ونابود کرنے کے درپے ہو رہے ہیں اور زور زور سے دعویٰ کرتے ہیں کہ بہت جلد ان ضعفا کو معدوم کردیں گے افسوس اگر آپ براہین احمدیہ کے تمام مختلف الہامات کو مجموعی نظر سے مطالعہ کرتے تو یقیناً آپ پر واضح ہو جاتا کہ اللہ تعالے کے نزدیک حضرت مرزا صاحب ان تمام اوصاف ومحامد کے پورے مستحق ومستوجب ہیں جن کا اب انھوں نے نہ مجدداً بلکہ بزنگ دیگر دعویٰ کیا ہے۔ اور آپ کانپ اُٹھتے اور آپ کا دل دہل جاتا۔ ایسے ناسزا خطاب دینے کے لگانے سے جو آپ ان کی نسبت لگا رہے ہیں اور ایسے ناپاک ناموں کو ان کی طرف منسوب کرنے سے جو بڑی جسارت سے آپ ان پر اطلاق کر رہے ہیں مگر رونا تو اسی بات کا ہے کہ ناحق تو آپ ایسے خطرناک اور زہرہ گداز کام میں ڈال دیں اور بڑی جرئت سے امام الکفر بنیں۔ ... مگر ایک متقی عفت شعار کی طرح یہ نہ سوچیں کہ حضرت مرزا صاحب کی تصانیف جدیدہ وقدیمہ کو بھی ایک دفعہ بغور نظر دیکھ لیں۔ ✦

مولوی صاحب۔ صوفی صاحب۔ ملہم صاحب۔ معاملہ دین وایمان کا کوئی بازیچہ طفلان نہیں ہے۔ کہ جو کچھ منہ میں آئے بیساختہ کہدیا جائے۔ ہر ایک شخص اپنے منہ کی باتوں سے پکڑا جائے گا۔ مسلمانوں کا کثیر گروہ اس طرف بھی روز بروز متوجہ ہو رہا ہے۔ بنگال۔ مدراس۔ بمبئی۔ برہما۔ ممبئی پورہ اور رنگون اور بنگلور اور پنجاب مصر۔ مدینہ منورہ۔ مکہ معظمہ۔ طائف طرابلس الشام سے صدہا خداترس مسلمان بے تابانہ شوق سے اس سلسلہ عالیہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ اور جو جس کی استطاعت ووسعت اور اختیار میں ہے مال سے۔ جان سے۔ قلم سے اس کارخانہ کی تقویت وتائید میں خرچ کر رہا ہے۔

ہزاروں روپیوں کا ماہانہ وسالانہ خرچ ان ہی جاں نثاروں اور عشاق کی امداد کی بنا پر چل رہا ہے اور دوسری طرف ایک وہ گروہ ہے جس کے چشم بد دور آپ قابل فخر سرغنہ ہیں۔ وہ اس تمام گروہ پر خلود فی النار کا فتویٰ لگاتا ہے۔ اور خود حضرت مرزا صاحب بھی کتاب تبلیغ میں فرماتے ہیں۔ کہ میں لوگوں کے سامنے دو چیزیں پیش کرتا ہوں ایک لعنت اور دوسری برکت۔ لعنت ان لوگوں کے لئے جو سوءِ ظن اور عجلت کی راہ سے میرا انکار کریں۔ اور تکفیر اور تذلیل کا قصد کریں۔ اور برکت اُن کے لئے جو میری پیروی کریں۔ ان حیرت انگیز امور کو دیکھکر اور ان جانفرسا تہدیدات کو سنکر ایک خداترس طالب حق کا فرض ہے کہ ان معاملات میں بڑے ٹھنڈے دل سے غور کرے نہ یہ کہ جلد بازی اور بے التفاتی سے بالکل ٹال ہی دے۔ یا اناپ شناپ جو کچھ منہ میں آئے کہدے۔

آپ کا فرض ہے۔ اور قسم ہے آپ کو اللہ تعالیٰ کی جو آپ اس فرض کو ادا نہ کریں۔ کہ آپ خلقت کو اگر یہ لعنت ہے تو اس سے بچانے کی

* ناظرین الحکم کو معلوم رہے کہ یہ شخص اس خط کے لکھے جانے کے بعد بہت جلد مر گیا۔ اور اس طرح پر اس کا مفتری علی اللہ ہونا ثابت ہو گیا۔ فتدبروا۔

کوشش نہ کریں - اور اگر یہ برکت ہو تو خود بھی اس سے برکت ڈھونڈیں اور دوسروں کو بھی اس نعمت عظمیٰ سے بہرہ مند کرنے کی کوشش کریں۔ اخیر میں میں چاہتا ہوں کہ کچھ الہامات حضرت مرزا صاحب کے آپ کی خدمت میں عرض کروں - اور اس سے میری غرض یہ ہے کہ آپ خائف و متقی دل لے کر ان پر غور کریں - اور اپنے ملہم سے دریافت کریں کہ ایسے الہامات حضرت مرزا صاحب کو کرنے سے اس کا کیا مطلب ہے یا اقلاً یہ کہ آیا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں یا نہیں۔

انی سامبیتك برکة واجلی انوارھا حتی یتبرك بثیابك الملوك والسلاطین - یا احمد بارك الله فیك ما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمی لتنذر قوما ما انذر اباءھم ولتستبین سبیل المجرمین - قل ان افتریته فعلی اجرامی ویمکرون ویمکر الله والله خیر الماکرین هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله لا مبدل لکلمت الله یا احمدی انت مرادی ومعی غرست کرامتك بیدی - الحمد لله الذی جعلك المسیح ابن مریم قل هذا فضل ربی وانی اجرد نفسی من ضروب الخطاب وانی احد من المسلمین - نرید ان ننزل علیك ایات من السماء ونمزق الاعداء کل ممزق حکم الله الرحمن لخلیفة السلطان فتوکل علی الله واصنع الفلك باعیننا ووحینا ان الذین یبایعونك انما یبایعون الله ید الله فوق ایدیهم - شانك عجیب واجرك قریب ومعك جند من السموات والارضین۔

انت منی بمنزلة توحیدی وتفریدی فحان ان تعان وتعرف بین الناس انت وجیه فی حضرتی اخترتك لنفسی وانت منی بمنزلة لا یعلمها الخلق - یا عبد القادر انی معك اسمع واری غرست لك بیدی رحمتی وقدرتی وانك الیوم لدینا مکین امین فضل الله عبده وبراه مما قالوا وکان عند الله وجیها ولنجعله اية للناس ورحمة منا ولنعطیه مجدا من لدنا وکذلك نجزی المحسنین انت معی وانا معك سرك سری لا تحاط اسرار الاولیاء انك علی حق مبین۔

غرض اس قسم کے سیکڑوں الہامات ہیں جو اس امام کی جلالت شان اور قبولیت عظمیٰ پر حضرت باری عز اسمہ کی جناب میں دلالت کرتے ہیں - میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ ان پر غور کریں گے اور ایک فیصلہ کرنے والی کارروائی کرنے پر صدق دل سے آمادہ ہوں گے۔ میں ہوں آپ کے جواب کا منتظر

عاجز عبد الکریم از قادیان ۱۴ اگست ۱۸۹۴ء

اس خط سے پہلے مولوی قطب الدین صاحب ساکن بدوملی نے بھی قریباً اسی مضمون کا ایک خط مولوی عبد الرحمن مذکور کی خدمت میں لکھا تھا اور حضرت اقدس امام علیہ السلام کی خدمت عالی میں پیش کر کے بھیجا تھا حضرت اقدس نے مکرر سکرر بڑے وثوق سے فرمایا کہ بیشک خدا تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ جو کوئی تیرا نام لے کر تیری مخالفت میری طرف سے الہام بیان کرے گا وہ سراسر مفتری اور کاذب ہوگا اور میں اسکو سزا دیے بغیر نہ چھوڑوں گا اور یہ فرمایا کہ جیسے آدم اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ و مسیح اور محمد علیہم الصلوۃ و السلام کے مخالفوں اور دشمنوں کا حال ہوا ہے وہ تیرے دشمنوں کا کروں گا۔

یہ الفاظ اور اسی کے مشابہ اور لفظ تھے جو حضرت امام کئی روز تک بڑے جوش سے فرماتے رہے مولوی عبد الرحمن صاحب نے باوجودیکہ بالصراحت حضرت مولوی عبد الکریم صاحب اور جناب مولوی قطب الدین صاحب اپنے خطوط میں لکھ چکے تھے کچھ بھی التفات نہ کیا اور جواب میں ایک کارڈ لکھا کہ ان دو خطوں کے وصول ہونے کے بعد مجھے یہ الہام ہوا کہ

مرزا صاحب فرعون

اللہ اللہ اس کارڈ اور اس الہام کے بعد جو الفاظ حضرت امام موعود علیہ السلام نے فرمائے وہ میری طاقت تحریر سے باہر ہیں جو اُس وقت موجود تھا اُس کا بدن خوف خدا سے کانپتا تھا اور میرا تو کچھ عجیب حال تھا اور میں اُس وقت سے گھڑی گھڑی گنتا تھا کہ کب یہ نادان اور فرعون صفت مولوی ہیٹ پڑ میدان میں غرق ہوتا ہے - اس کارڈ کے بعد جس میں یہ الہام تھا کہ مرزا صاحب فرعون ٹھیک چوتھے مہینہ ذی الحجہ کی چار تاریخ کو حج کو جاتے ہوئے راستہ میں فوت ہوگیا ابھی ایک سال بھی نہ گذرا - اسی الہام نے اسکو جتا بھی دیا کہ مرزا صاحب فرعون نہیں ہیں فرعون تو وہ ہے جو موسیٰ کے مقابلہ میں موسیٰ کے سامنے مرجائے گا اس الہام کے معنے خدا نے ہی کھول دیے۔

حضرت امام مسیح موعود علیہ الصلوۃ و السلام کی شناخت کے لئے یہ ایک عظیم الشان نشان ہے جسکو خدا نے قلب سلیم دیا ہے وہ اس میں غور کرے اور سوچے یہ مولوی کچھ بوڑھا تھا اور یا دائم المرض بھی نہ تھا بلکہ جوان اور اور مضبوط اور موٹا تازہ انسان تھا جس کی عمر ۴۰ یا ۴۲ برس کی تھی - وہی جو پہاڑ سے اپنا سر ٹکراتا ہے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔

خاکسار محمد سراج الحق نعمانی جمالی ۱۰ جولائی ۱۹۰۱ء

ڈائری

حضرت اقدس امام علیہ السلام

مرتبہ جناب مفتی محمد صادق صاحب

تمہید

۱۷ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء کی رات کو حضرت اقدس مقدمہ دیوار پر گورداسپور گئے ہوئے تھے جس کی کیفیت ایڈیٹر صاحب ہدیہ ناظرین کر رہے ہیں۔ اُس رات کو گرمی کی شدت تھی اکثر لوگ بیخوابی سے پریشان ہو رہے تھے۔ آدھی رات کا وقت تھا حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جو جماعت انبیاء کی طرح فطرتاً آگ سے پناہ چاہنے والے اور برد میں سلامتی چاہنے والے ہیں اپنے بالاخانہ پر ٹہل رہے تھے کہ آپ کو ٹھنڈے پانی کی خواہش ہوئی۔ کوچہ میں چند نوجوان احتیاطاً حفاظت کے لئے پہرہ دے رہے تھے اللہ تعالیٰ اُن کو جزائے خیر دے مولوی صاحب نے اُن کو فرمایا کہ کوئی ایسا باہمت تم میں ہے جو تازہ ٹھنڈا پانی کنوئیں سے لائے ایک جوان حصول ثواب کا خواہشمند دوڑا ہوا گیا اور پانی لے آیا مگر مولوی صاحب تیسری چھت پر اور دروازے بند ناچار مولوی صاحب نے اوپر سے کپڑا لٹکایا اور پانی اوپر کھینچا مولوی صاحب نے پانی پیا اور فرمایا کہ اتنی دیر میں پانی کی آب جاتی رہی ہے۔ یہ سارا قصہ صرف اس آخری فقرہ کی خاطر میں نے بیان کیا ہے جو حضرت مولوی صاحب کے منہ سے نکلا ہے اللہ اللہ اگر تم چشمہ کے سر پر بیٹھ کر چشمہ کا پانی پیو تو اُس کی کیا کیفیت ہوتی ہے اور اگر اُس پانی کو دور لے جاؤ اور اُس پر بہت زمانہ گذر جائے تو پھر رفتہ رفتہ اُس کی کیا حالت ہو جاتی ہے شریعت کی مثال بھی عالم کشف میں پانی کے ساتھ ہے۔ دیکھو یہود کا حضرت عیسیٰ کے زمانہ تک کیا حال ہوا اور پھر نصارا و یہود نے آنحضرت ؐ کے وقت کیا کیا کرتوتیں دکھائیں۔ دور کیوں جاؤ اس زمانہ میں مسلمانوں نے حضرت امام مہدی کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ یہ لوگ چشمہ ہدایت سے ایسے نفرت کرنیوالے اور دور بھاگنے والے ہوئے کہ قرآن کے ہوتے ہوئے ان کے پاس کوئی قرآن نہیں اور نور کے ہوتے ہوئے ان کے درمیان کوئی نور نہیں۔ یہ سب اسوجہ سے ہے کہ یہ لوگ اس چشمہ سے دور جا پڑے ہیں ورنہ شریعت کا پانی ابتک ویسا ہی صاف اور پاک ہے جیسا کہ پہلے تھا جس کا جی چاہے مسیح موعود کے قدموں میں رہ کر اس بات کو آزمالے صدق اور اخلاص کے ساتھ اس پاک امام کی صحبت انسان کو کیا کچھ انعام کا مستحق کرتی ہے۔ اس پاک اور خدانما مجلس کی گفتگو کا ایک ادنیٰ سا نمونہ تم اس ڈائری میں دیکھتے ہو اور اسکی مثال بھی اُسی پانی کی سی ہے جو چشمہ سے دور کسی کے واسطہ بھیجا جائے اول تو سب باتوں اور کیفیتوں اور حالات کو انسان لکھ ہی کیا سکتا ہے پھر اگر لکھا بھی جاتا ہے تو اصل الفاظ سارے کے سارے بعینہ کہاں محفوظ رہتے ہیں بعض دفعہ حضرت اقدس کی بات کا صرف مطلب ہی مجھے یاد رہتا ہے جو میں اپنے لفظوں میں لکھ لیتا ہوں اور بعض دفعہ حضرت کے الفاظ بعینہ یاد بھی رہتے ہیں یا اکثر ساتھ ساتھ لکھ لئے جاتے ہیں مگر پھر وہ بات کہاں جو موجودگی میں حاصل ہوتی ہے۔ حاضر و غائب کیونکر یکساں ہو سکتے ہیں۔ اپنا حرج کر کے امام کی خدمت میں اکثر آنے والے اور اپنے دنیوی فوائد کو مقدم رکھکر گھر میں بیٹھ رہنے والے کیونکر برابر ہو سکتے ہیں۔ میرے دوستو اُٹھو کمر ہمت چست کرو دنیا کے خیالات کو لات مارو۔ دعا مانگو کہ امام کی خدمت میں اکثر رہنے کی تمھیں توفیق حاصل ہو۔ اب میں ڈائری شروع کرتا ہوں۔

ڈائری

۱۹ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء۔ حافظ محمد یوسف صاحب کا ذکر آیا کہ بعض باتوں پر اعتراض کرتے تھے فرمایا کہ ان کو تو سرے سے سب باتوں پر انکار ہے۔ جب کہ قرآن شریف نے صداقت نبوت محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں لو تقول والی دلیل پیش کی ہے اور حافظ صاحب اس سے انکار کرتے ہیں تو پھر کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ای محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر تو اپنی طرف سے کوئی بات بنا کر لوگوں کو سنائے اور اسکو میری طرف منسوب کرے اور کہے کہ یہ خدا کا کلام ہے حالانکہ وہ خدا کا کلام نہ ہو تو تو ہلاک ہو جائے گا۔ یہی دلیل صداقت نبوۃ محمدیہ مولوی آل حسن صاحب اور مولوی رحمت اللہ صاحب نے نصاریٰ کے سامنے پیش کی تھی جو وہ اُس کا کوئی جواب نہ دے سکے اور اب یہی دلیل قرآنی ہم اپنے دعویٰ کی صداقت میں پیش کرتے ہیں۔ حافظ صاحب اور اُن کے ساتھی اکبر بادشاہ کا نام لیتے ہیں مگر یہ اُن کی سراسر غلطی ہے تقول کے معنے ہیں کہ جھوٹھا کلام پیش کرنا اگر اکبر بادشاہ نے ایسا دعویٰ کیا تھا تو اُس کا کلام پیش کریں جس میں اُس نے کہا ہو کہ مجھے خدا کی طرف سے یہ یہ الہامات ہوئے ہیں۔ ایسا ہی روشن دین جالندھری اور دوسرے لوگوں کا نام لیتے ہیں مگر کسی کے متعلق یہ نہیں پیش کر سکتے کہ اُس نے کونسے جھوٹے الہامات شائع کئے ہیں۔ اگر کسیکے متعلق ثابت شدہ معتبر شہادت کے ساتھ حافظ صاحب یا اُن کے ساتھی یہ ثابت کر دیں کہ اُس نے جھوٹھا کلام خدا پر لگایا حالانکہ خدا کی طرف سے

وہ کلام نہ ہو اور پھر ایسا کرنے پر اُس نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی برابر عمر پائی ہو یعنی ایسے دعوے پر ۲۳ سال زندہ رہا ہو تو ہم اپنی ساری کتابیں جلا دیں گے۔ ہمارے ساتھ کینہ کرنے میں ان لوگوں نے ایسا غلو کیا ہے کہ اسلام پر ہنسی کرتے ہیں اور خدا کے کلام کے مخالف بات کرتے ہیں۔ گو ان کی ایسی بات کرنے سے قرآن جھوٹا ہوتا ہو پھر بھی ہم کو جھٹلاتے ہیں۔ مگر تعصب بُرا ہے۔ ایسی بات بولتے ہیں جس سے قرآن شریف پر زد ہو۔ ہمارا تو کلیجہ کانپتا ہے کہ مسلمان ہو کر ایسا کرتے ہیں۔ ایک تو وہ مسلمان تھے کہ بظاہر ضعیف حدیث میں بھی اگر سچائی پاتے تو اُسکو قبول کرتے اور مخالفوں پر حجت میں پیش کرتے اور ایک یہ ہیں کہ قرآن کی دلیل کو نہیں مانتے۔ ہم تو حافظ صاحب کو بُلاتے ہیں کہ شائستگی سے خلق و محبت سے چند دن یہاں اگر رہیں ہم اُن کا حرجانہ دینے کو طیار ہیں نرمی سے ہمارے دلائل کو سُنیں اور پھر اپنا اعتراض کریں مولوی احمد اللہ صاحب کو بھی بیشک اپنے ساتھ لائیں)

بابو محمد صاحب نے عرض کی کہ حافظ محمد یوسف صاحب اعتراض کرتے تھے کہ مولوی عبد الکریم صاحب نے الحکم میں یہ کفر لکھا ہے کہ یہ وہ احمد عربی ہے فرمایا۔

(حافظ صاحب سے پوچھو کہ براہین احمدیہ میں جو میرا نام محمد لکھا ہے اور مسیح بھی لکھا ہے اور تم لوگ اسکو پڑھتے رہے اور اُس کتاب کی تعریف کرتے رہے اور اُس کے ریویو میں لمبی چوڑی تحریریں کرتے رہے تو اُس کے بعد کون سی نئی بات ہوئی ہے۔ مولوی نذیر حسین دہلوی نے اُس کتاب کے متعلق خود میرے سامنے کہا تھا کہ اسلام کی تائید میں جیسی عمدہ یہ کتاب لکھی گئی ہے ایسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی اُسوقت منشی عبد الحق صاحب بھی موجود تھے اور بابو محمد صاحب بھی موجود تھے۔ یہ وہ زمانہ براہین کا تھا جب کہ تم خود تسلیم کرتے تھے کہ اس میں کوئی بناوٹ وغیرہ نہیں اگر یہ خدا کا کلام نہ ہوتا تو کیا انسان کے لئے ممکن تھا کہ اتنی مدت پہلے سے اپنی پٹری جمائے اور ایسا لمبا منصوبہ سوچے۔ اب چاہیئے کہ یہ لوگ اس نفاق کا جواب دیں کہ اُس وقت کیوں ان لوگوں کو یہی باتیں اچھی معلوم ہوتی تھیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ مہدی جو آنے والا ہے اُس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام اور اُس کی ماں کا نام میری ماں کا نام ہوگا اور وہ میرے خلق پر ہوگا۔ اس سے آنحضرت ؐ کا یہی مطلب تھا کہ وہ میرا مظہر ہوگا جیسا کہ ایلیا نبی کا مظہر یوحنا نبی تھا۔ اسکو صوفی بروز کہتے ہیں کہ فلاں شخص موسیٰ کا مظہر اور فلاں عیسیٰ کا مظہر ہے۔ نواب صدیق حسن خاں نے بھی اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ **اٰخرین منھم** سے وہ لوگ مراد ہیں جو مہدی کے ساتھ ہوں گے اور وہ لوگ قائم مقام صحابہ کے ہوں گے اور اُن کا امام یعنی مہدی قائم مقام حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہوگا)

فقط

مسلمانوں کا خدا اور اس کے حضور میں دعا

ایک

مختصر سا لطیف رسالہ ہے۔ جو ہر مسلمان کو پڑھنا چاہیے۔

قیمت صرف ۲/

دفتر الحکم قادیان سے لو۔

غور طلب باتیں

انبیاء علیہم السلام اس بات پر بہت حریص ہوتے ہیں کہ ہر ایک نیکی اور تقویٰ کے کام کو عملی نمونہ کے پیرایہ میں لوگوں کے دلوں میں بٹھا دیں پس بسا اوقات وہ تنزل کے طور پر کوئی ایسا نیکی اور تقویٰ کا کام بھی کرتے ہیں جس میں محض عملی نمونہ دکھانا منظور ہوتا ہے اور ان کے نفس کو اس کی کچھ بھی حاجت نہیں ہوتی جیسا کہ ہم **قانون قدرت** کے آئینہ میں یہ بات حیوانات میں بھی پاتے ہیں مثلاً ایک مرغی صرف مصنوعی طور پر اپنی منقار دانہ پر اس غرض سے مارتی ہے کہ اپنے بچوں کو سکھاوے کہ اسطرح پر دانہ زمین پر سے اُٹھانا چاہیئے۔ سو عملی نمونہ دکھانا کامل معلم کے لئے ضروری ہوتا ہے اور ہر ایک فعل معلم کا اس کے دل کی حالت کا معیار نہیں ہوتا۔

محبت کا اصل مفہوم یہ ہے کہ محبوب کے رنگ سے رنگین ہو جاوے یاد رکھو محبت بجز خدا تعالیٰ اور صلحا کے جائز نہیں ہے بلکہ سخت حرام ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **والذین امنوا اشد حبا للہ** قرآن شریف کی تو یہ تعلیم ہے **یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم** یعنی یہود و نصاریٰ اور ہر ایک ایسے شخص سے جو مومن اور صالح نہیں محبت مت کرو۔ مگر انجیل نے یہ تعلیم دی ہے جس پر عیسائی ناز کیا کرتے ہیں کہ اپنے دشمنوں سے پیار کرو۔ جبکہ محبت اور پیار کی حقیقت یہ ہے کہ محبوب کے قول اور فعل اور عادت اور خلق اور مذہب کو رضا کے رنگ میں دیکھیں اور اس پر خوش ہوں اور اس کا اثر اپنے دل پر ڈالیں اور ایسا ہونا مومن

سے کافر کی نسبت ہرگز ممکن نہیں ہاں مومن کافر پر شفقت کرے گا اور تمام دقائق ہمدردی بجا لائے گا اور اس کی جسمانی اور روحانی بیماریوں کا غمگسار ہو گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ تم عام لوگوں سے ہمدردی کرو۔ بھوکوں کو کھلاؤ۔ غلاموں کو آزاد کرو ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی یعنی خدا تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ عدل کرو۔ اور عدل سے بڑھکر یہ کہ احسان کرو غرض انجیل اور قرآن کی تعلیم میں یہ بیّن امتیاز ہے کہ انجیل اپنے دشمنوں کے ساتھ محبت کا حکم دیتی ہے جس کا مفہوم محبوب کے اوضاع اور اطوار کو اختیار کر لینا ہے اور قرآن مودت کا جس کا مطلب ہے خیر خواہی اور ہمدردی

مسیح کے آخری الفاظ جو انجیل سے ثابت ہوتے ہیں یہ ہیں ایلی ایلی لما سبقتانی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھکو کیوں چھوڑ دیا اور انجیل کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موت سے بچنے کے لئے ساری رات دعا کرتا رہا ہے اور اوروں کو بھی دعا کرنے کے واسطے کہا گویا چند روزہ زندگی سے ایسا پیار کیا کہ ساری رات زندہ رہنے کے لئے اور موت کا پیالہ ٹل جانیکے واسطے دعائیں مانگتا رہا بلکہ سولی پر بھی رضا اور تسلیم کا کلمہ منہ سے نہ نکلا۔ برخلاف اسکے ہمارے سید و مولےٰ نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم نے تو آپ دنیا سے جانے کے لئے دعا کی کہ الحقنی بالرفیق الاعلیٰ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا اب میں اس جگہ رہنا نہیں چاہتا میں اپنے خدا کے پاس جانا چاہتا ہوں اب مسیحؑ کے آخری الفاظ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے آخری الفاظ کا موازنہ کرو!!! اول الذکر خدا کا شکوہ کرتا ہے دوسرا اللہ تعالےٰ کے حضور جانے کا آرزومند ہے

فری تھنکر کہتا ہے کہ اگر خدا کو دنیا میں جسم ہی لینا منظور تھا تو اس بات کی کیا ضرورت تھی کہ وہ عورت کے پیٹ سے ہی پیدا ہوتا؟ کیونکہ گو وہ بن باپ ہی پیدا ہوا ہو لیکن عورت کے پیٹ سے پیدا ہونے کی وجہ سے کم از کم باپ کے ہونے کا احتمال تو ہو سکتا ہے اس لئے چاہیئے تھا کہ وہ مرد ہی کے پیٹ سے نکلتا تا کہ اس قسم کا احتمال بھی نہ ہو سکتا۔ کیا عیسائی جو خدا کو یسوع کے جسم میں حلول کرنے والا مانتے ہیں اس خیال کی کوئی لطیف توجیہ کر سکتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ مومن اور کافر کے مقابلہ میں ہمیشہ مومن ہی کو فتح دیتا ہے اور اس کی ہی نصرت فرماتا ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وکان حقا علینا نصر المومنین مومنوں کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے پھر تعجب کی بات ہے کہ جبکہ امام الزمان حضرت مسیح موعود و مہدی معہود نے اپنے مخالفوں کو للکار کر اپنے مقابلہ کیلئے بلایا ہے پھر وہ اگر اپنے آپکو کامل مومن سمجھتے ہیں اور انکو خدا تعالیٰ کی کامل کتاب پر ایمان ہے تو انھوں نے کیوں حضرت اقدس کی ہر دعوت پر لبیک نہیں کہا ان کا لبیک نہ کہنا اور میدان میں نہ آنا صاف اس امر کی دلیل ہے کہ حق حضرت اقدس مسیح موعود کے ساتھ ہے اور تائیدات الٰہیہ اس کے شامل حال ہیں۔

مصر کے اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں میں بھی واقعات پیش آمدہ کے لحاظ سے اس ضرورت کو محسوس کیا جاتا ہے کہ

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

مگر کیا انھیں معلوم نہیں ہے کہ پنجاب میں ایک شخص **میرزا غلام احمد قادیانی** ایدہ اللہ بنصرہ نے خدا تعالےٰ سے الہام پاکر **مسیح موعود** اور **مہدی معہود** کا دعویٰ کیا ہے تیس ہزار سے زیادہ لوگوں نے اسکو قبول کیا ہے جس میں بڑے بڑے عالم فاضل فقرا مشائخ گریجوایٹ وکیل گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ دار رئیس نواب تاجر اور عوام شامل ہیں جسکی تائید میں ہزاروں نشانات ظاہر ہو چکے ہیں جس کی صدہا پیش گوئیاں پوری ہو چکی ہیں۔ مخالف الرائے علماء سے فیصلہ کرنے کے لئے اس نے یہ طریق مقرر کیئے کہ آؤ قرآن کریم کی اعلےٰ درجہ کی فصیح و بلیغ عربی زبان میں تفسیر لکھ لو + قبولیت دعا میں مقابلہ کر لو۔ پیش گوئیوں میں مقابلہ کر و میرے لئے بد دعائیں کرکے دیکھ لو۔ کسی شخص کو جرأت نہیں ہوئی کہ مقابلہ کے لئے میدان میں نکلتا غالباً اہل مصر اس خوشخبری کو سنکر بہت جلد متوجہ ہوں گے۔ اس نے عربی زبان میں نور الحق سر الخلافہ۔ تحفہ بغداد حمامۃ البشریٰ لاھل مکۃ و صلحاء ام القریٰ۔ اعجاز المسیح۔ کرامات الصادقین التبلیغ المکتوب وغیرہ عجیب کتابیں لکھی ہیں۔ اس کا پورا پتہ یہ ہے

قادیان۔ گورداسپور پنجاب۔ ہند۔

میرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود۔

بقیہ مضمون

نذیر احمد صاحب وکیل اور ڈاکٹر رحمت علی صاحب کی خط وکتابت پر ایک نظر

اب موقع تھا کہ آپ کے مسلک پر کاربند ہو جاتا اس لیے کہ اس پالیسی (مرنج مرنجاں) کی خلاف ورزی مکہ میں کافی سبق پڑھا چکی تھی۔ مگر یہاں بھی اہل کتاب کے مذہب میں مداخلت شروع کر دی کبھی سورہ بقرہ میں یہود کے معائب مذکور ہونے شروع ہوئے۔ کبھی تثلیث اور کفارہ اور الوہیت مسیح کے بطلان پر خوفناک حربے چلنے لگے۔ مدینہ کے یہود الگ ناراض ہوئے شام اور روم کے عیسائیوں میں الگ خوفناک جوش پھیلا۔ فارس کے اہرمن اور یزداں یا نور وظلمت کے پرستاروں کے خرمن میں الگ آگ لگا دی۔ غرض مدینہ میں پہونچکر تو ساری دنیا کی بھڑوں کے چھتوں کو چھیڑ دیا۔

فرمائیے وکیل صاحب بی اے صاحب پورے جنٹلمین صاحب۔ اس واعظ کو اور اس کی جنس کے لاکھوں کو آپ کیا کہتے ہیں۔ صاف صاف فرمائیے کیا انھوں نے زندگی کی کسی گھڑی میں اس آپ کے پسندیدہ مسلک "مرنج مرنجاں" پر کبھی عمل کیا۔ کیا کسی راست باز نے قوم کو خطاب کر کے یہ کہا کہ مذہبی معاملہ میں میرا مسلک مرنج مرنجاں ہے ہاں دنیوی اور ذاتی معاملوں میں کسی اپنے بیگانہ کے حقوق کی میں پروا نہیں کرتا۔ اور کیا انکا وہ طریق عمل جائز اور پسندیدہ تھا۔ اس زمانہ کی جدید روشنی اور سویلزیشن ایسی پر جوشش اور اتفاق برہمزن اور مذہبی معاملات میں دراندازی کرنے والوں کے حق میں کیا فتویٰ دیتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ مسلک بے غیرتوں اور بے باکوں کا مذہب ہے جنھیں خدا اور رسول اور دین حق کی بے عزتی کی کوئی پروا نہیں ہوتی ایک چپہ زمین کی خاطر جانیں لڑا دیں اور جذبات اور شہوات کے خلاف کرنے والے پر ازالہ حیثیت عرفی کے مقدمات کھڑے کر دیں مگر خدا اور رسول کی سخت سے سخت بے عزتی اور بے ادبی دیکھکر یوں کان بند کر لیں اور آنکھیں میچ لیں کہ گویا مُردے ہیں ان میں کوئی حس وحرکت ہی نہیں۔ خدا نے قرآن کریم میں یہود کے زوال کے اسباب یعنی ان کی بغاوت اور حسد اور قتل انبیا اور سیاہ بدکاری کی جڑ اسی بات کو قرار دیا ہے کہ انھوں نے اپنی سوسائیٹیوں میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چھوڑ دیا اور چھوٹے بڑے سب کے سب ایک دوسرے کے ناپاک اعمال پر راضی ہو گئے۔ چنانچہ فرماتا ہے کانوا لا یتناھون عن منکر فعلوہ لبئس ما کانوا یصنعون اور یہود کی تباہی اور نکال عبرت کا سبق لیکر مسلمانوں کو تعلیم دی گئی ہے کہ فلتکن منکم امۃ یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر

جب تک اس مسلک پر، جو مرنج مرنجاں مسلک کا گردن زن مسلک تھا مسلمانوں کا عمل رہا تباہی کے وہ اسباب پیدا نہ ہوئے جو ہمیشہ سے قوموں کی ہلاکت اور بربادی کا یگانہ اور کلی سبب ہوئے ہیں یعنی فسق وفجور۔ آج بدقسمتی سے کثیر گروہ اس قسم کے مصلحوں کا نمودار ہو گیا ہے جو اس نابکار مسلک کو قومی ترقی اور فلاح کی اصل قرار دیتے ہیں۔ سب سے پہلے (میرے خیال میں) یہ مزدکی اصطلاح (مرنج مرنجاں) اسی چودھویں صدی میں میاں ا۔ د گجراتی کے صلح کل قلم سے نکلی۔ پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی تعریف میں سخن آرائی کرتے ہوئے آپ نے یہ جامع مانع اور قول دار فقرہ آپ کے حق میں فرمایا کہ پیر صاحب کا مشرب ہمیشہ مرنج مرنجاں رہا ہے۔ مجھے اسوقت یہ فقرہ پڑھکر افسوس ہوا کہ پیر صاحب کو بدقسمتی سے ایسے نادان دوست ملے ہیں جو مدح کے پیرایہ میں ان کی وہ ہجو کر جاتے ہیں جو قادح مفتری کی وسعت میں بھی نہیں ہوتی۔ ایک واقف کار مادح کی مدح کو سنکر مجھے اس نتیجہ پر پہونچنے میں ذرا بھی تردد نہ رہا کہ پیر صاحب کی زندگی کی رفتار صلحا اور اتقیا کے منہاج پر نہیں۔ یا بہت صاف طور پر یوں سمجھو کہ خداوند حکیم کی سنت کے قطعاً خلاف ہے۔ خدا نے خود انبیا کی بعثت اور ان کے منہ میں اپنا کلام دینے کی بنیاد ڈالی۔ اسی سے امر معروف اور نہی منکر کا طریق نکلا۔ اس سے لوگوں کے خیالات اور رسوم اور مذاہب اور ارباب میں چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی۔ اور پھر اس سے کشت وخون کے وہ ہنگامے اور حشر برپا ہوئے جنکی نظیر وہ کارنامے خود آپ ہی ہیں۔ راست باز درویش اور صوفی ہمیشہ اسی چشمہ صافی سے سیراب ہوتے رہے ہیں۔ چنانچہ یہ بات مسلم ہے کہ ہندوستان اور شمالی جبلی ملکوں میں اسلام کی اشاعت صرف درویشوں اور صوفیوں کی تبلیغی دعوۃ سے ہوئی۔ اسلام کا بار آور درخت ہند کی سرزمین میں انہی لوگوں کی دست سعی کا لگایا ہوا اور انہی پاک نفس راست بازوں کے آب دیدہ اور نور قلب اور حرارت توجہ اور عقد ہمت سے تربیت یافتہ ہے جو لاہور اور ملتان اور اجمیر اور دیگر بلاد میں خدا کے رضوان کے روضوں میں آرام گزیں ہیں۔ پھر یہ کیسے ان بزرگوں کے نام لیوا اور ان کے سجادوں پر بیٹھنے والے ہیں جنھوں نے سناتن دھرم اور دتے شاہیوں اور مزدکیوں کے مشرب کو اختیار کر لیا ہے اور اپنے اعمال اور اقوال (مرنج مرنجاں) سے ان برگزیدوں کے ایمان اور عمل کی

تکذیب و تفضیح کرتے ہیں۔ خدا کے تمام برگزیدوں کی اصطلاح میں بڑا بدبخت اور شقی ہے وہ شخص جس کی سب لوگوں سے موافقت ہو اور اہل ملل و نحل متفقاً اُس کی تعریف و تمجید میں رطب اللسان ہوں۔ خدا کا ایک مشہور ولی ایک دفعہ کسی نیک مرد کے جنازہ پر حاضر ہوا جس کی نسبت نیک تعریفیں اُس کے کان تک پہونچی تھیں۔ وہاں پہنچکر دیکھا کہ سب لوگ اُسے نیک یاد کر رہے ہیں۔ نصرانی بھی مدح کرتے ہیں اور مجوسی بھی یہی کہتے ہیں کہ خوب آدمی تھا۔ کیسا صلح کل اور مرنج مرنجاں مشرب کا شخص تھا۔ یہ ولی جس کا قدم منہاج نبوۃ پر تھا بڑی نفرت اور افسوس کے ساتھ وہاں سے اُلٹا پھر آیا اور کہا اگر میں جانتا کہ اس شخص نے نفاق اور مداہنت سے زندگی بسر کی ہے تو میں اس کی موت کی خبر سنکر گھر سے باہر قدم نہ رکھتا۔

غرض یہ ہے راہ تمام راست بازوں کی جنھیں خدا کے کلام نے نبی اور صدیق اور شہید اور صالح فرمایا ہے۔ ممکن ہے کہ اس زمانہ کے آتشیں طبع (مگر دین میں سرد اور بے جوش) جلدباز حقیقت ناشناس نوجوان جنھوں نے نفاق اور زور اور دجل کا نام پالیسی اور نیشنلٹی رکھا ہوا ہے اس بات کو سنکر گھبرا اُٹھیں مگر حق اور حقیقت یہی ہے۔ اور تمام متمدن دنیا کا اضطراراً یا اختیاراً مسلک اور مشرب یہی ہے اور کبھی کوئی نیشن نیشن نہیں بنی جب تک انبیا کی متعصب اور پر حمیت پالیسی پر عمل نہیں کیا گیا۔ اس مسلک (مرنج مرنجاں) کی خرابی اور خذلان کی اس سے زیادہ اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ کبھی یہ دستور العمل بن نہیں سکا۔ وہ جن لوگوں نے بے سوچے اس فقرہ کو تراشا ہے اور زبانوں نے اس کا مزہ لیا ہے۔ عمل اور برتاؤ کا شرف اسے کبھی نہیں ملا۔ اس وقت ہمارے سامنے وہی شخص ہیں جنکے صدف دہن سے یہ گراں بہا موتی نکلے ہیں کیا خود ان فلاسفروں نے اس فلسفی مقولہ پر کبھی عمل کیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ کم سے کم ان بزرگوں سے تو ایسی توقع ہونی چاہیئے تھی۔ ان ہی عالی ہمتوں نے نوشیرواں کے بیداد کے تخییر لاغر مزدک کی مردہ سنت کو صدیوں کے بعد دوبارہ زندہ کیا تھا۔ یہ اس سنت کے پیغمبر اور مزدک کی طرف سے اولوالعزم مرسل تھے۔ انھیں ضرور اس امر کا پاس مناسب تھا کہ خود عملی رنگ میں اس مقولہ کو دکھاتے۔ مگر وہ اس ناشدنی بات کو مُنہ سے نکالتے اور سفید کاغذ کے مُنہ پر تحفر کرتے وقت بھول گئے۔ سچ ہے ناراستی اور نافرجامی اور ناعاقبت اندیشی ساتھ ساتھ جاتی ہیں۔ راستی کا دشمن اور دروغ کا دوست بہت جلد اپنی مُنہ کی بات سے پکڑا جاتا ہے۔ یہ میاں ا۔ د گجراتی جنھیں اس سنت سیئہ کے دوبارہ زندہ کرنے کا فخر حاصل ہے وہ ہیں جنکی کوششوں سے شحنہ ہند کے ضمیمہ کو وہ عزت ملی ہے کہ اشاعت سنہ بٹالہ اور جعفر زٹلی لاہور اُس چلتے پرزہ پرچہ میں اِن کو پورسٹ (منضم) ہو گئے ہیں۔ جناب مرنج مرنجاں صاحب کبھی تو چودھویں صدی میں خدا کے مسیح موعود (علیہ سلام اللہ والملائکۃ والمومنین) کی نسبت خوب پیٹ بھر کر گالیاں نکالتے ہیں اور کچھ اُس مواد کا بقیہ جو انتڑیوں میں رہ جاتا ہے تو اُسے ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ کے کاسہ میں الٹ دیتے ہیں۔ ایک بادلے مخلوق کی طرح بیتاب اور سر آشفتہ اور سراسیمہ وارہی دھن میں بل کھاتے رہتے ہیں کہ کسی طرح زبان اور قلم سے خدا کے مسیح اور اُسکے انصار کو رنج پہونچائیں۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ تو مرنج مرنجاں ریفارمیشن کے پہلے محرک تھے ان کے مُنہ پر کس نے چھینٹے مارے تھے کہ چونک کر یوں بڑبڑانے اور پھر اتاب شتاب مُنہ سے نکالنے لگ گئے۔ اگر وہ عذر میں یہ پیش کریں کہ انھوں نے اپنے کسی پیشوا کی بے عزتی اور تردید دیکھ کر بے صبری سے ایسا کیا اور انتقام لیا ہے تو انھوں نے صاف صاف اپنی تکذیب آپ کردی اور بلاشبہ ثابت کردیا کہ وہ نابکار فقرہ قطعاً ناقابل عمل ہے۔ پھر افسوس اور ہزار افسوس ہے ہول کی عزت اور قبول کو نظر میں رکھ کر خدا کے برگزیدہ مسیح موعود پر حملہ کرتے ہیں اور شکایت کرتے ہیں کہ کیوں اُس نے ثبوت کے منہاج پر تبلیغی دعوت کی بنیاد ڈالی اور کیوں باطل مذہبوں کو ان کے اصول کی کمزوری اور عیوب پر آگاہ کیا اور کیوں باطل کا شیرازہ کھول کر رکھدیا۔ اگر خدا کی عادت اور انبیا کی سُنت اور صلحائے اُمت کی سیرت پر عبور اور ایمان ہوتا تو آج اس مداہنہ اور نفاق کے زمانہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کی حقیت اور مستجاب اللہ ہونے کی شناخت کسقدر آسان تھی۔ دیکھا جاتا اور بڑی صفائی سے پتہ لگ جاتا کہ ایک ہی شخص ہے آسمان کے نیچے زمین کے اوپر اسلام کے ربع مسکون میں ایک ہی شخص ہے جو اولوالعزم نبیوں اور مرسلوں کی طرح پھاڑ پھاڑ کر حق اور حقیقت کو بیان کرتا اور تمام ملل باطلہ پر اسلام کی حجت پوری کرتا اور بطلان کو حق کے مقابلہ میں سرنگوں کر رہا ہے اس راہ میں کسی ترہیب اور ترغیب نے اس کے قدم میں جنبش پیدا نہیں کی۔ لوگوں نے بار بار منت سے درخواست کی کہ اگر وہ چاہے تو سورج کو اُس کے دائیں ہاتھ میں اور چاند کو بائیں ہاتھ میں رکھدیں مگر اُس نے خدا کے امر کی تبلیغ میں سستی اور مداہنہ پسند نہ کیا۔ اُس کی

جان پر - آبرو پر - مال پر - تباہی اور مقدمے برپا کئے گئے مگر اُس کے بل میں کوئی کمی نہ آئی - آہ آہ کس قدر کھلی بات تھی اور ایمان لانے کی راہ کیسی صاف تھی مگر مداہنت اور نفاق کی بری پالیسی کے اتباع نے دلوں پر ایسا قابو رکھا کہ حق کے نور کو اُن میں داخل نہ ہونے دیا - فالی اللہ المشتکی -

دوسرے جوانمرد میاں نذیر احمد پلیڈر ہیں جنھوں نے اس مسلک کی پرزور حمایت کی ہے اور بڑے فخر سے فرمایا ہے کہ مذہب کے معاملہ میں میرا مسلک ہمیشہ مرنجاں مرنج رہا ہے - کوئی تو خدا کے لئے غور کرے اور اس جنٹلمین بی اے ال ال بی سے پوچھے کہ پیارے بھانجے نے جوش محبت سے یا بچپن کے جذبہ اور جلدی سے آپ کو پرائیوٹ طور پر ایک بات کہی تھی اور کتاب بھیجی تھی - یہ کیا آپ کو سوجھی اور کس غرض کو آپ نے مدنظر رکھ لیا کہ چودھویں صدی میں حضرت مسیح موعود کے دلائل اور دعووں کا رد چھاپ کر اپنے منہ بولی مرنج مرنجاں پالیسی پر خاک ڈالکر ایک معزز اور گرامی اور کثیر جماعت کو رنج پہونچایا - اور جوش اور اشتعال کی رَو کی زد سے نکلنے کی طرح یہ تکلف کر جھوٹی منطق اور زشت شکلیں ایجاد کیں اور خدا کے مرسل و مامور کی آسمانی باتوں پر نکتہ چینی کی* - سوچو اور غور کرو تم نے اپنے خلاف آپ گواہی دی اور خدا کی حجت تم پر پوری ہو گئی - خدا نے تمہارے اس عمل اور قول سے کھول دیا کہ تمہاری عقل کا پیمانہ بہت چھوٹا ہے - ڈرو اور خدا کی باتوں اور آسمانی بادشاہت کو اُس میں مت ناپو - یورپ کی حکمت اور ہے اور ایمانی حکمت اور ہے یورپ کا دین و دنیا اکھٹے اور خدا کی راستباز و نکا دین و دنیا اور - چند چند از حکمت یونانیاں - حکمت ایمانیاں ہم بدان -

باقی آئندہ

* حق تو یہہ تھا کہ آپ اسیطرح رشید بھانجے کے جواب مین پرایوٹ خط پر اکتفا کرتے منہ ۔

حضرت اقدس گورداسپور میں

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۲۶ جلد ۵

مسیح موعود اور یسوع انجیلی کے شاگرد

اس مقام پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم مسیح موعود کے خدام اور یسوع انجیلی کے شاگردوں پر بھی ایک نظر کریں -

یسوع صاحب کا گرفتار کرانے والا یہودا اسکریوطی یسوع صاحب کا خاص حواری اور خزانچی تھا - پطرس جو اعظم الحوارین کہلاتا ہے اُس نے خود یسوع صاحب کے سامنے عدالت میں تین بار انکار کیا اور لعنت کی - بائیبل کی نسبت انجیل میں لکھا ہے کہ یسوع انکو لے کر گتسمنی نام ایک جگہ میں آیا اور اپنے شاگردوں سے کہا کہ یہیں بیٹھے رہنا جب تک کہ میں وہاں جا کر دعا مانگوں اور پطرس اور زبدی کے دونوں بیٹوں کو لے کر غمگین اور بے قرار ہونے لگا - اس وقت انھ انسے کہا - میری جان نہایت غمگین ہے یہانتک کہ مرنے کی نوبت پہونچ گئی ہے تم یہاں ٹھیرو اور میرے ساتھ جاگتے رہو - اور پھر تھوڑا آگے بڑھکر منہ کے بل گرا اور یہ دعا مانگی کہ اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھسے ٹل جاوے تا ہم میری نہیں بلکہ تیری ہی مرضی پوری ہو پھر شاگردوں کے پاس آ کر انھیں **سوتے پایا** اور پطرس سے کہا کیوں تم میرے ساتھ ایک گھڑی بھی نہ جاگ سکے جاگو اور دعا مانگو تا کہ آزمائش میں نہ پڑو ...... پھر دوبارہ اس نے جا کر یہ دعا مانگی ...... اور آ کر انھیں پھر سوتے پایا - وغیرہ وغیرہ -

یسوع صاحب بار بار شاگردوں کو جاگتے رہنے کی تاکید کرتے ہیں مگر جب آ کر دیکھتے ہیں تو انھیں سوتے ہی پاتے ہیں گویا آپ کے حکم کی کوئی تعمیل نہیں کی جاتی آخر تیسری مرتبہ یسوع انھیں سوتا ہی چھوڑ کر چلا گیا -

اب ہم دیکھتے ہیں کہ **مسیح موعود** کے خدام نے کیا نمونہ دکھایا - اور خدمات کو چھوڑ کر ہم اس مقدمہ ہی کے متعلق اس سونے کے رنگ کے واقعہ کو دکھانا چاہتے ہیں اگرچہ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام ایسے رحیم و کریم ہیں کہ اپنے خدام کیا کسی شخص کو بھی کبھی کوئی تکلیف اپنی آسایش اور آرام کے لئے دینا نہیں چاہتے بلکہ خود اپنے اوپر تکلیف گوارا کر کے دوسروں کو آرام پہونچانا چاہتے ہیں چنانچہ **سیرت مسیح موعود** کے پڑھنے والے ان باتوں سے بیخبر نہیں ہوں گے - محمد حسین والے مقدمہ میں بمقام پٹھانکوٹ جبکہ خاکسار ایڈیٹر الحکم رات کو بیمار ہو گیا تو حضرت اقدس نے آدھی رات کو اُٹھکر اسے دوائی عنایت فرمائی تھی - جزاھم اللہ احسن الجزاء

جس روز رات کو گورداسپور پہونچے تھے حضرت اقدس کی طبیعت کسی قدر ناساز تھی باایںہمہ حضرت اقدس ع نے تمام احباب کو جو ساتھ تھے آرام کرنے اور سو جانے کی ہدایت فرمائی تھی چنانچہ تعمیل ارشاد کے لئے متفرق مقامات پر احباب جا کر سو رہے برادرم **عبد العزیز** صاحب اور دو تین اور دوست اُس مکان میں رہے جہاں حضرت اقدس آرام کرتے تھے ساری رات حضرت اقدس ناسازی طبیعت - اور شدت حرارت کیوجہ سے نہ سو سکے + چونکہ بار بار رفع حاجت کی ضرورت محسوس ہوتی تھی اس لئے

بار بار ۔ ۔ ۔ اُٹھتے تھے ۔ حضرت اقدس ارشاد فرماتے تھے کہ میں حیران ہوں منشی عبد العزیز صاحب ساری رات یا تو سوئے ہی نہیں اور یا اس قدر ہوشیاری سے پڑے رہے کہ ادھر میں سر اُٹھاتا تھا اُدھر منشی صاحب فوراً اُٹھکر اور لوٹا لیکر حاضر ہو جاتے تھے ۔ گویا ساری رات یہ بندہ خدا جاگتا ہی رہا ۔ اور ایسا ہی دوسری رات بھی ۔ ۔ ۔ ۔ پھر فرمایا کہ درحقیقت ادب مرشد اور خدمت گذاری ایسی شے ہے جو مرید و مرشد میں ایک گہرا رابطہ پیدا کر کے وصول الی اللہ اور حصول مرام کا نتیجہ پیدا کرتی ہے اس خلوص اور اخلاص کو جو منشی صاحب میں ہے ہماری جماعت کے ہر فرد کو حاصل کرنا چاہیئے ۔

اب غور طلب امر یہ ہے کہ وہ کیا بات ہے جس نے اس قسم کی جاں نثاری اور عشق آپ کے مریدوں میں پیدا کر دیا ہے جو یسوع صاحب کو نصیب نہ ہوا ۔ وہ ہے جناب مسیح موعود کی قوت قدسی اور انفاس طیبہ کا اثر ۔ ہم نے یسوع ناصری کے شاگردوں اور مسیح موعود کے خدام کا ایک ہی واقعہ پیش کر دیا ہے اب ناظرین خود اندازہ لگا لیں گے کہ کون زیادہ کامیاب ہوا ۔ ہم کو حیرت اور تعجب ہوا کرتا ہے جب ہم پادریوں کو یسوع صاحب اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کرتے ہوئے دیکھا کرتے ہیں ۔ یسوع صاحب تو مقابلہ میں مسیح موعود کے بھی برابر نہیں اُتر سکے چنانچہ یہ بیّن ثبوت ہے جو ہم نے پیش کیا ہے ۔

عدالت کو تشریف لے چلتے ہیں ۔

جب دس بج چکے تو حضرت اقدس نے کچہری کو چلنے کا حکم دیا چنانچہ ارشاد عالی سُنتے ہی خدام اُٹھ کھڑے ہوئے اور اس طرح پر کوئی چالیس آدمیوں کے حلقہ میں خدا کا برگزیدہ ادائے شہادت کے لئے چلا ۔ راستہ میں لوگ دوڑ دوڑ کر زیارت کرتے تھے آخر ضلع کی کچہری آگئی اور کچہری کے سامنے جو پختہ تالاب ہے اُس کے جنوب اور شرقی گوشہ پر دری بچھائی گئی اور حضرت اقدس تشریف فرما ہوئے ۔ حضور کا تشریف رکھنا ہی تھا کہ ساری کچہری اُمنڈ آئی اور اُس دری کے گرد ایک دیوار رنگین زائرین کا ہجوم دمبدم بڑھتا جاتا تھا ایک آتا تھا دوسرا جاتا تھا ۔ چونکہ تیسری یا چوتھی دفعہ تھی جو حضور گورداسپور کی کچہری میں رونق بخش ہوئے پہلے اور طرف بیٹھا کرتے تھے اس طرف بیٹھنے کے لئے یہ پہلی مرتبہ تھی آپ نے فرمایا یہ جگہ باقی رہ گئی تھی ۔

اسی عرصہ میں ایک شخص معزز حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بڑے تپاک اور خندہ پیشانی سے حضرت سے مصافحہ کیا اور کچھ باتیں کرتے رہے اور اپنے لڑکے کے لئے جو بیمار تھا دعا کے لئے عرض کی آپ نے دعا کا وعدہ فرمایا پھر اُس نے عرض کی کہ جناب ہمارے لئے ہی یہاں تشریف لائے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہمارے واسطے ہی آپ کی تشریف آوری کی سبیل پیدا کی کہ ہم مشتاقوں کو بھی آپ کی زیارت سے سعادت مند وبہرہ ور فرمائے ۔ حضرت نے جواباً ارشاد فرمایا ہاں ایسا ہوتا ہے کہ خدا تعالے اُن لوگوں کو بھی جو قادیان میں کسی وجہ سے نہیں آ سکتے اور اپنے اندر اخلاص رکھتے ہیں ہماری ملاقات سے محروم نہ رکھے ۔ فرمایا لکھا ہے کہ دو بزرگ ایک حضرت سید عبد القادر جیلانی کے مرشد حضرت ابو سعید اور ایک اور بزرگ ایک مقام میں جمع ہوئے اور گفتگو یہ ہوئی کہ حضرت اقدس واکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے مدینہ میں ہجرت کرا کر کیوں خدا تعالی لے لیگیا ۔ اُن دونو بزرگوں میں سے ایک نے فرمایا کہ مصلحت وحکمت الٰہی اس بات کی مقتضی تھی کہ جو مراتب اور علو درجات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کرنے تھے وہ اس ہجرت اور سفر اور مصائب وتکالیف شدیدہ کے برداشت کرنے سے آپ کو عنایت فرمائے ۔ دوسرے بزرگ نے فرمایا کہ میرے خیال میں یہ آتا ہے کہ مدینہ میں بہت سی ایسی روحیں پر جوش اور اخلاص اور خدا تعالی کی طرف دوڑنے والی تھیں جو ایک ذریعہ عظیمہ اور سبب کبری کو چاہتی تھیں اور وہ باعث کسی سبب یا بیدست وپا ہونے کے کہیں جا نہیں سکتی تھیں سو اُن کے تکمیل کے لئے خدا وند جل شانہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں پہونچایا غرض اُن بزرگون نے اپنے اپنے خیال کے مطابق یہ دو باتیں بیان کیں اور دونوں ہی باتیں سچی تھیں ۔ سو خدا تعالی جو ہمیں گورداسپور لایا اور وہ اپنی مرضی اور حکمت کے رو سے لایا نہ ہم خود اپنی مرضی اور خواہش سے آئے خدا ہی جانے اس میں کیا اس کی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں اور ہمارے ذریعہ یا ہمارے وجود سے حق کی کیا کیا تبلیغ اور سچائی کی کیا حجتیں پوری ہوں گی اور خدا کے علم میں اور کیا کیا باتیں ہیں جو ہمیں معلوم نہیں خدا تعالے اپنی حکمتوں سے خوب واقف ہے ۔ پھر آپ نے چند نصیحتیں کئی پیرایوں میں تقوی وطہارت اختیار کرنے اور برائیوں سے بچنے اور صدق اور راستی کے قبول کرنے کی نسبت بیان فرمائیں ۔

غرض یہاں بیٹھے ہوئے ابھی چند منٹ ہی گذرے ہوں گے کہ مقدمہ پیش ہو گیا ۔ چنانچہ خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے ۔ ال ال بی پلیڈر پیروی مقدمہ کے لئے اندر تشریف لے گئے ایڈیٹر الحکم بھی روئداد کو قلمبند کرنے کے لئے داخل کمرہ ڈسٹرکٹ جج ہوا ۔ باقی آئندہ

اسلامی دنیا کی خبریں

افریقہ کی اسلامی ریاست درروائی میں چند ماہ سے خانہ جنگی شروع ہے ۱۸۹۸ء میں سلطان یوسف کے فوت ہونے پر ایک فریق نے مستحق تخت کے بجائے ایک اور امیر مسمی ابراہیم کو تخت پر بٹھا دیا تھا مگر گذشتہ مارچ میں اصل وارث مسمی احمد نے ابراہیم غاصب کو تخت سے محروم کرکے فرانسیسی علاقہ کی طرف بھگا دیا اور خود مسند شاہی پر متمکن ہوا۔ بادشاہ احمد سنوسی طریقہ کا پیرو ہے اور جس فریق نے ابراہیم غاصب کو تخت دلوایا تھا وہ سنوسی طریقہ کا مخالف تھا۔

سلطان المعظم نے اپنی سلطنت میں تمام ممالک غیر کے وکلا اور عیسائی ججوں کو کام کرنے کی ممانعت کردی ہے اور حکم دیا ہے کہ ان میں سے کوئی شخص عثمانی ڈپلوما حاصل کرنے کے بغیر کام نہ کرسکے۔

سلطان مالدیپ حج بیت اللہ سے بخیریت تمام اپنے پایہ تخت میں واپس آئے۔ رعایا نے کئی دن تک خوشی کے جلسے دھوم دھام سے کئے۔

خدیو مصر کے قسطنطنیہ جانے کی وجہ ٹائمز یہ بیان کرتا ہے کہ سلطان المعظم مصر کے نوجوان ترک پارٹی کے متعلق حالات خدیو سے دریافت کرنا چاہتے ہیں

گورنمنٹ مصر نے عربی پاشا اور انکے ہمراہیوں کا خرچ واپسی مصر تک ادا کرنا منظور کیا ہے جنکو لنکا میں جلا وطنی سے رہائی دی گئی ہے ان کے ماہ نومبر میں اس ملک سے روانہ ہونیکی امید ہے۔

جو پیغامات تاربرقی سفیر انگریزی متعینہ قسطنطنیہ کے پاس حضور وائسرائے بہادر کی خدمت میں آئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۳ جولائی کو قسطنطنیہ میں پلیگ کے دو مشتبہ کیس ہوئے اور ۲۰ جولائی کو دو نئے کیس اور ہوئی یہی وجہ تھی کہ حال میں ڈاک اور رینٹ ایکسپریس چند روز کے واسطے بند کردی گئی تھی۔

ایک شاہی فرمان میں یہ اطلاع دی گئی ہے کہ تین ترکی ڈاکٹر پلیگ کی نسبت تحقیقات کرنے اور اس کی اصلیت وغیرہ سمجھنے اور ان شخصوں کو نوکر رکھنے کے واسطے جو اس باب میں خاص تجربہ اور واقفیت رکھتے ہوں ہندوستان کو بھیجے گئے ہیں۔

دلچسپ باتیں.

انڈوں کے چھلکے جو اس ملک میں بیکار سمجھکر پھینک دیے جاتے ہیں یورپین علما نے ان سے بھی مفید کام لینا شروع کردیا ہے یہ چھلکے کیمیائی امتحان سے بچھڑوں اور چوزوں کے واسطے بہت مفید پائے گئے ہیں اس لئے ان کا سفوف طیار کرکے انکو کھلاتے ہیں جس کی تاثیر سے یہ بہت طاقتور ہو جاتے ہیں ان چھلکوں میں کاربونیٹ اور فاسفیٹ آف لائم کا مفید جزو پایا جاتا ہے۔

مسٹر مارکونی کو سلسلہ تار کے بغیر دو سو میل تک دور خبریں پہنچانے میں کامیابی ہوئی ہے

قطب شمالی کا سیاح۔ اب کی قطب شمالی کی سیاحت کے لئے ایک امریکن مسمی ایومن اے بالڈون طیار ہو رہا ہے یہ شخص انڈنوں یورپ میں اپنی مہم کے واسطے سامان فراہم کررہا ہے مگر منزل مقصود پر پہونچنے کا راستہ ظاہر کرنے سے انکار کرتا ہے کیونکہ اسکو خوف ہے کہ مبادا کوئی دوسرا شخص اس راز سے واقف ہوکر پہلے وہاں پہونچ جائے صرف اسقدر کہتا ہے کہ مختلف ممالک سے جو لوگ طیار ہو رہے ہیں میں ان سے سب سے پہلے وہاں موجود ہونگا اور اثنائے سفر میں پیچھے رسل و رسائل بھی جاری رکھے گا۔ اور اس مہم عظیم سے جس میں پہلے کبھی کسی کو کامیابی نہیں ہوئی واپس آنے تک راز ظاہر نہ کریگا امریکہ کے ایک کروڑپتی مسمی ولیم زیگلر نے اسکو بڑے پیمانہ پر امداد دینے کا وعدہ کیا ہے۔

ہوائی جہاز۔ اس جہاز کی نسبت جسکو طیار ہونیکی خبر مشہور ہوچکی تھی ولایت سے بذریعہ تار خبر آئی ہے کہ اس کے چلانے میں کامیابی ہوئی ہے پیرس کے ایک فرانسیسی انجینئر مسمی رہونشو نے طیار کیا ہے جو سینٹ کلوڈ سے سوار ہوکر ایفل ٹاور کے گرد جو ایک ہزار فیٹ بلند ہے چکر لگاکر صحیح و سالم سینٹ کلوڈ کو واپس آیا۔

کہتے ہیں دنیا میں سب سے پرانا فن برتن سازی کا ہے سب سے پہلے اسکے موجد مصری تھے وہاں دو ہزار برس کی پرانی عمارتوں پر عموماً کمہار کی تصویریں نظر آتی ہیں جو تہنیہ کی مدد سے آبنوسی کا مٹکا یا پیالہ بنا رہا ہے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

۲۴ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء کی صبح کو میاں حسن احمد صاحب جو ڈاکٹر فیض احمد صاحب ویکسی نیٹر ساکن لنگیانوالی ضلع گوجرانوالہ کے بڑے بھائی تھے خاص دارالامان میں اس دنیا ناپائدار سے انتقال کر گئے مرحوم کو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص محبت تھی اور نہایت اخلاص تھا۔ کچھ عرصہ سے بیمار تھے اور اس بیماری کی حالت میں

اظہار رائے

ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار لاہور نے مندرجہ ذیل دو کتابیں اظہار رائے کے لئے دفتر الحکم میں بھیجی ہیں ہم شکریہ سے ان کی رسید دیتے ہیں اور مختصر الفاظ میں اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں۔

ضروری انگریزی الفاظ مع معانی وتشریح الفاظ و اصطلاحات قصہ طلب یہ ۴۲ صفحہ کا رسالہ ہے جسکی قیمت ۲ فی جلد ہے۔ اگرچہ اس میں کل انگریزی الفاظ (جو آج کل کی اخباری دنیا میں استعمال کئے جاتے ہیں) درج نہیں ہوئے لیکن اس میں شک نہیں ہے کہ بہت بڑی تعداد ایسے الفاظ کی درج کی گئی ہے جو اردو دان اخبار نویسوں اور اخبار بینوں کو مشکلات میں ڈالتے تھے یہ تمام الفاظ حروف تہجی کی ترتیب سے درج کئے گئے ہیں۔ منشی محبوب عالم صاحب کی یہ کوشش قابل قدر ہے اس سے پیشتر اس قسم کی کوئی کتاب اردو زبان میں موجود نہیں ہے اخبار بینی کا مذاق رکھنے والوں کو ضرور ہے کہ اسکی کاپی اپنے پاس رکھیں۔ دفتر اخبار پیسہ اخبار لاہور سے مل سکتی ہے۔

دوسری کتاب **سیاہ سفید** نام ایک ڈیٹکٹو ناول ہے جس کو لالہ دینا ناتھ حافظ آبادی نے لکھا ہے اور کارخانہ پیسہ اخبار نے شائع کیا ہے الحکم کے پڑھنے والے جانتے ہیں کہ ہم ناول نویسی اور ناول خوانی کے خلاف ہیں کیونکہ ناولوں کا اچھا اثر ملک کے نوجوانوں کی حالت پر نہیں پڑا۔ اور یہ ایک سحر ہے جس سے انسان کتاب اللہ سے دور جا پڑتا ہے بلکہ ہماری ذاتی رائے ہے کہ جھوٹے فسانے اور جھوٹی کہانیوں کے پڑھنے کے ساتھ ہی جھوٹ کی تعلیم اور تربیت ہوتی ہے۔ جیسے یہ خیال صحیح ہے کہ ہماری ملک میں عورتیں بچوں کو دودھ کے ساتھ جھوٹ پلاتی ہیں ویسے ہی ہماری یہ رائے ہے کہ ناولوں کے ساتھ جھوٹ سے محبت بڑھتی ہے۔ اس لئے ہم اس کتاب کو دیکھ کر پڑھ کر تو کیا خوش نہیں ہو سکتے اور اس کتاب کے مصنف کی خدمت کو قابل قدر نہیں سمجھتے اچھا ہوتا اگر اس کتاب کے بجائے وہ کوئی تاریخی رسالہ شائع کرتے۔ اس کتاب میں کوئی معنوی حسن تو نہیں ہے البتہ اس کی ظاہری حالت میں نام کے لحاظ سے ایک جدت ضرور ہے یعنی ایک ورق سفید اور ایک نیلگوں چھاپا گیا ہے اور ٹائٹل پیج نصف سیاہ اور نصف سفید ہے قیمت ۸ کارخانہ لاہور سے ملتی ہے کاش ہمارے ملک کے ناول نویس اپنے ملک پر رحم کریں۔

افریقہ کی جماعت احمدیہ کی خدمت میں التماس۔

ذیل میں افریقہ کی جماعت احمدیہ کی خدمت میں ایک عرض کے عنوان سے برادرم حبیب الرحمن صاحب نمبردار حاجی پور کا ایک خط درج کیا جاتا ہے امید ہے کہ ہمارے احباب خصوصاً کلنڈنی میں رہنے والے بھائی اسکا مفصل اور صحیح جواب لکھ کر منشی حبیب الرحمن صاحب کے پاس بھیجدیں گے۔ میاں احمد دین صاحب مرحوم الحکم کے خریدار تھے لیکن جب ان کا اخبار واپس آیا اور راقم نے لفافہ کریم سے دیکھا تو واپسی کی وجہ یہی لکھی ہوئی تھی کہ مکتوب الیہ فوت ہو گیا۔ غرض یہ یقینی امر ہے کہ مرحوم کا انتقال ہو چکا ہے۔ باقی امور کے متعلق برادران مقیم افریقہ سے امید کی جاتی ہے کہ وہ جلد جواب دیں گے وہ خط منشی حبیب الرحمن صاحب رئیس و نمبردار حاجی پور کا یہ ہے

افریقہ کی دوستوں کی خدمت میں ایک عرض

برادران سلمکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کو ایک ضروری کام کے واسطے تکلیف دی جاتی ہے براہ مہربانی جواب سے مشکور فرماویں۔

میاں احمد دین ولد وزیر احمد۔ ساکن بہرام تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر شاید تین سال ہوئے کہ افریقہ گیا تھا اور بزمرہ کمپونڈران ملازم رہا افریقہ پہونچکر وہ حضرت امام الزمان سے بیعت ہوا اب ایک تحریر سے معلوم ہوا ہے کہ اس کا انتقال ہو گیا اُس کا بھائی اور والدہ موجود ہے متوفیٰ کا روپیہ اور اسباب وہاں موجود ہے اگر یہاں آجاوے تو اُس کے پس ماندگان کے کام آجاوے براہ مہربانی آپ کوشش کریں اور اس کے متعلق اگر کسی مختارنامہ وغیرہ کی ضرورت ہو تو بذریعہ خط مجھے اطلاع دیں کہ میں یہاں سے بھیجدونگا

والسلام

راقم حبیب الرحمن احمدی از موضع حاجی پور ڈاک خانہ پھگواڑہ ریاست کپورتھلہ ضلع جالندھر ملک پنجاب۔

سلسلۂ عالیہ احمدیہ کے متعلق

جناب شیخ رحمت اللہ صاحب سوداگر بمبئی ہوس ۲۳ جولائی ۱۹۰۱ء کو دارالامان وارد ہوئے آپ کے بیان سے معلوم ہوا کہ وہ ۲۴ جولائی کو لاہور سے ولایت کے سفر کے ارادہ سے مع الخیر روانہ ہوں گے اُمید کی جاتی ہے کہ وہ انشاءاللہ تعالے ۲۷ جولائی ۱۹۰۱ء کو جہاز پر سوار ہو جائیں گے اور اوائل اکتوبر میں واپس آجائیں گے۔

بسفر رفتنت مبارک باد
بسلامت روی و باز آئی۔

جناب خانصاحب منشی نواب خانصاحب تحصیلدار جہلم بھی ۲۳ کو دارالامان تشریف لائے۔ خانصاحب موصوف جہلم سے تبدیل ہو کر گجرات جاتے ہیں۔

مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول موسمی تعطیلات کے لئے غالباً ستمبر میں ایک مہینہ کے لئے بند کیا جاوے گا اسوقت درج رجسٹر طلبا کی تعداد ڈیڑھ سو کے قریب ہے جن میں سے پچاس کے قریب بورڈر ہیں۔ جو گجرات۔ پشاور۔ ہوشیارپور۔ لاہور گورداسپور لدھیانہ وغیرہ کے اضلاع کے رہنے والے ہیں۔

جناب میرزا خدابخش صاحب آجکل خانصاحب نواب محمد علی خانصاحب رئیس اعظم مالیرکوٹلہ کی ریاست کے ناظم ہو کر مالیرکوٹلہ میں تشریف فرما ہیں اس لئے کتاب عسل مصفا کے لئے مرزا صاحب موصوف کے نام مالیرکوٹلہ کے پتہ سے ہونی چاہئیں

بیعت

نظام الدین صاحب۔ حاجی وہ بھنی نمبردار گانو ضلع ملتان تحصیل کرم پور۔ ڈاک خانہ میلسی
زوجہ " دختر " اہلیہ ثانیہ "
محمد حسن صاحب۔ محمد حسین صاحب "
جمال الدین صاحب ڈاکٹر ہاسپیٹل اسسٹنٹ۔ ویلور۔
دیوان شاہ صاحب۔ بُبہ سیالکوٹ
کل خاندان عزیز الرحمن صاحب ولد حبیب الرحمن صاحب۔ بریلی۔
حبیب الرحمن صاحب " "
عبد المجید صاحب۔ گجرات حال سیالکوٹ
نبی بخش خانصاحب۔ ہریانہ۔ ہوشیارپور
خدابخش خانصاحب " "
شیر محمد خانصاحب " "
فضل محمد خانصاحب " "
ملا شیخ امام الدین صاحب امام مسجد۔ وڈبرجی۔ گوجرانوالہ۔ ڈاک خانہ "
سید حسن علی شاہ صاحب۔ داعی و الٰہ ضلع سیالکوٹ تحصیل و ڈاک خانہ رعیہ
مرزا مہتاب بیگ صاحب۔ سیالکوٹ
ماسٹر ہدایت اللہ صاحب۔ گجرات حال جہلم ماسٹر ایم بی ہائی سکول جہلم۔
محمد یوسف صاحب " "
ولی داد صاحب۔ بستی دریام کملانہ ضلع جھنگ تحصیل شورکوٹ۔
غلام محمد صاحب " " "
عبد اللہ صاحب۔ شنکار۔ گورداسپور۔ بٹالہ ڈاک خانہ ڈیرہ نانک
مہر شاہ صاحب " اللہ رکھا صاحب "
اللہ دین صاحب " امام الدین صاحب "
غلام محمد صاحب " گلاب صاحب "
غلام محمد صاحب نمبردار۔ بلوخیل۔ میانوالی تحصیل و ڈاک خانہ ایضاً۔
ہیڈ ماسٹر سٹی سکول بنوں۔
سید سلامت علی صاحب۔ بریلی۔ قلعہ
عبد اللطیف صاحب رفوگر
میاں نادر صاحب۔ سید والہ۔ منٹگمری

الراقم محمد سراج الحق نعمانی جمالی

متفرق خبریں

قسطنطنیہ میں حجاموں کو حکم ہوا ہے کہ حجامت سے پہلے اپنے ہاتھ صابون سے اور آلات سو کھولتے ہوئے پانی سے صاف کر لیا کریں تاکہ جلدی امراض ایک دوسرے سے نہ لگ سکیں اور چونکہ ہاتھی دانت اور سینگ کے دستے دھونے میں دقت ہوتی ہے اس وجہ سے آئندہ فولادی دستوں کے اُسترے رکھیں۔

لودہیانہ کے مقدمہ حبس بیجا میں بجائے ایک کے دو ڈپٹی انسپکٹر پولیس ملوث ہوگئے ہیں۔ آئندہ ۲۳ تاریخ کو ہے۔

ڈاکٹر پالمچل مشہور فرانسیسی حکیم نے ایک نئی مشین نکالی ہے جس سے زخم سی سکتے ہیں انسان کے جسم پر یا جانور کے بدن پر کوئی زخم ہو تو اس مشین سے بہت جلد بغیر درد اور تکلیف کے سیا جا سکتا ہے۔

بقول ایک عالم علم ہیئت کے امسال غیر معمولی گرمی اسوجہ سے ہے کہ آفتاب کا ایک داغ جس کا ۶۲ کروڑ مربع میل ہے کرہ ارض کے محاذ میں آگیا ہے۔

جاپان میں تین روسی افسر بندرگاہ کی قلعہ بندی کے نقشے اُتارتے ہوئے گرفتار ہوئے اور چھ ماہ قید کی سزا ملی۔

ضروری نوٹس

جن خریداران اخبار کے ذمہ بقایا سابق اور قیمت سال حال ہے وہ براہ کرم جلد قیمت بھیجدیں سال رواں میں سے سات ماہ گذرنے کو آئے + جن احباب نے پچھلے

روزنامچہ آمد مدرسہ تعلیم الاسلام مئی و جون سنہ ۱۹۰۱ء

نام چندہ دہندگان	مد آمد: عام اغراض	مد آمد: مساکین فنڈ
غلام حسین صاحب احمدی راولپنڈی	۴؍	+
نبی بخش صاحب "	۲؍	+
گلاب دین صاحب رہتاس جہلم	۴؍	+
مولوی سید محمد رضوی صاحب حیدرآباد دکن	ہے	+
ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب ۔ رامپور	ھ	+
سید تفضل حسین صاحب تحصیلدار مین پوری معرفت غلام دستگیر صاحب	+	ھ
مولوی خدا بخش صاحب عہ بابو برکت علی صاحب عہ مولوی خدا بخش صاحب ھ۔	معہ	+
کارڈ چھپوائی ۱۲؍ چھپوائی اشتہارات وغیرہ معرفت شیخ یعقوب علی صاحب معہ	معہ ۱۴؍	+
سراج الدین صاحب صدر قانون گو گلگت	عہ	+
معرفت روشن دین صاحب سٹیشن ماسٹر	عہ ۴؍	عہ ۴؍
مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم	ــہ	+
فیس مدرسہ ماہ اپریل سنہ مدرسہ	ہے ۱۱؍	+
" بورڈنگ ہاؤس "	للعہ	+
منجملہ مبلغ معہ مبلغ للعہ واپس کی گئے بابت قیمت کاغذ وغیرہ۔	للعہ	+
محمد عظیم صاحب کلرک ۔ لاہور	۶؍	+
کریم بخش صاحب رفوگر "	۱۰؍	+
ماسٹر شیر علی صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان۔	عہ	+
شیخ عبد الرحیم صاحب مدرس "	۸؍	+
شیخ عبد الرحمن صاحب " "	۴؍	+
منشی عبد الرؤف صاحب " "	۲؍	+
مخفی۔	للعہ	+
علی بخش صاحب سب اوورسیر ہنرنگ	۶؍	عہ
معرفت حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کمیٹی فروخت کتب	عہ ۹؍	
شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم	ہ	ہ
حبیب الرحمن صاحب حاجی پورہ کپورتھلہ	+	ھ
عبد الصمد صاحب مہتمم مدرسہ بنیاد العلوم پٹیالہ۔	لعہ ۴؍	+
محمد بخش صاحب ٹھیکیدار کڑیانوالہ ۔ گجرات	ھ	+
معرفت حامد شاہ صاحب بقایا عید فنڈ سیالکوٹ	للعہ	+

نام چندہ دہندگان	مد آمد: عام اغراض	مد آمد: مساکین فنڈ
ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب رامپور	ھ؍	+
شیخ کرم الٰہی صاحب معرفت عبد الصمد صاحب پٹیالہ	۶	+
شیخ عباد اللہ صاحب " "	۸	+
حافظ نور محمد صاحب "	۴؍	+
منشی عبد العزیز صاحب اہلمد کلکٹری بہار پٹنہ	عہ	۸
راجہ شیر محمد صاحب بی اے ۔ جموں	عــہ	+
علی احمد صاحب نمبردار چک بارینہ	+	۸؍
عبد الرحیم صاحب مدرس قادیان	۸؍	+
مفتی محمد صادق صاحب سیکنڈ ماسٹر "	۶	+
مولوی شیر علی صاحب ہیڈ ماسٹر "	عہ	+
مولوی مبارک علی صاحب ۴؍ محمد نصیب صاحب ۲؍	۶؍	+
قاضی امیر حسین صاحب مدرس قادیان	عہ	+
معرفت حکیم محمد حسین صاحب ۔ جماعت لاہور	ــے	+
منشی عبد الرؤف صاحب قادیان	۲؍	+
عزیز بخش صاحب ۶ عبد الرحمن صاحب ۶	۶	۶
حافظ دل احمد صاحب ۔ ڈیرہ غازیخان	عہ	+
عزیز بخش صاحب ہے عبد الرحمن صاحب عہ ڈیرہ غازیخاں۔	عہ ۸؍	+
عبد اللہ صاحب "	عہ ۸؍	+
چراغ دین صاحب ۔ امرتسر	عہ ۴؍	+
فیس مدرسہ و جرمانہ	ہے ۱۱؍	+
حبیب الرحمن صاحب و اہلیہ صاحب موصوف حاجی پورہ کپورتھلہ۔	+	عہ ۔ عہ
ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب	۶	+
ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب جہلم	ھ	
حکیم فضل الدین صاحب قادیان فروخت کتب	عہ ۱۵؍	
معرفت بابو غلام دستگیر صاحب شملہ	+	للعہ ۵؍
بابو برکت علی صاحب "	عہ	+
فیس بورڈنگ ہاؤس قادیان	ہے ۴؍	+
منشی گلاب دین صاحب رہتاس	۴؍	+
ڈاکٹر عباد اللہ صاحب ۔ امرتسر	+	ہے ۸؍
منشی عبد العزیز صاحب دہلی۔	+	عہ
قاضی نعمت خان صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ ٹرانسپورٹ	ھ	+

رسالہ سراج الحق حضرت امام آخر الزمان علیہ الصلوۃ والسلام کی تائید میں ۔ قیمت ۲؍ ملتا ہے۔

رجسٹرڈ ایل

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

سنہ ۱۳۱۹ھ ربیع الثانی

چہ گویم بانو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر و پرنٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۲۸ | دارالامان قادیان ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمن

۱۹ جنوری سنہ ۱۸۹۸ء

مذہب کی اول اینٹ خداشناسی

ہے جب تک وہ درست نہ ہو دوسرے اعمال کیونکر پاک ہو سکتے ہیں۔ عیسائی دوسروں کی پاک باطنی پر بڑی اعتراض کیا کرتے ہیں اور کفارہ کا اخلاق سوز مسئلہ ان کا اعتراض کرتے ہیں میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ جب کفارہ کا عقیدہ ہو تو اللہ تعالے کے مواخذہ کا خوف رہ کیونکر سکتا ہے؟ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ہمارے گناہوں کے بدلے مسیح پر سب کچھ وارد ہو گیا یہاں تک کہ ہی ملعون قرار دیا اور تین دن ہاویہ میں رکھا۔ ایسی حالت میں اگر گناہوں کے بدلے سزا ہو تو پھر کفارہ کا کیا فائدہ ہوا۔ اصول کفارہ ہی چاہتا ہے کہ گناہ کیا جاوے یہ قاعدہ کی بات ہے کہ اصول کا اثر بہت پڑتا ہے دیکھو ہندوؤں کے نزدیک گائے بہت پوتر اور قابل تعظیم ہے۔ اور ہر کا اثر ان میں اس حد تک ہے کہ اس کا پیشاب اور گوبر بھی پوتر اور پوتر کرنے والا ہی قرار دیا گیا ہے اور گائے کے متعلق اس قدر جوش ان میں ہے جس کی کچھ بھی حد نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ امر ان میں بطور اصول داخل کیا گیا ہے یاد رکھو اصول بطور ماں کے ہوتے ہیں اور اعمال بطور اولاد کے۔ جب مسیح کفارہ ہو گیا ہے اور اس نے تمام گناہ ایمان لانے والوں کے اٹھا لئے پھر کیا وجہ ہے کہ گناہ نہ کئے جاویں + تعجب کی بات ہے کہ عیسائی جب کفارہ کا اصول بیان کیا کرتے ہیں تو اپنی تقریر کو خدا تعالیٰ کے رحم اور عدل سے شروع کیا کرتے ہیں۔ مگر میں پوچھتا ہوں کہ جب زید کے بدلے پھانسی بکر کو ملی تو یہ کونسا انصاف اور رحم ہے۔

جب یہ اصول قرار دیا کہ سب گناہ اس نے اٹھا لئے اور بیدون پیدا ہونے کے بھی گناہ اٹھا لئے پھر گناہ نہ کرنے کے لئے کونسا امر مانع ہو سکتا ہے۔ اگر یہ ہدایت ہوتی کہ اسوقت کے عیسائیوں کے لئے کفارہ ہوئے ہیں تو یہ اور بات تھی مگر جب یہ مان لیا گیا ہے کہ قیامت تک پیدا ہونیوالوں کے گناہوں کی گٹھڑی یسوع اٹھا کر لے گیا اور اس نے سزا بھی اٹھالی۔ پھر گنہگار کو پکڑنا کس قدر ظلم ہے۔ اول ظلم تو یہ گناہ کو گنہگار کے بدلے سزا دینا بھی ظلم ہے اور پھر دوسرا ظلم یہ ہے کہ اول گنہگاروں کو گناہوں کی گٹھڑی یسوع کے سر پر رکھدی اور گنہگاروں کو مژدہ سنا دیا کہ تمہارے گناہ اس نے اٹھالئے اور پھر وہ گناہ کریں تو پکڑے جاویں یہ عجیب دھوکا ہے۔ جس کا جواب عیسائی کبھی کچھ نہیں دے سکیں گے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ کفارہ پر ایمان لانے سے انسان گناہ کی زندگی سے نجات پا سکتا ہے۔ اور گناہ کی قوت اس میں نہیں رہتی تو یہ ایک ایسی بات ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ اصول ہی اپنی جڑ میں گناہ رکھتا ہے۔ گناہ سے بچنے کی قوت پیدا ہوتی ہے مواخذہ الٰہی کے خوف سے لیکن وہ مواخذہ

کا خوف کیونکر ہوسکتا ہے جبکہ یہ مان لیا جاوے کہ ہمارے گناہ یسوع نے اٹھا لئے۔ اس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ ایسے اصول کا انسان کبھی متقی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ ہر ایک کام کو جس کی بنا تقویٰ کے اصولوں پر ہو ضروری نہ سمجھے گا یہ خوب یاد رکھو کہ پاک باطنی ہمیشہ اصولوں ہی سے شروع ہوتی ہے ورنہ

خبث نفس نگرود بسالہا معلوم

پھر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کفارہ کا مسئلہ ماننے والوں نے ...... پاک باطنی کی عملی نظیریں کیا قائم کی ہیں؟ یورپ کی بداعمالیاں سب کو معلوم ہیں۔ شراب جوام الجرائم اور ام الخبائث ہے اس کی یورپ میں اسقدر کثرت ہے کہ اس کی نظیر کسی دوسرے ملک میں نہیں ملتی۔ میں نے کسی اخبار میں پڑھا تھا کہ اگر لنڈن کی شراب کی دوکانوں کو ایک لائن میں رکھا جائے تو پچھتر میل تک چلی جاویں۔ جس حالت میں ان کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ہر ایک گناہ کی معافی کا سرٹیفکٹ دیا گیا ہے اور جس قدر گناہ کوئی کرے وہ معاف ہیں اب سوچ کر عیسائی ہم کو جواب دیں کہ اس کا اثر کیا پڑے گا۔ اگر نعوذ باللہ ہمارا یہ اصول ہوتا تو ہم پر اس کا کتنا برا اثر پڑتا۔ نفس امارہ تو سہارا ہی تلاش کرتا ہے جیسے شیعوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کا سہارا لے لیا اور تقیہ کی آڑ میں جو کچھ کہہ لیں سو تھوڑا ہے۔ میں اسی تقیہ اور امام حسین کے فدیہ کے اصول کی بنا پر دلیری سے کہتا ہوں کہ شیعوں میں متقی کم نکلیں گے۔ خلیفہ محمد حسین صاحب نے لکھا ہے کہ فدیناہ بذبح عظیم سے جو قرآن میں آیا ہے امام حسین کا شہید ہونا نکلتا ہے اور اس نکتہ پر بہت خوش ہوئے ہیں کہ گویا قرآن شریف کے مغز کو پہنچ گئے ہیں انکی اس نکتہ دانی پر مجھے ایک پوستی کی حکایت یاد آئی۔ وہ یہ ہے کہ ایک پوستی کے پاس ایک لوٹا تھا اور اس میں سوراخ تھا جب رفع حاجت کو جاتا اس سے پیشتر کہ وہ فارغ ہو کر طہارت کرے سارا پانی لوٹے سے نکل جاتا تھا آخر کئی دن کی سوچ اور فکر کے بعد اُس نے یہ تجویز نکالی کہ پہلے طہارت ہی کر لیا کریں۔ اور اپنی اس تجویز پر بہت ہی خوش ہوا۔ اسی قسم کا نکتہ اور نسخہ ان کو ملا ہے جو فدیناہ بذبح عظیم سے امام حسین کی شہادت نکالتے ہیں۔ شیعہ لوگوں کی مسجدیں تک نو صاف نہیں رہ سکتی ہیں ہم ایک شیعہ استاد سے پڑھا کرتے تھے۔ اور وہاں کتے پیشاب و پاخانہ پھر جاتے تھے اور مجھے یاد نہیں ہے کہ کسی نے کبھی وہاں نماز پڑھی ہو۔ شیعہ یہی کہتے ہیں کہ ہمارے لئے امام حسین اور اہل بیت شہید ہو چکے ہیں ان کے غم میں رو لینا اور ماتم کر لینا بس یہی کافی ہے جنت کے لئے اور کسی عمل کی بجز اس کے ضرورت نہیں اور ایسا ہی عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح کا خون ہمارے لئے کافی ہوا۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ اگر تمہارے گناہوں پر بھی باز پرس ہوتی ہے اور تمہیں بھی انکی سزا بھگتنی ہے تو پھر یہ نجات کیسی ہے۔؟

اس اصول کا اثر درحقیقت بہت بُرا پڑا ہے اگر یہ اصول نہ ہوتا تو یورپ کے ملکوں میں اس کثرت سے فسق و فجور نہ ہوتا اور اس طرح پر بدکاری کا سیلاب نہ آتا جیسے اب آیا ہوا ہے لنڈن اور پیرس کے ہوٹلوں اور پارکوں میں جا کر دیکھو کیا ہو رہا ہے۔ اور اُن لوگوں سے پوچھو جو وہاں سے آتے ہیں آئے دن اخبارات میں اُن بچوں کی فہرستیں جنکی ولادت ناجائز ولادت ہوتی ہے شائع ہوتی ہیں۔

ہم تو اصول ہی کو دیکھیں گے ہمارے اصول میں تو یہ لکھا ہے کہ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ۔ اب اس کا اثر تم خود سوچ لو کہ کیا پڑے گا۔ یہی کہ انسان اعمال کی ضرورت کو محسوس کرے گا اور نیک عمل کرنے کی سعی کرے گا برخلاف اس کے جب یہ کہا جاوے گا کہ انسان اعمال سے نجات نہیں پا سکتا۔ تو یہ اصول انسان کی ہمت اور سعی کو پست کرے گا۔ اور اسکو بالکل مایوس کر کے بیدست و پا بنا دے گا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کفارہ کا اصول انسانی قویٰ کی بھی بیحرمتی کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسانی قویٰ میں ایک ترقی کا مادہ رکھا ہے لیکن کفارہ اسکو ترقی سے روکتا ہے۔ ابھی میں نے کہا ہے کہ کفارہ کا اعتقاد رکھنے والوں کے حالات آزادی اور بے قیدی کو جو دیکھتے ہیں تو یہ اسی اصول کی وجہ سے ہے کہ کتے اور کتیوں کی طرح بدکاریاں ہوتی ہیں۔ لنڈن کے ہائڈ پارک میں علانیہ بدکاریاں ہوتی ہیں اور حرامی بچے پیدا ہوتے ہیں پس ہم کو صرف قیل و قال تک ہی محدود نہ رکھنا چاہیئے بلکہ اعمال صالحہ ہونے چاہئیں۔ جو اعمال کی ضرورت نہیں سمجھتا وہ سخت ناعاقبت اندیش اور نادان ہے۔ قانون قدرت میں اعمال اور اُن کے نتائج کی نظیریں تو موجود ہیں کفارہ کی نظیر کوئی موجود نہیں مثلاً بھوک لگتی ہے تو کھانا کھا لینے کے بعد وہ فرو ہو جاتی ہے یا پیاس لگتی ہے پانی سے جاتی رہتی ہے تو معلوم ہوا کہ کھانا کھانے یا پانی پینے کا نتیجہ بھوک کا جاتے رہنا یا پیاس کا بجھ جانا ہوا۔ مگر یہ تو نہیں ہوتا کہ بھوک لگے زید کو اور بکر روٹی کھا لے اور زید کی بھوک جاتی رہے اگر قانون قدرت میں اس کی کوئی نظیر موجود ہوتی تو شاید کفارہ کا مسئلہ ماننے کی گنجائش رکھتا لیکن جب قانون قدرت میں اس کی کوئی نظیر ہی نہیں ہے تو انسان جو نظیر دیکھ کر ماننے کا عادی ہے اسے کیونکر تسلیم کر سکتا ہے۔ عام قانون انسانی میں بھی تو اس کی نظیر نہیں ملتی ہے۔ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ زید نے خون کیا ہو اور خالد کو پھانسی ملی ہو۔ غرض یہ ایک ایسا اصول ہے جس کی کوئی نظیر ہرگز موجود نہیں۔

میں اپنی جماعت کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ ضرورت ہے اعمال صالحہ کی خدا تعالیٰ کے حضور اگر کوئی چیز جا سکتی ہے تو وہ یہی اعمال صالحہ ہیں

بصعد الیہ کلمۃ الطیب خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے اسوقت **ہمارے قلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلواروں کے برابر ہیں** - لیکن فتح اور نصرت اسی کو ملتی ہے جو متقی ہو خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے **کان حقا علینا نصر المؤمنین** مومنوں کی نصرت ہمارے ذمہ ہے اور **لن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا** اللہ مومنوں پر کافروں کو راہ نہیں دیتا اس لئے یاد رکھو کہ **تمھاری فتح تقویٰ سے ہے** ورنہ عرب تو نرے لکچرار اور خطیب اور شاعر ہی تھے انھوں نے تقویٰ اختیار کیا خدا تعالیٰ نے اپنے فرشتے ان کی امداد کے لئے نازل کئے تاریخ کو اگر انسان پڑھے تو اسے نظر آئیگا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جس قدر فتوحات کیں وہ کبھی انسانی طاقت اور سعی کا نتیجہ نہیں ہو سکتا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک بیس سال کے اندر ہی اندر اسلامی سلطنت عالمگیر ہو گئی اب ہم کو کوئی بتاوے کہ انسان ایسا کر سکتا ہے - اسی لئے خدا اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے **ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون** اللہ تعالیٰ متقیوں کے ساتھ ہے اور صرف تقویٰ محبت الٰہی کو جذب نہیں کرتا **والذین ہم محسنون** بھی ہوں متقی کے معنے ہیں ڈرنے والا - ایک ترک شر ہوتا ہے اور ایک افاضۂ خیر - متقی ترک شر کا مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے اور محسن افاضۂ خیر کو چاہتا ہے - میں نے اس کے متعلق ایک حکایت پڑھی ہے کہ ایک بزرگ نے کسیکی دعوت کی اور اپنی طرف سے مہمان نوازی کا پورا اہتمام کیا اور حق ادا کیا جب وہ کھانا کھا چکے تو بزرگ نے بڑے انکسار سے کہا کہ میں آپکے لائق خدمت نہیں کر سکا - مہمان نے کہا کہ آپ نے مجھپر کوئی احسان نہیں کیا بلکہ مینے احسان کیا ہے - کیونکہ جسوقت تم مصروف تھے مینے تمھارے مکان کو آگ نہیں لگا دی - اگر میں تمھاری املاک کو آگ لگا دیتا تو کیا ہوتا غرض متقی کا کام یہ ہے کہ برائیوں سے باز آوے اس سے آگے دوسرا درجہ افاضۂ خیر کا ہے جسکو یہاں محسنون کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے کہ نیکیاں بھی کرے پورا راستباز انسان تب ہوتا ہے جب بدیوں سے پرہیز کرکے یہ مطالعہ کرے کہ نیکی کون سی کی ہے ؟

کہتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس ایک نوکر چاء کی پیالی لایا جب قریب آیا تو غفلت سے وہ پیالی آپ کے سر پر گر پڑی آپ نے تکلیف محسوس کرکے ذرا تیز نظر سے غلام کی طرف دیکھا غلام نے آہستہ سے پڑھا **الکاظمین الغیظ** یہ سن کر امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا **کظمت** غلام نے پھر کہا **والعافین عن الناس** - کظم میں انسان غصہ دبا لیتا ہے اور اظہار نہیں کرتا ہے مگر اندر سے پوری رضامندی نہیں ہوتی اس لئے عفو کی شرط لگا دی ہے آپ نے کہا کہ مینے عفو کیا پھر پڑھا **واللہ یحب المحسنین** محبوب الٰہی وہی ہوتے ہیں جو کظم اور عفو کے بعد نیکی بھی کرتے ہیں آپ نے فرمایا جا آزاد بھی کیا - راستبازوں کی نمونے ایسے ہیں کہ چاء کی پیالی گرا کر آزاد ہوا - اب بتاؤ کہ یہ نمونہ اصول کی عمدگی ہی سے پیدا ہوا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا **فاستقم کما امرت** یعنی سیدھا ہو جا کسی قسم کی بد اعمالی کی کجی نہ رہے پھر رضی ہوا کہ آپ بھی سیدھا ہو جا اور دوسروں کو بھی کر عرب کے لئے سیدھا کرنا کس قدر مشکل تھا

باقی آئندہ

ڈائری

امام ہمام علیہ السلام

مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب بھیروی

۲۰ جولائی ۱۹۰۵ء

منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ کے رفیق اور ان کی تصنیف عصاء موسیٰ کا کچھ ذکر تھا - کسی نے کہا کہ فلاں شخص ان لوگوں کی چال چلن کی نسبت ایسی بات کہتا تھا - فرمایا - (ہم اس میں نہیں پڑتے اور نہ ہم اس طرح ذاتیات میں دخل دیتے ہیں - یہ بات تقویٰ کے برخلاف ہے -)

بابو محمد صاحب نے ذکر کیا کہ انھوں نے عصاء موسیٰ میں کئی باتیں واقعات کے برخلاف لکھی ہیں - اسپر حضرت اقدس نے فرمایا کہ (ہمنے ضرورة الامام میں یہ ظاہر کیا تھا کہ ہمیں ان پر حسن ظن ہے مگر افسوس کہ انھوں نے اس طرح واقعات کے برخلاف امور لکھکر ہمارے اس حسن ظن کو دور کر دیا ہے کسی دوسرے شخص کی عبارت نقل کرکے الٰہی بخش صاحب میری نسبت اور میرے والد صاحب کی نسبت ہتک کے لفظ استعمال کرتے ہیں کہ وہ ایسے مفلس تھے تقویٰ کا خاصہ نہیں ہے کہ محض جھوٹھ نقل کرے - ناقل بھی تو ذمہ وار ہوتا ہے - اگر الٰہی بخش صاحب کے ساتھ ہمارے تعلقات ایسے پرانے نہ ہوتے اور وہ ہماری خاندان کے حالات سے واقفیت نہ رکھتے اور کسی دور علاقہ کے رہنے والے ہوتے اور سر لیپل گریفن کی کتاب رؤسائے پنجاب میں میرے والد صاحب کا ذکر نہ پڑھا ہوتا اور غدر میں سرکار انگریزی کو پچاس سواروں کی مدد کے حال سے وہ ناواقف ہوتے تو میں ان کو معذور

سمجھتا۔ مگر اب تو اُن کے تقویٰ کا خوب اندازہ ہوگیا۔)

فرمایا (ساری کل انسان کی صحت اور ایمان کی خدا کے ہاتھ میں ہے)

کسی نے ذکر کیا کہ کوئی اعتراض کرتا تھا کہ مولوی عبد الکریم صاحب کی تحریر میں سختی ہوئی ہے۔ فرمایا

(ہر ایک امر کے لئے موقع ہوتا ہے۔ ایک مولوی کو عین مسجد میں بدکاری کرتے ہوئے دیکھے تو دیکھنے والا ضرور کہیگا کہ یہ بدذات ہے دین کی بے عزتی کرتا ہے۔ مگر جو شخص نہیں جانتا کہ محل اور موقع کون سا ہے وہ دھوکا کھاتا ہے۔ ایک شخص خواہ مخواہ افترا کرتا ہے۔ بہتان باندھتا ہے۔ گالیاں دیتا ہے۔ ایک نہ دو نہ تین بلکہ سینکڑوں تک نوبت پہونچاتا ہے۔ خواہ مخواہ کہا جائے گا کہ یہ بیجا ہے۔ جو شخص قرآن شریف کے لئے غیرت نہیں رکھتا وہ کیا ہے۔ عصہ خدا نے بیجا نہیں بنایا اُسکا خراب استعمال بیجا ہے۔

کسی نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ کفر کے وقت تم بڑے غصہ والے تھے اب غصہ کا کیا حال ہے۔ فرمایا غصہ تو اب بھی وہی ہے مگر پہلے اُس کا استعمال بیجا تھا اب ٹھکانہ پر لگ گیا ہے۔ یہ اعتراض تو صانع پر ہوتا ہے کہ اُس نے غصہ کی قوت کیوں بنائی۔ دراصل کوئی بھی قوت بری نہیں۔ بد استعمالی بری ہے۔ قرآن شریف میں انجیل کی طرح یہ حکم نہیں دیتا کہ خواہ مخواہ مار کھاتے رہو۔ ساری شریعت کا یہ حکم ہے کہ موقع دیکھو۔ اگر نرمی کی ضرورت ہے خاک سے مل جاؤ۔ اگر سختی کی ضرورت ہے سختی کرو۔ جہاں عفو سے صلاحیت پیدا ہوتی ہو وہاں عفو سے کام لو۔ نیک اور باحیا خدمتگار اگر قصور کرے تو بخشدو مگر بعض ایسے خیرہ طبع ہوتے ہیں کہ ایک دن بخشو تو دوسرے دن دُگنا بگاڑ کرتے ہیں وہاں سزا ضروری ہے۔ اور عملی طور پر انجیل میں سختی دکھائی گئی ہے جہاں حضرت مسیح نے مخالفین کو بے ایمانوں اور سانپوں اور سانپوں کے بچے کہا ہے۔ خدا نے بھی جھوٹے پر لعنت کی ہے اور دیگر اس قسم کے لفظ استعمال فرمائے ہیں۔)

فرمایا قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے مومن کی دو مثالیں بیان فرمائی ہیں ایک مثال فرعون کی عورت سے ہے جو کہ اس قسم کے خاوند سے خدا کی پناہ چاہتی ہے یہ اُن مومنوں کی مثال ہے جو نفسانی جذبات کے آگے گر گر جاتے ہیں اور غلطیاں کر بیٹھتے ہیں پر پچھتاتے ہیں متوبہ کرتے ہیں۔ خدا سے پناہ مانگتے ہیں۔ اُن کا نفس فرعون سے خاوند کی طرح اُن کو تنگ کرتا رہتا ہے۔ وہ لوگ نفس لوامہ رکھتے ہیں۔ بدی سے بچنے کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔

دوسرے مومن وہ ہیں جو اس سے اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں۔ وہ صرف بدیوں سے ہی نہیں بچتے بلکہ نیکیوں کو حاصل کرتے ہیں اُن کی مثال اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم سے دی ہے **احصنت فرجہا فنفخنا فیہا من روحنا**۔ ہر ایک مومن جو تقویٰ و طہارت میں کمال پیدا کرے وہ بروزی طور پر مریم ہوتا ہے اور خدا اُس میں اپنی روح پھونکدیتا ہے جو کہ ابن مریم بنجاتی ہے۔ زمخشری نے بھی اس کے یہی معنے کئے ہیں کہ یہ آیت عام ہے۔ اور اگر یہ معنی نہ کئے جاویں تو حدیث شریف میں آیا ہے کہ مریم اور ابن مریم کے سوا مس شیطان سے کوئی محفوظ نہیں اس سے لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ تمام انبیاء پر شیطان کا دخل تھا۔ پس دراصل اس آیت میں بھی اشارہ ہے کہ ہر ایک مومن جو اپنے تئیں اس کمال کو پہونچائے خدا کی روح اُس میں پھونکی جاتی ہے اور وہ ابن مریم بنجاتا ہے اور اس میں ایک پیشگوئی ہے کہ اس اُمت میں ابن مریم پیدا ہوگا۔ تعجب ہے کہ لوگ اپنے بیٹوں کا نام محمد اور عیسیٰ اور موسیٰ اور یعقوب اور اسحاق اور اسمٰعیل اور ابراہیم رکھ لیتے ہیں اور اُسکو جائز جانتے ہیں مگر خدا کے لئے جائز نہیں جانتے کہ وہ کسی کا نام عیسیٰ یا ابن مریم رکھدے)

× کسی کے سوال پر فرمایا

(مخالف کے پیچھے نماز بالکل نہیں ہوتی پرہیزگار کے پیچھے نماز پڑھنے سے آدمی بخشا جاتا ہے۔ نماز تو تمام برکتوں کی کنجی ہے۔ نماز میں دعا قبول ہوتی ہے۔ امام بطور وکیل کے ہوتا ہے اُسکا اپنا دل سیاہ ہو تو پھر وہ دوسروں کو کیا برکت دیگا)

فرمایا۔ (یہود کہا کرتے ہیں کہ ہم تو قیامت کے دن خدا کے آگے ملاکی نبی کی کتاب رکھدینگے اور کہدینگے کہ اس کتاب میں تو نے فرمایا تھا کہ مسیح کے پہلے الیاس نبی آئیگا۔ اور تو نے یہ نہیں کہا کہ مثیل الیاس یا اُسکا بروز یوحنا کی شکل میں آئیگا۔ اب اگر یہ مسیح سچا ہے اور ہم نے اسکو نہیں مانا تو ہمارا کیا قصور۔ یہی حال آج کل کے علما کا ہے جو مسیح کے منتظر ہیں۔

اسبات کا ذکر آیا کہ حضرت مسیح نے جب یہود کو کہا کہ یوحنا ہی الیاس ہے تو وہ یوحنا کے پاس گئے اور معلوم نہیں کن الفاظ میں اُن سے پوچھا کہ تو الیاس ہے تو یوحنا نے انکار کیا کہ میں الیاس نہیں ہوں اور اسطرح حضرت مسیح کی تکذیب ہوئی۔ اسپر فرمایا کہ (معلوم نہیں کہ یہودیوں نے کسطرح سے دھوکے کی گفتگو کی ہوگی۔ یوحنا کو کیا خبر تھی کہ یہ کیا شرارت کرتے ہیں۔ یہ دعویٰ غلط ہے کہ پیغمبر خدا کی طرح ہر وقت حاضر ناظر ہوتے ہیں اگر یہ بات سچی ہوتی تو آنحضرت صلعم کو حضرت عائشہ کے متعلق کیوں گھبراہٹ ہوتی یہانتک کہ خدا تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی۔ سعدی نے خوب لکھا ہے

کسی پرسید زان پیر خردمند
کہ اے روشن گہر پیر خردمند
ز مصرش بوئے پیراہن شنیدی
چرا در چاہ کنعانش ندیدی
بگفت احوال ما برق جہان است
دمے پیدا و دیگر دم نہان است
گہے بر طارم اعلیٰ نشینم
گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

فرمایا (موجودہ اناجیل کے اصلی ہونے کے لئے ایک بڑی بھاری دلیل یہ ہے کہ

عوطلب باتیں

مکالمات الٰہیہ جس کا شرف خدا تعالےٰ کے خاص بندوں کو ملتا ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالےٰ اپنے نبیوں کی طرح اُس شخص کو جو **فنا فی النبی** ہوتا ہے اپنے مکالمہ کا شرف عطا فرماتا ہے اس مکالمہ میں وہ بندہ جو **کلیم اللہ** ہو خدا تعالےٰ سے گویا آمنے سامنے باتیں کرتا ہے وہ سوال کرتا ہے خدا اُس کا جواب دیتا ہے گو ایسا سوال خواہ پچاس مرتبہ ہو یا اس سے زیادہ بھی خدا تعالےٰ اپنے مکالمہ کے ذریعہ تین نعمتیں اپنے کامل بندہ کو عطا فرماتا ہے۔

اوّل اُس کی اکثر دعائیں قبول ہوتی ہیں اور قبولیت سے اطلاع دی جاتی ہے۔

دوم اُس کو خدا تعالےٰ بہت سے امور غیبیہ پر اطلاع دیتا ہے۔

سوم اُس پر قرآن شریف کے بہت سے علوم حکمیہ بذریعہ الہام کھولے جاتے ہیں ✗

جو شخص خدا تعالےٰ کے حضور دعا کرتا ہے مگر اعمال سے کام نہیں لیتا اور اپنی اصلاح نہیں کرتا وہ دعا نہیں کرتا بلکہ خدا تعالےٰ کی آزمائش کرتا ہے اس لئے دعا کرنے سے پہلے اپنی تمام طاقتوں کو خرچ کرنا ضروری ہے دعا سے پہلے لازم ہے کہ انسان اپنے اعتقاد اور اعمال میں نظر کرے کیونکہ خدا تعالےٰ کی عادت ہے کہ اصلاح اسباب کے ذریعہ سے کرتا ہے وہ کوئی نہ کوئی سبب پیدا کر دیتا ہے جو اصلاح کا موجب ہو جاتا ہے نادان نیچری سنت اللہ سے ناآشنا کہہ اُٹھتا ہے کہ جب دعا ہوئی تو اسباب کی کیا ضرورت ہے اس نادان کو اتنا علم نہیں کہ دعا بجائے خود ایک سبب ہے جو دوسرے اسباب کو پیدا کر دیتا ہے

جو لوگ کہتے ہیں کہ فلاں امر میں دعا کی گئی وہ قبول نہیں ہوئی وہ اللہ تعالےٰ پر بدظنی کرتے ہیں مومن کی ہر دعا قبول ہوتی ہے لیکن بات اصل میں یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے دو نام ہیں **عزیز** اور **حکیم** عزیز تو یہ ہے کہ ہر ایک کام کر دینا اور حکیم یہ ہے کہ ہر ایک کام کسی حکمت سے موقع اور محل کے مناسب اور موزون کر دینا۔ اور پھر اللہ تعالےٰ **علیم** بھی ہے بعض وقت ہم اپنی نادانی سے کیونکہ ہم عالم کل نہیں عواقب الامور سے آگاہ نہیں ایسے امور میں دعا کر بیٹھتے ہیں جنکا نتیجہ ہمارے لئے مفید نہیں ہوتا پس اللہ تعالےٰ اس دعا کو تو قبول فرما لیتا ہے اور اسکی صورت وہی ہوتی ہے کہ کوئی امر مفید پیدا کر دیتا ہے۔ احمق سمجھتا ہے کہ دعا قبول نہیں ہوئی حالانکہ اُسوقت قبولیت دعا وہی تھی۔ جیسے ایک بچہ اپنی ماں سے آگ کو روشن چیز دیکھکر مانگے مگر ماں بجائے آگ کے اسکو خوبصورت نرم نرم مٹھائی دیدے اب بتاؤ اسکو آگ دینا اسکی درخواست کی قبولیت تھی یا مٹھائی کا دینا۔ یہی سر ہوتا ہے ان بعض دعاؤں میں۔

بسا اوقات الٰہیات سے ناواقف جاہلوں کو یہ کہتے سُنا ہے کہ انذاری پیشگوئیوں کے عذاب کی بعض اوقات میعاد کیوں ٹل جاتی ہے اور وہ کسی دوسرے وقت پر جا پڑتی ہے اصل بات یہ ہے کہ کسیکو سزا دینا در اصل اللہ تعالےٰ کے ذاتی ارادہ میں داخل نہیں ہے اس کے صفاتی نام جو تمام صفاتی ناموں کے اصل الاصول ہیں چار ہیں اور چاروں جود و کرم پر مشتمل ہیں یعنی **ربّ العٰلمین۔ رحمٰن۔ رحیم** **ملٰک یوم الدین**۔ ان صفات اربعہ میں اللہ تعالےٰ نے انسان کے لئے سراسر نیکی کا ارادہ فرمایا ہے یعنی ربوبیت بے استحقاق آرام کے اسباب مہیا کرنا جس کا نام رحمانیت ہے اور تقوی او خدا ترسی اور ایمان پر انسان کے لئے وہ اسباب مہیا کرنا او یا آیندہ دُکھ اور مصیبت سے محفوظ رکھنا جس کا نام رحیمیت ہے اور اعمال صالحہ کے بجا لانے پر جو عبادت اور صوم اور صلوۃ اور بنی نوع کی ہمدردی صدقہ اور ایثار وغیرہ ہے وہ مقام صالح عطا کرنا جو دائمی سرور اور راحت اور خوشحالی کا مقام ہے لیکن جو شخص اپنی بدیوں اور بے اعتدالیوں سے ان صفات کے پرتو کے نیچے سے اپنے تئیں باہر کر لے اور فطرت کو بدل ڈالے اس کے حق میں اُسی کی شامت اعمال کی وجہ سے وہ صفات بجائے خیر کے شر کا حکم پیدا کر لیتی ہیں۔ غرض انسان کی اپنی تبدیلی ان صفات الٰہیہ میں تبدیلی کا موجب ہوتی ہے پس چونکہ سزا دینا یا سزا کا وعدہ کرنا خدا تعالےٰ کی ان صفات میں داخل نہیں ہے جو ام الصفات ہیں کیونکہ اس نے انسان کے لئے نیکی کا ارادہ کیا ہے اسلئے خدا کا وعید بھی جب تک انسان زندہ ہے اور اپنی تبدیلی کرنے پر قادر ہے فیصلہ ناطقہ نہیں ہے لہذا اس کے خلاف کرنا کذب یا عہد شکنی میں داخل نہیں ہوتا۔

اُس مذہب کی بھی کوئی حقیقت ہو سکتی ہے جس کی بنا ایک لکڑی پر ہو جیسا کہ عیسائی مذہب ہے اس کا سارا مدار **صلیب** پر ہے لیکن جب واقعات صحیحہ اور دلائل قویہ کی رو سے ثابت کر دیا گیا کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا بلکہ اُس پر سے زندہ اتر آیا اور پھر اپنی طبعی موت سے ۱۲۰ برس کی عمر پا کر کشمیر میں آ مرا تو بتاؤ کہ صلیبی مذہب کا کیا باقی رہ گیا؟ کچھ بھی نہیں۔

شمس الدین

عیسائی مذہب کے پاش پاش کرنیکے لئے مباحثہ اور مناظرہ کا اب وہی طریق کار آمد اور مفید ثابت ہو ہے جو خدا تعالیٰ نے حضرت امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام کو دیا ہے۔ کیونکہ اس کا کام ہی **کسر صلیب** قرار دیا گیا ہے پھر اس سے بہتر راہ اب کون نکال سکتا ہے

جھوٹا دعویٰ کوئی چیز نہیں سچے مومن بنو اور عملاً راستی اور عدالت سے اسکی سچائی ظاہر کرو۔ پھر دیکھو کہ قدرت الٰہی کس کس طرح مدد کرتی ہے اور بے ایمانوں کے مقابلہ پر تمہارا کیسا غلبہ ظاہر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ایک میزان ہے جس میں تمام شخصوں اور قوموں کے ایمان اور اعمال کا موازنہ ہوتا رہتا ہے اور ان اعمال کے مطابق ہی قومیں زیر و زبر ہوتی رہتی ہیں چنانچہ وہ خود فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک وہ قوم خود اپنے نفس میں تبدیلی نہ کرے یہی آیت ہے جو ہمارے اخبار کا لوٹو ہے یہی آیت ہے جو ہمارے امام علیہ الصلوۃ والسلام کو بھی الہام ہو چکی ہے۔ پس ضرورت ہے کہ تبدیلی کی

مصر میں آجکل عجیب شعر بپا ہے جو ہمارے ناظرین کے لئے بھی قابل غور ہے چونکہ کل دنیا کے مسلمانوں نے بالاتفاق تسلیم کر لیا ہے کہ مسلمانوں کی حالت دن بدن زوال اور ادبار کی طرف جا رہی ہے اور یہ بات بھی عام طور پر مان لی گئی ہے کہ مسلمانوں کی تباہ حالت کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ وہ اپنے دین پر ثابت قدم نہیں ہیں اور دینی ہدایتوں پر عمل نہیں کرتے ہیں اس لئے مصر میں بھی یہ سوال پیدا ہوا ہے اور جیسا کہ وہاں کے اخبارات سے معلوم ہوتا ہے اس مضمون پر بڑے بڑے آرٹیکل لکھے جاتے ہیں اس سوال کے ساتھ ہی مسلمانوں کی دو گروہ

حضرت اقدسؑ گورداسپور میں

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۲۷ جلد ۵

عدالت کا کمرہ

اگرچہ بحیثیت اخبار نویس ہمارا فرض ہے کہ ہم ڈسٹرکٹ جج صاحب کے اس کریکٹر پر جس کا اثر برا یا بھلا پبلک پر پڑتا ہے کوئی ریمارک کریں مگر ہم اسکو سر دست اس لئے چھوڑتے ہیں کہ اگر کوئی ایک پہلو بھی ہم اختیار کریں گے ہم کو خوشامد یا بصورت دیگر اپنی اثر اندازی کی سعی کا الزام دیا جائے گا چونکہ ہم صرف حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کی شہادت کو پیش کرنا چاہتے ہیں اس لئے بوڑسنگھ اور سنت سنگھ گواہان مدعا علیہ کے بیان کو بھی چھوڑتے ہیں۔

حضرت اقدس بطور گواہ پیش ہوتے ہیں

مندرجہ بالا دو گواہوں کے بیانات ختم ہونے پر حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کو بطور گواہ مدعا علیہ بلایا گیا اس سے پیشتر کہ ہم حضرت اقدس کی شہادت کو قلم بند کریں اس امر کا اظہار ضروری معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ مدعا علیہ نے (جنکو حضرت اقدس کے ساتھ خاص خصومت اور عداوت ہے) عام طور پر مشہور کرنے کی کوشش کی تھی کہ بڑی لمبی چوڑی جرح کی جاوے گی اور یوں ہوگا اور یوں ہوگا اس لئے عام آدمیوں کا بھی اچھا خاصہ مجمع ہو گیا تھا۔ مگر خود حضرت اقدس کا وجود اور آپ کے عظیم الشان دعاوی بجائے خود اس قسم کے ہیں جس نے خواص اور معزز لوگوں کی توجہ کو بھی اپنی طرف کھینچ لیا تھا اور ان لوگوں کی ایک بڑی تعداد محض اس خیال سے کہ ایسا بڑا مدعی جس کے متبعین میں بڑے بڑے معزز۔ فاضل۔ عالم۔ تعلیم یافتہ۔ مشائخ بڑے بڑے عہدہ دار۔ اور باکمال ہیں) کم از کم دیکھنے کے قابل ضرور ہے جمع ہو گئے تھے چنانچہ رائے گنگا رام صاحب اور مرزا ظفر اللہ خاں صاحب اور منشی عبدالشکور صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنران بھی حضرت اقدس کے پیش ہونے پر عدالت میں آ گئے تھے۔ آخر خدا کا برگزیدہ جس کے چہرہ سے جلال الٰہی ظاہر ہوتا تھا دنیوی عدالت کے سامنے بطور گواہ پیش ہوا۔

ازالۂ افترا

ہمارے نزدیک اس افترا کا ازالہ بھی ضروری ہے جو فریق مخالف نے افترا باندھا ہے کہ حضرت اقدس کے لئے خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر نے کرسی بچھا دی اور عدالت نے اٹھا دی۔ یا امام الدین (مدعا علیہ) نے عذر کیا کہ مدعی اور مدعا علیہ کو عدالت میں کرسی نہ دی جائے وغیرہ وغیرہ اس قسم کی بیہودہ گوئیاں کی گئی ہیں ہم جو عدالت میں موجود تھے ان سب واقعات کو از سر تا پا غلط قرار دیتے ہیں اور افترا اور بہتان میں شمار کرتے ہیں ۔ حضرت اقدس علیہ السلام دنیوی عزت و نمود پر ہمیشہ سے لات مارے ہوئے ہیں مگر چونکہ فَاِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ خدا تعالےٰ کا ارشاد ہے وہ دنیا میں سب سے زیادہ معزز اور مکرم ہیں اس سے بڑھکر اور عزت کیا ہو سکتی ہے کہ خدا کا وہ **مامور** ہے خدا اس سے **کلام** کرتا ہے اور دنیوی طور پر جو لوگ بڑے بڑے معزز اور مفتخر ہیں وہ آپ کی کفش برداری پر ناز اور فخر کرتے ہیں۔ اس کے سوا حضرت کا خاندان گورنمنٹ انگلشیہ کی نظروں میں ہمیشہ معزز اور محترم رہا ہے اور لاٹ صاحب کے دربار میں وہ کرسی نشین تھے

کسی حد تک محسوس کیا ہے خدا کرے کہ وہ جلد امام الزمان سلمہ الرحمٰن کے وجود باجود سے اطلاع پائیں اور دینی اور دنیوی فائدہ اٹھائیں۔

اور ہیں کیا ان تنگ ظرفوں کو معلوم نہیں کہ **قتل عمد** کے مقدمہ میں جہاں آپ کو بحیثیت ملزم پیش کیا تھا ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر ضلع گورداسپور نے آپ کو کرسی دی تھی حالانکہ آپ نے اُسوقت کرسی کی درخواست کی تھی اور نہ اسوقت بلکہ آپ کا شعار تو یہ ہے۔

نمی باید مرا یک ذرہ عزتہائی این دنیا
منہ از بہرِ ما کرسی کہ ماموریم خدمت را

غرض یہ دنیا کے فرزندوں کی تنگ نظر کی انتہا ہوتی ہے کہ وہ کرسی پر بیٹھیں یا فلاں سلام کرے ان کو تو نہ کبھی کے سلام کی پروا اور نہ کسی کی کرسی کی غرض القصہ حضرت اقدس عدالت میں شہادت کے لئے پیش ہوئے اور آپ نے اپنا بیان دینا شروع کیا۔

بیانِ حضرت اقدس امامِ ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام

اللہ تعالیٰ حاضر ہے میں سچ کہوں گا۔ میری عمر ساٹھ سال کے قریب ہے مرزا غلام جیلانی ہمارے . . جدی بول میں سے تھا۔ اب تو اُس کا کوئی گھر نہیں۔ دوران مقدمہ مضامین مجھے معلوم ہوا کہ غلام جیلانی نے امام الدین اور میرے والد صاحب پر مقدمہ کیا تھا۔ پہلے صرف امام الدین کا نام تھا پھر مرمت سوال سے میرے والد صاحب کا نام بھی لکھا گیا یہ بات ہمارے مختاروں نے جنھوں نے اب مثل دیکھی ہے بتائی ہے۔ مینے سُنا ہے کہ اس مثل میں کوئی نقشہ بھی ہے۔

ایک چاہ پرانا ہے جو سلطان احمد پسرم کے مکان کے دروازہ کے آگے ہے چھ سات سال سے مینے ایک چاہ اپنے زنانخانہ میں سہولت زنانخانہ کے لئے بنایا ہے سقہ بہت سا پانی نہیں دے سکتا۔ اسوقت بھی اندر زنانخانہ میں پچاس ساٹھ عورتیں ہیں۔ جو چاہ متصل دروازہ مکان سلطان احمد کے ہے عرصہ سے ہمارے مصرف میں نہیں آتا۔ ہمارے آدمی پانی لینے جاویں تو سلطان احمد کے آدمی روکتے ہیں۔ سلطان احمد کا خاص کوئی آدمی نہیں ہے اس کی پہلی بیوی مرگئی ہے اب امام الدین مدعا علیہ کی بیٹی اس کی بیوی ہے اور امام الدین کی بہن سلطان احمد کی تائی ہے جو میرے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی بیوی ہے روکنے والی وہی امام الدین کی بہن سلطان احمد کی تائی ہے وہ بسازش امام الدین روکتی ہے۔ مینے اپنے کانوں سے ممانعت سنی ہے مینے خود امام الدین کی ہمشیرہ کی زبانی سُنا ہے۔ کہ یہ لوگ میرے بھائی امام الدین و نظام الدین کے دشمن ہیں اور میرا رشتہ بھائیوں سے ہے میں نہیں چاہتی کہ یہ اس چاہ سے پانی بھریں ان کو روک دو۔ مینے اس کو بہت دفعہ کہتے سُنا ہے۔ سلطان احمد مجھ سے مخالفت رکھتا ہے ایک وجہ مخالفت کی یہ ہے کہ وہ مرزا غلام قادر کا متبنیٰ بنایا گیا تھا اور میری نصف جائداد کا شریک کیا گیا تھا۔ اب وہ اسی میں اپنی مصلحت دیکھتا ہے کہ تائی کے ساتھ موافقت رکھے یہ اشتہار جو مدعا علیہ دکھاتا ہے۔ مطبوعہ ۲ر مئی سنہ ۱۸۹۱ء میرا ہے۔ زنانخانہ کا چاہ مردانہ کی ضرورتوں کے لئے ہرگز کافی نہیں ہے وہ صرف زنانخانہ کی سہولت کے لئے بنایا گیا ہے۔ امام الدین کے چاہ سے ہمارا سقہ بغیر ہمارے علم کے پانی لاتا ہوگا کھلے طور پر ہم وہاں سے پانی نہیں لے سکتے کیونکہ دشنام دہی ہوتی ہے جب سے دیوار بنی ہے تب سے زیادہ روک دیا ہے۔ دیوار جدید بنائی جانے کے بعد تجویز تعمیر چاہ جدید کی ہوئی پانچ چھ ماہ ہوئے کہ چاہ جدید کا پانی استعمال میں آیا ہے اس سے پہلے بڑی مسجد میں بھی پانی لینے جاتے تھے جس جگہ چاہ جدید بنا ہے وہ احاطہ ہے۔ چھاپہ خانہ اور بورڈنگ ہوس بھی اسی احاطہ میں ہے مدرسہ اور بورڈنگ ہوس میں ڈیڑھ سو آدمی ہوتا ہوگا اور دس پندرہ ملازم چھاپہ خانہ کے۔ اور کبھی ستر کبھی اسی کبھی سو مہمان روزانہ اور مجمع میں جو سال میں تین چار مرتبہ ہوتا ہے تین سو یا چارسو یا پانسو مہمان بھی آجاتے ہیں۔ بورڈنگ ہوس تین یا چار سال سے بنا ہے جس کا مجھے علم ہے۔ لڑکوں اور مسافروں کے لئے پانی بھرنے کا سامان موجود ہے بورڈنگ ہوس کا سقہ کوئی خاص نہیں۔ بورڈنگ ہوس کے کئی ملازم ہیں وہ گھڑا صراحی وغیرہ برتن بھر لیتے ہیں۔ میں یقیناً نہیں کہہ سکتا اگر دور سے پانی لانا پڑے تو خرچ زیادہ پڑے۔ گول کمرہ مینے بنایا ہے میرے بھائی نے نہیں بنایا مینے خود بحیات برادر خود بنایا ہے جب کہ وہ سخت بیمار تھے اور اس مرض میں کہ اس سے جان بر نہ ہوسکتے تھے۔ گول کمرہ کے سامنے چار دیواری چار برس سے بنائی گئی تھی۔ تخمیناً ڈیڑھ سال ہوا چھوٹے بوہڑ والا مکان بنایا تھا۔ چھ سات ماہ پہلے وہی بوہڑ والا مکان بنانا چاہا تھا امام الدین بلوہ کرنے کے لئے آگیا چونکہ ہم احتیاط کیا کرتے ہیں ہم نے چھوڑ دیا دوسری مرتبہ پھر ہم نے ارادہ تعمیر کا کیا کہ پھر مدعا علیہ بلوہ کرنے آگیا پھر چھوڑ دیا۔ پھر تیسری مرتبہ ہم کو معلوم ہوا کہ مدعا علیہم کا منشا صرف شرارت کا تھا ورنا اصل مکان ہیں ان کا

کوئی حق نہ تھا عورتوں نے کہا میں نے سنا ہے انھوں نے چھوڑ دیا فساد سے باز آگئے اور کہیں چلے گئے ہیں واسطے ہم نے مکان بنا لیا۔ پولیس والا آدمی آیا تھا ہم نے کہا کہ ہمارا ارادہ بلوہ کرنے کا نہیں اگر زیادہ روکا جاوے گا تو دیوانی سے فیصلہ کرالیں گے چونکہ انھوں نے دست برداری کی ہم نے مکان بنا لیا۔ یہ جگہ جہاں دیوار بنائی گئی ہے تخمیناً ۶ ۳ سال یا دو تین سال کم و بیش سے شارع عام ہے گول کمرہ میں سے ایک دروازہ ہے جہاں سے میں بڑی مسجد کو جا سکتا ہوں۔ چھوٹی مسجد تو ہمارے گھر کا ایک حصہ ہے زنانخانہ میں جو دروازہ ہے اس میں سے گذر کر اگر بڑی مسجد کو جانا چاہوں تو پہلے کوٹھی پر چڑھنا پڑتا ہے پھر دوسری طرف سے اتر کر بڑی مسجد کو جا سکتا ہوں اگر میں اوپر نہ چڑھوں تو کوئی راستہ نہیں ہے دیوار حائل ہے۔

اس دیوار کے بننے سے مجھے بڑی ذاتی تکلیف ہوئی ہے ذاتی تکلیف سے یہ مراد ہے کہ مالی تکلیف ہوئی ہے کہ کنواں بنانا پڑا اور چھاپہ خانہ کا بہت بڑا حرج ہوا مسافر اور میرے ملاقاتی جو بڑے معزز اور شریف آدمی ہوتے ہیں وہ ملاقات کے لئے ترستے رہتے ہیں میں اوپر ہوتا ہوں اور وہ نیچے میں الفاظ میں نہیں بیان کر سکتا کہ مجھے اس سے کس قدر درد پہنچتا ہے آٹھ نو ماہ ہوئے ایک شریف عرب مجھے ملنے آیا اسکو چوٹیں لگیں کیونکہ گر راستہ چکر دار ہے وہ بہت خراب ہے اور پتھریلا ہے برسات میں خصوصاً چلنے کے قابل نہیں ہوتا۔ دیوار منہدمہ کے نیچے کوئی فرش نہیں لگا دیکھا بازار میں پکا فرش ہے ہماری گلیوں میں پکا فرش نہیں ہے مجھے خبر نہیں کہ اور گلیوں میں ہے یا نہیں۔

باقی آئندہ

(ایک خط)

سید وزارت حسین صاحب ساکن مونگیر کے نام

معترضوں کے اعتراضات پر قول فیصل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ان تمام سوالات پر جو آپ نے لکھے ہیں کلام کلی کے طور پر چند ہی باتیں کافی ہیں۔ ان سوالات کا پیش کرنے والا خدا کی کتاب اور سنت صحیحہ سے قطعاً واقف نہیں وہ انھیں باتوں پر قناعت کر کے بیٹھا ہوا ہے جو کہانیوں اور قصوں کے رنگ میں قوم کے درمیان مشہور ہیں۔

مسیح موعود کی آمد ثانی اور علامات اور وقت کی نسبت جس قدر روایتیں اور خیالات ہیں اگر ان میں سے ایک ٹانگ بھی ٹوٹ جائے تو وہ فرض کیا ہوا سارا کارخانہ درہم برہم ہو جاتا ہے۔ پہلے جو بات تنقیح طلب ہے یہ ہے کہ آنے والا مسیح کون ہے؟ آیا وہی اسرائیلی حضرت عیسیٰ ابن مریم؟ یہ نہ ناقابل عفو غلطی ہے جس میں بدقسمتی سے مسلمان نصاریٰ کی تقلید سے مبتلا ہو گئے۔ قرآن کریم صریح طور پر اس کی وفات بیان کرتا ہے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر جبکہ بعض بزرگ صحابیوں نے جوش سے کہا کہ آنحضرت فوت نہیں ہوئے وہ شریروں کو سزا دینے کے لئے عنقریب آتے ہیں اور یہ کہا کہ جو شخص آنحضرت کو فوت شدہ کہے گا تلوار سے کاٹا جائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کے مجمع میں اس آیت شریفہ کو پڑھا

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ الآیہ

اس سے سب کے جوش سرد ہو گئے اور سب نے یقین کر لیا کہ رسول کریم کی وفات اوپری وفات نہیں آپ نے وہی پیالہ پیا جو سب انبیا نے پیا۔ خدا کے لئے سوچنا چاہیئے کہ اگر اس مجمع میں ابوبکر صدیق کا استدلال اس آیت سے کل انبیا کی موت پر نہیں تو وہ بات کیا تھی جس سے صحابہ نے اسوقت تسلی پالی اور اپنے محبوب و مولیٰ کے فقدان پر جس کے فراق میں وہ تڑپ رہے تھے خدا کی تقدیر سے راضی ہو گئے۔

صاف ظاہر ہے کہ اس عام خیال کے سبب سے جو نصاریٰ کے اعتقاد کی زہریلی ہوا سے مدینہ کے اندر باہر پھیلا ہوا تھا اور یوں بھی میل ملاقات کی وجہ سے عربوں میں دائر سائر ہو رہا تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ ہیں صحابہ کو یہ خیال آیا کہ جب حضرت عیسیٰ جیسا شخص اب تک زندہ ہے تو پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو افضل الانبیاء ہیں بطریق اولے زندہ رہنے چاہیئے۔ اسلئے کہ آپ کی زندگی تمام زندگیوں سے زیادہ ضروری ہے۔ اس تصور اور اعتقاد نے انھیں جوش دلایا اور وہ برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ کسی منہ سے آپ کی وفات کا لفظ سنیں۔ آخر حضرت ابوبکر نے قرآن کی وہ آیت سنا کر فیصلہ کر دیا کہ ہمارے نبی کوئی انوکھے فوت نہیں ہوئے بلکہ سارے نبی ہی پل کے اوپر سے گذرے ہیں۔ یہ پہلا اجماع ہے جو تمام مقدس اصحاب کا ایک بات پر ہوا اور وہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات۔ اس مبارک اجماع کے بعد جس نے اسلام کو دوبارہ زندگی عطا کی کسی غیرت مند مسلمان کی روح روا رکھ سکتی ہے کہ وہ اپنے نبی کریم خاتم النبیین سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کو تو مردہ

اعتقاد کرے اور حضرت مسیح علیہ السلام کو زندہ آسمان پر ماننے اور اس اعتقاد بد سے کافر نصرانیوں کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خطرناک گالیاں دیتے اور بدترین خلق جانتے ہیں (لعنہم اللہ) پوری پوری مدد دے۔ آج ظالم نصرانیوں کے ہاتھ میں مسیح کی زندگی کا اعتقاد بڑی تیز چھری ہے جس سے وہ مسلمانوں کو ذبح کرتے ہیں چنانچہ لاہور میں لاٹ پادری نے مسلمانوں کے ایک بڑے مجمع میں بڑے زور سے یہ کہا کہ ہمارا خداوند یسوع مسیح زندہ آسمانوں پر ہے اور تمہارا نبی محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) مردہ زمین میں پڑا ہوا ہے اب تم بتاؤ افضل انمیں سے کون ہے۔ تمام علما اس کے جواب سے ساکت رہ گئے اور حقیقت وہ ظالم جو خود مسیح کو زندہ مانتے ہیں اس ناپاک بات کا جو ظالم نصرانی نے پیش کی کیا جواب دے سکتے تھے۔ آخر ہماری جماعت میں سے مفتی محمد صادق صاحب نے بڑی قوت اور جرأت سے مسیح کی وفات قرآن اور انجیل دونوں سے ثابت کی اس پر وہ مشرک بہت دیر تک مبہوت اور ساکت ہوگیا اور کہا یہ نئی باتیں ہیں ہم نے اس سے پہلے مسلمانوں سے نہیں سنیں اور کچھ تردید نہ کرسکا۔ اس سے اس مجمع پر بڑا نیک اثر پڑا ورنہ ارتداد کا دروازہ کھل جاتا۔ آخر اُس پادری نے یہ معلوم کرکے کہ محمد صادق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے مرید ہیں اُن سے مباحثہ کرنے سے قطعاً انکار کردیا اور پھر حضرت مرزا صاحب نے بھی جب اُسے مباحثہ کے لیئے دعوت کی تو صاف انکار کردیا اور کہا کہ میں آپ سے بحث نہیں کرتا۔ میں تو عام مسلمانوں کو خطاب کرتا ہوں۔ اب آپ ہی سوچیں کہ وہ کون قوم ہے جسکے سایہ سے شیطان بھاگتا ہے اور وہ کون عباد ہیں جن کی نسبت خدا تعالیٰ نے قطعی خبر دیدی کہ اُن پر شیطان کو کبھی غلبہ نہ ہوگا چنانچہ فرمایا اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ کیسے بد قسمت ہیں مسیح کی زندگی کا اعتقاد رکھنے والے کہ ظالم شیطان کے دانت اُن کے ایمان پر تیز رہتے ہیں اور اُسے قوی امید رہتی ہے کہ وہ آخر اُن کے قلعہ کی دیواروں کو توڑ کر اندر گھس جائے گا۔ اگر کوئی خدا کی عزت کو۔ نبی کریم کی عزت کو نگاہ رکھنے والا ہو اور مسلمانوں کو اُن بھیڑیوں کے تیز چنگال سے جو یسوع کی بھیڑیں کہلاتی ہیں چھڑانے کی سچی تڑپ رکھنے والا ہو تو یہی بات اُس کے لئے صاف سڑک تیار کردیتی ہے حضرت مرزا صاحب کے وجود باجود کی ضرورت کے تسلیم کرنے کی۔ وہ صفائی سے سمجھ سکتا ہے کہ ایک ہی شخص ہے جس نے ان دریدہ دہن دشمنان خدا اور رسول کے مُنہ میں کانٹے دار لگام دی ہے۔ اور اُس سید المعصومین محبوب رب العلمین (صلے اللہ علیہ وسلم) کی بے آبروئی اور ہتک کا ان ظالم مشرکوں سے خوب ہی انتقام لیا ہے۔

العرض بات لمبی ہوگئی تمام باتوں کا نچوڑ یہی ہے کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام وفات شدہ ثابت ہوگئے تو معاً وہ سارے لمبے چوڑے افسانے بھی خاک میں مل گئے جو اُن کی زندگی کے تسلیم کے فرض پر لوگوں نے بنا رکھے ہیں۔

اور پھر جب اس پہلو میں غور کیجائے کہ قرآن کریم موسوی اور محمدی خلفا کے سلسلوں کی مطابقت اور مماثلت سے خوشخبری دیتا اور ڈنکے کی چوٹ سے پکار کر کہتا ہے کہ محمدی خلافت کے سلسلہ کو بھی ایک مسیح موعود پر اُسی طرح ختم ہونا ضروری ہے جسطرح موسوی خلافت کا سلسلہ حضرت مسیح پر ختم ہوا۔ اس لیئے کہ ایک طرف قرآن فرماتا ہے اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ اس میں خدائے علیم حکیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب موسی علیہ السلام کا مثیل قرار دیتا ہے۔ اور پھر۔ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ۔ میں بشارت دیتا ہے کہ ملت محمدیہ میں بھی اُسی طرح خلافت کا سلسلہ جاری ہوگا جس طرح موسوی ملت میں ہوا اور ان دونوں مقاموں میں کَمَا کا لفظ مشترک رکھکر موسوی اور محمدی سلسلوں کی پوری مطابقت اور مماثلت کی طرف اشارہ کردیا۔ غرض ایک طرف قرآن کریم صاف صاف خبر دیتا ہے کہ مسیح موعود کا چودھویں صدی میں بعد حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسی طرح آنا ضروری ہے جس طرح موسی علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے جو موسوی شریعت کے متمم اور مصدق تھے اور اپنی طرف سے کچھ بھی شریعت دینے والے نہ تھے۔ اور دوسری طرف حدیثیں بھی خبر دیتی ہیں کہ مسیح موعود کا آنا ضروری ہے اور قومی تواتر اور مسلّم بات بھی ہے کہ حضرت عیسی آنے والے ہیں۔ اور معاً یہ بات کہ وہ حضرت عیسی مسیح ابن مریم صاحب انجیل قرآن کریم کی نصوص صریحہ کی بنا پر کُل صحابہ کے اجماع کی بنا پر فوت ہوچکے ہیں حیرت میں ڈالتی ہے کہ معاملہ کیا ہے۔ مگر یہ حیرانی دور تک قائم نہیں رہتی۔ دانشمند طبیعت بہت جلد تاریکی سے نکل کر اس نور تک پہنچ جاتی ہے کہ خدا تعالے کی استمراری اور جاری سنت کے موافق یعنی خلافت کے معروف اور مسلّم سلسلوں کے موافق ضروری ہے کہ سلسلہ محمدیہ کا آخری خلیفہ مسیح موعود اُمت ہی میں سے ہو۔ باہر سے کسیکو بلانا ہزاروں مفاسد کو ساتھ لاتا ہے اور درحقیقت جب قرآن کریم کی صریح نص اور اُمت محمدیہ کے آدم ثانی خلیفہ بلافصل اسد اللہ الغالب علی کل غالب جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام کا فہم قرآن اور تمام برگزیدوں کا اجماع حضرت عیسی علیہ السلام کی وفات پر متفق ہیں تو پھر اُن کے بلانے یا آنے کی نسبت گفتگو ہی عبث ہے۔ مگر آسمان اور زمین کی شدید پکار یعنی کُل مقدس صحیفوں اور قرآن کریم کا مسیح موعود کی نسبت خبر دینا اور قرآن

کریم کا محمدی اور موسوی سلسلوں کو آغاز سے انتہا تک مطابق قرار دینا ایک متدبر سلیم الفطرت کو یہ امور ثلج قلب اور شرح صدر سے یقین دلا دیتے ہیں کہ جیسے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات حق ہے ویسے ہی اُن کی آمد ثانی بھی حق ہے اور وہ آمد ثانی ویسی ہی ہے جیسے کہ خود حضرت مسیح کے زمانہ میں یہود کی بڑی بھاری نزاع کے وقت فیصلہ پا چکی ہے اور وہ ہے حضرت ایلیا علیہ السلام کی آمد ثانی حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شکل میں۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام کا یہ فیصلہ حق نہ تھا اور خدا کی وحی اور سنت کے مطابق نہ تھا تو پھر ظالم یہودیوں کی جان خراش نکتہ چینیاں آپ کی پاک ذات کی نسبت حق ہیں۔ اب یا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صادق رسول مانو یا یہود کو راستی پر مانو اور ان کی تکفیر اور تکذیب کرو۔ تعجب کی بات ہے اور علمائے امت پر افسوس آتا ہے کہ ایک مقدمہ کی جو اس وقت پیش آیا ہے سابق کتابوں اور پہلی اُمت میں نظیر موجود ہے اور خدا کے برگزیدہ نبی کی عدالت کا ناطق فیصلہ موجود ہے پھر بھی غور نہیں کرتے اور نہیں سوچتے کہ اس انکار اور اصرار سے کس قوم سے ملتے جلتے ہیں۔ آج اس مسیح موعود کے وقت میں بھی اس کے ساتھ جو نزاع اختلاف پیش آئی کہ یہی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام صاحب انجیل کے ساتھ یہودیوں کو پیش آئی تھی۔ سو کس قدر ضروری ہے کہ ہمارے بھائی اس فیصلہ کے آگے گردنیں جھکا لیں جو اس راستباز نبی نے یہود کے دعویٰ کے متعلق کیا۔ یہود کے مولوی بھی تو تکفیر کر گئے تھے اور گردن کی رگیں پھُلا پھُلا کر اس مقدمہ میں بھی کہتے تھے کہ تو کیونکر صادق ہو سکتا ہے جب کہ ہنوز ایلیا عنصری جسد کے ساتھ جیسے قبل آسمان سے نازل نہیں ہوا جیسا کہ ملاکی نبی کی کتاب کی نص صریح سے ثابت ہے مگر حضرت عیسیٰ نے اُنھیں یہی جواب دیا کہ ایلیا تو آگیا اور وہ یوحنا (دیکھو) ہے چاہو تو قبول کرو۔ بدقسمت ظاہر پرست الفاظ پر مرمٹنے والے یہود کے مولوی اس تاویل پر راضی نہ ہوئے۔ اس کو کتاب اللہ کی نص کی تحریف قرار دیا اور خدا کے سچے نبی کی تکذیب اور تکفیر کی اور خدا کی لعنت اور ابدی غضب کا استحقاق پیدا کر لیا۔ آج بھی یہودی یہی کہتے ہیں (چنانچہ ہمارے پاس بمبئی کے ایک فاضل یہودی کی تحریر موجود ہے) کہ اگر خدا ہمیں مسیح ابن مریم کی تکذیب پر گرفت کرے گا تو ہم ملاکی نبی کی کتاب اس کے آگے رکھ دیں گے اور رو رو کر عرض کریں گے کہ خدایا تو ہی انصاف کر اس میں یہ کہاں لکھا ہے کہ ایلیا کا مثیل آئے گا بلکہ اس میں تو صاف لکھا ہے کہ وہی ایلیا آئے گا۔ کیا بگڑتا تھا اگر تو اپنے نبی سے اتنا لکھوا دیتا کہ مثیل ایلیا آئے گا پھر تو ہم بڑی آسانی سے قبول کر لیتے اور تیرے غضب اور لعنت کی سزا میں گرفتار نہ ہوتے۔ افسوس یہی چال ہے جو آج ہمارے مولویوں نے اختیار کر رکھی ہے۔ یہ بھی یہی کہتے ہیں کہ ابن مریم کا لفظ صاف صاف کیوں ہے۔ کیوں ابن مریم کا آنا لکھا ہے کیوں حدیثوں میں یہ نہیں آیا کہ مثیل ابن مریم یا مثیل مسیح آئے گا۔ مگر انھوں نے خدا کے اُس فضل اور انعام کی قدر نہیں کی جو اس اُمت پر مخصوص تھا کہ تمام واقع ہونے والی باتوں کی نظیریں امم سابقہ میں رحیم خدا نے قائم کر دیں۔ اور اپنی کتاب پاک میں اسی کی طرف اشارہ کرنے کے لئے صاف کہا کہ

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

آج پہلا موقعہ اور ایک عظیم الشان موقعہ ہم مسلمانوں کو ملا تھا۔ جب سے یہ امر الٰہی کتاب مجید میں وارد ہوا ہے اس کی تعمیل کا موقعہ اور اس کی اطاعت کے ثواب کا وقت قوم کو ایسا نہیں ملا۔ ایک شخص نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ علما نے اس پر اعتراض کیا کہ مسیح موعود آسمان سے جسد عنصری کے ساتھ نازل ہونا ضروری ہے اُس نے اپنے صادق ہونے کی نظیر گزشتہ صحیفوں اور اہل الذکر کی کتابوں سے پیش کی اور ایک راست باز نبی کورٹ کا فیصلہ بھی دکھایا۔ اب حق تھا کہ ہمارے علما اہل الذکر سے پوچھتے اور ان کے صحیفوں اور واقعات کی طرف رجوع لاتے اور پہلے فیصلہ کو قبول کرتے۔ مگر ان بدقسمتوں نے دیکھ بھال کر اور ایک قوم کو لعنت کی آگ میں جلتا دیکھ کر اُنھی کی سوراخ میں گھسنا پسند کیا اور اُنھی کی زبان اور قلم اور دل کو اختیار کیا۔ اس نظیر کے علاوہ خدا کی محفوظ کتاب نے جو دعا سکھائی تھی اور جسے یہ لوگ پانچوں نمازوں میں فرض مانکر پڑھتے ہیں یعنی سورہ فاتحہ اس میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ ایک وقت اس اُمت پر بھی ایسا آئے گا کہ مسیح موعود کی تکذیب سے یہود کی طرح مغضوب ہوں گے۔ چنانچہ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ کا فقرہ اس پر شاہد ناطق ہے۔ اب غور کرو اور بتاؤ کہ اگر یہ معنی نہیں کہ تم ہمیشہ ان یہود کی سیرت سے پناہ مانگو جو حضرت مسیح کی تکذیب کی وجہ سے مورد غضب الٰہی ہوئے تو اور اس کے کیا معنے ہیں۔ اور اگر مقدر نہیں تھا کہ ضالین یعنی نصاریٰ کے فتنہ کے وقت اسی اُمت میں سے سُنۃ اللہ کے موافق ایک مسیح موعود ضرور آئے گا تو اُس کی تکذیب سے اور اس کی تکذیب کے باعث غضب الٰہی سے ڈرایا گیا۔

غرض حضرت مسیح کی وفات کے ثابت ہو جانے اور حضرت مسیح موعود کے اس اُمت سے ہی آنے کے ساتھ ہی اُن حدیثوں کا سارا تانا بانا ٹوٹ گیا جنھیں مہدی اور مسیح خونی کے خوفناک جنگوں کے قصے اور یاجوج ماجوج کے انوکھے افسانے تراشے گئے ہیں۔

علاوہ بریں یہ آپ کا لکھنا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مہدی ایسا اور ویسا ہے۔ نا واقفیت پر مبنی ہے۔ مہدی کی حدیثوں کو احادیث صحیحہ کہنا سخت غلطی ہے علمائے محققین ان کو موضوع قرار دے چکے ہیں اور ان کے مفاسد اور وضعیت کے اسباب کھول کھول کر بیان کیئے ہیں۔ وہی حدیث ابن ماجہ کی صحیح نکلی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسی اور مہدی ایک ہی شخص ہیں اور درحقیقت اس پرفتن وقت میں مسیح موعود سے زیادہ مہدی اور کون ہو سکتا ہے جب کہ ساری دنیا ضالین کے فتن سے ضلالت کے پنجہ میں گرفتار ہو چکی ہو گی اور وہ حدیث ماجہ کی ہے

لَا مَھْدِیَ اِلَّا عِیْسٰی

اس حدیث کو خدا کے کلام نے اور کام نے دونوں نے سچا کر دیا۔ کلام نے حضرت عیسیٰ کو متوفی دکھا دیا تھا اور کام نے عملی طور پر ایک شخص کو اُمت سے مسیح موعود بنا کر دکھا دیا اب ظالم ہے جو اس سچائی کو چھوڑ کر جھوٹے افسانوں کی طرف جائے اور اُن حدیثوں کو پکڑے جو خدا کے زندہ کلام اور مضبوط کام دونوں کو خاک میں ملانے کی کوشش کرتی ہیں۔

خدا کے کلام قرآن کریم کی عزت اسی میں ہے کہ آج اُس شخص کو سچا مان لیا جائے جس نے عیسی موعود اور مہدی موعود ہونے کا دعوی کیا ہے۔ اور اُن معنوں کو صحیح تسلیم کیا جائے جو خدا کے کلام اور سنت صحیحہ کے وہ کرتا ہے۔ دجال اور یاجوج ماجوج اور ابن مریم اور مہدی کی وہی سچی حقیقت ہے جو اُس نے بیان کی ہے۔ وہ معجزات دکھا رہا ہے اُسی طرح جیسطرح خدا کے کلام سے انبیا کی سنت ثابت ہوتی ہے

اُس کی سچائی کے وہ تمام ثبوت موجود ہیں جو اگلے راست بازوں کی حقیت کے ثبوت میں خدا نے دیئے۔ اُس نے اپنے فرض منصبی کو (لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ) یعنی اسلام کے اظہار کو ملل باطلہ پر بڑی عمدگی سے پورا کیا ہے۔ اسکی صداقت کے ثبوتوں اور معجزات کے منکر اپنے انکار کی تائید میں وہی باتیں پیش کرتے ہیں جو پہلے راست بازوں کے منکر پیش کرتے تھے۔ ہمیں مدت سے دلی شوق ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر علمائے وقت سے کوئی ایسا نیا اعتراض سُنیں جو یہودیوں نے حضرت عیسی علیہ السلام پر اور نصرانیوں نے . . . . ہمارے نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام پر اُن سے پہلے اُن ہی لفظوں میں نہ کیا ہو۔ خدا خدا کر کے لاہور سے ایک نئی کتاب عصائے موسی نکلی تھی۔ مگر افسوس اس کے مؤلف یا مؤلفوں نے بھی وہی چال چلنی پسند کی جو یہودیوں اور نصرانیوں نے یادگار چھوڑی تھی۔ یہ غلط ہے کہ سید احمد خاں کی تردید آپ نے نہیں کی معلوم ہوتا ہے کہ معترض سخت ناواقف ہی اور اُس نے امام علیہ السلام کی کتابوں کو نہیں پڑھا۔

جس قدر اس سیاہ باطل کا ابطال حضرت مہدی علیہ السلام نے کیا اور اس دہریت کا استیصال کیا ہے اس کی نظیر نہیں۔ آئینہ کمالات اسلام میں ایک چٹھی۔ اور برکات الدعا خوفناک حربہ ہی علیگڈھ سکول کے اصول پر۔ اور اس کے سوا حضرت کے دعوی اور وجود باجود خود ایک تیز درانتی ہے جس سے ان عقائد کی ناشکری بیلیں جو پاک پیڑوں کو خشک کر ڈالنے کے لئے بڑھ رہی تھیں کٹ رہی ہیں۔ جن راستیوں یا اسلام کی سچی اور یگانہ خصوصیتوں پر سید کے عقائد نے پانی پھیرا یعنی ملائکہ کے اُس رنگ کی وجود سے انکار کیا جسے انبیا علیہم السلام نے مانا تھا وحی اور جبرئیل کی حقیقت سے انکار کیا اور اسے منجملہ اور قوای انسانی کے ایک قوت مانا۔ اور دعا کا انکار کیا۔ یعنی منجملہ اسباب عادیہ کے کہ مادی اسباب کی طرح نتائج کے پیدا کرنے میں وہ بھی ایک قوی اور موثر سبب ہے دعا کو سبب قرار نہیں دیا بلکہ یوں ہی ایک دل خوش کُن امر تصور کیا۔ غرض ان سچائیوں کی تائید اور تقویت قول اور فعل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مذہب ہے۔ آپ نے بہت سی سعید روحوں کو اُس زندہ متکلم خدا کا اُس کے تازہ زندہ کلام سے اور پاک وحی اور معجزات سے لازوال یقین دلایا ہے جو ان مادہ پرستوں کے نزدیک معطل اور خاموش اور بے تصرف بُت کی طرح آسمان کے کسی گوشہ میں ہاتھ پر ہاتھ دہر کر بیٹھا ہوا تھا۔

خدا تعالی آپ کو توفیق دے کہ یہاں ایک عرصہ تک قیام فرمائیں اور علوم صحیحہ اور عقائد حقہ آپ کو حاصل ہو جائیں۔ اور ہر بات کے لئے شرح صدر مل جائے۔ بے اس کے بات مشکل ہے۔ والسلام

عاجز عبدالکریم ۲۸ جولائی ۱۹۰۱ء

مسلمانوں کا خدا اور اس کے حضور میں دعا

ایک قابل دید مختصر رسالہ قیمت صرف ۲/ دفتر الحکم اور حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام سے طلب کرو۔

نصف نوٹ

مفصلہ ذیل نمبروں کے تین نصف نوٹ ہر ایک قیمتی سو روپیہ ایک سال کے اندر اندر حضرت اقدس مرزا صاحب کی خدمت میں چندہ منارہ میں بھیجے گئے ہیں۔ اور ان کے باقی نصف حضور اقدس کو ابھی تک نہیں پہونچے اسلئے تمام بھائیوں سے درخواست ہے کہ جس صاحب نے یہ نوٹ بھیجے ہوں وہ اپنے نام اور پتہ سے بہت جلد ہی اطلاع دیں یا اگر کسی صاحب کو بھیجنے والے کا نام اور پتہ معلوم ہو تو چاہیئے کہ وہ اطلاع دیں تاکہ اگر نصف باقی بہ سبیل ڈاک خانہ آنے میں گم ہوے ہوں تو وصول روپیہ کا انتظام کیا جاوے نوٹوں کے نمبر یہ ہیں۔

EA/15 76805

EA/15 76806

EA/15 76807

ان کے علاوہ دو چھوٹے چھوٹے نوٹ اور بھی ان کے ساتھ ہیں جنکے نمبر اور قیمت حسب ذیل ہے یعنی

EA/13 62176 قیمتی دس روپے اور

EA 38906 قیمتی پانچ روپیے

خاکسار محمد علی از قادیان

مسدس

در شکر نعمت باری تعالیٰ عزاسمہ

از سید مہدی حسین صاحب

یَا لَیْتَ قَوْمِی یَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَ لِی رَبِّی
وَجَعَلَنِی مِنَ الْمُکْرَمِیْن

خدایا شکر ہے تیرا کہ مجکو قادیاں لایا
مسیحائے زماں مہدی دوراں تو نے دکھلایا
بچھایا ہے جو یاں خوانِ کرم وہ میں نے بھی کھایا
تڑپتا تھا میں جس کے واسطے آخر اسے پایا
مری مولا سراسر یہ تری بندہ نوازی ہے
جو مانگا تھا وہ بخشا کسقدر یہ سرفرازی ہے

وہ دیکھا میں نے احمد جسکی سب تعریف کرتے ہیں
بشر تو کیا ملائک جسکی دم الفت کا بھرتے ہیں
وہ عیسیٰ ہے کہ کافر جسکے دم سے جلد مرتے ہیں
دعا سے جسکے مردے جیتے ہیں بگڑے سنورتے ہیں
مبارک اسکی صورت مخلصوں کو ایسی بھاتی ہے
جدھر جاتی ہیں حضرت ساتھ انکی جان جاتی ہے

عجب نظارۂ قدرت ہے لوگو اسطرف دیکھو
امام وقت بیٹھا ہے مجبو اسطرف دیکھو
جھکا تھا چرخ فلک اے سونیوالو اسطرف دیکھو
ہوئی دنیا میں رونق دیں پرستو اسطرف دیکھو
محمد نے خبر دی تھی اسی مہدی کے آنے کی
یہ باتیں یاد رکھنے کی ہیں نہیں ہیں بھولجانے کی

کروں کس منہ سے تیری حمد میں ہر بار یا اللہ
نہیں طاقت زبانکو ہو چلی بے کار یا اللہ
ترا فضل و کرم ہے ہر گھڑی درکار یا اللہ
میسر مجھکو حضرت کا رہے دیدار یا اللہ
نہ اب اس جنت الفردوس سے باہر مجھے کیجو
ہوں عاجز آدمی زادہ مری ہر دم خبر لیجو

کیا وعدہ وفا ای میرے داور میں تری قرباں
دعا میں کیں قبول اور پھر دکھایا لطف اور احساں
دیا بیمار کو عیسیٰ کرے تا درد کا درماں
چمن میں بلبلیں چہچہیں پھر آئی موسم باراں
گئے سختی کے دن اب تو تری رحمت کی باری ہے
گھٹا گھنگھور آئی کیا ہی خوش قسمت ہماری ہے

الٰہی ہمکو قوت دے کہ بہرہ اس سے ہم پائیں
ترے اکرام سے غنچے دلوں کے کھلکھلا جائیں
ہوں سرسبز ایسے اور شاداب دشمن دیکھ شرمائیں
ہوں سرسبز ہم شجر ایسے کہ بدبیں دیکھ بل کھائیں
تیرے ہی دست قدرت نے ہمیں پوسا ہے پالا ہے
نگہباں ہے تو ہی گرتے ہوے تو نے سنبھالا ہے

محمد مصطفیٰ دنیا میں آئے عزت و شاں سے
کیا سیراب ہمکو خضر رہ نے آب حیواں سے
کیا آگاہ عیسیٰ نے رموز اہل عرفاں سے
جہاں سب بھر گیا مہدی کی آئی دیں کا ایماں سے
براہیم آگیا ای مشرکو کعبہ کرو خالی
کوئی دم میں مٹا جاتا ہے ابا فسون و خیالی

غنیمت ہے یہ موقعہ یا الٰہی فضل کر اپنا
بجز تیرے کرم کے کوئی بھی مجھکو نہیں لیتا
کسی لائق نہیں میں مجھسے کچھ بھی ہو نہیں سکتا
جو تو چاہے تو پھر سب کچھ ہے الٹا بھی ہو سیدھا
سمجھتے ہیں جو دلمیں مجکو یاں مجنون و سودائی
انھیں بھی تیرے بندہ کے لئے حاصل ہو بینائی

مسیحائے زماں میری طرف بھی اک نظر کیجے
غلام بے درم ہوں کوئی خدمت مجھسے لیجیے
پھر وہیں گرد حضرت کی مجھے اس میں مدد دیجے
زیادہ گر نہیں پانی ہی میرے ہاتھ سے پیجے
وگرنہ خاکروبی آستان پاک کی دیدو
گدائے در ہوں میں مجھکو تو مٹھی خاک کی دیدو

دل بیمار ہر دم میرے سینہ میں تڑپتا ہے
کلیجہ ہر گھڑی مجمر پہ بیتابی کی تپتا ہے
رگوں کا خوں اکٹھا ہو کے سب اسطرح کھپتا ہے
کہ جیسے برہمن چوکے کے اندر رام جپتا ہے
لگی ہے آگ پہلو میں ادھر نالا کھڑکتی ہے
دو جانب کے جلن سے پیٹ میں انتڑی پھڑکتی ہے

خدائے دوجہاں قدرت تری ہر اک نرالی ہے
ہر اک شیء اعظمی تو نے کو بصورت نکالی ہے
تجھے پروا نہیں کچھ بھی تری سرکار عالی ہے
تری مرحمت سرا ہر بنا بنا ڈالی ڈالی ہے
تری حکمت سے دنیا میں نہیں اک چیز بھی خالی
ہے ظاہر کچھ ہر چھوٹے بڑے کی مضطر الحالی

سہارے پر تری دنیا کا ہر اک کام ہوتا ہے
معاون تو نہ ہو تو کو بیڑے والا بھی روتا ہے
عبث فکروں میں شاہ وقت اپنی جان کھوتا ہے
مگر جیسا تو ہو جائے دو دکھ کی نیند سوتا ہے
غرض ہر ذرہ کو تیری مدد کی انتظاری ہے
ہنوز جس کا حامی کار جینا اسکو بھاری ہے

الٰہی میں تری رحمت کی ہر دم آس کرتا ہوں
ترے دربار کو نعوذ بہ شر الناس کرتا ہوں
میں سچ کہتا ہوں اور یہ کہ کچھ بکو ہس کرتا ہوں
بڑے گندے جو ہیں کچھ ان سے بھی ہو پاس کرتا ہوں
الٰہی مہدی آخر زماں کا مجھ پہ ہو سایہ
مرا کنبہ بھی یہاں آکر بسے سب کا بڑھے پایہ

کدھر ہو اے عزیزو جلد دوڑو اسطرف آؤ
محمد کی زیارت کا شرف آکر یہاں پاؤ
علی کو دیکھنا گر چاہتے ہو تو بھی آجاؤ
نہ غفلت میں رہو مہدی کے آگے سر کو نیوڑھاؤ
کرو تم اتباع احمد مختار کو حاصل
کرنا اعمال احمد سے ملے درجہ بنو واصل

اگر یہ وقت ہاتھوں سے دیا پھر تمہ حسرت ہے
امام وقت سے غافل ہو یہ کتنی جہالت ہے
جدا احمد سے ہو کر تم رہو کیسی یہ حالت ہے
دو فاکیشو نکی حق میں اک گھڑی اکرم غنیمت ہے
وہ دن آتے ہیں ہوگا مجلسوں میں بار بھی مشکل
یہ صحبت پھر کہاں ہوگا تعقبہ دیدار بھی مشکل

تمھیں قصہ کہانی سے نہ حاصل کچھ کبھی ہوگا
وہ ہوگا خود پشیماں جو کہ دور از راستی ہوگا
نجات اسکے لئے ہے جو قرین آشتی ہوگا
امام آخری کہتا ہے جو آخر وہی ہوگا
مسلمانو تمھارے گھر پہ آج اسلام آیا ہے
کرو اس کی مدد یہ بھی تمھارے کام آیا ہے

یہ وہ اسلام ہے جسکو محمد نے جلایا تھا
اسی کے عشق نے یوسف کو زنداں میں پھنسایا تھا
خلیل اللہ کو گلزار اسی نے جا دکھایا تھا
اسی مہمان کو یعقوب نے کھانا کھلایا تھا
یہ موسیٰ کو گیا لے دشت آتش زار پر یار و
یہی عیسیٰ کا تھا ہمراز و محرم دار پر یارو

مر و سی اسکی عیسیٰ پھر سلامت دار سے اترے
اسی ہمراہ لے کر سب نبی اس دار سے گذرے
حسین ابن علی بھی کربلا میں اسکے یاور تھے
جناب عابد بیمار تھے کانٹو نپہ ساتھ اسکے
یہ مہماں پھر ہوا ہے اب تمھارا تو خبر اس کی
نہ دو یہ وقت ہاتھوں سے اگر ایماں ہے کچھ باقی

اٹھو دنیا کے بندو نہ عمر اپنی گنواؤ تم
ہر اک جانب سے دل دنیا میں اپنا مت پھنساؤ تم
یہودی مت بنو انکی طرح ٹھوکر نہ کھاؤ تم
یہ قول سید خیر البشر خاطر میں لاؤ تم
بوقت آمد عیسیٰ بہت ایسے بھی ہوں انساں
نہ ہو کچھ فکر دیں ان کو یہودی سیرت حیواں

یہ تہدید امام و رسلاں عبرت کے قابل ہے
ولے اسکو سمجھتا ہے وہی جو مرد عاقل ہے
مسلماں وہ نہیں جو دین سے یک لحظہ غافل ہے
جو ایمن موت کے پنجہ سے ہے وہ سخت جاہل ہے
چہ گویم با تو گر آئی جہاں در فنا دیدہ بینی
دو بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

دعائے موج ہے یارب کہ تیرا فضل ہو جائے
تو یہ نالائق و عاصی رضا کا کچھ مزہ پائے
نہ ہو کچھ خرخشہ دل میں نہ کوئی بد خیال آئے
اسی دنیا میں تمغہ مغفرت کا مجھ سی تجا ئے
ہر اک حالت میں تو میرا مددگار اور حامی ہو
مرے سب کام پختہ ہوں کسی میں کچھ نہ خامی ہو

شرائط بیعت

او رتکمیل تبلیغ حضرت اقدس کے کتب خانہ میں عرصہ سے ختم ہو چکا تھا اب اسکو مع الفاظ بیعت دوبارہ طبع کیا گیا ہے۔ دفتر الحکم یا حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت سے ۔ رقیمت پر طلب کرو۔

مختلف واقعات

روسی فرمان۔ گورنمنٹ روس نے منچوریا کے لوگوں کے نام فرمان جاری کیا ہے کہ زمیندار اور کاشتکار اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو جائیں اور جو روسی یا چینی کسی شخص کو ہلاک کرے گا یا لوٹے گا اسکو بہت سنگین سزا ملے گی۔

کوئین کی یادگار۔ بقول ایک انگریزی اخبار کے حضور لارڈ کرزن صاحب بہادر وائسرائے ہند نے انگلستان کے ان تمام لوگوں کے نام ایک سرکلر جاری کیا ہے جنکو انتظام سلطنت کے ساتھ تعلق رہا۔ اور وہ اس یادگار کے واسطے حضور محتشم الیہا کی نادرات جو ان کے پاس موجود ہوں بہم پہونچا سکیں۔

مذہبی تعلیم۔ واقعی گورنمنٹ ہند نے اہل ہنود اور اہل اسلام کو مدارس اور کالجوں میں مذہبی تعلیم دینے کی مصلحت کے متعلق ایک سرکلر جاری کیا ہے۔ مگر اس سرکلر میں سرکاری مدارس اور کالجوں میں انجیل کی تعلیم کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

ٹھنڈی دل۔ تعجب ہے کہ ہندوستان مصر۔ جنوبی چین اور جزائر فلپائن پر ایک ہی وقت میں بہت بھاری ٹڈی دل آیا۔

ترکی اخبار۔ بعض نوجوان ترکوں نے جنیوا میں اخبار جاری کیا ہے جسمیں ہز میجسٹی سلطان المعظم پر حملے کئے گئے ہیں۔ ترکی کونسل قسطنطنیہ پریس نے سوس گورنمنٹ کو ہز میجسٹی کی نسبت بے ادبی کی طرف توجہ دلا کر سزا دلانے کی تحریک کی ہے جسکی تعمیل کے واسطے گورنمنٹ نے تحقیقات کرنے کا حکم دیدیا ہے بالعموم خیال کیا گیا ہے کہ اس پرچہ کا نامہ نگار بعض انگریز متمولین

عبدالدین

خلو مصر کا سوال - اٹلی کے سرکاری سرکلوں میں مشہور ہوا ہے کہ روسی اور فرانسیسی ملک مصر کو خالی کرنے کی نسبت گورنمنٹ انگلستان کے ساتھ بحث کرنا چاہتے ہیں پچھلے دنوں جب ایم ڈلکیسی فرانسیسی فارن وزیر نے سنٹ پیٹرسبرگ میں زار روس سے ملاقات کی تھی اُسوقت اس بارہ میں اس کے ساتھ تذکرہ کیا تھا - اٹلی کے ایک اخبار نے گورنمنٹ کو مشورہ دیا ہے کہ مصر کا تمام یورپ کے زیر حفاظت رہنا مناسب ہے -

غضبناک بارش - دہلی سے پانچ میل کے فاصلہ پر موضع بہادر گڑھ میں ایک عجیب واقعہ ہوا - ۱۹ - ماہ حال کو اسطرف نہایت ہی سیاہ بادل نمودار ہوئے - اور اس طرح مینہ برسنے لگا کہ گویا فوارے جاری ہوگئے ہیں اور آناً فاناً کمر تک جل تھل ہوگیا - تازہ رپورٹ سے معلوم ہوا ہے کہ اس علاقہ میں کہیں بارش بیس انچ سے کم نہیں ہوئی - تمام کھیتوں کی تخم ریزی بہ گئی

مسلمانان ہند کی نسبت ایک جرمن کی بکواس - جرمنی کے ایک کونٹ نے جو ہندوستان میں دو سال رہا ہے - اپنے وطن میں پہنچکر مسلمانان ہند اور برٹش گورنمنٹ کے تعلقات کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے جسمیں مسلمانوں کی وفاداری اور عقیدتمندی کی نسبت بہت کچھ بے بنیاد اور جھوٹی بکواس کی ہے حتی کہ "انگریزوں کو اپنی اسلامی رعایا پر مطلق اعتبار نہ کرنا چاہیئے کیونکہ مینے ایک مسلمان کی گھر ایک تصویر آویزاں دیکھی جسمیں ایک طرف سلطان المعظم اور دوسری قیصر جرمنی بیٹھے تھے " - اس عقل کے اندھے مصنف نے اپنے " پیمانہ کے مطابق ہندوستانیوں کا اندازہ کیا ہے " کہ یہ برٹش راج کی سخت مخالف ہیں جو اپنے گھروں میں اس قسم کی تصویریں رکھتے ہیں - اور آگے چل کر یہاں تک لکھ مارا کہ " روسیوں کے پنجاب پر حملہ کرتے ہی ہندوستان کے تمام مسلمان یکدل ہوکر ان سے جا ملیں گے " ہندوستان کے تمام لوگ بلا کسی استثنا کے اس قسم کے مصنف اور اس کی تصنیف کو جو از سر تا پا جھوٹھ سے پُر ہے نہایت ہی مذموم خیال کریں گے - بلکہ اسکی مؤثر طور پر تکذیب کرنے کی کوشش کریں گے جو دنیا میں نہایت ہی مضر غلط فہمی پھیلانے والی ہے - پھر مصنف مذکور لکھتا ہے کہ " جب میں حیدر آباد دکن میں سیاحت کر رہا تھا تو اس ریاست کے ایک مسلمان عہدہ دار نے روسی رعایا ہونے کی خوشی ظاہر کی تھی " مصنف مذکور کا یہ کہنا مجذوب کی بڑ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا کیونکہ ہندوستان میں کوئی سلیم العقل شخص اس امر کو باور نہیں کر سکتا - اگر مصنف کو ذرا بھی اصلیت سے آگاہی ہوتی تو اس قسم کی مضحکہ آمیز تحریر نہ کرتا جس کے واسطے کوئی بھی دلیل نہیں دی گئی -

شرمناک مقدمہ صاحب اخبار ٹریبیون رقمطراز ہیں کہ " انگلستان کی ایک عدالت میں نہایت شرمناک مقدمہ طلاق فیصل ہوا ہے - جس سے شرح انگلستان کا وقار ثابت ہوتا ہے جسکو ہر حال میں صداقت کا قائم رکھنا مد نظر ہے ریورنڈ جیمس ٹامسن جسکی بیوی کو طلاق کی ڈگری دی گئی ہے - ایک لڑکی کے ساتھ منہ کالا کرنے کے جرم میں بارہ ماہ کی قید بامشقت بھگت رہا ہے - یہ جرم اس سے اُسوقت سرزد ہوا تھا جب یہ سوتھمٹن کے قریب مقام بیولو میں کیوریٹ یعنی نائب پادری تھا - دوران تحقیقات میں ثابت ہوا کہ ملزم پہلے فوج میں ملازم تھا - لیکن میخوار اور رند تھا - اس لئے اس کے افسروں نے اسکو بحالت مخموری پریڈ میں شامل ہونے کے جرم میں سروس سے علحدہ کردیا تھا تاہم چونکہ یہ ایک چلتا پرزہ آدمی تھا اسکو اس کو گرجا میں ملازمت حاصل کرنے میں کامیابی ہوئی - کچھ عرصہ سے نائب پادریوں کے عہدہ کے واسطے لائق آدمی میسر نہیں ہوتے - اس لئے مجبوراً اس شخص کو عہدہ مذکور پر مامور کرنا پڑا تھا -

رسم تاج پوشی سوال کیا جاتا ہے کہ شاہ ایڈورڈ ہفتم کو کون شخص تاج پہنائے گا ؟ ہر ایک شخص جانتا ہے کہ " آرک بشپ آف کنٹربری " یہ رسم ادا کریں گے - مگر اس عہدہ کا تقرر شہنشاہ کی مرضی پر موقوف ہوتا ہے گذشتہ دو صدیوں سے یہ رسم جاری ہے - مگر اس سے پہلے شہنشاہ کسی آدمی کو اس کام کے لئے منتخب کرلیا کرتے تھے لیکن چونکہ یہ حق ابتک زائل نہیں ہوا اس لئے ممکن ہے کہ شاہ ایڈورڈ ہفتم اسکو عمل میں لائیں - اور بشپ آف ونچسٹر کو اس غرض کے واسطے منتخب کریں - ڈاکٹر رنڈل ڈیوڈسن بھی شاہی خاندان کی مقربین میں سے ہیں - انکا منتخب ہونا بھی ممکنات میں سے ہے -

خوش الحان جانور پرندے کینری مشہور گانے والا پرندہ ہے جس کے جرمن لوگ نہایت مشتاق ہیں - اس ملک میں یہ ہر سال دو لاکھ پچاس ہزار سدھائے جاتے ہیں جنمیں سے ایک لاکھ امریکہ کو اور پچاس ہزار انگلستان کو بھیجے جاتے ہیں اور ایک لاکھ جرمن میں رہتے ہیں -

گیس سے چوہوں کی تباہی - جہازوں پر چوہوں کو تباہ کرنے کا یہ ڈھنگ نکالا گیا ہے کہ تختہ جہاز پر گندھک اور آکسیجن کا مرکب جلا دیتے ہیں - چوہے اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں - مگر سانس لیتے ہی بیجس ہو جاتے ہیں - ایک جہاز " ڈکور کھا " نام پر اس طرح ایک سنٹ میں کئی سو چوہے ہلاک کئے گئے تھے - اس مصالحہ سے مسافروں کو مطلق نقصان نہیں پہنچا

قانون انتقال اراضی پنجاب

اس ایکٹ کے متعلق زراعت پیشہ لوگوں کی جو فہرست شائع کی گئی ہے اس سے بالعموم لوگوں کا اطمینان نہیں ہوا۔ کیونکہ یہ غیر مکمل بیان کی جاتی ہے اس لئے جن لوگوں کی حق تلفی ہوئی ہے وہ میٹنگ منعقد کر کے مؤدبانہ استدعائیں گورنمنٹ کی خدمت میں اپنی حق رسی کے واسطے کرنا چاہتے ہیں۔

دختر کشی

اموات و پیدائش پنجاب کی سالانہ رپورٹ حضور سر میکورتھ ینگ صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر پنجاب نے ریمارک فرمایا ہے کہ اضلاع امرتسر جالندھر اور ہوشیار پور میں جہاں سکھوں کی آبادی زیادہ ہے لڑکیاں زیادہ مری ہیں سال ماسبق میں بھی اسی قسم کی شکایت ہوئی تھی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان اضلاع میں ابھی دختر کشی کی رسم برجاری ہے امسال ضلع ہوشیارپور کی اعداد میں بھی اضافہ پایا گیا ہے۔ قحط نے بھی غربا کی ہلاکت میں بہت کچھ امداد دی جس کی عموماً سندھ و آبادی میں بہت بھاری شکایت تھی۔ مگر اس رپورٹ میں طاعون کا مطلق ذکر نہیں ہے غالباً اس کی نسبت علحدہ کیفیت شائع ہوئی ہوگی۔

خیوا میں اہل ہند کے ترکہ کی حالت

کچھ عرصہ گذرا ہے کہ گورنمنٹ بمبئی نے انڈیا آفس لندن سے استصواب کیا تھا کہ جو ہندوستانی خیوا میں فوت ہوں ان کے ترکہ کا کیا حشر ہوتا ہے۔ اس کے متعلق لمبی چوڑی خط و کتابت کے بعد فارن آفس روس نے جواب دیا ہے کہ اس ملک میں اہل ہند کے ترکہ کی وہی حالت ہوگی۔ جو رعایائے خیوا کے دیگر فرقہ کے لوگوں کے ورثہ کی ہوتی ہے یعنی اگر متوفی کا وارث موجود ہو تو اس کی جائداد قاضی کی منظوری سے اس کے حوالہ کی جاتی ہے۔ ورنہ ایک سال تک بجد امانت رہتی ہے۔ اگر اس عرصہ میں کوئی دعویدار پیدا نہ ہو تو یہ خیرات میں صرف کی جاتی ہے شخص متوفی کے وارث ممالک غیر میں رہتے ہوں وہ روسی سفیر کی مصدقہ شہادت و سارٹیفکٹ و اسناد وراثت پیش کرنے سے جائداد مذکور لے سکتے ہیں۔ اخیر میں درج ہے کہ خیوا میں کوئی ہندوستانی موجود نہیں ہے اور نہ ہی کبھی کوئی وہاں آباد ہوا ہے۔ مگر یہ صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ خط و کتابت مذکور کا اقتباس ہندوستان کی تمام عدالتوں اور ججوں کی آگاہی کے واسطے مشتہر کیا گیا ہے۔ بخارا اور تاشقند میں شکارپور سندھ کے بہت مہاجن موجود ہیں۔

دریائے کابل پر پل

نوشہرہ میں دریائے کابل پر قی الحال عارضی پل تعمیر کرنے کا فیصلہ ہوگیا ہے جو آہنی پیپوں پر تیار کیا جائے گا تاہم وہاں ایک پختہ پل ریلوے بنانیکی ضرورت محسوس ہوئی ہے جسکی لاگت کا تخمینہ پانچ لاکھ روپیہ کیا گیا ہے۔

شہنشاہ چین کا فرمان۔

شہنشاہ چین نے اہل بنت کو دیسی عیسائیوں کے مال و جان کی حفاظت کرنے کی تاکید کی ہے۔ اس سرحد میں کچھ آثار بے چینی نمودار ہیں۔

عجیب بات ہے

مُنگیر سے یہ عجیب خبر سُنی ہے کہ وہاں ایک عورت بچہ کو اُٹھائے ہوئے اناج کے کھیت سے گذر رہی تھی کہ ٹڈیوں کے ایک بڑے ہجوم نے اسپر حملہ کیا جس سے یہ ڈر کر بچہ کو پھینک کر بھاگ گئی اور چند منٹوں کے بعد جب واپس آئی تو یہ دیکھکر سخت متحیر ہوئی کہ اس معصوم بچہ کا تمام گوشت ٹڈیاں کھا گئیں تھیں صرف ہڈیوں کا پنجر باقی رہ گیا تھا۔

جدید کمشنری۔

ملتان کی جدید کمشنری میں اضلاع جھنگ۔ ملتان۔ مظفرگڑھ ڈیرہ غازیخاں۔ اور میانوالی شامل ہونگے مقام مؤخر الذکر میں جدید ضلع قائم کیا جائے گا۔

جدید ضلع

قسمت راولپنڈی میں بھی ایک نیا ضلع قائم کیا جائے گا جسمیں تحصیلات اٹک۔ فتح جنگ۔ پنڈی گھیب و تلہ گنگ شامل ہونگی قسمت لاہور۔ اس قسمت سے اضلاع جھنگ و ملتان نکال کر اس میں اضلاع سیالکوٹ اور گوجرانوالہ شامل کیے جائیں گے۔

جدید مجموعہ ضابطہ دیوانی

یہ ضابطہ ماہ اکتوبر میں سر ہیم لیجس لیٹو کونسل ہند کے پیش ہوگا۔

بدمعاش کابلی۔

علی پور میں ایک بدمعاش کابلی فرضی قرضہ وصول کرنے کے بہانہ سے ایک مسلمان کی گھر میں گھس گیا اور مستورات کی بےحرمتی کرنے لگا۔ اسکو صاحب مجسٹریٹ کی اجلاس سے ایک ماہ قید اور پچاس روپے جرمانہ ہوا۔

بوئر بھاگ گیا۔

بیآری کے بوئر قیدیوں میں سے ایک شخص بھاگ گیا ہے پولیس اس کے درپے ہے۔

پیغامات مبارک بادی۔

شاہ اٹلی کے ایوان شاہی میں شہزادے کے تولد ہونے سے دو تین روز پیچھے چھبیس ہزار پیغامات مبارک بادی بذریعہ تار پہنچے اور اس موقعہ کی یادگار میں بیس ہزار درخواستیں مختلف اغراض کے واسطے بطلب نقدی گذریں

تعجب ہے

۔ ایک امریکن۔ بہرے۔ گونگے۔ اندھے کے کان حال میں کھُل گئے ہیں۔ اور ایک مکینیکل طریق سے صاف بولنے بھی لگ گیا ہے۔ اور اعلے درجہ کا ٹائپ رائٹر ہے۔

شرف قبولیت

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی ادام اللہ فیوضہ کا جو خط سید ودارت حسین صاحب احمدی کے نام اسی نمبر میں دوسری جگہ چھاپا گیا ہے وہ حضرت اقدس حجۃ اللہ امام آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور بھی پڑھا گیا حضرت اقدس اسکو سُنکر ازبس محظوظ ہوئے اور مولوی صاحب کو جزاک اللہ فرمایا اور فرمایا کہ آپ کے جس قدر مضامین اخبار الحکم میں نکلا کریں آپ اشاعت سے پہلے یہاں کی دوستوں کو بھی سُنایا کریں ان سے بہت فائدہ پہونچتا ہے + خط کے مضمون پر مختصراً فرمایا کہ مہدی کے بارہ میں جو حدیثیں ہیں وہ علما کے نزدیک سب کی سب قریباً مجروح ضرور ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ حقیقت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ایک ایسا ناطق فیصلہ ہے کہ اس کے بعد مسیح کی وفات اور نزول کے متعلق کسی بحث کی ان مخالفوں کو کوئی گنجایش نہیں رہتی۔ ہم کو تو تعجب ہی کہ آپ کیوں شور مچاتے ہیں اگر واقعی مسیح نے ہی اُترنا تھا اور وہ زندہ آسمان پر بیٹھا ہوا تھا تو انکو اسوقت رونا چاہیئے تھا جبکہ حضرت ابو بکر نے **ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل** پڑھا تھا کیونکہ اگر صحابہ اور ابو بکر کے ایمان کے مطابق مسیح نے ہی اُترنا تھا تو اس آیت کے پڑھنے سے کیا غرض ہو سکتی تھی انھوں نے تو یہ آیت پڑھ کر قصہ ہی چُکا دیا تھا کہ مسیح مر چکا ہے اور اب اس کے آنیکی کچھ اُمید نہ رکھو بلکہ آنے والا اسی اُمت میں سے ہوگا + اصل یہ ہے کہ جو خلیفۃ اللہ ہوتا ہے اُسکو آسمان سے فراست دیجاتی ہے حضرت ابو بکر نے اسی فراست سے اس جھگڑے کو منفصل کر دیا۔ اب ان کا رونا اور چلانا بےفائدہ ہے۔

خیال زلف دوتا میں نصیر پیٹا کر
نکل گیا ہی وہ سانپ اب لکیر پیٹا کر

(ایڈیٹر)

بیعت

خدا داد صاحب۔ گھوگھیاٹ۔ شاہ پور ڈاک خانہ لون میانی۔
محمد الخالق صاحب معہ زوجہ ؍؍
مولی داد صاحب سہارنپور محلہ کٹہڑہ حال راجپورہ ضلع ڈیرہ دون
جیلان محمد صاحب۔ امرتسر کٹڑہ جیل سنگھ
نور حسین بیگ صاحب قلعہ بھیور ساکن موجھڑ ضلع جہلم نزدیک رہتاس
شہاب الدین صاحب بھیں
حکیم غلام محمد صاحب نیروبی ہسپتال یوگنڈا ریلوے یوگنڈا افریقہ مشرقی
مولوی عبد الدیان صاحب۔ ساکن زیارت کاکا صاحب حال وارد پشاور مردان مکان بابو شاہ دین صاحب
پیران بخش صاحب خانساماں سیالکوٹ
کرم الٰہی صاحب مدرس بدوکی بہاول بخش والے ضلع و ڈاکخانہ سیالکوٹ
پیر محمد صاحب اینڈکو۔ سیالکوٹ شہر بازار راجہ
عبد العزیز صاحب معرفت اللہ دتا صاحب نائب مدرس مدرسہ قلعہ دیدار سنگھ تحصیل و ضلع گوجرانوالہ
فیروز الدین صاحب ؍؍
عیسیٰ صاحب معہ اہلیہ بھاگووالہ ضلع گورداسپور۔
نظام الدین صاحب معہ اہلیہ ؍؍
غلام محمد عرف کاکا صاحب ؍؍
اکبر علی صاحب لاہور کوچہ سید مبارک مکان رائے سومراج سنگی۔

عطاء احمد صاحب۔ سندوکو بولیدہ متصل لوہ جھم ضلع شیخوپورہ ڈاک خانہ ہ
ولد حکیم عبد السبحان صاحب۔
سید برکت علی صاحب۔ سیالکوٹ
عبد الاکبر صاحب۔ خزانہ۔ پشاور
غلام دین صاحب کھوکھووالی نمبر چک ۲۷۶ ضلع جھنگ ڈاکخانہ گوجرا تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ۔
عنایت اللہ صاحب مدرس ہیچڑ از ناروال ضلع سیالکوٹ
الٰہ داد صاحب۔ ممکا گوجران ڈاکخانہ پٹھان کوٹ ضلع گورداسپور حال نائب مدرس مدرسہ وڈالہ باگیز ڈاک خانہ خاص ضلع گورداسپور
ولایتی صاحب نان پز باورچی خانہ حضرت نواب محمد علیخان صاحب مالیرکوٹلہ
نبی بخش صاحب مکان منشی غلام الدین صاحب ایجنٹ نقول صدر دہرسال ضلع کانگڑہ
منشی نواب شاہ صاحب۔ مستی وارہ ضلع لودیانہ حال معلم سرفراز کا کا ہردم سنگھ موضع کامتہ گرلوہ ریاست پٹیالہ ضلع برنالہ ڈاک خانہ بیرلٹہ۔
منشی محمد صادق صاحب ولد شیخ علیم صاحب۔ بٹالہ۔ گورداسپور۔ حال قلات معرفت ڈاکٹر محمد شریف خانصاحب احمدی اسسٹنٹ سرجن قلات
محمد حسین صاحب۔ شہر کراچی بندر صدر بازار کوچہ لعلیندان معرفت جناب حافظ ورس مدرس
محمد عبد الحفیظ صاحب عسکر بنگلور محلہ بلاک پلی نوا اسٹریٹ نمبر مکان ۲۰ زمرہ احمدیہ المعروف وکیل اسلام
محمود صاحب خیاط۔ گلیانہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات۔
محمد جہانگیر خان صاحب نائب مدرس فارسی لمشن سکول بہونگام ضلع مین پوری
عبد الحمید صاحب۔

الراقم سراج الحق

انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر کے چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

قیمت پیشگی سالانہ عوام ۵ / ۔ خواص و معاونین ۱۲ / ۔ ملازمان ۸ /

الحکم

ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۲۹ ۔ | دار الامان قادیان ۱۰ اگست سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمن

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۲۸ جلد ۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے پوچھنے پر فرمایا کہ مجھے سورۂ ہود نے بوڑھا کر دیا ۔ کیونکہ اس حکم کے رو سے بڑی بھاری ذمہ داری میرے سپرد ہوئی ہے ۔ اپنے آپ کو سیدھا کرنا اور اللہ تعالےٰ کے احکام کی پوری فرمانبرداری جہانتک انسان کی اپنی ذات سے تعلق رکھتی ہے ممکن ہے کہ وہ اسکو پورا کرے لیکن دوسروں کو ویسا ہی بنانا آسان نہیں ہے ۔ اس سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان اور قوت قدسی کا پتہ لگتا ہے ۔ چنانچہ آپنے اس حکم کی کیسی تعمیل کی صحابہ کرام کی وہ پاک جماعت طیار کی کہ انکو کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کہا گیا اور رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کی آواز انکو آگئی ۔ آپ کی زندگی میں کوئی بھی منافق مدینہ طیبہ میں نہ رہا ۔ غرض ایسی کامیابی آپ کو ہوئی کہ اسکی نظیر کسی دوسرے نبی کے واقعات زندگی میں نہیں ملتی ۔ اس سے اللہ تعالےٰ کی غرض یہ تھی کہ قیل و قال ہی تک بات نہ رکھنی چاہیئے ۔ کیونکہ اگر نرے قیل و قال اور ریاکاری تک ہی بات ہو تو دوسرے لوگوں اور ہم میں پھر امتیاز کیا ہوگا ۔ اور دوسروں پر کیا شرف ! تم صرف اپنا عملی نمونہ دکھاؤ ۔ اور اسمیں ایسی چمک ہو کہ دوسرے اسکو قبول کر لیں کیونکہ جب تک اسمیں چمک نہ ہو کوئی اسکو قبول نہیں کرتا ۔ کیا کوئی انسان میلی کچیلی چیز پسند کر سکتا ہے ؟ جب تک کپڑے میں ایک داغ بھی ہو وہ اچھا نہیں لگتا ۔ اسی طرح جبتک تمہاری اندرونی حالت میں صفائی اور چمک نہ ہوگی کوئی خریدار نہیں ہو سکتا ۔ ہر شخص عمدہ چیز کو پسند کرتا ہے اسی طرح جب تک تمہارے اخلاق اعلیٰ درجہ کے نہ ہوں کسی مقام تک نہیں پہنچ سکو گے

سورۃ العصر میں اللہ تعالیٰ نے کفار اور مومنوں کی زندگی کے نمونے بتائے ہیں کفار کی زندگی بالکل چارپایوں کی سی زندگی ہوتی ہے جنکو کھانے اور پینے اور شہوانی جذبات کے سوا اور کوئی کام نہیں ہوتا یَاْکُلُوْنَ کَمَا تَاْکُلُ الْاَنْعَامُ ۔ مگر دیکھو اگر ایک بیل چارہ تو کھالے لیکن ہل چلانے کے وقت بیٹھ جاوے اس کا نتیجہ کیا ہوگا یہی ہوگا کہ زمیندار اُسے بوچڑخانہ میں جاکر بیچ دے گا ۔ اسیطرح ان لوگوں کی نسبت (جو خدا تعالیٰ کے احکام کی پرواہ نہیں کرتے اور اپنی زندگی فسق و فجور میں گذارتے ہیں) فرماتا ہے قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَاؤُکُمْ یعنی میرا رب تمہاری کیا پرواہ کرتا ہے اگر تم اُس کی عبادت نہ کرو ۔ یاد رکھو اور دل یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کی عبادت کے

لئے محبت کی ضرورت ہے اور محبت دو قسم کی ہوتی ہے ایک محبت تو ذاتی ہوتی ہے اور ایک اغراض سے وابستہ ہوتی ہے یعنی اسکا باعث صرف چند عارضی باتیں ہوتی ہیں جن کے دور ہوتے ہی وہ محبت سرد ہو کر رنج اور غم کا باعث ہو جاتی ہے مگر ذاتی محبت سچی راحت پیدا کرتی ہے چونکہ انسان فطرتاً خدا ہی کے لئے پیدا ہوا ہے جیسا کہ فرمایا مَا خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی فطرت ہی میں اپنے لئے کچھ نہ کچھ رکھا ہوا ہے اور مخفی در مخفی اسباب سے اسے اپنے لئے بنایا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمہاری پیدائش کی اصلی غرض یہ رکھی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ مگر جو لوگ اپنی اس اصلی اور فطری غرض کو چھوڑ کر حیوانوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں اور انکی زندگی کی غرض صرف کھانا پینا اور سو رہنا ہو جاتی ہے وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دور جا پڑتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی ذمہ داری ان کے لئے نہیں رہتی وہ زندگی جو ذمہ داری کی ہے یہی ہے کہ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ پر ایمان لا کر زندگی کا پہلو بدل لے موت کا اعتبار نہیں ہے۔

سعدی کا شعر سچا ہے

مکن تکیہ بر عمر ناپائدار
مباش ایمن از بازی روزگار

عمر ناپائدار پر بھروسا کرنا دانشمند کا کام نہیں ہے موت یونہی آ کر نازل ہو جاتی ہے اور انسان کو پتہ بھی نہیں لگتا۔ جب کہ انسان اس طرح موت کے پنجہ میں گرفتار ہے پھر اس کی زندگی کا خدا تعالیٰ کے سوا کون ذمہ دار ہو سکتا ہے اگر زندگی خدا کے لئے ہو تو وہ اس کی حفاظت کرے گا بخاری میں ایک حدیث ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ سے محبت کا رابطہ پیدا کر لیتا ہے خدا تعالیٰ اس کے اعضا ہو جاتا ہے ایک

دوسری روایت میں ہے کہ اس کی دوستی یہاں تک ہوتی ہے کہ میں اس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ حتیٰ کہ اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جب انسان جذبات نفس سے پاک ہو جاتا ہے اور نفسانیت چھوڑ کر خدا کے ارادوں کے اندر چلتا ہے اس کا کوئی فعل ناجائز نہیں ہوتا۔ بلکہ ہر ایک فعل خدا کے منشا کے موافق ہوتا ہے اس سے بھی بڑھکر یہ کہ خدا تعالیٰ اسے اپنا فعل ہی قرار دیتا ہے یہ ایک مقام ہے قرب الٰہی کا جہاں پہونچکر سلوک کی منزلوں کو پورے طور پر طے نہ کرنیوالوں نے یا تو ٹھوکر کھائی ہے یا الہیات سے ناواقف اور قرب الٰہی کے مفہوم کو نہ سمجھنے والوں نے غلط فہمی سے کام لیا ہے اور وحدۃ وجود کا مسئلہ گھڑ لیا ہے۔ اس بات کو بھی ہرگز بھولنا نہ چاہیئے کہ جہاں انسان ابتلا میں پڑتا ہے وہ فعل خدا کے ارادہ سے موافق نہیں ہوتا خدا تعالیٰ کی رضا اس کے خلاف ہوتی ہے ایسا شخص اپنے جذبات کے نیچے ہوتا ہے نہ کہ منشاء الٰہی کے ماتحت۔ لیکن وہ انسان جو اللہ کا ولی کہلاتا ہے اور خدا جس کی زندگی کا ذمہ دار ہوتا ہے وہ وہ ہوتا ہے جس کی کوئی حرکت و سکون بلا استصواب کتاب الٰہی نہیں ہوتی۔ وہ اپنی ہر بات اور ارادہ پر کتاب اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس سے مشورہ لیتا ہے۔

پھر آگے کہا ہے کہ اس کی جان نکالنے میں اللہ تعالیٰ کو بڑا تردد ہوتا ہے اللہ تعالیٰ تردد سے پاک ہے مطلب یہ ہے کہ ایک مصلحت کے لئے اسکو موت دیجاتی ہے اور ایک عظیم مصلحت کے لئے اسکو دوسرے جہان میں لیجایا جاتا ہے۔ نہیں تو اسکی بقا خدا کو بڑی پیاری لگتی ہے پس اگر انسان

کی ایسی زندگی نہیں کہ خدا تعالیٰ کو اس کی جان لینے میں بھی تردد ہو تو وہ حیوانات سے بھی بدتر ہے ایک بکری سے بہت سے آدمی گذارہ کر سکتے ہیں اور اس کا چمڑہ بھی کام آسکتا ہے اور انسان کسی حالت میں کیا مر کر بھی کام نہیں آتا۔ مگر صالح آدمی کا اثر اس کی ذریت پر بھی پڑتا ہے اور وہ بھی اس سے فائدہ اٹھاتی ہے اصل یہ ہے کہ درحقیقت وہ مرتا ہی نہیں۔ مرنے پر بھی اس کو ایک نئی زندگی دی جاتی ہے حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا ہے کہ میں بچہ تھا بوڑھا ہوا میں نے کسی خدا پرست کو ذلیل حالت میں نہیں دیکھا اور نہ اس کے لڑکوں کو دیکھا کہ وہ ٹکڑے مانگتے ہوں۔ گویا متقی کی اولاد کا بھی خدا تعالیٰ ذمہ دار ہوتا ہے لیکن حدیث میں آیا ہے کہ ظالم اپنے اہل و عیال پر بھی ظلم کرتا ہے کیونکہ انپر بھی اس کا بد اثر پڑتا ہے۔

پس اسقدر ضرورت ہے کہ تم اسکو سمجھلو کہ تمہارے پیدا کرنے سے خدا تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ تم اس کی عبادت کرو۔ اور اس کیلئے بنجاؤ۔ دنیا تمہاری مقصود بالذات نہ ہو۔ میں اسلئے بار بار اس ایک امر کو بیان کرتا ہوں کہ میرے نزدیک یہی ایک بات ہے جسکے لئے انسان آیا ہے اور یہی بات ہے جس سے وہ دور پڑا ہوا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم دنیا کے کاروبار چھوڑ دو۔ بیوی بچوں سے الگ ہو کر کسی جنگل یا پہاڑ میں جا بیٹھو۔ اسلام اسکو جائز نہیں رکھتا اور رہبانیت اسلام کا منشا نہیں اسلام تو انسان کو چست اور ہوشیار اور مستعد بنانا چاہتا ہے اس لئے میں تو کہتا ہوں کہ تم اپنے کاروبار کو جد و جہد سے کرو۔ حدیث میں آیا ہے کہ جس کے پاس زمین ہو اور وہ اسکا تردد نہ کرے تو اس سے مواخذہ ہوگا۔ پس اگر کوئی اس سے یہ مراد لے کہ دنیا کے کاروبار سے الگ ہو جاوے وہ غلطی کرتا ہے۔ نہیں اصل بات یہ ہے کہ یہ سب کاروبار جو تم کرتے ہو اس میں دیکھلو کہ خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہو اور اسکی

ڈائری

امام ھمام علیہ الصلوٰۃ والسلام

مرتبہ

مفتی محمد صادق صاحب

از ۲۶ جولائی تا یکم اگست ۱۹۰۱ء

کسی مقام پر ایسی کثرت بارش کا ذکر تھا جس سے بہت نقصان کا اندیشہ ہوا۔ حضرت نے فرمایا (جیسا لوگ احکام الٰہی کے معاملہ میں افراط و تفریط کرتے ہیں اُس کے جواب میں اللہ تعالیٰ بھی اُن کو ساتھ افراط و تفریط کا معاملہ کرتا ہے۔)

ایک شخص نے پوچھا کہ میں کیا وظیفہ پڑھا کروں فرمایا (استغفار بہت پڑھا کرو۔ انسان کی دو ہی حالتیں ہیں یا تو وہ گناہ نہ کرے اور یا اللہ تعالیٰ اُس گناہ کے بد انجام سے بچالے سو استغفار پڑھنے کے وقت دونوں معنوں کا لحاظ رکھنا چاہیئے ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ سے گذشتہ گناہوں کی پردہ پوشی چاہے اور دوسرا یہ کہ خدا سے توفیق چاہے کہ آیندہ گناہوں سے بچالے۔ مگر استغفار صرف زبان سے پورا نہیں ہوتا بلکہ دل سے چاہیے۔ نماز میں اپنی زبان میں بھی دعا مانگو یہ ضروری ہے۔)

فرمایا تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ ہر چیز کی جڑ ہے۔ تقویٰ کے معنی ہیں ہر ایک باریک در باریک رگ گناہ سے بچنا۔ تقویٰ اسکو کہتے ہیں کہ جس امر میں بدی کا شبہ بھی ہو اُس سے بھی کنارہ کرے۔

فرمایا دل کی مثال ایک بڑی نہر کی سی ہے جس میں سے اور چھوٹی چھوٹی نہریں نکلتی ہیں جنکو سُوا کہتے ہیں یا راجباہا کہتے ہیں۔ دل کی نہر میں سے بھی چھوٹی چھوٹی نہریں نکلتی ہیں۔ مثلاً زبان وغیرہ اگر چھوٹی نہر یعنی سوئے کا پانی خراب اور گندہ اور میلا ہو تو قیاس کیا جاتا ہے کہ بڑی نہر کا پانی خراب ہے۔ پس اگر کسیکو دیکھو کہ اُس کی زبان یا دست و پا وغیرہ میں سے کوئی عضو ناپاک ہے تو سمجھو کہ اُسکا دل بھی ایسا ہی ہے۔

اپنی جماعت کا غیر کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کے متعلق ذکر تھا فرمایا صبر کرو اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو بہتری اور نیکی اسی میں ہے اور اسی میں تمھاری نصرت اور فتح عظیم ہے اور یہی اس جماعت کی ترقی کا موجب ہے۔ دیکھو دنیا میں روٹھے ہوئے اور ایک دوسرے سے ناراض ہونے والے بھی اپنے دشمن کو چار دن منہ نہیں لگاتے اور تمھاری ناراضگی اور روٹھنا تو خدا کے لئے ہے۔ تم اگر اُن میں رلے ملے رہے تو خدا تعالیٰ جو خاص نظر تم پر رکھتا ہے وہ نہیں رکھے گا۔ پاک جماعت جب الگ ہو تو پھر اُس میں ترقی ہوتی ہے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کی بابت کسی نے سوال کیا فرمایا سب حق ہے۔ معراج ہوئی تھی مگر یہ فانی بیداری اور فانی اشیاء کے ساتھ نہ تھی بلکہ وہ اور رنگ تھا۔ جبرئیل بھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا تھا اور نیچے اُترتا تھا۔ جس رنگ میں اُس کا اُترنا تھا اُسی رنگ میں آنحضرت کا چڑھنا ہوا تھا۔ نہ اُترنے والا کسیکو اُترتا نظر آتا تھا اور نہ چڑھنے والا کوئی چڑھتا ہوا دیکھ سکتا تھا۔ حدیث شریف میں جو بخاری میں ہے آیا ہے کہ ثم استیقظ یعنی پھر جاگ اُٹھے۔

حضرت نوح کی کشتی کا ذکر تھا فرمایا بائبل اور سائنس کی آپس میں ایسی عداوت ہے جیسی کہ دو سوکنیں ہوتی ہیں۔ بائبل میں لکھا ہے کہ وہ طوفان ساری دنیا میں آیا اور کشتی تین سو ہاتھ لمبی اور پچاس ہاتھ چوڑی تھی اور اُس میں حضرت نوح نے ہر قسم کے پاک جانوروں میں سے سات جوڑے اور ناپاک میں سے دو جوڑے ہر قسم کے کشتی میں چڑھائے۔ حالانکہ یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ اول تو اللہ تعالیٰ نے کسی قوم پر عذاب نازل نہیں کیا جب تک پہلے رسول کے ذریعہ سے اُسکو تبلیغ نہ کی ہو اور حضرت نوح کی تبلیغ ساری دنیا کی قوموں پر کہاں پہنچی تھی جو سب غرق ہو جاتے۔ دوم ننھی چھوٹی سی کشتی میں جو صرف ۳۰۰ ہاتھ لمبی اور ۵۰ ہاتھ چوڑی ہو ساری دنیا کے جانور بہائم پرند چرند سات سات جوڑے یا دو دو جوڑے کیونکر سما سکتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کتاب میں تحریف ہے۔ اور اس میں بہت سی غلطیاں داخل ہوگئی ہیں۔ تعجب ہے کہ بعض سادہ لوح علماء اسلام نے بھی اِن باتوں کو اپنی کتابوں میں درج کر لیا ہے مگر قرآن شریف ہی اِن بے معنی باتوں سے پاک ہے اُس پر ایسے اعتراض وارد نہیں ہو سکتے۔ اُس میں نہ تو کشتی کی لمبائی چوڑائی کا ذکر ہے اور نہ ساری دنیا پر طوفان آنے کا ذکر ہے بلکہ صرف الارض یعنی وہ زمین جس میں نوح نے تبلیغ کی صرف اُسکا ذکر ہے۔ لفظ ارارات جس پر نوح کی کشتی ٹھیری اصل ارا ریت ہے جس کے معنے ہیں میں پہاڑ کی چوٹی کو دیکھتا ہوں رئیت پہاڑ کی چوٹی کو کہتے ہیں قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے لفظ جودی رکھا ہے جس کے معنے ہیں میرا جود و کرم یعنی وہ کشتی میرے جود و کرم پر ٹھیری۔

فرمایا نادان مولوی ذرا ذرا بات پر جہاد کا فتویٰ دیتے ہیں۔ حالانکہ جہاد تو آخر الحیل تھا۔ یہ اُسکو اول الحیل بناتے ہیں۔ کوئی بد ذات کسی طرح بھی باز نہ آوے تب حکم تھا کہ تلوار چلاؤ اور یہ بات صاف ہے کہ جب تمام مسائل سُنائے جائیں روشن دلائل دیے جائیں تب بھی خدا کا نمک حرام خدا کی

نشانات کا نمک حرام باز نہ آوے اور دین میں سدراہ بنے تو ایسی کے لئیں کم جہاں پاک کہنا بیجا نہیں پیغمبر خدا نے صلی اللہ علیہ وسلم خود تلوار نہیں اُٹھائی صرف مدافعت کے لئے ایسا کیا گیا۔ اور سچ یہ ہے کہ پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اُنھوں نے تلوار اُٹھائی آخر وہ تلوار اُنھیں کی اُن پر پڑی۔

ایک شخص نے کہلا بھیجا کہ میں ہندوستان سے کوئی مولوی اپنے ساتھ لاؤں گا جو آپ کے ساتھ گفتگو کرے مگر مولوی لوگ قادیان آنا پسند نہیں کرتے آپ بٹالہ میں آجاویں۔ فرمایا قادیان سے وہ لوگ اسی واسطے نفرت رکھتے ہیں کہ میں قادیان میں ہوں پھر اگر میں بٹالہ میں ہوا تو بٹالہ اُن کے لئے نفرت کا مقام بنجاوے گا۔ قادیان میں وہ ہمارے پاس نہ ٹھیریں کسی اور کے پاس جہاں چاہیں قیام کریں یہاں دہریے موجود ہیں ان کے پاس ٹھیریں۔ ہم بحث کرنا نہیں چاہتے ہمارا مطلب صرف سمجھا دینا ہے اگر ایک دفعہ اُن کو تسلی نہ ہووے پھر سنیں پھر سنیں۔

فرمایا اس دنیا سے اُس جہان میں جانیکے لئے مُردوں کیواسطے تو ایک راہ بنا ہوا ہے اور مُردے ہمیشہ جایا کرتے ہیں مگر اُس کے سوا اور کوئی دوسری سڑک نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح بھی اسی مُردوں والی سڑک کی راہ گئے جو مُردوں میں جا بیٹھے ورنہ حضرت یحییٰ کے پاس کیونکر جا بیٹھے۔

فرمایا تقویٰ کا اثر اسی دنیا میں متقی پر شروع ہو جاتا ہے یہ صرف اُدھار نہیں۔ نقد ہے بلکہ جس طرح زہر کا اثر اور تریاق کا اثر فوراً بدن پر ہوتا ہے اسی طرح تقویٰ کا اثر بھی ہوتا ہے

مختصر نوٹ اور جملے

کفارہ اور تثلیث کی تعلیم جسکا ایک نام صلیبی فتنہ ہے الٰہی تعلیم کے سخت مخالف ہے اور جبکہ یہ زمانہ صلیبی فتنہ کے تموج اور طوفان کا زمانہ ہے خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق ارادہ کیا ہے کہ اس فتنہ کو پارہ پارہ کرے اور یہ بات تیرہ سو سال پیشتر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بتا دی تھی کہ جس شخص کی ہمت دعا اور قوت بیان اور تاثیر کلام اور انفاس کا فرکش سے یہ فتنہ فرو ہوگا اُسی کا نام مسیح موعود ہوگا۔ پھر

کیا شک ہے ماننے میں تمھیں اس مسیح کے جس کی مماثلت کو خدا نے بتا دیا

مسیح موعود اور عام مخالف الرائے مسلمانوں میں بڑا فرق ہے؟ مسیح موعود جو عام مخالف الرائے مسلمانوں کے ذہن میں ہے وہ خونی مسیح ہوگا اور خونی مہدی اُس کے ساتھ ہوگا۔ ان کا خیال ہے کہ وہ آکر تلوار اور تفنگ سے کام لے گا۔ مگر مسیح موعود کسی خونی مسیح اور خونی مہدی کے آنے کی تعلیم نہیں دیتا وہ دنیا کی حکومت اور ریاست کا خواستگار نہیں وہ بغاوت کو سخت بدذاتی اور جہاد بالسیف کو اس وقت حرام قرار دیتا ہے۔ وہ صلحکاری سے حق کو پھیلانا چاہتا ہے اور ان تمام باتوں سے بیزاری کی تعلیم دیتا ہے جو فتنہ کی باتیں ہوں یا جوش دلانے والے منصوبے ہوں جہاد کی ممانعت کا فتویٰ کس نے جاری کیا؟ مسیح موعود نے۔ کیا آپ نے نہیں سُنا

نظم

تم میں سے جسکو دین و دیانت سے ہے پیار
اب اس کا فرض ہے کہ وہ دل کر کے استوار
لوگوں کو یہ بتائے کہ وقت مسیح ہے
اب جنگ اور جہاد حرام اور قبیح ہے

مسلمانو! تمھاری دینی حرارت اور ایمانی غیرت کہاں گئی؟ جب کہ تم میں سے بعض یہ کہتے ہیں کہ وہ پاک ذات جس کے غضب کی آگ ایک صاعقہ ہے جو ہمیشہ جھوٹے ملہموں اور مفتریوں کو بھسم کر جاتی ہے اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت کو صادق کی شناخت اور صداقت کا ایک معیار مقرر کیا ہے) کبھی کبھی بعض جھوٹے مفتریوں کو بھی ۲۳ سال تک کی مہلت دیدیتا ہے کیا اس کے مفہوم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت حقہ پر زد نہیں پڑتی؟ کیا اس سے قرآن کریم پر حرف نہیں آتا؟ افسوس تمھاری دینداری اور اتقا کا یہ حال ہے تم نہیں سوچتے کہ خدا کے ایک راستباز کی مخالفت اور انکار نے تمھاری کہاں تک نوبت پہونچا دی دیکھو یہی سچ ہے جو خدا تعالیٰ نے فرمایا **وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا**۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ تم کبھی کسی ایسے مفتری علی اللہ کی نظیر نہیں دکھا سکو گے۔ جس نے یہ کہا ہو کہ فلاں فلاں الہام مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوا ہے حالانکہ کچھ بھی نہ ہوا ہو۔ ایسا مفتری تمہارے قادر و غیور کے غضب سے ہرگز نہیں بچ سکتا اور جب تک کوئی ایسا مفتری پیش نہ کیا جاوے جس نے ایسے الہامات افترا کر کے پیش کئے ہوں یہ دعویٰ کرنا کہ مفتری علی اللہ ۲۳ سال تک زندہ رہ سکتا ہے قرآن کریم کی بے حرمتی کرنا ہے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت حقہ کو باطل سے ملتبس کرنا۔ اتقوا اللہ اتقوا اللہ!! اتقوا اللہ!!! یاد رکھو!

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے پاک بندوں کو

ہمارا مذہب یہ ہے کہ نبوت کی حقیقی معنوں کے رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی **نیا نبی** آسکتا ہے اور نہ **پرانا** اور قرآن شریف ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حقیقی نبوت کے دروازے بکلی بند ہیں مگر خونی مہدی اور خونی مسیح کے منتظر یہ مانتے ہیں کہ نہیں مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی کی واپسی کے لئے ابھی ایک کھڑکی کھلی ہے۔ جب اُن کا یہ اعتقاد ہے تو ہم پوچھتے ہیں کہ انصاف کرکے بتاؤ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حقیقی نبی آگیا اور خاتم الکتب قرآن کے بعد وحی نبوت کا سلسلہ شروع ہوگیا تو **ختم نبوت کیونکر ہوا؟** کیا نبی کی وحی وحی نبوت ہوگی یا کچھ اور یا مسیح منصب نبوت سے معزول ہوکر آئے گا؟ سلیم الفطرۃ ناظرین خود سمجھ لیں گے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو **خاتم النبین** احمدی قوم مانتی ہے یا وہ جو اس زمرہ سے خارج ہے ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبین کہنا دوسری طرف ایک اسرائیلی نبی کی آمد کا منتظر رہنا۔ ع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

جب کہا جاتا ہے کہ **توبہ** اور **دعا** عذاب کے وقت مفید ہے اور اس سے آنے والا عذاب ٹل جاتا ہے تو دہریت کے رنگ سے رنگین فلسفی مزاج کہہ اٹھتے ہیں کہ یہ قانون قدرت کے خلاف ہے مگر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کیوں اس طبعی رجحان اور فطرتی میلان کی طرف توجہ نہیں کرتے کہ جب شدت سے وبا کی آگ بھڑکتی ہے تو طبعاً دنیا کی تمام قومیں دعا اور توبہ اور استغفار اور صدقہ اور خیرات کی طرف مشغول ہو جاتی ہیں اور رجوع الی اللہ کیلئے ایک طبعی حرکت اور قدرتی توجہ نظر آتی ہے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ نزول عذاب کے وقت طبائع انسانیہ کا اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ایک طبعی امر ہے اور یہ ایک علاج ہے اُس مصیبت کا جو آسمان سے آنے والی ہوتی ہے۔ ولنعم ما قیل

بتر سید از خدای بی نیاز و سخت قہاری
نمی بینم کہ بد بیند خدا ترسے نکوکاری

یہ سچی بات ہے کہ خدا تعالے کبھی اپنے وجود کو بے دلیل نہیں چھوڑتا اور اُس کے وجود کے زندہ براہین اور آیات بیّنات میں سے زبردست دلیل وہ **وجود** ہوتا ہے جو اُس کی طرف سے مامور ہوکر آتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی اس قدیم سنت کے موافق (جیسا کہ وہ تمام نبیوں پر ظاہر ہوا اور ہمیشہ سے زمین کو تاریک پاکر روشن کرتا رہتا ہے) اس زمانہ کو بھی اپنے فیض اور نور سے محروم نہیں رکھا بلکہ اُس نے دنیا کو آسمانی روشنی سے دور پاکر . . . . چاہا کہ دنیا کو ایک نئی معرفت سے منور کرے اور نئے نشان دکھلائے چنانچہ اُس نے **امام ربانی حضرت میرزا غلام احمد قادیانی** علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو چودھویں صدی کا **بدر** بناکر **مسیح موعود** اور **مہدی معہود** کے نام سے بھیجا جس نے آکر کہا۔

چوں مرا نورے پئے قومے مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند
می درخشم چوں قمر تابم چو قرص آفتاب
کور چشم آنانکہ در انکار ما افتادہ اند
آسماں بارد نشاں الوقت می گوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

بتیس ہزار سے زیادہ لوگوں نے اس آواز کو سنا اور **امنا واکتبنا مع الشاہدین** کہہ کر اس کے پیچھے ہولئے مگر ابھی بہت سے بدقسمت ہیں جو تاریکی میں پڑے ہوئے بھٹکتے ہوئے پھرتے ہیں وہ اسکو شناخت کرنے کے قابل ہوسکیں اگر وہ اسکو اسکے کاموں سے پہچانیں وہ یقین کریں گے کہ اس سے ان کاموں کا صدور ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ انسان کے سوا کوئی نہیں کرسکتا ہم یقیناً کہتے ہیں کہ اگر وہ روح اور راستی سے بدظنی اور بدگمانی چھوڑ کر صبر اور استقلال سے اسکی **خدا نما مجلس** میں بیٹھیں گے تو خود اُن کے دل اُن سے بول اٹھیں گے

الیس اللہ بکاف عبدہ مرزا غلام احمد
مسیح وقت و مہدی ہم محمد بر سر ایں عہد

جب انسان خدا تعالیٰ کی رضا کے راستہ میں خود محنت اُٹھاتا ہے اور خود غرضی اور نفسانیت کو چھوڑکر کلیتاً اُس کی طرف جھکتا ہے اور اپنے جان و مال کو اُس کی راہ میں فدا کرنے لگتا ہے تو اسکو رسمی ایمان میں جو آباء و اجداد سے اسکو وراثۃً پایا ہوا ہے ایک قسم کا اطمینان پیدا ہوتا ہے اس کے بعد وہ اس درجہ میں پہونچتا ہے جہاں ان امور کی (جنکو محض ایمانی یا اعتقادی طور پر مانتا تھا) اصل حقیقت کو دیکھنے لگتا ہے یا محسوس کرنے لگتا ہے۔ پھر آخری درجہ میں قرآن کریم کی اصطلاح میں فلاح کا درجہ ہے اللہ تعالے اس کا رفیق ہادی اور محافظ ہوجاتا ہے اور اسپر تائیدات غیبیہ رؤیائے صادقہ۔ مکاشفات۔ مکالمات الٰہیہ۔ اور تفہیم ربانی کے دروازے کھل جاتے اور انعامات الٰہیہ بارش کیطرح اُسپر برستے ہیں اسوقت اس کا وجود آیۃ اللہ کہلاتا ہے یا خدا نما ہوتا ہے اس زمانہ میں خدائے زمین و آسمان نے یہ شرف اپنے بندہ

میرزا غلام احمد قادیانی

علیہ الصلوٰۃ والسلام

کو دیا ہے جس نے پکار کر کہا ہے

آں خدائے کہ از و اہل جہاں بے خبر اند
بر من او جلوہ نمود ست گر اہلی بپذیر

اے خدا اے چشمۂ نور ہدےٰ
از کرم ہا چشم ایں است کشا۔

یکم اگست ۱۹۰۱ء کی شام

حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام کے حضور جناب مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے ایک شخص کو پیش کیا اور عرض کیا کہ یہ شخص بہت سی گدیوں میں پھرا ہے اور بہت سے پیروں اور مشائخ کے پاس ہو آیا ہے حضرت اقدس نے شخص مذکور کو مخاطب کر کے فرمایا اچھا کہو کیا کہتے ہو۔

شخص۔ حضور میں بہت سے پیروں کے پاس گیا ہوں مجھ میں بعض عیب ہیں اوّل۔ میں جس بزرگ کے پاس جاتا ہوں تھوڑے دن رہ کر پھر چلا آتا ہوں اور طبیعت اُس سے بد اعتقاد ہو جاتی ہے۔

دوم۔ مجھ میں غیبت کرنے کا عیب ہے سوم عبادت میں دل نہیں لگتا۔ اور بھی بہت سے عیب ہیں۔

حضرت اقدس۔ مینے سمجھ لیا ہے اصل مرض تمھارا بے صبری کا ہے باقی جو کچھ ہے اس کے عوارض ہیں۔ دیکھو انسان اپنے دنیا کے معاملات میں جبکہ بے صبر نہیں ہوتا اور صبر و استقلال سے انجام کا انتظار کرتا ہے پھر خدا کے حضور بے صبری لے کر کیوں جاتا ہے کیا ایک زمیندار ایک ہی دن میں کھیت میں بیج ڈال کر اسکے پھل کاٹنے کے فکر میں ہو جاتا ہے یا ایک بچہ کے پیدا ہوتے ہی کہتا ہے کہ یہ اسی وقت جوان ہو کر میری مدد کرے۔ خدا تعالے کے قانون قدرت میں اس قسم کی عجلت اور جلد بازی کی نظیریں اور نمونے نہیں ہیں وہ سخت نادان ہے جو اس قسم کی جلد بازی سے کام لینا چاہتا ہے اُس شخص کو بھی اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھنا چاہیئے جس کو اپنی عیب عیب کی شکل میں نظر آ جاویں ورنہ شیطان بدکاریوں اور بد اعمالیوں کو خوش رنگ اور خوبصورت بنا کر دکھاتا ہے۔ پس تم اپنی بے صبری کو چھوڑ کر صبر اور استقلال کے ساتھ خدا تعالے سے توفیق چاہو اور اپنی گناہوں کی معافی مانگو بغیر اس کے کچھ نہیں ہے۔ جو شخص اہل اللہ کے پاس اس غرض سے آتا ہے کہ وہ پھونک مار کر اصلاح کر دیں۔ وہ خدا پر حکومت کرنی چاہتا ہے یہاں تو محکوم ہو کر آنا چاہیئے ساری حکومتوں کو جب تک چھوڑتا نہیں کچھ بھی نہیں بنتا۔

جب بیمار طبیب کے پاس جاتا ہے تو وہ اپنی بہت سی شکایتیں بیان کرتا ہے مگر طبیب شناخت اور تشخیص کے بعد معلوم کر لیتا ہے کہ اصل میں فلاں مرض ہے وہ اسکا علاج شروع کر دیتا ہے۔ اسی طرح سے تمھاری بیماری صرف بے صبری کی ہے اگر تم اس کا علاج کرو تو دوسری بیماریاں بھی خدا چاہے تو دفع ہو جائینگی۔ ہمارا تو یہ مذہب ہے کہ انسان خدا تعالیٰ سے کبھی مایوس نہ ہو اور اسوقت تک طلب میں لگا رہے جب تک کہ غرغرہ شروع ہو جاوے جب تک اپنی طلب اور صبر کو اس حد تک نہیں پہونچاتا انسان بامراد نہیں ہو سکتا۔ اور یوں خدا تعالے قادر ہے وہ چاہے تو ایک دم میں بامراد کر دے مگر عشق صادق کا یہ تقاضا ہونا چاہیئے۔ کہ وہ راہ طلب میں پویاں رہے۔ سعدی نے کہا ہے

گرنیابد بدوست رہ بردن
شرط عشق ست در طلب مردن

مرض دو قسم کے ہوتے ہیں ایک مرض مستوی اور ایک مرض مختلف مرض مستوی وہ ہوتا ہے* جس کا درد وغیرہ محسوس ہوتا ہے اس کے علاج کا تو انسان فکر کرتا ہے اور مرض مستوی کی چنداں پروا نہیں کرتا۔ اسی طرح سے بعض گناہ تو محسوس ہوتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ انسان انکو محسوس بھی نہیں کرتا اس لئے ضرورت ہے کہ ہر وقت انسان خدا تعالیٰ سے استغفار کرتا ہے۔ قبروں پر جانے سے کیا فائدہ خدا تعالیٰ نے تو اصلاح کے لئے قرآن شریف بھیجا ہے اگر پھونک مار کر اصلاح کر دینا خدا تعالی کا قانون ہوتا تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ برس تک مکہ میں کیوں تکلیفیں اُٹھاتے ابو جہل وغیرہ پر اثر کیوں نہ ڈالدیتے ابو جہل کو جانے دو ابو طالب کو تو آپ سے بھی محبت تھی غرض بے صبری اچھی نہیں ہوتی اس کا نتیجہ ہلاکت تک پہونچاتا ہے۔

عسل مصفّٰی*

یہ عجیب و غریب کتاب میری نظر سے گذری ہے فی الواقع یہ اسم بامسمی اور اپنے برکات کے لحاظ سے اپنی آپ ہی نظیر ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات اور حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوۃ والسلام کے دعاوی حقہ کے اثبات کے لئے ہمیں اسقدر دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ موجود ہیں کہ گویا یہ کتاب ادلہ کاملہ کا ایک بحر ذخار یا محیط بے کنار ہے۔ لاریب یہ کتاب اہل حق کے لئے ایک نشان ممتاز اور مایہ فخر و ناز ہے اور طالبانِ حق کے لئے سرمایہ ہدایت و رشد۔ اور واعظین اور مناظرین سلسلہ کے لئے مجموعہ دلائل عقلیہ و نقلیہ۔ ہر ایک طالب اس کتاب کی نادر ترتیب کی پیروی اور تتبع سے یقیناً کامیابی کی راہ حاصل کرتا اور منزل مقصود تک پہونچ سکتا ہے۔

اس کے مکرم مؤلف اخویم میرزا خدا بخش صاحب ابو العطا کی قابلیت اور باریک بینی اور دقت فہم اور وسیع النظری اور بلند پروازی اس کتاب کی بتویب اور دقیق و دقیق استدلالات سے ظاہر ہے جو کچھ آپ نے اس تالیف میں اپنی عزیز اوقات کو صرف فرما کر اپنی قوم اور نیز دیگر حق پسندوں کو فائدہ پہونچایا ہے وہ قابل قدر اور موجب شکریہ ہے۔ شکر اللہ سعیہ واحسن الیہ بمنہ وکرمہ الراقم خاکسار ابو یوسف محمد مبارک علی سیالکوٹی اول مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

* جس کا درد وغیرہ محسوس نہیں ہوتا جیسے برص اور مرض مختلف وہ ہے۔

دارالامان میں دوسری اگست

آج جمعہ کا دن ہے صبح آٹھ بجے کے قریب ڈاکٹر رحمت علی صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ چھاؤنی میانمیر تشریف لائے۔ جمعہ کی نماز چھوٹی اور بڑی دونوں مسجد دمیں ادا ہوئی۔ صاحبزادہ مبارک احمد سلمہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت آج بحمد اللہ نسبتاً بہت اچھی رہی۔ مغرب کی نماز کے بعد حضرت اقدس ایدہ اللہ بنصرہ حسب معمول نماز بیٹھے رہے۔ ایک+ شخص نے جو کئی دن سے دارالامان میں آیا ہوا تھا ایک عجیب حرکت کی اس نے قرآن شریف کو ہاتھ میں لیکر کہا کہ یا امام پاک! یہ خدا کا کلام ہے میں اسکو پیش کرتا ہوں اور تین سو روپیہ آپ سے مانگتا ہوں اور قرآن شریف کو بار بار حضرت اقدس کے ہاتھ میں دیتا اور اصرار کرتا تھا کہ آپ اسکو رکھیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہم قرآن شریف ہی کی تعلیم دینے کو آئے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف تو اسلئے بھیجا ہے کہ اسپر عمل کیا جاوے اس میں کہیں نہیں لکھا کہ خدا کسی کو مجبور کرتا ہے (یعنی قرآن شریف کی تعلیم تو صاف ہے کہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا۔ ایڈیٹر) انسان کی ہر حالت خواہ وہ آرام کی ہو یا تکلیف کی گذر ہی جاتی ہے کیونکہ وقت تو اسکی پرواہ نہیں کرتا۔ چنانچہ کسی نے کہا ہے۔ شب تنور گذشت و شب سمور گذشت + پھر انسان کیونکر اس کام کو مقدم نہ کرے جو اس کا اصل فرض ہے ہمارے نزدیک سب سے بڑی ضرورت آج اسلام کی زندگی کی ہے۔ اسلام ہر قسم کی خدمت کا محتاج ہے اس کی ضرورتوں پر ہم کسی ضرورت کو مقدم نہیں کر سکتے خدا تعالیٰ نے جو یہ کام ہمارے سپرد کیا ہے ہم معصیت سمجھتے ہیں کہ اس کام کو چھوڑ دیں دو بیمار ہوتے ہیں ایک ان میں سے اگر مر جاوے تو کچھ حرج نہیں ہوتا لیکن ایک ایسا ہوتا ہے اگر وہ مر جاوے تو دنیا تاریک ہو جاتی ہے پس یہی حالت اسلام کی ہو رہی ہے آج سب سے بڑی ضرورت یہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اور بن پڑے اسلام کی خدمت کی جاوے جسقدر روپیہ ہو وہ اسلام کی احیا میں خرچ کیا جاوے۔ میں اب تمہارے اسطرح پر قرآن شریف پیش کرنے کو کیا کروں میں تمہارا فکر کروں یا قرآن شریف کا فکر کروں میرے لئے تو قرآن ہی کا فکر مقدم پڑا ہوا ہے اور جو کام خدا نے میرے سپرد کیا ہے اسے میں کیونکر چھوڑ دوں۔ تمہیں معلوم نہیں کہ اسلام کا کیسا حال ہو گیا ہے؟ کوئی ناجائز کام کسی تاویل اور پناہ لینے سے روا نہیں ہو جاتا تمہاری یہ قسم دراصل ناجائز ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص قتل کا مستوجب تھا وہ بیت الحرام میں داخل ہو گیا صرف اس خیال سے کہ اسکی شان میں آیا ہے مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اسکو وہیں قتل کیا جاوے اس طرح اگر کوئی لوگوں کو قسمیں دیکر اپنے اغراض کو پورا کرنے پر مجبور کرے تو وہ ساری دنیا کا کام آج تمام کر دیتا اور خدا کے احکام سے امان اٹھ جاتا ہے اور ایسے طریقوں اور حیلوں سے تو آج اسلام کی یہ حالت ہو گئی ہے ہمارا یہ مذہب نہیں ہے کہ دینی حالت کا لحاظ نہ کریں اور اسکی پرواہ نہ ہو۔ نہیں بلکہ ہمارے نزدیک وہ سب سے مقدم ہے تم نے جو طریق اختیار کیا ہوا ہے اسکو خدا تعالیٰ جائز نہیں رکھتا۔

اس کے بعد ڈاکٹر رحمت علی صاحب نے اپنا ایک خواب عرض کیا کہ کسی نے اعتراض کیا کہ مسیح کی نسبت آیا ہے وہ بہت مال دے گا میں نے اسکو کہا کہ کس قدر مال ہے کوئی لینے والا بھی ہو دس ہزار ایک کتاب کے ساتھ ہے پانچسو ایک کی ساتھ ہے وغیرہ۔ حضرت اقدس نے فرمایا ہاں درست ہی مگر قرآن شریف کو خدا تعالیٰ نے خیر کہا ہے چنانچہ فرمایا مَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا۔ پس قرآن شریف معارف اور علوم کے مال کا خزانہ ہے خدا تعالیٰ نے قرآنی معارف اور علوم کا نام بھی مال رکھا ہے۔ دنیا کی برکتیں بھی اسی کے ساتھ آتی ہیں۔ زاں بعد پھر اسی قرآن فروش نے کہا کہ یا امام پاک نبیوں نے تو خدا کے کلام کو واپس نہیں کیا آپ تو امام پاک ہیں آپ کیوں واپس کرتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا تم نے نبیوں کو کہاں دیکھا ہے اس نے کہا کہ یا حضرت آپ کو تو دیکھا ہے فرمایا تم نے ہمکو بھی نہیں دیکھا اگر تم دیکھتے تو ایسی بیجا حرکت نہ کرتے۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ چلا گیا۔

پھر ڈاکٹر رحمت علی صاحب کچھ اپنی مقامی حالات سناتے رہے اور گورنمنٹ انگلشیہ کی حکومت کی برکات کا ذکر کرتے رہے کہ اس نے فوجوں میں نماز اور اپنے مذہب کی پابندیوں کے لئے پورا وقت اور فرصت دے رکھی ہے بشرطیکہ کوئی کھیلنے والا ہو۔ ہر مذہب کے لوگوں کے لئے ایک ایک مذہبی پیشوا مقرر کر رکھا ہے اور نماز کی اوقات میں کوئی کام نہیں رکھا + ہاں جمعہ کی تکلیف ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ یہ تکلیف بھی جاتی رہتی اگر سب مسلمان ملکر درخواست کرتے مگر ان مجنونوں نے تو ہندوستان کو دارالحرب قرار دیکر جمعہ کی فرضیت کو ہی اڑانا چاہا ہے افسوس!

پھر اُس شخص نے جس کا ذکر یکم اگست کی کالم میں آیا ہے سوال کیا کہ حضرت احتیاطی نماز کے لئے کیا حکم ہے فرمایا احتیاطی نماز کیا ہوتی ہے جمعہ کے تو دو ہی فرض ہیں احتیاطی فرض کچھ چیز نہیں۔ فرمایا لدھیانہ میں ایک بار میاں شہاب الدین بڑے پکے موحد نے جمعہ کے بعد احتیاطی نماز پڑھی۔ میں نے ناراض ہو کر کہا کہ یہ تم نے کیا کیا تم تو بڑے پکے موحد تھے اُس نے کہا کہ مینے جمعہ کی احتیاطی نہیں پڑھی بلکہ مینے مار کھانے کی احتیاطی پڑھی ہے۔

+ اس شخص کا نام منصور علی ہے اور وہ محکمہ پولیس میں ملازم ہے اور قادیان میں کسی خاص ڈیوٹی پر آیا تھا۔ ایڈیٹر

اس کے بعد مولوی بہار الدین صاحب احمد آبادی نے پوچھا کہ مکتوبات امام ربانی میں مسیح موعود کی نسبت لکھا ہے کہ وہ حنفی مذہب پر ہوگا اس کا کیا مطلب ہے فرمایا اس سے یہ مراد ہے کہ جیسے حضرت امام اعظم قرآن شریف ہی سے استدلال کرتے تھے اور قرآن شریف ہی کو مقدم رکھتے تھے اسی طرح مسیح موعود بھی قرآن شریف ہی کے علوم اور حقائق کو لیکر آئے گا - چنانچہ اپنے مکتوبات میں دوسری جگہ انھوں نے اس راز کو کھول بھی دیا ہے اور خصوصیت سے ذکر کیا ہے کہ مسیح موعود کو قرآنی حقائق کا علم دیا جائے گا۔

پھر حکیم اکست والے سائل نے کہا کہ مہدی کی نسبت لکھا ہے کہ وہ طوفان کرے گا وغیرہ - حضرت نے فرمایا میں نے تمھارا مطلب سمجھ لیا ہے یاد رکھو مہدی کی نسبت جو حدیثیں ہیں جن میں لکھا ہے کہ وہ جنگ کرے گا اور خونریزی کرے گا۔ ان کی نسبت خود ان مولویوں نے لکھ دیا ہے کہ بہت سی حدیثیں ان میں موضوع ہیں اور قریباً سب کی سب مجروح ہیں ہمارا یہ مذہب نہیں ہے کہ مہدی آئے گا تو خون کرتا پھرے گا بھلا وہ دین کیا ہوا جس میں سوائے جنگ اور جدال کے اور کچھ نہ ہو - جہاد کے مسئلہ کو بھی ان نادانوں نے نہیں سمجھا۔ قرآن شریف تو کہتا ہے لَاۤ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ تو کیا اگر مہدی آکر لڑائیاں کرے گا تو اکراہ فی الدین جائز ہوگا اور قرآن شریف کے اس حکم کی بیحرمتی ہوگی - اس کے آنے کی غرض تو یہ ہے کہ وہ اسلام کو زندہ کرے یا یہ کہ اس کی توہین کرے - اگر دین میں لڑائیاں ہی ضروری ہوتی ہیں تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۳ برس تک مکہ میں رہ کر کیوں نہ لڑے ہر قسم کی تکلیف اٹھاتے رہے اور پھر بھی آپ نے ابتدا نہیں کی اور ہمارا مذہب ہے کہ غیر مسلمان کرنے کے واسطے لڑائیاں ہرگز نہیں کی ہیں بلکہ وہ لڑائیاں خدا تعالیٰ کا ایک عذاب تھا اُن لوگوں کے لئے جنھوں نے آپکو سخت تکالیف دی تھیں اور مسلمانوں کا تعاقب کیا اور اُن کو تنگ کیا تھا۔ پس یہ ہرگز صحیح نہیں ہے کہ اسلام تلوار دکھاتا ہے اسلام تو قرآن اور ہدایت پیش کرتا ہے۔ وہ صلح اور امن لے کر آیا ہے اور دنیا میں کوئی ایسا مذہب نہیں جو اسلام کی طرح صلح پھیلاتا ہو۔ پس یہ غلط ہے کہ مہدی جنگ کرے گا ہمارا یہ مذہب ہرگز نہیں بھلا اگر تلوار مار کر لوگوں کو ہلاک کر دیا اور اُن کے املاک لوٹ لئے تو اس سے فائدہ کیا ہوا۔ جس مہدی ہونے کا ہمارا دعویٰ ہے یہ تو قرآن شریف سے ثابت ہے جیسے موسوی سلسلہ مسیح پر آ کر ختم ہوا اسی طرح خدا تعالیٰ نے ایک خاص مناسبت کی وجہ سے اس سلسلہ کو بھی ایک محمدی مسیح پر ختم کیا ہے اور مہدی نام اس کا اس لئے رکھا ہے کہ وہ براہ راست خدا تعالیٰ سے ہدایت پائیگا اور ایسے وقت میں آئے گا جب کہ دنیا سے نور ہدایت اُٹھ گئے ہونگے۔ پھر ایک لطیف نکات ان دونوں سلسلوں کی مماثلت میں یہ ہے کہ جیسے مسیح موسوی موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی میں آیا تھا یہاں بھی مسیح محمدی کی بعثت کا زمانہ چودھویں صدی ہے اور جیسے مسیح موسوی یہودیوں کی سلطنت نہیں بلکہ رومیوں کی سلطنت میں پیدا ہوا تھا اسی طرح محمدی مسیح بھی مسلمانوں کی سلطنت میں نہیں بلکہ انگلش گورنمنٹ کی سلطنت میں پیدا ہوا ہے - غرض ہمارا ہرگز یہ مذہب نہیں ہے کہ مہدی آکر لڑائیاں کرتا پھرے گا اور خونریزی اُس کا کام ہو گا۔

نصف نوٹ

مفصلہ ذیل نمبروں کے تین نصف نوٹ ہر ایک قیمتی سو روپیہ ایک سال کے اندر اندر حضرت اقدس مرزا صاحب کی خدمت میں چندہ منارہ میں بھیجے گئے ہیں۔ اور ان کے نصف نوٹ حضور کو ابھی تک نہیں پہنچے اسلئے تمام بھائیوں سے درخواست ہے کہ جس صاحب نے یہ نوٹ بھیجے ہوں وہ اپنے نام اور پتہ سے بہت جلدی اطلاع دیں یا اگر کسی صاحب کو بھیجنے والے کا نام اور پتہ ہو تو چاہیئے کہ وہ اطلاع دیں تاکہ اگر باقی نصف بذریعہ ڈاکخانہ آنے میں گم ہوئے ہوں تو وصولی روپے کا انتظام کیا جاوے نوٹوں کے نمبر یہ ہیں

$\frac{E\,A}{10}$ 76805-

$\frac{E\,A}{10}$ 76806

$\frac{E\,A}{10}$ 76807

ان کے علاوہ دو چھوٹے چھوٹے نوٹ اور بھی ان کے ساتھ میں جنکی نمبر اور قیمت حسب ذیل ہے

$\frac{E\,A}{10}$ 63215-

قیمتی دس روپے

$\frac{E\,A}{5}$ 78906

قیمتی پانچ روپے

خاکسار محمد علی از قادیان

مکتوب

حضرت امام آخر الزمان علیہ السلام

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

۱۳ و ۱۴ فروری ۱۸۹۸ء کی گذشتہ رات میں مجھے آپ کی نسبت دو ہولناک خوابیں آئیں تھیں جنسے ایک سخت ہم و غم و مصیبت معلوم ہوتی تھی۔ میں نہایت وحشت اور تردد میں تھا کہ یہ کیا بات ہے اور غنودگی میں ایک الہام بھی ہوا کہ جو مجھے بالکل یاد نہیں رہا چنانچہ کل سندر داس کی وفات اور انتقال کا خط پہونچگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی غم تھا جس کی طرف اشارہ تھا خدا تعالےٰ آپ کو صبر بخشے۔

ترا با ہر کہ روئے آشنائی ست
قرار کارت آخر بر جدائی ست
ز فرزنت بر دلے بارے نباشد
کہ با میرندہ اش کارے نباشد

مجھے کبھی ایسا موقعہ چند مخلصانہ نصائح کا آپ کے لئے نہیں ملا جیسا آج ہے ہمانا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کی غیوری محبت ذاتیہ میں کسی مومن کی اس کے غیر سے شراکت نہیں چاہتی۔ ایمان جو ہمیں سب سے زیادہ پیارا ہے وہ اسی بات سے محفوظ رہ سکتا ہے کہ ہم محبت میں دوسرے کو اس سے شریک نہ کریں اللہ جل شانہ مومن کی یہ علامت فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ۔ یعنی جو مومن ہیں وہ خدا سے بڑھکر کسی سے دل نہیں لگاتے محبت ایک خاص حق اللہ جل شانہ کا ہے جو شخص اُس کا حق دوسرے کو دیگا وہ تباہ ہوگا۔ تمام برکتیں جو مردان خدا کو ملتی ہیں اور تمام قبولیتیں جو انکو حاصل ہوتی ہیں کیا وہ معمولی وظائف سے یا معمولی نماز و روزہ سے ملتی ہیں ہرگز نہیں بلکہ وہ توحید فی المحبت سے ملتی ہیں جو اسی کے ہو جاتے ہیں اسی کے ہو رہتے ہیں اپنے ہاتھ سے دوسروں کو اُس کی راہ میں قربان کرتے ہیں۔ میں خوب اُس درد کی حقیقت کو پہنچتا ہوں جو ایسے شخص کو ہوتا ہے کہ یک دفعہ وہ ایسے شخص سے جدا کیا جاتا ہے جسکو وہ اپنے قالب کی گویا جان جانتا تھا۔ لیکن مجھے غیرت اس بات میں ہے کہ ہمارے حقیقی پیارے کے مقابل پر کوئی اور نہ ہونا چاہیے۔ ہمیشہ سے میرا دل یہ فتویٰ دیتا ہے کہ غیر سے مستقل محبت کرنا جس سے الٰہی محبت باہر ہو خواہ وہ بیٹا ہو یا دوست کوئی ہو ایک قسم کا کفر اور کبیرہ گناہ ہے جس سے اگر نعمت اور رحمت الٰہی تدارک نہ کرے تو سلب ایمان کا خطرہ ہے۔ سو آپ یہ اللہ جل شانہ کا احسان سمجھیں کہ اپنی محبت کی طرف آپ کو بلایا ہے۔ عَسٰۤی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْـًٔا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَعَسٰۤی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّکُمْ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ اور نیز ایک جگہ فرماتا ہے مَاۤ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَمَنْ یُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ یَهْدِ قَلْبَهٗ وَاللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ یعنی کوئی مصیبت بغیر اذن اور ارادہ الٰہی کے نہیں پہونچتی اور جو شخص ایمان پر قائم ہوا خدا اُسکے دلکو ہدایت دیتا ہے یعنی صبر بخشتا ہے اور اس مصیبت میں جو مصلحت و حکمت تھی وہ اُسے سمجھا دیتا ہے اور خدا کو ہر ایک چیز معلوم ہے۔ میں آپکے لئے انشاء اللہ دعا کروں گا اور اب بھی کئی دفعہ کی ہے۔ چاہیئے کہ سجدہ میں ہر روز دن رات میں کئی مرتبہ یہ دعا پڑھیں۔

یا من ھو احب من کل محبوب اغفرلی وتب علی وادخلنی فی عبادک المخلصین۔ امین

۱۵ر فروری ۱۸۹۸ء

مدرسہ تعلیم الاسلام کے والنٹیر

جناب قاضی نظیر حسین احمد سر رشتہ دار کوئٹہ نے مدرسہ تعلیم الاسلام کی امداد کے لئے ایک تجویز پیش کی تھی کہ کم از کم سو آدمی ایک سال کے لئے اپنے آپ کو مدرسہ کی امداد کے لئے والنٹیر بنائیں اور ماہوار چندہ جمع کرکے بھیجیں اس طرح پر اگر فی کس ایک روپیہ بھی بھیج سکتا تو ایک سو روپیہ ماہوار کی آمدنی کی شکل نکل آتی اس تجویز پر دو چار احباب نے اپنے آپ کو والنٹیر بنانا چاہا مگر ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ بجز قاضی صاحب موصوف اور ڈاکٹر نعمت خاں صاحب کے باقی احباب نے اپنے کام کو باقاعدہ جاری نہیں رکھا ان دو بزرگوں کے ماہوار چندے آتے ہیں چنانچہ ذیل میں ہم قاضی نظیر حسین صاحب کے بھیجے ہوئے روپیہ کی رسید دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالے ان کے ارادوں اور ہمت میں برکت بخشے اور ان رؤسا کے بھی شکر گذار ہیں جنھوں نے ایک دینی مدرسہ کی ضروریات کو محسوس کرکے اپنے مالوں سے ایک حصہ نکال کر ان کو مزکی بنالیا۔ خدا تعالے ان کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے آمین

رسید زر

معرفت قاضی نظیر حسین احمد صاحب۔
بدیں تفصیل

عالیجاہ وڈیرہ سردار خانصاحب چیف آف رند	۱۲ر
میر منزار خان صاحب محمد شاہی	۵
قاضی نظیر حسین صاحب	۲
منشی دولت خانصاحب احمدی	۱ر
شیخ محمد بخش صاحب احمدی	۱ر
میر علم خانصاحب کلوی	۸

مختلف واقعات

پرانا گورستان - جزائر سیوا کے ایک گرجا میں روس کے شہنشاہ پیٹر اعظم کے زمانہ سے لے کر بہت لوگ دفن ہو چکے ہیں جنکی قبریں یکساں صورت کی ہیں اور ان سب پر سفید سنگ مرمر لگا ہوا ہے۔ اور کسی قسم کی نقاشی یا گلکاری نہیں ہے۔ اور بجز ناموں کے جو ان پر لکھے ہوئے ہیں انہیں مطلق تمیز نہیں ہو سکتی۔

تھیئٹر میں بندشیں - آسٹریا کے تھیئٹروں میں کسی ایسے شخص کو ایسا یونیفارم پہنکر جانے کی اجازت نہیں ہے جو فوج میں استعمال کیا جاتا ہے۔

جعلی سکے - گذشتہ چودہ سالوں کے عرصہ میں جو جعلی سکے پولیس لندن کے ہاتھ آئے یہ سب رائل لیبورٹری وولیچ میں پگلائے گئے ہیں۔ انکا وزن چار ہنڈرڈ ویٹ تھا۔ اور کئی سو پونڈ مروجہ سکوں کی تلبیس تھے۔

کفن خوبصورت مخملی پال جو حضور ملکہ معظمہ کے کفن پر تھا۔ فراگمور میں کفن کے ساتھ ہی دفن کیا گیا تھا۔ اور اس پر زردوزی کا کام آرٹ سکول کی چھبیس لڑکیوں نے لگاتار اکیس گھنٹوں میں کام کرنے سے طیار کیا تھا۔

تعجب ہے فرانسیسی ڈاکخانوں کو یہ تازہ فخر حاصل ہوا ہے کہ وہاں ایک نئی مشین ایجاد ہوئی ہے۔ جو چٹھیوں اور پارسلوں کا ٹھیک وزن ہی نہیں کرتی بلکہ ان کے ایک کونہ پر مطلوبہ سٹیمپ کی تعداد بھی لکھ دیتی ہے۔

مصنوعی سالمن مچھلی - امریکہ کی ایک مچھلی فروش کمپنی نے مغربی صوبجات میں ایک ایسی کل ایجاد کی ہے جس سے دریائے مسی سپی سے بلی کے قسم کی پکڑی ہوئی مچھلیاں کی بہت بھاری مقدار میں کیمیائی حکمت سے ایسا مادہ داخل کر دیا جاتا ہے کہ اس مچھلی کا ذائقہ بعینہ سالمن مچھلی جیسا ہو جاتا ہے اب تک کسی نے اس میں تمیز نہیں کی۔

تیل کا نیا استعمال - سمندر کی طوفان کو رفع کرنے میں تو تیل بہت مفید ثابت ہو چکا ہے۔ مگر اب خاک وصول والی سڑکوں کے واسطے بھی عمدہ پایا گیا ہے۔ اس کا تجربہ کیلیفورنیا میں کامیابی کے ساتھ کیا گیا ہے۔ یہ سڑکوں کو محفوظ کرتا ہے۔ اور بگڑنے نہیں دیتا۔ یہ تیل معدنوں سے حاصل ہوتا ہے۔ اور مٹی میں جذب ہو کر اسکو سخت کر دیتا ہے اسطرح سڑک کے کمزور حصے سخت ہو جاتے ہیں۔ اور پانی کی طرح مطلق اثر نہیں کرتا۔ اور نہ ہی کیچڑ ہونے دیتا ہے کیلیفورنیا میں پہلے سال تین دفعہ چھڑکا جاتا ہے۔ دوسرے سال دو دفعہ اور اس کے بعد سال میں ایکدفعہ پھیلایا جاتا ہے۔

بارش کا وقت - مینہ دن کے دیگر حصوں کی نسبت صبح کے تین اور آٹھ بجے کے مابین زیادہ تر برستا ہے۔

بڑے سے بڑے پمپ سب سے بڑے پمپ اسوقت تیار کئے گئے تھے جب کہ ہالنڈ میں جھیل ہارلم کو خالی کرنا مطلوب تھا۔ یہ گیارہ سال متواتر چار لاکھ ٹن پانی روزانہ نکالتے رہے۔

داڑھی رکھنے کی اجازت رہی ملیٹری جوانوں کو مونچھیں اور داڑھی رکھنے کی اجازت دیگئی ہے۔ ان کے بحری ہمعصر صرف مونچھیں رکھ سکتے ہیں اور ان کو داڑھیاں جبراً منڈانا پڑتی ہیں۔

متمول ڈاکٹر بنارس کے مشہور ڈاکٹر جے لازرس پندرہ لاکھ روپیہ چھوڑ مرے

متبرک آب - ایک ذہین امریکن نے بحر گلیل کے قریب دریائے جارڈن کے کنارہ پر ایک پمپ لگایا ہے جس سے پانی بوتلوں میں بھر کر عیسائی لوگوں کے اصطباغ کے واسطے دنیا کے مختلف حصوں کو بھیجا جاتا ہے۔

دو ووٹوں کا حق بلجئم کے قانون سے ان مجردوں کو جنکی عمر پچیس برس کی ہو ایک ہی ووٹ دینے کا حق ہے۔ شادی شدہ اور رنڈوے جنکا کنبہ موجود ہو دو ووٹ اور مذہبی پیشوا اور سفیدار اور تعلیم یافتہ تین ووٹ دے سکتے ہیں اور جو اشخاص بالکل ووٹ نہ دیں وہ مختلف سزاؤں کے مستوجب ہوتے ہیں۔

علم نجوم کا خاصہ - ایک فرانسیسی نجومی مسکنی الیم فلیمارلن کی رائے ہے کہ علم نجوم کی تعلیم سے انسان طویل العمر ہوتا ہے۔ کیونکہ تمام انسانی جوش سرد پڑ جاتے ہیں۔ اپنے اس قول کی تصدیق میں بیان کرتا ہے کہ فرانسیسی نجومی سوسائٹی کے قریباً پچیس ہزار ممبروں میں ایک کی عمر سوا سو برس کی اور بہتوں کی نوے نوے برسوں سے اوپر اور ایک بڑی تعداد کی اسی برس کی ہے۔

سریلی مچھلیاں - کئی قسم کی مچھلیاں باجہ کی سی سریں نکالتی ہیں۔ ایک قسم کی مچھلیاں جسکو شرگلا ماہی کہتے ہیں لمبی تان کھینچتی ہیں۔ دو قسم کی مچھلیاں ایک چھوٹی حرکت کرنیوالی ہڈی رکھتی ہیں۔ جس سے تیز جھنکار پیدا ہوتی ہے۔ اور امبر بناس قسم کی مچھلیاں ایسی ڈھول کی آواز نکالتی ہیں کہ یہ تینوں قسم گہرے پانی سے سنائی دے سکتی ہے۔

پرنس آف ویلز شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم رسم تاج پوشی ادا ہونے کے بعد ڈیوک آف کارنوالس اور یارک پرنس آف ویلز کیئے جاویں گے۔ اس رسم کی تفصیل اسطرح پر بیان کی گئی ہے کہ پرنس شاہانہ لباس میں بادشاہ کے پیش کیئے جاتے ہیں۔ ایک تلوار کا گاتر ان کے گلے میں اور ان کے ایک ٹوپی سر پر اور ان کے درمیانی انگلی میں انگشتری پہناتے ہیں اور ایک طلائی عصا ان کے ہاتھ میں دیتے ہیں۔ اور ان کی سند کی چٹھیات پڑھے جانے کے بعد ان کے حوالہ کی جاتی ہیں۔

فونوگراف کا نیا استعمال - اب طوطوں کو بذریعہ فونوگراف بولنا سکھانے

لگے ہیں۔ لندن کے ایک شخص کو جو پرندوں کے پالنے کا بہت ہی مشتاق ہے۔ اس کی طرف توجہ ہوئی ہے۔ اور اس نے اس فن میں اس قدر مہارت پیدا کر لی ہے کہ ایک ماہ کے عرصہ میں یہ جانور تیار کر لیتا ہے۔ پرندوں کی جماعت والے کمروں کے دو حصے کئے گئے ہیں جن میں کسی طرف سے روشنی نہیں پڑتی ہر ایک پرندہ علحدہ علحدہ حصہ میں رکھا جاتا ہے۔ اور دن میں دو تین دفعہ فونوگراف اس کے پاس چھوڑا جاتا ہے جس سے گھنٹوں تک نہایت ہی صاف آواز نکلتی رہتی ہے جس کی طوطی اس تاریکی میں تقلید کرنا سیکھ جاتے ہیں۔

ہندوستانی اور مشرقی ہمسائے ہمعصر انڈین مرر لکھتا ہے کہ۔ ہم یہ دیکھکر نہایت خوش ہوئے ہیں کہ ہندوستانی نوجوانوں کی جو تعداد صنعتی تعلیم کے واسطے جاپان کو جانے لگی ہے اس میں ہر سال ترقی ہوتی جاتی ہے۔ جب پاس ہی خزانہ موجود ہو تو کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ کیوں نوجوان ہندوستانی دور انگلستان کو جانے کی زیر باریاں اور تکلیفیں اٹھائیں بہتر ہے کہ چین اور جاپان جیسے ایشیائی ممالک کی طرف رخ کیا جائے جاپان کی خوش نصیبی نے اس ملک کو یورپین ممالک کے مساوی درجہ بخشا ہے۔ اب چین کی قسمت نے بھی پلٹا کھایا ہے۔ اور جلد اس کی حالت سدھرنے کی امید ہو گئی ہے۔ بہتر ہے کہ جاپان کے دار الخلافہ ٹوکیو میں ہندوستانیوں کی ایک بستی قائم کی جائے۔ اور دیگر ترقی یافتہ ایشیائی ممالک کے ساتھ تعلقات زیادہ تر منوط و مربوط کئے جائیں۔"

مسٹر کروگر کی گاڑی معلوم نہیں لندن کے اخبار ٹٹ بٹ کو مسٹر کروگر کے ساتھ کیا عناد ہے اخبار مذکور میں جہاں شاہان اور مشاہیر زمانہ کی گاڑیوں کی تعریف کی گئی ہے وہاں مسٹر کروگر سابق پریسیڈنٹ ٹرانسوال کی گاڑی کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان کیا گیا ہے کہ اس بیش بہا گاڑی میں یہ بیٹھا ہوا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا جواہرات کے صندوق میں مینڈک ہے۔

امریکہ میں موسم امریکہ میں گرمی اور امساک باراں کا ابھی بہت زور ہے جنکی وسطی اور مغربی صوبجات میں زیادہ تر شکایت ہے جس سے اسوا۔ مسوری۔ نیبر اسکا اور کنساس میں تین سو بارہ نشل گیہوں کا نقصان ہوگا۔

تازہ ہلاکت بھٹنڈہ میں مسٹر لی برادر زادہ کے ایجنٹ پنڈت تمسلام کو اس کے ایک سکھ دوست نے ہلاک کیا۔ ملزم نے اسکی چھاتی اور رانوں پر ایسے زخم کاری لگائے کہ وہ جانبر نہ ہو سکا مسٹر وار برٹن صاحب انسپکٹر جنرل پٹیالہ پولیس نے یہ خبر سنتے ہی صاحب سپرنٹنڈنٹ برنالہ کو تحقیقات کے واسطے تعینات فرمایا۔

عمدہ خیال ہے امریکہ کے کروڑ پتی مسٹر جان راکفیلر صرف روپیہ پیدا کرنا ہی نہیں جانتے بلکہ اسکو عمدہ طور پر خرچ کرنا بھی چاہتے ہیں یہ اکثر کہا کرتے ہیں کہ۔ اگر کنوئیں سے پانی کا نکلنا بند کیا جائے تو وہ سڑ جاتا ہے۔

گرمائی تعطیلیں - چیف کورٹ پنجاب بوجہ گرمائی تعطیلوں کے ۱۸ اگست ۱۹۰۱ء سے لے کر ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۰۱ء تک بند رہے گا اسی اثنا میں بجز اتواروں اور تعطیلوں کے ان اشخاص کی درخواستیں برابر لی جائیں گی جو پیش کرنا چاہیں۔ مگر جن درخواستوں اور متفرق کارروائی کا دفعتاً فیصلہ ہونا ناممکن ہوگا وہ کورٹ کے مکرر کھلنے تک ملتوی کی جائیں گی۔

جدید تشخیص - ضلع جھنگ میں بجز اس رقبہ کے جو نہر چناب کی آبادی کی حدود میں واقعہ ہے۔ مالیہ اراضی کی مکرر تشخیص ہونیوالی ہے۔

طغیانی - ڈیرہ غازی خاں کی خبروں سے واضح ہوا ہے کہ دریائے سندھ میں طغیانی بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ اگر پہلے بمبئی گرینیڈیر دستہ کو وہاں سے ہٹانا ضروری معلوم ہوا تو یہ پونہ کو روانہ کیا جائے گا نہ کہ بھج کو۔

برٹش ریلوے - برٹش کالمبیا بلحاظ رقبہ صوبجات متحدہ امریکہ کی نسبت آٹھ گونہ زیادہ ریلوے ہے۔

پہاڑی مقام - اخبار پائونیر کو معلوم ہوا ہے کہ حضور ویسرائے کے دورہ پر روانہ ہونے سے پہلے گورنمنٹ پنجاب کے گرمائی سٹیشن کا فیصلہ کیا جائے گا۔

مجموعہ ضابطہ دیوانی - گو یہ مجموعہ غالباً اس موسم میں وائسرئیگل لیجس لیٹو کونسل کے پیش ہو جائے گا مگر امید نہیں کہ قبل ۱۹۰۲ء ہو پاس ہو سکے۔ یہ کچھ عرصہ سے لیجس لیٹو ڈیپارٹمنٹ میں تیار ہو رہا ہے۔ مگر لوکل گورنمنٹوں اور پبلک جماعات نے ابھی اس پر غور کرنا ہے جس کے واسطے بہت عرصہ درکار ہوگا۔

کیا عمدہ نسبت ہے - کینڈا کے ایک اخبار میں درج ہے کہ وہاں ایک اٹھارہ سالہ لڑکی پچانوے برس کے بوڑھے کے ساتھ بیاہی گئی ہے پہلے اس پیر نابالغ کی اس نوجوان عروس کی پردادی کے ساتھ نسبت ہوئی تھی۔

صحت یابی بڑی مسرت کی بات ہے کہ گدی اودے پور کے ولیعہد جنکی صحت پچھلے دنوں مایوسی دلا رہی تھی۔ اب بخوبی صحت یاب ہو رہے ہیں۔ ہز ہائنس کلکتہ کے مشہور کبیراج دوارکا ناتھ کے زیر علاج ہیں۔

اخلاص فی الدین

یہ ایک مضمون ہے جو مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے ایک خطبہ سے ایڈیٹر الحکم نے لکھا۔

مَا اُمِرُوْا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ

اس آیت پر غور کرتے ہوئے اور سوچتے ہوئے مجھے بڑا لطف آیا۔ اس حصہ آیت پر اگر انسان دل سے کر سوچے تو صاف طور پر اس کی روح شہادت دے گی کہ یہ انسان کا کلام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے کیونکہ اخلاص کا حکم دینا یہ انسان کا کام نہیں ہے حقیقت میں یہ بڑی بھاری بات ہے خالق فطرت قویٰ کے جذبات کا علیم ہی یہ حکم دے سکتا ہے کہ ہر کام کی بنا اخلاص پر ہو۔ کسی قسم کی ریا اس میں نہ ہو اس لئے کہ بادی النظر میں تو ایک فاحشہ عورت یا ایک سفاک قزاق یا ڈاکو بھی نماز پڑھتے ہیں اور ایک پاکباز اور خداشناس بھی نماز پڑھتا ہے ان میں امتیاز کیا ہوتا اس ظاہری شکل میں ارکان کی بجا آوری میں تینوں میں مابہ الامتیاز کیا ہے ممکن تھا یہ کہا جاتا کہ امتیاز کی ضرورت نہیں مگر ایک نمازی شکل کر زنا میں مصروف ہو جاتی ہے اور دوسرا ڈاکہ زنی میں لگ جاتا ہے اور تیسرا خدا کے عزت کے کاموں میں لگ گیا یہ بجائے خود ایک قسم کا امتیاز ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہستی نیاز مندیوں کی پڑتال کرنیوالی ہے حقیقت میں اس عظیم الشان بات نے خوف اور اُمید کو پیدا کیا ہے۔ اگر اخلاص نہ ہوتا تو درجات نہ ہوتے اور خدا کی حکومت ممیز حکومت نہ ہوتی ایک گداختہ دل شخص ہے جو سوتا ہے تو اللہ کے لئے اُٹھتا ہے تو اسی کے لئے اس کا چلنا پھرنا کھانا پینا جو کچھ ہے اس سے بجز اس کے اور کچھ مقصود ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت کا اظہار ہو اور ایک شخص ہے از دنیا کا کیڑا ابھی رسم و عادت کے طور پر نماز پڑھتا ہے اور مسلمان کہلاتا ہے مگر ایک کے کام میں اخلاص اور دوسرے کے کاموں میں ظاہرداری ہے تبھی پھر **اخلاص** کی قید کیوں ضرور نہ ہوتی اخلاص سے جن کے دل موم کی طرح پگھلتے ہیں اُن کیلئے اُمیدوں کا میدان وسیع ہو جاتا ہے وہ جانتے ہیں کہ ایک دانا بینا وجود ہی جو انکو دیکھتا ہے کہ وہ قوم کے درد اسلام کی عزت اور عزت کے لئے راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر جب کہ مخلوق الٰہی آرام کرتی اور سوتی ہے اُس عورت کی طرح چلاتے ہیں جو دردزہ سے بیقرار اور مضطرب الحال ہو اگر کوئی اس جوف اللیل میں دیکھنے اور سننے والا نہیں تو یہ کیوں چلاتے ہیں نہیں وہ اُس دیکھنے والے کو دیکھتے ہیں کہ وہ اُن کی زاریوں پر نگاہ کرتا اور سنتا ہے۔ غرض اس اخلاص کی شرط نے سچے عاشقوں اور راستبازوں کے لئے ایک میدان کھول دیا ہے کہ وہ مسابقت الی الخیرات کریں جیسے گھڑ دوڑ میں سوار کو فکر ہوتا ہے کہ وہ میدان میں سب سے آگے نکل جاوے اسی طرح جب سے راستبازوں نے سنا ہے ہاں اُسی کے مُنہ سے سنا ہے کہ وہ سراسر اسکر واقف ہستی ہے ان کی اُمیدیں بڑھ گئی ہیں مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ اگر یہ ساری سعی اور جہاد اللہ کے لئے نہ ہو تو زر دادن و درد سر خریدن والا معاملہ ہی ہے۔ یہ نمازیں صرف ٹکریں مارنا ہوگا روزے نرے بھوکے مرنا ہوگا حقیقت میں **اعبدوا اللہ مخلصین** اس عبادت میں اخلاص ہو۔ اللہ کی رضا کی سوا کسی دوسرے کو خوش کرنا یا کسی کی ناراضگی سے ڈرنا مقصود نہ ہو بڑی عظیم الشان بات ہے۔

میں اس آیت پر غور کرتے کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند فطرت اور پاکیزہ سیرت پر سوچنے لگا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قلب پاک اخلاص کے رنگ سے کیسا رنگین ہے اور یہ نقش آپ کے لوح دل پر کیسا کندہ ہے کیونکہ یہ تجلی اور عکس تو اسی قلب کا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ اخلاص کے کس اعلیٰ منزل پر پہونچے ہوئے تھے۔ اخلاص کا اس دنیا میں حاصل ہونا ہزاروں ہزار آلودگیوں سے پاک صاف ہو کر نکلنا کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہے ایک طرف تو یہ خدا کے راستباز دنیا کی گردشوں اور چکیوں میں یوں رہتے ہیں جیسے دانہ چکی کے دو پاٹوں میں دوسری طرف انکی روح پورے شعور اور بصیرۃ کے ساتھ یہ جانتی ہے کہ ہم خدا کی طرف سے ہیں اور اسیر وہ خدا کی محبت میں باوجود ان گردشوں اور مشکلوں کے ترقی کرتے ہیں غرض ان باتوں پر غور کرتے کرتے میرے دل میں یہ سوال پیدا ہوا کہ کیونکر معلوم کریں کہ فلاں شخص آج ایسا اخلاص رکھنے والا موجود ہے۔ "تاثیرات اسی لئے اُٹھ گئی ہیں کہ روحوں میں اخلاص نہیں رہا وہ حرارت جو دل کو گرم کرتی اور دوسروں کو بھی حصہ دیتی ہے نہیں رہی ہے اس لئے جیسے ایک گرم انجن پوری سٹیم اور قوت کا دوسری گاڑیوں کو کھینچنے کے واسطے مطلوب ہے اسی طرح ایک پہونچا ہوا بندہ بھی مطلوب ہے جو اپنی حرارت اور قوت سے روحوں کو کھینچکر خدا تک پہونچا دے۔

اسی طرح سوچتے سوچتے میری روح نے سچے یقین اور بصیرۃ سے کہا کہ اس اخلاص کا کامل نمونہ اس وقت ہمارا **امام** ہے کیا میں خواہ مخوا

تعریف کرتا ہوں ؟ ایسے شخص کو خدا کبھی پسند نہیں کرتا جو بے ایمانی سے تعریف کرے اسی طرح جیسے شرارت سے ہجو کرنے والے کو لعنت بھیجتا ہے ویسا ہی تعریف کرنے والا جو منافق ہے خدا کے حضور مردود ہے

پس

مخلص فی الدین امام صادق ہی

پوچھو کس طرح سے ؟ دنیا بھر میں پھر کر دیکھو اور مقابلہ کرو اخلاص کیا ہے ؟ یہ کہ اللہ کے لئے ہو جائے اللہ کے لئے ہونے کا فلسفہ کیا ہے ؟ دنیا کی کوئی امید و بیم نہ رہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہر حال اور ہر رنگ اور ہر کام میں وہ اپنے اس فرض منصبی کے ادا کرنے میں جو لیکر آیا ہے **مستقل مزاج** ہو اب استقلال کی جو معراج اسکو ملی ہے کوئی ہے کہ اس کی نظیر دکھلا سکے ؟ میں نے بڑے بڑے مدبروں اور ریفارمروں کے حالات پڑھے ہیں اور بہت سی ایسی مثالیں دیکھی ہیں کہ ادنیٰ ادنیٰ فکروں نے ان کو اپنے کاموں سے ہٹا دیا ہے ادنیٰ ادنیٰ تغیر مزاج نے اپنے اصولوں سے برگشتہ کر دیا ہے مگر دیکھو کہ خدا کا فضل آپ کے شامل حال کس طرح ہے کسی آندھی اور آفت نے آپ کے قدم کو نہیں جنبش دی یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ یہ جو کچھ کرتا ہے خدا کے لئے کرتا ہے ورنہ اگر دنیا کے لئے کرتا تو کیا یہ تکفیر کا فتویٰ دینے والے ناخدا ترس ملانوں سے صلح نہ کر لیتا ان کی ہاں میں ہاں نہ ملا دیتا۔ کافر نعمت قوم نے کوئی دقیقہ اس کی ایذا دہی کا اٹھا نہیں رکھا ایک رحیم باپ کی بابت میں نے سنا ہے کہ بیٹے کو سمجھاتے سمجھاتے جب تھک گیا تو آخر کہا کہ جہنم میں چلا جا میں تجھ سے کوئی تعلق نہیں رکھتا پھر اس نے ایسا قطع تعلق کیا کہ اس کے نزع پر بھی نہیں گیا۔

مگر اسکو دیکھو ناشکر گذار قوم نے کیسے قدر ہتک کی قتل کے منصوبے کیے فتوے دیے۔ مقدمات میں پھنسانا چاہا تکفیر کا فتویٰ دیکر کندی . . . گالیوں سے بھرے ہوئے اشتہار شائع کئے غرض جسطرح ممکن ہوا اور جو پڑا انھوں نے اس کی ہتک کرنے اور ایذا دینے میں فروگذاشت نہیں کی مگر یہ ان کی ہر نئی تکلیف اور دکھ پر آگے ہی بڑھا ہے اور نئے پیرایوں میں انکو سمجھانا چاہا ہے اس مہینہ میں خدا کے کلام کی تفسیر کے لئے آدھی آدھی رات کو اٹھکر بیٹھتا ہے دن کو کئی کئی بتیاں جلا کر دروازے بند کر کے بیٹھتا ہے اور اس قدر محنت کرتا ہے کہ بیمار پڑ جاتا ہے خطرناک امراض آئے دن حملہ کرتے ہیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر یہ کچھ بھی کام نہ کرے تو کوئی بھی بدظن نہیں ہو سکتا پھر کون سی بات ہے کہ پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں۔ مگر یہ اس تیز اور تند آندھی اور تاریکی میں دل کے اندھوں کی راہوں کو صاف کر رہا ہے اور ایک نور لیکر ان کو راہ دکھاتا ہے۔ آج ساری دنیا میں پھر کر دیکھلو کہ کون ہے جو اس **اخلاص** کے رنگ میں رنگین ہو عصائے موسیٰ کے ترشے مصنف ہی کو دیکھلو ایک سکینڈ کے لئے بھی اس کے پاس بیٹھکر کوئی خوش نہیں ہو سکتا مگر یہ ہے کہ جب باہر نکلتا ہے سارے دوست دیکھکر خوش ہو جاتے ہیں چونکہ خود خوش ہے دوسرے غمگینوں کو بھی مسرور کر دیتا ہے لیکن جس کی طوطا چشم آنکھوں سے خود ہی غیظ و غضب اور غصہ و رنج کی تصویر عیاں ہے وہ دوسروں کو کیا خوش کریگا اس لئے کہ خود اس میں کوئی سکینت نہیں مگر اس برگزیدہ کا اٹھنا بیٹھنا۔ کھانا پینا۔ چلنا پھرنا۔ ہر ایک کام خدا کے لئے ہے اور اسکی آپکے اعمال کے نتیجے صاف شہادت دے رہے ہیں۔

غرض

میرے عزیزو ! اس آیت نے امید اور بیم کے دو میدان کھول دیئے ہیں برکت ان پر جو اپنے ہر ایک کام میں اخلاص رکھتے ہیں اور جن لوگوں کو اللہ تعالےٰ مقصود نہیں ان کیلئے خوف کا مقام ہے۔ اللہ تعالےٰ سب کو اخلاص نصیب کرے امام کے ساتھ سچی محبت ہو۔ مکر زور عہد شکنی کی بلاؤں سے محفوظ رکھے اللہ تعالےٰ اسلام کی اسی طرح ترقی کرے جس طرح پر وہ کرتا رہا (اور اس) صادق امام کی نصرت فرماوے کیونکہ یہی آج اخلاص فی الدین کا نمونہ ہے اسکا وہی ولی نصیر اور وکیل ہو آمین

زمرہ احمدیہ بنگلور میں

بنگلور سے مندرجہ ذیل احباب کے نام داخل رجسٹر مبایعین و نیز الحکم ہونے کیلئے آئے ہیں۔

حاجی علی محمد صاحب سیٹھ اللہ رکھا معسکر بنگلور
مولوی عبد الرحیم صاحب ہسور بنگلور تمبو لو
مولوی محمد برہان الدین صاحب معسکر بنگلور تمبو لو گ بیف
محمد عبد الرحیم صاحب کنٹراکٹر دار معسکر بنگلور تمبو لوگ ٹیٹ۔
محمد ابراہیم صاحب چرم فروش بازار معسکر بنگلور
سید محمد عبد الحی صاحب فرنیچر ،،
محمد عبد الحفیظ صاحب چرم فروش محلہ بلاک پلی معسکر بنگلور۔
شیخ محمد صاحب گھڑیال ساز ،،
خلیفہ محمد عبد اللہ صاحب ،،
خلیفہ محمد یوسف صاحب ،،
محمد عبد الجبار صاحب عطار نارائن پلی ،،
محمد عبد الرزاق صاحب بید بازار ،،
محمد عبد الرحمٰن صاحب بلاک پلی ،،
مرزا محمد یوسف بیگ صاحب ہسور بنگلور۔
محمد موسیٰ رضا صاحب۔ بلاک پلی ،،
محمد عبد العزیز صاحب ،،
محمد عبد اللہ شریف صاحب تصدیق میونیار ،،
محمد اسمٰعیل صاحب اخبار باد صبا۔ بلاک پلی ،،
محمد غوث صاحب معروف بابا میاں مخلص بہ جادو نرائن پلی اسٹریٹ معسکر ،،
محمد عبد الوہاب خانصاحب محلہ جالی گھر ،،
محمد عبد المجید صاحب گنٹر پیٹ معسکر ،،
محمد حسین صاحب ملیش۔ بلاک پلی ،،

---

* فروری ۱۹۰۱ء کے مہینے سے مراد ہے - ایڈیٹر

حضرت اقدس گورداسپور میں

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۲۸ جلد ۵

مدعی کے سوال پر بیان کیا۔ چکردار رستہ پتھریلا ہے جہاں انسان مشکل سے گذرتا ہے۔ اگر مدعا علیہ کے مکان کے چاہ سے ہمارے ہاں چھوٹی مسجد میں پانی سقہ لاوے تو دیوار متنازعہ کے راستہ آوے گا۔ ہمارا اور مدعا علیہ کا سقہ جدی سقہ ہے اپنے تعلق سے اس چاہ سے پانی لاتا ہے ہمارے مہمانوں کے لئے اس میدان میں کھڑے ہوتے ہیں سال میں تیس ہزار کے قریب مہمان آتے جاتے ہیں ان کے یکے اسی جگہ کھڑے ہوتے ہیں اور گرمی کے دنوں میں اس میدان میں سوتے ہیں۔

اگر چاہ جدید سے سقہ چھوٹی مسجد کو آوے گا تب بھی وہ اس دیوار کے راستہ سے آوے گا اس دیوار بننے سے پیشتر مہمان دونوں وقت میرے ساتھ کھانا کھاتے تھے اور نمازیں پڑھتے تھے اور تعلیمی باتیں سنتے تھے جن کے لئے میں خدا کی طرف سے آیا ہوں اب اگر اوپر آتے ہیں تو بڑی تکلیف سے چکر کھا کر آتے ہیں اور صبح اور عشاء کی نماز میں ضعیف اور کمزور آدمی میرے ساتھ شریک نہیں ہو سکتے ان مہمانوں کی غرض جو میرے پاس آتے ہیں دین سیکھنے کی ہوتی ہے لیکن جب اس دیوار کی وجہ سے ان کو تکلیف پہونچتی ہے تو مجھے ان تمام تکالیف کا صدمہ ہوتا ہے۔ جو کام میں کرنا چاہتا ہوں اس میں وقت پیدا ہوتی ہے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں جن میں میں ان تکالیف کو بیان کرسکوں مہمان کہیں ہوتے ہیں اور میں کہیں۔ وہ اسباب سے محروم رہتے ہیں جس کے لئے آتے ہیں اور میں اپنا کام نہیں کرسکتا جس کے لئے میں بھیجا گیا ہوں برسات میں تو راستہ گذرنے کے قابل ہی نہیں ہوتا۔

مطبع کے پروف اور کاپیاں میں خود ہی دیکھتا ہوں۔ کارپردازوں کو دن میں چار پانچ مرتبہ میرے پاس آنا پڑتا ہے اس دیوار کی وجہ سے پابندی نہیں ہو سکتی جس سے حرج ہوتا ہے کام میں توقف ہوتا ہے۔ میرے لنگر خانہ کا خرچ کبھی ہزار کبھی پندرہ سو اور کبھی دو ہزار روپیہ ماہانہ ہوتا ہے اور مطبع کا مستقل خرچ اڑھائی سو روپیہ ماہوار ہے۔

قبل از تعمیر دیوار میرے باہر جانیکا راستہ اسی طرف سے تھا جہاں دیوار ہے میں زنانخانہ سے عموماً نہیں گذرتا ہوں کیونکہ وہاں مہمان عورتیں موجود ہوتی ہیں اس لحاظ سے کہ ممکن ہے عورتیں کسی حال میں ہوں ہمیشہ اوپر سے ہی آتا تھا

مدعا علیہم کو میرے ساتھ قریباً انیس بیس سال سے عداوت ہے عداوت کی ایک وجہ یہ ہے کہ میرزا امام الدین کی ہمشیرہ میرزا اعظم بیگ کے لڑکے مرزا اکبر بیگ سے بیاہی گئی تھی اور مرزا اعظم بیگ قادیان کی اراضی کا خریدار ہوا تھا اس نے ان لوگوں کے حصے خرید سے جو بیدخل تھے۔

ایک وجہ عداوت کی یہ بھی ہے جو بڑی وجہ ہے کہ مرزا امام الدین خدا اور رسول کے خلاف کتابیں لکھتا ہے۔ چنانچہ دید حق۔ قصہ ہردد کا فر جس میں مجھکو اور محمد حسین بٹالوی دونوں کو کافر قرار دیا ہے۔ اور گل شگفت وغیرہ کتابیں اس نے لکھی ہیں۔

مبینہ جو کتاب براہین احمدیہ لکھی ہی اس میں چھوٹی مسجد کا ذکر ہے اس کے حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴ میں اسی مسجد کا ذکر ہے یہ کتاب ۱۸۸۰ء میں لکھی تھی تحفہ خونی بھی میری کتاب ہے آریوں کے خلاف ہے۔ ست بچن اور آریہ دھرم میری تصنیف ہے۔

یہ اشتہار مورخہ دہم جولائی ۱۸۸۸ء میرا ہی ہے جو مرزا نظام الدین کے خلاف ہے یہ اشتہار ۴ مئی ۱۸۹۸ء امہات المؤمنین کے متعلق مینے گورنمنٹ میں بھیجا تھا اور شائع کیا تھا۔

مکرر سوال مدعا علیہ پر کہا۔

کبھی سیر کو جاتا ہوں اور کبھی نہیں جاتا۔ عموماً صبح کے وقت جاتا ہوں شام کو کبھی شاذ و نادر ہی جاتا ہوں میری بیوی کو مراق کی بیماری ہے کبھی کبھی وہ میرے ساتھ ہوتی ہی کیونکہ طبی اصول کے مطابق اس کے لئے چہل قدمی مفید ہے ان کے ساتھ چند خادم عورتیں بھی ہوتی ہیں اور پردہ کا پورا التزام ہوتا ہے خادم عورتوں سے مراد خدمتگار عورتیں ہیں۔ پندرہ سولہ عورتیں ہیں چند فارغ خدمتگاروں کو ساتھ لے لیتی ہیں۔ یہ بات عام نہیں ہے بلکہ علاج کے طور پر ہے برس میں دو چار مرتبہ ایسا اتفاق ہوتا ہے کبھی کوئی اور ضعیفہ عورتیں بھی ساتھ چلی جاتی ہیں تو ہم مانع نہیں ہوتے۔ ہم باغ میں عورات کو نہیں لے جاتے جہاں حلوائیوں کے لڑکوں کو حکم دیں کہ وہ مٹھائیاں لے جاویں + ہم باغ تک جاتے ہیں اور پھر واپس آجاتے ہیں۔

احمد بیگ کی دختر کی نسبت جو پیشگوئی ہے وہ اشتہار میں درج ہی اور ایک مشہور امر ہے وہ مرزا امام الدین کی ہمشیرہ زادی ہے۔ جو خط بنام مرزا احمد بیگ کلمہ فضل رحمانی میں ہے وہ میرا ہے اور سچ ہے + وہ عورت میرے ساتھ بیاہی نہیں گئی مگر میرے ساتھ اس کا بیاہ ضرور ہو گا جیسا کہ پیشگوئی میں درج ہے۔ وہ سلطان محمد سے بیاہی گئی جیسا کہ پیشگوئی میں تھا میں سچ کہتا ہوں کہ اسی عدالت

عمادالدین

میں جہاں ان باتوں پر جو میری طرف سے نہیں ہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہیں ہنسی کی گئی ہے ایک وقت آتا ہے کہ عجیب اثر پڑے گا اور سب کے ندامت سے سر نیچے ہوں گے۔ پیشگوئی کے الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے اور یہی پیشگوئی تھی کہ وہ دوسرے کے ساتھ بیاہی جاوے گی اس لڑکی کے باپ کے مرنے اور خاوند کے مرنے کی پیشگوئی شرطی تھی اور شرط توبہ اور رجوع الی اللہ کی تھی لڑکی کے باپ نے توبہ نہ کی اس لئے وہ بیاہ کے بعد چند مہینوں کے اندر مر گیا اور پیشگوئی کی دوسری جزو پوری ہوگئی۔ اس کا خوف اس کے خاندان پر پڑا اور خصوصاً شوہر پر پڑا جو پیشگوئی کا ایک جزو تھا انہوں نے توبہ کی چنانچہ اس کے رشتہ داروں اور عزیزوں کے خط بھی آئے۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے اسکو مہلت دی۔ عورت اب تک زندہ ہے۔ میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آوے گی امید کیسی یقین کامل ہے یہ خدا کی باتیں ہیں ٹلتی نہیں ہو کر رہیں گی۔ اشخاص ذیل کی نسبت موت کا الہام تھا عبد اللہ آتھم۔ لیکھرام۔ احمد بیگ۔ سلطان محمد۔ ان میں سے اب صرف سلطان محمد زندہ ہے عبد اللہ آتھم اگرچہ ظاہری نگاہ میں میعاد کے اندر نہیں مرا مگر اس کی نسبت شرطیہ الہام تھا چونکہ اس نے ظاہری میعاد کے اندر توبہ کر لی اسکو مہلت دی گئی اس کے بعد اس نے اخفاء حق کیا پھر میرے اشتہار کے بعد وہ بہت جلد مر گیا اب آتھم کہاں ہے اسے لاؤ۔ احمد بیگ اپنی میعاد کے اندر مر گیا۔ لیکھرام بھی میعاد کے اندر مر گیا۔

میں نے مسٹر ڈوئی کے سامنے لکھا دیا تھا کہ آئندہ کسی کی نسبت موت کا الہام شائع نہیں کروں گا جب تک کہ وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے اجازت نہ لے لیوے۔ وہ آریہ جنکا نام میرے اشتہار میں متعلقہ پیشگوئی مرزا نظام الدین درج ہے ان کا نام یاد نہیں ہے ایک شاید بشنداس ہے دوسرے کا نام شام بھارامل ہے + بعض علما نے میری نسبت کفر کا فتویٰ دیا ہے اور بہتوں نے مجھے قبول کیا ہے اور ان میں سے بھی جنہوں نے کفر کا فتویٰ دیا تھا بعض توبہ کر کے میرے پاس آتے جاتے ہیں تم کلامہ

حضرت اقدس کے بیان میں وہ زور اور جوش تھا کہ ہم الفاظ میں اسکو ادا نہیں کر سکتے۔ الفاظ کے ادا سے ایک خاص قسم کا رعب اور ہیبت ٹپکتی تھی۔ چنانچہ جس وقت آپ نے یہ فرمایا کہ ابھی عدالت میں جہاں ان باتوں پر ہنسی کی جاتی ہے الاخرہ فرمایا تو خصوصیت کے ساتھ ناظرین میں سے ہمارے اکسٹرا اسسٹنٹوں پر بہت بڑا اثر پڑا وہ بڑی حیرت کے ساتھ آپ کے چہرہ کی طرف دیکھتے تھے ایسا ہی جب ڈسٹرکٹ جج صاحب نے یہ سوال کیا کہ کیا امید ہے کہ وہ پھر آپ کے نکاح میں آئے اس کے جواب میں حضرت اقدس نے جس لب و لہجہ میں یہ فرمایا کہ امید کیا ہوتی ہے یقین کامل ہے کہ وہ میرے نکاح میں آئے گی تو اس کا بھی ایک خاص اثر پڑا۔ غرض اس انداز کو ہم بیان نہیں کر سکتے اور اس اثر اور جوش کی تصویر نہیں دکھا سکتے جو اس وقت ظاہر ہو رہا تھا۔

مرزا امام الدین باینکہ یہ سارا بیان اس کا ہی پیدا کردہ تھا موقع بموقع اپنی نوک ٹوک سے باز نہ آتا تھا باوصفیکہ عدالت کی طرف سے متواتر اسکو تنبیہ کی گئی کہ وہ خاموش رہے غرض اس طرح پر حضرت اقدس کا بیان ختم ہوا۔ اور حضرت اقدس علیہ السلام ایک مجمع کثیر کے ساتھ عدالت کے کمرہ سے باہر آئے۔ آپ اس قدر خوش تھے جس کی کوئی حد و پایان نہیں۔ فرماتے تھے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا زمانہ آگیا اگر ہم ہزار روپیہ بھی خرچ کرتے اور آرزو رکھتے کہ یہ عدالت کے کاغذات میں درج ہو جاوے اور اس طرح پر تین ڈپٹی گواہ ہو جاویں تو کبھی بھی نہ ہوتا یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور اسکی باتیں عجیب ہوتی ہیں اب عدالت کے کاغذات سے کون اسکو مٹا سکے گا۔ جب یہ پیشگوئی پوری ہوگی کیا ان ڈپٹیوں پر اس کا اثر نہ پڑے گا ضرور ہی پڑے گا۔ جیسے لیکھرام کی پیشگوئی کی بہت شہرت ہوئی تھی اسی طرح اس کی شہرت ہوگئی ہے اور یہ بہت ہی اچھا ہوا کہ عدالت کی کاغذات میں درج ہوگئی۔ اس کے بعد ظہر اور عصر کی نماز جمع کر کے پڑھی گئی اور اس خوشی کے متعلق بار بار حضرت ذکر کرتے رہے + پھر فرودگاہ پر واپس آئے شام کو حسب معمول سیر کو تشریف لے گئے راستہ میں ڈاکٹر فیض قادر صاحب نے عرض کیا کہ حضور! مہدی حسن تحصیلدار اور ان کے چند دوست چاہتے ہیں کہ آپ سے کچھ دریافت کریں اگر حضور اجازت دیں تو ان کو شام کو لے آئیں۔ فرمایا ہاں بے شک ان کو بلا لو + ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں واپس آ کر مغرب اور عشا دونوں نمازیں جمع کر کے پڑھیں اور پھر وہ مہدی حسن صاحب مع صاحب مرزا سررشتہ دار ڈسٹرکٹ جج اور فیض الرحمن صاحب ٹرنشرری کلارک اور ایک دو آدمیوں کے ساتھ آ گئے۔ اس جلسہ کی کیفیت ہم آئندہ ہدیہ ناظرین کریں گے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

فٹ نوٹ حضرت اقدس کے بیان کے وقت عدالت میں بہت بڑا ہجوم تھا۔ جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں ڈپٹی گنگا رام صاحب۔ مرزا ظفر اللہ خاں صاحب

بیعت

کریم بخش صاحب فراش جناب نواب محمد علی خانصاحب مالیر کوٹلہ

بشیر احمد صاحب - ہوتی مردان - پشاور

عبد الحق نویس - وزمیندار -

شریف اللہ صاحب مع اہل بیت

جان محمد صاحب - سیدوالہ - منٹگمری

عبد اللہ صاحب - حاجی گنج دار تعلق سنورا پور ضلع لنگور علاقہ حیدر آباد دکن

حکیم میر گل محمد صاحب انور معسکر متصل سلام ہوس مالک کارخانہ دار الشفا نوری -

رحیم بخش صاحب - بہاولپور قریب جامع مسجد محلہ مولوی صاحبان ٹوکھی

حال لاہور موتی بازار قریب مندر ہنومان ملازم مولوی فصیح الدین عزیزی

عبد الغنی صاحب -

عبد الرحمن صاحب - کپور تھلہ حال کوہ مصوری محلہ شاتو متصل کتاب گھر ملازم ٹرسپورٹ

مولوی مرزا مغل بیگ صاحب - ٹبا گھرایا - سیالکوٹ - امام مسجد بنوا کوٹہ

حافظ علیسی صاحب " "

حکیم فتح محمد صاحب - سیالکوٹ دوکان بازار دو دروازہ - حکیم صاحب پہلو شیعہ تھے -

حکیم علی گوہر صاحب - تیترہ کلاں -

عبد الکریم صاحب - مرادپور - سیالکوٹ

شوق محمد صاحب - شہر جالندھر دروازہ محلہ رستہ پیگواڑہ -

عبد الغفور خانصاحب - سٹیشن ماتھیاں نوشہرہ ریلوے پشاور سگنیلر بلوے

شرافت حسین صاحب - شہر بھاگل پور

وایسرہ پور -

شاہ عالم صاحب - جہلم -

میاں حسین پنچ بند - دار الریاست نابھہ

محمد منظور صاحب - خانپور سرہند

محمد اسمعیل صاحب " "

الرقم سراج الحق

دار الامان کا ہفتہ

۱- دار الامان میں یہ ہفتہ برساتی ہفتہ کہنا چاہیئے بارش خاطر خواہ بلکہ اس سے بھی زیادہ ہو رہی ہے دار الامان اچھا خاصہ جزیرہ بنا ہوا ہے چاروں طرف پانی ہی پانی نظر آتا ہے

۲- اس ہفتہ میں ڈاکٹر رحمت علی صاحب تشریف لائے ڈاکٹر صاحب ہماری جماعت میں ایک قابل قدر نمونہ ہیں باوجودیکہ ڈاکٹر صاحب کو دو تین دن کی رخصت تھی اور گھر میں کئی ایک ضروری امور انکی حاضری اور شراکت چاہتے تھے کسی عزیز کی شادی کا ہونا اور خود ڈاکٹر صاحب کے گھر میں دختر کا پیدا ہونا مگر ڈاکٹر صاحب نے ان سارے امور پر دار الامان کی حاضری کو ترجیح دی جزاہ اللہ احسن الجزاء حقیقت میں جبتک ہمارے احباب بار بار قادیان نہ آئیں گے وہ اس مقصد کو صرف تحریروں سے حاصل نہ کرسکیں گے جسکے لئے خدا کا برگزیدہ مامور ہو کر مبعوث ہوا ہے -

۳- مدرسہ تعلیم الاسلام ۱۶ اگست ۱۹۰۱ء سے موسمی تعطیلات کے لئے ایک مہینہ کے واسطے بند کیا جائے گا - ۱۶ ستمبر ۱۹۰۱ء کو پھر کھلے گا -

۴- خطبہ الہامیہ

معہ ترجمہ فارسی و اردو الحکم کی دوسری اشاعت تک انشاء اللہ تعالے شائع ہو جائے گا ۲۰۴ بڑے صفحوں پر ختم ہوا ہے قابل دید کتاب ہے قرآن کریم کا جلال اس سے ظاہر ہوگا اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے پوری اتمام حجت ہوگی اس کتاب کے بعد منکروں کے لئے اس کے سوا اور کیا کہیں

فماذا بعد الحق الا الضلال

نوٹس

اُن خریداران الحکم کو بذریعہ ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ جن کے ذمہ کئی سال سے الحکم کا چندہ بقایا چلا آتا ہے اور باوجود مختلف اوقات میں یاد دہانیوں کے انھوں نے ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں کی کہ اگر ۱۷ اگست ۱۹۰۱ء تک وہ اپنے اپنے حساب کو بے باق نکریں گے تو ہم ۲۴ اگست ۱۹۰۱ء کے اخبار میں اُن کے اسماء گرامی معہ رقم مطلوبہ درج اخبار کر کے اپنے احباب کو توجہ دلائیں گے کہ وہ اُن سے روپیہ وصول کرنے میں ہمیں مدد دیں - یہ نوٹس بمجبوری شائع کیا جاتا ہے - پس اگر وہ نہیں چاہتے کہ نادہندوں کی فہرست میں ان کے نام شائع ہوں تو اپنا حساب بیباق کریں -

وہ خریداران اخبار اس نوٹس کے مخاطب نہیں ہیں جنکے ذمہ ۱۹۰۱ء کا ہی چندہ بقایا ہے کیونکہ ان سے باقساط وصول ہو رہا ہے چنانچہ ۱۷ اگست ۱۹۰۱ء کا الحکم اُن صاحبوں کے نام وی پی کیا جاویگا ان میں سے اگر کوئی صاحب وی پی پہونچنے پر چندہ ادا کرنے کے ناقابل ہوں تو وہ ۱۷ اگست ۱۹۰۱ء سے پہلے پہلے مطبع کو اطلاع دیں تاکہ ان کے نام پر دوسرے وقت وی پی روانہ ہو -

خاکسار ایڈیٹر و مینیجر الحکم -

(مطبع انوار احمدیہ میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپا)

رجسٹرڈ ایل

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

قیمت سالانہ پیشگی ... عوام ... ۴/
خواص اور ملازمین ... ۱۲/
بیرونِ ہندوستان ... ۶/

الحکم

ربیع الثانی

چہ گویم با تو گر آئی بہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۲۹ | دارالامان قادیان ۱۷ اگست سنہ ۱۹۰۵ء | جلد ۹

کلماتِ طیبات

حضرت امامِ آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۲۹ جلد ۹

پس اگر انسان کی زندگی کا مدعا یہ ہو جاوے کہ وہ صرف تنعم ہی میں زندگی بسر کرے اور اس کی ساری کامیابیوں کی انتہا خورد و نوش اور لباس و خواب ہی ہو اور خدا تعالیٰ کے لئے کوئی خانہ اس کے دل میں باقی نہ رہے تو یہ یاد رکھو ایسا شخص فطرۃ اللہ کا مقلب ہے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ رفتہ رفتہ اپنے قویٰ کو بیکار کرے گا یہ صاف بات ہے کہ جس مطلب کے لئے کوئی چیز ہم لیتے ہیں اگر وہ وہی کام نہ دے تو اُسے بیکار قرار دیتے ہیں مثلاً ایک لکڑی کرسی یا میز بنانے کے واسطے لیں اور وہ اس کام کے ناقابل ثابت ہو تو ہم اُسے ایندھن ہی بنا لیں گے اسی طرح پر انسان کی پیدائش کی اصل غرض تو عبادت الٰہی ہے لیکن اگر وہ اپنی فطرت کو خارجی اسباب اور بیرونی تعلقات سے تبدیل کرکے بیکار کر لیتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کی پروا نہیں کرتا اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُکُمْ۔ میں نے ایک بار پہلے بھی بیان کیا تھا کہ میں نے ایک رویا میں دیکھا کہ میں ایک جنگل میں کھڑا ہوں شرقاً غرباً اس میں ایک بڑی نالی چلی گئی ہے اس نالی پر بھیڑیں لٹائی ہوئیں ہیں اور ہر ایک قصاب کے جو ہر ایک بھیڑ پر مسلط ہے ہاتھ میں چھری ہے جو انھوں نے اُن کی گردن پر رکھی ہوئی ہے اور آسمان کی طرف منہ کیا ہوا ہے میں اُن کے پاس ٹہل رہا ہوں میں نے یہ نظارہ دیکھ کر سمجھا کہ یہ آسمانی حکم کے منتظر ہیں تو میں نے یہی آیت پڑھی قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُکُمْ یہ سنتے ہی اُن قصابوں نے فی الفور چھریاں چلا دیں اور یہ کہا کہ تم ہو کیا آخر گوہ کھانے والی بھیڑیں ہی ہو

غرض خدا تعالیٰ متقی کی زندگی کی پروا کرتا ہے اور اسکی بقا کو عزیز رکھتا ہے۔ اور جو اسکی مرضی کے برخلاف چلے وہ اس کی پروا نہیں کرتا اور اس کو جہنم میں ڈالتا ہے اس لئے ہر ایک کو لازم ہے کہ اپنے نفس کو شیطان کی غلامی سے باہر کرے۔ جیسے کلورا فارم نیند لاتا ہے اسی طرح پر شیطان انسان کو تباہ کرتا ہے اور اسے غفلت کی نیند سلاتا ہے اور اسی میں اس کو ہلاک کر دیتا ہے

میں پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کرکے کہتا ہوں کہ سورہ **والعصر** میں دو سلسلوں کا ذکر فرمایا ہے ایک ابرار و اخیار کا سلسلہ ہے اور دوسرا کفار اور فجار کا۔ کفار اور فجار کے سلسلہ کا ذکر یوں فرمایا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اور دوسرے سلسلہ کو اسطرح پر الگ کیا اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یعنی ایک وہ ہیں جو خسران میں ہیں مگر خسران میں مومن اور عمل صالح کرنیوالے

نہیں ہیں اس سے معلوم ہوا کہ خسران میں وہ ہیں جو مومن اور عمل صالح کرنے والے نہیں ہیں یاد رکھو کہ صلاح کا لفظ وہاں آتا ہے جہاں فساد کا بالکل نام و نشان نہ رہے انسان کبھی صالح نہیں کہلا سکتا جب تک وہ عقاید ردیہ اور فاسدہ سے خالی نہ ہو۔ اور پھر اعمال بھی فساد سے خالی ہو جائیں منتقی کا لفظ باب افتعال سے آتا ہے اور یہ باب تکلف کے لئے آتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ متقی کو بڑا مجاہدہ اور کوشش کرنی پڑتی ہے اور اس حالت میں وہ نفس لوامہ کے نیچے ہوتا ہے اور جب حیوانی زندگی بسر کرتا ہے اس وقت امارہ کے نیچے ہوتا ہے اور مجاہدہ کی حالت سے نکل کر جب غالب آجاتا ہے تو مطمئنہ کی حالت میں ہوتا ہے متقی نفس امارہ کی حالت سے نکل کر آتا ہے اور لوامہ کے نیچے ہوتا ہے اسی لئے متقی کی شان میں آیا ہے کہ وہ نماز کو کھڑی کرتے ہیں گویا اس میں بھی ایک قسم کی لڑائی ہی کی حالت ہوتی ہے۔ وساوس اور اوہام آکر حیران کرتے ہیں مگر وہ گھبراتا نہیں اور یہ وساوس اس کو درماندہ نہیں کر سکتی وہ بار بار خدا تعالیٰ کی استعانت چاہتا ہے اور خدا کے حضور چلاتا اور روتا ہے یہاں تک کہ غالب آجاتا ہے ایسا ہی مال کے خرچ کرنے میں بھی شیطان اسکو روکتا ہے اور اسراف اور انفاق فی سبیل اللہ کو یکساں دکھاتا ہے حالانکہ ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے اسراف کرنے والا اپنے مال کو ضائع کرتا ہے مگر فی سبیل اللہ خرچ کرنے والا اس کو پھر پاتا ہے اور خرچ سے زیادہ پاتا ہے اس لئے ہی مما رزقنھم ینفقون فرمایا۔

بات یہ ہے کہ صلاح کی حالت میں انسان کو ضروری ہوتا ہے کہ ہر ایک قسم کے فساد سے خواہ وہ عقائد کے متعلق ہو یا اعمال کے متعلق پاک ہو جیسے انسان کا بدن صلاحیت کی حالت اس وقت رکھتا ہے جبکہ سب اخلاط اعتدال کی حالت پر ہوں اور کوئی کم زیادہ نہ ہو لیکن اگر کوئی ایک خلط بھی بڑھ جائے تو جسم بیمار ہو جاتا ہے اسی طرح پر روح کی صلاحیت کا مدار بھی اعتدال پر ہے اسی کا نام قرآن شریف کی اصطلاح میں صراط مستقیم ہے صلاح کی حالت میں انسان محض خدا کا ہو جاتا ہے جیسے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حالت تھی اور رفتہ رفتہ صالح انسان ترقی کرتا ہوا مطمئنہ کے مقام پر پہونچ جاتا ہے اور یہاں ہی اس کا انشراح صدر ہوتا ہے جیسے رسول اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ہم انشراح صدر کی کیفیت کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتے۔

یہ بات بحضور دل یاد رکھو کہ جیسے بیت اللہ میں حجر اسود پڑا ہوا ہے اسی طرح قلب سینہ میں پڑا ہوا ہے بیت اللہ پر بھی ایک زمانہ آیا ہوا تھا کہ کفار نے وہاں بت رکھدیے تھے ممکن تھا کہ بیت اللہ پر یہ زمانہ نہ آتا مگر نہیں اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک نظیر کے طور پر رکھا۔ قلب انسانی بھی حجر اسود کیطرح ہے اور اسکا سینہ بیت اللہ سے مشابہت رکھتا ہے ماسوی اللہ کے خیالات وہ بت ہیں جو اس کعبہ میں رکھے گئے ہیں۔ مکہ معظمہ کے بتوں کا قلع و قمع اسوقت ہوا تھا جبکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار قدوسیوں کی جماعت کے ساتھ وہاں جا پڑے تھے اور مکہ فتح ہو گیا تھا۔ ان دس ہزار صحابہ کو پہلی کتابوں میں ملائکہ لکھا ہے اور حقیقت میں ان کی شان ملائکہ ہی کی سی تھی۔ انسانی قوی بھی ایک طرح پر ملائکہ ہی کا درجہ رکھتے ہیں کیونکہ جیسے ملائکہ کی یہ شان ہے کہ یفعلون ما یؤمرون اسی طرح پر انسانی قوی کا خاصہ ہے کہ جو حکم ان کو دیا جائے اس کی تعمیل کرتے ہیں ایسا ہی تمام قوی اور جوارح حکم انسانی کے نیچے ہیں پس ماسوی اللہ کے بتوں کی شکست اور استیصال کے لئے ضروری ہے کہ ان پر اسی طرح سے چڑھائی کی جاوے۔ یہ لشکر تزکیہ نفس سے طیار ہوتا ہے اور اسی کو فتح دی جاتی ہے جو تزکیہ کرتا ہے چنانچہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر قلب کی اصلاح ہو جاوے تو کل جسم کی اصلاح ہو جاتی ہے اور یہ کیسی سچی بات ہے آنکھ۔ کان۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ زبان وغیرہ جس قدر اعضا ہیں وہ دراصل قلب کے ہی فتوی پر عمل کرتے ہیں ایک خیال آتا ہے پھر وہ جس اعضا کے متعلق ہو وہ فوراً اس کی تعمیل کے لئے طیار ہو جاتا ہے۔ غرض اس خانہ خدا کو بتوں سے پاک و صاف کرنے کے لئے ایک جہاد کی ضرورت ہے اور اس جہاد کی راہ میں تمہیں بتاتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں اگر تم اس پر عمل کروگے تو ان بتوں کو توڑ ڈالوگے اور یہ راہ میں اپنی خود تراشیدہ نہیں بتاتا بلکہ خدا نے مجھے مامور کیا ہے کہ میں بتاؤں اور وہ راہ کیا ہے؟

میری پیروی کرو اور میرے پیچھے چلے آؤ

یہ آواز نئی آواز نہیں ہے مکہ کو بتوں سے پاک کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی کہا تھا قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ اسیطرح پر اگر تم میری پیروی کروگے تو اپنے اندر کے بتوں کو توڑ ڈالنے کے قابل ہو جاؤگے۔ اور اس طرح پر سینہ کو جو طرح طرح کے بتوں سے بھرا پڑا ہے

قصیدۂ عربی

حضرت اقدس امام ہمام مسیح موعود و مہدی معہود نے (علیہ السلام) اپنے خطبہ الہامیہ کے آخر میں عموماً دنیا کی حالت اور خصوصاً مسلمانوں کی کیفیت اور اپنے دعاوی کے متعلق تصنیف فرمایا ہے جسکو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

القصیدة

لکل قریحة سعیدة

ارى سيل آفات قضها المقدر
وفى الخلق سيئات تذاع وتنشر
وفى كل طرف نار شر تأججت
وفى كل قلب قد تراءى التحجر
وقد زلزلت من هذه الريح دوحة
تظل بظل ذى شفاء وتثمر
ارى كل محجوب لدنياه باكيا
فمن ذا الذى يبكى لدين يحقر
وللدين اطلال اراها كلاهف
ودمعى بذكر قصوره يتحدر
تراءت غوايات كريح مجيحة
وارخى سديل الغى ليل مكدر
ارى ظلمات ليتنى مت قبلها
وذقت كئوس الموت او كنت انصر
هبت رياح عاصفات كانها
سباع بارض الهند تعوى وتزءر
ارى الفاسقين المفسدين وزمرهم
وقل صلاح الناس والغى يكثر
ارى عين دين الله منهم تكدرت
بها العين والارام تمشى وتعبر

ارى الدين كالمرضى على الارض راغما
وكل جهول فى الهوى يتبختر
وما همهم الا لحظ نفوسهم
وما جهدهم الا لعيش يوفر
نسوا نهج دين الله خبثا وغفلة
وقد سرهم بغى وفسق وميسر
فلما طغى الفسق المبيد بسيله
تمنيت لو كان الوباء المتبر
فان هلاك الناس عند اولى النهى
احب واولى من ضلال يدمر
صبرنا على ظلم الخلائق كلهم
ولكن على سب الشقا لا نصبر
وقد ذاب قلبى من مصائب ديننا
واعلم ما لا تعلمون وابصر
وبثى وحزنى قد تجاوز حده
ولولا من الرحمن فضل اتبر
وعندى دموع قد طلعن الماقيا
وعندى صراخ لا يراه المكفر
ولى دعوات يصعدن الى السما
ولى كلمات فى الصلاة تقعر
واعطيت تاثيرا من الله خالقى
فتاوى الى قولى جنان مطهر
وان جنانى جاذب بصفائه
وان بيانى فى الصخور يوثر
حفرت جبال النفس من قوة العلى
فصار فؤادى مثل نهر تفجر
واعطيت رعبا عند صمتى من السما
وقولى سنان او حسام مشهر
هذا هو الامر الذى سر مالكى
وارسلنى صدقا وحقا فانذر
اذا كذبتنى زمرة عداء ملتى
فقلت اخسأوا ان الخفايا ستظهر
فريق من الاحرار لا ينكروننى
وحزب من الاشرار آذوا وانكروا
وقد زاحموا فى كل امر اردته
فايدنى ربى فهزوا وادبروا
وكيف عصوا والله لم يدر سرها
وكان سنا صدقى من الشمس اظهر
لزمت اصطبارا عند جور لئامهم
وكان الاقارب كالعقارب تابر
وهذا على الاسلام احدى المصائب
يكذب مثلى بالهوى ويكفر

فاقسمت بالله الذى جل شانه
على انه يخزى العدا ويعزر
وللغى آثار وللرشد مثلها
فقوموا لتفتيش العلامات وانظروا
تظنون انى قد تقولت عامدا
بمكر وبعض الظن اثم ومنكر
وكيف وان الله ابدى براءتى
وجاء بآيات تلوح وتظهر
ويأتيك وعد الله من حيث لا ترى
فتعرفه عين تحد وتبصر
وليس لعضب الحق فى الدهر كاسرا
ومن قام للتكسير يخذل ويكسر
ومن ذا يعادى دينى وربى يحبنى
ومن ذا يرى دينى اذا الله ينصر
ويعلم ربى سر قلبى وسرهم
وكل خفى عنده متحضر
ولو كنت مردود المليك لضرنى
عداوة قوم كذبونى وحقروا
ولكننى صافيت ربى فجاءنى
من الله آيات كما انت تنظر
وما كان جور الخلق مستحدثا لنا
فان اذا هم سنة لا تغير
اذا قيل انك مرسل خلت اننى
دعيت الى امر على الخلق يعسر
امكفر مهلا بعض هذا التحكم
وخف قهر رب قال لا تقف تحذر
واذا قلت انى مسلم قلت كافر
فاين التقى يا ايها المتهور
وان كنت لا تخشى فلست مؤمنا
ويأتى زمان تسئلن وتخبر
وانى تركت النفس والخلق والهوى
فلا السب يؤذينى ولا المدح يبطر
وكم من عدو بعد ما اكمل الاذى
اتانى فلم اصعر وما كنت اصعر
ارى الظلم يبقى فى الخواطر وسمه
واما علامات الاذى فتغير
ووالله انى قد تبعت محمدا
وفى كل آن من سناه انور
عجبت لعمى لا يرون عيوبهم
ومنا بجور الجهل يلوى ويسخر
اتنسى نجاسات رضيت باكلها
وتهتز بهتانا ابيا وتنكر

شمس الدین

اذا قلّ علم المرء قلّ اتقاءہ
فیسعی الی طرق الشقا ویزوّر
وما انا ممن یمنع السیف قصدہ
فیکف یخوّفنی بشتم مکفّر
لنا کلّ یوم نصرۃ بعد نصرۃ
فمت ایھا النادی بنار تسعّر
وُعدنا من الرحمٰن عزّا وسوددا
فقم وامح ھذا النقش ان کنت تقدر
الا انما الایام رجعت الی الھدیٰ
ھنیئا لکم بعثی فبشّوا و ابشروا
دعوا غیر امر اللہ واسعوا لامرہ
ھو اللہ مولٰنا اطیعوہ واحضروا
الا لیس غیر اللہ فی الدھر باقیا
وکل جلیس ما خلا اللہ یھجر

تمّت

خدا تعالیٰ کا کلام

اس ہفتہ حضرت اقدس امام علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کا کلام یوں نازل ہوا۔

ایام غضب اللہ

فرمایا جب یہ وحی ہوئی تو میں غضب الٰہی سے ڈر گیا اور میں نے دعا کی تب یہ وحی ہوئی

غضبتُ غضبًا شدیدًا

پھر دعا کی تو یہ وحی نازل ہوئی

انہ یُنجّی اھل السعادۃ

اس کے بعد یہ وحی ہوئی

انی انجی الصادقین

ہمارے ناظرین کو لازم ہے کہ وہ استغفار اور تہجد کی نماز کی مداومت اختیار کریں اور خدا تعالےٰ کے غضب سے پناہ مانگیں سورۃ فاتحہ کو بار بار پڑھیں اور اہل سعادت اور صادق بننے کیلئے دعا کریں کیونکہ سعادت اور صدق کا حاصل ہونا محض اسی کے فضل پر موقوف ہے۔

مقدمہ دیوار کا فیصلہ

خدا کے پاک بندوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے

غالبًا ناظرین کو معلوم ہوگا کہ ۱۶ جولائے کے بعد مقدمہ ۱۰ اگست سنہ ۱۹۰۱ء پر ملتوی کیا گیا تھا چنانچہ ۱۰ اگست کو مدعا علیہم کے باقی گواہ پیش ہوئے عدالت مین ثابت کیا گیا کہ ان گواہوں میں سے دو گواہ سزا یافتہ بھی تھے جو قید بھگت چکے ہیں ہمیں کچھ ضرور نہیں کہ گواہوں کی حیثیت یا چال چلن پر بحث کریں جبکہ خود ڈسٹرکٹ جج نے اپنے فیصلہ میں اس امر پر روشنی ڈالی ہے بہر حال ۱۰ اگست کو شہادت مدعا علیہ ختم ہوکر وکلا کی بحث بھی ہو گئی۔ ہمارے مکرم مخدوم جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر نے جس زور وشور اور فصاحت و بلاغت کے مراتب سے اپنی تقریر پیش کی اس نے گورداسپور میں ایک عام تعریف حاصل کر لی ہے یہانتک کہ خود ڈسٹرکٹ جج صاحب نے بھی تقریر کے مدلّل معقول اور فصیح ہونے کا ذکر کیا ہے۔ ثابت ہوگیا ہے کہ خواجہ صاحب اسوقت روح القدس کی تائید سے بول رہے تھے ان کی تقریر میں خاص قسم کی روانی اور فصاحت و بلاغت اور معقولیت تھی اور قانونی نظائر اور وجوہات نے اسکو اور بھی بے نظیر کر دیا تھا اگر ممکن ہوا تو ہم خواجہ صاحب سے درخواست کریں گے کہ وہ اپنی اس تقریر کو قلم بند کر کے الحکم میں طبع ہونے کے لئے بھیجدیں۔ اس کے جواب میں وکیل مدعا علیہ نے کیا کہا؟ اس کا جواب ہم بجز اس کے نہیں دے سکتے کہ اس نے مدعی کی اعلیٰ حیثیت کا اعتراف کر کے اپنے موکل کی تائید محض رحم دلانے والے الفاظ سے کی۔ واقعات اور وجوہات کا جواب کچھ نہیں دیا گیا آخر حکم سنانے کے لئے ۱۲ اگست سنہ ۱۹۰۱ء مقرر ہوئی جس میں ڈسٹرکٹ جج صاحب نے

دیوار گرانے اور سفید میدان میں یا کسی جدید تعمیر نہ کرنے کا دوامی حکم دیا اور ایک سو روپیہ بطور ہرجانہ مدعی کو علاوہ اخراجات مقدمہ کے دیئے جانے کا حکم صادر فرمایا

الحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک

دار الامان میں یہ خبر ۱۲ اگست کی شام کو پہنچی جس سے **احمدی قوم** کو از بس مسرت ہوئی اور فریق مخالف **الہام شاھت الوجوہ** کا مصداق ہوگیا۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا کہ گویا ایک سال آجتھا کا رمضان تھا جس کی آج عید ہوئی مقدمہ کے متعلق حضرت اقدس شام کو حالات سنتے رہے۔ جناب مولوی عبد الکریم صاحب نے احباب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ دیکھو مومن کا یہ خاصہ ہے کہ خدا کے کسی انعام اور فضل کو پاکر اسکی حیا بڑھ جاتی ہے پس خدا کے حضور سجدات شکر بجالاؤ چاہئے کہ تمھاری حیا میں ترقی ہو۔

اسدن کا نظارہ ہم الفاظ میں ناظرین کو دکھا نہیں سکتے حضرت اقدس علیہ السلام کے در و دیوار سے یوں تو ہمیشہ ہی ایک خوشی اور مسرت نمایاں ہوتی ہے مگر وہ دن خاص قسم کی خوشی کے ظہور کا تھا باہر کے احباب کے زمرہ میں بھی یہ خوشی محسوس کی گئی ہے جہاں انھوں نے سجدات شکر باری تعالےٰ عزاسمہ ادا کئے چنانچہ ذیل میں ہم ایک خط اپنے مخدوم منشی شاہدین صاحب سٹیشن ماسٹر کا درج کرتے ہیں جو سلسلہ عالیہ کے

ایک معزز اور مخلص رکن ہیں۔

الغرض یہانتک تو مقدمہ کی کارروائی ختم ہوئی آیندہ جو کچھ ہوگا اس کے حالات سے وقتاً فوقتاً ناظرین کو اطلاع دیں گے انشاء اللہ۔ سنا جاتا ہے فریق مخالف کا منشاء ہے کہ وہ اپیل کرے۔ ہماری نظر انجام پر ہونی چاہیئے والعاقبۃ عند ربك للمتقین۔ ہمارا دلی یقین ہے اور ایمان ہے کہ آخر خدا تعالے اپنے برگزیدہ کی نصرت فرمائے گا اس لئے درمیانی امور پر مومن کی نظر کبھی نہیں ہوتی وہ انجام کو مد نظر رکھتا ہے اب ہم ذیل میں وہ خط درج کرتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بحضور اقدس امام حجۃ الاسلام مسیح موعود ومہدی مسعود ادام اللہ برکاتکم۔

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الامین۔

امابعد احقر العباد شاہدین بعد از الصلوۃ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، نہایت ادب سے عرض پرداز ہے۔ کہ آج علی الصبح خبر فرحت اثر پہونچی کہ برادرم خواجہ کمال الدین صاحب دار الامان سے واپس تشریف لائے ہیں اور خدا کے فضل سے مقدمہ دیوار میں کامیابی ہوگئی ہے۔ اللہ تعالے کا ہزار در ہزار شکر ہے کہ بد اندیش موذیوں کی ایذا رسانی بارے خاتمہ پر پہونچی۔ اور الٰہی نصرت نے آخر الامر دشمنان دین کو ذلیل اور روسیاہ کیا۔ اور نقارہ کی چوٹ سے تبارک وتعالی کا وعدہ حقہ سچا ثابت ہوا ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ یہاں کی جماعت احمدی صدق دل سے اس کامیابی پر حضور کو مبارکباد دیتی ہے۔

کل ایک غیر معمولی طور پر اخبار الحکم کا انتظار تھا۔ چنانچہ بعد دوپہر دستیاب ہوا۔ اور وہ سب حسب معمول شام کو میرے مکان پر جمع ہوئے اور بعد نماز مغرب حبی فی اللہ میاں محمد یوسف صاحب اپیل نویس مضامین مندرہ اخبار الحکم بھائیوں کو سنانے لگے چنانچہ جب واقعات مقدمہ گورداسپور پڑھنے لگے تو حاضرین کے دلوں پر ایک خارق عادت اثر محسوس ہوا۔ اور مدعا علیہم کی جرح کے جواب میں حضور کا پرشوکت استقلال اور رعبناک بخدی دیکھکر بے اختیار دلوں سے نکلا کہ اے خدا کے برگزیدہ مسیح تجھپر اللہ تعالی کا سلام اور رحمت ہو لاریب یہ صرف تیرا ہی کام تھا کہ انوار وبرکات کو جو مرور زمانہ سے فسانہ کے رنگ میں ہو چلے تھے اپنی قوت قدسیہ سے ازسرنو تازہ کردیا۔ غرض ساڑھے گیارہ بجے رات تک پیشگوئی منتظرہ کے بارہ میں احباب میں باتیں ہوتی رہیں اور نماز عشا کے بعد سب احباب بشاش حالت میں رخصت ہوئے۔

میرے نائب بابو فیروز علی سابق مرید گولڑی جو حضور سے بیعت کرنے کے بعد عارضی طور پر سکھر چلے گئے تھے اب پھر خدا کے فضل سے میرے پاس واپس آ گئے۔ اور ماشاء اللہ دینی امورات اور اتقا میں ترقی کر رہے ہیں دعا فرماویں کہ حق سبحانہ وتعالے انھیں استقامت بخشے۔

برادرم محمد یوسف صاحب اپیل نویس نے تو اس سلسلہ حقہ میں ایک خارق عادت تبدیلی کی ہے چنانچہ ہر روز قریب شام غریب خانہ پر دیوانہ وار آ رہتے ہیں اور ایک آدھ گھنٹہ حضور کی باتوں میں گذر جاتا ہے۔ انکی موجودگی اس خاکسار کی بڑی تسکین کا باعث ہے۔

راجہ قاسم خانصاحب سب اورسیر ریلوے جو اپنے سابقہ بیعت میں بعتی ذطیفہ خوانی کی وجہ سے ضعف قلب کے شکار ہو چکے تھے اب حضور کی توجہ سے تبدیلی کر رہے ہیں۔ بدقسمتی سے ان کے قلب اور دماغ کو ایسا صدمہ پہونچا ہوا ہے کہ ادھر حضور کی کتابوں کو پڑھتے ہیں ادھر بھول جاتے ہیں۔ براہ شفقت ان کے حق میں دعا فرماویں کہ اللہ تعالے انھیں اس مرض سے شفا بخشے۔ اور انشراح صدر عطا فرماوے۔

ملک پیر بخش صاحب اپیل نویس صوابی اگرچہ کسی قدر فاصلہ پر ہیں تاہم ان کی خط وکتابت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے ان میں بھی ایک نمایاں تبدیلی پیدا کردی ہے اور وہاں پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت میں کوشش کر رہے ہیں۔ انکی طرف حضور کی تصنیفات کی ایک ایک کاپی دار الامان سے منگا کر بھیجی گئی ہے۔

باقی برادرم غلام محمد صاحب و مرزا میر احمد صاحب عرائض نویس یہ سب بھائی اپنی اپنی جگہ اخلاص میں ترقی کر رہے ہیں۔ دعا فرماویں کہ اللہ تعالی اس مبارک جماعت میں دن بدن ترقی کرے۔ اور بد اندیشوں کی ایذا رسانی سے محفوظ رکھے۔ ان سب بھائیوں کا ارادہ ہے کہ عنقریب اس غلام کے ہمراہ حضور کے اقدام میمنت التزام میں حاضر ہو کر حضور کے برکات سے حصہ لیں۔

چونکہ یہ عریضہ حضور کی خدمت میں بطور مبارکبادی فتح مقدمہ جماعت احمدی کی طرف سے بھیجا جاتا ہے۔ اس لئے سب بھائیوں نے اپنے اپنے دستخط نیچے قلم بند کر دئے ہیں۔ اور ملتجی ہیں کہ ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی جاوے

والسلام ۱۳؍ اگست ۱۹۱۱ء

کمترین شاہدین احمدی سٹیشن ماسٹر مردان اسٹیشن ضلع پشاور علاقہ یوسف زئی۔

سبحان اللہ سچ ہے لن یجعل اللہ

سکافرین علی المؤمنین سبیلاً
خاکسار نیازآگین محمد یوسف اپیل نویس مردان۔
خاکسار فیروز علی احمدی اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر مردان۔
راجہ قاسم خاں سب اورسیر اسٹیشن مردان۔
نیاز مند غلام محمد ملازم مولوی سعداللہ صاحب منصف مردان۔
میرزا میر احمد عرائض نویس مردان۔

لو مردہ زندہ ہوگیا

احمدی قوم کے لئے یہ امر ازدیاد ایمان کا موجب ہوگا کہ حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کے ہاتھ پر ۳۱ر جولائی ۱۹۰۱ء کو ایک مردہ زندہ ہوگیا تفصیلی طور پر اس کے حالات ناظرین کو کسی دوسرے وقت پر معلوم ہوں گے مختصر یہ ہے کہ ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء کو حضرت اقدس کے چھوٹے صاحبزادہ حضرت مبارک احمد سلمہ اللہ الاحد یکایک سخت بیمار ہوگئے اور چند بار غش آیا یہاں تک کہ آخری مرتبہ ایسا ہوا کہ غش کے ساتھ ہی بدن بے حس و حرکت اور سرد ہوگیا نبض چھوٹ گئی سب عورتوں نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھ دیا۔ حضرت اقدس اس وقت دعا کرتے تھے آپ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ آپ تکلیف نہ اٹھائیں لڑکا فوت ہوچکا ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے بھی انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھ دیا ہے با ایں ہمہ آپ دعا کرتے ہوئے عرق گلاب لیتے گئے اور اگر صاحبزادہ کے منہ پر چھینٹے دئے پہلے کچھ حرکت ہوئی۔ اور پھر آہستہ آہستہ صاحبزادہ صاحب ہوش میں آگئے حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے آپ کے حضور میں عرض کی کہ میں ہزار قسم کھانے کو تیار ہوں کہ احیاء موتی اسی کو کہتے ہیں ہم جانتے ہیں کہ دنیا کے فرزند اور اس ورلی زندگی کے دلبند سنت اللہ سے ناآشنا اور تاریکی کے جن ان باتوں کو ہنسی کی نگاہ سے دیکھیں گے مگر حقیقت یہی ہے کہ یہ عظیم الشان معجزہ ہے **جو احیاء موتی** کا ہمارے سید و مولیٰ امام ہمام مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ سے ظہور میں آیا الحمد للہ علی ذلک اس سے حضرت مسیح کے معجزات احیاء موتی کی ایک تفسیر ہوگئی ہے۔ حضرت اقدس نے باہر آکر فرمایا کہ لڑکے کی نبض مفقود ہوچکی تھی اور علامات موت بالکل ظاہر ہوچکی تھیں آنکھیں پتھرا گئی تھیں میں نے عرق گلاب چھڑکا اور دعا کی کہ الٰہی زیادہ خوف شماتت اعدا کا ہے اس سے بچ جائیں فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے لڑکے کو مردہ حالت سے زندہ کیا یہ بھی فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں چونکہ علماء یہود کی برکت جاتی رہی تھی اور موٹے اور غلطی خیال کے لوگ تھے کسی مرگی والے کو شفا ہوئی ہوگی۔ انھوں نے یہی سمجھ لیا غرض یہ ایک عظیم الشان نشان ہے جو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھی احیاء موتی یہی ہے الحمد للہ اب صاحبزادہ صاحب تندرست ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکی عمر میں برکت دے آمین۔ ثم آمین۔

بیعت

محمد اسمٰعیل صاحب۔ خانپور۔ پٹیالہ کی ریاست
عبدالعزیز صاحب صدیقی۔ گجرات حال کنجاہ متصل مڈل سکول ضلع گجرات۔
نواب خانصاحب۔ رسول نگر محلہ فراخان ضلع گوجرانوالہ معہ والدہ و زوجہ و ہمشیرہ
مرزا امام بیگ صاحب نقشہ نویس چھاؤنی شاہ پور نہر جہلم کنال ڈویژن دوم
فضل کریم صاحب معمار سیالکوٹ
غلام حسین صاحب رفوگر امرتسر ٹوبہ بھائی لدباسی آریہ سماج مکان قاری عبداللطیف صاحب۔
محمد اسمٰعیل صاحب۔ نارووال سیالکوٹ
مولوی الٰہی بخش صاحب۔ بھٹی۔ ساکن ملک ہالس منٹگمری۔ امام مسجد و معلم تفسیر و حدیث و منطق و معانی و اصول فقہ
فتح دین صاحب۔ پوچھہ۔ سیالکوٹ طالب علم ہائی سکول کلاس سیر درم "
عبداللہ خانصاحب جماعت اول "
محمد یوسف صاحب۔ مدہ بھیاوال امرتسر حال مردان پشاور۔ اپیل نویس سابق مرید نوسوی سلسلہ۔
ملا محمد نظام الدین احمد۔ مدرس حال حیدرآباد دکن آصف نگر
محمد عبدالجبار صاحب۔ چھاؤنی بنگلور
پیر بخش صاحب معہ اہلبیت۔ صوابی پشاور۔ عرضی نویس۔
محمد عبدالغنی صاحب " عبدالعزیز صاحب "
ڈاکٹر محمد عبدالغفور صاحب معہ اہلیہ مدراس پیر میور شولہ ٹوپیہ یوسف صاحب
محمد عبدالوہاب صاحب معہ فرزندان واہلیہ
محمد محی الدین حسین صاحب "
محمد عبدالعزیز صاحب کاتب "

الراقم محمد سراج الحق جمالی نعمانی

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پبلشر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا
بمنہ و کرمہ و بفضلہ تعالیٰ

پاک کرنے کے لائق ہو جاوے گے؟ تزکیہ نفس کے لئے چلہ کشیوں کی ضرورت نہیں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے چلہ کشیاں نہیں کی تھیں۔ ارّہ اور نفی و اثبات وغیرہ کے ذکر نہیں کئے تھے بلکہ اُن کے پاس ایک اور ہی چیز تھی وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں محو تھے جو نور آپ میں تھا وہ اس اطاعت کی نالی میں سے ہو کر صحابہ کے قلب پر گرتا تھا اور ماسوی اللہ کے خیالات کو پاش پاش کرتا جاتا تھا تاریکی کے بجائے اُن سینوں میں نور بھرا جاتا تھا اسوقت بھی خوب یاد رکھو وہی حالت ہے جب تک کہ وہ نور جو خدا کی نالی میں سے آتا ہے تمھارے قلب پر نہیں گرتا۔ تزکیہ نفس نہیں ہو سکتا۔ انسان کا سینہ مہبط الانوار ہے اور اسی وجہ سے وہ بیت اللہ کہلاتا ہے بڑا کام یہی ہے کہ اس میں جو بُت ہیں وہ توڑے جائیں اور اللہ ہی اللہ رہ جاوے حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰہَ اللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ میرے صحابہ کے دلوں میں اللہ ہی اللہ ہے۔ دل میں اللہ ہی اللہ ہونے سے یہ مراد نہیں کہ انسان وحدت وجود کے مسئلہ پر عمل کرے اور پھر کتے اور گدھے کو نعوذ باللہ خدا قرار دے بیٹھے۔ نہیں نہیں اس سے اصل غرض یہ ہے کہ انسان کا جو کام ہو اس میں مقصود فی الذات اللہ تعالیٰ ہی کی رضا ہو اور یہ کچھ اور اور یہ درجہ حاصل نہیں ہو سکتا جب تک خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال نہ ہو۔

کریماں کار ہا دشوار نیست

باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ

مختصر نوٹ اور جملے

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ حضرت مسیح بن مریم کی وفات کا مسئلہ اگر مان بھی لیں تو اس سے اسلام کو کیا فائدہ؟ ہم جواباً کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم کی وفات اسلام کی زندگی اور عیسائیت کی موت کو مستلزم ہے پھر کیا تم نہیں چاہتے کہ دنیا میں مردہ پرستی کا ملت ہلاک ہو اور حی قیوم خدا کی عبادت ہونے لگے۔؟

مسیح موعود دنیا میں کیا کرنا چاہتا ہے؟ تمدنی طور پر امن اور صلحکاری مجلسی لحاظ سے پسندیدہ اخلاق باہم رفق وملاطفت و شفقت و ہمدردی سیاسی حیثیت سے حاکم اور محکوم کے تعلقات میں مضبوطی حکام سے عدل و انصاف اور رعایا پروری رعایا سے فرماں پذیری اور وفاداری مذہبی طور پر ایک خدا کی عبادت۔ سچی دینداری اور تقوی مختصر الفاظ میں یوں کہو کہ وہ دنیا میں بہشتی زندگی بسر کرنے کا طریق پھیلانا چاہتا ہے

آج کل کے فلسفہ دانوں کے نزدیک ہمدردی خلق جو قومی حمایت کے رنگ میں ہو اعلیٰ درجہ کی خوبی ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ قرآن شریف یا اسلام ایسی قومی حمایت اور پاسداری کو اخلاق فاضلہ میں داخل نہیں کرتا جو صرف طبعی جوش کی بنا پر عدل اور انصاف کے اصولوں کو بھی کچل ڈالتی ہے۔ اسلام اس کا نام طبعی جوش رکھتا ہے جو کوّوں میں بھی پائی جاتی ہے کہ ایک کے مرنے پر ہزاروں جمع ہو جاتے ہیں پھر انسان کی کیا خوبی ہوئی لیکن وہ ہمدردی خلق (جسکو اس نے اخلاق فاضلہ کی ذیل میں داخل کیا ہے اور جس کے فلسفہ تک کوئی مذہب اور ملت نہیں پہونچ سکتا بجز اسلام کے) وہ ہے جو عدل اور انصاف کے اصولوں پر مبنی ہو محل اور موقعہ کی مناسب ہو۔ عربی زبان میں یہ مواسات کہلاتا ہے چنانچہ اس تعلیم کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے تعاونوا علی البر و التقوی ولا تعاونوا علی الاثم و العدوان۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ قومی ہمدردی اور اعانت صرف نیکی اور تقوی کے کاموں میں کرنی چاہیئے گناہ اور ظلم اور زیادتی کے کاموں میں ان کی اعانت مت کرو۔

وجود الٰہی کے اقرار و تسلیم کی بنا اس ایک اصل پر بھی منجملہ اور اصولوں کے ہے کہ ناقص شئے سے کامل شئی کی طرف پے لے جائیں اور محدود چیز سے غیر محدود چیز کا سراغ لگائیں لیکن جب عیسائیوں کے نزدیک مسیح علیہ السلام جن کا محدود وجود اظہر من الشمس ہے اور اس میں انسانیت کے نقص و عیوب و احتیاجات کھانا پینا سونا مرنا وغیرہ بھی ثابت ہیں بجائے خود واجب بالذات ہیں تو عیسائی مذہب کے رو سے خدا کی ہستی پر کیا دلیل رہی اور اسکی ماننے کی ہی کیا ضرورت رہی جب ناقص اور محدود ہستی واجب اور خود بخود ٹھہر گئی تو پھر خدا کے ناقص اور محدود ماننے سے ان کو کونسی دلیل روک سکتی ہے؟؟؟ یقیناً کوئی نہیں اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ عیسائی مذہب کی یہ اصل کہ مسیح ہی خدا ہے دہریت کی مہد اور جولان ہے نہ خدا پرستی کی۔

انسانی روح میں ہم یہ طلب اور پیاس محسوس کرتے ہیں کہ وہ ایک برتر اپنی ذات میں کامل ترین غیر محدود ہستی کی طرف طبعی میلان رکھتی ہے اگر یہ طبعی میلان اسی ہستی کیطرف نہ ہوتا تو دنیا میں عبادت کا مسئلہ ہی نہ ہوتا۔ یہ امر دیگر ہے کہ بت پرستی ہوتی ہے یا کیا مگر یہ بات بطور اصول سب کو ماننی پڑے گی کہ کسی کامل الصفات ہستی کیطرف روح کا رجحان ضرور ہے۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ روح آپ سے آپ اور قدیم نہیں ہے کیونکہ اگر وہ خود بخود ہوتی تو یہ طبعی میلان اللہ تعالیٰ کی طرف ہرگز نہ ہوتا کیا آریہ غور کرسکتا ہے۔ ؟؟؟

قرآن شریف ہی ایک ایسی کتاب ہے جو تمام صحف مطہرہ اور کتب الہامی کی جامع اور خاتم ہے فیہا کتب قیمۃ اس کی ہی شان ہے چونکہ وہ تبیانا لکل شیء ہے اور کوئی صداقت اس سے باہر نہیں ہے اس لئے اب کسی اور کتاب کی ضرورت مطلق نہیں رہی لیکن ہاں ہر صدی کے سرپر خداتعالیٰ کی طرف سے ایک مجدد ضرور پیدا ہوجاتا ہے جو اسلام کو نئی زندگی عطا فرماتا ہے اور مردہ روحوں کو زندگی کی روح بخشتا ہے۔ قرآن کریم کے بالمقابل دنیا کی کوئی مذہبی کتاب نہیں ٹھہر سکتی کیا انجیل ؟ جس کا اتنا بھی پتہ نہیں کہ وہ کس زبان میں نازل ہوئی تھی باوجودیکہ مسیح کی زبان عبرانی تھی لیکن عیسائی اب تک یونانی ہی کو اصل قرار دیتے ہیں پھر جس کتاب کا یہ حال ہو وہ قرآن شریف کا کیا مقابلہ کرے کیا وید ؟ جو صرف دنیا نوسی خیالات کا ذخیرہ ہے اور پرانے زمانہ کی بددعاؤں کا ایک مجموعہ جس کے کلام الٰہی ہونے کا کوئی ثبوت موجود نہیں اتنا بھی پتہ نہیں کہ کس پر وہ نازل ہوئے تھے جس کی زبان مردہ زبان ہے جو اب کسی قوم اور ملک کی زبان نہیں۔ اس میں کوئی صداقت بجز ان باتوں کے نہیں ہے کہ خدا کی خدائی جوڑنے جاڑنے پر منحصر ہے اپنے کسی رشتی منی اور پربھی بھگت کو بھی وہ سور اور سیندر اور بلا اور کتا کیڑا مکوڑا بنانے سے نجات نہیں دے سکتا۔ اور کوئی چیز کسیکو اپنی عطا اور مہربانی سے نہیں دے سکتا۔ اولاد ہونے پر نیوگ کی تعلیم دیتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہ فخر صرف قرآن مجید ہی کو ہے کہ وہ کل صداقتوں کا مجموعہ ہے ہر بھلی بات کی ہدایت اور ہر بری بات سے منع کرتا ہے قرآن کریم کی یہ عظمت اور بزرگی اسوقت بھی ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کا مامور اسکو زندہ کلام ثابت کرنے کے لیئے موجود ہے۔

جیسا کہ ایک بند ٹوٹنے سے تیز دار دریا کا پانی اردگرد کے دیہات کو تباہ کرجاتا ہے ایسا ہی کفارہ پر ایمان لانے والوں کا حال ہوسکتا ہے جبکہ عیسائیوں کے اصول کے موافق (معاذ اللہ) اُن نبیوں کو جن کے پاس فرشتہ آتا تھا یسوع کے کفارہ کا ایمان بدکاریوں سے نہ روک سکا۔ تو پھر کیونکر تاجروں اور پیشہ وروں اور رننگ پادریوں کو جو اپنا درجہ بہرحال ان نبیوں سے کم ہی مانتے ہوں گے ناپاک کاموں سے روک سکتا ہے ؟ پھر کفارہ پر ایمان دنیا میں روح اور راستی سے خدا کی عبادت اور خدا سے محبت کی تعلیم عملی رنگ میں کیونکر قائم کرسکتا ہے ؟ دانشمند غور کریں ورنہ عیسائیوں سے تو ہم کو امید نہیں کہ وہ اس پر غور کریں۔

تقویٰ کے ذریعہ سے اُن تمام شیطانوں کا مقابلہ کیا جاتا ہے جو انسان کی ہر اندرونی طاقت و قوت پر غلبہ پائے ہوئے ہوتے ہیں یاد رہے کہ تمام قوتیں نفس امارہ کی حالت میں شیطان کے لباس میں انسان کے اندر ہوتی ہیں اگر ان پر حکومت نہ کی جاویگی تو وہ انسان کو اپنا محکوم اور غلام بنا لیں گی۔ علم و عقل جو عمدہ جوہر ہیں وہ بھی بر استعمالی کی حالت میں شیطان کے رنگ سے رنگین ہو جاتے ہیں پس متقی کا کام ان کی اور ایسا ہی اور کل قویٰ کی تعدیل کرنا ہے۔

ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ ہم اس امر کا محاسبہ کریں کہ آیا ہم اپنے قویٰ قانون تعدیل کے نیچے لا رہے ہیں یا اس سے باہر جا رہے ہیں۔

مردہ پرست قومیں لکڑی کے پرستار پادری کہا کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ ظہور میں نہیں آیا اصل بات یہ ہے کہ باطل پرستی انسان کو علوم حقہ سے محروم کردیتی ہے مردہ کے پجاریوں میں زندگی کی روح کا نفخ ہو تو کیونکر ؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام خوارق کو اگر الگ بھی کردیں اور صرف آپکی اصلاح ہی کو پیش کریں تو اس کے مقابلہ میں کوئی قوم دنیا میں آنے والے کسی راستباز کا معجزہ پیش نہیں کرسکتی اگر کوئی اسحالت پر غور کرتی جب آپ تشریف لائے پھر اس حالت کو دیکھے جب آپ دنیا سے اُٹھے تو ماننا پڑیگا کہ یہ اثر بذات خود لانظیر اعجاز ہے یسوع کے ان سنگیدوں کی جو انجیل میں لکھی ہیں کیا حقیقت رہ جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ مصیبت اور گرفتاری کی گھڑی پر گرفتار کرانے والے اور لعنت بھیجنے والے ان کے مخلص احباب ہی تھے اور بالمقابل

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو دیکھتے ہیں کہ کس طرح پر انھوں نے حضور کی راہ اور اطاعت میں اپنے جان اموال و انفاس و اوطان کو قربان کر دیا۔ کیا اور گیتی ایسی نظیر کبھی پیدا کر سکی ہے؟ ہرگز نہیں اسپر بھی یہ کہنے کا حوصلہ کہ کوئی معجزہ ظاہر نہیں ہوا بے شرمی اور بے حیائی میں داخل ہے۔ اسکو بھی جانے دو۔ رسول کریم کے اعجاز کا میدان قیامت تک وسیع ہے۔ ہر زمانہ میں ایک کامل انسان موجود ہوتا ہے جو زندہ شہادت ان خوارق کی دنیا سے ہے چنانچہ اسوقت بھی کاسر الصلیب مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود اپنے زندہ نشانات اور خوارق کے ساتھ افضل الرسل صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی ثابت کر رہا ہے اور مردہ پرست قوم دم نہیں مار سکتی۔

—— گناہ کا سچا کفارہ کیا ہے؟

توبہ! توبہ کیا ہے؟ اپنی غلطی پر اطلاع پاکر اس سے صواب کی جانب رجوع کرنا اور پھر اصلاح کے لئے درست اسباب کو اختیار کرنا۔ قرآن کریم نے اس میں فطرۃ انسانی کے اعمال اور آثار کی سچی تصویر کھینچدی ہے انسان سے قصور ہو جانا اور لغزشوں کا واقع ہو جانا اس لئے ہے کہ تا یہ اپنے عجز عبودیت اور عظمت الوہیت کو بھول نہ جاوے خطا کے بعد خشوع و خضوع اور دلی ندامت اسکو پیدا ہوتی ہے تو اس سے حق تعالیٰ کی عظمت کا جدید انکشاف اسکو حاصل ہوتا ہے پس یہی منشاء ربانی توبہ سے ہے اور انسان کی انابت و رجوع کو قبول کرنا فضل رحمانی ہے جس سے آریہ اور دیگر مذاہب محروم ہیں انھوں نے توبہ کی حقیقت کو نہیں سمجھا اور اس سے فائدہ نہیں اٹھایا۔

حضرت اقدس گورداسپور میں

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۲۹ جلد ۵

تبلیغ حق اور اتمام حجت

یہ امر ہمارے ناظرین سے مخفی نہیں ہے کہ تبلیغ حق کے لئے حضرۃ اقدس ایدہ اللہ بنصرہ کی روح میں کس قدر تڑپ ہے کہ باوجودیکہ حضرت اقدس گورداسپور پہنچے اس سفر کی کوفت اور تکان اور اسہال اور پیچش کی وجہ سے بہت نحیف کمزور ہو رہے تھے پھر مہدی حسن صاحب تحصیلدار خصتی اور انکے دوستوں سے بات چیت کرنے کی اجازت ڈاکٹر فیض قادر صاحب کو حضور نے دیدی تھی چنانچہ بعد نماز مغرب وہ لوگ آپہونچے جیسا کہ گذشتہ اشاعت میں ہم ذکر کر آئے ہیں حضرت اقدس نے اس سے پہلے کہ اپنے دعویٰ کے متعلق کوئی کلام کریں فرمایا۔ دو دن سے مجھے بہت تکلیف ہے پیچش کی وجہ سے اگرچہ میں اس قابل نہ تھا کہ کوئی گفتگو کر سکوں مگر زندگی کا کوئی اعتبار نہیں ہے اس لئے مینے مناسب سمجھا کہ آپ کو اپنے شبہات دور کرنے میں مدد دوں اور وہ بات آپ تک پہونچا دوں جو میں لیکر آیا ہوں۔ اس قدر مختصر سی تمہید کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلسلہ کلام اسطرح شروع فرمایا۔

اصل میں بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے کام دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ جو ہر روز لوگوں کی نظر میں ہوتے ہیں اور جنکو وہ دیکھتے ہیں اور دوسری ایک اور قسم بھی خدا تعالیٰ کے کاموں کی ہے جو کبھی کبھی ظاہر ہوتی ہے چونکہ وہ کبھی کبھی ہوتی ہیں اس لئے لوگوں کی نظروں میں عجیب ہوتے ہیں اور انکا سمجھنا ان کے لئے مشکل نظر آتا ہے مگر سمجھدار آدمی تعصب سے خالی ہوکر ان پر غور کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ بھی ان کے لئے ایک راہ پیدا کر دیتا ہے اور وہ ان کو سمجھ لیتے ہیں اور ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں مگر نا اہل ضدی اور متعصب ان پر توجہ نہیں کرتے اور خدا تعالیٰ کے خوف کو مد نظر رکھکر ان پر فکر کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ان فوائد سے محروم رہ جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے ان عجیب در عجیب کاموں سے سب سے بڑا کام اس کے نبیوں رسولوں اور ماموروں کا آنا ہے۔ یہ لوگ اسی زمین پر چلتے پھرتے ہیں اور عام آدمیوں کی طرح بشری حوائج اور کمزوریوں سے مستثنیٰ نہیں ہوتے کوئی اوپری اور انوکھی بات ان میں ایک خاص زمانہ تک پائی نہیں جاتی اس لئے جب وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم خدا کی طرف سے آئے ہیں اور خدا تعالیٰ ہم سے کلام کرتا ہے یا وہ واقعات آیندہ کے متعلق خدا تعالیٰ سے خبر پاکر کچھ بولتے ہیں تو لوگ ان کی ان باتوں پر تعجب کرتے ہیں سعادت مند اور رشید لوگ تو جیسا کہ مینے بیان کیا ہے انکی طرف رجوع کرتے ہیں مگر متکبر ضدی انکار کرتے اور انکی باتوں کو ٹھٹھے اور ہنسی میں اڑاتے ہیں پس جب کہ یہ خدا تعالیٰ کا ایک **قانون** ہے جسکو ہم انبیاء اور مرسلین کی زندگی میں جاری پاتے ہیں تو ہمارے لئے یہ امر کبھی بھی ناخوش یا رنج دلانے والا نہیں ہو سکتا مجھپر اگر ہنسی یا ٹھٹھا کیا جاتا ہے یا کیا جاوے تو مجھے اس کی پروا نہیں اس لئے کہ خدا تعالیٰ کا یہی قانون ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ جو خدا کی طرف سے آتے ہیں دنیا کے لوگ جو تاریکی میں پھنسے ہوئے ہوتے ہیں ایسے ہی سلوک کرتے ہیں۔

پھر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے

کہ یہ امر مشکل ہے کہ دنیا کا ایک ہی مذہب ہو جاوے کیونکہ خدا تعالیٰ نے یہ بھی اپنا ایک قانون مقرر فرمادیا ہے کہ قیامت تک دنیا میں تفرقہ ضرور رہے گا چنانچہ قرآن شریف میں یہ امر بڑی صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ قرآن کریم سے بڑھکر اور کوئی تعلیم کامل کیا ہوگی اس میں سب سے بڑھکر آیات اور برکات رکھتے ہوئے ہیں جو ہر زمانہ میں تازہ اور زندہ ہیں پھر اگر یہ قانون الٰہی نہ ہوتا تو چاہئے تھا کہ دنیا کی کُل قومیں اسکو قبول کرلیتیں مگر خاص زمانۂ رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم میں بھی دوسرا فرقہ موجود تھا۔ جیسا نبی کامل تھا ویسی ہی کتاب کامل تھی لیکن ابوجہل اور ابولہب وغیرہ نے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا۔ وہ یہی کہتے رہے ان ھذا لشیٔ یراد میاں یہ تو دوکانداری ہے اور خود اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ نے جو اس میں مَا کے ساتھ حصر کیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو سچا ہے اُس کے ساتھ ہنسی اور ٹھٹھا ضرور کیا جاتا ہے اگر یہ نکیا جاوے تو خدا کا کلام صادق نہیں ٹھیرتا۔ صادق کی یہ بھی ایک نشانی ٹھیری۔ ✠

کہ دنیا کے سطحی خیال کے لوگ ان سے ہنسی ٹھٹھا کریں۔ جیسا آدمؑ کے ساتھ کیا گیا نوح کے ساتھ کیا گیا موسیٰ اور مسیح کے ساتھ کیا گیا ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وعلیہم وسلم سے کیا گیا ایسا ہی مجھ سے بھی کیا جانا ضروری تھا۔ تو میری غرض اس بیان سے یہ تھی کہ میرے دعویٰ کو بھی اسی طرح تعجب کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جیسے پہلے ماموروں کی دعاوی کو دیکھا گیا اور جو کچھ اُن کے ساتھ مخلوق پرستوں نے سلوک کیا ضرور تھا کہ میرے ساتھ بھی کیا جاتا کیونکہ قانون الٰہی اسی طرح پر ہے۔ آپ لوگ آگئے ہیں چونکہ عمر کا کچھ اعتبار نہیں ہے کوئی احمق ہوگا جو عمر کا اعتبار کرتا ہو اور موت سے بے فکر رہے۔ اس لئے مجھے تبلیغ حق کے لئے کہنا پڑتا ہے مجھے اس بات کی کچھ پروا نہیں کہ کوئی مانتا ہے یا نہیں میری غرض صرف پہونچا دینا ہے کیونکہ میں تبلیغ ہی کے لئے مامور ہوا ہوں۔

یاد رکھو کہ اتمام حجت کے لئے انبیاء علیہم السلام کے آدم سے لے کر اسدم تک تین طریقے ہیں۔ اول **نصوص کتابیہ** یعنی خدا تعالےٰ کی کتاب کی کھلی کھلی سنہا دتیں دوم

نصوص عقلیہ جیسا کہ قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخی کہیں گے لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر یعنی اگر ہم نبیوں کے کلام کو سنتے یا عقل رکھتے تو ہم جہنمی نہ ہوتے۔

عقل ناقص جہالت سے بڑھ کر نقصان رساں ہے مثل مشہور ہے نیم ملا خطرہ ایمان۔ ناقص عقل تکذیب اور توہین کی طرف جلدی کرتی ہے غرض دوسرا نشان عقل رکھا ہے تیسرا نشان جو خدا نے مقرر کیا ہے وہ تائیدات سماویہ ہے۔ جو شخص خدا تعالےٰ کی طرف سے آتا ہے اُس کے ساتھ ضروری ہوتا ہے کہ تائیدات سماویہ بھی ہوں اس کے اور اس کے غیر میں ایک فرقان ہوتا ہے جس سے غیر کو شناخت کرسکتے ہیں کیونکہ جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر نہیں آتا اور جس کا تعلق خدا تعالےٰ کے ساتھ نہیں ہے اسکو وہ نور اور فرقان نہیں دیا جاتا اس فرقان میں ظاہر اور باطن کے برکات ہوتے ہیں۔ اور دانشمند انسان قوت شامہ سے تمیز کرلیتا ہے کہ اس کے ساتھ تائیدات سماویہ ہیں اب میں ہر ایک صاحب سے یہی کہتا ہوں کہ میں اپنی ساتھ

✠ **نوٹ** امنا بذلک وصدقنا یہ درحقیقت صادق کے صدق کی یہ نشانی ہے کہ صادق کی تکذیب کی جائے تحقیر کی جاوے تحقیر اور توہین کی جائے اُس سے ہنسی اور ٹھٹھے اور تمسخر کئے جائیں اور کاذب کی تصدیق اور تکریم کی جائے اُس کی ہر ادا پسند کی جائے اُسکی تعریف میں تر سخن ہو جائیں۔ دیکھو حضرت مسیح علیہ السلام کی دربار شاہی میں کسقدر بیعزتی کی گئی سخت سپرد کئے گئے ایک عدالت سے دوسری عدالت میں پابجولاں چالان کیا گیا برخلاف آپ کے کذاب ناپاک بد باطن روسیاہ

بقیہ نوٹ قیصر کے دربار میں کرسی نشین تھے جو فاضل وقت تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو راس المرسلین اور خاتم النبین تھے کسقدر توہین اور ملامت کا نشانہ بنے طائف کے لچوں کا واقعہ اور نیز ہجرت کے وقت مکہ کے لعنتوں کا قصہ اور آپ کے غار ثور میں رہنے کا بیان لوگوں پر پوشیدہ نہیں اسی طرح حضرت ابراہیم اور لوط موسیٰ اور نوح علیہم السلام کے حالات مخفی نہیں کہ کس کس طرح کی ایذائیں اُن کو پہنچیں اور کیسے کیسے تمسخر اور ٹھٹھے کئے گئے علی ہذا القیاس اس چودھویں صدی کا

بقیہ نوٹ بدر تمام انبیاء کا بروز اور کل رسولوں کا وارث امام ہمام مسیح موعود جس کی اللہ تعالیٰ عرش سے حمد کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسکو سلام پہونچاتا ہے جب مبعوث ہوا تو اسی سنت اللہ کے مطابق اس کے ساتھ بھی وہی ہوا جو اس سے پہلے صادقوں اور راستبازوں کے ساتھ ہوا۔ یہ تازی بات ہے کہ جب اس مثیل مرسلین ومحدث اللہ نے دہلی میں قدم رنجہ فرمایا تو طائف کے اوباشوں اور مسخروں کی طرح جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہوے تھے دہلی کے

یہ تینوں قسم کے ثبوت لے کر آیا ہوں اور خوب سمجھنے اور سوچنے والے کے لئے کافی ہیں لیکن اگر خواہ نخواہ تکذیب ہی کرنی ہے تو یہ امر دیگر ہے اس کے سامنے تو جبکہ تطہر صاف نہیں ہے فرشتہ بھی دیو سے بدتر ہے اس لئے ایسے لوگ ہمارے مخاطب نہیں ہو سکتے جو سراسر ضد اور تعصب سے بھرے ہوئے ہیں ہماری کلام سے وہ لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو عقل رکھتے ہیں اور تعصب سے خالی ہیں ان کو یقین ہے کہ ایک دن ہم کو مر کر خدا کے حضور جانا ہے ایسے لوگوں کو ان باتوں میں جو خدا تعالےٰ کے روح کے فیض کا نتیجہ ہیں ایک چمک اور روشنی مل جاتی ہے جس سے وہ تعصب اور ضد کے تاریک غاروں سے بچکر نکل آتے ہیں +

بعض آدمی ایسے بھی ہوتے ہیں کہ یا تو اُن کو تعصب آتا ہی نہیں اور یا جیسے زرداب پانی پر آ جاتا ہے اور پھر ہٹ جاتا ہے کبھی نفسانی باتیں بھی آ جاتی ہیں مگر نفس لوامہ کی تحریک سے بچ جاتے ہیں بعض شخص میں نے دیکھے ہیں کہ ابھی ہنستے تھے اور اسی وقت روتے ہیں علیگڈھ میں میں نے ایک تحصیلدار کو دیکھا کہ پہلے وہ ہنستا تھا لیکن کچھ رقت کی باتیں سنکر اسقدر رویا کہ آنسوؤں سے ڈاڑھی تر ہو گئی۔ یہ سچ ہے۔ سہ

حضرت انساں کہ حد مشترک است
میتواند شد مسیحا می تواند شد خرے

اصل بات یہی ہے کہ جب خدا کا نور چمک اٹھتا ہے تو پتہ نہیں لگتا کہ نار اور ظلمت کا مادہ کہاں گیا جو لوگ معصیت۔ ہنسی اور ٹھٹھے کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں وہ کبھی امید نہیں رکھتے ہوں گے کہ یہ عادت ان سے دور ہو گی۔ لیکن اگر انسان میں حیا ہو اور تقویٰ اور مآل بینی سے کام لے تو کچھ مشکل نہیں کہ خدا تعالےٰ اس کی دستگیری کرے آپ کو معلوم نہیں میرا کیا حال ہے اور میں آپ کے حالات سے واقف نہیں میرا یا آپ کا کوئی حق نہیں ہو سکتا کہ ایک دوسرے کی نسبت کوئی رائے قائم کریں خدا تعالےٰ نے اس سے منع فرمایا ہے

لا تقف ما لیس لک بہ علم

ہمارا یہ سلسلہ ہی دیکھلو ڈیڑھ برس سے چلتا ہے اب معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے فیصلہ کی راہ نکال دی ہے پھر دین کے معاملہ میں بھی جو اخفیٰ ہے آخر ایک راہ نکل آتی ہے۔

غرض میں مختصر طور پر کہتا ہوں کہ میرے دعویٰ کے دلائل اور ثبوت وہی ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے لئے ہیں۔ یہ سلسلہ جو خدا نے قائم کیا ہے یہ منہاج نبوۃ ہی پر واقعہ ہوا ہے لوگوں کی غلطی ہے کہ وہ ہمکو کسی اور معیار کے ساتھ جانچنا چاہتے ہیں میں کہتا ہوں کہ اسکو اسی معیار پر کسو جس پر انبیاء علیہم السلام کو پرکھا ہے اور میں یقین دلاتا ہوں کہ اس معیار پر یہ پورا اترے گا۔

میرا دعویٰ یہ ہے کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی جو آج سے قریباً انیس سو سال پیشتر ناصرہ کی بستی میں پیدا ہوا تھا وہ اپنی طبعی موت سے مر گیا اور مسیح موعود جس کا خدا تعالےٰ نے وعدہ کیا تھا وہ میں ہوں میرے مخالفوں کا یہ خیال ہے کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی زندہ آسمان پر چلا گیا ہے اور انسان ہو کر بھی وہ وہاں حوائج بشری سے بے نیاز ہو گیا ہے اور کسی دوسرے وقت وہی آسمان سے فرشتوں کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہو گا۔

خدا تعالےٰ اسکو قبول نہیں کرتا۔ خدا تعالےٰ نے اپنے فعل اور اپنی تائیدوں سے ثابت کر دیا ہے کہ یہ دعویٰ ایک خیالی اور وہمی دعویٰ ہے خدا کے پاک کلام میں اس کا اظہار نہیں ہوا۔ اور نہ اس دعویٰ کے کرنے والوں کو خدا نے میرے مقابل پر سماوی تائیدوں سے کامیاب کیا اور نہ عقل صحیح نے اُنکا ساتھ دیا۔

بات یہ ہے کہ یہ قصہ اسرائیلی روایتوں سے ہمارے مخالفوں نے لیا ہے ورنہ ہمارا دستور العمل تو

بقیہ نوٹ صفحہ ۴ سفلوں نے اسی طرح شور و غل مچایا یہاں تک کہ ناعاقبت اندیش ٹھٹھا کرنے والے سے لنے صیل مسیح بنکر ایک اشتہار دیا کہ میں ابھی آسمان سے فتح گڑھ منارہ پر نازل ہوا ہوں اس سیاہ جھوٹ کے تمام مولوی صوفی درویش حامی ہوئے اور سب اس کی پیٹھ ٹھونکنے لگ گئے کہ شاباش تو نے خوب کام کیا۔ اللہ اللہ وہ بھی ایک صدق وکذب کا نظارہ تھا کسی کے جھوٹے منہ سے نہ نکلا کہ او مفتری تو نے یہ کیا ناشائستہ کام کیا ایک روز خدا کے عرش کے آگے کھڑا ہونا ہے خدا سے ڈر وہ لمبی چوڑی مہروں والے مولوی اس فعل قبیح سے ایسے خوش تھے جیسے محرم کے چاند سے تعزیہ داروں کو خوشی ہوتی ہے۔ ایک میرٹھی رامپوری سیاہ شحنۂ مجسم جھوٹ کا پتلا الد الخصام اور .... نے بھی کبھی اپنے شحنہ میں یہ تذکرہ نہ کیا کہ اسکا فعل کیسا بیہودہ تھی اس بات کو یہ شحنۂ حق ایسی ہضم کر گیا جیسے حلال خور ایک مردار کو ہضم کر جاتا ہے۔ میں نے چاہا تھا کہ اس کے ضمیمہ شحنۂ کا وہ دندان شکن جواب دوں کہ جس سے اس کی چوکڑی بھی بھول جائے مگر ہمارے امام و مرسل اللہ نے فرمایا کہ اس کذاب کو خدا پر چھوڑو کہ وہ منتقم حقیقی ہے اور اسی سے انتقام چاہو اس لئے میں نے اس بے ادب کے جواب سے اپنے قلم کو

---

* اس فقرہ پر غور کرنے والی طبعتیں اب مزا لیں گی جبکہ انہیں معلوم ہو جائیگا کہ اس کلام کے فرمانے کے ۲۶ روز بعد مقدمہ فتح ہو گیا۔ ایڈیٹر

کتاب اللہ ہے جسکو خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ وہ قول فیصل ہے وہ **میزان ہے** وہ بتیانا لکل شئے ہے۔ اور ہمارا ہادی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہیں ہے۔ اب اول سے آخر تک جو شخص قرآن کریم کو دیکھے گا کہ کہیں متوفی کا لفظ مُردوں ہی پر بولا گیا ہے اور یہی لفظ مسیح ابن مریم کی نسبت کہا گیا ہے۔ یہ لفظ مُردہ کے معنوں میں ایسا عام ہے کہ بیوپاری تک بھی جانتے ہیں کہ اس کے معنے بجز مرنے کے اور کچھ نہیں ہیں حدیث کو پڑھو تو وہاں بھی یہ لفظ موت ہی کے معنوں میں آیا ہے۔ غرض قرآن شریف کو اگر غور سے پڑھیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم مر چکا ہے۔ اور نہ صرف یہ کہ قرآن شریف کے کسی ایک مقام ہی سے مسیح کی وفات ثابت ہوتی ہے بلکہ قرآن شریف کی تیس آیتوں سے واضح طور پر مسیح کی وفات ثابت ہوتی ہے اور ایسا ہی احادیث مسیح کی وفات پر شہادت دیتی ہیں۔ تاریخی طور پر صحابہ کا پہلا اجماع ہی مسیح کی وفات پر ہوا ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس جہان سے انتقال فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تلوار کھینچکر کھڑے ہو گئے کہ اس شخص کو قتل کر دیا جاویگا جو آپ کو مُردہ کہے گا اور اس سے ایک عظیم شور مچگیا۔ اسپر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوے اور خطبہ پڑھا **ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل** الآیہ

اب ایک دانشمند اور سلیم الفطرۃ انسان بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ اگر حضرت ابوبکر یا کسی صحابی کے ذہن میں مسیح ابن مریم کی زندگی کا خیال تھا تو یہ استدلال تام کیونکر ہو سکتا تھا اور کیوں کسی صحابی نے نہ کہا کہ یہ آپ کیا کہتے ہیں مسیح تو ابھی زندہ ہی ہے مگر نہیں سب خاموش ہو گئے اور حضرت عمر کی بھی تسلی ہو گئی صحابہ کی ایسی حالت ہو گئی کہ بازاروں میں اس آیت کو پڑھتے تھے۔ باقی آیندہ

اخوت اور صداقت

انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بين اخويكم و اتقوا الله لعلكم ترحمون

مسلمان تو آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں میل جول کرا دیا کرو اور خدا کے غضب سے ڈرتے رہو تا کہ خدا کی طرف سے تم پر رحم کیا جاوے۔

صنوان یعنی وہ دو شاخیں جو ایک درخت کی جڑ سے نکلتی ہیں وہ اس درخت کی نسبت آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ زیادہ مشابہ ہوتی ہیں اسی طرح انکا پھل بھی باہم زیادہ مشابہ ہوتا ہے۔ چونکہ دو بھائی بھی ایسی ہی ہوتے ہیں اور اصل و پیدائش نشو و نما اور غالباً تعلیم و تربیت کے لحاظ سے مساوی ہوتے ہیں اس لئے بھائی کو چاہیئے کہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ اپنے ماں باپ اور جورو بچوں کی نسبت زیادہ تر مانوس ہو۔ چونکہ ماں باپ کی عظمت اور اُن کا احترام اور بچوں کی تنبیہ اور تادیب درمیان میں حائل ہوتی ہے اس لئے وہ اُن کے ساتھ پورے طور پر مانوس نہیں ہو سکتا لیکن اصل اور تربیت کے اتحاد کے لحاظ سے بھائی کا مرتبہ اس سے فائق ہے۔ کیونکہ اختلاف تربیت کو الفت نفرت اور محبت وحشت میں بہت بڑا دخل ہے۔ یہی ایک چیز ہے جس کے باعث جوروں اور خاوندوں میں ہمیشہ تکرار اور آئے دن جوتی پیزار رہتی ہے اور صدہا گھرانوں اور بے شمار خاندانوں کے انتظام درہم برہم ہو جاتے ہیں اور تمام قوم تباہی اور بربادی کے گڑھوں کے کنارے لگ جاتی ہیں۔

جورو یا خاوند کی نسبت بھائی کو ایک اور فضیلت ہے وہ یہ ہے کہ بھائی کی امداد اور کوشش سے دوسری جورو یا خاوند دوبارہ مل سکتا ہے لیکن جورو یا خاوند کی مدد سے دوسرا بھائی میسر نہیں آ سکتا ہے چنانچہ ایک عورت کی حکایت مشہور ہے کہ حجاج اس کے بیٹے بھائی اور خاوند تینوں پر غضبناک ہوا اور اُن کو قتل کرنا چاہا مگر اس نے عورت سے کہا کہ ان تینوں میں سے ایک کو پسند کرے جو تیری کھلانے پلانے کا کفیل ہو اُسکو چھوڑ دیا جاویگا عورت نے یہ کہکر بھائی پسند کیا کہ بیٹا اور خاوند تو اور بھی مل سکتا ہے مگر بھائی کا ملنا ناممکن ہے۔ حجاج نے اُس عورت مذکور کے عاقلانہ اور حکیمانہ قول کو نہایت پسند کیا اور اُن سب کو چھوڑ دیا۔ ہر ایک قریب اور رشتہ دار کو ایک خاص وجہ سے ایسی ہی افضلیت ہے جو دوسرے رشتہ دار کو حاصل نہیں ہے۔ چنانچہ جسطرح ماں باپ کی محبت عظمت اور احترام کی وجہ سے افضل ہوتی ہے اسی طرح اولاد کی محبت رافت اور شفقت کے لحاظ سے زیادہ ہوتی ہے مگر بھائی کے ساتھ باہمی مسرت اور مساوات اور ہمسری کی محبت ہوتی ہے۔ اسی واسطے بھائی کو شقیق کہتے ہیں گویا کہ وہ ایک چیز کے دو ٹکڑے ہیں۔ چونکہ بھائی کی محبت کا مرتبہ سب سے زیادہ ہے اسی لئے سچے دوست کو بھی بھائی کہتے ہیں اور اسی لئے قرآن مجید لوگوں کو تعلیم دیتا ہے اور اس امر کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ وہ سب آپس میں سچے دوست اور بھائی ہو جائیں چنانچہ فرماتا ہے **انما المومنون اخوة** یعنی ایمان والے تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اس کے بعد فرمایا ہے **فاصلحوا بين اخويكم**

یعنی اپنے دو بھائیوں میں میل جول کرادیا کرو - اور لفظ انّما سے حصر کرنے اور ف کے ساتھ عطف کرنے اور بجائے ضمیر کے اسم ظاہر لانے سے جس قدر اس اخوۃ کی تاکید مقصود ہے وہ ظاہر ہے - اس کے بعد فرمایا ہے واتقوا اللہ (اللہ سے ڈرو) یعنی اس اخوۃ کے تمام حقوق کو ادا کرو اس کے بعد فرمایا ہے لعلکم ترحمون (تاکہ خدا کی طرف سے تم پر رحم کیا جاوے) جو شخص اس صراط مستقیم پر قائم رہے وہ بے شک دنیا اور آخرت میں خدا کی رحمت کا سزاوار ہے -

عام لوگ ہر شخص کو جس سے انکو کچھ بھی تعلق ہوتا ہے دوست یا بھائی کہدیتے ہیں حالانکہ صداقت اور اخوت ایسی عام نہیں ہے - اس موقعہ پر میں اس خط کا خلاصہ لکھنا ہوں جو میں نے اپنے سچے دوست کے نام لکھا تھا جسکو میں نے شام کے ایک شہر میں بھائی بنایا تھا - وہ یہ ہے -

میں چاہتا ہوں اس شریف لقب (الاخ الصدیق) کی نسبت جس کا اطلاق میں نے آپ پر کیا ہے آپ کو چند کلمات لکھوں - عام لوگوں کی عادت ہوگئی ہے جس شخص سے انکو اجتماعی یا تمدنی تعلقات میں سے کوئی بھی تعلق ہوتا ہے اسپر اس مقدس خطاب کا اطلاق کردیتے ہیں اگرچہ وہ تعلق کیسا ہی بودا اور غیر مستحکم ہو - اگر کسی اجتماع کا باعث اکل و شرب لہو و لعب قیل و قال ہو تو ایسے لوگوں کو اصحاب الوجوہ کہنا چاہیئے جس قوم میں کاہلی اور سستی اور بیکاری زیادہ ہوتی ہے اس میں ایسے لوگ اور اس قسم کے مجمعے کثرت سے ہوتے ہیں - اور اگر ان کے اجتماع کا سبب مالی فائدے اور تجارتی کاروبار کے شخصی تعلقات ہیں تو ایسے لوگوں کی دوستی کو تجارتی محبت کہنا چاہیئے -

جن شہروں میں آبادی زیادہ اور تجارت و صنعت حرفت کے کاروبار بکثرت ہوتے ہیں اور تمدن کا دائرہ وسیع ہوتا ہے اُن میں اس قسم کے مجمعے بہت ہوتے ہیں - مگر جبکہ انکے اجتماع کا باعث اتحاد خصائل اور توافق اخلاق ہو تو ایسے لوگوں کی محبت کو صداقت کہہ سکتے ہیں خصائل اور اخلاق کے اختلاف کے لحاظ سے اس کے بھی مختلف اقسام ہو سکتے ہیں - صداقت کا لفظ عام لوگوں کی زبانوں پر جاری ہی مگر وہ اس کے معنے نہیں سمجھ سکتے کیونکہ جس چیز پر اس کی بنیاد ہے وہ صدق ہے حاضر و غائب ظاہر و باطن قرب و بعد رنج و راحت میں اور یہ کبریت احمر سے بھی زیادہ نادر الوجود اور کمیاب ہے - اسی لئے بعض لوگوں نے صدیق کے وجود کا انکار کیا ہے ایک شاعر کہتا ہے -

سمعنا بالصدیق ولا نراہ
علی التحقیق یوجد فی الانام
واحسبہ محالا ونمقوہ
علی الوجہ المجاز من الکلام

ایک دوسرا شاعر کہتا ہے

ایقنت ان المستحیل ثلاثۃ
الغول والعنقاء والخل الوفی

جن لوگوں کی محبت اور صداقت کی بنیاد پاکیزہ خیالات اور شریف مقاصد پر ہوگی اُن کی صداقت زیادہ مستحکم اور عسیر الانحلال ہوگی - مگر ہاں صداقت پر استقلال کے ساتھ قائم رہنا حسن خلق اور تہذیب نفس پر منحصر ہے - کیونکہ جن کے اخلاق فاسد ہوتے ہیں اُن کے خیالات ایک حالت پر نہیں چھوڑتیں - ہمارے ملک میں صدہا تجارتی کمپنیاں اور صناعی کمیٹیاں قائم ہوئیں مگر فساد اخلاق نے اُن کے افراد کو متفرق اور منتشر کرکے دیکھنے والوں اور غور کرنے والوں کے لئے ایک عبرت انگیز نمونہ بنادیا - اکثر اوقات ان میں ایسی خفیف باتوں پر تنازعہ ہوا جن کی طرف کوئی عقلمند اور مہذب آدمی ہرگز التفات بھی نہیں کرتا جیسے مجلس کے صدر مقام پر بیٹھنا یا کاغذات پر مہر لگانا یا پریسیڈنٹ اور سکرٹری کا خطاب اختیار کرنا وغیرہ وغیرہ - اور یہی فساد اخلاق کا سبب ہے جس سے اس وقت مشرقی یا اسلامی اقوام میں تنازعات اور خصومات برپا ہو رہے ہیں اور وہ تنزل اور پستی کے انتہائی درجہ پر پہونچ گئے ہیں - (المنار)

ستائی ہوئی خاوندوں کی ایسوسی ایشن

ولایت میں اُن خاوندوں نے ایک ایسوسی ایشن قائم کی ہے جو اپنی بیویوں کے ہاتھوں سے سخت بیزار ہیں اور اُن سے اپنی مخلصی چاہتے ہیں - ایسی خاوند پارلیمنٹ سے حسب ذیل قانون پاس کرانا چاہتے ہیں (۱) وہ آسانیاں دور کی جائیں جس سے شراب خوار بیویاں اپنے خاوندوں کی جائیداد رہن رکھکر روپیہ حاصل کرلیتی ہیں - (۲) خاوندوں کو اختیار دیا جائے کہ جب بیوی مکان کے اندر بیہوش ہو تو اسکو فوراً قید کرلیں اور اُس ہی اسی وجہ پر علیحدگی حاصل کرسکیں (۳) تجربہ کار انسپکٹروں کو اختیار دیا جائے کہ جب خاوند اپنی بیوی کی نسبت بدمستی کی رپورٹ کرے تو مکان میں داخل ہوکر اسکی بابت دریافت کرے - (۴) بچوں کی عدم نگرانی اور تعلیم وغیرہ سے غفلت کے بارہ میں جو مقدمات قائم ہوں بیوی کے قابل الزام ہونیکی صورت میں خاوند اُن سے بری کیا جائے (۵) جب یہ ثابت ہو کہ لڑکی ماں کی بدمستی کے باعث اسکول نہیں جاتی تو اسکی ماں مستوجب سزاوار قرار دیجائے (۶) شراب خوار بیوی کے بچوں کی پرورش کے واسطے مکانات تجویز کیے جائیں جبکہ خاوند ان کی خبر لینے سے معذور رہوں - (۷) اس قانون کے پاس کرنے کا خرچ اس محاصل پر ڈالا جائے جو مسکرات کی فروخت سے حاصل کیا جاتا ہی ولایت میں شراب خواری کی ترقی کا اس سے اندازہ ہوسکتا ہی جس بدی کی ہماری مہذب لوگ خوشی اور فخر کے ساتھ تقلید کرتے ہیں -

مراسلت

جناب ایڈیٹر صاحب - السلام علیکم
میں آپ کو تکلیف دیتا ہوں کہ اس
مضمون کو اپنے اخبار مہد اشاعت اظہار
کے کالم میں جگہ دیکر ممنون فرمائیں
یہ مضمون یہاں کے بڑے پادری
رورنڈ میچل صاحب کی منشاء حسب
فرمائش ان کے بھیجا ہے تاکہ وہ
جواب دیں اور تقریب اس مضمون
کے لکھنے کی یہ ہوئی کہ یہاں کے پادری
بعض مسلمانوں کو بہکایا کرتے تھے
کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی
بائبل میں نہیں ہے - جب مجھے معلوم
ہوا تو میں نے ایک خط مشن میں بھجوایا
کہ اگر وہ بشارت سننا چاہیں تو آئیں
اور ہم سے بشارت سنیں اور ان کو نیز
کچھ عذر ہو تو بحث کریں چنانچہ ایک
پادری جون پال صاحب آئے -
میں نے استثناء ۱۸ باب کی بشارت
پیش کی اور اسپر ایک مختصر تقریر کرکے
سمجھایا کہ وہ بشارت سوائے رسول
مقبول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی
کے لئے نہیں ہو سکتی ہے - پادری
صاحب پہلے تو درمیان تقریر میں کچھ
ٹوکتے ٹوکتے رہے لیکن جب میں نے
تقریر ختم کرکے جواب طلب کیا تو
بالکل خاموش رہ کر انھوں نے کہا
کہ ہم اس کا جواب کل پادری صاحب
(یعنی بڑے پادری صاحب) سے
اجازت لے کر دیں گے اور یہ مناظرہ
عام جلسہ میں ہونا چاہیئے - میں نے
کہا اچھا آپ جائیے اور میری باتوں کو
سوچتے رہیئے گا اور جواب سے
جلد سرفراز فرمائیے گا آخر بہت
روزوں کے بعد مجھے یہ جواب ملا کہ فلاں
روز مشن اسکول واقع بڑے بازار
مونگھیر میں یہ مناظرہ ہوگا - چنانچہ میں نے
جان پال صاحب سے ایک روز قبل
مباحثہ کے شرائط مباحثہ طے کراکر
دستخط کرائے - مباحثہ کے دن دونوں
طرف کے لوگ جمع ہوئے اُس میں
عیسائیوں کی طرف سے اس شہر کے
اکثر دیسی پادری اور عیسائی اور خاص
رورنڈ میچل صاحب بھی موجود تھے اور
رورنڈ میچل صاحب یوروپین اس شہر
کے بڑے پادری ہیں - میں نے پھر
اُسی بشارت پر تقریر کرنی شروع کی
لیکن بخلاف شرائط طے شدہ اور بخلاف
آداب مناظرہ کے پادری میچل صاحب
وغیرہ نے تقریر کو ناتمام رکھنے کو کہتے
رہے اور یہ عذر پیش کیا کہ مضمون بڑا ہے
آپ تقریر کو مختصر کیجیئے - اسپر میں نے کہا
کہ اگرچہ یہ عذر آپ کا خلاف شرائط
طے شدہ اور آداب مباحثہ کے ہے تاہم
میں تقریر کو مختصر کرتا ہوں مگر اسطرح سے
کہ میں کسی پوائنٹ کو ترک نہ کروں گا
اسپر بھی وہ سب ملکر اصرار کرنے لگے
کہ نہیں آپ صرف دعوی بیان کیجئے اور
اسپر کسی قسم کی بحث نہ کیجیئے - میں نے
کہا کہ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا اور کوئی عقلمند
اس شرط کو منظور نہیں کر سکتا ہے
کیونکہ دعوی بلا دلیل پیش نہیں کیا جا سکتا
اگر آپ کو بحث کرنا منظور نہیں ہے
تو تشریف لے جائیے - آخر بہت بک
بک اور زق زق کے بعد پادری میچل
صاحب نے یہ کہا کہ یہ تقریر آپ کی
بہت طول ہے میں زبانی جواب نہیں
دے سکتا تحریر کرکے بھیجدیں تو میں
اُس کا جواب دے سکتا ہوں - اسپر
یہ تحریر لکھی گئی جو ذیل میں درج ہے
تھوڑا تھوڑا میں ہر ہفتہ میں آپ کے
اخبار میں چھپواتا رہوں گا اور یہ مضمون
پادری میچل صاحب کی خدمت میں بھیجا
گیا ہے - وھو ہذا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مضمون نمبر ۱

۱۹ / جولائے ۱۹۰۱ء - از طرف امداد حسین
احمدی -

بخدمت شریف جناب رورنڈ پادری
میچل صاحب - تسلیم! بڑے
افسوس کی بات ہے کہ باوجود اسکے
کہ ہم سے اور آپ لوگوں سے شرائط
مباحثہ طے ہو کر دونوں فریق کے
دستخط بھی ہو چکے تھے - تاہم آپ
لوگوں نے ان شرائط کی پابندی
نہیں کی - اور شرائط کو توڑ کر آپ
لوگوں نے یہ چاہا کہ حقانیت کو
چھپائیں - دیکھئے شرائط نمبر ۴ میں
لکھا ہوا ہے کہ پہلے مسلمانوں کیطرف
سے ایک شخص تقریر کرے گا کہ
یہ پیشگوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
لئے ہے نہ کہ مسیح کے لئے - اور درمیان
فریق عیسائی کو کوئی حق نہیں ہوگا
کہ کچھہ بول اُٹھے یا تقریر کو مختصر کرنے
کے لئے کہے - اور یہی حق عیسائیوں
کو بھی ان کی تقریر کے وقت ہونا لکھا
ہے - لیکن اس کے خلاف آپ لوگوں
نے تقریر میں ٹوک ٹاک کرنا شروع
کیا اور یہ کہا کہ تقریر بڑی ہے ہم
اس کا جواب نہیں دے سکتے - اور
بک بک زق زق کرکے ناحق وقت کو
ضائع کیا - خیر حسب فرمائش آپ
کے میں اپنا دعوی میں دلیل تحریر کرکے
بھیجتا ہوں - آپ اسکو غور کرکے
پڑھیں اور اگر جواب دیں تو سلسلہ وار
جواب دیں اور صرف فضول کہہ کر نہ
ٹالیں اور اگر فضول ہو تو اسکو فضول
ثابت کرکے دکھائیں - اور جواب
دینے میں ایک بات کا لحاظ رکھیں
کہ جو دعوی کریں وہ اپنی کتاب سے کریں
یعنی بائبل سے اور کچھہ عقلی دلائل
بھی اپنی کتاب سے لائیں - یعنی
بائبل سے - یہ نہیں کہ مدعی سست
و گواہ چست - ہاں یہ ضرور ہے
کہ اس کی توضیح و تشریح اپنی طرف سے
کریں اور ہمپر بھی یہی فرض ہوگا
کہ اپنی کتاب قرآن و حدیث کے
پابند رہیں - اور یہ بات شرائط
مباحثہ میں بھی طے پا چکی ہے -
نمبر ۲ - میرا دعوی یہ ہے

کہ استثنا ۱۸: ۱۵ - ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ - ۲۱ - ۲۲ - آیات کی پیشگوئی جن میں ایک مثیل موسیٰ کے آنے کی خبر ہے ہمارے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے نہ کہ مسیح کی۔ اور یہی دعویٰ قرآن مجید میں بھی موجود ہے جیسا انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا ٥ میں نے تمہاری طرف ایسا رسول تم پر شاہد بھیجا جیسا کہ میں نے فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔ اب میں پوری پیشگوئی نقل کر دیتا ہوں پھر ہر ایک آیت پر بحث کروں گا۔

استثنا ۱۸: ۱۵۔ خداوند تیرا خدا تیرے درمیان میں سے تیرے ہی بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کرے گا تم اس کی طرف کان دھریو۔ (۱۸) میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھسا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے فرماؤنگا وہ سب ان سے کہیگا ۱۹ اور ایسا ہوگا کہ کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لیکر کہیگا نہ سنے گا تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا ۲۰ لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے گا جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے ۲۱۔ اگر تو اپنے دل میں کہے کہ میں کیونکر جان لوں کہ یہ بات خدا کی کہی ہوئی نہیں ۲۲ تو جان رکھ کہ جب نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے اور جو اس نے کہا ہے واقع نہ ہو یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند نے نہیں کہی بلکہ اس نبی نے گستاخی سے کہی تو اس سے مت ڈر۔

نمبر ۲ استثنا ۱۸: ۱۵ کا جملہ "تیرے ہی درمیان میں سے" یہ علمائے مسیحی کہتے ہیں کہ اس سے صاف ثابت ہے کہ وہ نبی بنی اسرائیل میں ہوگا۔ کیونکہ بنی اسرائیل مخاطب تھے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ جملہ الحاقی ہے کیونکہ اسی آیت ۱۵ کو جو پطرس حواری نے اعمال ۳: ۲۲ میں نقل کیا ہے تو وہاں تیرے درمیان کا لفظ نہیں ہے " کیونکہ موسیٰ نے اپنے باپ دادوں سے کہا کہ خداوند جو تمہارا خدا ہے تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے ایک نبی میری مانند اٹھائے گا جو کچھ وہ تمہیں کہے اس کی سب سنیو " اور استیفان حواری نے بھی جہاں آیت کو لکھا ہے وہاں بھی یہ جملہ نہیں ہے (اعمال ۷: ۳۷) اور نسخہ اسکندریہ نوس اور واتیکانوس اور پرانا ترجمہ یونانی سپٹواجنٹ (جو الہامی مانا جاتا ہے) میں بھی یہ جملہ استثنا ۱۸: ۱۵ میں نہیں ہے۔ باقی آیندہ

الراقم

ارادت حسین احمدی اوڑینی ضلع مونگیر۔ بنگال

خبریں

حالات ایشیا۔ گورنمنٹ روس نے سلطنت عثمانیہ کو معاملات ایشیا کی طرف توجہ دلائی ہے اور تاکید کی ہے کہ ضلع کلاشین میں سرویں لوگوں کے گھروں سے اسلحہ تلاش کئے جاویں۔

پرانی یادگاریں ان یادگاروں کی حفاظت کا مسودہ کونسل کے لیجیس لیٹو ڈپارٹمنٹ کے اور نزیبل ممبران نے تیار کرایا ہے۔ اور اب اس پر بحث ہو رہی ہے چونکہ یہ ایک پیچیدہ معاملہ ہے اس لئے امید نہیں کہ چند ماہ تک کونسل کے پیش ہو سکے۔

مختلف واقعات

تعلیم خانہ داری۔ انگلستان میں لڑکیوں کو یونانی اور لاطینی زبانوں کی تعلیم کے ساتھ خانہ داری کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ بنگالی اخبار کے ایک لنڈنی نامہ نگار نے ولایت سے تحریر کیا ہے کہ پارلیمنٹ کے ایک ممبر کی صاحبزادی کے ساتھ اس تعلیم کے متعلق ان کا تذکرہ آیا تو اس نے نہایت افسوس سے بتایا کہ انگریزی اصول تو یہ ہے کہ لڑکیوں کو اعلیٰ تعلیم مدارس میں دی جائے۔ مگر یہ گھروں میں بہت بری تعلیم پا رہی ہیں۔ جس سے یہ ایسی نازک مزاج بنتی جاتی ہیں کہ ذرا بھی بار برداشت کرنے کے قابل نہیں رہیں۔ انکو ہر وقت ناچ رنگ تھیٹروں اور ڈنر پارٹیوں کی دھن لگی رہتی ہے اگر یہ گھر کیطرف متوجہ ہوں تو جلسوں کو کون رونق دے؟ بیچارے خاوندوں کو اپنی ہڈیاں توڑنی پڑتی ہیں۔ ایک دفعہ ایک مسخرے اخبار نے لکھا تھا کہ ایسی عورتیں اپنے بچوں کی پرورش ہی سے نفرت نہیں کرتیں بلکہ یہ چاہتی ہیں کہ بچے جننے کے کام میں بھی اپنے خاوندوں کو شریک کیا کریں۔ تاہم اسکاٹ لینڈ میں یہ کیفیت ہے کہ ایک دفعہ ویرتھ سکول بورڈ کے افسروں نے تجویز کی تھی کہ لڑکیوں کو چھری کانٹے چمچے وغیرہ صاف کرنے کپڑے دھونے اور گوناگوں کھانے پکانے کی ترکیبوں پر لکچر دئے جائیں۔ اور انھیں واقف کیا جائے کہ کس کس موسم میں کون کون سی چیز کس کس قیمت پر دستیاب ہو سکتی ہے۔ اور ان چیزوں کو آپس میں ملانے سے کیسے کیسے لذیذ کھانے تیار کئے جا سکتے ہیں۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ وہاں کثرت رائے سے یہ تجویز منظور ہوگئی۔ اسیر نامہ نگار مذکور۔

کہتا ہے کہ اب سر فرینس جنسو صاحب کو بہت کم مقدمات طلاق سننے کا اتفاق ہوگا۔ کیونکہ یہ بات ظاہر کر چکے ہیں کہ جو مقدمات طلاق ان کے اجلاس میں پیش ہو چکے ہیں۔ ان میں بڑی تعداد ایسے مقدمات کی تھی جن میں میاں اور بیوی کے مابین باورچیخانہ کے متعلق تخالف پیدا ہو گیا تھا۔

عیسائی عورتوں کی ترقی پہلے تو یہ عورتیں صرف کلکتہ کے تجارتی اور پارچہ دوزی کے کارخانوں میں ملازم رکھی جاتی تھیں۔ مگر اب دیگر سررشتوں میں بھی انھوں نے دخل پا لیا ہے جب سے دفتروں میں ٹائپ رائٹری کا سلسلہ شروع ہوا ہے اس کام میں عورتوں سے بخوبی امداد لی گئی ہے۔ پوسٹ آفس کلکتہ میں کئی نوجوان لیڈیاں ٹائپ رائٹری اور نقل نویسی کے کام پر مامور ہیں۔ اور اب سرکاری چھاپہ خانہ میں بھی کئی یوریشین اور ایسٹ انڈین لڑکیاں کمپازیٹری۔ پروف ریڈری۔ اور کاپی ہولڈری کا کام کر رہی ہیں۔ سیکرٹریٹ پریس بنگال میں قریباً درجن لڑکیاں پروف ریڈر اور کاپی ہولڈر موجود ہیں۔

پرندوں کی حفاظت انگلستان میں خوبصورتی کے واسطے پرندوں کے پر لباسوں اور پوشاکوں میں لگانے کا دستور یہانتک بڑھ گیا ہے کہ جو پرندے اس ملک میں اپنی تعداد میں نہیں ملتے ان کی بڑی تعداد دیگر ممالک سے منگائی جاتی ہے یہ حال دیکھکر بعض خوبصورت پرندوں کی نسلیں غائب ہونے کا یقین ہو گیا ہے۔ اس لئے انکی حفاظت کیواسطے پارلیمنٹ میں قانون کا ایک مسودہ پیش کیا گیا ہے اور اس میں پرندوں کی فہرست دی گئی ہے جنکی نسلوں کو سردست بچانا مقصود ہے۔ اور حکم دیا گیا ہے کہ اس قسم کے پرندوں کے جس شخص کی پوشاک میں لگے ہوں گے وہ مستوجب جرمانہ ہوگا۔ لیڈیوں نے اس امر کی خبر پاکر قانون مذکور کی مخالفت شروع کر دی ہے۔ انسانوں کے بھی عجیب خیال ہیں کہ اپنے دل کو خوش کرنے کے واسطے بیزبانوں کی جانیں لینے تک فرق نہیں کرتے۔ بعض بعض مقامات میں اس غرض سے بندروں کی صفائی ہو رہی ہے کہ ان کی کھالوں کی قیمتی کوٹ لیڈیوں کے واسطے تیار کیئے جاتے ہیں۔

کاشت افیون سے انکار غازیپور کے کاشتکاروں نے افیون کی کاشت کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اسمیں یہ لوگ اپنا کوئی منافع خیال نہیں کرتے حالانکہ سرکار ایک سو روپیہ خرچ کر کے دو سو روپیہ وصول کرتی ہے افسران محکمہ افیون نہایت ہی بے بس ہیں۔ کیونکہ یہ اندیشہ ہے کہ کہیں پٹنہ وغیرہ علاقوں میں بھی ایسا ہی خشک جواب نہ ملے

تمباکو نوشی کی ممانعت۔ امریکہ میں کیکے بعد دیگرے دیہات میں تمباکو نوشی کی ممانعت ہونے لگی ہے شکاگو میں کوئی شخص بلا حصول لائسنس تمباکو اور سگار فروخت نہیں کر سکتا مغربی صوبجات میں ڈاکٹروں کی سندوں کے بغیر سگار بیچنے کی ممانعت کی گئی ہے اور حکم ہے کہ پندرہ برس سے کم عمر کے بچوں کے پاس تمباکو کو کسی شکل میں فروخت نہ کیا جائے جس کے خلاف ارتکاب کرنے والا دس پونڈ سے لیکر چالیس پونڈ تک مستوجب جرمانہ خیال کیا جاتا ہے۔ شرابخواری کی طرح تمباکو نوشی کی علت بھی ترقی پذیر ہو رہی ہے۔ حتی کہ طفلان مکتب بغل میں کتابیں دبائے منہ سے دھوئیں کے غبار نکالتے جاتے ہیں۔

عمدہ قواعد گورنمنٹ پنجاب نے حکم دیا ہے کہ جو فوجی افسر بلا تحریری اجازت مالک کے گاڑیاں چھاؤنی کی حدود سے باہر لے جائیں۔ انھیں دوگنا کرایہ ادا کرنا پڑے گا۔ ملیٹری افسران کو لازم ہے کہ اپنی ضروریات کی اطلاع سول افسران کو دیں۔ ورنہ اس کا خمیازہ اٹھانے کے لئے تیار رہیں۔ سول افسران دیکھیں کہ آیا گاڑی والے کو پورا کرایہ ملا ہے یا نہیں۔ اور اگر ملیٹری افسر اس کے ادا کرنے میں چون وچرا کریں تو اپنی بابت سے ادا کر کے اعلیٰ فوجی افسروں سے بل بھیجکر منگا لیا کریں۔ یہ قواعد بہت معقول ہیں۔ اگر اسی قسم کے قواعد رسد کی نسبت بھی جاری کیئے جائیں تو بہت ہی اچھا ہو۔ دوکاندار بھی ان کے تشدد سے محفوظ رہیں۔

بندر کی یادگار۔ جبرالٹر میں ایک بڑا طاقتور اور قداور بندر ہوتا ہے جس کے ہاتھوں میں اسقدر قوت بیان کی جاتی ہے کہ وہ بندوق کی نالی کے دو ٹکڑے کر سکتا ہے چند برس ہوئے فرانسیسی قصبہ گرینوبل کی میونسپل کونسل نے اس کے مرنے پر اس کی یادگار میں بہت بڑی صرف سے اس کا ایک مسی بت استادہ کرایا تھا اس بندر کا نام شارلمین تھا نو برس ہوئے اسکو ایک افریقہ کا سیاح لایا تھا۔ اس بندر کو تمام شہر میں گشت کرنے کی پوری آزادی کیطور اجازت حاصل تھی۔ اسکو اختیار تھا کہ جس گھر میں چاہتا گھس جاتا اور جو چیز چاہتا کھا لیتا اس بندر کی توقیر کا باعث یہ تھا کہ پانچ برس ہوئے یہ ایک بچہ کو کنوئیں میں گرتے دیکھکر ایک بڑی اونچی دیوار سے کود پڑا اور اس رسی کے ذریعہ سے جو پانی بھرنے کے کام میں لائی جاتی تھی کنوئیں میں اتر گیا اور بچہ کو لئے ہوئے اسی رسی سے اوپر چڑھ آیا۔
اس بندر کو انسان خصوصاً مصیبت زدہ انسان سے بڑی ہمدردی تھی وہ گھنٹوں بچوں کے ہسپتال میں بیٹھا ہوا بچوں سے کھیلا اور انکا دل بہلایا کرتا تھا۔ بچوں سے اسکو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

عوام سے سالانہ ۔ خواص اور معاونین سے ۔ ہندوستان سے باہر کے لئے

ایڈیٹر یعقوب علی تراب ...... احمدی

الحکم

جمادی الاولیٰ ۱۳۱۹

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

جلد ۵	دار الامان قادیان ۲۴ اگست سنہ ۱۹۰۱ء	نمبر ۳۲

کلمات طیبات

حضرت امام الزمان مسیح الرحمٰن

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۳۱ جلد ۵

سورۃ الفاتحہ یہ جو **قرآن** شریف کا باریک نقشہ ہے، اور ام الکتاب بھی جس کا نام ہے خوب غور کرو کہ اس اجمال کے ساتھ قرآن کریم کے تمام معارف درج ہیں چنانچہ **الحمد للہ** سے اس کو شروع کیا گیا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ تمام محامد اللہ ہی کے لیے ہیں اس میں یہ تعلیم ہے کہ تمام منافع اور تمدنی زندگی کی ساری بہبودگیاں اللہ ہی کی طرف سے آتی ہیں کیونکہ ہر قسم کی ستائش کا سزاوار جب کہ وہی ہے تو معطی حقیقی بھی وہی ہو سکتا ہے، ورنہ لازم آئے گا کہ کسی قسم کی تعریف و ستائش کا مستحق وہ نہیں بھی ہے۔ جو کفر کی بات ہے،

الحمد للہ میں کیسی توحید کی جامع تعلیم پائی جاتی ہے جو انسان کو دنیا کی تمام چیزوں کی معبودیت اور بالذات نفع رساں ہونے کی طرف سے ہٹاتی ہے اور واضح اور بیّن طور پر یہ ذہن نشین کرتی ہے کہ ہر نفع اور سود حقیقی اور ذاتی طور پر خدا تعالیٰ کی ہی طرف سے آتا ہے کیونکہ تمام محامد اسی کے لئے سزاوار ہیں۔ پس ہر نفع اور سود میں خدا تعالیٰ ہی کو مقدم کرو۔ اس کے سوا کوئی کام آنے والا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی **رضا** کے اگر خلاف ہو تو اولاد بھی دشمن ہو سکتی ہے اور ہو جاتی ہے پھر اسی **سورہ فاتحہ** میں اس **خدا** کا نقشہ دکھایا گیا ہے جو قرآن شریف منوانا چاہتا ہے اور جسکو وہ دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ چنانچہ اس کی **چار صفات** کو ترتیب وار بیان کیا ہے جو **امہات الصفات** کہلاتی ہیں جیسے سورہ فاتحہ ام الکتاب ہے ویسے ہی جو صفات اللہ تعالیٰ کی اس میں بیان کی گئی ہیں وہ بھی ام الصفات ہی ہیں اور وہ یہ ہیں

رَبِّ الْعٰلَمِیْن

الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ

ان صفات اربعہ پر غور کرنے سے خدا تعالیٰ کا گویا چہرہ نظر آجاتا ہے۔ **ربوبیت** کا فیضان بہت ہی وسیع اور عام ہے اور اس میں کل مخلوق کی کل حالتوں میں تربیت اور اس کی تکمیل کے تکفل کی طرف اشارہ ہے۔ غور تو کرو جب انسان اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر سوچتا ہے تو اس کی امید کس قدر وسیع ہو جاتی ہے اور پھر **رحمانیت** یہ ہے کہ بدون کسی عمل عامل کے ان اسباب کو مہیا کرتا ہے جو بقائے وجود کے لئے ضروری ہیں دیکھو چاند سورج ہوا پانی وغیرہ بدون ہماری دعا اور التجا کے اور بغیر ہمارے کسی عمل اور فعل کے اس نے ہمارے وجود کے بقا کے لئے کام میں لگا رکھے ہیں اور پھر **رحیمیت** یہ ہے کہ اعمال کو ضائع نہ کرے۔ اور **مالک یوم الدین** کا تقاضا یہ ہے کہ بامراد کردے جیسے ایک شخص امتحان کے لئے

بہت محنت سے طیاری کرتا ہے مگر امتحان میں دو چار نمبروں کی کمی رہ جاتی ہے تو دنیوی نظام اور سلسلہ میں تو اس کا لحاظ نہیں کرتے اور اس کو گرا دیتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی **رحیمیت** اس کی پردہ پوشی فرماتی ہے اور اسکو پاس کرا دیتی ہے۔ **رحیمیت** میں ایک قسم کی پردہ پوشی مخفی ہوتی ہے۔ **عیسائیوں کا خدا** ذرا بھی پردہ پوش نہیں ہے ورنہ **کفارہ** کی کیا ضرورت رہتی ایسا ہی **آریوں** کا **خدا** نہ رب ہے نہ رحمان ہے کیونکہ وہ تو بلا مزد اور بلا عمل کچھ بھی کسیکو عطا نہیں کر سکتا۔ یہانتک کہ **ویدوں** کے اصول کے موافق گناہ کرنا بھی ضروری معلوم دیتا ہے مثلاً ایک شخصکو اگر کسی اُس کے عمل کے معاوضہ میں گائے کا دودھ دینا مطلوب ہے تو بالمقابل یہ بھی ضرور ہے کہ کوئی برہمنی (اگر یہ روایت صحیح ہو) زنا کرے تا کہ اس فسق و فحش کے بدلہ میں وہ گائے کی جون میں جائے اور اس عامل کو دودھ پلائے خواہ وہ اُس کا خاوند ہی کیوں نہ ہو۔ غرض جب تک ایسا سلسلہ نہ ہوگا کوئی عامل اپنے عمل کی جزا ویدک ایشر کے خزانہ سے پا نہیں سکتا کیونکہ اس کا سارا سلسلہ جوڑ توڑ ہی سے چلتا ہے مگر **اسلام** نے وہ **خدا** پیش کیا ہے جو جمیع محامد کا سزاوار ہے اس لئے معطی حقیقی ہے۔ وہ **رحمٰن** ہے بدوں عمل عامل کے اپنا فضل کرتا ہے پھر **مالکیت یوم الدین** جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے **بامراد** کرتی ہے دنیا کی گورنمنٹ کبھی اس امر کا ٹھیکہ نہیں لے سکتی کہ ہر ایک بی اے پاس کرنیوالیکو ضرور نوکری دے گی۔ مگر خدا تعالیٰ کی گورنمنٹ کامل گورنمنٹ اور لا انتہا خزائن کی مالک ہے اُس کے حضور کوئی کمی نہیں۔ کوئی عمل کرنے والا ہو وہ سب کو فائز المرام کرتا ہے۔ اور نیکیوں اور حسنات کے مقابلہ میں بعض ضعفوں اور سستیوں کی پردہ پوشی بھی فرماتا ہے۔ وہ **توّاب**

بھی ہے اور **ستّار** بھی ہے اللہ تعالیٰ کو ہزار ہا عیب اپنے بندوں کے معلوم ہوتے ہیں مگر وہ ظاہر نہیں کرتا۔ ہاں **ایک وقت** ایسا آجاتا ہے کہ بیباک ہو کر انسان اپنے عیبوں میں ترقی پر ترقی کرتا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی حیا اور پردہ پوشی سے نفع نہیں اُٹھاتا بلکہ دہریت کی رگ اُس میں زور پکڑتی جاتی ہے تب خدا تعالیٰ کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ اس بیباک کو چھوڑا جاوے اس لئے وہ ذلیل کیا جاتا ہے۔

مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی کو **محمد حسین** کی نسبت **الہام** ہوا کہ اس میں کوئی عیب ہے اُس نے چاہا کہ وہ ظاہر کر دیں مگر انھوں نے یہی کہا کہ اللہ تعالیٰ کی حیا مانع ہے۔ پھر انھوں نے اس کی نسبت ایک **رؤیا** میں دیکھا کہ اس کے کپڑے پھٹ گئے ہیں چنانچہ اب وہ رؤیا پوری ہوگئی۔

غرض میرا **مطلب** تو صرف یہ تھا کہ رحیمیت میں ایک خاصہ پردہ پوشی کا بھی ہے مگر اس پردہ پوشی سے پہلے یہ بھی ضروری ہے کہ کوئی عمل ہو اور اس عمل کے متعلق اگر کوئی کمی یا نقص رہ جاوے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحیمیت سے اُسکی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ رحمانیت اور رحیمیت میں فرق یہ ہے کہ رحمانیت میں فعل اور عمل کو کوئی دخل نہیں ہوتا مگر رحیمیت میں فعل و عمل کو دخل ہے لیکن کمزوری بھی ساتھ ہی ہے۔ خدا کا رحم چاہتا ہے کہ پردہ پوشی کرے اسی طرح مالک یوم الدین وہ ہے کہ اصل مقصد کو پورا کرے۔ خوب یاد رکھو کہ یہ **اُمہات الصفات** جانی طور پر

خدانما تصویر ہیں

انپر غور کرتے ہی معاً خدا سامنے ہوجاتا ہے

اور **روح** ایک لذت کے ساتھ اُچھل کر اُس کے سامنے سربسجود ہو جاتی ہے

چنانچہ **الحمد للہ** سے جو شروع کیا گیا تھا تو غائب کی صورت میں ذکر کیا ہے لیکن ان صفات اربعہ کے بیان کے بعد معاً صورت بیان تبدیل ہوگئی ہے کیونکہ ان صفات نے خدا کو سامنے حاضر کر دیا ہے اس لئے حق تھا اور فصاحت کا تقاضا تھا کہ اب غائب نہ رہے بلکہ حاضر کی صورت اختیار کی جاوے پس اس دائرہ کی تکمیل کے تقاضا نے مخاطب کی طرف منہ پھیرا اور

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ

کہا

یاد رکھنا چاہیئے کہ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ میں کوئی فاصلہ نہیں ہے ہاں اِیَّاکَ نَعۡبُدُ میں ایک قسم کا تقدم زمانی ہے کیونکہ جس حال میں محض اپنی رحمانیت سے بغیر ہماری **دُعا** اور درخواست کے ہمیں انسان بنایا اور انواع و اقسام کی قوتیں اور نعمتیں عطا فرمائیں اسوقت ہماری دعا نہ تھی بلکہ محض اُسکا فضل ہمارے شامل حال تھا۔ اور یہی تقدم ہے۔

میں پھر بیان کرتا ہوں اور یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ رحم دو قسم کا ہوتا ہے اوّل **رحمانیت** دوسرا **رحیمیت** کے نام سے موسوم ہے رحمانیت تو ایسا فیضان ہے کہ جو ہمارے وجود اور ہستی سے بھی پہلے شروع ہوا مثلاً اللہ تعالیٰ نے ہمارے وجود سے پیشتر ہی زمین و آسمان چاند و سورج اور دیگر اشیاء ارضی و سماوی پیدا کی ہیں جو سب کی سب ہمارے کام آنے والی ہیں اور کام آتی ہیں دوسرے حیوانات بھی ان سے فائدہ اُٹھاتے ہیں مگر وہ جب کہ بجائے خود انسان ہی کے لئے مفید ہیں اور انسان ہی کے کام آتے ہیں تو گویا مجموعی طور پر انسان ہی ان سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔ دیکھو جسمانی امور میں کیسی اعلیٰ درجہ کی غذائیں کھاتا ہے اعلیٰ درجہ کا گوشت انسان کیلئے ہے

ٹکڑے اور ہڈیاں کتوں کے واسطے جسمانی طور پر تو کسی حد تک حیوان بھی شریک ہیں مگر روحانی لذات میں جانور شریک نہیں ہیں پس یہ دو قسم کی رحمتیں ہیں ایک وہ جو ہمارے وجود سے پہلے ہی عطا ہوئی ہیں اور دوسری وہ جو رحیمیت کی شان کے متوئے ہیں اور وہ **دعا** کے بعد پیدا ہوتے ہیں اور ان میں ایک فعل کی ضرورت ہوتی ہے۔

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس امر کو بیان کر دیا جائے کہ قانون قدرت میں ہمیشہ دعا کا تعلق ہے آج کل کے **نیچری** طبع لوگ جو علوم حقہ سے محض بے خبر اور ناواقف ہیں اور ان کی ساری تگ و دو کا نتیجہ یورپ کے طرز معاشرت کی نقل اُتارنا ہے **دعا** کو ایک بدعت سمجھتے ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ **دعا** کے تعلق پر کچھ مختصر سی بحث کی جاوے۔

دیکھو ایک بچہ جب بھوک سے بیتاب اور بے قرار ہو کر دودھ کے لئے چلاتا ہے اور چیختا ہے تو ماں کی پستان میں دودھ جوش مار کر آ جاتا ہے حالانکہ بچہ تو دعا کا نام بھی نہیں جانتا لیکن یہ کیا سبب ہے کہ اس کی چیخیں دودھ کو جذب کر لاتی ہیں یہ ایک ایسا امر ہے کہ عموماً ہر ایک صاحب کو اس کا تجربہ ہے بعض اوقات ایسا دیکھا گیا ہے کہ مائیں اپنی چھاتیوں میں دودھ کو محسوس بھی نہیں کرتی ہیں اور بسا اوقات ہوتا بھی نہیں لیکن جونہی بچہ کی دردناک چیخ کان میں پہونچی فوراً دودھ اُتر آیا ہے جیسے بچہ کی ان چیخوں کو دودھ کے جذب اور کشش کے ساتھ ایک علاقہ ہے میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری چلاہٹ ایسی ہی اضطراری ہو تو وہ اُس کے فضل اور رحمت کو جوش دلاتی ہے اور اسکو کھینچ لاتی ہے اور یہ **میں اپنے تجربہ کی بنا پر** کہتا ہوں کہ خدا کے فضل اور رحمت کو جو قبولیت دعا کی صورت میں آتا ہے اپنی طرف کھینچتے ہوئے محسوس کیا ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ دیکھا ہے۔ ہاں آج کل کے زمانہ کے تاریک دماغ فلاسفر اسکو محسوس نہ کر سکیں یا نہ دیکھ سکیں **تو یہ صداقت دنیا سے اٹھ نہیں سکتی** اور خصوصاً ایسی حالت میں جب کہ **میں قبولیت دعا کا نمونہ دکھانے کے لئے ہر وقت طیار ہوں**

(باقی آئندہ)

خدا
کی باتیں ہی سچی ہوتی ہیں

ناظرین کو یاد ہو گا کہ جب یوسف نامی ایک شخص میرٹھ کا پٹھان عیسائی ہوا تھا اس وقت حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود نے ایک اشتہار کے ذریعہ ظاہر کیا تھا جو **خشک ٹہنیاں ہیں وہ مجھ سے کاٹی جاویں گی** خدا کے برگزیدہ کے منہ سے نکلی ہوئی باتیں جو آسمانی اشارہ سے اُس نے لکھی تھیں بہرحال پوری ہونی ہی تھیں مگر افسوس اور واویلا اُس پر جو اس کا مصداق ہوا۔ کسی کا ہدایت کے بعد گمراہ ہونا بہت بڑی شقاوت کا نشان اور اہل نظر کے لئے عبرت اور خوف کا مقام ہے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ.

چنانچہ ہم ناظرین کی اطلاع کے لئے شائع کرتے ہیں کہ اس پیشگوئی کے موافق **نبی بخش** نمبردار بٹالہ **حضرت اقدس کے سلسلہ عالیہ** احمدیہ سے عضو ماؤف کیطرح الگ کیا گیا ہے اب یہ شخص اپنے دوسرے غزنوی یا بوپڑی بھائیوں کیطرح اس سلسلہ حقہ کا دشمن اور مخالف ہے اس لئے ایسے کذاب اور مفتری کے ساتھ **احمدی قوم** کا کوئی ممبر تعلق نہ رکھے اور اس کی منافقانہ چالوں سے آگاہ رہے یہ چند سطریں صرف اعلان عام کے لئے لکھی جاتی ہیں اور عنقریب ایک مفصل مضمون اس کے شائع کردہ رسالوں پر شائع کیا جاویگا اگرچہ یہ شخص اور اس کے رسائل اس قابل نہیں ہیں کہ ان پر التفات کی جائے مگر محض خلق اللہ پر ترحم کرکے حضرت مولانا عبد الکریم صاحب نے حضرت اقدس علیہ السلام کے ایما سے ارادہ فرمایا ہے کہ اسکی حقیقت کو طشت از بام کیا جاوے بہرحال اسوقت اس سے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں کہ حضرت اقدس اور آپ کی جماعت سے اس شخص کا کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ مفتری علی اللہ احمدی قوم کے ساتھ کسی قسم کا تعلق رکھنے کے قابل نہیں ہے لہذا احمدی قوم آگاہ رہے اس سے درحقیقت ہمارے سلسلہ عالیہ کو کوئی مضرت نہیں پہونچ سکتی بلکہ انبیاء علیہم السلام کی تمام سنتیں اسکو حق میں پوری ہو کر اسکی راستی پر مہر کرتی ہیں۔ یہ خدا کی مستمرہ عادت رہی ہے کہ دل کے ناپاک ایک وقت میں راستبازوں سے الگ کر دئے جاتے ہیں۔ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّنَا مَفْعُوْلًا۔

بقیہ مضمون

مراسلت

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۳۱ جلد ۹

نمبر ۹ تیسرے موسیٰ نے خدائے واحد کی پرستش کی تعلیم فرمائی (استثنا ۵: ۷ سے ۹ تک اور استثنا ۶: ۴) میرے آگے تیرا کوئی دوسرا خدا نہ ہووے۔ سن لے اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا اکیلا خداوند ہے"۔ بخلاف مسیح کے کہ انھوں نے (بقول آپ کے) تثلیث بنائی۔ اور استثنا ۱۳ باب میں سوائے اس خدا کے جسکو باپ دادوں نے جانا دوسرے کی پرستش کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جسطرح خدا کو باپ دادوں نے جانا اس میں تثلیث نہیں تھی۔ مسٹر گلبرٹ انالیس اور ٹیکل کی شرح کے صفحہ ۲۴ و ۳۴ میں فرماتے ہیں۔ تثلیث کو عقلی دلائل سے ثابت کرنا محض بیفائدہ کوشش ہے۔ اسلئے ہم قبول کرتے ہیں کہ اسبات کا ہمکو خیال ہرگز نہیں ہوتا اگر انجیل ہمپر ظاہر نہیں کرتی۔ الغرض موسیٰ نے خدا کے واحد کی پرستش کی تعلیم فرمائی اور بھی جتنے نبی آتے گئے سب خدا کو واحد ہی بتاتے رہے بخلاف مسیح کے کہ انھوں نے تثلیث کی تعلیم فرمائی۔ پس مسیح موسیٰ کے مثیل نہیں ہو سکتے۔

نمبر ۱۰۔ چوتھے مسیح تابع موسیٰ کے تھے (متی ۲۳: ۲) فقیہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ (۳) اسلئے وہ جو تمھیں ماننے کو کہیں مانو اور عمل میں لاؤ لیکن اُن کے سے کام نہ کرو کیونکہ وہ کہتے ہیں پر کرتے نہیں۔ دیکھئے جسطرح اور نبی جو موسیٰ کے بعد آئے توریت پر عمل کرنے کو کہتے رہے اور توریت کے تابع رہنے کو تاکید کرتے رہے اسیطرح مسیح نے کہا۔ پس بطبع اپنے سلطان کا مثیل اور برابر نہیں ہو سکتا۔

نمبر ۱۱۔ اب میں اسبات کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ اُس مماثلت کی تردید کروں جو علمائے مسیحی یسوع اور موسیٰ میں بیان کرتے ہیں۔

(۱) موسیٰ کلیم اللہ تھا اور عیسیٰ کلمۃ اللہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ عیسائی علما ک ا ل ل اور م سے مماثلت سمجھتے ہیں؟ کلمہ کے معنے (جیسا آپ لوگ بیان کرتے ہیں) اگر خدا کے ہیں تو کیا خدا اور موسیٰ مثیل ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ لیکن حق یہ ہے کہ کلمہ کے معنے خدا کے آپ زبردستی بیان کرتے ہیں۔ اور یوحنا باب اول میں جو کلمہ کا لفظ آیا ہے۔ اُس سے مراد کلام الٰہی ہے یعنی انجیل وغیرہ۔

(۲) موسیٰ خدا اور انسان کا درمیانی ہے اور ایسا ہی مسیح"۔ خوب! ایسی ہی مماثلت ہے تو وہ مثیل ثابت ہو لئے۔ لیکن آخر کیا کریں جب کوئی دلیل نہیں ملتی تو ادھر ادھر بہکے پھرتے ہیں۔ خدا اور بندہ کا درمیانی تو ہر ایک نبی ہوا کرتا ہے۔ اس میں مسیح کی کیا خصوصیت ہے۔ اور وہ تو خود خدا ہے پھر درمیانی کیا؟

(۳) موسیٰ نے بنی اسرائیل کو زمین مصر سے نکالا اور انکو فرعون کی غلامی سے آزاد کیا۔ مسیح ایمانداروں کو ابلیس کی غلامی سے آزاد کرتا اور گناہوں کے مصر سے نکال کر حیات اور راحت اور اطمینان قلب کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ صرف اعتقادی بات پیش کر دی کہ یسوع ہی کب شیطان کی غلامی سے آزاد ہوے۔ شیطان کے کہنے پر شیطان کے ساتھ چلے گئے۔ حواری بھی مسیح سے لعنت ملامت سنتے رہے۔ پولوس نے پطرس پر لعنت کی۔ پولوس کو بھی شیطان رکھے رہا۔ لوتھر مقدس کو شیطان تنگ کرتا رہا اور کتھراین بی بی سے بھی زیادہ حملہ کرتا رہا۔ کل عیسائیوں کو روحِ کیتھلک بنا کر نیست کیا تا رہا۔ موسیٰ نے جسمانی طور پر خدا کے دشمنوں فرعون اور فرعون کی ہمراہیوں کو غارت کر کے مظفر و منصور بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لایا نہ کہ صرف خیالی طور پر۔

(۴) موسیٰ بنی اسرائیل کو کوہ سینا کے بیابان میں لے گئے تاکہ اُن کو زمین موعود تک پہونچا دیں۔ مسیح ایمانداروں کو اس جہان کے جنگل سے لیجاتا ہے تاکہ اُس اعلیٰ درجہ کی چراگاہ تک پہونچا دے۔ یہاں بھی وہی اعتقادی بات ہے جسکا کوئی ثبوت نہیں پیش کیا گیا ہے۔ بلکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جسطرح موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو کوہ سینا کی بیابان میں لے گئے تھے تاکہ زمین موعود تک پہونچا دیں آخر اُن کے خلیفہ نے زمین موعود تک پہنچایا اسی طرح اپنے صحابہ کو مدد (فاران) سے مدینہ (راہ) کے بیابان میں لایا تاکہ زمین موعود تک پہنچا دیں۔ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثها عبادی الصالحون۔ (زبور ۳۷) ایسا ہی اُن کے خلیفہ نے زمین موعود یعنی شام میں پہونچایا اور قرآن اور زبور کا وعدہ پورا ہوا اور اب تک پورا ہوتا آیا اور پورا ہوتا رہیگا۔

(۵) موسیٰ اور اس کا گروہ خدا کے دشمنوں سے لڑا اور پھر جب مسیح آئیگا تو ایسا ہی کریگا۔ ابھی تک آپ لوگ مسیح کی انتظاری میں ہیں اور معلوم نہیں کہ یہ پیشگوئی جھوٹی بھی ہو چکی۔ کیونکہ مسیح نے اپنی نسبت وعدہ کیا تھا کہ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جب تک یہ سب ہو نہ لے یہ پشت کبھی نہ گذریگی (لوقا ۲۱: ۳۲) چنانچہ کل حواریوں نے بھی سمجھ لیا کہ مسیح اتنی جلد آئیگا کہ ہم سب اُسکو دیکھ لیں گے۔ تو یہ کیسا جھوٹ ہوا۔ علاوہ اس کے مکاشفات ۲: ۱۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ مُنہ کی دو دھاری تلوار سے لڑیگا کیسی عجیب مماثلت ہے۔

نمبر ۱۲ اب میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام کی مماثلت بیان کرتا ہوں۔

(۱) موسیٰ علیہ السلام کسی نبی کے ماتحت نہ تھے ویسے ہی محمد صلے اللہ علیہ وسلم جیسا کہ قرآن شریف سے ظاہر ہے۔ فاحکم بینهم بما انزل الله ولا تتبع اهواءهم عما جاءك من الحق پس حکم کر اُن میں جو کچھ اُتارا اللہ نے اور مت پیروی کر اُن کی خواہش کی چھوڑ کر راہ حق کو جو تیرے پاس آئی ہے۔ بخلاف مسیح کے کہ وہ ماتحت تھے (متی ۲۳: ۲ و ۳)

(۲) موسیٰ کی شریعت میں ظاہری اور باطنی دونوں احکام ہیں ویسا ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں۔ باقی آئندہ

(امام حسین احمدی اوریٹی)

بقیہ مضمون

مکتوب

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۳۱ جلد ۵

سچ تو یہ ہے کہ جسکو خدا تعالیٰ گمراہ کرے اُسکو کون ہدایت دیوے اگر میاں فضل الرحمٰن میں کچھ قبولیت اور برکت ہے تو وہ کیوں مقابلہ کے لئے میدان میں نہیں آتے بہرحال جب اشتہار وجودیوں کے نام چھپیں گے تو انشاء اللہ تعالےٰ ایک پرچہ فضل الرحمٰن کے نام بھی روانہ کیا جاوے گا وجودی بُرا مانیں یا بھلا مانیں ہمارا منشا ہے کہ ان کو چاہ ضلالت سے باہر نکالیں اور جس خدا کو ابھی انھوں نے شناخت نہیں کیا اُس کی طرف رجوع دلادیں ان ھٰؤلاءِ متبر ما ھم فیہ وباطل ما کانوا یعملون۔

قولہ کیوں صاحب دیانند میں کیا مناسبت تھی جسکو آپ خرچ دیکر بلاتے تھے۔

اقول واے بریں عقل و دانش کیا دیانند کو کسی فیض حاصل کرنے کے لئے بُلایا گیا تھا اسپر اتمام حجت منظور تھی مگر آپ کے پہلے طمع اور منافقانہ خطوں سے فیض پانے کی درخواست پائی جاتی تھی سو اُسپر لکھا گیا تھا کہ تم میں مرض الحاد وارتداد لگا ہوا ہے فیض پانے کی تم میں مناسبت نہیں ہے لیکن اب ہم نے آپکو دوسری صورت پر پاکر اور دیانند کا قائمقام سمجھکر آپ کی درخواست کو قبول کرلیا ہے اب دیکھتے ہیں کہ آپ آجاتے ہیں یا وجودیکی روباہ بازی آپ پر غالب آکر اس ارادہ سے آپ کو باز رکھتی ہے اور نیز یاد رہے کہ دیانند اگرچہ کافر تھا مگر آپ کے الحاد سے ایک گونہ اُس کا کفر جزو فضیلت کی رکھتا تھا کیوں کہ وجودی نہیں تھا اور اور اپنی قوم کے وجودیوں کو نہایت نابکار اور پلید فرقہ خیال کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اگر انسان پرمیشر ہے تو تعجب ہی کہ وہی پرمیشر پاپ کرے اور سزا پاوے دیکھو ستیارتھ پرکاش۔

قولہ میں نے سُنا ہے کہ دیانند گئے تھے اُسنے بھی حیلہ کردیا تھا اور کچھ نہ دکھایا تھا جھوٹ کتاب میں لکھدیا کہ دیانند کو خرچ دینے کا وعدہ بھی کیا مگر وہ نہ آیا۔

اقول لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ اگر آپ ایسے ایسے افترا نہ کریں تو کیونکر ثابت ہو کہ وجودی درپردہ دشمن خدا اور رسول ہیں کیوں صاحب اگر آپ اس دعویٰ میں جھوٹے نکلے تو آپ کو کیا سزا دینی چاہیئے۔ میرے پاس دیانند کا دستخطی انکاری خط اب تک موجود ہے جو صندوق میں بحفاظت رکھا ہوا ہے اور قادیان کے آریوں سے بھی آپ حلفاً دریافت کرسکتے ہیں اگرچہ وہ آپ کیطرح دشمن دین ہیں مگر دشمن راستی کو کہاں تک چھپائے گا۔ قادیان کے وجودی خدا اور رسول کو علانیہ گالیاں دیتے ہیں اور قرآن شریف سے ٹھٹھا کرتے ہیں مگر آپ نے ابھی ابتدا شروع کی ہے کیوں نہ ہو وجودی جو ہوے وجودی شتر پردوں کے اندر شناخت کیا جاتا ہے۔ قاتلھم اللہ انی یؤفکون

قولہ کیوں ایسا کہا جس کا ثابت کرنا اپنے اختیار میں نہیں۔

اقول اے بے شرم ایسا دعویٰ کس نے کیا جس کا ثبوت اختیار کے باہر ہو ہم نے تو وہ دعویٰ کیا جو آفتاب کی طرح روشنی دکھلا رہا ہے محبان خدا اور رسول کبھی ذلیل نہیں ہوتے اور نہ وہ جھوٹے دعوے کرتے ہیں وہی آخر فتح پاتے ہیں کیونکہ ہر میدان میں خدا تعالیٰ اُن کے ساتھ ہوتا ہے۔ ان حزب اللہ ھم الغالبون

قولہ آنراکہ خبر شد خبرش باز نیامد۔

اقول قال اللہ تعالیٰ۔ الشعراء یتبعھم الغاوون اس زمانہ کے جاہل یہ خیال کرتے ہیں کہ اپنے تئیں ظاہر کرنا منافی شان ولایت ہے ان کے نزدیک ولی وہی ہے کہ جو خبرش باز نیامد کا مصداق ہو۔ لیکن اصل حقیقت وہ ہے جو ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ مردان کامل پر لازم و واجب کیا جاتا ہے کہ اپنے تئیں ظاہر کریں۔ وہ اظہار کے لئے مامور ہوتے ہیں جیسے دوسرے اخفا کے لئے اسی وجہ سے انبیا و رسول اپنے تئیں ظاہر کرتے رہتے ہیں اور جو لوگ بوجہ عظمت قربت نبیوں اور رسولوں کے حکم میں اور انھیں کے قائم مقام اور انھیں کی قوتیں اپنے اندر رکھتے ہیں وہ عورتوں کی طرح چھُپکر نہیں رہتے کیونکہ وہ روحانی طور پر جنگی مرد ہیں ہاں جو ایسے عابد اور زاہد ہیں جو مخنث کے حکم میں ہیں اُن کو چاہیئے کہ برقعہ پہنکر بیٹھیں اور نہ یاد رکھیں کہ ولایت سلب ہو جائیگی اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ حضرت شیخ سعدی کے مصراع مذکورہ بالا سے مطلب ہی اور ہے جسکو نادان وجودی نہیں سمجھتے اور وہ یہ ہے کہ جو باطنی تعلقات اولیاء اللہ کو اللہ جل شانہ سے ہوتے ہیں اُن تعلقات سے کسیکو کچھ خبر نہیں ہوتی وہ اپنے رب جلیل سے ایک ایسی نسبت رکھتے ہیں کہ انسان تو کیا فرشتوں کو بھی اسپر اطلاع نہیں ہوتی ہاں ہر ایک صاحب بصیرت حسب استعداد خود انکی ظاہری استقامت و برکات سے انکی عظمت کا قائل ہوتا ہے مگر وہ لوگ بوجہ اُس راز دقیق کے جو انکو خدا تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے گم کے حکم میں ہیں۔ تحسبھم ایقاظا وھم رقود وہ خلق اللہ سے ہر وقت دور ہوتے ہیں اسی وجہ سے انکی اندرونی حالت میں تصرف کرنا اور اُن کے اخلاق اور افعال اور اطوار کی نسبت کوئی راے لگانا ایک معمولی حالت کے انسان کا کام نہیں ورنہ ہلاک ہو جاے گا۔ چوبیت المقدس درون پر ز تاب رہا کردہ دیوار بیرون خراب۔

قولہ آپ لکھتے ہیں کہ شیخ عبد القادر گو بہر میرے طریق اور قدم میں مناسبت ہے مگر یہ بھی مثل دعوے تجدیدیت و الہامیت دعویٰ بے دلیل ہے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

اقول میں آپ چیز کہہ مرتبہ اسی خط میں واضح کرچکا ہوں کہ مجددیت اور الہامیت کا دعویٰ بے دلیل نہیں۔ بلکہ میں نے اتمام حجت کو اس کمال تک پہونچا دیا ہے کہ اسکی نظیر ملنا

عمرالدین

مشکل ہے کوئی سال ایسا نہیں گذرتا کہ جس میں کوئی الہامی پیشگوئی پوری نہ ہو مخالفوں پر حجت نہ ہو دشمن بھاگتے چلے جاتے ہیں مخالفوں پر سخت رعب پڑ رہا ہے اور انوار الٰہی دن رات بلکہ ہر طرفۃ العین میں برابر نازل ہو رہے ہیں مگر جو دل کے اندھے اور ختم اللہ علی قلوبھم کے مصداق ہیں وہ کیونکر اُن نوروں کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ ان شر الدواب عند اللہ الصم البکم الذین لا یعقلون لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم اذان لا یسمعون بھا اولئک کالانعام بل ھم اضل اولئک ھم الغافلون۔

رہا آپ کا قول کہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ پس سچ تو یہ ہے کہ میں اور میرا برادر صالح شیخ عبد القادر ہم دونوں خاک ہی ہیں مگر الحمد للہ والمنۃ کہ تجلیات الٰہیہ نے اس مشت خاک پر بڑے بڑے کام کیے ہیں اب اگر ایک دجودی نادان ان تجلیات کو دیکھ نہ سکے تو کیا حرج اور کیا نقصان۔ قال اللہ تعالے وتفدس ینظرون الیک وھم لا یبصرون۔ بہرحال ہمکو ایسے اقوال پر اختلال سے کچھ رنج نہیں عوام الناس جو لکیر کے طور پر اولیاء اور صلحا کی تعظیم کرتے ہیں نہ تحقیق کے طور پر وہ ہمیشہ سے اور قدیم سے ایسے ایسے الفاظ جدید الظہور اولیا اور انبیا کی نسبت کہتے چلے آئے ہیں جیسا کہ قرآن شریف ان کے خیالات و مقالات کا شاہد ہے وما ظلمونا ولکن کانوا انفسھم یظلمون۔

قولہ حضرت غوث الثقلین کے دعوی کو تو کل اولیاء اللہ نے مان لیا تھا مگر آپکے دعوے کو تو کوئی نہیں مانتا۔

اقول اسے بے خبر مجھ پر بھی ظاہر ہوا ہے کہ صفحہ زمین کے کل اولیاء اللہ نے مجھے مان لیا ہے ہاں خبیثوں اور بے ایمانوں نے نہیں مانا وما تغنی الایات والنذر عن قوم لا یومنون۔ اللہ جل شانہ نے مجھے خبر دی ہے کہ یصلون علیک صلحاء العرب وابدال الشام وتصلی علیک الارض والسماء ویحمدک اللہ من عرشہ۔ ہاں غوث اور قطب وقت میرے پر کشوف کیے گئے ہیں جو میری عظمت مرتبت پر ایمان لائے ہیں اور لائیں گے اور مجھے خدا تعالیٰ نے اپنے اس الہام سے خبر دی ہے کہ انی رافعک الیّ جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی وہ جہنمی ہے اور مجھے خداوند کریم سے وہ نسبت ہے کہ اگر مجھ پر کامل طور پر کھل جاتا کہ اسی درجہ کی نسبت شیخ عبد القادر کو بھی حاصل ہے تو میں اُن کی تعظیم کرتا اور اب بھی کرتا ہوں کیونکہ اجمالی طور پر مجھے اپنے درجہ سے اُن کی مناسبت پائی ہے۔ وقد استخلفنی اللہ کما استخلف الذین من قبلی وقال انی جاعلک للناس اماما۔ وقال انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی وقال انت منی وانا منک سرک سری وقال انت معی وانا معک اینما تولوا فثم وجہ اللہ وقال انت منی بمنزلۃ لا یعلمھا الخلق وقال انت وجیہ فی حضرتی اخترتک لنفسی وکلمنی ونا جانی وذکرنی فی کتابہ وفی حدیث رسولہ واتانی ما لم یؤت احدا من العلمین۔

قولہ حضرت غوث پاک کے وعظ میں کثرت سے لوگ مسلمان ہوتے تھے آپ نے کتنوں کو مسلمان کیا۔

اقول اے قصے کہانیوں پر بھروسہ کرنے والے اور افسانوں پر ناز کرنے والے کیا تجھے ایک بزرگ رسول کی نسبت یہ آیت یاد نہیں وما اٰمن معہ الا قلیل اور کیا تجھے یہ آیت یاد نہیں یحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن ماسوا اس کے اس عاجز کے پاس تھوڑے عرصہ میں ستر ہزار کے قریب ایسے لوگوں کے خط پہونچے جنھوں نے اس عاجز کی تالیفات سے فیض اٹھانے کی شہادت دی اور ہدایت پانے کی گواہی دی اور ابھی یہ سلسلہ کب ختم ہوگیا ہے اوائل میں نبیوں اور رسولوں کا کام بھی دشواری سے چلا ہے مگر پیچھے سے یدخلون فی دین اللہ افواجا کا بزرگ نشان ظاہر ہوگیا ہے۔ سنت نبویہ اس عاجز کے ساتھ جاری کی گئی ہے اور اس بارہ میں براہین احمدیہ میں ایک الہام بھی چھپ چکا ہے۔ اور وہ یہ ہے

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ جاء نصر اللہ والفتح وتمت کلمۃ ربک ھذا الذی کنتم بہ تستعجلون تبت یدا ابی لھب وتب ما کان لہ ان یدخل فیھا الا خائفا۔ دیکھو حصہ چہارم براہین احمدیہ۔

قولہ پائے استدلالیاں چوبیں بود

اقول قال اللہ تعالی وتقدس الشعراء یتبعھم الغاوون۔ وقال عز وجل یؤتی الحکمۃ من یشاء ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا۔ وقال اللہ تعالی مخبرا من اھل النار وقالوا لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر

وقال عزوجل ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار لآیات لاولی الالباب پس ان آیات سے ظاہر ہے کہ اللہ جل شانہ نے عقل کو معطل کرنا نہیں چاہا اور انسان مکلف بوجہ عقل ہی ہوتے ہیں اور صاحب کمال حال بھی مگر وجودیوں میں ایسا کون ہے کسی آدھے کا نشان تو دو وہ یقولون ما لا یفعلون کے مصداق ہو رہے ہیں بمقابل ان کے شکر کا مقام ہے کہ خدا تعالیٰ نے جسقدر تحمیل علم و عقل کے لئے معارف و حقائق و دقائق قرآن شریف کے کھولے ہیں وہ ایک ہی امر طالب حق کے لئے خارق عادت ہے۔ آپ نے تو اس عاجز کی نسبت بلا تحقیق رومی صاحب کا یہ شعر پڑھا۔

ای بسا ابلیس آدم روئے ہست +
پس بہر دستے نباید داد دست +

اور اپنے مرشد فضل الرحمن کو فرشتہ بنایا لیکن اگر یہ رائے ایمان بالعقائد پر مبنی ہوتی تو اس تبرکے لئے کہ ان دونوں میں ابلیس کون ہے آیہ کریمہ لا یمسہ الا المطہرون کو محک امتحان بنایا جاتا یعنی ایک مجلس میں ایک دو آیت قرآن شریف کی پیش کرکے اس عاجز اور میاں فضل الرحمن سے دقائق اور معارف اس آیت کے پوچھے جاتے تا دیکھا جاتا کہ کس کو خدا تعالیٰ نے علم اسرار قرآن میں بسطت و وسعت دی ہے۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء سمجھنا چاہیئے کہ ولایت وارث الانبیاء ہونے کا دعویٰ ہے سو نبی اپنی وفات کے بعد اپنا ترکہ دینار و درہم تو نہیں چھوڑتے ہیں پس جس نے از علوم اور برکات کو کامل طور پر پایا وہی کامل طور پر ان کا وارث ہے اور اگر یہ امتحان کافی نہیں تو لازم تھا کہ دوسرا امتحان جو لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا کے متعلق ہے کیا جاتا وقال تعالیٰ عزوجل مخبرا عن الخاصہ علی عبد صالح اتیناہ رحمۃ من عندنا وعلمناہ من لدنا علما۔

قولہ شیخ صنعان جس نے حضرت شیخ کا انکار کیا تھا ان کا جو حال ہوا مشہور ہے۔

اقول یاد رہے کہ یہ بات بالکل باطل ہے کہ جو شخص انبیا یا اولیا کا انکار کرے اسکو اسی دنیا میں جھٹ پٹ سزا ملجاتی ہے یہ تو وجودیوں کا ناقص خیال ہے جیسی ان کی عقل کچی ہے۔ ایسا ہی ان کا خیال بھی کچا ہے اس فیصلہ اور تصفیہ کے لئے کامل طور پر عدالت کا دن نزدیک ہے و قال اللہ تعالیٰ وتقدس یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفدا ونسوق المجرمین الی جہنم وردا وقال عزوجل من یحاد اللہ ورسولہ فان لہ نار جہنم خالدا فیہا۔ ذلک الخزی العظیم۔

قولہ مینے سنا ہے کہ آپ کے ایک بھائی اپنے آپ کو صاحب الہام اور لال بیگ کا چیلہ بتلاتے ہیں۔

اقول الہام کی بات آپ نے خوب کہی وجودیت کی رگ کیا کیا افترا آپ کے منہ سے نکالتی ہے نہ معلوم وجودیونکو ناحق جھوٹ بولنے سے کیا مزہ آتا ہے۔ اس کا یہی باعث ہے کہ جس نے خدا تعالیٰ پر جھوٹ بولا پھر اس کا اوروں کے لئے منہ کھل جاتا ہے اب واضح ہو کہ یہ شخص اپنے تئیں ملہم نہیں کہلاتا بلکہ اس خدائے عزوجل کا قائل ہی نہیں جو اپنے نیک بندوں کو الہام دیتا ہے۔ ہاں لال بیگ کا جھنڈا کھڑا کیا ہوا ہے بات یہ ہے کہ دراصل وہ آپ کی طرح اول وجودی تھا پھر جیسا کہ وجودی ترقی کرکے دہریہ بنتے ہیں اور انکار صانع تک نوبت پہونچاتے ہیں اس بیچارہ کی بھی وجودیت کی شامت سے اسی حد تک نوبت پہونچی یہاں تک کہ وجودیت کے جن نے اللہ اور رسول کی نسبت بھی زبان درازیاں کرائیں اب اسی جن کی ترغیب سے بقول آپ کی بھنگیوں کے چیلہ کرنے کا ڈھنگ نکالا ہے مگر حضرت یہ آپ کا بھائی برا نہیں اور نہ آپ بُرے ہیں بلکہ دراصل یہ وجودی مذہب ہی بُرا ہے جس کا ادنیٰ نمونہ یہ ہے آپ کے اس بھائی کا حقیقی بھائی بھی وجودی ہے اور مرشد اس کا گلاب شاہ نام ایک بھاری وجودی ہے اور یہ اور رسول سے بالکل روگرداں ہے قرآن شریف کی نسبت وہ کہتا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ بنا لیا تھا جیسا کہ اکثر وجودیوں کا یہی اعتقاد ہے اسپر دلیل پیدا کرنے کے لئے وجودی مذہب سے اس نے یہ نکتہ لیا ہے کہ جس حالت میں مخلوق حقیقت میں خدا ہی ہے تو پھر اور خدا کون ہے جو قرآن کو نازل کرتا یہ شخص یہ بھی کہتا ہے کہ باوا نانک کا گرنتھ قرآن شریف سے اچھا ہے اور بھنگ چرس وشراب وغیرہ کو حلال جانتا ہے غرض یہ لوگ تو آپ کے ہی بھائی ہیں میرا بھائی تو ان میں سے کوئی نہیں میرا ایک بھائی تھا مدت ہوئی وہ اس دنیا سے کوچ کر گئے ہیں فتدبروا وتندموا۔

قولہ ان کو دنیا کمانے کی خوب سوجھی

اقول ہاں وہ آپ کے بھائی صاحب وجودی جو ہوئے وجودیوں سے بڑھکر دنیا کے مکر و فریب اور کسکو یاد ہوں گے۔

قولہ جیسے آپ اپنے دعووں سے دولت مند ہو گئے

اقول انما یفتری الذین لا یومنون بآیات اللہ واولئک ھم الکذبون اولئک الذین ختم اللہ علی قلوبھم وعلی ابصارھم واولئک ھم الغفلون والذین یوذون المومنین والمومنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتانا واثما مبینا واسروا الندامۃ لما راوا العذاب قالوا ما لنا لا نری رجالا کنا نعدھم من الاشرار کانھم یوم یرون ما یوعدون لم یلبثوا الا ساعۃ من نہار یوم تاتی کل نفس تجادل عن نفسہا وتوفی

كل نفس ما عملت وهم لا يظلمون۔

قولہ کوئی خدا پرست پہلے نہیں سنا کہ ایسے مزخرفات میں پھنسا ہو یعنی جس نے ایسے دعوے کیئے ہوں۔

اقول هل تنقمون منا الا ان آمنا بالله وما انزل الینا وما انزل من قبل وان اکثرکم فاسقون وقد انعم الله علینا بوحیه والهامه ودقائق معارفه وفضلنا علی کثیر من عباده افلا تحدث بآلائه ونعمائه ایها الجاهلون۔

دانا آدمی ہر ایک درخت کو اُس کے پھلوں سے پہچان سکتا ہے۔ کاذب آدمی اپنے دعویٰ کذب سے خود ہلاک ہو جاتا ہے سو اُس کی ہلاکت ہی اُسکے مفتری ہونے کی نشانی ہوتی ہے لیکن صادق کبھی ہلاک نہیں ہوتا اور راستباز کبھی کاٹا نہیں جاتا اُس کے چاروں طرف رحمت ایزدی نگہبان رہتی ہے بھلا یہ کیونکر ہو کہ اپنے فدا شدہ بندوں کو خدا تعالےٰ ذلیل کرے جاہل اُنکی ذلت کے لئے کوشش کرتا ہے مگر وہ عزیز لوگ ہرگز ذلیل نہیں ہوتے خدائے عزوجل وہ وفادار اور خدا ہے کہ جو ایک قدم آگے رکھنے والے کے لئے دس قدم آگے رکھتا ہے اور میانہ چلنے والے کے لئے دوڑتا ہے اُس کا کسی سے بیوجہ رشتہ نہیں اگر تو اُس کے لئے بدلے گا تو وہ تیرے لئے بدلے گا اگر تو اُس کے لئے بیدار ہوگا تو اُسے بیدار پائے گا۔

تنبیہ

وحدت وجود کا مسئلہ

کشفی غلطیوں پر مبنی ہے یہ نہیں کہ عقلی طور پر کسی نے اس کا اثبات کیا ہے اگر اس مسئلہ کو منطقی طریق پر قواعد استدلال کی طرف رد کیا جائے تو ایسے مقدمات ہرگز چل ہی نہیں سکتے جنکو یقینی یا ظن غالب پر قرار یافتہ کہہ سکتے ہیں بلکہ **وحدت وجود** کے مسئلہ کی نسبت اُس مسئلہ کے ائمہ اور بانیوں نے آپ ہی یہ اقرار کر لیا ہے کہ یہ ایک باریک بھید خدا تعالےٰ کے بھیدوں میں سے ہے جسکے کنہ تک عقل پہونچ نہیں سکتی نہ اسپر کوئی دلیل قائم کر سکتی ہے گویا عیسائیوں کی **تثلیث** کی طرح یہ بھی ایک امر لا یدرک تسلیم ہو کر وجودیوں میں مانا جاتا ہے۔ اور اس مسئلہ کے شائع ہونے کی جڑ یہ نہیں ہے کہ کسی نے قرآن شریف پر نظر غور کر کے اس مسئلہ کی طرف رجوع کیا ہے کیونکہ ایسا ہوتا تو سب سے پہلے اس مسئلہ کے قبول کرنے کے لئے وہ لوگ مستعد اور طیار ہوتے جنھوں نے علم تفسیر اور حدیث میں اعلیٰ درجہ کا کمال پیدا کیا ہے اور آثار نبویہ کی چاکری اور خدمت میں اپنی عمریں بسر کی ہیں اور علم ظاہری اور باطنی میں بسطت تام پیدا کی ہے حالانکہ وہ بزرگوار لوگ قدس اللہ سرہم اس مکروہ مسئلہ سے اور اسکو زبان پر لانے سے بدل متنفر اور متحاشی اور گریزاں رہے ہیں بلکہ یہ مسئلہ ناتمام سالکوں کی غلط اور مغشوش کشفوں کی وجہ سے صوفیہ میں رواج پذیر ہو گیا ہے اور پھر اطراد لبعد الوقوع کے طور پر بعض لوگوں نے قرآنی سند پیدا کرنے کے لئے بڑے تکلف سے چند آیات متشابہات کو کھینچ تان کر مؤید بنانا چاہا مگر درحقیقت اُنھوں نے بہت سی خفتیں اُٹھائیں اور اس کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکے پھر انھوں نے اسی امید پر احادیث اور اخبار نبویہ کی طرف رجوع کیا تو اس حدیث کو اپنے مطلب کے موافق بنانا چاہا کہ جب بندہ بذریعہ نوافل اللہ جل شانہ کا تقرب ڈھونڈتا ہے تو ایک دن اُسے یہ حالت نصیب ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالےٰ اُس کی آنکھ ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے اُس کے کان ہو جاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے۔ اُس کا ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ چیزوں کو مضبوطی سے پکڑتا ہے اور حملہ کرتا ہے۔ اُس کا پاؤں ہو جاتا ہے جس سے وہ چلتا ہے مگر غور کرنے کے بعد بالانصاف لوگوں پر کھل گیا کہ اس حدیث کو بھی ان کے مدعا سے کچھ تعلق نہیں بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ انسان اپنے ارادوں سے کلی فانی ہو کر اس درجہ تک پہونچ جاتا ہے کہ اس کی اخلاقی اور بدنی قوتوں کی تحریک اس کے نفس کی طرف سے نہیں ہوتی بلکہ اُس کے تمام اعضا اور قویٰ کا محرک خدا تعالےٰ کا ارادہ ہوتا ہے جو بشری ارادوں کے فنا کے بعد اُس کا قائم مقام ہو گیا ہے اس کا حلم خدا تعالےٰ کا حلم اس کا غضب خدا تعالےٰ کا غضب اور اس کی محبت خدا تعالےٰ کی محبت اور اُس کی عداوت خدا تعالےٰ کی عداوت ہو جاتی ہے اور ہر ایک اشتعال اور ہر ایک رقت جو اس میں پیدا ہوتی ہے اور جو کارروائی سخت یا نرم اُس سے ظہور میں آتی ہے درحقیقت وہ خدا تعالیٰ کا ہی فعل ہوتا ہے کیونکہ وہ شخص تو اپنے نفس اور نفسانی جذبات کی رو سے مر چکا ہے اب جو کچھ بظاہر ریا یا حسد کی صورت میں یا غیظ اور غضب اور اشتعال کے پیرایہ میں یا شہوت اور طمع اور عیش و عشرت کے رنگ میں یا کینہ اور عناد اور انتقام کی شکل میں اُس سے ظہور پذیر ہوتا ہے وہ درحقیقت خدا تعالےٰ کا فعل ہے گو اسکو محجوب لوگ شناخت کریں یا نہ کریں **وما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمی** اسی کی طرف اشارہ ہے غرض اس حدیث کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جو وجودی سمجھ بیٹھے ہیں اگر اُس خالق کو مخلوق کا عین کہا جائے تو ماننا پڑتا ہے کہ مخلوقیت کے پیرایہ میں آکر وہی غیر محدود محدود ہو گیا ہے اور وہی قوی ضعیف بن گیا ہے اور وہی پاک ناپاکی میں ڈوب گیا ہے ایسا خیال کرنا کسقدر معصیت ہے۔ (باقی آیندہ۔ انشاء اللہ)

مختصر نوٹ اور لطیف نکات

محمد کے معنے میں شان **محبوبیت** پائی جاتی ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کبریائی اور جلال کو چاہتی ہے کیونکہ **محمد** کے معنی ہیں نہایت تعریف کیا گیا۔ یہ معشوقانہ صفت ہے اور جلال اس کے لازم حال ہے۔ اور **احمد** (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام میں شان عاشقیت کا ظہور نمایاں ہے کیونکہ اس کے معنی ہیں نہایت تعریف کرنے والا اور یہ عاشقانہ صفت ہے جو فروتنی عجز صبر اور عفو اور درگذر کو چاہتی ہے جو جمالی صفات ہیں الغرض **محمد** (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام اپنے مفہوم میں جلال کی کیفیت رکھتا ہے کیونکہ جامع محامد ہونے کو جلال اور استغنا لازم ہے اور **احمد** (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام اپنے اندر عاشقانہ وصف رکھنے کی وجہ سے جمالی رنگ کا برنگ ہے۔

یہ امر بھی **سنت اللہ** میں داخل ہے کہ جب کبھی کوئی **مامور** اور **مرسل** دنیا میں آتا ہے یا منہاج نبوۃ پر تجدید دین کے لئے کوئی سلسلہ قائم کیا جاتا ہے تو اس میں کچے اور غیر مستقل مزاج اور غدار اور مستقل مزاج پکے اور پورے وفادار دونوں قسم کے لوگ شامل ہو جاتے ہیں مگر خدا تعالےٰ تمیز اور تخصیص کے لئے مختلف سامان اور اسباب پیدا کر دیتا ہے اور کبھی پسند نہیں کرتا کہ اس کے منتخب اور برگزیدہ بندوں کے گرد و پیش منافق بھی رہیں اور مخلص بھی ان ہی میں ملے رہیں۔ اس لئے خطرناک مصائب اور ابتلا اور واقعات سے وقتاً فوقتاً کمزور فطرت الگ ہو جاتے ہیں یہانتک کہ ایک وقت آ جاتا ہے کہ بجز مخلصین کے وفادار گروہ کے اس کے گرد و پیش ایک بھی منافق نہیں رہتا۔ حضرت اقدس مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کے منجانب اللہ ہونے اور ان کے سلسلہ کے آسمانی ہونے کے لاانتہا دلائل اور شواہد میں سے یہ امر بھی ہے کہ خدا تعالےٰ اپنی امتیازی گورنمنٹ کے تقاضے کے موافق پست فطرت غداروں اور منافقوں کو اس سے الگ کر رہا ہے چنانچہ ہر سال کوئی نہ کوئی منافق الگ ہو جاتا ہے کوتاہ فہم مخالف سمجھتے ہیں کہ اس سے سلسلہ عالیہ پر اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ فلاں مرتد کیوں ہوا۔ مگر افسوس انھیں اتنا معلوم نہیں کہ منہاج نبوۃ پر قائم شدہ سلسلہ کے لئے ضروری ہے کہ منافق اس سے الگ ہوں اگر کسی کم ظرف کا سلسلہ عالیہ سے الگ ہو جانا اعتراض کا موجب ہے تو وہ ہمیں بتائیں کہ کیا مسلمانوں میں سے آجتک کوئی عیسائی نہیں ہوا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض بدقسمت مرتد ہوئے اور اب تک ہو رہے ہیں۔ مسیح علیہ السلام کے مخلص مریدوں میں سے اس خوفناک گھڑی میں جو ثبات قدم کے اظہار اور وفاداری کے دکھلانے کا وقت تھا یہودا اسکریوطی نے آپکو تیس کھوٹے درہم لیکر گرفتار کرا دیا اور پطرس جیسے اعظم الحواریین نے لعنت کی۔ اور پھر ایک ہی دن میں قریب پانسو کے مرتد ہو گئے۔ تو یہ کوئی انوکھی اور نرالی بات نہیں ہے جو سوکھی ٹہنیاں تھیں وہ آخر گر ہی گئے۔ اس سے تو سلسلہ عالیہ **احمدیہ** کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں ہمارا تو ایمان بڑھتا ہے جب کوئی بدنصیب اس مبارک شجر سے کاٹا جاتا ہے کیونکہ حضرت اقدس نے اپنے بعض تحریروں اور عموماً تقریروں میں فرمایا ہے کہ میں دعا کرتا رہتا ہوں کہ جو خشک شاخیں ہیں وہ مجھ سے کاٹی جائیں۔

الغرض کسی مخبوط الحواس کا کٹ جانا سلسلہ عالیہ پر کسی اعتراض کا باعث نہیں ہو سکتا۔ ؎

نہ ہو بوقر ترک سجدہ ابلیس سے آدم
عدو کی سرکشی سے ذوق کب تیرا ہو کم پیر

ہاں خوف کا مقام ضرور ہے ہدایت کے بعد ضلالت کے گڑھے میں گرایا جانا کسی خطرناک معصیت کا نتیجہ ہوتا ہے اللہ تعالےٰ ہمکو اور ہمارے پڑھنے والوں کو محفوظ رکھے آمین۔ اس لئے ضرورت ہے کہ کثرت سے استغفار پڑھتے رہیں اور خدا تعالےٰ سے مدد مانگتے رہیں کہ وہ اس نعمت عظمیٰ سے الگ نہ کرے۔ آمین۔

ان لوگوں کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرت پڑھنے کے خواہشمند ہوں ہم ایک مشورہ دینا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ کسی شخص کے چال چلن کے صحیح حالات اس کے خیالات اور آرزوؤں سے مل سکتے ہیں اور انکا اظہار اس کی دعاؤں میں ہوتا ہے پس اگر آپ چاہتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی کو معلوم کرو تو آپکی دعاؤں کو پڑھو پھر معلوم ہوگا کہ دنیا میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر کوئی کامل انسان دنیا میں پیدا نہیں ہوا۔ آپ کے خدا تعالےٰ کے ساتھ تعلقات کا پتہ ان دعاؤں سے ہی چلے گا۔ آپ کے اخلاق فاضلہ اور مدارج عالیہ پر اطلاع ملے گی۔ غور تو کرو کہ کیسا عالی مرتبہ انسان اور مطہر و مزکی وجود ہے کہ رفع حاجت تک کے وقت میں بھی **اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث** کی دعا تعلیم فرماتا اور بیت الخلاء سے باہر آنے کے وقت بھی **غفرانک** کہنے کی ہدایت کرتا ہے۔ سوچو! اور پھر سوچو!!!۔

نادان کہتے ہیں کہ مسلمان پتھر کی پرستش کرتے ہیں ہمکو ایسے معترضوں پر ہمیشہ افسوس ہوا کرتا ہے جو بلا سوچے سمجھے

ایک بات منہ سے نکال دیتے ہیں اور اس کی معقولیت اور نتائج پر کبھی نظر نہیں کرتے۔ ایسے احمقوں کو اگر معلوم ہوتا کہ عبادت میں استتی (حمد و تعریف) اپاسنا (دھیان) پرارتھنا یعنی دعا ضروری مدارج ہیں اور بدون ان کے عبادت ہو ہی نہیں سکتی تو انھیں مسلمانوں کو پتھر پرستی کا الزام دیتے ہوئے شرم آ جاتی اور اگر وہ عبادت کے ان ارکان ثلاثہ سے واقف ہو کر یہ اعتراض کرتے ہیں تو ذرا بتائیں تو سہی کہ مسلمان اس پتھر کی تعریف اس کا دھیان اور اس کی دعا کب کرتے ہیں؟ کسی اسلامی عبادت میں اس پتھر کا ذکر تک نہیں پھر کھسیانے ہو کر کہتے ہیں کہ حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں یا ہاتھ لگاتے ہیں تعجب کی بات ہے کہ اگر ہاتھ لگانا یا بوسہ دینا داخل عبادت ہے تو پھر ان معترضوں کو جواب دینے میں سخت دقت پیش آئیگی کہ کیا ان کی اولاد اور ان کی بیویاں سب کے سب خدا ہی ہیں جن سے وہ ان حرکات کو روا رکھتے ہیں اور عیسائیوں کے لئے تو اور بھی دقت ہے ان کے ہاں تو بوسہ بازی کے سلسلے ہوتے ہیں ہر وداع و رخصت کے موقع پر بوسہ لینا ضروری سمجھا جاتا ہے کچھ ہوش کر کے جواب دو۔

اصل یہ ہے کہ حجر اسود دراصل تصویری زبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی کا مظہر ہے کہ نبوۃ کے پاک محل سرا میں **کونے کا پتھر** یہاں مکہ سے نکلے گا جسکی تمثیل خود مسیح نے بھی متی ۲۱/۴۲ میں بیان کی ہے۔

لطیفہ

عیسائی صاحبان کبوتر کو بڑے شوق سے کھاتے ہیں حالانکہ انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ روح القدس کا نزول کبوتر کی شکل میں ہوا تھا اس سے تو کبوتر ان کا بڑا عظیم الشان دیوتا ثابت ہوا کیا یہ اپنے دیوتا سے ایسا سلوک کرتے ہیں اس لحاظ سے تو ہندو ہی بہتر ہیں جو اپنے دیوتا بیل کو نہیں کھاتے۔*

قرآن شریف نے محل اور موقع کے لحاظ سے انتقام اور عفو کی تعلیم دی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شریف عدل اور رحم دونوں صفات سے کام لیتا ہے۔ علاوہ ازیں قرآن شریف کا مطلب اور مقصد اس تعلیم سے یہ ہے کہ انسان صرف لکیر کا فقیر نہ بنا رہے بلکہ محل اور موقع کو دیکھ لیا کرے مگر توریت اور انجیل کا یہ مقصد نہیں توریت بہر حال عدل پر زور دیتی ہے اور انجیل عفو اور درگذر پر لیکن قرآن شریف دانائی سکھاتا ہے اور موقع شناسی کا سبق دیتا ہے + اور یہی قرآن کے علو شان کی دلیل ہے

رفع شک

ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مولوی عبد الکریم صاحب کا خط میرے نام سے جو آپ کے اخبار ۲۴ جولائی میں چھپا ہے وہ انہی سوالات کا پورا جواب ہے جو میں نے ان کے پاس بھیجے تھے اور میں اسکو پڑھ کر بہت خوش ہوا اور خدا کا شکر بجا لایا۔ ناظرین یہ نہ سمجھ لیں کہ وہ سوالات میرے خود بھیجے تھے بلکہ وہ سوالات یہاں کے لوگوں کی طرف سے تھے جو میرے ذریعہ سے بھیجے گئے تھے۔ میں تو مسیح کی موت پر اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کی امام زمان ہونے پر دلی یقین سے ایمان رکھتا ہوں اور ہمیشہ رکھوں گا اور میں ان سوالوں کا خود جواب دے سکتا تھا مگر یہاں کے لوگوں کی یہی خواہش ہوئی کہ ان سوالات کی جواب قادیان ہی سے آوے اس وجہ سے میں نے مولوی عبد الکریم صاحب کی پاس بھیجے تھے جسکا انھوں نے کافی شافی جواب دیا۔ والسلام راقم

عاجز وزارت حسین احمدی۔ مونگیر۔ بنگال۔

حضرت اقدس کی گورداسپور میں

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۳۰ جلد ۵

پھر جب کہ صحابہ کا اجماع اس مسئلہ پر ہو چکا اور قرآن شریف میں ایک جگہ **اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ** خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے اور دوسری جگہ مسیح علیہ السلام خود **فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ** کہکر اپنی موت کا اقرار کرتے ہیں اسپر بھی اگر کوئی انکی زندگی ہی کا اقرار کرتا رہے تو عجیب بات ہے مدعی سست گواہ چست۔ اور سب سے عجیب یہ بات ہے کہ یہی الفاظ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی بولے گئے ہیں یعنی یہی لفظ توفی کا اب اگر توفی کے معنے موت کے نہیں ہیں تو چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی یہ معنے نہ کیئے جائیں غرض یہ توفی کا لفظ جو قریباً تیئیس مرتبہ قرآن شریف میں آیا ہے اور انہیں معنوں میں آیا ہے پھر اس سے انکار کرنا سعادت اور رشد کی خلاف ہے + یہ سب سے شواہد مسیح علیہ السلام کی وفات پر قوی دلائل ہیں علاوہ ازیں جیسا کہ مسیح علیہ السلام اس آیت میں **فلما توفیتنی** میں اقرار کرتے ہیں اگر وہ نہیں مرے بلکہ زندہ ہیں تو ماننا پڑے گا کہ مسیح کے پرستار قوم بھی نہیں بگڑی اور انہیں مسیح مریم کو خدا بنانے والے پیدا نہیں ہوئے۔ حالانکہ یہ واقعات صحیحہ کے خلاف ہے مسیح کے پرستار دنیا میں موجود ہیں اور مریم کو خدا بنانے والے رومن کیتھولک بھی کثرت سے ہیں اب جس کا عقیدہ یہ ہے کہ عیسیٰ زندہ ہیں تو قرآن کے رو سے اسکو یہ بھی ماننا پڑیگا

---

* نہیں دینے کہاتے ہیں کہ شاید اسیطرح وہ بھی روح القدس حامل ہو جائیں۔ ورنہ اوپر کی راہیں تو انپر بند ہو چکی ہیں۔

کہ عیسائی بگڑے نہیں اور یہ مان کر پھر قرآن سے ہاتھ دھونے پڑیں گے کیونکہ اسکو واقعات صحیحہ کے خلاف ماننا پڑیگا

ونعوذ باللہ من ذلک

متوفیک کے معنے کرنے میں ہم نے ہی یہ معنے نہیں نکالے ہیں بلکہ اہل لغت نے یہی معنے کیے ہیں امام بخاری نے متوفیک کے معنے ممیتک صاف کردیے ہیں پھر عقل بھی ہماری تائید کرتی ہے کیسکو آج تک کبھی آسمان پر جاتے نہ دیکھا اور نہ آسمان سے اُترتے ہوئے دیکھا پھر عقل تو بدون نظیر کے مانتی نہیں اگر کوئی پہلے بھی ایسا واقعہ ہوا ہے تو اُسکو بطور نظیر پیش کرو۔

اب رہی **تائیدات سماویہ** میں اگر یہ کہوں کہ میرے نشانات کے کروڑوں آدمی گواہ ہیں تو یہ امر مبالغہ میں داخل نہیں ہے مثلاً **لیکھرام** کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی چھ سال پیشتر اس کی موت صورت موت وغیرہ سے پوری اطلاع دی گئی اور ایسا ہی ظہور میں آیا چنانچہ بہت سے ہندوؤں نے بھی اس کی تصدیق کی یہاں تک کہ ہندوؤں کی عورتیں تک بھی گواہ ہیں کیونکہ یہ پیشگوئی بہت کثرت کے ساتھ مشتہر ہوئی تھی اور خود لیکھرام جہاں جاتا تھا اس پیشگوئی کا تذکرہ کرتا تھا بلکہ خود اُس نے بھی میری نسبت ایک پیشگوئی کی تھی کہ تین سال کے اندر ہیضہ سے مر جائیگا مگر اب میں تم سے پوچھتا ہوں کہ وہ لیکھرام کہاں ہے؟ حالانکہ میں تو خدا کے فضل سے تین سال چھوڑ اب تک زندہ ہوں اور موجود ہوں باوجودیکہ وہ ایک قوی ہیکل تندرست نوجوان تھا اور میں ہمیشہ بیمار رہنے والا عمر میں اُس سے بڑا۔ پھر یہ اگر خدا تعالے کی تائید نہ تھی تو کیا تھا۔ ہاں بعض آدمی ایسے بھی ہوتے ہیں جنکی فطرت میں کجروی ہوتی ہے وہ سیدھی بات کو بھی نہیں سمجھ سکتے۔ جیسا کہ آج

عدالت میں **سلطان محمد** کے معاملہ کو پیش کیا گیا کہ وہ زندہ ہے میں کیا کروں کہاں سے ایسے الفاظ لاؤں اور کونسا طریق اختیار کروں جو انکو سمجھا سکوں یہ لوگ نہ میرے پاس آتے ہیں نہ میری باتوں کو سنتے ہیں اور نہ انکو خدا تعالے کے قوانین پر اطلاع ہے اور نہ علم ہے وہ نہیں دیکھتے کہ چار شخصوں کے متعلق پیشگوئیاں تھیں جنمیں سے تین مر گئے اور اب صرف ایک باقی ہے اور وہ بھی پیشگوئی ہی کے موافق اب تک زندہ ہے اس پیشگوئی کے غلط ہونے کا اعتراض اُسوقت ہو سکتا ہے جب سلطان محمد سے پہلے میں مرجاؤں یا وہ **عورت** مرجاوے لیکن جب کہ خدا تعالیٰ نے اسی طرح پر مقدر کیا ہے کہ وہ **عورت** **بیوہ** ہو کر میرے **نکاح** میں آئے اور یہ کبھی نہیں ٹلے گا کیونکہ خدا کی باتیں پوری ہو کر رہتی ہیں پھر کیوں یہ لوگ صبر سے انتظار نہیں کرتے میں آپ سے سچ کہتا ہوں جیسا کہ آج میں نے ضلع بٹالہ خدا بخش صاحب کے سامنے عدالت میں کہا کہ آج مجھپر ہنسی کیجاتی ہے لیکن ایک وقت آئیگا کہ اس کا اثر پڑے گا اور وہ وقت ہنسنے والوں کے لیئے شرمندگی کا ہوگا۔ غرض خدا تعالے کے نشانات بارش کیطرح ظاہر ہو رہے ہیں۔ نہ ایک نہ دو بلکہ میں نے

تریاق القلوب

میں ایک سو پیشگوئی لکھدی ہے جو پوری ہو چکی ہے اسپر بھی میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر کوئی اسپر صبر نہ کر سکے اور اُس کی تسلی کے لئے یہ کافی نہ ہو بشرطیکہ وہ حق کا طالب ہو اور خدا تعالی کا خوف اس کے دل میں ہو تو میں تو اب بھی **نشان نمائی** کے واسطے طیار ہوں خدا تعالی نے مجھے فضل اور موہبت کے طور پر یہ نشان دیا ہوا ہے کہ میں جب اُس کے حضور دعا کرونگا وہ مجھے نشان دے گا میرا میدان تنگ

نہیں ہے بلکہ بہت وسیع ہے۔ میدان تنگ رمالوں کے ہوتے ہیں مگر وہ جو خدا کی طرف سے آتا ہے اُس کے لیئے میدان بہت وسیع ہوتا ہے میں کہتا ہوں کہ کوئی راستی کا بھوکا پیاسا ہو مجھ سے خرچ لے۔ میرے پاس آوے اور بیٹھ کر نشانات کا معائنہ کرے۔ میرے مخالفوں میں سے کسیکو کوئی آمادہ کرے کہ وہ **استجابت دعا** میں میرا مقابلہ کرے اگر ایک بھی مقابلہ کے لئے آجاوے

اور میرا مقابلہ کر کے بڑھ جاوے اور میں اُس کا مقابلہ نہ کرسکوں بلکہ میں تو یہاں تک مانتا ہوں کہ اگر استجابت دعا میں وہ میری برابر رہے تب بھی میں اپنا جھوٹا ہونا مان لونگا اور اپنی ساری کتابیں جلا دونگا

اب کوئی ہے تو اُسے میرے مقابلہ میں لاؤ اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ کوئی میرے مقابلہ میں نہیں آئے گا۔

(یہانتک حضرت اقدس نے تقریر فرمائی تھی کہ مہدی حسن صاحب نے ایک خاص ادا سے کہا کہ میں آپکو تکلیف دینے کے واسطے نہیں آیا اور نہ تقریر سننے کو بلکہ میں تو کچھ سوال کرنے کو آیا ہوں اس تقریر کی ضرورت نہیں) ایڈیٹر۔

ناظرین غور کریں حضرت اقدس کے حضور آکر سب سے بڑی اور اہم بات جو کوئی پوچھ سکتا ہے وہ یہی ہو سکتی ہے کہ آپ کا دعوی اور اُس کے دلائل سنے چنانچہ اسی ضروری مضمون پر حضرت اقدس نے ایک مسلسل اور مرتب تقریر شروع کی پہلے حضرت مسیح ابن مریم کی وفات

...سے استدلال کیا جو ... دعوے کی اصل بنیاد ہے ... اپنے مسیح موعود ہونے کا ثبوت دینا شروع کیا۔ مگر مہدی حسن صاحب کسی اور ہی خیال میں تھے۔ اصل یہ ہے کہ جب حضرت اقدس تقریر فرما رہے تھے تو تقریر میں ایک خاص قسم کا جوش اور الٰہی رعب اور جلال پایا جاتا تھا اس نے مہدی حسن صاحب کے خیالات کو پریشان کر دیا اور وہ حوصلہ اور صبر کے ساتھ جو غور کرنے والی طبیعتوں اور حق جو انسانوں کا خاصہ ہے آپ کی تقریر نہ سن سکے اور وہ الفاظ کہے جو ہم نے اوپر نوٹ کئے ہیں اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔

حضرت اقدس بہت اچھا میں تو ہر طرح تیار ہوں آپ سوال کریں میں اس کا جواب دوں گا مگر کیا اچھا ہوتا اگر آپ میرا سارا بیان سن لیتے اور اس کے بعد جو شبہ آپ کو رہ جاتا اُسے پیش کرتے۔

مہدی حسن توفی کی بحث صرف ونحو کے بغیر نہیں آتی اور ہم یہ صرف و نحو نہیں جانتے۔ (ایڈیٹر) ناظرین ذرا سوال کی داد دینا مہدی حسن صاحب خدا جانے اپنے آپ کو محقق ... کا جانشین سمجھے ہوئے تھے اور اپنے معاصرین میں جیسا کہ پیچھے معلوم ہوا اپنے علم کے لمبے چوڑے دعوی کیا کرتے تھے مگر یہاں واقفیت عالم بالا معلوم شد کا معاملہ ہو گیا۔ امید کی جاتی تھی کہ معقول اور لطیف اعتراض کیا جاوے گا جو آج تک ہم نے سنا ہو مگر میاں مہدی حسن بول اٹھے کہ توفی کی بحث صرف ونحو کے بغیر نہیں آتی اور یہ صرف ونحو نہیں جانتے میاں تم ابھی تو بغیر صرف و نحو ... تم کو تحقیق کیا پڑی۔

حضرت اقدس اگر صرف ونحو نہیں آتی تو کیا یہ میرا قصور ہے یہ تو خدا کا اپنا ... ہے۔ اس کے علاوہ میں قرآن کو بودھی بنانا نہیں چاہتا قرآن شریف امیوں کے لئے بھی نازل ہوا اگر قرآن سے استدلال نہ کریں تو کیا کسی شاستر سے کریں مسلمانوں کو عربی سے ایک خاص تعلق ہے اور یہ اُن کی بدقسمتی ہے جو اس پر توجہ نہیں کرتے مگر یہ مسئلہ تو ایسا صاف ہے کہ اس پر کسی بڑے صرف ونحو کی بھی ضرورت نہیں عام آدمی بھی جانتے ہیں کہ متوفی کے کیا معنی ہوتے ہیں۔ باقی آئندہ۔

احمدی قوم کی توجہ طلب ضروری بات

ہمارے پاس کبھی کبھی ایسی شکایتیں اندراج اخبار کے لئے آتی ہیں کہ فلاں شخص نے حضرت اقدس کے کسی مخلص مرید کے پاس جا کر اپنے آپ کو حضرت اقدس کے مبائعین میں سے بتایا اور زادراہ نہ ہونے کا عذر کر کے چندہ کرایا اور پھر شہر بشہر ایسا کرتا گیا۔ یا جیسے جمال الدین یہاں قادیان میں آ کے حضرت حکیم الامت سے ... بطور قرض لے کر رفو چکر ہوئے اور پھر راہ میں چودھری رستم علی صاحب سے کچھ رقم لی۔ غرض ایسے یا اس کے رنگ میں اور قسم کی شکایتیں آتی ہیں چنانچہ حال میں میر سلامت علی صاحب جو بریلی کے رہنے والے دبلے پتلے لمبے قد گورے رنگ خشخشی داڑھی نوجوان ہیں اور چوڑی دار پاجامہ اور سر پر ترکی ٹوپی پہنتے ہیں ان کے متعلق ایسی تحریریں انبالہ سے آئی ہیں کہ وہ امرتسر لودھیانہ۔ مالیر کوٹلہ وغیرہ شہروں سے چندہ کراتے آئے اور انبالہ میں اپنا بے سامان ہونا ظاہر کر کے چودھری رستم علی صاحب سے کچھ لیا اور آگے چل دیئے۔ ہم کسی شخص پر تاوقتیکہ اس سے پوری غداری اور دھوکہ دہی ثابت نہ ہو بدظنی کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے تاہم ایسا طریق تقوی کے خلاف ضرور ہے اس لئے ہم احمدی قوم کو متوجہ کرتے ہیں کہ بجائے اس کے کہ وہ پہلے چندہ دے کر پھر افسوس ظاہر کرتے ہیں بہتر یہ ہے کہ قادیان میں ایسے مسافروں کے لئے جو حضرت اقدس کے پاس آتے ہیں اور ان کے پاس وقتی زادراہ نہیں ہوتا جس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ راستہ میں کہیں چوری ہو گئی یا کوئی اور مصیبت پیش آئی ہو ایک فنڈ رکھا جائے جس میں سے ان کو عملی قدر ضرورت ... دیا جایا کرے اور پھر شہر بشہر چندہ کرنے کی ضرورت نہ رہے اس ضرورت اور ایسی ہی اور بعض ضرورتوں کی طرف مولانا مولوی نورالدین صاحب نے کئی مرتبہ احباب کو توجہ دلائی ہے مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس پر توجہ نہیں کی جاتی ہمارے نزدیک اس سے بہتر کوئی تجویز معلوم نہیں دیتی اور اگر اس سے بہتر تجویز ہو تو اس پر غور کیا جائے بہرحال یہ ضروری امر ہے کہ اس قسم کی شکایتوں کو رفع کیا جائے۔

الحکم کے متعلق

خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ الحکم کی خدمات اور اس کی خوبیوں کے اعتراف کا دائرہ دن بدن وسیع ہوتا جاتا ہے میرے پاس جس قدر خطوط الحکم کی تعریف اور خوبیوں کے آتے ہیں وہ اس قدر ہیں کہ اگر ان کا مسلسل سلسلہ بھی اخبار میں شروع کر دوں تو ختم نہ ہوا کرے لیکن میں نے ایسے خطوط کے اندراج کی طرف توجہ نہیں کی تاہم میں یہ ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے میرے حوصلہ اور ہمت کو ضرور بہت کچھ بڑھایا ہے۔ اس سال ہی خدا کے فضل سے عدم رسی اخبار کی شکایت بھی بہت ہی کم رہی ہے بلکہ میں دعوی سے کہتا ہوں کہ قریباً ۲ فیصدی ماہوار مضامین اور ترتیب کاغذ چھپائی وغیرہ جملہ مراتب باوجودیکہ پچھلے سال سے حجم دوچند ہے ہر طرح سے قابل اطمینان رہے ہیں۔

مگر میں ناظرین سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا الحکم کے متعلق ان کا اتنا ہی فرض ہے کہ وہ چند تعریفی الفاظ لکھ کر ایڈیٹر کو خوش کرنا چاہیں؟ ہرگز نہیں ان کا فرض ہے کہ وہ اس کی اشاعت کے دائرہ کو بڑھاویں میں اس سال کے اخیر تک اگر زندہ رہوں **اپنے ناظرین سے ایک ہزار خریدار کی درخواست کرتا ہوں** جس کو عنقریب ایک کھلی چٹھی کے ذریعہ شائع

ڈائری

حضرت امام آخر الزمان علیہ السلام

مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب

۲۶ اگست ۱۹۰۱ء
صبح بوقت سیر

فرمایا اچھی زندگی وہ ہے جو عمدہ ہو اگرچہ تھوڑی ہو۔ حضرت نوح کے مقابلہ میں ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر بہت تھوڑی تھی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر نہایت سعید تھی تھوڑے سے عرصہ میں آپ نے بڑے بڑے مفید کام کیئے۔ انبیاء کے اقوال میں ایک اثر ہوتا ہے وہ اپنے ساتھ قوت قدسیہ رکھتے ہیں یہ قوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سب سے زیادہ تھی دیکھو ایک آدمی کو سمجھانا اور راہ پر لانا کیسا مشکل ہوتا ہے مگر آنحضرت کے طفیل کروڑوں آدمی راہ پر آگئے۔ اسوقت دنیا میں تمام مذاہب کے مقابلہ پر سب سے زیادہ تعداد مسلمانوں کی ہے۔ بعض جغرافیہ والوں نے مسلمانوں کی تعداد کم لکھی ہے مگر محققین نے بڑے بڑے ثبوت دیکر اسبات کو ثابت کر دیا ہے کہ مسلمانوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے کسی بات کا اثر دو طرح پر قائم رہتا ہے اعتقاداً و عملاً۔ اعتقادی طور پر ساری مسلمان کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ پر قائم ہیں اور عملی طور پر مثلاً سور کا نہ کھانا تمام مسلمانوں میں خواہ وہ کسی فرقہ یا ملک کے ہوں سب میں نہایت قوت کے ساتھ اسپر عمل ہوتا ہے۔ بدی کے ارتکاب میں سے جھوٹھ بولنا سب سے زیادہ آسان اور جلدی ہو سکنے والا ہے کیونکہ زنا چوری وغیرہ کے واسطے قوت مال ہمت دلیری چاہیئے۔ مگر جھوٹھ کے واسطے کسی چیز کی ضرورت نہیں صرف زبان ہلا دینی پڑتی ہے۔ باوجود اسکے صحابہ میں جھوٹ ثابت نہیں آنحضرت کے اصحاب میں سے کسی نے بھی جھوٹ نہیں بولا۔ دیکھو کتنا بڑا اثر ہے۔ لیکن اس کے مقابل حضرت عیسی کے حواریوں میں دیکھو۔ اپنے نبی کا عین اس کی گرفتاری کے وقت انکار کر دیا ایک نے ۳۰ روپے لے کر اسکو پکڑوا دیا۔ ایک حواری کہتا ہے کہ مسیح ایسے نشان دکھلائے کہ اگر لکھے جائیں تو دنیا میں نہ سمائیں۔ دیکھو یہ کتنا جھوٹھ ہے جو باتیں دنیا میں ہوئیں اور ہونے کے وقت سماگئیں وہ بعد میں کیونکر نہ سما سکتیں + رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعائیں سب سے زیادہ قبول ہوئیں۔

فرمایا قبولیت دعا کے واسطے چار شرطوں کا ہونا ضروری ہے تب کسی کے واسطے دعا قبول ہوتی ہے۔

شرط اول یہ ہے کہ اتقا ہو یعنی جس سے دعا کرائی جاوے وہ دعا کرنے والا متقی ہو۔ تقوی احسن و اکمل طور پر حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں پایا جاتا تھا آپ میں کمال تقوی تھا۔ اصول تقوی کا یہ ہے کہ انسان عبودیت کو چھوڑ کر الوہیت کے ساتھ ایسا ملجاوے جیسا کہ لکڑی کے تختے دیوار کے ساتھ مل کر ایک ہو جاتے ہیں اس کے اور خدا کے درمیان کوئی شے حائل نہ رہے۔ امور تین قسم کے ہوتے ہیں ایک یقینی بدیہی یعنی ظاہر دیکھنے میں ایک بات بری یا بھلی ہے دوم یقینی نظری یعنی ویسا یقین تو نہیں مگر پھر بھی نظری طور پر دیکھنے میں وہ امر اچھا یا برا ہو سوم وہ امور مشتبہ ہوں یعنی ان میں شبہ ہو کہ شاید یہ برے ہوں پس متقی وہ ہے کہ اس احتمال اور شبہ سے بھی بچے اور تینوں مراتب کو طے کرے۔ حضرت عمر کا قول ہے کہ شبہ اور احتمال سے بچنے کے لیئے ہم دس باتوں میں سے نو باتیں چھوڑ دیتے ہیں۔ چاہیئے کہ احتمالات کا سد باب کیا جاوے دیکھو ہمارے مخالفوں نے اسقدر تائیدات اور نشانات دیکھی ہیں کہ اگر ان میں تقوی ہوتا تو کبھی روگردانی نہ کرتے ایک **کریم بخش** کی گواہی دیکھو جس نے رو رو کر اپنے بڑھاپے کی عمر میں جب کہ اس کی موت بہت قریب تھی یہ گواہی دی کہ ایک مجذوب گلاب شاہ نے پہلے سے مجھے کہا تھا کہ عیسی قادیان میں پیدا ہو گیا ہے اور وہ لدھیانہ میں آوے گا اور تو دیکھے گا کہ مولوی اسکی کیسی مخالفت کریں گے اس کا نام غلام احمد ہو گا۔ دیکھو یہ کیسی صاف پیش گوئی ہے جو اس مجذوب نے کی۔ کریم بخش کے پابند صوم و صلوات ہونے اور ہمیشہ سچ بولنے پر سیکڑوں آدمیوں نے گواہی دی جیساکہ ازالہ اوہام میں مفصل درج ہے۔ اب کیا تقوی کا یہ کام ہے کہ اس گواہی کو جھٹلا یا جاوے تقوی کی مضمون پر ہم کچھ شعر لکھ رہے تھے اس میں ایک مصرع الہامی درج ہوا وہ شعر یہ ہے

> ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
> اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

اس میں دوسرا مصرعہ الہامی ہے جہاں تقوی نہیں وہاں حسنہ حسنہ نہیں اور کوئی نیکی نیکی نہیں۔ اللہ تعالی قرآن شریف کی تعریف میں فرماتا ہے کہ ھدی للمتقین قرآن بھی ان لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب ہوتا ہے جو تقوی اختیار کریں۔ ابتدا میں قرآن کے دیکھنے والوں کا تقوی یہ ہے کہ جہالت اور حسد اور بخل سے قرآن شریف کو دیکھیں بلکہ نور قلب کا تقوی ساتھ لے کر صدق نیت سے قرآن شریف کو پڑھیں۔

دوسری شرط قبولیت دعا کے واسطے یہ ہے کہ جس کے واسطے انسان دعا کرتا ہو اس کے لئے دل میں درد ہو امن یجیب المضطر اذا دعاہ۔

تیسری شرط یہ ہے کہ وقت اصفی میسر آوے ایسا وقت کہ بندہ اور اس کے رب میں کچھ حائل نہ ہو۔ قرآن شریف میں جو لیلۃ القدر کا ذکر آیا ہے کہ وہ ہزار

مہینوں سے بہتر ہے۔ یہاں لیلۃ القدر کے تین معنی ہیں۔ اوّل تو یہ کہ رمضان میں ایک رات لیلۃ القدر کی ہوتی ہے دوم یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ بھی ایک لیلۃ القدر تھا یعنی سخت جہالت اور بے ایمانی کی تاریکی کے بعد وہ زمانہ آیا جب کہ ملائکہ کا نزول ہوا کیونکہ نبی دنیا میں اکیلا نہیں آتا۔ بلکہ وہ بادشاہ ہوتا ہے اور اس کے ساتھ لاکھوں کروڑوں ملائکہ کا لشکر ہوتا ہے جو ملائک اپنے اپنے کام میں لگ جاتے ہیں اور لوگوں کے دلوں کو نیکی کی طرف کھینچتے ہیں۔ سوم لیلۃ القدر انسان کے لئے اس کا وقت اصفیٰ ہے۔ تمام وقت یکساں نہیں ہوتے۔ بعض وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عائشہ کو کہتے کہ ارحنا یا عائشۃ یعنی اے عائشہ مجھکو راحت و خوشی پہونچا اور بعض وقت آپ بالکل دعا میں مصروف ہوتے جیساکہ سعدی نے کہا ہے

وقت چنیں بودے کہ بجبرئیل و میکائیل پرداختے و دیگر وقت با حفصہ و زینب درساختے۔

جتنا جتنا انسان خدا کے قریب آتا ہے یہ وقت اُسے زیادہ میسر آتا ہے۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ پوری مدت دعا کی حاصل ہو یہاں تک کہ خواب یا وحی سے اللہ تعالےٰ خبر دے محبت و اخلاص والے کو جلدی نہیں چاہیئے بلکہ صبر کے ساتھ انتظار کرنا چاہیئے۔

مختلف واقعات

بشپ کلکتہ کا جواب ناظرین کو یاد ہوگا کہ لارڈ بشپ کلکتہ نے پچھلے دنوں اوکسفورڈ میں ایک تقریر کی تھی جس کے یہ معنے کئے گئے تھے کہ بقول ان کے عیسائیوں کے بغیر کوئی شخص برٹش گورنمنٹ کی وفادار رعایا نہیں ہو سکتا۔ یا دوسرے الفاظ میں ہندو اور مسلمان بالکل وفادار رعایا نہیں ہیں۔ سر انٹونی مکڈانل صاحب لفٹنٹ گورنر شمال ومغربی صوبجات نے اس کی تردید کی تھی۔ اور ہندوؤں اور مسلمانوں کی وفاداری کو بدلائل قاطع ثابت کیا تھا۔ اس کے جواب میں بشپ صاحب کی چٹھی اخبار ٹائمز میں شائع ہوئی ہے جسمیں انھوں نے بیان کیا ہے کہ۔ لفٹنٹ گورنر شمال ومغربی صوبجات جنکے الفاظ کا ہندوستان کے ایک پیام تار میں حوالہ دیا گیا ہے۔ بھری اس تقریر کے انتخاب سے دھوکہ میں آئے جو میں نے ۹ جون گذشتہ کو اوکسفورڈ میں کی تھی۔ اس قسم کے انتخاب ہمیشہ تکلیف دہ ثابت ہوتے ہیں۔ شاید آپ کو یاد ہوگا کہ چند ہفتے گذرے ہیں کہ میں نے آپ کو ایک خبر کی صحت کرنے کے واسطے لکھا تھا جس میں میرے طرف سے کرسچن میڈیکل مشن بنگال کا کہیں درہ خیبر کے قریب موجود ہونا بیان کیا گیا تھا بیشک میں نے اوکسفورڈ میں یہ کہا تھا کہ ایام غدر کے نازک موقع پر ہندوستان کے دیسی عیسائی گورنمنٹ کے وفادار رعایا ثابت ہوئے تھے کسی شخص کو وفادار کہنا یا یہ کہنا کہ اس کے مذہب میں وفاداری کا قدرتی مادہ ہے اس اصرار یا مفہوم کے مساوی نہیں ہوتا کہ کوئی دوسرا شخص وفادار نہیں ہے اگر میرے کسی الفاظ کا مدعا خاصکر اس موقع پر ہندوستان کے ہندو اور مسلمان آبادی کی وفاداری بہ حرف لانا سمجھا جائے تو یہ نہایت ہی میرے رنج کا باعث ہوگا کیونکہ اس بیچ میں جو میں خیال کرتا ہوں لفٹنٹ گورنر ممدوح کا مشارٌ الیہ نہیں میں نے اس عجیب وغریب اظہار وفاداری اور اندوہ والم کا تذکرہ کیا تھا جس کا حضور ملکہ معظمہ آنجہانی کی وفات پر تمام ہندوستان میں ثبوت ملا تھا۔

انتظام تبت تبت کی تازہ خبروں سے واضح ہوا ہے کہ لاسہ میں اندرونی کھلبلی مچ رہی ہے۔ ایک عام افواہ یہ ہے کہ آئندہ دلائی لامہ کو ملک کی حکومت کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہوگا۔ اور یہ شخص صرف مذہبی معاملات میں اصالتاً یا وکالتاً شامل ہوا کرے گا۔ اور اس حال میں تمام دیوانی یا فوجداری امور وزیر کے اقتدار میں کئے جائیں گے جو عملی طور پر ملک کا اعلیٰ حاکم ہوگا۔ اس ملک میں چینیوں کو اپنا رسوخ قائم کرنا مدنظر ہے

عجیب بات ہے انگلستان کے موضع نارتھ ویلڈ واقع ضلع سیکس سے خبر آئی ہے کہ عرصہ پانچ ہفتہ کا گذرا ہے کہ وہاں ایک عورت مسز بگہ وم کو زنبور نے بازو پر ڈسا۔ ویر ہونے کے ساتھ ساتھ درد روزبروز بڑھتا گیا حتیٰ کہ زخم کی جگہ میں آماس پیدا ہوتا گیا۔ جس سے خوف ہوا کہ تمام خون زہر آلود ہو گیا ہوگا جھٹ ڈاکٹر کو بلوا کر وہاں چیرا دیا گیا تو ایک زندہ زنبور اس کے بیچ سے برآمد ہوا جو قریباً نصف انچ لمبا تھا اب معلوم ہوتا تھا کہ بھڑ کاٹتے ہی زخم میں انڈا چھوڑ گئی ہوگی جس نے بدن کی گرمی سے اندر ہی اندر پرورش پائی ڈاکٹر فولر نے اس جانور کو احتیاط سے اپنے پاس رکھا ہوا ہے بہت ہی عجیب شکل کا ہے

زندگی حباب ہے

قریباً ایک صدی گذری ہے کہ ولایت میں ایک شخص جالسن اپنا تمام اندوختہ وہاں کی ایک کمیٹی کو اس شرط پر دے گیا تھا کہ اس میں سے ایک گینی سالانہ اس شخص کو ملا کرے جو گورستان کے گرجا میں زندگی کے مثل حباب ہونے پر وعظ کیا کرے امسال یہ وعظ ہو گیا ہے اور اس فنڈ کے امینوں نے حسب معمول اس مخیر کی قبر کا معائنہ کیا۔

برٹش جزائر میں طوفان

عرصہ دراز کی گرمی اور امساک باراں کے بعد لندن میں بہت بھاری طوفان آیا میٹرو پولیٹن ریلوے کچھ دیر تک بند رہی کیونکہ تمام لین پر پانی پھر گیا تھا اور اسقدر غیر معمولی اولے برسے کہ وکٹوریہ منار یونین جیک کے جھنڈے کے پرخچے اُڑ گئے۔ اور ڈیڑھ گھنٹہ کے اندر اڑھائی انچ بارش ہوئی۔ جزیرہ کے دیگر حصوں میں بھی مینہ برسا۔

شاہوں کی ڈاک برلن کے

ایک اخبار نے یورپ کے نامور اشخاص کی روزانہ ڈاک کا مقابلہ کیا ہے۔ جس میں پوپ کا نمبر سب سے بڑھا ہوا ہے ان کے پاس ہر روز بائیس تیئیس ہزار خطوط اور اخبارات پہونچتی ہیں۔ اس کے بعد شاہ ایڈورڈ معظم کے پاس تین ہزار اخبار اور ایک ہزار خطوط پہونچتے ہیں۔ زار روس اور قیصر جرمنی کی روزانہ ڈاک مساوی ہے جسکو چھ سات سو خطوط ہر روز موصول ہوتے ہیں۔ پوپ صاحب کے پورے پینتیس سیکرٹری ہیں جو ڈاک کے اس انبار کا فیصلہ کرتے ہیں۔ قیصر جرمنی زیادہ تر خطوط اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں۔

مدرسہ تحقیقات

لورپول میں کچھ عرصہ سے ایک ایسا مدرسہ قائم ہے جہاں سے طلبا مختلف امراض کی تحقیقات اور تفتیش کے واسطے گرم ممالک کو بھیجے جاتے ہیں۔ اسوقت تک سات مہمیں اس قسم کی تحقیقات کے واسطے روانہ ہو چکی ہیں اور اب آٹھویں دفعہ میجر رانلڈ راس کی سفارش سے ایک خاص افسر جزیرہ باٹہرسٹ کو روانہ کیا گیا ہے جو ملیریا بخار کی ماہیت اور اُس کا علاج دریافت کریگا۔ اس قسم کی تحقیقاتوں کے نتائج بذریعہ اخبارات اور رسالوں کے مشتہر کئے جاتے ہیں جنکو لوگ نہایت دلچسپی کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

رسم تاج پوشی

جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں یہ رسم غالباً ۲۰ جون ۱۹۰۲ء کو ادا کی جلئے گی۔ اسوقت کوئی حکمراں بادشاہ موجود نہ ہوگا۔ غالباً شاہان ڈنمارک یونان پرتگال اور گرینڈ ڈیوک آف ہیسی بلحاظ رشتہ داری شامل ہوں گے

ہائی سکول نسوان

پچھلے سال ٹرکش ہائی سکول نسوان قسطنطنیہ کی جن لڑکیوں نے سند قابلیت حاصل کی ہے ان کی ساخت کی تصویریں قالین اور زر دوزی کام کی اشیا سلطان المعظم کی خدمت میں پیش کی گئیں۔ جنکو حضور محتشم الیہا نے نہایت خوشی کے ساتھ منظور فرمایا۔

صنعتی امتحان

بنارس میں شارٹ ہنڈ رائٹنگ اور تجارتی تعلیم کا ایک مدرسہ قائم ہے جس کا سالانہ امتحان ماہ حال میں اسی انسٹیٹیوٹ کے مکان میں ہوگا۔ مجلس ممتحان ولایت سے سوالات تیار کرکے بھیجیں گے۔

آبپاشی مصر

مصر میں آبپاشی والے تالابوں کی تعمیر نہایت سرعت کے ساتھ جاری ہے ان میں دریائے نیل کے پانی کا ذخیرہ جمع رہے گا۔ تاکہ خشک سالی میں پانی کی کمی محسوس نہ ہوا کرے۔ سال رواں میں تین لاکھ باون ہزار مکعب گز عمارت تیار کی گئی ہے چھبیس ہزار چھ سو ٹن سمنٹ خرچ کیا گیا ہے جو سب کا سب انگلستان سے بہم پہونچایا گیا تھا۔ گذشتہ نومبر سے لے کر ہر روز سولہ ہزار آدمی کام کرتی ہیں جنمیں نوے فیصدی مصری مزدور اور باقی انگریز یا اٹیلین کاریگر ہیں۔

بہت اچھا ہوا

رنگون کیطرح کلکتہ میں بھی قطعی حکم دیا گیا ہے کہ کسی شراب خانہ یا ہوٹل میں کوئی عورت ملازم نہ رکھی جلئے۔ شراب خانہ والے اور ہوٹل والے اپنی دوکان کی گرم بازاری کے واسطے اکثر حسین عورتوں کو ملازم رکھ لیا کرتے ہیں جو بعید از اخلاق ہے ہوٹل والے تو اس حکم سے سخت ناراض ہیں مگر گورنمنٹ کو بد تہذیبی کی اصلاح بہرحال منظور ہے۔

ایک تازہ رشتہ

انگلستان اور جرمنی کے مابین ایک تازہ رشتہ پیدا ہونے کی صورت رونما ہے۔ لندن کے ایک پیغام تار سے واضح ہوا ہے کہ ہز رائل ہائنس ڈیوک آف کیناٹ کی صاحبزادی کے ساتھ ولیعہد جرمنی کے منسوب ہونے کی خبر ہے چنانچہ پچھلے دنوں ولیعہد ممدوح اسی غرض سے رونق افروز لندن ہوئے تھے اس رشتہ کے مضبوط و مربوط ہونے سے انگلستان اور جرمنی کے شاہی خاندانوں میں بہت بھاری قرابت اور یگانگت پیدا ہو جائیگی۔ گو یورپین سلطنتوں پر شاہی خاندانوں کے رشتوں سے چنداں اثر نہیں پڑتا تاہم خیر خواہان امن کے نزدیک اس قسم کے رشتے کچھ نہ کچھ رسوخ ضرور دکھلانے سے نہیں رُکتے۔

توجہ کرو

حضرت مسیح موعود ؑ کے اغراض و مقاصد سے باخبر اور ان کے پورا کرنے کے لئے تن من دھن سے مدد دینے والے بزرگو! آپ کو کن الفاظ میں مدرسہ تعلیم الاسلام کی امداد کے لئے متوجہ کیا جاوے۔ پچھلے دو تین مہینوں میں آمدنی اس قدر کم ہوئی ہے کہ اس کی رسید زیر طبع کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ مدرسہ کے اخراجات اور اس کی ضروریات یوماً فیوماً بڑھ رہی ہیں اس کے مقابلہ میں چاہیئے تو یہ تھا کہ آپ کی ہمتوں اور مساعی میں بھی ترقی ہوتی مگر نہیں معلوم کیوں بے پروائی کو کام میں لایا جاتا ہے۔ اس وقت ماہواری مستقل اخراجات تین سو روپے کے قریب ہو چلے ہیں اور عمارت کے اخراجات مزید برآں۔ حضرت ٹرسٹیان اپنے ماہواری چندے باقاعدہ ارسال فرمائیں دوسروں کو ٹرسٹی بنانے کی کوشش کریں۔ ماہواری چندہ دینے والے حسب توفیق ان چندوں میں ایزادی کریں اور باقاعدہ ارسال کریں۔ وزیٹر اپنے فرض منصبی کی طرف متوجہ ہوں۔ ہم بڑے بڑے بیدار کرنے والے الفاظ اس تحریر میں استعمال کر سکتے تھے مگر ہماری نزدیک حقائق پرست قوم کے سامنے زمانہ کے چکنے چپڑے الفاظ سے کام لینا مناسب نہیں سمجھا گیا بلکہ ہمیں حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی یہ معرفت کا نکتہ بہت پسند آیا جو انہوں نے ایک دفعہ فرمایا کہ میں تو یہ خیال کرنا کہ الفاظ بھی اثر انداز ہو سکتے ہیں شرک سمجھتا ہوں۔ الغرض ضرورت ہے کہ مدرسہ کی امداد کی طرف پوری توجہ کی جاوے اور ہم امید کرتے ہیں کہ احمدی قوم توجہ کرے گی اور آیندہ کے لئے اپنی اس عادت کو دور کرے گی کہ بدون توجہ دلائے وہ توجہ ہی نہ کرے۔ نہیں بلکہ مدرسہ کی ضروریات ہر آن سامنے رہنی چاہئیں اور ہر مناسب موقع اور تقریب پر اسے بھولنا نہ چاہیئے۔

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مع جمیع ممبران خاندان بحمد للہ بخیریت اور تندرست ہیں۔

۲۔ یہ ہفتہ بھی بارش سے خالی گیا۔ ابر محیط آسمان ہے۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے کیا عجب کہ باران رحمت برسکر نہال کر دے۔

۳۔ اس ہفتہ دار الامان میں بہت سے لوگ آئے منجملہ اُن کے جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب رام پور سے تین ماہ کی رخصت لے کر تشریف لائے آپ کے ہمراہ ایک معمر بزرگ حاجی شاہ عبد القادر صاحب نقشبندی چشتی بھی ہیں اور لاہور سے ڈاکٹر نور محمد صاحب تشریف لائے۔ اور مرزا خدا بخش صاحب مالیر کوٹلہ سے تشریف لائے چند روز رہ کر واپس چلے گئے مولوی محمد اکرم صاحب ابھی تک تشریف رکھتے ہیں۔

۴۔ خطبہ الہامیہ کا ایک حاشیہ طبع ہو رہا ہے اس کے بعد حضرت اقدس نظر ثانی فرمائیں گے اور یوں خطبہ الہامیہ کی اشاعت غالباً ایک ماہ یا ضرورت پڑی تو اس سے بھی زیادہ عرصہ کے لئے معرض توقف میں ہے۔ اشاعت پر اعلان کر دیا جائے گا۔

۵۔ خاکسار ایڈیٹر اپنے کنبہ سمیت پچھلے کئی دنوں سے موسمی عوارض سے بیمار رہا ہے دعا کریں کہ اللہ تعالے اپنے فضل و کرم سے احباب کی خدمتگذاری کے لئے پوری صحت عطا فرماوے۔

۶۔ دار الامان قادیان اور سری گوبند پور والی لائن پر ڈاک کچھ عرصہ سے ہمیشہ بدیر پہونچتی تھی مگر اب منشی تیج بھان قائم مقام اورسیر کی کوشش اور مستعدی سے قادیان میں ٹھیک ۱۲ بجے پہونچنے لگی ہے منشی تیج بھان ایک ہوشیار اور مستعد آدمی ہے۔ چنانچہ بٹالہ کے ڈاک خانہ کے متعلق جو منی آڈر کھائے گئے ہیں اس مقدمہ کے برآمد کرنے میں بھی اس نے اپنی قابلیت کا ثبوت دیا ہے۔ سابق اورسیر چونکہ ایک بڈھا آدمی ہے اور اس کی نظر بہت ہی کمزور ہے اس لئے وہ محنت برداشت نہیں کر سکتا کیا اچھا ہو کہ اُسکو پنشن دی جاوے اور اسکو مستقل کیا جاوے ہم آیندہ عند الضرورت محکمہ ڈاک کو اسپر توجہ دلائیں گے۔

قصبہ قادیان کی صفائی

ہم صاحب سول سرجن بہادر ضلع گورداسپور کے شکرگذار ہیں کہ انھوں نے ہماری چٹھی متعلقہ انتظام صفائی قصبہ قادیان پر توجہ فرما کر تحصیلدار صاحب بٹالہ کے نام مناسب احکام صادر فرمائے ہیں ہمکو معلوم ہوا ہے کہ تحصیلدار صاحب بٹالہ نے بھی ذیلدار مذکور کو بنا بر صفائی حکم بھیجدیا ہے لیکن ۳۰ اگست سنہ ۱۹۰۱ء تک یعنی اخبار کے ختم ہونے کیوقت تک ذیلدار مذکور کی طرف سے کسی قسم کی کارروائی جہاں تک ہمارا علم ہے نہیں کی گئی۔ ہم نہایت افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ نہیں معلوم کیوں ایسی ضروری امر کی طرف اب تک (باوجودیکہ افسران بالادست کی طرف سے احکام صادر ہو چکے ہیں) ذیلدار مذکور نے توجہ نہیں کی ہم تحصیلدار صاحب بٹالہ کو اس معاملہ پر نوٹس لینے کی تحریک کرتے ہیں۔ بہرحال قادیان کی پبلک کو صاحب سول سرجن نے اپنی اس مہربانی سے مشکور ہونے کا موقع دیا ہے۔ لیکن اگر ہم سول سرجن صاحب

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۴۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

قیمت پیشگی عوام سے سالانہ عہ خواص اور معاونین سے عنہ ہندوستان سے باہر لئے

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

۱۹ جمادی الاولی سنہ ۱۳۱۹ھ

چہ گویم بانو گر آئی بدارِ قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۳۳ | دار الامان قادیان ۱۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۳۲ جلد ۵

تو غرض یہ ہے کہ قانون قدرتیں قبولیت دعا کی نظیریں موجود ہیں اور ہر زمانہ میں خدا تعالیٰ زندہ نمونے بھیجتا ہے اسی لیے اس نے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ کی دعا تعلیم فرمائی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا منشا اور قانون ہے اور کوئی نہیں جو اس کو بدل سکے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا سے پایا جاتا ہے کہ ہمارے اعمال کو اکمل اور اتم کر۔ ان الفاظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر تو اشارۃ النص کے طور پر اس سے دعا کرنے کا حکم معلوم ہوتا ہے کہ صراط مستقیم کی ہدایت مانگنے کی تعلیم ہے لیکن اس کے سر پر اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ بتا رہا ہے کہ اس سے فائدہ اٹھائیں یعنی صراط مستقیم کے منازل کے لیے قویٰ سلیم سے کام لے کر استعانت الٰہی کو مانگنا چاہیے پس ظاہری اسباب کی رعایت ضروری ہے جو اسکو چھوڑتا ہے وہ کافر نعمت ہے۔

دیکھو! یہ زبان جو خدا تعالیٰ نے پیدا کی ہے اور عروق و اعصاب سے اسکو بنایا ہے اگر ایسی نہ ہوتی تو ہم بول نہ سکتے ایسی زبان دعا کے لیے عطا کی جو قلب کے خیالات اور ارادوں تک کو ظاہر کر سکے اگر ہم دعا کا کام زبان سے کبھی نہ لیں تو ہماری غیر کنندگی بختی ہے۔ بہت سی بیماریاں ایسی ہیں کہ اگر وہ زبان کو لگ جاویں تو وہ یکدفعہ ہی کام چھوڑ بیٹھتی ہے یہ رحیمیت ہے ایسا ہی قلب میں خشوع و خضوع کی حالت رکھی اور سوچنے اور تفکر کی قوتیں ودیعت کی ہیں پس یاد رکھو اگر ہم ان قویٰ اور طاقتوں کو معطل چھوڑ کر دعا کرتے ہیں تو یہ دعا کچھ بھی مفید اور کارگر نہ ہوگی کیونکہ جب پہلے عطیہ سے کچھ کام نہیں لیا تو دوسرے سے کیا نفع اٹھائیں گے اس لیے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ سے پہلے اِیَّاکَ نَعْبُدُ بتا رہا ہے کہ ہم نے تیرے پہلے عطیوں اور قوتوں کو بیکار اور برباد نہیں کیا۔ یاد رکھو رحمانیت کا خاصہ یہی ہے کہ وہ رحیمیت سے فیض اٹھانے کے قابل بنا دے۔ اس لیے خدا تعالیٰ نے جو اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ فرمایا یہ نری لفاظی نہیں ہے بلکہ انسانی شرف اسی کا متقاضی ہے مانگنا انسانی خاصہ ہے اور استجابت اللہ تعالیٰ کا جو نہیں مانتا وہ ظالم ہے۔ دعا ایک ایسی سرور بخش کیفیت ہے کہ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ میں کن الفاظ میں اس لذت اور سرور کو دنیا کو سمجھاؤں یہ تو محسوس کرنے ہی سے پتہ لگے گا۔ مختصر یہ کہ دعا کے لوازمات سے اول ضروری یہ ہے کہ اعمال صالحہ اور اعتقاد پیدا کریں کیونکہ جو شخص اپنے اعتقادات کو درست نہیں کرتا اور اعمال صالحہ سے کام نہیں لیتا اور دعا کرتا ہے وہ گویا خدا تعالیٰ

کی آزمایش کرتا ہے۔ تو بات یہ ہے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا میں یہ مقصود ہے کہ ہمارے اعمال کو اکمل اور اتم کر اور پھر یہ کہہ کر کہ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ اور بھی صراحت کر دی کہ ہم اُس صراط کی ہدایت چاہتے ہیں جو منعم علیہ گروہ کی راہ ہے۔ اور مغضوب گروہ کی راہ سے بچا جن پر بد اعمالیوں کی وجہ سے عذاب الٰہی آگیا اور الضالین کہکر یہ دعا تعلیم کی کہ اس سے بھی محفوظ رکھ کہ تیری حمایت کے بدوں بھٹکتے پھریں۔ ایک اور بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اسجگہ لف ونشر مرتب ہے۔ اوّل الحمد للہ۔ اللہ مستجمع جمیع صفات کاملہ ہر ایک خوبی کو اپنے اندر رکھنے والا اور ہر ایک عیب اور نقص سے منزہ دوم رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سوم الرَّحْمٰنِ چہارم الرَّحِیْمِ پنجم مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اب اسکے بعد جو درخواستیں ہیں وہ ان پانچوں کے ماتحت ہیں اب سلسلہ یوں شروع ہوتا ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ یہ فقرہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کے مقابل ہے یعنی اے اللہ تو جو ساری صفات حمیدہ کا جامع ہے اور تمام بدیوں سے منزہ ہے تیری ہی عبادت کرتے ہیں مسلمان اس خدا کو جانتا ہے جس میں وہ تمام خوبیاں جو انسانی ذہن میں آسکتی ہیں موجود ہیں اور اس سے بالاتر اور بالاتر ہے کیونکہ یہ سچی بات ہے کہ انسانی عقل اور فکر اور ذہن خدا تعالےٰ کی صفات کا احاطہ ہرگز ہرگز نہیں کر سکتے۔ ہاں تو مسلمان ایسے کامل الصفات خدا کو مانتا ہے تمام قومیں مجلسوں میں اپنے خدا کا ذکر کرتے ہوئے شرمندہ ہو جاتی ہیں اور انھیں شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ مثلاً ہندوؤں کا خدا جو اُنھوں نے مانا ہے اور کہا ہے کہ ویدوں سے ایسے خدا ہی کا پتہ لگتا ہے جب اُس کی نسبت وہ یہ ذکر کریں گے کہ اُسنے دنیا کا ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا اور نہ اُس نے روحوں کو پیدا کیا ہے تو کیا ایسے خدا کے ماننے والے کے لیے کوئی مفر رہ سکتا ہے جب اُسے کہا جاوے کہ ایسا خدا اگر مرجاوے تو کیا حرج ہے کیونکہ جب یہ اشیاء اپنا وجود مستقل رکھتی ہیں اور قائم بالذات ہیں پھر خدا کی زندگی کی ان کی زندگی اور بقا کے لیے کیا ضرورت ہے جیسے ایک شخص اگر تیر چلاوے اور وہ تیر ابھی جا ہی رہا ہو کہ اس شخص کا دم نکل جاوے تو بتاؤ کہ اس تیر کی حالت میں کیا فرق آئیگا ہاتھ سے نکلنے کے بعد وہ چلانیوالے کے وجود کا محتاج نہیں ہے۔ اسی طرح پر ہندوؤں کے خدا کے لیے اگر یہ تجویز کیا جاوے کہ وہ ایک وقت مرجاوے تو کوئی ہندو اُسکی موت کا نقصان نہیں بتا سکتا۔ مگر ہم خدا کے لیے ایسا تجویز نہیں کر سکتے کیونکہ اللہ کے لفظ سے ہی پایا جاتا ہے کہ اس میں کوئی نقص اور بدی نہ ہو۔ ایسا ہی جبکہ آریہ مانتا ہے کہ اجسام اور روحیں انادی ہیں یعنی ہمیشہ سے ہیں ہم کہتے ہیں کہ جب تمھارا یہ اعتقاد ہے پھر خدا کی ہستی کا ثبوت ہی کیا دے سکتے ہو؟ اگر کہو کہ اُس نے جوڑا جاڑا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ جب تم پرمانو اور پرکرتی کو قدیم سے مانتے ہو اور انکو وجود کو قائم بالذات کہتے ہو تو پھر جوڑنا جاڑنا تو ادنی فعل ہے وہ جڑ بھی سکتے ہیں اور ایسا ہی جب وہ یہ تعلیم بتاتے ہیں کہ خدا نے وید میں مثلاً یہ حکم دیا ہے کہ اگر کسی عورت کے ہاں اپنے خاوند سے بچہ پیدا نہ ہو سکتا ہو تو وہ کسی دوسرے ہم بستر ہو کر اولاد پیدا کر لے تو بتاؤ ایسے خدا کی نسبت کیا کہا جاوے گا؟ یا مثلاً یہ تعلیم پیش کی جاوے کہ خدا کسی اپنے پریمی اور بھگت کو ہمیشہ کے لیے مکتی یعنی نجات نہیں دے سکتا بلکہ مہاپرلے کے وقت اُسکو ضروری ہوتا ہے کہ مکتی یافتہ انسانوں کو پھر اسی تناسخ کے چکر میں ڈالے یا مثلاً خدا کی نسبت یہ کہنا کہ وہ کسیکو اپنے فضل و کرم سے کچھ بھی عطا نہیں کر سکتا بلکہ ہر ایک شخص کو وہی ملتا ہے جو اُسکے اعمال کے نتائج ہیں پھر ایسے خدا کی کیا ضرورت باقی رہتی ہے غرض ایسا خدا ماننے والے کو سخت شرمندہ ہونا پڑے گا۔

ایسا ہی عیسائی بھی جب یہ پیش کرینگے کہ ہمارا خدا یسوع ہے اور پھر اُس کی نسبت وہ یہ بیان کریں گے کہ یہودیوں کے ہاتھوں سے اُس نے ماریں کھائیں شیطان اُسے آزماتا رہا۔ بھوک اور پیاس کا اثر اُس پر ہوتا رہا۔ آخر ناکامی کی حالت میں پھانسی پر چڑھایا گیا تو کون دانشمند ہوگا جو ایسے خدا کے ماننے کے لیے طیار ہوگا غرض اسی طرح پر تمام قومیں اپنے مانے ہوئے خدا کا ذکر کرتی ہوئی شرمندہ ہوتی ہیں مگر مسلمان کبھی اپنے خدا کا ذکر کرتے ہوئے کسی مجلس میں شرمندہ نہیں ہوتا کیونکہ جو خوبی اور عمدہ صفت ہے وہ ان کے مانے ہوئے خدا میں موجود اور جو نقص اور بدی ہے اُس سے وہ منزہ ہے جیسا کہ سورۃ الفاتحہ میں اللہ کو تمام صفات حمیدہ کا موصوف قرار دیا ہے تو الحمد للہ کے مقابل میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ کو رکھا ہے اس کے بعد ہے رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ربوبیت کا کام ہے تربیت اور تکمیل جیسے ماں اپنے بچہ کی پرورش کرتی ہے اسکو صاف کرتی ہر ہر قسم کے گند اور آلایش سے دور رکھتی ہے اور دودھ پلاتی ہے دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ وہ اسکی مدد کرتی ہے اب اسکے مقابل میں یہاں اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ پھر الرحمٰن ہے جو بغیر خواہش بدون درخواست اور بغیر اعمال کے اپنے فضل سے دیتا ہے اگر ہمارے وجود کی ساخت ایسی نہ ہوتی تو ہم سجدہ نہ کر سکتے اور رکوع نہ کر سکتے اسلیے ربوبیت کے مقابلہ میں اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ فرمایا جیسے باغ کا نشوونما پانی کے بغیر نہیں ہوتا اسیطرح پر اگر خدا کے فیض کا پانی نہ پہنچے تو ہم نشوونما نہیں پا سکتے درخت پانیکو چوستا ہے اسکی جڑوں میں دہانے اور سوراخ ہوتے ہیں طبعی میں یہ مسئلہ ہے کہ درخت کی شاخیں پانیکو جذب کرتی ہیں اُن میں قوت جاذبہ ہے اسی طرح پر عبودیت میں ایک قوت جاذبہ ہوتی ہے جو خدا کے فیضان کو جذب کرتی ہے اور چوتھی ہے یہی الرحمٰن کے بالمقابل اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ہے یعنی اگر اسکی رحمانیت ہمارے شامل حال نہ ہوتی اگر یہ قوی اور طاقتیں تو نے عطا نہ کی ہوتیں تو ہم اس فیض سے کیونکر بہرہ ور ہو سکتے۔ باقی آئندہ

طلبا مدرسہ تعلیم الاسلام سے خطاب

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے اپنے ہفتہ وار لیکچروں کے سلسلہ میں طلبا مدرسہ تعلیم الاسلام کو مخاطب کیا تھا جسکو اپنے الفاظ میں حاصل بالمطلب کے طور پر ناظرین کی دلچسپی کے لیے درج کیا جاتا ہے۔

(ایڈیٹر)

الحمد للہ رب العلمین۔ الرحمن الرحیم۔ ملک یوم الدین اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ

لڑکو! اصل غرض اس ہمارے مدرسہ کی جس کا نام مدرسہ تعلیم الاسلام ہے یہ ہے کہ یہاں کے طالب علم اسلام کی خوبیوں سے واقف ہوں اور دیگر مذاہب باطلہ کے بطلان پر مطلع ہو کر ان کے اُن اعتراضوں اور جھوٹی تہمتوں کے جوابوں سے بخوبی واقف ہو جائیں جو وہ پاک اسلام پر کرتے ہیں اور یوں وہ بچے مسلمان بنجائیں اور اُن کا اسلام صرف رسمی اسلام نہ ہو بلکہ اُن کی دل اسلام کی سچائی کے شاہد ہو جائیں جو عملی نمونہ کے بغیر حاصل ہونا محال ہے۔

دنیا میں بہت سی سکول ہیں جن میں مشرقی اور مغربی علوم کی اعلیٰ تعلیمیں دی جاتی ہیں اور ان علوم کے بڑے بڑے ماہر کامل پروفیسر ہوتے ہیں مختصر یہ کہ ان میں ہر ایک قسم کے مادی علوم کی تکمیل ہوتی ہے مگر وہ امر جو ہمکو اس مدرسہ کی بنا ڈالنے کا محرک ہوا ہے کہ ہم اس چھوٹی سی بستی میں قریباً بے سروسامانی کی حالت میں محض توکلاً علی اللہ ایک مدرسہ جاری کریں یہ ہے کہ ہم نے دیکھا کہ ان سکولوں میں اعلیٰ غرض اور مقصد صرف حصول دنیا ہے۔ اور ان کے تعلقات صرف زمین ہی سے ہیں آسمانی علوم سے جب کہ معلّم ہی بے بہرہ ہوں تو طالب علم کیا سیکھ سکتے ہیں۔ غرض ہم نے ایک غائر نظر سے نگاہ کی اور دیکھا کہ یہ سکول مادی علوم اور مادی عقول کی ترقی کے گو کیسے بڑے بھاری ممد اور ذریعہ ہوں اور ہیں بھی مگر وہ ہمارے قرۃ العین لخت جگروں کو اس سے زیادہ کچھ نہیں بنا سکتے کہ انکو بی۔ اے یا۔ ایم۔ اے کا ڈبلوا دیکر دنیا کے کتے دنیا کے کیڑے بنا دیں اور بالکل زمینی انسان بنا کر رکھدیں حالانکہ علوم کی غرض وغائت تو یہ ہونی چاہیئے کہ وہ انسان کو زمین سے الگ کر کے آسمان سے متعلق کر دے ہم نے دیکھا کہ ہمارے بچے ان سکولوں میں تعلیم پا کر موجودہ دجالی فتن سے نجات نہیں پا سکتے۔ اور اپنے مخلوق ہونے کی اصل غرض اور مقصد کو جو اللہ تعالیٰ نے خود فرما دیا ہے کہ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔ پورا نہیں کر سکتے لہذا انسان کو اس کی زندگی کا اصل مقصد بتانے اور نہ صرف بتانے بلکہ حاصل کرنے کی تدابیر پر عمل درآمد کرانے کی خاطر ہمکو یہ مدرسہ جس کا نام مدرسہ تعلیم الاسلام ہے جاری کرنا پڑا۔ جس میں تم آجکل تعلیم پاتے ہو۔ چونکہ دنیا جائے اسباب ہے اور قدیر خدا نے ارادہ کیا ہے کہ دنیا کو اسباب سے آراستہ کرے۔ اللہ تعالیٰ اسبات پر قادر تھا کہ جب ہمکو پیاس لگتی تو آسمان سے پانی نازل کر دیتا جو ہمارے منہ میں آجاتا یا بھوک کے وقت آسمان سے کوئی خوان نعمت اُتار دیتا مگر عزیزو اُس نے ایسا نہیں کیا اپنے پاس ہی کنوئیں کو دیکھو جو ابھی بنایا گیا ہے اسپر کتنا روپیہ خرچ ہوا ہے اور کس قدر آدمیوں نے بیلوں اور گدھوں کی طرح محنت کی تب جا کر یہ کنواں طیار ہوا۔ تا کہ ہم پانی پییں اسی طرح پر کھانے والا اناج کس محنت اور مشقت سے طیار ہوتا ہے غرض ہم نے بھی اللہ تعالیٰ کی اس سنت کے موافق اسباب کا لحاظ کر کے انگریزی تعلیم دعلاوہ دینیات اور علوم آسمانی کے جو اس مدرسہ کی تعلیم کا اصل مقصد ہیں) ہی ایک جزو قرار دی جو رسمی طریق کے موافق پوری پوری دی جاتی ہے۔

انگریزی تعلیم کی ضرورت اس لیے بھی تھی کہ ہمارے سر پر جس قوم کو اللہ تعالیٰ نے بادشاہ مقرر فرمایا ہے اس کی زبان انگریزی ہے اور اُس کے دفاتر وغیرہ کل امور میں اسی زبان کا استعمال ہوتا ہے لہذا ہم نے بھی اس زبان کی تعلیم کو ضروری سمجھا ورنہ اصل بات یہ ہے کہ ایک سڑا ہوا مردہ کتا جسقدر تمہاری نظر میں قابل نفرت ہوتا ہے اُس سے بھی زیادہ حقارت اور نفرت کی نگاہ سے ہم ان مادی امور کو دیکھتے ہیں یہ ساری دنیا مع اپنے تمام لوازم کے ایک مردہ کتے سے بھی زیادہ گھنونی اور نفرت انگیز نظر آتی ہے۔

میرے عزیزو! یہ یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک نہایت ہی پیاری اور محبوب چیز جس کے لیے اُس نے دنیا کو پیدا کیا اور لاکھوں انبیاء مبعوث فرمائے وہ **اسلام** ہے یعنی اللہ ہی کی فرمانبرداری کرنا اپنے کل قویٰ کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے سامنے سربسجود کر دینا

پس ہماری غرض یہی ہے کہ ہماری سکول کے طالب علم خدا کو جانیں اور مادی علوم اور مادی ترقیاں دین کی خدمت دین کی تکمیل کے لیے بطور خادم ہوں نہ بطور اصل مقصود۔ جیسے ایک شخص کو مثلاً امرتسر جانا ہو تو اُسکو یکہ یا ریل کی سواری کرنے کی اس لیے ضرورت ہے کہ وہاں پہنچ جاوے ورنہ اصل غرض اس کی یہ سواریاں نہیں ہیں اسی طرح پر ہماری اصل غرض اسلام ہے اور باقی امور اور لوازمات بطور

اسلام کے خادم کے ہوں۔ ہاں تو ہماری دلی غرض اور اصل منشا یہ ہے کہ ہماری سکول کے طالب علم خدا کو جانیں اور اپنے خدا کے حقوق کو پہچانیں اور اس سکول کی تعلیم سے تربیت سے ایک ایسی قوم بن جاویں کہ دنیا کے امام اور پیشوا ہوں۔ جہاں جاویں دار الامان کی تعلیم کا **نور** ان کے آگے آگے لوگوں کو بتاتا جاوے کہ یہ **دار الامان کا نمونہ** ہے تم لوگوں کے دلوں کو جو تم سے قادیان آنے کی وجہ سے متنفر ہوں اپنی نور ایمان اور اخلاق کی کمند سے اپنی طرف کھینچ لو لوگوں کی انگلیاں رستہ میں جاتی وقت بھی تمہاری طرف اٹھیں اور یہ کہیں قادیان کے پڑھے ہوئے ہیں اور لوگ شوق سے تمہاری پیروی کی خواہش کریں۔

اللہ تعالیٰ نے ہم پر خاص فضل کیا ہے کہ اس نے ہم میں اپنے خاص بندوں کو بھیجا اپنی کتابیں بھیجکر اپنے احکام اور اس نمونہ کو بھی دکھایا جس سے ہم کمال حاصل کر سکتے ہیں اور پھر احسان پر احسان کیا کہ ہمکو ان کتب کے علوم سے بھی بخوبی بہرہ مند کیا اور ان آسمانی علوم سے ماہر کیا اب خواہ کسی جگہ کوئی مسلمان ہو دنیا کے کسی حصہ میں ہو مگر میرے عزیزو اللہ کی پہچان کے واسطے قرآنی علوم کی شناخت کے واسطے انبیا کی پہچان کے واسطے جو فضل ہمکو دیا گیا ہے وہ کسیکو عطا نہیں کیا وہ کیا؟ یہی کہ اپنے **بندہ** کو عین وقت پر ضرورت کے مطابق حق و **حکمت** دیکر ہم میں بطور نمونہ بھیجا ہے جس کے وجود سے ہمنے خدا سمجھا۔ انبیا اور رستبازوں کو مانا ان کی پیشگوئیوں کی **حقیقت** سمجھی قرآن سیکھا غرض جو ملا اسی وجود باجود سے ملا۔

اب دیکھو تم پر اللہ تعالیٰ کے بڑے فضل ہیں ایک تو یہ کہ ایک ایسے مدرسہ میں تم کو تعلیم حاصل کرنے کے واسطے بھیجا جس کے مقاصد اعلیٰ ہیں اور تم پر اپنا وہ **بندہ** بھی جسکو ہمارے تمہارے بزرگ انتظار کرتے کرتے اس دنیا سے رخصت ہو گئے جس کا نام

مسیح موعود مہدی معہود امام اور خاتم الاولیا

ہے بھیجا۔ مبارک ہو تم کو مبارک بچو! آج دنیا کے پردہ پر اگر اسلام ہے اور مل سکتا ہے تو صرف اسی امام کے طفیل سے ورنہ نہیں۔ زندہ اسلام صرف اسی کے پاس ہے اسکی مجلس خدا نما مجلس ہے قرآن بھی اسی کی صحبت سے آ سکتا ہے پس آج کی ہماری تقریر صرف اسی مضمون پر ہے کہ ہماری غرض اس مدرسہ کے جاری کرنے سے کیا ہے صرف یہی ہے کہ یہاں کے لڑکے خدا سے پھر حق اللہ اور حق العباد سے **واقف** ہوں آسمانی علوم سے آگاہ ہوں اور پھر ان پر عمل کریں اور ایک اسوہ حسنہ بنجائیں تم دنیا کے دوسرے سکولوں کے لیے نمونہ بنو اور ان کو دکھا دو کہ جن مدرسوں میں وہ پڑھتے ہیں وہ انسانی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتے۔

عزیزو! بڑا افسوس ہوگا اگر یہاں کے لڑکے اور سکولوں ہی کے سے ہوں ایک داغ ہوگا اگر تم میں سے کوئی بُرا نکلے یا بد اخلاق ہو۔ وہ اپنا ہی بُرا نہیں کرتا بلکہ وہ ہماری قوم کا دشمن بنتا ہے پس تمہارا فرض ہے کہ رات دن اپنے سنوارنے کی فکر کرو۔ اور تمہارے آپس کے تعلقات گفتگو وغیرہ جہان سے جدا گانہ ہوں تم نمک بنجاؤ تا کہ تم بغیر لوگوں کی مجلسوں کو مزہ ہی نہ آئے جسطرح کھانا بغیر نمک کے بدمزہ ہوتا ہے اسی طرح تم بن لوگوں کے جلسے اور مجلسیں بدمزہ ہوں **ولتکونوا شهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيدا** لوگوں کے واسطے حجت ٹھہر جاؤ تا کہ تم پر اعتراض کرنے کا کسی بدخصلت بہانہ جو کو حیلہ و حجت نہ رہے تمہارے ہم نشین تمہاری صحبت سے متاثر ہوں۔ آمین۔

دھوکا دینے والوں سے بچو

پالمپور سے ایک کارڈ ہمیں وصول ہوا ہے جس کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ کوئی شخص سراج الحق نام (صاحبزادہ پیر سراج الحق جمالی نعمانی احمدی نہیں ہے) ڈڈوان کا باشندہ وہاں جاکر مدرسہ کے لیے چندہ وصول کرتا پھرتا ہے اس کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت اقدس کا مرید نہیں ہے جہاں تک ہمارا علم ہے اس نام کا سوائے صاحبزادہ موصوف کے کوئی حضرت اقدس کا مرید نہیں ہے اور اگر بفرض محال ہو بھی جس کا ہمکو علم نہیں تو وہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کی کمیٹی منتظمہ کی طرف سے چندہ وصول کرنے کے لیے مامور نہیں ہے۔ غرض عام اطلاع کے لیے لکھا جاتا ہے کہ ایسے دھوکہ دینے والوں سے بچنا چاہیے اور جب کبھی کوئی کسی قسم کا چندہ مانگنے کے لیے آئے تو اس کی اطلاع فوراً دار الامان میں ہونی چاہیے۔

اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی طرف سے جب کبھی کوئی شخص وصولی چندہ کے لئے بھیجا جاتا ہے یا آئندہ بھیجا جائے گا اسکی باقاعدہ اطلاع اخبار میں دی جائے گی اور بدون اسکے کسی شخص کو کمیٹی کی طرف سے مامور نہ سمجھنا چاہیے سب روپیہ براہ راست مولوی محمد علی صاحب ایم اے سیکرٹری کے نام آنا چاہیے

(ایڈیٹر)

مکتوب

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۳۲ جلد ۵

اس جگہ ایک قرآنی نکتہ کہ جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا کو اُس کی آفتاب پرستی کی غلطی پر آگاہ کرنے کے لئے صرح ممرد کی شکل میں دکھایا یاد رکھنے کے قابل ہے چنانچہ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ اِنَّہٗ صَرۡحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنۡ قَوَارِیۡرَ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ اجرام علوی و اجسام سفلی ہیں نظر آتا ہے جن میں سے بعض کی جاہل لوگ پرستش بھی کرتے ہیں تمام یہ چیزیں ہیچ اور معدوم محض ہیں پرستش کے لائق نہیں اور جو کچھ بظاہر ان میں طاقتیں نظر آتی ہیں اُن کی طرف منسوب کرنا ایک دھوکا ہے بلکہ ایک ہی طاقت عظمیٰ ان سب کے نیچے پوشیدہ ہے کہ جو درحقیقت ان سے الگ ہے اور وہی یہ سب کرشمے دکھلا رہی ہے جیسا اُس صرح ممرد کے نیچے پانی تھا اور اُس صرح کا عین نہیں تھا بلکہ اُس سے الگ تھا مگر بلقیس کی نظر سقیم میں عین دکھائی دیا تھا تب ہی اُس نے ان شیشوں کو بہتے پانی کا دریا کی طرح سمجھا اور اپنی پنڈلیوں پر سے پاجامہ اُٹھا لیا یہ اُس کو ایسا ہی دھوکا لگا تھا جیسا اُسکو آفتاب پرستی میں لگا تھا کہ وہ طاقت عظمیٰ اُسکو نظر نہ آئی کہ جو در پردہ آفتاب سے عجائب کام ظہور میں لاتی۔ اور اُس سے الگ تھی اسی طرح دنیا ایک ایسے شیش محل کیطرح ہے جس کی زمین کا فرش نہایت مصفا شیشوں سے کیا گیا اور پھر اُن شیشوں کے نیچے پانی چھوڑا گیا ہے جو نہایت تیزی سے چل رہا ہے اب ہر ایک نظر جو شیشوں پر پڑتی ہے وہ اپنی غلطی سے اُن شیشوں کو بھی پانی سمجھ لیتی ہے اور پھر انسان ان شیشوں پر چلنے سے ایسا ڈرتا ہے جیسے پانی سے حالانکہ وہ درحقیقت شیشے ہیں غرض یہ نکتہ کہ جو تمام عالم کے انکشاف حقیقت کے لئے عمدہ ترین اصول ہے اہل اللہ کو بہت مناسبت رکھتا ہے اور جس طرح اللہ جل شانہ نے بلقیس کی نسبت فرمایا ہے فَلَمَّا رَاَتۡہُ حَسِبَتۡہُ لُجَّۃً وَّ کَشَفَتۡ عَنۡ سَاقَیۡہَا قَالَ اِنَّہٗ صَرۡحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنۡ قَوَارِیۡرَ یعنی بلقیس نے اس شیش محل کو جس کا فرش مصفا اور شفاف شیشے تھے اور نیچے اُن کے پانی بہتا تھا اپنی غلط فہمی سے بہتا پانی خیال کیا ایسا ہی اہل اللہ کی نسبت لوگ دھوکا کھا جاتے ہیں یعنی وہ پانی جو انکی شیشوں کے فرش کے نیچے یعنی اُن کی فانی حالت کے تحت میں منجانب اللہ بہتا ہے اور کبھی اپنی سختی اور کبھی اپنی نرمی دکھاتا ہے اور کبھی تلخ اور شور اور بے مزہ کی صورت میں اور کبھی شیریں اور خوشگوار پانی کی شکل میں نظر آتا ہے اور کبھی طوفان کی طرح قوت غضبی کے زور سے بہتا ہے اور کبھی نہایت آہستگی اختیار کرتا ہے اس پانی کو جاہل خیال کرتا ہے کہ یہ نفسانی جذبات کا پانی ہے اور اہل اللہ کی شان عظیم سے منکر ہو جاتا ہے یا شک میں پڑ جاتا ہے حالانکہ ان کا نفس بہت سے صیقلوں کے شیشہ کی صفت پر آگیا ہے اور جو کچھ ایک جاہل کو پانی اور پانی کا زور نظر آتا ہے وہ الٰہی چشمہ ہے جو اس شیشہ کے نیچے بہتا ہے سو کامل انسان میں خدا تعالیٰ کے ارادے کام کرتے رہتے ہیں اور غسال کی طرح اس میت کو کبھی اس پہلو اور کبھی دوسرے پہلو بدلتے رہتے ہیں کبھی خدا تعالیٰ کی طرف سے کبریائی اُس میں جوش مارتی ہے اور جاہل اُس کا نام تکبر رکھتا ہے اور کبھی وہ درگذر اور خاکساری اختیار کرتا ہے اور جاہل اُسکو بزدلی سے منسوب کرتا ہے کبھی عارف خدا تعالیٰ کی محبت اور عشق میں ڈوب کر ایک طرفۃ العین کے لئے اُس کے رنگ سے رنگین ہو جاتا ہے اور اس عاشقانہ بے تمیزی میں الوہیت کی چادر اپنے اوپر لپیٹ لیتا ہے اور بیخودی کی حالت میں اَنَا الْحَق یا سُبْحَانِی مَا اَعْظَمَ شَانِی کے مثل الفاظ اپنے مُنہ سے نکالتا ہے تب جاہل یا تو اُس کو کفر کی طرف منسوب کرتا ہے اور یا اُس کے مستانہ قول کو فرقہ ضالہ وحدۃ الوجود کے لئے سند پکڑتا ہے۔ اگرچہ کسی اہل اللہ کے مُنہ سے انا الحق وغیرہ نکلنا اُس کے ضعف اور کمزوری کی نشانی ہے اور اس بات پر دال ہے کہ ابھی وہ شخص عبودیت کی اعلیٰ ترین مقام پر جو منتہائے دائرہ کمالات انسانی ہے نہیں پہونچا لیکن ایسے ایسے الفاظ میں یہ نقصان ہے کہ ان سے بہت سے لوگ فتنہ میں پڑتے ہیں اور ہلاک ہوتے ہیں سو ذاتی اور اخلاقی لیاقت محمدیہ کی یہی ہے کہ ایسے جوشوں کو دبا رکھے یہی وجہ ہے کہ نبیوں کے مُنہ سے ایسی ایسے شطحیات ہرگز نہیں نکلے لیکن ناتمام عارفوں کی مستانہ بکواس سے نادانوں کو بہت نقصان پہونچا اور جس نشہ کی ایک یا افراط جوش نے اُن کے مُنہ سے ایسے الفاظ نکالے تھے اُس کی طرف جاہلوں کا خیال نہیں آیا اور اس شک میں پڑ گئے کہ درحقیقت مخلوق خالق کا عین ہے تب ہی تو ایسے ایسے بزرگوار عینیت کا دعویٰ کرتے ہیں اور بوجہ اپنی جہالت کے انکو یہ نہ سوجھا کہ یہ سالکین کے لئے ایک درمیانی مقام ہے جس میں محویت عشقی کی ایک آندھی آتی ہے یہاں تک کہ حالت خواب اور کشف میں بھی اثر کر کے خود اُس سالک کو بڑے بڑے دھوکوں میں ڈالتی ہے بلکہ اس سے بڑھکر الہامات بھی اسی رنگ سے رنگین ہو جاتے ہیں چنانچہ اس جگہ اس عاجز کے پاس اپنی الٰہی تجارب اور خود گذشتہ واردات کا ایک عجیب ذخیرہ ہے کہ اگر اُسکو نقل کیا جاتے تو پھر یہ خط نہیں رہے گا بلکہ ایک رسالہ بنجائے گا جس کے لئے ابھی فرصت نہیں بہرحال بنبر عنایت ایزدی ہے وہ اس مقام سے آگے نکالے جاتے ہیں

اور جنکو شقاوت کا کچھ حصہ ہے وہ اس میں محصور اور اسیر رہتے ہیں اب قصہ کوتاہ بعض نادان صوفیوں نے حدیث اور آیت سے قطع اُمید کرکے وحدۃ وجود کے اثبات کے لئے اقوال مشائخ گذشتہ کی طرف نظر کی تو اس کوچہ میں آکر بہت دھوکے اُنھوں نے کھائے یہانتک کہ بعض اچھے آدمی بھی اس دھوکے میں پھنس گئے جو اقوال سلف صالحین کے توحید شہودی کے جوش میں نکلے تھے یا بعض اولیا کے ایسے شطحیات جو متشابہات میں داخل تھے اُنھیں کو وحدت وجود کی دلیل سمجھ بیٹھے حالانکہ یہ ایک خطا فاش تھی۔ ہم مکرر لکھتے ہیں کہ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ عشاق الٰہی کو اُن کے سلوک عاشقانہ کی حالت میں یہ امر لابدی اور لازمی اور اُن کی راہ میں پڑا ہے کہ وہ ولولۂ عشق اور محبت سے مست ہوکر ایسے کلمات زبان پر لاویں جنسے اُن کی اور اُن کے مولا محبوب کی یگانگت مترشح ہو جیسا کہ عشاق مجازی کے مُنہ سے بھی اسی طور کے کلمات اکثر نکلا کرتے ہیں اور کوئی اُن کو وحدت وجود کی طرف منسوب نہیں کرتا سو اُن بزرگوں کے کلمات جابجا توحید شہودی کی خوشبو سے بھرے ہوئے ہیں جو حالت ذوق اور مستی میں اُن کے مُنہ سے نکلے ہیں مگر وحدت وجودی تو عشق اور محبت کے مشرب سے مناسبت نہیں رکھتے بلکہ وہ خود وجودیوں کی نگاہ میں ایک فلسفیانہ راہ ہے جس کے لئے کچھ ضروری نہیں کہ عشق اور محبت بھی ہو لیکن خدا تعالے کی نسبت جو لایدرک اور وراء الورا ہے ایسا ظاہر کرنا گویا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نے اس کی اصل حقیقت معلوم کرلی ہے اور اس کے کنہ تک پہونچ گئے ہیں حالانکہ کلام الٰہی ایسے ایسے خیالات سے منع فرماتا ہے اور مخلوق اور خالق میں صاف امتیاز قائم کرتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے **افمن یخلق کمن لا یخلق۔ سبحان اللہ عما یصفون۔ لیس کمثلہ شیء** اور قرآن شریف کے متفرق مقامات میں ذات باری کی یہ صفات قرار دی گئی ہیں کہ وہ مبدا ہے تمام فیضوں کا اور منبع ہے تمام طاقتوں کا اور مستجمع ہے جمیع کمالات کا اور جامع ہے تمام خوبیوں کا اور قیوم ہے تمام چیزوں کا اور لاشریک ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں اور لایدرک ہے اپنے وجود کے کنہ میں اور اپنے کاموں کے کنہ میں وہ نزدیک ہے باوجود دوری کے اور دور ہے باوجود نزدیکی کے سب کے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اُس سے کوئی چیز مماس ہے سب کی جان ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ کسی چیز کا عین حقیقت ہے وہ غیر محدود ہے اور برتر ہے خیال سے اور گمان سے اور قیاس سے نظریں اُسپر احاطہ نہیں کرسکتیں اور وہ نظروں پر محیط ہے کوئی بھی ایسی شئے نہیں کہ اسکی مانند ہو پس اُس کے لئے تم مثالیں مت گھڑو۔ اب حاصل کلام کا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے وجود باری کو ایک ایسا برتر و لایدرک و ممیز ذات قرار دیا ہے کہ کوئی شئے اُسکی مثل و مانند نہیں ہوسکتی اور لامحدود کو محدود سے کیا مشابہت اور قوی مطلق کو ضعیف محض سے کیا نسبت سو مخلوق عین خالق کا کیونکر ہوسکے اور خدائی قوتیں کہاں سے لاوے اور وجودیوں کے ہاتھ میں اس مسئلہ کے اثبات کے لئے شرعی یا قانونی یا عقلی کوئی ثبوت بھی نہیں صرف ایک ظن فاسد ہے **والظن لا یغنی من الحق شیئا۔** قال اللہ تقدس وتعالیٰ **لا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا۔** جن بزرگوں کو اپنے سلوک ناتمام اور کشف خام کی وجہ سے یہ دھوکا لگا ہے وہ تو ایک وجہ سے معذور بھی تھے اسی وجہ سے ہماری تمام ملامت سے جو اس خط میں ہم نے کی ہے وہ مستثنیٰ ہیں اور باوجود اس خطا کے ہم اُن کو بزرگ ہی سمجھتے ہیں کیونکہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے لطف و مرحمت نے اس غلطی پر انجام کار گو قریب موت ہی ہو اُن کو متنبہ کردیا ہوگا جیسا کہ عین موت کے وقت **مجدد سرہندی** کے مرشد اس غلطی پر متنبہ کیے گئے اور اپنے آخری وقت میں انھوں نے اس ضلالت کے خیال سے توبہ کی اور لوگوں کو اس توبہ کا گواہ کیا سو ہمارا دل بڑی استحکام سے شہادت دیتا ہے کہ **محی الدین ابن العربی** صاحب نے بھی اپنے آخری وقت میں توبہ کی ہوگی اور اپنے اقوال مردودہ سے رجوع کرلیا ہوگا۔

تلک امۃ قد خلت لہا ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون وان کنتم فی ریب مما انزلنا علیٰ عبدنا ... فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکذبین۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

راقم [illegible]

خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محب محترم برادر مکرم جناب حافظ محمد یعقوب صاحب زاد عنایتہ۔

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

جناب کا عنایت نامہ صادر ہوکر باعث مشکور و مسرور ہوا۔ جو کچھ آپ نے محبت و الفت اور قدیم ربط و ضبط کے الفاظ اور پرانی صحبت کے حالات قلم فرمائے ہیں وہ دل کو ٹھنڈک اور روح کو راحت پہونچانے والے ہیں واقعی اب میں اپنے تمام تعلقات خواہ وہ پیری مریدی تھے متعلق تھے یا وہ جسمانی و رسمی رشتہ سے یا کسی اور تعلق سے وابستہ تھے سب کو یک قلم ترک کرکے اور الوداع کہہ کے مع اہل و عیال قادیان میں آگیا ہوں اور قطعی اور یقینی ہجرت کرکے ہمیشہ کے لئے اُس کے قدموں میں رہنا اختیار کیا جسکے واسطے لاکھوں اولیا رحمہ اللہ اور ابرار غوث و قطب اور بے شمار علمائے ربانی تڑپتے اور یہی خواہش رکھتے ہوئے اس جہان سے دوسرے جہان میں چل بسے کہ ہم اُس کی زیارت سے مشرف ہوں اور اسکی بیعت سے سرفراز و ممتاز ہو کر رضاء الٰہی حاصل کریں اور یہ سچی بات ہے کہ اگر وہ یہ زمانہ پاتے اور اس شخص مبارک و موعود کو پاتے تو ضرور میری طرح وہ سب اس کے قدموں میں اپنی زندگی بسر کرنیکو ایسا فخر سمجھتے کہ جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مبارک میں رہنا اور اپنی جان و مال کا قربان کر دینا مایۂ فخر و ناز تھا۔ یہ وہ انسان کامل ہے جس کی خبر اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں اور نیز صحف سابقہ انبیا میں دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر ہی نہیں دی بلکہ اپنا سلام کہلا بھیجا اور اپنی اُمت کو تاکید کی کہ جو اُس آسمانی مرد کو پائے فلیقرء منی السلام یعنی میرا سلام اُسکو پہونچائے۔ اور مجھے اُمید ہے کہ آپ جیسے رہروان طریقت بخلاف پیروان شریعت اس طرف ضرور توجہ کریں گے۔ میرا دل بہت چاہتا تھا کہ آپ کی ملاقات ہو سو خدا کا شکر ہے کہ میرے جذب قلبی نے آپ پر اثر کیا۔ آپ جو کچھ دریافت فرمائیں گے میں انشاء اللہ تعالےٰ مفصل جواب عرض کروں گا۔ مجھے آج کل کئی ایک مواقع ایسے پیش آگئے جو جواب میں دیر ہوگئی میں اپنے دونوں رسالے حسب الطلب اور ایک کتاب اپنے مرشد و محبوب کی روانہ خدمت کرتا ہوں اسکو آپ غور سے پڑھیں اور باقی اور کتابیں حضرت اقدس کی آپ جناب مولانا مولوی سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد دکن اندرون بلدہ سے دیکھ سکتے ہیں سید صاحب کتابوں کی دکھانے میں کبھی بھی پہلوتہی نہ کریں گے۔ حضرت مرشد کی پچاس سے زیادہ کتابیں ہیں اور اکثر ضخیم اور مبسوط ہیں اُن سب کا روانہ کرنا مشکل ہے بہتر ہے کہ آپ سید صاحب موصوف سے فی الحال مستعار دیکھ لیں۔ اور کتاب سراج المنیر میرے پاس نہیں ہے آپ شاہ خلیل الرحمن صاحب جمالی سے براہ راست طلب کرلیں وہ بھیجدیں گے شاہ صاحب آجکل سرساوہ میں موجود ہیں۔

اب میں آپ کے سوالات کا جواب مختصر طور سے عرض کرتا ہوں اور مفصل کتابوں سے آپ معلوم کرلیں گے اور وہ جواب یہ ہیں۔

سوال آپ وہاں قادیان میں کیا شغل رکھتے ہیں۔

جواب انسان کامل امام آخر الزمان مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب کی صحبت میں دینی تعلیم پاتا ہوں وہ تعلیم جو اس دریائی تعلیم سے برتر و اعلیٰ ہے یعنی وہ تعلیم جو خدا کی طرف سے انبیاء و رسل لائے اور حضور سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا سے حاصل کی جس کا نام صراط مستقیم ہے اس تعلیم کا خلاصہ اس آیت میں ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ یعنی کہدے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر تم خدا کو پیار کرنا چاہتے ہو اور خدا کے بننا چاہتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو خدا تم کو اپنا محبوب بنالے گا۔ مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے انسان محبوب الٰہی بنجاتا ہے۔ پس اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہیں حاصل ہے میں اسی واسطے یہاں رہتا ہوں یہی شغل ہے یہی کام ہے اور یہی مقصد ہے

ہمیں کار ما نیست را ہم ہمیں سہیم سہی خو نام

سوال مینے سنا ہے کہ آپ جناب مرزا غلام احمد صاحب سے بیعت ہوگئے ہیں۔

جواب ہاں میں حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب سے بیعت ہوگیا ہوں اور مینے خدا داد معرفت اور بصیرت سے بیعت کی ہے نہ تقلیدی طور پر اور مجھ پر یہ خدا تعالےٰ کا بڑا فضل اور احسان ہوا کہ جسقدر لوگ صاحب علم و فضل اور بزرگ اور خاص و عام وغیرہ اس آسمانی انسان سے بیعت ہوئے مجھے ان سب سے پہلے بجز دو چار کے اسکی خدمت میں پہونچایا وذٰلك فضل الله یؤتیه من یشاء

سوال اور حضرت مرزا صاحب نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے مینے ان کا دعویٰ فتح اسلام کے دوسرے حصہ توضیح مرام میں جو ایک جگہ سے یہ رسالہ دستیاب ہوگیا تھا حیدر آباد میں دیکھا اس سے مرزا صاحب کی کمال عظمت معلوم ہوتی تھی۔

جواب - یہ سچ ہے آپ کتابوں میں مفصل پڑھ کر دریافت کرلیں گے۔

عمرالدین

سوال اور یہ بھی فرمانا کہ آپ نے جو پہلے بیعت اپنے بڑے بھائی شاہ خلیل الرحمن صاحب سے کی تھی وہ قائم ہے یا نہیں۔

جواب اول تو میں نے اپنے بڑے بھائی سے بیعت کی نہیں۔ صرف زبانی بیعت تھی جو پیرزادوں کی ہوا کرتی ہے اور جو بیعت بھی کر لیتا تب بھی وہ بیعت اب ٹوٹ جاتی۔ کیا وجہ کہ چوں آب آمد تیمم برخاست۔ اور میری بیعت کیا حافظ صاحب اب کسی کی بھی بیعت اگر سچ پوچھو تو درست نہیں رہی جب امام مہدی اور مسیح موعود تشریف لے آئے تو پھر کس کی بیعت کی ضرورت رہی۔ مثلاً جس کی ہم بیعت کریں گے اسی کی بیعت جب درست نہ رہی تو ہماری کب درست رہ سکتی ہے اور یہ تو واضح اور مشہور بلکہ مسلم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ امام مہدی کے وقت سب مراد اور مرید امام مہدی کی بیعت کریں گے

سوال اور جو مرید آپ کے سلسلہ میں آپ کے ہزار ہا تھے وہ بھی آپ کے ساتھ مرزا صاحب ممدوح سے بیعت ہوئے ہیں یا نہیں ہوئے

جواب جس قدر ہزاروں میرے مرید تھے وہ مجھ سے علحدہ ہو گئے ہیں صرف پانچ چھ ایسے مرید ہیں جنہوں نے میرے ساتھ حضرت امام سے بیعت کی۔ یہ سچی بات ہے کہ جس قدر لوگ کچھ مولوی اور کچھ پیرزادے اور مشائخ اور کچھ امیر اور تاجر اور عہدہ دار اور رئیس وغیرہ میرے مرید تھے وہ میرے مرید نہ تھے وہ اپنی ہوا و ہوس اور رسومات کے مرید تھے وہ مجھ سے اسوقت علحدہ نہیں ہوئے کہ جس وقت میں نے حضرت امام علیہ السلام سے بیعت کی بلکہ وہ تو اسی وقت مجھ سے ناراض ہوئے تھے جب میں نے جے پور میں عربی پڑھنے کی طرف توجہ کی تھی۔ اور اب تو انھیں یہ کہنے کا بہانہ ہاتھ آ گیا ہے کہ سراج الحق امام اعظم اور چار قطب ہانسوی کی اولاد اور پیر سجادہ ہے اسکو کیا ضرورت پڑی کہ عالی شان پیر و مرشد بنکر اور بڑی بھاری گروہ کا مراد اور معتقد علیہ ہو کر پنجاب میں مرزا غلام احمد کا مرید ہوا۔ میں نے اُن لوگوں کو اُن کی جان پر رحم کر کے نہ کسی اپنی غرض کو درمیان رکھکر بارہا سمجھایا کہ کمبختو اور نامرادو تمھارے لئے یہ کیا تھوڑی سی بات ہے کہ تم ہزار دلیل پر اس دلیل کو ترجیح دے سکتے ہو کہ سراج الحق پڑھا لکھا اور ایک کثیر گروہ کا مرشد اور چار قطب اور امام اعظم کا پوتا جو کام کرتا ہے وہ بہتر ہی کرتا ہے اور اب یہ مرشد ہو کر مرید بنا ہے تو کوئی تو بات اس نے ایسی دیکھی ہے کہ جو اس سے بہتر و برتر ہے سے ترک خوبی می کنا نذ خوب تر + اور کیا تم نہیں سمجھتے کہ جب تمام صوفیہ اور عام و خاص اہل اسلام کا مسلم عقیدہ ہے کہ جب امام مہدی آویں گے سب کے سب اُن سے مرید ہوں گے خواہ کوئی قطب زادہ ہو یا قطب خدا امام زادہ ہو یا خود امام۔ تو اب میرے نزدیک اور میری تحقیق میں علی وجہ البصیرت امام مہدی حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہیں تو کیا مجھ پر فرض نہیں ہو گیا کہ میں اُن کی بیعت کروں۔ دیکھو تمام مسلمانوں کا یہ مسلم عقیدہ ہے کہ اگر کوئی ایک شخص رمضان شریف کا چاند دیکھ لے اور وہ شخص دیکھنے والا ایک ہی ہو تو اسپر روزہ رکھنا فرض ہو جاتا ہے پس خدا نے مجھ کو سب سے پہلے یہ چاند دکھایا اور اب تو یہ چاند چودھویں رات کا بدر ہو گیا ہے اور اس کے ہزاروں لاکھوں دیکھنے والے ہیں۔ الحمد للہ علی ذلک

سوال اور کیا طریق ہے آپ کے یہاں بیعت ہونے کا۔

جواب وہی طریق ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق تھا۔

سوال مرزا صاحب موصوف جو بیعت میں لوگوں کو داخل کرتے ہیں کس خاندان میں مرید کرتے ہیں اور کیا کہلاتے ہیں۔ مرید ہونے والوں سے کلمہ کس طرح کہلاتے ہیں۔

جواب جناب حضرت اقدس امام علیہ السلام اُسی خاندان میں بیعت کرتے ہیں جس خاندان میں ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں رسولوں نے لوگوں کو بیعت کیا اور سب کے آخر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو مرید کیا یا یوں سمجھئے کہ اُسی خاندان میں حضرت امام بیعت کرتے ہیں جس خاندان میں وہ امام مہدی جو لوگوں کے خیال میں ہیں بیعت کریں گے۔ اور آپ بیعت لیتے وقت یہ کلمات زبان سے ہاتھ میں ہاتھ لے کر کہلواتے ہیں اور وہ یہ ہیں

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں گرفتار تھا اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہوں سے بچتا رہوں گا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ آمین۔

اس کے بعد ہاتھ اُٹھا کر معہ حاضرین دعا کرتے ہیں۔ عورتوں کو بیعت کیا جاتا ہے تو دور پردہ میں بٹھا کر صرف زبان سے ان کلمات مذکورہ بالا کو کہلوایا جاتا ہے۔ اور ہاتھ میں ہاتھ نہیں لیا جاتا یا کوئی اور شے مثل رومال یا کپڑا نہیں پکڑائی جاتی۔ خدا ہمارے اور آپ کے ساتھ ہو۔ والسلام

خاکسار سراج الحق جمالی نعمانی از قادیان

مختصر قابل غور نوٹ اور نکتے

گناہ ایک ایسا زہر ہے جو اُس وقت پیدا ہوتا ہے کہ جب انسان خدا کی اطاعت اور خدا کی پُرجوش محبت اور محبانہ یادِ الٰہی سے محروم اور بے نصیب ہو اور جیسا کہ ایک درخت جب زمین سے اُکھڑ جائے اور پانی چوسنے کے قابل نہ رہے تو وہ دن بدن خشک ہونے لگتا ہے اور اُس کی تمام سرسبزی برباد ہو جاتی ہے۔ یہی حال اس انسان کا ہوتا ہے جس کا دل خدا کی محبت سے اُکھڑا ہوا ہوتا ہے پس خشکی کی طرح گناہ اس پر غلبہ کرتا ہے سو اس خشکی کا علاج خدا کے قانونِ قدرت میں تین طرح سے ہے **اول** محبتِ الٰہی **دوم اِستغفار** جس کے معنے ہیں دبانے اور ڈھانکنے کی خواہش کیونکہ جب تک مٹی میں درخت کی جڑ جمی رہی تب تک وہ سرسبزی کا اُمیدوار ہوتا ہے **تیسرا** علاج توبہ ہے یعنی زندگی کا پانی کھینچنے کے لیے خدا کی طرف پھرنا اور اُس سے اپنے تئیں نزدیک کرنا اور معصیت کے حجاب سے اعمالِ صالحہ کے ساتھ اپنے آپ کو باہر نکالنا۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ توبہ کا کمال اعمالِ صالحہ کے ساتھ ہے۔

انسانی ہمدردی حقیقت میں ایک قابلِ تعریف جوہر ہے اور دوسروں کے بچانے کے لیے خود تکلیف اُٹھانا لاریب بڑے بہادروں کا خاصہ ہے مگر ایسی ہمدردی اور ایثار کی مثال دنیا کی تاریخ شاید کبھی پیش نہ کر سکے جو عیسائی **یسوع** کے کفارہ کی شکل میں پیش کرتے ہیں اُس ہمدردی بنی نوع انسان کی اس حرکت پر کیا ہنسی نہ کی جائے گی جو کسی دوسرے شخص کے دردِ سر پر رحم کھا کر اپنے سر پر پتھر مارے۔

اِستغفار جس کے ساتھ ایمان کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں قرآن شریف میں دو معنی پر آیا ہے اول تو یہ کہ اپنے دل کو خدا کی محبت میں محکم کر کے گناہوں کے ظہور کو جو علحدگی کی حالت میں جوش مارتے ہیں خدا تعالےٰ کے تعلق کے ساتھ روکنا اور خدا میں پیوست ہو کر اُس سے مدد چاہنا یہ استغفار تو **مقربوں** کا ہے جو ایک طرفۃ العین خدا سے علحدہ ہونا اپنی تباہی کا موجب جانتے ہیں اس لیے استغفار کرتے ہیں تا خدا اپنی محبت میں تھامے رکھے اور دوسری قسم استغفار کی یہ ہے کہ گناہ سے نکل کر خدا کی طرف بھاگنا اور کوشش کرنا کہ جیسے درخت زمین میں لگ جاتا ہے ایسا ہی دل خدا کی محبت کا اسیر ہو جاوے تا پاک نشو و نما پا کر گناہ کی خشکی اور زوال سے بچ جائے اور ان دونوں صورتوں کا نام استغفار رکھا گیا ہے **استغفار غفر** سے نکلا ہے جس کے معنے ڈھانکنے کے ہیں اور دبانے کے گویا استغفار سے یہ مطلب ہے کہ خدا اُس شخص کے گناہ جو اُس کی محبت میں اپنے تئیں قائم کرتا ہے دبا رکھے اور بشریت کی جڑیں ننگی نہ ہونے دے بلکہ الوہیت کی چادر میں لے کر اپنی قدوسیت میں سے حصہ دے یا اگر کوئی جڑ گناہ کے ظہور سے ننگی ہو گئی ہو پھر اسکو ڈھانک دے اور اسکی برہنگی کے بداثر سے بچائے۔

حقیقی توحید جس کا اقرار خدا ہم سے چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ بت ہو خواہ انسان ہو خواہ سورج ہو یا چاند ہو اپنا نفس یا اپنی تدبیر اور مکر و فریب ہو **منزہ سمجھنا** اور اُس کے مقابل پر کوئی قادر تجویز نہ کرنا کوئی رازق نہ ماننا کوئی معز اور مذل خیال نہ کرنا کوئی ناصر اور مددگار قرار نہ دینا اور دوسرے یہ کہ اپنی محبت اُسی سے خاص کرنا اپنی عبادت اُسی سے خاص کرنا اپنا خوف اُسی سے خاص کرنا پس یہی کامل توحید ہے جو **اسلام** لے کر آیا ہے۔

قرآن شریف میں خدا تعالےٰ کا نام **السلام** آیا ہے جس کے معنے ہیں کہ تمام عیبوں اور مصائب اور سختیوں سے محفوظ ہے بلکہ سلامتی دینے والا ہے اب اگر وہ آپ ہی مصیبتوں میں پڑتا لوگوں کے ہاتھوں سے مارا جاتا اور اپنی آرزو میں ناکام رہتا تو پھر اس بدنمونہ کو دیکھکر کسطرح دل تسلی پکڑتے کہ ایسا خدا ہمیں ضرور مصیبتوں سے نجات دے گا۔ عیسائی غور کریں کہ جس خدا کا نمونہ انھوں نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے وہ ایک عجز و فروتنی ناکامی اور یاس کی تصویر سے بڑھ کر کیا وقعت رکھتا ہے۔

اسلام ایک جلتی ہوئی آگ ہے جو ہماری سفلی زندگی کو بھسم کر کے اور ہمارے باطل معبودوں کو جلا کر پیچھے اور پاک معبود کے آگے ہماری جان اور ہمارا مال اور ہماری آبرو کی قربانی پیش کرتی ہے اسی چشمہ میں داخل ہو کر ہم ایک نئی زندگی کا پانی پیتے ہیں اور ہماری تمام روحانی قوتیں خدا سے یوں نشو و نما پاتی اور پیوند پکڑتی ہیں جیسا کہ زنجیر کے سلاسل ہوتے ہیں بجلی کی آگ کی طرح ایک آگ ہماری اندر سے نکلتی اور ایک اوپر سے اُترتی ہے ان دونوں شعلوں کے ملنے سے ہماری تمام ہوا و ہوس اور غیر اللہ کی محبت بھسم ہو جاتی ہے اور ہم اپنی پہلی زندگی سے مر جاتے ہیں اس حالت کا نام قرآن شریف کی اصطلاح میں **اسلام** ہے اسلام سے ہمارے نفسانی جذبات کو موت آتی ہے۔ اگر خدا میں زندگی مطلوب ہے تو پہلے اس موت میں مرنا ضروری ہے

وحی متلو کے ساتھ تین چیزیں ضروری

ڈائری

حضرت امام آخر الزمان علیہ السلام

مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب

۲۸ - اگست ۱۹۰۱ کی صبح کو حضرت نے فرمایا کہ ہمارے مخالف دو قسم کے لوگ ہیں ایک تو مسلمان ملا مولوی وغیرہ دوسرے عیسائی انگریز وغیرہ - دونوں اس مخالفت میں اور اسلام پر ناجائز حملے کرنے میں زیادتی کرتے ہیں - آج ہمیں ان دونوں قوموں کے متعلق ایک نظارہ دکھایا گیا اور الہام کی صورت پیدا ہوئی مگر اچھی طرح یاد نہیں رہا - انگریزوں وغیرہ کے متعلق اس طرح سے تھا کہ ان میں بہت لوگ ہیں جو سچائی کی قدر کرینگے اور ملا مولویوں وغیرہ کے متعلق یہ تھا کہ ان میں سے اکثر کی قوت مسلوب ہو گئی ہے +

دعا کے متعلق ذکر تھا

فرمایا دعا کے لیے رقت والے الفاظ تلاش کرنے چاہئیں یہ مناسب نہیں کہ انسان مسنون دعاؤں کے ایسا پیچھے پڑے کہ ان کو جنتر منتر کی طرح پڑھتا رہے اور حقیقت کو نہ پہچانے - اتباع سنت ضروری ہے مگر تلاش رقت بھی اتباع سنت ہے - اپنی زبان میں جس کو تم خوب سمجھتے ہو دعا کرو تاکہ دعا میں جوش پیدا ہو - الفاظ پرست مخذول ہوتا ہے حقیقت پرست بننا چاہیئے - مسنون دعاؤں کو بھی برکت کے لیے پڑھنا چاہیے مگر حقیقت کو پاؤ - ہاں جس کو زبان عربی سے موافقت اور فہم ہو وہ عربی میں پڑھے -

حقہ نوشی کے متعلق ذکر آیا

فرمایا اس کا ترک اچھا ہے ایک بدعت ہے منہ سے بو آتی ہے - ہمارے والد صاحب مرحوم اس کے متعلق ایک شعر اپنا بنایا ہوا پڑھا کرتے تھے - جس سے اس کی برائی ظاہر ہوتی ہے -

۲۶ - یا ۲۷ - اگست یا اس کے قریب ایک دن حضرت نے فرمایا -

ہم نے رویا میں دیکھا ہے کہ ایک شخص نے قے کی ہے اور اُسپر کپڑا دیکر اُسے چھپاتا ہے

ایک صاحب جن کے خاندان میں پیری مریدی کا سلسلہ مدت سے چلا آتا ہے اور ہزاروں اُن کے مُرید ہیں اور وہ خود بھی پیر تھے مگر اب اُن سلسلوں کو ترک کر کے اس سلسلہ الٰہیہ میں شامل ہیں انھوں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ زمانہ پیری میں ہم لوگوں کی اکثر جھوٹی کرامتیں مشہور تھیں اور بہت لوگ ہمارے مرید اور معتقد تھے - مینے ایک دفعہ اپنے بھائی سے ذکر کیا اور دلمیں کئی بار خطرہ گذرا کہ ہمارے والد صاحب کی جو کرامتیں مشہور ہیں وہ بھی اسی طرح کی ہونگے جس طرح کی ہماری ہیں - پھر ہم نے سوچا کہ شیخ عبد القادر جیلانی اور دوسرے بزرگوں کا بھی یہی حال ہوگا غرض میں اسی خیال میں ترقی کرتا ہوا قریب تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی بدگمان ہو جاتا اور معاذ اللہ خدا تعالے کا بھی انکار کرتا کہ خوش قسمتی سے مجھے آپ کی زیارت نصیب ہوئی اور حق مل گیا - اسپر حضرت اقدس نے فرمایا - بیشک ان گدی نشینوں اور اس قسم کے پیروں کے ایمان خطرہ میں ہیں لیکن اس قسم کی جھوٹی کرامتوں کے دکھلانیوالے اور جھوٹی کرامتوں کے مشہور ہونے سے یہ نتیجہ نہیں نکالنا چاہیئے کہ سب جھوٹے ہی ہیں اور تمام سلسلہ اولیا کا اور بزرگان دین کا سب مکاری اور فریب پر مبنی تھا بلکہ ان جھوٹے ولیوں کا وجود اس بات کا ثبوت ہے کہ دنیا میں سچے ولی بھی ضرور ہیں - کیونکہ جب تک کوئی سچی بات نہ ہو تب تک جھوٹی بات نہیں بنائی جاتی -

مثلاً اگر دنیا میں سچا اور اصلی سونا نہ ہوتا تو کیمیا گر کبھی جھوٹا سونا نہ بناتا اگر سچے ہیرے اور موتی کانوں سے نہ نکلتے تو جھوٹے ہیرے اور موتی بنانے کا کسیکو خیال نہ پیدا ہوتا - ان جھوٹوں کا ہونا خود اسبات کی دلیل ہے کہ سچے ضرور ہیں -

۲ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء

فرمایا - آج ہمنے رویا میں دیکھا کہ اللہ تعالے کا دربار ہے اور ایک مجمع ہے اور اُس میں تلواروں کا ذکر ہو رہا ہے تو مینے اللہ تعالے کو مخاطب کر کے کہا کہ

سب سے بہتر اور تیز تر وہ تلوار ہے جو تیری تلوار میرے پاس ہے -

اس کے بعد ہماری آنکھ کھل گئی اور پھر ہم نہیں سوئے کیونکہ لکھا ہے کہ جب مبشر خواب دیکھو تو اُس کے بعد جہاں تک ہو سکے نہیں سونا چاہیئے اور تلوار سے مراد یہی حربہ ہے جو کہ ہم اسوقت اپنے مخالفوں پر چلا رہے ہیں - جو آسمانی حربہ ہے -

فرمایا فلسفی اور نبی میں یہ فرق ہے کہ فلسفی کہتا ہے کہ خدا ہونا چاہیئے نبی کہتا ہے خدا ہے - فلسفی کہتا ہے کہ دلائل ایسے موجود ہیں کہ خدا کا وجود ضرور ہونا چاہیے نبی کہتا ہے کہ مینے خود خدا سے کلام کیا ہے اور مجھے اُس نے بھیجا ہے اور میں اُس کیطرف سے اسکو دیکھکر آیا ہوں -

عسل مصفیٰ +

مولفہ جناب مرزا خدا بخش صاحب - حضرت اقدس مسیح موعود کے دعاوی کی تصدیق میں اور معترضوں کے اعتراضوں کے دندان شکن عقلی ونقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۴۴۸ صفحہ کی کتاب "قادیان" میں قاضی ضیاء الدین صاحب سے عہ قیمت کو ملتی ہے علاوہ محصول ڈاک +

عمرالدین

مختصر قابل غور نوٹ اور نکتے

گناہ ایک ایسا زہر ہے جو اُس وقت پیدا ہوتا ہے کہ جب انسان خدا کی اطاعت اور خدا کی پُرجوش محبت اور محبانہ یادِ الٰہی سے محروم اور بے نصیب ہو اور جیسا کہ ایک درخت جب زمین سے اُکھڑ جائے اور پانی چوسنے کے قابل نہ رہے تو وہ دن بدن خشک ہونے لگتا ہے اور اُس کی تمام سرسبزی برباد ہو جاتی ہے۔ یہی حال اس انسان کا ہوتا ہے جس کا دل خدا کی محبت سے اُکھڑا ہوا ہوتا ہے پس خشکی کی طرح گناہ اس پر غلبہ کرتا ہے سو اس خشکی کا علاج خدا کے قانونِ قدرت میں تین طرح سے ہے **اول محبت** الٰہی **دوم اِستغفار** جس کے معنے ہیں دبانے اور ڈھانکنے کی خواہش کیونکہ جب تک مٹی میں درخت کی جڑ جمی رہی تب تک وہ سرسبزی کا امیدوار ہوتا ہے **تیسرا علاج** توبہ ہے یعنی زندگی کا پانی کھینچنے کے لیے خدا کی طرف پھرنا اور اُس سے اپنے تئیں نزدیک کرنا۔ اور معصیت کے حجاب سے اعمالِ صالحہ کے ساتھ اپنے آپ کو باہر نکالنا۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ توبہ کا کمال اعمالِ صالحہ کے ساتھ ہے۔

انسانی ہمدردی حقیقت میں ایک قابلِ تعریف جوہر ہے اور دوسروں کے بچانے کے لیے خود تکلیف اُٹھانا لاریب بڑے بہادروں کا خاصہ ہے مگر ایسی ہمدردی اور ایثار کی مثال دنیا کی تاریخ شاید کبھی پیش نہ کرسکے جو عیسائی **یسوع** کے کفارہ کی شکل میں پیش کرتے ہیں اُس ہمدردِ بنی نوعِ انسان کی اس حرکت پر کیا ہنسی نہ کی جائے گی جو کسی دوسرے شخص کے دردِ سر پر رحم کھا کر اپنے سر پر پتھر مارے؟

استغفار جس کے ساتھ ایمان کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں قرآن شریف میں دو معنی پر آیا ہے اول تو یہ کہ اپنے دل کو خدا کی محبت میں محکم کر کے گناہوں کے ظہور کو جو علحدگی کی حالت میں جوش مارتے ہیں خدا تعالےٰ کے تعلق کے ساتھ روکنا اور خدا میں پیوست ہو کر اُس سے مدد چاہنا یہ استغفار تو **مقربوں** کا ہے جو ایک طرفۃ العین خدا سے علحدہ ہونا اپنی تباہی کا موجب جانتے ہیں اس لیے استغفار کرتے ہیں "تا خدا اپنی محبت میں تھامے رکھے" اور دوسری قسم استغفار کی یہ ہے کہ گناہ سے نکل کر خدا کی طرف بھاگنا اور کوشش کرنا کہ جیسے درخت زمین میں لگ جاتا ہے ایسا ہی دل خدا کی محبت کا اسیر ہو جاوے تا پاک نشوونما پا کر گناہ کی خشکی اور زوال سے بچ جائے اور ان دونوں صورتوں کا نام استغفار رکھا گیا ہے **استغفار غفر** سے نکلا ہے جس کے معنے ڈھانکنے کے ہیں اور دبانے کے گویا استغفار سے یہ مطلب ہے کہ خدا اُس شخص کے گناہ جو اُس کی محبت میں اپنے تئیں قائم کرتا ہے دبا رکھے اور بشریت کی جڑ ننگی نہ ہونے دے بلکہ الوہیت کی چادر میں لے کر اپنی قدوسیت میں سے حصہ دے یا اگر کوئی جڑ گناہ کے ظہور سے ننگی ہو گئی ہو پھر اسکو ڈھانک دے اور اسکی برہنگی کے بد اثر سے بچائے۔

حقیقی توحید جس کا اقرار خدا ہم سے چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ بت ہو خواہ انسان ہو خواہ سورج ہو یا چاند ہو اپنا نفس یا اپنی تدبیر اور مکر و فریب ہو **منزہ سمجھنا** اور اُس کے مقابل پر کوئی قادر تجویز نہ کرنا کوئی رازق نہ ماننا کوئی معز اور مذل خیال نہ کرنا کوئی ناصر اور مددگار قرار نہ دینا اور دوسرے یہ کہ اپنی محبت اُسی سے خاص کرنا اپنی عبادت اُسی سے خاص کرنا اپنا خوف اُسی سے خاص کرنا پس یہی کامل توحید ہے جو **اسلام** لے کر آیا ہے۔

قرآن شریف میں خدا تعالےٰ کا نام **السلام** آیا ہے جس کے معنے ہیں کہ تمام عیبوں اور مصائب اور سختیوں سے محفوظ ہے بلکہ سلامتی دینے والا ہے اب اگر وہ آپ ہی مصیبتوں میں پڑتا لوگوں کے ہاتھوں سے مارا جاتا اور اپنی آرزو میں ناکام رہتا تو پھر اس بدنمونہ کو دیکھ کر کس طرح دل تسلی پکڑتے کہ ایسا خدا ہمیں ضرور مصیبتوں سے نجات دے گا۔ اب عیسائی غور کریں کہ جس خدا کا نمونہ انھوں نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے وہ ایک عجز و فروتنی ناکامی اور یاس کی تصویر سے بڑھ کر کیا وقعت رکھتا ہے؟

اسلام ایک جلتی ہوئی آگ ہے جو ہماری سفلی زندگی کو بھسم کر کے اور ہمارے باطل معبودوں کو جلا کر سچے اور پاک معبود کے آگے ہماری جان اور ہمارا مال اور ہماری آبرو کی قربانی پیش کرتی ہے اسی چشمہ میں داخل ہو کر ہم ایک نئی زندگی کا پانی پیتے ہیں اور ہماری تمام روحانی قوتیں خدا سے یوں نشوونما پاتی اور پیوند پکڑتی ہیں جیسا کہ زنجیر کے سلاسل ہوتے ہیں بجلی کی آگ کی طرح ایک آگ ہماری اندر سے نکلتی اور ایک اوپر سے اُترتی ہے ان دونوں شعلوں کے ملنے سے ہماری تمام ہوا و ہوس اور غیر اللہ کی محبت بھسم ہو جاتی ہے اور ہم اپنی پہلی زندگی سے مر جاتے ہیں اس حالت کا نام قرآن شریف کی اصطلاح میں **اسلام** ہے اسلام سے ہمارے نفسانی جذبات کو موت آتی ہے۔ اگر خدا میں زندگی مطلوب ہے تو پہلے اس موت میں مرنا ضروری ہے

وحی متلو کے ساتھ تین چیزیں ضروری

ہوتی ہیں خواہ وہ وحی رسول کی ہو یا نبی کی یا محدث کی۔

اوّل مکاشفات صحیحہ جو اخبارات اور بیانات وحی کو کشفی طور پر ظاہر کرتے ہیں گویا خبر کو معائنہ کر دیتے ہیں جیسا کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ بہشت و دوزخ دکھلایا جسکا قرآن کریم نے بیان کیا تھا۔ اور ان گذشتہ رسولوں سے ملاقات کرائی گئی جنکا قرآن مجید میں ذکر کیا گیا تھا ایسا ہی بہت سی معاد کی خبریں کشفی طور پر ظاہر کی گئیں تا وہ علم جو قرآن کے ذریعہ سے دیا گیا تھا زیادہ تر انکشاف پکڑے اور طمانیت اور سکینت کا موجب ہو جاوے۔

دوم وحی متلو کے ساتھ رویا صالحہ دی جاتی ہے جو نبی اور رسول اور محدث کے لیے ایک قسم کی وحی میں داخل ہوتی ہے۔ اور باوجود کشف کے رویا کی اس لیے ضرورت ہوتی ہے کہ تا علم **رویا** اور استعارات کے جو رویا پر غالب ہے **وحی یاب** پر کھل جائے اور علوم تعبیر میں مہارت پیدا ہو۔ اور تا کشف اور رویا باعث تعدد طرق کے ایک دوسرے پر شاہد ہوں اور اس وجہ سے نبی اللہ کمالات اور معارف یقینیہ کی طرف ترقی رکھے۔

سوم وحی متلو کے ساتھ ایک خفی وحی عنایت ہوتی ہے جو تفہیمات الٰہیہ سے نامزد ہوتی ہے یہی وحی ہے جسکو **وحی غیر متلو** کہتے ہیں اور متصوفین اس کا نام **وحی خفی** اور وحی دل بھی کہتے ہیں اس وحی سے یہ غرض ہوتی ہے کہ بعض مجملات اور اشارات وحی متلو کی منزل علیہ پر ظاہر ہوں یہ **مؤیدات ثلثہ** یعنی کشف۔ رؤیا۔ اور وحی خفی دراصل رموز زائدہ نہیں ہوتے بلکہ وحی متلو کے جو متن کی طرح ہے مفسر اور مبین ہوتے ہیں اور ہر ایک رسول اور نبی اور محدث کو اس کی وحی کے ساتھ یہ تینوں چیزیں حسب مراتب اپنی اپنی حالت قرب کے دیجاتی ہیں۔

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ میں اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر **امام الزمان** ہے اور جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے ہے اسی لیے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ **انگریزوں کی بادشاہت کو** اپنے **اولی الامر** میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں کیونکہ وہ ہمارے دینی مقاصد کے حارج نہیں ہیں بلکہ ہمکو ان کے وجود سے بہت آرام ملا ہے اور ہم خیانت کریں گے اگر اسبات کا اقرار نہ کریں کہ انگریزوں نے ہمارے دین کو ایک قسم کی وہ مدد دی ہے کہ جو ہندوستان کے اسلامی بادشاہوں کو بھی میسر نہیں آسکی کیونکہ ہندوستان کے بعض اسلامی بادشاہوں نے اپنی کوتاہ ہمتی سے صوبہ پنجاب کو چھوڑ دیا تھا اور انکی اس **غفلت سے** سکھوں کے متفرق حکومتوں کے وقت میں ہم پر اور ہمارے دین پر وہ مصیبتیں آئیں کہ مساجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اور بلند آواز کے ساتھ اذان دینا بھی مشکل ہو گیا تھا اور پنجاب میں دین اسلام مرچکا تھا پھر **انگریز آئے** اور انگریز کیا ہمارے نیک طالع پھر ہماری طرف واپس آگئے۔ اور انہوں نے دین اسلام کی حمایت کی اور ہمارے مذہبی فرائض میں ہمیں پوری آزادی بخشی اور ہماری مسجدیں واگذار کی گئیں اور پھر مدت دراز کے بعد پنجاب میں شعار اسلام دکھائی دینے لگا۔ پس کیا یہ احسان یاد رکھنے کے لائق نہیں؟ بلکہ سچ تو یہی کہ بعض سست ہمت اسلامی بادشاہوں نے تو اپنی غفلتوں سے کفرستان میں ہمیں دھکا دیا تھا اور انگریز ہاتھ پکڑ کر پھر باہر لائے۔ پس انگریزوں کے برخلاف بغاوت کی کھچڑی پکاتے رہنا خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو فراموش کرنا ہے

چار سوالوں کا جواب

کسی شخص نے منشی کرم علی صاحب خوشنویس قادیان کے ذریعہ مندرجہ ذیل چار سوالوں کا جواب طلب کیا تھا۔ حضرت مولانا مولوی **نور الدین** صاحب حکیم الامت نے ان سوالوں کا مختصر مگر کافی جواب لکھدیا ہے جسکو عام فائدہ کے لئے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ ایڈیٹر

چار سوال

۱۔ مسیلمہ کذاب کی عمر بعد دعوی نبوت۔
۲۔ و تقتلون الانبیاء بغیر حق کا مطلب
۳ وان من اھل الکتب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ کا ترجمہ۔
۴۔ ما ننسخ من آیۃ او ننسھا نات بخیر منھا کا صحیح اور خلاصہ مطلب۔

جواب

۱۔ مسیلمہ نے سنہ ۹ھ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اخیر وفات پر دعوی نبوۃ کیا اور سنہ ۱۱ھ ہی میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فوجی افسروں نے اللہ تعالیٰ کی نصرۃ و حمایت سے مسیلمہ کو ہلاک کر دیا۔ بس اسکا فساد ایک ہی سال کے اندر اندر ہے اور یہ بات تاریخ طبری کبیر سے بالکل ظاہر ہے دیکھو صفحہ ۱۹۱۶۔

۲۔ تقتلون الانبیاء بغیر حق۔ مفردات القرآن میں لفظ قتل کے نیچے لکھا ہے قتلتہ ذللتہ۔ تو اس معنی کر کے تم لوگ ذلیل کرنا چاہتے ہو انبیا کو ناحق۔ اور قتل کے معنی سخت مارنا یا مار ڈالنا بھی آیا ہے تو سلیس معنی ہوے سخت مارنا یا مار ڈالنا چاہتے ہو تقتلون مضارع کا صیغہ ہے مطلب یہ ہوا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذلیل کرنے یا سخت مارنے یا قتل کرنے میں تمام انبیاء کا قتل ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من اجل ذلک کتبنا علی بنی اسرائیل انہ من قتل نفسا بغیر نفس او

اوگنڈا مہدی

ہمارے ناظرین یوگنڈا افریقہ کے اس مہدی کے نام سے غالبًا ناواقف نہ ہوں گے اور انکو یہ بھی معلوم ہوگا کہ اس کا حشر کیا ہوا تھا۔ اب اخبارات میں اس کے متعلق ایک مختصر سا نوٹ شائع ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ اوگنڈا میں ایک نئے مہدی نمودار ہوئے تھے ایک کسان نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ مجھے الہام وغیرہ ہوتا ہے۔ اس پر فاضلوں کی کونسل میں اس مہدی کو لایا گیا قریب تھا کہ جان سے مارے جانے کا فتویٰ دیا جاوے کہ ایک عاقبت اندیش فاضل نے کہا کہ اگر یہ سچا ہے تو اسکے قتل کا گناہ ہماری گردنوں پر ہوگا اگر جھوٹا ہے تو خود خدا اسے سمجھ لیگا

اس نوٹ میں یہی ایک فقرہ قابل غور ہے خبر کو ہم نے موٹے قلم سے لکھدیا ہے حقیقت میں سچے اور جھوٹے مدعی کے امتیاز کے لیے کیوں خدا تعالےٰ ہی کے فیصلہ پر نظر نہیں کی جاتی ہماری رائے میں جو لوگ کسی من جانب اللہ ہونے کا دعویٰ کرنے والے شخص پر اپنے ہتھیاروں کو تیز کرتے ہیں وہ گویا خدا تعالےٰ کے جلال اور عزت کی توہین کرتی ہیں دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ وہ اپنی عمل سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کسی مفتری اور ظالم انسان کو مہلت دیدیتا اور حق و باطل میں التباس کو پسند کرتا ہے تعالےٰ شانہ اللہ وہ لوگ جو اُس کے ساتھ ہو جاتے ہیں حقیقت میں وہ ثواب کے مستحق ٹھیرتے اور سعادت سے حصہ لیتے ہیں کیونکہ امر متعلقہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا ہے پس وہ حسن ظن کبھی بھی خائب نہیں ہوتے کاش ہمارے ہندوستان کے رہنے والے مسلمان اپنے طریق عمل پر غور کریں اور ایک مدعی کی آواز کو سنکر جو اپنی صداقت پر بہت سے نشانات اور براہین رکھتی ہے اپنی زبان و قلم کے تیغ وسنان کو لیکر کود پڑنے میں تامل سے کام لیں اور اسکے انجام پر نظر کریں کیونکہ العاقبة للمتقین خدا کے کلام پر غور کریں

اینٹ اور پتھر کی یادگاریں

ہماری سمجھ میں یہ کبھی نہیں آیا کہ اینٹ اور پتھر کی یادگاروں میں یہ (بزعم خود) روشنی اور سائنس کا زمانہ کیا خوبی دیکھتا ہے؟ اخبارات کے مطالعہ کرنے والے خوب آگاہ ہیں کہ جس بڑے آدمی کی یادگار کی ضرورت سمجھی جاتی ہے اس کا ایک مجسمہ یادگار کے لیے بنایا جاتا ہے گورنمنٹ ہند کے فارن سکرٹری مسٹر بارنس صاحب سابق ایجنٹ بلوچستان کی یادگار قائم کرنے کے واسطے ۳۱ ہزار روپیہ جمع کیا گیا ہے۔ کیوں اخبارات متفق اللفظ ہو کر ان یادگاری بتوں کے بجائے صنعتی سکولوں کے کھولے جانے کی تجویزیں پیش نہیں کرتے ہیں اور اسپر زور نہیں دیتے کیا اچھا ہو کہ یہ لوگ جنکی یادگاریں زندگی میں قائم کی جاتی ہیں وہ بجائے خود اپنی یادگاروں کو مفید اور بہتر شکل میں قائم کرنیکی رائے دیں

ڈسٹرکٹ بورڈ گورداسپور کی توجہ طلب

ہم ڈسٹرکٹ بورڈ گورداسپور کے جمیع ممبران اور ڈسٹرکٹ انجنیر کی توجہ اس سڑک کی طرف متوجہ کرانا چاہتے ہیں جو بٹالہ سے قادیان کو جاتی ہے۔ یہ سڑک جگہ جگہ سے شکستہ اور خراب وخستہ حالت میں ہے بحالیکہ اس سڑک پر یکوں کی آمد و رفت بڑھ گئی ہے اور روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ ڈلہ کے پل سے اتر کر جو حصہ قادیان کو آتا ہے وہ تو بہت ہی خراب حالت میں ہے۔ اگر اس سڑک کی درستی اور اصلاح کیطرف جلد توجہ نہ کی جائیگی تو اندیشہ ہوتا ہے کہ کسی جان کا نقصان نہ ہو یا کم از کم کسی یکہ کے گرنے اور اُلٹنے سے کسی سواری کو خطرناک گزند پہنچے۔ ضروری تو یہ ہے کہ یہ سڑک پختہ کی جاوے ورنہ اسکی مرمت کا ہونا بھی کم از کم اسکی کسیقدر اصلاح اور آئندہ کے خطرات کو روکنے کا باعث ہو سکتی ہے۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ ہمارے بیدار مغز تحصیلدار صاحب بٹالہ جنکے علاقہ میں یہ سڑک ہے ڈسٹرکٹ انجنیر کو اسطرف متوجہ کریں گے اور ڈسٹرکٹ انجنیر صاحب کو ان امور کیطرف پوری توجہ ہے اس لیے ہم اُمید کرتے ہیں کہ جلد اس معاملہ پر نوٹس لیا جاوے گا اور ہمکو مزید توجہ دلانے کی ضرورت باقی نہ رہیگی

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام مع جمیع ممبران خاندان بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں اور خدا تعالیٰ کے سپرد کردہ کام تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں۔

۲۔ ڈاکٹر حافظ خلیفہ رشید الدین صاحب آجکل یہاں ہی ہیں امتحان کی طیاری کر رہے ہیں۔

۳۔ اس ہفتہ کپورتھلہ سے منشی محمد خان صاحب اور منشی محمد اوڑا صاحب اور مولوی عبد القادر صاحب اور پٹیالہ سے مولوی محمود حسن خانصاحب امرتسر سے شیخ فیض علی صاحب اور سیالکوٹ سے جناب سید امیر علیشاہ صاحب ملہم تشریف لائے اور ان کے علاوہ اور کئی کئی احباب آئے اور چلے گئے چنانچہ لاہور سے حکیم محمد حسین صاحب مالک کارخانہ مرہم عیسیٰ مع اپنے برادران کے آئے ہوئے ہیں۔

۴۔ بارش بالکل نہیں ہوئی آج* تاریخ ہی گھٹا آسمان پر محیط ہے بادل زور سے گرج رہا ہے سرد ہوا چل رہی ہے، موسم میں تبدیلی کے آثار نمایاں ہیں مدتوں کا پچھلا حصہ خوشگوار سردی لیے ہوئے ہوتا ہے

۵۔ تحصیلدار صاحب بٹالہ اس ہفتہ دار الامان آئے اور اپنے منصبی فرائض کو خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے ہوئے ایک دن رہ کر سری گوبندپور کیطرف چلے گئے آدمی خلیق متین اور محنتی ہیں۔ شہر کی صفائی کے متعلق ہماری چٹھیوں پر پورا نوٹس لیکر عمدہ انتظام کی تجاویز کی ہیں جن کیلئے ہم انکے مشکور ہیں۔

۶۔ خطبہ الہامیہ کا حاشیہ طبع ہو رہا ہے جسکی بطاہر اسوقت دو کاپیاں باقی ہیں اور خطبہ کے مطبوعہ حصہ پر نظر ثانی بھی کی جا رہی ہے۔

۷۔ خاکسار ایڈیٹر ان احباب کا شکر گذار ہے جنہوں نے بذریعہ خطوط اسکے اور اسکے متعلقین کی علالت پر اظہار ہمدردی کیا ہے۔ اب الحمد للہ بیماری کی شکایت بہت کم ہوتی جاتی ہے۔

۸۔ بٹالہ ضلع گورداسپور سے عجیب متوحش خبریں آ رہی ہیں کہا جاتا ہے کہ زمین کے نیچے سے ایسی گونج اور آواز آتی ہے جیسے کوئی چیز دوڑتی یا پھیل کرتی ہے۔ اسکے متعلق جتنے منہ اتنی ہی باتیں ہیں۔ بدقسمتی سے اس آواز کے قریب ایک قبر بھی ہے جسنے جاہلوں کو اچھی خاصی کرامت بنانیکا موقعہ دیا ہے مقامی حکام نے صرف رپورٹ کر دی ہے اور اژدہام خلائق کو روکنے کیلئے وہاں کچھ پولیس کا پہرہ بھی کھڑا کر دیا ہے تاکہ اژدہام

---

* کسی قدر تقاطر ہو گیا ہے۔ ایڈیٹر

مراسلت

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۳۲ جلد ۵

اس بات کا ثبوت تاریخوں سے صاف ملتا ہے کہ کیسے ولی صاحب کشف و کرامت ہوئے۔ یا اور ایسے حقانی علما ہوئے جو روحانیت میں اسرائیلی نبیوں سے کم نہ تھے اور ایسا ہی ہر صدی کے سر پر امام ہوتے آئے جو اسرائیلی نبی میں سے کسی ایک کے مقابل اور مثیل تھے۔ زمانہ سابق کو جانے دو آج لاکھوں گواہ مسلمان اور غیر قوم آپ کو ملیں گے جو اپنے چشم دید واقعات بیان کریں گے اور اولیاء اللہ اسلام کے تقدس اور بزرگی اور کشف اور الہام کو بیان کریں گے۔ اور ابھی حال میں ایک بڑے ولی اس ہندوستان میں گذرے ہیں جنکی ملازمت کو گورنر جنرل صاحب بہادر تشریف لے گئے اور ہزاروں ہندو وغیرہ ان کی کشف و کرامت کے گواہ ہیں۔ وہ کون تھے؟ مولانا فضل الرحمن صاحب قدس سرہ مراد آبادی تھے۔ علاوہ اس کے ایک بہت بڑا **امام** * (جو مثیل عیسیٰ ہے) امام کا دعویٰ کرتا ہے اور بہت سے عملی ثبوت بھی اپنے دعوے پر دیچکا ہے۔ جس کیسکو شک ہو اپنا شک مٹالے۔ وہ اس کا دعویٰ ہے کہ جس کیسکو شک ہو میرے پاس چلا آئے اور مجھے آزمائے بخلاف اس کے عیسائیوں میں ایسے لوگوں کا نشان نہیں۔

* حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود امام زمان علیہ السلام قادیانی۔ منہ

اگر ہو تو دکھلایئے۔

(۴) موسیٰ علیہ السلام نے جہاد کیا جیسا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے۔

(۵) محمد صلے اللہ علیہ وسلم مقدمات کو فیصل کیا کرتے تھے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام (خروج ۱۸: ۱۳ سے ۲۶ تک) بخلاف مسیح کے کہ ان کے پاس ایک زانیہ لائی گئی تو اس کا مقدمہ فیصل نہیں کیا بلکہ ٹال دیا۔

(۶) محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے

(۷) محمد صلے اللہ علیہ وسلم معراج میں خدا سے گفتگو کی جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے طور پر۔

(۸) محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے چاند کو دو ٹکڑے کیا اور موسیٰ علیہ السلام نے بحر قلزم کو شق کیا۔ اور چاند اور پانی میں جو مناسبت ہے وہ اہل علم پر واضح ہے۔

(۹) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بھائی علی سے کہا کہ یا علی انت منی بمنزلۃ ہارون یعنی علی تو میرے لئے ہارون کی جگہ پر ہے۔ کیا کسی نبی نے ایسا کہا ہی مسیح کے بھائیوں کا تو ان پر ایمان لانا بھی ثابت نہیں ہوتا۔

(۱۰) حضرت نے کعبہ کے بت پرستوں میں نشو و نما پائی۔ موسیٰ فرعون کی صحبت میں برخلاف اس کے مسیح یہودیوں میں جو بت پرست نہیں تھے۔

(۱۱) حضرت صلعم سنہ ہجری جاری ہوے جیسے موسیٰ کے (گنتی ۳۳: ۳۸ و سلاطین ۶: ۱)

(۱۲) حضرت صلعم گلہ بانی کرتے تھے جیسے موسیٰ عم (خروج ۳: ۲)

(۱۳) حضرت صم نے کعبہ وغیرہ کے بتوں کو توڑا جیسے موسیٰ عم (خروج ۳۲: ۲ و گنتی ۳۳: ۵۲)

باقی آیندہ

راقم عاجز ارادت حسین احمدی اوریئی از مونگیر بنگالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

برادر مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اس کاغذ کو سبد ردی میں نہ پھینکیو۔ نہایت درد دل سے لکھا گیا ہے۔ بکرم الحکم کے کسی گوشہ میں درج کرکے **قوم** کے سامنے پیش فرماویں شاید مولے کریم حسب ضرورت اپنے فضل سے کوئی عمدہ نتیجہ نکال دے۔

تفسیر القرآن اور اس کی ضرورت

عام بربادی اور تنزل کی بلا جو مسلمانوں پر چھائی ہوئی ہے اور چھائی جاتی ہے یہ نتیجہ ہے اس امر کا کہ مسلمان علم قرآن بھلا چکے ہیں (بھلا جب علم ہی نہیں تو عمل کہاں۔ یہ تو جانتے ہی نہیں کہ عمل ہونا کیا ہے) عام ملانے پرانی تفاسیر کے بے سر و پا قصص پر نمک مرچ لگا کر عام جہلا میں پھیلا چکے ہیں جعلی اور محض بناوٹی احادیث کے ناول بنا کر عوام سادہ مسلمانوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ احوال الآخرۃ وغیرہ کتب کے دیوانے افسانہ نویس نے جہلا کو۔ مسجد کے میانجیوں کو بالکل سناتن دھرمی بلکہ ان سے بھی زیادہ قصص پرست بنا دیا ہے (ایک خواندہ ہندو نے کہا کہ بھلا مسلمان آپ ہمارے ہنومان اور اس کے مثل اور بزرگوں پر تو ہنسی اڑاتے ہیں اپنے دجال وغیرہ کے افسانوں کی کہو تو میں نے کہا کہ قرآن میں یہ ذکر ہی نہیں جو یہ عام مسلمان فسانے گاتے رہتے ہیں یہ سارا طفیل ہمارے ملاؤں کا ہے

اگر یہ ایسے بے سروپا اور وہمی باتیں بیان نہ کریں کہ جن سے عقل چکر کھا جاوے تو منافقت کون کھلائے (جبر یہ تو جملہ معترضہ تھا) اور پنجابی میں جو تفسیریں موجود ہیں وہ سب ان جعلی اور جھوٹے فسانوں کے ماتحت ہوکر کی گئی ہیں۔ اور قرآن کریم کو بزور کھینچ تان کر ان کہانیوں کے ماتحت کیا گیا ہے پر اور عام دلوں میں یہ قصص ایسے بٹھائے گئے ہیں کہ جہاں چند مسلمان جمع ہوے اور ملّا صاحب نے بیلہ بستہ سے کتاب نکال کر یہ ناول خوش الحانی سے پڑھنے شروع کردے۔ غرضیکہ کامل طور پر علم اُٹھہ گیا اور اُسکی جگہ چند قصوں اور کہانیوں نے لی لی۔ عام ضرورت ہے کہ تفسیر القرآن اس ثریا سے ایمان لانے والے اور مردہ روحوں کو زندہ کرنے والے **مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام** نے علم کلام کے موجد کے علم کے ذریعہ سے ہوکر دنیا میں پھیلے تا دنیا قرآن کریم کے روشن اور بین انوار سے نور حاصل کرے اور وہ نور۔ شفا۔ ہدایت جو بالکل اُٹھہ چکا ہے دنیا پر نئے سرے سے نازل ہو اور تمام اطراف عالم اس نور سے جگمگ جگمگ کرنے لگے۔ (میرے مولا جلدی ایسا کردے)۔ **اے احمدی قوم**۔ پہلا پارہ قرآن کریم کا تفسیر ہوکر تو پڑھ چکی ہے اور اس سے نور حاصل کر چکی ہے۔ مولا گمراہ تھے اس نور کے طلوع ہونے سے تمام چمگادڑوں کی آنکھیں چکا چوند ہو چکی ہیں اور بہت سے سیاہ پہاڑ اس سے نور حاصل کرکے چاندنی چکے ہیں ایک ہندی اردو خواں اس کے ذریعہ سے عالم قرآن بن سکتا ہے بخدا اگر یہ تفسیر شائع نہ ہوتی یا اگر کامل شائع نہ ہوئی تو جو برادر بدقسمتی سے **دارالامان** سے دور پڑے ہیں وہ علم نہیں حاصل کرسکتے۔

برادرم شیخصاحب ایڈیٹر الحکم نے تفسیر القرآن کے ایسے نوٹ ایجاد کیئے ہیں جس طرح کوئی سررشتہ تعلیم کا اعلے پروفیسر اسباق الاشیا پر بچوں کو سبق پڑھانے کی خاطر نوٹ طیار کرتا ہے تا وہ سبق سادہ اور کم فہم بچوں کے جلدی ذہن نشین ہو جائے خدا جھوٹ نہ بلاوے جہاں تک میرا علم ہے اس طرز پر شاید ہی کوئی تفسیر ۱۳۰۰ سو برس کے عرصہ میں شائع ہوئی ہوگی۔

ازحد ضرورت ہے کہ جلدی یہ تفسیر تمام ہووے کیونکہ معلوم نہیں موت کب آجاوے اور کب چلنا ہو جاوے۔ دل کی اگر دل ہی میں رہ گئی تو سوائے افسوس کے کیا ہو سکتا ہے۔ شیخصاحب تفسیر قرآن کے نوٹ لکھ چکے ہیں صرف **مالی** رکاوٹ کی وجہ سے وہ اسکو مرتب کرکے شائع نہیں کرسکے ورنہ اب تک دوسرا پارہ نکل گیا ہوتا۔ اے **احمدی** قوم کے سربرآوردہ **ممبرو**۔ اور اے مسیح موعود کی بہشت کے بہشتیو آپ کی خدمت مقدس میں عرض الناس ہے کہ کمر ہمت باندھکر تفسیر کے لیئے سرمایہ اتنا جمع کردو جس سے شیخصاحب ماہواری طور پر تفسیر شائع کرنی شروع کردیں۔ میں درد دل سے یہ **اپیل** اے **قوم** تیری خدمت مبارک میں کرتا ہوں کہ ازحد ضرورت ہے کہ جلدی یہ تفسیر ختم ہو تا اندھے سوجاکھے کیئے جاویں اور قرآن پاک پر اعتراض کرنے والے منہ کے بل گر پڑیں۔ اور نہیں تو ایک ایک پارہ کی پیشگی قیمت ہی جمع کردیں اور جب وہ شائع ہو جاوے تو پھر دوسرے پارہ کی قیمت جمع کی جاوے اسی طرح سے تمام قرآن تمام ہو جاوے۔ اُمید ہے کہ بزرگ بھائی اپنی اپنی تجاویز بہت جلد ایڈیٹر صاحب کو مطلع کردیں گے اور پھر ایڈیٹر صاحب عملی صورت میں بھائیوں کے آگے پیش کردیں گے

والسلام

خادم **محمد سلیمان احمدی** از بہلو
ضلع لودھیانہ

ایڈیٹر

تفسیر القرآن کے نوٹ بیشک میرے پاس موجود ہیں اور اُنکو مرتب کرنا باقی ہے اگر قوم پوری توجہ کرے تو اس کا ماہوار شائع ہونا میرے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں ہے دوسرا پارہ طبع ہو رہا ہے گرمی کی شدت کی وجہ سے پچھلے دو تین مہینوں میں میں کام نہیں کرسکا + اب انشاءاللہ تعالے پھر شروع کرتا ہوں وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

ضرورت! ضرورت!! ضرورت!!!

کارخانہ اخبار الحکم کے لیے ایک خوشنویس کی ضرورت ہے جسکو تفسیر القرآن کا کام دیا جائے گا + درخواست کنندہ کے دو نوخط عربی فارسی اعلیٰ درجہ کے ہوں اور نہ صرف خط ہی اچھا ہو بلکہ وہ اپنے اس فن کو بخوبی سمجھتا ہو قرآن خوان اور ذی علم کو ترجیح دی جاوے گی تنخواہ سردست عہ دیجائے گی اور ترقی حسب لیاقت و کارگذاری عسہ تک مل سکے گی۔ کارگذاری ایک کاپی یومیہ ہوگی + یہ ضروری ہوگا کہ تفسیر القرآن کی کتابت کے لئے درخواست کرنے والا کاتب سنگساز بھی ہو۔ کیونکہ تفسیر القرآن کی پتھر بنانا اسی کے فرض منصبی میں داخل سمجھا جاوے گا۔ تمام درخواستیں مع نمونہ جات ہر دو خط ۱۰ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء تک ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان کے نام آنی چاہئیں صرف منظور شدہ درخواست کا جواب دیا جاوے گا۔ باقی امور کا تصفیہ بذریعہ خط و کتابت ہوسکے گا۔

مختلف واقعات

آتشزدگی سے نقصان۔ فائر بریگیڈ کلکتہ کی رپورٹ سے ظاہر ہے کہ پچھلے سال شہر کلکتہ میں آتشزدگی سے اٹھاسی ہزار دوسو پینسٹھہ کی جائداد جل کر خاک سیاہ ہوئی۔

محکمہ تار کی جوبلی۔ امسال ہندوستان میں سررشتہ تار کی جوبلی ہوئی ہے محکمہ کو اس ملک میں قائم ہوئے پچاس سال گذر چکے ہیں۔

نومسلم۔ آسٹریلیا کے ایک شہر میں تین عورتیں اور تین مرد مشرف باسلام ہوئے عورتوں کے نام فاطمہ مقبولہ اور راضیہ۔ اور مردوں کے سلیمان۔ عبد اللہ اور محمد ادیب رکھے گئے۔

خوف زدہ ضلع۔ مشرقی بنگالہ بالخصوص ضلع میمن سنگھ کے لوگ تب سے نہایت ہی خوف زدہ ہو رہے ہیں۔ جبکہ زلزلہ سے کئی مکان مسمار و منہدم ہوئے تھے۔ اب بھی لوگ زلزلہ محسوس ہوتے ہی گھروں سے بھاگنے کو تیار ہیں۔ انکو یقین ہو گیا ہے کہ اس مقام کے منحوس ایام عنقریب ہیں۔ اُمید ہے کہ گورنمنٹ اس ضلع کی سائنٹفک تحقیقات کا جلد حکم صادر کرے۔

زہے چہ بہتر۔ انگلستان میں یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ شاہ عالم پناہ موسم سرما میں ہندوستان تشریف لا کر قیصر ہند کا تاج پہنیں۔ اور اس موقع پر دہلی میں قیصری دربار منعقد کیا جائے۔ اگر اس تحریک پر عمل کیا گیا تو ہندوستان کو کئی صدیوں کے بعد اپنے بادشاہ کے قدوم میمنت لزوم سے ممتاز ہونے کا موقع ملے گا۔

صوبہ پنجاب کی آبادی کا تعداد۔ مردم شماری کی دوبارہ پڑتال کرنے سے صوبہ پنجاب کی کل آبادی دو کروڑ چوبیس لاکھ پچپن ہزار نو سو اُنتیس پائی گئی ہے۔ اس میں ریاستوں کی آبادی شامل نہیں ہے جو تعداد پہلے شائع ہو چکی ہے اُس سے یہ سات ہزار دو سو بیاسی زیادہ ہے۔ اصل فرق آٹھ سو چونسٹھ کا ہے۔ کیونکہ اس میں مالا کنڈ۔ دیر۔ سوات اور چترال کی افواج شامل کی گئی ہیں۔ سال ۱۸۹۱ء کی مردم شماری کی نسبت پندرہ لاکھ اٹھاسی ہزار نو سو بہتّر کا اضافہ ہے۔ بلحاظ مذہب عیسائیوں میں سب سے زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ اس کے بعد ترتیب سکھ۔ مسلمان اور اخیر میں ہندو ہیں۔

مصنف شہنشاہ۔ قیصر ولیم ثانی شہنشاہ جرمنی ایک تاریخی کتاب تیار کر رہے ہیں جس میں غیر طاقتوں کے تلعجات ٹاکو واقع ساحل چین کے فتح کرنے کا تذکرہ ہوگا۔ اسکا حجم اڑھائی سو صفحوں کا ہوگا۔ پہلا حصہ بادشاہوں وزیروں اور ان فوجی کمانڈروں کے پرائیویٹ استعمال کے لئے ہوگا جو اس جنگ میں خود شامل تھے۔ اور دوسرا حصہ عام لوگوں کے لئے ہوگا۔ قیصر ولیم فن سپہ گری میں طاق ہیں۔ حالانکہ صرف ایک ہی ہاتھ سے کام لے سکتے ہیں۔ آپ شاعر بھی ہیں چنانچہ اکئی نظمیں شائع کر چکے ہیں۔ شاہوں کو اول درجہ شاعر ہونا اب تک نصیب نہیں ہوا۔ شہنشاہ بابر سے لے کر بہادر شاہ ظفر تک اس فن میں یکتا ہونے کی کوشش کرتے رہے مگر ان کی یہ تمنا پوری نہ ہوئی نواب کلب علی خان اور واجد علی شاہ بھی صاحب دیوان گذرے ہیں مگر اُستادوں میں کبھی شمار نہیں کئے گئے۔

ولیعہد انگلستان۔ ہزرائل ہائنس ڈیوک آف کارنوال مع ڈچز صاحبہ ۱۹ تاریخ کو وارد کیپ ٹون ہوئے۔ ہر فرقہ اور طبقہ کے باشندوں نے دلی تپاک سے استقبال کیا۔ ہندوستانی باشندوں نے بھی ملک سپاسنامہ ان کی خدمت میں پیش کیا۔ اور ڈچ لوگوں نے تو اُمید سے بڑھکر اظہار وفاداری کیا۔ لارڈ کچنر نے فوج کی طرف سے ایک الوداعی تار بھیجا۔ جس کے جواب میں ہز ہائنس نے رعایا کی نمک حلالی اور خیر خواہی پر اظہار مسرت کیا۔

اتحاد روس و فرانس۔ زار روس نے پریسیڈنٹ لوبت کا پیام دعوت قبول کر لیا۔ اور مقام ایمنز میں فرانسیسی فوج کی جو جنگ مصنوعی ہونے والی ہے اس کا تماشا دیکھنے کے واسطے جائینگے شہنشاہ روس راستہ میں بمقام ڈنزک قیصر جرمنی کے ساتھ ملاقات کریں گے زارینہ بھی جنگ مذکور دیکھیں گی۔ مگر زار روس کے ساتھ مل کر نہیں جا سکیں گی ان کے پیچھے جائیں گی۔

پنجابیوں کی قابل رحم حالت۔ گذشتہ مردم شماری سے معلوم ہوا ہے کہ پنجاب کے انگریزی علاقہ میں آٹھ ہزار دو سو آدمی مخبط الحواس تھے۔ جنکی تعداد سابق مردم شماری کے وقت چھ ہزار تین سو بارہ تھی اس دیوانگی کا عورتوں میں زیادہ زور ہے۔ گونگے بہرے وغیرہ سترہ ہزار ایک سو چوبیس تھے۔ ۱۸۹۱ء میں نابینوں کی تعداد بہتر ہزار بیس سو پچاس تھی۔ مگر اب اڑسٹھ ہزار بانوے ثابت ہوئی ہے پہلے جذامیوں کی تعداد چار ہزار تین سو کا دو تھی جو گذشتہ مردم شماری سے دو ہزار تین سو چھیاسی ثابت ہوئی ہے۔

قدرت خدا۔ روس۔ جرمنی انگلستان اور امریکہ میں امساک باران سے قحط کا سخت اندیشہ ہے مگر کینیڈا میں غیر معمولی فصل کی اُمید ہے۔ صرف ایک ہی علاقہ موسومہ مینی ٹوبہ میں چھ کروڑ بشل گندم کی پیداوار کا تخمینہ کیا گیا ہے اور قریباً بارہ لاکھ رقبہ زمین پر اوٹ کاشت کئے ہوئے ہیں۔ شمال مغربی علاقہ میں فصل درو کرنے کے واسطے بیس ہزار مزدور درکار ہوں گے۔ جنکو پونے سات روپیہ سے لے کر ساڑھے سات روپیہ یومیہ تک تنخواہ ملتی ہے۔ وہ خوش قسمت ملک ہے اور وہاں خوش قسمت لوگ رہتے ہیں۔

خوب کہی۔ ایک دفعہ ڈیوک آف

کلیرنس جو پیچھے ولیم چہارم کے لقب سے انگلستان کے بادشاہ ہوئے۔ مقام پورٹ سمتھ میں پلٹن نمبر ۴۰ کا معائنہ کرنے گئے۔ تو ایک لفٹنٹ سے جسکو مدت مدید سے ترقی نہیں ملی تھی۔ سلام کیواسطے ٹوپی اٹھائی۔ تو ڈیوک نے مسکرا کر فرمایا کہ "دوست آفریں ہے کہ تم نے ملک کی خدمت میں بال بھی گنوا دئے" لفٹنٹ نے جواب دیا کہ "حضور والا میرے فرزندان پر بال اس وجہ سے موجود نہیں ہیں کہ مجھ سے کم عمر اور کم درجہ والے افسر جو مجھ سے پیچھے ملازم ہوئے اسی کثرت کے ساتھ میرے سر پر سے گذر گئے ہیں کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ چند بال بھی میری چوٹی پر کیوں نظر آتے ہیں"! ڈیوک ہنس پڑا اور تھوڑے ہی عرصہ میں لفٹنٹ مذکور کو کپتان کر دیا۔

سلطان المعظم اور شاہ ایران۔

پچھلے سال شاہ ایران یورپ کی سیاحت کرتے ہوئے قسطنطنیہ بھی پہونچے تھے جہاں سلطان المعظم نے نہایت تپاک کے ساتھ ان سے ملاقات کی تھی۔ یورپ کے اخبارات نے اسپر ریمارک کرنے شروع کیے ہیں چنانچہ سٹنڈرڈ کا نامہ نگار اوڈیسہ سے تحریر کرتا ہے کہ اس ملاقات کا ایک تو یہ نتیجہ نکلا کہ مرزا محمد خان جو کئی سالوں سے سلطنت ایران کی طرف سے باب عالی میں سفیر تھے وہ وہاں سے ہٹا لیے ہیں۔ جب انھوں نے رخصت لی تو سمجھ لیا گیا تھا کہ وہ واپس نہیں جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اب وہ گورنر کرمان مقرر کیے گئے ہیں۔ اور ان کے ماتحت قسطنطنیہ کے جو لوگ ایرانی سفارتخانہ میں مامور تھے۔ وہ سب طلب کر لیے گئے ہیں۔ اس تغیر و تبدل کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ جب شاہ ایران سلطان المعظم سے قسطنطنیہ میں ملے تھے۔ تو شاہ ایران نے اعلیٰ حضرت کے ہاتھ کو بوسہ دیا تھا اسپر ٹرکش اخبارات نے بہت ہی اظہار مسرت کیا تھا۔ اور مشتہر کیا تھا کہ شاہ ایران نے بھی سلطان المعظم کی خلافت کو تسلیم کر لیا ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں کہ شیعہ پیشوا نے سنی پیشوا کے آگے سر جھکایا اس واقعہ سے ایران میں بڑا جوش پھیل گیا تھا۔ جو کچھ عرصہ کے لیے شاہ مظفر الدین کے لیے خطرناک سمجھا گیا تھا۔ اور یہاں تک مطالبہ کیا تھا کہ اس واقعہ کی تردید کی جاوے یا مشتہر کیا جاوے اس امر کو مذہب کے ساتھ کوئی سروکار نہیں ہے۔ ایک معمولی رسم کے طور پر ایسا کیا گیا تھا۔ تاہم ٹرکش اخبارات نے اس امر کو بڑی بھاری وقعت دی۔ اور مرزا محمد خان اس بات کو ٹالدیا کرتے تھے اس لیے ان کا اس ملک میں رہنا ناپسند کیا گیا تھا۔ اب مرزا رضا خان ان کی جگہ مامور کیے گئے ہیں۔

پارسا شہر۔ ممالک متحدہ امریکہ کی کونسل سڈنی کی ایک لیڈی صاحبہ مسماۃ اوریلڈ ویکر نے تحریر کیا ہے کہ اس کے چھوٹے سے گاوں انڈیانولا میں جو اس کا اصلی وطن ہے اور جس میں پانچ ہزار آدمیوں کی آبادی ہے شراب کی ایک بھی دکان موجود نہیں ہے یہ شہر صرف پچاس سال سے آباد ہے۔ اور نہ ہی کوئی ایسا موقعہ ہے جہاں عیاش اور قمار باز لوگ جوا وغیرہ کھیل سکیں۔ ہاں چھ گرجے اور ایک کالج ہے۔ جہاں شراب کی مخالفت کی جاتی ہے۔ اس میں بھی چند غریب آدمی مدد کے محتاج ہیں۔

ایک روسی کمشن کی ہمت۔ ایک روسی کمشن نے وہاں کی گورنمنٹ سے درخواست کی ہے کہ آیندہ شراب یا دیگر منشی اشیاء سپاہیوں کو ہرگز نہ دی جایا کریں۔ کیونکہ یہ ان کی فرائض ادا کرنے میں نقصان پہونچاتی ہیں۔ اور مدارس میں لڑکوں کو اعتدال سے شراب پینے کے جو فوائد بتائے جاتے تھے آیندہ یہ تلقین کی بند کرادی گئی ہے۔

بہادر شیرف۔ ملبرلینڈ کے نئے بہادر شیرف نے اپنے شہر کے تمام شراب خانے بند کرا دئے ہیں۔ جو پہلے شیرف کی سستی سے بڑھ گئے تھے اس شخص نے پینتیس ہزار ڈالر کی رقم کثیر لینے سے صرف انکار ہی نہیں کیا جو شراب فروش دینا چاہتے تھے بلکہ ان کی اس حرکت کو مشتہر کر دیا۔

یادگار حاذق الملک۔ اس ہفتہ ٹون ہال دہلی میں بصدارت میجر ڈوگلس صاحب ڈپٹی کمشنر حکیم حاذق الملک صاحب مرحوم کی یادگار قائم کرنے کے واسطے ایک میٹنگ منعقد ہوئی جس میں باوجود بارش کے بہت رونق تھی۔ قرار پایا کہ مدرسہ طبیہ دہلی کے واسطے ایک لاکھ روپیہ جمع کیا جاوے۔

صلہ جسارت چین میں جو سپاہی بہادری کا کام کرتا ہے اسکو جسارت کے صلہ میں چاولوں کے بورے ملتے ہیں جسکو وہ اعلیٰ درجہ کا اعزاز خیال کرتا ہے۔

تحفہ سالگرہ شاہ ایڈورڈ ہفتم نے اپنے پوتے کو ساتویں سالگرہ کی تقریب پر ایک نہایت ہی خوبصورت بائیسیکل عطا کی ہے۔

سرمائی دورہ حضور لفٹنٹ گورنر پنجاب ۸۔ اکتوبر کو کوہستانی ریاستوں کا دورہ شروع کریں گے۔ اور ۲۲۔ اکتوبر کو لاہور پہونچکر ۶۔ نومبر کو دلہوزی چمبہ۔ کانگڑہ۔ منڈی۔ ہوشیارپور اور جالندھر کا دورہ فرمائیں گے۔

جدید لفٹنٹ گورنر۔ افواہ ہے کہ سرجان وڈبرن صاحب بجائے سرانٹونی مکڈانل صاحب کے لفٹنٹ گورنر شمالی و مغربی صوبجات ہونگے۔

جنگی لاٹ صاحب۔ حضور کمانڈر انچیف افواج ہند شملہ سے روانہ ہو کر کشمیر کی سیر کریں گے۔

خرچ جنگ۔ ان دنوں جنگ ٹرنسوال کا یومیہ خرچ ساڑھے بارہ لاکھ پونڈ یعنی ایک کروڑ ستاسی لاکھ پچاس ہزار روپیہ ہے۔

جدید مہم۔ عربی افریقہ کو ایک زبردست مہم سپرد کی گئی کرنل مورلینڈ روانہ کی گئی ہے یہ صوبہ یوبو میں زور ڈالے گی۔ جو میرا وماوہ کا صدر مقام ہے۔ یہ ایک بردہ فروش شخص ہے۔ جس نے اس علاقہ کو

قادیان میں مطبع انوار احمدیہ میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتّٰی یغیروا ما بانفسہم

قیمت پیشگی عوام سے سالانہ عہ خواص اور معاونین سے ۵ ہندوستان سے باہر ۷ ر

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

نمبر ۳۴ | دار الامن و الامان قادیان ۱۷ ستمبر ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات
حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۳۲ جلد ۵

پس اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ الرَّحْمٰن کے بالمقابل ہے کیونکہ ہدایت پانا کسی کا حق تو نہیں ہے بلکہ محض رحمت الٰہی سے یہ فیض حاصل ہو سکتا ہے اور صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ الرَّحِیْم کے بالمقابل ہے کیونکہ اس کا ورد کرنے والا رحیمیت کے چشمہ سے فیض حاصل کرتا ہے۔ اور اس کے یہ معنے ہیں کہ اے رحیم خاص سے دعاؤں کے قبول کرنے والے ان رسولوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحوں کی راہ ہم کو دکھا جنھوں نے دعا اور مجاہدات میں مصروف ہو کر تجھ سے انواع و اقسام کے معارف اور حقائق اور کشوف اور الہامات کا انعام پایا اور دائمی دعا اور تضرع اور اعمال صالحہ سے معرفت تامہ کو پہونچے۔

رحیمیت کے مفہوم میں نقصان کا تدارک کرنا لگا ہوا ہے حدیث میں آیا ہے کہ اگر فضل نہ ہوتا تو نجات نہ ہوتی۔ ایسا ہی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے آپ سے سوال کیا کہ یا حضرت! کیا آپ کا بھی یہی حال ہے آپ نے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا ہاں۔ نادان اور احمق عیسائیوں نے اپنی نافہمی اور ناواقفی کی وجہ سے اعتراض کیے ہیں لیکن وہ نہیں سمجھتے کہ یہ آپ کی کمال عبودیت کا اظہار تھا۔ جو خدا تعالیٰ کی ربوبیت کو جذب کر رہا تھا۔ ہم نے خود تجربہ کر کے دیکھا ہے اور متعدد مرتبہ آزمایا ہے بلکہ ہمیشہ دیکھتے ہیں کہ جب انکسار اور تذلل کی حالت انتہا کو پہونچ جاتی ہے اور ہماری روح اس عبودیت اور فروتنی میں بہ نکلتی ہے اور آستانہ حضرت واہب العطایا پر پہونچ جاتی ہے تو ایک روشنی اور نور اوپر سے اترتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ایک نالی کے ذریعہ سے مصفا پانی دوسری نالی میں پہونچتا ہے۔ پس آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت جس قدر بعض مقامات پر فروتنی اور انکساری میں کمال پر پہونچی ہوئی نظر آتی ہے وہاں معلوم ہوتا ہے کہ اسی قدر آپ روح القدس کی تائید اور روشنی سے مؤید اور منور ہیں۔ جیسا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی اور فعلی حالت سے دکھایا ہے یہاں تک کہ آپ کے انوار و برکات کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ ابد الآباد تک اسی کا نمونہ اور ظل نظر آتا ہے چنانچہ اس زمانہ میں بھی جو کچھ خدا تعالیٰ کا فیض اور فضل نازل ہو رہا ہے وہ آپ ہی کی اطاعت اور آپ ہی کے اتباع سے ملتا ہے میں سچ کہتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ کوئی شخص حقیقی نیکی کرنے والا اور خدا تعالےٰ کی رضا کو پانے والا نہیں ٹھہر سکتا اور ان انعام و برکات اور معارف اور حقائق اور کشوف

سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا جو اعلیٰ درجہ کے تزکیہ نفس پر ملتے ہیں جب تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں کھویا نہ جاوے اور اسکا ثبوت خود خدا تعالیٰ کے کلام سے ملتا ہے **قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔**

اور خدا تعالیٰ کے اس دعوی کے عملی اور زندہ دلیل **میں ہوں** ان نشانات کے ساتھ جو خدا تعالیٰ کے محبوبوں اور ولیوں کے قرآن شریف میں مقرر ہیں **مجھے شناخت کرو**

غرض نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا کمال یہاں تک ہے کہ اگر کوئی بڑھیا بھی آپ کا ہاتھ پکڑتی تھی تو آپ کھڑے ہو جاتے تھے اور اس کی باتوں کو نہایت توجہ سے سنتے اور جب تک کہ وہ خود آپ کو نہ چھوڑتی آپ نہ چھوڑتے تھے اور پھر **غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ ملک یوم الدین** کے بالمقابل ہے اس کا ورد کرنے والا چشمہ **ملک یوم الدین** سے فیض پاتا ہے جس کا مطلب اور مفہوم یہ ہے کہ اے جزا وسزا کے دن کے مالک ہمیں اس سے بچا کہ یہودیوں کی طرح جو دنیا میں طاعون وغیرہ بلاؤں کا نشانہ ہوے اور اس کے غضب سے ہلاک ہوگئے یا نصاریٰ کی طرح نجات کی راہ کھو بیٹھیں اس میں **یہود** کا نام مغضوب اس لیے رکھا گیا ہے کہ ان کی شامت اعمال سے دنیا میں بھی انپر عذاب آیا کیونکہ انھوں نے خدا تعالیٰ کے پاک نبیوں اور راستبازوں کی تکذیب کی اور بہت سی تکلیفیں پہونچائیں اور یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ خدا تعالیٰ نے جو یہاں سورہ فاتحہ میں یہودیوں کی راہ سے بچنے کی ہدایت فرمائی اور اس سورہ کو **الضالین** پر ختم کیا یعنی ان کی راہ سے بھی بچنے کی ہدایت فرمائی تو اس میں کیا سر تھا اسمیں یہی راز تھا کہ امت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی ایک قسم کا زمانہ آنے والا ہے جب کہ یہود کی تتبع کرنے والے ظاہر پرستی کریں گے اور استعارات کو حقیقت پر حمل کر کے خدا کے راستباز کی تکذیب کے لیے اٹھیں گے جیسا کہ یہود نے مسیح ابن مریم کی تکذیب کی تھی اور انھیں یہی مصیبت پیش آئی کہ انھوں نے اسکی تاویل پر ٹھٹھا کیا اور کہا کہ اگر خدا کا یہی مطلب تھا کہ ایلیا کا مثیل آئیگا توکیوں خدا نے اپنی پیش گوئی میں اس کی صراحت نہ کی + غرض اسی روش اور طریق پر اسوقت ہمارے مخالفوں نے بھی قدم مارا ہے اور **میری تکذیب اور ایذا دہی** میں انھوں نے کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا یہاں تک کہ میرے قتل کے فتوے دیے اور طرح طرح حیلوں اور مکروں سے مجھے ذلیل کرنا اور نابود کرنا چاہا اگر خدا تعالیٰ کے فضل سے **گورنمنٹ برطانیہ** کا اس ملک میں راج نہ ہوتا تو یہ مدت سے میرے قتل سے دل خوش کر لیتے مگر خدا تعالیٰ نے ان کو ان کی ہر مراد میں نامراد کیا اور وہ جو اس کا وعدہ تھا کہ **واللہ یعصمک من الناس** وہ پورا ہوا

غرض اس دعا میں **غیر المغضوب** کا فرقہ مسلمانوں کے ایک گروہ کی اس حالت کا پتہ دیتا ہے جو وہ **مسیح موعود** کے مقابل مخالفت اختیار کریگا۔ اور ایسا ہی **الضالین** سے **مسیح موعود** کے زمانہ کا پتہ لگتا ہے کہ اس وقت **صلیبی فتنہ** کا زور اپنے انتہائی نقطہ پر پہونچ جاوے گا اسوقت خدا تعالیٰ کی طرف سے جو سلسلہ قائم کیا جاوے گا وہ مسیح موعود ہی کا سلسلہ ہوگا اور اسی لیے احادیث میں مسیح موعود کا نام خدا تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت **کاسر الصلیب** رکھا ہے کیونکہ یہ سچی بات ہے کہ ہر ایک مجدد فتن موجودہ کی اصلاح کے لیے آتا ہے اب اسوقت خدا کے لیے سوچو تو کیا معلوم نہ ہوگا کہ **صلیبی نجات** کی تائید میں قلم اور زبان سے وہ کام لیا گیا ہے کہ اگر صفحات عالم کو ٹٹولا جاوے تو باطل پرستی کی تائید کیا یہ سرگرمی اور زمانہ میں ثابت نہ ہوگی اور جب کہ صلیبی فتنہ کے حامیوں کی تحریریں اپنے انتہائی نقطہ پر پہونچ چکی ہیں اور توحید حقیقی اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عفت عزت اور حقانیت اور کتاب اللہ کے منجانب اللہ ہونے پر ظلم اور زور کی راہ سے حملے کیے گئے ہیں تو کیا خدا تعالیٰ کی غیرت کا تقاضا نہیں ہونا چاہیے کہ اس **کاسر الصلیب** کو اسوقت نازل کرے ؟ ؟ ؟ کیا خدا تعالیٰ اپنے وعدہ **انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون** کو بھول گیا ؟ یقیناً یاد رکھو کہ خدا کے وعدے سچے ہیں اس نے اپنے وعدہ کے موافق

دنیا میں ایک نذیر بھیجا ہے دنیا نے اسکو قبول نہ کیا مگر خدا تعالیٰ اسکو ضرور قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کرے گا میں تمھیں سچ سچ کہتا ہوں کہ

میں خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق مسیح موعود ہو کر آیا ہوں چاہو تو قبول کرو چاہو تو رد کرو۔

مگر تمھارے رد کرنے سے کچھ نہ ہوگا خدا تعالیٰ نے جو ارادہ فرمایا ہے وہ ہو کر رہے گا کیونکہ خدا تعالیٰ نے پہلے سے براہین میں . . . فرما دیا ہے۔

صَدَقَ اللہُ وَرَسُوْلُہٗ وَکَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا۔

حضرت اقدس گورداسپور میں

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۳۳ جلد ۵

مہدی حسن با کلام اللہ میں جب مسیح کی نسبت توفی آگیا تو مثیل مسیح کی آمد کس بنا پر ہے؟۔

(**ایڈیٹر**) اس سے پیشتر کہ اس سوال کا مختصر جواب جو حضرت اقدس نے فرمایا عرض کریں اتنا بیان کرنا ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ یہی بیہودہ خیال **بٹالہ** کے نئے **فلاسفر مہر نبی بخش** کو پیدا ہوا ہے اس کے رسائل پر جو ریویو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کریں گے وہ تو کسی دوسرے وقت درج ہوگا سر دست اتنا کہدینا غالبا بے محل نہ ہوگا کہ ہمارے مخالف مسلمان یاد رکھیں کہ نبی بخش نے انکی ضیافت کے لیے جو چیز پیش کی ہے وہ وہی جیفہ ہے جو اس سے پہلے علی گڈھ کالج کا بانی سید احمد پیش کر چکا ہے نبی بخش نے مسیح موعود کے آنے سے انکار کیا ہے اسی طرح جیسے مہدی حسن کے سوال سے مترشح ہوتا ہے چنانچہ نبی بخش نے لکھا ہے کہ جب کہ مسیح مر چکا پھر اُس کی آمد ثانی کیسے صحیح ہو سکتی ہے کیونکہ مردہ واپس نہیں آتا۔ یہ حاصل مطلب اس نافہم نادان فلاسفر کی دلیل کا ہے۔

تعجب ہے کہ یہ خیالی فلاسفر اتنا نہیں سمجھ سکا کہ اس سے تو مسیح اسرائیلی کی آمد ثانی کا دعویٰ باطل ہوا نہ کہ مسیح موعود کی آمد کا جو ہمارے مخالف ہیں کہ وہ ان سوفسطائی خیالات کو جو بٹالوی نبی بخش نے ظاہر کیے ہیں غور سے پڑھیں گے تو انہیں معلوم ہو جاوے گا کہ ان رسائل میں **مسیح موعود اور مہدی معہود** کے آنے کا اسی طرح انکار کیا گیا ہے جسطرح اس کے پہلے ہم جنس نے کیا تھا۔ **اسیر مفصل**

پھر دوسرے وقت لکھیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت اقدس۔ قرآن کی بنا پر۔

مہدی حسن۔ اس معاملہ میں جو احادیث ہیں ان کو جناب صحیح جانتے ہیں یا موضوع ٹھیراتے ہیں۔

حضرت اقدس ہمارا اصول یہ ہے کہ جو احادیث صحیحہ قرآن کریم کی نصوص صریحہ بینہ کے موافق ہوں ان کو ہم مانتے ہیں لیکن جو احادیث قرآن کریم کے اصول کے خلاف ہوں ان کے ہم ایسے معنے کرنے کی کوشش کریں گے جو کتاب اللہ کی نص بین کے موافق اور مطابق ہوں اور اگر ہم کوئی حدیث ایسی پائیں گے جو مخالف نص قرآن کریم ہوگی اور کسی صورت سے ہم اس کی تاویل کرنے پر قادر نہیں ہو سکیں گے تو ایسی حدیث کو ہم **موضوع** قرار دینگے اور قول مردود سمجھکر چھوڑ دینگے۔ کیونکہ حدیث کا پایہ قرآن کریم کے مرتبہ کو نہیں پہونچتا۔

مہدی حسن بیشک یہ صحیح اصول ہے۔ مگر جو احادیث ابن مریم کے متعلق خاص ہیں اُن کو جناب نے منظور رکھا یا ساقط کر دیا ہے۔

حضرت اقدس میں نے تو کہدیا ہے کہ میرا اصول احادیث کے متعلق یہی ہے کہ اگر وہ قرآن کریم کے نصوص بینہ کے ہر طرح مخالف ہیں انکو کبھی تسلیم نہیں کرتا۔ پس اسی اصول کے موافق اگر کسی حدیث میں یہ لکھا ہے کہ عیسی ابن مریم اسرائیلی نبی جو ناصرہ میں پیدا ہوا تھا اور جسکو آج انیس سو برس کے قریب گذر گئے ہیں وہی آئیگا اور وہ اپنی نبوۃ کے منصب سے معزول بھی نہیں کیا جاوے گا بلکہ نبی ہی ہوگا اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہ رہیں گے جیساکہ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ وہ خاتم النبیین ہیں تو ایسی حدیث کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والی ہو ہرگز ہرگز نہیں مان سکتا اسکو بیشک موضوع کہوں گا۔ اور اگر احادیث میں یہ نہیں لکھا گیا کہ وہ اسرائیلی نبی ہوگا۔ بلکہ اسرائیلی مسیح اور محمدی مسیح کا حلیہ بھی الگ الگ بیان کیا گیا ہے۔ اور اس کی آمد کو قرآن شریف کے خلاف نہیں ٹھیرایا گیا تو بے شک ایسی حدیثیں ماننے کے قابل ہیں مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرا دعوی جو مسیح موعود کا ہے اسکی بنا **قرآن شریف** پر ہے اگرچہ یہ بالکل سچ ہے کہ صحیح حدیثیں جو قرآن شریف کے کبھی مخالف نہیں ہوتی ہیں میرے اس دعوے کی مصدق ہیں مگر میں اپنے دعوی کو قرآن شریف سے ثابت کرتا ہوں میرے آنے کی خبر قرآن شریف میں موجود ہے ہاں یہ سچ ہے کہ حدیث میں بھی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریح فرمائی ہے۔ باقی آئندہ

فہرست

چندہ برائے مدرسہ تعلیم الاسلام ویتیم خانہ دار الامان۔

سلطان محمد موچی ٹرنسپورٹ پلٹن ۲۶ قلع والوں علاقہ وزیرستان	۱۰؍
دتا جمعدار ״ ״	عہ
عبد الغفور خاں جمعدار ״	عہ
الف خاں دفعدار ״	عہ
قائم خاں دفعدار ״	۸؍
حیات علی ڈریور ״	۴؍
آنو ״	۴؍
جھنڈے شاہ دفعدار ״	۴؍
بازخاں ڈریور ״	۳؍
رام کشن ڈریور ״	۴؍
کھیم سنگھ جمعدار ״	۴؍
بڈھا ڈریور ״	۰۳؍
جمن ״	۳؍
مستری فضل الدین لوہار ״	۳؍
محمد حسین بلس بابے ״	۰۲؍
امام الدین ڈریور ״	۲؍

غلام محمد ڈربور	"	۲ر
نور الدین ڈربور	"	۲ر
فضل داد	" "	۲ر
نور محمد	" "	۲ر
لکھن	" "	۲ر
اللہ بخش	" "	۲ر
میاں دتا	" "	۲ر
حیدر	" "	۲ر
حیات	" "	۲ر
فتح الدین	" "	۲ر
الٰہی بخش	" "	۲ر
فتح محمد	" "	۲ر
جمعہ	" "	۱ر
نیاز علی	" "	۱ر
بوٹا	" "	۱ر
پیر بخش	" "	۱۰ر
خان محمد اسسٹنٹ ٹیلر ماسٹر بھٹیا	"	۸ر
نعمت خان ڈپٹی انسپکٹر	"	لار
علی محمد ڈربور صاحبان	"	ر
کھال کی قیمت سب صاحبوں کی طرف سے		۱۴ر

مندرجہ بالا رسید زر شکریہ کے ساتھ درج کی جاتی ہے مدرسہ کی ضروریات یومًا فیومًا بڑھ رہی ہیں اس لیے ضروری ہے کہ والنٹیر صاحبان اپنے اس عہد کی طرف توجہ کریں جو انھوں نے اس خدمت کو اپنے ذمہ لینے سے کیا ہے۔ ڈاکٹر نعمت خان صاحب اور قاضی نظیر حسین صاحب کے چندے باقاعدہ آتے ہیں دوسرے والنٹیر صاحبان بھی انکا اقتدا کریں + ایسا ہی ٹرسٹیوں کی خدمت میں گذارش کی جاتی ہے کہ وہ بھی ماہ بماہ اپنے چندے بالتزام روانہ کریں غرضیکہ ہر چندہ دینے والے کو لازم ہے کہ وہ ترسیل چندہ میں بے قاعدگی کو اٹھاویں + تمام روپیہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے سکرٹری مدرسہ تعلیم الاسلام کے نام آنا چاہیے اور اگر ان کی دستخطی رسید نہ پہونچے تو فورًا اطلاع دینی چاہیے۔ گذشتہ مہینوں کی آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام کی فہرست ہم اگلی اشاعت میں چھاپنی شروع کریں گے۔ انشاء اللہ

میگزین کے متعلق باوصفیکہ ہم ایک سے زیادہ مرتبہ لکھ چکے کہ عنقریب اسکا پراسپکٹس شایع ہوگا پھر بھی کم و بیش کوئی نہ کوئی خط میگزین کے متعلق ضروری استفسار کا آجاتا ہے۔ اسلیے ہم پھر ایک بار اطلاع دیتے ہیں کہ کوشش کی جارہی ہے کہ میگزین کا پراسپکٹس بہت جلد شائع کیا جاوے جناب خواجہ کمال الدین صاحب کی علالت اور مقدمہ دیوار کی مصروفیت بھی منجملہ دیگر موانع کے ایک مانع تھا + ایسا ہی سب سے بڑی اور اہم روک روپے کی فراہمی ہے۔ میگزین کی مجلس منتظمہ چاہتی ہے کہ تین ہزار روپیہ جمع ہوجاوے تو پراسپکٹس جاری کیا جاوے اور اسکے بعد جسقدر جلد ممکن ہو میگزین نکلنا شروع ہوجاوے اس لحاظ سے میگزین کا جلد نکلنا یا بدیر شائع ہونا قوم کے اپنے ہاتھ میں ہے قوم جس قدر جلد سرمایہ جمع کرے گی اتنی جلدی میگزین کی اشاعت کا انتظام ہوسکے گا

چونکہ پچھلے چند دنوں سے میگزین کے متعلق کوئی تحریک نہیں کی گئی اس خاموشی سے فائدہ اٹھاکر (جو درحقیقت نقصان ہے) ترسیل زر میں سستی کی گئی ہے مگر ہم احمدی قوم کو بیدار کرتے ہیں کہ وہ بہت جلد اس سرمایہ کو پورا کرکے اور میگزین کے کارکنوں کو اس قابل بنانے کی سعی کرے کہ کم از کم وہ کمی سرمایہ کا عذر تو میگزین کی اشاعت میں تعویق کے لیے نہ کرسکیں + یہ بھی یاد رہے کہ میگزین کا ایڈیٹر انتخاب مضامین کے کام میں بدستور مصروف ہے اور چونکہ پہلے اشو کے ساتھ حضرۃ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر بھی ہوگی اس کے لیے بھی انتظام کرنا ہے چنانچہ ولایت کے بعض کارخانہ والوں سے خط و کتابت کی جارہی ہے اور ہندوستان کے بعض کارخانوں سے بھی خط و کتابت کی + خود جناب شیخ رحمت اللہ صاحب جو آجکل لنڈن میں مقیم ہیں اسی کام کے متعلق اور یوں جانے والے ہیں غرض کارکن بے فکر اور سست نہیں یہ صرف قوم کے ہاتھ میں ہے کہ وہ جلدی شائع کرائے۔ یا مدیر

ایک ضروری امر جو قوم کی توجہ کے قابل ہے

الحکم کے کسی دوسرے حصہ میں ناظرین حافظ عبد الرحمن صاحب بٹالوی کے انتقال کی خبر پڑھیں گے اور اسی کے ضمن میں یہ تجویز بھی ان کی نظر سے گذرے گی جس کی حضرت اقدس امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواہش ظاہر کی۔ حقیقت میں قوم کو قوم بنانے کے لیے یہ امور ایسے ہیں جن پر از بس توجہ کی ضرورت ہے حضرت حکیم الامت مولوی نور الدین صاحب نے بھی اس سے پیشتر بذریعہ اشتہار ان ضرورتوں کو قوم کے سامنے پیش کیا تھا جو یہاں دار الامان میں پیش آتی ہیں۔ اور الحکم کے کسی گذشتہ اشاعت میں بھی جب کہ جابجا چندہ کرکے جماعتوں کو تکلیف دینے والے اشخاص کے متعلق لکھا گیا تھا اس امر کیطرف توجہ دلائی گئی تھی۔ کہ قادیان میں منجملہ اور فنڈز کے ایک فنڈ ایسا ضرور ہونا چاہیے جو ضعفا اور غربا اور بے سر و سامان مسافروں کی امداد میں کام آسکے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس ضروری سوال کو عملی طور پر حل کرنے کی کوشش کی جاوے گی۔ اگر قوم اس قسم کے کسی فنڈ کے قائم کرنے کی فکر کرے تو ایک باقاعدہ منتظمہ کمیٹی قائم ہوسکتی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس مسئلہ پر بزرگان ملت کی آراء کو معلوم کریں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نویں چٹھی

کئی دفعہ پڑھنی چاہیے

برادران! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ آج مجھے توفیق دی گئی ہے کہ چند مفید باتیں آپ کو سنا دُوں۔ میں اپنے تئیں خوش قسمت سمجھوں گا اگر میرے منطقوں کے موافق یہ باتیں درحقیقت آپ لوگوں کے حق میں مفید اور مُثمر برکات ثابت ہوئیں۔ بڑا سعید ہے وہ شخص جو اخلاص اور نصح کی بنا پر کوئی بات کہے وہ بات اُس کے حق میں باقیات صالحات میں سے ہو جاتی ہے اگر قلوب میں شجرہ طیبہ کی شکل بنکر اُس کی جڑ لگجائے۔ مجھے اضطراری جوش بخشا گیا ہے اور میں اکثر اوقات اسی اُدھیڑ بُن میں رہتا ہوں کہ کون سے ایسے پیرائے خدا سے مانگوں اور کن اُسلوبوں میں اپنے مافی الضمیر کا اظہار کروں کہ میرے دوست قادیان میں رہنے کی ضرورت کو اس طرح محسوس کرلیں جیسے بقائے زندگی کے اسباب ہ زمہ کو ضروری سمجھتے ہیں۔ میرے دل میں تڑپ ہے اور میں محسوس کرتا ہوں کہ بسا اوقات اسکے احساس سے میرا قرار اور آرام وحشی ہرن کی طرح میرے قابو سے رم کر جاتا ہے کہ کوئی ایسی بات میرے دوستوں کے جی میں بیٹھ جائے کہ وہ ندا کے بلائے ہوئے کی طرح بے اختیار اسطرف کھچے چلے آئیں۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ اس چٹھی کے آخر میں اس بات پر کچھ لکھوں گا اسوقت وہ باتیں آپکو سُناتا ہوں جن کے لکھنے اور قوم تک پہنچانے کے لیے مجھے امر ہوا ہے۔

شام کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدام حاضرین سے فرمایا کہ آج میں ایک نہایت ضروری بات سُناتا ہوں اسکو پوری توجہ سے سب دوست سنیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص کا فعل جو اُس کے نزدیک بہت سے مصالح پر مبنی ہوتا ہے اجنبی اور ناواقف نگاہ میں مورد اعتراض ٹھہر جاتا ہے خدا کے فضل سے یہاں ہر روز نئے آدمی آتے ہیں اور تھوڑے سے ہوتے ہیں جو ہمارے حال سے واقف ہوں اور وہ دیکھتے ہیں کہ ہم کچھ عرصہ سے لگاتار ظہر اور عصر کی نمازوں کو جمع کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ کسی کے دل میں کوئی اعتراض اور وسوسہ پیدا ہو۔ اس لیے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس بارہ میں اپنے عذر اور مصالح بیان کردیں جن کی بنا پر ہم ان نمازوں کو جمع کر رہے ہیں۔

سب سے پہلے یہ یاد رکھنا چاہیے کہ نہ ہمارا اور نہ..... کسی فرد بشر کا مقدور اور اختیار ہے کہ شریعت کی ترمیم یا تنسیخ کرے۔ ہاں ہم شریعت کے مبارک اور باریک اشاروں سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔ میری طبیعت کی اُفتاد ایسی واقع ہوئی ہے کہ جب تک پوری جمعیت حاصل نہ ہو اُس سلسلۂ مضمون کے زنجیر کی کڑیاں منتظم نہیں رہ سکتیں جو دل میں حاضر ہوا ہو۔ تشتت اور تفرق سے اُس میں خلل آجاتا ہے۔ اور از بسکہ ضروری تھا کہ خطبہ الہامیہ اور تحفہ گولڑویہ اور تریاق القلوب اور دوسری چند کتابوں کو جو ایک عرصہ سے معرض التوا میں پڑی ہیں پورا کیا جاتا اور ان کے مضامین کی دقت اور عظمت اس امر کی مقتضی تھی کہ سلسلۂ خیالات میں غیر منفک اتصال اور ارتباط رہے لہذا صحت نیت اور اقتضائے قلب نے ظہر اور عصر کی نمازوں کو جمع کرنے کا مشورہ دیا۔ علاوہ اس کے یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ہم اسوقت روحانی جنگ میں مصروف ہیں ہماری حالت اسوقت بلا تفاوت موئے مشابہ ہے ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اُس حالت کے جو غزوہ خندق میں آپ کی تھی جبکہ ایک شدید مصروفیت اور عذر نے آپ کے لیے پانچوں نمازوں کے جمع کرنے کی راہ کھول دی۔

چونکہ ابتدا میں مقرر ہو چکا تھا کہ مسیح موعود کی جنگ روحانی جنگ ہوگی اور اس کے ہتھیار آسمانی ہتھیار ہوں گے اسلیے ممکن ہے کہ کسی نافہم اور سطحی خیال کے آدمی کو اس گھمسان اور خوفناک جنگ کی تصویر نظر نہ آوے مگر یہ حق اور واقعی امر ہے کہ روحانی طور پر ہمیں وہی واقعات اور مشکلات پیش آئے ہوئے ہیں جو اُس ہیبت ناک گھڑی میں ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئیں۔ بنا بر علی ہذا ہمارے سید و مولیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ فعل جو سنت صحیحہ ثابتہ ہے ہمیں رخصت دیتا ہے کہ ہم صحت نیت کے ساتھ اس سے جمع صلوٰتین کا فائدہ اٹھالیں۔ اس کے سوا ہم چاہتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اُس عظیم الشان پیشگوئی کو بھی پورا کریں جو آپ نے فرمائی کہ نماز اُس کیلیے جمع کیجائیگی اس پیشگوئی میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آپکو خدا تعالیٰ نے یہ اطلاع دی کہ آپ کی اُمت کا آخری خلیفہ اُس سانپ یا دجال سے جنگ کریگا جو ابتدا سے توحید کا دشمن چلا آتا ہے اور وہی اکیلا حضرت آدم کی شکست اور تمام انبیا کی ہتک کا انتقام اُس زہریلے دشمن سے لے گا۔ اور اُس آخری زمانہ میں جب کہ خدا تعالیٰ اور اُس کی پاک کتاب اور ساری نبیوں کی بے عزتی کی جائے گی وہی دین حق کی کھوئی ہوئی عزت کو بحال کرے گا اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی آپ کو دکھایا کہ اُسکی بعثت کے وقت سے آخر تک دو زرد چادریں اُسکے زیب تن رہیں گی یعنی ایک بیماری اُسکے جسم کے اوپر کے حصہ میں ہوگی اور ایک نیچے کے حصہ میں اس امر کے معلوم کرنے سے ضروری ہے کہ کام کی بزرگی اور مصروفیت کی شدت نے آپ کے مبارک قلب میں ترحم اور تعجب کو تحریک دی ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دلمیں گذرا ہو کہ ایک طرف تو اُس کا یہ کام ہوگا کہ وہ اُس جلیل ستمگر سے قتال کرے گا جسکے تصور سے آپ کا رنگ زرد ہو ہو جاتا تھا اور پایۂ

دو بیماریاں اور بڑی بھاری بیماریاں بھی اس کے لازم حال رہیں گی تو اس صورت میں اتنا بڑا کام کیونکر چلے گا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی تسلیت خاطر اور تثبیت قلب کے لیے جہاں خداوند کریم نے آپ کو مسیح موعود کی نسبت بڑی بڑی بشارتیں دیں جن کی بنا پر آپ نے کبھی اس کے حق میں فرمایا کہ وہ بعثت کے بعد ۴۰ سال تک اپنا کام کرے گا یعنی اس کی عمر لمبی کی جائے گی اور کارروائی کے لیے وسیع موقعہ اسے دیا جائے گا اور کبھی اس کے حق میں سلام کہا جس سے یہ اشارہ ہے کہ وہ ایسے نازک جنگ اور خوفناک وقت میں سلامتی اور عافیت اور برکت کے ساتھ زندگی بسر کرے گا اور اپنی مہمات کو انجام دے گا ان ہی بشارتوں کے ساتھ خدا تعالیٰ نے آپ کو یہ بھی اطلاع دی کہ اس کے لیے نماز جمع کی جائے گی (تجمع له الصلوٰة) یہ نہیں فرمایا کہ وہ نمازوں کو جمع کرے گا بلکہ یہ فرمایا کہ اس کے لیے یعنی اس کے اغراض و مقاصد کے سرانجام اور سہولت کو مدنظر رکھ کر اس کے لیے نماز کی جمع کی جائے گی۔ کیسی عجیب بات ہے کہ ایک طرف رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ پیشگوئی فرمانا کہ وہ بیمار ہوگا اور اس کے لیے نمازیں جمع کی جائیں گی اور دوسری طرف واقع اور خارج میں بھی ایسا ہی ہونا یعنی ہمارے پیش دست بڑے بھاری کاموں کا ہونا اور عظیم الشان روحانی جنگ کا پیش آنا اور دو بیماریوں میں مبتلا ہونا اور پھر بلا تکلف شدت ضرورت کی وجہ سے اضطراراً ظہر اور عصر کو جمع کرنا۔ ان باتوں کو فی الحقیقت وہ شخص بڑا حظ اٹھا سکتا اور خدا کی ہستی پر لذیذ اور نیا ایمان پیدا کر سکتا ہے۔ جو قلب سلیم رکھتا ہو۔ فرمایا کیا ہم نے تکلف سے یہ کوشش کی ہے کہ ان باتوں کے مصداق بن جائیں اور ان سب امور کو بناوٹ کے ساتھ اپنے اوپر جما لیں۔ پیش گوئی میں یکسر الصلیب کا ہونا جو بتاتا ہے کہ کتنا بڑا کام اسے سپرد کیا جائے گا۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسے دو زرد چادریں پہنے ہوئے یعنی بیمار دیکھنا اور پھر فرمانا کہ اس کے لیے نماز جمع کی جائے گی اور پھر ہماری ذات اور ہمارے واقعات کا ٹھیک ٹھیک اور فی الواقع اس کا مصداق ہونا کیا یہ خدا تعالیٰ کے عجائب کاموں سے نہیں۔ ممکن تھا کہ صلیب کے شدید غلبہ کا وقت ہی نہ ہوتا یا اس امر سے ہمیں مناسبت ہی نہ ہوتی اور ہماری طبیعت کا میلان کسی اور مباحثہ اور کام کی طرف ہوتا یا اس کام سے کما حقہ عہدہ برآ نہ ہو سکتے۔ یا بیمار نہ ہوتے کون ایسا مخلص ہے جو سالہا سال سے ہمیں جانتا ہے اور اس واقعی اور ضروری بات پر اسے اطلاع نہیں کہ دو بیماریاں ہمیں لازماً چمٹی رہتی ہیں۔ اب غور کرنا چاہیے کہ کیا کسی انسان کی قدرت میں ہے کہ تکلف اور افترا سے ان مواد اور اسباب کو اپنے حق میں جمع کر لے۔ کوئی تکلف ہی کر کے تو دکھائے۔ پہلے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرے اور پھر شخص بناوٹ اور افترا سے اپنے تئیں انہی آسمانی اور زمینی باتوں کا مصداق بنانے کی کوشش کرے۔ اگر کوئی ایسا کرے تو یقیناً یاد رکھے کہ وہ ان ناپاک مفتریوں کی طرح نابود ہو جائے گا جو بناوٹ کی چال اختیار کر کے خدا کے غضب کی آتش غضب کا ہیزم بنے۔

پھر فرمایا کہ اگر کوئی یہ کہے کہ ہم پیشگوئی کو اپنے ہاتھ سے کیوں پورا کرتے ہیں چنانچہ خدا تعالیٰ کی سنتوں اور انبیا علیہم السلام کے حالات سے ناواقفوں نے اس سے پیشتر منارہ کی تعمیر کی نسبت یہی اعتراض کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہی طرح واقع ہوئی ہے کہ بعض باتوں کو وہ بلا توسط انسانی ہاتھوں کے خود اپنے ہاتھ سے پورا کرتا ہے جیسے اس نے آسمان پر کسوف خسوف کی پیشگوئی کو پورا کیا اور بعض لازماً انسانی واسطوں سے پوری ہوتی ہیں۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے وعدہ دیا تھا کہ آپ کے اعدا شکست کھائیں گے اور ہلاک کیے جائیں گے۔ اب نادانوں کے زعم کے موافق چاہیے تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ان وعدوں کے صدق و وقوع پر ایمان لا کر خاموش ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہتے اور کفار کے مقابل ہتھیار نہ اٹھاتے۔ مگر خدا تعالیٰ کے وعدوں کے وقوع کی کیفیت کے علم اور سنن الٰہیہ کی پوری واقفیت اور اتباع نے ان کے دل میں جوش ڈالا کہ مردانہ وار اٹھیں اور ان پیشگوئیوں کو اپنے ہاتھوں سے پورا کریں۔ اس امر کی تائید خدا تعالیٰ کے اس حکم سے ہوتی ہے۔ جو اس نے اپنے نبی کو دیا کہ یا ایها النبی حرض المومنین علی القتال اسی طرح حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا۔ جبکہ نبوی ایرانی لوٹ کے سونے کے کنگن اپنی لوٹ کے ایک مسلمان کو پہنائے اور فرمایا میں نے یہ تمہیں اس لیے پہنائے ہیں کہ وہ پیش گوئی جو کتاب اللہ میں (اسورة من ذهب) ہے پوری ہو جائے۔ اسی طرح علم تاویل الرویا میں مقدر ہو چکا ہے کہ اگر کوئی دیکھے کہ اس نے کسی شخص کو کچھ دیا ہے یا کوئی نیکی کسی کے حق میں اس سے وقوع میں آئی ہے تو تا بمقدور اس رویا کی بات کو پورا کردے۔ غرض کسی کا حق نہیں اور نہ مقدور ہے کہ تصنع اور افترا کر اپنے قد و قامت کو آسمانی خلعت کے حسب حال اور موزون بنائے سارے لوازم کو پورا کرنا اور مناسب اسباب کو مقاصد کی تقریب کے لیے مہیا کر دینا باری تعالےٰ کا فعل ہے۔ جب حضرت اقدس علیہ السلام یہ تقریر کر چکے تو مولوی نور الدین صاحب نے آپ کو مخاطب کر کے کہا کہ مجھ سے بھی کئی دفعہ لوگوں نے اس جمع کی نسبت سوال کیا اس کے جواب میں جو کچھ میں نے انھیں کہا میں چاہتا ہوں کہ حضور کی خدمت میں بھی گذارش کر دوں۔ اس لیے کہ ممکن ہے کہ میری تقریر کے سمجھنے میں کسی نے خطا کی ہو اور کوئی غلط فہمی واقع ہو گئی ہو تو اب حضور کے سامنے ایک بات پوری صفائی سے کھل جائے۔ سو میں نے (مولوی صاحب نے فرمایا) انہیں جواب دیا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے تتبع سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی زندگی میں تین موقعوں پر نمازوں کو جمع کیا۔

(۱) آپ نے عرفات کو جاتے وقت ظہر اور عصر کو جمع کیا۔ اور پھر عرفات سے واپس ہو کر مزدلفہ میں مغرب اور عشا کو جمع کیا۔

(۲) غزوۂ خندق میں آپ نے پانچوں نمازوں کو جمع کیا۔

(۳) آپ نے سفروں میں ظہر اور عصر اور عشا اور مغرب کو جمع کیا۔

ان واقعات میں کبھی تو آپ نے جمع تاخیر پر عمل کیا جسکا واضح اور روشن ثبوت صحاح میں موجود ہے اور کبھی آپ نے جمع تقدیم سے کام لیا اس کے بارہ میں حسن حدیثیں موجود ہیں۔ رہی وہ جمع جو خوف اور بارش اور مرض کے وقت کی جاتی ہے یہ لوگوں کا اپنا استنباط اور استدلال ہے۔ ترمذی میں ایک حدیث جمع کی ہے جس کی نسبت ترمذی نے یہ کہا ہے کہ اسپر عمل درآمد نہیں ہوا مگر لوگوں نے اس کے اس دعویٰ اجماع پر سخت اعتراض کیے ہیں۔ بہر حال ان باتوں سے اتنا تو ثابت ہوتا ہے کہ کسی عذر قوی کی بنا پر انسان بعض نمازوں کو جمع کر سکتا ہے اسپر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ صحابہ معمولاً بیماریوں میں بھی مبتلا ہوتے تھے۔ ان کے وقتوں میں مینہ بھی برستے تھے عرض عذر کے موقعے ان کو بھی ملتے تھے۔ مگر یہ ثابت نہیں ہوا کہ ان کے لیے جمع کا ارشاد ہوا ہو یا اپنے طور پر کبھی انھوں نے جمع کی ہو۔ سفروں میں تو ثابت ہوتا ہے کہ بیننے کی عذر پر وہ جماعت کی نماز میں حاضر ہونے سے معاف رکھے گئے مگر حضر میں یہ فتویٰ بھی ان کے حق میں کبھی جاری نہیں ہوا۔ پھر حضرت مولوی صاحب نے فرمایا یہاں تک تو میں نے انھیں مسئلہ کی اصل حقیقت اور شریعت کے امور کیطرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد میں نے کہا کہ مینے ایک دفعہ مدت ہوئی حضرت امام علیہ السلام سے جمع کی نسبت عرض کیا آپ نے فرمایا کہ جمع کرنے والا اپنے نفس میں غور کر کے دیکھے کہ آیا وہ نفس کی شرارت اور کسل کی تحریک سے جمع کرتا ہے یا خدا کے لیے کرتا ہے۔ مجھے تو اسی وقت سے یہ جواب بڑا اچھا اور لذیذ معلوم ہوتا ہے اور میں اسے کافی اور جامع جواب سمجھتا ہوں۔ پھر میں نے ان لوگوں کو کہا کہ حضرت امام علیہ السلام کا معاملہ تو یہ ہے ان کا معاملہ اور واقعہ اس وقت بالکلیہ غزوہ خندق کے معاملہ سے مشابہ ہے اسلیے حضرت امام اور آپ کے ساتھ کے لوگ تو جمع نماز میں عنداللہ معذور ہیں مگر تم لوگ خواہ اسے اپنے خیال کے موافق ایک سند بنا کر اپنے شہروں اور مکانوں میں جمع بین الصلوتین کرتے ہو تمھارے لیے ہرگز جائز نہیں اور تم دانستہ یا نادانستہ سنت کے خلاف کرتے ہو۔

مولوی صاحب کی اس تقریر کو حضرت امام علیہ السلام نے ازبس پسند فرمایا اور فرمایا کہ واقعی یہی ہمارا مذہب ہے اور ہم عذر کی بنا پر اور نیز ان خصایص کی بنا پر کہ مسیح موعود سے مخصوص کیے گئے ہیں جمع نماز کرتے ہیں۔ اور دوسرے لوگ جو ہمارے اس حال اور چال کو سند بنا کر خواہ مخواہ بلا ان عذروں کے جمع کریں جو سنن صحیحہ ثابتہ سے ثابت ہیں تو وہ عنداللہ ماخوذ ہوں گے۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اس تقریر کو اپنے طور پر ضبط کر کے الحکم میں شائع کر دو کہ غلط فہمی دور ہو جائے اور شریعت حقہ کے احکام میں خود رائی کو دخل دینے کی گنجایش کسیکو نہ رہے۔ اور فرمایا کہ اس مضمون کو تین دفع الحکم میں شائع کیا جاوے۔

۳۰۔ اگست کی شام کو حضرت اقدس نے بڑی عجیب تقریر کی جتنی حافظہ محفوظ رکھ سکا بھائیوں کی نذر ہے۔ اس کی تحریک اسطرح ہوئی کہ کسی نے حاضرین میں سے بٹالہ کے نمبردار مہر نبی بخش کا ذکر چھیڑ دیا۔ فرمایا بعض لوگوں کو جیسے الفاظ کے جوڑنے اور لسانی کے مشتاق ہو گئے ہیں لفس نے یہ سمجھا لطیفہ دیا ہے کہ وہ بھی اصلاح و فساد عالم کا کام کر سکتے ہیں۔ انھوں نے یہ گمان کر لیا کہ ... اور کبھی آتشیں سی طرح اشتہار جاری کرتا اور کتابیں لکھتا ہے اور یہ کام تو وہ بھی کر سکتے ہیں۔ مگر یہ لوگ نہیں جانتے کہ جو لوگ آسمان سے شریعت حقہ کے وقت ضرورت کے سامانوں کو ساتھ لے کر آتے ہیں انھیں باطل سے جنگ کرنے کے لیے اور ہی ہتھیار دیے جاتے ہیں۔ انھیں اول درجہ کی صنعت تقدیس دی جاتی ہے۔ وہ پورے درجہ کے مطہر و مزکی ہوتے ہیں خدا تعالے انھیں دنیا کی ہر قسم کی پلیدیوں اور کمزوریوں سے پاک کر کے بھیجتا ہے۔ ان کی روح کو آسمان سے اتصال بخشا جاتا ہے۔ انھیں وہ قوت قدسی اور انفاس طیبہ عطا کیے جاتے ہیں کہ پہاڑ ان کی عقد ہمت کے مقابل اس بادل کی طرح پاش پاش ہو جاتے ہیں جسپر ہوا مسلط کر دی گئی ہو۔ وہ اسباب عادیہ اور مواد مالوفہ سے تمسک کرتے ہیں نہ اس لیے کہ ان کے نزدیک ان پر کام کا مدار اور انحصار ہوتا ہے بلکہ اس لیے کہ رعایت اسباب مسبب مقتدر کے حکیمانہ فعل کی قدر کرنا ہے اور اس لیے بھی کہ یہ کارخانہ جو دار ایمان و عمل اور ایمان بالغیب کا بالطبع مقتضی ہے ایک قسم کے حجاب اور استار میں مخفی رہے اور حقیقت کار سے پردہ اٹھکر دار الشہود نہ بنجائے۔ اور اس لیے بھی کہ تیز بینوں اور بالغ خردوں اور رسن دراز حجاب دیکھ لینے والوں اور سطح کے اوپر اوپر رہنے والوں میں تمیز اور تخیص ہو جائے۔ فرمایا کیا ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے معتاد اسباب کی حمایت سے وہ کامیابی حاصل کی کہ جسکی نظیر لانے سے تاریخ عالم ساکت ہے؟ مکہ معظمہ میں جن دنوں ضعف کے پورے سامان موجود تھے اور کامیابی کے اسباب عادیہ سے ایک سبب بھی مٹھی میں نہ تھا آپ کے منہ سے یہ نکلا سیھزم الجمع و یولون الدبر بل الساعۃ موعدھم والساعۃ ادھی وامر کہ عنقریب ایک وقت آتا ہے کہ دشمنوں کی جمعیتیں پاش پاش کر ڈالی جائیں گی اور وہ گھڑی جو خدا کے علم میں قطعی طور پر مقرر ہو چکی ہے دشمن لشکر کے وعدہ کی گھڑی ہے اور وہ گھڑی ان لوگوں کو جو آج دانشمندی اور فنون حرب کے دعوے

کرتے ہیں سراسیمہ اور حواس باختہ کردینے والی اور آخر تلخ کامی اور نامرادی کے پیالے پلانے والی ہوگی۔ اور پھر ایسے ہی دشمنوں سے یہ حیرت انگیز دعویٰ کہ اس کی کنہ کو انسانی فطرت پہونچ نہیں سکتی آپ کیطرح کیا گیا اور وہ یہ ہے فکیدونی جمیعاً ثم لا تنظرون۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس قسم کے ہتھیار تمھارے پاس ہیں زور کے۔ زر کے۔ مکائد اور منصوبہ بازی کے سب کے سب مجھ پر چلالو اور مجھے ایک لحظہ بھر کی مہلت نہ دو۔ اس قسم کی جلالی آیتوں سے کئی سورتیں بھری پڑی ہیں فرمایا ہر دانشمند کو سوچنا چاہیے کہ کیا انبیا علیہم السلام کو کسی دنیوی سبب پر بھروسا ہوتا ہے جس سے اُن کی دعووں میں یہ فوق العادت شوکت اور تحدی پیدا ہوتی ہے۔ نہیں یاد رکھو وہ ازل سے کامیابی کے خمیر سے ترکیب یافتہ ہوکر آتے ہیں۔ اور خدا کی انتخاہ دانائی نے اُنھیں لاکھوں بندوں سے اصلاح کے کام کے لیے برگزیدہ کرلیا ہوتا ہے۔ اُن کا آنا اور کام کو شروع کرنا اپنی تجویز اور منصوبہ کی بنا پر نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ ایک زبردست طاقت کے ہاتھ میں ایک مقصود کے سرانجام کے لیے کٹھ پتلی کیطرح ہوتے اور سچا مصداق اس پاک وصف کا ہوتے ہیں ویفعلون ما یؤمرون۔ یہی سر ہے اس آیت کا جو خدا تعالیٰ کے کامل نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے صدق دعویٰ کو ایک رنگ میں ظاہر کرتی ہے اور وہ یہ ہے ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی۔ ایک نادان جس کے تمام کپڑے سفلی زندگی کے کیچڑ سے آلودہ ہیں اور تطہر اور تزکیہ اور تبتل اور فنا کے مدارج سے ایک درجہ بھی جسے نصیب نہیں ہوا دنیا کے مکار جیفہ خواروں کی تقلید میں تمنا رکھتا ہے کہ یہ معاملہ صرف زباں درازی اور منصوبہ بازی پر موقوف ہے اور راہ سے روکو نکو اُٹھانے کے لیے خدا کے وجود کی کوئی ضرورت نہیں۔ فرمایا اس راہ کے مرد کیلئے شرط لازم ہے کہ آسمانی ہو اور آسمان کیطرف اُسکی

اُس کی نگاہ ہو اور زمین کی کسی طاقت پر اُس کا تکیہ نہ ہو۔ فوقیت اور غلبہ اور نصرت اُسی کے لیے مقدر ہے جو فوق سے آتا ہے۔ زمین کا کیڑا جو سوراخ سے اس لیے نکلا ہے کہ حرص و آز کے مُنہ کے لیے کوئی دانہ تلاش کرے ناگہاں کسی پاؤں کے نیچے مسل ڈالا جاتا ہے فرمایا اس شخص پر سیاہ بختی نے اپنی راہ سے سایہ ڈالا ہے کہ اُسے گمان ہوگیا ہے کہ وہ بھی اشتہار شائع کرسکتا اور رسالے نکال سکتا ہے اور سمجھ لیا ہے کہ اب اُسے پوری طاقت حاصل ہوگئی ہے کہ استقلال کا جھنڈا اکھاڑ کردے۔ فرمایا ہماری راستی اور منجانب اللہ ہونے کی تائید اور نصرت کے لیے ایک عظیم الشان پاسبان مقرر کیا گیا ہے جو بداندیش چوروں کو اُس حصن حصین کے نزدیک آنے نہیں دیتا اور وہ ہے انی مہین من اراد اہانتک۔ یاد رکھو جو شخص اس لیے اُٹھے گا کہ اس سلسلہ کا استخفاف کرے خدا اُسے ضرور خفیف کردے گا اور یہی بڑی بھاری علامت اس کی سچائی کی ہے کما قال عز من قائل فاما الزبد فیذہب جفاء واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض۔ یعنی وہ لوگ جو جھاگ کیطرح فضول محض ہیں یونہی اکارت چلے جائیں گے پر وہ جو نافع وجود ہیں اُنھیں بقا اور استقرار بخشا جائے گا۔ فرمایا ہزاروں معجزوں کے قائمقام ہماری طرف سے یہی معجزہ ہوگا کہ

ہم جیت جائینگے

اور خدا کا وعدہ انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا و یوم یقوم الاشہاد ہمارے حق میں احسن طور پر پورا ہوگا۔ ہم بیسیوں سال سے ہر قسم کے مخالفوں کو یہی کہہ رہے ہیں چنانچہ براہین احمدیہ اور دیگر کتابوں میں ایسے جلالی الہامات شائع ہوچکے ہیں کہ فکیدونی جمیعاً

ثم لا تنظرون۔ فرمایا کیا ہر طبقہ کے لوگوں نے اپنی اپنی کمان سے زہر آلود تیر ہماری طرف نہیں چھوڑے اور جو کچھ کسی سے ہوسکا ہمارے استیصال کی منصوبہ بازیوں میں اپنی طرف سے ذرا بھی فرو گذاشت نہیں کی۔ ہماری آبرو پر۔ ہماری جان پر۔ ہمارے مال پر غرض ہمارے تعلقات پر جاں ستاں حملے کیے گئے۔ اب کیا ہمارا بچ رہنا اور اس کام کا ہمارے ہاتھ سے پورا ہونا جس کے لیے ہمارا آنا موعود ہوا ہے اور ہمارا اس کام کو ادھورا چھوڑ کر اس دنیا سے دشمن کام نہ اُٹھ جانا طالبان حق کے لیے خدا کا بڑا بھاری نشان نہیں؟ یہی نشان ہے جو ہمارے نبی کریم سید الاولین والآخرین صلے اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا اور یہی آپ کے طفیل سے اور آپ ہی کی خدمت کے لیے ہمیں بخشا گیا ہے فرمایا جب کوئی ہمارے خلاف کچھ بولتا یا قلم پکڑتا ہے تو وہ ایسا گمان کرتا ہے کہ اب وہی اکیلا زہریلا سانپ اُٹھا ہے جو ہماری ایڑی کو ڈسے گا اور اب وہ پھر اپنی تاریک سوراخ میں واپس نہ جائے گا جب تک اُس کی ساری کچلیاں اپنا کام نہ کرلیں۔ مگر وہ بہت جلد اُس مچھلی کی طرح جو پانی سے الگ کی جائے بیکار ہوجاتا اور اُس کا سارا جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ فرمایا ایک دفعہ ان سب لوگوں کو ان کے ناثروں کو۔ ان کے شاعروں کو۔ ان کے منطقیوں کو۔ ان کے فلسفیوں کو۔ ان کے مولویوں کو ان کے سجادہ نشینیوں کو۔ ان کے اخبار نویسوں کو۔ غرض ہر متکبر کو اعلان کردو کہ جتنا **زور** وہ اس **کارخانہ** کے نابود کرنے کے لیے لگا سکتے ہیں **لگالیں**۔ آرام کو اپنے اوپر حرام کردیں اور تمام طاقتوں کی تلواروں کو نئے سرے سان پر چڑھائیں پھر دیکھیں کہ وہ کیا کرسکتے ہیں اور دیکھیں کہ خدا اپنے **بھیجے** ہوئے کی کیسی **نصرت** کرتا ہے۔ فرمایا انبیا علیہم السلام کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے

اولی الایدی والابصار جس کے یہ معنی ہیں کہ وہ کام کرنے والے اور دیکھ بھال کر ان راہوں کی طرف بلاتے تھے جنپر خدا تعالیٰ نے انھیں قائم کیا تھا اور وہ تصورات کے پیچھے لگنے والے اور خیالی آدمی نہ تھے وہ عملی آدمی تھے اور علی وجہ البصیرۃ حق کی طرف بلاتے تھے۔ پھر فرمایا زمین پر کسیکو فتح نصیب نہیں ہوتی جب تک پہلے آسمان کے دفتر میں اُس کے نام نہ لکھی جاوے۔ فرمایا خوب یاد رکھو کہ فتح کی اصلی کنجی تقویٰ ہے اور تقویٰ بھی وہ جو کامل طور پر ہو۔ وہ تقویٰ جس کے کسی پہلو میں خامی ہو خدا تعالیٰ کے ہاں کوئی قیمت نہیں پاتی۔ اور یہ کامل تقویٰ انھیں لوگوں کو ملتی ہے جو خدا کے مامور و مرسل ہوتے ہیں دوسروں کو وہ کامل تقویٰ جو آسمان کو اپنی طرف جھکالے میسر نہیں آتی۔ فرمایا اگر بڑے بھاری مٹکے میں بہت سے آدمیوں کے لیے شربت بنانا چاہیں اور شیرینی کے لیے ایک بتاسہ اُس میں پھینک دیں تو کیا وہ اس قابل ہوگا کہ اُسے پسند کیا جاوے۔ یہی حال اُس تقویٰ کا ہے جو نہایت کمزور اور ناتمام ہوتی ہے۔ ایسی تقویٰ ہرگز اُس نصرت اور تائید کو کھینچ نہیں سکتی جو ازل سے کامل تقویٰ کے حصہ میں لکھی جاچکی ہے۔ فرمایا زمینی لوگ جو سانپ کی طرح پیٹ کے بل چلتے اور کبھی انھیں نصیب ہی نہیں ہوتا کہ مضطر ہو ہو کر آسمان کی طرف دیکھیں اور اصلاح کا بیڑا تکلف سے اُٹھا لیتے ہیں جس کے لیے اُن کے قویٰ ترکیب دیئے گئے ہوتے نہیں آخرکار تھک کر رہ جاتے ہیں یا نامراد اور ناکام مرجاتے ہیں۔ فرمایا مخالفوں کی کثرت اور دشمنوں کی قوت اور شوکت سے نہ گھبراؤ اور یاس کو دل میں راہ نہ دو کیونکہ وہ کام ہوگا جس کا خدا نے ارادہ فرمایا ہے۔ کیا یہود اور نصاریٰ اور آتش پرست اور مشرک قوموں نے ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں کچھ تھوڑا زور لگایا تھا۔ آخر تقویٰ کے سر پر فتح کا تاج رکھا گیا۔ اب بھی ایسا ہی ہوگا۔ خدا تعالیٰ ہمارے دل کو اور دشمنوں کے دلوں کو دیکھ رہا ہے۔ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ ہم خدا کے جلال اور اُسکے رسول اور اُس کے کلام کی عزت اور جبروت کے اظہار کے لیے کام کررہے ہیں اس لیے یقیناً ہم منصور ہوں گے۔ اور اگر ہم دنیا کے کیڑے اور بناوٹ سے ایک کام کررہے ہیں جس کے لیے ہمیں خدا نے ماموروں کی طرح کھڑا نہیں کیا تو ہمارے ہلاک کرنے کو وہی اکیلا غیور کافی ہے۔ زمین کے لوگ زور لگائیں یا نہ لگائیں ہمارے افترا اور ناروا جسارت کا کیڑا ہی ہمارے عصا کو کھا جاوے گا۔ فرمایا یہ لوگ ناحق شور مچاتے اور منصوبہ بازی میں اوقات کو ضائع کرتے ہیں۔ اگر خدا کے کلام کو پڑھتے اور تدبر کرتے جہاں خدا تعالیٰ فرماتا ہے **ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ و ان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب**۔ تو اُنھیں معلوم ہوجاتا کہ خدا تعالیٰ نے یہ کلام ایسے پیچیدہ معاملات اور واقعات میں بطور فیصلہ ناطق اور حکم کے نازل فرمایا ہے۔ وہ جانتا تھا کہ ماموروں کا سلسلہ ہمیشہ اُس پہلی شکل میں قائم رہے گا جیسی کہ واقعات نے اس کا ثبوت دیدیا اسلیے یہ قول فیصل بیان فرمایا۔ اگر کوئی واقعی حقیقت اس کے اندر نہیں یونہی ایک خیالی دعویٰ ہے تو خدا کی بزرگ اور سدا زندہ رہنے والی کتاب کی ہتک ہوگی جس سے اُس کا دامن پاک ہے۔ لامحالہ اس کا یہی مطلب ہے کہ مفتری کو اُسکا افترا ہی ہلاک کرنے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ فرمایا ان دشمنوں اور ان کی کثرت کا میرے دل پر کبھی کوئی اثر اور رعب نہیں پڑتا میں خیال کرتا ہوں کہ ایک ہو دو ہوں اتنے ہزاروں کا ہم اپنے جسمانی زور اور زمینی بل سے کیونکر مقابلہ کرسکتے ہیں۔ ان کی کثرت ہی انھیں ہمارے دل میں معدوم اور محض بیکار وجود بنا دیتی ہے۔ اس لیے کہ جس قدر اعدا کی کثرت اور شوکت اور قوت مقابلہ میں نمودار ہوتی ہے اتنی ہی خدا تعالیٰ کی نصرت اور تائید کی خوشبو دل کو محسوس ہوتی اور اس کی معیت کی لذیذ اور متواتر پیغام آتے ہیں پھر دل پر کسی طاقت کا کیا اثر پڑسکے۔ کیا ہزار ساغل غپاڑ کرنے والے کوّے اپنی کثرت سے گو وہ آسمان کی فضا کو کالا کردیں ایک جرّہ باز کے قلب کو مضطر کرسکتے ہیں۔ آسمانی آدمی ایک قلب رکھتا ہے اور خدا کے جلال اور مقتدر ہاتھ نے اُس میں ایک کام کے لیے شجاعت اور جلاوت کا مادہ مخمر کیا ہوا ہے کیونکر ممکن ہے کہ اُس میں زمین کے مردہ سانپوں اور بے قالبوں کا جنمیں کوئی حقیقی روح نہیں ہوتی رعب دخل پاسکے۔ خدا کے نزدیک ایک آسمانی آدمی کے مقابل لاانتہا زمینیوں کی پر پشہ کی قدر نہیں ہوتی۔ وہ اپنے ایک برگزیدہ کے لیے سارے نظام کو اُلٹ دیتا اور ایک اُمید کے بر لانے کے لیے لاکھوں اُمیدوں کو خاک میں ملا دیتا ہے۔ فرمایا ہزاروں دھمکیاں ہمیں دی جاتی ہیں اور وقتاً فوقتاً بہت سے سب وشتم کے خطوط آتے ہیں اور طرح طرح کے مقدمے ہمپر برپا کیے گئے اور ہنوز منصوبہ بازی اور مکاری کے قدموں میں لغزش نہیں آئی مگر خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کبھی ایک آن کے لیے ان امور سے ہمارے بشیدست کام میں اختلال واقع نہیں ہوا۔ ایک لطیف مضمون کے تحریر کی اثنا میں اگر کوئی ایسی نا ملائم بات پیش آگئی ہے جو زمینیوں کی آنکھ میں ایک جہان کو تیرہ و تار کردے مگر بحمد اللہ ہمیں محسوس بھی نہیں ہوئی اور ہمارے قویٰ پوری صفائی اور شجاعت سے اُسمیں مصروف رہے۔ ہمینے بارہا اس قسم کی استقامت کے کلمات حضرت کی زبان مبارک سے سُنے ہیں اور اپنے دراز تجربہ اور مشاہدہ سے عملی طور پر بھی حضور علیہ السلام کو ایسا ہی بلکہ ان الفاظ کے مفہوم سے بھی بڑھکر دیکھا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اُس

عزالدین

کلمات نے ہمیشہ میرے قلب میں میخ فولاد کی طرح آپ کا من جانب اللہ ہونا راسخ کیا ہے۔ مجھے یہ عادت پڑی ہوئی ہے اور اس میں عجیب لذت محسوس کرتا ہوں کہ جب حضرت امام علیہ السلام مجلس میں بیٹھتے ہیں تو میں آپ کے چہرہ مبارک کو دیکھتا ہوں۔ اُس چہرۂ خدانما کے خطوط کی درخشانی اور لانظیر متانت اور استغنا اور شجاعت سے بھرتی ہوئی آب اور ادا اور پر شوکت الفاظ جو بلا تصنع منہ سے نکلے چلے آتے ہیں اور وہ قوت قلب جو اُن الفاظ کے وادیوں سے پر زور رَو کی طرح موجزن ہوتی ہے اور ایک غنا اور اقتدار عجیب کے ساتھ مجلس میں کلام کرنا جس میں برگزیدہ علما اور بڑے بڑے ذی فہم ہوتے ہیں اور استغنائے کلی سے علوم الٰہی کے نکات عالیہ کو بیان فرمانا جس سے بالبداہت سمجھ میں آتا ہے کہ متکلم کے دل کو کسقدر اپنی راستی اور صدق کا شعور بخشا گیا ہے اور اس قوت کی موجودگی کی بصیرت سے اُسے اس تاثر سے بکلی بے نیاز کیا گیا ہے کہ کوئی اور طاقت بھی سامنے بیٹھی ہے۔ غرض ان اداؤں سے میرے ایمان کو کسقدر نشو و نما ہوتا اور کسقدر انشراح اور قوت پیدا ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی ہم جنس اس کیفیت کو سمجھ نہیں سکتا۔ اب اصل بات یہ ہے کہ میں پوری بصیرت سے اس نتیجہ تک پہنچا ہوا ہوں کہ استقامت ہی ایک چیز ہے جو اس برگزیدہ قوم کی صدق و حقیت کا کامل معیار ہے۔

اس کے بعد قرآن کریم کی خوبیوں اور منجانب اللہ ہونے پر لطیف تقریر کرتے رہے اور پھر بہت زور سے فرمایا کہ ہماری جماعت کو چاہیے کہ بڑے تدبر سے قرآن کریم کو پڑھا کریں۔ اور اگر کوئی علمی نکتہ سمجھ میں نہ آوے تو جلد گھبرا نہ جاویں اور چھوڑ نہ دیں بلکہ نمازوں کے اندر دعائیں مانگیں کہ خدا تعالیٰ اُس کی حقیقت کو کھول دے۔ فرمایا میرا تو ہمیشہ سے یہی قاعدہ ہے کہ جب کوئی مشکل پیش آئی اُس آیت کو سامنے رکھ کر دعا کرتا ہوں بسا اوقات چھ ماہ تک برابر دعا کی ہے اور وہ نکتہ خدا نے کھول دیا اور فرمایا ہم کبھی کلام الٰہی کے احاطہ کا دعویٰ نہیں کرتے اور نہ ایسے مدعی کو پسند کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک کلام الٰہی خدا کے کام کی طرح ناپیدا کنار سمندر ہے۔ کس نے مخلوقات میں کسی شے کے کل خواص پر احاطہ کر لیا ہے جو یہ دعویٰ موزون ہو سکے کہ کسی نے کلام الٰہی کے اسرار کا احاطہ کر لیا ہے اور فرمایا ہمارا تو اصول ہے کہ جتنا علم بخشا جاتا ہے اُسے لے لیتے ہیں اور باقی مجہولات کے لیے امیدوار رہتے ہیں۔

اب میں اپنے جوش اور ارادہ کے خلاف بعض رکاوٹوں کی وجہ سے اس چٹھی کو ختم کرتا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں اپنے تئیں ناقابل محض اور قاصر پاتا ہوں اُن کلمات طیبات کو محصور کرنے اور اُس کیفیت کی تصویر دکھانے سے جو گذشتہ ہفتہ میں سننے میں آئے اور دیکھنے میں آئی۔ اصل میں تو یہ سارا مہینہ اسی لطف میں گذرا ہے۔ اس صورت میں ایک تیز حس ہمدرد کے سوا کون محسوس کر سکتا ہے کہ کسقدر سوز اور درد اُس شخص کے دل میں ہوگا جسکی جان کو یہ تڑپ بخشی گئی ہے کہ وہ ہر ایسے موقعہ پر عین لذت کی حالت میں اس تصور کے تلخ گھونٹ پیتا ہے کہ آہ آج فلاں دوست ہوتا اور فلاں بھی ہوتا۔ میرے دوستو غفلت اور سستی کو چھوڑ دو۔ اسوقت کو غنیمت سمجھو مغالطہ نہ کھاؤ کہ تم بڑے ذہین ہو اور کتابیں اور اشتہار اور اخبار پڑھتے ہو اور لوگوں کے ساتھ توفی کے مسئلہ پر کامیاب بحثیں کرتے ہو اس لیے تم یہاں آنے اور رہنے سے بے نیاز ہو یاد رکھو کہ یہ کمالات تم سے زیادہ بعض لوگوں کو حاصل ہیں جو اس کوچہ میں فرش خاک پر بیٹھے ہیں۔ وہ علوم صحیحہ اور عقائد حقہ جن پر مدار ہے تزکیہ نفس اور تہذیب اخلاق کا اور جو مابعد الموت کام آنے والی چیزیں ہیں وہ حاصل نہیں ہو سکتیں جب تک صادق کی صحبت اختیار نہ کی جائے۔ خدا تعالیٰ تمھیں ایسی روح دے جو پر زور سٹیم کی قوت سے تمھارے بھاری اور بوجھ کے تلے دبے ہوئے جسموں کو کھینچ کر یہاں لے آئے اور ایسا نور عطا کرے کہ تمھیں نظر آجائے کہ تمام عقلیں الا ماشاء اللہ تاریکی کے غول ہیں جو اس نور سے مستفاد اور مستفید نہیں۔

آخر میں ایک بے جوڑ سی بات کہتا ہوں جو حقیقت میں ہمارے سلسلہ سے عجیب جوڑ رکھتی ہے کہ **مدرسہ** کی ضروریات کی طرف توجہ کرو اور اپنے **چندے** با قاعدہ بھیجو۔ سنو اور کان کھول کر سنو کہ اب **۳۰۰** سو روپے سے زائد ماہوار خرچ ہوتا ہے۔ کیا غفلت اور بے توجہی کرنا اس صورت میں معصیت الٰہی میں داخل نہ ہوگا۔

اب میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمھارے ساتھ ہو اور تمھاری ہمتوں میں قوت اور برکت بخشے۔ آمین۔

عاجز عبد الکریم

کتب خانہ مدرسہ تعلیم الاسلام

احباب پر روشن ہے کہ اس مدرسہ میں عربی انگریزی وغیرہ ہر طرح کی تعلیم انٹرنس تک دی جاتی ہے اور علاوہ ازیں دینیات کی جماعت جداگانہ ہے۔ ایسے مدرسہ میں ایک کتب خانہ کا ہونا ہمیشہ ضروری ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں مساکین طلبہ کو یہاں کتابیں مفت دی جاتی ہیں۔ مگر مدرسہ کا سرمایہ فی الحال اتنا نہیں کہ ایک کتب خانہ بڑا مہیا کیا جا سکے۔ اس لیے احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ اگر وہ اپنی نئی یا پرانی کتابیں درسی یا غیر درسی جو اُن سے ہو سکیں

انتخاب

ڈائری

حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام

مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب

نبی بخش بٹالوی کا ذکر آیا ہے کہ اس نے مصلح ہونے کا دعوی کیا اور ایک اخبار نکالنے کا ارادہ کیا ہے۔ اسپر حضرت اقدس نے

فرمایا بعض لوگ انبیا اور مرسلین من اللہ کی کامیابیوں کو دیکھکر یہ خیال کرتے ہیں کہ شاید ان لوگوں کی کامیابی بسبب ان کی لفاظیوں اور قوت بیانیوں اور فصاحتوں اور بلاغتوں کے ہے۔ آؤ ہم بھی ایساہی کریں اور اپنا سلسلہ جمالیں۔ مگر وہ لوگ غلطی کھاتے ہیں انبیا کی کامیابی بسبب اس تعلق کے ہوتی ہے جو ان کا خدا کے ساتھ ہوتا ہے۔ آدم سے لے کر آجتک کسیکو تقوی کے سوا فتح نہیں ہوئی۔ فتح کی کنجی خدا کے ہاتھ میں ہے۔ فتح صرف اسی کو ہوسکتی ہے جسکا بحر تقوی میں سب سے بڑھ کر ہے۔ تقوی کا پودہ قائم ہوجاوے تو اس کے ساتھ زمین وآسمان الٹ سکتے ہیں۔

فرمایا مسلمانوں پر افسوس ہے کہ انھوں نے یہ تو مان لیا کہ آخری زمانہ کے یہود بھی مسلمان ہوں گے پر یہ نہ مانا کہ آخری زمانہ کا مسیح بھی انھیں میں سے ہوگا۔ گویا ان کے نزدیک امت محمدیہ میں صرف شر ہی رہ گیا ہے اور خیر کچھ بھی نہیں۔

کسی نے ذکر کیا کہ نبی بخش بٹالوی کہتا ہے کہ مولوی عبد الکریم صاحب اپنے خطبوں میں مرزا صاحب کے متعلق بڑا غلو کرتے ہیں اور اسی پر مرزا صاحب نے یہ سمجھہ لیا کہ ہمارا درجہ بڑا ہے۔ **فرمایا** براہین احمدیہ کے زمانہ میں مولوی عبد الکریم صاحب کہاں تھے اس میں جو کچھہ اللہ تعالی نے کہا کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اور انت بمنزلۃ توحیدی وتفریدی اور۔ تیرا مخالف جہنم میں گریگا وغیرہ مولوی عبد الکریم صاحب اس کے مقابل میں کیا کہہ سکتے ہیں جو خدا نے کہا ہے۔

فرمایا انبیا کے کلام میں الفاظ کم ہوتے ہیں اور معانی بہت۔

فرمایا جس قدر دعائیں ہماری قبول ہوچکی ہیں وہ پانچہزار سے کسی صورت میں کم نہیں۔

فرمایا شیطان نے آدم کو مارنے کا منصوبہ کیا تھا اور اس کا استیصال چاہاتھا پھر شیطان نے خدا سے مہلت چاہی اور اسکو مہلت دی گئی الی وقت المعلوم۔ بسبب اس مہلت کے کسی نبی نے اسکو قتل نہ کیا۔ اس کے قتل کا وقت ایک ہی مقرر تھا کہ وہ مسیح موعود کے ہاتھ سے قتل ہو۔ اب تک وہ ڈاکوؤں کیطرح پھرتا رہا۔ لیکن اب اس کی ہلاکت کا وقت آگیا ہے۔ اب تک اخیار کی قلت اور اشرار کی کثرت تھی لیکن شیطان ہلاک ہوگا اور اخیار کی کثرت ہوگی اور اشرار چوڑھے چماروں کی طرح ذلیل بطور نمونہ کے رہجائیں گے۔

فرمایا اعمال دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو بہشت و دوزخ کی امید وبیم سے ہوتی ہیں اور دوسرے وہ جو طبعی جوش سے ہوتے ہیں۔ دو باتیں مسلمانوں میں طبعی جوش کے طور پر اب تک موجود ہیں۔ ایک سور کے گوشت کی حرمت خواہ مسلمان کیسا ہی فاسق ہو سور کے گوشت پر ضرور غیرت دکھلائے گا اور دوسرے حرمین شریفین کی عزت یہی وجہ ہے کہ کسی قوم کو یہ جرأت نہیں ہوسکتی کہ حرمین پر ہاتھہ ڈالنے کی دلیری کرے۔

اسباب کا ذکر ہوا کہ نیچیری لوگ شیطان کے ہونے کے منکر ہیں حضرت نے **فرمایا** انسان کو اپنی حد سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے۔ احق بالامن وہی لوگ ہیں جو خدا کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور اسکی ماہیت وحقیقت کو حوالہ بخدا کرتے ہیں۔ اب دیکھو چار چیزیں غیر مرئی بیان ہوئی ہیں خدا۔ ملائک۔ ارواح شیطان۔ یہ چاروں چیزیں لایدرک ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ان میں سے خدا اور روح کو تو مان لیا جاوے اور ملائک اور شیطان کا انکار کیا جاوے اس انکار کا نتیجہ تو رفتہ رفتہ حشر اجساد کا انکار اور الہام کا انکار اور خدا کا انکار ہوگا اور ہوتا ہے۔ بسا مرتبہ انسان نیکی کا ارادہ کرتا ہے مگر نفسی جذبات کہاں کے کہاں لے جاتے ہیں اور باوجود عقل اور سمجھہ کے بے اختیار سا ہوکر فسق وفجور میں گرتا ہے۔ یہ کشاکش کیا ہے خدا نے انسان کو اس مسافر خانہ میں بڑے بڑے قوی کے ساتھہ بھیجا ہے چاہیے کہ ان سب سے کام لے

فرمایا حشر اجساد پر جو لوگ تعجب کرتے ہیں ان سے یہ سوال کرنا چاہیے کہ پہلی پیدایش میں جب کہ اس نے نطفہ سے انسان بنایا کونسی آسانی تھی کہ وہ تو ہوگیا اور دوسری پیدایش میں اس کے مقابل کونسی مشکل ہوگی جو خدا نہ کرسکے گا۔

فرمایا انسان کو چاہیے کہ تمام دنیا کو کالعدم جانے نہ کسی کی تعریف سے خوش ہوا کرے نہ کسی کی ہجو سے غمگین ہو۔ نور کا طالب ہو۔ اور اس کنوئیں کی طرح ہوجاوے جس میں مصفا پانی بھرا ہو۔ ایک ایسا نکتہ اس کے دل میں آجاوے کہ سوائے خدا کے اور کوئی اس کا نہیں ہے اور سمجھہ جاوے کہ آج میری زندگی کا پہلا دن ہے۔

فرمایا اللہ تعالی کی صفت رحمانیت جسکا ذکر دعائے سورہ فاتحہ میں ہے کہ الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم۔ رحمن سے مراد ہے وہ خدا جو ایسے لوگوں کو مطلب پر پہنچا دیتا ہے

جن کے لیے کوئی سبب نہ ہو۔ وہ شخص جو چاروں طرف سے بالکل نا اُمید ہو گیا ہے وہ جو اپنی ذمہ واریوں میں بالکل نکما نکلا ہے وہ جو بکلی یاس میں ہے اُس کا کام بنانے والا رحمٰن ہے۔ وہ جس کی کشتی ٹوٹ گئی ہے اور وسط دریا میں گرا پڑا ہے اور اس کا کوئی ساتھی نہیں جو اُسے بچاوے اور اس کے ہاتھ اور پاؤں نہیں کہ وہ دوسرا قدم آگے کو مارے کون ہے جو اُسے بچاوے۔ وہ خدا کے صرف رحمانیت کے رحم سے بچ سکتا ہے۔

فرمایا دسمبر کے آخر میں جو احباب کے واسطے امتحان تجویز ہوا ہے اسکو لوگ معمولی بات خیال نہ کریں اور کوئی اسے معمولی عذر سے نہ ٹالدے یہ ایک بڑی عظیم الشان بات ہے اور چاہیے کہ لوگ اس کے واسطے خاص طور پر طیاری میں لگ جاویں۔

الحکم کے متعلق

میں گذشتہ اشاعت میں ناظرین کو توجہ دلا چکا ہوں کہ وہ الحکم کی توسیع اشاعت میں سعی کریں اور کم از کم اس سال کے آخر تک ایک ہزار خریدار الحکم کے لیے بہم پہونچائے جاویں میں اپنی جماعت کے مخلص احباب میں سے صرف سو ایسے باہمت بزرگ چاہتا ہوں جن میں سے ہر واحد دس دس خریدار پیدا کرے جیسا میں نے ارادہ کیا ہے عنقریب ایک سرکلر لیٹر ایسے بزرگوں کی خدمت میں روانہ کی جاوے گی جنکی نسبت الحکم نے خاکسار ایڈیٹر کو یقین ہے کہ وہ الحکم کے سچے مدد اور معاون ہیں، فی الحال میں جناب شیخ نیاز احمد صاحب تاجر چرم وزیرآباد کا شکر گذار ہوں جنہوں نے پہلی ہی تحریک سے متاثر ہو کر اسوقت تک دو جدید خریداروں کے نام بھیجے ہیں۔ مجھ اُمید ہے کہ اور صاحب بھی توجہ کریں گے۔

دارالامان کا ہفتہ

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بحمد اللہ مع جمیع ممبران خاندان تندرست ہیں۔ یہ ہفتہ معارف اور حقائق کی برسات کا ہفتہ کہنا چاہیے حضرت اقدس نے کئی ایک تقریریں فرمائیں جنمیں سے بعض کا ماحصل حضرت مولانا عبد الکریم صاحب کی نوٹ بک میں اور کسی قدر خلاصہ ڈائری میں ہے اور بعض مفصل طور پر کسی دوسرے وقت الحکم میں شائع ہوں گی انشاء اللہ العزیز۔

۲۔ خطبہ الہامیہ کا حاشیہ طبع ہو رہا ہے اشاعت پر اطلاع دی جاوے گی۔

۳ اس ہفتہ ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب رعیہ سے مع ایک اور دوست کے تشریف لائے اور بعض احباب امرتسر اور بعض اور مقامات سے آئے۔

۴ بابو محمد افضل صاحب افریقہ سے واپس آکر قادیان میں وارد ہوئے۔ دو تین دن رہ کر سردست آٹھ نو روز کے لیے واپس لاہور گئے ہیں پھر ہفتہ عشرہ کے بعد آکر دیر تک یہاں رہنے کا ارادہ رکھتے ہیں

۵ جناب سید امیر علی شاہ صاحب ملہم سیالکوٹی کی ڈائری حضرت اقدس پڑھ کر سنتے ہیں جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر روز زیارت ہوتی ہے۔ آیندہ انکی ڈائری کا ایک بڑا حصہ الحکم میں مخالفین پر اتمام حجت کی نیت سے شائع ہوا کرے گا۔ عنقریب سید صاحب موصوف کی طرف سے ایک اعلان شائع ہونیوالا ہے۔ (ایڈیٹر)

۶ پچھلے ہفتہ اور اس ہفتہ میں جن لوگوں نے حاضر ہو کر یا تحریر کے ذریعہ سے بیعت کی ہے ان کے نام درج کیے جاتے ہیں۔ اور لوگوں کے جھوٹے اعتراضوں کی بنا پر ان لوگوں کے خطوط بھی بحفاظت رکھے جاتے ہیں جنہوں نے تحریری بیعت اس وقت کی ہو۔

بیعت

میاں الیاس صاحب ساکن کوٹلہ تارڈ ضلع گوجرانوالہ۔
میاں امام الدین صاحب ؍؍ میاں اللہ دتا صاحب ؍؍ مولا بخش صاحب ؍؍ روشن صاحب ؍؍ احمد الدین صاحب اللہ بخش صاحب ؍؍ محمد علی صاحب ؍؍ شمس الدین صاحب ؍؍ حیات محمد صاحب ؍؍ امام الدین صاحب ثانی ؍؍ بختاور صاحب ؍؍ جیونا صاحب ؍؍ محمد الدین صاحب ؍؍ میاں محمد صاحب ؍؍
معرفت مولوی عنایت اللہ صاحب مدرس مدرسہ کوٹلہ تارڈ

والدہ نواب حسین صاحب موضع جگت پورہ تحصیل ترنتارن ضلع امرتسر
فرزند علی صاحب ؍؍ ؍؍
نبی بخش صاحب ملازم پلٹن نمبر ۲۲ موضع ستنگار پورہ ؍؍ ؍؍
معرفت نواب الدین صاحب کلرک احمدی پلٹن نمبر ۲۲ چھاونی راولپنڈی

زوجہ چودھری مولا بخش صاحب ساکن چونڈہ دختر چودھری مہالا صاحب اعلیٰ نمبردار موضع ملاکوٹ وال ضلع سیالکوٹ
زوجہ کرم الدین صاحب مدرس لوئر سکول ڈنگہ سردار حاکم سنگھ والہ ضلع گجرات

سراج الحق نعمانی

ڈومیسٹک

ہمارے مکرم بھائی جناب بابو محمد بخش صاحب رئیس کرڑیا لوالہ کے گھر میں ستمبر ۱۹۰۱ء کو لڑکا پیدا ہوا۔ حضرت اقدس کے ارشاد سے بچہ کا نام رکھا گیا ہے اللہ تعالیٰ اس مولود مسعود کی عمر میں برکت دے اور اسکو دینی اور دنیوی خوبیوں ونعمتوں سے بہرہ ور کرے اور خادم الدین الاحمدی

مکتوب

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از عاجز عاید باللہ غلام احمد

بخدمت اخویم مخدوم ومکرم ۔ ۔ ۔ ۔ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ بعد ہذا ان دنوں مین ایک شخص اندرمن نام جو ایک سخت مخالف اسلام ہے۔ اور کئی کتابین رد اسلام میں اس نے لکھی ہین۔ مراد آباد سے اول نابہہ مین آیا۔ اور راجہ صاحب نابہہ کی تحریک سے یہہ مقابلہ کے لئے لاہور مین آیا۔ اور لاہور مین آکر اس عاجز کے نام خط لکھا۔ اگر چوبیس سو روپیہ نقد میرے لئے سرکار مین جمع کرا دو۔ تو مین ایک سال قادیان مین ٹھہرونگا۔ کیونکہ خط اوس کا بعض دوستوں کی خدمت مین لاہور بھیجا گیا۔ سو اللہ تعالےٰ کے فضل سے ایک دولتمند مسلمان نے ایک سال تک ادا ہوجانیکی شرط سے چوبیس سو روپیہ نقد اس عاجز کے کارپردازوں کو بطور قرضہ کے دیدیا۔ اور قریب دو سو مسلمانوں کے جنمیں بعض رئیس بہی ستھے۔ جمع ہو گئے اور وہ روپیہ معہ ایک خط کے جس کی ایک کاپی آپکی خدمتمین بہیجی جاتی ہے۔ ایک گروہ کثیر مسلمانوں کا اندرمن کے مکان پر جہاں وہ فروکش تہا۔ لے گئے۔ مگر اندرمن غالباً اس انتظام کی خبر سنکر فرید کوٹ بہاگ گیا۔ آخر وہ خط بطور اشتہار کے چہپوایا گیا۔ اور شہر مین تقسیم کیا گیا اور وہ رجسٹری شدہ خط راجہ صاحب نابہہ اور راجہ صاحب فرید کوٹ کے پاس بہیجے گئے اور بعض آریہ سماجوں مین بہی۔ وہ خطوط بہیجے گئے۔ شاید اگر یہہ کسی راجہ کے کہنے کہانے سے اندرمن نے اسطرف رخ کیا۔ تو یہہ اطلاع دیجاویگی بالفعل اللہ تعالیٰ نے میدان مسلمانوں کے ہاتھ رکہا۔

فالحمد للہ علیٰ ذالک

نقل اشتہار

بنام منشی اندرمن صاحب مراد آبادی نے میری اس مطبوعہ خط جسکی ایک ایک کاپی غیر مذاہب کے روسأ و مقتداؤن کے نام خاکسار نے روانہ کئے تھے۔ جس کے جواب مین پہلے نابہہ سے پہر لاہور سے یہہ لکہا تھا۔ کہ تم ہمارے پاس آؤ۔ اور ہم سے مباحثہ کرلو۔ اور زر موعودہ اشتہار پیشگی بنک مین داخل کرو۔ وغیرہ وغیرہ اس کے جواب مین خاکسار نے رقیمہ ذیل معہ دوہزار چار سو روپیہ نقد ایک جماعت اہل اسلام کے ذریعہ سے آپ کی خدمتمین روانہ لاہور کیا۔ جب وہ جماعت منشی صاحب کے مکان موعود مین پونہچی۔ تو منشی صاحب کو وہان نہ پایا وہان سے اونکو معلوم ہوا کہ جس دن منشی صاحب نے خاکسار کے نام وہ خط روانہ کیا تہا۔ اسی دن سے وہ فریدکوٹ تشریف لے گئے ہوے ہین۔ باوجودیکہ اس خط مین منشی صاحب نے ایک ہفتہ تک منتظر جواب رہنے کا وعدہ تحریر لکہا تہا یہہ امر نہایت تعجب اور تردد کا موجب ہوا لہذا یہہ قرار پایا۔ کہ اس رقیمہ کو بذریعہ اشتہار مشتہر کیا جاوے۔ اور اسکی ایک کاپی منشی صاحب کے نام حسب نشان مکان موجودہ بذریعہ رجسٹری روانہ کی جاوے۔ وہ یہہ ہے؟

مشفقی اندرمن صاحب

میرے اس خط کا جواب نہیں دیا۔ ایک نئی بات لکہی ہے جس کی تعمیل مجہپر اپنے عہد کے رو سے واجب نہیں ہے۔ میری طرف سے یہ عہد تہا کہ جو شخص میرے پاس آوے۔ اور صدق دل سے ایک سال میرے پاس ٹہرے۔ اوسکو خدا تعالےٰ کوئی نہ کوئی آسمانی نشان مشاہدہ کرادیگا۔ جس سے قرآن اور دین اسلام کی صداقت ثابت ہو۔ آپ اس کے جواب مین اول تو مجہے اپنے پاس (نابہہ مین پہر لاہور مین) بلاتے ہیں اور خود آنیکا ارادہ ظاہر فرماتے ہین۔ تو مباحثہ کے لئے نہ آسمانی نشان دیکہنے کے لئے۔ اسپر طرفہ یہہ ہے۔ کہ روپیہ اشتہار پیشگی طلب فرماتے ہین۔ جسکا مین نے پہلے وعدہ نہیں دیا۔ اب آپ خیال فرماسکتے ہیں۔ کہ میری تحریر سے آپکا جواب کہانتک تفاوت رکہتا ہے

؎ ببین تفاوت راہ از کجا است تا بہ کجا۔

لہذا مین اپنے اسی پہلے اقرار کے رو سے پہر آپکو لکہتا ہون۔ کہ آپ ایک سال رہکر آسمانی نشانون کا مشاہدہ فرمادین۔ اگر بالفرض کسی آسمانی نشان کا آپ کو مشاہدہ نہ ہو۔ تو مین آپکو چوبیس سو روپیہ دیدونگا۔ اور اگر آپ کو پیشگی لینے پر اصرار ہو تو مجہی اس سے بہی دریغ و عذر نہیں بلکہ آپکے اطمینان کے لئے سر دست چوبیس سو روپیہ نقد ہمراہ رقیمہ ہذا ارسالخدمت ہے۔ مگر چونکہ آپ نے یہہ ایک امر زاید چاہا ہے اس لئے مجہے بہی حق پیدا ہوگیا ہے۔ کہ مین اس امر زاید کے مقابلہ مین کچہہ شرط ایسی کرون جن کا ماننا آپ پر واجبات سے ہے۔ (۱) جب تک آپکا سال گذر نہ جائے۔ کوئی دوسرا شخص آپ کے گروہ سے زر موعود پیشگی لینے کا مطالبہ نہ کرے۔ کیونکہ ہر شخص کو زر پیشگی دینا سہل اور آسان نہیں ہے (۲) اگر مشاہدہ نشان آسمانی کے بعد اظہار اسلام مین توقف کرین۔ اور اپنے عہد کو پورا نہ کرین تو پہر حرجانہ یا جرمانہ دونوں امر سے ایک ضرور ہے۔ (الف) سب لوگ آپکے گروہ کے جو آپکو مقتدا جانتے ہین۔ یا آپکے حامی و مربی ہین۔ اپنا عجز اور اسلام کے مقابلہ میں اپنے مذہب کا بے دلیل ہونا تسلیم کرلین۔ اور وہ لوگ ابہی سے آپکو اپنا وکیل مقرر کر کے اس تحریر کا آپ کو اختیار دین۔ پہر اسپر اپنے دستخط کرین۔ (ب) درصورت تخلف وعدہ جانب ثانی سے اس کا مالی جرمانہ یا معاوضہ جو آپکی اور آپکے مربیون اور حامیون اور مقتدیون کی حیثیت کے مطابق ہو۔ ادا کرین۔ تاکہ وہ اس مال سے اس وعدہ خلافی کی کوئی یادگار قائم کیا جاوے۔ (ایک اخبار تائید الاسلام مین جاری ہو۔ یا کوئی مدرسہ تعلیم نو مسلم اہل اسلام کے لئے قائم ہو۔) آپ ان شرائط کو تسلیم نکرین۔ تو آپ مجہسے پیشگی روپیہ نہیں لے سکتے۔ اور اگر آپ آسمانی نشان کے مشاہدہ کے لئے نہیں آنا چاہتے۔ صرف مباحثہ کے لئے آنا چاہتے ہیں۔ تو اس امر کے لئے میری خصوصیت نہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس امت محمدیہ مین علما اور فضلا اور بہت ہین۔ جو آپسے مباحثہ کرنیکو طیار ہین۔ مین جس امر مین مامور ہوچکا ہون۔ اس سے زیادہ نہیں کرسکتا اور اگر مباحثہ بہی مجہہ سے منظور ہے تو آپ میری کتاب

کا جواب دین - یہہ مباحثہ کی صورت عمدہ ہے اس مین معاوضہ بھی زیادہ ہے اور بجاے چوبیس سو کے دس ہزار روپیہ ہو نی شدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اشتہار مفید الاخیار

چونکہ یہہ ضروری سمجھا گیا ہے - کہ ہماری اس جماعت مین کم سے کم ایکسو آدمی ایسا اہل فضل و اہل کمال ہو - کہ اس سلسلہ اور اس دعوے کے متعلق جو نشان اور دلایل اور براہین قویہ قطعیہ خدا تعالے نے ظاہر فرمائے ہین - ان سب کا اسکو علم ہو - اور مخالفین پر ہر ایک مجلس مین اتمام حجت کر سکے اور ان کے مفتریانہ اعتراضات کا جواب دے سکے - اور خدا تعالے کی حجت جو انپر وارد ہو چکی ہے بوجہ احسن اسکو سمجھا سکے اور نیز عیسائیون اور آریون کے وساوس شایع کردہ سے ہر ایک طالب حق کو نجات دے سکے - اور دین اسلام کی حقیقت اکمل اور اتم طور پر ذہن نشین کر سکے - پس ان تمام امور کے لئے یہ قرار پایا ہے کہ اپنی جماعت کے تمام لایق اہل علم اور زیرک اور دانشمند لوگون کو اس طرف توجہ دیجاے کہ وہ ۲۴ - دسمبر ۱۹۰۱ء تک کتابون کو دیکھکر اس امتحان کے لئے طیار ہو جاہیں اور دسمبر آیندہ کی تعطیلون پر قادیان مین پہونچکر امور متذکرہ بالا مین تحریری امتحان دین اسی غرض کے لئے تعطیلات مذکورہ مین ایک جلسہ ہوگا - اور مباحث مندرجہ کے متعلق سوالات دیئے جائیں گے ان سوالات مین وہ جماعت جو پاس نکلے گی ان کو ان خدمات کے لئے منتخب کیا جائے گا - اور وہ اس لایق ہونگے کہ انمین سے بعض دعوت حق کے لئے مناسب مقامات مین بھیجے جائیں اور اسی طرح سال بسال یہ مجمع انشاء اللہ تعالے اسی غرض سے قادیان مین ہوتا رہیگا جب تک کہ ایسے مباحثین کی ایک کثیر التعداد جماعت طیار ہو جائے مناسب ہے کہ ہمارے احباب جو زیرک اور عقلمند ہین اس امتحان کے لئے کوشش کرین اور ۲۵ - دسمبر یا ۲۶ - دسمبر ۱۹۰۱ء کو بہر حال قادیان مین پہونچ جائین - والسلام علی من اتبع الہدی

المشتہر مرزا غلام احمد از قادیان ۹ ستمبر ۱۹۰۱ء

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبرین

خدا کا شکر ہے - کہ ہمارے مکرم مخدوم جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی پلیڈر پشاوری جن کے اخلاص اور صدق کی خود حضرت امام ہمام علیہ الصلواۃ والسلام نے تعریف فرمائی اور جسکا ثبوت خود انہوں نے مقدمہ دیوار کی پیروی مین اپنی مالی قربانی اور سفر کی تکالیف کو برداشت کرکے دیا - چنانچہ ۱۱ مرتبہ انکو پشاور سے گورداسپور آنا جانا پڑا - جو گذشتہ چند دنون سے بخار اور کھانسی کے عارضہ سے شدید بیمار ہو گئے تھے - آخر حضرت امام ہمام علیہ الصلواۃ والسلام کی دعاؤن سے مستفیض ہوئے اور انہون نے ان عوارض سے صحت پائی - خواجہ صاحب کی بیماری کی خبر جیسے احباب کے لئے موجب فکر تھی ویسے ہی آپ کی صحت کا مژدہ باعث راحت ہے خواجہ صاحب کا ارادہ ہے کہ وہ جلد قادیان آکر کچھ دنون حضرت امام کی پاک صحبت مین رہ کر سعادت حاصل کرین -

سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب سوداگر چھتری بمبئی کی اہلیہ کے انتقال کی ناگوار خبر سنکر ہمین افسوس ہوا - اس **وفادار** اور نیک خاتون کا جنازہ حضرت اقدس علیہ الصلواۃ والسلام نے اپنی جماعت کے ساتھہ دار الامان مین پڑھا - سیٹھ صاحب موصوف کے خط سے معلوم ہوا - کہ جنازہ پڑھے جانے سے پیشتر انہون نے خواب مین اپنی بیوی کو دیکھا جس سے مرحومہ کی حالت کچھ خوش کن معلوم نہ ہوئی مگر جنازہ پڑھے جانے کے بعد وہ لکھتے ہین - کہ پھر مین نے اپنی بیوی کو دیکھا تو وہ تندرست اور صحیح سلامت اور خوش نظر آئی جس پر سیٹھ صاحب کہتے ہین مجھے تعجب ہوا - اور مین نے اس سے دریافت کیا - کہ ہم نے تو تجھے قبر مین دفن کر دیا تھا اس نے کہا - ہان یہہ سچ ہے مگر ایک مرد خدا نے آکر مجھے زندہ کر دیا - اور اب مین زندہ ہون یہہ حضرت امام ہمام علیہ الصلواۃ والسلام کی قبولیت دعا کا نشان ہے ۔ اس لحاظ سے کہ اس مرحومہ کا جنازہ حضرت امام نے پڑھا - اور اس کی دعاؤن سے مرنے سے زندگی پائی اور مغفرت حاصل کی یہہ خبر اسقدر افسوسناک نہیں رہی آخر موت تو ایک ایسی منزل ہے کہ یہان سے سب کو گذرنا ہی ہے - مگر مبارک جو حضرت امام علیہ السلام کی پاک دعاؤن کو لیکر گذرے بہر حال سیٹھ صاحب موصوف کے ساتھہ ہم اظہار ہمدردی کرتے ہین - اور دعا کرتے ہین - کہ اللہ تعالی مرحومہ کے مدارج مین اور بھی ترقی بخشے - آمین -

بٹالہ ضلع گورداسپور سے ایک عزیز اور مخلص دوست کی رحلت کی سوگوار خبر پہونچی - جسکو ہم نہایت درد اور رنج کے ساتھہ شایع کرتے ہین - حافظ عبد الرحمن صاحب سفیر انجمن حمایت الاسلام گوجرانوالہ نے ایک عرصہ کی بیماری کے بعد آخر ہفتہ زیر اشاعت مین اس دار فانی سے کوچ کیا انا للہ و انا الیہ راجعون مرحوم حضرت اقدس کا ایک ثابت قدم اور مخلص مرید تھا اور بہت عرصہ سے اسکو حضرت کے ساتھہ ارادتمندی کا فخر حاصل تھا - مرحوم کی وفات کے ساتھہ میان محمد اکبر مرحوم بٹالوی کا واقعہ پھر تازہ ہو گیا کیونکہ میان محمد اکبر مرحوم کے اخلاص سے اسکا اخلاص کسی صورت سے کم نہ تھا - اگرچہ حافظ صاحب کی موت ان کے یتیم بچون اور بیوہ کی حالت پر لحاظ کرکے تو سخت دردناک ہے مگر اس لحاظ سے کہ وہ مرتے دم تک حضرت اقدس کی تصدیق کرتے رہے اور اسی پر ان کا خاتمہ ہوا - بلکہ یہانتک کہ انہون نے مرتے وقت کہا کہ مجھے مخالفون کے قبرستان مین دفن نہ کیا جاوے اور نہ کوئی مخالف میرا جنازہ پڑھے - چنانچہ منشی نعمت علی صاحب احمدی نے ان کا جنازہ پڑھا - باعث رشک ہے ۔ مبارک وہی ہے جسکا انجام اسی ایمان پر ہو حضرت اقدس نے حافظ صاحب مرحوم کا جنازہ دار الامان مین بھی اپنی جماعت کیساتھہ بروز جمعہ پڑھا - اور دیر تک مغفرت کی دعا کرتے

رہے۔ خدا تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت مین جگہ دے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ آمین

حافظ صاحب کے مرنے سے بٹالہ کی احمدی جماعت کو سخت صدمہ پہونچا ہے بٹالہ مین تین لایق اور قابل قدر دوست تھے جو افسوس ہے یکے بعد دیگرے اس جہان سے رخصت ہوئے ؎ اب صرف میان نعمت علی صاحب اور چند دوستوں کا دم غنیمت ہے خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو۔

حافظ صاحب مرحوم چونکہ چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ گئے ہین۔ حضرت اقدس علیہ الصلواۃ والسلام نے اس موقعہ پر اہم ضرورت کو محسوس فرمایا ہے کہ کیا اچھا ہوتا اگر کوئی فنڈ ہماری جماعت ایسا قایم کرے جس سے ضعفاء اور یتامیٰ کی ضرورت کے وقت دستگیری ہو سکے۔ حقیقت مین یہہ بڑی ضرورت ہے۔ ہماری قوم کو اس طرف توجہ کرنی چاہیے مدرسہ کی منیجنگ کمیٹی نے انتظام کیا ہے کہ حافظ صاحب کے ایک لڑکے کا پورا تکفل کرکے اس کی تعلیم وغیرہ کا انتظام کرے۔

اس موقع پر غالباً انجمن حمایت الاسلام گوجرانوالہ کو توجہ دلانا بے محل نہ ہوگا کہ حافظ صاحب نے اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ انجمن مذکور کی خدمت مین گذرا ہے اور دور دراز سفر کرکے انجمن کے لئے چندہ جمع کیا ہے اب جب کہ حافظ صاحب کے بچے یتیم رہ گئے ہین۔ اور ان مین ابھی تک ایک بھی ایسا نہین ہے۔ جو ان کے کنبہ کی خبر گیری کر سکے۔

کیا یہہ ضروری نہین۔ کہ انجمن مذکور مرحوم کی بیوہ اور بچون کے ساتھہ سلوک کرے۔

۱۶ ستمبر ۱۹۰۱ء کو مدرسہ تعلیم الاسلام ایک مہینے کی موسمی تعطیلون کے بعد کھل گیا ہے

اِنّی مُہِینٌ مَن اَرَادَ اِہَانَتَکَ کا نیا نظارہ

غالباً ہمارے ناظرین قاضی فضل احمد کورٹ انسپکٹر پولیس کے نام سے واقف ہون گے یہہ وہی شخص ہے جس نے حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کی شان مین خطرناک گستاخیان کی ہین اور اپنی دریدہ دہنی سے حضور علیہ الصلواۃ والسلام کے خلاف ایک ایسی کتاب شایع کی تہی جس پر اگر گورنمنٹ توجہ کرے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کے مضامین گورنمنٹ کے مقاصد کے کسقدر خلاف ہین اس کتاب مین حضرت اقدس کی توہین اور ہتک کے لئے اس ناعاقبت اندیش نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا حضرت اقدس اور آپ کے متبعین کو حق پہونچتا تہا کہ وہ قانونی چارہ جوئی کرکے اس شخص کو اس کی بیباکیون اور دریدہ دہنیون کا مزا چکھاتے اور ایسا ہی قاضی فضل احمد کی تہے چاٹنے والے الہی بخش لاہوری عصائے موسیٰ کے مصنف کو بھی دکہا دیتے کہ ایک مسلم معزز خاندان اور گورنمنٹ انگلشیہ کے وفادار اور قربان پذیر خاندان کی توہین کرنے کا نتیجہ یہہ ہوتا ہے۔ مگر رحمۃ للعالمین دنیوی عدالتون کا دروازہ کھٹکھٹانا نہین چاہتا اس لئے اس نے ان لغویات کی کبھی پرواہ نہین کی ورنہ ابتک بہت سے دریدہ دہن اپنے کئے کی سزا پا چکتے ؎ اسی لحاظ سے قاضی فضل احمد کی گالیون اور بدزبانیون کی بھی چندان پرواہ نہ کی گئی اور ان کو منتقم حقیقی ہی کے سپرد کیا گیا آخر خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق جو اس نے اپنے صادق امام ہمام علیہ الصلواۃ والسلام سے مندرجہ عنوان الفاظ مین کیا تہا۔ اس شخص کو اس کی بدزبانیون کی پاداشت مین سزا دیدی چنانچہ قاضی فضل احمد کورٹ انسپکٹر کو ایک مقدمہ جس کی جا مین ایک

یوم قید اور ایک سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی گئی۔ عدالت مجوز کی کارروائی انصاف اور عدل پر مبنی ہے۔ پہلے اس کے لئے یہ حکم صادر ہو چکا ہے کہ اس کی ترقی بند اور اس کا ایک درجہ گرایا جاوے بہر حال یہہ خدا تعالیٰ کی ایک عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوئی ہے اور اس قابل نہین کہ اس کو سرسری نگاہ سے دیکھیں بلکہ یہہ ازدیاد ایمان کا موجب ہے۔ کاش مخالف سمجھین اور غور کرین ؎

دیکھیں محکمہ پولیس کی ہائی اتہارٹیز اس کے متعلق کیا حکم صادر کرتی ہین۔

سید مہر علیشاہ صاحب کے ملہم کے واقعات

سید امیر علیشاہ صاحب ملہم جن کی طرف سے عنقریب ایک اعلان شایع ہونے والا ہے اور پہلے بھی ان کی طرف سے ایک دو اشتہار شایع ہو چکے ہین ایک بزرگ معمر خاندان نبوت مین سے ہین۔ جو پہلے شیعہ تھے اور مختلف قسم کی چلہ کشیون اور وظائف اوراد مین مشغول رہتے تھے حضرت اقدس علیہ الصلواۃ والسلام کے ہاتھہ پر بیعت توبہ کے بعد ان کی حالت یہان تک پہونچی ہے کہ ہر روز بلا ناغہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری انکو ہوتی ہے اور بڑے بڑے مکاشفات اور الہامات بھی ہوتے ہین حضرت اقدس علیہ الصلواۃ والسلام کا منشاء ہے کہ یہہ واقعات اگر معذون طریق پر چھپ جائیں۔ تو سعید اور رشید لوگون کو یقیناً اس سے فائدہ پہونچے گا۔ اور حضور نے یہ منشاء ظاہر فرمایا تہا۔ کہ خاکسار ایڈیٹر الحکم انکو چھاپ دے۔ اس لئے مین احباب کو متوجہ کرتا ہون کہ وہ خریداری کی درخواستین درج رجسٹر ہونے کے لئے بھیجدین۔ کہ ان کے اندازہ پر اس

دلچسپ مختلف واقعات

مکھیوں کی محنت } شہد کی مکھیاں ایک پونڈ شہد تیار کرنے کے واسطے بتیس لاکھ سے زیادہ پھولوں سے رس چوستی ہیں۔

کل کے پرزے } ہر ایک لوکوموٹو میں پانچ ہزار چار سو مختلف پرزے ہوتے ہیں۔

سنہری عقاب } سنہری رنگ کا عقاب بہت بڑا مضبوط ہوتا ہے یہہ نہایت آسانی سے اسی پونڈ وزن اٹھا کر لیجا سکتا ہے۔

سڈول ہونیکی علامت } انسان کے ہر ایک عضو کے درست اور موزون ہونے کی یہہ بڑی علامت ہے کہ اس کا وزن بحساب فی فٹ قامت کے اٹھائیس پونڈ ہو

گرم ترین چشمے } یورپ میں سب سے گرم چشمے ٹیرد واقعہ اٹلی کے تغسلنی نے ہین۔ جنکا پانی ایکسو بیاسی ڈگری تک ختم ہوتا ہے۔

ٹمپرنس سوسائٹیاں } برٹش جزائر میں اٹھائیس ہزار آٹھ سو چورانوے ٹمپرنس سوسائٹیاں ہین جن کے چھتیس ہزار لوجوان ممبر ہین

ہیروں کے ترازو } بعض ہیرے وزن کرنے والے ترازو اسقدر درست اور ٹھیک ہوتے ہین کہ خاک کے ایک ذرّہ کا وزن بہی فوراً معلوم ہو جاتا ہے

تمباکو کا بڑا کارخانہ } دنیا میں تمباکو کا سب سے بڑا کارخانہ گورنمنٹ فرانس کا ملک لیلی مین واقع ہے۔ جہاں سے پچاس ہزار ٹن سالانہ تمباکو تیار ہوکر باہر بہیجا جاتا ہے۔

علم کیقدر } ڈنمارک مین انتظام تعلیم اس حد تک ہر دل عزیز اور پسندیدہ ہے کہ تمام سلطنت مین ایک بہی خاندان ناخواندہ نہیں ہے

مقیاس موسم } ولایت کا ایک چھوٹا پھول موسومہ میریگولڈ موسم کی نسبت ٹھیک پیشینگوئی کرتا ہے۔ اگر مطلع صاف و شفاف رہتا ہو تو یہہ پھول پانچ چھہ بجے صبح کے کھل جاتا ہے اور اگر موسم مرطوب ہوتا ہو تو یہہ بالکل نہیں کھلتا۔

عکسی انجیل } قرآن شریف کی طرح روس مین لوگون نے انجیل کی بہت ہی باریک جلد گھڑیوں کے ساتھ لاکٹ کی طرح استعمال کرنی شروع کردی ہین۔ یہہ ایک انچ لمبی پونا انچ چوڑی اور ۳/۸ انچ موٹی ہوتی ہین اور اس حجم مین نوشتوں کی پہلی پانچ کتب شامل ہوتی ہین۔ ان کی زبان ایرانی ہے اور ایک شیشہ کی مدد سے پڑہی جاسکتی ہے۔

فیشنوں کا موجد } دنیا میں شہر پیرس لیا کے فیشنوں کا موجد شمار کیا جاتا ہے جہاں شہر کے پوشاک تیار کرنے والے کارخانون مین پچہتر ہزار آدمی کام کرتے ہین۔ اگر اس تعداد مین وہ لوگ بھی شامل کئے جائیں جو نئے نمونے تجویز کرتے ہین۔ اور پوشاک تیار کرنے والوں کے واسطے سامان بہم پہنچاتے ہین نوعورتوں کی خوبصورتی کو زینت دینے والوں کی تعداد چودہ لاکھ اشخاص تک پہنچتی ہے۔

دستخطوں کا نمونہ } صوبجات متحدہ امریکہ پریسیڈنٹ مسٹر مکنلی صاحب اپنے دستخطوں کے نمونے بہم پہنچانے کے اسقدر شایق ہین کہ بسا اوقات ایک ایک وقت مین پچاس پچاس کارڈوں پر اپنا دستخط کر جاتے ہین۔ جو انکے دستخطوں کے نمونہ کے واسطے درخواستوں کے جواب مین بہیجے جایا کرتے ہین۔

نئی دریافت } ایک مشہور ڈاکٹر کی رائے ہے کہ بچوں کو ابتدا سے سخت بستر پر سونے کی عادت ڈالنی چاہیے۔ کیونکہ سخت بستر پر نہایت ہی تروتازہ کرنے والی نیند پڑتی ہے۔ نرم بستر پر ہمیشہ انسان کو ناتوان کرتے ہین۔

کنیری پرندہ کی خوراک } جو لوگ بہت نفیس اور زیادہ خوراک کہاتے ہیں۔ انکی اشتہا کو بعض دفعہ کنیری پرندہ سے مشابہت دیتے ہین۔ تاہم ایک محقق سائنس دان نے اس امر کی تحقیق کے واسطے ایک پرندے کا وزن دو سو ستاییس گرین یا نصف اونس سے کچھہ اوپر وزن کیا تہا اور پہر اس پرندہ کی خوراک کو برابر وزن کرتا رہا اور اخیر مین اس کو معلوم ہوا۔ کہ یہ پرندہ ہر ماہ مین اپنے بوجہہ سے بتیس گونہ زیادہ کہاتا ہے یا یوں کہو کہ اسکی یومیہ خوراک اسکے وزن سے زیادہ ہے

بہت بڑا تالاب آبرسانی } آب رسانی لنڈن کے واسطے سٹیشن واقعہ مڈلسکس مین ایک بہت بڑا تالاب تیار ہو رہا ہے اور غالباً دو سال مین مکمل ہو جائیگا ان تالابوں کا قطر قریباً ساڑہے چار میل ہے جسمیں قریباً تینتیس ارب گیلن پانی جمع رہیگا اور ضلع کے جس حصہ کے واسطے تیار کئے گئے ہین۔ اس کے لئے ایک سو یوم کا ذخیرہ جمع رہیگا۔ یہ تالاب دریائے ٹیمز کی طغیانی سے بہرے جائینگے۔

سادہ مزاج بادشاہ } شاہ بلجیم یورپ کے تمام بادشاہوں مین سادہ مزاج کے حکمران ہین ان کا ہر ایک ذوق و شوق نہایت ہی سادہ ہے بہترین سگاروں کی نسبت معمولی پائپ کو پسند کرتے ہیں۔ ہر روز علی الصباح ناشتہ کے بعد ایک بہدا سا پائپ ان کے پیش کیا جاتا ہے جس میں معمولی قسم کا انگریزی تمباکو موسومہ برڈز آئی بہرا جاتا ہے۔ اور تعجب ہے کہ اس ملک مین کوئی تاج نہیں ہے۔ لہذا وہاں رسم تاج پوشی ادا نہیں کیجاتی اور شہنشاہ موصوف کانسٹیٹیوشن کی حفاظت کے واسطے حلف اٹھایا کرتا ہے۔

اچھا ہوا } ایک بدمعاش نے جادو کے بکس کا اشتہار دیا۔ اور لکھا کہ اس مین جسقدر دانہ ڈالین اندر سے ہی چڑیا پیدا ہوکر چگ جاتی ہین۔ اگر جھوٹ ہو تو ایک سو روپیہ خرچانہ ادا کیا جائے۔ ابلہ لوگ اس دام تذویر مین پہنس گئے۔ مگر جب صندوق کو کہولتے تھے تو اسمین سے ایک چٹ برآمد ہوتی تہی جس پر لکھا ہوتا تہا۔ کہ اس کے اندر ایک زندہ چڑیا ڈال دو۔ اور پہر دیکھو کہ کس طرح ہمارا دعوے پورا ہوتا ہے ایک داناچلے نے جھٹ نالش عدالت مین داغ دی۔ جہاں سے ملزم کو صاحب مجسٹریٹ کے اجلاس سے دو سو روپیہ جرمانہ ہوا۔ اور صاحب جج نے دوران تحقیقات مین فرمایا کہ ان دنوں دہوکہا باز اشتہاروں کی بدولت لوگ بہت کچھہ نقصان برداشت کر رہے ہین مگر عدالت میں جانے کی تکلیف نہیں اٹھاتے

تفسیر القرآن

کا

پہلا پارہ قیمت عہ علاوہ محصول ہر دفتر الحکم یا حکیم فضل الدین مہتمم دفتر حضرت اقدس سے طلب کرو۔

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی کے اہتمام سے چھپا

رجسٹرڈ ایل ۸۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

قیمت پیشگی عوام سے سالانہ ۴ خواص اور معاونین سے ۶ ہندوستان سے باہر ۷

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۹ھ

چہ گویم بالو گر آئی بدار قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۳۵ | دار الامن و الامان قادیان ۲۴ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات
حضرت امام آخر الزمان علیہ الرحمن

۱۲ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء

اسلام کی موجودہ حالت خود بتا رہی ہے
کہ خدا تعالے کوئی سلسلہ ایسا قائم کرے
جو اسکو ان مشکلات سے نجات دے
زیرک اور دانشمند انسان کے لیے کیا یہ کافی
نہیں ہے کہ جب زمین پر طیاری ہے تو
آسمان پر کوئی طیاری نہ ہوگی ؟ کیا
مخالفوں نے اسلام کے نیست و نابود کرنے
میں کوئی کمی چھوڑی ہے ۔ پادریوں کی
طرف دیکھو کہ انھوں نے کسقدر زور لگایا
ہے ان لوگوں کے ارادے ہیں اور
ان کے نزدیک وہ امن جسکو یہ امن قرار
دیتے ہیں اسوقت قائم ہو سکتا ہے
کہ اسلام کا استیصال ہو جاوے جو شخص
قرآن شریف کو اللہ تعالی کی طرف سے
سمجھتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو خدا تعالے کا سچا نبی مانتا ہے اسے سمجھنا
چاہیے کہ خدا تعالی نے جو یہ وعدہ کیا تھا کہ
انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحفظون
کیا وہ اسوقت ان بیجا حملوں کے دفاع اور
فرو کرنے کے لیے اس صدی کے سر پر
اپنی سنت قدیمہ کے موافق کوئی آسمانی
سلسلہ قائم نہ کرتا ؟ ؟ ؟ اور پھر قرآن
شریف میں جبکہ یہ صاف فرما دیا ہے کہ
ان مع العسر یسرا تو کیا ضروری نہ تھا
کہ ان تنگیوں کی جنمیں آج اسلام مبتلا ہے
انتہا ہوتی ؟ اور یسر کی حالت پیدا ہوتی ؟؟
بے شک ضرور تھا چنانچہ اس نے ایسا
ہی کیا ۔ ایسی باتیں ہیں کہ انپر غور کرنے سے
ضروری طور پر سمجھ میں آتا ہے کہ اس
مصیبت اور تنگی کے وقت ضرور آسمان پر
ایک سامان ہو چکا ہے ۔ اور طیاری ہو رہی
ہے اور وہ وقت قریب ہے کہ اسلام
اپنی اصلی حالت اور صورت میں نمایاں ہو
اور ملل ہالکہ تباہ ہو جائیں ۔ خدا تعالے
کی سنت قدیم میں سے یہ امر بھی ہے کہ وہ
ظاہر نہیں فرماتا جب تک اسکا وقت نہ

آجائے مگر اسوقت ہم دیکھتے ہیں کہ تخم ریزی
ہو رہی ہے ۔ اندرونی مصائب کو ہی دیکھو
کہ وہ کیا رنگ لا رہے ہیں مسلمانوں میں
وحدت نہیں رہی جو کامیابی کا اصل
الاصول ہے خوارج ۔ شیعہ الگ ہیں
حنبلی ۔ شافعی ۔ مالکی ۔ حنفی الگ ہیں
صوفیوں اور مشائخ میں الگ الگ تفرقہ
شروع ہے ۔ جیسا کہ چشتی ۔ نقشبندی
سہروردی ۔ قادری وغیرہ فرقوں سے
معلوم ہوتا ہے ۔ ہر ایک ان فرقہ والوں
میں سے بجائے خود یہ خیال کرتا ہے اور
کرتا ہوگا کہ اب ہی کا فرقہ کامیاب ہو جائیگا
اور باقی سب کا نام و نشان مٹ جائے گا
حنفی کہتے ہوں گے کہ سب حنفی ہی ہو جاوینگے
رافضیوں کے نزدیک ابھی رفض ہی کا
زمانہ ہوگا ۔ وجودی کہتے ہوں گے کہ سب
وجودی ہی ہو جائیں گے ۔ اصل میں یہ سب
جھوٹے ہیں کیونکہ یہ باتیں خدا تعالی سے
استخراج کرکے تو نہیں کی جاتی ہیں بلکہ اپنے
ذاتی اور سطحی خیالات ہیں ۔ کوئی شخص خدا
تعالی کے ارادہ تک نہیں پہونچا ۔ خدا تعالے

خدا کے ارادے وہی ہیں جو قرآن شریف سے ثابت ہیں جو ظلم اسوقت کتاب اللہ پر اندرونی یا بیرونی طور پر کیا گیا ہے جو **فرقہ** اس ظلم کا انتقام لینے والا اور کتاب اللہ کے جلال اور عظمت کو ظاہر کرنیوالا ہوگا وہی خدا سے تائید پائے گا اور اُسی کی کامیابی خدا کے حضور سے مقدر ہے جو اس ظلم کی اصلاح کرے گا۔ خواہ اس فرقہ کا کوئی نام ہو۔ اگر وہ فرقہ دین کے لئے غیرت رکھتا اور کتاب اللہ کی عزت کے لئے اپنے ننگ و نام کو کھوتا ہے تو اسوقت اسے لذت اور بصیرت کے ساتھ خود بخود روشن ہو جائے گا کہ یہی خدا تعالیٰ سے مدد یافتہ ہے جو کچھ اس زمانہ میں پھیلا ہوا ہے اس کی بابت کچھ نہ پوچھیے بہت سے چور اور ڈاکو ملکر نقب زنی کر رہے ہیں اور ایک خطرناک سازش اسلام اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور کتاب اللہ کی خلاف کی جاتی ہے مگر یہاں کچھ فکر ہی نہیں اندرونی مفاسد نے مخالفوں کو موقعہ دیدیا ہے کہ وہ متاع اسلام کے لوٹ لینے میں دلیر ہو جائیں۔ میری رائے میں اندرونی مفاسد میں سے بہت کچھ حصہ تو **علما** کے باعث سے پیدا ہوا ہے اور کچھ حصہ اُن لوگوں کی غلطیوں کا ہے جو اپنے آپ کو موحد کہلاتے ہیں اور انھوں نے نری خشک لفاظی کا نام اسلام رکھ چھوڑا ہے اور ذرا بھی آگے نہیں بڑھتے انھوں نے فیصلہ کر رکھا ہے جیسا عیسائیوں یا اور باطل پرستوں نے مان رکھا ہے کہ خدا کی طاقتیں پیچھے رہ گئی ہیں اور آگے نہیں ہیں گویا جو کچھ ان کے ہاتھ میں ہے وہ نرے قصے اور کہانیاں ہی ہیں جن میں حقیقت کی روح اور زندگی کا کوئی نشان باقی نہیں ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ انھوں نے اسلام کا یہ مغز اور خلاصہ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے کہ صرف قصوں کی پیروی کرو اور کچھ نہیں۔ جسقدر یہ ظلم اسلام پر کیا گیا ہے کسی کی نظیر اپنے رنگ میں بہت ہی کم ملے گی کیونکہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب تھا اور ہے جو ہر زمانہ میں **زندہ مذہب** کہلا سکتا ہے۔ کیونکہ اس کے نشانات مردہ مذاہب کی طرح پیچھے نہیں رہ گئے

بلکہ اس کے ساتھ ہر وقت رہتے ہیں۔ مگر ان خشک موحدوں نے اسکو بھی مردہ مذاہب کے ساتھ ملانے کی کوشش کی جبکہ اس کے انوار و برکات کو ایک وقت خاص تک محدود کر دیا۔ ابتدا میں جب اس فرقہ نے سر نکالا تو بعض طبیعت رسا والے بھی ان کے پاس آتے تھے مگر یہ کسی کو خیال پیدا نہ ہوا کہ ان کا تھیلا تو پرتال کرکے دیکھیے کہ ان کے پاس ہے کیا؟ جب خوب غور اور فکر سے انکی پڑتال کی گئی۔ تو آخر یہی نکلا۔ کہ ان کے پاس بجز رفع یدین یا آمین بالجہر یا سینہ پر ہاتھ باندھنے کے اور ایسی ہی چند جزئی باتوں کے اور کچھ نہیں اور وہ اسی پر زور دیتے رہے کہ مثلاً امام کے پیچھے فاتحہ ضرور پڑھنی چاہیے قطع نظر اس کے کہ اس کے معانی پر اطلاع ہو یا نہ ہو۔ محمد حسین قریباً بیس برس تک اپنے رسائل میں انھیں مسائل پر زور دیتا رہا لیکن آخر ماحصل یہی نکلا کہ اس پرگوئی میں کوئی روحانیت نہیں ہے۔

میری رائے میں **آئمہ اربعہ** ایک برکت کا نشان تھے اور ان میں روحانیت تھی۔ کیونکہ روحانیت تقویٰ سے شروع ہوتی ہے اور وہ لوگ درحقیقت متقی تھے اور خدا سے ڈرتے تھے اور ان کے دل کلاب الدنیا سے مناسبت نہ رکھتے تھے

یاد رکھو یہ تقویٰ بڑی چیز ہے خوارق کا صدور بھی تقویٰ ہی سے ہوتا ہے اور اگر خوارق نہ بھی ہوں پھر بھی تقویٰ سے عظمت ملتی ہے تقویٰ ایک ایسی دولت ہے کہ اس کے حاصل ہونے سے انسان خدا تعالیٰ کی محبت میں فنا ہو کر نقش وجود مٹا سکتا ہے کمال تقویٰ کا یہی ہے کہ اس کا اپنا وجود

ہی نہ رہے۔ اور صیقل زدم آنقدر کہ آئینہ نماند کا مصداق ہو جاوے اصل میں یہی توحید اور یہی وحدت وجود تھی جس میں لوگوں نے غلطیاں کھا کر کچھ کا کچھ بنا لیا ہے۔ یہ کیا دین اور تقویٰ ہے کہ ایک ضعیف انسان اور بیچارہ بندہ ہو کر خدائی کا دعویٰ کرے اس سے بڑھ کر کیا گستاخی اور شوخی ہو سکتی ہے کہ انسان خدا بنے اور خدا کے بھید اور اسرار کا جاننے کا مدعی ٹھیرے وجودیوں کی مثال ایسی ہے جیسے ڈاکٹر انسان کی تشریح کرتا ہے اور اس کے دل و گردہ و جگر کے بھید معلوم کرتا ہے اسی طرح ہر وجودی نے خدا کا بھید معلوم کرنے کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ نری غلطی اور گستاخی ہے یہ لوگ اگر خدا تعالیٰ کی عظمت و جبروت سے ڈرنے والے ہوتے اور ان کے دل میں خدا کا خوف ہوتا تو اُن کے لیے صرف

لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ ہی کافی تھا۔ اور **لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ** ہی بس تھا مگر جو شخص خدا کے وجود میں آگے سے آگے ہی چلا جاوے تو جیا اس کا نام نہیں ہے۔ وجودی مذہب والوں نے کیا بنایا*؟ انھوں نے کیا معلوم کیا جو ہم کو معلوم نہ تھا؟ بنی نوع کو انھوں نے کیا فائدہ پہونچایا؟ ان ساری باتوں کا جواب نفی میں دینا پڑے گا۔

* **نوٹ** بناتے تو کیا خاک اُلٹے خرابی میں پڑ گئے کیا اچھا ہوتا کہ اگر یہ وجودی بجائے وحدۃ وجود کے کثرت وجود کا عقیدہ رکھتے اور خدا بننے کی کوشش نہ کرتے بلکہ مسیح بننے کی کوشش کرتے تاکہ یہ شرک عظیم جو دنیا میں پھیل رہا ہے کچھ تو گھٹتا اور یہ کروڑہا لوگ جو رات دن ربنا المسیح پکارتے ہیں کبھی تو آنکھ کھلتی کہ دنیا میں کتنے مسیح ہو چکے اور ہیں اور ہوں گے اور قرآن کریم نے تو صلیب عظیم کے توڑنے کے لیے مسیح ابن مریم کا دروازہ کھولدیا ہے چنانچہ سورہ تحریم کی آخر کی آیات بوضاحت تمام کہہ رہی ہیں کہ پہلے زمانہ میں ایک ہی مسیح تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اگر کوئی ضد اور ہٹ سے کام نہ لے تو ذرا بتائے تو سہی کہ خدا تو محبت اور اطاعت کی راہ بتاتا ہے چنانچہ خود قرآن شریف میں اس نے فرمایا ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ اور وَاذْکُرُوا اللّٰهَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ۔ پھر کیا دنیا میں کبھی یہ بھی ہوا ہے کہ بیٹا باپ کی محبت میں فنا ہو کر خود باپ بن جاوے باپ کی محبت میں فنا تو ہو سکتا ہے مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ باپ ہی ہو جاوے۔ یہ یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ فنا نظری ایک ایسی شے ہے جو محبت سے ضرور پیدا ہوتی ہے لیکن ایسی فنا جو در حقیقت بہانہ فنا کا ہو اور ایک جدید وجود کے پیدا کرنے کا باعث بنے کہ میں ہی ہوں یہ ٹھیک نہیں ہے۔

جن لوگوں میں تقویٰ اور ادب ہے اور جنہوں نے لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ پر قدم مارا ہے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ وجودی نے جو قدم مارا ہے وہ جادہ ادب سے بڑھ کر ہے بیسیوں کتابیں ان لوگوں نے لکھی ہیں مگر ہم پوچھتے ہیں کہ کیا کوئی وجودی اس بات کا جواب دے سکتا ہے کہ **واقعی وجودی میں خدا ہے** یا تصور ہے؟ اگر خدا ہی ہے تو کیا یہ ضعف اور یہ کمزوریاں جو انسان کے دامنگیر حال رہتی ہیں یہ خدا تعالیٰ کی صفات ہیں ذرا بچہ یا بیوی بیمار ہو جاوے تو کچھ نہیں بنتا اور سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کیا جاوے؟ مگر خدا تعالیٰ چاہے تو شفا دے سکتا ہے۔ حالانکہ وجودی کے اختیار میں یہ امر نہیں ہے بعض وقت مالی ضعف اور افلاس ستاتا ہے بعض وقت گناہ اور فسق و فجور بے ذوقی اور بے شوقی کا موجب ہو جاتا ہے تو کیا خدا تعالیٰ کے شامل حال بھی یہ امور ہوتے ہیں؟ اگر خدا ہے تو پھر آپ کے سارے کام کن فیکون سے ہونے چاہئیں حالانکہ یہ قدم قدم پر عاجز اور محتاج ٹھوکر بن کھاتا ہے اور وجودی کی حالت پر کہ

خدا بھی بنا پھر اس سے کچھ نہ ہوا

پھر عجیب تر یہ ہے کہ یہ خدائی اسکو دوزخ سے نہیں بچا سکتی کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ۔

پس جب کوئی گناہ کیا تو اس کا خمیازہ بھگتنے کے لیے جہنم میں جانا پڑا اور ساری خدائی باطل ہو گئی وجودی بھی اس بات کے قائل ہیں کہ فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّةِ وَ فَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ۔ جبکہ وہاں بھی انسانیت کے مجسمے بنے رہے تو پھر ایسی فضول بات کی حاجت ہی کیا ہے جس کا کوئی نتیجہ اور اثر ظاہر نہ ہوا؟

غرض یہ لوگ بڑے بیباک اور دلیر ہوتے ہیں اور چونکہ اس فرقہ کا نتیجہ اباحت اور بے قیدی ہے اس لیے یہ فرقہ بڑھتا جاتا ہے۔ لاہور جالندھر اور ہوشیارپور اضلاع میں اس فرقہ نے اپنا زہر بہت پھیلایا ہے۔ غور کر کے اس کے نتائج پر نظر کرو بجز اباحت کے اور کچھ معلوم نہیں دیتا یہ لوگ صوم و صلوٰۃ کے پابند نہیں اور ہو بھی نہیں سکتے کیونکہ خدا سے ڈرنا جس پر نجات کا مدار اور اعمال کا انحصار ہے وہ ان میں نہیں ہے بعض بالکل دہریوں کے رنگ میں ہیں۔

غرض میں سچ کہتا ہوں کہ یہ فتنہ بھی منجملہ ان فتنوں کے جو اسوقت پھیلے ہوئے ہیں ایک سخت فتنہ ہے جس نے فسق و فجور کا دریا چلا دیا ہے اور اباحت اور دہریت کے دروازوں کو کھول دیا ہے۔ اگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اسوقت زندہ ہوتے تو وہ ان کو دیکھکر حیران ہوتے کہ یہ اسلام کہاں سے آیا۔ انسان کو کسی حالت میں مناسب نہیں ہے کہ وہ انسانیت کی حدود کو توڑ کر آگے نکل جاوے۔

کیا سچ کہا ہے

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

غرض یہ فرقہ دق کی طرح ہے ایک شخص اللہ آباد میں تھا اس نے مجھ سے خط و کتابت کی ایک دو مرتبہ کے خطوط کی آمد و رفت کے بعد وہ گالیوں اور بدزبانیوں پر اتر آیا۔ ان لوگوں میں تزکیہ نفس تو بڑی بات ہے عام اخلاقی حالت بھی اچھی نہیں ہوتی۔

اصل یہ ہے کہ اخلاق فاضلہ اور تزکیہ نفس کا مدار ہے تقویٰ اور خدا کا خوف جو بدقسمتی سے ان لوگوں میں نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ تو خود خدا بنے ہوئے ہوتے ہیں پس جب وہ انسانیت چھوڑ کر خدا بن گئے اور یہ ایک ثابت شدہ بات ہے کہ وہ خدا تو بن سکتے ہی نہیں پھر باقی یہی رہا کہ انسانیت چھوڑ کر شیطان بن گئے۔ اس لیے وہ بہت جلد بر انگیختہ ہو جاتے ہیں اور جہانتک ان لوگوں کے حالات کی تحقیق کرو گے انہیں اسلام کی پابندی ہرگز نہ نکلے گی۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ ان میں صوم و صلوٰۃ کی پابندی نہیں ہوتی اس لیے کہ خشیت الٰہی نہیں ہوتی اور ہیبت اٹھ جاتی ہے آخرکار دہریوں کے ساتھ نشست و برخاست شروع کرتے ہیں اور حدود اللہ کو توڑ کر بے قید ہو جاتے ہیں غرض یہ بڑا ہی خطرناک زہر ہے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت بایزید بسطامی یا خواجہ جنید بغدادی یا سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے کلمات میں ایسے الفاظ پائے جاتے ہیں جنسے جاہل یا تو ان کو کفر کی طرف منسوب کرتا ہے یا ان کے اقوال کو فرقہ ضالہ وحدۃ وجود کے لیے حجت پکڑتا ہے جیسے سبحانی ما اعظم شانی اور انا الحق جبتی یہ ان کی غلط فہمی ہے جو وہ ان کے اقوال سے حجت پکڑتے ہیں اول تو یہ صحیح طور پر معلوم نہیں کہ ان کے منہ سے ایسے الفاظ نکلے بھی ہیں یا نہیں لیکن اگر ہم مان بھی لیں کہ واقعی انہوں نے ایسے الفاظ بیان فرمائے ہیں تو ایسے کلمات کا چشمہ عشق اور محبت ہے مثلاً ایک عاشق جوش محبت اور محویت عشق میں یہ کہہ سکتا ہے کہ

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

باقی آئندہ ان شاء اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

سچی گواہی کا ایک نمونہ اور علماء دیانت شعار سے استفسار

یہ بات کسی پر مخفی نہیں کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ظل رحمانی کے دعوے مسیح موعود کی نسبت ان دنوں میں دو گروہ ہو رہے ہیں۔

(۱) ایک تو وہ گروہ ہے جنھوں نے سنت اللہ کے موافق آپ کے دعوے کی نسبت نبوت دیکھکر اور کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی شہادت پاکر اور آسمانی نشانوں اور ربانی تائیدوں کو بکثرت مشاہدہ کرکے اور صدی کا سر دیکھکر اور مفاسد عظیمہ موجودہ زمانہ حال کے مقابل ایسے ایک بزرگ مصلح کی ضرورت محسوس کرکے اور سچے مومنوں کی طرح تقوی سے کام لیکر حضرت ممدوح کے دعوے کو تسلیم کرلیا ہے۔

(۲) دوسرا وہ گروہ ہے جو بخل اور تعصب اور جہالت نے اس نعمت کے قبول کرنے سے ان کو محروم رکھا ہے جس حالت میں اسقدر چمکتے ہوئے ثبوتوں سے انھیں انکار ہے تو اب درحقیقت ان کے آگے کوئی اور دلیل پیش کرنا بے فائدہ ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ دعوی تقوی اور خدا ترسی کے نسبت جسقدر ان کے پوشیدہ حالات تھے آج سب کھل گئے اور اب دوبارہ ان کو کوئی بات یاد دلانا درحقیقت اپنے وقت کو ضائع کرنا ہے مگر پھر بھی ایک طاقت ہمدردی بنی نوع جو فطرۃ انسان میں ودیعت ہے وہ نہیں چھوڑتی اور ہر ایک موقعہ پر جو کوئی بات ثابت ہوتی ہے وہ پیش کرنی پڑتی ہے خواہ کوئی قبول کرے یا نہ کرے سو اس خیال سے آج میں پھر ایک ایسی سرگزشت بطور شہادت پیش کرتا ہوں جو ایک خدا ترس کے لیے قابل غور ہے اور وہ یہ ہے کہ مجھے خداتعالی کی طرف سے محض فضل اور موہبت کے طور سے یہ انعام ملا ہوا ہے کہ میں ہر روز بلاناغہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عالم رویا میں زیارت کرتا ہوں اور آج کی تاریخ تک جو ۱۸ ستمبر ۱۹۰۱ء ہے **۶۳۷** چھ سو سینتیس مرتبہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو چکی ہے جس کا میں نے کتاب کے طور پر ایک روزنامچہ بنایا ہوا ہے۔ ان تمام رویاء صالحہ میں جنکی کئی سو مرتبہ تک نوبت پہونچ گئی ہے بار بار بلکہ صدہا بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یقین دلایا ہے کہ مرزا غلام احمد حقیقت میں مسیح موعود ہے اور یہ وہی موعود ہے جن کی آخر زمانہ میں آنے کی بشارت دی گئی تھی جو شخص انکو چھوڑتا ہے وہ سچائی کو چھوڑتا ہے اور ان کے انکار کرنے والوں کا انجام انھیں لوگوں کے انجام کی مانند ہے جنھوں نے خدا کے مرسلوں اور نبیوں کا انکار کیا ہے۔ اس رویا کے سلسلہ کے ساتھ مجھے الہام بھی ہوتے ہیں جن کی ہزارہا تک نوبت پہونچی ہے۔ اگر یہ دو چار دفعہ کی بات ہوتی تو مخالف علماء کو اس بات کے کہنے کی گنجایش تھی کہ ان کے عقیدہ کے موافق رویا اور الہام ظنی ہے کیونکہ ایک دفعہ یا دو دفعہ یا تین دفعہ کی بات میں غلطی کا امکان ہے لیکن چونکہ صدہا دفعہ تک نوبت پہونچ چکی ہے اس لیے اس کو ایک ایسا تواتر حاصل ہوگیا ہے جس سے انکار کرنا تقوی سے بعید ہے دنیا کے سلسلہ کا تمام مدار نیک ظنی پر ہے اور مومن کی نسبت نیک ظنی کرنا ایک خاص حکم ہے اور اس موقعہ پر جو شخص خاندان نبوت میں سے ہو وہ اور بھی حق رکھتا ہے جو اس کی نسبت نیک ظنی کی جائے کیونکہ طینت پاک کے خمیر میں سے ہے اور پاک خون کی آمیزش اپنے اندر رکھتا ہے اور پھر جو شخص ایسے واقعات کو حلفاً بیان کرے وہ اور بھی اس لائق ہو جاتا ہے کہ اس کے بیان کو عزت اور اعتبار سے دیکھا جائے سو صاحبو میں مسلمان ہوں اور پھر قوم کا سید اور خاندان نبوت میں سے ہوں اور بایں ہمہ خداتعالے کے سامنے کھڑا ہو کر حلفاً بیان کرتا ہوں کہ میں نے صدہا مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رویا میں دیکھا ہے اور آنجناب نے بار بار بلکہ سینکڑوں دفعہ مجھکو مخاطب کرکے فرمایا کہ مرزا غلام احمد قادیانی جو یہ دعوی کرتا ہے کہ مسیح موعود ہوں اس دعوی میں وہ سچا ہے اور وہ درحقیقت خداتعالے کی طرف سے ہے اور اس کے منکر بڑی غلطی کر رہے ہیں اور محل مواخذہ میں ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ تمام سعادت ان کے قبول کرنے میں ہے اور تمام شقاوت ان کے رد کرنے میں ہے۔ اب صاحبو بتلاؤ کہ ان متواتر شہادتوں کو میں کیونکر قبول نہ کروں اور کونسی حجت شرعی ہے کہ ان کے قبول کرنے سے مجھکو روک سکے۔ میں یہ بھی حلفاً کہتا ہوں کہ اس تواتر نے اور صدہا مرتبہ کی رویت نے میرے پر یہ امر یقینی کردیا ہے اور اب یہ میرے لیے بدیہی ہے جیسا کہ آفتاب۔ اب یہ او باشانہ طرز ہوگا نہ تقوی کا کہ کوئی شخص اسقدر تواتر کا انکار کرے اور اسکو ان واقعات ظنیہ کا ہم وزن سمجھ لے جن کی نسبت ایک دفعہ کوئی خواب یا الہام ہو میں قبول کرتا ہوں کہ ایسے الہامی اخبار میں جو ایک دو دفعہ معلوم ہوں کوئی امر مشتبہ رہ جائے اور میں قبول کرتا ہوں کہ ایک دو مرتبہ کی رویا اگر کسی غلط تاویل کی وجہ سے صحیح نہ نکلے تو ممکن ہے اور کمی اس کی عذر خواہ ہے لیکن میں قبول نہیں کر سکتا کہ جن امور کی سچائی کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزارہا مرتبہ رویا میں شہادت دی ہو اور مسلسل طور پر ایک زمانہ دراز تک اس قسم کی رویا اور الہامات بارش کیطرح برستے رہے ہوں وہ سب باطل ہوں ایسا ہرگز ہو نہیں سکتا اور نہ کبھی ہوا اور نہ اس کی کوئی نظیر ہے اور وہ طبیعت ناپاک ہے اور وہ دل لعنتی ہے جس کے آگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی یہ عزت ہے کہ صدہا مرتبہ کی زیارت کا حوالہ دیا جاتا ہے تب بھی وہ شیطانی توہمات میں اسکو داخل سمجھتا ہے۔

صاحبو کیا میرے مقابل پر آپ کے پاس کسی ایسے شخص کی کوئی نظیر بھی ہے جس نے میری طرح نعوذ باللہ صدہا مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہو اور آپ نے فرمایا ہو کہ نعوذ باللہ امامنا

حضرت اقدس مرزا صاحب قادیانی

کاذب اور دجال اور بے ایمان ہے اگر کوئی آپ کے پاس ایسی نظیر ہے تو فیصلہ بہت سہل ہے کہ ایک جلسہ میں وہ شخص بھی میرے مقابل پر ایسی قسم کھا کر اور اپنے بیان کو موکد بحلف کر کے دکھلاوے

مصرعہ

تا سیہ روئے شود ہر کہ در وغش باشد

میں دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ ہرگز ممکن نہ ہوگا اور ایسا شخص مشرق اور مغرب تک آپ کو نہیں ملے گا یہ سچ ہے کہ رویا میں شیطانی وساوس بھی ہوتے ہیں مگر میں قبول نہیں کر سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رویا کو دوسری دنیا سے ساعات ہے اور پھر جب کہ اس رویا میں تواتر بھی ہے تو اس تواتر کو رد کر دینا کسی ملعون دل کا کام ہے نہ مسلمان کا گو وساوس کی آمیزش رویا میں ہو سکتی ہے لیکن کثرت رویا سے یہ شبہ صاف ہو جاتا ہے شیطانی سلسلہ لمبا نہیں ہو سکتا۔ شیطان جلد تر تھک جاتا ہے اور اپنے حیلوں کو چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے لیکن وہ پاک رویا اور پاک کشف جو کثرت سے ہوتے ہیں اور تواتر تک پہونچے ہیں اور کسی وقت اپنے سلسلہ کو ختم نہیں کرتے اور نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ اور ہزارہا دفعہ بے دخان نور کی طرح ظاہر ہو کر صاحب رویا کو تسلی اور سکینت اور اطمینان بخشتے ہیں وہ ضرور سچے ہوتے ہیں جو شہادت تواتر سے ملتی ہے وہ بلا شبہ یقینی ہوتی ہے اور میں اس رویا میں اکیلا بھی نہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ اس سلسلہ میں اور نیز خارج سلسلہ میں ایسے بزرگ بھی ہیں جنھوں نے بذریعہ رویا ہی تصدیق کی ہے جیسا کہ

گلاب شاہ نے ضلع لودھیانہ میں ہمارے حضرت اقدس کے دعوے سے تیس برس پہلے میاں **کریم بخش** جمال پوری

کے روبرو گواہی دی تھی کہ **مسیح موعود قادیان** میں پیدا ہو گیا ہے اس کا نام

غلام احمد

ہے وہ لودھیانہ میں بھی آئے گا مولوی لوگ اس کا سخت انکار کریں گے انکار تو بہت ہوگا مگر

مگر درحقیقت

مسیح موعود

وہی ہے اور

عیسیٰ نبی فوت ہو چکا ہے

غور کے لائق ہے کہ یہ کس قدر مرتبہ کی گواہی ہے کہ حضرت مسیح موعود کے دعوے سے

تیس برس پہلے کی ہے

ایسا ہی

پیر صاحب العلم

جس کا ایک لاکھ مرید ہے ہزارہا انسانوں کے روبرو یہی گواہی دے کر مر گئے کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ مرزا غلام احمد خدا کی طرف سے ہے اور سچا ہے۔ اب اے مولوی صاحبان میری نسبت آپ کا کیا فتویٰ ہے۔ کیا میرے لیے ضروری نہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مرتبہ کی گواہی کو قبول کروں اگر آپ لوگ چاہیں تو سمجھ سکتے ہیں کہ جھوٹ پر انسان کبھی اسقدر اصرار نہیں کر سکتا جسقدر میں کر رہا ہوں کیا میں اس پیرانہ سالی میں کہ ساٹھ سال کے قریب پہنچا ہوں اور مدت سے امراض خطرناک دامن گیر ہیں ہر روز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولتا ہوں اور کیا میں ایک لعنتی زندگی کی اس بکلی سے بیخوف اور گستاخ ہوں جو جھوٹ پر سخت اصرار کرنے سے اور بالخصوص حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھنے سے ایک دروغگو کی جان اور آبرو اور اہل و عیال پر گر سکتی ہے اور کیا مسلمانوں میں اس کی کوئی نظیر ہے کہ کوئی اپنی موت کو اس حالت پیرانہ سالی اور ہجوم امراض اعراض میں فراموش کر کے ہر روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

پر جھوٹ بولا کرے میں تو جانتا ہوں کہ اس قدر بدظنی میں بڑھا ہوا خیال انھیں لوگوں کے منہ سے نکل سکتا ہے جن کی طینت میں خبث اور فطرت میں بدگوہری ہے دروغگو ایک حد پر آ کر تھک جاتا ہے

ففکروا و تذکروا و بینوا توجروا۔

المشتہر سید امیر علی شاہ

ساکن سیدانوالی ضلع سیالکوٹ حال وارد قادیان ضلع گورداسپور

۱۸ر ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء

کیا آدمی بغیر ہوا کے زندہ رہ سکتے ہیں

ایک عالم و فاضل برٹش سائنسدان کی رائے ہے کہ آیندہ پانچ صدیوں میں آکسیجن ہوا کی مقدار بالکل ختم ہو جائیگی جسپر انسانی زندگی کا بہت بڑا مدار ہے۔ علاوہ اسکے عام سائنس دانوں کا خیال ہے کہ ہوائی کرہ میں آکسیجن کی مقدار برابر گھٹتی جاتی ہے۔ ہر ایک برتن اور ہر ایک دیاسلائی جو جلائی جاتی ہے۔ وہ لیمپ والی ہوا کی ایک بڑی مقدار جذب کرتی ہے۔ اس طرح آکسیجن کم ہونے کے ساتھ ساتھ موسم گرما کی تیزی بڑھتی جائیگی اور بلکوریت کیس اوپر ہوا میں پرواز کر جائیگی بخارات زمین سے اٹھکر آفتاب کو ڈھانپ لیا کرینگے پودے ترو جھرینگے پھول دنگوں اور درختوں کو نشوونما پائیں گی۔ نباتات پھر ہوا کو صاف کرینگی اور فسردہ حیوانی زندگی میں تازہ روح پھونکی جائیگی۔ مگر یہ صدیوں کے بعد انقلاب ہوگا۔ آکسیجن کی کمی کے باعث لوگوں کو بہت بھاری تکلیف ہوگی اور ماسکو بڑھانے کیواسطے دیوانہ وار کوشش کرینگے۔ لوگوں کی طاقتوں پر اسکا بہت بھاری اثر پڑیگا کیونکہ جسمانی محنت مشقت کرنے میں آکسیجن کا بڑا حصہ خرچ ہوتا ہے بڑ بڑی پیوند سمندر کو ہوا میں تبدیل کر کے اٹھا دینگے اور سمندروں کی تہ کاروبار اُن لوگوں کے ہجوم رہینگے جو انکی بانیوں کو سانس میں تبدیل کرنیکی کوشش کرینگے۔ لوگ پشت بہ پشت نحیف و لاغر ہوتے جائینگے حتیٰ کہ موت سی تسکین ہوگی۔ لطافت کا عروج ترقی تجارت صنعت اور تعلیم کی دنیا میں ڈاکٹر کو بچا نہیں کوئی پیشنگوئی جائیگی۔ بڑی بڑی مچھلیاں سطح آب پر تو بیٹھی دیکھ دہ موبیند دلدلوں میں پھرینگے اور تمام ادنا درجہ کی حیوانات انسانوں کے مرنے سے پہلے پھولیں گے سخت مزاج انسانی نسلوں کو زیادہ عرصہ تک زندہ رہینگی مگر آخری دن انکو اس ہری جنبہ آئی آئی ابکہ ڈاکٹر کو بچانا نہ بنیدی گے اور جسم و قد ہونکو ساتھ ہوتے

ڈائری

حضرت امام علیہ السلام

مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب

× ۱۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۵ء

× **سید عبداللہ صاحب عرب** نے سوال کیا کہ میں اپنے ملک عرب میں جاتا ہوں وہاں میں ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھوں یا نہ پڑھوں۔

فرمایا مصدقین کے سوا کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔

عرب صاحب نے عرض کیا وہ لوگ حضور کے حالات سے واقف نہیں ہیں اور ان کو تبلیغ نہیں ہوئی۔

فرمایا ان کو پہلے تبلیغ کر دینا پھر یا وہ مصدق ہو جائیں گے یا مکذب۔

عرب صاحب نے عرض کیا کہ ہمارے ملک کے لوگ بہت سخت ہیں اور ہماری قوم شیعہ ہے۔

فرمایا تم خدا کے بنو۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جس کا معاملہ صاف ہو جائے اللہ تعالیٰ آپ اس کا متولی اور متکفل ہو جاتا ہے ×

فرمایا آج کل تمام مذاہب کے لوگ جوش میں ہیں **عیسائی** کہتے ہیں کہ اب ساری دنیا میں مذہب عیسوی پھیل جائے گا۔ **برہمو** کہتے ہیں کہ ساری دنیا میں برہموؤں کا مذہب پھیل جائیگا اور **آریہ** کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب سب پر غالب آ جائے گا۔ مگر یہ سب جھوٹ کہتے ہیں خدا تعالیٰ ان میں کسی کے ساتھ نہیں اب دنیا میں **اسلام** کا مذہب پھیلے گا اور باقی سب مذاہب اس کے آگے ذلیل اور حقیر ہو جائیں گے۔

فرمایا جو بات ہماری سمجھ میں نہ آوے یا کوئی مشکل پیش آوے تو ہمارا طریق یہ ہے کہ ہم تمام فکر کو چھوڑ کر صرف دعا میں اور تضرع میں مصروف ہو جاتے ہیں تب وہ بات حل ہو جاتی ہے۔

فرمایا افسوس ہے کہ لوگ جوش اور سرگرمی کے ساتھ قرآن شریف کیطرف توجہ نہیں کرتے۔ جیسا کہ دنیا دار اپنی دنیا داری پر یا ایک شاعر اپنے اشعار پر غور کرتا ہے ویسا بھی قرآن شریف پر غور نہیں کیا جاتا۔ بٹالہ میں ایک شاعر تھا اس کا ایک دیوان ہے اس نے ایک دفعہ ایک مصرعہ کہا ع

صبا شرمندہ مے گردد بروئے گل نگہ کردن

مگر دوسرا مصرعہ اسکو نہ آیا۔ دوسرے مصرعہ کی تلاش میں برابر چھ مہینے سرگردان و حیران پھرتا رہا۔ بالآخر ایک دن ایک بزاز کی دوکان پر کپڑا خریدنے گیا۔ بزاز نے کئی تھان کپڑوں کے نکالے پر اسکو کوئی پسند نہ آیا۔ آخر بغیر کچھ خریدنے کے جب اٹھ کھڑا ہوا تو بزاز ناراض ہوا اور کہا کہ تم نے اتنے تھان کھلوائے اور بیفائدہ تکلیف دی۔ اسپر اسکو دوسرا مصرعہ سوجھ گیا اور اپنا شعر اسطرح سے پورا کیا۔ شعر

صبا شرمندہ می گردد بروئے گل نگہ کردن
کہ رخت غنچہ را واکرد و نتوانست تہ کردن

جسقدر محنت اس نے ایک مصرعہ کے لیے اٹھائی اتنی محنت اب لوگ ایک آیت قرآنی کے سمجھنے کے لیے نہیں اٹھاتے۔ قرآن جواہرات کی تھیلی ہے اور لوگ اس سے بے خبر ہیں۔

جو خبر امیر کابل کی سلطان المعظم کو ایک مرصع قرآن شریف بھیجنے اور سلطان المعظم کے بیس لاکھ روپیہ عطیہ اور پھر امیر صاحب کا اسکو حجاز ریلوے میں دینے کے متعلق لاہور کے انگریزی اخبار سے نقل ہوکر اردو اخبارات نے شائع کی تھی وہ آخر ایک گپ ثابت ہوئی۔ کابل میں جب ان خبروں کا خلاصہ امیر صاحب کے سامنے پیش ہوا تو وہ اپنی ہنسی کو روک نہ سکے۔

مختصر نوٹ اور نکات

دہریت نما نیچریت کے پھیلنے کی وجہ یہ ہے کہ جو شیطانی حملے الحاد کے زہر سے بھرے ہوئے علوم طبعی۔ فلسفی۔ یا ہیئت والوں کی طرف سے اسلام پر کیے جاتے ہیں ان کا مقابلہ کرنے کے لیے یا ان کا جواب دینے کے واسطے اسلام اور آسمانی نور کو عاجز سمجھکر عقلی ڈھکوسلوں اور فرضی اور قیاسی دلائل کو کام میں لایا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے مجیب قرآن مجید کے مقاصد اور مطالب سے دور جا پڑتے ہیں اور ایک چھپا ہوا الحاد کا پردہ اپنے دلپر ڈال لیتے ہیں جو ایک وقت آکر اگر اللہ تعالےٰ اپنا فضل نہ کرے دہریت کا لباس پہن لیتا ہے اور وہی رنگ دل کو دیدیتا ہے جس سے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ پس آج کل کے مغربی زہروں کے بچنے کے لیے قرآن کریم بجائے خود ہی ایک تریاق ہے جو دعا۔ تقویٰ اور مجاہدہ اور کسی پاک صحبت میں رہنے سے حاصل ہوتا ہے اس ہتھیار کو لے کر اگر میدان میں نکلو گے تو یقیناً فتح تمہارے شامل حال ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی ایک زبردست دلیل ہمیں یہ ملتی ہے کہ جب یہ مسلم بات ہے کہ انسان کی گفتگو اگر سچے دل سے نہ ہو اور عملی اور قدسی قوت اس میں نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی اور جسقدر سچائی کا نور اور عملی اور قدسی قوت کا اس میں زور ہوگا اسی قدر وہ موثر اور نتیجہ خیز ہوگی اب جو کامیابی اور تاثیر فی القلوب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں آئی ہے اس کی کوئی نظیر بنی آدم کی تاریخ میں نہیں ہے۔ آپ پورے معنوں میں کامیاب اور بامراد اٹھے ہیں بالمقابل مسیح علیہ السلام کی جسقدر ناکامیاں انجیل سے ثابت ہوتی ہیں وہ مسیح کو خدا تو در کنار

نبی ثابت کرنے کے لیے بھی کافی نہیں پھر عیسائی کس منہ سے مسیح کا مقابلہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کرتے ہیں

پیرانہ سالی دو قسم کی ہوتی ہے ایک طبعی دوسرے غیر طبعی۔ طبعی تو وہ ہے جب انسان پر نقص فی الخلق کا زمانہ واقعی آجاتا ہے جبکہ سا ٹھ برس کے بعد ویسے اپنے کام سے عاری اور قریب بہ تعطل ہو جاتے ہیں اور غیر طبعی وہ ہے کہ جب انسان امراض لاحقہ کا فکر نہ کرے تو وہ انسان کو کمزور کر کے قبل از وقت پیرانہ سالی کا نمونہ بنا دیں اسی طرح پر اگر انسان اپنے اخلاق فاسدہ کو اخلاق فاضلہ اور خصائل حسنہ سے تبدیل کرنے کی کوشش نہیں کرتا تو قسم قسم کی بد اخلاقیاں اس کی روحانیت کو یوماً فیوماً کمزور کرتی چلی جاتی ہیں یہانتک کہ ہلاک کر ڈالتی ہیں۔

یہ بات ثابت شدہ صداقت ہے کہ ہر مرض کی دوا ضرور ہے لیکن اگر کسل اور سستی انسان پر غالب آجاوے پھر ہلاکت ہی نتیجہ ہوگا۔ اس لیے مومن کو کبھی سست نہیں ہونا چاہیے ایسے مجاہدہ اور دعا سے کام لینا ضروری ہے کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کا اٹل قانون ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتے یغیروا ما بانفسھم یعنی خدا تعالے کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم خود اپنی حالت نہ بدلا لے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی لاتبدیل سُنت ہے۔ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔

توبہ حصول اخلاق کے لیے بڑی محرک اور مؤید چیز ہے اور انسان کو کامل بنا دیتی ہے یاد رکھنا چاہیے کہ توبہ کی تکمیل کے لیے تین شرطوں کا ہونا ضروری ہے۔

(۱) اول اقلاع یعنی ان خیالات فاسدہ کو دور کرے جو خصائل ردیہ کے موجب ہیں چونکہ ہر فعل عمل میں آنے سے پیشتر ایک تصوری صورت رکھتا ہے اس لیے پہلی شرط یہی ہے کہ ان خیالات فاسدہ اور تصورات بد کو چھوڑ دے۔

(۲) دوسری شرط **ندامت** ہے یعنی گناہ اور بدی کے ارتکاب پر پشیمانی ظاہر کرے۔

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ **عزم** ہو یعنی آئندہ کے لیے ارادہ کرلے کہ پھر ان برائیوں کی طرف رجوع نہ کرے گا اور جب وہ مداومت کرے گا تو خدا تعالیٰ اسے سچی توبہ کی توفیق دے گا۔ یہانتک کہ سیئات کی جگہ حسنات لے لیں گی۔ ہر ایک جو چاہتا ہے کہ خدا کے حضور توبہ کرے اسے چاہیے کہ ان شرائط کو مدنظر رکھے

قوم کو قوم بنانے کے واسطے شہ زوروں اور پہلوانوں کی طاقت رکھنے والے مطلوب نہیں ہوتے بلکہ ضرورت ہوتی ہے ان لوگوں کی جو تبدیل اخلاق پر قدرت رکھتے ہوں کیونکہ حقیقی قوت اور دلیری یہی ہے کہ انسان تبدیل اخلاق کر سکے اور خصائل ردیہ پر فتح پاسکے۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ قرآن اور حدیث کا پڑھ لینا اور اپنے خیال میں بعض نیکیاں کر لینی ہی تمام مدارج سعادت کے حصول کا موجب ہیں اور صادقین کی صحبت کی چنداں ضرورت نہیں ہم کہتے ہیں کہ ایسا خیال قرآن کریم کی تعلیم صریح کے مخالف ہے کیونکہ وہاں تو صاف لکھا ہے کونوا مع الصادقین صادق وہ ہوتا ہے جو صدق کو علی وجہ البصیرۃ شناخت کرے اور پھر اُس پر دل و جان سے قائم ہو اور یہ اعلیٰ درجہ بصیرت کا بجز اس کے ممکن نہیں ہے کہ سماوی تائیدات شامل حال ہو کر اعلیٰ مرتبہ یقین کا حاصل ہو۔ ان معنوں کے لحاظ سے کامل صادق انبیاء و اولیاء محدث ہوتے ہیں جن پر آسمانی روشنی پڑتی ہے اور جو خدا تعالے کو اسی جہان میں یقین کی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں۔

اس حکم سے یہ بھی صاف ثابت ہوتا ہے کہ کبھی کوئی زمانہ صادق کے وجود سے خالی نہیں ہوتا کیونکہ کونوا مع الصادقین کا حکم دوامی ہے جو دوام وجود صادق کو مستلزم ہے۔

یہ زمانہ (جس میں ہم ہیں) وجود صادق سے اس آیت کے اشارہ کے موافق خالی نہیں اور ہرگز نہیں۔ چنانچہ خدا تعالے نے اپنے برگزیدہ اور فرستادہ بندہ کو

مسیح موعود

کے نام سے دنیا میں بھیجا تا کہ وہ حق کے طلبگاروں کو **نجات** کی راہ سے آگاہ کرے اور اپنے وجود سے خدا تعالے کی ہستی پر اطلاع بخشے اور اپنی نفوس قدسیہ سے ایک خارق عادت تبدیلی کر دکھائے۔

نیک ظنی انسان میں ایک فطرتی قوت ہے اور جب تک بدظنی کے غالب وجوہ پیدا نہ ہوں اُسوقت تک اس قوت کو استعمال میں لانا انسان کا طبعی خاصہ ہونا چاہیے۔ اور اگر کوئی شخص بلا وجہ معقول اس قوت کو چھوڑ کر بدظنی کرنے کی عادت پکڑتا ہے تو ایسے انسان کو مجنون یا مسلوب الحواس کہنا پڑے گا۔

جبکہ یہ بات سچی ہے تو پھر ہمارے مخالف ہمیں بتائیں کہ باوجودیکہ اس فطرتی قوت کا منشا بھی حسن ظن ہی ہونا چاہیے تھا اور قرآن شریف کے حکم کے موافق بھی حسن ظن ہی ضروری تھا پھر اُن کی عقل پر یہ پتھر کیا پڑے کہ انھوں نے خدا کے مامور اور برگزیدہ کی آواز سنتے ہی لست مؤمنا کہنا شروع کر دیا۔ اگر ان کی دانش و فراست میں فرق نہیں؟ اگر ان کی یہ قوت حسن ظن اُنکی اپنی ہی کرتوتوں سے ضائع اور زائل نہیں ہو چکی؟ تو چاہیے تھا کہ وہ اپنی زبانوں اور قلموں کو روکتے اور صبر اور خدا ترسی سے اس کی باتوں کو سنتے اور اس کے انجام کا انتظار کرتے چونکہ انھوں نے ایسا نہیں کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان کے فطرتی قویٰ جن میں نیکیوں کی قوت ودیعت رکھی گئی تھی مردہ ہو چکی ہیں

آدابُ الرّسُول

یہ ایک خطبہ کا حاصل مطلب ہے
جو مولانا مولوی عبدالکریم
صاحب نے ایک جمعہ
میں عرصہ ہوا پڑھا
تھا
(ایڈیٹر)

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا اٰ

اس سورہ شریفہ میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ کس طرح اُس شخص کا ادب کرنا چاہیے جو خداتعالے کی طرف سے مامور اور مرسل ہو کر آتا ہے۔

یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ ہر محفل و مجلس کے لیے کچھ آداب اور مراتب ہوتے ہیں جو شخص ان آداب اور مراتب کی نگہداشت نہیں کرتا ہے اُسکو اس مجلس سے ذلیل اور خوار ہو کر الگ ہونا پڑتا ہے یا کم از کم یہ کہ وہ ان معاد اور منافع سے محروم رہ جاتا ہے جو بصورت نگہداشت آداب مذکور یہ مل سکتے ہیں۔

جن لوگوں نے علم اخلاق پر کتابیں لکھی ہیں اُنھوں نے انسان کی روزمرہ کی ضروریات تک ادب لکھے ہیں اور بڑی بڑی بحثوں میں اُن پر طبع آزمائی کی ہے جیسے جسمانی نظام میں آداب اور مراتب کا ایک سلسلہ ہے اُسی طرح پر روحانی نظام بھی اس سے خالی نہیں بلکہ اس میں بڑی وسعت اسکو دی گئی ہے اور سچ پوچھو تو

خداتعالیٰ کا راستہ ادب ہی ادب ہے

جس نے ادب اختیار کیا اپنی جان کو مرتا کیا اور اپنے تئیں لاشے محض سمجھا اس نے کچھ نہیں بہت کچھ پا لیا مگر جس نے اپنے تئیں سمجھا اُس نے کچھ بھی نہ پایا۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے

کہ جسقدر کوئی عقلمند ہو اپنی ہمہ دانی یا فقہ یا منطق یا دیگر علوم آلیہ مادیہ پر ہوگا اسیقدر حرمان نصیب ہوگا جب تک انسان اس طرح پر اپنے دل کو کرید اور کھود کر نہ دیکھے جیسے ایک کنواں کھودنے والا کھتے گز وں تک نیچے کھودتا ہوا چلا جاتا ہے تب پانی دیکھتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح پر اگر دل کو کھود کر اس خس و خاشاک کو دور نہیں کرتا جو تکبر اور انانیت کے رنگ میں اس پر جمع ہوئے ہیں وہ اس مصفا چشمہ کو نہیں پا سکتا جو خدا سے آتا ہے۔

غرض

بات دور چلی جاتی ہے میرا اصل مطلب اور منشا یہ ہے کہ چونکہ ہم لوگوں کو خداتعالے کے ایک **مامور اور مرسل** کے حضور بیٹھنے کا شرف ملا ہے اسلیے یہ ضروری امر ہے کہ اس **خدا نما مجلس** کے آداب سے ہم اول آگاہ ہوں جب تک ان آداب اور مراتب پر ہمیں نگاہ نہ ہو ہم سچا استفادہ نہیں کر سکتے۔

چونکہ

دل کی راہ ایک ایسی باریک راہ ہے کہ اس پر ہم کوئی پل نہیں بنا سکتے ان خارجی اسباب سے مدد نہیں لے سکتے جو ارضی راہوں کے صاف کرنے کے لیے کار آمد ہو سکتے ہیں جیسے انگریز دریاؤں پر پل باندھ دیتے ہیں پہاڑوں کو کھود کر راہیں نکال دیتے ہیں وغیرہ

اس لیے

یہ ضروری امر ہے کہ آداب الرسول کے متعلق ہم اپنی تراشیدہ باتوں پر ناز اور فخر نہ کریں بلکہ ہمیں وہ راہ اختیار کریں جو مولا کریم نے اپنی کتاب کے ذریعہ ہمیں بتائی ہے۔ یہ بڑی غلطی ہوگی اگر ہم اپنی محدود جگہ جگہ پر ٹھوکر کھانے والی عقل و دانش پر ناز کریں ایک طرف خدا کا مصلح جس نے جس کے سینہ کو چاک کرکے ہر ایک قسم کی آلایش سے پاک کیا اور جس کے دل کو اپنا عرش بنایا اور خود اس میں سکونت اختیار کی

دوسری طرف غلطی پر غلطی کھانے والا قدم قدم پر ٹھوکر کھانے والا پر جوش درست رائے نہ رکھنے والا انسان ان دونوں کا مقابلہ کیونکر ہو۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

پھر اگر وہ اپنی عقل پر بھروسہ کرکے ایسے مطہر و مزکی انسان کی کسی حرکت اور معاشرت پر مثلاً نماز میں جلدی کرنے یا دیر کرنے یا جمع کرنے یا اور اسی قسم کی کسی بات پر نکتہ چینی اور اعتراض کرے تو فی الفور مارا گیا۔

ان

ساری لغزشوں اور ٹھوکروں سے بچنے کے لیے آداب الرسول کا علم ہونا ضروری ہے۔ خدا نے بڑا فضل اور رحم کیا کہ مسلمانوں پر کہ اپنی طرف سے ان حدود پر کسی ایجاد کی ضرورت نہیں یہ کامل کتاب بجائے خود تمام ضرورتوں کی کفیل ہے اس سورہ شریفہ میں جس کو میں نے ابھی پڑھا ہے اس عقیدہ کو خوبی حل کیا گیا ہے۔ میرے نزدیک ہر قصر کی راہ کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی دروازہ نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول نمونہ ہیں اور پھر آپ کے بعد آپ کی گدی پر بیٹھنے والا خدا کا **مامور و مرسل** جری اللہ فی حلل الانبیاء کا مخاطب احمد محمد مہدی عیسیٰ موسیٰ ابراہیم داؤد کا مصداق اور انبیاء علیہم السلام کا خلاصہ

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

غرض

خداتعالے ان آیات میں مومنوں کو یوں مخاطب کرکے فرماتا ہے یا ایھا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون۔ ان الذین

یغضون اصواتھم عند رسول اللہ اولٰئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوی لھم مغفرۃ و اجر عظیم

ایمان والو! اللہ و رسول کے آگے مت بڑھو (تمھاری ہستی ہی کیا ہے؟ اس کا بچاؤ کرو ایسا نہ ہو غضب آجاوے) اسلیے تقوی اختیار کرو (اللہ سے ڈرو) اللہ سنتا اور جانتا ہے ایمان والو! نبی کی آواز پر اپنی آوازوں کو مت بڑھاؤ اور اسکو ایسے طریق اور لب و لہجہ سے نہ پکارو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے (یاد رکھو جب تک ہر ایک بات میں عظمت بزرگی اور ہیبت نہ ہوگی اس کی سچی پیروی کی توفیق نہیں مل سکیگی) اور اندیشہ ہے کہ تمھارے اعمال نیست و نابود ہو جائیں اور تمھیں خبر تک بھی نہ ہو۔ وہ لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنی آوازوں کو نیچا کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالے نے تقوی کے لیے پرکھ لیا ہے اور ان کے لیے مغفرۃ اور بڑے بڑے اجر ہیں۔

جیسا کہ شروع میں بیان کیا گیا ہے ان آیات میں اللہ تعالے نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور بیٹھنے والوں کو ان آداب اور مراتب سے آگاہ کیا ہے جنپر کاربند ہو کر وہ تقوی کی راہیں سیکھ سکتے ہیں قبولیت دعا کی حالت حاصل کر سکتے ہیں علوم حقہ کے وارث ہو سکتے ہیں اور سب سے بڑھکر یہ کہ جس سے مغفرت اور اجر عظیم حاصل ہو۔ اور اعمال حبط ہونے سے بچ جائیں۔

اور یہ بھی تعلیم دی ہے کہ اگر ان آداب اور مراتب کا لحاظ نہ رکھا جائے تو وہ دکھ ہلا دینے والا خوفناک اثر یا نتیجہ پیدا ہوگا کہ اعمال ضائع ہو جائیں گے۔

قرآن شریف نے جو یہ آداب بتائے اور یہ مقدس تعلیم پیش کی اور اسکے نتائج بتائے یہ صرف خیالی اور فرضی باتیں نہیں ہیں بلکہ یہ اصلی واضح اور حقیقی امور ہیں جو ایک تجربہ کے بعد صحیح ثابت ہو چکے ہیں۔

جو لوگ عرب اور اہل عرب کی تاریخ سے مذاق اور دلچسپی رکھتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ وہ جنگ جو قوم وہ کسی کی بات نہ ماننے والے صحرانشین بدوی جو کل تمدن قوموں سے الگ تھلگ رہتے تھے اور جو اپنی بات منوائے بغیر نہ ٹلتے تھے انھوں نے جب آداب اور مراتب کو ملحوظ رکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق پیدا کیا ان کی حالت کیسی بدل گئی ان کی برائیاں نیکیوں سے تبدیل ہو گئیں اور وہ جو متروک اور مہجور قوم کہلاتی تھی وہ نہ صرف دنیوی طور پر تہذیب و شایستگی کی استاد مانی گئی بلکہ اس کی فتوحات نے دنیا کو گھیر لیا اس کے علوم کا سکہ ان ممالک میں بیٹھا اور ان قوموں کو اس کی شاگردی کا فخر حاصل ہوا جو آج اپنے خیال میں تہذیب اور شایستگی کے اعلی مدارج پر اپنے آپ کو سمجھتے ہیں۔

غرض

عرب کی حالت کا بدل دینا اور وحشیوں کو انسان اور پھر با اخلاق انسان اور با اخلاق انسان سے با خدا انسان بنا دینا اور دنیا کا اسکو تسلیم کر لینا ایک ایسا صحیح واقعہ ہے کہ اس کے ثبوت کے لیے ہمیں زیادہ کوشش کی ضرورت نہیں۔

تو

عرب کی حالت میں یہ تبدیلی محض نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے ہوئی۔ اور ان آداب و مراتب کی نگہداشت سے جنکا ذکر ان آیات میں کیا گیا ہے اور جسکی تفسیر آج میں تمھیں سنا رہا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق پیدا کرنے کے بعد انھوں نے یہاں تک ترقی کی اور وہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی محبت اور اتباع میں کچھ ایسے کھوئے گئے کہ کھا ہے مکہ والوں کی طرف سے مدینہ منورہ میں ایک ایلچی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور آیا اسنے آکر دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے ہیں اور بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ آپ کے اسقدر نزدیک ہیں کہ اگر کوئی چھینٹ یا تنکی آپ کے ہاتھ سے گرتی ہے تو اسکو زمین پر گرنے نہیں دیتے اور جب کلی یا تھوک پھینکتے ہیں تو لپک کر اسے لے لیتے ہیں اور اپنے بدن پر مل لیتے ہیں حدیث میں آیا ہے کہ قریب تھا کہ باہم لڑ پڑتے آپ کے وضو کے پانی پر صحابہ کے دل میں آپ کی عظمت اور محبت کا یہ مشاہدہ کر کے وہ حیران رہ گیا اور واپس اپنی قوم کے پاس آیا اور کہا کہ اے قوم میں نے قیصر و کسری کے دربار بھی دیکھے ہیں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا جو حال میں نے مشاہدہ کیا ہے اس نے مجھے یقین دلایا ہے کہ ممکن نہیں وہ کسی کے مقابلہ میں ڈر جاویں اور ہار جاویں۔

جھوٹی تہذیب اور خیالی شایستگی کے دعویدار ممکن ہے کہ صحابہ کرام کے اس فعل پر اعتراض کریں کہ تھوک کیا اور بدن پر ملنا کیا مگر بات یہ ہے کہ سطحی خیالات والے الہیات سے ناواقف اس راز کو نہیں سمجھ سکتے۔ یہ تو ان فدائیوں اور عاشقوں کا کام ہے جو فنا فی الرسول کا مقام حاصل کر چکے تھے وہ اس تھوک کو تھوک قرار نہیں دیتے اصل بات یہ ہے کہ جن لوگوں کا خدا تعالی سے ایک قوی تعلق ہو جاتا ہے اور وہ خدا تعالے میں ہو کر ایک موت اور ایک نئی زندگی پا لیتے ہیں۔ اللہ تعالے ان کے نفس میں ان کے لب و لہجہ میں اور آواز میں انکی ہر ایک بات میں اور ہر ادا میں ایک خاص قسم کا اقتدار اور برکت رکھ دیتا ہے یہاں تک وحدت شہودی کے طور پر نہ کہ وحدت وجودی کے طور پر یہ کہنا درست اور صحیح ہوتا ہے کہ وہ لب وہ لب و لہجہ وہ تھوک وغیرہ اسکا نہیں بلکہ خدا تعالے کا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف کے بعض مقامات سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایسا ہی ثابت ہوتا ہے جیسا فرمایا وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی

یا

جیسے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ایسا ہی اور بہت سے مقامات سے یہ مضمون صراحت کے ساتھ ثابت ہوتا ہے۔

بہرحال

میری غرض اس بیان سے صرف یہ ہے کہ میں یہ دکھاؤں کہ **آداب الرسول** کی نگہداشت کرنے والوں کا عشق اور محبت اسدرجہ کمال تک پہونچ گیا تھا

اور حقیقت میں یہ ہے بھی سچ کہ جب تک مومن اس درجہ کو حاصل نہ کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی محبت کمال تک نہ پہونچے وہ اُن مراتب اور مدارج کو حاصل نہیں کرسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ سچا مومن ہونے کے واسطے ضروری ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس درجہ کی محبت کرے کہ نہ بیٹے کی وہ محبت باپ سے ہو اور نہ باپ کی وہ محبت بیٹے سے ہو۔

جب

مومن اس درجہ کو اپنے اندر محسوس کرے تو پھر وہ درجہ پاتا ہے جس کا نام قرآن کی اصطلاح میں

محبوب الٰہی

ہے جیسا کہ ابھی اوپر کی ایک آیت میں بیان کیا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنی انکو کہدو کہ اگر تم محبوب الٰہی ہونا چاہتے ہو یا اللہ سے محبت کرتے ہو پس تم میری (یعنی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم) اطاعت کرو۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالےٰ تمہیں دوست رکھے گا۔ یا بالفاظ دیگر یوں کہو کہ

میری اطاعت تمہیں محبوب الٰہی بنادیگی

اور یہ نرا دعویٰ نہیں بلکہ اس کا ثبوت عربوں کی تاریخ پڑھنے والے سے مخفی نہیں۔ یہ دور کی بات ہے میں تو اسوقت بھی ایک

ایکُ زندہ نمونہ

تمھارے سامنے پیش کرتا ہوں جس نے بڑی بڑی تحدیاں کی ہیں اور بتایا ہے کہ اس نے جو کچھ حاصل کیا ہے وہ محض

اتباع نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم

سے حاصل کیا ہے۔ پھر چونکہ خدا تعالیٰ کے محبوب و مقرب اور مخذول و مردود الٰہی کے درمیان ایک بین فرق ہوتا ہے اس لیے وہ اُن نشانات کو جو مقربان بارگاہ الٰہی کو ملتے ہیں اپنی صداقت کی دلیل ٹھیراتا ہے اور خدا کا محض فضل ہے کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے

ان نشانات

کو دیکھا ہے اور ایک عالم نے دیکھا ہے

غرض

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع بہت ہی ضروری چیز ہے۔

مگر

میں ایک بڑی عزوگذاشت کروں گا۔ اگر یہ نہ بتاؤں کہ آپ کی اتباع کی تکمیل کیونکر ہو لی ہے اس کے لیے بھی خود قرآن شریف ہی نے فیصلہ کیا ہے چنانچہ اتباع کامل کے لیے خدا کی حکیم کتاب میں یوں ارشاد ہوا ہے فلا وربك لا یومنون حتی یحکموك فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما یعنی تیرے رب کی قسم مومن مومن ہی نہیں ہوسکتے جب تک اپنے ہر قسم کے اخلاقی امور میں تجھے حاکم نہ بنائیں اور پھر بھی نہیں بلکہ تیرے قطعی فیصلہ سے کوئی گھبراہٹ اور اٹک ان کے دل میں پیدا نہ ہو اور اس کے مقابل سر تسلیم پوری طرح جھکا کر اسپر عملدرآمد کریں یہ آیت ایک عظیم الشان ذریعہ ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا۔

قومی ترقی کے دلدادوں کے لیے اس آیت میں ایک قابل غور مسئلہ اور گر بیان کیا گیا ہے اور اس مسئلہ پر پوری روشنی ڈالی گئی ہے جو قوم کو قوم بنانے کے لیے ضروری ہے یعنی

وحدت ارادی

کیونکہ یہ مانی ہوئی بات ہے کہ کوئی قوم قوم نہیں بن سکتی جب تک اس میں وحدت کی روح نفخ نہ ہو اور وحدت نہیں ہوسکتی جب تک وحدت ارادی سے سب گردنیں

ایک روحانی لیڈر

کے آگے جھک نہ جائیں

باقی آیندہ

باقیات صالحات

۱۲ ستمبر ۱۹۰۱ء

کی شام کو جب کہ حضرت اقدس امام علیہ الصلوٰۃ والسلام حسب معمول مغرب کی نماز سے فارغ ہوکر احباب کے زمرہ میں تشریف فرما ہوئے تو باتوں ہی باتوں میں کچھ طبی تحقیقاتوں کا سلسلہ چل پڑا اور ان مغربی تجارب اور تحقیقاتوں کا ذکر ہونے لگا جو عمل جراحی کے متعلق یورپ و امریکہ والوں نے کی ہیں۔ اس کے بعد ایک شخص منشی عبد الحق صاحب پٹیالوی نے اپنے ہاں اولاد نرینہ ہونے کے لیے دعا کی درخواست کی اسپر حضرت اقدس امام عالی مقام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مختصر سی لطیف تقریر فرمائی جسکو ہم اپنے الفاظ اور طرز میں ادا کرتے ہیں اور وہ یہ ہے

انسان کو سوچنا چاہیے کہ اسے اولاد کی خواہش کیوں ہوتی ہے؟ کیونکہ اسکو محض طبعی خواہش ہی تک محدود نہ کردینا چاہیے۔ کہ جیسے پیاس لگتی ہے یا بھوک لگتی ہے۔ لیکن جب یہ ایک خاص اندازہ سے گذر جاوے تو ضرور اس کی اصلاح کی فکر کرنی چاہیے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اب اگر انسان خود مومن اور عبد نہیں بنتا ہے اور اپنی زندگی کے اصل منشا کو پورا نہیں کرتا ہے اور پورا حق عبادت ادا نہیں کرتا بلکہ فسق و فجور میں زندگی بسر کرتا ہے اور گناہ پر گناہ کرتا ہے تو ایسے آدمی کی اولاد کے لیے خواہش کیا نتیجہ رکھیگی؟ صرف یہی کہ گناہ کرنے کے لئے وہ اپنا ایک اور خلیفہ چھوڑنا چاہتا ہے۔ خود کونسی کمی کی ہے جو اولاد کی خواہش کرتا ہے

پس جب تک اولاد کی خواہش محض اس غرض کے لیے نہ ہو کہ وہ دیندار اور متقی ہو اور خدا تعالیٰ کی فرمانبردار ہو کر اس کے دین کی خادم بنے بالکل فضول بلکہ ایک قسم کی معصیت اور گناہ ہے اور باقیات صالحات کی بجائے اس کا نام باقیات سیئات رکھنا جائز ہوگا۔

لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں صالح اور خداترس اور خادم دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو اس کا یہ کہنا بھی نرا ایک دعویٰ ہی دعویٰ ہوگا جب تک کہ خود وہ اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے اگر خود فسق و فجور کی زندگی بسر کرتا ہے اور منہ سے کہتا ہے کہ میں صالح اور متقی اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو وہ اپنے اس دعوے میں کذاب ہے۔ صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو متقیانہ زندگی بناوے تب اس کی ایسی خواہش ایک نتیجہ خیز خواہش ہوگی اور ایسی اولاد حقیقت میں اس قابل ہوگی کہ اسکو

باقیات صالحات

کا مصداق کہیں۔

لیکن

اگر یہ خواہش صرف اس لیے ہو کہ ہمارا نام باقی رہے اور وہ ہمارے املاک و اسباب کی وارث ہو یا وہ بڑی نامور اور مشہور ہو اس قسم کی خواہش میرے نزدیک شرک ہے۔

یاد رکھو کسی نیکی کو بھی اس لیے نہیں کرنا چاہیے کہ اس نیکی کے کرنے پر ثواب یا اجر ملے گا۔ کیونکہ اگر محض اس خیال پر نیکی کی جاوے تو وہ

ابتغاء لمرضات اللہ

نہیں ہو سکتی بلکہ اس ثواب کی خاطر ہوگی اور اس سے اندیشہ ہو سکتا ہے کہ کسی وقت وہ اسے چھوڑ بیٹھے مثلاً اگر کوئی شخص ہر روز ہم سے ملنے کو آوے اور ہم اسکو ایک روپیہ دیدیا کریں تو وہ بجائے خود یہی سمجھے گا کہ میرا جانا صرف روپیہ کے لئے ہے جس دن سے روپیہ نہ ملے اسی دن سے آنا چھوڑ دے گا۔

غرض

یہ ایک قسم کا باریک شرک ہے اس سے بچنا چاہیے نیکی کو محض اس لیے کرنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ خوش ہو اور اس کی رضا حاصل ہو۔ اور اس کے حکم کی تعمیل ہو قطع نظر اس کے کہ اس پر کوئی ثواب ہو یا نہ ہو۔

ایمان تب ہی کامل ہوتا ہے جب کہ یہ وسوسہ اور وہم درمیان سے اٹھ جاوے اگرچہ یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ کسی کی نیکی کو ضائع نہیں کرتا

ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین

مگر نیکی کرنے والے کو اجر مدنظر نہیں رکھنا چاہیے۔ دیکھو اگر کوئی مہمان یہاں محض اسلیے آتا ہے کہ وہاں آرام ملے گا۔ ٹھنڈے شربت ملیں گے یا تکلف کے کھانے ملیں گے تو وہ گویا ان اشیاء کے لیے آتا ہے۔ حالانکہ خود میزبان کا فرض ہوتا ہے کہ وہ حتی المقدور ان کی مہمان نوازی میں کوئی کمی نہ کرے اور اسکو آرام پہونچاوے اور وہ پہونچاتا ہے لیکن مہمان کا خود ایسا خیال کرنا اسکے لیے نقصان کا موجب ہے تو غرض مطلب یہ ہے کہ اولاد کی خواہش صرف نیکی کے اصول پر ہونی چاہیے اس لحاظ سے اور خیال سے نہ ہو کہ وہ ایک گناہ کا خلیفہ باقی رہے۔

خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ مجھے کبھی اولاد کی خواہش نہیں ہوئی تھی حالانکہ خدا تعالیٰ نے پندرہ یا سولہ برس کی عمر کے درمیان ہی اولاد دیدی تھی یہ سلطان احمد اور فضل احمد قریباً اسی عمر میں پیدا ہو گئے تھے اور نہ کبھی مجھے یہ خواہش ہوئی کہ وہ بڑے بڑے دنیادار بنیں اور اعلیٰ عہدوں پر پہونچکر نامور ہوں

غرض

جو اولاد معصیت اور فسق کی زندگی بسر کرنے والی ہو اس کی نسبت تو سعدی کا یہ فتویٰ ہی صحیح معلوم ہوتا ہے

کہ پیش از پدر مردہ بہ ناخلف

پھر ایک اور بات ہے کہ اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ وہ اولاد کی تربیت اور انکو عمدہ اور نیک چلن بنانے اور خدا تعالیٰ کے فرمانبردار بنانے کی سعی اور فکر کریں نہ کبھی ان کے لیے دعا کرتے ہیں اور نہ مراتب تربیت کو مدنظر رکھتے ہیں۔

میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں میں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لیے دعا نہیں کرتا۔

بہت سے والدین ایسے ہیں جو اپنی اولاد کو بری عادتیں سکھا دیتے ہیں ابتدا میں جب وہ بدی کرنا سیکھنے لگتے ہیں تو انکو تنبیہ نہیں کرتے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دن بدن دلیر اور بیباک ہوتے جاتے ہیں۔ ایک حکایت بیان کرتے ہیں کہ ایک لڑکا اپنے جرائم کی وجہ سے پھانسی پر لٹکایا گیا اس آخری وقت میں اس نے خواہش کی کہ میں اپنی ماں سے ملنا چاہتا ہوں جب اسکی ماں آئی تو اس نے ماں کے پاس جا کر اسکو کہا کہ میں تیری زبان کو چوسنا چاہتا ہوں جب اس نے زبان نکالی تو اسے کاٹ کھایا دریافت کرنے پر اس نے کہا کہ اسی ماں نے مجھے پھانسی پر چڑھایا ہے کیونکہ اگر یہ مجھے پہلے ہی روکتے تو آج میری یہ حالت نہ ہوتی۔

حاصل کلام یہ ہے کہ لوگ اولاد کی خواہش تو کرتے ہیں مگر نہ اسلیے کہ وہ خادم دین ہو بلکہ اسلیے کہ دنیا میں انکا کوئی وارث ہو۔ اور جب اولاد ہوتی ہے تو اسکی تربیت کا فکر نہیں کیا جاتا نہ اس کے عقائد کی اصلاح کیجاتی ہے اور نہ اخلاقی حالت کو درست کیا جاتا ہے یہ یاد رکھو کہ اس کا ایمان درست نہیں ہو سکتا جو اقرب تعلقات کو نہیں سمجھتا۔ جب وہ اس سے قاصر ہے تو اور نیکیوں کی

❁ **فٹ نوٹ** حضرت حجۃ اللہ نے ایک تقریر میں فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے جس کام کے کرنیکا حکم دیا ہے اگر مجھے یہ بھی بتایا جاوے اور یقین کرایا جاوے کہ اس کام کے کرنے پر سخت سے سخت عذاب دیا جاویگا تب بھی میں اپنی روح میں کوئی لغزش نہیں پاتا کہ وہ اس کام کو چھوڑ دے کیونکہ محض عذاب یا ثواب میرے کام کی غرض نہیں ہے مجھے تو خدا تعالیٰ نے طبعی طور پر ایک جوش فطرت عطا کیا ہے جو اس کے احکام کی تکمیل کیطرف کشاں لیے جاتا ہے۔

ایڈیٹر

اُمید اس سے کیا ہو سکتی ہے۔
اللہ تعالےٰ نے اولاد کی خواہش کو
اسطرح پر قرآن میں بیان فرمایا ہے۔
ربنا ھب لنا من ازواجنا و ذریتنا قرۃ اعین و اجعلنا للمتقین اماما یعنی خدا تعالےٰ ہمکو ہماری بیویوں اور بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرماوے اور یہ تب ہی میسر آسکتی ہے کہ وہ فسق و فجور کی زندگی بسر نہ کرتے ہوں بلکہ عباد الرحمن کی زندگی بسر کرنے والے ہوں اور خدا کو ہر ایک شے پر مقدم کرنیوالے ہوں۔ اور آگے کھولکر کہہ دیا و اجعلنا للمتقین اماما اولاد اگر نیک اور متقی ہو تو یہ اُن کا امام ہی ہوگا۔ اس سے گویا متقی ہونے کی بھی دعا ہے۔
اس مضمون کی تقریر حضرت اقدس نے بیان فرمائی۔ خدا تعالےٰ نے توفیق دی کہ ہم متقی ہوں اور پھر ہماری خواہش اولاد اس اصول پر ہو آمین

مراسلت بیعت

الحمدلله پیارے امام زمان۔ علیک الصلوٰۃ والسلام مولوی ابو الحسن صاحب محدث کی بیعت حضور منظور فرماکر انکو مطلع فرماویں۔ یہ مولوی صاحب موصوف مولوی نذیر حسین دہلوی کے مشہور شاگرد اور پکے موحد اور ضلع ڈیرہ غازیخاں کے علاقہ میں جلیل القدر عالم ہیں انھوں نے ہاتھ سے بیعت کا خط لکھکر روانہ حضور کیا ہے۔ مولوی عزیز بخش صاحب حیران ہیں اور ہمارے شہر میں دھوم مچ رہی ہے کہ مولانا مولوی ابو الحسن صاحب جیسے عالم جید اور محدث کامل بھی مرزا صاحب کے مرید ہوگئے بہت سے لوگوں کے دل ہل گئے مولوی صاحب ایسے مستعدی کیساتھ حضور سے بیعت ہوئے کہ اب صبح و شام انکا وعظ یہی ہے مولوی صاحب کا اصلی وطن سنگھڑ یعنی تونسہ ہے اب چند روز سے بستی رندان علاقہ گورنہ ڈاکخانہ تحصیل و ضلع ڈیرہ غازیخاں میں سکونت اختیار کی اجتک مولوی نذیر حسین کا دم بھرتے رہے اور اب بفضلہ حضور کے متبع بنکے احمدیات دن وفات مسیح کا ثبوت اور حیات کا رد کرتے ہیں یہاں کے مولوی ملاں سب گھبرا رہے ہیں۔
الراقم عاجز عبد اللہ
مسافر
ان کے ساتھ تین اور شخصوں نے بیعت کی ہے انکی بیعت قبول ہووے

مقلدوں اور غیر مقلدوں کی نسبت حضرت امام الائمہ حکم و عدل کا فیصلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علے رسولہ الکریم
از طرف
عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ و اید

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپکا عنایت نامہ پہونچا چونکہ حق میں تلخی کا ہونا ایک لازمی امر ہے مجھے اُمید نہیں کہ میرے اس جواب پر ہر ایک راضی ہوسکے ہمیں کیا شک ہے کہ مدار نجات و رضامندی حضرت باری عز اسمہ اتباع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ لیکن اس دوسری بات میں بھی کچھ شک نہیں کہ آج کل جو دو گروہ اس ملک میں پائے جاتے ہیں جنمیں سے ایک گروہ اہل حدیث یا موحد کہلاتے ہیں اور دوسرے گروہ اکثر حنفی یا شافعی وغیرہ ہیں اور دونوں گروہ اپنے تئیں اہل سنت سے موسوم کرتے ہیں انمیں سے ایک گروہ نے تفریط کی راہ لی اور دوسرے گروہ نے افراط کی اور اصل منشا نبوی کو یہ دونوں گروہ اس تفریط و افراط اور غلو کی وجہ سے چھوڑ بیٹھے ہیں۔

تفریط کا طریق موحدین نے اختیار کیا ہے۔ اس گروہ نے ہر ایک طبقہ کے مسلمان اور ہر ایک مرتبہ کی عقل کو اسقدر آزادی دیدی ہے جس سے دین کو بہت نقصان پہونچ رہا ہے اور درحقیقت اسی آزادی سے فرقہ نیچریہ بھی پیدا ہوگیا ہے جن کے دلوں میں کچھ بھی عظمت سیدنا نبی علیہ السلام اور خدا کے پاک کلام کی باقی نہیں رہی جس حالت میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لا یمسہ الا المطھرون اور ایسا ہی حدیث نبوی میں بھی ہے کہ تم دیکھ لیا کرو کہ اپنے دین کو کس سے لیتے ہو پس یہ کیونکر ہوسکے کہ ہر ایک شخص جسکو ایک کامل حصہ تقویٰ کا بھی حاصل نہیں اور نہ وہ بصیرت اسکو عطا کی گئی ہے جو پاک لوگوں کو دیجاتی ہے۔ وہ جسطرح چاہے قرآن کے معنی کرے اور جسطرح چاہے حدیث کے معنی کرے بلکہ وہ بلاشبہ ضلوا و اضلوا کا مصداق ہوگا۔ اگر یہی خدا تعالےٰ کا یہی منشا تھا کہ تمام لوگوں کو اسقدر آزادی دیجائے تو پھر انبیا علیہم السلام کے بھیجنے کی کچھ بھی ضرورت نہیں تھی بلکہ خدا تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے صرف آسمان سے بغیر توسط کسی انسان کے قرآن شریف نازل ہو سکتا تھا پس جبکہ یہ سلسلہ ہدایت الٰہی کا انسانی توسط سے شروع ہوا ہے۔ اور توسط اُن لوگوں کا جو خدا سے آنکھیں پاتے ہیں اور خدا سے دل پاتے ہیں اور خدا سے ہدایت پاتے ہیں پس اس سے سمجھ سکتے ہیں کہ یہ طریق قیامت تک جاری رہیگا اسی کیطرف اشارہ وہ حدیث کرتی ہے جسمیں فرمایا گیا ہے کہ ہر ایک صدی کے سر پر مجدد مبعوث ہوگا۔ اور اسی طرف یہ آیہ کریمہ اشارہ فرماتی ہے انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون یعنی خدا فرماتا ہے کہ میں اس دین کی محافظت اپنے ذمہ لی ہے۔ پس جبکہ خدا کے ذمہ اس دین کی محافظت ہے تو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ محافظت کے بارہ میں جو قدیم قانون خدا کا ہے اسی طریق و منہاج پر وہ دین اسلام کی محافظت کریگا و لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ اور وہ طریق مجددین و مصلحین ہے غرض موحدین نے توحد سے زیادہ بیقیدی اور آزادی کا راستہ کھولدیا ہے یعنی میں مشکوٰۃ یا بخاری یا مسلم چاہیے اور عربی خوانی کی استعداد۔ پھر ایسے شخص کو حسب رائے موحدین کسی امام کی ضرورت نہیں۔

اور فرقہ مقلدین اسقدر تقلید میں غرق ہیں کہ ان کی تقلید بت پرستی کے رنگ میں ہوگئی ہے۔ غیر معصوم لوگوں کے اقوال حضرت سیدنا رسول اللہ صلعم کے قول کے برابر سمجھے جاتے ہیں صدہا بدعات کو دین میں داخل کرلیا ہے۔ قرأۃ فاتحہ خلف الامام اور آمین بالجہر پر یوں چڑھتے ہیں جس طرح ہمارے ملک کے ہندو بانگ نماز پر۔ خوب جانتے ہیں کہ لا صلوٰۃ الا بالفاتحہ حدیث صحیح ہے اور قرآن کریم فاتحہ ہی سے شروع ہوا ہے مگر پھر اپنی ضد کو نہیں چھوڑتے پس اس بارہ میں فیصلہ یہ ہے کہ اہل بصیرت اور معرفت اور تقویٰ و طہارت کے قول و فعل کی اس حد تک تقلید ضروری ہے جب تک کہ بدیہی معلوم نہو کہ اس شخص نے عمداً یا سہواً قرآن اور احادیث صحیحہ نبویہ کو چھوڑ دیا ہے کیونکہ ہر ایک نظر دقائق دین تک پہونچ نہیں سکتی لا یمسہ الا المطھرون مطہر کا دامن پکڑنا ضروری ہے مگر شاہی یہ شرط ہے کہ وہ شخص جسکی ان شرطوں کے تقلید کیجاوے زندہ ہوتا معضلات دین جو حال کے موجودہ زمانہ کے موافق پیش آویں اس سے حل کرسکیں اسکی طرف اشارہ حدیث من لم یعرف امام زمانہ کرتی ہے۔ ہاں جس قدر آئمہ اربعہ رضی اللہ عنہم یا انکے شاگردوں نے دین میں کوشش کی ہے حتی المقدور ان کوششوں سے فائدہ اٹھانا چاہیے اور ان بزرگوں کے اجتہادات کو نیک ظن کے ساتھ دیکھنا چاہیے ان کا شکر کرنا چاہیے اور تعظیم اور نیکی کے ساتھ ان کو یاد

بقیہ مضمون سید رحیم احمد صاحب وزیر آبادی

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۳۴ جلد ۵

نمبر ۱۳۔ "اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا" (استثنا ۱۸: ۱۸) اور "جو کچھ میں اسے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا"۔ دیکھیے ویسا ہی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں خدائے عزوجل فرماتا ہے ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی۔ ترجمہ وہ نہیں بولتا ہے اپنے نفس کی خواہش سے بلکہ وہ وحی ہے جو خدا کی طرف سے آئی۔ غور سے قرآن شریف کو دیکھیے کہ اس میں سوائے خدا کے کوئی متکلم نہیں "جو کچھ میں اسے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا"۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے بلغ ما انزل الیک پہونچا دے جو کچھ تیری طرف اتارا گیا۔ اور اس کی تصدیق خدا نے اس طرح فرمائی۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کمال کو پہونچایا اور اپنا فضل و نعمت تم پر تمام کیا اور راضی ہوا میں تمہارے لیے دین اسلام سے۔ اور فرمایا و تمت کلمت ربک صدقا و عدلا اور تیرے رب کی بات پوری ہوئی راستی اور انصاف کے رو سے۔ بخلاف اس کے مسیح فرماتے ہیں (یوحنا ۱۶: ۱۲ و ۱۳) میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمھیں کہوں۔ پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے تو تمھیں ساری سچائی کی راہ بتائیگی اس لیے کہ وہ اپنی نہ کہے گی لیکن جو کچھ سنے گی سو کہے گی اور تمھیں آیندہ کی خبریں دیگی۔" پس اس آیت سے بھی ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں نہ کہ مسیح

نمبر ۱۴۔ (استثنا ۱۸: ۱۹۔) "ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنھیں وہ میرا نام لیکے کہے گا نہ سنیگا تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا"۔ اب یہاں ظاہر ہے کہ اس مواخذہ سے مواخذہ دنیاوی مراد ہے کیونکہ آخرت کا مواخذہ تو ہر نبی کی نافرمانوں کے لیے عام ہے دوسرے موسیٰ کی مماثلت کے لیے چاہیے کہ موسیٰ کے نافرمانوں کی طرح اس نبی کے نافرمانوں سے بھی دنیاوی مواخذہ کیا جاوے۔ تو آپ ہی دیکھیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں سے کیسا کیسا بدلا لیا گیا اور وہ کیسے نابود کیے گئے اور جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا لھم فی الدنیا خزی و لھم فی الاخرۃ عذاب الیم دنیا میں بھی ان کے لیے خرابی ہے اور آخرت میں بھی عذاب سخت ہے۔ بخلاف عیسیٰ علیہ السلام کے کہ یہودیوں نے انھیں مار ڈالا بقول عیسائیوں کے اور ان کا ایک بال بھی بیکا نہ ہوا اور ایک مماثلت بھی یہاں ثابت ہوتی ہے کہ جب خدا نے موسیٰ علیہ السلام کے دشمن فرعون کو ہلاک کیا تو خدا کی حمد گائی گئی (خروج ۱۵: ۱) اسی طرح جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کا فرعون جو فرعون سے بھی کہیں بڑھکر مخالفت پر کھڑا ہوا تھا جنگ بدر میں تھا تب ہی ذلیل و خوار ہوکر مارا گیا کیوں؟ اس لیے کہ اس نے مثیل موسیٰ کی نہ سنی۔ تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی حمد ہے کہ اس امت کا فرعون مقتول ہوا۔ وہ کون تھا؟ ابوجہل۔

(باقی آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

پبلک ٹاک

برادرم بابو محمد بخش صاحب ہیڈ کلرک نہر کڑیالہ لڑکے بیٹے کا نام جس کے پیدا ہونے کی خبر الحکم کے کسی گذشتہ اشاعت میں درج کی تھی حضور اقدس امام علیہ الصلوۃ والسلام نے محمد صدیق رکھا ہے۔ خدا اس مولود کو مسعود اور صدق و صفا کا مرتبہ عطا کرے آمین

سید محمد خلیل الحسن صاحب ضلع مونگھیر سے حضرت اقدس مسیح موعود امام علیہ السلام سے خط و کتابت کرنے کے لیے حضور کا پتہ دریافت کرتے ہیں حضرت اقدس بفضلہ تعالے اسقدر شہرت یافتہ ہیں کہ اگر مسیح موعود بمقام قادیان بھی لکھا ہو تو خط پہونچ سکتا ہے بہت سے خطوط کے لفافوں پر صرف مسیح ہی لکھا ہوا ہوتا ہے اور قادیان نہیں ہوتا تب بھی وہ خطوط سیدھے پہونچ جاتے ہیں۔ مگر ہم مزید اطمینان کے لیے لکھتے ہیں کہ عام خطوط پر حضرت اقدس کا پتہ اس طرح سے لکھنا چاہیے۔

قادیان۔ ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ ملک پنجاب۔

حضرت اقدس میرزا غلام صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود۔

اکثر احباب ڈاکٹر رحمت علی صاحب کا پتہ پوچھتے ہیں کوئی مستقل پتہ ہم نہیں بتا سکتے ڈاکٹر صاحب نے آسن سول ریلوے سٹیشن سے ہمیں خط لکھا ہے کلکتہ پہونچکر غالباً کوئی مستقل پتہ وہ دے سکیں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت اقدس مع جمیع ممبران خاندان بفضلہ تعالے تندرست ہیں۔ اور خطبہ الہامیہ کا حاشیہ لکھ رہے ہیں، جس قسم کے معارف اور حقائق آپنے دعوی کی حقیت اور صداقت پر اس خطبہ میں لکھے جا رہے ہیں ان کی نظیر پہلی کتابوں میں نہ ملے گی، کل تائیدی ثبوت قرآن کریم سے دیے جا رہے ہیں اللھم اید امامنا و انصر امامنا

۲۔ دارالامان میں اس ہفتہ میں پشاور سے مولوی غلام حسن صاحب سب رجسٹرار اور منشی دہقان علی صاحب

ہوشیار پور سے منشی عبد الحکیم صاحب پٹیالہ سے منشی عبد الحق صاحب لودہیانہ سے میاں شہاب الدین صاحب اور سیالکوٹ سے چودھری مولا بخش صاحب ریو نیو کلرک اور منشی کریم الدین صاحب مدرس لاہور سے ڈاکٹر نور احمد صاحب اور جہلم سے مولانا مولوی برہان الدین صاحب مراد آباد سے مولوی عنایت اللہ صاحب تشریف لائے اور مولوی جان محمد صاحب ہیڈ ماسٹر ڈسکہ کئی دن تک حضرت کی صحبت میں رہ کر واپس چلے گئے۔

۳۔ حضرت اقدس جمعہ کے سوا باقی ایام ہفتہ میں برابر سیر کو تشریف لے جاتے ہیں راہ میں سید امیر علی شاہ صاحب ملہم سیالکوٹی کی ڈائری سنتے ہیں جن کے نام سے ہمارے ناظرین واقف ہیں اور انھیں معلوم ہے کہ ہر روز آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے اور حضرت اقدس کی تائید اور تصدیق ہوتی ہے سید صاحب کے یہ تمام واقعات ایک رسالہ کی صورت میں شائع ہونے کی تجویز کی گئی ہے جس کا اعلان الحکم میں ہو چکا ہے اس رسالہ کا نام واقعات خیر تجویز فرمایا ہے۔

عموماً سیر میں ان کشوف اور رویا کا ذکر ہوتا ہے حضرت اقدس نے ان کشوف کی بنا پر ... فرمایا کہ شاہ صاحب کو تو ایسے ہمارے تصدیق کے زنجیر پڑے ہوئے ہیں اور خدا کرے کہ اس قسم کے زنجیر سب کو پڑیں! ہم حلفاً کہہ سکتے ہیں کہ انکا خاتمہ اسی ایمان پر ہوگا۔ غرض ان کشوف اور رویا پر بہت بڑی توجہ ہے اور ادھر حضرت اقدس کی اس توجہ پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور بڑی مسرت کا اظہار ہوتا ہے جیسا شاہ صاحب کے تازہ کشوف سے معلوم ہوتا ہے۔

۴۔ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۱ء کی صبح کو مولوی عبد الکریم صاحب نے طلبا مدرسہ تعلیم الاسلام کو ایک عام جلسہ میں جو وعظ کے لیے ہر پیر کو مدرسہ میں منعقد ہوتا ہے، خطاب کر کے یا

ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون

پر ایک لطیف وعظ فرمایا۔ جس میں انسان کی اس دنیا میں آنے کی علت غائی اور اس مقصد سے کو روکنے والے محرکات اور جذبات کی تصویر مثال کے ذریعہ کھینچکر دکھائی اور بتایا کہ جسقدر انسان پاکیزگی اور روحانیت میں ترقی کرتا جاتا ہے اللہ اس میں بالغ ہوتا جاتا ہے اسی قدر یہ محرکات کم ہوتی جاتی ہیں۔ عبادت کے اصل مفہوم پر لطیف تقریر فرمائی جسکو ہم اس مقام پر افسوس ہے درج نہیں کر سکتے۔

۵۔ مولوی محمد حسین صاحب اول مدرس عربی و فارسی کے امرتسر چلے جانے کی وجہ سے اُن کی جگہ مولوی عبید اللہ صاحب کشمیری جو حضرت اقدس کے ارشاد سے کشمیر میں تبلیغ کے لیے گئے ہوئے ہیں مقرر ہوئے۔

نئی تالیفات

۱۔ **خطبہ الہامیہ** کا حاشیہ حسب اطلاع سابق ابھی طبع ہو رہا ہے تاریخ اشاعت کی صحیح اطلاع سردست نہیں دے سکتے۔

۲۔ کارخانہ اخبار الحکم میں ایک جدید **قاعدہ** بچوں کو آسانی کے ساتھ قرآن پڑھانے کے متعلق طبع کیا گیا ہے جو اگلی اشاعت تک بالکل تیار ہو جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہ وہ قاعدہ ہے جس پر حضرت صاحبزادہ شریف احمد صاحب حضرت اقدس کے تیسرے صاحبزادہ کو چھ مہینے میں پورا قرآن شریف پڑھا دینے میں تجربہ کیا گیا ہے۔ یہ قاعدہ لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے از بس مفید ہے۔

۳۔ ازالہ اوہام چونکہ بالکل ختم ہو گیا ہے اس لیے اس کے طبع ثانی کا انتظام کیا گیا ہے۔ چونکہ اس کتاب کی طبع پر بہت خرچ آئے گا اس لیے سردست صرف ۲۵۰ جلدیں طبع ہوں گی جو صاحب لینا چاہیں جلد اطلاع دیدیں۔

۴۔ قصائد عربیہ کا مجموعہ معہ ترجمہ مدرسہ کی مینیجنگ کمیٹی طبع کر رہی ہے

الحکم کے متعلق

اس ہفتہ میں منشی احمد بخش صاحب محرر کوٹھہ پٹیالہ نے ایک جدید خریدار کے لیے الحکم کا کل فائل طلب کیا۔ اور وہ شخص اپنی درخواستوں پر خریدار ہوئے ہم اپنے معاونوں سے اُمید رکھتے ہیں کہ وہ ہماری معروضات پر پورا خیال کریں گے اور بہت جلد ہم کو تالم توسیع اشاعت الحکم کے اجرا کا موقع دیں گے۔ الحکم کی مزید بہتری اور خوبی اسکی کثرت اشاعت پر موقوف ہے اور وہ خریداروں کی ہمت وسعی پر خدا کرے ہر ایک خریدار بجائے خود اس امر کو سوچے

۲۔ عام اطلاع کی خاطر لکھا جاتا ہے کہ اس سال کی اب صرف ایک ہی سہ ماہی باقی رہ گئی ہے اس لیے جن خریداروں کے ذمہ الحکم کا بقایا موجود ہے اس کا وصول ہو جانا اب از بس ضروری ہے اس لیے اگلی اشاعت سے ہم بقایا داروں کے نام وی پی بھیجکر بقایا وصول کریں گے۔ اب کسی صاحب کو واپس کرنے کا عذر باقی نہیں رہا اگر کسی کے حساب میں کوئی امر قابل غور ہو تو وہ وی پی پیکٹ کو امانت میں رکھکر دس دن یا اس سے بھی زیادہ ایام میں صاف کر سکتے ہیں۔ یہ اطلاع ہی آیندہ کے لیے کافی سمجھی جاوے گی کسی علحدہ کارڈ کے ذریعہ اطلاع نہیں دی جاوے گی۔ اس سے پہلے جو لوگ وی پی واپس کر چکے ہیں حرجانہ وی پی اُن کے حساب میں درج کیا گیا ہے آیندہ وی پی میں وہ حرجانہ

مختلف واقعات

دخانی کارخانجات۔ ہندوستان میں آٹھ ہزار چھ سو ترانوے دخانی کارخانے جاری ہیں جن میں چھ لاکھ ساٹھ ہزار آدمی کام کرتے ہیں

روس میں قحط۔ روس میں پانچ لاکھ مربع میلوں میں قحط کی بہت سخت شکایت ہے۔ اس رقبہ میں ریلوے تو ہے۔ مگر قافلوں کی گذر کے قابل سڑکیں موجود نہیں ہیں لہذا قحط زدوں کو امداد پہونچنا مشکل ہے۔

مروجہ زبان۔ جزائر فلپائن میں فی الحال پانچ سال کے واسطے سرکاری عدالتوں کی زبان ہسپانی قرار دی گئی ہے۔ فی الفور انگریزی زبان کو مروج کرنا قرین مصلحت نہیں خیال کیا گیا

معذرت چینی وزیر نے جاپان میں بھی حاضر ہو کر معذرت پیش کی جس سے گذشتہ کدورتیں دور کرنی مدنظر ہیں۔

ولیعہد مصر کی تولید خدیو مصر کی بیگم صاحبہ آجکل قسطنطنیہ میں ہیں جہاں ولیعہد مصر تولد ہوئے ہیں۔

ڈاکو کی گرفتاری بمبئی کا مشہور ڈاکو مسمی مالبہ ولد پالبہ المعروف راجہ پرتاب پور واقعہ ضلع خاندیش میں پکڑا گیا۔

تعلیمی اصلاح۔ ٹراونکور میں تعلیمی اصلاحیں کی گئی ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ طلبا گیارہ سالوں کی پڑھائی کے بعد امتحان انٹرنس میں داخل ہو سکیں گے اور تعلیم بذریعہ دیسی زبان دی جاوے گی۔

مقدمہ بلوہ گیا کے مقدمہ بلوہ میں جن ہمیں ملزموں کو عمر کی قید ہوئی تھی ان میں سے چار ملزم بری ہوئے چار کی سزا کم کی گئی۔ اور صرف ایک کی سزا بحال رہی۔

افسوس ہندوستان میں پانچ برس سے لے کر نو برس کے عمر کی لاکھ سولہ ہزار سات سو اکسٹھ منکوحہ لڑکیاں ہیں جنمیں سے ایک لاکھ ستر ہزار بیوگان ہیں

اپناٹک علاج۔ فرانس میں بعض لوگوں نے مسمریزم اور اپناٹزم سے علاج کرنے کے مطب کھولے ہیں۔ علاج کے اس طریقہ میں بعض وقت حیرت انگیز کامیابی ہوئی ہے۔ قدرت کا ایک اسرار انسان پر کھل گیا ہے۔ جس کی ایک نظیر یہ ہے کہ فرانس کے قصبہ بیوس اولکٹی میں ایک عورت چار سال سے مرض اعصاب میں مبتلا تھی جس کا اسکو بار بار دورہ ہوتا تھا حتی کہ ایک سال سے صاحب فراش ہو رہی تھی اور اسقدر نحیف اور لاغر ہو گئی تھی کہ اس کی شکل کو دیکھنے سے دہشت پیدا ہوتی تھی اور کھانا مطلق ہضم نہیں ہوتا تھا۔ آخر کار ڈاکٹر باریوڈکر جو اس فن میں طاق تھے طلب کیے گئے انھوں نے ایک چمکدار گولہ اس عورت کے ہاتھ میں دیا۔ اور جب اس پر خواب کی حالت طاری ہوئی تو اسکو حسب ذیل احکام دیے۔ "میڈم تو ایک سال سے بستر سے نہیں اٹھ سکتی۔ اور نہ ہی تمکو کھانا ہضم ہوتا ہے لیکن آج میں تمکو حکم دیتا ہوں کہ دس منٹ کے اندر بستر سے اٹھکے نیچے جاؤ۔ نیا لباس پہنو۔ اور اپنے گھر والوں کے ساتھ بیٹھکر کھانا کھاؤ۔ اور کھانے کو ہضم کرو۔ تمہارا معدہ اسکو قبول کریگا تمہاری ہمشیرہ تمہارے ساتھ ملاقات کرنا چاہتی ہے۔ ریل پر سوار ہوکر اسکو ملنے جاؤ۔ اور اسٹیشن کو جاتے ہوئے راستہ میں مجھے ملتے جاؤ"۔ یہ کہکر ڈاکٹر اور مریضہ کا شوہر باہر چلے گئے اور عورت پانچ منٹ کے بعد بستر علالت سے اٹھی اور دس منٹ میں بغیر کسی سہارے کے بالاخانہ سے نیچے اتری۔ اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ کھانے میں شریک ہوئی اور پھر ریل پر سوار ہو کر اپنی ہمشیرہ کو ملنے گئی۔ اس کے بعد ڈاکٹر نے چوبیس مرتبہ مریضہ پر یہ عمل کیا اور وہ بالکل تندرست ہو گئی۔

رسیدی ٹکٹ۔ ہندوستان کے تجارتی حلقوں میں اسبات پر زور دیا جاتا ہے کہ آیندہ رسیدوں پر ڈاک کے ٹکٹ چسپاں کرنے کی اجازت ملنی چاہیے۔ جو ہر جگہ بآسانی دستیاب ہو سکتے ہیں۔

دیاسلائیاں اسوقت چار ملک ہندوستان کو دیاسلائیاں بہم پہونچاتے ہیں۔ یہ جاپان سویڈن۔ بلجیم۔ اسٹریٹ سیٹلمنٹ ہیں جاپان سے دس لاکھ سے لیکر چودہ لاکھ روپیہ کی۔ اور اسٹریٹ سیٹلمنٹ سے دس لاکھ روپیہ کی ڈبیاں آتی ہیں۔

کھجوروں کی کاشت مسٹر سڈنی پریسٹن چیف انجنیر پنجاب نے اس صوبہ کے مختلف نہاری حصوں میں عمدہ کھجوروں کے درخت لگانے کا تجربہ کیا ہے۔ مگر نتیجہ اطمینان بخش ثابت نہیں ہوا۔ کیونکہ پھل پکنے سے پہلے ہی گر پڑتا ہے۔ نہر سرہند پر یہ درخت خوب پھولے ہیں۔ اور خوش نما دکھائی دیتے ہیں۔

معدنی پیداوار پنجاب کی رپورٹ معدنیات سے واضح ہوتا ہے کہ اضلاع جہلم اور راولپنڈی میں سونا تھوڑی سی مقدار میں ملتا ہے۔ لوہا۔ ضلع شملہ میں پایا جاتا ہے پچھلے سال مٹی کا تیل اضلاع راولپنڈی اور بنوں کی کانوں سے گیارہ سو چار گیلن نکالا ضلع جہلم میں کوئلہ کی تین کانوں میں سے ایک کان واقع بہالن۔ والا بند کی گئی۔

سزائے قصاص گورہ فوج کے ایک سپاہی مسمی ڈرمنڈ کو اپنے ایک ساتھی مسمی ڈیوان کارپول کو ہلاک کرنے کے جرم میں ہائی کورٹ الہ آباد نے پھانسی کی سزا دی۔

اخبارات کو آزادی شہنشاہ روس نے ایک فرمان جاری کیا ہے جسکی رو سے اخبارات کو بہت پابندیوں سے رہائی دیگئی ہے جو شاہ الگزنڈر دوم کی ہلاکت کے وقت اُنپر عاید کی گئی تھیں۔ یہ ایک بہت

شمس الدین

بھاری ترقی ہے جس کی اس ملک میں بہت ضرورت تھی۔

وزارت میں تبدیلی۔ ایک فرانسیسی اخبار نے مشہور کیا ہے کہ ٹرکش وزیر اعظم رفعت پاشا نے بوجہ پیرانہ سالی دو دفعہ سلطان المعظم کی خدمت میں استعفا بھیجا تھا جو دونوں دفعہ نامنظور ہوا تھا۔ تاہم خیال ہے کہ ٹرکش وزارت میں عنقریب انقلاب پیدا ہونے والا ہے

چندہ حجاز ریلوے۔ حضور نظام بوجہ طاعون حسب معمول اپنے خرچ سے حاجیوں کو حج کے واسطے روانہ نکر سکے اسطرح جو رقم ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ کی بچی وہ حجاز ریلوے کی فنڈ میں شامل کرنے کے واسطے چیف کمیٹی کے پاس بھیجی گئی ہے

جنوبی افریقہ کے مسلمانوں کی درخواست
ارجنٹائن واقعہ جنوبی افریقہ کے ترکوں نے سلطنت عثمانیہ سے درخواست کی ہے کہ ان کے مفاد کے واسطے اس علاقہ میں ایک ٹرکش کونسل مقرر کی جائے۔

امیر صاحب کا وظیفہ۔ امیر صاحب کابل کو جو چھبیس لاکھ سالانہ وظیفہ برٹش گورنمنٹ سے ملتا ہے۔ اس کی نسبت اخبار انگلش مین لکھتا ہے کہ ہز ہائنس اس رقم کو ہمیشہ ہندوستان میں رہنے دیتے ہیں اور جو سامان ہندوستان یا ولایت سے خرید کرتے ہیں اس میں خرچ کیا جاتا ہے چنانچہ یکم اپریل سے لیکر اسوقت تک چودہ لاکھ کے چک وصول ہو چکے ہیں اب کوئی بہت بڑی رقم باقی جمع نہیں رہی

چینیوں کی حماقت رسالہ انڈین میڈیکل گزٹ میں میجر ٹامسن صاحب لکھتے ہیں کہ جب یہ پیکن کے شفاخانہ میں انچارج تھے ایک قلی ہسپتال میں لایا گیا جس کا پاؤں ایک بہت بھاری شہتیر کے گرنے سے کچل گیا تھا۔ اور وہ عملی جراحی سے بڑی کامیابی کے ساتھ کاٹا گیا تھا۔ اور مریض کو بہت جلد آرام ہو رہا تھا اور عنقریب ہسپتال سے نکلنے کو تھا کہ ایک دن اتفاق سے اس کی ماں ہسپتال میں گئی اور اسکو ایسا کھانا کھلا گئی کہ یہ بیچارہ چند منٹوں میں چل بسا۔ بچا ہوا کھانا کتے کے آگے پھینکا گیا وہ بھی وہیں چت ہوا۔ جس سے قیاس پیدا ہوا کہ کھانے میں سنکھیا ملایا گیا ہوگا۔ اور جب تحقیقات کی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ اپنے بیٹے کو اس لیے ہلاک کر گئی کہ چینیوں کے عقیدہ کے مطابق لنگڑے آدمی بہشت میں نہیں جا سکتے

خدا کی قدرت پچھلے دنوں ہانگ کانگ میں آتشزدگی سے بہت جانیں ضائع ہوئی تھیں اور چند مکان منہدم اور مسمار کرنے پڑے تھے آخر کئی روز تک ملبہ صاف ہوتا رہا تو نیچے سے ایک چینی لڑکا برآمد ہوا جو درزیوں کے کارخانہ میں کام سیکھا تھا۔ یہ پانچ دن اور رات مٹی میں دبا رہا اور اسکو مطلق کوئی چوٹ نہیں لگی تھی اور مارے بھوک کے سخت بیتاب تھا۔ مگر جان نہ نکلی۔ حالانکہ اس سے کچھ فاصلہ پر چند لاشیں پڑی تھیں جن کی بدبو سے کلیجہ منہ کو آتا تھا اور پاس ہی ایک گیس پائپ کے پھٹنے سے دم بند کرنے والی بھاپ نکل رہی تھی

روانگی افریقہ نعلبندیوں اور سلوتریوں کا دوسرا دستہ حال میں بمبئی سے جنوبی افریقہ کو روانہ ہوا۔ نوشہرہ جہاز میں جو اُن کو لیگیا ہے ایک کوٹ دفعدار آٹھ وٹرنری اسسٹنٹ نئیس سوار سلوتری اور پچیس شاگرد پیشہ نعلبند سوار تھے۔

چاقو رکھنے کی ممانعت آسٹریا میں چاقو لے کر باہر نکلنا قانوناً منع ہے تمام شراب خانوں کے چاقو گند کردیئے جاتے ہیں تاکہ کوئی بحالت نشہ اسنے نقصان نہ پہونچا سکے

تمباکو کی پیداوار دنیا میں نوے لاکھ ایکڑ زمین پر تمباکو بویا جاتا ہے جس سے ہر سال ساڑھے آٹھ لاکھ ٹن تمباکو پیدا ہوتا ہے۔

توبہ۔ نیوجرسی میں ایک درزی کا ساڑھے تین سالہ بچہ ایک من سینتیس سیر وزن میں ہے۔

نئی تحقیقات بیاہے ہوئے لوگ بہ نسبت کنواروں کے زیادہ مجرم پائے جائیں گے۔

سمجھدار کتا ولایت کے ٹنڈارڈ بٹس کے نامہ نگار کا کتا نہایت ہی سمجھدار ہے یہ ہر ہفتہ اپنے مالک کے مضمون دفتر ٹٹ بٹس میں پہونچاتا ہے اور اخبار مذکور کی کاپی منہ میں دبا کر پھر مالک کے پاس لیجایا کرتا ہے۔ اور جب دفتر والے دل لگی سے کوئی دوسرا اخبار اُس کے منہ میں دیتے ہیں تو یہ پھینک کر اُنھیں بھونکتا ہے۔

شاہی محل شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کے حسب ذیل شاہی محل ہیں بکنگھم پیلس سینٹ جیمس پیلس۔ ونڈسر کیسل۔ ہمپٹن پیلس۔ آسبورن ہیڈ سلمر کیسل اور ہولی روڈ پیلس۔

عظیم کارخانہ شکر فیلیڈلفیا واقعہ امریکہ میں ایک کمپنی مسٹر کلاس اسپرکلس نے کارخانہ شکر قائم کیا ہوا ہے جس میں دو ہزار سے زیادہ آدمی کام کرتے ہیں

شملہ سے اُترائی حضور ویسرائے ۲۸۔ اکتوبر کو شملہ سے رخصت فرما ہوکر ۱۴ دسمبر کو رونق افروز کلکتہ ہوں گے۔

سرقہ کا پتہ لکھنؤ اور امرتسر کے مابین کئی پارسلوں کی چوری کا پتہ مل گیا ہے۔ اودھ روہیلکھنڈ ریلوے کا ایک ملازم گرفتار کیا گیا ہے جس نے لمبی چوڑی سازشوں کا سراغ بتایا ہو زیر بحث پارسلوں سے چاندی نکالی گئی تھی۔

شکر ہے ہانگ کانگ اور قسطنطنیہ طاعون سے پاک صاف قرار دیے گئے ہیں

یادگاری فنڈ سر جسٹس رینڈے کی یادگار کے واسطے بمبئی میں جو فنڈ جمع ہو رہا ہے اب اس کی تعداد دس ہزار روپیہ سے بڑھ گئی ہے۔

رجسٹرڈ ایل ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

قیمت پیشگی سالانہ عوام سے ۵ر خواص اور معاونین سے ۱۰ر ہندوستان سے باہر ۶ر

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہار قادیان ہینی
دو ہینی شفا ہینی غرض دار الامان ہینی

نمبر ۳۶ | دار الامن والامان قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات
حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۳۵ جلد ۵

یہ محویت اور فنا اس قسم اور رنگ کی ہے جیسے ماں کو اپنے بچہ کے ساتھ محبت کے رنگ میں ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر تھوڑی دیر تک بچہ ماں کو نہ ملے تو اس کا دل اندر ہی اندر بیٹھا جاتا ہے اور ایک اضطراب اور گھبراہٹ محسوس کرتی ہے اور جوں جوں اس میں توقف اور دیر ہوتی جاتی ہے اسی قدر اس کا اضطراب بڑھتا جاتا ہے اور اسے بیہوش کر دیتا ہے اب یہ اس کی فنا اس کے وجود سے بڑھکر ہے مگر وجودی نے فنا میں ایک وجود قائم کیا ہے۔

غرض

ان بزرگوں کے منہ سے جو الفاظ اس قسم کے نکلے ہیں جنکو وجودیوں نے اپنی تائید میں پیش کیا ہے وہ اسی قسم کی محویت اور عشق و محبت کی غلبہ تامہ کا نتیجہ ہیں جسکو ان لوگوں نے اپنی کمی فہم کے باعث کچھ کا کچھ بنا لیا ہے۔ ان کو یہ معلوم نہیں ہے کہ جب عشق و محبت جوش مارتے ہیں تو اس کے عجیب عجیب اثر ظاہر ہوتے ہیں یہانتک کہ یہ اپنے آپ سے بالکل الگ ہوتا ہے استیلا محبت میں اپنا وجود دکھائی دیتا ہی نہیں اور یہی سمجھ میں آتا ہے کہ میں کچھ بھی نہیں اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک لوہے کے ٹکڑہ کو آگ میں ڈال دیا جاوے یہاں تک کہ وہ سرخ انگار کی طرح ہو جاوے اس حالت میں ایک دیکھنے والا لوہے کا ٹکڑا قرار نہیں دے گا بلکہ وہ اس کو آگ ہی کا ایک انگارا سمجھے گا اور وہ بظاہر ہوتا بھی آگ ہی ہے اس سے جلا بھی سکتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں وہ لوہا ہی ہوتا ہے۔

اسی طرح پر

آتش محبت اپنے عجائبات دکھاتی ہے۔ نادان ان عجائبات کو دیکھکر بجائے اس کے کہ ان پر غور کرے اور ان سے کوئی مفید نتیجہ حاصل کرے ایک خیالی اثر اپنے دل پر قائم کر لیتا ہے۔ اور اسی لیے یہ مشکلات ہیں کہ ہر شخص جس مذہب میں اپنی عمر کا ایک حصہ گذارتا ہے وہ اسکو چھوڑنا نہیں چاہتا مگر یہ بڑی بھاری غلطی ہے جہاں اور غلطیوں اور کمزوریوں کا مواخذہ ہوگا وہاں اس کا بھی مواخذہ ضرور ہوگا کیونکہ خدا تعالےٰ نے صاف طور پر فرما دیا ہے۔

لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ

پھر منم خدا والا کیونکر کہہ سکتا ہے کہ مجھے واقعی یقین آگیا ہے وہ اپنے اندر کونسے خواص ربانی اور صفات ربانی محسوس کرتا ہے جو یہ فضول دعوی کر بیٹھتا ہے۔ جب قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا اور حوائج انسانی کی زنجیر میں پابند اور جکڑا ہوا ہے پھر اسے کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ منم خدا کہے اور کہے کہ ہاں مجھے اپنے خدا ہونے پر یقین ہو گیا ہے اگر وہ ایسا کہے تو دوسرا اسکو دیکھنے والا کہہ سکتا ہے کہ تو کیوں فضول اتنی شیخی مارتا ہے

اپنی عاجزی اور فرومائگی کو دیکھو

قرآن شریف میں خالق اور مخلوق میں صریح امتیاز رکھا ہوا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے قرآن شریف کو شروع کیا گیا ہے اور پھر مرنے کے بعد بھی ایک مرحلہ رکھا ہوا ہے انسان جب خود اپنے حالات اور صفات کو ہی جان نہیں سکتا اور سمجھ نہیں سکتا پھر یہ خدا کیسے بن سکتا ہے۔

اسکے علم کا محدود اور ناقص ہونا ہی

اس کے مخلوق اور بندہ ہونے کی دلیل ہے اگر یہ غور کرے۔

غرض

یہ بڑا گند ہے اور لوگ جو اس مسئلہ **وحدت وجود** کو مانتے ہیں بڑے گستاخ اور متکبر ہوتے ہیں اپنی غلطیوں کو نہیں چھوڑتے اور اور غلطیوں کو چھوڑیں کیونکر جبکہ وہ اپنے آپ کو معاذ اللہ **خدا** سمجھتے ہیں + اگر خدا اور بندہ میں فرق کریں تو انکو اپنی غلطیوں کی حقیقت پر اطلاع ملے۔ وہ اپنی طفلانہ خیالات پر خوش ہیں اس لیے قرآن شریف کے حقائق سے ان کو کوئی خبر نہیں ہو سکتی۔ یہ بہت بڑی خرابی ہے اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ خرابی کب سے پیدا ہوئی کہ۔ میرے نزدیک سارے **گدی نشینوں** میں کوئی کم ہوگا جس کا یہ مذہب نہ ہو اور انھوں نے بزرگان دین کے ان اقوال کو جو انھوں نے استیلائے محبت اور جوش عشق میں فرمائے تھے فلسفہ بنا دیا ہے اس میں **فنا نظری** اور **وجودی** کے مذہب میں فرق یہ ہے کہ اول الذکر فلسفہ نہیں رکھتا وہ استیلائے عشق رکھتا ہے اور دوسرا فیلسوف بنتا ہے یہ خدا کا دشمن اور منکر ہے اور اسکو خدا سے محبت نہیں کیونکہ

جیسے فلسفی مردہ کو چیر تو سکتا ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ مردہ کو کھا ہی لے اسی طرح پر وحدت وجود کا قائل خدا تو بنتا ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسکو خدا سے محبت بھی ہے

جس کسی نے بندر یا کتے کی تشریح دیکھی ہے اس کے لیے کب لازم آتا ہے کہ اس سے تعلق بھی ہو۔ یہ ویسے ہی مدعی ہیں فیلسوف بنے ہوئے ہیں مگر انھوں نے ثابت نہیں کیا کہ خدا سے ان کا کوئی تعلق بھی ہے۔ اکابر کا وہ طبقہ جنھوں نے آگے قدم بڑھایا ہے وہ مقبول بھی ہوگئے ہیں۔ اسلیے کہ ان پر خدا تعالیٰ کی محبت اور عشق غالب آگیا تھا وہ قرآن شریف پر ایمان لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے دریا میں تیرتے تھے **اسلام** ان کا مذہب تھا اس لیے اُن سے خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ کرشمے اور عجائبات ظاہر ہوئے . . . .

. . . . . . حقیقت یہی ہے کہ جب بندہ اپنے خالق کے ساتھ محبت وعشق میں ایک شدید تعلق پیدا کر لیتا ہے اسوقت اسے خدا تعالیٰ اپنی صفات سے ایک حظ عطا کرتا ہے۔ کیونکہ خدا نے انسان کو اپنا خلیفہ بنایا ہے۔

غرض یہ غلطیاں تو ان لوگوں کی ہیں جو خدا بنے ہیں اور انھوں نے اسلام کو سخت گزند پہنچایا ہے مخالفوں نے انکے اقوال کو لیکر اسلام پر اعتراض کیے ہیں۔ پھر **دوسرا فتنہ** اُن لوگوں کا ہے جو اپنے آپ کو **موحد** کہتے ہیں انھوں نے الفاظ پرستی کے سوا کچھ حاصل نہیں کیا۔ لاہور میں ایک شخص سے بحث ہوئی عبد الحکیم اُس کا نام تھا * اُس نے صاف کہدیا کہ حضرت عمر بھی **محدث** نہ تھے اور حدیث کے معنے یہ کیے کہ اگر محدث ہوتا تو عمر ہوتا +

یہ ترجمہ کر کے اس نے خدا پر الزام لگایا کہ اس نے اس اُمت کے گویا آنسو پونچھ دیے اور کچھ نہیں مگر میں پوچھتا ہوں کہ انکو اتنی سمجھ نہیں کہ کیا اس کرتوت پر وہ اس اُمت کو خیر الامم قرار دیتے ہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک شخص بھی ایسا نہ ہوا جسکو خدا تعالیٰ سے کلام کرنے کا شرف ملا ہو اور جو اسلام کی صداقت کے لیے ایک زندہ نمونہ ٹھہرتا۔ ان لوگوں نے عملی طور پر گویا مان لیا ہے کہ اب نہ کسی کا خدا سے تعلق ہے نہ مکالمہ الٰہیہ کا شرف کسی کو حاصل ہے دعاؤں کی قبولیت کا کوئی نشان موجود نہیں ہے پھر بنی اسرائیل کی تو عورتوں تک کو بھی خدا سے ہمکلام ہونے کا شرف ملتا تھا۔ کیا

اسلام میں کوئی مرد بنی اسرائیل کی عورتوں جیسا بھی نہیں ہے؟

اے اسلام کے نادان دوستو! ذرا غور تو کرو کہ اس سے اسلام پر کیسا حرف آتا ہے کیا خدا نے اسی واسطے اسلام کو تمھارے لیے پسند کیا تھا اور اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیا تھا کہ آیندہ قیامت تک کوئی نشان اسکی صداقت پر قائم نہ ہو اور زندگی کے نشان مٹائے جاتے مجھے بہت ہی افسوس ہوتا ہے جب ان لوگوں کے عقائد پر نظر کرتا ہوں ان میں بجز الفاظ کے اور کچھ نظر نہیں آتا اور جو کچھ انھوں نے مان رکھا ہے

نوٹ

* جب اس مولوی عبد الحکیم سے فروری ۱۸۹۲ء میں بمقام لاہور حضرت اقدس امام علیہ السلام کی بحث ہوئی تھی تو بفضلہ تعالیٰ خاکسار ایڈیٹر الحکم بھی اس بحث کے موقعہ پر شامل تھا یہ شخص آخر مباحثہ کے پرچے لیکر چلدیا اور پھر پہیائی سے ۱۸۹۴ء میں بمقام قادیان آیا ہر چند اسکو سمجھایا گیا مگر راہ پر نہ آیا اور بیہودہ بکواس کرنے لگا جب اسکو لاہور والا مباحثہ یاد دلایا اور اُن کاغذات کو لے کر بھاگ جانے کا الزام اُسکو دیا گیا تو پھر وعدہ کیا کہ میں اب وہ کاغذ طبع ہونے کی

بقیہ نوٹ

واسطے بھیجدوں گا ایک مہینہ کے اندر اندر ایڈیٹر الحکم کے پاس کاغذ مباحثہ پہونچ جائیں گے۔ اگر نہ بھیجوں تو مجھ کو کاذب سمجھا جاوے مگر اب ایک مہینہ چھوڑ ایک سال ختم ہونے کو آیا۔ آج تک اس نے وہ کاغذ نہ بھیجے۔ کاش اگر وہ کم بخت وہ پرچے بھیجدیتا تو حضرت اقدس کی تقریروں کو شائع کر سکتے۔ بہر حال یہ اس عبد الحکیم کا ذکر ہے۔ ایڈیٹر۔

اس سے مخالفوں کو بڑے بڑے اعتراض کرنے کا موقع ملا ہے چنانچہ مسیح کے متعلق ہی جو کچھ ان کے عقائد ہیں وہ پوشیدہ نہیں یہ لوگ مانتے ہیں کہ مسیح مردے زندہ کرتا تھا اور چڑیاں بھی بنایا کرتا تھا اور آج تک وہ آسمان پر بغیر کسی قسم کے زمانہ کے اثر ہونے کے بیٹھا ہوا ہے تو بتاؤ کہ اس کے خدا بنانے میں انھوں نے کیا باقی رکھا ہے۔ ایک موحد سے پوچھا کہ تم جو کہتے ہو کہ مسیح نے بھی کچھ جانور بنائے تھے اور وہ خدا کے بنائے ہوئے پرندوں میں مل جل گئے اب ہمیں کیونکر معلوم ہو کہ یہ جانور مسیح کا بنایا ہوا ہے اس نے کہا کہ کچھ گڑ بڑ ہو گئی ہے غرض اس قسم کے ان لوگوں کے عقائد ہیں ہاں چالاکی ایسے آئمہ اربعہ کو برا کہہ دیتے ہیں۔ مثلاً ایک امام کی بابت وہ الزام لگاتے ہیں کہ وہ بڑے مالدار تھے اور زکوٰۃ نہیں دیتے تھے آخر سال پر سارا مال بیوی کو دیدیتے تھے اور پھر اپنی طرف منتقل کر لیتے تھے اسطرح پر گویا اسکو زکوٰۃ کے اثر سے بچا لیتے تھے اس قسم کے بہت سے افترا کرتے ہیں۔ انھوں نے بجز خشک لفاظی کے اور کوئی فائدہ اسلام کو نہیں پہونچایا اپنے طریق عمل سے اسلام کو مردہ مذہب ثابت کرنا چاہتا ہے جبکہ یہ کہدیا کہ اب کوئی ایسا مرد نہیں ہے جسکے ساتھ زندہ نشانات اسلام کی تائید میں ہوں۔

افسوس ان لوگوں کی عقلوں کو کیا ہوا یہ کیوں نہیں سمجھتے کیا قرآن میں جو اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم کہا گیا تھا۔ یونہی ایک بے معنی اور بے مطلب بات تھی۔ اور نرا ایک قصہ ہی قصہ ہے؟ کیا وہ انعام کچھ نہ تھا خدا نے نرا دھوکا ہی دیا ہے؟ اور وہ اپنے سچے طالبوں اور معاونوں کو بدنصیب ہی رکھنا چاہتا ہے؟ کسقدر ظلم ہے اگر یہ خدا کی نسبت قرار دیا جاوے کہ وہ نری لفاظی ہی سے کام لیتا ہے۔

حقیقت یہ نہیں ہے یہ ان لوگوں کی اپنی خیالی باتیں ہیں قرآن شریف درحقیقت انسان کو ان مراتب اور اعلیٰ مدارج پر پہنچانا چاہتا ہے جو انعمت علیهم کے مصداق لوگوں کو دیے گئے تھے اور کوئی زمانہ ایسا نہیں ہوتا جب کہ خدا تعالیٰ کے کلام کے زندہ ثبوت موجود نہ ہوں۔ ہمارا یہ مذہب ہرگز نہیں ہے کہ آریوں کی طرح کوئی خدا کا پریمی اور بھگت کتنی ہی دعائیں کرے اور رو رو کر اپنی جان کھو دے اور اس کا کوئی نتیجہ نہ ہو **اسلام خشک مذہب نہیں ہے**۔ اسلام ہمیشہ ایک زندہ مذہب ہے اور اس کے نشانات اس کے ساتھ ہیں پیچھے رہے ہوئے نہیں ہیں۔ غرض یہ بھی ایک بدنصیب گروہ ہے یہ لوگ اپنا اصل مذہب نہیں بتاتے ہیں انکی خبر مشکل سے ہوتی ہے۔

رہے **حنفی** ان میں بدقسمتی سے اقوال مردودہ اور بدعات نے دخل پالیا ہے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ تو اعلیٰ درجہ کے متقی تھے مگر ان کے پیرو ومتبع جب روحانیت نہ رہی تو انھوں نے اور بدعتوں کو داخل کر لیا۔ اور تقلید میں انھوں نے یہانتک غلو کیا کہ ان لوگوں کے اقوال کو جنکی عصمت کا قرآن دعوی نہیں کرتا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال پر بھی فضیلت دیدی اور اپنے اغراض اور مقاصد کو مدنظر رکھکر امام صاحب کے اقوال کی جس طرح چاہا تاویل کر لی۔

لودھیانہ میں میں ایک دفعہ تھا تو نوابوں کے خاندان میں سے ایک شخص میرے پاس آیا۔ اور باتوں ہی باتوں میں انھوں نے کہا کہ میں پکا حنفی ہوں اور یہ بھی کہا کہ میرے چچا صاحب کو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی حسن عقیدت تھی یہاں تک کہ جب انھوں نے مالابدمنہ میں امام صاحب کا یہ قول دیکھا کہ صرف جو اور انگور اور درد اور یعنی چار قسم کی شراب حرام ہے تو انھوں نے ولایت کی شرابیں منگواکر اسی ہزار روپیہ کی شراب پی تا کہ امام صاحب کی سچی پیروی ہو جاوے

استغفر اللہ ثم استغفر اللہ۔

غرض اس قسم کی تاویلیں کر لیتے ہیں عام طور پر شکایت کی جاتی ہے کہ جس قسم کا فتویٰ کوئی چاہے ان سے لے لے۔

حلالہ کا مسئلہ بھی انھوں نے ہی نکالا ہے کہ اگر کوئی عورت کو طلاق دیدے تو پھر جائز طور پر رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی دوسرے سے نکاح کرے اور وہ پھر اسکو طلاق دے حالانکہ قرآن شریف میں کہیں اس کا پتہ نہیں ملتا اور احادیث میں حلالہ کرنے والے پر لعنت آئی ہے۔

پھر ایک اور فرقہ **شافعی** مذہب والوں کا ہے وہ تو وحشیوں کی سی زندگی بسر کرتے ہیں ان کے ہاں ایک مقولہ ہے **شافعی سب کچھ معاف**

یعنی نہ حلت وحرمت کی ضرورت ہے نہ کچھ اور چنانچہ ہمارے ملک میں خانہ بدوش لوگ جو پھرا کرتے ہیں یہ اپنے آپ کو شافعی کہتے ہیں ان کے اطوار اور چال چلن کو دیکھ لو۔

امرتسر میں ایک موحد رنڈی کی مسجد میں نماز پڑھایا کرتا تھا اس نے میرے پاس ذکر کیا کہ وہ ایک مرتبہ بمبئی چلا گیا اور اتفاق سے شافعیوں کی مسجد میں چلا گیا صبح کی نماز کا وقت تھا اس سے جب دریافت کیا تو اس نے کہدیا کہ میں شافعی ہوں اور جب انھوں نے اسکو نماز کے لیے امام بنایا اور اس نے شافعی مذہب کے موافق صبح کی نماز میں قنوت نہ پڑھی تو وہ لوگ بڑے ہی برافروختہ ہوئے۔ آخر بمشکل وہاں سے بچکر نکلا۔

العرض

مذہب اسلام میں اندرونی طور پر اپنے ایسے بہت سے فساد اور فتنے ہیں جنکی اصلاح کی ضرورت ہے

اور

بیرونی فسادوں کو آدمی دیکھے تو اور بھی حیران ہو جاتا ہے ایک پادریوں کے ہی فتنہ کو دیکھو تو گھبرا جاؤ۔

مختصر یہ کہ ان سارے فسادوں کا اجتماع بالبداہت بتا رہا ہے کہ اسوقت ایک آسمانی سلسلہ کی ضرورت ہے اور اگر خدا اسوقت کوئی سلسلہ قائم نہ کرتا تو پھر خدا پر اعتراض ہوتا۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ اس نے وقت پر ہماری دستگیری کی اور اس سلسلہ

مکتوب

حضرت امام آخر الزمان علیہ السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علے رسولہ الکریم

مجبی مکرمی اخویم سید مہدی حسن صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آنمحب کے گیارہ روپے مرسلہ پہونچے مینے اپنے لنگر خانہ کے لیے اس روپے کا آٹا لیکر اس طرح سے آپ کو اس کا ثواب پہونچایا کیونکہ جو ایک گروہ محتاجوں غریبوں حق کے طالبوں اور یتیموں اور بیوہ عورتوں کا اس لنگر خانہ سے تعلق رکھتا ہے اور روٹی کے محتاج ہیں اُن کی خبر گیری مقدم ہے۔ یہ آپ کی صدق دلی اور محبت اور اخلاص اور خدا ترسی کا تقاضا ہے جو اپنے ثواب کے موقعوں پر آپکو توجہ دلاتا ہے۔ ملاقات کے بعد جس فراست نے آپ کی نسبت رائے لگانے کا مجھے موقعہ دیا وہی فراست مجھے مجبور کرتی ہے کہ میں آپ کو جہاں تک مجھ سے ہو سکتا ہے اُن امور سے اطلاع دوں جن کے لیے میں مامور ہوں اور دنیا ان کو نہیں پہچانتی کیونکہ مینے خداداد فراست سے سعادت کے نقوش آپ کے چہرہ پر مطالعہ کیے ہیں اور میرا خیال ہے کہ آپ دینی معارف اور باریک باتوں کو بہت جلد سمجھ سکتے ہیں اور پھر اُن کی اشاعت کے لیے سعی اور کوشش کر سکتے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے اس زمانہ میں اپنے پاک دین کی اشاعت کے لیے ایک ارادہ فرمایا ہے جو نہایت عمیق حکمت پر مبنی ہے اور وہ یہ کہ دکھلایا جائے کہ یہ دین ایسا پاک اور کامل دین ہے کہ نہ تو خدا کے حقوق بیان کرنے میں کوئی کوتاہی اور نقصان اس میں پایا جاتا ہے اور نہ بنی نوع کے حقوق قرار دینے میں کوئی کسر اس میں ثابت ہوتی ہے۔ اور نہ اس دین کے منجانب اللہ ہونے میں کسی شبہ کی جگہ ہے خدا کے حقوق اگر پورے طور پر محفوظ کیے جائیں تو اسکا نتیجہ توحید اور اطاعت اور خدا کو سب پر مقدم کر لینا ہے اور بنی نوع کے حقوق کی اگر پورے طور پر رعایت کی جائے تو اس کا نتیجہ انصاف اور احسان اور رحم اور طبعی ہمدردی ہے جس میں کوئی بناوٹ نہ ہو۔ اب ہماری قوم کا یہ حال ہے کہ ان ہر دو قسم کے حقوق کو پامال کر رہے ہیں اور دین اسلام کو منجانب اللہ سمجھنا بھی محض عادت اور رسم کے طور پر ہے امیروں اور دولتمندوں کو دنیا کے خرخشوں سے فرصت نہیں جبتک قبر میں داخل نہ ہو جائیں گویا اُن کے نزدیک خدا کا نام لینا بھی خلاف تہذیب ہے اور جو کوادنی درجہ کے ہیں اُن کی ہمتیں نہایت پست ہیں۔ اور دنیا اور دین دونوں کھو بیٹھے ہیں۔ اور اکثر علما کی حالتیں بھی قابل شرم ہیں اور میں دن رات اس درد میں ہوں کہ کوئی مرد حقیقت کو سمجھے اور پھر دل و جان سے میرے ساتھ ہو اور چونکہ مینے آپکو دیکھا اور مجھے آپ کی صورت دیکھکر آپ پر نیک ظن پیدا ہوا اس لیے یہ میری خواہش ہے کہ جس طرح ہو سکے آپ اپنی زندگی کے دنوں میں سے کم سے کم دو ماہ تک میرے پاس رہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ اس روشنی کو اپنے جوہر قابل کی قوت سے بہت جلد دیکھ لیں گے اور پھر جوانمردی کے ساتھ اس آسمانی فلسفہ کو دنیا میں پھیلائیں گے بہت باتیں ہیں جو تحریر میں نہیں آ سکتیں میں انصار کا محتاج ہوں اور ہر ایک وقت میری روح میں سے مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ کی آواز نکل رہی ہے کیا تعجب کہ خدا آپکو میرے انصار میں سے بنا دے میری روح آپ کی نسبت انکار نہیں کرتی مقدمہ کے بگڑنے کی اطلاع ہوئی دعا بھی ایک ایسی چیز ہے کہ قدیم سے لوگ اس میں مختلف رائیں رکھتے رہے ہیں بعض قطعاً دعا کی تاثیرات سے منکر ہیں اور بعض ایسا سمجھتے ہیں کہ مقبولان آلہی کی علامت یہ ہے کہ جو دعا اُن کے منہ سے نکلی وہ فی الفور منظور ہو جائے مگر یہ دونوں گروہ غلطی پر ہیں اصل بات یہ ہے کہ دعا میں بڑی بڑی تاثیریں ہیں لیکن اسوقت کہ دعا کنندہ کو وقت ملا اور کامل درد پیدا ہو اور عقدہمت میسر آجائے اور یہ تو ہر ایک وقت عطا نہیں ہوتا

والسلام

ایضاً

مجبی مکرمی اخویم سید صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

عنایت نامہ پہونچا میرے امر میں جس قدر آنمحب کو تردد اور کشاکش درپیش ہے وہ بھی نیک فطرت اور سعادت مندی کی علامت ہے کیونکہ مومن جو انمرد کو قبل اسکے جو کسی امر میں کوئی فیصلہ کرے اپنے ہی مختلف خیالات سے ایک لڑائی کرنی پڑتی ہے مگر چونکہ اس کا سب کام نیک نیتی سے ہوتا ہے اسلیئے اس لڑائی میں خدا تعالےٰ خود اُسکو مدد دیتا ہے تب وہ خدا تعالیٰ سے قوت پاکر اور ایک آسمانی روشنی حاصل کرکے ایک صحیح صحیح فیصلہ کر لیتا ہے لیکن یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے انسان جسطرح رحم مادر میں تاریکی میں پرورش پاتا رہتا ہے اور جب تک اسکی پوری بناوٹ رحم میں نہ ہو جائے تب تک اس تاریکی سے نہیں نکلتا یہی سنت اللہ روحانی پرورش میں بھی ہے انسان روحانی طور پر خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے قدیم قانون کے موافق کچھ کچھ بنتا جاتا ہے مگر تاریکی بھی ساتھ ساتھ ہوتی ہے اور کبھی کبھی وہ بچیں کر دیتی ہے اور ایک حرکت پیدا ہوتی ہے جسطرح رحم میں چار مہینے کے بعد بچہ میں حرکت پیدا ہوتی ہے آخر اپنی خلقت کو پورا کرکے ان تین ظلمانی حجابوں میں سے باہر نکل آتا ہے۔ ظلمات کے دن بھی ضروری ہیں جبتک کہ بناوٹ پوری ہو جاوے۔ اور یہ امر یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اس عاجز کا یہ دعویٰ اور یہ کاروبار اس غرض سے نہیں ہے کہ مجھے ایک بت کی طرح پوجا جائے یا میری ذاتی اغراض کے لیئے کوئی مجمع اور کوئی گروہ میرا تابع ہو جائے بلکہ آسمانوں کے ذو الجبروت خدا نے محض اپنے جلال اور توحید ظاہر کرنے کے لیے اور لوگوں کی اعتقادی اور عملی حالتوں کو درست کرنے کے لیے یہ سلسلہ قائم کیا ہے ہاں قدرتی طور پر مجھکو اس کام کے لیے

واسطہ بنایا گیا ہے تا جہاں تک میرے قویٰ سے ہو سکتا ہے میں اس خدمت کو بجا لاؤں۔ مجھے اس کام میں کسی فتح یا شکست سے کام نہیں ہے میں ایک بندہ عبودیت شعار ہوں مجھے یہ جوش بخشا گیا ہے کہ میں خدا کی توحید اور جلال ظاہر کرنے کے لیے کوشش کروں۔ اگر تمام دنیا میرے مخالف ہو جائے تو میں اس سے اپنی ہمت اور استقلال کو سست نہیں کروں گا اور اگر تمام دنیا میرے ساتھ ہو جائے تو میں اس پر بھروسا نہیں کروں گا۔ بیشک میں اس کام کے لیے انصار کا محتاج ہوں مگر کوئی میرا بیڑہ پار نہیں ہو سکتا جب تک میرا خدا اُنکو اس طرف روانہ نکرے۔ تفتیش اور تحقیق کرنا عقلمند کا حق ہے اور ایسا ہی اُن کو کرنا چاہیے کاش اس نیک سیرت اور پاک ارادہ کے سب لوگ ہو جائیں۔ آمین۔ اور مجھے اس نیک ظن کی کشش سے جو آپ کی نسبت پیدا ہو گیا ہے بار بار یہ خیال دل میں آتا ہے کہ آپ اگر ایک مختصر بلکہ نہایت مختصر حصہ اپنی زندگی اور اپنے اوقات کا مثلاً دو مہینے تک میری صحبت میں آکر خرچ کریں تو اُمید ہے کہ وہ اس ضروری سفر طے کرنے کے لیے آپ کی مستعد طبیعت کو ایک پُرزور انجن کا کام دے گا بیشک آپ ایک عجیب خاصیت اپنے اندر رکھتے ہیں کہ باوجود صدہا طور کی دنیوی روکوں کے پھر بھی آپکی روح زور کرکے روحانیت کی تلاش میں لگ جاتی ہے۔ خدا تعالےٰ آپ کو اس ارادہ میں کامیاب کرے۔ آمین اگر آپ اسجگہ تشریف لاویں تو دعا کے لیے بھی خوب موقع ہوگا۔ ہر ایک چیز کے لیے ایک قانون ہے ایسا ہی دعا کے لیے بھی۔ والسّلام

بقیہ مضمون

آداب الرّسُول

سلسلہ کیلیے دیکھو نمبر ۳۵ جلد ۵

الغرض وحدت کے پیدا کرنے کے واسطے ضروری امر ہے کہ ایک روحانی لیڈر کے اتباع میں فنا ہو جائیں۔ اب میں اصل مطلب کی طرف رجوع کرکے کہتا ہوں کہ ان آیات میں آداب الرسول کو مولی کریم نے بیان فرمایا ہے۔

پہلی بات

یہ بتائی کہ اللہ اور رسول کے آگے سبقت نہ کرو چونکہ رسول صفات الہیہ کا مظہر ہوتا ہے اسلیے عام طور پر اللہ اور رسول کہکر دوسری آیت میں صرف **فوق صوت النبی** کہنا صاف طور پر اس عقدہ کو حل کر رہا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور بڑھ بڑھ کر باتیں کرنا اور اس کی آواز کو اپنی آواز میں دبا لینا اور سبقت کرنا اپنی عقل و دانش پر ناز کرنا اور اترانا دراصل خدا تعالےٰ ہی کے حضور سمجھی جاتی ہے کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تو بجائے خود **ما ینطق عن الھویٰ** کا مصداق ہے۔ پھر تمھاری ٹھوکریں کھانے والی عقل اور اور تمھاری دانشمندی معاملہ فہمی اور دقیقہ رسی اس انسان کے حضور کیا حقیقت رکھہ سکتی ہے جو

فانہ ینظر بنور اللہ

کا سچا مصداق ہے

اسلیے

مومن کو بڑا تیز بیں اور مستعد ہونا چاہیے کہ وہ عصیان اور طغیان سے بچے اور شیطان کے حملوں سے اپنے آپ کو محفوظ کرنے کے لیے دعاؤں میں لگا رہے کیونکہ بہت سے فروج ہیں جن کی راہ سے شیطان اندر داخل ہوتا ہے اور دلیر بر حص کے داغ کی طرف وہ ایک داغ چھوڑ دیتا ہے جو رفتہ رفتہ روح کو مجذوم بنا دیتا ہے

پس

جب تک آداب الرسول کو مد نظر نرکھو گے ممکن نہیں کہ اس کے حضور جھککر کوئی فائدہ اٹھا سکو

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا معمول یہ تھا کہ جب اُن سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کچھ دریافت فرماتے تو اگرچہ انھیں اس کا علم بھی ہوتا تب بھی اُن کا جواب یہی ہوتا کہ

اللہ و رسولہ اعلم

کسقدر ادب اور رعایت مراتب انکو ملحوظ تھی صحابہ کی سیرت کے پڑھنے والوں سے یہ امر مخفی نہیں ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمثیل کے پیرایہ میں ایک بات بیان فرمائی اور پھر پوچھا کہ جانتے ہو وہ کیا ہے؟ ابن عباس رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے سمجھہ تو لیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مراد اس سے کھجور کا درخت ہے لیکن میں پاس ادب سے نہ بول سکا اور میں نے خیال کیا کہ پوچھنے والا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے اس کے حضور میرے علم کی حقیقت ہی کیا ہے۔

تو

آداب الرسول میں سے پہلی اور ضروری بات تو یہ ہے کہ اُن کے حضور سبقت نہ کی جاوے بلکہ اپنے علوم و دانش کو بالکل معدوم سمجھہ لیا جاوے۔ اور

دوسری بات

جو اس دوسری آیت میں بیان ہوئی ہے یہ ہے **صوت النبی** پر اپنی صوت کو بلند کرنے سے روکا ہے۔ علیم خدا اپنے پاک کلام کے منشاء و مدعا سے خوب واقف ہے مگر عام طور پر اس کا منشا مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم آنیوالے واقعات کے متعلق بطور پیشگوئی کسی امر کا تذکرہ کریں تو اُسوقت سچے مومن کو نہیں چاہیے کہ وہ چناں و چنیں کرے چنانچہ جب ہم صحابہ کی سیرت کو پڑھتے ہیں تو یہ راز بھی ہمپر کھلتا ہے کہ صحابہ کرام کا پیشگوئیوں کے متعلق یہ طرز عمل تھا کہ وہ اُن پر اجمالی طور پر ایمان لاتے تھے کہ وہ منجانب اللہ ہیں اور ضرور ہی پوری ہونگی لیکن جب اپنے وقت پر وہ پوری ہوتی تھیں خواہ وہ کسی رنگ میں ہوں تو بڑھ کر تصدیق کرنے والے ہوتے۔ جو لوگ قرآن کریم کی ترتیب اور اس کے الفاظ پر غور کرنے کی لذت اور حظ اٹھانے کے عادی ہیں ان کو

میں ان کو اس مقام پر توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے جب **تقدم علی الرسول** کا ذکر آیا تو **الرسول** کہا اور جب **تفوق الصوت** کا ذکر آیا تو **النبی** فرمایا النبی کے لفظ سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ پیشگوئیوں کے متعلق ہے۔

یہ ضروری آداب ہیں جنکا لحاظ رکھنا ہر مومن کو ضروری ہے۔

اول اللہ کی رعایت سے انسان متقی بنتا ہے اور اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ صفات **سمیع** اور **علیم** قبولیت دعا کے اثر کو اپنے اندر رکھتی ہیں جیسا کہ قرآن شریف کے دوسرے مقامات پر غور کرنے سے پتہ لگتا ہے چنانچہ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

اور یہ بھی قرآن شریف ہی سے ثابت ہوتا ہے کہ **قبولیت دعا** کے لیے **متقی** ہونا بھی ایک ضروری امر ہے چنانچہ فرمایا

انما یتقبل اللہ من المتقین

الغرض آدب اول کی رعایت متقی بناتی ہے اور قبولیت دعا کا باعث بنتی ہے۔ اور دوسرے امر کی رعایت اعمال کو حبط ہونے سے بچاتی ہے جو عدم نگہداشت اور عدم رعایت کی حالت میں ایسے طور پر حبط ہو جاتے ہیں کہ پتہ بھی نہیں لگتا ہے۔

ان آداب اور ان کے نتائج کے بیان کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان الذین یغضون اصواتہم الآیہ

یعنی جو لوگ **الرسول** کے حضور اپنی آوازوں کو دھیما کرتے ہیں ان کے دل تقویٰ کے معیار پر کامل العیار ثابت ہوئے ہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مغفرت اور اجر عظیم رکھا ہے قرآن شریف کی علت غائی خدا نے **ھدی للمتقین** بیان کی ہے اور ان متقیوں کا انجام **اولٰئک ھم المفلحون** بتایا ہے

پس

جو لوگ تقویٰ کی کسوٹی پر کھرے ثابت ہوں وہ اگر مغفرت اور اجر عظیم کے وارث نہ ہوں تو اور کون ہو اس آیت میں **یغضون** کا لفظ آیا ہے اور قرآن شریف کے دوسرے مقام پر بھی یہ لفظ آیا ہے

قل للمومنین یغضوا من ابصارہم ویحفظوا فروجہم ذلک ازکی لھم

یعنی مومنوں کو کہہ دو کہ آنکھیں نیچی رکھے چلا کریں اور اپنے سوراخوں کی حفاظت کریں یعنی کسی کی بات کان لگا کر مت سنیں جو اسے مخفی رکھنا چاہتا ہے یا برے قصے اور شہوت انگیز باتیں نہ سنو نامحرموں کے تذکرے نہ سنو اور کسی کی طرف بدنظری سے۔ **دیکھو فروجہم** کا لفظ بتاتا ہے کہ شیطان کے جتنے مدخل یعنی سوراخ ہیں سب کی نگہبانی کرو۔ اس میں ان کے لیے تزکیہ نفس کی ایک راہ ہے اور یہ ان کے لیے بہتر ہے غرض **یغضون اصواتہم** کی تفسیر اس آیت سے کرو۔

میں اب آپ کو قرآن شریف کے ایک اور مقام کی طرف لے جاتا ہوں جہاں فرمایا

قد افلح من زکھا

مظفر و منصور ہونے والا وہی ہے جس نے تزکیہ نفس کیا۔ اور تزکیہ نفس کی سبیل اس کے اوپر والی آیت میں بتا دی ہے اور عرب کی تاریخ اس کے لیے زندہ ثبوت ہے۔

غرض

آداب الرسول کی نگہداشت کے یہ ثمرات اور نتائج ہیں جو میں نے بیان کیے ہیں اگر مجھے بات دراز ہونے کا فکر نہ ہوتا تو میں آپکو اور بہت سی باتیں سناتا مگر اب میں اسکو ختم کرنا چاہتا ہوں۔

دوستو! خدا کے فضل سے تم نے وہ زمانہ پایا ہے کہ خدا کا

مامور و برگزیدہ

تم میں ہے تم جو اس کی مجلس میں بیٹھنے اور اس سے تعلق رکھتے ہو ان آیات کو پڑھو اور ان پر عمل کرو کیونکہ یہ **مغفرۃ** اور **اجر عظیم** کی راہ بتاتے ہیں اور اعمال کو حبط ہونے سے بچاتی ہیں۔

خدا تعالیٰ مجھے اور آپ کو جو ہم امام سے تعلق رکھتے ہیں توفیق دے کہ وہ ان آداب کی پوری رعایت کریں اور پھر اس رعایت کے شیریں ثمرات سے حظ اٹھائیں واخر

دعوانا ان الحمد

للہ رب

العلمین

بڑے بول کا سر نیچا

جناب شیخ صاحب دام اشفاقکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مہربانی کرکے ذیل کی چند سطور کو اپنے اخبار کے کسی گوشہ میں جگہ دیکر ممنون فرمائیے

۸ ستمبر ۱۹۰۱ء کے اخبار چودہویں صدی راولپنڈی میں ا۔ د صاحب گجراتی کا ایک مضمون دیکھا جسکی سرخی ہے "مرنج و مرنجاں پر میاں عبد الکریم صاحب قادیانی کی غلط فہمی" اخبار کے صفحہ ۱۰ پر صاحب ممدوح حضرت اقدس مسیح موعود کی بیان کردہ روایت متعلق جناب امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور ان کے غلام کے گرم آش گرا دینے اور پھر اس کے آیۂ **والکاظمین الغیظ** یاد دلانے پر امام علیہ السلام کے آزاد کر دینے کو اپنے دعوے مرنج و مرنجاں کی تائید میں لاکر ملّا مولوی عبد الکریم صاحب کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں کہ :۔ "وہ اس آیۂ کریمہ کے شیریں بیان خود آپ کے مرزا صاحب نے اخبار الحکم مطبوعہ ۱۳ جولائی ۱۹۰۱ء میں رئیس الصالحین حضرت امام حسین کا عمل اور غلام کو آزاد کرنا معہ مفصل قصہ کے تحریر کر دیا ہے گو کہ اس سے ایک بھاری اور موٹی غلطی کرکے اپنی سلطان القلمی کا بیّن ثبوت دیا ہے کہ امام حسن کی جگہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک لکھ دیا ہے۔ کاش اگر انکو زیادہ استعداد نہ تھی تو ملا حسین واعظ کاشفی کی اخلاق محسنی ہی دیکھ لیتا جو سکولوں میں بھی مروج ہے کیا اسی قسم کے بوجھ بوجھکڑ بھی پہلے بھی سلطان القلم ہوتے رہے ہیں واقعی حیا ایک عمدہ چیز ہے" معلوم ہوتا ہے کہ ا۔ د۔ صاحب کو بحیثیت معلم سکول ہونے کے اخلاق محسنی کے درس و تدریس کا اکثر شغل رہتا ہے اور کثرت مطالعہ سے انکو اول سے آخر تک حفظ ہوگئی ہے۔ یہی باعث ہے کہ

آپ نے اس تعلی اور شیخی سے حضرت مسیح موعود کی علمیت اور سلطان القلم ہونے پر تمسخر کیا ہے ۔ لیکن حضرات ناظرین! معاملہ برعکس ہے ۔ ا۔ د۔ صاحب کی ہمہ دانی کی قلعی کھل گئی ہے چنانچہ عبارت اخلاق محسنی کے علاوہ دیگر ذرائع سے بھی اس روایت کی صحت مطابق فرمودہ حضرت مسیح موعود ثابت کر کے دکھادیگا اور انشاء اللہ تعالیٰ ا۔ د۔ صاحب کو اپنے الفاظ اُلٹے اپنی ذات پر عائد کرنے پڑ ہی گئے ۔ دراصل بات کچھ بھی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کو منظور تھا کہ اپنے مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمودہ الحق مع آل محمد کے مطابق مسیح موعود کے دشمن کے ایک سخت کینہ ور کو ایک معمولی بات میں شرمندہ کرے ۔ تاکہ آئندہ اسکو اور اُس کے دیگر ہمنواؤں کیلیے ایک عبرت ہو اور اُس کے پیارے مسیح کی جماعت کو ترقی ایمان کی ہدایت ہو ۔ اللھم زد فزد +

اب ہم احباب کی تسلی اور مسرت کے واسطے اخلاق محسنی اور تفسیر حسینی کی پوری عبارات نقل کر دیتے ہیں ۔ اور مجھکو خوب یاد ہے کہ یہ روایت ملا حسین واعظ کاشفی روضۃ الشہدا میں بھی لائے ہیں ۔

اور اسی مؤخر الذکر کتاب کے مطالعہ نے مجھکو ا د صاحب کی ہمہ دانی اور دروغ بیانی کو طشت از بام کرنیکی جرأت دلائی ۔

چہ دلاورست دزدی کہ بکف چراغ دارد

عبارت اخلاق محسنی " آوردہ اند کہ روزے کہ آں نوبادۂ بوستان ولایت باکورہ باغستان ہدایت سبط نبی دنخل ولی حسین ابن علی رضی اللہ عنہما باجمعے میہمانان از اشراف عرب بر سر خوانی نشستہ بود خادمش باکاسہ آش گرم از غائت دہشت پالیش بحاشیہ بساط در آمد کاسہ از دستش بر سر شاہزادہ افتاد و آش بر رخسارۂ مبارکش فرو ریخت ۔ امام حسین از روے تادیب نہ از راہ تعذیب در وے نگریست بزبان خادم جاری شد والکاظمین الغیظ حسین گفت خشم فرو خوردم خادم گفت والعافین عن الناس حسین گفت عفوت کردم خادم تتمہ آیت برخواند واللہ یحب المحسنین گفت از مال حرّت آزاد کردم وسونت معیشت تو بر ذمہ خود لازم گردانیدم " اخلاق محسنی باب ہفدہم در حلم مطبوعہ انوار احمدی صفحہ ۳۹ سطر ۱۵

عبارت تفسیر حسینی

در تیسیر آوردہ کہ روزے حسین بن علی با جمعے مہمانان بر سر خوانے نشستہ بود ۔ خادمش باکاسہ آش گرم بمجلس درآمد از غایت دہشت پالیش بحاشیہ بساط در آمد بر سر امام حسین آفتاد و بشکست و آش بر سر مبارکش فرو ریخت امام حسین از روے تادیب نہ از روے تعذیب در وے نگریست بر زبان خادم جاری شد والکاظمین الغیظ ۔ تفسیر حسینی پارہ ۴ رکوع ۵ مطبوعہ مطبع فتح الکریم بمبئی سنہ ۱۳۰۴ صفحہ ۱۰۰

حضرات ناظرین پر خوب روشن ہوگیا ہوگا کہ روایت کا تعلق امام حسین سے ہے نہ کہ امام حسن سے ۔ ا د صاحب کو اگر شرم ہو تو آئندہ کبھی مسیح موعود علیہ السلام کے برخلاف ایسی متعصبانہ تحریریں اخبارو میں شائع نہ کرائیں عاقلے را اشارہ کافی ہست ۔ واقعی حیا ایک عمدہ چیز ہے ۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

خاکسار خادم حسین احمدی

۲۳ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء

عسل مصفیٰ

مؤلفہ جناب مرزا خدا بخش صاحب حضرت اقدس مسیح موعود کے دعاوی کی تصدیق میں اور معترضوں کے اعتراضوں کے جواب کی جامع اور مبسوط ۸۴۴ صفحہ کی کتاب قادیان میں قاضی ضیاء الدین احمد مالیر کوٹلہ میں مولوی محمد زمان سے ۸/ قیمت علاوہ محصولڈاک ملتی ہے

حلال کا طلب کرنا

جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے طلب الحلال فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ اور جب تک تو نجانے گا کہ حلال کیا ہے تب تک حلال کو طلب نہ کر سکے گا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حلال ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور دونوں کے درمیان شبہے مشکل اور پوشیدہ ہیں ۔ جو شخص اُن کے گرد ہوگا ۔ تو اس کا خوف ہے کہ حرام میں گرے ۔ حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے یا ایہا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا ۔ یعنی اے رسولو تم جو کچھ کھاؤ اور جو کچھ کرو بندگی شائستہ کرو ۔ اسی واسطے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حلال کا طلب کرنا مسلمانوں پر فرض ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص چالیس دن ایسی حلال روزی جسمیں کسی حرام کے ساتھ آمیزش نہ ہو کھاتا ہے حق تعالےٰ اُس کے دل کو پرنور فرماتا ہے اور حکمت کے چشمے اُس کے دل سے جاری کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دنیا کی محبت اُس کے دل سے نکال ڈالتا ہے حضرت سعد رضی اللہ عنہ جو صحابہ کرام میں تھے انھوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ النبی دعا فرمایئے کہ جس بات کے واسطے میں دعا کروں میری دعا قبول ہی ہوا کرے آپنے فرمایا کہ حلال کا کھانا کھاؤ تاکہ دعا قبول ہو اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت لوگ ایسے ہیں کہ اُن کا کھانا کپڑا تو حرام کا ہے پھر ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگتے ہیں ایسی دعا کب قبول ہوگی اور فرمایا کہ حق تعالےٰ کا ایک فرشتہ بیت المقدس میں ہے ہر شب وہ منادی کرتا ہے کہ جو شخص حرام کھائے گا حق تعالےٰ اُس سے فرض قبول فرمائے گا نہ سنت اور فرمایا ہے کہ جو شخص دس درم دیکر کوئی کپڑا مول لے اور اُس میں ایک درم حرام کا ہو جب تک

وہ کپڑا اُس کے بدن پر رہے گا نماز قبول نہ ہوگی اور فرمایا ہے کہ جو گوشت بدن پر حرام کھانے سے جمے گا۔ وہ آتش دوزخ میں جلے گا۔ اور فرمایا ہے کہ جو شخص یہ باک نہیں رکھتا کہ مال میں کہاں سے پیدا کرتا ہوں تو حق تعالے یہ بھی پرواہ نہ رکھے گا کہ اُسے کدھر سے دوزخ میں ڈالدے اور فرمایا ہے کہ عبادت کے دس ٹکڑے ہیں اُنمیں سے نو ٹکڑے فقط طلب حلال ہے۔ اور فرمایا ہے کہ جو شخص حلال ڈھونڈنے ڈھونڈنے تھک کر رات کو اپنے گھر جاتا ہے وہ جب سوتا ہے تو اُس کے سب کے سب گناہ بخشے ہوے ہوتے ہیں۔ اور جب صبحکو سو اُٹھتا ہے تو حق تعالے اُس سے خوش ہوتا ہے۔ اور فرمایا کہ حق تعالے نے ارشاد کیا ہے کہ جو شخص حرام سے پرہیز کرتا ہے مجھے شرم ہے کہ اُس سے حساب لوں اور فرمایا ہے کہ سود کا ایک درم اُس تیس بار زنا کرنے سے سخت ہے جو مسلمانی کی حالت میں کرے اور فرمایا ہے کہ جو شخص حرام کا مال کمائے گا اگر صدقہ دے گا تو قبول نہ ہوگا۔ اور اگر رکھہ چھوڑے گا تو دوزخ کے دروازہ تک وہ اُس کا زاد راہ ہوگا۔ امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک غلام کے ہاتھہ سے دودھ کا شربت پیا۔ جب پی چکے تو معلوم ہوا کہ یہ شربت وجہ حلال سے نہیں ہے حلق میں اُنگلی ڈالکر قے کی۔ اُس کی سختی اور اذیت کے سبب سے روح اقدس کو مفارقت کر جانے کا خوف تھا۔ اور مناجات کی کہ بار خدایا میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اُس قدر شربت سے جو میری رگوں میں رہگیا ہے اور قے کرنے سے نہ نکلا۔ اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی ایسا ہی کیا تھا کیونکہ لوگوں نے دھوکہ میں صدقہ کا دودھ آپ کو پلا دیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالے عنہما نے فرمایا کہ اگر تو اتنی نماز پڑھے کہ تیری پیٹھہ خمیدہ ہوجائے تو جب تک حرام سے پرہیز نہ کرے گا بہرحال نماز کچھہ مفید نہ ہوگا۔ نہ قبول ہوگا حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں کہ جو شخص حرام کے مال سے صدقہ دیتا ہے وہ اس شخص کی مانند ہے جو ناپاک کو پیشاب سے دھوتا ہے کہ اور بھی ناپاک ہوتا ہے۔ حضرت یحیی بن معاذ رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ عبادت خزانہ خدا ہے اُسکی کنجی دُعا ہے اور لقمہ حلال اُس کنجی کے دانت ہیں۔ اور حضرت سہل تستری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص ایمان کی حقیقت کو نہیں پہونچتا مگر چار چیزوں کی بدولت ایک یہ کہ سب فرائض شرط سنت کے ساتھہ ادا کرے دوسرے یہ کہ لقمہ حلال شرط زہد کے ساتھہ کھائے تیسرے یہ کہ ظاہر و باطن میں سب بُرے کاموں کو چھوڑ دے چوتھے یہ کہ اسی طور پر تادم مرگ صبر کرے۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ جو شخص ۴۰ دن شبہ کا مال کھائے گا اُس کا دل سیاہ ہوجائے گا۔ حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ شبہ کا ایکدرم اصل مالک کو پھیر دینا لاکھہ درم صدقہ دینے سے زیادہ مجھے محبوب ہے۔ حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ جو شخص حرام کھاتا ہے اُس کا تمام بدن گناہ میں پڑجاتا ہے وہ چاہے خواہ نہ چاہے ناچار ہے اور جو شخص حلال کھاتا ہے اُس کے تمام اعضا طاعت میں رہتے ہیں اور توفیق خیر ہمیشہ اُس کی یار و مددگار ہے۔ اس باب میں بہت سے اخبار و آثار وارد ہیں اسی واسطے متقی پرہیزگار لوگ بڑی احتیاط کرتے تھے۔ ایک اُنمیں سے وہب بن الورد رح تھے کہ کوئی چیز نہ کھاتے تھے۔ جب تک اُس کی اصل حقیقت معلوم ہو کہ کیسی ہے اور کہاں سے آئی ہے۔ ایکدن اُنکی والدہ نے دودھ کا ایک پیالہ اُنہیں دیا پوچھا کہ یہ کہاں سے آیا ہے اور اسکی قیمت کتنے کہاں سے دی ہے اور کس سے مول لیا ہے جب یہ سب دریافت ہوچکا تو پوچھا کہ یہ بکری کہاں چری ہے۔ اور ایسی جگہ چری تھی جہاں مسلمانوں کا کچھہ حق تھا۔ غرضکہ اُنھوں نے دودھ نہ پیا۔ اُن کی ماں نے دعا دیکر کہا بیٹا خدا تجھپر رحمت کرے بولے کہا اگرچہ رحمت کیکر میں اسکا پینا نہیں چاہتا ہوں کہ اگر پیونگا تو اُسکی گناہ کے ساتھہ اُسکی رحمت کو پہونچونگا اور میں نہیں چاہتا۔ حضرت بشر حافی رح بڑی احتیاط کرتے تھے اُن سے لوگوں نے پوچھا تم کہاں سے کھاتے ہو کہا جہاں سے اور لوگ کھاتے ہیں لیکن اس شخص میں جو کھاتا اور روتا ہے اور اُس شخص میں جو کھاتا اور ہنستا ہے فرق ہے اور کہا اگر ہاتھہ بہت کوتاہ اور لقمہ بہت چھوٹا ہو تو اس سے کچھہ بھی کمی نہیں ہو جاتی ✦ ۔

خبریں

یورپ میں بھی باوجود تعلیمی روشنی کے ابتک جادوگریاں کررہے ہیں۔ فرانس کی ایک بڑھیا کو دولت کا چکمہ دیکر ایک جادوگر نے نہ صرف لوٹ ہی لیا بلکہ اُس بیچاری سے سخت قواعد کرا کے آخرکار خاتمہ اسکی ٹانگ ٹوٹنے پر کرایا تب پولیس کو کہیں خبر ہوئی

پایونیر کے حالیہ آرٹیکلوں کا خلاصہ یہ ہے کہ اُس کی رائے میں جو عیسائی آجکل ہورہے ہیں اُنمیں سے زیادہ تر مالی فائدہ کے لیے مذہب بدلتے ہیں بہت تھوڑے ہیں جو محض عیسائی مذہب کی شرن میں آتے ہیں پس پایونیر لکھتے ہیں کہ کالجوں سکولوں شفا خانوں کارخانوں وغیرہ سے ملک کا فائدہ تو ہوگا۔ لیکن یہ سوال ہے کہ آیا ان ذریعوں سے جو پیچھے پہنچتے ہیں اُنکی لحاظ مشن کے کام کے کچھہ وقعت بھی ہے یا نہیں۔

۱۴ ستمبر کا پانیو رقمطراز ہے۔ اگر رپورٹ قابل اعتبار ہے تو بنگال کے مشنریوں میں آریہ سماج کے اُس عمل پر بڑی کھلبلی مچ رہی ہے جو کہ اُسنے عیسائی شدہ ہندوؤں کو واپس لینے میں کیا ہے۔ ابھی تین برس ہی ہوے ہیں کہ آریہ سماجیوں نے یہ پالیسی اختیار کی ہے اور تنے کارخانہ کے گھڑے ہوے عیسائی جو کہ اپنی چلن کی غلطی کو دیکھکر باقاعدہ بذریعہ شدھی کے اپنے اصلی دھرم پر واپس گئے ہیں تقریباً دو ہزار کے قریب ہیں اگر اصلی تعداد نصف یا چوتھائی بھی سمجھہ لیویں تو یہ صاف ظاہر ہے کہ مشنریوں کو ضرور رخوف ہوا ہوگا۔ جبکہ اُن کے پیدا کیے ہوے نتیجے اس سرعت سے غائب ہورہی ہیں۔ بیرونی دنیا کے لیے یہی تحریک اُس وشواس کی گیرائی کے ظاہر کرنیکے لیے تعلیم وہ ہوگی جس کا نتیجہ کہ ایک بنگالی مرید کا حصول ہوتا

مختصر نوادر نکات

جیسے کوئی عمدہ درخت بغیر پانی کے نشو و نما نہیں پا سکتا اسی طرح راستباز کے کلمات طیبہ کی سرسبزی اور شادابی نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کی جڑ و بیخ میں استغفار کی نالی کے ذریعہ پانی نہ پہونچے۔ پس یاد رکھو کہ انسان کی روحانی زندگی استغفار سے ہے جس کے ذریعہ سے ابدی بقا کا چشمہ اس کی جڑوں کو تازہ رکھتا ہے اور اسکو مرنے اور مرجھانے سے بچا لیتا ہے

اس لیے

جس مذہب میں **استغفار** کوئی چیز نہیں اور جس مذہبی پیشوا نے اس کو ضروری نہیں سمجھا وہ اپنے اندر زندگی کی روح ہرگز نہیں رکھ سکتا !!!

مگر

تم جو خدا میں ایک زندگی اور بقا کے خواہشمند ہو اور **اسلام** کے ماننے والے اور **محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** کے متبع ہو **استغفار** کو اپنا شعار بناؤ اور جسقدر کثرت سے استغفار کروگے اُسی قدر ابدی **بقا** کے ثمرات سے بہرہ اندوز ہوگے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آنے کی علت غائی کو کما حقہٗ پورا کیا۔ ایک طرف تنزیل قرآن کو کامل کیا دوسری طرف تکمیل نفوس کی۔ جیسا کہ آیت **الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا** سے ثابت ہے مگر بالمقابل یسوع صاحب ناصری نے کیا کیا **لما سبقتانی** کہہ کر تو خود حسرت و یاس کی تصویر بنکر اس عالم کو چھوڑا ۔ کتاب کے ادھوری اور نا مکمل ہونے کا یہ حال کہ ابھی بہت سی باتیں باقی ہیں جنکے بیان کرنیکا روح حق کے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذریعہ وعدہ دیا۔ تکمیل نفوس کی یہ صورت کہ عین جو آخری گھڑی ہیں ان کے منہ سے لعن طعن اور انکار کی باتیں جنپر بڑا بھروسا اور ناز تھا جو بہشت کی کنجیوں کے رکھنے والے تھے

ایک دانشمند انسان ان واقعات کو دیکھکر ان نادانوں کی خوش فہمی پر ہنستا ہے جو مسیح اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں پیرلل (موازنہ) کیا کرتے ہیں۔ قرآن شریف کی وہ آیت (جو ابھی ہم نے پیش کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بامراد اور کامیاب ہوکر اُٹھے اور تکمیل تنزیل کتاب اور تکمیل نفوس کرکے تشریف لے گئے) صاف بتا رہی ہے کہ خدا نے اسی لیے صحابہ کرام کو ہمیں مخاطب کیا ہے یہ کہکر کہ میں نے آج تمھارے دین کو کامل کیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کی اور صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو لے کر مخاطب نہیں کیا یہ اسی لیے ہے تاکہ ظاہر ہو جاوے کہ صرف قرآن شریف ہی کی تکمیل نہیں ہوئی بلکہ ان کی بھی تکمیل ہوگئی جنکو قرآن شریف پہونچا گیا۔ کیا عیسائی دنیا اس کا مقابلہ انجیل کی کسی آیت اور واقعات خارجیہ سے کرسکتی ہے ؟ ؟ ؟

ہرگز نہیں

صلیب برداروں کی دانش پر افسوس کہ وہ یسوع کو خدا کا فرزند مانتے اور بپتسمہ لیتے ہی انبیا علیہم السلام کی نسبت ایک خطرناک عقیدہ قائم کر لیتے ہیں کہ معاذ اللہ وہ سب کے سب گناہ گار اور چور اور بٹمار تھے

تعجب ہے کہ مسیح کی تعلیم میں اس قسم کے متکبرانہ الفاظ کو کیسے داخل کیا جاتا ہے جو اپنے عاجز متواضع حلیم اور نے نفس ہونیکے لیے کسی سے **نیک** کہلوانا بھی نہیں چاہتے پھر تعجب یہ ہے کہ جن دلوں پر خدا کا مقدس کلام نازل ہوتا ہے اگر وہ مقدس نہ تھے تو خدائے پاک کو کسی ناپاک دل سے کیا تعلق ؟ اگر عیسائیت یہی کہتی ہے تو پھر خدا پر بھی افسوس ہی کرنا پڑیگا جو نیکوں اور بدوں میں تمیز نہیں کرسکتا اور بدوں سے تعلق رکھتا ہے ؟ انسانی عقل بھی تو یہ تجویز نہیں کرسکتی کہ جو لوگ خالق اور مخلوق کے درمیان بطور واسطہ ہوتے ہیں اور انوار سماوی کو زمین پر پھیلاتے ہیں وہ ناقص اور دغا باز ہوں بلکہ کامل اور راستباز ہونا اشد ضروری ہے کیونکہ رسالت اور پیغمبری کی اصل غرض دنیا کی اصلاح اور اسکو تقوی اور طہارت کی منازل طے کرانا عقائد حقہ اور اعمال صالحہ پر اسکو قائم کرنا ہے اور اگر وہ خود قائم نہیں تو دنیا کب ہوگی اور پھر کیا یہ خدا کا فعل لغو نہ ہوگا معاذ اللہ سوچو ! اور غور کرو !!۔

اصل بات یہ ہے کہ الہام الٰہی اور فیضان وحی کے لیے تو یہ ضروری بات ہے کہ وہ نفس جو ان فیوضات سے بہرہ ور ہو طہارت تامہ اور قابلیت کاملہ سے بہرہ پہلے ہو۔ اگر تطہیر تام اور قابلیت فطرتی نہ ہوتی تو پھر یہودا اسکریوطی اور یسوع ناصری میں تمیز کرنا مشکل ہوتا اور ساری دنیا کو بجائے خود نبی ماننا پڑتا غرض نبی کو نبی ماننے کے ساتھ ہی یہ لازم ہے کہ ان کو اعلی درجہ کے پاک مانا جاوے کہ جس سے زیادہ تر پاکی اسوقت کے نوع انسان کے لیے متصور نہیں ہوسکتی۔

بنی نوع انسان کے ایمان کے تازہ رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہمیشہ تازہ الہامات ہوتے رہیں اور ان الہامات کے منجانب اللہ ہونے کا ایک ہی نشان ہوسکتا ہے اور وہ ہے **اقتداری قوت** کیونکہ خدا تعالے کے سوا کسی شیطان اور جن بھوت میں یہ قوت نہیں ہے۔ پس جو لوگ چاہتے ہیں کہ وہ **امام الزمان** سلمہ الرحمن کے الہامات کو شناخت کریں ان کے لیے سب سے بڑا نشان جو میل کی طرح رہنمائی کرتا ہے آپ کے الہامات کا مقتدرانہ پیشگوئیوں پر مشتمل ہونا ہے

جیسے انسان ظاہری پاکیزگی اختیار کرکے دنیا کے جہنم سے جو طرح طرح کی

بیماریوں اور وباؤں کی شکل میں نمودار ہوتا ہے نجات پا لیتا ہے اسی طرح انسان باطنی پاکیزگی اختیار کر کے روحانی عذاب سے بچ جاتا ہے۔ قرآن شریف میں اس لیے فرمایا گیا ہے ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطہرین توابین سے وہ لوگ مراد ہیں جو باطنی پاکیزگی کے لیے کوشش کرتے ہیں اور متطہرین سے وہ لوگ مراد ہیں جو جسمانی اور ظاہری پاکیزگی کے لیے جد و جہد کرتے ہیں۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کفر اور ایمان کا فیصلہ تو مرنے کے بعد ہوگا اور کفر اپنی سادگی کی حالت میں دنیا میں کسی عذاب کو جذب کرنے والا نہیں ہوتا بلکہ اس کفر کے ساتھ جب شوخی اور شرارت حد سے بڑھ جاتی ہے اور حجت ملزمہ قائم ہو جاتی ہے جو خدا کے کسی مامور کے ذریعہ ہوتی ہے اسوقت انکار اور استہزا عذاب الٰہی کو کھینچ لاتا ہے محض کفر کے سبب سے اس دنیا میں کسی پر عذاب نازل نہیں ہوتا اگر وہ غریب مزاج آہستہ رو اور ظالم نہ ہو تو اس کے کفر کا حساب قیامت کے دن ہوگا یہاں جو عذاب ہوتا ہے وہ ظلم اور بدکاری اور ہر قسم کی شوخی و شرارت کا نتیجہ ہوتا ہے اور اس میں کافر اور مسلمان کی کوئی تخصیص نہیں۔ اگر خدا تعالےٰ کی نظر میں لوگ شوخ طبع متکبر اور ظالم اور بے خوف اور مردم آزار ہوں گے خواہ مسلمان ہوں خواہ ہندو خواہ عیسائی عذاب سے بچ نہیں سکیں گے۔

اس لیے

ضرورت ہے اس امر کی کہ خدا سے صلح ہو اور ہر قسم کی صلاحیت مزاجوں میں پیدا ہو۔ علیٰ ہذا شرارت سے دور رہنے کی عادت پیدا کریں۔ مگر یہ ساری توفیقیں خدا کے ہاتھ میں ہیں اور انکو منتی ہیں جو اس سے مانگتے رہیں۔

کے سامنے کسی شخص نے ایک مخالف کا اعتراض پیش کیا کہ لوگ کہتے ہیں قادیان میں ایک قسم کا کھانا کل مہمانوں کو نہیں دیا جاتا مولوی صاحب نے فرمایا حضور ایسا اعتراض کرنے والا درحقیقت خدا پر اعتراض کرتا ہے جس نے اپنی انتہا قدرت اور حکمت اور مصلحت سے دنیا میں ایک تفرقہ رکھا ہے کوئی امیر ہے کوئی غریب ہے کوئی بیمار ہے کوئی تندرست ہے کوئی توانا ہے پھر جب کہ خدا کے قانون قدرت میں ایک امتیاز اور فرق موجود ہے تو خدا تعالیٰ کے مامور جو خدا تعالےٰ کی صفات کا مظہر ہوتے ہیں وہ انزلوا الناس علی منازلھم پر عمل کریں تو یہ اعتراض ان پر کیوں کیا جاوے۔ ایسے اعتراض کرنے والوں کی پست فطرتی کو دیکھنا چاہیے کہ جو روٹی کا سوال پیش کرتے ہیں۔

خدا نے جب ساری مخلوق کو ایک ہی انداز پر نہیں رکھا تو یہ لوگ اگر حفظ مراتب کریں تو کیا گناہ ہے۔ گناہ اور نتیجہ بد تو حفظ مراتب نہ کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ جو لوگ خدا کے فضل سے اپنی گھروں میں اعلیٰ درجہ کے کھانے کھانے کے عادی ہوں اور نسلاً بعد نسلٍ امیر ابن امیر چلے آتے ہوں ان کی عادات اور طبیعت کی افتاد ایک خاص رنگ کی ہوگی اور ایک شخص جو روکھی سوکھی روٹی بھی مشکل سے پاتا ہے اسکی طبیعت کا اور رنگ ہوگا۔ پھر دونوں ایک ہی کھانے پر کیونکر خوش ہو سکتے ہیں غرض اس قسم کے اعتراض بجز دنی الطبع پست ہمت لوگوں کے اور کوئی نہیں کرتا۔ خدا تعالیٰ نے خود اپنے قانون میں ایک امتیاز رکھا ہے اور اس کے قانون کی نگہداشت ان لوگوں کا فرض ہوتا ہے۔ پس اگر یہ کسی کی نظر میں عیب ہو تو بلا سے ہوا کرے۔

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب

خدا کے نزدیک مکرمت اور عظمت کی ایک سبیل ہے اور وہ ہے **تقوی**

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

یہ خوب یاد رکھو کہ معظم مکرم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہو سکتا یہ جو مختلف ذاتیں ہیں یہ کوئی اصلی وجہ شرافت نہیں ہیں بلکہ خدا تعالےٰ نے محض تعارف کے لیے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے متقی کی شان نہیں کہ وہ ذاتوں کے جھگڑے میں پڑے جب خدا نے حقیقی مکرمت اور عظمت کا باعث تقوی قرار دیا ہے پھر کسی دوسرے کا کیا حق ہے کہ وہ اسکو توڑے اور اپنی رائے سے ایک نیا قانون پیدا کرے۔ ہمکو ہر حال میں وہ کرنا چاہیے جس سے ہماری فلاح ہو وہ کسی کا اجارہ دار نہیں وہ خالص تقوی چاہتا ہے جو تقوی اختیار کرے گا وہ اعلیٰ مقام کو پہونچے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت ابراہیمؑ ابو الانبیاء نے وراثت سے عزت نہیں پائی اگرچہ ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبد اللہ مشرک نہ تھے مگر اس نے نبوت تو نہیں دی یہ فضل الٰہی تھا جو ان صدقوں کے باعث آپ پر نازل ہوا جو آپ کی فطرت میں تھے۔ پورا صدق اور پوری وفا دکھلائی اور اپنے عمل سے ثابت کر دکھایا

ان صلوتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العلمین

پس

جو چاہتا ہے کہ خدا کے حضور مکرم و معظم بنے ضرور ہے کہ تقوی کی راہ اختیار کرے اور تقوی کی راہوں کا پتہ نہیں ملتا جب تک اس کا دستور العمل قرآن کریم نہ ہو کیونکہ اسی کی شان ہے ھدی للمتقین اور پھر قرآن کے جاننے کے لیے تقوی ہی کی ضرورت ہے اور وہ صادقوں کی صحبت میں رہنے سے ملتا ہے۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت اقدس معہ اہلبیت الحمد للہ بخیریت ہیں

۲۔ خطبہ الہامیہ کے حاشیہ میں جو کتاب لکھا جارہا ہے عجیب وغریب مضامین لکھے جارہے ہیں اور قرآن شریف کی بعض مشکل آیات کی تفسیر ہو رہی ہے

۳۔ مولانا مولوی سید **محمد احسن** صاحب امروہی ۲۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو بخیریت دارالامان پہونچے اور امرتسر سے کوئی دس بارہ آدمیوں کی جماعت آئی اور ایک روز رہ کر واپس چلی گئی دو نو آدمی تھے انھوں نے حضرت اقدس سے بعیت کی۔ جن کے نام بعیت میں لکھے جائیں گے۔

۴۔ ہفتہ گذشتہ کے مہمانوں میں سے اکثر واپس گئے۔ سید **امیر علی شاہ صاحب** احمدی ڈہم سیالکوٹی بھی ۲۹ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ کو واپس سیالکوٹ چلے گئے۔

۵۔ ۲۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو بعد نماز ظہر میاں **سراج الدین صاحب تحصیلدار** دیپال پور اور میاں جمال الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ باغبان پورہ نے حضرت اقدس کا نیاز حاصل کیا اول الذکر صاحب کسی جلدی بیماری کے علاج اور مشورہ کے لیے مولانا مولوی نور الدین صاحب کے پاس آئے تھے۔ حضرت اقدس نے بعد استفسار حالات مرض فرمایا کہ اگر عقلمند انسان ہو اور غور کرے تو یہ بیماریاں بھی در اصل سنبہات ہی ہیں بہت سے لوگ مر چکے ہیں جنکو ہم نے اپنے ہاتھ سے دفن کیا ہے بعض ایسے مرتے دیکھے ہیں کہ جنکی موت کا کوئی نشان و گمان بھی نہ تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امراض جب لاحق ہوتے ہیں تو انسان کو سمجھنا چاہیے کہ اب زینہ قریب آگیا اور معلوم نہیں کہ کوئی پتہ نہیں کہ کب آجاوے اس لیے دانشمند انسان کو لازم ہے کہ ہر وقت موت کو یاد رکھے اگرچہ بہت سے دورے اور حملے امراض کے ایسے ہوتے ہیں کہ انسان اُن سے بچ جاتا اور اچھا ہو جاتا ہے لیکن آخر موت ان ہی میں سے نکل آتی ہے بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ طبیب تشخیص میں غلطی کھا جاتا ہے اور وقت موعود آجاتا ہے

غرض

مسلمانوں کے لیے بہت ضروری ہے کہ وہ موت کو یاد رکھیں کیونکہ اور قومیں تو پہلے ہی بت پرست ہیں اور اسی بت پرستی میں لگی ہوئی ہیں اور ہلاک ہو رہی ہیں مسلمان جو لا الہ الا اللہ کہنے والے ہیں ان کو تو موت کا خیال ہونا چاہیے جنکو حکم ہے لا تموتن الا وانتم مسلمون موت کا کیا ہے بعض وقت یونہی آجاتی ہے مرزا اعظم بیگ کے لڑکے کو زنبور نے کاٹا اور وہ زنبور اس کے لیے موت کا موجب ثابت ہوا۔

غرض

موت کے مقدمہ میں انسان کو خطرناک شکست ہوتی ہے جس کی کوئی تلافی نہیں ہوسکتی۔ افسوس یہ ہے کہ باوجودیکہ موت بڑی یقینی چیز ہے لیکن اس کے متعلق جو کچھ کہا جاتا ہے اسکو قصہ کہانی کے رنگ میں سمجھا جاتا ہے۔ اور یہ اصلاح نہیں ہوسکتی جب تک خدا تعالی سے توفیق نہ ملے اور اس کا ذریعہ یہی ہے کہ انسان سچے دل سے

توبۃ النصوح

کرے۔ اور اسپر صدق اور استقلال کو دکھاوے اور خدا تعالی کے اوامر اور نواہی کی عزت کرے اور اس کے حدود کو نہ توڑے صوم وصلوۃ کا پابند ہو جاوے **حق اللہ** اور **حق العباد** میں رعایت اور احتیاط کرے

یہ خلاصہ ہے

اسلام کا

اسپر اگر قائم ہو جاوے تو اُمید ہے کہ خدا تعالی رحم کرے گا

غرض

توبہ واستغفار کی بڑی بھاری ضرورت ہے بیماری میں تو خصوصاً بڑی ضروری شے ہے وہ توبہ جس کے لیے طبیعت بولتی ہے اور روح گواہی دیتی ہے وہ اور ہے کیونکہ وہ راستی اور صدق نیت سے پیدا ہوتی ہے اور یہی نافع ہی ہے زبان سے توبہ کرلینا بڑی بات نہیں ہے مشکلات کے وقت خدا کی طرف رجوع کرنا بھی آسان امر نہیں ہے اور اصل توبہ ہے کہ جب انسان بیراہی اور خود روی اختیار کرتا ہے تو کوئی نصیحت کارگر نہیں ہوتی حدیث میں آیا ہے کہ جب تک دل میں واعظ پیدا نہ ہو کچھ نہیں بنتا اس لیے ضروری ہے کہ دلمیں واعظ پیدا ہو۔ اور یہ سب کچھ خدا تعالی کے فضل وکرم سے ملتا ہے۔،،

اسقدر تقریر کرنے کے بعد حضرت اقدس اُٹھ کھڑے ہوئے اور تشریف لے گئے۔ یہہ مختصر الفاظ میں جو حضور نے فرمائے۔ یہ بات کہ اس کا کیا اثر ملنے والے رئیسوں کے دلپر ہوا وہ خود بہتر جانتے ہونگے یا معمولی مقال جانتا ہے تھوڑی دیر کے بعد وہ بھی چلے گئے۔

۶۔ سنگرور سے قاضی یوسف علی صاحب سررشتہ دار پریزیڈنٹ اگزیکٹیو ریاست سنگرور اور شاد خان صاحب اور حافظ حسین صاحب پانی پتی اور جنید سے مستری حاجی حکیم اللہ صاحب آئے ہیں

نئی تصنیفات

وہ قاعدہ جس کا کسی گذشتہ اشاعت میں ذکر کیا تھا۔ جسقدر بزرگوں نے دیکھا ہے ازبس پسند کیا ہے بلکہ حضرت اقدس امام علیہ الصلوۃ والسلام نے بھی اسے پسند فرمایا۔ اس قاعدہ کے ذریعہ سے پانچ برس کا بچہ چھ مہینے میں قرآن شریف بدوں کسی دقت اور تکلیف کے پڑھنے کے قابل ہوسکتا ہے بشرطیکہ ہدایتوں کی پوری پابندی کی جاوے۔ بچوں کو مار کر پڑھانے کا طریق جو نہایت خطرناک ثابت ہوا ہے اس قاعدہ کے ذریعہ بند ہوسکتا ہے ان لوگوں کو جو اپنے بچوں اور بیبیوں کو قرآن شریف پڑھانا چاہتے ہیں اس

قاعدہ سے خاص فائدہ اٹھانا چاہیئے۔
اس قاعدہ کی قیمت ہر تجویز کی گئی تھی لیکن جب کہ موجودہ حجم سے بہت بڑھ گیا تو قیمت میں ۔ر کا اور اضافہ کرنا پڑا۔ اب ۲ر قیمت ہدیہ قاعدہ دفتر اخبار الحکم سے یا حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس سے ملے گا۔ آٹھ سے کم جلدوں کے لیے ٹکٹ بھیجنے چاہیئے ورنہ وی پی کے ذریعہ سے منگوانے میں زیادہ خرچ ہوگا۔

تفسیر القرآن کا دوسرا پارہ چھپ چکا

بہت ہی تھوڑا حصہ طبع ہوا ہے اکتوبر ۱۹۱۱ء سے باقاعدہ چھپنے لگے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ تفسیر القرآن کے خریدار جو پیشگی قیمت بھیجدیں گے انکو حسب دستور سابق عہ فی جلد علاوہ محصول ڈاک لیا جاوے گا۔ بعد میں خریدنے والوں سے وہی ایک روپیہ چار آنے فی جلد مجھے یقین ہے کہ اگر کوئی سخت روک پیش نہ آجاوے (خدا کرے نہ آئے) تو میں نومبر کے اخیر تک یہ دوسرا پارہ ضرور ناظرین کے ہاتھوں میں پہونچادونگا انشاء اللہ العزیز۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عبد بھی ہے جیسے فرمایا ہے اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام عبد خدا نے اس لیے رکھا کہ عبودیت کا اصل خضوع اور ذُل ہے اور عبودیت کی حالت کا ملہ وہ ہے جس میں کسی قسم کا غلو اور بلندی اور عُجب نہ رہے اور اس حالت کا صاحب اپنی عملی تکمیل محض خدا تعالیٰ کی طرف سے دیکھے اور کوئی ہاتھ درمیان نہ دیکھے ایسے اہل عرب جو راہ نہایت درست اور نرم اور رسیدہ کیا جاتا ہے اس راہ کو مَوْرٌ مُعَبَّد کہتے ہیں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے عبد کہلاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے تصرف اور تعلیم سے ہیں عملی کمال پیدا کیا اور ان کے نفس کو مذلل راہ کی طرح اپنی تجلیات کے گذر کے لیے نرم اور رسیدہ اور صاف کیا۔ اور اپنے تصرف سے وہ استقامت جو عبودیت کی شرط ہے آپ میں پیدا کی پس وہ علمی حالت کے لحاظ سے **هُدیٰ** ہیں اور عملی کیفیت کے لحاظ سے جو خدا کے عمل سے ان میں پیدا ہوئی **عَبْد** ہیں کیونکہ خدا نے اپنے ہاتھ سے ان کی روح پر وہ کام کیا جو کوٹنے اور ہموار کرنے کے آلات سے اُس سڑک پر کیا جاتا ہے جسکو صاف اور ہموار بنانا چاہتے ہیں چونکہ

مہدی موعود کو بھی عبودیت

کا درجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے حاصل ہوا۔ اس لیے مہدی موعود میں **عبد** کے لفظ کی کیفیت **غلام** کے لفظ سے ظاہر کی گئی یعنی اُس کے نام کو

غلام احمد

کہہ کر پکارا گیا۔ یہ غلام کا لفظ اس عبودیت کو ظاہر کرتا ہے جو ظلی طور پر مہدی موعود میں ہونی چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ مہدی موعود کی علمی اور عملی تکمیل میں خدا تعالیٰ ہی متکفل رہا ہے۔

لودہیانہ کے عیسائی اخبار نور افشاں کا مزاج پھر کچھہ دنوں سے بگڑنے لگا ہے اس لیے اس امر کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ اس کی بیہودگیوں پر اسے متنبہ کیا جاوے۔ ۲۷ ستمبر کی اشاعت میں وہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعتقاد کے متعلق وفات مسیح کی نسبت ایک مغالطہ دیتا ہے اور ایک امر واقعی کو متضاد صورت میں پیش کرکے تثلیث کے گورکھہ دھندے کو نہ سمجھنے والے عیسائیوں کو مشکل میں ڈالتا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ

۱۔ مرزا اپنی تصنیف میں یوں تحریر کرتے ہیں کہ مجھکو خدا نے خبر دی ہے **یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی** حضرت عیسیٰ مر چکے اب وہ واپس نہیں آئیں گے (انجام آتھم)

۲۔ یہود نے حضرت عیسیٰ کو صلیب پر **چڑہایا** اور ان کو خفیف سی زخم لگی ہوئی تھی اس کے لیے مرہم عیسیٰ بنائی گئی تھی جس کے استعمال سے وہ زخم بالکل دور ہوگئے اور نشان بھی مٹ گیا تھا۔

(کتاب ست بچن صفحہ ۱۶۴)

ناظرین الحکم اس نرالی لاجک کی داد دیں۔ نادان عیسائی اتنا نہیں جانتا کہ ان دو بیانوں سے تضاد کیونکر ثابت ہوا۔ کیا مسیح کے زخموں کا اچھا ہو جانا اس امر کا مثبت ہے کہ وہ مرا نہیں۔؟

اصل بات یہ ہے کہ بت پرستی خواہ وہ پتھر پرستی ہو یا مردہ پرستی ایک ایسی لعنت ہے کہ علوم حقہ سے بے نصیب کر دیتی ہے عیسائی صلیب کی پرستش اور یسوع ناصری کی الوہیت کے خیال میں کچھہ ایسے محو ہوئے ہیں کہ وہ حق و باطل میں امتیاز نہیں کر سکتے۔

حضرت مرزا صاحب نے کھول کھولکر اپنی تصانیف میں لکھدیا ہے اور مذہبی دنیا عام طور پر آپ کے اس اعتقاد اور تعلیم سے واقف ہے

مسیح ابن مریم صلیب پر لٹکایا ضرور گیا ہے مگر وہ صلیب پر مرا ہرگز نہیں

بلکہ صلیب پر سے بحالت غش مشابہ بالموت ہو کر اُتارا گیا۔ اور پھر

مرہم عیسیٰ

کے ذریعہ اُس کے زخموں کی اصلاح ہوئی۔ اور مختلف ممالک میں سیاحت کرتے ہوئے ملک کشمیر شہر سری نگر خان یار کے محلہ میں فوت ہو کر دفن ہوئے جہاں اب تک ان کی قبر موجود ہے۔

حضرت اقدس نے اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں بہت سے دلائل لکھے ہیں

جسکو ضرورت ہو وہ ایام الصلح کے صفحہ ۱۳۱ کو غور سے پڑھے بات یہ ہے کہ

مسیح کا صلیب پر سے زندہ اتر آنا اور اپنی طبعی موت سے مرنا یہ ایک ایسا عظیم الشان حربہ ہے جو صلیب کے مذہب کے ابطال کے لیے لاجواب ہے۔ کیونکہ عیسائیوں کا یہ اعتقاد ہے کہ وہ صلیب پر مرا اور ہمارے گناہوں کا کفارہ ہوا۔

لیکن

جب یہ ثابت ہو جاوے کہ وہ صلیب پر مرا ہی نہیں تو کفارہ کا بت کیونکر رہ سکتا ہے؟؟

چونکہ اس مسئلہ کی اشاعت نے پادریوں کے دلوں کو ہلا دیا ہے اسلیے وہ سعی کرتے رہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح سے اس مسئلہ کی عظمت کو کم کریں اور اس کے واسطے یہ بھی طریق رکھا گیا ہے کہ غلط بیانی کر کے لوگوں کو مغالطہ میں ڈالیں مگر عیسائی یاد رکھیں کہ ان کی ان غلط بیانیوں سے کچھ نہیں ہوگا۔ خدا تعالیٰ نے جو ارادہ فرمایا ہے وہی ہوگا۔ جب وہ کتاب جسکا نام ہے

مسیح ہندوستان میں

شائع ہوگی اسوقت صلیب پرستاروں کو پتہ لگیگا کہ انکا مصنوعی خدا واقعی شہر سری نگر محلہ خان یار ملک کشمیر میں یوزآسف یا شہزادہ نبی کے نام سے مدفون ہے۔

نہایت افسوس سے اس خبر کو شائع کیا جاتا ہے کہ ہمارے مکرم مخدوم جناب مرزا خدا بخش صاحب کی والدہ ماجدہ نے ۲۴ ستمبر ۱۹۰۱ء کی دوپہر کو کچھ عرصہ بیمار رہ کر انتقال فرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون

حضرت اقدس کو بذریعہ تار اطلاع دی گئی چنانچہ ۲۷ ستمبر ۱۹۰۱ء کو بروز جمعہ حضرت اقدس نے مرحومہ کا جنازہ اپنی جماعت کیساتھ پڑھا۔ اور دیر تک مغفرت کی دعا کرتے رہے مرحومہ پرانے زمانہ کی ایک بزرگ عورت تھیں جو اپنی قوم اور شہر میں نہایت پارسا اور صالحہ اور عابدہ مشہور تھیں انتظام خانہ داری اور گھر کے حساب وکتاب میں قابل تعریف دسترس رکھتی تھیں ہم مرحومہ کے انتقال پر جناب مرزا خدا بخش صاحب اور ان کے بھائی کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا انہیں مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے آمین۔

اطلاع

بہت سے خط اس امر کے دریافت کرنے کے لیے ہمارے پاس پہنچے کہ شحنار الحق (شحنہ ہند) کے ضمیمہ میں بہت کچھ ایسے نام لکھے جاتے ہیں کہ جنھوں نے معاذ اللہ حضرت امام علیہ السلام کی بیعت سے انحراف کیا۔ اس کے جواب میں عرض کیا جاتا ہے کہ شحنہ ہند کا یہ دروغ، فترا اور سفید جھوٹ ہے خدا کے فضل سے اب جماعت احمدیہ کی بکثرت روز بروز ترقی ہو رہی ہے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب مخالفت گرم ہوتی ہے تو احمدی جماعت بھی ترقی کرتی ہے اینولوگ اسقدر فوج در فوج اس پاک جماعت میں داخل ہوتے جاتے ہیں کہ ہم گنتی بھول جاتے ہیں اور اب یہ جماعت تیس ہزار سے بہت زیادہ ہو گئی ہے اب وہ زمانہ قریب آتا ہے کہ آفتاب احمدی اپنے خط استوا پر پہنچکر خفاش طینت لوگوں کی آنکھوں کو خیرہ کر دیگا کو بعض صاحب اس قسم کے دھوکا بازی کے وہ ہو بہے ہیں نہ آوے شیطان اب اپنا آخری نعرہ لگا رہا ہے وہ دہنے سے بائیں سے آگے سے پیچھے سے اپنے تمام حیلے اور مکر ختم کرے گا اور ادھر رحمان اپنے آدم کی حمایت کر کے الاخرۃ عند ربک للمتقین کا نظارہ عجیب دکھائے گا۔ (سراج الحق)

مختلف واقعات

رسم تجہیز وتکفین مسٹر مکنلی کا جنازہ ۱۹ تاریخ کو شہر کانٹن واقعہ اوہایو میں سپرد خاک کیا گیا۔ اسوقت کا نظارہ دیکھنے سے عجیب رقت پیدا ہوتی تھی۔ قریباً ساٹھ ہزار آدمی ماتمی لباسوں میں ساتھ تھے اور تمام ملک کے گرجوں میں پریسیڈنٹ متوفی کے حق میں مغفرت کے واسطے دعائیں کی گئی تھیں۔

کیا خوب ٹرنٹن واقعہ نیو جرسی میں چار سو لڑکیوں نے عہد کیا ہے کہ کسی ایسے شخص کے ساتھ شادی نہیں کرینگی جو سخت پرہیزگار نہ ہو۔

الوداعی دعوت عربی پاشا کو مسلمانان کلمبو نے روانگی کا وقت ایک پرتکلف دعوت دی۔ اور اس موقع پر اس نے ایک اڈریس کے جواب میں بیان کیا کہ:۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں میں آپکے پاس ایک غمزدہ اجنبی کی حیثیت سے آیا لیکن میں لنکا کے لوگوں کو اپنے ہی لوگ سمجھتا رہا اور آپ کے بزرگوں کو اپنے برادروں کی طرح سمجھتا رہا اور آپکے نوجوانوں سے بیٹوں کیطرح پیار کرتا رہا۔ آپ کی الفت اور محبت نے اسقدر شیدا کیا کہ مجھے اپنا وطن اور اہل وطن بھول گئے۔ لہذا میرا فرض ہے کہ میں تمام اہل لنکا کا بلا لحاظ ان کے مذہب رنگ یا عقیدہ یا عقیدہ کے ان عنایات اور اخلاق کے واسطے شکریہ ادا کروں جو میری نسبت ملحوظ رکھتے رہے ہے یہ سچ ہے کہ میں اپنے ملک میں اور اپنے اہل وطن اور اپنے رشتہ داروں کے پاس جاتا ہوں جس کی مجھے مسرت ہے مگر مجھے رخصت ہونے کے ساتھ ہی آپکی مفارقت کا رنج کچھ کم نہیں ہے۔ میں اپنے ملک میں اپنے اہل وطن

اور آپ کے مابین کوئی فرق نہیں سمجھتا۔ میں ان لوگوں میں رہتا ہوں جو اجنبیوں کی قدر ومنزلت کرتے ہیں گو میں اجنبی تھا تاہم آپ نے اپنے حلقوں میں میری عزت وتوقیر کی۔ آپ کی عنایات نے مجھ پر بہت بھاری غلبہ کیا ہے۔ ہر ایک اجنبی جب تک اپنے وطن کو واپس نہ جائے خدا کا مہمان ہوتا ہے۔ پس جو شخص اجنبی کی قدر ومنزلت کرتا ہے گویا خدا کی عزت کرتا ہے۔ آپ نے میری نسبت جو عمدہ خیالات ظاہر فرمائے ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم آپ کو ہر دو جہان میں اجر نیک عطا کرے۔

غبارہ کی پرواز۔ رائل میٹرولوجیکل انسٹیٹیوٹ پروشیا کے ایک غبارہ نے نو ہزار دو سو میٹر کی بلندی تک پرواز کیا۔ اس میں تین مشہور غبارہ باز ہر پرسن ڈاکٹر سورنگ اور ڈاکٹر شراٹر سوار تھے۔ جنہوں نے رپورٹ کی کہ پانچہزار میٹرول کی بلندی پر انھیں آکسیجن ہوا سانس لینے کی ضرورت پڑی اس غبارہ کی بلندیسے بلند پرواز کیواسطے انتظام کر لیا گیا تھا

قاتل پریسیڈنٹ امریکہ کے قاتل نے اپنے منہ پر مہر سکوت لگا لی ہے اب یہ باضابطہ طور پر زیر تجویز ہوگا۔

ڈاک کے ٹکٹوں کی تیاری۔ برٹش ڈاک کے ٹکٹ ولایت کے ایک کارخانہ موسومہ میسرز ٹامس ڈی لارڈو میں چھپتے ہیں۔ جو نہل روڈ لندن میں واقع ہے سمرسٹ ہوس اور جنرل پوسٹ آفس کے بہت عہدہ داروں نے یہ اب تک چھپتے ہوئے نہیں دیکھے۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ گورنمنٹ حتی الوسع اپنے راز ظاہر ہونے نہیں دیتی۔ بنک آف انگلستان کے نوٹ تیار ہوتے دیکھنا اسقدر مشکل نہیں ہے جسقدر کہ ڈاک کے ٹکٹ دیکھنے میں مشکل ہیں۔ یہ ٹکٹ چھاپنے کی ایک خاص مشین ہے جس میں کروڑوں ٹکٹ ایک وقت میں چھاپے جاتے ہیں۔ جب کبھی اس مشین کو صاف کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اسوقت بھی اس کے خاص خاص حصے نہایت ہی مخفی رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور ٹکٹ چھاپنے کی پلیٹ صندوقوں میں مقفل کی جاتی ہیں اور کوئی کام انسپکٹروں کے علم کے بغیر نہیں کیا جاتا۔ ساتھ انسپکٹروں کا ایک سٹاف ہوتا ہے جو صرف یہ دیکھتے رہتے ہیں کہ کوئی شخص ناجائز ٹکٹ نہ بنانے پاوے کمپنی مذکور خود کاغذ نہیں بناتی بلکہ نئے بنائے تختے اسکو بہم پہنچائے جاتے ہیں جنکا شمار بنک کے نوٹوں کی طرح کیا جاتا ہے۔ ایک تختہ پر دو سو چالیس ٹکٹ چھپتے ہیں۔ اگر میسرز ڈی لاورد اتفاق سے کوئی تختہ تہ نہ بھیجیں تو ان ٹکٹوں کے حساب سے اُن سے قیمت وصول کی جاتی ہے۔ کاغذ میں بجز آبی نشان کے کوئی خصوصیت نہیں ہوتی تمام بھید ان رنگوں میں ہے جس سے یہ چھاپے جاتے ہیں۔ انہیں بڑا وصف یہ ہے کہ جب ایک دفعہ اُن پر مہر لگ جائے تو پھر یہ کبھی صاف نہیں ہوتے اور نہ ہی دوبارہ استعمال ہو سکتے ہیں جب کبھی تبدیلی کرنی منظور ہوتی ہے تو یہ ڈاک خانہ کے حکام کرتے ہیں۔ ٹکٹ بنانے والوں کو اس سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ ایک خاص کمیٹی منعقد ہو کر ہزاروں نمونوں میں سے کوئی خاص نمونہ پسند کرتی ہے۔ یہ نمونہ ایسا ہوتا ہے کہ ڈاک خانہ کے ملازم ان ٹکٹوں کو باسانی دیگر ٹکٹوں سے پہچان سکیں۔ ٹکٹ چھپنے کے بعد سمرسٹ ہوس کو بھیجے جاتے ہیں۔ جہاں انکی احتیاط سے پڑتال کی جاتی ہے۔ ڈاک خانے والے اپنی فرمائشیں سمرسٹ ہوس کو بھیجتے ہیں۔ جہاں سے ٹکٹوں کے پارسل ان کو بہم پہنچائے جاتے ہیں

ڈاکٹروں کی عظیم فیس۔ بسا اوقات ڈاکٹروں کو بڑی بڑی فیسیں ملجایا کرتی ہیں۔ ڈاکٹر شار کو چھ راجاؤں پر عمل جراحی کرنے سے ایک ایک لاکھ روپیہ ملا تھا۔ برشل کے ڈاکٹر گیل کو ایک تمتول کے گھٹنے پر عمل جراحی کرنے کے معاوضہ میں آٹھ لاکھ روپیہ دیا گیا تھا۔ روس کی شہنشاہ بیگم کیتھرائن ثانی نے ڈاکٹر ڈمسڈیل کو ٹیکا کرنے کے واسطے بارہ ہزار پونڈ نقد اور پانچسو پونڈ سالانہ کا وظیفہ دیا تھا۔ شہنشاہ روس متوفی نے پروفیسر زیکرین کو دو دورز کی وزٹ کے واسطے دو لاکھ پچیس ہزار روپیہ دیا تھا۔ شاہ طہران نے ڈاکٹر گیل بوسکی کو تین ماہ کے واسطے سفر خرچ اور خوراک کے علاوہ ایک لاکھ بارہ ہزار روپیہ دیا تھا۔ حضور شاہ ایڈورڈ ہفتم نے جب حضور پرنس آف ویلز تھے ڈاکٹر فینر کو علاج کرنے کے عوض میں ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ کے علاوہ بیرن کا خطاب عطا کیا تھا سر مارل مکنزی کو شہنشاہ فریڈرک پر عمل جراحی کے واسطے لاکھ روپیہ نصیب ہوا تھا۔

عنکبوت۔ کے جالے سے کام پیرس کے متصل فرانسیسی صیغہ جنگ کے ایک کارخانہ میں غبارے مکڑی کے جالے سے بنائے جاتے ہیں جس کے واسطے بے شمار مکڑیاں جمع کی جاتی ہیں۔ ایک مکڑی بیس گز سے لے کر چالیس گز تک جالا پور سکتی ہے اس کے بعد اسکو چھوڑ دیا جاتا ہے اور دوسری مکڑی سے جالا نکالا جاتا ہے تاگے کا رنگ گلابی ہوتا ہے اور آٹھ تاگے ملا کر ڈور تیار کی جاتی ہے۔ ریشم سے یہ جالا زیادہ تر ہلکا اور پائدار ہوتا ہے مگر اسمیں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

عظیم شفاخانہ مقام ماسکو واقع روس میں ایک بہت بڑا ہسپتال ہے جہاں سات ہزار مریضوں کے پلنگ ہر وقت موجود رہتے ہیں اس میں نوّے ڈاکٹر اور نو سو تیماردار عورتیں ملازم ہیں۔ اور قریبًا پندرہ ہزار مریضوں کا سالانہ علاج کیا جاتا ہے

نئی ساخت ولایت میں ایک کارخانہ قائم ہونے والا ہے

جو کاغذ کی بائیسکل تیار کرے گا۔

بالوں کی فروخت فرانس میں مصنوعی انسانی بال بکثرت تیار ہوتے ہیں پورے سر کے بال فی سٹ آٹھ روپیہ سے لے کر ۱۵ روپیہ تک قیمت کو فروخت ہوتے ہیں۔

ضعیف الاعتقادی جاپان کے لوگ ایسے ضعیف الاعتقاد ہیں کہ اُن کو طاق سے سخت نفرت ہے اور جفت کو پسند کرتے ہیں۔ ان کے مکانوں کے دروازے کھڑکیاں کمرے اور اثاث البیت کی چیزیں جفت ہوا کرتی ہیں

نئی ایجاد۔ سنٹرل ہندو کالج بنارس کے میگزین میں ایک نئی ایجاد کی خبر شائع ہوئی ہے جس کے موجد مسٹر فارسٹر ریجی بیان کیے جاتے ہیں۔ اس ایجاد کا نام ٹیلا ٹوگراف رکھا گیا ہے۔ اور اس تار برقی کے ذریعہ خاص فرستندہ کا دستخطی پیغام پہونچایا جا سکتا ہے

نومسلم بیرسٹر پر ہندو بیوی کا دعویٰ۔ لدہیانہ میں مسماۃ کشن کنور نے جو مقدمہ اپنے خاوند سردار ہربخش سنگھ صاحب پر اپنے اور اپنی لڑکی کے گذارہ کے واسطے دائر کیا ہوا تھا اس میں دیوان ٹیک چند صاحب سی ایس ڈپٹی کمشنر نے فریقین کی مصالحت کرا دی۔ بیرسٹر صاحب نے اپنی بیوی کو بیس روپیے اور لڑکی کے گذارہ کے واسطے دس روپیہ ماہوار دینا منظور کرلیا ہے

آلہ ٹیلیفون۔ دنیا میں صرف سویڈن ہی ایک ایسا ملک ہے جہاں گھر گھر ٹیلیفون سے کام لیا جاتا ہے اب ایک اٹومیٹک یعنی خود بخود کام کرنے والا آلہ ایجاد ہوا ہے جو اُس ملک میں بہت جلد رائج ہو جائیگا۔

الارم بل۔ مستول لوگوں کو رات کے وقت اپنی جمع جتھا کی جو فکر رہتی ہے اسکو دور کرنے کا آلہ ایک شخص مسٹر مورسے نے ایجاد کیا ہے۔ جب کو نصب کر کے دولتمند بے فکری سے سو سکتے ہیں۔ کواڑوں کے ساتھ ایک تار لگی رہتی ہے جو دروازہ کھولنے کی کوشش کرنے کے ساتھ بلند آوازیں نکالنا شروع کر دیتی ہے۔ اور اس میں سے ہوا کا سخت جھونکا پیدا ہوتا ہے اور ایک برقی لمپ جو مکان کے ایک کونہ میں رکھا ہوا ہوتا ہے خود بخود جل اُٹھتا ہے۔ اور الارم کی آواز ایسی تیز ہوتی ہے کہ اسکو کوئی شخص روک نہیں سکتا وہ رکتے رکتے بھی ایک گھنٹہ صرف کر دیتی ہے اور اس عرصہ میں گرد و نواح کے لوگ اور گھر والے جاگ اُٹھتے ہیں خواہ اُن کی نیند کیسی ہی گہری کیوں نہ ہو

سٹیفن کی سیاہی اس کا آغاز ۱۸۳۲ء میں ہوا تھا مسٹر ہینری سٹین پہلے کیمیائی مرکبات سے اپنے اور اپنے دوستوں کے واسطے سیاہی بناتا رہا۔ اور آخر کار جب اس کو بازار میں لایا تو اسقدر بکری کی مطلق اُمید نہ تھی۔ مگر چونکہ پہلی سیاہی کا منجمد ہونا ایک بڑا نقص تھا جس کو مسٹر سٹیفن نے دور کیا اس لیے اس کی ساخت بہت فروخت ہونے لگی۔ حتیٰ کہ اب اسقدر وسیع کارخانہ قائم ہو گیا ہے کہ اس میں آٹھ آٹھ ہزار گیلن سیاہی والے برتن بھم پہنچائے گئے ہیں۔

کرہ ہوائی کا آواز پر اثر۔ تحقیقات سے پایا گیا ہے کہ جو لوگ سطح سمندر سے بلند طبقات پر رہتے ہیں۔ اُن کی آواز کمزور باریک اور زنانہ ہوتی ہے۔ اور جو لوگ بلند مقامات نہیں رہتے اور اُنہیں اکسیجن زیادہ مقدار میں دم لینے کے واسطے ملتی ہے اُن کی آوازیں موٹی اور مردانہ ہوتی ہیں۔ چنانچہ سطح سمندر سے دس ہزار سے لے کر چودہ ہزار فیٹ کی بلندی پر جو رہتے ہیں وہاں مردوں کی آواز عورتوں کی طرح اور عورتوں کی آواز بچوں کی طرح اور بچوں کی آواز سرگوشی کے مساوی ہوتی ہے۔ اور جب یہ لوگ گاتے ہیں تو جن اجنبیوں کے کان انکی آوازوں سے ناآشنا ہیں انہیں یہی معلوم ہوتا ہے کہ کہیں سے مسلسل چیخیں نکل رہی ہیں۔

سر کے بال۔ جرمنی کے ایک محقق نے اپنی تحقیقات کا خلاصہ شائع کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان کے سر کے بالوں کا اثر بہت کچھ چہرے کی رنگت پر موقوف ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ بال گورے آدمی کے سر پر ہوتے ہیں اس کے بعد بھورے سیاہ اور سرخ چہرہ پر ہوتے ہیں۔ مثلاً سرخ رنگ والے چہرہ کے بال نوے ہزار سیاہ رنگ کے ایک لاکھ تین ہزار بھورے رنگ کے ایک لاکھ نو ہزار اور گورے رنگ کے لاکھ چالیس ہزار ہوتے ہیں۔

کھانوں کی تعداد۔ ہوس آف کامنز کی مطبخ کمیٹی نے رپورٹ کی ہے کہ ہوس کے موجودہ اجلاس میں اکیس ہزار چار سو پندرہ دفعہ ناشتے۔ ستائیس ہزار دو سو پچپن دفعہ دوپہر کے کھانے۔ سات سو تریپن دفعہ شام کے کھانے۔ چالیس دفعہ چائے۔ اور چھ ہزار دو سو چالیس دفعہ وکلا کو دعوتیں دی گئی ہیں جنکی کل میزان ایک لاکھ ایک ہزار سات سو تین ہوتی ہیں۔

بنک کا سرمایہ بنک انگلستان کا موجودہ سرمایہ ایک کروڑ سینتالیس لاکھ پونڈ ہے۔ یہ ۱۶۹۴ء میں بارہ لاکھ پونڈ تھا۔

آمدنی کا اندازہ ہر ایک ملین (دس لاکھ) برٹش لوگوں میں سات ہزار آدمیوں کی آمدنی دو سو پونڈ سالانہ سے اوپر ہوتی ہے۔

جنگ چین کا نتیجہ اخبار جاپان میل لکھتا ہے کہ جیسا کہ ہم ایک سال پہلے لکھ چکے ہیں یہ روس ہی ہے جو مخصوص جنگ چین سے فائدہ پہونچا ہے۔

کیا خوب۔ برنٹن واقعہ یو نیورسٹی میں چار سو لڑکیاں جنھوں نے عہد کیا ہے کہ وہ کسی ایسے شخص کے ساتھ شادی نہیں کریں گی جو سگرٹ پیتا ہو۔

ایکٹ انتقال اراضی۔ گورنمنٹ ہند نے ایکٹ انتقال اراضی پنجاب ۱۹۰۰ء کے عملدرآمد کے نتائج کی نسبت گورنمنٹ پنجاب سے سالانہ رپورٹ طلب کی ہے۔

مسند نشینی حضور لفٹنٹ گورنر پنجاب ۲۲ اکتوبر کو سری حضور مہاراجہ صاحب پٹیالہ کو گدی نشین کرینگے۔

سرحدی صوبہ جدید سرحدی صوبہ کے قائم کرنے کی نسبت منظوری حضور سیکرٹری آف سٹیٹ ہند کے اجلاس سے آگئی ہے۔ اور سرحدی آئین و قوانین بھی منظور ہو کر گزٹ ہند میں شائع ہو گئے ہیں۔

بوئر قیدی۔ انبالہ میں پندرہویں گورہ لانسرز کی جو بارکیں خالی پڑی ہیں ان میں ایک ہزار بوئر قیدی رکھنے کا فیصلہ ہوا ہے۔ اور پنجم ڈریگون گارڈ کا ڈیپو سیالکوٹ سے راولپنڈی تبدیل کرکے سیالکوٹ کی بارکوں میں پانچسو قیدی رکھے جائیں گے۔

ناجائز افیون ریلوے سٹیشن پھلور پر ایک پٹھان سے ایک من افیون برآمد ہوئی پٹھان نے بڑی حکمت سے مخفی رکھا ہوا تھا

اطلاع

جناب بابو محمد ابراہیم صاحب ٹھیکیدار اور سیٹھ احمد الدین صاحب قصاب کلنڈنی ملک افریقہ مشرقی سے واپس تشریف لے آئے ہیں ان کے نام کے خط و کتابت اب بمقام پسرور ضلع سیالکوٹ کے پتہ سے ہونی چاہیے۔

بیعت

فضل الٰہی صاحب وکیسی نیٹر پشاور
ڈیگری گیٹ سرائے بابو ٹوڈرارام
غلام احمد صاحب موضع باڑی پورہ ڈاک خانہ کلگام۔ کشمیر
کالے خانصاحب۔ قصبہ راجپورہ ضلع ڈیرہ دون سابق مرید حویلی والی صاحب۔
عبد العزیز صاحب باڑی پورہ ڈاکخانہ کلگام۔ کشمیر ملازم راجہ عطا محمد خانصاحب
بدو خانصاحب " " "
مولا بخش صاحب کلرک محکمہ صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب ضلع سیالکوٹ
سلطان علی صاحب۔ موضع بدوملہی ضلع سیالکوٹ۔
محمد عزیز الدینصاحب طالب علم جماعت سوم مڈل سکول سوجان پور ضلع کانگڑہ پنجاب
عطا محمد صاحب " " " "
مرزا عباس علی ساکن جہلم محلہ گورنمنٹ سکول۔ حال شہر راولپنڈی مکان نواب الدین صاحب کلرک پلٹن نمبر ۲۴ کالی راولپنڈی۔
سید حمید صاحب کوتوال وظیفہ خوار از جالنہ چھاؤنی
شیخ مدار صاحب صوبہ دار وظیفہ خوار
امام بخش صاحب دوم مدرس سکول ڈیرہ غازی خان۔
مولوی عبد الحی صاحب ساکن چندووی ضلع مونگیر۔ حال بھاگلپور محلہ خلیفہ باغ راسہ حکیم عبد الغفور صاحب شیخپوری
محمد علاء الدین صاحب امام مسجد۔ فیروزپور پنجاب میگزین دار وارثہ معہ اہلبیت و اولاد۔
عنایت اللہ خانصاحب۔ قصبہ سوتا ضلع گوماتواں ملک پنجاب حال وارد بھون گام مکان مولوی سید تفضل حسین صاحب تحصیلدار بھونگام۔ احمدی ضلع بن پوری ملک اودھ
محمد عثمان صاحب مدرس برانچ ڈیرہ غازیخان
غلام حکیم صاحب اہلمد ساکن پسرور ضلع سیالکوٹ حال اہلمد محکمہ مشیر مال۔ سری نگر۔ کشمیر
عبد الرحمن صاحب مدرس برانچ سکول ڈیرہ غازی خان۔
میاں سبحان صاحب موضع سلی گام پرگنہ کھاور پارہ تحصیل اسلام آباد۔
عبد الرحیم صاحب گنائی ساکن فہور تحصیل " " " " " " "
محمد علی راتر نمبردار مہوہر " " " "
غلام احمد صاحب۔ ساکن قصبہ ترال تحصیل اونتی پورہ۔ ملک کشمیر
نواب خان صاحب۔ موضع ہجیاں ضلع امرتسر حال سپاہی کمپنی ۱۲ ملٹری پولیس کلوئی ملک اپر برما
سید حسن شاہ صاحب۔ مقام گھنڈی ضلع مظفر آباد۔ ریاست کشمیر
عبد الحق صاحب عبد المجید صاحب و عبد الرشید صاحب و فاطمہ فتح پور۔
زوجہ جھنبو خان موضع بہور و ڈاکخانہ بنگہ ضلع جالندھر
سید منشی علی محمد صاحب۔ موضع بازید پور ضلع جالندھر تحصیل نواں شہر ڈاک خانہ راہوں
سید ابراہیم علی صاحب ساکن اینٹھی جدید ڈاک خانہ فتح گڑھ ضلع فرخ آباد۔
یعقوب خانصاحب افغان ساکن شہر جہلم حال ملازم بعہدہ ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ سلونزی مقام دبولالی کیپ
محمد افضل خانصاحب نائب کلرک دفتر پولیس ڈیرہ غازیخان۔

بعض صاحب اپنا پورا پتہ نہیں لکھتے ان کو مناسب ہے کہ وہ اپنا پورا پتہ معہ ولدیت اور سکونت حقیقی و عارضی اور ڈاک خانہ اور تحصیل اور ضلع اور ملک اور محلہ سب کچھ لکھا کریں

سراج الحق احمدی

پریس انوار احمدیہ مقام قادیان شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر مہتمم

رجسٹرڈ ایل ۷۷
بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم
قیمت پیشگی سالانہ عوام سے ۵ خواص اور معاونین سے ۱۰ ہندوستان سے باہر ۶
ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی ۔ دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۳۷ | دار الامن والامان قادیان ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان

تبتل کی حقیقت

جو ۱۳ ستمبر ۱۹۰۱ء کو مغرب کی نماز کے بعد حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم نے سید امیر علیشاہ صاحب ملہم سیالکوٹی کے استفسار پر بیان فرمائی۔ اُن کو اپنی کسی رویا میں ارشاد ہوا تھا۔ کہ وہ تبتل کے معنے حضرت اقدس سے دریافت کریں۔ اس بنا پر انہوں نے سوال کیا اور حضرت اقدس نے اسکی تشریح فرمائی

ایڈیٹر

ہمارے نزدیک رویا میں یہہ بتانا کہ تبتل کے معنے مجھہ سے دریافت کئے جاویں اس سے یہہ مراد ہے کہ جو میرا مذہب اس بارہ میں ہے۔ وہ اختیار کیا جاوے منطقیوں یا نحویوں کی طرح معنے کرنا نہیں ہوتا بلکہ حال کے موافق معنے کرنے چاہئیں

ہمارے نزدیک اسوقت کسی کو متبتل کہیں گے جب وہ عملی طور پر اللہ تعالیٰ اور اس کے احکام اور رضا کو دنیا اور اس کی متعلقات دمکروہات پر مقدم کرے۔ کوئی رسم وعادت کوئی قومی اصول اس کا رہزن نہ ہو سکے نہ نفس رہزن ہو سکے نہ بھائی نہ جورو نہ بیٹا نہ باپ غرض کوئی شے اور کوئی متنفس سکو خدا تعالےٰ کے احکام اور رضا کے مقابلہ میں اپنے اثر کے نیچے نہ لا سکے۔ اور وہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول میں ایسا اپنے آپ کو کہو دے کہ اسپر فنائے اتم طاری ہو جاوے اور اس کی ساری خواہشوں اور ارادوں پر ایک موت وارد ہو کر خدا ہی خدا رہجاوے دنیا کے تعلقات بسا اوقات خطرناک رہزن ہو جاتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کی رہزن حضرت حوا ہوگئی۔

پس تبتل نام کی صورت میں یہہ ضروری امر ہے کہ ایک سکر اور فنا انسان پر وارد ہو۔ مگر نہ ایسی کہ وہ اسے خدا سے گم کرے

بلکہ خدا میں گم کرے

غرض عملی طور پر تبتل کی حقیقت تب ہی کہلتی ہے۔ جب کہ ساری روکیں دور ہو جائیں۔ اور ہر ایک قسم کے حجاب دور ہو کر محبت ذاتی تک انسان کا رابطہ پہونچ جاوے اور فنا واتم ایسی حاصل ہو جاوے قیل وقال کے طور پر سب کچھہ ہو سکتا ہے اور انسانی الفاظ اور بیان میں بہت کچھہ ظاہر کر سکتا ہے مگر مشکل ہے تو یہہ کہ

عملی طور پر اسے کہہ بھی دے جو کچھہ وہ کہتا ہے

یوں تو ہر ایک جو خدا کو ماننے والا ہے پسند بھی کرتا ہے اور کہہ بھی دیتا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ خدا کو سب پر مقدم کروں اور مقدم کرنے کا مدعی بھی ہو سکتا ہے لیکن جب ان آثار اور علامات کا معاینہ کرنا چاہیں جو خدا کو مقدم کرنے کے ساتھہ ہی عطا ہوتے ہیں۔ تو ایک مشکل کا سامنا ہوگا۔ بات بات پر انسان ٹھوکر کہاتا ہے۔ خدا تعالےٰ کی راہ میں جب اس مال اور جان کے دینے کی ضرورت محسوس ہوتی

ہے اور خدا تعالےٰ ان سے ان کی جانوں اور مالوں یا اور عزیز ترین اشیاء کی قربانی چاہتا ہے حالانکہ وہ اشیاء انکی اپنی بھی نہیں ہوتی ہیں۔ لیکن پھر بھی وہ مضائقہ کرتے ابتداءً بعض صحابہ کو اس قسم کا ابتلا پیش آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنائے مسجد کے واسطے زمین کی ضرورت تھی ایک شخص سے زمین مانگی تو اس نے کئی عذر کرکے بتادیا کہ مین زمین نہین دے سکتا اب وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ پر ایمان لایا تھا اور اللہ اور اس کے رسول کو سب پر مقدم کرنے کا عہد اس نے کیا تھا لیکن جب آزمایش اور امتحان کا وقت آیا تو اس کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ گو آخرکار اس نے وہ قطعہ دیدیا۔ تو بات اصل مین یہی ہے کہ کوئی امر محض بات ہی نہین ہوسکتا جب تک عمل اس کے ساتھہ نہ ہو اور عملی طور پر صحیح ثابت نہیں ہوتا۔

جبتک امتحان ساتھہ نہ ہو

ہمارے ہاتھہ پر بیعت تو یہی کی جاتی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرون گا اور ایک شخص کو جسے خدانے اپنا مامور کرکے دنیا مین بھیجا ہے اور جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نائب ہے جس کا نام حَکَم اور عَدَل رکھا گیا ہے۔) اپنا امام سمجھون گا اس کے فیصلے پر ٹھنڈے دل اور انشراح قلب کے ساتھہ رضامند ہو جاؤن گا لیکن اگر کوئی شخص یہہ عہد اور اقرار کرنے کے بعد بھی ہمارے کسی فیصلہ پر خوشی کے ساتھہ رضامند نہیں ہوتا بلکہ اپنے سینہ مین کوئی رُک اور اٹک پاتا ہے تو یقیناً کہنا پڑے گا کہ اس نے پورا تبتّل حاصل نہیں کیا اور وہ اس اعلےٰ مقام پر نہیں پہونچا جو تبتّل کا مقام کہلاتا ہے بلکہ اس کی راہ مین ہوائے نفس اور دنیوی تعلقات کی روکین اور زنجیرین باقی ہین۔ اور ان حجابوں سے وہ باہر نہیں نکلا۔ جنکو پھاڑ کر انسان اس درجہ کو حاصل کرتا ہے جب تک وہ دنیا کے درخت سے کاٹا جاکر الوہیت کی شاخ کے ساتھہ ایک پیوند حاصل نہیں کرتا اُسکی سرسبزی اور شادابی محال ہے۔

دیکھو جب ایک درخت کی شاخ اس سے کاٹ دیجاوے تو وہ پھل پھول نہیں دے سکتی خواہ اسے پانی کے اندر ہی کیون نہ رکھو اور ان تمام اسباب کو جو پہلی صورت مین اس کے لئے مایہ حیات تھے استعمال کرو لیکن وہ کبھی بھی بارآور نہ ہوگی اسی طرح جب تک ایک صادق کے ساتھہ انسان کا پیوند قائم نہیں ہوتا وہ روحانیت کو جذب کرنے کی قوت نہیں پاسکتا جیسے وہ شاخ تنہا اور الگ ہوکر پانی سے سرسبز نہیں ہوتی اسیطرح یہہ بے تعلق اور الگ ہوکر بارآور نہیں ہوسکتا۔

پس

انسان کو مُتبتّل ہونے کے لئے ایک قطع کی ضرورت بھی ہے اور ایک پیوند کی بھی۔

خدا کے ساتھہ اسے پیوند کرنا اور دنیا اور اس کے تمام تعلقات اور جذبات سے الگ بھی ہونا پڑے گا۔ اس کا یہہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ بالکل دنیا سے الگ رہ کر یہہ تعلق اور پیوند حاصل کرے گا۔ نہیں بلکہ دنیا مین رہ کر پھر اس سے الگ رہے یہی تو مردانگی اور شجاعت ہے اور الگ ہونے سے مراد یہہ کہ دنیا کی تحریکین اور جذبات اس کو اپنا زیر اثر نہ کرلین اور وہ ان کو مقدم نہ کرے۔

بلکہ خدا کو مقدم کرے

دنیا کی کوئی تحریک اور روک اس کی راہ مین نہ آوے اور اپنی طرف اسکو جذب نہ کرسکے۔

مین نے ابھی کہا ہے کہ دنیا مین بہت سی روکین انسان کے لئے ہین۔ ایک جورو یا بیوی بھی بہت کچھہ رہزن ہوسکتی ہے خدانے اسکا نمونہ بھی پیش کیا ہے خدانے ایک نہی کی تعلیم دی تھی اس کا اثر پہلے عورت پر ہُوا پھر آدم پر ہُوا

غرض

تبتل کیا ہے؟ خدا کی طرف انقطاع کرکے دوسرونکو کالمردہ سمجھہ لینا

بہت سے لوگ ہین جو ہماری باتون کو صحیح سمجھتے ہین۔ اور کہتے ہین کہ یہہ سب کچھہ بجا اور درست ہے مگر جب ان سے کہا جاوے کہ پھر تم اس کو قبول کیون نہیں کرتے تو وہ یہی کہینگے کہ لوگ ہم کو بُرا کہتے ہین۔ پس یہہ خیال کہ لوگ اس کو برا کہتے ہین یہی ایک رگ ہے جو خدا سے قطع کراتی ہے۔ کیونکہ اگر خدا تعالےٰ کا خوف دل مین ہو۔ اور اسکی عظمت اور جبروت کی حکومت کے ماتحت انسان ہو۔ پھر اس کو کسی دوسرے کی پروا کیا ہو سکتی ہے کہ وہ کیا کہتا ہے کیا نہیں؟

ابھی اس کے دل مین لوگون کی حکومت ہی نہ خدا کی۔ جب یہہ مشرکانہ خیال دل سے دور ہوجاوے پھر سب کے سب مردے اور کیڑے سے بھی کمتر اور کمزور نظر آتے ہین اگر ساری دنیا ملکر بھی مقابلہ کرنا چاہے تو ممکن نہین کہ ایسا شخص حق کو قبول کرنے سے رک جائے۔

تبتل تام کا پورہ نمونہ

انبیاء علیہم السلام اور خدا کے مامورون مین مشاہدہ کرنا چاہیئے کہ وہ کسطرح دنیا دارون کی مخالفتون کی باوجود پوری بے کسی اور ناتوانی کے پروا تک نہین کرتے ان کی رفتار اور حالات سے سبق لینا چاہیے۔

بعض لوگ پوچھا کرتے ہین۔ کہ ایسے لوگ جو برا نہیں کہتے مگر پورے طور پر اظہار بھی نہیں کرتے محض اس وجہ سے کہ لوگ برا کہین گے کیا ان کے پیچھے نماز پڑھ لین مین کہتا ہون ہرگز نہیں اس لئے کہ ابھی تک ان کے قبول حق کی راہ مین ایک ٹھوکر کا پتھر ہے اور وہ ابھی تک اسی درخت کی شاخ مین جسکا پھل زہریلا اور ہلاک کرنیوالا ہے اگر وہ دنیا دارون کو اپنا معبود اور قبلہ نہ سمجھتے تو ان سارے حجابون کو چیر کر باہر نکل آتے۔ اور کسی کے لعن طعن کی ذرا بھی پروا نہ کرتے اور کوئی خوف شماتت کا نہین دامنگیر ہوتا۔ بلکہ وہ خدا کی طرف دوڑتے

پس

یاد رکھو کہ تم ہر کام مین دیکھہ لو کہ اس مین

خدا راضی ہے یا مخلوق خدا۔

جب تک یہ حالت نہ ہو جاوے کہ خدا کی رضا مقدم ہو جاوے اور کوئی شیطان اور رہزن نہو سکے اوسوقت تک ٹھوکر کہانے کا اندیشہ ہے۔

لیکن جب دنیا کی برائی بھلائی محسوس

ہی نہو بلکہ خدا کی خوشنودی اور ناراضگی اسپر اثر کرنے والی ہو یہہ وہ حالت ہوتی ہے جب انسان ہر قسم کے خوف و حزن کے مقامات سے نکلا ہوا ہوتا ہے۔

اگر کوئی شخص ہماری جماعت مین شامل ہو کر پہر اس سے نکل بہی جاتا ہے تو اس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ اس کا شیطان اس لباس مین نہو اس کے ساتہہ ہوتا ہے۔

لیکن اگر وہ عزم کرلے کہ آئندہ کسی وسوسہ انداز کی بات کو سنون گا ہی نہین۔ تو خدا اسے بچا لیتا ہے۔ . . . . . .

ٹہوکر لگنے کا عموماً یہی سبب ہوتا ہے۔ لہ دوسرے تعلقات قائم تھے ان کو پرورش کے لئے ضرورت پڑی کہ اُدھر سے نسبت ہون سستی سے اجنبیت پیدا ہوئی پہر اس سے تکبر اور پہر انکار تک نوبت پہونچی۔

تبتل کا عملی نمونہ ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہین نہ آپ کو کسی کی مدح کی پروا نہ ذم کی۔ کیا کیا آپ کو تکالیف پیش آئین۔ مگر کچہہ بہی پرواہ نہین کی۔ کوئی لالچ اور طمع آپ کو اس کام سے نہ روک سکا جو آپ خدا کی طرف سے کرنے آئے تھے جب تک انسان اس حالت کو اپنے اندر مشاہدہ نہ کرلے اور امتحان مین پاس نہ ہوئے کبھی بھی

بیفکر نہ ہو پہر یہہ بات بہی یاد رکہنے کے قابل ہے کہ جو شخص

متبتل ہوگا متوکل ہی وہی ہوگا گویا

متوکل ہونے کے واسطے متبتل ہونا شرط ہے کیونکہ جب تک اوروں کے ساتہہ تعلقات ایسے ہین کہ انپر بہروسہ اور تکیہ کرتا ہے اسوقت تک خالصۃً اللہ پر توکل کب ہو سکتا ہے۔ جب خدا کی طرف انقطاع کرتا ہے تو وہ دنیا کی طرف سے توڑتا ہے اور خدا مین پیوند کرتا ہے۔ اور یہہ تب ہوتا ہے جب کہ **کامل توکل** ہو جیسے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامل متبتل تھے ویسے ہی کامل متوکل بہی تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اتنے وجاہت والے اور قوم و قبائل کے سرداروں کی ذرا بہی پروا نہیں کی اور ان کی مخالفت سے کچہہ بہی متاثر نہ ہوئے

آپ مین ایک خوق العادت یقین خدا تعالےٰ کی ذات پر تہا۔ اسی لئے اس قدر عظیم الشان بوجہ کو آپ نے اٹہا لیا۔ اور ساری دنیا کی مخالفت کی۔ اور ان کی کچہہ بہی ہستی نہ سمجہی یہ بڑا نمونہ ہے توکل کا۔ جسکی نظیر دنیا مین نہین ملتی۔ اس لئے کہ اس مین خدا کو پسند کر کے دنیا کو مخالف بنا لیا جاتا ہے۔ مگر یہ حالت پیدا نہین ہوتی جب تک گویا خدا کو نہ دیکہہ لے جب تک یہہ امید نہ ہو کہ اس کے بعد دوسرا دروازہ ضرور کہلنے والا ہے۔ جب یہہ امید اور یقین ہو جاتا ہے تو وہ عزیزون کو خدا کی راہ مین دشمن بنا لیتا ہے اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ خدا اور دوست بنا دے گا۔ جائداد کہو دیتا ہے کہ اس سے بہتر ملنے کا یقین ہوتا ہے خلاصہ کلام یہہ ہے کہ خدا ہی کی رضا کو مقدم کرنا تو تبتل ہے اور پہر

تبتل اور توکل توام ہین

تبتل کا راز ہے توکل اور توکل کی شرط ہے
تبتل یہی ہمارا مذہب اس امر مین ہے

تبتل تام کی حقیقت پر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک مکتوب بہی ہے۔ جو ۹ راگست ۱۸۸۳ء کو حضور نے لکہا تہا ہم ہفتہ آئندہ مین انشاء اللہ تعالےٰ انہیں کالمون مین اسی سلسلے کے نیچے اسے شائع کردین گے تاکہ زیادہ وضاحت سے اس کی حقیقت کہلجاوے

ایڈیٹر

مکتوبات احمدیہ

مکتوب دربارہ ترغیب جہد و سعی سخت دلی بعض حجاج
و
تشریح خواب و کشف و فنا و بقا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مشفقی مکرمی سلمہ اللہ تعالےٰ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کے خواب کے آثار یون ہی نظر آتے ہین۔ کہ انشاء اللہ رویا صالحہ و واقعہ صحیحہ ہوگا مگر اس بات کے لئے کہ مضمون خواب خیر قوت سے فعل مین آوے بہت سے محنتین درکار ہین۔ خواب کے واقعات اس پانی سے مشابہ ہین۔ کہ جو ہزارون من مٹی کے نیچے زمین کی تہ مین واقعہ ہے۔ جس کے وجود مین تو کچہہ شک نہیں لیکن بہت سی جانکنی اور محنت چاہیے تا وہ مٹی پانی کے اوپر سے بکلی دور ہو جاوے اور نیچے سے پانی شیرین اور مصفا نکل آوے۔

ہمت مردان مدد خدا ہے۔ صدق اور وفا سے خدا کو طلب کرنا موجب فتحیابی ہے۔

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا

گو بندہ سنگ موم شود در مقام صبر
آری شود و لیک بخون جگر شود
گرچہ وصالش نہ بکوشش دہند
ہر قدر اے دل کہ توانی بکوش

آپ کی ملاقات کے واسطے مین بہی چاہتا ہون مگر وقت مناسب کا منتظر ہون۔ بیوقت حج بہی فائدہ نہیں دیتا۔ اکثر حاجی جو بڑی خوشی سے حج کرنے کے لئے جاتے ہین اور پہر دل سخت ہو کر آتے

ہین - اس کا یہی باعث ہے کہ انہون نے بیوقت بیت اللہ کی زیارت کی اور بجز ایک کوٹہہ کے اور کچھہ نہ دیکھا - اور اکثر مجاورین کو صدق اور صلاح پر نہ پایا - دل سخت ہوگیا علی ہذا القیاس ملاقات جسمانی مین بھی ایک قسم کے ابتلاییش آجاتے ہین - الا ماشاء اللہ

آپ کے سوالات کا جواب جو اسوقت میرے خیال مین آتا ہے -

مختصر طور پر عرض کیا جاتا ہے آپنے پہلے یہہ سوال کیا ہے - کہ پورا پورا علم جیسے بیداری مین ہوتا ہے - خواب مین کیوں نہیں ہوتا اور خواب کے دیکھنے والا اپنی خواب کو خواب کیوں نہیں سمجھتا -

سو آپ پر واضح ہو کہ خواب اوس حالت کا نام ہے کہ جب بباعث غلبہ رطوبت مزاجی کہ جو دماغ پر طاری ہوتی ہے حواس ظاہری و باطنی اپنے کار بار معمول سے معطل ہو جاتے ہین - پس جب خواب کو تعطل حواس لازم ہے تو ناچار جو علم اور امتیاز اور بذریعہ حواس انسان کو حاصل ہوتا ہے وہ حالت خواب مین بباعث تعطل حواس نہیں رہتا کیونکہ جب حواس بوجہ غلبہ رطوبت مزاجی معطل ہو جاتے ہین - تو بالضرورت اس فعل مین بھی فتور آجاتا ہے - یہہ ہر بعلت اس فتور کے انسان نہیں سمجھہ سکتا کہ مین خواب مین ہون یا بیداری مین -

لیکن ایک اور حالت ہوتی ہے کہ جس سے ارباب طلب اور اصحاب سلوک کبھی کبھی متمتع اور محظوظ ہو جاتے ہین اور وہ یہہ ہے کہ بباعث دوام مراقبہ اور حضور اور استیلاء شوق و غلبہ محبت ایک حالت غیبت حواس انپر وارد ہو جاتی ہے جسکا یہ باعث نہیں ہوتا کہ دماغ پر رطوبت مستولی ہو - بلکہ اس کا باعث صرف ذکر اور شہود کا استیلاء ہوتا ہے - اس حالت مین چونکہ تعطل حواس بہت کم ہوتا ہے اس جہت سے انسان اس بات پر متنبہ ہوتا ہے کہ وہ کسیقدر بیدار ہے - خواب مین نہین اور نیز اپنے مکان اور اس کے تمام وضع پر بھی اطلاع رکھتا ہے یعنے جس مکان مین ہے اس مکان کو برابر شناخت کرتا ہے جن اردگرد کی لوگوں کی آوازین بھی سنتا ہے اور کل مکان کو بچشم خود دیکھتا ہے صرف کسیقدر بجذبہ غیبی غیبت حس ہوتی ہے اور جو انسان خواب کی حالت مین اپنی رویا مین اپنے تئیں بیدار معلوم کرتا ہے - یہہ علم بذریعہ حواس نہیں - بلکہ اس علم کا منشا صرف فقط روح ہے -

دوسرا سوال آپ کا یہہ ہے کہ فنار اتم مین غایت المعراج و نہایت الوصال ہے علم خلق رہتا ہے یا نہیں -

اول سمجھنا چاہیئے کہ فنار اتم عین وصال کا نام نہین - بلکہ امارات اور آثار وصال مین سے ہے - کیونکہ فنا اتم مراد اس حالت سے ہے - کہ طالب حق خلق اور ارادت نفس سے بکلی باہر ہو جاوے اور فعل اور ارادت الہی مین بکلی کہویا جاوے - یہان تک کہ اوسی کیساتھ دیکھتا ہے اور اوسی کے ساتھہ سنتا ہے - اور اوسی کے ساتھہ پکڑتا ہو اور اسی کے ساتھہ چہوڑتا ہو -

پس

یہہ تمام آثار وصال کے ہین نہ عین وصال اور عین وصال ایک بیچوں اور بیچگون نور ہے کہ جس کو اہل وصول شناخت کرتے ہین مگر بیان نہیں کر سکتے -

خلاصہ کلام یہہ ہے - کہ جب طالب کمال وصول کا خدا کے لئے اپنے تمام وجود سے الگ ہو جاتا ہے اور کوئی حرکت اور سکون اس کا اپنے لئے نہیں رہتا بلکہ سب کچھہ خدا کے لئے ہو جاتا ہے تو اس حالت مین اس کو ایک روحانی موت پیش آتی ہے جو بقا کو مستلزم ہے -

پس

اس حالت مین گویا وہ بعد موت کے زندہ کیا جاتا ہے اور غیر اللہ کا وجود اسکی آنکھ مین باقی نہیں رہتا یہانتک کہ غلبہ شہود ہستی الہی سے وہ اپنے وجود کو بھی نابود ہی خیال کرتا ہے -

پس

یہہ مقام عبودیت اور فناء اتم ہے جو غایت سیر اولیا ہے اور اسی مقام مین غیب سے باذن اللہ ایک نور سالک کے قلب پر نازل ہوتا ہے جو تقریر اور تحریر سے باہر ہے غلبہ شہود کی ایک ایک ایسی حالت ہے کہ جو علم الیقین اور عین الیقین کے مرتبہ سے برتر ہے صاحب شہود تام کو ایک علم تو ہے مگر ایسا علم جو اپنے ہی نفس پر وارد ہوگیا ہے -

جیسے کوئی آگ مین جل رہا ہے سو اگرچہ وہ بھی جلنے کا ایک علم رکھتا ہے مگر وہ علم الیقین اور عین الیقین سے برتر ہے کبھی شہود تام بیخبری تک بھی نوبت پہونچا دیتا ہے اور حالت سکر اور بیہوشی کو غلبہ کرتی ہے اس حالت سے یہ آیت مشابہ ہے

فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا ج

لیکن حالت تام وہ ہے جسکی طرف اشارہ ہے

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی یہہ حالت سے اہل جنت کے نصیب ہوگی

پس

غایت یہی ہے جسکی طرف اللہ تعالے نے آپ اشارہ فرمایا ہے -

وُجُوْهٌ یَّوْمَىٕذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

۱۸ مارچ ۱۸۹۳ء مطابق ۲۹ جمادی الاول ۱۳۱۰ھ

اطلاع

جیساکہ پہلے بھی اطلاع دیجا چکی ہے اس سال کے اختتام مین ایک سہ ماہی سے بھی کم عرصہ رہ گیا ہے اس لئے بقایا داران سے قیمت وصول کرنے کے لئے ۲۰ ستمبر ۱۹۰۱ء سے وی پی پیکٹوں کے بھیجنے کا سلسلہ شروع ہے جن دوستوں نے حقوق العباد کی پروا کرکے پیکٹ وصول کر لئے ہیں ان کا شکریہ ہے - ائندہ بھی یہہ سلسلہ برابر اسوقت تک جاری رہیگا - جب تک بقایا وصول نہ ہو جاوے اور یہہ کل بقایا بہرحال آخیر نومبر ۱۹۰۱ء تک وصول ہو جانا چاہیئے کیونکہ حسب معمول ۱۰ دسمبر ۱۹۰۱ء کا اخبار ۱۹۰۲ء کی قیمتوں کے لئے وی پی کیا جاویگا

(ایڈیٹر)

عام اطلاع

حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم نے جو اشتہار بغرض **امتحان** شائع فرمایا تھا اس کے متعلق بعض ضروری امور کی اطلاع کے لیے لکھا جاتا ہے کہ اس **امتحان** میں مندرجہ ذیل **کتابیں** بطور **کورس** کے ہونگی

فتح اسلام ۔ توضیح مرام۔

ازالۂ اوہام ۔ انجام آتھم

ایام الصلح ۔ سرمہ چشم آریہ

حمامۃ البشریٰ خطبہ الہامیہ

سوالات عموماً ان کتابوں سے دی جاویں گے جو تحریری ہوں گے۔

یہ **امتحان** ۲۷ دسمبر ۱۹۰۱ء سے شروع ہوکر ۳۰ دسمبر ۱۹۰۱ء کو ختم ہوجاویگا جو لوگ دور دراز مقامات مثلاً **حیدر آباد** یا **مدراس** یا **منی پور آسام** یا **کٹک اڑیسہ** وغیرہ سے شامل نہ ہوسکیں گے وہاں وہی پرچے روانہ کیے جائیں گے جو ایک مہتمم کی نگرانی میں بغرض جواب تقسیم ہوں گے

ہر ایک شخص جو اس امتحان میں شریک ہونا چاہتا ہے وہ اپنا نام معہ مفصل پتہ کے بغرض اندراج فہرست امیدواران امتحان خاکسار ایڈیٹر الحکم کے پاس بھیجدے امتحان کے متعلق اس سے زیادہ اور کوئی امر قابل استفسار نہیں ہے

الحکم کے متعلق

ہم نہایت شکر گذاری کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے احباب کو ہماری متواتر تحریکوں پر توجہ ہو چلی ہے اور وہ اخبار الحکم کے لیے جدید خریدار بہم پہنچانے لگے ہیں چنانچہ اس ہفتہ میں برادرم بابو **شاہدین صاحب** نے جو اس سے پہلے کئی خریدار دے چکے ہیں ایک جدید خریدار کے نام اجرائے الحکم کے لیے کارڈ بھیجا ہے اور ایسا ہی **مولوی محمد یمین** صاحب کشمیری ایک اور خریدار کے نام اخبار جاری کراتے ہیں وہ بھی اس سے پہلے ایک خریدار دے چکے ہیں ڈاکٹر **نعمت خان** صاحب وٹرنری اسسٹنٹ جو مدرسہ تعلیم الاسلام کے وزیٹر بھی ہیں وہ بھی ایک جدید خریدار کا نام بھیجتے ہیں شیخ **محمد حسین** صاحب کلرک میاں میر چھاؤنی سے ایک خریدار دیتے ہیں منشی **احمد حسن** صاحب عطار دیوبند سے ایک جدید خریدار کے نام جاری کراتے ہیں اس کے علاوہ چار شخص اپنی درخواستوں پر الحکم لیتے ہیں۔ ہمارے بہت سے اہل ثروت خریدار ہیں جنکی توجہ کی بہت بڑی ضرورت ہے مثلاً قاضی **نظیر حسین** صاحب۔ **حیدر آبادی جماعت** کے قریباً سب افراد۔ ڈاکٹر مرزا **یعقوب بیگ** صاحب۔ **منشی نواب خان** صاحب تحصیلدار۔ اور خواجہ **کمال الدین** صاحب پلیڈر۔ قاضی **محبوب عالم** صاحب بہنر۔ وغیرہم بہت سے احباب ہیں جو اس طرف توجہ کریں تو بہت جلد اخبار کی اشاعت **ہزار** تک پہونچ سکتی ہے ۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری امید کے موافق وہ اس سال کے اخیر تک ہمیں **ایک ہزار** اشاعت تک کے قابل بنا دیں گے۔

مختصر نوٹ اور نکات

جبکہ یہ امر مسلم ہے کہ کوئی ایسا فعل جو کسی قوم کے لیے بطور غرض مشترک ہوتا ہے وہ بدون اعانت باہمی پورے طور پر سرانجام نہیں پا سکتا۔ اور صرف شخص واحد ہی اس کا متحمل نہیں ہوتا اور نہ کبھی ہوا۔ یہانتک کہ انبیاء علیہم السلام کو بھی جو توکل اور تفویض اور تحمل اور مجاہدات افعال خیر میں سب سے بڑھ کر ہوتے ہیں برعایت اسباب ظاہری من انصاری الی اللہ کہنا پڑتا ہے اور خدا تعالیٰ کا قانون تشریعی **تعاونوا علی البر والتقویٰ** کا حکم دیتا ہے پھر اگر ہم **الحکم** امداد کے لیے اپنے ناظرین کو متوجہ کرتے رہیں تو حق بجانب ہیں اور قوم کا فرض ہے کہ وہ جدید خریدار پیدا کرکے اپنے فرض سے سبکدوش ہو۔

صوفیوں نے ترقیات کی دو راہیں لکھی ہیں ایک **سلوک** دوسرا **جذب**۔ سلوک وہ ہے جو لوگ آپ عقلمندی سے سوچکر اللہ اور رسول کی راہ اختیار کرتے ہیں جیسے فرمایا ہے کہ **قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی** یعنی اگر خدا کے محبوب بننا چاہتے ہو تو **محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** کی پیروی اختیار کرو یہاں جو خدا تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کا حکم دیا تو متبع کا فرض ہے کہ متبوع صلی اللہ علیہ وسلم کی لائف پر ایک نظر کرے اور پھر اس کی پیروی کرے۔ اللہ تعالیٰ سہل انگار اور سست گذار کو کبھی پسند نہیں کرتا اور نہ یہ سلوک کی منزل طے کرنے والے کی صفت ہوسکتی ہے بلکہ وہ اتباع میں ہر پیش آنے والی منزل میں سے گذرتا ہے جہاں سے اسکا متبوع

عمرالدین

گذرا ہے۔ ان سب منزلوں کے طے کرنیکے بعد وہ سالک ٹھیرتا ہے

لیکن جب سالک کا دل مصائب اور شدائد کو اسقدر برداشت کرتا ہے کہ وہ صیقل ہوکر آئینہ صفت بنجاتا ہے پھر وہ جاذبہ ازلی سے خدا کی طرف کھچتا ہے۔ کیونکہ جیسے بو نا شائستہ اگرچہ اپنے اندر چمک کا مادہ رکھتا ہے لیکن صیقل کے بعد ہی مجلّا ہوتا ہے اسی طرح پر انسانی روح کو جب مصائب کا سامنا ہوتا ہے تو وہ ان سے فرسودہ اور تجربہ کار ہوکر چمک اٹھتی ہے۔

پس سالک کی روح میں جب **اخلاق النبی** منعکس ہوتے ہیں اس وقت اسمیں جذب کی حالت پیدا ہوتی ہے۔ سالک اور مجذوب میں فرق اتنا ہوتا ہے کہ سالک وہ الا خود صیقل کرتا ہے اپنے کام سے مصائب اٹھاتا ہے لیکن جذبہ والے کا مصقل خدا ہوتا ہے اور مصائب میں ڈالا جاتا ہے مگر مآل دونوں کا ایک ہی ہوتا ہے چونکہ مومن کو صفائی اور تزکیہ کی ضرورت ہے اس لیے مصائب اور مشکلات کو وہ گھبرا دینے والی آفتیں نہ سمجھے بلکہ یہ خیال کرے کہ

ان مع العسر یسرًا

آنے والی آسائشوں اور اطمینانوں کا خیر مقدم کرے۔

عیسائی کہتے ہیں کہ دنیا میں کوئی آدمی شریعت کی تابعداری اور خدا کے حکموں کی بجا آوری نہیں کرسکتا مگر نادان اتنا نہیں سمجھتے کہ پھر خدا کو شریعت بھیجنے کی ضرورت ہی کیا پڑی تھی ان کے خیال و اعتقاد کے موافق اللہ تعالیٰ نے نعوذ باللہ پہلے نبیوں پر شریعت نازل کرکے ایک عبث اور بیہودہ کام کیا۔ عیسائیوں کو ایسا لغو اور بیہودہ عقیدہ تراشنے کی ضرورت محض کفارہ کے لیے پیش آئی ہے مگر افسوس اور تعجب کا مقام ہے کہ انہوں نے اپنے ایک اختراعی مسئلہ کی بنیاد قائم کرنے کے لیے اسبات کی بھی پروا نہیں کی کہ خدا کی ذات پر کس قسم کا حرف آتا ہے

اگر دلوں پر اثر اندازی اور فتح چاہتے ہو تو پہلے خود دل پیدا کرو۔ اور عملی قوت حاصل کرو۔ کیونکہ عمل کے بغیر قولی طاقت اور انسانی قوت کچھ فائدہ نہیں پہونچا سکتی اس لیے خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کی تعریف میں اولی الایدی و الابصار فرمایا ہے کہیں اولی الالسنہ نہیں کہا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو وہی لوگ پسند ہیں جو بصر اور بصیرۃ سے خدا کے کام اور کلام کو دیکھتے اور پھر اُس پر عمل کرتے ہیں اور یہ ساری باتیں تجربہ تزکیہ نفس اور تطہیر باطن کے حاصل نہیں ہو سکتے ہیں۔

توریت اور قرآن میں صریح امتیاز ہی

توریت اپنے دعاوی کو دلائل سے موکد نہیں کرتی مگر قرآن شریف کوئی ایسا دعوی نہیں کرتا جس کی دلیل نہ دیتا ہو۔ پھر توریت صرف بنی اسرائیل ہی کو مخاطب کرتی ہے حالانکہ قرآن انی رسول اللہ الیکم جمیعًا بتاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ توریت نے دلائل سے کام نہیں لیا کیونکہ اس کے زیر نظر کوئی فرقہ دہریہ فلسفی اور براہمہ کا نہ تھا قرآن نے چونکہ کل ملل اور فرق کو زیر نظر رکھ لیا اس لیے دلائل سے کام لینا پڑا۔

بعض لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ منشی **الٰہی بخش** اینڈ کو کی کتاب **عصائے موسیٰ** کا جواب اب تک کیوں نہیں دیا گیا تعجب کی بات ہے کہ اس کتاب کا جواب ایسا ہو چکا ہے جس کا جواب منشی الٰہی بخش اور ان کے رفیق قیامت تک نہ دے سکیں گے جو لوگ ابھی تک اس سے ناواقف ہیں وہ پھر ان سے مطالبہ کریں۔ اس جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ منشی الٰہی بخش صاحب اور رفیق نے عصاء موسیٰ میں ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔

اول۔ اپنے الہامات۔ دوم۔ حضرت اقدس کی ذات پر کچھ نکتہ چینیاں الہامات کے متعلق تو خود منشی صاحب اپنی کتاب میں کہتے ہیں کہ وہ سب ظنیات کا مجموعہ ہے ایک بھی الہام ایسا نہیں جسپر یقین کا ایک حرف بھی زبان پر لاسکیں اس لیے وہ الہامات تو یوں جاتے رہے

باقی رہی ذاتی نکتہ چینیاں اس کے متعلق ہم اتنا پوچھتے ہیں۔ کہ وہ کوئی ایسا اعتراض اور نکتہ چینی پیش کریں جو اس سے پہلے کسی اولوالعزم نبی پر نہ کی گئی ہو۔ اور اگر وہ ثابت نہ کرسکیں اور نہ کرسکیں گے لو کان **بعضھم لبعض ظھیرا** تو دانشمند خود سمجھ سکتے ہیں کہ پھر عصاء موسیٰ میں باقی رہ کیا گیا ہے *

خدا تعالیٰ کی طرف سے جب کوئی مامور اور مصلح دنیا میں آتا ہے تو اسکے ساتھ ہی دلوں کو حرکت دینے والے ملائکہ بھی زمین پر نازل ہوتے ہیں اور ان کے نزول سے ایک حرکت اور تموج دلوں میں نیکی اور راہ حق کی طرف پیدا ہو جاتا ہے اور یہ خیال کبھی صحیح نہیں ہوتا کہ ایسا تموج اور حرکت بدون ظہور مصلح کے بھی خود بخود پیدا ہو جاتی ہے۔ اسوقت تم دیکھلو کہ کیا لوگوں کے دلوں میں نیکی اور سعادت کی راہوں کے معلوم کرنے کی طرف تحریک نہیں ہو رہی اگر نہیں تو اسقدر شور کیوں بپا ہے قوم اخلاقی۔ علمی اور عملی حالت میں بہت کمزور ہو رہی ہے قوم کو نقص تشخیص کرنا ہی اس امر کی دلیل ہے کہ روحوں میں ایک اضطراب اور

دارالامان

(۱) حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بحمد اللہ بخیریت ہیں اور خطبہ الہامیہ کا حاشیہ لکھ رہے ہیں۔ جس میں عجیب و غریب نادر اور اچھوتے مضامین ہیں

(۲) اس ہفتہ میں چودہری محمد حسین صاحب مرد اور قانون گو چونڈہ سے اور سید شاہ امیر صاحب سیالکوٹ سے بابو روشن الدین صاحب سٹنٹن ماسٹر اٹاریہ اور کئی احباب مختلف مقامات سے تشریف لائے اور بعض کچھ دن رہ کر واپس گئے۔

(۳) ۳۰ ستمبر ۱۹۰۶ء کی رات کو حضرت ام المومنین علیہا السلام نے ۱۲ بجے کے قریب ایک رویا دیکھی اور آپ نے حضرت اقدس کو اسی وقت اس رویا سے اطلاع دی اور وہ یوں ہے۔

عیسیٰ کا مسئلہ حل ہوگیا

خدا کہتا ہے

میں جب عیسیٰ کو اُتارتا ہوں تو پوڑی کھینچ لیتا ہوں

اس کے معنے حضرت ام المومنین کے دل میں یہ ڈالے گئے کہ

عیسیٰ کی حیات و ممات میں انسان کا دخل نہیں

یہ تو رویا کا مضمون ہے حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہیر سینے توجہ کی تو یہ القا ہوا کہ حقیقت میں ہزار رسالہ موت کے بعد جواب احیا ہوا ہے اس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہیں ہے جیسے خدا نے مسیح کو بن باپ پیدا کیا تھا یہاں مسیح موعود کو بلا واسطہ کسی استاد یا مرشد روحانی زندگی عطا فرمائی۔ استاد بھی حقیقت میں باپ ہی ہوتا ہے بلکہ حقیقی باپ استاد ہی ہوتا ہے۔ افلاطون کہتا ہے کہ باپ تو روح کو زمین پر لاتا ہے اور استاد زمین سے آسمان پر پہنچاتا ہے غرض تو جیسے مسیح بن باپ پیدا ہوا اور اس کی اس حیات میں کسی انسان کا دخل نہ تھا ویسے ہی یہاں بدون کسی استاد یا مرشد کے خدا تعالےٰ نے محض اپنے فضل اور فیض سے روحانی زندگی عطا کی۔

پھر سینے موت کے متعلق جب توجہ کی تو وراسی غنودگی کے بعد الہام ہوا

فریمن مسلّط نہیں کیے جائیں گے کہ اسکو ہلاک کریں

فریمن کے متعلق میرے دل میں گذرا کہ جن کے ارادے مخفی ہوں۔

پوڑی کے متعلق یہ تفہیم ہوئی کہ ارواح کا نزول آسمان سے ہی ہوتا ہے اور صعود بھی آسمان ہی پر ہوتا ہے

غرض یہ کیسی لطیف بات ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس میں عظیم الشان بشارت اور پیشگوئی رکھدی ہے لوگ ہمارے قتل کے ارادے کرینگے مگر خدا تعالےٰ ان کو ہم پر مسلط نہیں کرے گا

---

(۴) انگریزی رسالہ کا پراسپکٹس اب بہت جلد شائع ہونے کی توقع کیجاتی ہے

(۵) جس قاعدہ کا اشتہار گذشتہ نمبروں میں دیا گیا تھا افسوس ہے کہ اس کے پورا چھپ جانیکے بعد مصنف کو اسکی ترتیب میں بعض اور ضروری امور داخل کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی اس لیے اس کی اشاعت بند کر دی گئی اور اب دوبارہ ترمیم اور مناسب ترتیب کے بعد طبع ہوکر شائع ہوگا

(۶) اس ہفتہ کی

بیعت

چودھری امیر بخش صاحب۔ چونڈہ سیالکوٹ
ہمشیرہ کلاں مرزا خدا بخش صاحب۔ جھنگ
میاں فتح محمد صاحب موالمیہ ״
عبد الرحمن صاحب طالب علم ״
عبد الرزاق صاحب ״
اہلیہ اول مرزا خدا بخش صاحب ״
میاں رانجھا صاحب۔ امرتسر
عبد القادر صاحب۔ فتح گڈہ۔ ضلع گورداسپور حال امرتسر
غلام محمد صاحب۔ کپور تھلہ
وزیر خاں صاحب ״
رحیم بخش صاحب۔ چونڈہ۔ سیالکوٹ
قاسم علی صاحب۔ گجرات
غلام احمد صاحب۔ طالب علم

علمار کشمیر کی نادانی

معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ علماء کشمیر کے سامنے ایک مولوی نے استفتا پیش کیا ہے کہ یوز آسف نبی کی قبر عیسیٰ نبی کی قبر ہے یا نہیں اس نادان کو اتنی ہی خبر نہیں ہے کہ استفتا کچھ بھی حقیقت اور اثر نہیں رکھیگا کیونکہ وہ وقت قریب ہی جبکہ قبر خود بول اُٹھے گی بلکہ بول اٹھی ہے کہ یہ عیسیٰ نبی کی قبر ہے تاریخی واقعات اسکی تصدیق کر رہے ہیں اور کئی سو آدمیوں کی دستخطی تحریریں ہمارے پاس موجود ہیں جنہوں نے اس قبر کے متعلق یہ ہی کہا ہے کہ بعض اسکو عیسیٰ صاحب کی قبر کہتے ہیں۔

علاقہ شوپیاں ملک کشمیر میں حسین شاہ نامی مولوی جو حضرت اقدس کا سخت دشمن تھا مولوی عبد اللہ صاحب کے مقابلہ میں سخت شرمندہ ہوا۔ اور بر سر میدان مباحثہ سے بھاگ نکلا یہ خدا کی تائید کا زندہ نشان ہے جو کشمیر میں ظاہر ہوا مولوی عبد اللہ صاحب کی سعی اور کوشش سے

ضروری اطلاع

(گورنمنٹ اور دوسرے لوگوں کیلئے)

ہمارے پریس میں تائید الٰہی کے نام سے ایک پنجابی رسالہ طبع ہونے لگا تھا اور قریباً طبع ہو گیا تھا۔ مگر اس خیال سے کہ وہ مفید عام نہ تھا اور اس کا مضمون بہت کچھ ترمیم اور اصلاح کا محتاج تھا اس لیے ہم نے اسکو بالکل تلف کر دیا۔ کیونکہ غلط اور اصلاح طلب مضامین کی اشاعت بیفائدہ ہے۔ لہٰذا ہم اطلاع دیتے ہیں کہ اگر کوئی صاحب اس نام کا کوئی رسالہ مطبع انوار احمدیہ قادیان کا چھپا ہوا شائع کریں تو وہ مسروقہ سمجھا جاوے گا۔ مطبع اس کی اشاعت کا ذمہ وار نہیں کیونکہ ہم نے اُسے ہرگز شائع نہیں کیا ہے۔

پیسہ اخبار اور مہر نبی بخش بٹالوی

پیسہ اخبار لاہور نے جو حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہ کی ہر بات پر معاندانہ ریمارک کرنے کا عادی ہے باوصفیکہ ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ اس نے حضرت اقدس کی کتابوں کو بھی نہیں پڑھا۔ اور لا تقف ما لیس لک بہ علم کے قرآنی ارشاد کی کچھ بھی پروا نہ کرکے رائے زنی کر دیا کرتا ہے مہر نبی بخش بٹالوی کے ارتداد پر اپنے ایڈیٹوریل کالمز میں ایک نوٹ لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

۱۔ مہر صاحب گذشتہ پندرہ سال سے مرزا صاحب کے راسخ الاعتقاد مرید تھے بلکہ اپنا گھر بار چھوڑ کر قادیان میں دو سال تک رہے

۲۔ اب انہوں نے مرزا صاحب کے عقائد فاسدہ سے توبہ کی ہے اور انکی اعتراضات لاجواب ہیں وغیرہ وغیرہ۔

کبھی راسخ الاعتقاد مرید (بشرطیکہ وہ ہو بھی۔ راسخ الاعتقاد کا ارتداد نا ممکن ہے کوئی شیطانی رگ باقی ہوتی ہے جو اندر ہی اندر اپنا اثر کرتی رہتی ہے) کا ارتداد ورحضرت اقدس کے دعاوی کی تکذیب کا موجب نہیں ہو سکتا جب کہ اسلام میں اب تک مرتد ہونے والے موجود ہیں۔ اور آئے دن عیسائی اخبار وں میں ایسے مرتدین کی فہرستیں دیکھی جاتی ہیں بلکہ یہ سنن الانبیاء میں سے ہے۔ اور حضرت اقدس کی بعض پیشگوئیوں کی تصدیق۔ یہ کہنا کہ منشی صاحب ثواب کے لیے گھر بار چھوڑ کر قادیان آ گئے تھے بالکل غلط ہے۔ منشی صاحب در اصل حضرت اقدس کے باغ کے ٹھیکہ دار کی حیثیت سے قادیان میں رہا کرتے تھے اور اسی لیے اگر وہ جھوٹ بولنا گوارا نہیں کرتے تو خود بتا سکتے ہیں کہ قادیان میں رہ کر کتنی مرتبہ وہ حضرت اقدس کے ساتھ نمازوں میں شریک ہوئے اور کتنی مرتبہ حضرت اقدس کے ساتھ سیر کو تشریف لے گئے وغیرہ وغیرہ حضرت اقدس کی صحبت میں رہنے کا انہوں نے کوئی التزام نہیں کیا اگر وہ قادیان میں کبھی رہے بھی تو باغ ہی میں طوطا کہانی پڑھتے اور درختوں کے کلٹنے میں اور لگانے کے انتظام میں رہے پس وہ قادیان میں کام کاج چھوڑ کر نہ گئے تھے بلکہ کام کاج کرنے گئے تھے۔

رہا یہ امر کہ اب انہوں نے حضرت اقدس کے معاذ اللہ عقائد فاسدہ سے توبہ کی۔ ناظرین کے لیے یہ امر غالباً دلچسپی کا موجب ہوگا (اور ہم مشکور ہوں اگر **ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار** بھی اسکا جواب دے) کہ مہر نبی بخش صاحب نے حضرت اقدس کے کن عقائد سے توبہ کی اور اس کے بجائے کیا حاصل کیا اگر پیسہ اخبار کے ایڈیٹر نے اس کے رسائل کو پڑھا ہے اور ان امور پر اس نے اپنے اخبار میں جیسا کہ ظاہر ہے روشنی نہیں ڈالی تو وہ ہمیں معاف کریں گے اگر ہم یہ کہیں کہ انہوں نے جان بوجھ کر امر حق کو چھپایا ہے۔ بہرحال مہر نبی بخش نے مرزا صاحب کے عقائد کو چھوڑ کر اب کیا عقیدہ اختیار کیا وہ ہم ذیل میں لکھتے ہیں اور پیسہ اخبار سے پوچھتے ہیں کہ وہ اس کے متعلق کیا رائے رکھتا ہے اور نبی بخش کے عقیدہ سے کہاں تک متفق ہے

حضرت اقدس امام علیہ السلام کا عقیدہ ہے کہ احادیث جہانتک وہ قرآن کریم سے خلاف نہوں واجب العمل ہیں

مہر نبی بخش مطلق نہیں مانتا۔

حضرت اقدس مسیح موعود کے آنے کے قائل اور مدعی ہیں

مہر نبی بخش کہتا ہے کہ کوئی مسیح یا مہدی آنے والا نہیں ہے۔

حضرت اقدس مسیح ابن مریم علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں۔

ایسا ہی مہر نبی بخش بھی مسیح ابن مریم علیہ السلام کی وفات کو مانتا ہے۔

اب ہم دانشمند ایڈیٹر پیسہ اخبار سے پوچھتے ہیں کہ وہ مہر صاحب کے عقائد کے ساتھ کہاں تک متفق ہے۔ ہم اس پر مفصل انشاء اللہ تعالیٰ کسی اگلی اشاعت میں لکھیں گے۔ سر دست اسی قدر کافی ہے۔

عسل مصفیٰ

مولفہٗ جناب میرزا خدابخش صاحب حضرت اقدس مسیح موعود کے دعاوی کی تصدیق میں اور معترضوں کے اعتراضوں کے دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۸۴۴ صفحہ کی کتاب قادیان میں قاضی ضیاء الدین صاحب اور مالیر کوٹلہ میں حکیم محمد زمان صاحب ۲؎ قیمت کو علاوہ محصولڈاک ملتی ہے۔

ولی اور عارف مسلمان عورتیں

حضرت آسیہ خانم

یہ عابدہ اور زاہدہ خاتون طائفہ بوخاری یا منی کی محترم عورتوں میں سے ہیں۔ انکے والد بزرگوار کا نام محمد خان عز الدینلو تھا خاقان فتح علی شاہ ایران انہیں کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے تھے۔ وہ سپہ گری اور خیرات میں بہت مشہور تھیں اور انہوں نے اپنی ساری عمر عبادت الہٰی اور اعمال حسنہ ہی میں گذاری تھی۔ غرہ ذی حجہ ۱۲۱۴ء میں وہ زیارت خانہ کعبہ سے مشرف ہوئیں اور اسی سال بعد سفر خراسان بھنوں سے طہران میں وفات پائی۔ انکی نعش نجف اشرف میں دفن ہوئی۔

حضرت آمنہ رملیہ

یہ عارف اور ولی اللہ خاتون تقریباً ۲۰۰ھ ہجری میں موجود تھیں لوگ انکو صاحب مقامات اور کرامات جانتے تھے۔ کبھی کبھی وہ بشر بن حارث کی زیارت کو جایا کرتی تھیں جو اس زمانہ کے مشہور اولیا میں سے تھے۔ ایک تذکرہ میں لکھا ہے کہ جب احمد بن حنبل بشر بن حارث کی عیادت کو تشریف لائے تو وہاں انہوں نے آمنہ سے ملاقات کی اور ان سے دعا خیر کی آرزو کی۔

حضرت اَمَۃُ الجلیل

طبقات شعرانی میں مذکور ہے کہ امۃ الجلیل عرب کی صالح اور پارسا عورتوں میں سے تھیں اور مقام ولایت پر پہونچ گئی تھیں ایکمرتبہ جب ان کے زمانہ کے ارباب سلوک اور صلحا میں ولایت کے معنی اور تعریف کی نسبت اختلاف ہوا اور ہر شخص نے اس مسئلہ میں اپنی ایک جداگانہ رائے ظاہر کی تو آخر الامر یہ قرار دیا کہ امۃ الجلیل سے اسکے معنے پوچھے جائیں۔ اس سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ولی وہ ہے جو ہر وقت یاد خدا میں مشغول رہے اور دنیا اس کے مزخرفات سے کوئی تعلق نہ رکھے اور بغیر خدا کے ایکدم بھی کسی شئے کی طرف متوجہ نہ ہو۔ ولی کے معنے سمجھانے کے بعد امۃ الجلیل نے جماعت میں ارباب سلوک کی جانب مخاطب ہو کر کہا جب کوئی تم سے کہے کہ فلاں شخص ولی ہے اور وہ یاد حق کے سوا اور کسی کام میں مشغول ہے تو اس کی ولایت کو باور نہیں کرنا چاہیے اور اسکو جھوٹا جاننا چاہیے۔

حضرت ام حسّان

یہ عارف اور ولی اللہ بیوی کوفہ کی رہنے والیں اور صلاح و زہد مقامات اور درجات ایقان میں مشہور و معروف تھیں۔ کتاب نفحات الانس میں لکھا ہے کہ وہ مقام ولایت تک پہونچ گئی تھیں۔ سفیان ثوری ولی اللہ انہیں کے زمانہ میں تھے جو اکثر انکی زیارت کے لیے ان کے مکان پر جایا کرتے تھے ایک روز جب سفیان ثوری ام حسان کی اثاث البیت میں داخل ہوئے تو وہاں انہوں نے ایک پرانے بوریہ کے سوا اور کوئی چیز نہ پائی۔ اسوقت انہوں نے اس مقدس بیوی سے کہا تم اپنے چچا کے بیٹے کو کسی چیز کے لیے کیوں نہیں کہتیں وہ تمہاری رعایت کریگا اس کے جواب میں ام حسان نے کہا تمہاری قدر اس کلمہ نے میری نظر و عین کم کر دی جب میں عالم کے مالک حقیقی سے طلب دنیا نہیں کرتی تو کسی مخلوق ضعیف سے کیونکر کر سکتی ہوں میں نہیں چاہتی کہ ایک آن بھی خدا سے غافل ہوں۔

حضرت ام علی

اس عارف باللہ عورت کا حال جس کی ولایت کو سب نے تسلیم کیا ہے کتاب نفحات الانس میں شرح اور بسط کے ساتھ درج ہے وہ احمد خضرویہ بلخی کی بیوی تھیں۔ شیخ ابو حفص کہتے ہیں کہ جب تک میں نے ام علی زوجہ احمد خضرویہ کو نہ دیکھا تھا اسوقت تک میں عورتوں کی جنس ہی کو حقیر سمجھتا تھا اور ان سے باتیں کرنا مکروہ جانتا تھا مگر جب اس پارسا عورت سے ملاقات ہوئی تو مجھے معلوم ہوا کہ خداوند تعالےٰ اپنی نعمت معرفت جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے

حضرت ام ہرون

طبقات شعرانی میں لکھا ہے کہ یہ مقدس بیوی اولیاء اللہ خاشعین اور عابدین میں سے تھیں۔ وہ فقط روکھی روٹی ہی پر قناعت کرتی تھیں اور دنیا کے کسی ساز و سامان سے غرض نہ رکھتی تھیں۔ انہوں نے اپنے سر میں بیس برس تک کنگھی نہیں کی تھی اسپر بھی ان کے بال اور عورتوں کے بالوں سے خوشنما معلوم ہوتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ جنگل میں انہیں ایک بہو کا شیر ملا۔ انہوں نے کہا کہ آ اور میرے گوشت میں سے اپنی روزی لے یعنی مجھے کھا۔ یہ سنکر شیر نے اپنا منہ ان کی طرف سے پھیر لیا اور وہ دوسری سمت چلا گیا۔

حضرت بریرہ

یہ مقدس بیوی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں جنکا نکاح قبل از آزادی معیث نامی ایک غلام سے ہوا تھا۔ جب وہ آزاد ہوئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اب تم خود مختار ہو چاہو غلام کے نکاح میں رہو یا اس سے خارج ہو جاؤ۔ کہتے ہیں کہ حضرت بریرہ صاحب کرامات تھیں ان کی کرامت اس واقعہ سے ثابت ہے جسکو خود عبد الملک مروان نے حسب ذیل بیان کیا ہے۔

جب میں خلیفہ نہ ہوا تھا تو اسوقت

میں مدینہ میں بریرہ کے پاس اکثر آیا جایا کرتا تھا وہ مجھسے کہا کرتی تھیں کہ اے عبدالملک میں تجھہ میں عمدہ خصلتیں دیکھتی ہوں۔ اگر تو خلیفہ ہو اور زمام امور خلائق اپنے ہاتھہ میں لے تو اچھا ہے۔ جب تو اس مرتبہ پر پہونچے تو چاہیے کہ تو انسان کا خون نہ بہائے اور خونریزی سے پرہیز کرے کیونکہ میںنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ جس شخص نے ایک سنگی بھر بھی خون ناحق بہایا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا عبدالملک بن مروان نے حضرت بریرہ کی نصیحت کے خلاف تخت حکومت پر بیٹھتے ہی خونریزی شروع کی اور حجاج وغیرہ بندگان خدا پر ظلم کیا۔ اُسوقت حضرت بریرہ نے وہی اپنی ہدایت یاد دلاکر اُسکو ظلم اور خونریزی سے منع کیا۔

حضرت بلقیس

یہ ولی اللہ بیوی محمد بن بدرالدین بن سراج الدین بلقینی کی دختر نیک اختر تھیں۔ ان کے پردادا سراج الدین ابن حجر عسقلانی کے اُستاد تھے۔ گو ان کے تمام خاندان کے تمام لوگ اہل علم وفضل تھے۔ مگر ان سب کی شہرت اور افتخار کا باعث یہی لائق عورت تھیں۔ وہ علم ودانش۔ زہد وصلاح میں مشہور اور معروف تھیں۔ اس دار ناپائدار میں ساٹھہ سال سے زیادہ رہ کر ۵ ماہ ذی قعدہ ۸۶۱ھ کو راہی جہان جاودانی ہوئیں۔ اپنی عمر کے آخری دس سال انہوں نے راہ سلوک وایقان اور طریق وعرفان کے مقامات طی کرنے میں صرف کیے تھے۔ جیساکہ ابن حجر نے کہا ہے یہ مقدس بیوی مشائخ طریقت میں شمار کی جاتی ہیں۔

حضرت تحفہ عربیہ

نفحات الانس میں مذکور ہے کہ یہ عارفہ اللہ عورت جنکو مقام ولایت حاصل تھا ایک آدمی کی لونڈی تھیں اور وہ عود بجاتی تھیں اور گاتی تھیں۔ وہ اس قدر عشق حقیقی میں بیخود تھیں کہ انہیں اپنے کھانے پینے کا بھی ہوش نہ تھا دن رات وہ آہ وزاری اور نالہ اور بیقراری میں مشغول رہتی تھیں۔ جب اہل خانہ ان کے اس شور وفغان سے تنگ ہوے تو اُنہوں نے انکو پاگل خانہ میں بھجوادیا۔ یہ حال دیکھکر ایک شخص سقطی نامی نے انہیں ان کے مالک سے کچھہ روپیہ دے دلاکر خرید لیا اور مجنون خانہ سے رہائی دی تحفہ عربیہ عاشقانہ اشعار بہت کہتی تھیں

حضرت حکیمہ دمشقیہ

یہ ولی اور عارفہ بی بی ملک شام کی بزرگ عورتوں میں سے تھیں۔ حضرت رابعہ شامیہ انہیں کی شاگرد رشید تھیں۔ کتاب نفحات الانس میں رابعہ سے منقول ہیں کہ ایک دن وہ حکیمہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں جو تلاوت قرآن مجید میں مصروف تھیں۔ حکیمہ نے رابعہ سے مخاطب ہوکر کہا سنتی ہوں تمہارا خداوند احمد بن الحواری کسی دوسری عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ رابعہ نے جواب دیا کہ ہاں حکیمہ نے کہا کہ کوئی عاقل آدمی تو یہ قبول نہ کرے گا کہ اپنا دل خدا سے پھیر کے دو عورتوں میں لگائے۔ پھر انہوں نے قلب سلیم کی شرح کی جس کا ذکر قرآن شریف میں آیا ہے۔

حضرت خدیجہ

یہ مقدس اور پارسا بیوی عبدالوہاب بن ہبتہ اللہ صوفی کی صاحبزادی تھیں۔ وہ حقیقت اور معرفت میں صاحب مقام ہوئی ہیں۔ شیخ محی الدین نے مسامرات میں انسے بہت روایتیں نقل کی ہیں۔

حضرت رابعہ عدویہ بالصرہ

یہ ام خیر بیوی جو پہلی صدی ہجری کی مشہور ومعروف عورتوں میں تھیں اسمٰعیل عدویہ کی دختر نیک اختر ہیں وہ شہر بصرہ میں رہتی تھیں۔ حقائق وعرفان اور کشف وشہود میں ان کا مقام بہت بلند تھا۔ امام ابوالقاسم القشیری اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں کہ اکثر رابعہ اپنی مناجات میں یہ کہاکرتی تھیں کہ اے خدا جو دل تجھکو دوست رکھتا ہے کیا تو اسکو آگ میں جلائیگا ایکمرتبہ ہاتف نے اس کا جواب دیا کہ بدظنی نہ کر۔ پروردگار رحیم یہ کام نہیں کرتا ہے چونکہ یہ عورت صفائی قلب اور کمالات نفسانی میں اکثر مردوں سے بڑھی ہوئی تھیں اس سے ان کا لقب تاج الرجال (مردوں کی سرتاج) ہے وہ زہد اور تقوی میں ضرب المثل ہیں۔ جس عورت کی پرہیزگاری اور تقدس کی تعریف کرنا چاہتے ہیں تو اسکو اپنے زمانہ کی رابعہ بصری کہتے ہیں ان کے مشہور ومعروف ہمعصروں میں سے ایک حسن بصری تھے جنہوں نے ان کے شوہر کی وفات کے بعد ان سے عقد کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔ اس درخواست پر رابعہ نے بطور امتحان ان سے حقائق ومعارف کے چند مسائل دریافت کیے بعد ازاں انہیں اپنے نکاح میں قبول کرنے سے انکار کیا۔

سفیان ثوری رح بھی انہیں کے زمانہ میں تھے۔ وہ ان کی بزرگی اور حالات کو خوب جانتے تھے اور اکثر ان کی زیارت کے لیے تشریف لیجاتے تھے۔ حقیقت اور معرفت کی جو مشکلیں سفیان ثوری کو درپیش ہوتی تھیں وہ رابعہ ہی سے پوچھتے تھے جنکو وہ بآسانی حل کردیتی تھیں۔ ایک روز سفیان نے رابعہ سے پوچھا کہ خدا کے ساتھہ جو تمہارا ایمان اور عقیدہ ہے اُسکو تم مجھسے بیان کرو۔ رابعہ نے جواب دیا میں خدا کو بہشت کے شوق اور دوزخ کے خوف سے

عمرالدین

نہیں پوجتی بلکہ کمال عشق اور شرائط عبودیت کی وجہ سے اسکی عبادت کرتی ہوں۔

تمام ارباب سلوک رابعہ کو اہل کرامات سے جانتے ہیں اور ان سے روایتیں نقل کرتے ہیں۔ علاوہ کشف و کرامات کے ان کو علم عروض میں بھی کمال تھا اور وہ حقائق اشعار فرماتی تھیں سنہ ۱۳۵ھ اور بقول بعض سنہ ۱۸۵ھ میں ان کی وفات ہوئی اور ان کا مزار شریف اب تک اہل سلوک و عرفان کا زیارت گاہ ہے۔

رابعہ شامیہ

نفحات الانس میں لکھا ہے کہ یہ پاک اور پارسا بیوی بھی طریق عرفان کے اعلیٰ مدارج پر پہونچی ہوئی تھیں اور اُن سے کشف و کرامات بھی ظاہر ہوئے تھے احیاء العلوم اور دوسری کتابوں میں درج ہے کہ رابعہ کو احمد بن ابی الحواری سے نکاح کرنے کی خواہش پیدا ہوئی جو ان کے زمانہ کے اکابر میں سے تھے اور اس میلان کو انہوں نے احمد پر ظاہر کیا۔ اس کے جواب میں احمد نے کہا میرے اشتغال اہل و عیال کرنے سے مانع ہیں۔ اس کا جواب رابعہ نے یہ دیا کہ خدا کی قسم میں تم سے زیادہ اپنے اشغال میں مشغول ہوں اور اس عقد سے پیروی نفس مجھے مقصود نہیں بلکہ اس سے غایت یہ ہے کہ پہلے خاوند کا جو مال مجھے ملا ہے اسکو تم لو اور صالحین اور فقرا کو بانٹ دو۔ اور میں تمہاری وجہ سے اولیاء اللہ اور دوستان خدا سے ملاقات پیدا کروں۔ جب ابن ابی الحواری نے یہ کلام سنا تو انہوں نے اپنے شیخ ابو سلیمان الدارانی سے اس بات کی اجازت لی اور رابعہ کے ساتھ نکاح کیا۔ رابعہ نے اپنے شوہر کے لیے تین عورتیں مہیا کی تھیں۔ خود احمد سے روایت ہے کہ رابعہ میرے لیے طرح طرح

کے کھانے پکاتی ہیں۔ میرے کپڑوں میں عمدہ عمدہ عطر لگاتی ہیں اور مجھسے کہتی ہیں کہ ان عورتوں کے پاس جاؤ۔

روضۃ الاخبار میں لکھا ہے کہ ایک اور عورت رابعہ قتیبیہ بھی مشہور عابدہ و زاہدہ گذری ہیں۔

حضرت رابعہ جیلانیہ

یہ مشہور و معروف عارف باللہ بیوی عہد سلطنت محمد شاہ قاچار میں موجود تھیں ان کا اصلی نام حاجیہ ام سلمہ خانم ہے ان کے والد ماجد حاجی میرزا محمد رشتی وزیر گیلان اور ان کے شوہر حاجی میر اسمٰعیل رشتی تھے جو اس ملک کے مشاہیر اعیان میں سے تھے۔ جب مرشد کامل و سالک واصل حاجی محمد جعفر کبود راہنگی گیلان میں پہونچے تو انہوں نے وعظ و پند کی مجلسیں گرم کیں ایک مجلس میں رابعہ بھی موجود تھیں ان پر جعفر کے وعظ کا اتنا اثر ہوا کہ پھر تا بزیست وہ تصفیہ قلب اور تہذیب اخلاق ہی میں مشغول رہیں۔ عارف ربانی حکیم صمدانی حاجی مولانا رضا ہمدانی سے جو ان کے زمانہ کے ایک مشہور بزرگ تھے انہوں نے استفادہ حاصل کیا تھا اور انہیں کی صحبت میں وہ رہتی تھیں۔ جب بادشاہ مرحوم کو رابعہ کے کشف و کرامات کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے ان کو رابعہ ثانیہ کا خطاب عطا فرمایا اور ہزار تومان اخراجات کے لیے مقرر کیے اور انہیں کرمان جانے کی اجازت دی۔ ان کے آثار اور باقیات صالحات سے اب تک کرمان میں ایک عمارت ہے جس میں بڑے بڑے مشاہیر مشائخ اور اولیا کرام کی قبریں ہیں۔ سنہ ۱۲۸۱ھ میں مقام قم ان کی وفات شریف واقع ہوئی اور یہیں وہ مدفون ہوئیں

کتمانِ شہادۃ

یہ خلاصہ ہے ایک خطبہ کا جو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی مدظلہ العالی نے ایک جمعہ میں پڑھا اور خاکسار ایڈیٹر الحکم نے ناظرین الحکم کے لیے نوٹ کرکے اپنے طور پر لکھا

(ایڈیٹر)

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ الآیۃ

گواہی کو مت چھپاؤ (کیونکہ) جو شخص گواہی کو چھپائے اُس کا دل بدکار ہو جاتا ہے۔

کتمان شہادت حقہ کا نتیجہ دل کی بدکاری سے شروع ہو کر ہلاکت تک پہونچتا ہے خدا تعالیٰ نے ہر عظمند انسان پر یعنی جب وہ بالغ ہو کر ہوش سنبھالتا اور امتیاز کی قوت سے حصہ لیتا ہے اور مکلف بنتا ہے دو گواہیاں فرض کی ہیں۔ سب سے پہلی شہادت جو عظیم الشان شہادت ہے یہ ہے کہ

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

یعنی میں بڑی قوت کے ساتھ اس بات کا حق ادا کرتا ہوں کہ **خدا ایک ہے**

یہ وہ شہادت ہے کہ خدا نے اس پر مہر کی اور ملائکہ اور اولوالعلم بھی بول اُٹھے

اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

حقیقت میں اگر یہ شہادت پر حکمت اور بابرکت نتائج اپنے اندر نہ رکھتی تو یہ نرا دعویٰ ہی

معدوم ہوتا مگر اس کے نتائج نے بتا دیا ہے کہ یہ عظیم الشان شہادت ہے جیسے گوشت یا پانی یا ہوا یا روشنی کو جو مفید سمجھتے ہیں وہ اسی لیے مفید کہتے ہیں کہ ان کے نتائج مفید ہیں + گوشت یا روٹی کھانے کے بعد ایک قوت آتی ہے پانی اور ہوا زندگی کے لیے ضروری چیزیں ہیں اِنسے الگ ہوں تو موت کا سامنا ہوتا ہے

اسی طرح پر

خدا تعالےٰ کی ہستی کا اقرار اور پھر اُسی واحد یگانہ لاشریک خدا کا ماننا یہ روح کی زندگی کے لیے ایسا ہی ضروری اور مہتم بالشان ہے جیسے پانی اور ہوا یا دوسری اشیاء ضروریہ کی چیزیں انسان کے جسم کے لیے۔

مگر

یقیناً یاد رکھو کہ پانی کے ہوتے ہوئے پیاس کا نہ بجھنا ممکن غذا کے بعد ضعف کا ہو جانا ممکن ہوا اور روشنی کے ہوتے ہوئے مرنا یقینی ہے لیکن

خدا پر ہاں وحید و فرید خدا پر ایمان لانے کے بعد کبھی

ہلاکت نہیں

موت اگر آتی ہے تو اُن قوموں پر جنہوں نے صفات الٰہی کا علم نہیں پایا۔ اُنکی حالت پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ اُنکے اعمال اور اخلاق سے جس قسم کی تباہی کا پتہ لگتا ہے وہ ایک زبردست شہادت اس امر کی ہے کہ انہوں نے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

کی شہادت حقہ کو ادا نہیں کیا۔

یہ فسق و فجور جو ہندوستان اور یورپ اور دوسرے ملکوں میں پھیلا ہے یہ علانیہ بدکاری اور شرابخواری کا دریا جو بہ رہا ہے اسکی جڑ کیا ہے؟ کہ لا الٰہ الا اللہ کی شہادت نہیں ملی ہے۔

جیسے یہ ضروری امر ہے کہ خنزیر کھانے والوں کے اخلاق پر بہت برا اثر ہوتا ہے اور انمیں غیرت کم ہو جاتی ہے یا مردار کھانے والے چوڑے چمار

علوم حقہ سے لازماً بے بہرہ ہوتے ہیں اسیطرح پر شرک کی نجاست پر منہ مارنے والے کبھی بھی اخلاق فاضلہ اور اعمال صالحہ کی برکات سے بہرہ ور نہیں ہو سکتے + خدا کی توحید کا اقرار ایک ایسی تاثیر اپنے اندر رکھتا ہے کہ جب وہ حقیقی طور پر انسان کی روح میں پیدا ہوتا ہے تو تمام بری عادتوں اور خصلتوں کو زائل کر دیتا ہے۔

عرب کی حالت پر نظر ڈالکر دیکھو کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود سے پہلے جب لات منات اور بتوں کی پرستش ہوتی تھی اسوقت ان کے جوہر اور صفات کیا تھے لیکن جب ان کا منہ ان بتوں اور پتھروں سے موڑا گیا اور واحد یگانہ خدا کے سامنے ان سے سجدہ کرایا گیا اور لاشریک ہستی پر انہیں ایمان دلایا گیا تو ان کی حالت میں ایک عظیم الشان

انقلاب پیدا ہو گیا

یہ ایک زبردست شہادت ہے میں اسپر اس لیے زور دیتا ہوں کہ قرآن کریم میں اسپر زور دیا گیا ہے کہ اخلاق فاضلہ اور حسن معاملات کی اصل جڑ خدا کی ہستی ہے جسپر ایمان لاتا ہے جب تک لاشریک الوہیت سمجھ میں نہ آئے اُسوقت تک ذوق اور لطف سے نیکی نہیں کر سکتا۔ میرا ایمان یہی ہے کہ اگر خدا تعالےٰ کی صفات پر پورا ایمان ہو تو انسان ضرور بدیوں سے بچ جاوے۔ چور چوری کرتا ہے صرف اسلیے کہ وہ خدا تعالیٰ کی صفت رازقیت پر ایمان نہیں رکھتا اگر وہ خدا تعالیٰ کو رزاق مانتا اور اسبات پر ایمان لاتا کہ

فِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ

خدا کا فرمان سچ ہے تو کبھی چوری نہ کرتا جیسے ایک دولتمند کی دعوت کی آواز سنکر یقین کر بیٹھتا ہے اگر اُس

آواز کو خدا کی آواز سمجھتا تو یقیناً سیہ کاری سے اسکو نجات اور مخلصی ملجاتی۔

میں نے عمدہ سے عمدہ کھانے کھا کر دیکھے ہیں اور عورت و مرد کے تعلقات کی عجیب کیفیت کو بھی سمجھا ہے خدا تعالیٰ نے میرے قویٰ میں مادہ رکھا ہے کہ وہ ہر ایک فعل سے ایک کیفیت حاصل کرتے ہیں مگر میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اندازہ کیا ہے کہ جو سرور اور لطف اس ایک امر میں میں نے اُٹھایا ہے کہ خدا ہے اور وہ ایک ہے اور وہ قرآنی صفات کا خدا ہے اس یقین کا جو لطف آتا ہے وہ کسی کھانے کا یا جماع میں نہیں آتا۔ اس سے یقین ہوتا ہے اور روح ہیچ اُٹھتی ہے کہ جو کچھ بدکار کرتے ہیں اور فسق و فجور میں مزہ لیتے ہیں وہ خدا کے ماننے کی لذت سے بے بہرہ ہیں کون دانشمند ہوگا جو پلاؤ کے مقابل میں ایک جلی ہوئی جو کی روٹی کو پسند کرے؟ کوئی بھی نہیں اسی طرح پر یہ مزے فسق و فجور کے مزے ہیں انسان کو ہلاک کر دیتے ہیں اور اگر یہ انکو نہیں چھوڑتا تو وہ خود اسکو چھوڑ جاتے ہیں مگر خدا تعالےٰ کی محبت میں وہ قوت اور طاقت ہے کہ بڑھاپے میں بھی جوان رعنا بنا دیتی ہے۔

الغرض

یہ شہادت نہایت ہی قوی ہے + ہم دیکھتے ہیں جس قسم کی زیادتیاں انسانوں کے حقوق میں ہوئی ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ صرف یہی کہ

خدا پر ایمان نہیں

میں نے شروع میں کہا تھا کہ انسان پر دو گواہیاں فرض ہیں ایک یہ کہ پکار اُٹھے کہ ایک ہی خدا ہے دوسری گواہی یہ ہے کہ اگر کسی ہمجنس کے حق کیلئے گواہی دینی پڑے تو اُسے نہ چھپائے۔ خدا تعالیٰ نے

اپنے لیے بھی اور انسانوں کے واسطے بھی شہادت کا تحفظ رکھا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کارخانہ عالم کے دو ہی ستون ہیں ایک یہ کہ خدا ہے اور وہ ایک ہے دوسرے ہمجنسوں کے حقوق۔ دوسرے الفاظ میں اس کو۔

حقوق اللہ اور حق العباد

کہتے ہیں۔ جیسے شرک الٰہی سے زمین و آسمان پھٹ پڑتے اور پہاڑ چور ہو جاتے ہیں اسی طرح جب حقوق بنی آدم کو ضائع کیا جاتا ہے۔ ظلم۔ طغیان۔ عصیان بڑھتا ہے تو تختہ پلٹ جاتا ہے یہود پر جو تباہی اور مصیبت آئی اس کے بہت سے وجوہ میں سے ایک یہ بھی تھا کہ منکر پر انکار چھوٹ گیا تھا جس سے رفتہ رفتہ ان کے دل سیاہ ہو گئے اور آخر برص کی طرح وہ داغ بڑھا جس نے ان کو ہلاک کر دیا

الغرض

یہ بڑی ضروری بات ہے کہ انسان شہادت حقہ کو ہرگز نہ چھپائے۔ مگر اس زمانہ پر سخت افسوس ہے کہ لوگوں نے اس کیفیت کو نہیں سمجھا آہ مارکر کہنا پڑتا ہے کہ گویا انہوں نے خدا کو ہی نہیں سمجھا۔ خدا کو ماننا کیا تھا؟ یہی کہ اس کی مخلوق کے حقوق کو تلف ہونے سے بچائے۔ مگر آج ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کسی کو چار پیسے دیے جاویں تو وہ جھوٹی گواہی دینے کے واسطے طیار ہو جاوے گا میں نے سیالکوٹ میں دیکھا ہے کہ ایک مقدمہ میں جس کا وقوعہ سیالکوٹ کا تھا حیدر آباد دکن اور سورت اور آگرہ الہ آباد سے گواہ منگوائے گئے جنہوں نے اپنے خیال میں دوستی کا حق ادا کیا اور کچھ کرایہ لے کر چلے گئے افسوس اور سخت افسوس ہے کہ جھوٹے کے لیے ایمان فروشی کی جاتی ہے اور سچی گواہی سے جسکا بدلہ خدا کی ذات ہے انکار کیا جاتا ہے

میرے دوستو!

نبیوں کے حالات پر غور کرو۔ اس پاک ذات کو اور اس کے ملنے والوں پر درندوں کی طرح حملہ کیا گیا بات کیا تھی یہی کہ انہوں نے سچی شہادت دی تھی۔ پس سچی شہادت کو جو چھپاتا ہے وہ اپنے دل کو سیہ کار بناتا ہے۔ یہاں جسم کا معاملہ نہیں کہ جس کی انتہا ہو جائیگی۔ دل اگر بیمار ہے تو اس کے لیے واویلا ہے کیونکہ اس کی انتہا قبر تک ہی نہیں ہے اس زمانہ کی سچی شہادت ادا کرنے والے کی بھی ایک نظیر تمہارے پاس موجود ہے۔ ایک شخص تم میں سے ہی اٹھا اور اس نے کس زور و شور کی ساتھ اس شہادت حقہ کا اظہار کیا جو اس کے پاس تھی کہ مسیح ابن مریم مر گیا اور آنیوالا مسیح میں ہوں۔ اس پر جو شور قیامت برپا ہوا ہے وہ تم سے مخفی نہیں اگر وہ یہ نہ کہتا تو یقیناً آج اس کی مخالفت کرنے والے بھی اس کے غلام ہوتے مگر اسکو ذرہ بھی پروا نہ ہوئی۔ حق ادا کر دیا۔ میں خود دہلی میں موجود تھا جب ایک مولوی نے دہلی کے علما کی طرف سے وکیل ہو کر کہا کہ مثیل مسیح کا دعویٰ چھوڑ دیں میں علمائے دہلی کی طرف سے دستخط کرائے دیتا ہوں مگر خدا کے مسیح نے کہا کہ یہ خدا کا فعل اور امر ہے میں اسکو نہیں چھوڑ سکتا خواہ ساری دنیا مخالف ہو جاوے

پس

اس زندہ نظیر کو دیکھو اور اس سے سبق حاصل کرو کبھی اخفاءِ حق کی کوشش نہ کرو۔ اس سے دل سیاہ ہو جاتا ہے شہادت حقہ کے ادا کرنے میں مرد میدان بنو اور دنیا کی کسی عزت اور رنج و فکر کی پروا نہ کرو۔

خدا تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم کتمان شہادت حقہ کے ملزم نہ ہوں کیونکہ ساری توفیق اسی کے ہاتھ میں ہے وھو نعم المولیٰ و نعم النصیر۔

آمین

کتاب عسل مصفّٰی اسمٌ بامسمّٰی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ نبیہ و آلہ

امابعد کتاب عسل مصفّٰی خاکسار کی حالت مرض عنب خالصہ میں پہونچی۔ اکثر ابواب و فصول اس کے بعد افاقہ کے مطالعہ کیے گئے۔ جسقدر مسائل سلسلہ احمدیہ مندرجہ آیت وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ سے تعلق رکھتی ہیں ان سب کی تحقیقات عجیب دلائل قویہ اور براہین بینہ کے ساتھ بہ ترتیب عجیب و غریب کی گئی ہے جو طالب حق کے لیے ثبوت وفات مسیح اور اثبات دعاوی مسیح موعود میں کچھ شک و شبہ باقی نہیں رہتا اور علاوہ اس کے حضرت خاتم النبیین و سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت کے اثبات کے لیے ایسے ایسے شواہد اس کتاب میں مندرج کیے گئے ہیں کہ مخالفین اسلام کو بھی بشرط طلب حق کے بجز تصدیق رسالت کے چارہ نہیں ہے کیونکہ جب پیشین گوئیاں خواہ مندرجہ قرآن مجید ہوں یا احادیث یا مندرج عہد عتیق اور عہد جدید ہوں جبکہ ان کا وقوع اس قرن میں ایسا ثابت کیا جاوے کہ ہر کہ ومہ ان کا مشاہدہ کر لیوے تو پھر امر مشاہدہ کا انکار کوئی کیونکر کر سکتا ہے فاضل مصنف نے اس کتاب میں صدہا پیشین گوئیاں مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم کی اسطرح پر معہ شرح درج فرمائی ہیں کہ ناظرین کو ان کے وقوع کا مشاہدہ کرا دیا ہے وللہ در المصنف مسیح موعود کے زمانہ کا سنہ مع تاریخ کے چودھویں صدی میں ثابت کر دیا ہے جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء ترتیب ابواب و فصول ایسی عمدہ ہے جیساکہ اشکال اقلیدس کی ترتیب ہوتی ہے جس سے مخالفین اندر دل کے لیے اس ترتیب کے ساتھ بجز جتوں کے

چارہ نہیں ہے۔

باب اوّل

میں تقدیم کتاب اللہ کے سائر ادلہ شرعیہ پر بیان کی ہے اگرچہ یہ مسئلہ تقدیم کتاب اللہ کا باجماع اہل اسلام مسلم ہے لیکن ابنا ر زمان نے اس مسئلہ کو پس پشت ڈالدیا تھا لہذا فاضل مصنف نے ابنا زمان کی تنبیہ کے واسطے اس مسئلہ کو ایسی ادلہ مسلمہ فریقین سے ثابت کیا ہے کہ اب بجز قبول کے چارہ نہیں رہا۔

باب دوم

جو حدیث کے واجب العمل ہونے میں لکھا ہے ایک عجیب وغریب بیان ہے معہذا عرض سنت علی الکتاب کا مسئلہ جو ابنا ر زمان پر مخفی تھا اُس کو بھی عمدہ طور سے بدلائل کتاب و سنت مبرہن کیا ہے جس سے صدہا نزاع واقعہ بین المسلمین کا جو متعلق احادیث ہیں فیصلہ ہوا جاتا ہے۔

باب سوم

تفاسیر قرآنی کے بیان میں ہے اسباب میں قبول وعدم قبول تفاسیر کے لیے عجیب وغریب اصول ممہد کیے ہیں جن کے مرعی رکھنے سے صدہا وہ اغلاط دفع ہوجاتے ہیں جنکو ابنا ر زمان نے قرآنی تعلیم سمجھہ رکھا ہے جزاہ اللہ خیر الجزاء

باب چہارم

بشارات محمدیہ وعیسویہ جو آسمانی والہامی کتابوں میں مندرج ہیں تحریر کرکرے دکھلایا ہے کہ جبکہ یہ جملہ بشارات اور پیشگوئیاں استعارات ومجاز وتشبیہ وغیرہ پر مشتمل ہیں معہذا ابتدائے اسلام سے لیکر آجتک تمام اہل اسلام اُنکو استعارہ اور مجاز کے ساتھہ تسلیم کرتے چلے آئے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ مسیح موعود کی پیشگوئیوں میں استعارہ اور مجاز نہ مانا جاوے کہ اس صورت میں تو اہلکتاب یہود و نصاریٰ کی بھی انکار رسالت آنحضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم میں معذور قرار دیے جاویں گے ونعوذ باللہ منہ کیونکہ تمام ابواب رویا ومکاشفات کے جنہیں استعارہ اور مجاز اکثر ہوا کرتا ہے مسدود ہو جاوینگے وھو خلاف ما اجمع علیہ جمیع اہل الکتاب

باب پنجم

میں مجددین ماسبق کی تفصیل مشرح طور پر بیان کی ہے اور حدیث ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مأۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ کی ایک شرح عجیب وغریب بیان کرکر ناظرین کو اسطرف متوجہ کیا ہے کہ کیا وجہ ہے جو صدی چہاردہم باوجود کثرت فتن اور حدوث شرور کثیرہ کے مجدد سے خالی جاوے حالانکہ دین اسلام کیلئے بسبب کثرت فتن عظیم کے اس صدی میں ایک عظیم الشان مجدد کی سخت ضرورت واقع ہے۔

۵

فراموشت شدای قوم احادیث رسول اللہ
کہ نزد ہر صدی یک مصلح امت شود پیدا

باب ششم

محدث کے بیان میں ہے اس باب میں دلائل عقلیہ ونقلیہ سے ثابت کیا ہے کہ اس امت مرحومہ میں واسطے اظہار اُن حقائق قرآنیہ اور لطائف فرقانیہ کے جنکی اسلام کو ہر قرن میں ایک خاص ضرورت واقع ہوا کرتی ہے محدّث اور ملہم کا ہونا بھی ضروریات سے ہے جس کے ظہور سے باغ اسلام ترو تازہ رہ کر ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا کا مصداق بنا رہے۔

باب ہفتم

میں علاوہ احادیث کے مسیح موعود کے لیے اشارات لطیفہ قرآن مجید سے استنباط کیے ہیں جن کے مطالعہ سے ناظرین منصفین کو نہایت لذت روحانی حاصل ہوتی ہے وللہ درّ المؤلف الفاضل

باب ہشتم

میں مسیح کا وفات پایا جانا ایسا بیان کیا ہے کہ گویا مشاہدہ کرا دیا ہے اور تمام مسائل متعلقہ وفات ونزول وغیرہ اس شرح اور بسط سے بیان کیے ہیں جو اور کسی کتاب میں اس شرح سے یکجائی تحریر نہیں کیے گئے۔ اس باب میں طویل الذیل جن فہرست فصول کی اول کتاب میں درج ہے ناظرین اسکو ملاحظہ فرما دیں۔ یہ باب اسقدر طویل الذیل اور کثیر الابحاث ہے کہ صفحہ ۴۹ سے شروع ہو کر صفحہ ۱۴۵ پر ختم ہوا ہے مگر کاتب نے تحریر نمبر فصول وابواب میں کسیقدر سہو کیا ہے اور دوسرے مقام پر بھی کسیقدر نمبروں میں غلطی کی ہے جسکو ناظرین صحیح کرسکتے ہیں

باب نہم

میں بدلائل عقلیہ ونقلیہ بیان کیا ہے کہ مراد ابن مریم سے حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمد صاحب ہیں اور ایسے دلائل سے اس مسئلہ کا ثبوت دیا ہے کہ مسلم ولیقین ہیں۔ اور ۲۲ وجوہ موجبہ ایسے لکھے ہیں جن سے حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مناسبت اور مشابہت تامہ ہے پھر کیا وجہ کہ اُن کو ابن مریم نہ کہا جاوے

باب دہم

میں اماکم منکم کی ایک شرح عجیب وغریب کی گئی ہے اور حضرت اقدس مرزا صاحب کا بنی اسحٰق سے ہونا ثابت کرکر یہ دکھلایا ہے کہ وہ کامل مجددیت جو مہدویت اور مسیحیت کی جامع ہو اور دونوں شانیں اپنے اندر جمع رکھتی ہو قریش سے منتقل ہو کر اب بنی اسحٰق میں آگئی ہے جس کے مصداق حضرت مرزا صاحب ہیں جیسا کہ نبوت اور رسالت بنی اسرائیل سے منتقل ہو کر حضرت خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں جو بنی اسمٰعیل سے ہیں جلوہ گر ہوئی تھی ہاں فرق اسقدر ہے کہ وہاں پر ختم نبوت ورسالت تھا اور یہاں پر ختم ولایت ہے۔ اس باب میں فاضل مؤلف نے ایسے دلائل لطیفہ درج کیے ہیں

جنسے ایمانی قوت ترقی پذیر ہوتی ہے اور وہ تمام توہمات جو ابنا رز مان مہدی مسعود اور مسیح موعود کے بارہ میں رکھتے ہیں دور ہو جاتے ہیں۔
اس باب میں وجوب بیعت امام الزمان کا مسئلہ بھی بخوبی حل کر دیا گیا ہے جس سے فریقین سنی و شیعہ کو بجز قبول کے کوئی چارہ نظر نہیں آتا۔

باب یازدہم

باب خاتمۃ الابواب ہے اور ۲۲ فصول پر مشتمل ہے جو بہت ہی کثیر الابحاث ہے صفحہ ۴۱۹ سے شروع ہو کر صفحہ ۵۱۸ پر ختم ہوا ہے میرے خیال میں وہ ہدایات اور ابحاث اس باب میں مندرج ہیں جنکو دلالات موصلہ الی المطلوب کہا جا سکتا ہے جو صاحب اس باب کو بنظر انصاف و امعان نظر مطالعہ فرماویں گے وہ بالضرور منزل مقصود کو پہونچکر خاکسار کے یہ شعر مندرجہ سرلوح اعلام الناس اول حصہ پڑھنے لگیں گے۔

الیس اللہ بکاف عبدہٗ مرزا غلام احمد
مسیح وقت و مہدی ہم مجدد بر سر این صد
سلامی از رسول اللہ بر تو ای مسیحا ہم
شدہ حاضر رسانم تا شود حاصل ہمہ نا ہم
منور کن دلم را با الٰہی از کتاب اللہ
بفیض آن امام قادیانی عارف و آگاہ

خاتمہ بالخیر

میں جو بخدمت علماء زمان اپیل کیا ہے وہ کیسا بر محل واقع ہوا ہے کہ بعد ملاحظہ وجوہ اپیل مندرجہ کتاب کے ہر ایک روح جو صدق و راستی کی طالب ہو گی خود بخود اس اپیل کو تسلیم و منظور کر کے ہر دو قصیدہ مدحیہ مولوی عبد اللہ ختنا وغیرہ کی پڑھنے لگی گی جو آخر میں درج ہیں اور مناجات کا ورد کرے گی۔ خاکسار ہر ایک اپنی دوست کی خدمت میں تاکید عرض کرتا ہے کہ اس کتاب کو خود ہم اور ہم اپنی مطالعہ میں رکھیں۔ (سید محمد حسن امروہوی)

اہل سائنس کی بلند پروازی

بت کریں آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

اگرچہ علم برق ابھی ابتدائی حالت میں ہے حتیٰ کہ ابتک یہ بھی تحقیق نہیں ہوا کہ بجلی کیا چیز ہے لیکن حضرت انسان کی بلند پروازی اور اُس کے خیال کی پہنچ دیکھنی چاہیے کہ آپ کہاں تک منصوبے بنائے بیٹھے ہیں۔ بس خدائی دعوی کرنے میں کچھ یونہی سی کسر باقی ہے۔

نکولا ٹسلا امریکن ماہر علم برق کے نام سے ناظرین واقف ہیں یہ شخص جسکی عمر ۴۴ سال کی ہے ہنگری کا باشندہ ہے۔ اوائل میں وہ محکمہ ٹیلیفون ہنگری میں انجنیر تھا۔ کچھ دن پیرس میں بجلی کی روشنی کا اہتمام کرتا رہا۔ ۱۸۸۴ء سے نیویارک میں مسٹر ایڈیسن (موجد فونوگراف وغیرہ) کے کارخانہ میں ملازم رہا اور چند روز کے بعد اُس نے علم برق میں وہ کمال بہم پہنچایا کہ اب اُس کی شہرت ایڈیسن سے کچھ کم نہیں بلکہ زیادہ ہے۔ حال میں ایک رپورٹر اخبار نے نکولا ٹسلا سے ملاقات کی۔ دوران گفتگو میں اُس نے بیان کیا کہ وہ زمانہ بہت دور نہیں ہے کہ سمندر کے پار بغیر تار برقی پیام رسانی نہایت ہی کم خرچ پر ہوا کرے گی اور اُس نے یہ بھی دعوی کیا کہ میں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ بات بلا کسی شبہ کے عملی طور پر ممکن ہے کہ ہم بجلی کو اتنی دور بھیج سکیں کہ آسمان کے قریبی ہمسایوں یعنی عطارد اور مریخ وغیرہ

سیاروں کے باشندوں سے بات چیت

کر سکیں۔ وہ کہتا ہے کہ اس میں تو مطلق شبہ نہیں کہ ہم سیاروں تک پیغام بھیج سکتے ہیں اور یہ امر ممکنات سے ہے (اگرچہ یقینی نہیں) کہ وہ ہمیں جواب دیں۔ وہ کہتا ہے کہ آئندہ زمانہ میں انجنیروں کا سب سے بڑا کام یہ ہو گا کہ بجلی کی طاقت ایک مقام سے دوسرے مقام کو منتقل کیا کریں۔ دریاؤں کی آبشاروں میں بجلی کی طاقت کا غیر محدود خزانہ ہے اور یہ طاقت دنیا کے ہر حصہ میں انسان کی خدمت کے لیے منتقل ہو سکتی ہے بغیر کسی تار کے۔ بعض خوش قسمت ملکوں کے لیے جو آبشاروں کے مالک ہیں

آمدنی کا ایک نیا ذریعہ

نکل آئے گا۔ مثلاً امریکہ۔ کینیڈا۔ جنوبی و وسطی امریکہ۔ سوئٹزرلینڈ سویڈن اور ہندوستان جہاں بڑے بڑے آبشار واقع ہیں جس وقت یہ کام جاری ہو گیا انسان زمین کے ہر حصہ میں یکساں مستفید ہو سکیں گے۔ بنجر زمینوں کو سرسبز و شاداب کرنا اور کنوؤں اور چشموں کے پانی سے آبپاشی کرنا بہت ہی آسان ہو جائے گا۔ کیونکہ بجلی کی طاقت سے کلیں بہت تھوڑے خرچ میں چلیں گی۔ ویران اور بیابان صحرا تختۂ ہائے گلزار بنجائیں گے اور انسانی زندگی پر زیادہ پر لطف ہو گی۔
نکولا ٹسلا کا ایک اور بھی منصوبہ ہے کہ پانی اور سٹیم اور بجلی کی طرح

شعاع آفتاب سے خدمت

لی جائے۔ وہ بغیر ایندھن کے حرارت بہم پہونچانے کی تدبیر سوچ رہا ہے وہ شعاع آفتاب پر قبضہ کرنا چاہتا ہے کہ انسان کے لیے ایک اور عنصری خدمتگار ہاتھ آجائے کہ اُس کا حکم مانے اور مرضی کے موافق کام دے۔ وہ بہت بڑے بڑے آتشی شیشوں سے شعاع شمس کی حرارت ایک نقطہ پر مجتمع کرنا چاہتا ہے۔ جس وقت حرارت شمس کا بڑا ذخیرہ حاصل ہونے لگا تو بجلی کی طرح اُس کو جہاں دل چاہے منتقل کرنا آسان ہو گا اور دنیا میں کوئلہ اور لکڑی کا خرچ نہ ہو گا۔
ٹسلا کہتا ہے کہ اس طرح سے بجلی ایسی سستی ہو جائیگی کہ غریب سے غریب کارخانہ دار برائے نام خرچ پر جو سٹیم سے بہت ہی کم ہو گا استعمال کر سکے۔ تمام ریلیں اور جہاز بجلی کی طاقت سے چلیں گے اور غریب سے غریب آدمی بجلی پیدا کرنے کے نئے طریقہ سے مستفید ہو گا کیونکہ کھانا پکانے۔ روشنی

دینے اور حرارت بہم پہونچانے کا تمام کام بجلی سے لیا جائے گا جس کی قیمت کوئلہ لکڑی اور مٹی کے تیل سے بھی کم پڑے گی۔ لیکن تمام مذکورہ بالا دعوی محض بے حقیقت اور ہیچ نظر آتے ہیں۔ ٹسلا کے اس خواب کے سامنے کہ وہ بے شمار نئی دنیاؤں کا خفا سے ظہور میں لاتا اور ان کا فنا کرتا قوت بشری کی دسترس کے حیطۂ امکان میں خیال کرتا ہے۔

لارڈ کیلون کی تھیوری پر ٹسلا نے اپنے خیال کی بنیاد قائم کی ہے۔ اور

اجرام فلکی پیدا کرنا

وہ انسان کے لیے ناممکن نہیں بتلاتا لارڈ کیلون کی تھیوری یہ ہے کہ تمام مادے کی اصلیت ایتھر ہے جو ہوا سے بہت زیادہ لطیف اور نظر نہ آنے والی شے ہے۔ ایتھر تمام غیر محدود خلا میں پھیلا ہوا ہے۔ دوسری چیزوں اور ایتھر کے ذروں میں صرف اتنا فرق ہے کہ وہ ہر وقت گردش میں رہتی ہیں اور ایتھر کے ذرے ساکن رہتے ہیں۔ پس تمام مادہ کیا ہے؟ متحرک ایتھر ہے۔ حرکت کرنے سے ایتھر کثیف ہو جاتا ہے اور آخر بڑے بڑے اجرام فلکی اور پانی ہوا اور مٹی اور معدنیات وغیرہ اسی سے بنتے ہیں مادہ کی تمام مختلف شکلیں محض ایتھر کی بدلی ہوئی صورتیں ہیں جس وقت مادے کے ذروں کی حرکت بند ہو جائے تو ہر ایک چیز پھر اپنی اصلی حالت پر آکر ایتھر بن جائے گی اور نظر سے غائب ہو جائے گی۔ پس اگر دنیا میں کسی شے کے ذروں کی حرکت غایت درجہ سردی سے بند کر دی جائے تو وہ ایتھر کی شکل میں منتقل ہو کر نظر سے مخفی ہو جائے گی اور بخلاف اس کے کسی اور طاقت کے ذریعہ ایتھر کو متحرک کیا جائے تو مادہ ظہور میں آئے گا یعنی بجلی یا حرارت کا کافی ذخیرہ انسان کے قبضہ میں ہو تو وہ ایتھر سے جس قدر چاہے اجرام فلکی ظہور میں لا سکتا ہے اور جب

دل میں آئے مٹی کے کھلونے کی طرح توڑ پھوڑ کر نظر سے غائب کر سکتا ہے ٹسلا نے کہا کہ یہ خیال اگرچہ نہایت ہی حیرت انگیز ہے لیکن اہل سائنس کے نزدیک مادہ کے غیر فانی ہونے کے اصول کے خلاف نہیں ہے اور سائنٹیفک ممکنات میں سے سمجھا جاتا ہے۔ یہ بات ذہن میں لانے کے لیے تخیل سے زیادہ کام لینے کی ضرورت نہیں ہے کہ آفتاب کی حرارت پر قبضہ کرنے کے بعد عالموں کا ظہور میں آنا اور فنا ہونا شاید انسان کی دست اندازی کے بغیر خود بخود ہوا کرے۔ اگر آدمی ایسا کر سکا تو اس کی طاقتیں فرشتوں کی سی ہونگی کیونکہ وہ ہر ایک قسم اور مقدار کا مادہ پردۂ خفا سے ظہور میں لا سکے گا اور ہر ایک نظر میں آنے والی شے کو اسکی اصلی حالت میں منتقل کر سکے گا اس نے کہا کہ یہ انسان کی سب سے بڑی کامیابی ہوگی۔

اگر بالفرض محال مان بھی لیں کہ نکولا ٹسلا کے واہمہ نے جہاں تک خیال دوڑایا کل سب کچھ عملی صورت اختیار کر لے تو بھی انسان ایسا ہی محتاج اور عاجز رہیگا جیسا کہ اب ہے کیونکہ وہ ایک ذرہ کی تخلیق پر قادر نہیں ہے۔ البتہ وہ خدا کے بنائے ہوئے مادہ کی شکل بدل سکتا ہے یا نیکو گیس اور گیس کو پانی بنا سکتا ہے ممکن ہے کہ وہ ایتھر کو مادہ کی شکل میں منتقل کرے اور شاید خدا اس سے بھی زیادہ قدرت کے راز اپنے بندوں پر کھولدے لیکن یہ کالے سر والا اپنی ہستی کو نہ بھول جائے اس کی اس میں خیر ہے۔ پہلے سب کچھ ہو چکا ہے۔ حکماء یونان کو طلسمات اور تسخیر میں کہاں تک دخل تھا پرانی روایتوں سے پتہ لگتا ہے جن پر اب کوئی یقین نہیں کرتا۔ ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو کہ وہ ایتھر کو حرکت دیکر حسب دلخواہ مکانات اور باغات بنا لیتے ہوں اور چشم زدن میں مٹا دیتے ہوں لیکن ان حکیموں کا اب کہیں نام و نشان بھی نہیں ہے اسکو ذات کو ہے:

بے اختیار یوں نہیں ہے یہ آدمی کا دل
کیا جائے کیا کرے جو خدا اختیار دے

مختلف واقعات

مذہبی جنگ۔ سرحدی علاقہ تیراہ میں اورکزیون کے شیعہ اور سنی فرقوں میں ۲۰ تاریخکو اور ایک معرکہ ہوا۔ جس میں پینتیس آدمی کام آئے۔

افسوس ہے اٹلی کے شہر نیپلز میں بھی طاعون پھوٹ پڑا ہے دو تین کے گھاٹ پر پانچ کیس ہوئے۔

شاہی ملاقات سر حضور مہاراجہ صاحب جودھپور نے مارکٹ ہاربر میں لارڈ ہیرس صاحب سے ملاقات کی۔ اور پھر شاہ ایڈورڈ ہفتم کے ساتھ ملاقات کی جو نہایت تپاک سے پیش آئے۔

افریقہ کی نسبت امریکن پولیسی مسٹر روزویلٹ پریسیڈنٹ امریکہ نے بیان کیا کہ معاملات بوئر سے بالکل الگ تھلگ رہیں گے۔ اور کسی بوئر سفارت کے ساتھ سرکاری طور پر ملاقات نہیں کی جائے گی

شہنشاہ روس کا ہمشکل۔ ایک روسی کونٹ بعینہٖ شہنشاہ روس کا ہمشکل ہے۔

بالوں کی آرایش۔ یونانی عورتیں ایک سو سینتیس قسم کے بال گندھواتی ہیں۔

جاپان میں مسلمان۔ جاپان میں صرف ایک ہی مسلمان طالب العلم اسوقت تک موجود ہے۔ اسکی ایک سلطنتی مشکل میں علاوہ دیگر کئی باتوں کے ایک یہ بھی ہے کہ گورنمنٹ ہند نے حکم دیا ہے کہ ہندوستان کا کوئی طالب علم جاپان کے کسی کالج یا یونیورسٹی میں اسوقت تک داخل ہوسکے جب تک کہ اس کے پاس کسی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا ایسا سارٹیفکٹ موجود نہو جس پر برٹش کونسل کی تصدیق ہونی ضروری ہے۔ پس جاپان جانیوالے طلبا کو قبل روانگی اس سند کا بہم پہنچانا ضروری ہے۔

رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

قیمت سالانہ پیشگی عوام سے ۵؎ خواص اور معاونین سے ۱۰؎ ہندوستان سے باہر ۶؎

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی + دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۳۸ | دار الامن والامان قادیان ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ | جلد ۵

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

تبتل کی حقیقت

گذشتہ اشاعت میں جو ہم نے وعدہ کیا تھا کہ حضرت اقدس کا ایک کرامت نامہ جو اسی مضمون پر ہے۔ انہیں کالموں میں بغرض مزید تشریح تبتل درج کریں گے اس وعدہ کے ایفا کے لئے ذیل میں وہ کرامت نامہ درج کرتے ہیں

(ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد ہذا آنمخدوم کا عنایت نامہ عین انتظاری کی حالت میں پہونچا خداوند کریم کے تفضلات اور احسانات کا کہانتک شکر کروں اور کیونکر اس کی نعمتوں کا حق بجا لاؤں کہ اس ظلمت زمانہ میں مجھ جیسے غریب تنہا بے ہنر کے لئے آپ جیسے مخلص دوست اُس نے میسر کئے سو اسی سے مین یہہ دعا مانگتا ہوں کہ آپ کو اپنے الطاف جلیہ اور خفیہ سے متمتع کرے اور اپنے توجہات خاصہ سے دستگیری فرماوے اور اپنی طرف انقطاع کامل اور تبتل تام بخشے آمین ثم آمین

اور تبتل تام کی آپ تشریح دریافت بھی کرتے ہین۔ یہ ایک بڑا مقام اعلیٰ ہے جو بغیر فناء اتم کامل طور پر حاصل نہیں ہوتا بلکہ فی الحقیقت اسی کا نام فناء اتم ہے کہ تبتل تام حاصل ہو جائے اور تبتل تام تب حاصل ہوتا ہے کہ جب ہر ایک حجاب کا خرق ہو کر رابطہ انسان کا محبت ذاتی تک پہونچ جاسکے۔

حجاب دو قسم کے ہین۔ ایک تو وہ ہین جو بدیہی طور پر معلوم ہوتے ہین۔ اور کچھہ نظر اور فکر کی حاجت نہین۔ جیسے خالق کو چھوڑ کر مخلوق کیطرف توجہ کرنا۔ مخلوق سے مرادین اور حاجات مانگنا۔ اور مخلوق کو اپنا تکیہ گاہ اور پناہ سمجھنا۔ اپنے ننگ اور ناموس اور عزت اور نام کی حفاظت مین مبتلا رہنا اور بجز ایک متصرف حقیقی کے کسی سے خوف یا کسی پر کچھہ امید نہ رکھنا۔ اور زید عمرو کے وجود کو وجود سمجھنا کسی کو کارخانہ ربوبیت کا شریک سمجھکر حق ربوبیت مین شریک ٹھہرا دینا عبادات یا اعتقادات مین کسیکو خدا تعالیٰ کی طرح خیال کرنا حضرت باری کے امر اور نہی کو توڑ کر اپنے نفس کی خواہش کا تابع ہونا اور نفس امارہ کی پیروی کرنا اور بندگی اور فرمانبرداری کی حد پر نہ ٹھہرنا یہ تو وہ سب حجب ہین۔ جو بدیہی ہین جو عام طور پر ہر ایک کو سمجھہ آسکتے ہین۔ بشرطیکہ فطرت صحیحہ مین کچھہ خلل نہو۔

دوسری قسم کے حجاب وہ ہین جو نظری ہین جن کے سمجھنے کے لئے کامل درجہ پر عقل سلیم اور فہم مستقیم چاہیے اور وہ یہہ ہے کہ اسماء اور صفات الٰہیہ تک رابطہ محدود رہے اور ذات بحت سے حقیقی طور پر تعلق حاصل نہ ہو۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی عبادت بغرض حصول اُس کے انعام واکرام کے کرتا ہے وہ ہنوز اسماء وصفات الٰہیہ پر نظر رکھتا ہے اور محبت ذاتی کے شربت عذب سے ابھی کچھہ اس کو نصیب نہین اور اُسکا رابطہ معرض خطر میں ہے کیونکہ اسماء وصفات الٰہیہ ہمیشہ ایک ہی رنگ مین تجلی نہین فرماتیں کبھی جلال اور کبھی جمال اور کبھی قہر اور کبھی لطف ہوتا ہے

غرض

ان دونوں قسموں کے حجابوں سے جو شخص باہر آجائے اور اپنے مولٰے حقیقی سے ذاتی طور پر محبت پیدا کرے۔ اور اس محبت کی راہ مین کوئی روک نہ رہے۔ اور نہ منجملہ . . . . . .

ظاہری اور باطنی اور افاقی
اور انفسی حجابوں سے کوئی حجاب بہی
نہ رہے۔ تو یہ وہ مرتبہ ہے۔ جسکو تبتل تام
کہنا چاہیے اس مرتبہ کا خاصہ ہے کہ انعام
اور ایلام محبوب کا ایک ہی رنگ مین دکھائی
دیتا ہے بلکہ بسا اوقات ایلام سے اور بھی
زیادہ محبت بڑہتی ہے اور پہلی حالت سے
آگے قدم بڑہتا ہے۔ بات یہہ ہے کہ جب
محبت ذاتی کی موجین جوش مین آتی ہین تو
اسما اور **صفات** پر نظر نہیں
رہتی اور انسان کا سارا آرام محبوب حقیقی
کی یاد مین ہو جاتا ہے۔ اور محبت اللہ کا تعلق
ذات باری کیطرح بیچوں اور بیچگوں ہوتا
ہے اور محب صادق کسیکو اس بات کی
وجہ نہین بتلا سکتا۔ کہ کیوں وہ اس محبوب سے
محبت رکہتا ہے۔ اور کیوں اس کے لئے
بدل و جان فدا ہو رہا ہے اور اس محبت او
اطاعت اور جانفشانی سے اس کی غرض
کیا ہے کیونکہ وہ ایک جذبہ الہی ہے جو بطور
موہبت خاصہ محب صادق پر پڑتا ہے کوئی
مصنوعی بات نہیں جس کی وجہ بیان ہو سکے
یہی انقطاع حقیقی اور تبتل تام کی حالت ہے
اور یہی وہ موت روحانی ہے جس کی اہل اللہ
کے نزدیک فنا، تعبیر کی جاتی ہے کیونکہ
اس مرتبہ پر نفس امارہ کا بکلی تزکیہ ہو جاتا
ہے اور بباعث محبت ذاتی کے اپنے مولے
کریم کی ہر ایک تقدیر سے موافقت تامہ پیدا
ہو جاتی ہے۔ اور جو کچہہ اس دوست کے ہاتہہ
سے پہونچتا ہے پیارا معلوم ہوتا ہے اور
اس کا قہر اور لطف سب لطف ہی دکہائی دیتا
ہے اور حقیقت مین وہ سب لطف ہی ہوتا
ہے۔ پہر محب صادق نہ قہر سے غرض رکہتا ہے
نہ لطف سے۔

غرق درطہ بحر محبت
نہ بر مہرش نظر باشد نہ بر کین
بگوش عاشق از لبہائے دلدار
چنان نفرین عزیز آید کہ تحسین

چنان بر شوش خوش افتد اسیر عشق
کہ قربان میکند بہر وے دل و دین
شب و روزش بدلبر کار باشند
دل و جانش شود آن یار شیرین
بسوزد ہر چہ غیر یار باشد
ہمین این عشق را رسم است و آئین

اور اس عاجز کا یہ **مصرع** --

کہ قربان میکند بہر وے دل و دین

یہہ معنے رکہتا ہے کہ قبل از جذبہ عشق جو کچہہ
انسان کے دل مین رسوم اور عادات بہری
ہوئی ہوتی ہین۔ اور جو کچہہ جہل مرکب کی
باتیں اور پر تعصب خیالات اس کے سینہ
مین جمے ہوتے ہین۔ اصل مین وہی اس کا
دین ہوتا ہے جسکو کسی حالت مین چہوڑنا
نہیں چاہتا۔ اور جب جذبہ عشق اسپر غالب
آتا ہے تو وہ خیالات کہ جو تپ دق کیطرح
رگ و ریشہ سے ملے ہوئے ہوتے ہین۔
بآسانی چہوٹ جاتے ہین۔ اور پہر بعد اس کے
عشق الہی ایک پاک دین کی تعلیم کرتا ہے کہ
جو عادات اور رسم کی آلودگی سے منزہ ہے
اور تعصبات کے لوث سے پاک ہے۔

پس

نافع اور مبارک دین وہی ہوتا ہے جو عشق
کے بعد آتا ہے اور جو عشق کے اول خیالات
ہین۔ وہ بہت سے زہروں سے بہرے
ہوئے ہوتے ہین۔ اور حقیقت مین وہ اس
لائق ہین۔ کہ عشق پر فدا کئے جائیں اور اُن
کے عوض مین وہ پاک خیال کہ جو عشق کے صافی
چشمہ سے نکلے ہین۔ اور جو ہر ایک تعصب
اور رسم اور عادات سے منزہ ہین حاصل
کئے جائیں۔ اور یہ خیالات ایسی سختی سے
نفس پر قابض ہوتے ہیں کہ بغیر جذبہ عشق
کے ہرگز ممکن ہی نہیں۔ کہ اٹہہ سکین۔

مدار کا جذبہ عشق پر ہے جو قلب پر مستولی ہوتا
ہے۔ اور جب وہ مستولی ہوتا ہے تو نفس اپنی
اندرونی آلایش سے پاک ہو جاتا ہے اور
نفس کے چہپے ہوئے عیب تب ہی اوس سے
دور ہوتے ہین۔ کہ جب عشق الہی کی بہڑکتی ہوئی
آگ دل پر وارد ہوتی ہے اعمال صالحہ
جنپر کشود کار موقوف ہے تب ہی سادر ہوتے
ہین۔ کہ جب اُن کو حرکت دینے والا عشق ہوتا
ہے۔ کوئی اور غرض فاسد نہیں ہوتی اور
مجرد اعمال صوری اور عبادات رسمی سے کوئی
عقدہ نہیں کہلتا بلکہ جب تک سالک رسم
اور عادات کی بدبودار مزبلہ سے باہر نہیں آتا
مورد غضب الہی رہتا ہے۔ کیونکہ وہ خدا
کی طرف سے مونہہ پہیر رہا ہے اور اُس کے
غیر کی طرف متوجہ ہے۔ وجہ یہ کہ رسم اور عادات
بھی ماسوا اللہ ہے اور ہر یک ماسوا اللہ خدا
سے دور ڈالتا ہے اور سلامتی قلب مین
خلل انداز ہے۔ سو سالک کے لئے جو بات
سب سے پہلے لازم ہے وہ یہی ہے کہ رسم اور
عادات سے باہر ہو اور پہر خلوص نیت سے

ما اتاکم الرسول فخذوہ
وما نہاکم عنہ فانتہوا

عمل کرے تا اپنے مرض سے شفا پاوے اور
ایمان حقیقی سے حصہ حاصل کرے مگر افسوس
کہ بہت سے علماء ظاہری اسی سے تباہ ہو
رہے ہیں۔ کہ رسوم اور عادات کے رنگ
مین ایک دوسرے سے لڑتے مرتے ہین
اور جس حقیقت اور حق بینی سے انسان کا
دل منور ہوتا ہے اور جس دولت اور سعادت
سے باطنی افلاس دور ہوتا ہے اس کیطرف
نظر اٹہا کر بھی نہیں دیکہتے۔ کیا بد قسمتی ہے
ہائے ہائے

خلق و عالم جملہ در شور و شر اند
عشق بازان در مقام دیگر اند
گرد از این کوچہ بیرون نگندیم
ہم سگان کوچہ از ما بہتر اند

خدا ایسا نہیں۔ کہ دہوکا کہا سکے اس کی

عمرالدین

دلوں پر نظر ہے اور حقیقتوں پر نگاہ ہے وہ رسموں اور عادتوں سے ہرگز خوش نہیں ہوتا۔ اور جب تک بندہ مقام اخلاص کا حاصل نہ کرے۔ یعنے مرنے سے پہلے ہی نہ مرے۔

اور آفاقی اور انفسی

شرکوں سے بکلی باہر نہ آجائے تب تک الطاف الہیہ اس کی طرف ہرگز متوجہ نہیں ہوتیں تبھی کامل ایمان میسر آتا ہے کہ جب وہ موت کہ جسکو ابھی مین نے اخلاص سے تعبیر کیا ہے انسان منظور کر لیتا ہے اور

لا یخافون لومۃ لائم کے گروہ

مین داخل ہو جاتا ہے اور حقیقت اسلام بھی تبھی اپنا چہرہ مصفا دکہلاتی ہے کہ جب یہہ موت حاصل ہو جائے حق تعالی ہمکو اور آپ کو اور ہر ایک کو جو طالب ہے اس اخلاص سے بہرہ مند کرے زمانہ سخت زہرناک ہوائیں چلا رہا ہے جس سے تمام کاروبار منقلب ہو جاتا ہے۔ ہر ایک بات مالک حقیقی کے اختیار مین ہے ہم عاجز بندوں کا کام عبودیت ہے فتح اور شکست سے مطلب نہیں عبودیت سے مطلب ہے۔ اس راہ مین جنہون نے بہت سی خدمتیں کیں۔ پھر بھی وہ سیر نہ ہوئے پھر ہمین کیونکر آرام ہو جنہوں نے ابتک کچھہ بھی نہیں کیا سو ہمارا سب غم و حزن خدا کے سامنے ہے۔

ابھی یہہ حال ہے کہ صرف بیرونی حملوں پر کفایت نہیں۔ بلکہ بعض ناشناس بھائی اندرونی حملہ بھی کر رہے ہین۔ لیکن ہم عاجز بندوں کی کیا حقیقت اور بضاعت ہے وہی ایک ہے۔ جس نے اپنے عاجز مہدر ناتوان بندہ کو ایک خدمت کے لئے ماموں کیا ہے۔

اب دیکھئے کہ کب تک رب العرش تک اس عاجز کی آمین پہونچتی ہین۔ آپ نے لکہا تہا۔ کہ بعض احباب علماء کیطرف سے یہ فتوے لائے ہین۔ کہ اتباع قال اللہ و قال الرسول اور ترجیح اس کی دوسروں لوگوں کے قولوں پر کفر ہے مگر یہ بندہ عاجز کہتا ہے کہ زہے سعادت کہ کسی کو یہ کفر حاصل ہو

گر این کفرم بدست آید بروز قبر با کنم صد دین

خداوند امیرا نم برین کفر و برین آئین ؎

حضرت افضل الرسل خیر الرسل فخر الرسل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو چہوڑ کر اور اس کی پاک اور کامل سنت اہتداء اور خدا کا سچا نور اور بلا ریب کلام ترک کرتے پہر اور کونسی پناہ ہے جسطرف رخ کرین اور اس سے زیادہ کونسا چہرہ پیارا ہے جو ہماری دلبری کرے۔

گر مہر خویش کنم از روئے دلبرم ؎
آن مہر بر کہ افگنم آن دل کجا برم ؎

من آن نیم کہ چشم بہ بندم ز نور دوست
ور بینم این کہ تیر ببارد برا برم

آپ کسی کی بات کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ اور عاشق صادق کیطرح قول سے فعل سے صرح سے ثنا سے متابعت سے فنا فی الرسول ہو جائیں۔ کہ سب برکات اسی مین ہین۔ اکثر لوگوں پر عادت اور رسم غالب ہو رہی ہے اور بڑی بڑی زنجیرین پاؤں مین پڑی ہوئی ہین۔ اور کوئی اسطرف آ نہیں سکتا۔ مگر جسکو خدا کھینچ کر لاوے۔ سو صبر استقامت سے اُن کی جور و جفا کا تحمل کرنا چاہیئے دنیا اُنہیں سے دوستی رکہتی ہے جو دنیا سے مشابہ ہوتے ہین۔ مگر جو خدا کے بندے ہین۔ گو وہ کیسے ہی تنہا اور غریب ہوں تب بھی خدا اُن کے ساتھہ ہے۔

ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب

آپ کے سب دوستوں کو سلام پہونچے مہر ۱۹ اگست ۸۳ء مطابق ۱۹ شوال۔

تفسیر القرآن کا

دوسرا

پارہ چہپنا شروع ہوگیا ہے

حضرت اقدس گورداسپور مین

سلسلے کے لئے دیکھو نمبر ۳۴ جلد ۵

مہدی حسن۔ مین صرف یہ پوچھتا ہوں کہ جب احادیث مین **مسیح ابن مریم** کا لفظ آیا ہے۔ اور یہہ **علم** ہے پہر اس کی تاویل آپ کیوں کرتے ہین۔

ایڈیٹر۔ میاں مہدی حسن صاحب کی قابلیت کی داد دینی چاہیئے۔ افسوس ہے۔ آپ کو ہم چو من دیگرے نیست کی ہوس نے کچھہ ایسا از خود رفتہ کر رکہا ہے۔ کہ علم معانی کا یہہ مسئلہ کہ اطلاق اسم الشئی علی ما یشابہہ فی اکثر خواصہ و صفاتہ جائز حسن بہول گیا ہے۔ ہمارے خیال مین بہولنا تو کیا تہا۔ کبھی آپنے پڑہا ہی نہ ہوگا۔

مفسرین بھی اس مسئلہ کو اپنی تفاسیر مین لائے ہین۔ چنانچہ تفسیر کبیر کے صفحہ ۶۸۹ سطر ۲ مین بھی ایسا ہی لکہا ہے۔ اور لغات معتبرہ مین بھی **ابن اللیل** بمعنے قمر اور ابن السبیل بمعنے مسافر اور اسی قسم کے اکثر لغات کے معنے مجازی لکہے ہین دیکھو منتہی الارب وغیرہ کو۔

اور دور کیوں جاؤ۔ جہاں حضرت فخر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح ابن مریم کے نزول کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ وہان خود

امامکم منکم اور **امّکُم منکم**

کہکر اس کے معنی کر دئے ہین۔ فتدبر۔

حضرت اقدس۔ یہہ تاویل خود ہمنے نہیں کی ہے بلکہ قرآن شریف نے اس کی حقیقت بتائی ہے۔ جہان یہہ لکہا ہے۔

ضرب اللہ مثلا للذین امنوا الی قولہ تعالی۔ و مریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا اس آیت

مین صاف طور اللہ تعالیٰ نے ایک مسیح ابن مریم کے اس امت مین پیدا ہونے خبر دیدی ہے - اور یون تو ایا ہر مومن جو کتب اور کلمات اللہ کی تصدیق کرے - اور قانتین اور عابدین مین سے ہو - اور اپنے فروج کو محفوظ رکہے مریم کہلاتا ہے اور اس مین نفخ روح ہوکر وہ خود عیسیٰ ابن مریم بن جاتا ہے - کیونکہ مریم کو تو بوجہ عورت ہونے کے نفخ روح سے حمل ہوگیا لیکن مردون کو تو حمل نہین ہوتا - اس لئے مردون مین اس نفخ کا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ وہ خود مسیح ہو جاتے ہین -

خدا تعالیٰ نے ان آیتوں مین دو قسم کے آدمیوں کی مثال بیان کی ہے - ایک وہ ہین - جو دفع شر کی درخواست کرتے ہین - دوسرے وہ ہین - جنہون نے اپنی نیکیوں کو کمال تک پہونچایا ہے - اول الذکر وہ لوگ ہین - جو نفس لوامہ کے نیچے ہین - اور **احصنت فرجہا** والے دوسرے ہین - اب سوچکر بتاؤ کہ خدا نے جو یہہ کہا - کہ ہم اس مین اپنی روح پہونک دیتے ہین - کیا اس کے یہہ معنے ہین - کہ وہ بھی مریم کی طرح حاملہ ہو جاتے ہین -

سچ یہی ہے کہ خدا تعالےٰ نے اپنے کلام پاک مین کی مثال دیکر بتا دیا ہے - کہ اس امت محمدیہ مین جو مسیح موعود آنے والا ہے - وہ اسی رنگ پر آئیگا - احادیث مین . . . .

امامکم منکم

کہہ کر صاف کر دیا ہے - اور یہان . . . .

فنفخنا فیہ من روحنا کہدیا -

اس لئے مجھے ایک دفعہ مریم کا الہام ہوا

یا مریم اسکن انت و زوجک

الجنۃ

ایڈیٹر - (بعض احمقون نے اسپر اعتراض کیا تہا - کہ مریم کے لحاظ سے اسکنی ہونا چاہیے تہا - لیکن چونکہ یہان مراد حضرت اقدس سے تھی - اس لئے خدا تعالیٰ نے اسکن کا لفظ اختیار فرمایا - کیونکہ یہہ مریم اسی اطلاق کے موافق ہے - جو سورہ تحریم کی اس آیت مین موجود ہے -)

اور پہر **فنفخت فیہ من روحنا**

کا الہام بھی ہو چکا ہے -

غرض

میرا یہہ دعوےٰ قرآن کی بنا پر ہے اور خدا نے مجہہ پر کہول دیا ہے - کہ قرآن مین میرا وعدہ کیا گیا ہے - اور مین نے کہول کہول کر بتا دیا ہے جو چاہے اسپر غور کرے -

سائل - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ مین کیون کہا یہہ کیون نہ کہدیا کہ مثیل مسیح آوے گا -

حضرت اقدس - یہہ اعتراض آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہین - نہ مجہہ پر اور پہر یہہ اعتراض بھی اپنی ناواقفی سے کرتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صاف طور پر کہول کر کہدیا ہے - کہ

امامکم منکم

اور قرآن ہی کے مطابق انہون نے فرمایا کہ وہ ۱۲۰ برس کی عمر پاکر فوت ہوگئے - اور آپ نے معراج کی رات ان کو مردون مین دیکہا - پہر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام لگاتے ہین - کہ آپنے قرآن کے خلاف کہا -

اصل بات یہہ ہے - کہ آپ اپنا اعتبار رکہوتے ہین - آپ جو بار بار کہتے ہین - کہ مین نے کتابین پڑہی ہین - یہہ مسئلہ آپنے کس کتاب مین دیکہا ہے -

سائل - مین آپ کو رنج دلانے کے لئے نہین آیا -

(**ایڈیٹر**) آجکل کے لوگون کی یہہ بھی ایک چالاکی ہے - کہ جب وہ عاجز آجاتے ہین - تو اس قسم کی باتین کرنے لگ جاتے ہین - مین اب کلام نہیں کرتا - آپ ناراض ہوتے ہین -

وغیرہ

میان مہدی حسن صاحب کو بھی جب راہ گریز نہ ملی تو آپنے یہی کہدیا - واہ صاحب! بہت دور کی سوجھی -)

حضرت اقدس - سچ کہا! مجہے تو رنج آہی نہیں سکتا - میرا تو یہہ کام ہے - کہ خدا تعالےٰ کے پیغام کو لوگون تک پہونچادون - اور پوچھنے والے کو جواب دون - مجھے رنج نہیں آتا - آپ پر رحم آتا ہے کہ آپ دانستہ ایک امر کو چہوڑتے ہین - مین اپنے دعوے کو قرآن کی بنا پر بیان کرتا ہون - حالانکہ مقدم قرآن ہی ہے آپ حدیث کے ایک لفظ پر اڑتے ہین - جس کے معنے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کر دئے ہین -

امامکم منکم

پہر مین آپ سے پوچھتا ہون - کہ کیا حدیثوں مین اختلاف نہین - شیعون اور سنیون کی جدا جدا حدیثین نہیں ہین - اور مقلدون اور غیر مقلدون کی حدیثین الگ الگ نہین ہین - پہر آپ حدیث کے روسے کیا فیصلہ کر سکین گے - قرآن کو نہ چہوڑو - قرآن کو مقدم کرو - میرے دعاوی کا ثبوت قرآن مین موجود ہے - اگر قرآن کو چہوڑکر آپ اور طرف جانا چاہین - آپکا اختیار ہے - حدیث صحیح سے بہی میرا ہی دعوےٰ ثابت ہوتا ہے - آپکو تو وہان بھی کچہہ نہیں ملسکتا

سائل - مقلدون کو حسد نہیں ہے سب ایک ہین - حضرت اقدس - اگر مقلدون کو باہم حسد نہیں ہے - اور باہم ایک ہین - تو پہر مکے مین چار مصلے نہ ہوتے -

مہدی حسن - اب ہم نہیں پوچھتے -

حضرت اقدس - پہر ہم تو نہیں تہکتے آپ جسقدر سوال چاہین - کرین - جواب دینے کو طیار ہین - قرآن شریف اور حدیث کے روسے مین نے اپنے دعاوی کو کہول کر بیان کر دیا ہے - اور مین سمجہتا ہون - کہ اب بجز سعدی کے اس شعر کے اور کچہہ باقی نہیں رہا -

آنکس کہ بقرآن و خبر زو نرہی
این است جوابش کہ جوابش ندہی

مہدی حسن - مین شعر کو برا سمجہتا ہون -

حضرت اقدس - یہہ آپ کی غلطی ہے ہر شعر ایسا نہیں ہوتا - کہ اسے برا سمجہا جاوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہی شعر پڑہ لیا کرتے تہے - صحابہ شعر پڑہا کرتے تہے -

مہدی حسن - قرآن شریف شعرا کی مذمت کرتا ہے -

الشعراء یتبعہم الغاون

حضرت اقدس - مین پہر کہتا ہون - کہ یہان ہر ایک شاعر کی مذمت نہین کی گئی - **اسیر ال** بھی ہے - اس پر غور کرو - خبیث شعرا سے مراد ہے -

ایڈیٹر) ناظرین کی توجہ ہم اس امر کی طرف خصوصیت سے دلانا چاہتے ہیں۔ کہ یہہ شخص اپنے مسلمات اور بیان میں اسات کی ذرا بھی پروا نہیں کرتا۔ کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ بہ غور مطالعہ سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ کوئی بیان اسکا ایسا نہیں۔ جسکا اثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات تک نہ پہونچتا ہو۔ خدا رحم کرے)

اس کے بعد وفات مسیح کے سوال کو حل شدہ سمجھکر آگے چلنے کی تحریک ان کی رفقا نے کی مگر مہدی حسن صاحب ایسے جھلائے کہ ان سے پوچھنے لگے کہ تم نے وفات مسیح کو مان لیا ہے۔ وہ بولے۔ کہ ہاں۔

پھر مہدی حسن صاحب کو عجیب گھبراہٹ ہوئی اور تو کچھ بس نہ چلا۔ ان بیچاروں کو ہی لگے دبانے۔ کہ تم مجھے سمجھاؤ۔ کہ تم نے کیا سمجھا ہے۔ تم علوم عربیہ سے ناواقف ہو۔ کچھہ منٹ تک ان میں باہم تکرار ہوتی رہی۔ آخر حضرت اقدس نے ان کو پھر مخاطب کرکے ان کی باہمی تکرار کا خاتمہ کیا۔ ایڈیٹر

حضرت اقدس۔ وفات مسیح کا مسئلہ تو ایسا صاف ہے کہ اسپر وہی شخص حجت اور نکار کرے گا۔ جسکو خدا کا خوف نہیں۔ یا بدقسمتی سے اسے غور اور فکر کی قوت نہیں ملی۔ اور ساری باتوں کو چھوڑکر ہم صحابہ ہی کے اجماع کو لیتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ہوا۔ یہہ عام طور پر مسلمانوں میں مانی ہوئی بات ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرط محبت سے اور اس صدمہ کی برداشت کی تاب نہ لاکر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال سے پیش آیا۔ اپنی تلوار کھینچ لی۔ اور کہا کہ اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو **مردہ** کہیگا۔ تو میں اسے قتل کردونگا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جوش دیکھا۔ تو وہ اٹھے اور انہوں نے خطبہ پڑھا اور یہہ آیت سنائی۔ **ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل** یعنے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک رسول ہیں۔ اور آپ سے پیشتر جسقدر رسول آئے وہ سب کے سب مرگئے۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہہ سنا تو اپنی تلوار میان میں کرلی۔ اور کہا کہ یہہ آیت گویا آج ہی اتری ہے۔ صحابہ بازاروں میں اس آیت کو پڑھتے پھرتے تھے اور بعضوں نے شعر کہے۔

الغرض اب یہہ کیسی سچی بات ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو صرف اس لئے پڑھا تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر استدلال کریں۔ لیکن اگر کوئی نبی مثلاً مسیح زندہ آسمان پر چلا گیا تھا۔ اور صحابہ کا اعتقاد یہی تھا تو کیا صحابہ میں سے ایک کو بھی جرات نہ ہوئی کہ وہ حضرت ابوبکر کا مونہہ بند کرتا اور کہتا کہ آپ کیونکر کہتے ہیں جبکہ مسیح ابھی زندہ ہے۔

مگر کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ بلکہ تسلیم کر لیا۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے۔ کہ سب سے پہلا اجماع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسیح علیہ السلام کی وفات پر ہی ہوا تھا۔ اور اس کے علاوہ قرآن کریم میں بہت سی آیات اس قسم کی موجود ہیں۔ تو یہہ مسئلہ بہت صاف اور روشن ہے

مہدی حسن۔ (اس تقریر کو سنکر یہ کچھہ بولے) مگر میرا تو یہہ سوال نہیں۔ میں تو یہہ کہتا ہوں۔ کہ مسیح ابن مریم کا وعدہ حدیثوں میں کیوں کیا گیا۔ صاف لفظوں میں مثیل مسیح کہا ہوتا۔

حضرت اقدس۔ میں اس کا کیا جواب دوں یہودیوں نے حضرت عیسی علیہ السلام پر ایسے ہی اعتراض کئے تھے۔ جب انہوں نے کہا کہ لکھا ہے کہ مسیح سے پہلے ایلیا آسمان سے اترے۔ میرے پاس ایک یہودی کی کتاب ہے۔ اس میں وہ صاف لکھتا ہے کہ اگر خدا ہم سے انکار مسیح کے وجوہات پوچھیگا۔ تو ہم ملاکی نبی کی کتاب سامنے رکھدینگے۔ کہ اس میں کہاں لکھا ہے کہ ایلیا کا مثیل یوحنا آئیگا۔

الغرض

ایسے اعتراض پہلے ہی ہوئے ہیں۔ اور مجھہ پر یہہ نئے اعتراض نہیں۔ اور یہہ اعتراض تو درحقیقت خدا تعالے پر ہے۔ لیکن اگر آپ لوگ غور کریں تو صاف معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی سنت اسیطرح پر ہے۔

مہدی حسن۔ عکم بدل نہیں سکتا

حضرت اقدس۔ اگر آپ کا یہی مذہب ہے۔ تو میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ کہ حدیث میں جو آیا ہے۔ کہ ہر بچے کو جب وہ پیدا ہوتا ہے۔ شیطان مس کرتا ہے۔ مگر ابن مریم کو اس نے مس نہیں کیا۔ آپ اس کے کیا معنے کرتے ہیں؟

کیا آپ کا یہہ مذہب ہے۔ کہ معاذاللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شیطان نے مس کیا تھا۔ آپ کا یہہ مذہب ہے۔ تو بہت خطرناک ہے اور آپ کو پھر یہہ مشکل پیش آیگی۔ . . . کیونکہ آپ کہتے ہیں۔ کہ علم کی تاویل نہیں ہوسکتی۔

مگر ہم تو ایک طرفتہ العین کے لئے بھی اس کو روا نہیں رکھہ سکتے بلکہ سن بھی نہیں سکتے۔ ہمارا کلیجہ کانپ اٹھتا ہے۔ اگر یہہ سنیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان نے مس کیا تھا۔ میرا مذہب ہے کہ وہ شخص ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ جو ایسا عقیدہ رکھے۔ **آپ خدا سے ڈریں** یہہ اصل آپ کو مجبور کریگی کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت مس شیطان کا عقیدہ رکھیں۔

اور اگر یہہ عقیدہ آپ نہیں رکھتے تو پھر اس حدیث کے معنے کرکے بتاؤ۔

ایڈیٹر۔ حضرت اقدس کی اس تقریر میں اسقدر زور اور جوش تھا کہ ہم الفاظ میں بیان نہیں کرسکتے بار بار حضرت اس بات پر زور دیتے تھے۔ کہ تمہارا یہہ عقیدہ سخت خطرناک **زد** ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حقیقت میں سخت حملہ ہے۔ ہم مسلمانوں کے سامنے اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ سوچیں۔ کہ اسکا اثر کہانتک پہونچتا ہے

اب مہدی حسن صاحب کو مشکل یہہ پیش آئی۔ کہ اگر وہ اپنے اس سوال کو واپس لیں۔ کہ علم کی تاویل بھی ہوسکتی ہے۔ تو **مسیح موعود** کا مسئلہ حضرت اقدس کے مذہب پر ماننا پڑتا تھا اور اگر اس کو واپس نہ لیں جیساکہ انہوں نے نہیں لیا۔ تو پھر مس شیطان کی حدیث کے معنے کرنے مشکل تھے۔ چنانچہ حضرت اقدس نے بار بار مطالبہ کیا۔ کہ اس کے معنے کرو۔ مگر ادہر سے بجز سکوت کے کوئی جواب نہ تھا۔ اگر بولتے تھے تو صرف یہہ کہ اس کے معنی بھی میں بتاؤنگا۔ معلوم نہیں کب آجتک تو بتائے نہیں۔ (ایڈیٹر)

اس کے بعد پھر حضرت اقدس نے اپنی تقریر کے سلسلہ میں فرمایا۔ کہ اصل بات یہی ہے کہ جیسے علامہ زمخشری نے لکھا ہے کہ ابن مریم سے مراد تمام مقدس ہیں۔ ورنہ اگر اس کو مخصوص اور محدود کریں۔ تو اسلام ہی ہاتھہ سے جاتا ہے۔

میں پھر کہتا ہوں۔ کہ اگر کوئی شخص دس دن میرے پاس رہے تو اس کو رویت کی طرح پتہ لگ جاوے گا۔ کہ خدا نے جو سلسلہ اسوقت

قائم کیا ہے وہ حق ہے۔

سائل - پہر سوال وہی ہے کہ ابن مریم کی حدیث کو آپ مانتے ہین۔

حضرت اقدس - مین نے تو کہدیا۔ کہ اسیطرح مانتا ہوں۔ جسطرح قرآن اسکے معنے کرتا ہے۔ مسیح مر گیا اور اس کی جگہ اس کا مثیل آیا۔

دیکھو مین پہر کہتا ہون۔ کہ قرآن کو سب پر مقدم کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لب مبارک سے نکلا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اسکا محافظ ہے۔

مہدی حسن - پہر اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیر مشتبہ الفاظ نہ بولتے۔ تو جہگڑا ہی کیون اٹھتا۔

حضرت اقدس - یہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور گستاخی ہے کہ آپ کی شان مین ایسی الفاظ بولے جاوین۔ کہ انہوں نے مشتبہ لفظ بولے۔ آنحضرت نے کوئی مشتبہ لفظ نہیں بولا۔ یہہ آپ کا قصور فہم ہے وہ اسیطرح پر بولی جسطرح شروع سے خدا تعالےٰ انبیاء کے ساتہہ کلام کرتا آیا ہے۔

سائل - پہر علم کی تاویل نہیں ہوتی

(**ایڈیٹر** - شاباش بیٹے شاباش۔ مرغ کی ایک ہی ٹانگ گنتے جانا۔)

حضرت اقدس - مین تو اسی بیہودہ اصول کی حقیقت بتا چکا ہون۔ کہ اگر یہی مذہب رکہا جاوے۔ پہر اسلام ہاتہہ سے جاتا ہے کیونکہ مس شیطان کی حدیث کے رو سے تمہین جو کہتے ہین۔ علم کی تاویل نہیں ہوتی۔ ماننا پڑے گا۔ کہ معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہی مس شیطانی سے بری نہیں۔ کوئی مسلمان نہیں ہے۔ جو یہہ عقیدہ رکہہ سکے۔

سائل - بس اب ہم نہیں پوچھتے۔

حضرت اقدس - ہم تو تہکتے نہیں مگر انصاف بہی تو ہونا چاہیئے۔ مین اگر خدا کا خوف نہ کرتا۔ تو ہرگز یہہ تسلیم نہ کرتا۔

اس کے بعد سائل اپنے رفقاء کو لیکر چلا گیا حضرت اقدس اس کے بعد چند باتین اسکے متعلق فرماتے رہے۔ پہر احباب اپنی اپنی جگہ جا کر سو رہے ×

دوسرے دن حضرت اقدس علے الصبح مراجعت فرمائے دار الامان ہوئے۔ اور کوئی گیارہ ساڑہے گیارہ بجے کے قریب بخیریت دار الامان پہونچ گئے۔

باری تعالےٰ کا علم

یہ ایک نہایت باریک صداقت ہے کہ علم باری تعالیٰ جسکی کاملیت کیوجہ سے وہ ذرہ ذرہ کے ظاہر باطن پر اطلاع رکہتا ہے۔ کیونکر اور کسطور سے ہے اگرچہ اس کی اصل کیفیت پر کوئی عقل محیط نہیں ہوسکتی مگر پہر بہی اتنا کہنا سراسر سچائی پر مبنی ہے۔ کہ وہ تمام علم کی قسموں مین سے جو ذہن مین آسکتی ہین۔ اشد و اقویٰ و اتم و اکمل قسم ہے۔ جب ہم اپنے حصول علم کے طریقوں کو دیکہتے ہین۔ اور اس کے اقسام پر نظر ڈالتے ہین۔ تو ہمین اپنے سب معمولی علمون مین سے بڑا یقینی اور قطعی وہی علم معلوم ہوتا ہے جو ہمکو اپنی ہستی کی نسبت ہے کیونکہ ہم اور ایسا ہی ہر ایک انسان کسی حالت مین اپنی ہستی کو فراموش نہیں کرسکتا اور نہ اسمین کوئی شک کرسکتا ہے سو جہانتک ہماری عقل کی رسائی ہے۔ ہم اس قسم کے علم کو اشد و اقویٰ و اتم و اکمل پاتے ہین۔ اور یہہ بات ہم سراسر خدا تعالیٰ کی ذات کامل سے بعید دیکہتے ہین۔ جو اس درجہ اور اس قسم کے علم سے اس کا علم اپنے بندوں کے بارہ مین کمتر ہو۔ کیونکہ یہہ بڑے نقص کی بات ہے کہ جو اعلیٰ قسم علم کے ذہن مین آسکتی ہے وہ خدا تعالیٰ مین نہ پائی جائے اور اعتراض ہوسکتا ہے کہ کسوجہ سے خدا تعالیٰ کا علم اعلیٰ درجہ کے علم سے متنزل رہا۔ آیا اسکے اپنے ارادہ سے یا کسی قاصر کے قصر سے اگر کہو کہ اس کے اپنے ہی ارادہ سے تو یہہ جائز نہین۔ کیونکہ کوئی شخص اپنے لئے بالارادہ نقصان روا نہیں رکہتا تو پہر کیونکر خدا تعالیٰ جو بذات خود کمالات کو دوست رکہتا ہے۔ ایسے ایسے نقصان اپنی نسبت روا رکہے اور اگر کہو کہ کسی قاصر کی قصر سے یہ نقصان اسکو پیش آیا تو چاہیئے کہ ایسا قاصر اپنی طاقتون اور قوتون مین خدا تعالیٰ پر غالب ہوتا۔ وہ زیادت قوت کی وجہ سے اسکو اسکے ارادوں سے روک سکے اور یہہ خود ممتنع اور محال ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ پر آور کوئی قاصر نہیں جس کی مزاحمت سے اس کو کوئی مجبوری پیش آوے۔ پس ثابت ہوا۔ کہ ضرور خدا تعالیٰ کا علم کامل تام ہے۔ اور پہلے ہم ابہی ثابت کر چکے ہین۔ کہ علم کی تمام قسموں مین سے کامل و تام وہ علم ہے۔ کہ جو ایسا ہو۔ جیسے ایک انسان کو اپنی ہستی کی نسبت علم ہوتا ہے سو ماننا پڑا کہ خدا تعالیٰ کا علم اپنی مخلوقات کے بارہ مین اسی علم کی مانند اور اسی کی مشابہ ہے۔ گو ہم اسکی اصل کیفیت پر محیط نہیں ہوسکتے۔ لیکن ہم اپنی عقل سے جسکے رو سے ہم مکلف ہین۔ یہ سمجہہ سکتے ہین کہ بڑا قطعی اور یقینی علم یہی ہے۔ جو عالم اور معلوم مین کسی نوع کا بعد اور حجاب نہ ہو سو وہ قسم علم کی یہی ہے۔ اور جسطرح ایک انسان کو اپنی ہستی پر مطلع ہونے کے لئے دوسرے وسائل کی ضرورت نہین۔ بلکہ جاندار رہونا اور اپنے تئیں جاندار سمجہنا دونون باتین ایسی باہم قریب واقع ہین۔ کہ ان مین ایک بال کا فرق نہین۔ سو ایسا ہی جمیع موجودات کے بارہ مین خدا تعالیٰ کا علم ہونا ضروری ہے۔ اسجگہ بہی عالم اور معلوم مین ایک ذرہ فرق اور فاصلہ نہین چاہیے اور یہی اعلیٰ درجہ علم کا جو باری تعالیٰ کو لپنے تحقق الوہیت کے لئے اس کی ضرورت ہے اسی حالت مین اس کے لئے مسلم ہوسکتا کہ جب پہلے اس کی نسبت مان لیا جائے کہ اس مین اور اسکے معلومات مین اسقدر قرب اور تعلق واقع ہے۔ جس سے بڑہکر تجویز کرنا ممکن ہی نہین اور یہ کامل تعلق معلومات سے اسی صورت مین اسکو ہوسکتا ہے کہ جب عالم کی سب چیزین جو اس کی معلومات ہین۔ اس کے دست قدرت سے نکلی ہون۔ اور اس کی پیدا کردہ اور مخلوق ہون۔ اور اسکی ہستی سے ان کی ہستی ہو۔ یعنی جب ایسی صورت ہو کہ موجود حقیقی وہی ایک ہو اور دوسرے سب وجود اسی سے پیدا ہوئے ہون۔ اور اسکے ساتہہ قائم ہون یعنی پیدا ہو کر بہی اپنے وجود مین اس سے بے نیاز اور اس سے الگ نہون۔ بلکہ درحقیقت سب چیزون کے پیدا ہونے کے بعد بہی زندہ حقیقی وہی ہو اور دوسری ہر ایک زندگی اسی سے پیدا ہوئی ہو۔ اور اسکے ساتہہ قائم ہو۔ اور بیقید حقیقی وہی ایک ہو۔ اور دوسری سب چیزین کیا ارواح اور کیا اجسام اس کی لگائی ہوئی قیدون مین مقید اور اس کے ہاتہہ کے بندو سے بندہے ہوئے اور اس کی مقرر کردہ حدون مین محدود ہون اور وہ ہر چیز پر محیط ہو۔

اور دوسری سب چیزین جس کی ربوبیت کے نیچے احاطہ کی گئی ہون - اور کوئی ایسی چیز نہ ہو - جو اس کے ہاتھہ سے نہ نکلی ہو - اور اس کی ربوبیت کا اس پر احاطہ نہ ہو یا اُس کے سہارے سے وہ چیز قائم نہو - غرض ایسی صورت ہو - تب خدا تعالیٰ کا تعلق تام جو علم تام کے لئے شرط ہے - اپنے معلومات سے ہوگا - اسی تعلق تام کیطرف اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ قرآن شریف مین اشارہ فرمایا ہے - جیسے وہ فرماتا ہے - **ونحن اقرب الیہ من حبل الورید** یعنے ہم انسان کی جان سے اُس کی رگ جان سے بہی نزدیک ہین - ایسا ہی اس نے قرآن شریف مین ایکدوسری جگہ فرمایا ہے **ھو الحی القیوم** یعنے حقیقی حیات اُسی کو ہے - اور دوسری سب چیزین اس سے پیدا اور اس کے ساتہہ زندہ ہین - یعنی درحقیقت سب جانون کی جان اور سب طاقتون کی طاقت وہی ہے لیکن اگر یہہ خیال کیا جاے کہ وہ قدیم سے الگ کا الگ چلا آتا ہے - اور اس کی ربوبیت کا کاکسی چیز پر احاطہ نہیں - اور کوئی چیز اس سے ظہور پذیر نہیں ہوئی - تو اس صورت مین علم کائنات تو اُسے کیا ہوگا - بلکہ محدود چیز و نجین سے وہ بہی ایک چیز ہو گی جسکا کوئی اَور محدّد تلاش کرنا پڑے گا - اور یہہ بہی واضح رہے کہ جو چیز غیر مخلوق فرض کی جائے - اس کی نسبت یہہ تو ہم پہلے ہی بیان کرچکے ہین کہ خدا تعالیٰ کو اس چیز کا علم تام جو اس سے الگ اور غیر مخلوق اور قدیم ہے - کسی طور سے نہیں ہوسکتا اور با اینہمہ اس چیز کے نفس وجود پر نظر ڈالنی سے اِسقدر لازم نہیں آتا - کہ خواہ نخواہ کسی درجہ کا ناقص علم ہی اس کے بارہ مین خدا تعالیٰ کو حاصل ہوا - اور کوئی دلیل اثبات پذیر نہین ہوسکتی کہ کیون حاصل ہو ہان جو چیز ممکن اور حادث اور مسبوق بعدم ذاتی ہے - ضرور ہے کہ خدا تعالےٰ کو معلوم ہو اور علم الہی سے باہر نہ ہو کیونکہ جو چیز نامعلوم ہے عطاء وجود اس کے لئے ممکن نہیں -

پس

علم ممکنات قبل وجود ممکنات خدا تعالیٰ کے لئے ہونا ضروری ہے - اور اس سے بالضرور ثابت ہے - کہ ممکنات باسترہا معلومات الٰہیہ میں داخل ہین - لیکن جس چیز کو ممکن اور حادث اور مسبوق بعدم ذاتی تسلیم نہ کیا جائے اور علت العلل کا اُس کو معلول در محاط نہ ٹہرایا جائے - اُس پر کوئی برہان عقلی قائم نہیں ہوسکتی - کہ کیونکر وہ علم الٰہی سے باہر نہیں -

مثلاً

اگر روح کو مخلوق اور حادث نہ تسلیم کیا جائے - تو اثبات کے تسلیم کرنے کے لئے کوئی وجہ نہین - کہ ایک بے تعلق شخص جو فرضی طور پر پرمیشر کے نام سے موسوم ہے - روح کی حقیقت سے کچہہ اطلاع رکہتا ہے - اور اس کا علم اس کی تہ تک پہنچا ہوا ہے کیونکہ جو شخص کسی چیز کی نسبت پورا پورا علم رکہتا ہے - تو البتہ اس کے بنانے پر بہی قادر ہوتا ہے اور اگر قادر نہیں ہوسکتا - تو اس کے علم مین ضرور کوئی نہ کوئی نقص ہوتا ہے - اور اگر پورا علم نہو - تو قطع نظر بنانے سے متشابہ چیز و نمین باہم امتیاز کرنا بہی مشکل ہوجاتا ہے - سو اگر خدا تعالیٰ خالق الاشیاء نہیں - تو اس مین صرف یہی نقص نہین ہے کہ اس صورت مین وہ ناقص العلم ٹہرا بلکہ اس سے یہہ بہی لازم آتا ہے کہ وہ کروڑہا روحون کے امتیاز اور تمیز اور شناخت مین روز بروز دہوکے بہی کہایا کرے اور بسا اوقات زید کی روح کو بکر کی روح سمجہہ بیٹہے - کیونکہ ادہورے علم کو ایسے دہوکے ضرور لگا کرتے ہین اور اگر کہو کہ نہیں لگتے تو اس پر کوئی دلیل پیش کرنی چاہیئے -

+ آریون کے عقیدہ پر نظر ہے - (ایڈیٹر)

ڈومیسٹک

۱۱ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو جناب حافظ خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن کے ہان لڑکا پیدا ہوا - حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولود مسعود کا نام **تقی الدین** رکہا ہم ڈاکٹر صاحب کو مبارکباد دیتے ہین - اور دعا کرتے ہین - کہ خدا تعالےٰ مولود مسعود کو والدین کی آنکہوں کا نور اور کلیجے کی ٹہنڈک بنا دے - وہ خادم دین ہو - اور قوم اور ملک کے لئے مفید - آمین

ڈاکٹر محمد اسمعیل خان صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ گڑہ شنکر کی شادی قاضی خواجہ علی صاحب ٹہیکہ دار شکرم لودہانہ کی صاحبزادی سے ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو ہوگئی - جس کے لئے ہم فریقین کو مبارکباد دیتے ہین - اس شادی کا تذکرہ ہم نے محض اس لحاظ سے کیا ہے کہ یہہ احمدی قوم مین ایک قابل نمونہ شادی ہے -

ڈاکٹر صاحب کو اپنے خاندان مین کئی رشتے ملتے تہے - مگر انکی اصل غرض یہہ تہی کہ احمدی قوم مین ہو - اور مخالفون کے ہان نہ ہو - جس سے وہ قومیت کے قیود کو توڑنا چاہتے تہے - جو قوم کے قوم ہونے کی راہ مین ایک روک ہوسکتی ہین -

ایسا ہی قاضی صاحب کا منشا تہا بہرحال خوشی کی بات ہے - کہ احمدی قوم اس ضرورت کو محسوس کرکے عملی طور پر قدم بڑہا رہی ہے کہ رشتہ ناطے اپنی ہی جماعت مین ہون -

---

جناب بابو محمد بخش صاحب ٹہیکہ دار گوجرانوالہ اپنے ان تمام احباب کو اطلاع دیتے ہین - جو ان سے خط و کتابت کرتے ہین کہ وہ اپنے پورے پتہ سے انہیں اطلاع دیا کرین - وہ خطوط پر اپنا پتہ محض اس خیال سے نہیں لکہتے - کہ وہ پورے واقف ہین -

حالانکہ یہہ خیال بسا اوقات غلط ہوتا ہے - پس آئندہ کے لئے وہ اس التزام کی خواہش ظاہر کرتے ہین - ورنہ بصورت عدم تعمیل ارشادات معذور سمجہے جانے کے قابل ہین -

---

خریداران الحکم کے ٹکٹ پر ان کا نمبر چہپا ہوا ہوتا ہے - الحکم کے متعلق ہر قسم کی خط و کتابت مین اس **نمبر** کا اندراج از بس ضروری ہے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت قابل لحاظ نہ ہوگی -

---

گذشتہ ہفتہ مین جو اطلاع اشتہار معیار الاخیار کے متعلق شائع کی گئی ہے - اس کے متعلق حضرت اقدس حجتہ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام فیوضہم کے ایما سے اسقدر ترمیم کیجاتی ہے کہ چونکہ **خطبہ الہامیہ** کی اشاعت مین ابہی توقف ہے - اس لئے ممکن ہے - کہ وہ ایسے وقت پر شائع ہو کہ امیدوار پورے طور پر اس کے مضامین کو یاد نہ کرسکین اس لئے خطبہ الہامیہ کی بجائے **اعجاز المسیح** شامل کیا جاتا ہے -

[illegible]

بقیہ مضمون ارادت حسین احمدی

استثنا ۱۸: ۲۰ "لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے۔ جس کے کہنے کا میں نے اس کو حکم نہیں دیا۔ یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے"۔

بڑی شرم کی بات ہے کہ آپ لوگ اس پیشگوئی کا مسیح کو مصداق بنا کر بیچارے کو بدنام کرتے ہیں دیکھئے خدا نے صاف فیصلہ فرما دیا کہ جو نبی (یعنے جھوٹا نبی) مثیل موسیٰ ہونے کا دعویٰ کرے گا وہ قتل کیا جاوے گا۔ پھر مسیح کو مصلوب مانکر کیونکر اس پیشگوئی کا مصداق ٹھہرا سکتے ہیں۔

بلکہ استثنا ۱۳: ۱ سے ۷ تک کی آیات سے صاف صاف ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک جھوٹا نبی قتل کیا جائیگا۔ تو پھر مسیح کو مقتول مانکر تو اُنکی نبوت ہی ثابت نہیں ہوتی۔ چہ جائکہ مثیلیت موسیٰ۔ اس لئے خدا جو عالم الغیب ہے اُسکو معلوم تھا کہ آپ لوگ ناحق اس پیشگوئی کو مسیح پر تھوپیں گے خاص اس تمیز کے لئے اِس آیت کو یہاں فرمایا۔ اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو امتحاناً جانچئے تو سبحان اللہ صاف طرح سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا نے خاص اسی جانچ کے لئے آپکو بہت طرح سے آزما کر دکھلا دیا کہ وہ مثیل موسیٰ تھے:۔ پہلے قرآن شریف میں اِس آیت کو نقل فرمایا "ولو تقول علینا بعض الاقاویل۔ لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین" ترجمہ اگر نبی ہمپر کوئی جھوٹی باتیں افترا کرے تو ہم اُس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیں پھر اُس کی رگ دل کاٹ ڈالیں پھر آپ کو ایک ایسی قوم میں مبعوث فرمایا جو ساری دنیا سے بڑھکر خونخوار اور غارت گر تھی اور جنپر کوئی بھی حاکم نہیں تھا کہ جس کے ڈر سے وہ خون کرنے سے رُکتے۔ اور پھر یہ نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خاص قوم کی طرف ہو کر سب کو مخالف بنا لیا۔ نہیں بلکہ اُنہوں نے ساری دنیا کو اپنا دشمن بنا لیا یہاں تک کہ اُنکی عزیز و اقارب ہی اُنکے دشمن ہو گئے جیسے ابوجہل وغیرہ۔ اور اپنے گھر ہی کے لوگ اُنکے قتل کی فکر میں ہمیشہ لگے رہتے لگے۔ اور ابوجہل وغیرہ ہمیشہ لوگوں کو آپکی مخالفت پر ورغلاتا رہا۔ گویا آپنے ساری دنیا کے مقابل کھڑے ہو کر ساری دنیا کو اپنا دشمن بنا لیا۔ مثیل موسیٰ کا دعویٰ کر کر یہودیوں کو اس بات کا اشتعال دلایا کہ کسی طرح اسکو قتل کر کے چھوڑیں۔ اس وجہ سے اُن نالائقوں نے کبھی پتھراؤ کا دیا کبھی زہر کھلا دیا کبھی عربوں کو بہکا کر اُنکے مقابل لائے کبھی منافق بنکر آملے کہ کسی طرح موقع ملے اور قتل کریں۔ اُس پر بھی خدا نے یہ قادرانہ وعدہ فرمایا کہ "واللہ یعصمک من الناس" یعنے اللہ تجھکو اِن لوگوں سے بچاویگا اور یہ ہرگز ہرگز تجھکو قتل نہیں کر سکتے۔ پھر ساری دنیا کو مخاطب کرکے فرمایا "ویخوفونک بالذین من دون اللہ قل ادعوا شرکائکم ثم کیدون فلا تنظرون" اور تجھکو خدا کے سوا اور چیز سے یعنی اپنی جماعت کی کثرت سے اور اپنی طاقت کے گھمنڈ سے اور اپنی مکر اور چالاکی سے ڈراتے ہیں تو اُنکو کہدے کہ تم اپنے شریکوں کو پکارو اور سب میرے مقابل پر کمر باندھو پھر دیکھو کہ کسطرح قتل سے بچکر مثیل موسیٰ ثابت ہوتے ہیں۔ اللہ اللہ کیا زور صداقت ہے! ایسے پُرخطر وقت میں یہ دعویٰ کہ میں مثیل موسیٰ ہوں اور تم مجھکو ہرگز ہرگز قتل نہ کر سکو گے اور پھر کس لاپرواہی کے ساتھ زندگی بسر کی نہ محافظ تھا نہ بوڈیگارڈ۔ اور پھر آپکے مخالف آپکا کچھ نہ کر سکے۔

نمبر ۱۶ جناب من میں آپکی حالت پر کتنا افسوس کروں کہ اُس شخص کو جو قتل ہو کر صریح اپنا حال بتاوے کہ میں مثیل موسیٰ نہیں ہوں تو آپ مثیل موسیٰ مانیں اور اُسکو جو فتح و نصرت کے پھریرا وہ میدان میں گشت کر کے بہت عزت کیساتھ اس دنیا سے گیا ہو اُسکو نہ مانیں۔ کچھ تو سوچئے! اگر اور کسی وقت فرصت نہ ملے تو سونے ہی کے وقت دو تین منٹ ہی تو سوچ لیا کیجئے۔

نمبر ۱۷ استثنا ۱۸: ۲۱ و ۲۲۔ "اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ میں کیونکر جانوں کہ یہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں تو جان رکھ کہ جب نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے اور وہ جو اُس نے کہا ہے واقع یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند نے نہیں کہی بلکہ اُس نبی نے گستاخی سے کہی ہے۔ تو اُس سے مت ڈر۔

یہ بھی مثیل موسیٰ کی ایک نشانی ہے۔ جب کوئی دعویٰ کرنے والے کی پیشگوئی پوری نہ ہو تو وہ جھوٹا ہے۔ اب اِس نشانی پر جب ہم دونوں کو جانچتے ہیں تو یہاں بھی مسیح نہیں ٹھہرتے۔ دیکھئے اکثر پیشگوئی مسیح کی جھوٹی ہوئی (۱) مسیح نے (متی ۱۲: ۴۰) فرمایا کہ میں تین دن تین رات زمین کے پیٹ میں رہوں گا جس طرح یونس نبی تین دن تین رات مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ یہ پیشگوئی صریح خلاف واقع ہوئی۔ کیونکہ اول تو یونس نبی مچھلی کے پیٹ میں زندہ داخل ہوئے اور زندہ ہی رہے اور مسیح مر کر زمین کے پیٹ میں داخل ہوئے اور مردہ رہے۔ اور زندہ اور مردے میں کوئی مماثلت نہیں۔ بالفرض اگر مان بھی لیا جائے تو مسیح کا قبر میں رہنا صرف دو رات اور ایک دن ثابت ہوتا ہے۔ جمعہ کے روز شام کے وقت مدفون ہوئے (مرقس ۱۵: ۴۲) اور اتوار کے روز پو پھٹنے سے پیشتر غایب ہو گئے (متی ۲۸: ۱)۔

واضح رہیکہ اگرچہ حال کی چھپی ہوئی بائیبل میں دونوں جگہ یعنی متی ۱۲: ۴۰ میں اور یونانی ۱: ۱۷ میں تحریف کر کے تین اور دین رات کی جگہ تین رات دن بنا دیا ہے۔ لیکن میرے پاس انگریزی اور اردو دونوں بائیبل پُرانے چھاپے کی موجود ہیں دونوں جگہ تین دن اور تین رات لکھا ہوا موجود ہے جسکا جی چاہے دیکھ لے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اِس پیشگوئی کو خلاف واقع ہونیسے عیسائیوں میں کیسی کھلبلی پڑی تھی جسکو مٹانے کے لئے تحریف کر ڈالا۔

(۲) لوقا ۲۱: ۲۵ سے ۳۲ تک میں مسیح نے فرمایا تھا کہ اِس پُشت کے لوگ گذر نہ جائینگے کہ مجھکو (یعنی مسیح کو) جلال کے ساتھ بدلیوں پر آتے دیکھیں گے۔ لیکن اب ۱۹۰۰ برس گذر گیا اور ہنوز روز اول ہے۔ واضح رہے کہ اِس پیشگوئی کے خلاف واقع ہونے کی تصدیق حواری اور آپکی علما کے قول سے ثابت ہوتا ہے۔ اگر آپ کچھ چون و چرا کرینگے تو بتا دیا جائیگا۔

(۳) مسیح نے پطرس کو بہشت کی کنجی عنایت فرمادی تھی پھر آخر وہ حضرت ایسے نکلے کہ کنجی دینے والے ہی پر لعنت کی اور اُسکا انکار کیا۔ (متی ۲۶: ۶۹ سے ۷۴ تک) اور پطرس کی اسی ارتداد پر پولوس نے لعنت اور ملامت کیا۔ (گلاتیون ۲: ۱۱)

مراسلت

شحنہ ہند کی پردہ دری

ہم نے اسوقت سے شحنہ ہند کی تحریروں پر نوٹس لینا چھوڑ دیا ہے جب سے کہ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی تحریر الحکم میں شحنہ ہند کے اعتراضات متعلقہ اعجاز المسیح پر شائع ہوئی تھی۔ کیونکہ اگر شحنہ ہند کی غرض محض احقاق حق اور ابطال باطل ہوتی تو سب سے اول وہ اپنی تحریروں میں متانت۔ ثقاہت اور انصاف پسندی کی طرز کو اختیار کرتا۔ لیکن خود اس کے ضمیمہ کے پڑھنے والے جانتے ہیں کہ وہ بازاری لغات کا ایک مجموعہ ہوتا ہے۔ اور اسیطرح یہ کہ جسقدر واقعات اس میں لکھے جاتے ہیں وہ محض خیالی اور مصنوعی۔ پھر ان پر نوٹس لینے کی ہمیں کیا ضرورت ہے جبکہ جھوٹ کبھی سرسبز نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اسکی بیہودہ سرائیوں پر کبھی نوٹس لینا نہیں چاہا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ہم بازاری لغت سے ناواقف اور سہارنپور کی بھٹیاریوں اور رامپور کی منیاریوں کی مصطلحات سے محض ناآشنا ہیں یہ شحنہ ہند اور تارجگی فرزندوں کو مبارک ہو۔ بہرحال ذیل میں جو خط درج کیا جاتا ہے وہ محض اس خیال سے کہ پبلک کو معلوم ہو جاوے کہ شحنہ کے ضمیمہ کے مضامین کی اصلیت کیا ہے۔ امید ہے کہ ناظرین کو اس سے فائدہ پہنچے گا۔ ایڈیٹر

وہ خط یہ ہے

کرمی اخویم شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم سلمہ اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ضمیمہ شحنہ الحق (شحنہ ہند میرٹھ) جو ہمیشہ حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برخلاف افترا اور گندہ دہانی ظاہر کرتا ہے اگرچہ بموجب فرمان باری تعالیٰ اعراض ہی کے لائق ہے کیونکہ سوای بہتان اور سفید جھوٹ کے کوئی نیک اور راستی کی بات نہیں ہوتی تاہم ایسے دریدہ دہن اور دروغگو کا منہ کالا کرنے کے لیے ۱۹ ستمبر ۱۹۰۱ء کا ایک تازہ خط بجواب استفسار حافظ غلام رسول صاحب احمدی مدرس مدرسہ اسلامیہ وزیرآباد کے نام جو مولوی محمد نجم الدین صاحب ساکن تتادیوال ضلع گجرات نے اپنے قلم سے لکھکر روانہ کیا ہے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں اسکو اپنے مبارک پرچہ میں جگہ دیکر مخلوق خدا کو ضمیمہ مذکور کے ابلہ فریبیوں سے بچایا جاوے یہ وہی مولوی نجم الدین صاحب ہیں جنکی نسبت شحنہ الحق اپنے پرچہ یکم ستمبر ۱۹۰۱ء میں لکھتا ہے کہ معاذ اللہ مولوی صاحب موصوف حضرت اقدس علیہ السلام کو اعلیٰ درجہ کا خوشامدی اور مخالف اسلام جانتے ہیں اللہ تعالیٰ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت کرے۔

جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا

نقل خط مطابق اصل

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ حافظ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ در مجددیت جناب موصوف و مؤیدیت او درباره اسلام کسے را از اہل انصاف خلافی نیست وانانکہ شپر وار از شموس حجج و براہین او عاجز آمده سر بجحر تکذیب سپوزیده اند و بجر تکفیر پے براہی بیراه بسپرده اند بیان حضرت صادق البیان ایشاں را جوابے باصواب لاجواب ست کما جاء عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرمی رجل رجلاً بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک رواہ بخاری وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما رجل قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدہما متفق علیہ

اما ہیچ در انست کہ ادعای مسیحیت حق است یا نہ و اگر ایں امر بظاہر نظر خلاف نصوص و اجماع نمودی بنده از اول المؤمنین بداں بودے اما الحال کہ ایں امر بسبب خلاف مذکور در موضع تردد است بحکم توقف چاره نیست ما انکار بالقطع روانی الا بدلیل قاطع واتباع الجناب را مثل سائر غیر مقلدین بلکہ اقوی تر از ایشاں در دین میدانیم۔ العبد الضعیف المسکین

محمد نجم الدین

اصل بات یہ ہے کہ ایڈیٹر شحنہ الحق اور اسکے امثال چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھاویں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے اس نور کو کمال کے عروج پر پہنچا کرے گا اگرچہ یہ منکر کراہت ہی کریں۔

مولوی نجم الدین صاحب ظاہر نظر میں مسیحیت کے دعویٰ میں تردد ظاہر فرماتے ہیں سو ان کو واضح ہو کہ ہر ایک مامور من اللہ کے زمانہ میں ظاہری علماء نے اکثر ظاہر الفاظ پر غلطیاں کھائی ہیں لیکن اس امت مرحومہ کے لیئے خلافت تو ظاہر نصوص صریحہ قرآن شریف سے ثابت ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل فرما کر علماء ربانی کو درجہ مسیحیت عطا فرما دیا ہے اور جب مولوی صاحب خود مانتے ہیں کہ کسی اہل انصاف کو حضرت مرزا صاحب کے مجدد اور مؤید من اللہ ہونے میں شک نہیں اور حضرت مرزا صاحب کے مخالفوں کو شپر وار ظاہر فرماتے ہیں تو کوئی اہل انصاف ہرگز باور نہیں کرسکتا کہ جو بزرگ مجدد وقت اور مؤید من اللہ ہو وہ معاذ اللہ جھوٹا دعویٰ بھی کرسکتا ہے خدا تعالیٰ نے جہاں اتنی توفیق امام کی شناخت کی عطا فرمائی ہے امید ہے کہ وہ اس معرفت میں ان کا قدم بڑھا دیگا اور ضمیمہ شحنہ ہند کے واسطے حضرت کا یہ شعر کافی ہے

بر تو سمر عوعو کنی از سگ رگی
عزم مہ کمتر نہ گردد زیں سگی

والسلام

خاکسار محمد جان از وزیرآباد ۱۰ اکتوبر

میں نے بار ہا اس مضمون پر غور کی ہے اور صحابہ کی لائف کو متعدد مرتبہ پڑھا ہے جسقدر اخلاص ۔ سچی محبت اور مودت کا نمونہ میں انمیں پاتا ہوں اسکی نظیر مجھے نظر نہیں آتی ۔ کیا میں جناب موسیٰ علیہ السلام کے صحابہ سے ان کو تشبیہ دے سکتا ہوں ؟ نہیں ہرگز نہیں ۔ یہ وہی تھے جنھوں نے ابھی نجات کے بعد کہ موسیٰ علیہ السلام انھیں مصر کے آتشی تنور آہنی سے نکال کر لائے ۔ مگر مصر سے نکلتے ہی اپنے سامنے دریائے نیل کی موجوں اور پیچھے فرعونی لشکر کو دیکھکر نہایت بزدلی سے پکار اٹھے

یٰمُوسیٰ اِنَّا لَمُدرَکُوْن

اے موسیٰ ہم تو پکڑے گئے خدا کا برگزیدہ نجات دیکھ لایا ہے مگر ان کی فطرۃ میں ذرا بھی وثوق نہیں اور چلا اٹھے

یٰموسیٰ انا لمدرکون

باوصفیکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام انہیں کہتے ہیں کَلَّا اِنَّ مَعِیَ رَبِّی سَیَہْدِیْنِ ۔ ایسا ہرگز نہ ہوگا میرا رب میرے ساتھ ہے وہ مجھے ضرور کامیاب کریگا موسیٰ علیہ السلام کا یہ فقرہ تو چاہیے تھا کہ ان کی روحوں سے نکلتا ۔ مگر وہ اسکو سنکر بھی کچھ ایسے مطمئن نہیں ہوے آخر خدا نے انھیں نجات دی پھر بعد اس کے جب انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ خدا نے انھیں نجات دیدی اور ان کا دشمن سامنے غرق ہوا ۔ اسپر تو چاہیے تھا کہ آیندہ کے لیے ایک قابل نمونہ تبدیلی انمیں ہوتی مگر نہیں موسیٰ علیہ السلام کی ذرا سی غیر حاضری میں انہوں نے گوسالہ پرستی اختیار کی اور پھر جب ارض مقدس میں داخل ہونے کے لیے انھیں کہا گیا تو وہ بول اٹھے

اذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون

صحابہ کرام کی حالت کو جب ان کے مقابل میں ہم دیکھتے ہیں تو بے اختیار ہو کر اللھم صل علی محمد و علی ال محمد کہنا پڑتا ہے صحابہ کیسے باریک بیں اور نکتہ رس تھے ان کو موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا یہ فقرہ خوب یاد رہا ۔ چنانچہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہی کہا کہ اے خدا کے رسول ہم وہ نہیں ہیں جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح کہیں بلکہ نحن نقاتل عن یمینک و شمالک اب ایک غور کرنے والی طبیعت اس سے مزہ لے سکتی ہے کہ اس میں کسقدر شدت اور صلابت ایمان کی ہے ۔ باوجودیکہ دنیا کا کوئی نظارہ سامنے نہیں اور دنیا کے اسباب کے لحاظ سے بالکل وہ خالی ہیں ۔ مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ ایک کروڑ روپیہ لے کر کوئی سپاہی وہ اخلاص ظاہر کر سکے جو انھوں نے کیا بات کیا تھی حقیقت یہ ہے کہ انھوں نے

زندہ خدا کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ میں دیکھ لیا تھا

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جب یہ آواز انہوں نے سنی کہ جو لوگ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں انکی مثال ایک دانہ کی سی ہے جس کی سات سات بالیاں نکلیں اور پھر خدا ان کو کئی کئی سو کر دیتا ہے ۔ تو انہیں کامل یقین ہو گیا اور لذت سے بھری ہوئی بصیرت حاصل ہوئی ۔ قریب ہے کہ کوئی شخص جو حقیقت شناس نہ ہو اسکو مبالغہ سمجھے مگر آخر ایک دن ایسا آیا کہ آفتاب کی طرح عیاں ہو گیا کہ

وہ جو خدا نے فرمایا سچ تھا

اس نصاریٰ قوم پہ گریہ آتا ہے جب وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتی ہے وہ پرانے کھنڈرات اور قطبین کی تلاش و تحقیقات میں کروڑ ہا روپیہ تباہ کرتی ہے اور اور اس زمین کے پیٹ چیر کر قسم قسم کے مواد مادیہ کے نکال لینے میں لگی رہتی ہے اور کیا کیا کچھ وہ بال کی کھال نہیں اُتارتی مگر افسوس ان کور معترضوں کو اگر نہیں سمجھ آیا تو یہ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم راستی کا کیسا کامل نمونہ تھے ۔

اور اس انسان کو خدا بنایا جسکی لائف کو اگر اسی آئینہ سے دیکھا جاوے جو خود انھوں نے پیش کیا ہے تو انہی تاریخ کی بنا پر عام نبیوں کے نشان بھی اس میں پائے نہیں جاتے ۔ حیرت انگیز نظارہ ہو سکتا تھا اگر اس کی تعلیم کوئی حیرت انگیز اثر دکھاتی اور اس کے حواری عام مریدوں سے بڑھ کر کوئی نمونہ دکھاتے ۔ تو البتہ ہم سمجھ لیتے کہ کوئی خدائی چمک انہوں نے دکھی ہے ۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اول درجہ کے سست اور بزدل اور امتحان میں صفر نمبر پانیوالے تھے کوئی انمیں سے لعنت کرنے والا اور کوئی تیس درم لے کر انمیں سے ہی پکڑوانے والا ثابت ہوا ۔ جب کہ جماعت کا یہ حال ہے تو پھر اسکو خدا بنانا کسی دانشمند کا ہی کام ہے آہ مار کر کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے یسوع میں کیا دیکھا ہم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کامل نبی اس لیے کہتے ہیں کہ آپ کی تعلیم نے حیرت انگیز اثر دکھایا ۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ وہ جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کے لیے طیار ہو اسکا پہلا فرض یہ ہونا چاہیے کہ وہ

کسی ایسے کامیاب معلم کی نظیر پیش کرے

جو اس کی مانند نظیر تاثیر کی رکھتا ہو ۔

اب میرا مطلب اپنے دوستوں اور بھائیوں کو اس امر کی طرف متوجہ کرنا ہے کہ تم بھی ۱۳۰۰ برس کے بعد ایک موقع پاتے ہو جو خدا کا خلیفہ اس رنگ میں آیا ہے اور محمد رسول اللہ

خطبہ

جو ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو حضرت مولانا مولوی **عبد الکریم** صاحب سیالکوٹی نے پڑھا اور ایڈیٹر الحکم نے اپنے طور پر ناظرین کی خدمت میں پیش کیا

وکاین من نبی قتل معہ ربیون کثیر فما وھنوا لما اصابھم فی سبیل اللہ وما ضعفوا وما استکانوا واللہ یحب الصابرین

بہت سے نبیوں کے ساتھ مل کر اللہ والے لوگوں نے لڑائی کی پھر اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جو مصیبتیں ان پر پڑیں۔ ان مصیبتوں کے پڑنے سے ان کی قوتوں اور ارادوں میں ذرا بھی سستی پیدا نہ ہوئی اور نہ طاقت میں ضعف آیا۔ اور نہ دشمن کے آگے ہتھیار ڈالے اور اللہ تعالیٰ ایسے ہی ثابت قدموں کو پیار کرتا ہے۔ وہ ان جہادوں اور دکھوں اور مصیبتوں کے وقت میں یوں دعا مانگا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمارے گناہوں کو معاف کر یعنی تیری راہ میں جسقدر زور اور قوت کے ساتھ قدم اٹھانا چاہیے ہمیں جو کچھ نقص اور فتور واقع ہوا ہے اس کی پردہ پوشی فرما اور جو امر تیری مرضی کے خلاف اور تیرے نبی کے منشا کے خلاف سرزد ہوا ہے تو اسے بھی ڈھانک دے اور اس جہاد کی راہ میں ہمارے قدموں کو مضبوط رکھ اور دشمنوں پر فتح اور نصرت عطا کر اور ایسا ہوا کہ خدا نے انھیں دنیا کی کامیابی بھی عطا کی اور آخرت کا اچھا بدلا بھی دیا اور اللہ محسنوں کو پیار کرتا ہے

ان آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے خدا تعالیٰ کی راہ میں جس طرح قدم اٹھایا ہے تمام دنیا کے مومنوں کے لیے اس میں عظیم الشان نمونہ ہے ان مصیبتوں کے ایام میں فوجوں کی وہ ترتیب نہ تھی جو آج ہے اور جس طرح پر آج قسم قسم کے ہتھیار آئے دن ایجاد ہوتے رہتے ہیں۔ اسوقت کچھ بھی نہ تھا جیسے آج فوجوں کو باقاعدہ اوقات معینہ پر تنخواہ ملتی ہے + کوئی تنخواہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ملتی تھی۔ آپ کے پاس کوئی خزانہ نہ تھا۔ وہ دیکھتے تھے کہ ان کا سپہ سالار جو جان دینے کا حکم دیتا ہے بظاہر اس کے پاس کوئی سامان نہیں جسکو دنیا دار آنکھ دیکھکر خوش ہو سکے۔ انسان کے سامنے جب تک کوئی خوش کن نظارہ نہ ہو وہ آگے قدم نہیں اٹھاتا۔ بہت سے نوجوان ہیں اکیس برس کی عمر یا کم و بیش میں بی۔اے یا ایم۔اے کی ڈگری حاصل کرتے ہیں مگر بعض کو ڈپلوما کے ساتھ ہی سل یا دق کی وجہ سے پیام اجل آجاتا ہے۔ باایں ہمہ دیکھتے ہیں کہ ان نمونوں اور نظاروں کے ہوتے ہوئے بھی کوئی ایسا دلکش منظر ہی نسلوں اور ان کے بزرگوں کے سامنے ہے کہ وہ کشاں کشاں اس طرف چلے آتے ہیں۔ ہاں دلکش منظر ہے اور ضرور ہے وہ دیکھتے ہیں کہ ایم۔اے۔ یا۔ بی۔اے ہو کر ایل ایل بی ہو سکتے ہیں مقابلہ کے امتحان میں شامل ہو کر اکسٹرا اسسٹنٹ بن سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ

یہ نظارہ ہے جو ان کو اس امر پر کبھی سوچنے بھی نہیں دیتا کہ کثرت محنت ہماری صحت پر کیا اثر کرے گی۔

آج جو فوجیں لڑائیوں پر جاتی ہیں ان کو خوب معلوم ہے کہ گورنمنٹ کے خزانے انعام دینے کے واسطے مالامال ہیں۔

لیکن

عجیب بات یہ ہے کہ ایک ریگستان کے رہنے والے بے جاہ و بے حشم (جنکا بسا اوقات کھجور اور پانی پر گذارہ ہے اور کوئی آنکھوں کو چکا چوند کر دینے والی دولت بھی نہیں رکھتا) کے پاس وہ کیا مقناطیس ہے جس سے وہ لوگ اس کی طرف کھچے چلے آتے ہیں جو کسی کی اطاعت کرنا جانتے ہی نہ تھے [illegible] پھر وہ لوگ اپنی جان تک دینے کو طیار ہو جاتے ہیں بلکہ ان میں کوئی **ڈی زرٹر** بھی نظر نہیں آتا جو اپنی جان بچانے کے واسطے میدان جنگ سے بھاگ آتا ہو + جو لوگ فوجی حالات سے واقفیت رکھتے ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ باوجودیکہ انکو باقاعدہ تنخواہیں ملتی ہیں اور انکی ہر طرح سے مدارات کی جاتی ہے لیکن پھر بھی بہت سے ایسے نکل آتے ہیں جو اعلان جنگ کے وقت بیمار بن جاتے ہیں۔ مگر صحابہ کرام میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب کبھی جنگ کا حکم ہوا بہت ہی مجبور ہو کر کے بنا محض دفاعی جنگوں کے لیے اور امن عامہ کے قیام کے لیے دیا گیا یا رومیوں کے بالمقابل کیا کیا یونانیوں سے مقابلہ میں اور صفینہ وہ کوئی باقاعدہ فوج کے ممبر نہ تھے وہ محض اسی کام کے لیے نوکر نہ تھے لیکن پھر بھی اپنے ہی گھر سے ستو باندھ کر نکلے ہیں کوئی نہیں پوچھتا کہ ہتھیار کہاں سے لائیں اور کوئی نہیں کہتا کہ سواری کا کیا انتظام کریں

مگر

بشاش چہروں کے ساتھ گھروں سے نکل کر کھڑے ہوتے ہیں + دل میں ایک لذت اور رقت اور جوش ہے۔ پاؤں ایک انجن کی طرح دوڑتے ہیں وہ کیا بات ہے جس نے انکو اس قدر جوش دیا ہے

وہ اخلاص ہے

صلی اللہ علیہ وسلم نے بروزی رنگ میں غیرت کا جامہ پہنا ہے۔

وہ جنکی ولادت کا ٹھیک پتہ نہیں وہ قدسی صفات کو گندے ناموں سے یاد کرتے تھے اس لیے خدا کی غیرت نے چاہا کہ پھر اس کا بروز ظاہر ہو پس خدا نے **احمد قادیانی** پر خدا کے صلوات اور برکات ہوں اسی احمد مکی کے رنگ اور بروز پر پیدا کیا ہے۔ خدا نے ان تلواروں کے عوض میں روحانی جنگ شروع کر دی ہے اور حق و باطل میدان میں آگئے ہیں شیطان اپنا آخری زور لگا رہا ہے پس مبارک ہے وہ جو اسوقت خدا کے فرشتوں کے ساتھ ہو کر اس **قلمی جنگ** میں شریک ہو۔ اور جو قلمی جنگ نہیں کرسکتے ان کا فرض ہے کہ وہ زبان سے مال سے مدد دیں غرض کوئی ایسا نہ ہو کہ بزدلی ظاہر کرے پس سب ملکر دعائیں کرو۔ کہ اس امام کے ساتھ ملکر

دین کی اشاعت کریں

اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اور قرآن کے جلال کے ظاہر کرنے والے ٹھیریں۔ امین

میگزین

اردو ترجمہ میگزین کے متعلق ایک ضروری تجویز

غالباً بہت سارے دوست اکتوبر میں میگزین کے پہلے نمبر کے منتظر ہوں گے مگر کچھ تو روپیہ کی فراہمی میں دیر ہو جانے سے اور کچھ سکرٹری صاحب کی بیماری اور کثرت اشغال سے میگزین کی باقاعدہ اشاعت نئے سال پر جا پڑی فی الحال اور غالباً ۱۵ نومبر سے پہلے پہلے پہلا نمبر میگزین کا جو یکم جنوری کو شائع ہونا چاہیے بطور نمونہ شائع کیا جائے گا۔ یہ نمبر معمولی نمبروں سے حجم میں کم لیکن اشاعت میں زیادہ ہوگا اور بطور نمونہ پبلک کے سامنے پیش کیا جاوے گا اس کے ساتھ ہی ایک مختصر اشتہار بھی میگزین کے متعلق ہوگا خیر یہ باتیں تو انگریزی رسالہ کے متعلق ہیں لیکن اسوقت میں اپنے دوستوں کو جو انگریزی زبان سے ناواقف ہیں ایک اور امر کیطرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ رسالہ انگریزی میں حضرت اقدس کے قلم سے نکلے ہوئے نئے نئے مضامین ہوا کریں گے اور عموماً وہی مضامین ہوں گے جو پبلک کے سامنے پیش نہیں ہوئے۔ اسصورت میں اگر مضامین کی اشاعت صرف زبان انگریزی تک ہی محدود رکھی جاوے تو اردو خواں پبلک انسے محروم رہیگی دوسری طرف انکی کھلی اشاعت زبان اردو میں انجمن کے مقاصد کے لیے غالباً مضر ثابت ہوگی۔ کئی دوستوں نے مجھ سے اسبارہ میں گفتگو کی ہے اور یہ کہا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ یہی انجمن کیطرف سے اردو میں بھی ان مضامین کی اشاعت نہو۔ اسمیں ایک دقت تو ضرور پیش آتی ہے یعنی یہ کہ انجمن اشاعت اسلام کی بڑی غرض صرف زبان انگریزی میں اشاعت ہے لیکن اسوقت جو مسئلہ پیش ہوا ہے وہ بھی قابل غور ہے۔ یعنی کیوں اردو خوان پبلک کو ان مضامین سے محروم رکھا جائے۔ جیسا کہ پہلے خیال کیا گیا تھا میگزین کے مضامین صرف حضرت اقدس کے پرانے مضامین کے ترجمے نہیں ہونگے بلکہ عموماً ایسے نئے مضامین ہوں گے جو پہلے پبلک کے سامنے پیش نہیں ہوئے۔ اسلیے بعض احباب کی تحریک ہی میں اسوقت اس تجویز کو دوستوں سے رائے اور مشورہ لینے کے لیے شائع کرتا ہوں کہ انگریزی رسالہ کے علاوہ انہیں مضامین کو اصل زبان اردو میں بھی انجمن اشاعت اسلام شائع کیا کرے اور یہ رسالہ بجائے رسالہ ماہواری کے سہ ماہی شائع کیا جایا کرے یعنی کل سال میں چار نمبر شائع ہوں۔ اسکی قیمت انگریزی رسالہ سے کسی قدر کم رکھی جائے یعنی جیسا کہ میرا خیال ہے اگر انگریزی رسالہ کی قیمت پانچ روپے سالانہ رکھی جاوے تو اردو رسالہ کی قیمت تین روپے سالانہ رکھی جاوے۔ میں اسوقت زیادہ لکھنا نہیں چاہتا۔ میری رائے میں ان عجیب مضامین کا جو یورپ میں شائع کیے جائیں گے اردو میں شائع کرنا بھی نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے یہ وہ ہتھیار ہوں گے جو مختلف مذاہب کے تردید انکے حملوں کو روکنے اور اسلام کی خوبیوں اور مقابل پر اپنی نظیر آپ ہی ہونگے ایسے ہتھیاروں کا ہر ایک دوست کے ہاتھ میں ہونا ضروری ہے چونکہ وقت بہت تھوڑا ہے کہ جسکے اندر یہ سلسلہ فیصلے ہونے چاہیے۔ اسلیے میں سب دوستوں سے التجا کرتا ہوں کہ جو احباب میرے ساتھ اس قسم کی اشاعت میں متفق ہیں اور سہ ماہی اردو رسالہ خریدنے کے لیے تیار ہیں۔ وہ اخبار کو پڑھتے ہی اس امر کی اطلاع دیں کم از کم ۳۰۰ درخواست کے جمع ہونے پر یہ معاملہ کمیٹی یا بورڈ میں پیش کر کے فیصلہ کیا جائیگا لیکن اس سے کم تعداد اگر درخواستوں کی ہوگی تو اس معاملہ پر زیادہ غور نہیں کیا جا سکیگا پس تاکیداً سب دوستوں سے التجا ہے کہ جو احباب اس تجویز کو پسند فرماتے ہوں وہ نہ صرف اپنی درخواست خریداری سے مطلع کریں بلکہ اس امر کی تحریک کے لیے دوستوں میں کر کے جسقدر درخواستیں اکٹھی کر سکیں روانہ فرما دیں اور اس میں کسی قسم کا تساہل نکریں ورنہ اس تجویز کو چھوڑنا پڑے گا۔ اگر یکم نومبر سے پہلے پہلے مطلوب تعداد درخواستوں کی جمع ہوگئی تو انشاء اللہ یہ تجویز عملدرآمد میں آجائیگی بشرطیکہ بورڈ بھی اسکو پسند کرے۔ اور اس امر کا ذکر بے محل نہ ہوگا کہ میرے نزدیک یہ ایک ناقابل عفو غلطی کا ارتکاب ہوگا اگر کوئی فرد قوم اس تجویز کا مفہوم الحکم کے کسی قائمقام کو سمجھے + بلکہ میگزین کی امداد اور اشاعت جسطرح قوم پر فرض ہے اسی طرح الحکم کی امداد اشاعت قوم کا فرض ہے۔ الحکم کی خدمات جو اس نے گذشتہ سالوں میں کی ہیں کسی صورت میں اس قابل نہیں ہیں کہ قوم اسکی شکر گذاری اور لحاظ سے پہلو تہی کرے + اور میرے نزدیک معصیت ہوگی اگر اس تجویز کو الحکم کی اشاعت پر اثر انداز سمجھا جاوے پس میگزین کا اردو ترجمہ کا مقصد الحکم کے مقاصد کو وسیع پیمانہ پر قائم کرنا اور مضبوط کرنا ہے درانحالیکہ اسکی غرض انگریزی رسالہ کی بنیاد کو مستحکم کرنا بھی ہے چونکہ مختلف طور پر میگزین کے مضامین کی اشاعت غالباً بے لطف اور کم مفید ہوتی اس لیے ایسا ارادہ کیا جاتا ہے کہ سہ ماہی وار اس کا ترجمہ الگ بصورت کتاب شائع کر دیا جاوے جسکا فائدہ یہ ہوگا کہ قوم ان گرانقدر جواہرات سے جو انگریزی زبان میں ہونگے محروم نہ رہیگی اور میگزین کی مالی امداد کی ایک صورت پیدا ہو جائیگی بہر حال اگر نومبر کے شروع سے پہلے پہلے تین سو درخواستیں آجائیں تو یہ امر بورڈ کے سامنے پیش ہونیکے قابل ہوگا اور پھر بشرط منظوری بورڈ ایسا انتظام کیا جاسکے گا لہذا بہت جلد درخواستیں مع اپنی رائے کے خریدار بھیجدیں والسلام

خاکسار محمد علی ۵ اکتوبر ۱۹۰۱ء

مختصر نوٹ اور نکات

ایک اعتراض کا جواب

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کے الہامات اس قسم کے ہیں کہ جس سے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمار یا صفات یا محامد میں شریک پائے جاتے ہیں۔ ایسے معترضین کو بخوبی یاد رکھنا چاہیئے کہ حقیقی طور پر کوئی نبی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات قدسیہ سے مساوات نہیں رکھتا بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ ملائکہ کو بھی اس جگہ برابری کا دم مارنے کی گنجائش نہیں چہ جائیکہ کسی اور کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات سے کچھ نسبت ہو۔ مگر یہ بات کہ حضرت اقدس حجۃ اللہ کے الہامات ایک قسم کی شراکت ظاہر کرتے ہیں اسکا سِرّ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس بنا پر کہ تا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات ہمیشہ ظاہر ہوں اور آپکی فضیلت کا زندہ ثبوت ملتا رہے اور حضور کے نور اور قبولیت کی کامل شعاعیں مخالفین کو ملزم اور لاجواب کرتی رہیں اپنی کمال حکمت اور رحمت سے انتظام کر رکھا ہے کہ بعض افراد امت محمدیہ کو جو کمال عاجزی اور تذلل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اختیار کریں اور خاکساری کے آستانہ پر پڑکر بالکل اپنے نفس سے گئے گذرے ہوتے ہیں خدا انکو خالی اور صفا شیشہ کی طرح پاکر اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات انکے وجود بے نمود کے ذریعہ سے ظاہر کرتا ہے اور جو کچھ منجانب اللہ انکی تعریف کی جاتی ہے یا کچھ برکات اور آثار اور آیات ان سے صدور پاتی ہیں حقیقت میں ان تمام تعریفوں کا مرجع تام اور اُن تمام برکات کا مصدر کامل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوتے ہیں مگر چونکہ متبع سنن ان سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے غائت اتباع کی جہت سے اس شخص نورانی کے لئے جو وجود باجود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے مثل ظل کے ٹھیر جاتا ہے اس لئے جو کچھ اس شخص مقدس میں انوار الٰہیہ پیدا ہوتی ہیں اس کے ظل میں بھی نمایاں اور ظاہر ہوتے ہیں۔ اور یہ امر مدارج اور مراتب پر منحصر ہے جس جس قدر کوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں بڑھتا جاتا ہے اسی قدر یہ بات بہ اس میں منعکس ہوتا جاتا ہے۔ اور یہ بدیہی امر ہے کہ سایہ میں وہ تمام وضع اور انداز ظاہر ہوتی ہے جو اس کے اصل میں ہوتی ہے ہاں سایہ اپنی ذات میں قایم نہیں اور حقیقی طور پر کوئی فضیلت اسمیں موجود نہیں بلکہ جو کچھ اس میں موجود ہے وہ اس کے شخص اصلی کی ایک تصویر ہے جو اس میں نمودار اور نمایاں ہے۔ اس قدر بیان کے بعد اب اس امر کا بیان کرنا خالی از منفعت نہیں ہے کہ چونکہ مسیح موعود وہ شخص ہے جو شدت متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باعث ایسا فنا فی الرسول ہوگا کہ وہ مہدی ہونے کی حیثیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے نام پر آئے گا گویا جمیع افراد امت محمدیہ میں سے شدت مشابہت اس کو حاصل ہوگی۔ اور یہ مسلم امر ہے پس لازمی طور پر مسیح موعود کے مکالمات اور محامد اور صفات اللہ تعالیٰ نے وہی بیان کئے ہیں جو اس کے اس اصل (صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں) جس کا یہ ظل واقع ہوا ہے جو صوفیوں کی اصطلاح میں بروز کہلاتا ہے۔ اور اس طریق انعکاس انوار سے جو بطریق افاضہ دائمی نفوس صافیہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتا ہے اور جسکا اکمل نمونہ مسیح موعود ہے فایدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال تام ظاہر ہو کیونکہ جس چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہوسکتا ہے اور ہمیشہ روشن ہوتا ہے وہ ایسے چراغ سے بہتر ہے جس سے دوسرا چراغ روشن نہ ہوسکے۔ اور پھر اس سے امت محمدیہ کا کمال اور فضیلت دوسری اُمتوں پر ثابت ہوتی ہے کیونکہ اس میں افاضہ دائمی موجود ہے جو دوسری امتوں میں نہیں ہے اور پھر حقیقت اسلام کا ثبوت ہر وقت تازہ رہتا ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے کیونکہ اس کے انوار و برکات ایسی نہیں ہیں جن کا گذشتہ زمانے پر حوالہ دیا جاوے بلکہ اب بھی وہ برکات اور انوار اسی طرح موجود ہیں جو دیگر مذاہب میں نہیں ہیں۔

اس جگہ اگر اس وہم کا ازالہ بھی کردیا جاوے تو غالباً مفید ہوگا کہ حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود کے الہامات میں آپ کی بڑی بڑی تعریفیں کی گئی ہیں جیسے یا احمد بارک اللہ فیک۔ انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی وغیرہ اس کا سِرّ یہ ہے کہ تا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی تاثیر دنیا کو معلوم ہو۔ اور حضرت خاتم الانبیاء کی شان بزرگ پر دنیا کو اطلاع ملے کہ اس آفتاب عالمتاب کی کیسی اعلیٰ درجہ کی تاثیریں ہیں کہ جس کا اتباع کسی کو مومن کامل بناتا ہے کسی کو عارف کے درجہ تک پہونچاتا ہے اور کسی کو آیت اللہ اور حجۃ اللہ کا درجہ عطا کرتا ہے۔ اور محامد الٰہیہ کا مورد ٹھیراتا ہے

غرض

یہ ایک لذیذ اور لطیف سِرّ تھا جسکو تاہ اندیشی مخالفوں نے نہیں سوچا۔ کاش وہ اس مقام پر غور کرتے اور حظ اُٹھاتے۔

شہری آف دی کانفلکٹ بٹوین سائنس اینڈ ریلجن میں لکھا ہے۔ کہ مسیحی مذہب نے گو کافی طور پر ثابت کر دیا تھا۔ کہ وہ حکومت و سلطنت کے انتظام کے لئے کفیل ہو سکتا ہے۔ مگر اس نے ہی اپنے حریف (شرک و کفر) کے استیصال کے لئے قوی نہ تھا۔ بنا بریں غیر مذہب کے ساتھ اس کے مجاہدہ کا نتیجہ یہہ ہوا۔ کہ دونو کے اصول خلط ملط ہو گئے۔ اس مادہ میں عیسویت و اسلام میں تناسب نہیں ہے

اسلام نے اپنے مخالف فریق کو بکلی معدوم کر دیا اور بلا اختلاط غیری فقط اپنے ہی اصول کو شائع کیا۔

حقیقت میں اسلام کو یہہ قابل ناز فخر حاصل ہے۔ کہ شرک و کفر کے استیصال کے لئے اس سے بڑھکر اور کوئی زبردست مذہب نہیں۔ ہمارے خیال میں مسیحی مذہب حکومت کے انتظام کے لئے اپنے اندر کوئی قواعد و دستور نہیں رکھتا۔ جیسا کہ سوشل اصلاح کے لئے اس میں کوئی اصول نہیں ہے۔

ہمارا یہ کہنا نرا دعوےٰ ہی دعوے نہیں۔ بلکہ مستحکم دلایل کی بنیاد پر ہے۔ اگر مسیحی مذہب ایسے اصول و قواعد رکھتا ہے۔ تو ہم پوچھہ سکتے ہیں۔ کہ مناکحت کے متعلق کیا قواعد انجیل میں درج ہیں۔ اور حکومت کے متعلق اس نے کیا قوانین لکھے ہیں۔

عیسائی مذہب کی تعلیم پر اگر غور کیجاوے یا کم از کم عمل کرنے کی سعی کیجاوے تو اپنا جمع بجھتا ہی دشمن کے حوالے کرنا پڑتا ہے۔ چہ جائیکہ اس کی مدافعت کی جاوے اور اس کا سر کچلا جاوے۔ اسی بنا پر بعض آزاد خیال لوگوں نے جنگوں کے سلسلے پر اعتراضات کئے ہیں۔ اس کی وجہ یہہ ہے۔ کہ عیسائی مذہب موقع اور محل کے لحاظ سے کوئی تعلیم نہیں دیتا۔ وہ سوداوی اور صفراوی مزاج والوں کے لئے ایک ہی نسخہ تجویز کرتا ہے۔ برخلاف اس کے اسلام موقع اور محل کے لحاظ سے تعلیم دیتا ہے اور یہہ فخر صرف اسلام ہی کو ہے۔

کوئی عمدہ اور پسندیدہ بات نہیں ہے جس کا حکم اسلام نے نہ دیا ہو۔ اور کوئی بری اور ناپسندیدہ بات نہیں ہے جس سے اسلام نے منع نہ کیا ہو اسلام ہمکو ہماری حالت میں ایک راحت بخش مقنن ہے اور ایسے امور میں جو خاص ملک یا خاص قوم سے ہوا اور خاص اسباب مختصر الزمان یا مختص المکان کے ساتھہ تعلق رکھتے ہیں وہ ایک آزادی بخش مذہب ہے کیونکہ جہاں ایک طرف وہ

یامرونا بالمعروف وینھون عن المنکر

کی تعلیم دیتا ہے۔

دوسری طرف **لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا** فرماتا ہے۔

نجات کے متعلق

آریہ کا عقیدہ اور اصول بہی ضرور قابل غور ہے آریہ کہتا ہے کہ باوجودیکہ روح میں ابدی نجات کا اضطراری جوش اور طلب ہے۔ لیکن پرمیشر نے اس کی اس اضطراری خواہش کا کوئی سامان نہیں رکہا۔ اور ارواح کبھی بھی ہمیشہ کی نجات حاصل نہیں کر سکتی ہیں۔ ان کے نزدیک ناتی یافتہ ارواح کا واپس آنا ہی نجات ہی کے ضمن میں ہے اور اس پر طرہ یہ کہ دنیوی عیش و آرام ہی **بدکاری** ہی کا نتیجہ ہے کیونکہ لوگ بدکار ہوئے اور انہوں نے فسق و فجور کیا تو وہ گائے یا گھوڑے یا گدہے بنے۔

پہر تعجب ہے کہ وہ بدکاروں کو کیوں کوستے اور نیکی کی تعلیم کیوں دینا چاہتے ہیں۔

مسیح

نے متی کی انجیل کے ۱۹ باب آیت ۲۴ میں کہا کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے نکل جانا اس سے آسان ہے کہ دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل ہو۔ ہمیں اس قول کو پڑھکر اور پہر یورپ اور امریکہ کی حشمت اور دولت پر خیال کرکے تعجب آتا ہے کہ اتنے بڑے دولتمند اور عیسائی بادشاہ جو برسوں کا فکر آج کر رہے ہیں۔ الہی بادشاہت میں کیسے داخل ہوں گے اور پہر تعجب پر تعجب یہ ہے کہ خود مسیح کے پاس بہی ایک معقول رقم جمع رہا کرتی تھی۔ جس کا خزانچی یہودا اسکریوطی تہا۔

بحالیکہ ابن آدم کو لومڑیوں اور ہوائی پرندوں کے مقابلہ میں سر رکہنے کو بہی جگہ نہ تہی یہ عجیب گورکھہ دہندا ہے کوئی نیک دل پادری اسے سلجھا کر دکہا ویں۔ تو انجیل پر احسان ہی کریں۔

ہم پیسہ اخبار کی اس رائے کے ساتھہ اتفاق کرتے ہیں۔ کہ نمبر اعظم مراد آباد نے جو غسل آتشین کرنے والے سکندر شاہ کی تعریف کی اور اس کے اس فعل کو اسلام کا معجزہ قرار دیا۔ یہہ دراصل اسلام پر ایک حملہ ہے جو کسی معقول پسند مسلمان نے بہت کم کیا ہوگا۔

حقیقت میں آگ پر چلنا یا مونہہ سے آگ نکالنا یا اور اسی قسم کے شعبدات کو اسلام کی حقانیت سے کوئی تعلق نہیں ہے **اسلام** ہتہ ناٹک کرنے والوں یا مداریوں کا مذہب نہیں ہے لوگوں نے معجزہ کی حقیقت کے سمجہنے میں بہت سخت غلطی کہائی ہے انبیاء علیہم السلام نے کبھی اس قسم کی جرات نہیں کی کہ وہ خدا کی ازمایش کریں۔ اور اپنے آپ کو آگ میں ڈالدیں یا سمندر میں گرا دیں یا تلوار کے پہل پر گردن رکہدیں اور عجوبہ نمائی کا دعوے کریں۔ اگر کوئی شخص اس قسم کا مدعی ہو۔ تو وہ لاریب شعبدہ باز مداری ہوگا۔ انبیاء علیہم السلام پر ایسے مصائب اور مشکلات آتے ہیں کہ انہیں مشابہ بالموت کی حالت آجاتی ہے اور دنیا دار آنکہہ جو زمین اور اس کے اسباب سے پرے نہیں دیکھہ سکتی ان کی ہلاکت کا فتوےٰ دیتی ہے

مگر

خدا ئے قادر و توانا اس حالت میں ان کو **زندگی بخش** کر اپنی نصرت کا کرشمہ دکہاتا ہے اور وہ فعل آیات اللہ میں سے ایک **آیت** اور **حجت** ہوتی ہے۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خود کبھی نہیں کہا تہا۔ کہ مجھے آگ میں ڈالدو۔ میں زندہ بچ رہوں گا۔

نہیں

بلکہ خونخوار دشمنوں نے جب ان کے لئے یہ تجویز کی تو غیرت الہی نے امر خدائی اس نار کو یا نار کونی بردا و سلما کا حکم دیا۔

غرض

اس قسم کی شعبدہ بازی کو اسلام

کوئی تعلق نہیں ہے اور ہمکو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ نیر اعظم جیسے اخبار نے اس کو معجزہ قرار دیا - اور یہہ امر اس کی دینی معلومات کی کمزوری کی دلیل ہے - سکندر شاہ نے قریباً ہر جگہ ندامت اور ذلت کا مزا چکھا ہے

مگر

جو گت اس کی لکھنو مین بنی ہے اسے شاید وہ بہت جلد بہول نہ سکے گا - یہانتک کہ جو کچھہ اسنے وہان وصول کیا تہا - وہ سب کا سب واپس دینا پڑا - اور بڑی ذلت اٹہانی پڑی اور یہ نتیجہ ہے خدا کے راستباز کی اہانت کا نادان معرفت کے دقایق سے ناواقف اسے خوش اعتقادی قرار دین گے -

مگر

ہم انہیں معذور سمجھتے ہین - جبکہ وہ بصیرت سے بہرہ ور نہیں - ملکی اخبارون کا یہہ کام ہے کہ وہ ایسے تماشہ کرنے والے لوگون کو آگاہ کرین اور مسلمانون کا فرض ہے کہ وہ ایسے بدنام کنندہ اسلام کو روکیں کہ اس طرح پر اسلام کی اہانت کرنے سے باز آویں

ڈاکٹر رحمت علی صاحب واپس میانمیر آگئے ہین - چنانچہ ان کا پتہ یہہ ہے

ڈاکٹر رحمت علی صاحب ہاسپٹل اسٹنٹ ۱۱ بنگال لانسر چہاونی میانمیر -

---

امیر کابل کے مرنے خبر کی تصدیق ہو چکی ۱۴ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو ہندوستان مین عام دفاتر مین ماتمی تعطیل رہی سردار حبیب اللہ خان صاحب اسوقت تک عملی طور پر امیر کابل ہین - امیر صاحب نے اپنی زندگی مین اپنے جانشین کے سوال کا حل معمّا کی شکل بنا دیا - تاہم موجودہ انتظام اور عمل ان کی خواہش ہی کا نتیجہ ہے - سردار حبیب اللہ خان صاحب کے متعلق حالات کے لکہنے کے لئے جو دیکہو سلطان محمد خان صاحب الف - آر - جی - ایس بیرسٹر ایٹ لا سابق میر منشی گورنمنٹ افغانستان و اتالیق سردار حبیب اللہ خان صاحب موجودہ امیر کابل سے بہتر کوئی

آدمی سر دست نظر نہیں آتا - اگر انہوں نے اس پر کچھہ لکہا تو غالباً بڑی دلچسپی سے دیکہا جاوے گا -

---

ان رپورٹون سے جو حال مین شایع ہوئی ہین معلوم ہوا ہے کہ چرچ مشنری سوسائٹی کے ماتحت جیسا کہ انکے سکرٹریون نے معلوم کرایا ہے ۳۱ مارچ ۱۹۰۱ء تک ۱۲۴۴ پادری ملازم تھے ان مین سے ۳۰۱۸ دیسی پادری تہے اور باقی انگلش مین ایرشمین اور سکاچ کہا جاتا ہے کہ ان پادریوں کے لئے ایک لاکھہ ۱۳ ہزار چہہ سو تینس پونڈ کی رقم بہیجی گئی ہے جو مقامی چندون کے علاوہ تہی اس قدر اخراجات کثیر کے بالمقابل صرف ۱۸۲۸ آدمی کی ترقی ہولی اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی مذہب اسقدر مصارف کے بعد ترقی کرنے والا مذہب نہیں ہے اور مشنری سوسائٹیوں کو کوانی مساعی مین پوری ناکامی ہے اور جب ہم دیکہتے ہین کہ یہہ تعداد بہی زیادہ تر ان لوگوں کی ہے جو پنچ قوموں کے ہین تو ہمین اس بات کے کہنے مین ذرا بہی تردد نہیں ہو سکتا - کہ فہیم اور شریف لوگ جو اپنے مذہب کے ماہر ہین وہ اس مذہب کی طرف کوئی التفات نہیں کرتے - عیسائی مذہب کی طرف اب صرف ان لوگوں کی توجہ ہے جو اپنی معاش کا کوئی ذریعہ نہیں رکھتے -

بشپ ولڈن کا یہہ کہنا کہ عیسوی مذہب ترقی کر رہا ہے اور کافی روپیہ ہو تو سارا ہندعیسائی ہو سکتا ہے - عجیب ہے آپ کی یہہ ساری تقریر لاطایل اور بے دلیل ہے اور یہہ کوئی نئی بات نہیں بشپ صاحب ایسی خانہ ساز تقریرین کرنے کے عادی ہین - اور پہر ان کو وہ واپس بھی لینی آتی ہین -

جیسا کہ انکے پہلے طرز عمل نے بتایا ہے مگر ہم کیون ان کی اس تقریر سے یہ بات نہ پیدا کرین - کہ

بشپ صاحب عیسائی

مذہب کی ترقی کا مدار اور راز صرف روپیہ سمجھتے ہین

ورنہ حقانیت کے قبول کرنے کے واسطے روپیہ کی کیا ضرورت

غالباً

علی گڈہی پارٹی ہمارے اس ریمارک سے کبھی خوش نہیں ہوگی (جس کی خوشی یا ناخوشی کی ہمین کچھہ پرواہ نہیں) کہ علی گڈہی کانفرنس جو امسال مدراس مین ہونے والی ہے اور جس کے متعلق ایک سرکلر لیٹر بہی مدراس کی محمڈن کمیونٹی کی طرف سے شایع کی گئی ہے اس چٹھی سے بہی صاف معلوم ہوتا تہا کہ اس کانفرنس کو مذہب اور پالٹیکس سے کوئی تعلق نہیں -

مگر

اب انگی اکٹو کمیٹی کی روئداد مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۰۱ء مین یہہ ریزولیوشن پاس کیا گیا ہے کہ پبلک اور اخبارات مین اعلان کر دیا جاوے - جس مین صاف طور پر اس بات کا اظہار ہو کہ اس کانفرنس کو **مذہب اور پالٹیکس** سے کوئی تعلق نہیں اور نہ کبھی اس کے جلسون مین ان مضامین پر بحث ہو

ہم عام مسلمانون کو مطلع کرنا اپنا فرض سمجھتے ہین - کہ جب کہ اس کانفرنس کو مذہب سے کچھہ واسطہ ہی نہیں پہر وہ اس کے اغراض ومقاصد کو قوم کے لئے مفید کیونکر قرار دیتے ہین؟

ہمارے خیال مین اس ریزولیوشن کے ہوتے ہوئے بہی اگر مسلمان اس کانفرنس کو کسی عزت کی نگاہ سے دیکہہ سکتے ہین - تو لاریب تعجب ہوگا اب گویا یہ معما حل ہونے کو ہے کہ علی گڈہی کانفرنس کے مقاصد کیا ہین؟ وہ مسلمان مذہب کے ساتہہ کیا سلوک کرنا چاہتی ہے علی گڈہی کانفرنس کی تائید کرنے والے اخبارات اس کے اس مقصد کی اشاعت کے باوجود بہی) قوم پر احسان کرین گے اگر وہ اس راز

دارالامان کا ہفتہ

۱- حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود و امام الدہر فیہم بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں اور خطبہ الہامیہ کے حاشیہ کی تصنیف میں مصروف ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

۲- بعد شام حضرت اقدس مرزا خدابخش صاحب کی تالیف عسل مصفیٰ کو علی العموم سنتے ہیں اور پسند فرماتے ہیں۔

۳- اس ہفتہ میں پسرور سے بابو محمد ابراہیم اور شیخ فرزند علی صاحب اور شیخ الہ دین صاحب لودہانوی نارووال سے مع اور چند دوستوں کے تشریف لائے۔ بابو غلام حسین صاحب سٹیشن ماسٹر ٹوبہ ٹیک سنگہ اور کرنگ ملک اڑیسہ سے میاں ضیاء الحق صاحب و سید اکرام الدین صاحب اور منشی نیاز علی صاحب تشریف لائے۔

۴- مدرسہ تعلیم الاسلام کا نوماہی امتحان ہو چکا ابھی نتیجہ ظاہر نہیں ہوا۔ مدرسہ اور بورڈنگ ہوس کی عمارت کی توسیع کا سوال درپیش ہے۔

نئی تالیفات

۱- ناسخ منسوخ کی بحث اور ایک شیعہ کے رد میں حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب حکیم الامۃ کے دو پرانے خط حال میں انوار احمدیہ پریس قادیاں میں طبع ہوئے ہیں جنکا جداگانہ اشتہار دوسرے موقع پر درج ہے۔

۲- آسمانی فیصلہ جو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ۱۸۹۲ء کی تالیف ہے جس میں مولوی نذیر حسین اور اس کے شاگردوں اور دوسرے مخالفوں کو آسمانی فیصلہ کی طرف بلایا ہے اور ان نشانات سے جو خدا کے سچے مومنوں میں ہوتے ہیں فیصلہ چاہا ہے احباب کے اصرار سے دوبارہ طبع ہو رہی ہے۔ اگلے ہفتہ تک شائع ہو جائیگی۔ اسکی قیمت ۲ر علاوہ محصولڈاک ہوگی۔

درخواستیں دفتر الحکم یا حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس کے نام آنی چاہئیں۔

۳- خطبہ الہامیہ کا حاشیہ ابھی زیر طبع اور زیر تالیف ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ کب تک شائع ہو امید کی جاتی ہے کہ اس سال میں شائع ہو جاوے۔

۴- قاعدہ یسرنا القرآن ضروری ترمیمات کے بعد مرتب ہو گیا ہے اور طبع ہونے کے لئے پریس میں کاپیاں جانے لگی ہیں۔ جن احباب کی درخواستیں آرہی ہیں وہ محفوظ رکھی جاتی ہیں۔ اس کے طبع ہونے پر تعمیل کی جاویگی انشاءاللہ العزیز۔

۵- ازالہ اوہام کی طبع ثانی کا انتظام کیا گیا ہے یہ حضرت اقدس کی دوسری کتابوں کی تقطیع پر چھاپا جاویگا۔ اور کوشش کیجاویگی کہ باوجود کتابت اور چھپوائی اور عمدہ کاغذ ہونے کے ناظرین کو نصف یا نصف سے بھی کم قیمت پر مہیا کیا جاوے۔ چونکہ صرف چار سو کاپیاں طبع ہونگی جو لوگ پہلے سے درخواستیں بھیجدیں گے انکو پھر تیسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا قیمت بہر حال پہلی قیمت تین روپیہ سے بہت ہی کم ہوگی زیادہ سے زیادہ ۱۲/۸ قیمت ہوگی اگرچہ اس سے بھی کم کی توقع کیجاتی ہے

الحکم کے متعلق

۱- ان احباب کا شکریہ ہے جو مطبع کے بھیجے ہوئے وی پی پیکٹ وصول فرما کر اپنے حساب بے باق کر رہے ہیں اور بعض مجبور و معذور احباب سے شکایت ہے جو اس وقت تک بھی حساب صاف نہیں کر سکے۔

۲- اس ہفتہ میں چودہری محمد حسین صاحب گرداور قانونگو چونڈہ نے دو جدید خریدار دئیے جنکے نام یکم نومبر سے اخبار جاری کیا جاویگا۔ میاں اچھے صاحب احمدی ضلع مین پوری سے نہ صرف اپنے نام جاری کراتے ہیں بلکہ ایک اور خریدار کا نام بھی بھیجتے ہیں۔

لاہور سے مولوی ولی اللہ صاحب اپنی درخواست پر خریدار ہوتے ہیں۔ ایسا ہی دو اور خریدار ایک پہاڑپور شمالی ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان سے اور دوسرے مونگیر سے خریداری کی درخواست بھیجتے ہیں۔ اور ایک صاحب کٹک سے جنکے نام اخبار بوجہ واپس آنے وی پی بند ہو گیا تھا مکرر درخواست پر عذر کرکے اخبار وی پی طلب فرما کر بقایا وصول کرنے کے لئے لکھتے ہیں۔

الحکم کی یہ ہفتہ وار رپورٹ غالباً سرپرستان الحکم کے لئے خوشی کا موجب ہوگی۔ ہم ہر ایک خریدار الحکم کو متوجہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے فرایض متعلقہ الحکم کو سمجھے اگر ہر واحد خریدار اس وقت چار چار خریدار دینے کا عہد کر لے۔ اور سال کے آخر تک وہ اس عہد کو پورا کر لے تو جنوری ۱۹۰۲ء کی پہلی اشاعت دو ہزار کی ہو سکتی ہے کیا تیس ہزار سے زاید افراد کی جماعت میں فی ہزار سو بھی الحکم نہیں خرید سکتے خرید سکتے ہیں بشرطیکہ انہیں توجہ دلائی جاوے اور یہ کام ہے خریداروں کا جو ان فواید کو جو انہیں الحکم سے گذشتہ سالوں میں پہونچے ہیں دوسروں کے ذہن نشیں کریں۔

اے قوم! الحکم احمدی قوم کا آرگن قرار پا چکا ہے اس کی توسیع اشاعت اور استقلال جہاں تک تیری ساتھ وابستہ ہے تیرا فرض ہے کہ تو اسکا لحاظ کرے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے معروضات پر توجہ کیجاویگی۔

عسل مصفیٰ

مولفہ جناب مرزا خدابخش صاحب حضرت اقدس مسیح موعود کے دعاوی کی تصدیق ہیں اور معترضوں کے اعتراضوں کے جواب کی جامع اور مبسوط ۸۴۴ صفحہ کی کتاب قادیاں قاضی ضیاءالدین و دیگر کوٹلہ ہیں مولوی محمد زمان سے ۸/۱۲ قیمت علاوہ محصول

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے چھپکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم رجسٹرڈ ایل ۷۲ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

قیمت پیشگی سالانہ عوام سے ۵ر خواص و معاونین سے ۱۰ ہندوستان سے باہر ۶

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہ قادیان ہے ٭ دوا ہی شفا ہی غرض دار الامان ہے

نمبر ۳۹ | دار الامن والامان قادیان ۲۴ر اکتوبر ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

(۱۴ر ستمبر ۱۹۰۱ء بعد مغرب)

ام المومنین کا لفظ جو مسیح موعود کی بیوی کی نسبت استعمال کیا جاتا ہے اس پر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنکر

فرمایا

اعتراض کرنیوالے بہت ہی کم غور کرتے اور اس قسم کے اعتراض صاف بتاتے ہیں کہ وہ محض کینہ اور حسد کی بنا پر کئے جاتے ہیں ورنہ **نبیوں** یا ان کے **اظلال** کی بیویاں اگر **امہات المومنین** نہیں ہوتی ہیں تو کیا ہوتی ہیں؟ خدا تعالیٰ کی سنت اور قانون قدرت کا اس تعامل سے بھی پتہ لگتا ہے کہ کبھی کسی نبی کی بیوی سے کسی نے شادی نہیں کی ہم کہتے ہیں کہ ان لوگوں سے جو اعتراض کرتے ہیں۔ کہ **ام المومنین** کیوں کہتے ہو۔ پوچھنا چاہیے۔ کہ تم بتاؤ۔ جو مسیح موعود تمہارے ذہن میں ہے اور جسے تم سمجھتے ہو کہ وہ آکر نکاح بھی کرے گا۔ کیا اس کی بیوی کو تم **ام المومنین** کہوگے یا نہیں؟ مسلم میں تو مسیح موعود کو **نبی** ہی کہا گیا اور قرآن شریف میں انبیاء علیہم السلام کی بیویوں کو مومنوں کی مائیں قرار دیا ہے۔

افسوس تو یہہ ہے کہ یہہ لوگ میری مخالفت اور بغض میں ایسا تجاوز کرتے ہیں کہ منہ سے بات کرتے ہوئے اتنا بھی نہیں سوچتے کہ اس کا اثر اور نتیجہ کیا ہوگا؟

جن لوگوں نے **مسیح موعود** کو شناخت کر لیا ہے۔ اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کے موافق اس کی شان کو مان لیا ہے ان کا ایمان تو خود بخود انہیں اس بات کے ماننے پر مجبور کرے گا۔ اور جو آج اعتراض کرتے ہیں۔ یہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی ہوتے تب بھی اعتراض کرنیسے باز نہ آتے۔

یہہ بات خوب یاد رکھنی چاہیے کہ **خدا کا مامور** جو ہدایت کرتا ہے اور روحانی **اصلاح** کا موجب ہوتا ہے وہ در حقیقت باپ سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے افلاطون حکیم لکھتا ہے کہ باپ تو روح کو آسمان سے زمین پر لاتا ہے مگر استاد زمین پر سے پھر آسمان پر پہونچاتا ہے باپ کا تعلق تو صرف فانی جسم کے ہی ساتھہ ہوتا ہے مرشد اور مرشد بھی وہ جو خدا کیطرف سے ہدایت کے لئے مامور ہوا ہو اس کا تعلق روح سے ہوتا ہے جسکو فنا نہیں ہے پھر جب وہ روح کی تربیت کرتا ہے اور اس کی روحانی تولید کا باعث ہوتا ہے تو وہ اگر **باپ** نہ کہلائیگا تو کیا کہلائیگا۔

اصل یہی ہے کہ یہہ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر ہی کچھہ توجہ نہیں کرتے ورنہ اگر ان کو سوچتے اور قرآن کو پڑھتے تو یہہ منکرین میں نہ رہتے۔

پھر اعتراض کیا گیا کہ **تصویر** پر لوگ کہتے ہیں کہ یہہ تصویر شیخ کی غرض سے بنوائی گئی ہے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

یہہ تو دوسرے کی نیت پر حملہ ہے میں نے بہت دفعہ

بیان کیا ہے کہ تصویر سے ہماری غرض کیا تہی - بات یہ ہے کہ چونکہ ہمکو بلاد یورپ خصوصاً لنڈن مین تبلیغ کرنی منظور تھی - لیکن چونکہ یہہ لوگ کسی دعوت یا تبلیغ کی طرف توجہ نہین کرتے - جب تک داعی کے حالات سے واقف نہ ہون اوراس کے لئے انکے ہان **علم تصویر** مین بڑی بہاری ترقی کی گئی ہے وہ کسی شخص کی **تصویر** اوراس کے خط و خال کو دیکہکر رائے قائم کر لیتے ہین - کہ اس مین راستبازی - قوت قدسی کہانتک ہے ؟ اور ایسا ہی بہت سے امور کے متعلق انہیں اپنی رائے قائم کرنے کا موقع مل جاتا ہے - پس اصل غرض اور نیت ہماری اس سے یہ تہی جسکو ان لوگون نے جو خواہ نخواہ ہربات مین مخالفت کرنا چاہتے مین اس کو بڑے بڑے پیرایون مین پیش کیا - اور دنیا کو بہکایا - مین کہتا ہون کہ ہماری **نیت** تو تصویر سے صرف اتنی ہی تہی - اگر یہہ نفس **تصویر** کو ہی برا سمجہتے ہین - تو پہر کوئی سکہ اپنے پاس نہ رکہین -

بلکہ بہتر ہے کہ آنکہین بھی نکلوا دین کیونکہ ان مین بھی اشیا کا ایک انعکاس ہی ہوتا ہے یہہ نادان اتنا نہیں جانتے کہ " فعال کی نہ مین **نیت** کا بہی دخل ہوتا ہے -

الاعمال بالنیات پڑہتے ہین مگر سمجہتے نہیں - بہلا اگر کوئی شخص محض ریاکاری کے لئے **نماز** پڑہے تو اس کو یہہ کوئی مستحسن امر قرار دین گے ، سب جانتے ہین کہ ایسی نماز کا فائدہ کچہہ نہیں - بلکہ وبال جان ہے توکیا نماز بری تہی ؟ نہیں اسکے بد استعمال نے اس کے نتیجہ کو برا پیدا کیا -

اسیطرح

پر تصویر سے ہماری غرض تو اسلام کی دعوت مین مدد لینا تہا - جو اہل یورپ کے مذاق پر ہو سکتی تہی - اسکو تصویر شیخ بنانا اور کچہہ سے کچہہ کہنا افترا ہے - جو مسلمان ہین انکو اسپر غصہ نہیں آنا چاہیے تہا جو کچہہ خدا اور رسول نے فرمایا ہے - وہ حق ہے اگر مشایخ کا قول خدا اور رسول کے فرمودہ کے موافق نہیں تو

نکالائے بدبریش خاوند

تصور شیخ کی بابت پوچہو تو اس کا کوئی پتہ نہیں - اصل یہہ ہے کہ صالحین اور فانین فی اللہ کی محبت ایک عمدہ شے ہے - لیکن حفظ مراتب ضروری ہے -

گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

پس خدا کو خدا کی جگہ رسول کو رسول کی جگہ سمجہو اور خدا کے کلام کو دستور العمل ٹہیرالو -

بس سے زیادہ چونکہ قران شریف مین اور کچہہ نہین کہ **کونوا مع الصادقین** پس صادقون اور فانی فی اللہ کی صحبت تو ضروری ہے - اور یہہ کہین نہ کہا گیا سکہ تم اسے ہی سب کچہہ سمجہو - اور یا قران شریف مین یہہ حکم ہے **ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ** اس مین یہہ نہیں کہا گیا کہ مجہی خدا سمجہہ لو - بلکہ یہہ فرمایا کہ اگر خدا کے محبوب بننا چاہتے ہو تو اس کی ایک ہی راہ ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی **اتباع کرو** - اتباع کا حکم تو دیا ہے مگر تصور شیخ کا حکم قرآن مین پایا نہیں جاتا -

سوال - جو تصور شیخ کرتے ہین وہ کہتے ہین ہم شیخ کو خدا نہین سمجہتے

جواب - مانا کہ وہ ایسا کہتے ہین - مگر بت پرستی تو شروع ہی تصور سے ہوتی ہے بت پرست بہی بڑہتے بڑہتے ہی اس درجہ تک پہونچا ہے پہلے تصور ہی ہوگا پہر یہہ سمجہہ لیا کہ تصور قائم کرنے کے لئے بہتر ہے تصویر ہی بنالین اور پہر اسکو ترقی دیتے دیتے پتھر اور دہاتون کے بت بنانی شروع کردئے ، اور ان کو تصویر کا قائمقام بنالیا - آخر یہانتک ترقی کی کہ ان کی روحانیت کو اور وسیع کرکے ان کو خدا ہی مان لیا - اب نرے پتھر ہی رکہہ لیتے ہین - اور اقرار کرتے کہ منتر کے ساتہہ ان کو درست کرلیتے ہین - اور پرمیشر کا حلول ان پتھرون مین ہوجاتا ہے اس منتر کا نام انہون نے **آواہن** رکہا ہوا ہے -

مین نے ایک مرتبہ دیکہا کہ میرے ہاتہہ مین ایک کاغذ ہے - مین نے ایک شخص کو دیا کہ اسے پڑہو - تو اس نے کہا اسپر **آواہن** لکہا ہوا ہے مجہے اس سے کراہت آئی - مین نے اسے کہا کہ تو مجہے دکہا - جب مین نے پہر ہاتہہ مین لیکر دیکہا تو اسپر لکہا ہوا تہا -

اردت ان استخلف فخلقت آدم

اصل بات یہہ ہے کہ خداتعالے کا خلیفہ جو ہوتا ہے ردائے الہی کے نیچے ہوتا ہے اسی لئے آدم کے لئے فرمایا کہ **نفخت فیہ من روحی** اسی طرح جب غلطیان پیدا ہونی گئیں اصول کو نہ سمجہا کچہہ کا کچہہ بگاڑ کر بنالیا اور نتیجہ یہہ ہوا کہ شرک اور بت پرستی نے اس کی جگہ لے لی ہماری تصویر کی اصل غرض وہی تہی جو ہم نے بیان کردی کہ لنڈن کے لوگون کو اطلاع ہو - اور اسطرح پر ایک اشتہار ہوجاوے

(باقی آئندہ)

مختصر نوادر نکات

ہدایت کی راہ معلوم کرنے کے لئے خدا نے ایک **تثلیث** رکہی ہے اول سلسلہ کتب ایمانیہ جو سماع اور نقل کے رنگ مین عام لوگون تک پہونچتا ہے جنکی ہدایتون اور جزون پر ایمان لانا مومن کا کام ہے اور ان کا مخزن اتم قرآن شریف ہے -

دوم - سلسلہ معقولات کا جسکا منبع اور ماخذ دلائل عقلیہ ہین - **تیسرا** سلسلہ آسمانی نشانون کا جسکا سرچشمہ نبیوں کے بعد **امام الوقت** ہوتا ہے پس یہہ ایک تثلیث ہے جس سے ہم **ہدایت** کے چشمہ کو معلوم کرسکتے ہین

مگر

کیا عیسائی تثلیث کو مانتے ہوئے اس معیاری تثلیث کے رو سے **ہدایت** کے وارث ثابت ہوسکتے ہین ؟

یہہ ایک سوال ہے جس کے جواب کے لئے ہمین عیسائی عقائد کی **پڑتال** ضروری ہے مثلاً اگر عیسائیون کے جسمانی اور محدود خدا **یسوع** کو اس معیار پر پرکہا جاوے اور پہلی کتابون مین ان کے اس عقیدہ کی تلاش کی جاوے تو یقیناً کوئی پتہ نہ ملیگا اگر کسی کو شک ہو تو تورات پڑہکے یا یہودیون سے پوچہہ لے -

پس

اس معیار پر تو یسوع کی **خدائی** پوری نہیں اتری اگر دوسرے معیار پر اس کو کسین یعنے عقل کے محک پر تو دیکہا

بھی صاف جواب ملتا ہے کیونکہ عقل کبھی تجویز نہیں کرسکتی کہ کہانے پینے اور پاخانہ پیشاب کے لوازمات کا محتاج - بہوک لگنے پر بے بہارے انجیر کے پہل تلاش کرنے والا - منہ پر تھپڑ کہانیوالا - کمزور درماندہ انسان خدا ہوسکتا ہے -

اب رہا تیسرا ذریعہ نشانات حقہ کا ہمین افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ عیسائی مانتے ہین - کہ ان مین آج ایک نہیں جو نشانات دکہا سکے -

پہر

ہم عیسائیوں ہی سے پوچہتے ہین کہ وہ کس بنا پر ہمین **یسوع** کی خدائی منوانا چاہتے ہین -

عیسائی کہتے ہین کہ یسوع ناصری ہمارے لئے مرا - اور ہمارے گناہون کا کفارہ ہوا۔ مگر ہماری سمجھ مین یہ گورکھ دہندا نہیں آتا - کیونکہ کفارہ کی غرض یا تو یہہ ہوسکتی ہے کہ گناہ سرزد ہی نہ ہون یا یہہ کہ تمام گناہ ہمیشہ معاف ہوتے رہین ۔ عیسائی دنیا پر احسان کرین - اگر اس راز کو سمجھا سکین - کیونکہ ہم دیکھتے ہین - کہ پہلی صورت تو بدیہی البطلان ہے - جبکہ یسوع ناصری کے رفیق حواری بہی باوجود اس کی صحبت کے گناہ سے نہ بچ سکے تو اسقدر بُعد زمانہ مین بچنا تو قریباً ناممکن ہے اور پہر یورپ کے ممالک کا نظارہ اس خیال کی اور بھی تائید کرتا ہے -

رہی دوسری صورت کہ ہمیشہ گناہ معاف ہوتے رہین - اور کسی چوری یا خون یا ڈاکہ کی سزا نہ دیجاوے یہہ خیال شریعت کی پاکیزگی کے صریح خلاف ہے اور ابدی احکام الہی منسوخ ہوجاتے ہین

علاوہ برین ہم نے کبھی کسی پادری سے نہیں سنا - کہ وہ اباحت کی تعلیم دیتا ہو - کیا عیسائی بتلا سکتے ہین - کہ ان کے ہان سب کچھ جائز ہے -

ہیرچارک - لکہتا ہے کہ فرانس کے ایک منہہ کے عیسائی درویش ایک خاص قسم کی شراب کے اجزا جانتے ہین جس کی وجہ سے ان کو شراب کی بدولت بڑی بہاری آمدنی ہے ہم کہتے ہین - کہ کہین اس قسم کی جدید تحقیقاتین اس راز کو نکہول دین جو مسیح کے شراب بنانے کے معجزات کی تہ مین ہو ۔

اسی اخبار نے لکہا ہے کہ عیسائیوں مین تیرہ ۱۳ آدمیوں کا ایک دسترخوان پر بیٹھنا نحس سمجھا جاتا ہے جس دن عیسٰی کو پہانسی دیا گیا تہا اس سے پیشتر رات کو آخری کہانے پر عیسٰی اور اسکے بارہ حواری بیٹھے تھے تو ان مین سے ہی ایک نے عیسٰی کو پکڑوا دیا تہا -

گو تیرہ ۱۳ کا اجتماع پہلے ہی سے منحوس سمجھا جاتا تہا لیکن اس واقعہ سے عیسائیوں مین **تیرہ** کا دسترخوان پر بیٹھنا زیادہ بدقسمتی کا نشان سمجھا جانے لگا -

یہہ وہم اسقدر زبردست ہے کہ اب تک بڑے سے بڑے تعلیم یافتہ عیسائی تیرہ اکٹھے ہو کر بیٹھنا نامبارک سمجھتے ہین ۔ ہمین تو کچھ اس پر بھی تعجب ہی سا آتا ہے اگر یسوع ناصری واقعی گناہون کا کفارہ ہونے آیا تہا تو یہودا اسکریوطی نے تو احسان کیا کہ بہت جلد ان کے مشن کو پورا کردیا وہ ثواب کا مستحق ہونا چاہیے نہ عذاب کا -

انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ گناہ کی مزدوری موت ہے

عیسائیون کا عقیدہ ہے کہ ان کے گناہ یسوع نے اٹھا لئے -

پس

اس لحاظ سے ان کثیر گناہون کی مزدوری بچارے یسوع کو **ابدی موت** ملے گی - یا نہیں ؟ انصاف کا تقاضا تو یہی ہے مگر ایک اور بہی تعجب ہے - کہ باوجودیکہ خدا کا برّہ (بہ اصطلاح انجیل) عیسائیون کے گناہ اٹھالے گیا - پہر بہی ہم عیسائیوں کے قبرستان آباد دیکھتے ہین کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ یہہ معاملہ ہے کیا

نورافشان جو لودہانہ کا عیسائی اخبار ہے ۱۸ ر اکتوبر ۱۹۰۱ء کے ایڈیٹوریل کالمز مین فرانکس ایک **جہوٹے مسیح** پر ریمارک کرتا ہوا **حضرت مسیح موعود** کا بہی ذکر کرتا ہے اور لکہتا ہے کہ ہمارے دل مین سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا سبب ہے کہ لوگ عمداً دنیا کو ٹہگنے کے لئے مسیح ہونے کا دعوٰی کرتے ہین - اور عام لوگ ایسے لوگوں کی چالاکیون مین آکر اپنا بہت سا روپیہ دینے کو طیار ہوجاتے ہین "

جو لوگ دنیا کو ٹہگنے کے لئے اس قسم کے جہوٹے دعوی کرتے ہین ان کا انجام اور حشر خود ان کی تکذیب کرتا ہے اور ان کے مفتری ہونے پر مہر کردیتا ہے جیسا کہ فرانکس مسیح کا حشر ہوا -

لیکن اگر نورافشان کے ایڈیٹر کا یہ خیال صحیح ہے کہ یہ دعوے روپیہ ٹہگنے کے لئے کئے جاتے ہین - تو غالباً ایڈیٹر صاحب کو مشکل ہوگی - کیونکہ انہیں ماننا پڑے گا کہ یسوع ناصری کا دعوٰی بہی کچھ ایسے رنگ مین ہوگا - اور یہودیون نے اسی لئے ان کی مخالفت کی اور انہیں مجرم بنا کر رومی سلطنت کے حوالہ کیا کیونکہ ایسا ٹہگ جب تک ایک بار چل نہ گیا ہو - دوسرا کب اسی اختیار کرسکتا ہے -

افسوس ہے ان لوگون کی عقل و دانش پر کہ یہہ جو باتین کرتے ہین بودی اور کمزور ہی ہوتی ہے مختلف مقامات پر لوگون کا اس وقت مسیح ہونے کا مدعی ہونا اس امر کی طرف دلالت کرتا ہے کہ مسیح کے نزول کا وقت یہی ہے - اور انجیل مین لکھا ہے کہ درخت اپنے پہلون سے پہچانا جاتا ہے -

پس

مسیح موعود کو بہی اس کے کامون سے شناخت کرو - کیا تم نہیں دیکہتے کہ کاذب مدعیون کا حشر کیا ہوا ہے ؟ اور یہہ خدا کا **صادق** اور برگزیدہ کس طرح پچیس سال سے پکار پکار کر دعوت کر رہا ہے اور آئے دن ترقی کر رہا ہے ۔

امیر کابل - کی وفات پر ایک مسلمان اخبار نے امیر کا تذکرہ کرتے ہوئے لکہا ہے کہ **امیر مرحوم** نے افغانستان کو محشرستان بنا رکہا تہا انہی افغانوں

کی ازادی اور حمیت کو بہت کچھہ زایل کردیا اور اگر "چند برس اور زندہ رہتا تو افغانون سے یہہ وصف بالکل معدوم کردیتا"

اگرچہ ہمکو افسوس ہے کہ امیر صاحب نے اس **موعود** کا زمانہ پایا جس کی انتظار اور آرزو مین کروڑہا انسان گذر گئے تھے اور اس سے فایدہ نہ اٹھایا۔ مگر سیاسی حیثیت سے امیر کی اعلیٰ قابلیتون کا اعتراف سبکو کرنا پڑا ہے اور اس لحاظ سے بہی کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کا صادق خیرخواہ تہا۔ ہمین نہین معلوم کہ اس **اسلامی** پرچہ کا مقصد اس قسم کی رائے کے اظہار سے کیا ہے؟

بہتر ہوگا اگر وہ خود ہی اس کی مزید تشریح کردے کیا اس کی رائے مین امیر کابل کو

مسٹر کروگر کے نقش قدم پر چل

کر آزادی کو خون سے خریدنا چاہیے تہا؟ یا سرحد کے مشورہ پشت وحشی افغانون کی طرح آئے دن امن مین مخل ہونا چاہیے تہا ہمین اگر ان فقرات کا کوئی واضح مفہوم سمجھ مین آسکتا تو ان سطور کی تحریر کی حاجت نہ تھی۔ مگر یہہ رائے اپنی نوعیت کے نرالے پن مین ضرور اسی قابل ہے کہ اس کی تہ تک پہونچنے کی کوشش کیجاوے۔

سیریا کے بندرگاہ بیروت سے مسلمانون اور عیسائیون کے درمیان ایک خونریز لڑائی ہونے کی خبر آئی۔

الطلاع

عنقریب حضرت اقدس حجتہ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیا کی طرف سے ایک عجیب غریب اشتہار جو معرفت حقہ کے بڑہانے والا اور ختم نبوت و رسالت کی حقیقت پر مشتمل شائع ہونیوالا ہے یہہ اشتہار ہرگز ہرگز سرسری نگاہ سے دیکھے جانے کے قابل نہیں مومنون اور منافقون میں امتیاز ہوگا۔ سعید ولاکہ جلدبازی نہ کرنے والونکی روحین اس سے لذت پائینگی پس ثبات قدم رہنے کے لئے دعائیں مانگو تا ایسا نہ ہو شیطان گمراہ کرسکے۔

شہادت آسمانی

ذیل مین ہم ایک خط درج کرتے جس کے پڑہنے سے صاف معلوم ہو جاےگا۔ کہ آسمان کسطرح پر حضرت اقدس مسیح موعود کی تائید و نصرت کے لئے جہکا ہوا ہے۔ جیسا کہ اس خط کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ بزرگ جس کے خط کو ہمنے درج کیا ہے ۲۹ ستمبر کو رویا دیکھتا ہے ہم امید کرتے ہین کہ سعید روحین اس سے فائدہ اٹھائینگی۔ (ایڈیٹر)

میرزا غلام احمد قادیانی علیہم السلام

بحضور فیض گنجور امام الوقت مسیح الزمان و مہدی دوران مجدد وقت مسیح موعود عالیجناب امام ربانی

ہر آنکس بہ نعلین تو عشق دارد۔ نہ پروائے جنت نہ خوف جہنم

بکمال ادب خدمت عالیمین عاجزانہ یہ التماس ہے کہ فدوی نے اپنے پاک پروردگا اور اس کے رسول برحق محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کہا کر یہ مراسلہ خدمت عالی مین تحریر کیا ہے کہ اگر اس میرے خواب کے تحریر مین کچھہ ایک زیاتی میری طرف سے ہو تو خدا تعالیٰ میرا خاتمہ ایمان پر نہ کرے اور شفاعت آن رسول مقبولؐ بروز قیامت مجہے نصیب نہ ہو۔ فقط۔

احوال خواب

بروز یکشنبہ ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ مطابق ۲۹ ستمبر ۱۹۰۱ عیسوی رات کے تین بجے مین نے خواب کیا دیکھتا ہون کہ ایک چہوٹا پہاڑ میرے کو دور سے نظر آرہا ہے اور وہان لوگ کثرت سے نظر آرہے ہین۔ مین نزدیک گیا تو کروڑ ہا آدمی جمع ہین اور جسطرف نظر کرتا ہون۔ وہانتک لوگ کثرت سے جمع ہین۔

اور یہہ آواز یکبیک آنا شروع ہوئی اے لوگو اپنے حواسین سنبہالو۔ آجکا روز یہا پر شیخ شہاب الدین سہروردی تشریف لاتے ہین اتنے مین ایک بزرگ تہوڑی جماعت کیساتھ اوس پہاڑ پر ظاہر ہوکر تشریف فرما ہوئے۔ اور اس جماعت کیطرف مخاطب ہوکر یون کہنا شروع کیا۔

اے جلال الدین رومی اے نصیر الدین چراغ دہلوی اے بایزید بسطامی اے قطب الدین بختیار کاکی اور بہی بہت سی نامین لیکر پکارے وہ سب روبرو حضرت کے دست بستہ بیٹھ گئے اور اس بزرگ نے ایک کتاب ہاتہہ مین لئے ہوئے کہنا شروع کیا اے اروامین خوشخبری ہو تمکو اس پاک پروردگا سے جو اس قیامت مین مطابق حدیث شریف اوس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے امام الزمان مہدی دوران مجدد وقت نائب رسول عالیجناب مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ سے مامور ہوا ہے اور بہت سے معجزے اس امام سے ظاہر ہوچکے ہین۔ لیکن گمراہون نے ...... اس آسمانی انعامات سے بے نصیب ہوگئے ہین جیساکہ تم دیکھہ چکے ہو کہ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ شق القمر ہوا لیکن گمراہون نے اس پاک معجزے کو سحر کا گمان کیا اور تم جو کتاب کہ میرے ہاتہہ مین دیکھہ رہے ہو تصنیف ہے اس مجدد وقت کے ہے اور اس کا نام کتاب مقدس براہین احمدیہ ہے اگر تم اس امام کا معجزہ دیکھنا منظور ہو تو پہلے استغفار اور درود پڑہو۔ بعد اپنے گناہونکی ...

کراہی کلمی کرکے بار ہمین مت زبان پر لایا کرو۔ کیونکہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے موجودہ زمانہ مین بہت سی بحر العلوم ہر ایک علوم و فنون کی رو برو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سب ہیچ تھے۔ اسیطرح ہم سب اس امام الزمان کی روبرو ہیچ ہین۔ کیونکہ وہ صاحب الہام ہے اور خدا تعالیٰ سے مامور ہوا ہے۔ اسکی خدمت اور بیعت گویا مین عبادت ہے کیونکہ خدا تعالیٰ جسپر اپنے انعامات نازل کرتا ہے۔ ہم اسکے نقش قدم پر چلین۔ کیا تم سورہ فاتحہ مین اِھدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِیمَ صِرَاطَ الَّذِینَ اَنعَمتَ عَلَیھِم نہیں پڑہتے وہی امام ہے جس کے نقش قدم پر چلنے کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمین ہدایت دی ہے۔ اور مین خدا تعالیٰ سے مامور ہوا ہون۔ تا خوشخبری اس امام الزمان کی اروامین کو دون قیامت قریب ہی فکر نہ کرین۔ اتنے مین ایک شخص نے اذان ... استغفار بلند آواز سے کہی جس سے کہ مین نیند سے چونک اٹہا۔ فقط۔ الراقم خاکپائے میرزا صاحب ملا محمد نظام الدین احمدی المتخلص بعزت ساکن کوچہ تکیہ مونشہ رود ...

گیان چھٹی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

برادرم شیخصاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ایک مسلمان بھائی نے جو ہماری جماعت میں تو داخل نہیں مگر کسی قدر حسن ظن ضرور رکھتے ہین۔ پانچ سوال بھیجے ہین۔ وہ لکھتے ہین کہ پنڈت دیانند کی ستیارتھ پرکاش پڑھکر اُن کے دل کو ان سوالات کی طرف توجہ ہوئی مگر کم علمی سے ان کے جواب پر وہ قادر نہ ہو سکے اور ان کے محلہ کے ہندو نوجوانون نے زور سے ان کے جوابوں کا اُن سے مطالبہ کیا وہ لکھتے ہین۔ کہ ان سوالوں سے ان کے دل پر بُرا اثر پڑا۔ افسوس! علوم دینیہ کی واقفیت نہ ہونے سے کتنا خوفناک اثر ان مسلمانون پر پڑ رہا ہے جن کا تعلق ہمارے مبارک اور الٰہی سلسلہ سے نہیں ہے آج زمانہ کی دہریت اور مذاہب باطلہ اور زمانہ کی ناپاک سوسائیٹون کے زہر سے بچنے کے لئے یہی سلسلہ ایک حصن حصین ہے حضرت امام ہمام مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کو ذوق اور بصیرت اور محبت سے پڑھنے والے ہی ایک قوم ہین جن پر دساوس کا شیطان سلطان اور غلبہ پا نہیں سکتا مجھے اس خط کو پڑھ کر بڑا رنج آیا کہ ان سوالات کی کوئی اتنی بڑی ہستی نہین کہ ایک مومن قلب کو ذرا بھی جنبش دے سکین۔ مگر اس شخص اور اس کے امثال کی تسکین قلب کے لئے ضروری سمجھا گیا کہ ان کا جواب لکھا جائے۔ مین اعتراف کرتا ہون۔ کہ حضرت امام علیہ السلام کی کتابون کو جن لوگون نے بالاستیفا پڑھا ہوگا وہ جستہ جستہ مقامات میں ان سوالوں پر روشنی پڑی ہوئی دیکھینگے مگر مین نے زمانہ کے مذاق کو مدنظر رکھکر ان پر یکجائی اور مفصل بحث کرنی ضروری سمجھی۔ اور اسیطرح ارادہ کیا ہے کہ ستیارتھ پرکاش کے اس حصہ کا جواب بتدریج شایع کیا جائے جو قرآن کریم کے خلاف لکھا گیا ہے مگر توفیق اللہ تعالےٰ سے پیدا ہوتی ہے خدا تعالےٰ اس کام مین میری مدد کرے اور مجھ سے یہہ خدمت لے۔

والسلام

عاجز عبد الکریم۔ ۱۷ر اکتوبر ۱۹۰۱ء

پانچ سوالوں کا جواب

سوال۔ خدا تعالیٰ کا قرآن کریم مین بار بار قسمین کھانا کیا معنے رکھتا ہے۔

جواب۔ اس کے لئے اول غور کرنا چاہیے کہ کیا قسم درحقیقت کوئی مکروہ اور غیر مالوف شئے ہے؟ اس بات کو کون نہیں جانتا کہ لا معلوم زمانون سے متمدن قومون مین بہہ متعارف رواج جاری ہے بنی اسرائیل کے مقدس صحیفون مین۔ ان کی قوموں مین۔ عیسائیوں کے مقدس صحیفون مین ان کی قومون مین اب تک یہہ شایع ذایع رسم ہے عیسائیوں کے پولٹیشنوں نے بڑی کوشش اور سچی جانفشانی سے پولٹیکس (امور سیاسیہ) کو مذہب سے جدا کر لیا مگر **قسم** کا مسئلہ ان سے خارج نہ ہو سکا۔ سرکاری ذمہ داریوں کے نازک عہدون پر متمکن ہونے سے قبل قسم کھانی لازم قرار دی گئی ہے چیف کورٹ کے لائق ججون کو اپنی ڈیوٹی کا گون پہنتے وقت **حلف** اٹھانی پڑتی ہے والسرا پابند ہے کہ اپنے بزرگ منصب پر فایز ہونے سے پہلے غلیظ قسم اٹھائے۔ ہمارے مکرم معظم بادشاہ ایڈورڈ ہفتم کو زمام سلطنت ہاتھ مین لیتے وقت قسم اٹھانی پڑی۔ کچہریون مین بڑی الجھن اور تاریکی کے وقت اصل حقیقت پر روشنی ڈالنے اور دراز خصومت کو کوتاہ کرنے کے لئے **قسمین** قانوناً مقرر کی گیئن۔

اس تعامل پر جو مختلف قوموں اور مذہبوں اور تمدنون مین باوجود آپس کے شدید اختلافات کے پایا جاتا ہے سرسری نگہ ڈالنے سے بہی اطمینان قلب سے یہہ نتیجہ ہاتھ آجاتا ہے کہ فطرت کے خالق کیطرف سے اصل خلقت اور خمیر جبلت مین قسم کی عظمت مرکوز اور مجبول کی گئی ہے اور علی العموم قسم معیار ہوتی ہے قسم کھانیوالے کی صداقت اور حقیقت کا۔ اگر استمراراً اور عادتاً جھوٹ اور دغا اور مغالطہ اور جعل بھی صدق اور حق کیطرح نزاع اور خصومت کے مبدأ مین خم ٹھونک کر پوری جرأت سے **قسم** کھاتے اور یون صدق کو شکست دیا کرتے اور آخرکار اس ذریعہ سے حق و باطل ملتبس ہو جاتے اور قسم سے حق کی تحقیق اور اظہار مین کوئی مدد نہ ملتی تو انسانی نظرتیں ایسا سچا اور لا اختلاف اتفاق اس مسئلہ پر نہ کرتین۔ اور اقلاً یہہ بات تو ضرور ہوتی کہ آج کل کی یورپین قومین یا نصرانی قومین جو اپنے منہ کے دعوے کے موافق رسمی شریعت سے بیزاری ظاہر کرتی ہین۔ اس بھاری جوئے سے اپنی گردنیں نکال لیتیں ہیں اس بیان کے سننے اور ان حالات کے سمجھنے کے بعد اگر انصاف کیا جاوے تو کوئی حق نہیں رہتا اور نہ ہی جائز موقع ملتا ہے کہ وہ لوگ اس مسئلہ قسم پر نکتہ چینی کی زبان کہولیں جو اس زمانہ کے تمدن کی ہوا کو پوری صحت بخش مانتے ہیں اور رات دن انہیں میدانوں میں اور پارکوں اور باغوں میں جسمانی عافیت کے لئے ہوا خوری کرتے ہیں۔

غرض پہلی شق بڑی صفائی سے حل ہو گئی اور واضح ہو گیا کہ قسم انسان کی فطرت صحیحہ کے خواص سے ایک خاصہ ہے اور سچے اور روشن تمدن نے ہر زمانہ میں انسانی اجتماع کی فلاح کے لیے اس مسئلہ پر بلا اختلاف عمل کیا ہے اور یہ بھی کھُل گیا کہ واقعی یہ اصل انسان کے معاملات کے انتظام میں ازبس مفید ثابت ہوئی ہے۔

اب ہم دکھاتے ہیں کہ قرآن کریم کی قسموں کی حقیقت کیا ہے؟ اور نظام نبوت نے اس آلہ سے کیا فائدہ اٹھایا ہے؟

واضح رہے کہ قسم سے دو عظیم الشان فائدے قرآن کی صداقت اور حقیقت اور نظام نبوت کو حاصل ہوئے ہیں۔ اول خاص اور مختص القوم فائدے دوم عام فوائد

عرب کی فطرت میں یہ اعتقاد راسخ کیا گیا تھا اور انکی روحوں کو پوری لذت سے پلایا گیا تھا کہ نعوذ قسمیں کھانے والے تباہ ہو جاتے ہیں اور ان کے مکان اور بلاد ویران ہو جاتے ہیں

چنانچہ ان کا یہ قول مشہور ہے

ان الایمان تدع الارض بلاقع

یعنی قسمیں آخر ملک کو ویرانہ بنا کر رہتی ہیں اور فی الحقیقت سے بھی یونہی۔ عربوں کی صحیح اور سچی فطرت کا ہی یہ میلان نہ تھا بلکہ واقعات خارجیہ ہمیشہ اس امر کی شہادت دیتے رہے ہیں کہ غلط یا جھوٹی قسم کھانے والا جلدی یا دیر سے تباہ اور برباد ہو جاتا یا آج کل کے عرف کی اصطلاح میں ہم یوں کہدیں کہ اپنا عتبار کھو دیتا اور شریف اور وضیع دونوں کی نگاہوں میں خفیف ہو جاتا ہے۔ پھر اس انسان کا کیا حال ہو جو ایک طرف تو اپنی عظمت کا سکہ دلوں پر بٹھانا چاہتا ہے اور دوسری طرف اپنی عظمت کی تائید میں لغو قسموں کو لاتا ہے کس قدر فضیحت اور خجالت اسے ہوگی جب سب پر کھل گیا کہ وہ جھوٹا اور طبل تہی تھا۔

اس مسلم اعتقاد اور متعارف عقیدہ کی بنا پر عرب کی قوموں نے بڑی صفائی سے دیکھ لیا کہ قرآن کریم نے اور اس کے لانے والے نے عزت اور احترام میں کس قدر ترقی کی۔ اور انہیں وہ سچی اور پوری کامیابی حاصل ہوئی کہ جس کی نظیر کسی قوم کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اور اس طریق سے ثابت ہو گیا کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سچی اور قرآن حق ہے۔ سنو اور غور سے سنو کیسا نازک موقع ہے اور دل کو خصوصاً اس دل کو جس میں کوئی خامی کی رگ اور کذب کا داغ ہو کس قدر کپکپا دینے والا موقعہ ہے۔ جبکہ بہادر اور غیرت مند قوم آپ سے پوچھتی ہے۔

ویستنبئونک احق ھو قل ای و ربی انہ لحق وما انتم بمعجزین

یعنی یہ مخالف تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا وہ پیشگوئی جو ان کے ہلاک اور اپنی کامیابی کے بارہ میں تو کرتا ہے حق ہے؟ تو اس کے جواب میں کہہ کہ ہاں ہاں مجھے اپنے رب کی قسم وہ یقیناً واقع ہوگی اور وہ حق ہے اور تم اپنے زور و طاقت سے قادر خدا کو مغلوب اور عاجز نہیں کر سکو گے۔

اب غور کرو اگر یہ باتیں جو قسم سے پختہ اور پر زور کی گئی ہیں صدق و وقوع سے اپنی حقیت پر مہر نہ لگا دیتیں تو کیا اس جلیل الشان نبوت کا سارا تار و پود ادھڑ نہ جاتا۔ جس نے صاف لفظوں میں دعویٰ کیا کہ وہ تمام نبوتوں کو ختم کرنے والی اور تمام صداقتوں کی جامع نبوت ہے اور ساری گذشتہ کتابیں یہودیوں کی اور عیسائیوں کی پارسیوں کی اور چینیوں کی اس کے مقابل پر کہ بات کی صاف اور سیدھی راہ بتانے سے قاصر اور عاجز ہیں۔ ممکن تھا کہ عندالکافی قوم کے سوال پر اتنا ہی کہدیتا کہ ہاں وہ حق ہے مگر فطری شعور اور احساس صداقت نے پر جوش تحریک کے مقابل جو قوم کے سوال سے پیدا ہوئی تو ناس سچے اور خالص جوہر (قسم) کو جواب کے پر زور اور موثر بنانے کے لیے تحریک دی جو صحیح فطرتوں میں خالق حکیم کے خاص ارادہ سے امانت رکھا گیا ہے اب اس دوہری صداقت نے یعنی سچی فطرت کے باشعور زور اور شوکت نے اور پھر خارجی وقوع نے ہمیشہ کے لیے گواہی دیدی کہ

قسم درحقیقت معیار اور مایہ ناز
ثبوت ہے ایک مدعی کی صداقت کا

دوسری بات یعنی عام اور عظیم الشان فوائد قسموں سے کیونکر حاصل ہوسے؟ اس کی تفصیل یوں ہے کہ قرآن کریم ایک کتاب ہے جس نے تمام گذشتہ کتابوں سے بڑھکر یہ کام کیا کہ ہر ایک دعویٰ کے ساتھ دلائل بھی دیے اس بزرگ کتاب میں الوہیت اور نبوت اور معاد وغیرہ مسائل کے متعلق کوئی دعویٰ نہیں جس کے ساتھ قاطع دلیل موجود نہ ہو۔ گذشتہ کتابوں میں یہی نقص تھا کہ ان کی باتیں تحکم اور دعویٰ سے زیادہ نہ تھیں۔ اور الہیات کے نازک مسئلوں پر جو پیار اور کاوش کرنے والی طبیعتوں کو بھی کوئی برہان نہیں ملتی تھی۔ یہ عذر کیا جا سکتا ہے کہ ابھی وقت نہیں آیا تھا کہ ان زمانوں کی طبیعتیں دلائل اور براہین کو سمجھ سکتیں۔ اور ان کی وحشیانہ فطرتیں مجرد دعویٰ اور نرے تحکم پر قناعت کر جاتیں اور اس لیے حکیم خدا کی مصلحت نے نہ چاہا کہ علوم نافعہ کے فیضان انپر کرے۔ کچھ ہی ہو اور کوئی باعث ہو امر واقعی یوں ہی ہے کہ قرآن کریم سے پہلے کسی مذہب کی کوئی کتاب نہیں جس نے دعویٰ بھی کیا ہو خود ہی اور بڑی تحدی سے دعویٰ کیا ہو اور پھر خود ہی اپنے اندر زبردست اور شافی اور مسکت دلائل بھی دیے ہوں۔ کیا **وید** کو طاقت ہے؟ کہ وہ اس فخر کا استحقاق جتائے مثلاً اول تحدی کرے کہ **نیوگ** کا مسئلہ حق ہے اور نظام عالم کے لیے یہ مسئلہ ازبس ضروری ہے کہ ایک عورت زندہ اور قوی شوہر کے ہوتے ہوئے اس کی آنکھوں کے سامنے اولاد کی خاطر ایک اوپرے مشٹنڈے سے ہم بستری کرے اور گیارہ بچوں تک بیج لینے کے لیے پوری جرأت اور صفائی سے اس کے پہلو کو گرم کرے اور پھر پاک اور باغیرت وید نے اس مسئلہ کے مخالفوں کی حق میں انذاری پیشگوئی کی ہو۔ اور پھر براہین قاطعہ اور حجج ساطعہ سے ثابت کر دکھایا ہو۔ کہ اس مقدس رسم میں یہ فوائد ہیں یا مثلاً وید نے اپنے الفاظ میں تحدی اور دعویٰ کیا ہو کہ خدا اور مادہ دونوں انادی ہیں اور خدا خالق کسی شے کا نہیں اور پھر اس کے دلائل بھی دیے ہوں۔

مگر

نہیں وہ مردہ کتاب ہر سالہا سال دراز سے اس کی زبان کٹ گئی ہے اور اب مانا گیا ہے کہ اس گونگے کی بولی سمجھنے والا کوئی نہیں ہاں گونگے کی ماں (اگنی وایو) ہی ہو جو گونگے کی بولی سمجھے۔ کالجوں اور سکولوں کے نوجوان ہندو انگریزی پڑھ کر جیاں اور سپیچیں کرتے ہیں۔ اور یورپ کے مہذب اترا تے ہیں انہیں قومی مصلحت نے یہ سمجھایا کہ مردہ وید کی طرف سے آپ ہی وکیل بنکر بولیں اور وہ چاہتے ہیں کہ اندر سے خالی ممی کو پر تحریک عجائب خانہ میں رکھیں ان کو فاتح اور جری قوموں کی نقل پر یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ قلمی زمانہ میں وہ بھی تبلیغی اور دعوت کرنیوالی قوم بنیں وہ وید وید پکارتے ہیں مگر کیا ہی خوب ہو جو الہیات کے بڑے اور ضروری مسئلوں سے ایک ہی مسئلہ کے متعلق وید کا اپنا دعویٰ صاف لفظوں میں اور پھر اسپر اسی کے اپنے الفاظ میں دلائل بیان کریں ہمیں پاس ہے کہ خدا کے لیے کوئی قوم اس خصوص میں ہماری کتاب مجید کا مقابلہ کرے اور ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ ساری کتابیں

اس بارہ میں بے برکت اور گنگی اور انہی ہیں بجائے اس کے کہ ہندو نوجوان لفرہبیا کی تعلیم و تربیت سے فائدہ اٹھا کر اسلام پر نکتہ چینی کرکے اپنے تئیں مردہ وید کا دلیر اور بولنے والا وکیل ملتے پر فخر کریں انہیں مناسب ہے کہ ایک دفعہ اس مردہ کو بھی بلوائیں اور چاروں ویدوں کا عبارات اور لفظی ترجمہ شائع کردیں۔

ہاں

تو پھر انجیل کا دل گردہ ہے کہ اس میدان میں قدم رکھے مثلاً انجیل صاف اور صریح لفظوں میں پر تحدی دعویٰ کرے کہ عورت کا بیٹا خدا ہو سکتا ہے اور پھر اپنے ہی الفاظ سے براہین قاطعہ کے ساتھ ثابت کرکے کہ اس کی الوہیت کے یہ دلائل ہیں اور سمجھے یہ ممتاز اور وہ فوقی خواص ہیں جو بنی نوع انسان میں پائے نہیں جاتے مگر نہیں اس مردہ کتاب میں یہ جرات کہاں۔ اسی نقص اور بے برکتی کا یہ اثر پڑا ہے کہ یورپ میں مذہبی آزادی اور دہریت کی وبا پھیل رہی ہے اور ان کتابوں کی بنا چونکہ کہانیوں اور مادی اور حسی کراماتوں اور شعبدوں پر تھی ضروری تھا کہ ان پر موت آجاتی۔ وہ چند قصے کراماتوں کے اندھوں کے علاج اور مبروصوں کے اچھا کرنے اور جنوں بھوتوں کے نکالنے کے متعلق جو متی لوقا۔ مرقس اور یوحنا مورخوں کی داستانوں میں مذکور ہیں کیا علمی اور عقلی زمانہ میں بابرکت اور قابل وقعت رہ سکتے ہیں؟؟! جبکہ علوم طبیہ کے کمال اور اکتشافات جدیدہ کے عروج نے آج ان سے بڑھ کر کرامتیں دکھا دی ہیں۔ اور وید کی آگ پرستی اور ہوا پرستی اور ہر قسم کی مادہ پرستی علوم حقہ کے مقابل کبھی ٹھہر سکتی ہے؟

غرض

قرآن کریم کی نسبت خداوند کریم نے ارادہ کیا کہ آخر تک زندہ بابرکت اور ہادی کتاب رہے اس لیے ہمیں اپنی علمی اور عقلی معجزوں پر زور دیا۔ اور ہر ایک صداقت کا مدار کار انکو ہی ٹھیرایا۔ قرآن کریم کا لازوال معجزہ جس کی نقل کوئی ساحر اتار نہیں سکتا اور تمام علوم حقہ اور فنون صادقہ اسکے جلال کے آگے سرنگوں ہوجاتے ہیں اور سب سے فخر ہے کہ قیامت کی ہولناک گھڑی تک مبارک اور سرسبز رہے یہی ہے کہ اس نے الھیات کے تمام ضروری مسائل کو براہین قاطعہ سے مدلل اور مبرہن کیا ہے اور کسی بات کو قصہ کی حد تک رہنے نہیں دیا جنکو کہ اسپر سچے اور لذیذ علم کا رنگ نہیں چڑھایا اتنا کام تو کیا ان پاک اور بھوکی روحوں اور دلوں کے سیر اور مسرور کرنیکے لیے جنہیں سچے علوم کی پیاس اور بھوک لگی رہتی ہے اور ایک دوسری جنس کے مرعوب کرنے اور جمالی علوم کی تائید میں جلالی اقتدار اور قہاریت کے اظہار کیلیے معجزات اور خارق عادت کاموں کو قہری اور جلالی پیشگوئیوں میں محدود اور منحصر کیا قرآن کریم میں ہمارے نبی کریم رحیم خاتم الانبیا علیہ الصلوۃ والسلام کی اثبات نبوت میں لوگوں کو اسطرف توجہ نہیں دلائی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مٹی کی چڑیاں بناتے ہیں یا جسمانی بیماریوں کا علاج ایک طبیب اور ڈاکٹر کی شکل میں کرتے ہیں یا جن بھوت نکالنے اور جنتر منتر کرنے میں بڑے ماہر ہیں یا پانی کو شراب بنا سکتے یا انسان سے بھوتوں کو نکال کر سوروں کے گلہ میں داخل کرسکتے ہیں۔ یا ایک لاٹھی کو سانپ کی صورت میں تبدیل کرسکتے ہیں اس لیے کہ ان باتوں کی ترکیب میں موت کے قابل مادہ رکھا ہوا تھا۔ اور یہ محقق المقام اور مختص الزمان باتیں تھیں جن کے وجود اور آثار کے مٹ جانے کے لیے بہت جلد وقت مقدر تھا چنانچہ تھوڑے عرصہ کے بعد زمانہ نے نیا چولا بدلا اور لمبی نیند سے آنکھ کھولی اور علوم جدیدہ کی روشنی سے فضائے عالم منور ہوئی۔ ساحروں یعنی علوم مادیہ حسیہ کے ماہروں نے جو آسمان سے کوئی رشتہ اور تعلق نہیں رکھتے ان سب کاموں میں ید بیضا پیدا کیا۔ مادر زاد اندھے اب علاج سے بینا ہوئے۔ بڑے خطرناک مبروص بھی شفایاب ہونے لگے۔ کوڑھی بھی اچھے ہوئے۔ آسیب زدہ (ہسٹیریا کی بیماری میں مبتلا جنہیں توہمات کے گرویدوں نے بھوتوں سے آسیب زدہ مانا ہے) شفایاب ہوئے۔ سخت ناقص کتاب اور تاریک زمانہ کی مخصوص ہدایت نے ایسے معجزات پر حقیقی معجزات کی وقعت پر پانی پھیر دیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ علی العموم معجزات کا انکار کیا گیا اور ان باتوں کے منکر کو بڑا دانشمند سمجھا گیا۔ چونکہ یہ ناقص کتاب (انجیل) ان توہماتی ہتھیاروں کے دباؤ اور رعب سے ایک اور عجیبی چیز یعنی خدا کو منوانا چاہتی تھی اور پھر بدقسمتی سے اسے بھی ناتوان انسان کی صورت میں پیش کرتی تھی آخر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا کو ماننا بھی عقل و دانش کے خلاف سمجھا گیا اور یہ یورپین پبلک جہاں تک پھیلی اسلام کے نادان خیر خواہوں نے بھی اسپر زور دیا اور فخر کیا کہ قرآن کریم کسی معجزہ کا دعویٰ نہیں کرتا۔

غرض

قرآن نے پیشگوئیوں کو علامت صداقت نبوت ٹھیرایا اس کے معنی یہ ہیں کہ باوجود ضعف اور ناتوانی اور بے سامانی اور ہر قسم کے مادی اسباب سے خالی ہونے کے ہر حال میں دشمن کے خذلان اور اپنی نصرت کی قاہرانہ مقتدرانہ لہجہ اور تحدی میں قبل از وقت خبر دینا۔ اور پھر واقعات خارجیہ یعنی قانون قدرت کا اسکی صاف شہادت دینا یہ ایسا علمی اور عقلی معجزہ ہے کہ علوم کی پیاسی طبیعتیں ہر زمانہ میں اس سے سیراب ہوسکتی ہیں اور کوئی ساحر یعنی جھوٹا صناع یا منجم یا رمال یا جفار یا کسی قسم کا مادی مواجد اپنی کسی قسم کی سترنگی اور چالاکی سے اس کی نقل نہیں اتار سکتا۔ اور یہ ایسے مدعی کو کسی زمانہ اور میدان میں شکست دیسکتا ہے قرآن کریم ایسی جلالی پیشگوئیوں سے بھرا پڑا ہے اور یہی ایک زندہ اور مصفا آئینہ ہے

جس میں ہم ہی قادر متکلم خدا کا چہرہ نظر آسکتا ہے اور یہی ایک یقین اپنا ہے

اسلام اور دوسرے مذاہب باطلہ میں !

وید انجیل توریت اور دیگر مذاہب باطلہ کے حامی اور ان کی مردہ کتابیں ایسے نشانوں سے پیش کرنے سے عاجز ہیں - وید کی بے برکتی اور بے ثبوتی نے یہ اثر کیا ہے کہ ہندو نوجوان انگریزی خواں اس اقرار میں فخر سمجھتے ہیں کہ وید میں کوئی پیشگوئی نہیں اور انجیل کے ماننے والے اور یسوع مصلوب کے پرستار اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ لہو ولعب کے معجزے ختم ہوگئے اب ان کی نہ تو ضرورت ہے اور نہ ہی کوئی ان پر قادر ہو سکتا ہے - مگر قرآن نے جیسا اپنا سارا مدار قاہرانہ پیشگوئیوں پر رکھا ہے یہی دعوی

کیا کہ اس کی تعلیم اور معجزات مرجانیوالی چیزیں نہیں

کہ ایک زمانہ میں تو ہیں اور دوسرے زمانہ میں ان کا نام و نشان نہ رہے اور دعوی کیا کہ علمی معجزہ اور صداقت کی نشانی یہی ہے کہ حی و قیوم خدا کی طرح ہر زمانہ میں اسکی نظیر پائی جاوے نہ یہ کہ پہلی مخاطب قوم کے بعد آئندہ آنے والی نسلوں کو محض تحکم اور زور سے قصہ کے رنگ میں ایک بات منوائی جاوے

قرآن کریم کے اس جلیل دعوی کے ثبوت کو سر سبز دکھانے کے لیے ہمارے زمانہ میں خدا نے

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

کو مبعوث فرمایا جنکو فخر ہے کہ یہ اصطلاحیں یعنی زندہ اسلام - زندہ کتاب - زندہ خدا - زندہ رسول - زندہ زبان - آپ ہی کے وجود باجود کے واسطہ سے شائع ہوئے ہیں حق تعالی کی برکات و انعامات جو خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پاک وارثوں تک سارے راستبازوں کے شامل حال ہوتے رہے ہیں آپ کے شامل حال ہوں یہی بات تو تذبذب آ پڑی تھی دور نکل گئی

و للناس فیما یعشقون مذاہب

غرض منجملہ قرآن کریم کے ان اسلوبوں اور منہاجوں کے جو اس نے دعاوی کو دلائل سے موکد کرنے کے لیے اختیار کیے ہیں ایک یہ طریق

قسم کا بھی ہے

قرآن کریم کی قسموں کی فلاسفی یہ ہے کہ وہ ایک نظری اور عقلی چیز کو فہموں اور ذہنوں کے قریب کرنے کے لیے بدیہیات اور محسوسات کا سلسلہ پیش کرتی ہیں اور اس طرح روحانی علم کو جس کے سمجھنے میں عام طبائع پر بہت مشکلات پڑتیں اور غیر مرئی اور اس عالم سے ورا اشیا کو جن کا ادراک اور احاطہ آسان کام نہ تھا حسی نظاروں کے رنگ میں لاکر دکھاتی ہیں

اس سے ایک دانا دل جو علوم کا پیاسا ہے سمجھ سکتا ہے کہ کیسا عجیب اور نازک اور مفید کام قرآن نے کیا ہے

اب ہم قرآن کریم کی بہت سی قسموں میں سے نمونہ کے لیے ایک دو قسمیں پیش کرتے ہیں اور دکھاتے ہیں کہ کیسا بیش بہا خزانہ اس ذریعہ سے طالبان حق کو مل سکتا ہے اور یہ راہ علوم عالیہ حقہ کی اشاعت اور تفہیم کے لیے کیسی عجیب اور قریب راہ ہے

اول ہم اس قسم کو لیتے ہیں جسے ہم نے مضمون کے اثنا میں لکھا ہے اور وہ یہ ہے -

ویستنبؤنک احق ہو قل ای وربی انہ لحق وما انتم بمعجزین ۰

اور پوچھتے ہیں (اے محمد) اس پیشگوئی کی نسبت دریافت کرتے ہیں کہ وہ سچ مچ واقع ہوگی ؟ تو کہہ ہاں ہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے وہ ضرور ضرور پوری ہوکر رہے گی - اس بیان کی توضیح اور صفائی کے لیے اول اس پیشگوئی کو لینا چاہیے جو کفار مکہ کی نسبت کی گئی اور وہ یہ ہے

قل ارایتم ان اتکم عذابہ بیاتا او نہارا ماذا یستعجل منہ المجرمون - اثم اذا ما وقع امنتم بہ الئن وقد کنتم بہ تستعجلون - ثم قیل للذین ظلموا ذوقوا عذاب الخلد ہل تجزون الا بما کنتم تکسبون

اے پیغمبر ان سے کہہ کہ تم خوب غور کرکے اس کا جواب دو - کہ اگر خدا کا عذاب راتوں رات تم پر ٹوٹ پڑے یا دن کے کسی حصہ میں نازل ہو جاوے اور اسے واقع ہونا تو ہے ہی تو پھر مجرم اس کے وقوع کے لیے اتنی شتاب کاری کیوں کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اب سر پر آجاوے - کیا جب وہ سر پر آپڑا تب ہی اسکا یقین تمہیں آئے گا پھر ہم افسوس کرینگے کہ اب تمہیں اس کا یقین آگیا اور تو اس کے وقوع کو ہنسی سمجھ کر محض طنز سے کہا کرتے کہ جلدی اس عذاب کو لاؤ - پھر اس سزا کے واقع ہونے کے وقت ظالم منکران حق کو کہا جائیگا کہ اب ہمیشہ کے لیے سزا کا مزا چکھو یہ ہے سزا تمہاری اپنی ہی کرتوتوں اور شوخیوں کی - یہ آیتیں سورہ یونس کی ہیں جو مکی سورۃ ہے - ان میں پر زور تحدی اور دعوی ہے جسکے زور اور شوکت کے مقابل بشری قوی ٹھہر نہیں سکتے - مخالفوں کو کہا گیا کہ تم ضرور ہلاک ہو جاؤ گے اور عنقریب وہ وقت آتا ہے کہ تم دیکھلوگے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ کی اقتداری باتیں کیونکر پوری ہوتی ہیں اس عظیم الشان جلالی پیشگوئی کی قدر و عظمت کے سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ دیکھا جائے کہ پیشگوئی کرنیوالے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی کیا حالت ہے اور آپ کے اعدا کی کیا صورت ہے مکہ کی زندگی کو پڑھ کر دیکھلو - پاک اور

مصنوعی تاریکیں منقشا گواہی دیتی ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیسے بے سامان ناتوان اور ہر قسم کے مادی اسباب سے تہیدست تھے۔ دشمن اپنے زور اور شوکت اور جمعیت اور مادی اسباب پر بھروسا کر کے آپ کے استیصال کے لیے مکاید اور تدبیریں سوچتے اور آپ کو اور آپ کے ناتوان اور بے سامان پیرودں کو سخت دکھ دیتے۔ جب ان کو آنحضرت جیسے ظاہر بے سامان شخص نے قہری اور بلند الفاظ میں یہ سنایا کہ تم پر آسمان سے فتویٰ لگ گیا ہے۔ کہ میرے مقابل تم نیست و نابود ہو جاؤ گے۔ ضروری تھا۔ اور عادتاً ایسا ہونا لازم تھا۔ کہ وہ اپنی حالت اور مدعی کی صورت کو دیکھکر بڑے استخفاف سے اس دعویٰ کو دیکھتے۔ وہ دیکھتے تھے کہ دو حریفوں میں مقابلہ ہے۔ اور دونوں کی طاقت میں کوئی نسبت نہیں وہ جانتے تھے کہ جنگ میں کامیابی اور ایک فریق کی ہزیمت کے کیا اسباب ہوتے ہیں اور اس لحاظ سے آنحضرت کو محض بے سامان دیکھتے تھے۔ آسمان کی طرف انکی نگاہ نہ تھی اور یہ بات ان مادی لوگوں کی نگاہ میں جو اس زمانہ کے میٹریلسٹوں کی مانند ارضی حجابوں سے باہر نہیں جاتے تھے۔ ہرگز نظر آتی نہ کہ مدبر حقیقی اور قادر متصرف کی طرف سے ایسے قدرتی اسباب جمع ہو جائیں گے کہ غالب مغلوب اور قوی ضعیف کر دیے جائیں گے وہ استہزا سے آنحضرت کو کہتے کہ وہ تمہاری عذاب کی دھمکی کب پوری ہوگی اور کب آسمان سے پتھر ہم پر برسیں گے قرآن کریم کے متعدد مقامات میں اس قسم کا مضمون آیا ہے۔

غرض ان مادہ پرست اور خدائی طاقتوں یا نبوت کے رازوں سے غافل لوگوں کو اس خوفناک سزا کی گھڑی کا راز جو ہنوز مخفی اور غیر مرئی چیز تھی اور مادی اسباب کے خلاف ایک دھمکی دکھائی دیتی تھی۔ سمجھانا مقصود تھا اور یہ ذہن نشین کرنا تھا کہ آنحضرت ضرور کامیاب ہونے کے لیے پیدا ہوئے ہیں اور آپ کا دشمن ہلاک ہو جائے گا۔

اس نظری دعوے کے ثبوت میں یہ قسم پیش کی گئی ہے **وَرَبِّیْ** اسکی تفصیل اسطرح ہے کہ نبوت ربوبیت کے فیضان سے ہے جس طرح خدا تعالیٰ کے اسم رب نے انسانوں کی جسمانی تربیت کے لیے ہر قسم کے ضروری سامان عطا کیے اسی طرح اس کی ربوبیت کے فیض نے نجات ابدی یعنی روحانی نظام کی تربیت اور اصلاح کے لیے سلسلہ نبوت کو قائم کیا خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی جگہ اثبات نبوت کیلیے اپنے اسم رب کو واضح اور محکم دلیل گردانا ہے باوجود نبوت کی اسقدر ضرورت اور بقائے عالم کے اسباب میں سے ایک قوی سبب ہونے کے بھی ناقدرشناس اور کافر نعمت لوگ اس کی ایذا اور استیصال کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ اس کامل نبوۃ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ظالم دشمنوں نے ایسے ہی ارادے کیے اسپر خداوند عالم اور قادر غیور کے اسم رب کو جو نبوتوں کا مقرر کرنیوالا اور اپنے جلال کے اظہار کے لیے ان کا حامی اور مولا ہے۔ گواہ لایا گیا۔ یعنی ان ہستی کے دشمنوں کو وعید اور انذار کے طور پر یہ بتایا گیا کہ میرا رب گواہ ہے کہ تم ضرور ہلاک ہو جاؤ گے اور اس لیے کہ اس کی ربوبیت نے اپنے اغراض و مقاصد کی تائید و اشاعت کے لیے مجھے رسول اور نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اور تم میرے تباہ کرنے کے درپے ہو لہٰذا ضروری ہے کہ غیرت ربوبیت اپنے مربوب کی حمایت میں جوش زن ہو۔ اور بیداد گروں کی خانہ براندازی کرے۔ قرآن کریم کے اس نظام میں اگر کوئی دہریہ اور نیچرلسٹ بھی خواہ کتنا ہی بیباک ہو غور کرے تو سے اس اعتراف سے چارہ نظر نہ آئے گا کہ لاریب یہ خدائے مقتدر کا پاک کلام ہے اس لیے کہ ناتوان انسان کے محدود العلم ضعیف قویٰ کی رسائی سے باہر ہے۔ کہ ایسی انذاری غیب کی خبر دے اور وہ پوری ہو جائے

دوسری مثال **فوربک لنحشرنھم** والشیطین ثم لنحضرنھم حول جہنم جثیا۔ اسی سے پہلے ہے **ویقول الانسان ءاذا ما مت لسوف اخرج حیا اولا یذکر الانسان انا خلقنٰہ من قبل ولم یک شیئا** (سورہ مریم) اور انسان (دوبارہ جی اٹھنے اور اعمال کی جواب دہی کا منکر) کہتا ہے (تعجب اور انکار سے) کہ کیا میں مر جانے کے بعد پھر دوبارہ زندہ کر کے زمین سے نکالا جاؤں گا۔ تو کیا اس منکر انسان کو وہ وقت یاد نہیں رہا کہ ہم نے پہلے اسکو پیدا کیا اور یہ کچھ بھی نہ تھا سو ہم (اے محمد) تیرے رب کی (یعنی اسم رب کی جس نے تجھے پال پوس کر اور اپنے اغراض و مقاصد کے لیے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے) قسم کھا کر کہتے ہیں۔ کہ ہم ان منکروں اور ان شیطانوں کو ضرور ضرور اپنے حضور میں اکٹھے کرینگے اور پھر ان سب کو نہایت ذلت کے ساتھ جہنم کے گرد لا حاضر کریں گے۔ اس قسم کا مطلب بھی تھوڑے تامل سے صاف کھل جاتا ہے درحقیقت اس قسم کا اور اس سے پہلے قسم کا مقصد و مآل ایک ہی ہے بہر حال اس کی تفصیل اس طرح پر ہے کہ خداوند جل ذکرہ موت کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کے مسئلہ کو جو الٰہیات کے نہایت دقیق اور عمیق اور اہم مسائل سے ہے بڑے اور روشن اور بدیہی پیرایہ اور واسطے سے بیان فرماتا ہے۔ یہ مسئلہ معاد کا اور اسپر صدق دل سے ایمان لانا تمام نیکیوں کی جڑ ہے خدا تعالیٰ کے وجود کے تسلیم اور ضرورت کا اعتقاد بھی اسی سے پیدا ہوتا ہے کہ موت کے بعد دوسرے عالم کو تسلیم کیا جائے۔ اور وہاں کے ایلام و انعام کو واقعی اور یقینی مانا جائے۔ اس عظیم الشان اصل کے ثابت کرنے کے لیے خدا تعالیٰ کی زندہ کتاب قرآن کریم نے بہت سے مقامات میں گوناں گوں پیرایوں میں کلام کیا ہے اور اس مسئلہ کے ثبوت اور اس اعتقاد کی ضرورت پر حد سے زیادہ زور دیا ہے اور تمام نیکیوں کا محرک اور فلاح کا مدار آخرت پر یقین اور ایمان لانے کو ٹھیرایا ہے

جیسے فرماتا ہے و بالآخرۃ ھم یوقنون توریت میں جو مختلف مجموعوں سے ملکر ایک ضخیم کتاب بنی ہوئی ہے۔ مر کر جی اُٹھنے کے مسئلہ پر ذرا بھی روشنی نہیں ڈالی گئی۔ اس کا بہت برا نتیجہ یہ ہوا کہ یہودیوں کا ایک علم دوست اور فلسفی فرقہ جو صدوقیوں کے نام سے مشہور تھا قیامت کا منکر ہو گیا۔ انجیل میں بھی اشارات سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں۔ وید کی منحوس تعلیم نے تو یہ غضب ڈھایا کہ تناسخ کا مسئلہ نہایت ناکارہ اور ہر قسم کی سچی نیکی کی تحریک کو مٹا دینے والا اور سرے ہی سے خدا کی خالقیت اور مالکیت سے جدا اپنے والا ایجاد کیا۔ اس دشمن عقل مسئلہ نے جیسے معاد اور حشر کی ضرورت کو باطل کر دیا معًا خدا کی ہستی اور جامع صفات ہستی کی تعلیم اور ضرورت کے اعتقاد کو بھی کمزور کر دیا یا معدوم کر ڈالا لیکن ان سب مردہ کتابوں اور انکی ناقص یا مضر تعلیموں کے خلاف مبارک کتاب قرآن کریم نے اس نازک مسئلہ کو بڑے بڑے مضبوط دلائل سے ثابت کیا۔ چنانچہ اس مقام میں جسکی تشریح ہم کرنا چاہتے ہیں غور کرنی چاہیے۔ اس میں پہلے ایک شخص کا تعجب اور انکار زندہ ہو کر اعمال کے باز پرس کی نسبت بیان فرمایا کہ وہ اس بات کو ناممکن سمجھتا اور کہتا ہے کہ آیا میں موت کے بعد پھر زندہ کر کر میں زمین سے نکالا جاؤں گا! پھر اُس کے انکار اور تعجب کو رد کرنے اور دوبارہ مخلوق ہونے کی دلیل اُس کے اپنی بناوٹ اور عجیب و غریب خلقت سے دی اور فرمایا کہ تو اپنی خلقت میں غور کر کہ ایک زمانہ تجھپر آیا کہ تو کچھ بھی نہ تھا اور ہم نے تیرے ایسے قوی اور اعضا پیدا کیے کہ انسان کا اندازہ لگا یا جا سب کے سب اپنا اپنی ترکیب میں علمی نظام رکھتے ہیں۔ اور ہر ایک کی بناوٹ صاف صاف ایک عظیم الشان غایت پر دلالت کرتی ہے۔ تو اب کیا ہم قادر نہیں کہ تجھے نئی پیدائش کا لباس پہنائیں اور اب تو تو ایک تغیر اور تبدل کے سوا معدوم محض ہو چکا نہیں ہو گا۔ پھر اس کے بعد نہایت لذیذ اور روحانی دلیل جس سے عمدہ تر دلیل متحقق نہیں ہو سکتی بیان کرنے کے لیے اپنے اسم رب سے استدلال فرمایا۔ اس کے بیان دو پہلو ہیں۔ ایک تو یہی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لانا بھی ضروری ہے اور اس ایمان کی ضرورت چاہتی ہے کہ جی اُٹھنے اور اعمال کی باز پرس پر یقین ہو۔ اور نبوت محمدیہ ضرور تًا اس عالم میں ظہور فرما ہوئی ہے۔ اور اگر اس پر ایمان لانا ضروری نہ ہو اور وہ بیکار اور فضول سمجھی جائے تو خدا تعالی کے اسم رب پر حرف آتا ہے۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ انسان کی خلقت اور اس کے دل و دماغ اور تمام اعضا کی ترکیب میں بڑا سچا علمی سلسلہ پایا جاتا ہے اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہستی بڑی بھاری ذمہ داری کے لیے پیدا ہوئی ہے اور ایسا نہیں کہ شتر بے مہار کی طرح اس کے اعمال و افعال سے جواب دہی نہ لی جاوے۔ ہو ربوبیت کب تقاضا کر سکتی ہے کہ اس کا مخلوق مربوب اُس ہی سے قطعًا بے تعلق ہو جائے اور اسکی مرضیات اور جلال کا اظہار اس کے اعمال سے نہ ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ مخلوقیت کا تعلق ربوبیت سے بڑی واضح دلیل ہے بعث اور حشر پر و للہ الحمد

عاجز عبد الکریم عفی عنہ

تفسیر القرآن

کا

دوسرا پارہ زیر طبع ہے

اخیر نومبر تک اشاعت کی امید کیجاتی ہے پیشگی قیمت علاوہ محصول ۸/ مابعد علاوہ محصول ۱۲/

قصیدہ دعائیہ

از حضرت میر ناصر نواب صاحب دہلوی

فضل کا طالب ہوں میں رحمت کا ہوں امیدار
تو مرا مشکل کشا ہے تو مرا حاجت برار
تو مرا آرام جاں ہے تو مرا تسکین قلب
تو مرے دل کی تسلی تو مری جاں کا قرار
تو ہی رب العالمیں ہے تو ہی رحمن و رحیم
تو ہی مالک تو ہی خالق تو مرا پروردگار
ملجاو ماوا تو ہی ہے اور تو ہی پشت و پناہ
مال و دولت تجھپہ قرباں جان و دل تجھپر نثار
آل و اولاد و احبا تجھپہ سب قربان ہیں
تجھپہ جو ہووے فدا اُس کے لیے ہے افتخار
غنچہ لب اور گلبدن سب تیرے آگے ہیچ ہیں
سب چمن تجھپر تصدق اے مرے دل کی بہار
تیرے ہی ارض و سما ہیں تیرے ہی جن و ملک
تیرے ہی شمس و قمر ہیں تیرے ہی لیل و نہار
بحر و بر سب تیرے ہیں تیری ہی کل مخلوق ہے
ساری جھیلیں تیری ہیں اور تیرے ہی کل آبشار
کل جزیرے تیرے ہیں انکی عجائب بھی تیرے
قعر بھی تیرے ہیں اور تیرے ہیں سارے کوہسار
رنگ بھی تیری جسم تیرا ذرہ ذرہ ہے ترا
نیستی سے ہست کرنا ہے فقط تیرا ہی کار
تیرا یورپ اور اس کی کل کلیں تیری ہی ہیں
تیری ہی امریکہ ہے اور اسکا سارا کاروبار
تیری ہی افریقہ ہے اور اسکی وحشی نہج کر
ایشیا تیری ہے جسپر ساری دنیا ہے نثار
جس میں پیدا تو نے کل پیغمبر و مرسل کیے
آپ ہی تو جانتا ہے جنکا تعداد و شمار
جس میں ہے کہ مدینہ جس میں بیت القدس ہے
جسمیں تیرے حکم اُترے میرے مولا بار بار
تیری ہی رحمت کے فرشتوں کا ہوا جس میں نزول
آج کل بھی فضل کا تیرے ہے جس میں انتشار

جس میں تونے دشمنان دین کو غارت کیا
جسمیں تونے غرق اعدا کو کیا اور سنگسار
جسمیں ہے دنیا کی جنت جسمیں ہر کشمیر ہی
جسجگہ ہے حضرت عیسی کا مرقد اور قرار
ملک سارے تیرے ہیں اور تیری کل فرمانروا
کل جہاں کا تو ہے مالک ہے تیرا اختیار
پہول و پہل سب تیرے ہیں اور تیری سب کی باغ
ہیں گل و ریحان تیری تیری ہی جنگل کے خار
سب خزانے تیرے ہیں کل مال کا مالک ہی تو
ساری کانیں تیری ہیں جنمیں ہے دولت بیشمار
تو احد ہے تو صمد ہے لاشریک ولا زوال
تیری بندونکو نہیں آتی کسی میدان میں ہار
جسکا مولا تجہسا ہو شرمندہ وہ ہوتا نہیں
آزمائش ہو چکی ہے اس سخن کی بار بار
ابن آدم کو بنا بیٹھے ہیں جو تیرا شریک
اور اس غلطی پہ کرتے پہرتے ہیں وہ افتخار
ان کو بہی فضل و کرم سے دی صراط مستقیم
راز سارے کہولدے کر حقکو اسپر آشکار
خواہ حسرت کا ہو بیٹا خواہ وہ مریم کا ہو
بن نہیں سکتا کسی صورت سے وہ پروردگار
کہاتا پیتا موت آتی خدا ہوتا نہیں
اپنے بندوں سے خدا کہاتا نہیں ہرگز ہی مار
خود نہ سولی سے بچا اوروں کو کیا دیگا نجات
جو پہنسا ہے خود بہنور میں کیا کریگا اوروں کو پار
ایلی ایلی جو پکارے وہ نہیں فریادرس
خود رجو فریادی ہے اوروں کی سنیگا کب پکار
کچھ خدائی کا نمونہ بہی نہ وہ دکہلا سکا
اس سبب سے ان کے پیرو آجتک ہیں شرمسار
اے مری مولا تو اس اندہیر کو دنیا سے کہو
کر ہویدا اہل عالم پہ تو فرق نور و نار
میں ہوں عاجز تو ہے قادر میں ہوں بندہ تو خدا
تو علی ہے تو ہے اعلی میں ہوں ادنی خاکسار
میں ہوں ظالم میں ہوں خاطی تو ہے تواب و رحیم
سخت شرمندہ ہوں میں اور سے بڑہ کر شرمسار
دبگیا بارگنہ سے بہت گیا بوجہوں سے میں
میرے چہاتی پر گری ہیں رنج و غم کے کوہسار
درد دل کس سے کہوں تیری سوا جاؤں کہاں
جز تری مونس نہ کوئی اور نہ کوئی غمگسار
خواہ بخشو خواہ پکڑو ہے توہی مختار کل
فضل پہ تیرے ہے کل مخلوق کا دار و مدار
مہربانی کر عنایت کر ترحم مجہپہ کر
کیونکہ ہے بندوں پہ اپنے تو حلیم و بردبار

کیا کہوں تجہسے کہ تو ہے عالم سر و خفی
مجہسا کم ہوگا جہاں میں ناسزا و نابکار
تجہسا گر مولا نہ ہوتا میں تو ہو جاتا ہلاک
کیونکہ ہوں اولاد آدم کے لیے میں ننگ و عار
مجہکو آتی ہے گنا ہو نکی طرح توبہ سے شرم
اسقدر ٹوٹی ہے توبہ مجہسے اے رب بار بار
دے مری مضبوطی کو تو یا الہ العالمین
تاکہ ہر دم ہر گہڑی تجہسے نہوں میں شرمسار
نفس و شیطاں سے الہی ہیں تو عاجز آگیا
کردیا دامان تقوی ظالموں نے تار تار
ان شریروں کے مقابل پر مری امداد کر
مجہکو وہ قوت عطا کر جس سے لوٹیں انکو مار
تہک گیا ہیں وار انکی سہتی سہتی اے خدا
تو عطا کر مجہکو حربہ تاکروں میں اپنے وار
یاالہی تو مجہے انکی غلامی سے بچا
فتح و نصرت بہیجدے میری مولا میری یار
کر مری تائید تا میں اپنا بدلا ان سے لوں
جیسے ہیں پنجہ انکے ہوں پہنسا زار و نزار
بیکس و کشتی شکستہ ہوں الہی المدد
چار جانب ہے مرے دریائے ناپیدا کنار
دستگیری کر مری اس ڈوبتے کو لے بچا
کر مجہے اس بحر مہلک سے الہی جلد پار
تو پریشانی کو میری میری مولا جمع کر
دور کر خاطر کا میرے یاالہی انتشار
کر منور فضل سے میرے دل بے نور کو
کر مصفی اور مطہر دور کر گرد و غبار
چشم بینا گوش شنوا کر عنایت اب مجہے
اندہے اور بہرے کی سنلو اے مولا پکار
کر مجہے داخل تو اپنے بندگان خاص میں
کر مجہے تو نیک حال و نیک قال و بردبار
پاک کر دلکو مرے اور نیک کر میرے خیال
مومن صالح بنا کر دے مجہے تقوی شعار
تجہسے ہو امید مجہکو اور تجہی سے خوف و بیم
ہو طلب تجہسے تری اور تجہسے فریاد و پکار
زندہ رکہہ اسلام پر ایمان کی دے زندگی

اپنی الفت اور محبت میں ترقی دے مجہے
دین حق پر یاالہی کر مجہے استوار
خوف تیرا ہو محبت تیری ہو تیرا خیال
ذکر تیرا ہر گہڑی ہو یاد تیری بار بار
فکر ہو اسلام کا اور ذکر ہو قرآن کا
اور تیرے فضل و کرم کا دمبدم ہو انتظار

تیرے مرسل کی اطاعت میں رہوں میں پائدار
مہدی و عیسی کا تیرے دل سے ہو جاؤں میں جاں نثار
میں بجالاؤں تری اس نعمت عظمی کا شکر
روز افزوں تا کہ تیرا فضل ہو اے کردگار
ہوں غلام احمد کا دلسے میں غلام بیدرم
اسکی ہمراہی میں رکہہ اور اسکی ہی قدموں میں ڈار
اس کی خوبو سے مجہے رنگین کر دے اے خدا
خاص اس کے دوستوں میں کر مجہے ابتک شمار
تیری الفت کے سبب سے اس سے الفت کروں
تیری خاطر سے کروں میں تیرے بندے کو پیار
اس کی ہر اک بات کو دل سے کروں یارب قبول
اس کا ہر اک قول ہووے دلکو میری خوشگوار
مجہسے سرزد ہو نہ کوئی بات اسکی برخلاف
فعل کوئی بہی نہ ہووے اسکو میرا ناگوار
دل مرا وابستہ رہے اس سلسلہ میں اے کریم
دشمنوں سے اس کے میں کرتا رہوں ہر کار زار
دوستوں سے انکی الفت اور محبت مجہکو ہو
جان نثار و نیر ہوں اسکے جان و دلسے میں نثار
ہمکو آپس میں محبت دے نزاعیں دور کر
گرم کر الفت کی آتش سرد کر نفرت کی نار
جان و دل اور مال و وطن سے ہوں معاون انکا میں
تاکہ دنیا اور عقبی میں رہوں میں کامگار
ارد گرد اس شمع کے پروانہ سا پہرتا رہوں
پیر و ہی میں رات دن انکی رہوں میں سایہ وار
اسپہ جو تیرا کرم ہے مجہپہ بہی کر وہ کرم
کر مری اصلاح ہر پہلو سے تو مجہکو سنوار
ہمکلامی کا شرف مجہکو بہی دے میری رب
مجہکو بہی اپنی طرف سے بخش یہ عز و وقار
کچھ نہیں درگاہ میں تیری کمی اے ذوالمنن
توہی لاتا ہے خزاں کے بعد دنیا میں بہار
کافروں کو ایک پل میں اہل ایماں کر دیا
مشرکان مکہ کو تو تونے کیا ایماندار
تجہکو کچھ مشکل نہیں ہے اور نہ تجہکو کوئی روک
ہے تجہے ہر بات پر اے میرے مولا اختیار
بات کرنے سے ترے ہو جائیگی عزت مری
کم نہیں ہوئیگا ہرگز بہی ترا کچھ اقتدار
کر مجہے ابدال میں داخل بدلدے میرا حال
دے کے کا نوری پیالہ تو بجہادے تشنگی کا
تجلی جام دیکہ میری قوت کر بحال
تاکہ طے کر جاؤں میں ساری جبال و کوہسار
تیرے رستہ میں نہ حائل ہو مجہے کوئی بہی روک
سامنے آوے سمندر بہی تو میں ہو جاؤں پار

پہولجاؤں سارے دمہدی ایک تیرا شغل ہو
شوق ہیں اور یاد میں تیری کٹیں لیل و نہار
دو وہ دل مجہکو عطا کر عشق اپنا دے مجہے
اپنے اعدا کا عدو کر دوستوں کا اپنے یار
کاروبار آخرت ہیں تو مرے دل کو لگا
اور بہلا دے دل سے میرے اکیدم دنیا کے کار
مسکن و ماوا امیرا دارالاماں ہیں رکہہ سدا
ہیضہ اور طاعون وامراض خبیثہ سے نہ مار
اس خزاں کو دور کر اسلام سے ای پاکذات
گلشن احمد کے پہولوں کی دکہا مجہکو بہار
ہورہی ہے آج کل جو آدم و شیطان کی جنگ
فتح دے آدم کو ہمیں دے تو اس موذی کو ہار
وہ زمانہ مجہکو دکہلا جب کہ ہو شیطان قتل
اور اس کے ہر معاون پر پڑے جب تیری مار
ہر طرف اسلام کا ہو زندہ دشمن ہوں ذلیل
بد ہوں مخذول حزب اور نیک ہوں کامگار
ہر طرف اللہ اکبر کی صدائیں ہوں بلند
جس کے باعث گونج اٹہیں سارے دشت و کوہسار
ہو عبادت اک تری اوہام سارے دور ہوں
جسقدر ابلیس کے پیرو ہیں سب ہوں سوگوار
قتل ہو دجال اور خنزیر اور ٹوٹے صلیب
خیر و خوبی سے مسیحا جیت لیں یہ کارزار
اس سے بڑہ کر تو نہ ہونے دے ہمیں خوار و ذلیل
جسقدر ہم پست ہیں اتنا ہی تو ہم کو ابہار
مجہکو دکہلا میرے مولا اپنی آیات و نشان
آنکہ سے میں دیکہلوں اپنے مسیحا کا منار
اس نزول خاص کا جلسہ دکہا دے ای عزیز
جس میں ہم ہوں شادماں اور دین دشمن زار زار
ہمکو وہ شادی دکہا جس سے مریں کل مدعی
جس سے کہلا جائیگا سر دشمنوں کا مثل مار
جس سے ہو جائیگا اک فرقہ ذلیل و مبتذل
دوسرا پایا جائیگا جس کے سبب سے افتخار
ایک جانب ہو گی شادی دوسری جانب غمی
ایکطرف کی جیت ہو گی دوسری جانب کی ہار
ایک ہو کیچ لحد ہیں دوسرا ہو سیج پر
ایک لی رحمت کا سہرا دوسرا لعنت کا مار
جو اکڑتے پہرتے ہیں وہ گہر میں چہپ جائیں خبیث
یا نکل جائیں کہیں وہ زرد رو دریا کے پار
ہر مخالف مولوی خاموش ہو اور سرنگوں
عورتوں میں جا چہپیں گہر کو سمجہ لیں وہ حصار
فتح کے ڈنکے بجیں یہاں دشمنو تمیں بیں اہل
وہاں ہو ماتم اسطرف ہوں شادیونکے اشتہار
پیشگوئی ایسی پوری ہو کہ دل اچہل جائیں سب
دشمنوں کو غیظ اور غصہ سے چڑہجائے بخار
اندرونی اور بیرونی ہوں دشمن کل ذلیل
اسطرح قابو میں آئیں جال میں جیسے شکار
یہ تو ہونا ہے یقیں ہے مجہکو تیری بات پر
ہاں مگر مجہکو نہیں ہے زندگی کا اعتبار
مہدی و عیسی کو کرے یا الہی کامیاب
سب کرشمے اپنی قدرت کے دکہا کر مجہکو مار
ای میری ناصر تو کر **ناصر** کی نصرت جلدتر
تا نہ ہو یہ بندہ عاجز ترا رسوا و خوار

چہوٹا منہ بڑی بات

نور احمد پنجابی لکہوکے کا رہنے والا ایک دفعہ قادیان میں آیا تہا۔ پہر واپس جاکر اس نے کچہہ اشتہار دیے کہ میں نے قادیان جاکر مرزا صاحب اور مولوی نورالدین صاحب کو بلایا تہا وہ میرے مقابلہ پر نہیں آئے۔ مینے یہ کیا وہ کیا۔ حالانکہ جب وہ قادیان میں آکر اپنے دوست مرزا امام الدین لال بیگی کے مکان پر اترا تہا تو میں قادیان میں موجود تہا۔ چہوٹا منہ اور بڑی بات ایسے کوچہ گرد لوگوں کی ہستی کیا ہے کہ مولوی نورالدین صاحب جیسے علامۃ الدہر اور حضرت سید عالم امام انام علیہ السلام کے مقابلہ پر آسکیں۔

چند روز سے میں آنحضرت کے ارشاد سے اپنے وطن کشمیر چلا گیا ہتا۔ اور مولوی سید سرور شاہ صاحب و برادرم مولوی محمد یمین صاحب داتوی و خاکسار قصبہ شوپیان میں ہم مولوی حسین شاہ غیر مقلد کی سرکوبی میں مصروف تہے کہ خدا کے فضل و کرم سے حسین شاہ کا قافیہ ایسا تنگ ہوگیا۔ اور علی رؤس الاشہاد وہ ایسا ذلیل ہوا کہ اسپر کہانا پینا سونا حرام ہوگیا۔ اسی اثنا میں نور احمد پنجابی نے سری نگر میں پہونچکر یہ لاف زنی شروع کی کہ میں احمدیوں کو جنگلوں میں ڈہونڈتا پہرتا ہوں۔ شوپیان سے حسین شاہ نے خبر پاکر اپنی دستگیری کے لیے مرتا کیا نہ کرتا نور احمد کو بلایا اور اس کی منت کی کہ حضرت میں تو پامال رسوا و ذلیل ہوگیا کچہہ آپ دستگیری کریں احمدیوں نے سخت شور ڈالدیا ہے اور وہ غالب آگئے ہیں ان کے آگے کوئی پیش نہیں جاتی۔ نور احمد نے بامید نان و نمک اس خیال سے کہ کچہہ دنوں روٹیوں کا سہارا لگے گا جو دن گذرے وہ غنیمت ہیں یہاں دال نہ گلی اور جگہ پہیری لگالیں گے وغیرہ کے بعد نور احمد ایک غیر مقلد کو ساتہہ لیکر پاڑی پورہ پہونچا اگرچہ نور احمد بسبب اپنی جہالت کے قابل رحم تہا اور لائق خطاب نہ تہا لیکن غیر مقلدوں کے دماغ سے کیڑا نکالنے کے واسطے دوسرے روز ایک عام مجلس میں مباحثہ شروع ہوا۔ مباحثہ کیا ہونا تہا جناب مولانا سرور شاہ صاحب خدا کے فضل سے ایک فاضل اجل ہیں انہوں نے جس لیاقت اور عالمانہ طرز سے مسئلہ وفات مسیح اور حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا ثبوت دیا اسکو تو بیچارہ نور احمد سمجہہ بہی نہیں سکتا تہا آخر کہڑے ہو کر بجز چند بیہودہ شکایتوں کے کچہہ بہی بول نہ سکا۔ صرف اسکا جواب یہ تہا کہ مولوی عبدالکریم صاحب کی آنکہہ اچہی نہیں۔ مرزا صاحب باغ کی سیر کرتے ہیں اس احمق کو یہ بہی خبر نہیں کہ عبداللہ ابن ام مکتوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موذن نابینا تہا اور نابینا ہی وفات تک رہا قرآن میں بہی علاوہ حدیثوں کے اسکا ذکر ہے عبس وتولی ان جاءہ الاعمی کیا اس سے معاذ اللہ رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں شک ہوسکتا ہے۔ ہاں نور احمد کے دل میں ضرور ہی شک ہو گا اور شک کیا انکار ہوگا۔ حدیثوں میں پڑہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باغ کی سیر کو صدہا مرتبہ گئے قرآن میں اللہ تعالی باغوں کی سیر کی بشارت دیتا ہے الغرض دوسرے دن اسنے صاف انکار کیا اور لکہا کہ میں اب مقابلہ میں نہیں آتا۔ غرضیکہ نور احمد کی کارروائی نے غیر مقلدوں کی شکست کو فاش کردیا۔ نور احمد کا یہ پیشہ ہے کہ دربدر جہوٹ بولتا پہرتا ہے یہ درحقیقت جاہل غبی کچہہ بکتا پہرتا ہے کہ میں نے احمدیوں کو فلاں فلاں مقام میں شکست دی اس کو دن کو کچہہ بہی خبر نہیں اور ایک معمولی نحو کا مسئلہ یا صرف کا ایک قاعدہ بہی نہیں جانتا یہ تو کیا آج مشرق سے مغرب تک کسی مولوی یا پیر یا سجادہ نشین کی مجال نہیں کا احمدیوں کے مقابلہ میں آوے۔

الراقم عبداللہ کشمیری
مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان +

الحکم

کے تمام معاونین اور ناظرین فرداً فرداً اس گذارش کو اپنے دا سکتے سمجھیں اور بغور و توجہ کے بعد جو کچھ ان کی رائے ہو ہمیں اس سے اطلاع دیں تو یہ بھی اُن کا

فرض ہے

ہمارا اور آپ کا فرض

قَالَ الْمَسِيحُ الْمَوْعُودُ

دو روزہ عمر خود در کار دیں کوشید ای یار
کہ آخر ساعت رحلت بصد حسرت شود پیدا

محترم ناظرین! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ (۱) آج جس اہم اور ضروری امر کا تذکرہ میں آپ سے کرنا چاہتا ہوں وہ ہم سب کی

متحدہ غرض

ہے اور اسی لیے میں اُمید کرتا ہوں کہ اس گذارش کو معمولی اور سرسری نگاہ سے نہ دیکھا جائے گا بلکہ اسکو پورے غور اور فکر سے پڑھا جائے گا اور کوشش کیجائیگی کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے فرض کو بخوبی سمجھے

۲۔ الحکم کے پہلے نمبر کی اشاعت کو پورے چار سال ہو لیے اور پانچویں سال کا یہ دوسرا نمبر ہے جو آپ کے معزز ہاتھوں تک پہونچتا ہے۔

الحکم کا پہلا نمبر جب امرتسر سے شائع کیا گیا تھا اُسوقت اخبارات کی جو حالت تھی اور دیسی پریس جس قسم کی آفتیں آنے کا اندیشہ تھا وہ ۸ر اکتوبر ۹۷ء کی اشاعت میں مفصل لکھا گیا۔ قطع نظر اُن حالات اور مشکلات کے خود ایڈیٹر اور پبلشر کی بے سروسامانی اور کم بضاعتی۔ ایک ایسی روک اسکی راہ میں تھی کہ جہاں تک مادی اسباب کا تعلق ہوتا ہے اُنپر نظر کرکے مادی اور حسی علوم کا ماہر الحکم کی نسبت پیشگوئی کر سکتا تھا کہ یہ

چل نہیں سکتا

مگر میں سچ کہتا ہوں کہ میرے وہم اور گمان میں بھی وہ مشکلات اور رکاوٹیں نہ تھیں میرا یقین اور ایمان شہادت دیتا تھا کہ خدا تعالےٰ کی فوق العوق قدرتیں جن کے اسرار سمجھنے سے انسان عاجز ہے محض اپنے فضل سے کوئی کرشمہ دکھا کر رہیں گے

چنانچہ

میں نے اس پہلے نمبر میں مندرجہ ذیل فقرات لکھے تھے

"جب توکلت علی اللہ یہ آغاز کیا
پر نکل آئیں گے اور دیکھنا پرواز کیا
گو موجودہ حالت اور بے سروسامانی ہمکو ڈراتی اور دھمکاتی ہے مگر باینہمہ ہمکو یقین اور کامل یقین ہے کہ اگر ہم محض نیک نیتی اور ملکی خیرسگالی اور بنی نوع انسان کی سچی بھلائی کے لیے الحکم کو جاری کرتے ہیں تو کامیاب ہوں گے اور ضرور کامیاب ہوں گے"

میں نے ان فقرات کو صرف اس لیے نوٹ کیا ہے کہ وہ لوگ جو اب تک الحکم کو پڑھتے آئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی تائید کو مشاہدہ کریں۔ یہ امر کہ الحکم کی اس قسم کی غیر معمولی تائید میرے کسی حسن عمل کا نتیجہ تھی؟ میرا ایمان ہے ہرگز نہیں بلکہ یہ محض **خدا کا فضل** اور حضرت **مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام** کی سچائی کی ایک دلیل ہے جو کم از کم میرے ازدیاد ایمان کا موجب ضرور ہوئی ہے۔

اُس حالت کا موجودہ حالت سے مقابلہ کرنے میں میں کہہ سکتا ہوں کہ میں نے **الحکم** کو ایک حد تک کامیاب صورت میں دیکھ لیا و ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

مسیح موعود کی کامیابیوں کے پرتو کی ایک جھلک الحکم پر بھی پڑی کیونکہ اس کے ساتھ بلحاظ نام اور کام کے وہ اپنی نسبت ظاہر کرتا رہا ہے۔ اور اس لیے وہ اس سے زیادہ کچھ نہیں

جمال ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

۳ الحکم کا اجرا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے قومی ضرورتوں کو مدنظر رکھکر کیا گیا تھا۔ اور خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ وہ ایک حد تک ان کو پورا کرتا ہے۔ اس امر کا تذکرہ؟ الحکم نے ان چار سالوں میں قوم کی کیا خدمت کی؟ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچانے میں وہ کہاں تک شریک ہوا؟ کس قدر آدمیوں نے الحکم کے مضامین پڑھکر فائدہ اُٹھایا اور اپنی حالت میں کوئی نمایاں تبدیلی کی؟ اور کسقدر روحوں نے سلسلہ عالیہ کی حقانیت پر اطلاع پائی؟ اور کسقدر حقائق اور معارف (جو خدا کے برگزیدہ اور مامور کے منہ سے نکلے یا اُن بزرگان ملت کے منہ سے نکلے جو خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام کی عملی زندگی کے رنگ سے رنگین ہیں) کی اشاعت ہوئی؟ ایک لمبی داستان ہے جو ان دو چار کالموں میں سما نہیں سکتی اور اس لیے بھی اور اسی بنا پر میں اسکو سردست ملتوی کرتا ہوں کہ جب تک الحکم کی موجودہ فایل زمانہ کے ہاتھ میں ہیں وہ ایک زندہ تکبیر اور خود بولنے والے ہیں

چونکہ میرا **ایمان** ہے کہ مسیح موعود خدا کی طرف سے ہے اور اس کے وصایا اور کلمات ضرور ضرور محفوظ رہیں گے اس لیے **الحکم** کے یہ فایل محض ان گراں بہا موتیوں کے امین ہونے کی وجہ سے نہ اپنی کسی خوبی کے باعث ضرور کسی نہ کسی شکل میں محفوظ رہیں گے۔ پس مجھے ضرورت نہیں کہ ان خدمات کا تذکرہ آپ کے سامنے پیش کروں۔

۴۔ میں نے بندگان ملت اور پیران طریقت سے الحکم کی نسبت بارہا قیمتی اور گرانقدر رائیں سنی ہیں اور بہت سے خطوط میرے پاس پہونچے ہیں جن میں الحکم کی خوبیوں اور مفاد کا اعتراف کیا جاتا ہے مگر میں نے شاید ایک آدہ مرتبہ کے سوا کبھی پسند نہیں کیا کہ ان تحریروں اور بیش قیمت راؤں کو پبلک میں پیش کروں محض اس خیال کی بنا پر کہ حقیقت میں جو خدمت مجھے اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے قوم کی کرنی چاہیے تھی میں پورے طور پر اس سے عہدہ برا نہیں ہوا۔

اس لیے میں ہرگز ہرگز اپنے آپ کو اس کریڈٹ کا مستحق نہیں سمجھتا جو ان تحریروں میں مجھے دیا جاتا ہے۔

ہاں

ان تحریروں کو پڑھ کر اور ان راؤں کو سنکر میں نے اتنا نتیجہ ضرور نکال لیا کہ

مسیح موعود اپنے دعوی میں

ضرور خدا کی طرف سے ہے کیونکہ یہ شکر گذاری کی روح جو قوم میں پہونچ گئی ہے یہ آ نہیں سکتی جب تک شکور اور خدا سے تعلق رکھنے والا کوئی مامور جذب و کشش کی قوت والا اسے کھینچنے والا نہ ہو اور تخلقوا باخلاق اللہ کا پورا نمونہ اس پر اثر نہ ڈالے۔

الغرض

الحکم کی اشاعت اور اجرا کی جو غرض تھی اس کے پورا کرنے کے لیے ہیچمیرز ایڈیٹر کی ناچیز خدمات گو کچھ بھی ہستی نہ رکھہ سکتی تھیں مگر میں کیوں ناسپاس بنوں؟ اور کیوں اعتراف نہ کروں کہ قوم نے میری ناچیز خدمات کے مقابلہ میں بہت بڑی قدر کی

لیکن

میں سمجھتا ہوں کہ جہاں ایک طرف مجھے اپنے فرائض میں سے ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے قوم کو بھی اپنے فرض کی طرف پوری توجہ کی از بس ضرورت ہے

۵۔ میرا اور آپکا فرض کیا ہے

یہ سوال صرف چند لفظوں میں حل ہو سکتا ہے میں الحکم کو اس سے بھی زیادہ مفید اور کارآمد بنانے کی سعی کروں

اور

آپ مجھے اس قابل بنا دیں کہ اپنی کوشش کر سکوں۔

میرا اور آپ کا کام صرف للہی سعی ہے اور اس کا اتمام اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے پس اپنی مساعی کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمیں لازم ہے کہ خدا تعالی سے توفیق مانگیں کیونکہ ساری توفیقیں اسی کے ہاتھ میں ہیں

مگر

میرا خیال ہے کہ یہ مختصر سا جملہ جو اس ساری گذارش کے اہم مقصد کے جواب میں ہے اپنے دوسرے حصہ میں کسی قدر تصریح کا محتاج ہے۔

اس لیے

میں چاہتا ہوں کہ اسے مختصراً عرض کر دوں

اول ہر خریدار اپنی قیمت وقت مقررہ پر ہر حال میں ادا کر دے۔

دوم۔ ہر خریدار اسکی توسیع اشاعت میں سرگرم سعی کرے اور اگر وہ ہر مہینہ ایک جدید خریدار بہم نہ پہونچا سکے تو کم از کم سہ ماہی وار ہی ایک ایسا جدید خریدار دے جو اس کے نقش قدم پر چلکر اپنے دل میں یہ عہد موثق کرے کہ وہ اس فرض سے سبکدوش نہ ہوگا جب تک کہ اسیطرح کے اور خریدار نہ دے لے۔

سوم۔ جو لوگ ذی مقدرت اور اہل دول ہیں وہ اپنی حیثیت کے موافق الحکم کو امداد دیں اور ہر حال میں اپنے پیش نظر یہ رکھیں

ز نیل مال در رہش کسی مفلس نمی گردد
خدا خود میشود ناصر اگر ہمت شود پیدا

چہارم جہاں تک ممکن ہو اور کسی کے حیطۂ اقتدار میں ہو وہ مطبع کو چھپائی کے کام سے مدد دیں

پنجم جن خریداروں کے ذمہ کچھ بھی بقایا ہو وہ بدون تقاضا ادا کر دیں یا مطبع کی طرف سے جو وقت وی پی رسید وصول بقایا کے لیے پہونچے اسی وصول کر لیں۔

یہ امور جنہیں عرض کرنا ہر ایک خریدار کا فرض ہے اور چونکہ سال رواں کے اختتام میں صرف دو مہینے باقی ہیں تو حسب معمول ۱۰ دسمبر ۱۹۰۱ء کو اخبار بابت ۱۹۰۲ء کی قیمتوں کے وصول کرنے کے لیے وی پی روانہ کیا جائے گا اسلیے ضروری ہے کہ اس موقع ادائے قیمت کے فرض کو اس سے بڑھ کر مستعدی کے ساتھ ادا کیا جاوے جو سال گذشتہ میں ظاہر کی گئی تھی۔

اس کے بعد میں چند الفاظ

تفسیر القرآن

کے متعلق بھی عرض کرنا چاہتا ہوں تفسیر القرآن کا پہلا پارہ جس قبولیت اور عزت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے وہ اس کے پڑھنے والے خوب جانتے ہیں اور اس خطاب میں ان کو ہی مخاطب کرتا ہوں کہ قرآن کریم کی یہ ایک خدمت ہے آپ اپنی استطاعت کے موافق اسمیں شریک ہوں

ای بہجر بخدمت قرآں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

پہلے پارہ کی اشاعت کے بعد جب میں نے دوسرا پارہ لکھنا شروع کیا تو اس خدمت قرآن کی ضرورت اور اہمیت ہی تھی کہ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے باوجود اپنے امراض کے حملوں اور ضعف و نقاہت کے اس خدمت کو محض

خدا کے لیے

اپنے ذمہ لیا۔ کہ حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ جو میرے مسودہ کی اصلاح کیا کرتے ہیں (اور سچ پوچھو تو ان کی ہمت بڑھانے سے میں نے اس کام کو شروع کیا تھا) انکی اصلاح اور نظر ثانی کے بعد آپ بھی اس مسودہ کو پڑھتے غور اور فکر سے پڑھتے ہیں اور جہاں مناسب اور ضروری اصلاح کے بعد پھر حضرت حکیم الامت کو اپنے اصلاح کردہ

مسودہ کو دکھا دینے کا ارشاد فرماتے ہیں چنانچہ اس اصلاح کے بعد مسودہ کاتب کو دیا جاتا ہے اور پھر اس خیال سے کہ صحت کا لحاظ رہے اور پھر نظر ثانی ہو جاوے آپ پروف پڑھنے کی تکلیف بھی گوارا فرماتے ہیں محض اسلیے کہ وہ اس کام کی اہمیت اور ضرورت کو محسوس کرتے ہیں اور اپنے دل میں ایک غیر معمولی جوش اشاعت علوم حقہ کا رکھتے ہیں + جن کی اس قسم کی الٰہی خدمات کی جزا خدا ہی ہو سکتا ہے

بہرحال

تفسیر القرآن کی طیاری اور اس کے اہتمام میں حتی الوسع پوری کوشش کی جاتی ہے لیکن بسا اوقات حوصلہ پست ہو جاتا ہے جب مالی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے

اس لیے

محض اس امر کی بنا پر کہ اس کام کی راہ میں مالی رکاوٹ نہ ہو میں خریداران تفسیر القرآن سے ایک درخواست کرتا ہوں اگر وہ اس کام کی اہمیت اور ضرورت کو محسوس کرتے ہیں تو میں کوئی وجہ نہیں دیکھتا کہ وہ اسپر توجہ نہ کریں) کہ ان میں سے ہر واحد جسقدر جلدوں کا خریدار ہے وہ ایک پارہ کی قیمت پیشگی جمع کرا دے اور آئندہ ہر پارہ کی قیمت دیتا رہے اسوقت تک کہ تفسیر القرآن کا اپنا سرمایہ ہو جائے

اسی کام کے لیے مجھے زیادہ سے زیادہ چار سو روپے کی ضرورت ہے۔ اور اگر صرف وہ افراد ہی جو دس دس یا پانچ پانچ یا پچاس جلد کے خریدار ہیں توجہ کریں تو یہ سرمایہ جمع ہو سکتا ہے + میں دیکھونگا کہ کہانتک اس معاملہ پر توجہ کی جاتی ہے

اب میں اس مضمون کو اسپر ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالے ہم میں سے ہر ایک کو توفیق دے کہ ہم اپنے فرض کو سمجھیں اور اسی ادا کر سکیں۔ آمین

میں ہوں آپ کا خدمت گذار دلی
خاکسار یعقوب علی
احمدی۔ ایڈیٹر الحکم

دارالامان

۱۔ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام مع جمیع اہل بیت بفضلہ تعالی بخیریت ہیں ۲۲۔ اکتوبر کو تعقیب اعدا کسی قدر طبیعت ناساز تھی مگر اب بالکل تندرست ہے۔

۲۔ اس ہفتہ میں لاہور سے چراغدین صاحب مع اپنے تمام کنبہ کے تشریف لائے اور ایسا ہی شیخ مولابخش صاحب کلرک لاہور سے اور امرتسر سے شیخ احمد حسین صاحب مرادآبادی اسسٹنٹ ایڈیٹر وکیل امرتسر سے اور چودھری رستم علی خانصاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ سے اور بابو محمد اسمٰعیل صاحب دہلی سے تشریف فرمائے قادیان ہوے + کٹک کے احباب ۲۲ اکتوبر کو واپس تشریف لے گئے

۳۔ حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہوی حسب الارشاد حضرت اقدس امام علیہ الصلوۃ والسلام منشی الٰہی بخش صاحب ایکونٹ کی کتاب عصائے موسےٰ کا ایک لطیف جواب لکھ رہے ہیں خدا تعالی انکی نصرت روح قدس سے کرے

۴۔ جس قاعدہ کا گذشتہ اشاعتوں میں اشتہار ہوا تھا وہ مکرر ترمیم کے بعد طبع ہونا شروع ہو گیا ہے۔

۵۔ آسمانی فیصلہ دوبارہ طبع ہو رہا ہے صرف دو تین کاپیاں باقی ہیں اگلی اشاعت تک بالکل تیار ہو جاوے گا قیمت ۳ فی جلد علاوہ محصولڈاک ہوگی خریدار جلد لے لیں کیونکہ ۴۰۰ جلد چھاپی گئی ہے۔ درخواست دفتر الحکم یا حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس کے نام آنی چاہیے۔

۶۔ ازالۃ الاوہام کی طبع ثانی کا انتظام ہو گیا ہے درخواستیں درج رجسٹر ہو رہی ہیں چونکہ ازالہ اوہام حضرت اقدس نے امتحان کورس میں داخل کر دی ہے اور مطبع میں اس کی ایک کاپی بھی موجود نہیں اس لیے بہت جلد اسکا دوسرا اڈیشن طیار ہو جاوے گا اور صرف ۴۰۰ طبع ہوگا درخواستیں دفتر الحکم یا حکیم فضل الدین صاحب کے نام آنی چاہئیں۔

(۷)

ایک عظیم الشان نشان
اور
احیاء موتیٰ

قاضی یوسف علی صاحب نعمانی سررشتہ دار گڈکیٹو کمیٹی انتظامی کونسل سنگرور ریاست جیند پانچ مہینے سے سخت بیمار تھے بیماری کی حالت میں سنگرور سے بمشکل دارالامان حضرت امام کے قدموں میں حاضر ہوئے چونکہ ان کو اپنی زندگی کا بالکل بھروسا نہیں رہا تھا اور زیست سے قطع امید کر کے اس نیت سے کہ امام کے قدموں میں جان نکلے آ پڑے تھے یہاں بھی علاج ہوتا رہا اور کوئی فائدہ کی صورت نظر نہ آئی ایک روز وہ سخت بیمار ہوے یعنی ۲۱ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو ظہر کیوقت سے انکی حالت متغیر ہو گئی رانوں تک پیر اور مونڈھوں تک ہاتھ ٹھنڈے سرد ہو گئے بہت کچھ تدبیریں کیں کوئی کارگر نہ ہوئی عشاء کا وقت آ گیا اور حالت خراب ہوتی گئی رات کے گیارہ بجے وہ حالت پیدا ہوئی جو مایوسی کی حالت تھی اور ضعف بدن بیجان ہو گیا اور قریب تھا کہ روح پرواز کر جائے نبض ایسی کمزور ہو گئی کہ گویا ایک کیڑی کی چال سے بھی کم تھی قاضی صاحب نے اپنا آخری وقت قطعی جان لیا اور یقین ہو گیا کہ اب زیست کا پیالہ لبریز ہو گیا کلمہ شہادت پڑھا اور اپنے امام کی تصدیق کی تجدید کی اور اپنے آپ کو خدا کی طرف لگایا یہ آخری حالت دیکھکر صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی گھبرائے اور حضرت امام علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر

ہوئے حضرت امام علیہ السلام کو جگا کر یہ
ماجرا عرض کیا کہ اب قاضی صاحب کا
آخری وقت ہے حضرت اقدس نے
تین دوائیں اپنے پاس سے اسی وقت
تیار کر کے صاحبزادہ صاحب کو عنایت
کیں اور خود دعا کی کچھ منٹ ہی گذرے
ہوں گے جو حضرت کو دوبارہ مبشر
اور ایک الہام ہوا وہ الہام یہ ہے
هٰذَا عِلَاجُ الْوَقْتِ وَالتِّرْيَاقِيْ
اس کے معنے یہ ہوئے کہ یہ جو علاج آپ
نے کیا یہ الٰہی اس وقت کا علاج
ہے اور تریاقی جو زہروں کو دور کرنیوالی
ہے اس کا استعمال کرو۔ سو حضرت اقدس
صبح کے وقت تریاقی اپنے ساتھ لائے
اور اس کے استعمال کا حکم دیا۔ یہ یقینی
بات ہے کہ ادھر حضرت اقدس نے دعا
کی اور ادھر الہام اور رویا ہوا اور اسی
وقت جو ایک منٹ کا فاصلہ بھی بیچ
میں نہیں بتا سکتے قاضی صاحب میں روح
داخل ہو گئی اور آناً فاناً میں تندرست
ہو گئے اور اب خدا کے فضل سے تندرست
ہیں صرف ضعف باقی ہے یہ احیاء موتی
امام کے ہاتھ پر خدا تعالیٰ کی قدرت سے
ہوا۔ اور یہی احیاء موتی کی حقیقت ہے
جو اس وقت ہماری نظروں کے سامنے ہے
وہ لوگ کہاں ہیں جو اس عظیم الشان امام
پر اعتراض کرتے تھے کہ مسیح تو ہے اور
مسیح کی طرح ایک بھی مردہ زندہ نہ کیا
وہ آئیں اور دیکھیں اور خود قاضی صاحب
موصوف اور پیر صاحب اور انکی ہمراہیوں
سے یا یہاں کے رہنے والوں سے
اس حقیقت اور احیاء موتی کی کیفیت
کو دریافت کریں حضرت مسیح کے مردوں کی
زندہ کرنے کی یہی حد ہے جو اس سے زیادہ
بیان کرے وہ کاذب ہے یہ خدا تعالیٰ
کی سنت سے بعید ہے کہ کوئی مر جائے اور
قبر میں داخل ہو جاوے اور گل سڑ کر قبر میں
نام و نشان نہ رہے اور وہ پھر زندہ ہو جاوے
اللہ تعالیٰ نے یہ ہرگز اپنے قانون قدرت
میں نہیں رکھا حَرَامٌ عَلٰی قَرْیَۃٍ اَھْلَکْنٰھَا
اَنَّھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ قرآن شریف کی آیت اسپر
شاہد ناطق ہے۔

۸۔

بیعت

حاجی شاہ عبد القادر صاحب چشتی قادری صابری
نظامی جنکی عمر ۸۰ برس کی ہے قوی مضبوط
ساکن بالاپور ارالمہ یا حضرت خان دریوزہ پشوری
اور حضرت پیر بابا صاحب رئیس الاولیاء کابل
کی اولاد میں ہیں خود صاحب ارشاد ہیں اور
دور دراز تک سیکڑوں آپ کے مرید ہیں
ایک مہینہ تک حضرت امام علیہ السلام کی
صحبت میں رہے اور بعد بصیرت کامل
اور تفہیم تام حضرت اقدس سے مشرف
بہ بیعت ہوئے آدمی باخدا اور زندہ دل
شب بیدار صاحب علم ہیں۔

حاجی مولوی شیخ عنایت حسین صاحب مراد آبادی
جن کا نام کسی پہلے نمبر میں غلطی سے مولوی
عنایت اللہ صاحب لکھا گیا تھا۔ یہ صاحب
علم و ذکا ہیں ایک مدت سے حضرت امام علیہ السلام
کی صحبت میں رہتے تھے پوری بصیرت اور سمجھ
سے امام کی بیعت اختیار کی مولوی صاحب
دیندار متقی شخص ہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس پر وہ چاہے
کرے افسوس ہے ان لوگوں پر جو اس
امام آخر الزمان کی شناخت سے بے
بہرہ ہیں اور مَنْ لَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ
فَقَدْ مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً کی وعید سے
بے خوف ہو رہے ہیں

شیخ حمید اللہ صاحب ساکن کند پاڑہ ضلع کٹک اڑیسہ
شیخ انعام اللہ صاحب " " "
شیخ گوپالی صاحب " " "
مرزا عبد القادر بیگ صاحب " "
شیخ امیر اللہ صاحب " "
شیخ نسیم الدین صاحب " "
شیخ عبد العلیم صاحب ساکن چودہ کلاٹ "
شیخ تفضل الرحمن صاحب "
شیخ رحمت اللہ صاحب کند پاڑہ "
سید ضیاء الحق صاحب ۔ گوپالپور "
ڈاک خانہ کانپور ماتحت ضلع پوری
سب انسپکٹر اسکول کند پاڑہ ۔
عنایت اللہ صاحب نمبردار سکنہ جنڈ کی راجپوتاں
ڈاک خانہ تاروول ضلع سیالکوٹ

واقعات

سزا پانی پت ضلع کرنال میں ایک مہاجن
نے کسی شخص کو کچھ روپیہ قرض دیا تھا
لیکن بعد میں روپیہ وصول کر کے رسید
بھی لکھ کر دیدی تھی چنانچہ مہاجن مذکور نے
کچھ عرصہ بعد اس شخص پر اپنے قرضہ کی
نالش عدالت میں دائر کر دی لیکن عدالت
سے اس کا دعویٰ جھوٹا ثابت ہوا۔ لہذا
جھوٹا دعویٰ دائر کرنے کے جرم میں مہاجن
مذکور تین ماہ قید سخت اور ایک ہزار روپیہ
جرمانہ کا سزایاب ہوا ہے۔

دربار دہلی یہ بات قطعی طور سے
طے پا چکی ہے کہ یکم جنوری ۱۹۰۳ء کو دہلی
میں شاہ عالم پناہ کی مسند نشینی کا عالیشان
دربار منعقد کیا جاوے گا۔ اس کے
متعلق تیاریوں کا سلسلہ ابھی سے
شروع ہونے لگے ہیں۔ اس دربار میں تمام
ہندوستان کے والیان ریاست اور
روسا اور زمیندار اور درباری معززین
مدعو کیے جاویں گے۔ دہلی ایسے دربار
کی معقول گنجائش پائی جاتی ہے۔
اس کی بڑی نظیر لارڈ لٹن صاحب کا
دربار قیصری ہے۔ لیکن یہ دربار شان
و شوکت میں اس دربار ۱۸۷۷ء سے
بھی بڑھ کر ہوگا اس کی رونق کے
سلسلہ کا لطف اہل دہلی پانچ چھ
ماہ تک اٹھاویں گے

آدمی کی جسمانی حرارت ایک
تندرست آدمی کے جسم کی حرارت
۹۷ $\frac{3}{4}$ ڈگری سے لیکر ۹۸ $\frac{1}{2}$
ڈگری تک ہوتی ہے دو بجے صبح سے
چار بجے صبح تک حرارت سب سے کم
ہوتی ہے اور چار بجے شام سے چھ بجے
تک سب سے زیادہ ہے مختلف اوقات
میں جسم کو کیسی ہی سردی یا گرمی محسوس
ہو لیکن اصلی حرارت ایک درجہ
بھی کم و بیش نہیں ہوتی۔ خواہ تندرست
انسان گرم ملک میں ہو خواہ سرد ملک
میں لیکن اس کا اثر حرارت پر نہیں پڑتا

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۴۷

نحمدہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

قیمت پیشگی سالانہ عوام سے ۵؎ خواص و معاونین سے ۱۰؎ ہندوستان سے باہر ۶؎

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بجا قادیان بینی • دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۴۰ | دار الامن والامان قادیان ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات امام الزمان اللہ الرحمان

سلسلے کے لئے دیکھو نمبر ۳۹ جلد ۵

غرض تصور شیخ کا مسئلہ ہندوں کی ایجاد اور ہندوں ہی سے لیا گیا ہے چنانچہ قلب جاری ہونے کا مسئلہ بھی ہندوں ہی سے لیا گیا ہے قرآن میں اس کا ذکر نہیں اگر خدا تعالےٰ کی اصل غرض انسان کی پیدائش سے یہ ہوتی تو پھر اتنی بڑی تعلیم کی کیا ضرورت تھی صرف اجراے قلب کا مسئلہ بنا کر اس کے طریقے بتا دئے جاتے مجھے ایک شخص معتبر روایت کی بنا پر بتایا کہ ہندو کا قلب رام رام پر جاری تھا۔ ایک مسلمان اس کے پاس گیا۔ اس کا قلب بھی رام رام پر جاری ہو گیا۔ یہہ دھوکا نہیں کھانا چاہیے رام خدا کا نام نہیں ہے دیانند نے بھی اس پر گواہی دی ہے کہ یہہ خدا کا نام نہیں ہے قلب جاری ہونے کا دراصل ایک کھیل ہے جو سادہ لوح جہلا کو اپنے دام میں پھنسانے کے لئے کیا جاتا ہے۔ اگر لوٹا لوٹا کہا جاوے تو پھر بھی قلب جاری ہو سکتا ہے۔ اگر اللہ کے ساتھ ہو تو پھر وہی بولتا ہے یہہ تعلیم قرآن نے نہیں دی ہے بلکہ اس سے بہتر تعلیم دی ہے

الّا من اتی اللہ بقلب سلیم

خدا یہہ چاہتا ہے کہ سارا وجود ہی قلب ہو جاوے۔ ورنہ اگر وجود ذکر خدا کا ذکر جاری نہیں ہے تو ایسا قلب قلب نہیں بلکہ کالب ہے خدا یہی چاہتا ہے کہ خدا میں فنا ہو جاؤ۔ اور اس کے حدود و شرائع کی عظمت کرو۔ قرآن فنا نظری کی تعلیم دیتا ہے میں نے آزما کر دیکھا ہے کہ قلب جاری ہونے کی صرف ایک مشق ہے جس کا انحصار صلاح و تقوےٰ پر نہیں ہے ایک شخص منٹگمری یا ملتان کی ضلع کا مجھے چیف کورٹ میں ملا کرتا تھا اسے اجراے قلب کی خوب مشق تھی۔

پس میرے نزدیک یہہ کوئی قابل وقعت بات نہیں اور خدا تعالےٰ نے اس کو کوئی عزت اور وقعت نہیں دی۔ خدا تعالےٰ کا منشاء اور قرآن شریف کی تعلیم کا مقصد صرف یہہ تھا کہ

قد افلح من زکّٰھا

کپڑا جب تک سارا نہ دھویا جاوے وہ پاک نہیں ہو سکتا اسی طرح پر انسان کے سارے جوارح اس قابل ہیں کہ وہ دھوئے جاویں کسی ایک کے دھونے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اس کے سوا یہہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خدا کا سنوارا ہوا بگڑتا نہیں مگر انسان کی بناوٹ بگڑ جاتی ہے۔

ہم گواہی دیتے ہیں اور اپنے تجربہ کی بنا پر گواہی دیتے ہیں۔ کہ جب تک انسان اپنے اندر خدا تعالےٰ کی مرضی اور سنت نبوی کے موافق تبدیلی نہیں کرتا اور پاکیزگی کی راہ اختیار نہیں کرتا تو خواہ اس کے قلب سے

ہی آواز آتی ہو۔ وہ زہر جو انسان کی روحانیت کو ہلاک کرتی ہے دور نہیں ہو سکتی۔ روحانیت کے نشو و نما اور زندگی کے لئے صرف ایک ہی ذریعہ خدا تعالیٰ نے رکھا ہے اور وہ

اتباع رسول ہے جو لوگ قلب جاری ہونے کے شعبدے لئے پھرتے ہیں انہوں نے سنت نبوی کی سخت توہین کی ہے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی انسان دنیا میں گذرا ہے پھر غار حرا میں بیٹھ کر وہ قلب جاری کرنے کی مشق کیا کرتے تھے یا فنا کا طریق آپ نے اختیار کیا ہوا تھا پھر آپ کی ساری زندگی میں کہیں اس امر کی کوئی نظیر نہیں ملتی کہ آپ نے صحابہ کو یہ تعلیم دی ہو کہ تم قلب جاری کرنے کی مشق کرو۔ اور کوئی ان قلب جاری والوں میں سے پتہ نہیں دیتا اور کبھی نہیں کہتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی قلب جاری تھا۔

یہ تمام طریق جن کا قرآن شریف میں کوئی ذکر نہیں انسانی اختراع اور خیالات ہیں جن کا نتیجہ کبھی کچھ نہیں ہوا۔

قرآن شریف اگر کچھ بتاتا ہے تو یہ کہ خدا سے یوں محبت کرو۔ **اشد حباً للہ** کے مصداق بنو۔ اور **فاتبعونی یحببکم اللہ** پر عمل کرو اور ایسی فنا تم پر آجاوے کہ تبتل الیہ تبتیلا کے رنگ سے تم رنگین ہو جاؤ۔ اور خدا تعالیٰ کو سب چیزوں پر مقدم کر لو۔ یہ امور ہیں جن کے حصول کی ضرورت ہے نادان انسان اپنے عقل اور خیال کے پیمانہ سے خدا کو ناپنا چاہتا ہے اور اپنی اختراع سے چاہتا ہے کہ اس سے تعلق پیدا کرے اور یہی ناممکن ہے۔

پس میری نصیحت یہی ہے کہ ان خیالات سے بالکل الگ رہو اور وہ طریق اختیار کرو جو خدا تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور اپنے طرز عمل سے ثابت کر دکھایا۔ کہ اسی پر چل کر انسان دنیا اور آخرت میں فلاح اور فوز حاصل کر سکتا ہے اور صحابہ کو جس کی تعلیم دی پھر وقتاً فوقتاً خدا کے برگزیدوں نے سنت جاریہ کی طرح اپنے عمل سے ثابت کیا اور **آج بھی خدا نے اسی کو پسند کیا**۔ اگر خدا تعالیٰ کا اصل منشا یہی ہوتا تو ضرور تھا کہ آج بھی جب اس نے ایک سلسلہ گم شدہ صداقتوں اور حقائق کے زندہ کرنے کے لئے قائم کیا یہی تعلیم دیتا اور میری تعلیم کا منشا بھی ہوتا مگر تم دیکھتے ہو کہ خدا نے ایسی تعلیم نہیں دی ہے بلکہ وہ تو **قلب سلیم** چاہتا ہے۔

وہ **محسنون** اور **متقیون** کو پیار کرتا ہے ان کا ولی ہوتا ہے کیا سارے قرآن میں ایک جگہ بھی لکھا ہوا ہے کہ وہ ان کو پیار کرتا ہے کہ جن کے قلب جاری ہوں؟

یقیناً سمجھو کہ یہ محض خیالی باتیں اور کھیلیں ہیں۔ جنکا اصلاح نفس اور روحانی امور سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ ایسے کھیل خدا سے بُعد کا موجب ہو جاتے ہیں۔ اور انسان کے عملی حصہ میں مضر ثابت ہوتے ہیں۔ اس لئے تقویٰ اختیار کرو سنت نبوی کی عزت کرو اور اس پر قائم ہو کر دکھاؤ۔ جو قرآن شریف کی تعلیم کا اصل مغز یہی ہے۔

سوال۔ پھر صوفیوں کو کیا غلطی لگی

جواب۔ ان کو حوالہ بخدا کرو۔ معلوم نہیں انہوں نے کیا سمجھا اور کہاں تک سمجھا **تلک امۃ قد خلت لھا ما کسبت** بعض ذفت لوگوں کو دھوکا لگتا ہے کہ وہ ابتدائی حالت کو انتہائی سمجھ لیتے ہیں۔ کیا معلوم ہے کیا انہوں نے ابتدا میں یہ کہا ہو پھر آخر میں چھوڑ دیا ہو۔ یا کسی اور ہی نے انکی باتوں میں التباس کر دیا ہو۔ اور اپنے خیالات ملا دئے ہوں اسی طرح پر توریت و انجیل میں تحریف ہو گئی۔ گذشتہ مشایخ کا اس میں نام بھی نہیں لینا چاہیے ان کا تو ذکر خیر چاہیے۔

انسان کو لازم ہے کہ جس غلطی پر خدا اس کو مطلع کر دے خود اس میں نہ پڑے۔

خدا نے یہی فرمایا ہے کہ شرک نہ کرو۔ اور تمام عقل اور طاقت کے ساتھ خدا کے ہو جاؤ اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا **من کان للہ کان اللہ لہ**۔

سوال۔ حبس دم کیا ہے؟

جواب۔ یہ بھی ہندو جوگیوں کا مسئلہ ہے اسلام میں اس کی کوئی اصل موجود نہیں

سورۂ ملک کا ترجمہ اردو نظم میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تبارک الذی بیدہ الملک وھو علی کل شیء قدیر

مبارک نہایت ہی وہ ذات ہے
جو اک منبع فیض و برکات ہے
اسی کا ہر اک چیز پر راج ہے
ہر اک اس کا محکوم و محتاج ہے
ہے سارا جہاں اسکا فرمان پذیر
وھو علی کل شیء قدیر

الذی خلق الموت والحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا وھو العزیز الغفور۔

ہر اک شے پہ غالب اسیکی ہے ذات
کہ کی جس نے پیدا حیات و ممات
کہ تمہاری وہ تا آزمایش کرے
عمل کون کرتا ہے تم میں بھلے
ہوئی موت سے تمکو عبرت ہے کیا
ہو زندگی میں ہدایت ہے کیا
وہی ہے زبردست سب پر خدا
جو دیوے گا وہاں منکروں کو سزا
جو ڈھونڈیں مگر دل سے اللہ کو
وہ ہے بخشنے والا ان کے گناہ

الذی خلق سبع سمٰوٰت طباقا ما تریٰ فی خلق الرحمن من تفاوت فارجع البصر ھل تریٰ من فطور

وہی ذات حق جس نے پیدا کئے
یہ سات آسمان سارے اوپر تلے
ہے اللہ نے جو کچھ ہے پیدا کیا
نہ تو نقص و عیب اس میں کچھ پائیگا
سو تو غور سے دیکھ سارا نظام
یہ ہے چل رہا کس طرح انتظام
تو ڈال آسمانوں پہ گہری نگاہ
کہ ہے رخنہ و عیب کی کوئی راہ

ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئا وھو حسیر

پھر اب تو نگاہ کر ادھر بار بار
کہ آخر کو ہوگی نگہ تیری خوار

نہ دیکھیگا کچھ نقص اس مین مگر
تری تھک کے رہجائیگی بس نظر
وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ ۖ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ

منظر آسمان پہ جو آئے قریب
نمایاں ہین جس مین ستارے عجیب
چراغون سے ہم نے سجایا اُسے
ہے اِک سقف نوری بنایا اُسے
ستارون سے لیتے ہین ایک اور کام
ہے کرر کھا ہم نے عجیب انتظام
شیاطین کو ہین اُن سے ہم مارتے
فلک پر جو آئین تو دھتکارنے
یہان ان کو گر شعلۂ نار ہے
تو دوزخ کا دُکھ آگے تیار ہے
وَلِلَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ

جو ہین اپنے مالک سے منکر ہوئے
نہیں اپنے خالق کو وہ مانتے
ہے دوزخ کا ان کے لئے بھی عذاب
وہ دوزخ جگہ ہے نہایت خراب
إِذَا أُلْقُوا فِيهَا سَمِعُوا لَهَا شَهِيقًا وَهِيَ تَفُورُ ۞ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۖ كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ۞ قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ

جہنم مین جب ڈالے جائین گروہ
نہایت ہی تکلیف پائین گے وہ
سنین گے وہ دوزخ سے آواز خر
کہ جس سے پڑے گا وہان شور وشر
وہ ہووے گا اسوقت دور خلکو جوش
کہ پڑجائے گا سخت اُس سے خروش
غضب سے وہ ہو جوش مین اسقدر
سو میدان محشر مین یہ شور وشر
کہ گویا وہ غصہ سے پھٹ جائے گی
وہ کفار پر اک غضب لائے گی
گروہ ایک جب ڈالا جائے وہان
کرے گا اُسے دیکھ آہ و فغان
تو دوزخ کے دربان کرین یہ سوال
تمہارا ہوا کس لئے ایسا حال
نہ آیا تھا دنیا مین کوئی نذیر
کہ تم اس سے ہوتے نصیحت پذیر
ڈراتا وہ تا خشم رب سے تمہین
بچاتا وہ نار غضب سے تمہین

یہ دیوین وہان اہل دوزخ جواب
کہ تھا بس ہمارا نصیبہ خراب
کہ آیا خدا کی طرف سے نذیر
نہ ہم ہی ہوئے کچھ نصیحت پذیر
خدا نے تو بھیجا تھی تھا ضرور
ہمیشہ رہے اُس سے پر ہم ہی دور
وہ ہم پر بہت وعظ کرتا رہا
مگر ہم نے بھی اسکو جھٹلا دیا
بُری طرح سے اس کی تکذیب کی
نہ کی قدر تعلیم وتادیب کی
کہا ہم نے اُن کو کہ کاذب ہو تم
کرو باپ دادا کی رسموں کو گم
خدا نے تو کچھ بھی اتارا نہیں
کہی ہے خدا بھی ہے بولا کہین
تمہاری ہی ہے بس سراسر خطا
خدا پر ہو تم کر رہے افترا
وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ ۞ فَاعْتَرَفُوا بِذَنْبِهِمْ فَسُحْقًا لِأَصْحَابِ السَّعِيرِ

کہین پھر وہ دوزخی یہ وہان
کہ سچا تھا پیغمبرون کا بیان
مگر ہم نے اُسکو نہ ہرگز سنا
نہ سمجھا اُسے دل لگا کر ذرا
جو ہم رکھتے اسوقت سننے کے کان
سمجھتے جو بات انکی کرکے دہیان
تو اب اہل دوزخ میں ہوتے نہ ہم
مصیبت مین یون جان کھوتے نہ ہم
سو ہوگا وہان ان کو اقرار صاف
کرین گے گناہون کا سب اعتراف
سو اہل جہنم پہ پھٹکار ہے
سدا انکو اللہ کی مار ہے
نہ دنیا مین قائل ہوئے جب ذرا
تو اب فائدہ کیا ہے اقرار کا
إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ

یقیناً جو ڈرتے ہین اللہ سے
الگ ہوگئے کفر کی راہ سے
ہے ایمان پورا انہیں غیب پہ
رکہین غائبانہ خدا کا وہ ڈر
ہے ان کے لئے فضل رب رحیم
بڑی مغفرت اور اجر عظیم
وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ ۖ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۞ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ

الخبیر

کہو تم چھپی یا کھلی کوئی بات
وہ جانے ہے سینون کے اندر کی بات
وہ واقف ہے انسان کی ہر بات پر
ہے دل کے ارادون کی اسکو خبر
أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ

بھلا جس نے انسان کو پیدا کیا
نہیں دل کی باتون کو وہ جانتا
وہ سب دل کے بھیدون کا آگاہ ہے
چھپی اس سے رہتی نہیں کوئی شے
هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهِ ۖ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ

خداوند عالم وہی ذات ہے
عطا جس نے کی تمکو ہر بات ہے
وہ جس نے زمین کو بنا کر لیے
مسخر کیا قدرت خاص سے
نہ ایسا کیا اسکو ناہموار سخت
نہ جسپر اُگے کوئی سبزی و درخت
نہ ایسا کیا نرم دلدل سا ہے
نہ جسپر کوئی آدمی چل سکے
سو اب ہر طرف تم چلو اور پھرو
خدا کا دیا رزق کھاؤ پیو
ہے اسکی عنایت بڑی
کہ اُگنے کو اس نے زمین ہموار کی
اُگا دین زمین سے نباتات عام
نکالے اناج اور میوے تمام
سو اب کرو تم شکر اللہ کا
کہ کیں نعمتیں اس نے تم کو عطا
جھکو سارے پھر اسی کیطرف
کہ جانا ہے تم نے اسی کی طرف
زمین سے نکالی ہے جسمی بات
اُٹھیگا اسی طرف سب ذی حیات
وہان ایک ایک کا ہوگا حساب
ہو کفار پر سخت اُن کا عذاب
ءَأَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ

خدا کا جو کچھ خوف تم کو نہیں
نہ عقبیٰ کا ہے تم کو مطلق یقین
سدا کفر وعصیان سے ہی کام ہے
نہ تم کو ذرا خوف انجام ہے
تو کیا ہوگئے اس خدا سے نڈر
کہ ہے سلطنت جسکی افلاک پر

کہ تم کو زمین مین وہ دیوے دھنا
نہ ہر گز ملے پھر تمہارا پتہ
زمین حکم سے لرزہ کہائی وہین
تمہین اپنے اندر دھنسائی وہین
ءامنتم من فی السماء ان یرسل علیکم حاصبًا
فستعلمون کیف نذیر ۝
بہلا اس خدا کا نہیں تمکو ڈر
جو ہے حکمران سارے افلاک پر
کہ برسا سے مینہ پتھرونکا ابھی
کرے تم پہ پتھراؤ ذات غنی
تو پھر جان لوگیا میرا ہے ڈر
ہے لی مین نے کیسی تمہاری خبر
ولقد کذب الذین من قبلھم فکیف کان نکیر ۝
یقیناً جو ہین ان سے پہلے ہوئے
اسیطرح وہ بھی تھے جھٹلا رہے
پھر کیسا ہوا ان پہ میرا عذاب
ہوئی ان کی سب دین و دنیا خراب
اولم یروا الی الطیر فوقھم صافات ویقبضن
ما یمسکھن الا الرحمن انہ بکل شیء بصیر ۝
نہیں ہے جو انکو خدا پر یقین
تو کیا اسکی قدرت کو دیکھا نہیں
پرندے سرونپر جو ہین اڑ رہے
وہ کیونکر پروں کو ہین کھولے ہوئے
وہ ہین کھولتے اور جھپکتے کبھی
کسی حال مین ہین نہ گرتے کبھی
خدا کی ہے قدرت کا یہ اک نشان
نظر آ رہے ہر بات مین اسکی شان
ہوا مین وہ اس طرح ہین تیرتے
کہ پانی مین کیڑے ہین جو تیرتے
نہیں دوسرا انکو تہامے ہوئے
مگر ہے خدا ان کو تہامے ہوئے
وہ رحمان ہے جس نے نہ ہلا نہیں
کیا جس نے قدرت سے پیدا انہیں
دیا وصف ان کو جو طیران کا
تو ہے کام سارا یہ رحمان کا
کیا سب کو پیدا بھی رحمان نے
ضرورت کے سامان بھی خود دئے
نگاہ مین ہے اس کے سارا جہان
ہے نگران حال زمین و زمان
امن ھذا الذی ھو جند لکم ینصرکم
من دون الرحمن ان الکافرون الا
فی غرور ۝

خدا کے جو تم ہو گئے سب خلاف
کیا رحم سے اس کے انکار صاف
تو آئے گا جب تم پہ اس کا غضب
بہلا کون تمکو بچائے گا تب
وہ ہے کون تم کو جو دے گا مدد
وہ اک فوج بنکر کرے گا مدد
وہ اُٹھے گا ہو کر خدا کے خلاف
تمہیں قہر حق سے بچائیگا صاف
نہیں کوئی ایسا رہائی جو دے
ہین دہوکے مین منکر سراسر پڑے
امن ھذا الذی یرزقکم ان امسک رزقہ
بل لجوا فی عتو ونفور ۝
بھلا کون ہے وہ خدا کے سوا
کہ رزق اپنا گر بند کر دے خدا
نہ برسے باران رحمت کبھی
اُگائے زمین سے نہ سبزی کوئی
تو روزی کا سامان مہیا کرے
تمہیں اپنا پیدا کیا رزق دے
نہیں کوئی ایسا خدا کے سوا
مگر اک خدا ہے خدا ہے خدا
یہ کافر تو ہین سخت سرکش ہوئے
جو ایسے خدا کو نہیں مانتے
ہوئی دین حق سے ہی نفرت انہین
وہ ہین بڑہ رہے ضد و اصرار مین
افمن یمشی مکبا علی وجھہ اھدی امن یمشی سویا علی صراط مستقیم ۝
بہلا وہ جو ہے چل رہا سر نگون
نہایت ہی حالت ہے اسکی زبون
نہیں آگے پیچھے کی اس کو خبر
نہیں راستہ پر ہے اسکی نظر
زیادہ ہے وہ شخص کیا راہ یاب
جو رستہ مین ہوگا نہایت خراب
کہ پائے گا وہ جلد تر راستہ
جو سیدہا رہ راست پر ہے چلا
ہے سب آگے پیچھے پہ اسکی نظر
چلا جاتا ہے ٹہیک وہ راہ پر
ہے پہلی تو بس کافروں کی مثال
جو بھٹکے چلین انکی الٹی ہے چال
وہ چلتے ہین بطلان کی راہ پر
نہیں راہ حق سے انہیں کچھ خبر
مگر مومنوں کی ہے پچھلی نظیر
جو سیدہے ہوئے شرک پر راہ گیر

یقیناً وہ دنیا مین ہین راہ یاب
وہ پہونچیں گے منزل کو اپنی شتاب
قل ھو الذی انشاکم وجعل لکم السمع
والابصار والافئدۃ قلیلا ما
تشکرون ۝
تو ان منکرون سے یہہ کہدے نبی
حقیقی تو معبود ہے بس وہی
کہ جس نے عدم سے بنایا تمہیں
وہ دنیا مین کر زندہ لایا تمہین
دئے کان تم کو خداوند نے
کہ اللہ کی باتین سنو کان سے
وہ آنکہین خدا نے عطا کیں تمہیں
کہ دیکھو خداوند کی قدرتین
کیا تم کو اللہ نے دل عطا
کہ چکھو مزا حق کے عرفان کا
خدا نے تو ہے تم کو سب کچھ دیا
مگر کم ہو تم شکر کرتے ادا
قل ھو الذی ذراکم فی الارض والیہ
تحشرون ۝
تو کہدے کہ اللہ وہی ذات ہے
جو اک چشمۂ فیض و برکات ہے
اسی نے ہے تم سب کو پیدا کیا
اسی نے زمین مین ہے پہیلا دیا
اسی طرح اُٹھوگے تم حشر کو
وہان پھیل میدان مین سب پڑو
ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صادقین
قل انما العلم عند اللہ وانما انا نذیر مبین ۝
سدا ہے یہی قول کفار کا
جو مسلک ہے اک ضد و اصرار کا
کہین کب وہ وعدہ کا دن آئیگا
جو سچے ہو تم۔ تو ہمین دو بتا
تو کہہ اے نبی ہے وہ آنا ضرور
کہ جب سب ہون حاضر خدا کے حضور
مگر اس کا ہے علم اللہ کے پاس
نہ پہونچے وہانتک کسی کا قیاس
مجھے وقت کی تو خبر کچھ نہیں
مگر ایک ہون مین نذیر مبین
ڈراتا ہون مین تم کو اس روز سے
کہ جب آؤ گے پاس اللہ کے
فلما راوہ زلفۃ سیئت وجوہ الذین کفروا
وقیل ھذا الذی کنتم بہ
تدعون ۝

دار الامان کی ایک شام

اگرچہ ہم چاہتے ہیں کہ دار الامان کے ہر لحظہ اور ہر آن کا نقشہ اپنے ناظرین کے سامنے پیش کرتے رہیں مگر مختلف وجوہ اور اسباب کی وجہ سے ہم قاصر رہتے ہیں اگر خدا تعالےٰ کو منظور ہوا تو کسی دوسرے وقت پر یہ ارادہ بھی پورا ہو رہے گا۔ بہرحال جو نظارہ ہر روز ہم یہاں دیکھتے ہیں اور کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ۔ کا نقشہ ہمارے سامنے ہوتا ہے اس کا مرقع محض الفاظ میں ہم ناظرین کے سامنے پیش بھی تو نہیں کر سکتے اس لیے اس امر کی بہت بڑی ضرورت رہتی ہے کہ احباب یہاں بار بار آئیں اور خود امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک منہ سے بھی وہ باتیں سُنیں جو وہ لے کر آیا ہے + اس کے چاند سے چہرہ کو دیکھ کر اس کے پر حکمت کلام کو سنکر کھدا دل میں ایک تازہ قوت اور ایمان میں ایک نئی زندگی اور روح میں ایک نرالی تازگی پیدا ہوتی ہے + کشف حقائق کا ایک عجیب دریا بہ رہا ہے اور ہمارا ایمان شہادت دیتا ہے کہ وہ نشان جو تین سال کے اندر حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کے نتیجہ میں ظاہر ہونے والا ہے اگرچہ اس کی کوئی اور صورت بھی ہو۔ مگر یہ حقائق اور معارف جو آجکل ظاہر ہو رہے ہیں اور جنکا مجموعہ یہ خطبہ الہامیہ ہو گا بجائے خود عظیم الشان ہیں ذوق سلسلہ سخن کو دراز کرنے کی رائے دیتا ہے اور ہم اپنے اصل مقصد سے دور نکلتے جاتے ہیں لیکن اسکو یہاں چھوڑ کر ناظرین کو ۳۰ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء کی شام کو دار الامان کی مسجد مبارک کے اوپر لے جاتے ہیں ابھی مغرب کی اذان نہ ہوئی تھی کہ حضرت اقدس علیہ السلام تشریف لے آئے آپکا چہرہ بشاشت اور مسرت سے پھول کی طرح کھلا ہوا تھا۔ چہرہ سے ایک جلال ٹپکتا تھا۔

آتے ہی فرمایا

آج میں نے ایک مضمون لکھنا شروع کیا ہے مسیح علیہ السلام کی نسبت بہت بڑا اطرا کیا گیا ہے اور اُن کی شان میں اتنا غلو کیا گیا ہے کہ معاذ اللہ خدا ہی بنا دیا گیا ہے ہم انکی عزت کرتے ہیں جیسے اور نبیوں کی عزت کرتے ہیں اور خدا کا راستباز نبی مانتے ہیں مگر اس غلو اور اطرا کو توڑنے کے لیے میں نے تجویز کیا ہے کہ انکی وہ ساری سوانح یکجائی طور پر پیش کریں جو عیسائیوں اور یہودیوں کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں کیونکہ جب تک وہ ساری باتیں جو انکی انسانیت کے اثبات پر گواہ ناطق ہیں پیش نہ کی جاویں خیالی طور پر جو کچھ ان کے مراتب میں غلو کیا گیا ہے اسکا استیصال نہ ہو گا۔ اور یہ جوش خدا تعالیٰ نے مجھے محض اس لیے دیا ہے کہ میں دیکھتا ہوں اس اطرا کا نتیجہ بہت برا ہوا ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کی گئی اور خدا تعالےٰ کے جلال و جبروت کی کچھ بھی پروا نہیں کی گئی۔ اس لیے یہ سلسلہ میں سمجھتا ہوں بہت مفید ہو گا۔

چونکہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّات ہماری نیت نیک ہے اس لیے وہ واقعات جو ہم اس میں درج کریں گے اس لیے نہیں ہوں گے کہ ہم خدانخواستہ انکی توہین کرتے ہیں بلکہ صرف اس لیے کہ انکی انسانیت ان کو دی جائے بلکہ ہم ان اعتراضوں کو جو یہودیوں اور فریسی تھمکروں نے ان پر کیے ہیں درج کر کے خود انکا جواب دینگے۔

اس کے بعد چونکہ اذان ہو چکی تھی نماز مغرب ادا کی گئی۔ بعد نماز مغرب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر اسی سلسلہ کلام میں فرمایا کہ

یہ کتاب جو میں لکھ رہا ہوں خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان نشان ہو گی۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی ہوئی ہے کہ اُجِيبُ كُلَّ دُعَائِكَ اِلَّا فِي شُرَكَائِكَ اس لیے مجھے پورا بھروسا اور یقین ہے کہ میری دعائیں کل دنیا سے زیادہ قبول ہوتی ہیں + اور اسی لیے یہ کتاب ایک نشان ہے کہ اس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکے گا ہماری جماعت کے ہاتھ میں یہ زبردست نشان ہو گا۔ میں عربوں کے دعوی ادب و فصاحت و بلاغت کو بالکل توڑنا چاہتا ہوں یہ لوگ جو اخبار نویس ہیں اور چند سطریں لکھکر اپنے آپ کو اہل زبان اور ادیب قرار دیتے ہیں وہ اس اعجاز کے مقابلہ میں قلم اٹھا کر دیکھ لیں۔ انکی قلم توڑ دی جاویں گے + اور اگر انمیں کچھ طاقت ہے اور قوت ہے تو وہ اکیلے اکیلے یا سب کے سب ملکر اس کا مقابلہ کریں پھر انھیں معلوم ہو جائیگا۔ اور یہ راز بھی کھل جائے گا جو یہ ناواقف کہا کرتے ہیں کہ عربوں کو ہزار ہا رسالے کے نوٹ دیکر کتابیں لکھا لی جاتی ہیں۔ اب معلوم ہو جائے گا کہ کون عرب ہے جو ایسی فصیح بلیغ کتاب اور ایسے حقائق و معارف سے پر لکھ سکتا ہے۔ جو کتابیں یہ ادب و انشا کا دعوی کرنے والے لکھتے ہیں انکی مثال بھتروں کی سی ہے کہ تحت رقم سیاہ سفید بہتر جمع کر کے رکھے جائیں مگر یہ تو ایک لذیذ اور شیریں چیز ہے جسمیں حقائق اور معارف قرآنی کے اجزا ترکیب دئے گئے ہیں غرض جو بات روح القدس کی تائید سے لکھی جاوے اور جو الفاظ اُس کے القا ہو کر آتے ہیں وہ اپنے ساتھ ایک حلاوت رکھتے ہیں اور اس حلاوت میں ملی ہوئی شوکت اور قوت ہوتی ہے جو دوسروں کو اس پر قادر نہیں ہونے دیتی + یہ غرض بہت بڑا نشان ہو گا۔

پھر اسی سلسلہ کلام میں کہ مسیح کی سوانح پر یہ کن چیزوں کو ہم لکھنا چاہتے ہیں اور یہودی اور فریسی نکتہ چینوں کے اعتراضوں کے جواب دینا چاہتے ہیں فرمایا

اِس طرز کے اختیار کرنے سے مدعا یہ ہے کہ مسیح کی خدائی باطل کی جاوے یہ اعتقاد ظلم عظیم ہے اور مجھے تو خدا کی قدرت ہے کہ شروع سے جب کہ ابھی میں طالب علم ہی تھا اسکی تردید کا ایک جوش خدا نے دیا تھا۔

گویا میری سرشت میں یہ بات رکھدی تھی۔ چنانچہ جب پادری فنڈر صاحب نے اپنی کتابیں شائع کیں تو ۱۸۴۹ء یا ۱۸۵۰ء کا ذکر ہے کہ میں مولوی گل علی شاہ صاحب کے پاس جو ہمارے والد صاحب نے خاص ہمارے لیے استاد رکھے ہوئے تھے پڑھا کرتا تھا اور اُسوقت میری عمر سولہ سترہ برس کی ہوگی تو اُسکی میزان الحق دیکھنے میں آئی۔ ایک ہندو نے جو میرا ہم مکتب تھا اُس کی فارسی کو دیکھکر اسکی بڑی تعریف کی میں نے اسکو بہت ملزم کیا اور بتایا کہ اس کتاب میں بجز نجاست کے اور کچھ نہیں ہے لونڈی و بان پر جاتا ہے + اُسوقت سے خدا نے اس جوش میں ترقی کی ہے اور میرے رگ و ریشہ میں یہ بات پڑی ہوئی ہے کہ اس افترا کے پتلے کو نابود کیا جاوے + اللہ تعالے جانتا ہے کہ آجکل جو نمازیں جمع کی جاتی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے فرمایا تھا کہ اس کے لیے نمازیں جمع کی جاویں گی تو یہ عظیم الشان پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔ میرا تو یہ حال ہے کہ باوجود اس کے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ سے مبتلا رہتا ہوں پھر بھی آجکل میری مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا رہتا ہوں۔ حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی ہے اور دوران سر کا دورہ زیادہ ہو جاتا ہے مگر میں اس بات کی پروا نہیں کرتا اور اس کام کو کیے جاتا ہوں۔

چونکہ دن چھوٹے ہوتے ہیں اس سبب مجھے معلوم ہی نہیں ہوتا کہ وہ دن کدھر جاتا ہے اُسی وقت خبر ہوتی ہے جب شام کی نماز کے لیے وضو کرنے کے واسطے پانی کا لوٹا رکھدیا جاتا ہے اُس وقت مجھے افسوس ہوتا ہے کہ کاش اتنا دن اور ہوتا۔

حالانکہ مجھے اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں مگر جب پاخانہ کی حاجت بھی ہوتی ہے تو مجھے رنج ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوئی اور ایسا ہی روٹی کے لیے جب کئی مرتبہ کہتے ہیں تو بڑا جبر کر کے جلد جلد چند لقمے کھا لیتا ہوں بظاہر تو میں روٹی کھاتا ہوا دکھائی دیتا ہوں مگر میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے پتہ بھی نہیں ہوتا کہ وہ کہاں جاتی ہے اور کیا کھاتا ہوں میری توجہ اور خیال اسی طرف لگا ہوا ہوتا ہے۔ پس یہ کام بہت ضروری ہے اور خدا چاہے تو یہ ایک نشان ہوگا جس کی نظیر لانے پر کوئی قادر نہ ہوگا۔

ناظرین حضرت اقدس کے اس جوش کا کسی قدر پتہ ان الفاظ سے مل سکتا ہے جو آپ کو اعلاء کلمۃ الاسلام کے لئے حق نے عطا فرمایا ہے آپ اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ

ہم کس دھن میں ہیں اور وہ کس خیال میں

پھر اسی سلسلہ کلام میں فرمانے لگے کہ

اگرچہ یہ کتاب بظاہر کوئی عجیب اور اعجاز نظر نہ آتی ہو مگر اس کی اشاعت پر دنیا کو معلوم ہو جاوے گا۔ جب ہم نے مہوتسو کے لیے مضمون لکھنا شروع کیا تو ہمارے ایک دوست نے اپنے خیال کے موافق کچھ ترش ظاہر کی مگر خدا تعالے نے الہاماً خوشخبری دی کہ وہ مضمون بالا رہا چنانچہ یہ اشتہار جلسہ سے پہلے ہی شائع کر دیا گیا آخر جب وہ جلسہ میں پڑھا گیا تو اسکی عظمت اور اس کے حقائق کو سب نے تسلیم کیا یہاں تک کہ لاہور کے انگریزی اردو اخبارات نے اس کے بالا رہنے کا اعتراف کیا۔ اسی طرح پر جب یہ کتاب شائع ہو کر باہر نکلے گی تب پتہ لگے گا۔

میں نے ایک بار ایک شخص کو دہلی سے عطر لانے کے لیے کہا وہ کہنے لگا کہ جب میں عطار کی دوکان پر گیا تو جو عطر وہ رکھتا تھا میں اُسکو ہی واپس کر دیتا تھا آخر عطار ...... نے کہا کہ میاں تم یہاں دوکان میں بیٹھے سونگھتے ہو پتہ نہیں لگتا جب دوکان سے باہر لے کر جاؤ گے تب اس عطر کی حقیقت معلوم ہوگی۔ چنانچہ جب وہ عطر لے کر آیا تو اُس نے بیان کیا کہ جو گاڑی بان ہم کر پیچھے آتی تھیں ان کے سوار کہتے تھے کہ کس کے پاس عطر ہے گویا اس کی اتنی خوشبو تھی

اس قسم کی باتیں ہوتی رہیں اپنے دعوی کی صداقت اور اپنے مامور من اللہ ہونے اور خدا تعالے کے ساتھ اپنے رابطہ کے ایسے شدید اور گاڑھے تعلق ہونے پر کہ کوئی دوسرا آج زمین پر ویسا نہیں اپنی دعاؤں کی قبولیت پر کچھ فرماتے رہے۔ پھر مرزا خدا بخش صاحب ابو العطا کی کتاب عسل مصفی سننے لگے اور اس کے ضمن میں

مسیح الدجال

پر ایک پر جوش اور لطیف تقریر فرمائی جو بالکل اچھوتی اور نئی تھی اور کسی تحریر میں ابھی تک نہیں آئی یہ وہ تقریر ہے جو دجال کی حقیقت اور اس کے خاص بیٹے کو ہر ایک کے سامنے کر دیا جائے گا کوئی ہی ایسا بدبخت ہوگا جو اس کے بعد بھی منکر رہے۔ باقی آئندہ

نکتہ

کہتے ہیں انسان سے برے افعال سرزد ہوتے ہیں اس کی برائی کی قوتیں اسمیں موجود ہیں مگر ہمارا مذہب جو اسلام ہے سکا یہ ہرگز منشا نہیں ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالی نے انسان کو ایک بھی بری قوت عطا نہیں فرمائی۔ درحقیقت میں کوئی قوت فی نفسہ بری نہیں ہاں اسکا یہ استعمال ضرور برا ہے مثلاً حسد ایک بری شئی ہے اگر ہم اسکو بری طور پر استعمال نہ کریں تو یہ حسد ان رشک کے رنگ میں آ جائیگی جسکو غبطہ بھی کہتے ہیں یعنی کسی کی اچھی حالت دیکھکر آپ بھی ویسی بننے کی خواہش اور کوشش کرنا۔ اور اس پیرایہ صورت اخلاق فاضلیہ میں داخل ہے لہذا یقیناً یاد رکھو کہ خدا جو پاک اور تمام بد یوں سے منزہ ہے کبھی پسند نہیں کرتا کہ بری قوتیں عطا کرے۔ ممکن نہیں ہے کہ پاک چشمہ سے بدی نکلے۔ ہاں انسان اپنے استعمال کے طریق سے نیکی کو بدی بنا لیتا ہے پس ہر فعل کے وقت دیکھلو کہ اسکا یہ محل ہے یا نہیں اور وہ ایک حد اعتدال ہے یا افراط اور تفریط ...... کی طرف جا رہا ہے +

مرنج مرنجان

پر

ہماری تشریح کو

کیا ا۔د گجراتی اب بھی نمانینگے جبکہ انکی مقدس کتاب نے بھی گواہی دیدی

تھوڑے دن کی بات ہے میں نے میاں ا۔ د۔ گجراتی کی ایک تحریر پڑھی جس میں انہوں نے پیر مہر شاہ گولڑوی کے کمالات کی بہت سی تعریف کی تھی اور منجملہ اُن کے قابل فخر کمالات کے ایک کمال یہ بیان کیا تھا کہ پیر صاحب مرنج مرنجان طبیعت کے آدمی ہیں اس پر مجھے رنج آیا کہ کیسے نادان دوست ہیں۔ نادانی سے دوستی کے پیرایہ میں ایک مخدوم دوست سے وہ کر گذرتے ہیں جو کسی تلخ بدخواہ دشمن سے بھی ظہور میں نہیں آ سکتا اس لیے کہ اس ناشدنی اصطلاح کے صحیح مصداق تو وہی ہو سکتے ہیں جو منہاج نبوت کے خلاف چلنے کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے قطعاً ترک کر دینے کو اباحتی رندگی یعنی بے نتے شاہی اور مزدکی مشرب کو عیاشی اور بیباکی کو۔ کفر و ایمان کے خلط ملط کر دینے یا پوری رندی اور بے نام و ننگی کو اپنا شعار بنا لیتے ہیں اور ایمانی اور ملتی غیرت کو جو اہل اللہ کا خاصہ ہے کہ قلم ترک کرکے ہر ایک فریق اور طریق سے مداہنہ کرنے کو اپنا دین و ایمان سمجھتے ہیں۔ پھر اگر پیر صاحب موصوف بھی ایسے ہیں تو بجز افسوس کے اور کیا چارہ ہے۔ مگر معاً میں نے ثابت کیا تھا کہ یہ کوئی پیر صاحب موصوف کا درپردہ سخت دشمن سیاہ دل وہابی اور بے باک نیچری ہے جو آپ کی شان میں ایسی بیحیائی کی باتیں کہتا ہے اس لئے کہ پیر صاحب نے اُن تمام جوشوں اور خروشوں اور ردنویسیوں اور ہنگامہ پردازیوں سے جو اپنے غازیوں کے ساتھ حضرت امام زمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف برپا کی تھیں صاف طور سے ثابت کر دیا تھا کہ وہ مرنج مرنجاں طبیعت کے آدمی نہیں۔ خیر جو ہوا سو ہوا اس کے بعد پھر ایک اور شخص نے چودہویں صدی میں اس مزدکی اصطلاح کو استعمال کیا اور اُسے خدا تعالے کے قائم کیے ہوئے سلسلہ پر وار کرنے کا ذریعہ بنایا۔

اس پر میں نے ۲۴ اگست ۱۹۰۱ء کے الحکم میں بڑی تفصیل اور دلائل سے لکھا کہ خیر اور حق کیطرف بلانے والی قوم یعنی انبیاء اور مومنین صالحین کی یہ اصطلاح نہیں۔ یہ بے غیرتوں اور بے دینوں کی اصطلاح ہے۔ ان قدوسیوں نے دعوت الی الحق اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اپنوں کو بیگانہ اور شناساؤں کو دشمن بنا لیا۔ بھائی کو بھائی سے اور باپ کو بیٹے سے جدا کر دیا۔ اس راہ میں آپ بھی خطرناک دکھ اُٹھائے اور اعداء اللہ کو دیئے پھر مرنج مرنجاں کیونکر پالیسی ہو سکتی ہے ایسے غیور مردوں کی جن کی کارناموں سے خون کی مہروں کے ساتھ یہ کھلے ثبوت ملتے ہیں۔ اس پر میاں گجراتی نے بڑے غیظ و غضب سے چودہویں صدی میں مرنج مرنجاں کے عنوان سے ایک مضمون لکھا اور اس بات کی ثابت کرنے کی کوشش کی کہ (نعوذ باللہ) قرآن کریم کا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور صحابہ کا مرنج مرنجاں مذہب تھا۔

اللہ تعالے بہتر جانتا ہے کہ اس ناپاک مضمون کو پڑھ کر مجھے کسقدر صدمہ ہوا اور فی الحقیقت کون مومن غیور ہے کہ جسکی روح کانپ نہیں اُٹھتی ایسی ناپاک بات کے دیکھنے سے جو اس دشمن حق نے صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بغض کی وجہ سے خدا کے پاک کلام اور پاک رسول اور پاک اصحاب کی طرف منسوب کی۔ میں گھبرا گھبرا کر سوچتا تھا کہ اب اس سیاہ دل کو کس پیرایہ میں جواب دوں اور کس کتاب سے سند لاؤں جو یہ ایسی گستاخی اور بے ادبی سے باز رہے قرآن کریم تو اس کے سمجھانے کو کافی نہیں ہوا۔ غرض اسی حیص بیص میں تھا کہ سمیع علیم خدا نے میری سن لی اور ان بے باک نیچریوں کی **مقدس کتاب حیات جاوید** یعنی سرسید کی لائف مل گئی۔ اُسے پڑھتے پڑھتے ایک مقام میں **مرنج مرنجاں** کی تفسیر مل گئی **فالحمد للہ علی ذلک**

اس تفسیر نے نہ صرف میری تائید کی بلکہ خدا کے کلام اور اُس کے قدوسیوں کی ذات کی پوری تطہیر کی۔ کیا اب بھی ا۔ د گجراتی نہ مانیں گے جبکہ اُنکی مقدس کتاب نے گواہی دیدی اور وہ گواہی یہ ہے

منشی الطاف حسین حالی صاحب دی گریٹ مین آف علی گڑھ کی پاک لائف میں یوں داد سخن دیتے ہیں۔ " ایک اور جلسہ رائے پران کشن کے مکان پر ہوتا تھا جو ایک معزز رئیس اور نہایت وضعدار تھے۔ جنا نامی ایک طوائف نہایت خوش آواز دُھرپت اور خیال گانے اور بین بجانے میں مشہور تھی وہ اپنا پیشہ چھوڑکر راجہ پران کشن کے گھر میں پڑ گئی تھی۔ اُسکی خاطر سے وہ ہر مہینہ کی سترہویں کو ایک جلسہ کیا کرتے تھے شہر کے رئیس جن سے انکی دوستی تھی بلائے جاتے تھے۔ بڑے بڑے گویّے بہادر خاں ستارئے اور میر ناصر احمد

سب جمع ہوتے تھے۔ سرسید کہتے تھے کہ میرے ماموں نواب زین العابدین خاں ہمیشہ اس جلسہ میں جاتے تھے میں بھی بارہا اُن کے ہمراہ گیا ہوں۔ اور جب سرسید آگرہ میں نوکر ہو گئے وہاں منشی امیر علیخاں مولوی غلام امام (شاعر شہید تخلص) مولوی غلام جیلانی۔ مولوی محمد شفیع اور اور بہت سے اشراف خاندانوں کے نامی وکیلوں اور عہدہ داروں کا مجمع تھا

یہ سب لوگ نہایت زندہ دل مرنج مرنجاں اور زندگی بیفکری و فارغ بالی کے ساتھ ہنسی اور خوشی میں گذارنے والے تھے۔ تاج گنج۔ اعتماد الدولہ اور نور افشاں میں وہ آئے دن عیش و نشاط کے جلسے کرتے تھے۔ سرسید نے بھی ان جلسوں کی کیفیتیں دیکھیں ہیں اور اُن میں شریک ہوئے تھے

(حیات جاوید صفحہ ۴۴)

اب میں کوئی ضرورت نہیں سمجھتا کہ اس بات کی پوری تشریح کروں کہ یہ کس قسم کا اشراف لوگ اور نیک چلن زندہ دل ہیں جنکی نسبت حالی صاحب نے مرنج مرنجاں کے الفاظ اطلاق فرمائے ہیں اور اپنی لائف کے گریٹ ہیرو کو اس پاکیزہ گروہ کا گل سرسبد بنایا ہے کیا کوئی ایسا باغیرت مومن ہے جو تجویز کر سکتا ہے کہ پھر بھی ان ناپاک لفظوں کو خدا کے کلام اور خدا کے راستبازوں کی نسبت استعمال کرے۔ میں بڑا خوش ہوں گا اگر۔ اے۔ گجراتی اسپر کچھ رقم فرمائیں گے۔

عاجز عبد الکریم

مختصر نوٹ اور نکات

انسان کی جسمانی زندگی بلاشبہ اس کی روحانی زندگی کا ایک ظل واقع ہوئی ہے + پس اگر کوئی مذہبی رہنما یا روحانی معلم ہماری روحانی زندگی کو صرف ایک ہی روش پر ڈالنا چاہتا ہے یا کسی ایک ہی قوت کے نشو و نما پر زور دیتا ہے تو یقیناً اس کی تعلیم نہ صرف قانون قدرت کے منافی ہے بلکہ وہ انسان کی روحانی قوتوں کا ستیاناس کرنا چاہتا ہے۔

خدا تعالی کے قانون قدرت پر ایک وسیع نظر کرو اور انسان کے تمدن کو دیکھو تو صاف معلوم ہوگا کہ مختلف موسموں کے تغیر و تبدل کبھی گرمی کبھی سردی کا آنا بلا وجہ تو ہو نہیں سکتا اگر انسان ایک ہی حالت پر رہ سکتا تو یہ تبادلہ فصول اور تغیرات موسم نہ ہوتے۔ اور یہ سارے تغیرات ہماری صحت بدنی کے لیے ضروری ہیں اسی طرح پر اگر ہم کل قوی کو چھوڑ کر صرف ایک ہی کی تربیت کرنی شروع کریں تو یقیناً خدا سے جنگ کرنیوالے ٹھہرینگے

جب یہ بات ہے تو انسانیت کے درخت کی ساری شاخوں کو کاٹ کر اور تمام قوتوں کو بیکار اور عبث قرار دیکر صرف صبر اور عفو پر قطع نظر اس کے کہ وہ برمحل ہو یا بے محل زور دینا انسان کی روحانی قوتوں کی معراج اور کمال کا باعث کیونکر ہو سکتا ہے؟ جیسے ایک آدمی ہمیشہ ہی سرد یا ہمیشہ ہی گرم غذا نہیں کھا سکتا اسی طرح نہیں ہو سکتا کہ ایک ہی قوت سے کام لیکر کامل بن سکے۔ پھر ہمارے عیسائی ہمسائے انجیل کی کونسی خوبی دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔

انسان کی پیدایش تو ایک خاص اعتدال پر ہوتی ہے اسلیے فرمایا گیا ہے کہ **لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم** مگر انسان جب تک اس نقطہ اعتدال پر رہتا ہے جو میزان عصمت کی زبان کی طرح ہوتا ہے وہ خدا تعالے کے نور کے بالکل محاذ پر رہتا ہے اور اس سے حصہ پاکر ایک روشنی میں چلتا ہے جو اسے خدا کی نافرمانی اور گناہوں کی ٹھوکروں سے بچا لیتی ہے لیکن جونہی کہ وہ خدا سے اعراض کر کے اس روشنی کے مقابلہ سے پرے ہٹ جاتا ہے اور اس نور سے محروم ہونے لگتا ہے تو اس کا دل تاریکی میں بھٹکنے والے کی طرح خیالی روشنی کی طرف دوڑتا ہے جو حقیقت میں اسکو تاریکی کے زیادہ قریب کرتی جاتی ہے پس جب اس مقام کو چھوڑ کر وہ ادھر جھکتا ہے تو اس حالت میں ارتکاب **جناح** کرتا ہے جو بہ تبدیل حروف گناہ بن گیا ہے لیکن جوں جوں اس کا رجوع ادھر زیادہ ہوتا جاتا ہے اور وہ خدا کے نور سے دور ہٹتا جاتا ہے تو آخر خدا سے قطع تعلق کر لیتا ہے اور کٹ جاتا ہے یہ وہ حالت ہے جہاں اس کا نام مجرم* رکھا جاتا ہے اسی لیے قرآن کریم انسان کو اس کے خلقی اعتدال کا پتہ دیکر صراط مستقیم پر چلنے کی ہدایت کرتا ہے جو خدا تعالے کے نور کے بالکل محاذ پڑی ہوئی ہے۔ اور اس سے ادھر یا ادھر ہونا مغضوب یا ضالین کے پاٹے میں جا پڑتا ہے

نادان اپنی بے وقوفی اور حماقت پر ناز کرتا ہے اور حقائق کو نکتہ بعد الوقوع کہہ اٹھتا ہے + تھوڑے دنوں کا ذکر ہے کہ ایک اخبار نے الحکم پر ریمارک کرتے ہوئے لکھا کہ اس اخبار میں بعض اوقات عجیب و غریب واقعات درج ہوتے ہیں منجملہ ان کے ایک واقعہ مردہ کے زندہ ہونے کا ہے جسپر ہم المومنین

* لغت میں جرم کاٹنے کو کہتے ہیں۔ منہ

(زوجہ مرزا صاحب) کی شہادت بھی قلم بند کی تھی - یہ اعتراض اگر کسی دہریہ کیطرف سے کیا جاتا تو ہم اسکو صاحب البیت ادری بما فیہ کی ایک لطیف فلسفی بناتے - مگر جب کہ ایک دعویدار اسلام نے اسکو اعتراض کی شکل میں لکھا ہو تو کیوں ہم اسکا منہ بند نہ کریں - اگر ام المومنین کی شہادت اس کے نزدیک غیر معتبر ہو تو پھر اس کے نزدیک اسلام کا سارا سلسلہ ہی خیالی ہوگا - کیونکہ اول المومنین خدیجۃ الکبریٰ ہیں اور پھر عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دیگر امہات المومنین ازواج مطہرات نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے جس قدر احادیث مروی ہیں اور جو قرآن کریم کے اکثر احکام و آیات کی تفسیر ہیں کیا سراسر بے معنی اور ناقابل اعتبار ہیں؟ افسوس ہے کہ ان لوگوں کو اعتراض کرتے ہوئے شرم نہیں آتی اور ذرہ بھی فکر نہیں کرتے کہ ان کے ایسے اعتراض کا مورد کون جا ٹھہرتا ہے

حضرت اقدس حجۃ اللہ مسیح موعود دام اللہ فیوضہم کے سلسلہ عالیہ پر بحث کرنے والوں کے لیے بہترین طریق یہ ہے کہ وہ اس سلسلہ کی حقانیت کے معلوم کرنے کے لیے وہ معیار اور محک استعمال کریں جو سلسلہ نبوت کی صداقت کے لیے استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ یہ سلسلہ منہاج نبوت پر قائم ہوا ہے پس جو شخص اس معیار کو چھوڑ کر دوسری صورت اختیار کرے گا وہ یقیناً ناکام رہے گا

کیا اختلاف رائے نفس الامر میں کوئی بری شئے ہے؟ دانشمند انسان کو ماننا پڑے گا کہ اختلاف رائے نفس الامر میں بری شئے نہیں ہوسکتا جبکہ دنیا اور اس کے مختلف نظارے اختلاف الوان اختلاف السنہ اختلاف لیل ونہار وغیرہ وغیرہ اولوا الالباب کے لیے خدا تعالیٰ کی ہستی کے بے نظیر دلائل ہیں - اور ان اختلافوں کی تہ میں بیش بہا اسرار اور نکات ہیں - ہاں اختلاف رائے جب کہ نفس پرستی اور خود غرضی کی بنا پر ہو تو بلاشبہ خطرناک اور ایک لعنت ہے لیکن اگر اس اختلاف کی بنا ابتغاء لمرضات اللہ ہو تو یہ اختلاف ایک برکت ہے - اگر دنیا میں اختلاف رائے کوئی چیز نہ تھی تو **شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ** کے حکم کی تہ میں کیا نکتہ ہے - اور حدیث **اختلاف امتی رحمۃ** میں کیا سر ہے کیا کوئی ایسا معترض ہمیں بتا سکتا ہے جو بلا سوچے سمجھے کسی اختلاف رائے پر نکتہ چینی کرتا اور اسی کو ریپریزنٹ کرنے کی کوشش کرتا ہے ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ ہرگز نہیں!!! پھر جن لوگوں نے قرآن کریم پر تدبر کیا ہے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیرۃ پر ایک غائر نگاہ کی ہے کیا ان کو اس سیرۃ کے پڑھنے سے اس قوم میں جنکے سینوں میں کسی قسم کے غل وغش کے نہ ہونے کی قرآن شہادت دیتا ہے اور **فاصبحتم بنعمتہ اخوانا** کا مصداق قرار دیتا ہے کوئی اختلاف رائے اسکو نظر آتا ہے یا نہیں؟ اگر انہیں بھی ایسے اختلافات کا نظارہ نظر آتا ہے تو پھر بات صاف ہے کہ اس کی اپنی ہی نگاہ تاریک اور دل مجذوم ہے جو یہ حقائق تک نہیں پہنچتا - لاہور اور امرتسر کے بعض اخباروں نے باوجود مسلمان کہلانیکے ہماری ایسی کسی اختلاف رائے پر شور مچایا ہے - ان کا فرض تو یہ تھا کہ وہ قرآن شریف کو پڑھتے اور پھر صحابہ کی لائف کو پڑھتے اور اپنے اعتراض کو اعتراض کی شکل میں پیش کرنے سے پہلے خود وزن کرتے تو انہیں شرم آجاتی اچھا اگر موجودہ مذہبی آزادی کی ہوا سے ان کے دل ودماغ پر بھی کوئی خاص اثر کیا ہے اور وہ اسپر زیادہ توجہ نہیں کرسکتے تھے تو اس نئی تہذیب کے فیلڈ وجیہ (بخیال شان) سرسید الخیالی کے طرز عمل کو ہی مطالعہ کرتے - کیا انہیں وہ وقت یاد نہیں رہا جب ذرا سے اختلاف رائے پر سرسید اپنے مخالف کو فرانس میں ڈویل لڑنے کا چیلنج دیتے تھے اصل یہ ہے کہ جب ان کے گھر پر آتی ہے تو انکا حال سعدی کے اس شعر کا مصداق ہوتا ہے

ای ہنرہا نہادہ بر کف دست
عیبہارا نہفتہ زیر بغل

پس ہم اس قسم کے اعتراضوں کو کیا وقعت دے سکتے ہیں جو واقعات نفس الامری کے خلاف ہونے کے علاوہ محض ناواقفی اور کورانہ تقلید کی بنا پر کیے جاتے ہیں واقعات خود ایسے لوگوں کا جواب ہیں اگر وہ دیکھ سکیں۔

الحکم کے متعلق

گذشتہ ہفتہ میں جو چٹھی الحکم کے متعلق "ہمارا اور آپ کا فرض" کے عنوان سے شائع کی گئی ہے مجھ کو کامل امید ہے کہ وہ پوری توجہ اور غور سے پڑھی جاوے گی بلکہ اسپر عمل بھی کیا جاوے گا - دن بدن قوم کی ضرورتیں بڑھتی جاتی ہیں اور ابھی جماعت محدود ہے اور اسمیں سے بھی چندہ دینے والوں اور قومی کاموں میں شامل ہونے والوں کی تعداد اور بھی محدود مگر ہم یہ دیکھکر خدا کا شکر کرتے ہیں کہ یہ طریق بھی منہاج نبوت ہی پر واقع ہوا ہے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ابتدا میں ضعفا اور غربا ہی کی جماعت ہوتی ہے اور مسیح موعود کے ساتھ بھی اسی سنت کا جاری رہنا ضروری ہے - غرض الحکم چونکہ سب سے پہلا قومی خادم ہے جس نے بالکل بے سروسامانی اور بیکسی کی حالت میں قوم کی خدمت کا بیڑا محض خدا کے فضل پر

بہروسا کرکے اُٹھایا اور خدا کا شکر ہے کو اپنی بساط کے موافق وہ اب تک کررہا ہے الحکم اب **احمدی قوم کا آرگن** مختلف قوموں کے درمیان قرار پا چکا ہے اور گورنمنٹ کے نزدیک وہ احمدی قوم کی آواز سمجھا جاتا ہے اسلیے الحکم کی وضع کا قائم رکھنا اور اس کے استحکام و استقلال کی سعی کرنا ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے اور الحکم کے اغراض و مقاصد کی وسعت اسی صورت میں متصور ہے کہ اس کی اشاعت کثرت کے ساتھ ہو پس توسیع اشاعت کے لیے ہمارا بار بار زور دینا اور توجہ دلانا محض اسی بنا پر ہے۔ یقیناً یاد رکھو کہ الحکم کی زندگی اور موت کا سوال قوم کی زندگی اور موت کا سوال ہے پس ہم میں سے ہر ایک اپنے دل میں عہد واثق کرلے کہ وہ اسکی اشاعت میں پوری سعی کرے گا + ہر ایک خریدار چار چار خریدار پیدا کرنے کا عزم کرلے تو الحکم کی اشاعت میں بعجلت ترقی ہوسکتی ہے اسوقت تک الحکم کا سات سو ہی شائع نہ ہونا تعجب اور غیرت کا مقام ہے۔ اور اس کے لیے خریداران الحکم ضرور جوابدہ ہیں۔ پس وہ اپنا فرض سمجھیں گے۔

آخر میں اس ہفتہ کی رپورٹ سُنانا ضروری سمجھتا ہوں۔ مفصلہ ذیل بزرگان قوم نے الحکم کے لیے ایک ایک جدید خریدار دیا۔

(۱) جناب میرزا خدا بخش صاحب

(۲) جناب بابو شاہدین صاحب سٹیشن ماسٹر

اس کے علاوہ چار صاحب اپنی درخواستوں پر خریدار ہوئے۔

ہاں یہ امر بھی ضروری الاظہار ہے کہ اس سال کے اخیر تک ۳۱ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء کو خریداران الحکم کے ذمہ قریباً چار سو روپیہ بقایا میں ہے۔ اگر یہ بزرگ توجہ کریں اور بقایا بیباق کردیں تو کارخانہ کو کافی مدد پہونچ سکتی ہے۔ شاف کی تکمیل اور سامان پریس کی ضروریات پوری ہوسکتی ہیں۔ اس لیے ہم اپنی خاص حقوق کو پیش کرکے صرف اپنا واجب روپیہ ہی مانگتے ہیں جس کے ملنے پر ہمکو بہت کچھ مدد مل سکتی ہے۔ کیا ناظرین اپنا فرض ادا نہ کریں گے۔

دارالامان

(۱)

حضرت حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیاء بحمد اللہ بخیریت ہیں اور شب و روز عربی رسالہ کی تصنیف میں سرگرمی سے مصروف ہیں فرماتے ہیں کہ یہ رسالہ اہل زبان پر اعجازی حجت ہوگا نہ وہ اس کے حقائق و معارف میں مقابلہ کرسکیں گے۔ اور نہ اس کی اعلی درجہ کی فصاحت و بلاغت میں۔ حقیقت میں جو حقائق اس میں درج ہورہے ہیں جسکا ذکر کبھی کبھی فرماتے ہیں وہ ایسے ہیں کہ اس سے پہلے نہ کبھی دل پر گذرے اور نہ کسی زبان نے بیان کیے اور نہ کسی کان نے سنے۔

(۲)

حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب **ایات الرحمن** کی تصنیف میں مصروف ہیں منشی الٰہی بخش صاحب ایڈیٹر کو معلوم ہوجائے گا کہ انکا یہ دعوے کہ اس کا جواب نہ دیا جائے گا کہاں تک صحیح تھا + افسوس کچھ عرصہ کی جھوٹی خوشی نے انھیں از خود رفتہ کیا تھا مد اب انہیں معلوم ہوگا کہ پبلک میں آنا کچھ آسان نہیں۔

(۳)

ازالہ اوہام کے لیے درخواستیں جمع ہورہی ہیں جو حکیم فضل الدین صاحب یا دفتر الحکم میں آتی ہیں چند ہی روز کے بعد اس کی طبع کا کام شروع کیا جائیگا۔

آسمانی فیصلہ چھپ چکا ہے جو صاحب چاہیں ۲/ قیمت علاوہ محصولڈاک بھیجکر حکیم صاحب مذکور یا دفتر الحکم سے منگوالیں۔

ناسخ منسوخ اور رشید والے خط کی اب تھوڑی جلدیں باقی رہ گئی ہیں جو حسب جلد نہ منگوائیں گے انکو دوسرے اڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

رسالہ دعا کی بھی بہت ہی تھوڑی کاپیاں باقی ہیں۔ حضرت مولوی نور الدین صاحب حکیم الامت کا ایک لیکچر جو انھوں نے انجمن حمایت الاسلام کے کسی جلسہ پر دیا تھا۔ عنقریب طبع کرکے شائع کیا جائے گا۔ ان سب رسالوں اور کتابوں کی درخواستیں حکیم فضل الدین صاحب یا دفتر الحکم میں آنی چاہییں۔

(۴)

اس ہفتہ میں جن لوگوں نے بیعت کی ان کے اسما دوسرے مقام پر درج ہیں

حضرت اقدس کی تائیدیں

حضرت حجت اللہ کی سچائی اور منجانب اللہ ہونے کے اور بہت سے ثبوتوں کے سوا ایک یہ بھی ہے کہ جن لوگوں نے آپ کے ساتھ تعلق پیدا کیا ہے انہیں سے ہر ایک نے کم و بیش اپنی استعداد کے موافق آسمانی علوم اور مبشرات سے حصہ پایا ہے چنانچہ ذیل کا ایک خط جو افریقہ سے آیا ہے ہم درج کرتے ہیں جس کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ کسطرح خدا تعالی قبل از وقت بعض واقعات کی خبر دیتا ہے اور وہ پورے ہوتے ہیں وہ خط یہ ہے

برادرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اکثر احباب احمدی جماعت نے بذریعہ اشتہارات و اخبار اپنے اپنے **کشف** و رؤیا۔ و **الہام**۔ دربارہ صداقت حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ و السلام شائع کیے اور کیے جاتے ہیں۔ میں بھی اپنے حالات و انعامات الٰہیہ کو ایک رسالہ کے طور پر جمع کررہا ہوں انشاء اللہ تعالی کسی وقت شائع کرونگا اخویم محمد افضل خانصاحب نے میرا حال کسی قدر اختصار سے اخبار الحکم نمبر ۱۲ جلد ۵ - ۲۱۔

مارچ ۱۹۱۰ء میں تحریر فرمایا ہے ۔
خدا تعالیٰ بہت سے خواب والہام صحیح پیشتر از وقت اپنی جماعت کی احباب کے روبرو بیان کیے جو اُن کے سامنے پورے ہوئے ۔ اُن نشانات میں سے ذیل کا نشان عرصہ ۴-۵ سال کے بعد پورا ہوا ہے جس وقت یہ نشان بیان ہوا تھا سوائے تمسخر کے مخالفین نے کچھ نہ کہا ۔ مگر میرے دل میں بڑا زور اور یقین بھرا ہوا تھا میں نے کثرت سے لوگوں کو تحریر و تقریر اطلاع دی کہ مجھے حضرت رب العالمین نے بشارت دی ہے کہ تجھکو یعنی اس عاجز کو ۵۰ پچاس روپے تنخواہ اور کچھ سفر خرچ ملے گا ۱۹۰۵ء میں لگاتار مجھے رویا وغیرہ کے ذریعہ سے یہ بشارت ملتی رہی مگر اکتوبر ۱۹۰۶ء میں میں واپس پنجاب کو چلا آیا پھر دوبارہ حسب وعدہ خداوندی معدار نمیں بشاہرہ (۲۵) روپے ماہوار کے جون ۱۹۰۹ء میں بھرتی ہو کر آیا اس قلیل تنخواہ پر کون کہہ سکتا ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگی مگر مجھے بار بار یہی سمجھایا جاتا تھا کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے چنانچہ اخویم ڈاکٹر رحمت علی صاحب نے مجھے میڈیکل ڈیپارٹمنٹ میں سٹور کلرک کی جگہ کے واسطے تبدیل کرا لیا اور دو ماہ بعد یعنی یکم اکتوبر ۱۹۰۹ء کو عـہ مجھے ترقی ملی اب یہ سال بخیر و خیریت گذرنے پر مجھے حسب سفارش سینئر میڈیکل افسر ڈاکٹر سیوکنگ صاحب عـہ ترقی عطا ہوئی جس سے میری تنخواہ عـہ ہوگئی اور للعہ الونس بھی ملے گا کل روپیہ ملکر اب مجھے للعہ تنخواہ ملا کرے گی ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے اس طرح سے یہ پیشگوئی حضرت رب العالمین نے پوری فرمائی

خاکسار نور احمد جالندھری حال وارد
افریقہ نیروبی

بقیہ مختصر نوٹ

اٹاوہ سے **اٹاوہ پنچ** نام شروع اکتوبر سے ایک جدید اخبار جاری ہوا ہے جسکی ایڈیٹر و مالک مولوی صادق حسین صاحب احمدی مختار اٹاوہ ہیں ۔ یہ اخبار ۲۰ + ۲۶ کے آٹھ صفحوں پر شائع ہوتا ہے + دیگر مضامین کے علاوہ حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ عالیہ کی متعلق مضامین بھی درج کرنے شروع کیے گئے ہیں جس سے اُمید ہوسکتی ہے کہ سلسلہ عالیہ کی تبلیغ اس سے خوب ہوگی + ہماری دلی آرزو ہے کہ خدا اسکو کامیاب کرے جو صاحب چاہیں ۔ ایڈیٹر اٹاوہ پنچ اٹاوہ کے نام درخواست بھیجکر منگوالیں ۔

عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ باپ خدا ازلی بیٹا خدا ازلی ۔ اسپر ولایت کا فری تھنکر اخبار لکھتا ہے کہ باپ اور بیٹا ایک ہی عمر کے ہوئے اور یہ تعجب خیز بات ہے درین چہ شک

وہی اخبار لکھتا ہے کہ خدا میں خدا داخل ہوا یہ بیہودہ بات ہے کیونکہ بیٹے خدا پر روح القدس اُترا ۔ بات تو معقول ہے عیسائی کیا جواب دیتے ہیں ۔ ؟

عیسائی مانتے ہیں اور انجیل میں درج ہے کہ یسوع نے اپنے ساتھ والے چوروں میں سے ایک کو کہا تھا کہ تو آج میرے ساتھ بہشت میں ہوگا لیکن عیسائی عقیدہ کی موافق وہ بجائے بہشت کے تین دن ہاویہ میں رہے تو کیا یہ کہنا جھوٹھ نہ تھا ۔ ؟

مسیح نہ باپ تھا نہ وہ شوہر تھا اور نہ کسی جگہ کا بادشاہ تھا پھر اخلاق کے ان شعبوں میں وہ کسی کا رہنما کیونکر ہو سکتا ہے ؟؟؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل نمونہ ہونے کے متعلق قرآن کریم کا دعوے ہے ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الآخر حقیقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی انسان کی شگفتہ اور نشو و نما یافتہ اور کامل مہذب زندگی کے ہر شعبہ کے لیے نمونہ بہم پہونچاتی ہے ایک مصلح ۔ ایک قوم بنانے والا ۔ ایک جنگی سپہ سالار ۔ ایک غیر قوموں سے برتنے کے آداب کی معرفت کا عارف ۔ ایک شوہر ۔ ایک باپ ۔ ایک عظیم الشان دوست ایک فیاض ۔ ایک جواد ۔ ایک قادر علی الانتقام ہو کر عفو کر دینے والا ۔ ایک جلیل القدر سلطان ۔ ایک منقطع الی اللہ درویش غرض تمام اخلاقی شعبوں کا پورا اور کامل نمونہ اور انک لعلی خلق عظیم کا مصداق ہے ۔

جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی اُستاد سے نہیں پڑھا تھا ۔ بلکہ خود خدا ہی آپ کا اُستاد تھا اور آپ نے خدا ہی کے زیر تربیت تمام دینی ہدایت پائی تھی حالانکہ دوسرے نبیوں کے دینی معلومات انسانوں کے ذریعہ سے ہوتی تھی اسی طرح یہ آنے والا موعود کا نام جو یحییٰ رکھا گیا اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنیوالا علم دین خدا ہی سے حاصل کرے گا اور یہ واقعات صحیحہ نے ثابت کر دکھایا ہے کہ علوم دینیہ میں وہ کسی کا شاگرد نہیں یہی وہ مہدویت ہے جو نبوت محمدیہ کے منہاج پر آکر ملی ہے ۔ اور اسرار دین بلا واسطہ اس پر کھولے گئے ہیں + + +

حضرت مولوی نور الدین صاحب کا اردو ترجمہ قرآن مجید

اس اشتہار کا عنوان نہ صرف ہماری جماعت کے لیے بلکہ مسلمانان ہند کے لیے ایک بڑی خوشخبری ہے۔ حضرت مولانا موصوف نے قرآن شریف کا ترجمہ طیار فرمایا ہے اور اس کے چھپوانے کا انتظام مجلس منتظمہ مدرسہ تعلیم الاسلام نے اپنے ہاتھ میں لیا ہے اس قرآن شریف کی طرز تحریر بھی انشاء اللہ تعالےٰ بہت ہی پسندیدہ اور واضح ہوگی جس کا مفصل ذکر اس قاعدہ کے دیباچہ میں ہے جو عنقریب مجلس مذکور کی طرف سے شائع ہونے والا ہے۔

اسوقت اس اشتہار کے اشاعت کی غرض یہ اور ہے۔ قرآن شریف مترجم چھپوانے کے لیے قریب تین ہزار روپیہ کے چاہیے لیکن مجلس منتظمہ کے ہاتھ میں مدرسہ کا سرمایہ اسقدر قلیل ہے کہ وہ بمشکل مدرسہ کے چلتے ہوئے اخراجات کے لیے چند ماہ کے واسطے کافی ہو سکتا ہے۔ اسلیئے مجلس مذکور نے یہ تجویز کی ہے کہ احباب سے اس کار خیر کے لیے قرض حسنہ طلب کیا جاوے جو کافی تعداد کے فروخت ہونے پر واپس کیا جاوے ایسے کار خیر کے لیے اگر چندہ کے طور پر بھی روپیہ طلب کیا جاتا تو بھی امید تھی کہ احباب اس میں بڑھ بڑھ کر حصہ لیتے لیکن سہولت اور جلدی کے لیئے قرضہ کی تجویز کی گئی ہے اور امید ہے کہ ہمارے احباب کسی قدر نقصوں پر تکلیف گوارا کر کے بھی اس کار خیر میں شریک ہوں گے اور جس قدر جلدی ہو سکے اپنے مالوں سے مدد فرماوینگے تاکہ اس کی اشاعت میں توقف نہ پڑے۔

اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ جو احباب قرآن شریف کو خریدنا چاہتے ہوں وہ پیشگی قیمت ارسال فرما کر ممنون فرماویں تا اس طرح پر بھی فنڈ اشاعت کو مدد پہونچے اسوقت پیشگی قیمت کے طور پر صرف تین روپے ارسال کیے جاویں قیمت اس کے قریب قریب ہوگی اگر کچھ کمی بیشی ہوئی تو اس کا حساب پھر ہو جائے گا اگر تین سو خریدار کی قیمت پیشگی ہی آجاوے تو نصف کے قریب روپیہ اسی طرح بہم پہونچ سکتا ہے۔

روپیہ بھیجتے وقت اس امر کی تصریح منی آڈر کے کوپن میں ہونی چاہیے کہ آیا روپیہ فنڈ قرآن میں جمع ہوگا یعنی قرضہ کے طور پر ہے یا پیشگی قیمت۔

اس تمام روپے کا حساب علحدہ رکھا جائے گا اور اس کی رسیدیں باضابطہ بھیجی جاویں گی۔ اگر احباب کوشش کر کے نومبر کے اندر اندر روپیہ پورا کر دیں تو دسمبر میں قرآن شریف چھپنا شروع ہو سکتا ہے

جو احباب بجائے قرضہ کے چندہ کے طور پر روپیہ ارسال کرنا پسند فرماویں وہ بھی شکریہ کے ساتھ قبول کیا جاوے گا

روپیہ خاکسار راقم کے نام آنا چاہیے اور خط و کتابت اس بارہ میں خاکسار سے ہونی چاہیے۔

الراقم

خاکسار محمد علی سکرٹری مجلس منتظمہ مدرسہ
تعلیم الاسلام قادیان
۳۱ اکتوبر ۱۹۰۱ء

نکتہ

نبیوں کے دنیا میں آنے کی یہ غرض نہیں ہوتی کہ لوگ انکی پرستش کریں بلکہ انکو آنے کا اصل منشا یہ ہوتا ہے کہ لوگ ان کے نمونہ پر چلیں اور ان سے تشبہ حاصل کریں اور ان میں فنا ہو کر وہی ہو جائیں۔ اسی لیے **اھدنا الصراط المستقیم** کی تفسیر میں مفسروں کو ماننا پڑا ہے کہ **انعمت علیہم** کی ہدایت سے غرض تشبہ بالانبیاء ہے جو اصل حقیقت اتباع ہے + پس جب تک انسان ایمان۔ اخلاق اور اعمال میں انبیا علیہم السلام کے ہی رنگ پر نہ ہو جاوے وہ کامل نہیں ہوتا اور اس کا کامل نمونہ **مسیح موعود** ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسپر نبی اور رسول کے لفظ ہی بولے گئے ہیں کیونکہ وہ **رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم** ہی کی چادر کے نیچے سے بولتا ہے اور اسی لیے آپ کی نبوت کی ختمیت کی مہر کو نہیں توڑتا۔ ہاں اگر امت محمدیہ کے غیر میں سے مسیح موعود یا مہدی معہود آتا تو وہ ضرور اس مہر کو توڑ ڈالتا + کیونکہ وہ **نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم** میں فنا ہو کر نہ بولتا بلکہ اپنی مستقل نبوت کی شان سے کلام کرتا۔ اس کی تفصیل ناظرین اگلے نمبر میں انشاء اللہ تعالےٰ ملاحظہ کریں گے اور ختم نبوت کے راز اور مسیح موعود پر نبی اور رسول کے الفاظ کی حقیقت کو ایک لذیذ پیرایہ میں سمجھ لیں گے۔

عیسائی عقیدہ میں جب یہ بات داخل ہے کہ **نجات** کے لیے اقنوم ثانی کا مجسم ہونا اور پھر اس کی موت اور **لعنت** ضروری امر ہے بدون اسکے گنہگار ابن آدم کی نجات نہیں ہو سکتی تھی تو پھر خدا باپ کا وجود کس کام آیا؟ اس کا سارا وجود تو کوئی مفید ہستی نہیں جب تک وہ بیٹے کی صورت میں مجسم ہو کر مار کھاتا ہوا صلیب پر نہ لٹکایا جاوے۔ افسوس ایسے خدا کی حالت تو ابن آدم سے بھی زیادہ قابل رحم ہے۔

الداءُ والدّواء

اس عنوان سے مصری رسالہ المنار میں ایک آرٹیکل شائع ہوا ہے۔ چونکہ اس آرٹیکل کے بعض حصوں پر ہم ریمارک کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس مضمون کو پہلے کامل طور پر درج کر دیا جاوے۔ اور یہ المنار کے اس مضمون پر کچھ لکھنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی ہے کہ چونکہ الحکم حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود کی تبلیغ کے لیے مصر کے اخبارات کے دفتروں میں بھیجا جاتا ہے اس لیے کیا عجیب ہے کہ اس قسم کی تحریکیں وہاں کے اخبارات میں کوئی تحریک پیدا کر سکیں۔ یہ مضمون جو المنار نے لکھا ہے اس میں اپنے مفید مطلب ریمارک کرنے کی بہت بڑی گنجایش ہے جیسا کہ ہم اگلی اشاعتوں میں انشاء اللہ تعالیٰ دکھائینگے امید ہے ناظرین اس کو دلچسپی سے پڑھیں گے

(ایڈیٹر)

الداءُ والدّواء

مذہبی غرور مسلمانوں کی تمام بیماریوں کا اصل اصول ہے

خدا تعالےٰ نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا اور اسکو ہر طرح سے معزز اور محترم بنایا۔ اول وہ کمزور تھا اور پھر اسکو قوت اور توانائی عطا کی۔ وہ بالکل جاہل تھا اور کچھ بھی نہ جانتا تھا اسکو عقل اور نبوت اور حواس جو ہدایت کے ذریعے ہیں عطا کیا وہ فقیر اور محتاج تھا اس نے اپنے فضل و کرم سے تمام چیزیں اسکے لیے مسخر کیں یعنی تمام مخلوقات اس کے لیے مسخر ہے اور وہ اس میں تصرف کر کے بذریعہ ان وسائل ہدایت کے جو خدا نے اسکو عطا کیے ہیں نوامیس عالم کا سراغ لگاتا اور عجائبات قدرت کے مخفی اسرار کو دریافت کرتا ہے تاکہ انسان اور تمام مخلوقات کے کمالات ان اعلیٰ مدارج پر پہونچ جائیں جنکی قابلیت خدا نے انکی ذات میں ودیعت کی ہے۔ اور لوح محفوظ میں

قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ وما یشعرون ایان یبعثون بل ادارک علمہم فی الاخرۃ بل ہم فی شک منہا بل ہم منہا عمون۔

جو لکھا ہے وہ پورا ہو۔ اسی بنیاد پر کہو کہ جتنی مخلوقات آسمان و زمین میں ہے ان میں غیب کی بات کو سوائی خدا کے کوئی نہیں جانتا اور نہ لوگوں کو یہ معلوم ہے کہ قیامت کب ہوگی اور دوبارہ اٹھا کر کہڑے کیے جائینگے۔ بات یہ ہے کہ آخرت کے بارہ میں ان کے علم کا ہی خاتمہ ہو گیا۔ بلکہ تو اس کے بارہ میں ان کو شک ہے۔ لوگ جان بوجھکر اندھے بنتے ہیں۔

خدا کی یہ بڑی زبردست اور عظیم الشان حکمت ہے کہ اس نے ہر ایک فرد کی جداگانہ زندگی کو اس کی قومی زندگی کا نمونہ بنایا ہے۔ نوع انسان کا ہر ایک فرد بتدریج ترقی کرتا ہی اور اپنی نوع کے دیگر افراد اور مخلوقات سے متاثر ہو کر تربیت پاتا ہے۔ منجملہ ان کے بعض افراد تو نشو و نما پاتے اور متواتر ترقی کرتے چلے جاتے ہیں اور بعض افراد کی طبائع میں امراض یا فساد عارض ہو جاتے ہیں جنکی وجہ سے ان کی ترقی کی رفتار رک جاتی ہے۔ پس یا تو وہ شفایاب ہو کر ترقی کرتے ہیں اور یا موت ان کو فنا کر دیتی اور صفحہ ہستی سے انکا نام و نشان مٹا دیتی ہے۔ بعینہٖ یہی حالت قوموں کی بلحاظ ان کی ترقی اور تنزل اور زندگی اور موت کے ہے جیسا کہ تواریخ کی کتابوں میں ان کے عبرت ناک قصے مذکور ہیں۔ جسطرح انکی سعادت اور خوش نصیبی ان کے ذاتی اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے اسی طرح انکی شقاوت اور بد بختی بھی صرف ان کے ذاتی افعال کا نتیجہ ہوتی ہے وما ظلمہم اللہ ولکن کانوا انفسہم یظلمون۔

بعض لوگوں نے نیک کاموں میں اپنے حواس ظاہری سے مدد لی اور بعض نے بدکاریوں میں ان کا استعمال کیا بعض قوموں نے عقل کی مدد سے دنیا میں بڑے بڑے عظیم الشان اور نمایاں کام انجام دیئے اور بعض قوموں نے اسکو صرف بداطواریوں اور ناہنجاریوں میں صرف کیا۔ مذہب کے ذریعہ سے بھی بعض قوموں نے ہدایت حاصل کی اور بعض قومیں اس کے ذریعہ سے عذاب الیم میں گرفتار ہوئیں۔ اور اہل کتاب جو جدا جدا فرقے ہوئے تو

وما تفرقوا الا من بعد ما جاءہم العلم بغیا بینہم

سمجھ آئے پیچھے اپنی باہمی ضد سے ہوئے۔

اور اسپر بھی لوگوں کا اختلاف بند نہوا کہ جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی وہی لوگ اپنے پاس کھلے کھلے احکام آئے پیچھے آپس کی ضد سے لگے ان میں اختلاف کرنے۔

وما اختلف فیہ الا الذین اوتوہ من بعد ما جاءتہم البینات۔

ولقد ذرانا لجہنم کثیرا من الجن والانس لہم قلوب لا یفقہون بہا ولہم اعین لا یبصرون بہا ولہم اذان لا یسمعون بہا اولئک کالانعام بل ہم اضل اولئک ہم الغافلون۔

اور ہم نے بہتیرے جن اور انسان جہنم ہی کے لیے پیدا کیے ہیں ان کے دل تو ہیں مگر ان سے سمجھنے کا کام نہیں لیتے ان کے کان بھی ہیں مگر ان سے سننے کا کام نہیں لیتے غرض یہ لوگ چارپایوں کی مثل ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گذرے ہوئے یہی وہ لوگ ہیں جو دین سے بالکل بے خبر ہیں

ہم سے پہلے اکثر قومیں مذہبی غرور میں مبتلا ہو کر تباہی اور بربادی کا شکار ہو چکی ہیں انہوں نے خیال کیا تھا کہ صرف مذہب کی طرف منسوب ہونا سعادت و فلاح کا کفیل اور اسکا معین و مددگار ہے۔ انہوں نے افعال و اعمال میں کوتاہی کی اور ترقی کے بعد تنزل کیطرف گرنے لگے جسکا نتیجہ ہوا کہ وہ ذلت اور رسوائی میں مبتلا ہو کر اور طرح طرح کی مصیبتیں جھیلکر دنیا سے رخصت ہوئے۔ اور انبیا کیطرف منسوب ہونا اصفیا پر بھروسا کرنا اولیا سے مدد مانگنا ان کے کچھ بھی کام نہ آیا اور نہ ان کے اس قول نے انکو کچھ فائدہ پہونچایا کہ ہم خدا کے فضل و اعلیٰ ترین گروہ ہیں جسکو خدا نے دنیا کی تمام قوموں پر فضیلت

اور برگزیدہ کیا ہے ہم اُس کی مقدس کتاب توریت کے اُٹھانے والے ہیں۔

الم تر الی الذین اوتوا نصیبًا من الکتب یدعون الی کتاب اللہ لیحکم بینھم ثم یتولی فریق منھم وھم معرضون۔ ذلک بانھم قالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودٰت وغرھم فی دینھم ما کانوا یفترون

کیا پیغمبر کیا تمنے اُن علمای یہود کے حال پر نظر نہیں کی جنکو علم (کتاب تورات) سے ایک حصہ ملا تھا اب اُن کو کتاب اللہ یعنی اُنہی تورات کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہی انکا جھگڑا چکا دے اسپر بھی انمیں کا ایک گروہ پھر بیٹھا ہے اور وہ (تسلیم حکم تورات سے) منحرف ہیں یہ خودسری انمیں اس سے پیدا ہوئی کہ انکو دعویٰ ہے کہ ہمکو دوزخ کی آگ چھوئیگی بھی تو بس گنتی کے چند روز اور جو بالکل برخلاف ہے۔ پس اس کے بعد فلاں بزرگ کے قول سے حجت پکڑنا اور فلاں مشائخ کے اوراد و وظائف پر بھروسا کرنا سراسر جنون نہیں تو اور کیا ہے

ام حسب الذین اجترحوا السیئات ان نجعلھم کالذین امنوا وعملوا الصلحت سواء محیاھم ومماتھم ساء ما یحکمون۔

جو لوگ بدکرداریوں کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں کیا اُنہوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ ہم انکو اُن ہی لوگوں جیسا کردیں گے جو ایمان لائے اور ایمان کے علاوہ اُنہوں نے نیک عمل بھی کیے کہ ان سب کا مرنا اور ان سب کا جینا ایک ہی طرح کا ہو یہ لوگ کیا ہی برے حکم لگایا کرتے ہیں۔

مسلمان بلحاظ اپنے مذہبی غرور کے کسی خاص حد پر قائم نہیں رہے بلکہ اُس کا اثر تمام چیزوں پر عام ہوگیا۔ عام جو مذہبی اصول اور مذہبی اسرار کی طرف رہنمائی کرنے والا ہے اُس کی نسبت اُنہوں نے حکم لگا دیا کہ وہ مذہب کا حریف اور اسکی پیروی سے انسان کو باز رکھنے والا ہے مذہب جو دنیا کی درستی اور اصلاح اور آبادی کا حکم دیتا ہے اُنہیں نے سمجھا کہ وہ دنیا کی بربادی اور ویرانی کا خواستگار ہے۔ عقل جسپر مذہب کا دارومدار ہے اُسکو مذہب کا دشمن بنا دیا۔ جب ان پر اس مذہبی غرور اور مذہبی غلط فہمی کی پاداش میں سخت اور ناقابل برداشت مصیبتیں نازل ہوئیں تو وہ بذات خود ہر ایک چیز کے حاصل کرنے سے مایوس ہوگئے اور اپنے دلوں پر ناامیدی کی مہر لگا کر اُسکو مذہبی جامہ پہنا دیا۔ کیونکہ اُنہوں نے اسبات کا اقرار کیا کہ مسلمانوں کا موجودہ تنزل قرب قیامت کی ایک علامت ہے۔

اور یہ تنزل صرف مہدی موعود کے ذریعہ سے رفع ہوگا جن کے ظاہر ہونیکی بہت تھوڑی مدت باقی رہ گئی ہے اور استعداد اور قومی اتحاد و اتفاق کے ذریعہ سے نہیں بلکہ امام موعود کی کرامات اور خرق عادات کی بدولت یہ تنزل رفع ہوگا اور مسلمانوں کی قوم پھر چند روز کے لیے ترقی کرے گی مگر یہ ترقی بھی افاقۃ الموت سے زیادہ قائم رہنے والی نہ ہوگی اور عنقریب گل ہونیوالے چراغ کی آخری چمک دمک کیطرح بہت جلد زائل ہوجائے گی اور اس کے تھوڑے عرصہ بعد قیامت برپا ہوگی اور تمام دنیا اور زمین و آسمان درہم برہم ہوجائیں گے اس قسم کے لغو خیالات جو عام طور پر مسلمانوں میں شائع ہورہے ہیں اُن کے نقصانات ہم المنار کے گذشتہ نمبروں بیان کرچکے ہیں اور لکھ چکے ہیں کہ قیامت کا حال ہم سے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔

یسئلونک کانک حفی عنھا قل انما علمھا عند اللہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔

جو کچھہ ہم اوپر بیان کرچکے ہیں اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے تمام قومی امراض جنکی وجہ سے وہ دنیا کی تمام قوموں کے مقابلہ میں کمزور اور پسپا ہوگئے ہیں اُن کا اصل اصول صرف ایک مرض ہے اور وہ۔ مذہبی غرور اور مذہبی غلط فہمی ہے۔ اس خطرناک مرض سے شفا پانا کچھہ مشکل یا ناممکن نہیں ہے۔ ہاں باوجود اُس مرض کے باقی رہنے کے انکی اصلاح ہونا مشکل ہے وہ مجرب دوا جو اس مرض کو دفع کرنے والی ہے یہ ہے کہ مسلمانوں کو قوانین فطرت اور اصول اجتماع کے مطابق جس کی طرف ہم اپنے آرٹیکل کے ابتدائی حصہ میں اشارہ کرچکے ہیں تعلیم و تربیت دیجائے اور یہ بات اُن کے ذہن نشین کی جائے کہ ابتدائی قوموں میں جو ترقی اور عروج مسلمانوں کو اپنے مذہب کی بدولت حاصل ہوا تھا وہ مذہب کے کسی مخفی رموز و اسرار کی برکت سے نہیں تھا اور نہ جو لوگ اُس زمانہ میں مسلمان کہلاتے تھے اُن کے ساتھہ خدا کو محبت تھی کیونکہ اُس کی ذات پاک ذوات اور اعیان کے عشق سے منزہ اور مقدس ہے اور انسانی افعال کی طرح اُس کے افعال معلل یا لاغراض نہیں ہیں بلکہ انکی عروج پانے اور ترقی حاصل کرنے کی یہی وجہ تھی کہ خدا نے اُنکو ایسے اصول اور ایسی صفات اور ایسے افعال کیطرف ہدایت اور رہنمائی کی تھی جو قوموں کو ترقی دینے والے ہیں اور اُنہوں نے اس ہدایت کو صحیح صحیح سمجھا اور ٹھیک ٹھیک اُسپر عمل کیا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُن کو دنیا کی تمام قوموں پر ترقی اور برتری حاصل ہوئی۔ مگر جب مسلمان غلط فہمیوں میں مبتلا ہوگئے تو یہ حالت بالکل معکوس ہوگئی۔ عقل اور حواس کے ذریعہ سے بعض لوگ ہدایت پاتے اور بعض گمراہ ہوجاتے ہیں۔

وخلق اللہ السمٰوت والارض بالحق ولتجزٰی کل نفس بما کسبت وھم لا یظلمون افرایت من اتخذ الٰھہ ھواہ واضلہ اللہ علی علم وختم علی سمعہ وقلبہ وجعل علی بصرہ غشاوۃ فمن یھدیہ من بعد اللہ افلا تذکرون۔»

اللہ نے آسمان اور زمین کو ایک غرض اور مصلحت سے پیدا کیا ہے اور مقصود یہ ہے کہ ہر شخص کو اُسکو کیے کا بدلا دیا جائے چنانچہ قیامت میں ایسا ہی ہوگا اور لوگوں پر کسی طرح کا ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اے پیغمبر بھلا تمنے اُس شخص کے حال پر بھی نظر کی جس نے اپنی خواہش نفسانی کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور علم ہوتے ساتے اللہ نے اُسکو

+ المنار کے اس حصہ مضمون پر بھی بحث کیجائیگی انشاءاللہ - ایڈیٹر

گمراہ کر دیا ہے اور اُس کے کانوں پر اور اُس کے دل پر مہر لگا دی ہے اور اُس کی آنکھوں پر پردہ ڈالدیا ہے تو خدا کے گمراہ کیے پیچھے اُسکو کون ہدایت دے سکتا ہے کیا تم لوگ غور و فکر کو کام میں نہیں لاتے۔

مسلمانوں کی اصلاح کا پہلا رکن

رکن خالص توحید ہے جو انسان کے دل کو اوہام اور خرافات کے زنگ سے پاک صاف کرتی اور انسانی نفوس کو دجالوں اور فریب بازوں کے شعبدوں اور تدلیسوں سے محفوظ رکھتی ہے اور پھر اس بات کا کامل یقین رکھنا ہے کہ قوانین فطرت جو خدا کے حکم اور اُسکی مرضی سے عالم میں جاری اور ساری ہیں اُن میں ہرگز تبدیل اور تخلف نہیں ہو سکتا۔ جو قومیں اُن غیر متغیر قوانین کے مطابق چلتی ہیں وہ کامیاب ہوتی ہیں جو اور قومیں اُن سے انحراف کرتی ہیں وہ تباہ اور ہلاک ہوتی ہیں۔ اور پھر اس بات کا یقین کرنا کہ یہ حکم کہ

وان لیس للانسان الا ما سعی وان سعیہ سوف یری ثم یجزاہ الجزاء الاوفی

انسان کو اتنا ہی ملے گا جتنی اُس نے کوشش کی اور یہ کہ اُس کی کوشش آگے چلکر قیامت کے دن دیکھی جاوے گی پھر اُسکو اُسکا پورا پورا بدلا ملے گا دنیا اور آخرت کے لئے ایک عام حکم ہے اور پھر اس امر کا اعتقاد رکھنا کہ جو کام قومی مصلحتوں کے خلاف اور اُس کی منفعتوں کے منافی ہو وہ دین و دنیا میں خدا کی ناراضی کا باعث ہے۔ ان سب باتوں کے علاوہ مسلمانوں میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہیئے جو خود بھی قوم کی بہبودی اور بہتری کے کام انجام دے اور عام مسلمانوں کو بھی ایسے کاموں کی تحریص اور ترغیب دے۔

ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولئک ھم المفلحون

اور تم میں ایک ایسا گروہ بھی ہونا چاہیے جو لوگوں کو نیک کاموں کی طرف بلائیں اور اچھے کام کرنے کو کہیں اور برے کاموں سے منع کریں اور آخرت میں ایسے ہی لوگ اپنی مراد کو پہونچیں گے۔

ہمکو پورا بھروسا ہے کہ علم اور اُس کے عجائبات اور نیچر کے مخفی اسرار جو عقلا نے دریافت کیے ہیں یا جو آیندہ زمانہ میں دریافت کریں گے یہ تمام کوششیں اور خدمتیں مذہب فطرت کو تمام مذاہب پر غالب کرنے کے لیے ہیں۔ جس کا حال کسی وقت ظاہر ہوگا اور مذہب حق کی دعوت کا آخر بول بالا ہوگا لیکن زمانہ کی تعیین نہیں کی جا سکتی

سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق اولم یکف بربک انہ علی کل شیء شہید

(المنار)

مختلف واقعات

دنیا میں سب سے چھوٹا گھوڑا۔ دنیا میں سب سے چھوٹا گھوڑا اسوقت فرانس کے ایک دیہاتی سرکس میں ہے اُس کی عمر چار سال کی ہے اور قد صرف تین فیٹ ہے۔ جب اسے ایک بڑے کتے کے ساتھ کھڑا کیا جائے تو وہ قد میں اس سے ذرا ہی بلند ہوتا ہے۔ دیہاتی اس گھوڑے کو بڑے پیار سے شہزادہ آسا کہتے ہیں اور یہ ایس لینڈ کے ٹٹوؤں کی نسل سے ہے۔

نمک پر بسایا ہوا شہر۔ ملک پولنڈ کا جو حصہ زیر حکومت آسٹریا کے ہے اس کے صوبہ گیلیشیا میں تہ زمین میں ایک چھوٹا سا شہر آباد ہے جسکی مردم شماری کل ایک ہزار ہے اس شہر کے باشندوں سے کئی اشخاص ایسے بھی نکلیں گے جنہوں نے آجتک آفتاب کی روشنی دیکھی ہی نہیں۔ اس شہر کو کان نمک کا شہر کہتے ہیں۔ یہ شہر سطح زمین سے کئی فیٹ کی گہرائی میں واقع ہے۔

اس شہر میں ایک ٹون ہال ایک تاثمگھر (?) اور ایک چھوٹا سا دیول بنا ہوا ہے جسمیں خوشنما پتلے وغیرہ موجود ہیں اور یہ تمام کھاری نمک کی سلوں سے تیار کیے گئے ہیں۔ اس شہر کے رستے خوش وضع اور انمیں بڑے بڑے چوک بنے ہوے ہیں اور تمام شہر میں برقی روشنی کی جاتی ہے۔

نہایت مالدار بھکاری۔ چند روز کے قبل فرانس میں شارع عام پر مانگتے ہوے ایک شخصکو پولیس نے گرفتار کیا۔ وہاں پر راستوں میں بھیک مانگنے کی قانوناً ممانعت ہے۔ مجسٹریٹ کے اجلاس میں چالان کرنے سے پہلے پولیس نے اُس کے حجرہ کی تلاشی کی تو چالیس ہزار پونڈ قیمت کی پرامیسری نوٹ ایک پرانے اور بوسیدہ صندوق میں ایک سڑے گلے اور پھٹے ہوے چیتھڑے میں لپٹے ہوے اہالیان پولیس کو دستیاب ہوے۔

تخمیناً دو سال کے قبل فرانس میں ایک بھکاری فوت ہوا پولیس نے اُس کے مسکن کی تلاشی لی تو تیس ہزار روپیہ کے سرکاری پرامیسری نوٹ نکلے اور اُس کی جیب سے ایک مختصر سی چٹھی نکلی جس میں اس بھکاری نے وصیت کی تھی۔ وصیت نامہ کا مضمون تھا کہ پیرس کے محتاجوں کو نصف رقم اور غیر شخصوں پر احسان کرنے والی جماعت کو نصف رقم دیجاوے۔

حال میں نیو یارک (امریکہ) میں ایک شخصکو بھیک مانگنے کے الزام میں پولیس نے گرفتار کیا۔ بوقت تحقیقات مجسٹریٹ کو معلوم ہوا کہ اُس کے پاس تیس ہزار پونڈ موجود ہیں۔ پولیس کو تفتیش کرنے سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تخمیناً بیس سال سے قبل یہ شخص ملک روس سے امریکہ میں آیا اور بھیک مانگنے کا پیشہ اختیار کیا اور گداگری کو حصول منفعت کا بڑا ذریعہ سمجھنے لگا۔

لوگوں کو اپنے حال پر رحم آوے اس نیت سے اُس نے برابر سورج کی طرف ایک مدت تک ٹکٹکی باندھ کے دیکھتے ہوے اپنی بصارت کھودی۔

دس سال کے قبل بھیک مانگنے کے الزام میں اُسکو گرفتار کرکے اُس پر مقدمہ قائم کیا گیا۔ مجسٹریٹ نے بعد تحقیقات اُسکو جزیرہ بلیک ویل میں جلا وطن کرنے کی سزا دی۔ حکم سزا سنتے ہی اُس نے شکایت کی اور بڑبڑانے لگا کہ میرا بھیک مانگنے کا دھندا سب سے اچھا ہے قید کی کوٹھری میں جاتے ہوے اُس نے اپنے

بدن کے چیتھڑوں میں سے ایک ڈبہ تھا کہ اپنے چچا کے (جو وہاں پر موجود تھا) حوالہ کیا۔ اہالیان پولیس نے ڈبہ کھولکر دیکھا تو اُس میں سے آٹھ سو پونڈ کے نوٹ برآمد ہوئے۔ اور بھی کئی دفعہ اس شخص پر بھیک مانگنے کے الزام میں مقدمے کیے گئے۔ ہر ان مقدمات میں ایک پونڈ سے زیادہ جرمانہ نہ ہوتا تو وہ بخاموشی تمام ادا کر دیتا۔ اور بوقت ادائے جرمانہ وہ شخص اپنے ڈبہ میں سے ایک ایک سینٹ تک کا سکہ نہایت رنج و الم کے ساتھ نکالتا۔ اور اگر جرمانہ کی مقدار ایک پونڈ سے زائد ہوتی تو وہ اُس کے عوض سزائے قید بھگتنی قبول کرتا تھا۔

جعلی دستخط کرنے کے الزام میں سب سے زیادہ متمول اور بھکاری کو سات سال کی قید کی سزا دی گئی۔ یہ شخص جنم ہی سے بہت ویاہتا اُس کی بدنی حالتِ زار پر لوگ رحم کرتے اور تکدّد اوقات کے لیے روپیہ سے امداد دیتے اُس کی چالیس سال کی عمر میں اُس کے پاس پندرہ ہزار پونڈ جمع ہو سے تھے اور آٹھ سال کی مدت میں اُس نے بیاج بٹہ وغیرہ کرکے تیس ہزار پونڈ کیے۔ اس کے علاوہ جو اُس نے بیسیوں املاک خرید کرنے میں صرف کیا جسمیں اُسکو اسقدر منافع حاصل ہوا کہ اگر وہ املاک فروخت کرتا تو اُس کے عوض میں اُس بھکاری کو پچاس ہزار پونڈ ملتے۔

دنیا کی زبانیں۔ یہ بات تو ہر شخص جانتا ہے کہ مختلف ممالک میں مختلف زبانیں رائج ہیں۔ مگر ٹھیک تعداد کسی کے خواب و خیال میں بھی نہ ہوگی۔ مشہور جغرافیہ دان بالبی کا بیان ہے کہ روئے زمین پر چھ سو اسی زبانیں مستند اور شستہ ہیں اور پانچسو ایسی زبانیں ہیں جو رائج تو ہیں مگر علم ادب کے لحاظ سے نہایت ادنی حالت میں ہیں۔

ایک اور جغرافیہ دان کہتا ہے کہ ایسی نئی زبانوں کی تعداد کا اندازہ کرنے میں صریح مبالغہ سے کام لیا ہے۔ یہ تعداد کسی صورت میں تین ہزار چونسٹھ سے زیادہ نہیں ہوسکتی

سرکاری تعطیلیں سرکاری تعطیلوں کے سوال پر گورنمنٹ انڈیا نے ایک حکم نافذ کیا ہے جسمیں قرار دیا گیا ہے کہ خاص مقامی تہواروں کو چھوڑ کر باقی تمام تعطیلیں کل صوبجات ماتحت میں یکساں پیمانہ پر مقرر کی جاویں۔ کرسمس تہوار کی سب سے زیادہ چھٹیاں مدراس میں ہوتی ہیں اور بعض جگہ صرف تین دن یعنی ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ دسمبر کی ہوتی ہیں۔ حکم ہوا کہ ہر جگہ عیسائی تہوار کی تعطیلیں ۲۵ دسمبر سے یکم جنوری تک ہوں گی۔ اور ۲ جنوری سے تا تزاہلا کرینگے گڈ فرائڈی کے عیسائی تہوار کی تعطیلیں بجائے ایک کے چار کر دیے گئے ہیں علاوہ جمعہ کے شنبہ اور دوشنبہ کو بھی کل دفاتر بند رہیں گے گویا کہ دو تعطیلیں شنبہ و دوشنبہ کی اضافہ کی گئیں۔ یہ پادریوں کے زور دینے سے ہے علاوہ ازیں عیسائیوں کی تعطیلیں واقعی بہت کم ہیں۔ یہ اضافہ قبول کیا گیا ہے۔ خاص تعطیلیں سرکاری سال بھر میں دو ہوں گی یعنی ۲۴ مئی ملکہ قیصرہ خلد آشیان کے روز ولادت کی اور ۹ نومبر شاہ عالم پناہ قیصر ایڈورڈ ہفتم دام اقبالہ کے جنم دن کی۔ بنگالہ میں درگا پوجا اور بمبئی میں دیوالی کے تہوار کی چھٹیاں بہت زیادہ ہیں۔ انھیں بھی خوب سمجھ کر اصلاح کی جاوے۔

ہلاکت ہندوستان میں جنگلی جانوروں اور سانپوں سے انسانی جانوں کا زیان ہر سال ہوتا ہے پچھلے سال اس میں مقابلۃً ترقی پائی گئی۔ جنگلی جانوروں سے تین ہزار چارسو چوالیس جانیں ہلاک ہوئیں اور سانپوں سے پچیس ہزار آٹھسو سینتیس ہلاکتیں وقوع میں آئیں۔ جو مویشی جنگلی جانوروں نے پھاڑے اکاسی ہزار آٹھ سو نوے تھے اور نو ہزار پانچسو چالیس مویشی سانپوں نے ڈسکر مار ڈالی بخلاف اس کے سترہ ہزار دو سو پچاس جنگلی جانور اٹھاسی ہزار دو سو بتیس سانپ مارے گئے جو جنگلی جانور مروائے گئے ان میں دو ہزار آٹھ سو ستر بھیڑیے تھے ایک ہزار آٹھ سو چالیس ریچھ ایک ہزار تین سو چودہ شیر چار ہزار چار سو اسی چیتے جنگلی جانوروں کی مروائی پر تین ہزار دو سو پچاس نوے روپیہ انعام میں خرچ ہوا۔ سانپوں سے جو لوگ مرے انمیں نصف سے زیادہ کی تعداد کی ایک چوتھائی ممالک شمال مغرب و اودھ میں

بیعت

مولوی عبداللہ صاحب موضع چہڑ ضلع ہزارہ تحصیل مانسہرہ ڈاک خانہ مانسہرہ سابق مریدپیر مہر علی شاہ گولڑہ

چودھری غلام حسن صاحب موضع نوپہری والہ تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ حال وارد اسٹیشن ماسٹر ٹوبا ٹیک سنگھ ضلع جھنگ۔

نواب الدین صاحب کلرک موضع جگت پورہ ضلع امرتسر حال پلٹن نمبر ۲۲ راولپنڈی

غلام حسین صاحب سپاہی پلٹن ساکن پوچال کلاں تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم۔

فرزند علی صاحب جگت پورہ امرتسر

اہلیہ نواب الدین صاحب موصوف

مولوی حبیب اللہ صاحب موضع بانڈی ڈھونڈاں تحصیل ایبٹ آباد ضلع ہزارہ

مولوی محمد عثمان غنی صاحب۔ منی پور

ملک اسلام مدرس اسکول جوڑ ہاٹ

جمل حسین صاحب ہوتکام محلہ شیخان ضلع مین پوری۔

مسماۃ زینب بی بی زوجہ شیخ منگلو۔ الہ آباد محلہ کرٹا شہر الہ آباد

سید نہال احمد صاحب ولد سید ال احمد صاحب

مسماۃ نوری بی بی زوجہ اکبر علی صاحب

فاطمہ بی بی ہمشیرہ کلاں سید فرزند حسین

مسماۃ بشیر النساء زوجہ محمد حسین صاحب

15 مسماۃ خیر النساء دختر کلاں شیخ منگلو

محمد حبیب صاحب۔ دانہ تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ

محمد اسحق صاحب ولد غلام رسول صاحب نائب مدرس سکول بجواڑہ ضلع ہوشیارپور

مسماۃ ذاکری دختر مولا بخش صاحب۔ الہ آباد

عبداللہ صاحب۔ طالب علم سوم مڈل پسرور ضلع سیالکوٹ۔

محمد خان صاحب جمعدار۔ اسٹیشن ماتہلا ضلع پشاور لین نوشہرہ درگھی ریلوے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر کے لئے چھپا۔

(رجسٹرڈ ایل)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۔

قیمت پیشگی سالانہ عوام سے ۵ خواص و معاونین سے ۱۰ ہندوستان باہر سے ۶

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

جلد ۵	دار الامان قادیان ۱۰ نومبر ۱۹۰۱ء	نمبر ۴۱

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

صبح (قادیان) ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۱ء

حضرت اقدس حسب معمول سیر کو تشریف لے گئے ۔ راستہ میں **فونوگراف کی ایجاد** اور اس سے اپنی تقریر کو مختلف مقامات پر پہونچانے کا تذکرہ ہوتا رہا۔ چنانچہ یہ تجویز کی گئی کہ اس میں حضرت اقدس کی ایک تقریر عربی زبان میں بند ہو۔ جو چار گھنٹہ تک جاری رہے اور اس تقریر سے پہلے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی تقریر ایک انٹروڈکٹری نوٹ کے طور پر جس کا مضمون اس قسم کا ہو کہ انیسویں صدی مسیحی کے سب سے بڑے انسان کی تقریر آپ کو سنائی جاتی ہے۔ جس نے خدا کی طرف سے مامور ہونے کا دعوے کیا ہے۔ اور جو **مسیح موعود اور مہدی معہود** کے نام سے دنیا میں آیا ہے اور جس نے ارض ہند میں ہزاروں لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیا ہے اور جس کے ہاتھ پر ہزاروں تائیدی نشان ظاہر ہوئے ۔ خدا تعالےٰ نے جس کی ہر میدان میں نصرت کی وہ اپنی دعوت بلاد اسلامیہ میں کرتا ہے۔ سامعین خود اس کے منہ سے سن لیں کہ اس کا کیا دعوےٰ ہے اور اس کے دلائل اس کے پاس کیا ہیں۔ اس قسم کی ایک تقریر کے بعد پھر حضرت اقدس کی تقریر ہوگی اور جہاں جہاں یہ لوگ جائیں۔ اسے کھول کر سناتے پھریں ؟

سیر سے واپس تشریف لاکر حضرت اقدس نے قاضی یوسف علی صاحب نعمانی کو دیکھا اور اندر تشریف لے گئے۔ پھر ظہر کے وقت تشریف لائے۔ نمازیں جمع ہوئیں۔ آج اتفاق سے ڈاک میں حکیم محمد اجمل خان صاحب دہلوی کا خط اور حاذق الملک میموریل فنڈ کے کاغذات آپ کے پاس پہونچے حضور نے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر تبلیغ کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا جناب کو فرصت ہوگی تو اس پر ایک خط لکھیں گے ۔ جو الحکم میں طبع ہوگا۔

یکم نومبر ۱۹۰۱ء۔ آج جمعہ تھا۔ حضرت اقدس سیر کو تشریف نہیں لیجا سکے جمعہ میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ نے ایک لطیف خطبہ پڑھا۔ جس کو کسی وقت الحکم میں انشاء اللہ شایع کیا جاوے گا۔

---

۲ نومبر ۱۹۰۱ء حضرت اقدس سیر کو تشریف لے گئے ۔ اور ظہر و عصر کی نمازیں جمع کی گئیں۔

---

۳ نومبر ۱۹۰۱ء حضرت اقدس حسب معمول سیر کو نکلے سیٹھ احمد الدین صاحب بھی ساتھ تھے۔ مولوی برہان الدین صاحب نے عرض کیا کہ سیٹھ صاحب کا ایک لڑکا ہوا تھا وہ فوت ہو چکا ہے حضور دعا کریں۔

فرمایا ! ہاں میں دعا کروں گا۔ مگر ساری باتیں ایمان پر منحصر ہیں ایمان جسقدر قوی ہو اُسیقدر خدا تعالےٰ کے فضل سے حصہ ملتا

خدا کے پاس کیا نہیں۔ اگر ایمان قوی نہ ہو تو انسان خدا سے بدظن ہو جاتا ہے اور پھر تعویذ گنڈے کرنے لگتا ہے۔ اور غیر اللہ کی طرف جھک جاتا ہے۔ پس مومن بننا چاہیئے۔ **دعا** کے لئے اصول ہیں۔ مین نے بہت دفعہ بیان کیا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کبھی اپنی منواتا ہے۔ اور کبھی مومن کی مانتا ہے اس کے سوا چونکہ ہم تو علیم نہین۔ اور نہ اپنی ضرورتوں کے نتائج سے آگاہ ہین۔ اس لئے بعض وقت ایسی چیزین مانگ لیتے ہین۔ جو ہمارے لئے مضر ہوتی ہین پس وہ دعا تو قبول کر لیتا ہے۔ اور جو دعا کرنے والے کے واسطے مفید ہوتا ہے وہ اُسے عطا کرتا ہے جیسے ایک زمیندار کسی بادشاہ سے ایک اعلیٰ درجہ کا گھوڑا مانگے۔ اور بادشاہ اس کی ضرورت کو سمجھکر اُسے عمدہ بیل دیدے۔ تو اس کے لئے وہی مناسب ہو سکتا ہے۔ دیکھو مان بھی تو بچے کی ہر خواہش کو پورا نہیں کرتی۔ اگر وہ سانپ یا آگ کو لینا چاہکر توک دیتی ہے۔

پس خدا تعالیٰ سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ اور تقوےٰ اور ایمان مین ترقی کرنی چاہیئے۔"

اس کے بعد دو چار ادہر اُدہر کی باتون پر ریا کا ذکر آگیا۔ فرمایا ریا کی رفتار بہت دہیمی ہوتی ہے۔ اور وہ چیونٹی سے بھی باریک چلتی ہے ہر تحسین اور توہین مین ریا کا ایک شعبہ ہوتا ہے یہانتک کہ مومن کو چاہیئے اگر اُسے کسی کی طرف سے کوئی نیکی اور فائدہ پہونچے اگر وہ اس کی تحسین سے پہلے خدا کی تعریف نہیں کرتا تو یہ بھی ریا میں داخل ہے۔ ایسا ہی کسی تکلیف یا بدی کے وقت ضروری ہے کہ خدا کی حکمت کو مدنظر رکھے۔

مومن کا کمال تو یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے ان تعلقات کو جو خدا تعالےٰ کے ساتھ رکھتا ہے کبھی پسند نہین کرتا کہ دوسرون کو اس کا علم ہو بلکہ بعض صوفیون نے لکھا ہے کہ جب مومن خدا تعالیٰ کے ساتھ شدت ارتباط اور محبت کی وجہ سے گوشہ تنہائی مین اپنی مناجات کر رہا ہو اس وقت کوئی اس کو دیکھ لے تو وہ اس سے زیادہ شرمندہ ہوتا ہے جیسے کوئی زناکار عین زناکاری کے وقت پکڑا جاوے۔

پس ریا سے بچنا چاہیئے اور اپنے ہر قول و فعل کو اس سے محفوظ رکھنا چاہیئے"

---

۴ نومبر ۱۹۰۱ء آج پھر حسب معمول حضرت اقدس سیر کو نکلے۔ اکثر احباب حضور کے ہمراہ تھے۔ انگریزی رسالہ کا ذکر ہوتا رہا اسی سلسلہ مین فرمایا کہ مین یقین کرتا ہون۔ کہ جسقدر وقت میرا گذرتا ہے وہ سب عبادت ہی ہے اس لئے کہ اگر کوئی نماز پڑہتا ہے۔ دو چار رکعت تو اس مین کچھ دل حاضر ہوتا ہے کچھ غیر حاضر مگر جس کام مین مین لگا ہوا ہون اس کا اصل مقصد خدا تعالےٰ کی عظمت اور جلال کو قائم کرنا ہے پھر سارا وقت حضور قلب میسر رہتا ہے اور کوئی دن نہیں جاتا کہ مین شام تک دو چار لطیف باتین حاصل نہ کر لون۔

رات بہت بڑی رات گذر گئی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی کی طرف جو توریت مین ہے اور آجتک کسی نے اسپر توجہ نہیں کی۔ مگر خدا نے مجھے اس کی طرف متوجہ کیا پس اسوقت مین نے توریت نکالی اور اسکو دیکھا جو لوگ علوم الہیہ اور اس کے استعارات سے دلچسپی رکھتے ہین۔ ان کو بیشک اس مین مزا آئیگا۔ مگر جو حقایق سے حصہ نہین رکھتے وہ اسپر ہنسی کرین گے وہ پیشگوئی اس طرح پر ہے کہ توریت مین لکھا ہے کہ جب ہاجرہ کو اور اسماعیل کو حضرت ابراہیم علیہ السلام چھوڑ آئے تو ان کے پاس ایک پانی کی مشک دیکر چھوڑ آئے۔ جب وہ ختم ہو گئی اور حضرت اسماعیل پیاس کی شدت سے تڑپنے لگے اور قریب المرگ ہو گئے تو حضرت ہاجرہ ان کی اس حالت کو نہ دیکھ سکی اور کچھ فاصلے پر جا بیٹھی۔ وہان لکھا ہے کہ تیر کے پلّے پر اسوقت ہاجرہ چلائی اور خدا کے فرشتہ نے اس کو پکارا اور کہا کہ اے ہاجرہ مت ڈر اُٹھ لڑکے کو اٹھا۔ غرض پھر ہاجرہ کو ایک کنواں نظر آیا جہان سے اس نے مشک بھری۔

اب غور طلب بات یہ ہے۔ کہ فرشتہ نے جو ہاجرہ کو کنوان دکھایا تھا اسی مین ایک پیشگوئی تھی اسپر میرے دل مین فوراً یہ آیت گذری وکنتم علی شفا حفرة من النار فانقذكم منها كذالك يبين الله لكم آيته لعلكم تهتدون

ابراہیم کا پانی جب ختم ہو چکا تو اسماعیل قریب المرگ ہو گیا۔ اسوقت خدا نے اس سے بچا لیا اور ایک اور کنواں پانی کا اسے دیا گیا۔ عرب والے بھی اسماعیل کی اولاد ہونے کے سبب سے گویا اسماعیل ہی تھے جب ہدایت اور شریعت کا ان مین خاتمہ ہو گیا اور قریب المرگ ہو گئے تو خدا تعالےٰ نے ایک نئی شریعت انپر نازل کی اور یہ اس آیت مین اشارہ ہے۔

غرض یہ پیشگوئی ہے جس کی طرف پہلے کسی نے توجہ نہیں کی۔"

فٹ نوٹ۔ اس خیال سے کہ ناظرین پورے طور پر اس پیشگوئی کو سمجھ لین۔ اصل الفاظ پیدائش کی کتاب کے ۲۱ باب کی ۹ آیت سے لیکر ۲۱ آیت تک ذیل مین لکھتے ہین۔ اور اس کی مزید تشریح بھی کرنا چاہتے ہین۔ وہ آیتیں یہ ہین۔ پیدائش باب ۲۱ آیت ۹ سے لیکر ۲۱ تک۔

اور سرہ نے دیکھا کہ ہاجرہ مصری کا بیٹا جو وہ ابراہام سے جنی تھی ٹھٹھے مارتا ہے تب اس نے ابراہام سے کہا کہ اِس لونڈی اور اس کے بیٹے کو نکال دے کیونکہ اِس لونڈی کا بیٹا میرے بیٹے اِضحاق کے ساتھ وارث نہ ہوگا۔ پر اپنے بیٹے کی خاطر یہ بات ابراہام کی نظر مین نہایت بُری معلوم ہوئی +

خدا نے ابراہام سے کہا کہ وہ بات اس لڑکے اور تیری لونڈی کی بابت تیری نظر مین بُری نہ معلوم ہو۔ ہر ایک بات کے حق میں جو سرہ نے تجھے کہی اس کی آواز پر کان رکھہ کیونکہ تیری نسل اِضحاق سے کہلائیگی۔ اور اس لونڈی کے بیٹے سے بھی ایک قوم پیدا کرون گا اس لئے کہ وہ بھی تیری نسل ہے تب ابراہام نے صبح سویرے اٹھکر روٹی اور پانی کی ایک مشک لی اور ہاجرہ کو اس کے کاندھے پر دھر کر دی اور اس لڑکے کو بھی اور اُسے رخصت کیا وہ روانہ ہوئی اور بیرسبع کے بیابان مین بھٹکتی پھرتی تھی اور جب مشک کا پانی چک گیا تب اُس نے اس لڑکے کو ایک جھاڑی کے نیچے ڈال دیا اور آپ اس کے سامنے ایک تیر کے ٹپّے پر دور جا بیٹھی کیونکہ اُس نے کہا کہ مین لڑکے کا مرنا نہ دیکھون سو وہ سامنے بیٹھی اور چلا چلا کے

رو دی تب خدا نے اُس لڑکے کی آواز سُنی اور خدا کے فرشتے نے آسمان سے ہاجرہ کو پکارا اور اس سے کہا کہ اے ہاجرہ تجھکو کیا ہوا مت ڈر کہ اس لڑکے کی جہاں وہ پڑا ہے خدا نے سُنی۔ اُٹھ اور لڑکے کو اٹھا اور اُسے اپنے ہاتھ سے سنبھال کہ میں اُس کو ایک بڑی قوم بناؤں گا۔ پھر خدا نے اسکی آنکھیں کھولیں اور اُس نے پانی کا ایک کنواں دیکھا اور جاکر اس مشک کو پانی سے بھر لیا اور لڑکے کو پلایا اور خدا اُس لڑکے کے ساتھ تھا اور وہ بڑھا اور بیابان میں رہا کیا اور تیر انداز ہو گیا اور وہ فاران کے بیابان میں رہا اور اس کی ماں نے ملک مصر سے ایک عورت اس سے بیاہنے کو لی +

ان آیتوں پر پوری نظر کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے فرشتہ نے ہاجرہ سے کلام کیا اور یہ گویا ایک قسم کی کشفی حالت تھی چنانچہ ۱۹ آیت میں صاف لکھا ہے پھر خدا نے اس کی آنکھیں کھولیں۔

اس کنوئیں والے کشف کو سمجھنے کے لئے ناظرین پیدایش کے ۱۶ باب کی ۷ سے لیکر ۱۴ آیت تک پڑھ لیں۔ اس میں اسمٰعیل کی پیدایش سے بھی پہلے ایک طرح اس واقعہ کیطرف اشارہ ہے۔

غرض حضرت اقدس نے جو اس پیشگوئی کو بیان فرمایا ہے یہ بالکل عجیب اور نرالی ہے اور قرآن شریف نے اس کی ہی طرف **وکنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار** اشارہ فرمایا ہے کیونکہ قرآن کریم کے یہ الفاظ **کذالک یبین اللّٰہ لکم آیاتہ لعلکم تھتدون** صاف بتاتے ہیں۔ کہ یہاں بھی اسی پیشگوئی کی طرف ایما ہے اور شریعت الٰہیہ کو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کی اصطلاح میں پانی سے ہی مثال دی ہے ہم انشاء اللہ دوسرے وقت اس پر ذرا اور وضاحت سے بحث کریں گے + (ایڈیٹر)

پھر اس پیشگوئی کے متعلق بھی اسی سیر میں ذکر ہوا کہ یہ جو لکھا ہے خدا سینا سے آیا اور سعیر سے طلوع کیا اور فاران پر چمکا یہ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہے قرآن شریف میں جو لکھا ہے **ھذا البلد الامین** یہ اسی پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے اگر کوئی یہ کہے کہ فاران پر اسماعیل کی اولاد آباد نہیں ہوئی تو یہ غلط ہے اس لئے کہ خود توراۃ* میں لکھا ہے۔

غرض اس پیشگوئی پر اور مثیل موسےٰ کی پیشگوئی پر مختصر سا تذکرہ فرمایا اور اس جدید پیشگوئی پر گفتگو فرماتے رہے جو ہم نے پہلے لکھی ہے۔ **اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم۔ آمین۔**

شام دارالامان

یکم نومبر ۱۹۰۱ء حضرت اقدس جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد نماز مغرب حسب معمول بیٹھ گئے۔ اردگرد خدام ارادت مندی کے ساتھ حلقہ باندھے بیٹھے تھے۔ آپ نے کل کے سلسلہ گفتگو میں فرمایا۔

کہ مسیح علیہ السلام کی شان میں جسقدر اطرا کیا گیا ہے اور پھر جسقدر اُن پر حملے کرکے ان کو گرایا گیا ہے۔ میں ان دونو پہلوؤں کو صاف کرکے مسیح علیہ السلام کی شان کو اعتدال پر لانا چاہتا ہوں اور جو کچھ وہ تھے اس سے دنیا کو اطلاع دینا بھی میرا کام ہے۔ آج میں اس پر بہت غور کرتا رہا کہ عیسائیوں نے جو مسیح کو خدا بناتے ہیں باوجود خدا بنانے کے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ اور باتوں کے علاوہ ایک نئی بات مجھے معلوم ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ تاریخ سے معلوم ہوا ہے کہ جس یوسف کے ساتھ حضرت مریم کی شادی ہوئی اس کی ایک بیوی پہلے بھی موجود تھی اب غور طلب یہ امر ہے کہ یہودیوں نے تو اپنی شرارت سے اور حد سے بڑھی ہوئی شوخی سے حضرت مسیح کی پیدایش کو ناجائز قرار دیا۔ اور انہوں نے یہ ظلم پر ظلم کیا کہ ایک تارکہ اور نذر دی ہوئی لڑکی کا اپنی شریعت کے خلاف نکاح کیا اور پھر حمل میں نکاح کیا۔ اس طرح پر انہوں نے شریعت موسوی کی توہین کی اور با ابن حضرت مسیح کی پاک پیدایش پر نکتہ چینی کی اور ایسی نکتہ چینی جس کو ہم سن بھی نہیں سکتے ان کے مقابلے میں عیسائیوں نے کیا کیا؟ عیسائیوں نے حضرت مسیح کی پیدایش کو تو بے شک اعتقادی طور پر روح القدس کی پیدایش قرار دیا اور خود خدا ہی کو مریم کے پیٹ سے پیدا کیا مگر تعدد ازدواج کو ناجائز کہہ کر وہی اعتراض اس شکل میں حضرت مریم کی اولاد پر کر دیا + اور اس طرح پر خود مسیح اور ان کے دوسرے بھائیوں کی پیدایش پر حملہ کیا"

واقعی عیسائیوں نے تعدد ازواج کے مسئلہ پر اعتراض کر کے اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑی ماری ہے ہم تو حضرت مسیح کی شان بہت بڑی سمجھتے ہیں۔ اور اُسے خدا کا سچا اور برگزیدہ نبی مانتے ہیں۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ آپ کی پیدایش باپ کے بدون خدا تعالےٰ کی قدرت کا ایک نمونہ تھی۔ اور حضرت مریم صدیقہ تھیں، یہ قرآن کریم کا احسان ہے حضرت مریم پر اور حضرت مسیح پر جو ان کی تطہیر کرتا ہے اور پھر یہ احسان ہے اس زمانہ کے **موعود** امام کا کہ اس نے از سرنو اس تطہیر کی تجدید فرمائی ۱

اس پر حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے فرمایا **اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد** لاریب امہات المومنین کا عجیب جواب ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کا انتقام!

اس کے بعد پھر حضرت اقدس نے فرمایا کہ میں یہ سارے اعتراض جمع کر کے خود حضرت مسیح کی طرف سے جواب دوں گا۔ اور ساتھ ساتھ ہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ بھی مسیح سے کرتا جاؤں گا۔ اس کے بعد مفتی صاحب نے وہ اعتراض پڑھ کر سنائے جو فری تھنکروں اور یہودیوں نے حضرت مسیح پر کئے ہیں ان بعد

* پیدایش ۲۱/۲۱ ایڈیٹر

مرزا خدابخش صاحب نے اپنی کتاب کا کچھ حصہ سنایا۔ پھر نماز عشا ہوئی۔

---

۲ نومبر ۱۹۰۱ء۔ آج سیٹھ احمد دین صاحب جو افریقہ سے آئے ہیں جہلم سے آئے انہوں نے بعد نماز مغرب حضرت اقدس کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی درخواست کی جو چار سال سے پہلے افریقہ میں بذریعہ تحریر کر چکے تھے سیٹھ احمد دین صاحب حضرت اقدس کے مخلص خادموں میں سے ہیں اور حضرت اقدس کی محبت میں ایک گداز آدمی معلوم ہوتے ہیں انہوں نے حضرت اقدس کی زیارت کے بعد خدا کا شکر کیا کہ اس نے امام آخرالزمان کی زیارت نصیب کی پھر چند آدمیوں نے بیعت کی۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے وہی سلسلہ گفتگو شروع کیا اور چند باتوں کے بعد **فونوگراف** کا ذکر آگیا چند روز پیشتر سے حضرت اقدس نے یہ ایک تجویز کی ہے کہ جب نصیبین کمیشن جاوے جو غالباً بعد عید انشاء اللہ روانہ ہوگی تو بہتر ہے کہ ہم اپنی ایک تقریر جو عربی زبان میں ہو اور قریباً چار گھنٹہ کے برابر ہو اس میں بند کر دیں۔ جس میں ہمارے دعاوی اور دلائل بیان کئے جائیں اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ جہاں جہاں یہ لوگ جائیں۔ وہاں اس تقریر کو اس کے ذریعہ سنائیں۔ اس سے عام تبلیغ ہو جائے گی اور گویا ہم ہی بولیں گے اور یوں مسیح کے سیاح ہونے کے معنے بھی پورے ہو جائیں گے آجتک اس فونوگراف سے صرف کھیل کی طرح کام لیا گیا ہے مگر حقیقت میں خدا نے ہمارے لئے ہی یہ ایجاد رکھی ہوئی تھی اور بہت بڑا کام اس سے نکلے گا۔

اس کے بعد فونوگراف کے منگوانے اور اس کے چندہ کے متعلق چند باتیں کیں ازاں بعد مرزا خدا بخش صاحب نے اپنی کتاب سنائی چونکہ دجال کی بحث تھی اور اس میں سے بھی وہ حصہ جو ان احادیث کی شرح کے متعلق تھا جو **حضرت ابن صیاد رضی اللہ عنہ** کے متعلق ہیں حضرت اقدس نے اس پر فرمایا کہ مجھے تعجب ہے کہ کیوں بیچارے ابن صیاد پر یہ ظلم کیا جاتا ہے کہ خواہ نخواہ اسے دجال بنایا جاتا ہے حالانکہ ساری عمر میں اس سے کوئی شرارت ظاہر نہیں ہوئی بلکہ اس نے مسلمان ہو کر جہاد میں اپنی جان دی اور شہید ہوا اور سچ کہا مجھے تو یہ مظلوم نظر آتا ہے اور اس لئے وہ اس قابل ہے کہ اسے **رضی اللہ عنہ** کہا جاوے یہ صرف بلا سوچے سمجھے مورد اعتراض ٹھہرایا گیا ہے

اس پر حضرت مولوی نورالدین صاحب نے فرمایا کہ **حضور!** رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو مدینہ سے نکال بھی دیا اور بعض کو قتل بھی کیا گیا مگر **ابن صیاد** کو آپ نے نہیں نکالا اگر وہ ایسا ہی دجال تھا جیسا کہ یہ لوگ خیال کرتے ہیں۔ تو اسے کیوں چھوڑا؟

پھر حضرت اقدس نے فرمایا کہ حقیقت میں یہ اعتراض بہت صحیح ہے اور اس کا جواب ان کے پاس نہیں ہے میری رائے یہی ہے کہ وہ ایک سچا مسلمان تھا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق نبی الامیین کہہ کر کی اور اسکی ماں بھی معلوم ہوتا ہے مسلمان تھی یہ **حضرت ابن صیاد رضی اللہ عنہ** مظلوم ہیں ان باتوں کے بعد نماز عشاء ہوئی۔

{۳ نومبر ۱۹۰۱ء}

حسب معمول بیٹھتے ہی حضرت مسیح کا تذکرہ شروع ہوگیا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے عرض کیا کہ حضور عیسٰی اور یسوع میں فرق ہے عیسائی کبھی عیسٰی ابن مریم نہیں بولتے بلکہ بعض تو برا سمجھتے ہیں۔ ان کے ہاں یسوع ہے عبرانی میں **عین** نہیں بولتے۔ **یسو** کہتے ہیں اور قرآن نے کہیں یسو کا تذکرہ نہیں کیا انجیل پر کہیں کتاب کا لفظ نہیں بولا گیا اس پر جب یہ آیت پیش کی گئی کہ مسیح نے کہا ہے **انی عبد اللّٰہ اٰتانی الکتٰب** تو اس کی لطیف تشریح فرمائی اٰتانی الکتٰب سے مراد فہم کتاب ہے۔ غرض اس قسم کی باتیں ہوتی رہیں پھر حضرت یسوع کی نسبت جو اعتراضات جناب مفتی محمد صادق صاحب نے جمع کئے تھے وہ پیش کئے اور اسیطرح حسب معمول کے موافق بعد نماز عشاء جلسہ ختم ہوگیا۔

---

۴ نومبر ۱۹۰۱ء} آج حسب معمول بعد مغرب بیٹھتے ہی مفتی صاحب نے اعتراضات سنائے پھر جناب مرزا خدابخش صاحب کی کتاب سننے لگے چونکہ اس کتاب میں دجال کی بحث بڑی طویل ہے اور وہی کئی روز سے شروع تھی اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔

کہ اصل بات یہ ہے کہ **دجال** بھی مسیح موعود کی طرح ایک **موعود** ہے اور اس کا نام المسیح الدجال ہے۔ سورۃ تحریم میں جیسے **مسیح موعود** کے لئے بشارت اور نص موجود ہے اسی نص سے بطور اشارۃ النص کے دجال کے وجود پر ایک دلیل لطیف قایم ہوتی ہے۔ یعنے جیسے مریم میں نفخ روح سے ایک مسیح موعود پیدا ہوا۔ اسی طرح اس کے بالمقابل ایک خبیث وجود کا ہونا ضروری ہے جس میں روح القدس کی بجائے خبیث روح کا نفخ ہوا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے بعض عورتوں کو **رجا** کی بیماری ہوتی ہے اور وہ خیالی طور پر اس کو حمل ہی سمجھتی ہیں یہاں تک کہ حاملہ عورتوں کی طرح سارے لوازم اسکو پیش آتے ہیں اور چوتھے مہینے حرکت بھی محسوس ہوتی ہے مگر آخر کو کچھ بھی نہیں نکلتا اسیطرح پر مسیح الدجال کے متعلق خیالات کا ایک بت بنایا گیا ہے اور قوت واہمہ نے اسکا ایک وجود خلق کر لیا جو آخر کار ان لوگوں کے اعتقاد میں ایک خارجی وجود کی صورت میں نظر آیا مسیح الدجال کی حقیقت تو یہی ہے۔

۵ نومبر ۱۹۰۱ء} نشانات کے متعلق آج صبح کی سیر میں یہ ذکر تھا کہ **کما ارسل الاولون** والی آیت پر نظر کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہلے نشانات آج کے زمانہ میں غیر مفید تھے۔ اسی کے متعلق شام کو پھر فرمایا کہ **اولون** کا لفظ صاف بتاتا ہے کہ اب زمانہ ترقی کر گیا ہے۔ پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سونٹے کا سانپ بنا کر دکھاتے تو وہ بھلا کب موثر ہو سکتا تھا اس قسم کے نشانات تو ابتدائے زمانہ میں کام آنے والے تھے جیسی ایک چھوٹے بچہ کے لئے جو پاجامہ سیا گیا ہے وہ اس کے

ایک غلطی کا ازالہ

ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعوے اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جنکو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنی معلومات کی تکمیل کر سکے وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے اسلیے باوجود اہل حق ہونے کے انکو ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔ چنانچہ چند روز ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اسمیں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ اسوقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور

براہین احمدیہ

میں بھی جسکو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں ہیں چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله دیکھو صفحہ ۴۹۸ براہین احمدیہ اسمیں صاف طور سے اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں دیکھو براہین صفحہ ۵۰۴۔ پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ۔ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ پھر یہ وحی اللہ ہے جو صفحہ ۵۵۷ براہین میں درج ہے "دنیا میں ایک نذیر آیا" اس کی دوسری قراءت یہ ہے کہ "دنیا میں ایک نبی آیا"۔ اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو خاتم النبیین ہیں پھر آپ کے بعد اور نبی کسطرح آ سکتا ہے اس کا جواب یہی ہے کہ بیشک اسطرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آ سکتا جسطرح سے آپ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری زمانہ میں اتارتے ہیں اور پھر اس حالت میں انکو نبی بھی مانتے ہیں بلکہ چالیس برس تک سلسلہ وحی نبوت کا جاری رہنا اور زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جانا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے بیشک ایسا عقیدہ تو معصیت ہے اور آیت وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔ اور حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے۔ لیکن ہم اس قسم کے عقائد کے سخت مخالف ہیں اور ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جسکی ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے ہیں اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنا فی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہے۔ اس لیے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے اور نہ اپنے لیے بلکہ اسی کے جلال کے لیے اس لیے اس کا نام آسمان پر محمد اور احمد ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ محمد کی نبوت آخر محمد ہی کو ملی گو بروزی طور پر مگر نہ کسی اور کو پس یہ آیت کہ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ اس کے معنی ہیں کہ لیس محمد ابا احد من رجال الدنیا ولکن هو اب لرجال الآخرة لانه خاتم النبیین ولا سبیل الی فیوض الله من غیر توسطه غرض میری نبوت اور رسالت باعتبار محمد اور احمد ہونے کے ہے نہ میرے نفس کے رو سے اور یہ نام بحیثیت فنا فی الرسول مجھے ملا لہذا خاتم النبیین کے مفہوم میں فرق نہ آیا لیکن حضرت عیسیٰ کے اترنے سے ضرور فرق آئے گا اور یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنی لغت کے رو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا پس جہاں یہ معنی صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آئے گا۔ اور نبی کا رسول ہونا شرط ہے کیونکہ اگر وہ رسول نہ ہو تو پھر غیب مصفیٰ کی خبر اسکو مل نہیں سکتی

اور یہ آیت روکتی ہے لَا یظہر علی غیبہ احدًا الا من ارتضی من رسول اب اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان معنوں کے رو سے نبی سے انکار کیا جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ یہ امت مکالمات و مخاطبات الٰہیہ سے بے نصیب ہے کیونکہ جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے بالضرورت اس پر مطابق آیت لا یظہر علی غیبہ کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا اسی طرح جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا جائے گا اسی کو ہم رسول کہیں گے۔ فرق درمیان یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جس پر جدید شریعت نازل ہو یا جس کو بغیر توسط آنجناب اور فنا فی الرسول کی حالت کے جو آسمان پر اس کا نام محمدؐ اور احمد رکھا جائے یونہی نبوت کا لقب عنایت کیا جائے ومن ادعی فقد کفر اس میں اصل بھید یہی ہے کہ خاتم النبین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ جب تک کوئی پردہ مغائرت کا باقی ہے اس وقت تک اگر کوئی نبی کہلائے گا تو گویا اس مہر کو توڑنے والا ہوگا جو خاتم النبین پر ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پا لیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا کیونکہ وہ محمد ہے گو ظلی طور پر۔ پس باوجود اس شخص کے دعوے نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا ہے پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا کیونکہ یہ محمد ثانی اسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے مگر عیسیٰ بغیر مہر توڑنے کے آ نہیں سکتا کیونکہ اس کی نبوت ایک الگ نبوت ہے اور اگر بروزی معنوں کی رو سے بھی کوئی شخص نبی اور رسول نہیں ہو سکتا تو پھر اس کے کیا معنے ہیں کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم*

* نوٹ۔ یہ ضرور یاد رکھو کہ اس امت کے لیے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائے گی جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جن کی رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے لیکن قرآن شریف بجز نبی بلکہ رسول ہونیکے دوسروں پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے جیسا کہ آیت لا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول سے ظاہر ہے پس مصفا غیب پانے کے لیے نبی ہونا ضروری ہوا اور آیت انعمت علیہم گواہی دیتی ہے کہ اس مصفا غیب سے حسب منطوق آیت نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے اور وہ طریق براہ راست بند ہے اس لیے ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت کے لیے محض بروز اور ظلیت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا ہے۔ فتدبر۔ منہ

سو یاد رکھنا چاہیے کہ ان معنوں کی رو سے مجھے نبوت اور رسالت سے انکار نہیں ہے اسی لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا۔ اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو کہ اس کا نام محدث رکھنا چاہیے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنے اظہار امر غیب ہے اور نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنی عبرانی میں اسی لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جس کے یہ معنے ہیں خدا سے خبر پا کر پیشگوئی کرنا اور نبی کے لیے شارع ہونا شرط نہیں ہے یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں پس میں جب کہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پا کر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اور جب کہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کر دوں یا کیونکر اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ پر اپنا کلام نازل کیا تھا میرے لیے زمین نے بھی

گواہی دی اور آسمان نے بھی اسی طرح پر میرے لیے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں مگر پیشگوئیوں کے مطابق ضرور تھا کہ انکار بھی کیا جاتا اس لیے جن کے دلوں پر پردے ہیں وہ قبول نہیں کرتے میں جانتا ہوں کہ ضرور خدا میری تائید کرے گا جیسا کہ وہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے کوئی نہیں کہ میرے مقابل پر ٹھہر سکے کیونکہ خدا کی تائید ان کے ساتھ نہیں اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لیے اس کا نام پاکر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کرکے پکارا ہے سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا اور میرا یہ قول کہ ؎ من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب اس کے معنے صرف اس قدر ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں۔ ہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ کے ساتھ پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلاواسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی **محمد مصطفیٰ صلی اللہ** **علیہ وسلم** اس واسطہ کو ملحوظ رکھکر اور اس میں ہوکر اور اس کے نام **محمد** اور **احمد** سے مسمّٰی ہوکر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی اور اس طور سے خاتم النبیین کی مہر محفوظ رہی کیونکہ میں نے انعکاسی اور ظلی پر محبت کے آئینہ کے ذریعہ سے وہی نام پایا۔ اور اگر کوئی شخص اس وحی الٰہی پر ناراض ہو کہ کیوں خدا تعالیٰ نے میرا نام نبی اور رسول رکھا ہے تو یہ اس کی حماقت ہے کیونکہ میرے نبی اور رسول ہونے سے خدا کی مہر نہیں ٹوٹتی * یہ بات ظاہر ہے کہ جیسا کہ میں اپنی نسبت کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے رسول اور نبی کے نام سے پکارا ہے ایسا ہی میرے مخالف حضرت عیسیٰ ابن مریم کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ اور چونکہ وہ نبی ہیں اس لیے ان کے آنے پر بھی مہر ختمیت ٹوٹ جائے گی۔ مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو درحقیقت خاتم النبین ہے مجھے **رسول** اور **نبی** کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت

وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ

بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام **محمد** اور **احمد** رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے پس اس طور سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر **محمد** ہوں صلے اللہ علیہ وسلم پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت **محمد** تک ہی محدود رہی یعنی بہرحال **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہا نہ اور کوئی یعنی جبکہ میں بروزی طور پر **آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوۃ محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعوے کیا**

بھلا اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو یوں سمجھلو کہ تمہاری حدیثوں میں لکھا ہے کہ مہدی موعود خَلق اور خُلق میں ہمرنگ آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم ہوگا اور اس کا اسم آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم کے اسم سے مطابق ہوگا یعنی اس کا نام بھی **محمد** اور **احمد** ہوگا اور اسی کے اہلبیت

---

* **نوٹ** - یہ کیسی عمدہ بات ہے کہ اس طریق سے نہ تو خاتم النبین کی پیشگوئی کی مہر ٹوٹی اور نہ امت کے کل افراد مفہوم نبوت سے جو آیت **لَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ** کے مطابق ہے محروم رہے مگر حضرت عیسیٰ کو دوبارہ اتارنے سے جنکی نبوت اسلام سے چھ سو برس پہلے قرار پا چکی ہے اسلام کا کچھ باقی نہیں رہتا اور آیت **خاتم النبیین** کی صریح تکذیب لازم آتی ہے اس کے مقابل پر ہم صرف مخالفوں کی گالیاں سنیں گے سو گالیاں دیں **وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ** - منہ -

میں سے ہوگا۔ * اور بعض حدیثوں میں ہے

قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تعلق بیان کیا ہے یعنی یہ کہ دونوں کے نام ایک کر دیے ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس موعود کو اپنا بروز بیان فرمانا چاہتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ کا **یشوعا** بروز تھا اور بروز کے لیے یہ ضرور نہیں کہ بروزی انسان صاحب بروز کا بیٹا یا نواسہ ہو ہاں یہ ضرور ہے کہ روحانیت کے تعلقات کے لحاظ سے شخص مورد بروز صاحب بروز میں سے نکلا ہوا ہو اور ازل سے باہمی کشش اور باہمی تعلق درمیان ہو سو یہ خیال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان معرفت کے سراسر خلاف ہے کہ آپ اس بیان کو تو چھوڑ دیں جو اظہار مفہوم بروز کے لیے ضروری ہے اور یہ امر ظاہر کرنا شروع کر دیں کہ وہ میرا نواسہ ہوگا بھلا نواسہ ہونے سے بروز کو کیا تعلق اور اگر بروز کے لیے یہ تعلق ضروری تھا تو فقط نواسہ ہونے کی ایک ناقص نسبت کیوں اختیار کی گئی بیٹا ہونا چاہیے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کے باپ ہونے کی نفی کی ہے لیکن بروز کی خبر دی ہے اگر بروز صحیح نہ ہوتا تو پھر آیت **وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ** میں اس موعود کے رفیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کیوں ٹھہرتے اور نفی بروز سے اس آیت کی تکذیب لازم آتی ہے۔ جسمانی خیال لوگوں نے کبھی اس موعود کو حسنؓ کی اولاد بنایا اور کبھی حسینؓ کی اور کبھی عباسؓ کی لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صرف یہ مقصود تھا کہ وہ فرزندوں کی طرح اس کا وارث ہوگا اس کے نام کا وارث اس کے خلق کا وارث اس کے علم کا وارث اس کی روحانیت کا وارث اور ہر ایک پہلو سے اپنے اندر اس کی تصویر دکھلائے گا اور وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ سب کچھ اس سے لے گا اور اس میں فنا ہو کر اس کے چہرہ کو دکھائے گا پس جیسا کہ ظلی طور پر اس کا نام لے گا اس کا خلق لے گا اس کا علم لے گا ایسا ہی اس کا **نبی** لقب بھی لے گا کیونکہ بروزی تصویر پوری نہیں ہو سکتی جب تک کہ یہ تصویر ہر ایک پہلو سے اپنے اصل کے کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو پس چونکہ نبوت بھی نبی میں ایک کمال ہے اس لیے ضروری ہے کہ تصویر بروزی میں وہ کمال بھی نمودار ہو جو تمام نبی اس بات کو مانتے چلے آئے ہیں کہ وجود بروزی اپنے اصل کی پوری تصویر ہوتی ہے یہاں تک کہ نام بھی ایک ہو جاتا ہے پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ جس طرح بروزی طور پر **محمد** اور **احمد** نام رکھے جانے سے دو محمد اور دو احمد نہیں ہو گئے اسی طور پر نبی یا رسول کہنے سے لازم نہیں آتا کہ خاتم النبیین کی مہر ٹوٹ گئی کیونکہ وجود بروزی کوئی الگ وجود نہیں اسطرح پر تو **محمد** کے نام کی نبوت **محمد** صلے اللہ علیہ وسلم تک ہی محدود رہی تمام انبیاء علیہم السلام کا اس پر اتفاق ہے کہ بروز میں دوئی نہیں ہوتی کیونکہ بروز کا مقام اس مضمون کا مصداق ہوتا ہے کہ

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

لیکن اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئے تو کیا بغیر خاتم النبیین کی مہر توڑنے کے دنیا میں آ سکتے ہیں؟ غرض خاتم النبیین کا لفظ ایک الٰہی مہر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر لگ گئی ہے اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جائے ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آ جائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں اور یہ بروز خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قرار یافتہ عہد تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ**

* **حاشیہ** یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک **دادی** ہماری شریف خاندان **سادات** اور **بنی فاطمہ** میں سے تھی اس کی تصدیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی کی اور خواب میں مجھے فرمایا کہ **سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَیْتِ عَلٰی مَشْرَبِ الْحَسَنِ** - میرا نام سلمان رکھا یعنی دو **سِلْم** اور سلم عربی میں صلح کو کہتے ہیں یعنی مقدر ہے کہ دو صلح میرے ہاتھ پر ہوں گی ایک **اندرونی** کہ جو بغض اور شحنا کو دور کرے گی دوسری **بیرونی** کہ جو بیرونی عداوت کے وجوہ کو پامال کر کے اور **اسلام کی عظمت** دکھا کر غیر مذہب والوں کو اسلام کی طرف جھکا دے گی۔ معلوم ہوتا ہے کہ **حدیث** میں جو سلمان آیا ہے اس سے بھی میں مراد ہوں ورنہ اس سلمان پر دو صلح کی پیشگوئی صادق نہیں آتی اور میں خدا سے **وحی** پا کر کہتا ہوں کہ میں بنی فارس میں سے ہوں اور بموجب اس حدیث کے جو **کنز العمال** میں درج ہے بنی فارس بھی بنی اسرائیل اور اہل بیت میں سے ہیں اور حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں چنانچہ یہ کشف براہین احمدیہ میں موجود ہے۔ منہ

کہ مجھ میں سے ہوگا۔ یہ عمیق اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ وہ روحانیت کی رو سے اسی نبی میں سے نکلا ہوا ہوگا اور اسی کی روح کا روپ ہوگا اس پر نہایت قوی

یلحقوا بہم سے۔ اور انبیا کو اپنے بروز پر غیرت نہیں ہوتی کیونکہ وہ اُنھی کی صورت اور اُنھی کا نقش ہے لیکن دوسرے پر ضرور غیرت ہوتی ہے دیکھو حضرت موسیٰ نے معراج کی رات جب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم اُن کے مقام سے آگے نکل گئے تو کیونکر رو رو کر اپنی غیرت ظاہر کی تو پھر جس حالت میں خدا تو فرمائے کہ تیرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا اور پھر اپنے فرمودہ کے برخلاف عیسیٰ کو بھیجدے تو پھر کسقدر یہ فعل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دل آزاری کا موجب ہوگا۔ غرض بروزی رنگ کی نبوت سے ختم نبوت میں فرق نہیں آتا اور نہ مہر ٹوٹتی ہے لیکن کسی دوسرے نبی کے آنے سے اسلام کی بیخکنی ہوجاتی ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس میں سخت اہانت ہے کہ عظیم الشان کام دجال کُشی کا عیسیٰ سے ہوا نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اور آیت کریمہ **ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین** نعوذ باللہ اس سے جھوٹی ٹھہرتی ہے اور اس آیت میں ایک **پیشگوئی** مخفی ہے اور وہ یہ کہ اب نبوۃ پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے اور بجز بروزی وجود کے جو خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے کسی میں یہ طاقت نہیں جو کھلے کھلے طور پر نبیوں کیطرح خدا سے کوئی علم غیب پاوے اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا **وہ میں ہوں** اس لیے بروزی رنگ کی نبوۃ مجھے عطا کی گئی اور اس نبوت کے مقابل پر اب تمام دنیا بے دست و پا ہے کیونکہ نبوت پر مہر ہے۔ **ایک بروز محمدی مع جمیع کمالات محمدیہ** کے ساتھ آخری زمانہ کے لیے مقدر تھا سو **وہ ظاہر** ہوگیا اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوۃ کے چشمہ سے پانی لینے کیلیے باقی نہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ بروزی طور کی نبوت اور رسالت سے ختمیت کی مہر نہیں ٹوٹتی اور حضرت عیسیٰ کے نزول کا خیال جو مستلزم تکذیب آیت **وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ** ہے وہ ختمیت کی مہر کو توڑتا ہے اور اس فضول اور خلاف عقیدہ کا قرآن شریف میں نشان نہیں اور کیونکر ہوسکتا کہ وہ آیت ممدوحہ بالا کے صریح برخلاف ہے لیکن **ایک بروزی نبی اور رسول** کا آنا قرآن شریف سے ثابت ہورہا ہے جیساکہ آیت **وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ** سے ظاہر ہے اس آیت میں ایک لطافت بیان یہ ہے کہ اس گروہ کا ذکر تو اسمیں کیا گیا جو صحابہ میں سے ٹھیرائے گئے لیکن اس جگہ اس مورد بروز کا بتصریح ذکر نہیں کیا یعنی مسیح موعود کا جس کے ذریعہ سے وہ لوگ صحابہ ٹھیرے اور صحابہ کیطرح زیر تربیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سمجھے گئے۔ اس ترک ذکر سے یہ اشارہ مطلوب ہے کہ مورد بروز حکم نفی وجود کا رکھتا ہے اسلیے اس کی بروزی نبوت اور رسالت سے مہر ختمیت نہیں ٹوٹتی پس آیت میں اسکو ایک وجود منفی کیطرح رہنے دیا اور اسکی عوض میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پیش کردیا ہے اور اسی طرح آیت شریفہ **انا اعطینٰک الکوثر** میں ایک بروزی وجود کا وعدہ دیا گیا جس کے زمانہ میں کوثر ظہور میں آئے گا یعنی دینی برکات کے چشمے بہ نکلیں گے اور بکثرت دنیا میں سچے اہل اسلام ہو جائیں گے اس آیت میں بھی ظاہری اولاد کی ضرورت کو نظر تحقیر سے دیکھا اور بروزی اولاد کی پیشگوئی کی گئی۔ اور گو خدا نے مجھے یہ شرف بخشا ہے کہ میں اسرائیلی بھی ہوں اور فاطمی بھی اور دونوں خونوں سے حصہ رکھتا ہوں لیکن میں روحانیت کی نسبت کو مقدم رکھتا ہوں جو بروزی نسبت ہے۔ اب اس تمام تحریر سے مطلب میرا یہ ہے کہ جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص **نبی یا رسول** ہونے کا دعویٰ کرتا ہے مجھے ایسا کوئی دعویٰ نہیں۔ میں اسطور سے جو وہ خیال کرتے ہیں نہ نبی ہوں نہ رسول ہوں۔ ہاں میں اس طور سے نبی اور رسول ہوں جسطور سے میں نے ابھی بیان کیا ہے۔ پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے جو دعویٰ نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بنا پر خدا تعالیٰ نے بار بار **میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا** مگر بروزی صورت میں۔ میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسی لحاظ سے **میرا نام محمد اور احمد ہوا** پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس ہے **علیہ الصلوٰۃ والسلام**

خاکسار میرزا غلام احمد

از قادیان۔ ۵۔ نومبر ۱۹۰۱ء

اشتہار

کتاب آیات الرحمٰن

یہ قابل قدر کتاب مکرمی مولوی **سید محمد احسن** صاحب امروہوی نے کتاب **عصائی موسیٰ** کے اوہام کا ایسا استیصال کردیا ہے کہ اب اسکو اپنی وہ کتاب ایک درد انگیز عذاب محسوس ہوگی۔ یہ تجویز قرار پائی ہے کہ اس کے چھپنے کے لیے اسطرح پر سرمایہ جمع ہو کہ ہر ایک صاحب جو خریدنا چاہیں ایک روپیہ جو اس کتاب کی قیمت ہے بطور پیشگی روانہ کردیں۔ یہ خواہش ہے کہ جلد تر کتاب چھپ جاوے اسلیے یہ انتظام کیا گیا والسلام

خاکسار میرزا غلام احمد۔ قادیان

بقیہ مضمون
سید ارادت حسین صاحب احمدی مونگیری

نمبر ۱

اب قرآن کی پیشگوئیوں کو دیکھیے کہ کس شان اور جلال کے ساتھ پوری ہوئی ہیں۔ واضح ہو کہ امور غیبیہ کے بتانے والے دنیا میں کئی قسم اور کئی فرقے پائے جاتے ہیں جو کبھی نہ کبھی اور کچھ نہ کچھ بتلا دیتے ہیں اور بعض اوقات کسیقدر اُنکا مقولہ بھی سچ ہو رہتا ہے جیسے منجم۔ طبیب۔ قیافہ داں۔ کاہن رمال۔ جفری۔ فالبین اور بعض بعض مجانین اور حال کے زمانہ میں مسمریزم کہ بعض امور اُن سے مکشوف ہوتے رہتے ہیں۔ مگر یہ تمام فرقے جنکا اوپر ذکر ہوا صرف ظن بلکہ وہم پرستی سے باتیں کرتے ہیں یقینی اور قطعی علم اُنکو ہرگز نہیں ہوتا اور نہ اُنکا ایسا دعویٰ ہوتا ہے اور بعض حوادث کونیہ سے جو یہ لوگ اطلاع دیتے ہیں تو انکی پیشگوئیوں کا ماخذ صرف علامات و اسباب طبیعہ ہوتے ہیں جنھوں نے قطعی اور یقینی مرتبہ سے مس بھی نہیں کیا ہوتا۔ احتمال اور تلبیس اور اشتباہ اور خطا کا اُن سے مرتفع نہیں ہوتا بلکہ اکثر انکی خبریں بے بنیاد اور دروغ محض نکلتی ہیں اور با وصف اس کذب اور خلاف واقع نکلنے کے انکی پیشگوئیوں میں عزت اور قبولیت اور منصوریت اور کامیابی کے انوار پائے نہیں جاتے۔ ایسی خبریں بتانے والے اپنی ذاتی حالت میں اکثر افلاس زدہ بدنصیب اور بدبخت اور بے عزت اور دون ہمت دنی النفس اور ناکام اور نامراد ہی نظر آتے ہیں اور امور غیبیہ کو اپنی حسب مراد ہرگز نہیں کرسکتے بلکہ اُن کے حالات پر خدا کے قہر کی علامات نمودار ہوتی ہیں اور خدا کی طرف سے کوئی برکت اور عزت و نصرت اُنکے شامل حال نہیں ہوتے انبیا اور اولیا صرف نجومیوں کیطرح امور غیبیہ کو ظاہر نہیں کرتے بلکہ خدا کے کامل فضل اور رحمت سے کہ جو ہمیشہ و ہردم اُن کے شامل حال ہوتی ہے ایسی اعلیٰ پیشگوئیاں بتلاتے ہیں جنمیں انوار قبولیت اور عزت کے آفتاب کیطرح چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں اور جو عزت اور نصرت کی بشارت پر مشتمل ہوتے ہیں نہ نحوست اور نکبت پر۔ قرآن شریف کی پیشگوئیوں پر نظر ڈالیے تو معلوم ہو کہ وہ نجومیوں وغیرہ درماندہ لوگوں کی طرح ہرگز نہیں بلکہ انمیں صریح ایک اقتدار اور جلال جوش مارتا ہوا نظر آتا ہے اور انہیں تمام پیشگوئیوں کا یہی طریق اور طرز ہے کہ اپنی عزت دشمنوں کی ذلت اور اپنا اقبال دشمنوں کا ادبار اور اپنی کامیابی اور دشمن کی ناکامی اور اپنی فتح اور دشمن کی شکست اور اپنی ہمیشہ کی سرسبزی اور دشمن کی تباہی ظاہر کی ہے۔ کیا اس قسم کی پیشگوئیاں نجومی بھی کرسکتا ہے یا کسی رمال یا مسمریزم کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ہمیشہ اپنی ہی خیر ظاہر کرنا اور مخالف کا زوال اور وبال جتلانا۔ جو بات مخالف منہ پر لاوے اُسکو توڑنا اور جو بات اپنے مطلب کی ہو اُسکے ہوجانے کا وعدہ کرنا یہ صریح خدائی ہے انسان کا کام نہیں۔"

(براہین احمدیہ)۔

اسبات کو بخوبی سمجھانے کے لیے ہم چند آیات قرآن شریف جو امور غیبیہ پر مشتمل ہیں بطور نمونہ ذیل میں معہ ترجمہ لکھتے ہیں تا عقلمند لوگ خصوصا آپ بغور تمام پڑھکر اور سب پیشگوئیوں کو ایک جائی دیکھکر غور و انصاف کریں کہ کیا ایسے اخبار بیان کرنا بجز خدائے قادر مطلق کسی انسان کا کام ہے؟ اور وہ آیات معہ خلاصہ ترجمہ یہ ہیں

فذکر فما انت بنعمۃ ربک بکاھن ولا مجنون۔ قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا۔ و ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداءکم ان کنتم صدقین۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین۔ خلق الانسان من عجل ساریکم ایاتی فلا تستعجلون۔ سنریھم ایاتنا فی الافاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم الحق۔ وبالحق انزلنہ وبالحق نزل۔ وانہ لکتب عزیز لا یاتیہ البطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید۔ یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواھھم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ قل للذین کفروا ستغلبون وتحشرون الی جھنم وبئس المھاد۔ وان ما توعدون لات وما انتم بمعجزین۔ وقالت الیھود ید اللہ مغلولۃ غلت ایدیھم۔ ضربت علیھم الذلۃ این ما ثقفوا الا بحبل من اللہ وحبل من الناس وباءو بغضب من اللہ وضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ ذلک بانھم کانوا یکفرون بایات اللہ ویقتلون الانبیاء بغیر حق۔ انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ان اللہ قوی عزیز۔ ویخوفونک بالذین من دونہ۔ قل ادعوا شرکاءکم ثم کیدون فلا تنظرون۔ ان ولی اللہ الذی نزل الکتاب وھو یتولی الصلحین۔

واصبر لحکم ربک فانک باعیننا
واللہ یعصمک من الناس قل
ھو القادر علی ان یبعث
علیکم عذابا من فوقکم
او من تحت ارجلکم او یلبسکم
شیعا ویذیق بعضکم باس بعض
انظر کیف نصرف الایات
لعلھم یفقھون۔ قل یاقوم
اعملوا علی مکانتکم انی
عامل فسوف تعلمون۔
من یاتیہ عذاب یخزیہ
ویحل علیہ عذاب مقیم
ولا یحزنک الذین یسارعون
فی الکفر انھم لن یضروا اللہ
شیئا ولھم عذاب عظیم
کداب ال فرعون والذین من
قبلھم کفروا بایات اللہ فاخذ
ھم اللہ بذنوبھم۔ انا ارسلنا
الیکم رسولا شاھدا علیکم
کما ارسلنا الی فرعون رسولا
فعصی فرعون الرسول فاخذناہ
اخذا وبیلا فکیف تتقون۔

ترجمہ

سو اُٹھیں تو حق کا راستہ یاد دلاتا رہ اور خدا کے فضل سے نہ تو کاہن ہے اور نہ تجھے کسی جن کا آسیب ہے اور نہ دیوانگی انکو کہہ کہ اگر تمام جن اور آدمی اس بات پر اتفاق کریں کہ قرآن جیسی اور کتاب بنا لاویں تو وہ کبھی نہیں لاسکیں گے اگرچہ بعض بعض کے مددگار بھی ہوں۔ اور اگر تم اس کلام کے بارہ میں کہ ہم نے اپنے بندہ پر نازل کیا ہے کسی نوع کے شک میں ہو یعنی اگر تمہارے نزدیک اُسنے وہ کلام آپ بنا لیا ہے یا جنات سے سیکھا ہے یا جادو کی قسم ہے یا شعر ہے یا کسی اور قسم کا شک ہے تو تم ہی اگر سچے ہو تو بقدر ایک سورت بنا کر دکھاؤ اور اپنے دوسرے مددگاروں اور معبودوں سے مدد لیلو اور اگر نہ بنا سکو اور یاد رکھو کہ ہرگز نہیں بنا سکوگے تو اُس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہے جو کافروں کے لیے طیار کی گئی ہے۔ انسان کی فطرت میں جلدی ہے عنقریب ہم تمکو اپنے نشان دکھائیں گے۔ سو تم مجھ سے جلدی مت کرو عنقریب ہم تمکو معمورہ عالم کے کناروں تک نشان دکھائینگے اور خود اُنہیں میں ہمارے نشان ظاہر ہوں گے یہانتک کہ حق اُنپر کھل جائیگا قرآن شریف کو ہم نے ضرورت حقہ کے ساتھ اُتارا ہے اور حقانیت کیساتھ اُترا ہے اور وہ ایک ایسی کتاب ہے کہ جو ہمیشہ باطل کی آمیزش سے منزہ رہیگی اور کوئی باطل اُس کا مقابلہ نہیں کرسکا نہ آئندہ کسی زمانہ میں مقابلہ کرسکے گا یعنی اُس کی کامل صداقتیں کہ جو ہر ایک باطل سے منزہ ہیں تمام باطل پرستوں کو کہ جو پہلی اُس سے پیدا ہوئے یا آئندہ کبھی پیدا ہوں ملزم اور لاجواب کرتے رہینگی۔ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو بجھا دیں اپنے موہنوں کی پھوکوں سے پر خدا اپنے کام سے ہرگز نہیں رُکیگا جب تک اُس نور کو کامل طور پر پورا نہ کرلے اگرچہ کافر کراہت ہی کریں۔ کافروں کو کہدے کہ تم عنقریب مغلوب کیے جاؤ گے اور پھر آخر جہنم میں پڑوگے کیا ہی برا سامان ہے اور جو کچھ تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے یعنی دین اسلام کا عزت کے ساتھ دنیا میں پھیل جانا اور اُس کے روکنے والے کا ذلیل اور رسوا ہونا یہ وعدہ عنقریب پورا ہونے والا ہے اور تم ہرگز اُسکو نہیں روک سکوگے یہود نے کہا کہ خدا کا ہاتھ بندھا ہوا ہے یعنی جو کچھ ہوتا ہے انسانوں کی تدبیروں سے ہوتا ہے اور خدا اپنے قادرانہ تصرفات سے عاجز ہے۔ سو خدا نے ہمیشہ کے لیے یہودیوں کے ہاتھوں کو باندھ دیا ہے تا اگر اُن کی مکر اور انکی تدبیر کچھ چیز ہیں تو اُنکے زور سے دنیا کی حکومتیں اور بادشاہتیں حاصل کریں اُن پر ذلت کی مار ڈالی گئی ہے یعنی جہاں رہیں گے ہمیشہ کمزوری اور ناتوانی اور بدبختی ان کے شامل حال رہیگی وجہ یہ کہ وہ خدا کے نشانوں سے انکار کرتے رہتے ہیں اور خدا کے نبیوں کو ناحق قتل کرتے رہے ہیں ہمارا قانون قدرت یہ ہے کہ ہم اپنے پیغمبر اور ایمانداروں کو دنیا اور آخرت میں مدد دیا کرتے ہیں۔ خدا نے یہی لکھا ہے کہ میں اور میرے پیغمبر غالب رہیں گے اور خدا بڑی طاقت والا اور غالب ہے اور کافر تجھے خدا کے سوا اور چیزوں سے ڈراتے ہیں تو کہہ کہ تم میرے مغلوب کرنے کے لیے اپنے معبودوں سے جو تمہارے زعم میں خدا کے نزدیک ہیں مدد طلب کرو اور میرے ناکام رہنے کے لیے ہر طور کا مکر کرو اور مجھے ذرا مہلت مت دو پھر دیکھو کہ کیونکر ہم غالب ہوتے ہیں ہمارا کارساز خدا ہے جس نے اپنی کتاب نازل کی اور یہی قانون قدرت ہے کہ وہ صالحین کے کاموں کو آپ کرتا ہے اور اُنکی مہمات کا خود متولی ہوتا ہے اور اپنے خداوند کے حکم پر صبر کر اور صبر سے اُس کے وعدوں کا انتظار کر تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے تجھے خدا لوگوں کے شر سے بچائے گا جو تیرے قتل کرنے کے گھات میں ہیں کہہ اللہ اس بات پر قادر ہے کہ تمکو نشان دکھلانے کے لیے اوپر سے کوئی عذاب نازل کرے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب نمودار ہو یا ایمانداروں کی لڑائی سے تمکو عذاب کا مزہ چکھاوے دیکھو ہم کیونکر آیات کو پھیرتے ہیں تاکہ وہ سمجھ لیں۔ کہہ اے میری قوم تم بجائے خود کام کرو اور میں بجائے خود کام کرتا ہوں۔ سو تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ کس پر اس دنیا میں عذاب نازل ہوتا ہے کہ جو اُسکو رسوا کرے اور کس پر دائمی عذاب نازل کرتا ہے یعنی آخرت کا عذاب اور تجھے کافروں کی بد اندیشی سے غمناک نہیں ہونا چاہیے وہ خدا کے

ومن کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکینگے اور انکے لیے خدا نے بہت بڑے عذاب مقرر کر رکھے ہیں جیسے فرعون کے خاندان اور اس سے پہلے کا فروں کا حال ہوا کہ جب انھوں نے خدا کے نشانوں سے انکار کرنا اختیار کر لیا تو خدا نے ان سے ان کے گناہوں کا مواخذہ کیا۔ ہم نے تمہاری طرف یہ رسول اسی رسول کی مانند بھیجا ہے کہ جو فرعون کی طرف (موسیٰ ع) بھیجا گیا تھا سو جب فرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی تو ہم نے اس سے تو ایسا مواخذہ کیا کہ جسکا انجام وبال تھا اسی مواخذہ سے فرعون نیست و نابود ہو گیا سو تم جو بمنزلہ فرعون ہو ہمارے مواخذہ سے کیونکر نافرمانی کر کے بچ سکتے ہو۔ (باقی آئندہ)

مختصر نوٹ اور نکات

خیالی اور محض ناموری اور شہرت کے خیال سے اصلاح قوم کا دعویٰ کرنیوالے ریفارمروں اور واقعی اور خدا کیطرف سے **اصلاح قوم** کیلئے مامور ہونے والے مصلحوں میں ایک امتیاز ہوتا ہے۔ وہ کیا؟ خدا کا مامور قوم کی بے التفاتی اور سرد مہری سے گھبراتا اور رکتا نہیں قوم کیطرف سے کتنا ہی کفران نعمت ہو اور اسکی اذیت کے لیے کتنی ہی سعی ہو وہ اپنا قدم آگے بڑھاتا اور ایک ظاہری یاس میں بھی اپنی کامیابی کی خوشبو کو سونگھ لیتا ہے برخلاف اس کے **خیالی ریفارمر** قوم کی ذرا سی بے التفاتی یا چند مشکلات کے پیش آجانے سے اور اپنے مقاصد میں کامیابی کیصورت نہ دیکھنے سے گھبرا اٹھتا ہے اور زندہ قوم کا **جنازہ** پڑھدینے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

مذہب کا انسانی قویٰ پر کیا تصرف ہے؟ قرآن شریف نے تو اس کا یہ جواب دیا ہے کہ مذہب انسان کے فطرتی قویٰ اور ملکات کو اپنے محل اور موقعہ پر استعمال کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں مگر انجیل کا منشا اس سوال کے جواب میں یہ ہے کہ وہ بھیڑیے کو بکری بنا دے اب دانشمند خود فیصلہ کر لیں کہ حق کس کے ساتھ ہے

گناہ کی حقیقت اور فلاسفی یہی ہے کہ وہ خدا سے جدا ہو کر پیدا ہوتا ہے۔ پس گناہ کے دور کرنے کا علاج یا اس سے بچنے کیصورت تو یہی ہے کہ وہ خدا کے ساتھ تعلق کو مستحکم کرے اور اسی کی طرف رجوع کرے بھلا یہ کونسی عقل ہے کہ گناہ تو پیدا ہو خدا کے بعد اور دوری سے اور اسکا علاج ہو کسی کی **خودکشی**!!!

اگر نجات کا مدار کسی لعنتی قربانی پر ہے تو کیوں گناہ خود نجات نہیں ہو سکتا؟ جو لوگ یہ مانتے ہیں کہ **یسوع** ہمارے بدلے لعنتی ہوا وہ اس سوال کا کیا جواب دیتے ہیں۔

اخبار وکیل کو کیا ہو گیا کہ وہ بعض وقت کسی معاملہ پر رائے زنی کرتا ہوا کہیں کا کہیں نکل جاتا ہے۔ چنانچہ یکم نومبر کی اشاعت میں ہمعصر مشیر دکن کے حوالے سے حجاز ریلوے کے چندہ کے لیے حیدرآباد دکن میں ۵ لاکھ روپے کی لاٹری کی تجویز کے عملی صورت میں آنے کو پسند کرتا ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ **اسلام** اور اہل اسلام کی حمایت کا مدعی اخبار قرآن کریم کے اس حکم کی کچھ بھی پروا نہ کرتا ہوا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ اگر اخبار وکیل حجاز ریلوے کا چندہ بذریعہ لاٹری جمع ہونا ہی پسند کرتا ہے اور اس مبارک کام میں ایسے ہی ناپاک مالوں کا لگانا اسے بھایا معلوم دیتا ہے تو پھر خدا ہی حافظ ہے۔

پہلے وکیل کو چاہیے تھا کہ لاٹری کے جواز پر ایک فتویٰ علما سے لے لیتا اور پھر تاکید کرتا ہمیں اپنے ہمعصر اس نوٹ کے لکھنے پر سخت افسوس ہے کہ اس نے ہرگز ہرگز اسلامی اصول اور قرآنی حکم پر غور نہیں کیا ورنہ ایسی چیز کے پسند یدگی کیا سکتے۔

بعض لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ قرآن شریف اور توریت شریف توحید الٰہی کے بیان میں برابر ہیں یا نہیں۔؟ ہم کہتے ہیں کہ ہرگز نہیں توریت میں باریک مراتب کا کوئی ذکر نہیں کیونکہ توریت کی توحید کا منتہا اس سے زیادہ نہیں کہ انسان انسان بت حیوان عناصر یا اجرام فلکی کی پرستش سے باز رہے مگر قرآن شریف مراتب توحید کو بیان کرتے وقت ایک اعلیٰ حد پر لے جاتا ہے۔ جس پر غور کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت تامہ اور کمال کا بھی پتہ لگتا ہے چنانچہ قرآن شریف کے تین درجے توحید کے قرار دیے ہیں

پہلا درجہ عوام کے لیے یعنی انکے واسطے جو خدا تعالیٰ کے غضب سے نجات پانا چاہتے ہیں۔

دوسرا درجہ خواص کے لیے جو عوام کی نسبت زیادہ تر قرب الٰہی کے ساتھ خصوصیت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

تیسرا درجہ خواص الخواص کیلئے جو قرب کے کمال تک پہنچنا چاہتے ہیں۔

اول مرتبہ توحید کا یہی ہے کہ غیر اللہ کی پرستش نہ کی جاوے اور ہر ایک چیز جو محدود اور مخلوق معلوم ہوتی ہے خواہ زمین پر ہے خواہ آسمان پر اسکی پرستش سے کنارہ کیا جاوے۔

اور **دوسرا** مرتبہ توحید کا یہ ہے کہ اپنے اور دوسروں کے تمام کاروبار میں مؤثر حقیقی خدا تعالے کو سمجھے اور اسباب پر اتنا زور نہ دے جس سے وہ خدا تعالے کے شریک ٹھیر جاویں مثلاً یہ کہنا کہ زید نہ ہوتا تو میرا یہ نقصان ہوجاتا

تیسرا مرتبہ توحید کا یہ ہے کہ خدا تعالے کی محبت میں اپنے نفس کے اغراض کو بھی درمیان سے اٹھانا اور اپنے وجود کو اسکی عظمت میں محو کرنا یہ توحید توریت میں ہرگز نہیں ہے

ایک **آزاد خیال** پوچھتا ہے کہ **عیسائی** ہوکر انسان اپنے اس مذہب کی روسے جو انجیل میں بیان کیا گیا ہے سوسائٹی میں کیونکر رہ سکتا ہے؟ اور کیونکر تجارت کرسکتا ہے؟ جب کہ انجیل میں امیر بننے اور کل کی فکر کرنے سے منع کیا گیا ہے ایسا ہی کیا کوئی عیسائی فوجیں داخل ہوسکتا ہے جب کہ دشمن کے ساتھ محبت کرنے کا حکم دیا گیا ہے

لودھیانہ کا عیسائی اخبار ان باتوں کا معقول جواب دے تو بیشک انجیل پر احسان کرے۔

عسل مصفی

مولفہ جناب مرزا خدا بخش صاحب حضرت اقدس کے دعاوی کی تصدیق میں اور معترضوں کی اعتراضات کے دندان شکن عقلی ونقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۸۴۴ صفحہ کی کتاب قادیان میں قاضی ضیاء الدین صاحب الہ مالیرکوٹلہ میں حکیم محمد زمان صاحب سے ۸ر قیمت کو علاوہ محصول ڈاک مل سکتی ہے۔

قرآن شریف

کے دہلوی زندہ مترجموں کی خدمت میں ضروری التماس

من آنچہ شرط بلاغ ست با تو میگویم
تو از سخنم پند گیر خواہ ملال

میرزا **حیرت** صاحب ایڈیٹر کرزن گزٹ نے جب سے قرآن شریف کے جدید ترجمہ کا اعلان شائع کیا ہے اور جدید ترجمہ کی ضرورت بتاتے ہوئے ڈپٹی نذیر احمد صاحب کے ترجمہ قرآن کی غلطیاں (خواہ بلحاظ زبان خواہ اصل ترجمہ) شائع کی ہیں اس وقت سے مسلمانوں کی اخباری دنیا میں عجیب بحث شروع ہوگئی ہے۔ یہ بحث ہماری خوشی کا موجب ہوتی اور مسلمانوں کی بہتری کا باعث بنتی اگر اس کا مقصد قرآن شریف کی عزت اور جلال ہوتا مگر جسقدر تحریریں آجتک فریقین کیطرف سے شائع ہوئی ہیں ان کو پڑھکر ہم جس نتیجہ پر پہونچے ہیں وہ یہی کہ حمایت قرآن کریم اور نصرت دین قویم مقصود نہیں بلکہ یہ جھگڑا اور بحث اسی طرز کا ہے جو تجارت کے اصول کمپٹیشن (مقابلہ) میں ہوتا ہے اگر حقیقت یہاں تک ہی محدود ہے جیسا کہ تحریروں سے مترشح ہوتا ہے تو ہم افسوس سے کہتے ہیں۔

فما ربحت تجارتهم وما كانوا مهتدين

اور اگر ہم اس نتیجہ کے اخذ کرنے میں غلطی پر ہیں اور مقدمات (جنکی بنا پر یہ نتیجہ نکلتا ہے) کی صحیح ترتیب میں ہمیں مغالطہ ہوا ہے تو ہماری خوشی بڑھ جائیگی اگر دہلی کے زندہ رقیب مترجم ہماری اس تحریر کے جواب میں کوئی قابل اطمینان امر پیش کرسکیں گے۔

اس مختصر سے نوٹ میں ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مرزا حیرت کے ترجمہ اور ان اعتراضوں پر جو انھوں نے ڈپٹی نذیر احمد کے ترجمہ پر کیے ہیں ریویو کریں یا ان جوابوں پر ریمارک کریں جو ڈپٹی صاحب کے ڈیفنس میں دیئے گئے ہیں + بلکہ اس کام سے پہلے ہم چاہتے ہیں کہ یہ بحث ایک نتیجہ خیز رنگ اور مفید مطلب صورت میں آجاوے۔ اسمیں شک نہیں کہ ڈپٹی صاحب کے ترجمہ میں غلطیاں ہیں اور انکی اصلاح کی ازبس ضرورت ہے مگر مرزا حیرت صاحب نے جو نمونہ ترجمہ کا پیش کیا ہے یا جو اعتراض کیے ہیں انکو خطا اور غلطی سے مبرا مان لینا یہ ہمارے نور قلب کے خلاف ہے جب کہ ہم اسمیں خطرناک غلطیوں کا موجود ہونا پاتے ہیں۔ خود مرزا حیرت صاحب اپنے ترجمہ کو کالوحی من السماء مانتے ہوں تو یہ انکا اختیار ہے + مگر حقیقت الامر یہی ہے کہ ان کا ترجمہ اور اعتراض بجائے خود بہت سی غلطیاں اپنے اندر رکھتے ہیں جو انشاء اللہ پیش کی جائیں گی۔

ہاں

نفس اصل غرض جو ہم اس نوٹ کی تحریر سے رکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ یہ بات تو دونوں مترجموں کے نزدیک مسلم ہے کہ قرآن شریف کے جدید ترجمہ کی ضرورت ہے اسی ضرورت کو مدنظر رکھکر ڈپٹی صاحب نے اپنا ترجمہ شائع کیا اور مرزا حیرت صاحب اسکی اشاعت کے فکر میں ہیں۔

ہم بھی اس ضرورت کے ساتھ متفق ہیں۔ مگر غور طلب امر یہ ہے کہ وہ ترجمہ جو ملک اور قوم کے سامنے پیش کیا جاوے اسمیں ہونا کیا چاہیئے اور وہ کون امور ہیں جنکے نہ ہونے کی وجہ سے قرآن

کی عزت پر ہاتھ مارنے کا موقع خبیث فطرت لوگوں کو ملا ہے۔

یہ ایک مبسوط مضمون ہے۔ جو اس نوٹ میں نہیں آسکتا۔ بہرحال ہم جانتے ہیں ڈپٹی صاحب اور مرزا حیرت صاحب اس سے ناواقف نہیں کسی حد تک ضرور آگاہ ہیں۔

پس یہ ضروری ہوا کہ اس ترجمہ میں جو شائع کیا جاوے ان امور کو مدنظر رکھا جاوے لیکن چونکہ ہم مرزا حیرت صاحب کے ترجمہ اور ان کے فہم قرآن کریم کے قائل نہیں یا یہ کہو کہ ہمیں کچھ علم نہیں کہ انھیں قرآن کیسا آتا ہے اور ایسا ہی ڈپٹی صاحب کے ترجمہ کو پڑھکر ہم کہتے ہیں کہ وہ کافی نہیں اور بہت سی غلطیاں اپنے اندر رکھتا ہے

پس

قرآن شریف کا ایک صحیح اور ناقابل اعتراض یا کم از کم قرآن شریف کی عظمت اور جلال کو ظاہر کرنے والا اور موجودہ اعتراضوں سے بچانے والا ایک ترجمہ شائع کیا جاوے خواہ مرزا حیرت شائع کریں یا ڈپٹی نذیر احمد یا کوئی اور اس کے لیے بہترین طریق یہ ہی ہوسکتا ہے۔ کہ مرزا حیرت صاحب ڈپٹی نذیر احمد صاحب کے ترجمہ اور ان کے حواشی پر جسقدر اعتراض رکھتے ہیں وہ سلسلہ وار شائع کریں اور ان پر تہذیب اور شائستگی کو ملحوظ رکھکر معقول وجوہات اعتراض بتائیں۔ اور پھر اس کے بالمقابل اپنا ترجمہ پیش کریں۔ ڈپٹی صاحب اس خیال کو چھوڑ دیں کہ وہ بڑے دولتمند ہیں یا بڑے طلیق اللسان لکچرار مشہور ہیں وہ اپنی ان ساری بزرگیوں کو الگ رکھیں اگر انھیں قوم اور اسلام اور قرآن کی خدمت منظور ہے وہ نہایت نرمی سے اور متانت سے جسمیں ظرافت کو ذرا بھی دخل نہو اور ذاتی نکتہ چینی ہرگز نہ ہو مرزا حیرت کے اعتراضوں کا معقول جواب لکھیں اور جو غلطیاں انکی رائے میں واقعی ہوں انکو تسلیم کریں ان مضامین پر اور صاحب جو قرآن شریف کا مذاق اور کلام الٰہی سے محبت رکھتے ہوں محض خدا ترسی اور قرآنی جلال کو مدنظر رکھکر ریمارک کریں۔

مرزا حیرت صاحب اور ڈپٹی صاحب ان ریمارکس کو پڑھ کر ہر ایک اپنی جائز غلطی کا اعتراف کرلے۔ چنانچہ اس محاکمہ میں **الحکم** بھی بفضلہ تعالےٰ بہت بڑا پارٹ لینے کو طیار ہے اور وہ اپنے مخدوم مکرم شیخ حضرت مولنا حاجی نورالدین صاحب بھیروی کی (جو قرآن شریف کے عاشق ہیں اور برسوں سے جنکا معمول ہے کہ ایک وسیع معلومات سے بھرا ہوا ہر روز قرآنی درس دیتے ہیں) گرانقدر نوٹ اس محاکمہ میں شائع کرنے کی اُمید دلاتا ہے اس صورت میں امید کی جھلک دکھائی دیتی ہے کہ قرآن شریف کی خدمت ہوسکے گی۔

ہم اس مضمون کو اب مختصر کرنا چاہتے ہیں اگر مرزا حیرت صاحب واقعی قرآن شریف کی خدمت اور مسلمانوں کی بہتری کا خیال دلمیں لیے ہوئے ہیں اور تری تجارت مقصود نہیں اور ایسا ہی ڈپٹی صاحب کے دل میں ضد اور حسد نہیں تو وہ ہماری اس بیغرضانہ رائے کو تسلیم کرلیں گے اور ہمیں اطلاع دیکر مشکور فرمادیں گے۔ ورنہ ہم نے اپنا پیام ان تک پہونچا دیا اور کسی اگلی اشاعت سے اس سلسلہ کو انشاءاللہ تعالیٰ شروع کریں گے۔ جس کا ہم نے اوپر کہیں ذکر کیا ہے۔ چونکہ الحکم کا ایڈیٹر بھی اپنے مخدوم مکرم حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے درس قرآن مجید سے لیے ہوئے نوٹس کو مرتب کرکے ایک مختصر سی تفسیر شائع کررہا ہے اس لیے ایک ایک کاپی ہم ڈپٹی صاحب اور مرزا حیرت صاحب کے پاس بھیجدیتے ہیں تاکہ انھیں اپنے خیالات کے اظہار کا موقع مل سکے۔ ہم انھیں یقین دلاتے ہیں کہ اگر وہ کوئی مقام معقول وجوہات کی بناپر قابل اصلاح بتائیں گے تو ہمیں اُس کے معقول ہونیکی صورت میں تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہوگا بالآخر ہم اُمید کرتے ہیں کہ دہلی کے زندہ دل مترجم اس اہم معاملہ پر قرآن شریف کی عزت اور عظمت کیلیے اور اسلام کی خدمت کی خاطر پوری توجہ کریں گے

نوٹ

اعتراضوں اور غلطیوں سے مراد ازقسم زبان دانی کی غلطیاں نہیں انکو سردست الگ رکھا جائے گا۔ پہلے وہ غلطیاں پیش کی جائیں اولاً قرآن شریف کی اُس آیت کو لکھنا چاہیے جس کے معارض یا خلاف وہ مضمون پڑتا ہے یا کسی صحیح مرفوع متصل حدیث کے خلاف یا صحیح تاریخ کے خلاف یا علوم جدیدہ کے خلاف۔ مفسرین کے طول طویل اختلاف اور جھگڑے پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔

بیعت

محمد عارف صاحب والدہ محمد عارف صاحب رحیمہ ہمشیرہ محمد عارف صاحب اور اخوند محمد رمضان صاحب حکیم ساکن کمال ڈیرہ تعلقہ کندیارہ ضلع حیدرآباد سندھ۔

زین العابدین صاحب۔ نفیپورہ گجرات پنجاب رجمنٹ نمبر ۱۲ کمپنی نمبر ۵ سپاہی بنگاپور۔

بشیر مسیح اللہ رکھا صاحب مراد پور سیالکوٹ

مولوی محمد حسین صاحب۔ سرسہ والا ریاست فریدکوٹ ڈاکخانہ کوٹ کپورہ

محمد اللہ صاحب ولد عالم۔ طلہو۔ سیالکوٹ

محمد اسمعیل صاحب ابن عبد القادر صاحب مرحوم۔ محمد بلاک پلی نمبر مکان ۲۰ معسکر بنگلور۔

مولا بخش صاحب ولد کریم بخش صاحب ساکن بلند شہر حال کیمپ تحصیلہ ملازم شیشہ کوٹھی۔

حکیم عبد الحکیم صاحب۔ ٹولے کے ضلع گجرات پنجاب ڈاکخانہ ٹولے کے۔

برکت علی صاحب۔ اسٹیشن ہاتیان ضلع پشاور لین نوشہرہ ورکشی۔

دارالامان

(۱)

حضرت اقدس جری اللہ فی حلل الانبیاء بحمد اللہ بخیریت ہیں اس ہفتہ میں دو روز نصیب دشمنان خدام والا کی طبیعت ناساز رہی - جو لوگ یہاں رہتے ہیں وہ ان حقائق اور معارف کو جو اس برگزیدہ الٰہی کے منہ سے باوجود اس قسم کے ضعفوں اور کمزوریوں کے نکلتے ہیں دیکھتے ہیں تسلیم کرتے ہیں کہ فی الحقیقت وہ اعجازی قوت اپنے اندر رکھتے ہیں -

حضرت اقدس کے اہلبیت بھی خدا تعالیٰ کا احسان ہے تندرست ہیں

حضرت صاحبزادہ مبارک احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد اتفاقاً زینہ سے گر پڑے اور آپ کے سر اور جبین اور رخسارہ پر چوٹ آئی تھی مگر خدا نے اپنا فضل کیا اور صاحبزادہ صاحب ضرب شدیدہ سے بچ گئے -

(۲)

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب بھی بحمد اللہ بخیریت ہیں اور خدمت دین میں مصروف ہیں -

جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی والدہ مکرمہ جو ضعیفہ ہیں ان کی علالت طبع کی خبریں متواتر آتی رہیں اور مولوی صاحب جو اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے ہیں سیالکوٹ جانے کے لیے طیار بھی ہوئے مگر چونکہ آپ نے بہت بڑی دینی خدمت اختیار کر رکھی ہے یعنی حضرت اقدس کی خط و کتابت اور خطبہ الہامیہ کے پروف پڑھنے اور نمازوں میں امام ہونے کے علاوہ الحکم کے لیے بھی حتی الوسع مضامین لکھنے اور الحکم کے بعض پروف پڑھنے اور تفسیر کے مسودوں اور پرچوں کا پڑھنا وغیرہ وغیرہ غرض حضرت اقدس کے حکم سے آپ نے اپنا سفر سیالکوٹ کا ملتوی کیا - اس امر کے اظہار کی ضرورت ہمیں اس لیے پڑی ہے کہ

ہم دین کو دنیا پر مقدم کرینگا

علی نمونہ دکھانا چاہتے ہیں - ایک ضعیفہ اور مہربان والدہ کی بیماری کی خبر اور پھر اکلوتے بیٹے کو پہونچے اس کا جسقدر مضطر اور بیقرار ہونا مانا جاوے ممکن ہے - مگر انشراح صدر کے ساتھ بدون کسی قسم کی گھبراہٹ اور اضطراب کے امام کے حکم کو مقدم کر لینا آسان نہیں - خدا تعالےٰ ہم سبکو یہ فضل عطا فرماوے - آمین -

(۳)

قاضی یوسف علی صاحب نعمانی کا انتقال ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم گذشتہ پندرہ سولہ روز تک بالکل تندرست رہا جو حضرت اقدس کی قبولیت دعا کا اثر تھا تمام امراض جاتے رہے تھے اور کئی کئی سو قدم ٹہلنے لگے تھے انتقال سے اس روز کی رات جو دیکھو انتقال ہوا نہایت تندرست تھے اور مغرب اور عشا کی نماز باجماعت پڑھی اور رات کے ایک بجے تک باتیں کرتے رہے آخر چونکہ موت تو سب کے لیے مقدر ہے کسی تیرے قلبی عارضہ سے ۷ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء انتقال ہوگیا - حضرت اقدس مرتے دم تک پوری ہمدردی فرماتے رہے اور بار بار استفسار حالات کرتے رہے اور دواؤں کے ادل بدل کرنے میں سعی کرتے رہے علی ہذا القیاس حضرت مولوی نور الدین صاحب بھی پوری سعی میں سرگرم رہے جسکو دیکھکر واقعی آرزو کرنی پڑتی ہے کہ خدا تعالیٰ اگر موت دے تو امام کے قدموں میں آمین حضرت اقدس نے ساری جماعت حاضرہ کو لیکر مرحوم کا جنازہ پڑھا اور خود امام بنے - بعد عشا کے بعد مرحوم کو دفن کیا گیا - اللہ تعالےٰ انکو اپنی رحمت سے جنت میں جگہ دے اور انکی اولاد و ورثا کو صبر جمیل عطا فرماوے -

(۴)

۹ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کو ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب لاہور سے تشریف لائے ڈاکٹر صاحب اپنے امتحان سے فارغ ہوچکے ہیں خدا تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ کامیاب اور فائز المرام ہوں - آمین -

(۵)

۹ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کو حضور عالم پناہ بادشاہ قیصر ہند کی سالگرہ کی تقریب پر تعلیم الاسلام ہائی سکول ایک یوم کے لیے بند کیا گیا

ضلع گورداسپور کی خوش قسمتی

ہم نہایت خوشی کے ساتھ اس خبر کو درج کرتے ہیں کہ یکم نومبر سنہ ۱۹۰۱ء سے گورداسپور کی ڈپٹی کمشنری کا چارج ہمارے مخدوم میجر ڈالس صاحب نے لیا ہے میجر ڈالس صاحب کی بیدار مغزی اور رعایا پروری اور عدالت گستری مشہور ہے چنانچہ ضلع امرتسر اور سیالکوٹ کے لوگ صاحب ممدوح کو اب تک یاد کرتے ہیں -

الحکم کو سب سے زیادہ خوشی اس لیے بھی ہے کہ الحکم کا پہلا نمبر آپکی موجودگی اور اجازت ہی سے امرتسر میں شائع ہوا تھا اور ایڈیٹر الحکم کو صاحب ممدوح کی خدمت میں ذاتی نیاز حاصل ہے چنانچہ سنہ ۹۶ء میں اس نے بحیثیت سپیشل پولیس آفیسر صاحب ممدوح کی خوشنودی مزاج کا پروانہ بھی حاصل کیا تھا اور اب جبکہ الحکم ضلع گورداسپور کی حدود میں شائع ہوتا ہے صاحب ممدوح سے ہمیں واثق امید ہے کہ وہ ہماری گذارشوں پر جیسا کہ ان کا معمول ہے توجہ فرماتے رہیں گے غرض ہم آپ کے اس تقرر پر ضلع گورداسپور کی رعایا کو مبارکباد دیتے ہیں - -

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبریں

ڈاکٹر مرزا **یعقوب بیگ** صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم نے تین ماہ کی رخصت محض اس خیال سے لی ہے کہ وہ تین مہینے پورے حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن کی صحبت میں رہکر روحانی فیوض و برکات حاصل کریں۔

جناب خانصاحب **نواب خان** صاحب تحصیلدار گجرات نے ڈیڑھ ماہ کی رخصت لی۔

جناب شیخ **رحمت اللہ** صاحب پروپرائٹر بمبی ہوس لاہور مع الخیر سفر انگلستان سے واپس آ گئے آپ کا ارادہ سیدھے دار الامان تشریف لانے کا تھا مگر اپنے بھائی صاحب کی علالت طبع کی وجہ سے پہلے لاہور پہونچے اور آج اپنے بھائی شیخ عبد الرحمن صاحب کے ساتھ دار الامان پہونچ گئے اور بوجہ کثرت کار آج ہی واپس

سیٹھ **احمد الدین** صاحب افریقہ سے واپس آ کر جہلم میں پہونچ گئے ہیں جہاں انکا پتہ یہ ہوگا۔
(سیٹھ احمد الدینصاحب مارکیٹ قصابان جہلم۔)

مولانا مولوی **برہان الدین** صاحب جہلمی نے مولوی محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعت السنہ کو ایک رجسٹرڈ خط لکھا ہے جسکی ایک نقل ہمیں بھی ملی ہے اگلی اشاعت میں انشاء اللہ اُسے درج کریں گے۔

حضرت **مرسل اللہ** عربی کتابوں کی تصنیف میں بدستور مصروف ہیں اس کتاب کی اشاعت سے پہلے حضرت اقدس ایک مختصر سا اشتہار مصری رسالہ **المنار** کو خطاب کر کے لکھنے والے ہیں۔ چنانچہ یہ لطیف اشتہار بہت جلد شائع ہونیوالا ہے۔

حضرت مولانا مولوی **عبد الکریم** صاحب سکریٹری کونسل ٹرسٹیاں مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان اطلاع دیتے ہیں کہ کل ٹرسٹیان مدرسہ تعلیم الاسلام کی اطلاع کے لیے شائع کیا جاتا ہے کہ دسمبر ۱۹۰۱ء کے ایام کرسمس میں کونسل ٹرسٹیان مدرسہ کا اجلاس بعض ضروری امور متعلقہ مدرسہ پر غور کرنے کے لیے بمقام قادیان ہوگا اس لیے اُمید کی جاتی ہے کہ معزز ٹرسٹی صاحبان ضرور تشریف لاوینگے

خبریں

سی۔ ایل۔ ڈنڈاز صاحب رخصت سے واپس آنے پر آر سانکس صاحب کی جگہ جو فرلیلی رخصت پر جاتے ہیں قائمقام ڈائرکٹر کا غذات زمین وزراعت پنجاب ہوں گے۔

لالہ سندر داس صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بھائی ہوتو سنگھ صاحب کی جگہ جو بنوں کو تبدیل ہوئے ہیں شاہ پور جائیں گے۔

بی۔ این باسو رتھفہ سمتھ صاحب رخصت سے واپس آنے پر بندوبست کا کام لے لینے کے لیے بھیجے جاوینگے

سی۔ ایچ اٹکنس صاحب رخصت سے واپس آ کر پھر ضلع لاہور کا اہتمام لیں گے۔

بی۔ ایل۔ پارکر صاحب پیرز صاحب کی جگہ جو ڈیرہ اسمٰعیل خان کو جاتے ہیں راجن پور میں تعینات کیے گئے۔

ڈبلیو۔ سی۔ رینوف صاحب اپنے خاص کام کے ختم ہونے پر ایس ولبر فورس صاحب کی جگہ جو بطور ڈسٹرکٹ جج جالندھر کے واپس جاتے ہیں ہوشیار پور کے ڈپٹی کمشنر ہوں گے۔

اے۔ ڈبلیو۔ جے ٹالبٹ صاحب اسسٹنٹ کمشنر لاہور حصار کو تبدیل ہوئے اور شیخ سراج الدینصاحب جھنگ سے لاہور بھیجے گئے۔

ایف ڈبلیو کینا نے صاحب اسسٹنٹ کمشنر رخصت سے واپس آنے پر سرسہ میں تعینات کیے جائیں گے۔

نئی کتابیں

مسلمانوں کا خدا اور اُس کے حضور میں دعا۔ یہ مختصر سا رسالہ قابل دید ہو قیمت ۱ر

آسمانی فیصلہ۔ جس میں حضرت اقدس حجۃ اللہ نے مخالفین پر ولیت دعا اور پیشگوئیوں اور تفسیر قرآن کریم کے ذریعہ اپنی سچائی کا ثبوت پیش کیا ہے اور ان نشانوں میں مقابلہ کرنے کی دعوت کی ہے۔ قیمت ۲ر

دو خط حضرت مولوی نور الدین صاحب حکیم الامت کے دو خط جنہیں سے ایک مسئلہ ناسخ و منسوخ پر اور دوسرا ایک شیعہ کے رد میں ہے قیمت ۲ر

یہ کتابیں دفتر اخبار الحکم یا حکیم فضل الدینصاحب سے مل سکتی ہیں محصولڈاک بذمہ خریدار۔

تفسیر القرآن پارہ دوم

کی طبع کا کام شروع ہے ہمارے اکثر قدردان مربیوں نے ایکروپیہ پیشگی بطور سرمایہ دینا منظور فرمالیا ہے ایک معقول تعداد کے بعد ان بزرگوں کے نام درج اخبار کیے جائیں گے۔

انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوبعلی تراب احمدی ایڈیٹر کے لئے چھپا۔

رجسٹرڈ ایل ۲۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

قیمت پیشگی سالانہ عوام سے ۳ خواص اور معاونین سے ۵ ہندوستان سے باہر ۷

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

شعبان ۱۳۱۹ھ

چہ گویم بالنزگر آنکہ چیا در قادیان بینی ۔ دو بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

جلد ۵ | دار الامن والامان قادیان ۱۷ نومبر ۱۹۰۱ء | نمبر ۴۳

کلمات طیبات

حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

ایمان

دوزخ اور بہشت کے ذکر سے سلسلہ کلام شروع ہوا ۔ **فرمایا** ایمان بڑی دولت ہے اور ایمان اسبات کو کہتے ہیں کہ اس حالت میں مان لیا جاوے جبکہ علم ابھی کمال کے درجہ تک نہ پہونچا ہو اور ابھی شکوک اور شبہات سے ایک جنگ شروع ہو ۔ پس ایسی حالت میں جو شخص تصدیق قلبی اور تصدیق لسانی سے کام لیتا ہے وہ مومن ہے اور حضرت احدیت میں اسکا نام راستباز اور صادق رکھا جاتا ہے ۔ اور اس کے اس فعل پر اللہ تعالیٰ کیطرف سے موہبت کے طور پر معرفت تامہ کے مراتب اسپر کھولے جاتے ہیں اور اصل بہشت ہی ایمان سے شروع ہوتا ہے ۔ چنانچہ قرآن شریف نے جہاں بہشت کا تذکرہ فرمایا ہے وہاں پہلے ایمان کا تذکرہ کیا ہے اور پھر اعمال صالحہ کا ۔ اور ایمان اور اعمال صالحہ کی جزا **جنت تجری من تحتہا الانہار** کہا ہے یعنی ایمان کی جزا جنت اور اس جنت کو ہمیشہ سرسبز رکھنے کیلیے چونکہ نہروں کی ضرورت ہوتی ہے اسلیے وہ نہریں اعمال صالحہ کا نتیجہ ہیں اور اصل حقیقت یہی ہے کہ وہی اعمال صالحہ اس دوسرے جہان میں انہار جاریہ کے رنگ میں متمثل ہو جاوینگے ۔

دنیا میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ جس جسقدر انسان اعمال صالحہ میں ترقی کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچتا اور سرکشی اور حدود اللہ سے اعتدا کرنیکو چھوڑتا ہے اسی قدر ایمان اسکا بڑھتا ہے اور ہر جدید عمل صالح پر اس کے ایمان میں ایک رسوخ اور دل میں ایک قوت آتی جاتی ہے ۔ خدا کی معرفت میں لذت ایک لذت آنے لگتی ہے ۔ اور پھر یہاں تک نوبت پہونچ جاتی ہے کہ مومن کے دل میں ایک ایسی کیفیت محبت الٰہی اور عشق خداوندی کی اللہ تعالیٰ ہی کی موہبت اور فیض سے پیدا ہو جاتی ہے کہ اسکا سارا وجود اس محبت اور سرور سے جو اسکا نتیجہ ہوتا ہے لبالب پیالہ کیطرح بھر جاتا ہے ۔ اور انوار الٰہی اس کے دل پر بجلی احاطہ کر لیتے ہیں اور ہر قسم کی ظلمت اور تنگی اور قبض دور کر دیتے ہیں ۔

اس حالت میں تمام مصائب اور مشکلات بھی جو خدا تعالیٰ کی راہ میں انکے لیے آتے ہیں وہ انھیں ایک لحظہ کے لیے پراگندہ دل اور منقبض خاطر نہیں کر سکتے بلکہ وہ کیلئے خود محسوس اللذت ہوتے ہیں یہ ایمان کا آخری درجہ ہوتا ہے

ایمان کے انواع اولیہ بھی سات ہیں اور ایک اور آخری درجہ ہے جو **موہبت** الٰہی سے عطا کیا جاتا ہے

اس لیے بہشت کے بھی سات ہی دروازے ہیں اور آٹھواں دروازہ فضل کے ساتھ کھلتا ہے غرض یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بہشت اور دوزخ جو اس جہان میں موجود ہوں گی وہ کوئی نئی بہشت و دوزخ نہ ہوگی بلکہ انسان کے ایمان اور اعمال ہی کا وہ ایک ظل ہیں اور یہی اس کی سچی فلاسفی ہے وہ کوئی ایسی چیز نہیں جو باہر سے آکر انسان کو ملے گی بلکہ انسان کے اندر ہی سے وہ نکلتی ہیں مومن کیلئے ہر حال میں اسی دنیا میں بہشت موجود ہوتا ہے اسی عالم میں بہشت موجود ہیں ہوتا ہے اسی عالم کا بہشت موجود دوسرے عالم میں اس کیلئے بہشت موعود کا حکم رکھتا ہے پس یہ کیسی سچی اور صاف بات ہے کہ ہر ایک کا بہشت اس کا ایمان اور اعمال صالحہ ہیں جنکی اس دنیا میں لذت شروع ہو جاتی ہے اور یہی ایمان اور اعمال دوسرے رنگ میں باغ اور نہریں دکھائی دیتی ہیں میں سچ کہتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ اسی دنیا میں باغ اور نہریں نظر آتی ہیں اور دوسرے عالم میں بھی باغ اور نہریں کھلے طور پر محسوس ہونگی۔

اسی طرح پر جہنم بھی انسان کی بے ایمانی اور بد اعمالی کا نتیجہ ہے جیسے جنت میں انگور انار وغیرہ پاک درختوں کی مثال دی ہے ویسے ہی جہنم میں زقوم کے درخت کا وجود بتایا ہے اور جیسے بہشت میں نہریں اور سلسبیل اور زنجبیلی اور کافوری نہریں ہوں گی اسی طرح جہنم میں گرم پانی اور پیپ کی نہریں بتائی ہیں۔ اس پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ایمان منکسر المزاجی اور اپنی رائے کو چھوڑ دینے سے پیدا ہوا ہے اسی طرح بے ایمانی تکبر اور انانیت سے پیدا ہوتی ہے اس لیے اسکے نتیجہ میں زقوم کا درخت دوزخیوں کیلئے ہوا اور وہ بد اعمالیاں اور شوخیاں جو اس تکبر و خود بینی سے پیدا ہوتی ہیں وہ وہی کھولتا ہوا پانی یا پیپ ہوگی جو دوزخیوں کو ملے گی۔

اب یہ کیسی صاف بات ہے کہ جیسے بہشتی زندگی اسی دنیا سے شروع ہوتی ہے اسی طرح پر دوزخ کی زندگی بھی یہاں ہی سے انسان لے جاتا ہے جیسا کہ دوزخ کے باب میں فرمایا ہے نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَةِ یعنی دوزخ وہ آگ ہے جو خدا کا غضب اسکا منبع ہے اور وہ گناہ سے پیدا ہوتی اور پہلے دل پر غالب ہوتی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس آگ کی جڑ وہ ہموم غموم اور حسرتیں ہیں جو انسانی کو آگھیرتی ہیں کیونکہ تمام روحانی عذاب پہلے دل سے ہی شروع ہوتے ہیں جیسے تمام روحانی سروروں کا منبع بھی دل ہے اور دل ہی سے شروع ہونے بھی چاہییں کیونکہ دل ہی ایمان یا بے ایمانی کا منبع ہے ایمان یا بے ایمانی کا شگوفہ بھی پہلے دل ہی سے نکلتا ہے۔ اور پھر تمام بدن اور اعضا پر اس کا عمل ہوتا ہے اور سارے جسم پر محیط ہو جاتا ہے پس یاد رکھو کہ بہشت اور دوزخ اسی دنیا سے انسان ساتھ لے جاتا ہے اور یہ بات بھولنی نہ چاہیے کہ بہشت اور دوزخ اس جسمانی دنیا کی طرح نہیں ہے بلکہ ان دونوں کا مبدء اور منبع روحانی امور ہیں ہاں یہ سچی بات ہے کہ عالم معاد میں وہ جسمانی شکل پر ضرور متشکل ہو کر نظر آئیں گے

یہ ایک بڑا ضروری مضمون ہے جسپر ساری قوموں نے دھوکا کھایا ہے اور اسکی حقیقت کے نہ سمجھنے کیوجہ سے کوئی خدا ہی کا منکر ہو بیٹھا ہے اور کوئی تناسخ کا قائل ہو گیا کسی نے کچھ تجویز کیا اور کسی نے کچھ۔ اگر خدا تعالیٰ نے ہمیں کوئی موقعہ دیا تو ہمارا ارادہ ہے کہ اس پر بسیط کے ساتھ بڑی بحث کریں اسی کی مرضی اور توفیق پر موقوف ہے ورنہ ہم تو ایک لفظ بھی نہیں بول سکتے

۱۳ نومبر ۱۹۰۱ء

سلسلہ کلام روح سے شروع ہوا۔ فرمایا نباتی۔ حیوانی۔ اور انسانی تین قسم کی جان مانی گئی ہے۔ بعض حکما نباتات میں شعور اور حس کے بھی قائل ہیں چنانچہ بہت اسی قسم کے درخت اور پودے پائے گئے ہیں جنپر مختلف امور اثر کرتے ہیں مثلاً چھوئی موئی کا درخت جب انسان اُسے ہاتھ لگاتا ہے فوراً مرجھا جاتی ہے اور اسی قسم کے بہت سے درخت ایسے ہوتے ہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک چیز میں خدا نے ایک برزخ رکھا ہوا ہے نباتات اور حیوانات کے درمیان وہ نباتات جنمیں حس و شعور ہے وہ برزخ ہیں جو بہت بڑا حصہ انسانی عقول کا رکھتے ہیں اسی برزخ کے نہ سمجھنے سے بعض کو یہ دھوکا لگا ہے کہ انسان بندر سے ترقی کر کے انسان بنا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ یہ تمام برزخ جو مخلوقات میں موجود ہیں وہ وحدت خلقی کے دلیل ہونے کی وجہ سے خدا تعالےٰ کی ہستی پر ایک دلیل ہیں اور افسوس ہے کہ ناواقف اور نا اہل اس سے کوئی لطف نہیں اٹھا سکتے۔

بچہ جب بننے لگتا ہے تو ساری
چیزیں اکٹھی ہی بنتی جاتی ہیں جیسا
کہ قرآن کریم میں پیدائش
انسان کا مفصل ذکر ہے
بعض لوگوں کی سمجھ میں جب
اسکی حقیقت نہ آئی
تو اعتراض کر دیا
ہے مگر مشاہدہ
سے بھی
یہ ثابت ہوا ہے۔ چنانچہ

میںنے ایک بار ایک انڈے کو توڑا اور اسکو ایک برتن میں ڈالا پس اس کے وسط میں ایک نقطہ دیکھتا تھا جو دل کی حرکت کی طرح حرکت کرتا تھا (اس موقع پر حضرت اقدس نے ہاتھ کے اشارہ سے اس طرز کی حرکت کو دکھایا تھا اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے کہا کہ دل کی حرکت یونہی ہوتی ہے ایڈیٹر)

اور میںنے نہایت غور کے ساتھ جو دیکھا تو اس نقطہ سے مختلف جہات میں کچھ خطوط سے گئے ہوئے تھے کوئی انمیں سے دماغ کیطرف تھا کوئی جگر کیطرف وغیرہ میں کئی منٹ تک یہ تماشا دیکھتا رہا اور بعض اوروں نے بھی اسکو دیکھا غرض قرآن نے جو کچھ اسکی حقیقت بیان کی ہے وہ صحیح ہے۔

ہاں جو یہ برزخ ہیں یہ وحدت خلقی کی دلیل ہیں اسی طرح انسان اور خدا کے درمیان بھی ایک برزخ ہے اور وہ تجلیات ہیں۔ چنانچہ اس مقام اور مرتبہ کیطرف خدا تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے ثُمَّ دَنٰى فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علو مرتبہ کا بیان ہے کیونکہ یہ مرتبہ اس انسان کامل کو مل سکتا ہے جو عبودیت اور الوہیت کی دونوں قوسیں کے درمیان ہو کر ایسا شدید اور قوی تعلق پکڑتا ہے گویا ان دونوں کا عین ہو جاتا ہے اور اپنے نفس کو درمیان سے اٹھا کر ایک مصفا آئینہ کا حکم پیدا کر لیتا ہے اور اس تعلق کی دو جہتیں ہوتی ہیں ایک جہت سے یعنی اوپر کیطرف سے وہ تمام انوار و فیوض الٰہیہ کو جذب کرتا ہے اور دوسری طرف سے وہ تمام فیوض بنی نوع کو حسب استعداد پہونچاتا ہے۔ پس ایک تعلق اسکا الوہیت سے اور دوسرا بنی نوع سے جیسا کہ اس آیت میں صاف معلوم ہوتا ہے یعنی پہر نزدیک ہوا (یعنی اللہ تعالیٰ سے) پہر نیچے کیطرف اترا (یعنی مخلوق کیطرف اترا (یعنی مخلوق کیطرف تبلیغ احکام کے لیے نزول کیا) پس وہ ان تعلقات قرب کے مراتب تام کیوجہ سے دو قوسوں کے وتر کی طرح ہو گیا بلکہ قوس الوہیت اور عبودیت کیطرف اس سے بھی زیادہ قریب ہو گیا چونکہ دَنٰى قرب سے ابلغ تر ہے اس لیے خدا نے اس لفظ کو استعمال فرمایا اور یہی نقطہ جو برزخ بین اللہ و بین الخلق ہے نفسی نقطہ سیدنا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا سے لیتے اور بنی نوع کو پہونچاتے ہیں اس لیے آپ کا نام قاسم بھی ہے۔

اسی ضمن میں توحید کا ذکر شروع ہو گیا فرمایا وضع عالم میں خدا تعالیٰ نے توحید کا ثبوت رکھدیا ہے۔ وضع عالم میں کرویت ہے۔ پانی ستارے آگ وغیرہ یہ چیزیں سب گول ہیں چونکہ کرہ میں وحدت ہوتی ہے اس لحاظ سے کہ اسمیں جہات نہیں ہوتی ہیں پس یہ وضع عالم میں توحید الٰہی کا ثبوت ہے پانی کا ایک قطرہ دیکھو تو وہ گول ہوگا ایسا ہی اجرام بھی اور آگ بھی آگ کی طاہری حالت سے کوئی اگر کہے کہ یہ گول نہیں ہوتی تو یہ اسکی غلطی ہے کیونکہ یہ مانی ہوئی بات ہے کہ آگ کا شعلہ دراصل گول ہوتا ہے مگر ہوا اسکو منتشر کرتی ہے۔

عیسائیوں نے بھی . . . . . یہ بات مان لی ہے کہ جہاں تثلیث نہیں پہونچی یعنی تثلیث کی تبلیغ نہیں ہوئی وہاں انہی توحید کی بازپرس ہوگی۔ کیونکہ وضع عالم میں توحید کا ثبوت ملتا ہے اگر خدا تین ہوتے تو ضرور تھا کہ سب اشیا مثلث نما ہوتیں۔

وضع عالم کی کرویت سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ آدم ہی سے شروع ہو کر آدم ہی پر سلسلہ ختم ہوتا ہے کیونکہ محیط دائرہ کا خط جس نقطہ سے چلتا ہے اسپر ہی جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ اسی لیے مسیح موعود جو خاتم الخلفاء ہے اس کا نام بھی خدا نے آدم ہی رکھا ہے چنانچہ براہین احمدیہ میں درج ہے

اَرَدْتُ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ

چونکہ مسیح موعود نئی طرز کا آدم ہے اسلیے اس کے ساتھ بھی شیطان نئی طرز کا ہے

دار الامان کی شام

۱۲- نومبر ۱۹۰۱ء بعد نماز مغرب حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ و السلام حسب معمول بیٹھ گئے مولوی عبد الکریم صاحب نے شیخ عبد اللہ بی۔ اے پلیڈر علیگڈھ کا ایک خط سنایا جو انہوں نے حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے نام لکھا تھا اسمیں ایک ریچی کے جلسہ کا تذکرہ لکھا تھا اور آخر میں معجزات پر ہنسی کی ہوئی تھی طرز بیان اور ادائے مطلب کا طریق مضحکہ خیز اور استہزا نما تھا اور معجزات اور مکالمات الٰہیہ کو اور پیشگوئیوں کو اسلام کے لیے داغ قرار دیا گیا تھا اسکو سنکر حضرت نے فرمایا

افسوس ہے ان لوگوں نے اسلام کو بدنام کیا ہے جبات کو سمجھتے نہیں اس میں یورپ کے فلاسفروں کی چند سطحی کتابیں پڑھ کر دخل دیتے ہیں معجزات اور مکالمات الٰہیہ ہی ایسی چیزیں ہیں جنکا مردہ ملتوں میں نام و نشان نہیں ہے اور معجزہ تو اسلام کی پہلی اینٹ ہے اور غیب پر ایمان لانا سب سے اول ضروری ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اس قسم کے خیالات دہریت کا نتیجہ ہیں جو خطرناک طور پر پھیلتی جاتی ہے + سید احمد نے وحی کی حقیقت خود ہی نہیں سمجھی دل سے پیدا ہونے والی وحی شاعروں کی مضمون آفرینی سے

بڑھ کر کچھ وقعت نہیں رکھتی۔

افسوس ہے کہ مولوی صاحب نے روپیہ صرف کیا اور کوشش کی مگر نتیجہ یہ نکلا۔ مولویصاحب اسکو ضرور خط لکھدیں اور اسے بتائیں کہ معجزات اور مکالمات اور پیشگوئیاں ہی ہیں جنہوں نے اسلام کو زندہ مذہب قرار دیا ہے۔

اس کے بعد مفتی محمد صادق صاحب نے شکاگو کے مسٹر ڈوئی صاحب کے ایک لیکچر کا خلاصہ سنانا شروع کیا۔ ناظرین کی واقفیت کے لیے سردست اتنا ہی لکھدینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر ڈوئی ایک عیسائی ریفارمر ہے جس نے **الیاس** ہونے کا دعوی کیا ہے اس نے اپنے گرد وپیش بہت سے مرید جمع کیے ہیں اور ہر ایک مرید سے اسکی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ لیتا ہے اسکا مذہب ہے کہ موجودہ عیسائی سب غلطی پر ہیں۔ صرف وہ راستی پر ہے وہ امراض کا علاج کرنا گناہ سمجھتا ہے وغیرہ وغیرہ اس کے ہفتہ وار دو اخبار بھی جاری ہیں جنمیں سے ایک یہاں بھی آتا ہے۔ اس نے اپنے ایک لیکچر میں فریمسن کے مضمون پر کلام کیا ہے۔ فریمسن کی حقیقت عام طور پر جیسا کہ غیر فریمسنوں پر منکشف نہیں ہے اور فریمسن ظاہر نہیں کرتے مگر مسٹر ڈوئی کہتا ہے کہ میرے مریدوں میں بعض فریمسن تھے جو اب نہیں اور انہوں نے اسے حالات بتائے ہیں اور بعض کتابیں بھی فریمسنوں کی اسے ملی ہیں۔ اس لکچر میں وہ فری میسنوں کی حقیقت بتاتا ہوا یہ ظاہر کرتا ہے کہ فری میسن جھوٹ بولتے ہیں فری میسن قتل وغیرہ جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں تو انھیں بچا لیا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ اس قسم کی باتیں بیان کی ہیں ہم اس پر کوئی رائے ظاہر نہیں کر سکتے نہ ہم خود کبھی فریمسن ہوے اور نہ کسی فریمسن نے ہم سے اسکا ذکر کیا غرض مفتی صاحب یہ حالات سنا رہے تھے تو حضرت نے فرمایا

ہمکو کبھی کبھی خیال پیدا ہوتا تھا کہ فریمسن کی حقیقت معلوم ہو جاوے مگر کبھی توجہ کرنے کا موقع نہیں ملا۔ ان حالات کو جو یہ اپنے لکچر میں بیان کرتا ہے سنکر اس الہام کی جو مجھے ہوا تھا ایک عظمت معلوم ہوتی ہے اس الہام کا مضمون یہ ہے کہ فریمسن اس کے قتل پر مسلط نہیں کیے جائینگے۔ اس الہام میں بھی گویا فریمسن کی حقیقت کیطرف شاید کوئی اشارہ ہو کہ وہ بعض ایسے امور میں جہاں کسی قانون سے کام نہ چلتا ہو اپنی سوسائٹی کے اثر سے کام لیتے ہوں

میں سمجھتا ہوں کہ فری میسن کی مجلس میں ضرور بعض بڑے بڑے اہلکار اور عمائد سلطنت یہانتک کہ بعض بڑے شاہزادے بھی داخل ہوں گے اور ان کا رعب داب ہی مانع ہوتا ہوگا کہ کوئی اسکے اسرار کھول سکے ورنہ یہ کوئی معجزہ یا کرامت تو ہے نہیں

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصالح سلطنت کیلئے کوئی ایسا مجمع ہونا ہوگا۔

اس قسم کا ذکر ہوتا رہا اسی اثنا میں فرمایا آج ایک منذر **الہام** ہوا ہے اور اس کے ساتھ ایک خوفناک رویا بھی ہے وہ **الہام** یہ ہے

محموم

پھر

نظرتُ الی المحموم

پھر

دیکھا کہ بکرے کی ران کا ٹکڑہ چھت سے لٹکایا ہوا ہے۔

رسالہ سراج الحق حصہ دوم

حضرت اقدس کی تائید میں

آدہ آنہ کو ملتا ہے

الحکم کی امداد میں گرانقدر عطیّہ

ہم نہایت شکر گذاری کے ساتھ

عالیجناب نواب محمد علیخان صاحب رئیس اعظم مالیر کوٹلہ

دام اقبالہ

کے اس گرانقدر عطیہ کی رسید دیتے ہیں جو جناب ممدوح نے ۱۷ نومبر ۱۹۰۱ء کو عطا فرمایا نواب صاحب موصوف **ایکسو روپیہ** سالانہ بطور امداد الحکم کے لیے عطا فرمایا کرتے ہیں چنانچہ ایکسو روپیہ جناب ممدوح کیطرف سے معرفت جناب مرزا خدابخش صاحب ناظم ریاست نوابصاحب ممدوح وصول ہو گیا ہے جزاھم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔

الحکم اس مستقل گرانقدر امداد کے لیے نوابصاحب موصوف کا از بس مشکور ہے اور جبتک الحکم کے پرچے دنیا میں رہینگے اور جسقدر لوگ ان سے فائدہ اٹھائیں گے بیشک اسکا ثواب جناب موصوف کو ملتا رہیگا۔ خدا کرے کہ ہمارے بزرگان ملت میں اور لوگ بھی ایسے پیدا ہو جائیں جو اپنے مالوں کو ایسے کاموں میں لگا سکیں۔

آخر میں ہم حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام کی زبان میں نواب صاحب موصوف کے لیے یوں دعا مانگتے ہیں۔

کریما صد کرم کن بر کسے کو ناصر دین است
بلائے او بگرداں گر گہے آفت شود پیدا
چناں خوش دار او را اے خدائے قادر مطلق
کہ در ہر کار و بار و حال او جنت شود پیدا

مختصر نوٹ اور نکات

دنیا ہی تو ایک عجائب گاہ ہی ہے مگر ہمارے مخالف الرائے علما بھی عجیب ہیں۔ جب کبھی وہ ہمارے منہ سے تاویل کا لفظ سنتے ہیں تو اسپر عجیب در عجیب حاشیہ چڑھاتے ہیں اور ہمارے مختلف نام رکھتے ہیں۔ کیوں؟ معلوم ہوتا ہے کہ وہ علم الٰہی سے ناآشنا محض اور قرآن کریم کے مصطلحات سے نابلد مطلق ہیں ورنہ تاویل کو تحریف اور تبدیل کا مرادف قرار نہ دیتے؛ اور کیا وجہ ہے کہ اس لغت کو جب کہ خود قرآن کریم نے ہی حل کر دیا ہے بُرے معنوں میں لیتے ہیں چنانچہ قرآن شریف فرماتا ہے لَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ۔ یَوْمَ یَاْتِیْ تَاْوِیْلُهٗ۔ هٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ۔ وغیرہ غرض تاویل کا مفہوم قرآن شریف کی اصطلاح میں اصل حقیقت ہوتا ہے نہ خود تراشیدہ باتیں۔

قرآن شریف میں لکھا ہے وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰى یعنی جو شخص میرے فرمودہ سے اعراض کرے (اور اس کے مخالف کیطرف مائل ہو) تو اس کے لیے تنگ معیشت ہے (روحانی طور پر حقائق و معارف سے بے نصیب ہے) اور قیامت کو اندھا اُٹھایا جاوے گا۔ یہ قرآن کریم کا فتویٰ ہے اس شخص پر جو قرآن سے منہ پھیرے ہم کہتے ہیں کہ اسی قرآن میں لکھا ہوا ہے اور قوی دلایل سے ثابت کیا گیا ہے کہ مسیح ابن مریم دوسرے رسولوں اور انسانوں کیطرح وفات پاچکا ہے اور ضرور ہے کہ مثیل موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی اُمت میں سے سلسلہ موسوی کیطرح چودھویں صدی میں

خاتم الخلفا

مبعوث ہو جسکا نام اسی مماثلت کے لحاظ سے

مسیح موعود

ہو جیسا کہ آیت استخلاف اسپر شاہد ہے اور آیت

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَیْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا

سے ثابت ہوتا ہے۔ اور پھر سورہ تحریم کی آخری آیت اس اُمت میں ایک مسیح ہونے پر دلالت کرتی ہے اور پھر سورہ جمعہ میں بروز محمدی کا صریح ذکر ہے اب ان ساری باتوں کو پیش کرتے ہوئے جب ہم مسیح موعود کے مبارک وجود کو پیش کرتے ہیں تو اسپر

لَسْتَ مُرْسَلًا اور لَسْتَ مُؤْمِنًا

کی صدائیں بلند کی جاتی ہیں پھر یہ اعراض عن ذکر اللہ نہیں۔؟ اور کیا یہ ان لوگوں کا کام نہیں جنپر قرآنی حکم کے رو سے

نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰى

کا فتویٰ ہے؛ غور کرو۔

سچا الہام جو خالص خدا تعالےٰ کیطرف سے ہوتا ہے مندرجہ ذیل علامتیں اپنے ساتھ رکھتا ہے پس یہ ایک معیار ہے اُن ملہموں کے الہامات کی شناخت کا جو دعوی الہام کرتے ہوں

اول

وہ اسحالت میں ہوتا ہے کہ جب انسان کا دل آتش درد سے گداز ہو کر مصفا پانی کیطرح خدا تعالےٰ کیطرف بہتا ہے۔

دوم

سچا الہام اپنے ساتھ ایک لذت اور سرور کی خاصیت لاتا ہے اور نامعلوم وجہ سے یقین بخشتا ہے اور ایک فولادی میخ کیطرح دل کے اندر دھنس جاتا ہے۔ اور اس کی عبارت فصیح اور غلطی سے پاک ہوتی ہے۔

سوم

سچے الہام میں ایک شوکت اور بلندی ہوتی ہے اور دل پر اس سے مضبوط ٹھوکر لگتی ہے اور قوت اور رعبناک آواز کے ساتھ دل پر نازل ہوتا ہے مگر جھوٹے الہام میں چوروں اور مخنثوں اور عورتوں کیسی دھیمی آواز ہوتی ہے کیونکہ شیطان مخنث چور اور عورت ہے

چہارم

خدا تعالےٰ کا الہام اسکی طاقتوں کا اثر اپنے اندر رکھتا ہے ضرور ہے کہ اسمیں پیشگوئیاں بھی ہوں اور وہ پوری ہوجائیں

پنجم ۵

سچا الہام دن بدن انسان کو نیک بناتا جاتا ہے اور اندرونی کثافتیں اور غلاظتیں پاک کرتا ہے اور اخلاقی حالتوں کو ترقی دیتا ہے

ششم

سچے الہام پر انسان کی اندرونی قوتیں گواہ ہوجاتی ہیں اور ہر ایک قوت پر ایک نئی اور پاک روشنی پڑتی ہے اور انسان اپنے اندر ایک پاک تبدیلی پاتا ہے اور اس کی پہلی زندگی مرجاتی ہے اور نئی زندگی شروع ہوتی ہے۔ اور وہ بنی نوع کی ایک عام ہمدردی کا ذریعہ ہوتا ہے۔

ہفتم

سچا الہام ایک ہی آواز پر ختم نہیں ہوتا کیونکہ خدا کی آواز ایک سلسلہ رکھتی ہے وہ نہایت ہی حلیم ہے جس کیطرف توجہ کرتا ہے اس سے مکالمت کرتا ہے اور سوالات کا جواب دیتا ہے اور ایک ہی مکان اور ایک ہی وقت میں انسان اپنے معروضات کا جواب پا سکتا ہے گو اس مکالمہ پر کبھی فترہ کا زمانہ بھی آجاتا ہے

ہشتم

سچے الہام کا انسان کبھی بزدل نہیں ہوتا

اور کسی مدعی الہام کے مقابلہ سے اگرچہ وہ کیسا ہی مخالف ہو نہیں ڈرتا جانتا ہے کہ میرے ساتھ میرا خدا ہے اور وہ اسکو ذلت کے ساتھ شکست دے گا

نہم ۹

سچا الہام اکثر علوم اور معارف کے جاننے کا ذریعہ ہوتا ہے کیونکہ خدا اپنے ملہم کو بے علم اور جاہل رکھنا نہیں چاہتا

دہم ۱۰

سچے الہام کے ساتھ اور بھی بہت سی برکتیں ہوتی ہیں اور کلیم اللہ کو غیب سے عزت دی جاتی ہے۔ اور رعب عطا کیا جاتا ہے۔

فطرت انسانی کا خاصہ ہے کہ زمانوں کے گذرنے کے بعد اسمیں وہ ابتدائی جوش نہیں رہتا اور آخرکار غفلت اور کسل اور نفس کے بداراد ول اور ناجائز عادت و رسم کے اتباع سے ملکر ایک خود تراشیدہ دین و اعتقاد کے اختراع کا موجب ہوتی ہے ایسے وقت پر سنت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ جب ایسی حالت ہوتی ہے تو خدا تعالے کیطرف سے ایک مامور آتا ہے جو سوئی ہوئی قوتوں کو بیدار کرتا ہے اور زنگ خوردہ قوی کو صیقل۔ پس اے دانشمند و غور کرو کہ کیا اسوقت مسلمانوں کا ادبار و زوال اُن میں غفلت و سستی کی ترقی نہیں بتاتی؟ کہ ع مردے از غیب بروں آید و کارے بکند۔

عیسائی مذہب نجات کے لیے انسانی قربانی یا خدائی قربانی یا لعنتی قربانی (کیونکہ وہ یسوع کو خدا بھی کہتے ہیں انسان بھی اور صلیب کے باعث اور مخلوق کے گناہ اٹھانے کیوجہ سے تین دن کے لیے ملعون بھی) کو پیش کرتا ہے برخلاف اس کے اسلام **نفسانی** قربانی کی تعلیم دیتا ہے جس کے معنی کوئی خودکشی نہیں بلکہ خدا تعالے کے آگے اپنے وجود کو پورے طور پر رکھدینا یعنے اپنے تمام قوی کو خدا کی راہ میں لگا دینا اور خالص خدا ہی کے لیے اسکا قول اور فعل اور حرکت اور سکون ہو جاوے اب دونوں میں جو فرق ہے تم خود سمجھلو۔

تعلیم کے لیے تصریح اور تفصیل کی ضرورت ہے برخلاف اس کے پیشگوئیوں میں استعارات اور مجازات بھی ہوتے ہیں پس جب کہ اصول مسلّم ہے تو جہاں پیشگوئی اصول تعلیمی کے بظاہر مخالف ہو وہاں اصول تعلیمی کو مقدم رکھا جاوے گا اور پیشگوئی کو تعلیم کے موافق۔ کیونکہ تعلیم علاوہ تصریح کے معرض افادہ اور استفادہ میں آتی رہتی ہے لہذا اس کے مقاصد اور مدعا کسی شخص سے مخفی نہیں رہتے جب یہ اصول صحیح ہے تو عیسائی مسیح کی خدائی ثابت کرنے کے لیے تورات کی پیشگوئیوں کے معنے توریت کی صریح تعلیم کے خلاف کرنے میں حق بجانب نہیں ہو سکتے۔

راولپنڈی سے شیخ محمد فضل الٰہی صاحب رئیس ملکہ وکٹوریہ آنجہانی کی یادگار میں زنانہ سکول جاری کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تیس ہزار روپے کے صرف سے سکول کی عمارت بنائیں گے نیچے دکانیں اوپر سکول ہوگا۔ اس تجویز کے اچھے یا برا ہونے کی بابت تو کوئی رائے ہم نہیں دیتے اور نہ اس سے بہتر مصرف روپے کا اشارہ کرتے ہیں لیکن نہیں شک نہیں کہ مجوزہ طرز عمارت سکول ضرور قابل اعتراض ہے۔ دوکانوں کے ہونے سے ہر قسم کے آدمیوں کی آمد و رفت دوکانوں پر ہو سکتی ہے اور یہ امر بار یک نگاہ سے دیکھا جاوے تو زنانہ سکول کی حالت کے ضرور نامناسب ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ بہت تھوڑے لوگ ہیں جو آزادانہ رائے دینے کی جرات کریں یہ کام ہے اخبار نویسوں کا مگر انمیں سے بھی اکثر ہاں میں ہاں ملانا ہی اپنا فرض سمجھتے ہیں

لکھنؤ کے اہل اسلام نے ایک جلسہ خاص کرکے یہ تجویز کی ہے کہ شادی اور غمی کے فضول اخراجات کی اصلاح کی جاوے۔ تجویز تو معقول ہے اور اس کی ضرورت بھی مگر کیا اچھا ہوتا اگر لکھنؤ کے اہل اسلام کوشش کرکے یہ نظیر قائم کرنا چاہتے کہ مسلمانوں کو قرآن شریف پر عمل کرائیں یہ ساری تجویزیں اسی میں آجائیں۔

بدمعاش اور شریر اور مغلوب الغضب لوگ اپنے عیوب اور بدکاریوں کے چھپانے کے لیے ایک عجیب طرز اختیار کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اُن عیوب سے اکو متہم کرتے ہیں جو اُن حرکات سے بری ہیں اُن کی تسلی کے لیے یہ کہنا بیشک کافی ہے کہ بترس از بدکردار و مترس از بدگفتار زیرا کہ گفتار عارضی و کردار لازمی ست۔

نیک باشی و بدت گو بد خلق
بہ کہ بد باشی و نیکت گویند

پایونیر نے سیگرٹ نوشی کے بڑھتے ہوئے رواج پر غائر نظر کرکے اور اس اندازہ کو معلوم کرنے کے بعد کہ گذشتہ مارچ کو ختم ہونے والے سال میں سترہ لاکھ روپے کے سیگرٹ باہر سے آئے اس تجارت کی ترقی ہی کا خیال نہیں کیا

عطاالرحمٰن

بلکہ وہ اس سے ہندوستان کے تمول کا نتیجہ نکالتا ہے۔ جو بقول پرچارک بیشک غلط ہے اس سے تمول نہیں بلکہ مفلسی کا پتہ لگتا ہے۔ اور یہ ہندوستانی قلاشوں کی بجھنے والے چراغ کے ٹمٹمانے کی مثال ہے۔ پایونیر کا یہ خیال واقعی درست ہے کہ جہاں پہلے صاحب لوگوں کے نوکروں کے منہ میں سیگرٹ ہوتے تھے وہاں آج بنیوں بقالوں کے منہ سے بھی سیگرٹ کے دھوئیں اڑتے ہوئے نظر آتے ہیں + اور دیہات تک میں اسکا رواج ہوتا جاتا ہے بلکہ مستورات تک میں بھی۔

یہ خیال بے شک قابل غور ہے کہ جیسے پایونیر سیگرٹ نوشی کی کثرت سے فارغ البالی کا نتیجہ نکالتا ہے اگر گورنمنٹ بھی اس نتیجہ پر پہونچی جو سراسر غلط ہے تو پھر ان سیگرٹ نوشوں کے طفیل ہندوستان کو کسی اور ٹیکس کے لیے طیار رہنا چاہیے + سیگرٹ نوشو یاد رکھو

رنگ لائے گی تمہاری فاقہ مستی ایکدن

پایونیر کو پادریوں نے نوٹس دیا تو اس نے ان تحریروں سے معافی مانگ لی جو لالچ سے عیسائی بنائے جانے کے متعلق کسی نامہ نگار کے قلم سے پچھلے دنوں اسمیں شائع ہوئی تھیں + ہوسکتا ہے کہ پایونیر کو غلط اطلاع کسی واقعہ خاص کے متعلق ملی ہو عیسائیت کی اشاعت اور ترقی میں اگر روپیہ کوئی چیز نہیں تو معلوم نہیں یہ لاکھوں روپیہ جو حساب میں دکھائے جاتے ہیں کہاں جاتے ہیں؟ اور پچھلے دنوں بشپ ولڈن نے ہندوستان کو عیسائی بنانے کے لیے روپے کی ضرورت کیوں ظاہر کی تھی؟ اسکو بھی جانے دو نو مرید عیسائیوں کی روپے سے مدد کرنا کوئی انجیلی گناہ ہے جو اسے برا سمجھا جاوے؟ اگر صرف تعلیم ہی کی خوبیاں عیسویت کی اشاعت کا موجب ہیں تو پھر پایونیر کو نوٹس دینے کی ضرورت کیا تھی؟۔

چین کے معاملات کی نسبت ایک انگریزی اخبار کے حوالہ سے پرچارک نے لکھا ہے کہ چین کے گذشتہ شور و غدر کا خاص باعث یہ تھا کہ عیسائی پادری بجائے اپنے نو مریدوں کو مسیح کی سپرٹ کی تعلیم دینے کے انکے لیے خاص حقوق گورنمنٹ سے دلانا چاہتے تھے اور اس لیے رعایا کو یہ ناگوار گذرتا تھا۔ اس رائے کو پڑھ کر ایک دانشمند جس نتیجہ پر پہونچتا ہے وہ عیسائی صاحبان ہی سوچیں۔

حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں قرآن انجیل کیطرح تمہیں صرف یہ نہیں کہتا کہ نامحرم عورتوں یا ایسوں کو جو عورتوں کیطرح محل شہوت ہوسکتے ہیں شہوت کی نظر سے مت دیکھو بلکہ اسکی کامل تعلیم کا منشا یہی ہے کہ تو بغیر ضرورت نامحرم کیطرف نظر مت اٹھا نہ شہوت سے اور نہ بغیر شہوت کے بلکہ چاہیے کہ تو آنکھیں بند کر کے اپنے تئیں ٹھوکر سے بچاوے تا تیرے دل کی پاکیزگی میں کوئی فرق نہ آوے۔ سو تم اپنے مولے کے اس حکم کو خوب یاد رکھو اور آنکھوں کے زنا سے اپنے تئیں بچاؤ۔ اور اس ذات کے غضب سے ڈرو جسکا غضب ایک دم میں ہلاک کر سکتا ہے قرآن شریف یہ بھی فرماتا ہے کہ تو اپنے کانوں کو بھی نامحرم عورتوں کے ذکر سے بچا اور ایسا ہی ہر ایک ناجائز ذکر سے۔

رجسٹرڈ خط

ذیل میں ہم وہ خط درج کرتے ہیں جس کا گذشتہ اشاعت میں ذکر کیا گیا تھا کہ **مولوی برہان الدین صاحب جہلمی** نے مولوی محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعت السنہ کے نام لکھا ہے اور وہ یہ ہے

بخدمت فیضدرجت حضرت **مولوی محمد حسین** صاحب سلمہ اللہ الواہب المواہب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بھائی صاحب! آپ کو یاد ہی ہوگا کہ بندہ مدت دراز سے اپنی غفلت زدائی کے لیے مرزا صاحب کی خدمت میں قادیان آیا جایا کرتا ہے اور یہاں کا رسم و رواج اندرونی و بیرونی اکثر دیکھتا رہتا ہے اور گروہ مخالف کی نسبت جو جو الفاظ یہاں پر زبان زد ہر کہ ومہ و خاص و عام ہیں سنتا اور سوچتا رہتا ہے خصوصاً از طعن و تشنیع چھوڑ کر جو تقاریر و تحاریر مطبوعہ درباره معجزہ فصیح بلیغ عربی تفسیر نویسی کے علما کی طرف منسوب ہوتے رہتے ہیں سنکر اور دیکھکر بہت حیرانی دامنگیر ہوتی ہے کہ الہ العالمین! پیشگوئیوں اور دعاؤں کی استجابت کا معاملہ جو الہام اور کشف کے متعلق ہے اور جو عفت اور مجاہدات قرآنی اور اتباع نبوی کا معاملہ ہیں جدا ہے اس میں مرزا صاحب ہی ممتاز اور فقید المثل سہی مگر یہ اعجاز المسیح کے مقابلہ کا اعجاز جو یہاں پر تمام علماء و فضلاء کی نسبت مشہور ہے یہ کہاں تک صحیح اور ثابت ہے خصوصاً ایک عالم منقول و معقول و حاوی فروع و اصول و فاضل علوم تفسیر

و حدیثیہ و متداول علم لغت و فنون ادبیہ و موشگافی مضامین حکمیہ جس نے پندرہ یا سولہ برس میں برابر فحول علما و نحاریر ادبا کے مقابلہ میں تحقیقات اثبات عمل بالحدیث والقرآن کے طبع کرا کر شتہر کر کر نعرہ بہادرانہ مار کر وہ ڈنکا دین کا بجا کر تمام بدعتیات و تقلید یات کو حیران کیا جس کے ہندو اور مسلمان بلکہ قریباً تمام ابنائے زمان چشمدید گواہ موجود ہیں اُس کی نسبت کیوں ایسے کلمات ہتک آمیز جاری وساری السنہ ہر خورد و کلاں ہیں ممکن ہے کہ نعوذ باللہ اسوقت میں عدیم الفرصتی و ایک گونہ کم مائگی پر مبنی ہو یعنی رواج زمانہ کے مطابق جب کوئی آدمی کسی کے مقابلہ میں قلم اُٹھاتا ہے تو جبھی وہ اس مقابلہ کے قابل متصور ہوتا ہے کہ اول اُسکو ضروریات بشریہ سے فرصت معتد بہ حاصل ہو جس میں وہ مقابلہ کا حق ادا کر سکے اور پھر اُس تحریر کو طبع کرا کر مدمقابل کے پاس بھیجے۔ اتفاقاً تقدیر سے کل ظہر کے بعد بیاپنر شاید ایک اخبار میں پڑھ رہا تھے کہ مولوی محمد حسین کا اشاعۃ السنہ پھر جاری ہوا ہے آپ میری طبیعت کے شاید اب بھی واقف ہوں گے کہ میرا آپ کی نسبت کیا معاملہ تھا اور آپ مجھپر کیا کیا مروت کیا کرتے تھے اس خبر کے سنتے ہی مجھی یہ خیال خوش پیدا ہوا کہ گو یہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ محمد حسین بسبب حصول زمین کے آیات آلہیہ سے انسلاخ کر کر

اخلد الی الارض کا مصداق بنگیا ہے۔ مگر مجھے موجب شکر کا ہوا کہ کسی قدر فراخدستی تو حاصل ہوئی گو یہ زمانہ ہی بے مروتی کا ہے بہائی صاحب اشاعۃ السنہ کی خبر تو کل سنی ہی تھی آج جو بات مجھے اس تحریر پہ باعث ہوئی وہ یہ ہے کہ مرزا صاحب معہ جم غفیر اپنے مریدوں کے سیر سے واپس آرہے تھے تو کسی تقریب پر فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے ہمیں یہ کرامت اعجازی مرحمت فرمائی ہے

کہ علماء وقت باوجود ہماری کم علمی بلکہ جہالت طبع کرا کر مشہور کرنے کے ہمارے مقابلہ میں فصیح و بلیغ عربی نویسی میں جوایسے حقائق و معارف قرآنی و مضامین روحانی سے مملو ہو جن سے تفاسیر متداولہ قوم خالی ہیں عاجز و بے طاقت ہیں بلکہ اب تو میں یہ کہتا ہوں کہ اور باتیں چھوڑو۔ اب صرف آٹھ آیات کلام اللہ کی کہیں سے بطور قرعہ لیکر ہمارے زانو بزانو بیٹھکر کم سے کم آٹھ ورق ہماری براہین کی اوراق کی برابر سوائے پہلے حصہ براہین کے ایک دن میں صبح سے شام تک تفسیر موصوف لکھیں تو جب ہی ہم اپنے دعویٰ سے دست بردار ہو جائیں گے ہمتو ایک فرقہ جدیدہ ہونے کے سبب باہر نہیں جاسکتے اور ہمارے مقابلین کا گروہ تو یہاں پر بھی بکثرت موجود ہے خصوصاً ہمارے برادر نظام الدین و امام الدین دیوار بدیوار اُن کے معاون ہیں اور ہم خود ہی خدمات اور اخراجات کے متحمل ہو سکتے ہیں جو صاحب تشریف لاویں ہمیں اظہار حق منظور ہے کسی سے ضد نہیں چاہیے ہم سے کسی نے کبھی عداوت کی ہو مولوی صاحب ! اب میں وہ نہیں ہوں جو پہلے تھا اب مجھے خدا کی جانب سے پھر تحریک ہوئی ہے کہ جب آپ کو ان دنوں میں فرصت اور وسعت حاصل ہے جیساکہ اشاعۃ السنہ کے دوبارہ شروع کرنے سے واضح ہے اب آپ للہ میرا ہی اطمینان کر لیجیے ضرور بصد ضرور حسب دعوی مرزا صاحب کے تفسیر آٹھ آیات شریفہ کی جو قرعہ کے طور پر کلام اللہ سے لی جاویں حسب الطلب مرزا صاحب لکھدیں تو میرا طالب علمی کے وقت کا تعلق شدید جو آپ کے ساتھ تھا جس کے لحاظ سے آپ پندرہ یا سولہ سال برابر اشاعۃ السنہ مجھے مفت دیتے رہے

تھے۔ اور حق جوئی کے سبب سے ہی ؟ مدت کا قطع ہو چکا ہوا ہے پھر مستحکم ہو جاوے۔ خدا واحد گواہ ہے کہ اس تفسیر کی اشاعت کے بعد میں کسی کی پروا نہ رکھوں گا دیکھتے ہی اُن کے کل دعاوی سے جو اُن کی ذات سے متعلق ہیں دستکش ہو کر بیعت واپس لے لوں گا۔ خدا کا ہوں نہ مرزا کا۔ مرزا صاحب دعاوی چھوڑیں یا نہ چھوڑیں میں ضرور اُنکو چھوڑ دوں گا۔

کشف و الہام مجاہدہ کا ثمرہ ہے تفسیر نویسی تو علم کا نتیجہ ہے یہ تو کچھ مشکل نہیں خصوصاً آپ جیسے فاضل کے لیے پھر اسلکوک فتوی محکم کرانے کے لیے آپ مجھی بلاتے رہے اور میں آنکی جانب کو حق سمجھکر ٹلاتا رہا شاید خدائے ارحم الراحمین نے مجھے حق الیقین تک پہونچانے کی یہی تقریب نکالی ہو مقصد اہم اس امتحان کا یہی ہے کہ مرزا صاحب برملا و بار ہا و بے محابہ جوش سے یہ کہتے ہیں کہ تفسیر کذائی کا لکھنا صرف عطیہ شاگردی و قرب و فضل خدائے ارحم الراحمین ہے نہ نتیجہ شاگردی انسان و علم و ہنر کا۔ واللہ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ غلبہ حق ہے کہ اپنے نور اور رعوز اور تطیش شدید سے درفع باطل کر رہا ہے یا کہ نفس ہے کہ ریا و سمع کا جال پھیلا کر اپنے حظوظ حاصل کر رہا ہے۔ زیادہ خیریت

برہان الدین از قادیان ۲۹ اکتوبر ۱۹۰۱ء

عسل مصفی

مؤلفہ جناب مرزا خدابخش صاحب ابو العطا حضرت اقدس مسیح موعود کے دعاوی کی تصدیق میں اور معترضوں کے اعتراضات کے دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۸۴۴ صفحہ کی کتاب قادیان میں قاضی ضیاء الدین صاحب اور مالیر کوٹلہ میں مولوی حکیم محمد زمان

مہاراجہ۔ سوریا کانت آچاریہ زمیندار میمن سنگھ نے میمن سنگھ کی مسلمان طلبا کی لئے بورڈنگ ہوس بنانیکو ۲۰ ہزار دیا ہی ✦

حرمین شریفین کی درمیان ٹیلیگراف جاری کرنے کے انتظام ہورہی ہین شریف مکہ معظمہ اسی غرض سے طائف گئے ہین ✦

ایک امریکہ کے دولتمند نے اپنے دوستون کے سب کتون کو بلوایا اور ان کے لئے ایک نہایت لذیذ ضیافت طیار کروائی اور انکو میزونپر بٹھا کر اپنے نوکرون کو حاضر کرکے عمدہ عمدہ خورش مہیا کروائے ✦

خدیو مصر نے پوپ بینرڈ ہم کے پاس ایک ممی کی لاش تحفتہً ارسال کی ہی یہ مردہ ۴ ہزار سال یعنی مسیح علیہ السلام کی پیدائش سی دو ہزار سال پیشتر کا ہے پوپ نے شکریہ مین اپنی دست خاص سی لکہا ہوا خط خدمت مین بہیجا ہی ✦

دیار بکر سے سامسون تک جو ایشیائی روم کے دو اہم فوجی سٹیشن ہین۔ صیغہ جنگ کی طرف سی پختہ سڑک بننی شروع ہوگئی ہے اسی محکمہ کیطرف ایک اور سڑک دیار بکر اور قسمی کے درمیان جلد شروع ہونیوالی ہی ✦

گورنمنٹ عالیہ پنجاب نے اہل سلام کی جوبلی وظایف کو ہمیشہ کے لئے منظور فرمایا ہے اور آئندہ وکٹوریہ وظایف کہلاوینگی ✦

ملک آسٹریلیا کی بعض موجودہ حصہ مین ایسی باشندہ ہین جو بولنا نہیں جانتے تمام کاروبار اشارہ سی ایکدوسریکو سمجہاتے ہین۔

جاپان مین یہ رسم رائج ہی کہ جب کوئی نیا جہاز تیار ہو تو اس کو پانی مین تیرانے کے پہلے بہت سی پرندے جہاز مین قید کرکے رکہے جاتے ہین اور جب جہاز پانی مین تہوڑی دور جائے تو وہ جانور رہا کئے جاتے ہین۔

برہما کے بعض حصص مین شادی کی رسومات بہت سادہ ہین دولہا اور دلہن اپنی اقربا اور دوستون مین بیٹھ جاتے ہین۔ پہر سب لوگ باہم ایک طشت مین چاول کہاتے ہین اور سمجہا جاتا ہے کہ دولہا اور دلہن میان بیوی بنگئی ہین بس صرف اسیقدر ہی شادی کا رشتہ قایم کرنے کے لئے کافی سمجہا جاتا ہے ✦

ہندی فوجون کی پوشاک کے متعلق گریٹ کورٹ اعد لوپیان تجویز ہی کہ دیسی ساخت کی کپڑی سے تیار کیجاوین اس کی بابت گورنمنٹ عالیہ انتک غور کررہی ہی اگر یہ کپڑا مفید سمجہا گیا تو فوجون کے لئے آئندہ کو بجائی ولایتی کے یہی استعمال کیا جائیگا

پنجاب کے دفاتر سکریٹریٹ مین سرحدی اضلاع کے متعلق جو جدید صوبہ مین شامل کئے گئی ہین کل کاغذات تلاش کرکے علیحدہ کئے جاتے ہین کہ وہ جدید صوبہ کے سرکاری کاغذات کی بنیاد کا کام دین پنجاب گورنمنٹ کے سانحقان اضلاع کا آئندہ کچہہ تعلق نہ ہوگا۔ لہذا یہ تمام کاغذات جدید صوبہ کی گورنمنٹ کو سپرد کئے جاوینگے تاکہ ان کی معلومات سے فائدہ اٹہائین ✦

ہندوستانی مائین یہ سنکر متعجب ہونگی کہ مڈیگاسکر کی عورتین دو گز بانس کی لمبی نلکی سی اپنی بچہ نکو کہانا کہلاتی ہین۔ اس نلکی کا ایک سرا بچہ کی منہہ مین ہوتا ہے اور دوسری طرف سی مان کہانا ڈالتی جاتی ہی دودہ وغیرہ سب چیزین اسیطرح کہلائی جاتی ہین ان لوگون کا عقیدہ ہی کہ اسطرح کہانا ہضم بہت جلد ہوتا ہے ✦

ممالک شمال مغرب کی گورنمنٹ ہندوستان کی بعض تعطیلوں کو فضول سمجہکر چاہتی ہی کہ ان کو موقوف کیا جاوے اور ان کی بابت مختلف مقامات کی کلکٹران ضلع سی رائے طلب کیگئی ہی ✦

سینٹ پیٹرز برگ۔ پایہ تخت روس مین جو شاہی باورچی خانہ ہے اس کا ہیڈ باورچی ڈیڑہ لاکہہ روپیہ سالانہ تنخواہ پاتا ہے ✦

صوبہ سمرا مین والگا کے قرب و جوار مین ایک بوڑہی کسان عورت نے دیہاتی عورتون کا ایک عجیب و غریب فرقہ قائم کیا ہے یہ بوڑہی عورت "مبارک مان" کہکر پکاری جاتی ہے یہ عورتین بہاگ کر دور دور دراز ضلعون مین چلی گئی۔ جہان کہ وہ پہاڑون مین گفائین کہود کر رہتی ہین اور دن رات عبادت مین مشغول رہتی ہین اور روزے رکہتی ہین ان کا یقین ہے کہ ہم دنیا سے علیحدہ کرلی گئی ہین۔ جو کہ جلد تباہ ہونیوالی ہے "مبارک مان" کے پاس دس مبارک کنواریان بطور یادگاری کی ہین۔

ولایت کے ایک شفاخانہ مین ایک سترہ سالہ لڑکی بعارضہ نمونیہ فوت ہوئی جس کی نسبت ڈاکٹر شفاخانہ ہذا کا بیان ہے کہ وہ سات ماہ تک لگاتار سوتی رہی اسکو کبہی سوتے مین کہلا پلا دیتے تہے اور کبہی جگا کر۔

دار الامان کا ہفتہ

۱) حضرت اقدس بحمد اللہ مع جمیع ممبران خاندان تندرست ہین اور تصانیف عربیہ کے کام مین مصروف

المنار کے اعجاز المسیح پر ریویو کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مختصر سا **اعجاز نما** اشتہار لکہا ہی جو خطبہ الہامیہ کی اشاعت سی پہلے شایع کیا جاوے گا۔ یہ اشتہار **المنار** کے ایڈیٹر کو خصوصاً اور اہل مصر اور دیگر بلاد عرب و شام کی باشندون کو عموماً حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اعجازی قوت سی آگاہ کردے گا۔

۲) ہفتہ اشاعت مین عالی جناب نواب محمد علی خان صاحب رئیس اعظم مالیر کوٹلہ دار الامان مین وارد ہوئے ✦

۳) بابو محمد بخش صاحب رئیس کٹریانوالہ مع دو تین اور دوستون اور عزیزون کے تشریف لائے۔

۴) خانصاحب منشی نواب خان صاحب تحصیلدار گجرات جنکی رخصت کی خبر پچہلی ہفتہ مین ہم لکہہ چکی ہین ۱۶ نومبر کو دار الامان مین وارد ہوئے اور سید فضل شاہ صاحب لاہوری کشمیر سی تشریف لائے۔

۵) ۱۱ نومبر کو سورج گرہن کی نماز مسجد کلان مین پڑہی گئی جس کے امام مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی تہی عجیب اتفاق ہی کہ جسقدر نماز کسوف خسوف کی دار الامان مین پچہلی چند سال کے اندر پڑہی گئی ہین ان سب مین وہی امام ہوتے رہے۔

۶۔ مندرجہ بالا بزرگون کے علاوہ اور بہی بہت سی دوست اور مہمان اس ہفتہ مین آتے جاتے رہے۔

۷۔ آج صبح کی سیر سے جب حضرت اقدس تشریف لائے تو مسٹر ڈی ڈکسن صاحب سیاح تشریف لائے جن کے متعلق مفصل حالات اگلی اشاعت مین ہونگے۔

دارالامان کی ایک شام

از مفتی محمد صادق صاحب

۱۴ نومبر ۱۹۰۱ء

حضرت اقدس بعد از نماز مغرب حسب معمول بیٹھے تھے ایک شخص پیش ہوا جو دل سے مسلمان ہو چکا تھا مگر بعض وجوہات کے سبب سے بظاہر حالت کفر میں رہتا تھا اس پر حضرت اقدس نے فرمایا دنیا چند روزہ ہے شہادت کو چھپانا اچھا نہیں دیکھو بادشاہ کے پاس جب کوئی تحفہ لے کر جائے مثلاً سیب ہی ہو اور سیب ایکطرف سے داغی ہو تو وہ اس تحفہ پر کیا حاصل کر سکے گا مخفی ہونے میں بہت سے حقوق تلف ہو جاتے ہیں۔ مثلاً نماز باجماعت بیمار کی عیادت۔ جنازہ کی نماز۔ عیدین کی نماز وغیرہ یہ سب حقوق مخفی رہ کر کیونکر ادا کیے جا سکتے ہیں۔ مخفی رہنے میں ایمان کی کمزوری ہے۔ انسان اپنے ظاہری فوائد کو دیکھتا ہے مگر وہ بڑی غلطی کرتا ہے کیا تم ڈرتے ہو کہ سچی شہادت کے ادا کرنے سے تمہاری روزی جاتی رہے گی۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ورزقکم فی السماء وما توعدون فورب السماء انہ لحق تمہارا رزق آسمان میں ہے ہمیں اپنی ذات کی قسم ہے یہ سچ ہے زمین پر خدا کے سوا کون ہے جو اس رزق کو بند کر سکے یا کھول سکے اور فرماتا ہے وھو یتولی الصالحین نیکوکار کا وہ آپ والی بنتا ہے پس کون ہے جو مرد صالح کو ضرر دے سکے اور اگر کوئی مصیبت یا تکلیف انسان پر آ پڑے من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا جو خدا کے آگے تقویٰ اختیار کرتا ہے خدا اس کیلیے ہر ایک تنگی اور تکلیف سے نکلنے کی راہ بنا دیتا ہے اور فرمایا ویرزقہ من حیث لا یحتسب وہ متقی کو ایسی راہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے رزق آنے کا خیال وگمان بھی نہیں ہوتا یہ اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں وعدوں کے سچا کرنے میں خدا سے بڑھ کر کون ہے پس خدا پر ایمان لاؤ خدا سے ڈرنیوالے ہرگز ضائع نہیں ہوتے یجعل لہ مخرجا یہ ایک وسیع بشارت ہے تم تقویٰ اختیار کرو۔ خدا تمہارا کفیل ہوگا اُسکا جو وعدہ ہے وہ سب پورا کر دیگا۔ مخفی رہنا ایمان میں ایک نقص ہے۔ جو مصیبت آتی ہے اپنی کمزوری سے آتی ہے دیکھو آگ دوسروں کو کھا جاتی ہے پر ابراہیمؑ کو نہ کھا سکی۔ مگر خدا کی راہ بغیر تقویٰ کے نہیں کھلتی۔ معجزات دیکھنے ہوں تو تقویٰ اختیار کرو ایک وہ لوگ ہیں جو ہر وقت معجزات دیکھتے ہیں۔ دیکھو آج کل میں عربی کتاب اور اشتہار لکھ رہا ہوں اس کے لکھنے میں سطر سطر میں معجزہ دیکھتا ہوں۔ جبکہ میں لکھتا لکھتا اٹک جاتا ہوں تو مناسب موقع فصیح وبلیغ پر معانی ومعارف فقرات والفاظ خدا کیطرف سے الہام ہوتے ہیں اور اسی طرح عبارتیں کی عبارتیں لکھی جاتی ہیں۔ اگرچہ میں اسکو لوگوں کی تسلی کے لیے پیش نہیں کر سکتا مگر میرے لیے یہ ایک کافی معجزہ ہے اگر میں اس بات پر قسم بھی کھا کر کہوں کہ مجھے پچاس ہزار معجزہ خدا نے ظاہر کرایا تب بھی جھوٹ ہرگز نہ ہوگا ہر ایک پہلو میں ہم پر خدا کی تائیدات کی بارش ہو رہی ہے۔ عجب تر اُن لوگوں کے دل ہیں جو ہمکو مفتری کہتے ہیں مگر وہ کیا کریں ولی را ولی می شناسد کوئی تقویٰ کے بغیر ہمیں کیونکر پہچانے رات کو چور چوری کے لیے نکلتا ہے اگر راہ میں گوشہ کے اندر وہ کسی ولی کو بھی دیکھے جو عبادت کر رہا ہو وہ بھی سمجھیگا کہ یہ بھی میری طرح کوئی چور ہے۔ خدا عمیق در عمیق چھپا ہوا ہے اور ایسا ہی وہ ظاہر در ظاہر ہے اسکا ظہور اتنا ہوا کہ وہ مخفی ہو گیا جیسا سورج کہ اسکی طرف کوئی دیکھ نہیں سکتا خدا کا پتہ حق الیقین کے ساتھ نہیں پا سکتے جب تک کہ تقویٰ کی راہ میں قدم نہ ماریں۔

دلائل کے ساتھ ایمان قوی نہیں ہو سکتا بغیر خدا کی آیات دیکھنے کے ایمان پورا نہیں ہو سکتا یہ اچھا نہیں کہ کچھ خدا کا ہو اور کچھ شیطان کا ہو۔ صحابہ کو دیکھو کسطرح اپنی جانیں نثار کیں ابوبکرؓ جب ایمان لایا تو اس نے دنیا کا کونسا فائدہ دیکھا تھا۔ جان کا خطرہ تھا اور ابتلا بڑھتا جاتا تھا مگر صحابہ نے صدق خوب دکھایا۔ ایک صحابی کا ذکر ہے وہ کملی اوڑھے بیٹھا تھا کسی نے اسکو کچھ کہا عمرؓ پاس سے گذرتے تھے انہوں نے فرمایا اس شخص کی عزت کرو میں نے اسکو دیکھا ہے کہ یہ گھوڑے پر سوار ہوتا تھا اور اس کے آگے پیچھے کئی نوکر چلتے تھے صرف دین کی خاطر اس نے اس سے ہجرت کی۔ دراصل یہ آنحضرت صلعم کی روحانیت کا زور تھا جو صحابہ میں داخل ہوا اُسکا کوئی جھوٹ ثابت نہیں ہر امر میں ایک کشش ہوتی ہے دیکھو دیوار کی اینٹوں میں ایک کشش ہے ورنہ اینٹ اینٹ الگ ہو جائے ایسی ہی ایک جماعت میں ایک کشش ہوتی ہے یہ ہوتا آیا ہے کہ ہر نبی کی جماعت میں سے کچھ لوگ مرتد بھی ہو جایا کرتے ہیں۔ ایسا ہی موسیٰ اور عیسیٰ اور آنحضرت کی جماعت کے ساتھ ہوا ان لوگوں کا مادہ خبیث ہوتا ہے اور ان کا حصہ شیطان کے ساتھ ہوتا ہے مگر جو لوگ اس صداقت کے وارث ہوتے ہیں وہ ہمیں قائم رہتے ہیں غرض خدا کی راہ میں شجاع بنو انسانکو چاہیے کبھی بھروسہ نہ کرے کہ اک رات میں زندہ رہونگا۔ بھروسہ کرنیوالا ایک شیطان ہوتا ہے۔ انسان بہادر بنتا یہ بات زور بازو سے نہیں ملتی دعا کرے اور دعا کراوے صادقوں کی صحبت اختیار کرے۔ سارے کے سارے خدا کے ہو جاؤ۔ دیکھو کوئی کیسی ہی دعوت کرے اور پھر ٹھیکرے میں روٹی لیجائے تم سے کون کھائیگا وہ تو الٹا مار کھائے گا۔ باطن بھی سنوارو اور ظاہر بھی درست کرو انسان اعمال سے ترقی نہیں کر سکتا آنحضرت صلعم

برقی قوت سے سزائے موت

اخبارات نیویارک نے مفصل حال آلۂ برقی سے ہلاکت کا لکہا ہے اتنے اتنے بڑے آرٹیکل نکلے ہیں جنمین بیس بیس ہزار الفاظ ہین - ایک قانون پاس ہوا کہ رپورٹر وقت پر آسکیں لہذا دو موقع ایسے حاصل ہوئے جسے حکم موت ہوتا ہے وہ خانہ اجل مین رکہا جاتا ہے یہی نام مکان ہے کونسلی اور اعزہ مل سکتے ہین کٹھرے مثل درندہ جانوروں کے رہتے ہین جب ایک کو سزا دینے لے جاتے ہین تو وہ دوسری کٹھرون پر پردہ ڈال دیتے ہین کہ اور قیدی جلوس نہ دیکھین بندراہ کا کمرہ کبھی کھولا نہیں جاتا دیکھنے والوں کے لئے بنچ ڈالدیجاتی ہے یہ کمرہ روشن ہوا دار وسیع ہے مجرم کی کرسی چوبی ہوتی ہے ہتے چوڑے ہوتے ہین گردن بازو پاؤن کے لئے تسمے بندہے رہتے ہین اوپر معدنی دھات کی سلاخ ہوتی ہے جس سے برقی قوت کا اثر ہوتا ہے اور سر سے پاؤن تک گذر جاتا ہے وقت سزا سے پیشتر یہ کُل جو آخری حصۂ عمارت مین ہے چلائی جاتی ہے باہر عوام انجن کے کمرے کے دھوین کا انتظار کرتے ہین - انجنیر آلات درست کرتا ہے برقی روشنی کے لمپ کرسی کے ستھون مین باندھتا ہے انجن کے کمرے کی طرف اشارہ کرتا ہے فوراً لمپ روشن کردئے جاتے ہین کہ سامان درست ہے وارڈر ایک مختصر ایڈریس دیتا ہے نیچے دروازے کی دستک سننے مین آتی ہے یہ کھل جاتا ہے - محافظ مجرمین مسکراتا ہوا آتا ہے - پیچھے مجرم مہکا ہوا ہوتا ہے اسکا پتلون ایک جانب گھٹنون تک پہاڑ ڈالاجاتا ہے کہ برقی اثر خوب پہنچے - یہ کرسی پر بیٹھ جاتا ہے گارد کے تین آدمی ہاتھہ پاؤن بازو سے تسمے باندہتے ہین اوپر خود بیٹھایا جاتا ہے جسمین مقناطیسی قوت کا تار ہے ایک منٹ سے کم صرف ہوتا ہے اشارے پر گارد پیچھے ہٹتے ہین محافظ اشارہ کرتا ہے ایک قیدی جو پوشیدہ ہوتا ہے برقی اس جانب کو گہماتا ہے لاش فوراً تڑپ جاتی ہے جب مقناطیسی قوت کا اثر ہوتا ہے اگر تسمے نہ بندے ہوں تو بلند اڑ جاتی ہے اس کی بعد چرچراہٹ سننے مین آتی ہے تشنج نہ ہونے سے ظاہر ہے درد نہیں ہوتا - اس کے بعد کراہنے کی آواز آتی ہے جو پھیپھڑے کے بخارات نکلنے سے پیدا ہوتی ہے ڈاکٹر دوبارہ سہ بارہ برقی اثر پہونچاتا ہے - مردہ کرسی پر ہوتا ہے چاروں طرف عالم خموشاں - پھر ڈاکٹر دلی حرکت کو دیکھتا ہے - پھر دو قیدی پردے سے آکر لاش لے جاتے ہیں بستر پر ڈاکٹر لاش چاک کرکے دیکھتے ہیں کہاں کہاں برقی قوت کا اثر پڑا -

سائنس کا تازہ کرشمہ -

بیسویں صدی ہیچ ہیچ برقی صدی ثابت ہوکر رہے گی - نہ زمانہ دور نہیں ہے کہ روٹی پکانے - کنواں چلانے - کپڑا بننے - آٹا پیسنے - ہل چلانے - مکانات روشن کرنے - بیماروں کو تندرست کرنے کا کام عام طور پر بجلی سے لیا جائے گا - لیکن تازہ دریافت بجلی کے علم میں یہ ہوئی ہے کہ مچھلیاں پکڑنے کا بھی کام اس سے لیا جاتا ہے - اس دریافت سے ماہی گیری کے فن میں انقلاب عظیم ہونیوالا ہے بڑے بڑے جہاز اور مچھلیاں پکڑنے کے آلے سب متروک ہوجائیں گے بجائے اُن کے چند برقی انجنیر سمندر میں جائیں گے اور ایک بٹن دباتے ہی ہزارہا مچھلیاں آپ سے آپ تختہ پر آکر چمٹ جائینگی - بجلی کی یہ جدید طاقت یونیورسٹی کے دو طالبعلموں نے دریافت کی ہے - اگرچہ یہ خاص قسم کی روشنی مدت سے معلوم تھی لیکن ماہی گیری میں اس کا استعمال نیا تجربہ ہے - چند سال سے یہ روشنی غوطہ خوروں کے لیے بہت کارآمد ثابت ہوئی ہے اس سے پہلے انکو بالکل تاریکی میں کام کرنا پڑتا تھا - یا ایکسو پچاس بتی کی طاقت کی روشنی کا لیمپ ساتھ لے جاتے تھے -

پولیس اور گاڑی والے

چند ہفتوں کا ذکر ہے کہ کلکتہ میں کرایہ کی گاڑی چلانے والوں نے باہمی اتفاق سے کام کردیا تھا - گورنمنٹ نے انکو یقین دلایا کہ اُن کی فریاد سُنی جائیگی چنانچہ مسٹر لائیل تحقیقات کے لیے مقرر ہوے جنکی رپورٹ سے معلوم ہوا کہ واقعی اُن پر ظلم ہوتا تہا - پولیس والے ناک میں دم کرتے تھے - نیز انجمن ہمدردی حیوانات کے ایجنٹ رشوتیں لیتے تھے - ایک گاڑیوالیکی باہین سے مسٹر لائل نے معلوم کیا کہ بارہ روپے مہینہ پولیس والونکو رشوت میں دینا پڑتا تہا - گورنمنٹ نے افسوس ظاہر کیا کہ ان مظالم کے لیے سٹرائک کی ضرورت ہوئی - تین پولیس میں سزایاب ہوے بیس کو موقوفی اور محکمہ کیطرف سے سزا ملی اور آیندہ سے راستوں کی پولیس پر معقول نگرانی رکھی جاوے گی -

اشتہار کتاب آیات الرحمٰن لنسخ ما یلقی الشیطٰن

یہ قابل قدر کتاب مکرمی مولوی سید محمد احسن صاحب نے کتاب عصائے موسیٰ کے رد میں لکھی ہے اور مصنف عصائے موسیٰ کے اوہام کا ایسا استیصال کردیا ہے کہ اب اُسکو اپنی وہ کتاب ایک دردانگیز عذاب محسوس ہوگی یہ تجویز قرار پائی ہے کہ اس کے چھپنے کے لیے اسطرح سرمایہ جمع ہو کہ ہر ایک صاحب جو خریدنا چاہیں ایکروپیہ جو اس کتاب کی قیمت ہے بطور پیشگی روانہ کردیں - یہ خواہش ہے کہ جلد تر یہ کتاب چھپ جائے اسلیے یہ انتظام کیا گیا ہے - قیمت مولوی صاحب موصوف کے نام قادیان میں آنی چاہیے - والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی

مطبوعات

۱) **ازالہ اوہام** طبع ہو رہا ہے چونکہ ازالہ اوہام حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امتحانی کورس مین داخل فرمایا ہے اور اسکی کوئی کاپی فروختنی موجود نہیں ہے اس لئے حضرت اقدس کی اجازت سے اسکا دوسرا ایڈیشن چھاپا جاتا ہے درخواستین مندرج رجسٹر ہو رہی ہین کیونکہ صرف چارسو جلدین طبع ہونگی۔

۲) فیصلہ آسمانی قیمت ۲؍ چھپ کر فروخت ہو رہا ہے ایسا ہی حضرت مولوی نور الدین صاحب کے دو خط قیمت ۲؍ اور **رسالہ دعا** قیمت ۲؍ آخر الذکر رسالو کی تہوڑی جلدین باقی رہ گئی ہین ان کتابون کے متعلق تمام درخواستین دفتر الحکم یا حکیم فضل الدین صاحب کے پاس آنی چاہئیں۔

۳۔ جدید قاعدہ **یسرنا القرآن** ختم ہوگیا صرف ٹیٹل پیج باقی ہے جلد اسکی اشاعت ہوجائیگی۔

۴۔ **تفسیر القرآن** کا دوسرا پارہ زیر طبع ہے آخر نومبر ۱۹۰۱ء تک جن بزرگون کی قیمت پیشگی معہ محصول ڈاک عہ؍ یا علاوہ محصول ڈاک عہ آئیگی ان کو عہ قیمت علاوہ محصول ڈاک پر ملے گا۔ نومبر ۱۹۰۱ء کے اخیر تک پیشگی کی میعاد ہے۔

مدرسہ کا چندہ

گذشتہ کئی مہینون سے مدرسہ کے چندہ کی رسید زر شایع نہیں ہوئی اس لحاظ سے بھی کہ وہ بہت ہی کم نام تہی اور کچھ عدم گنجایش کی وجہ سے ہم اگلی اشاعت سے یکجائی طور پر شایع کردینگے انشاء اللہ العزیز

الحکم کے متعلق

الحکم کے متعلق۔ نومبر نصف سے زیادہ گذر گیا ہے ابھی تک جیسا ہم نے کسی پچھلی اشاعت مین ذکر کیا تہا ساڑھے ۔۔۔ سو

روپیہ کے قریب خریداران الحکم کے ذمہ بقایا ہے اور وہ نومبر کے آخر تک وصول ہونا چاہیے کیونکہ ۱۰ دسمبر کا پرچہ ان بزرگون کے نام جن کو ۔ ۔ ۔ سال گذشتہ مین سرکلر لیٹر کی اشاعت کے بعد وی۔پی روانہ کیاگیا تہا سنہ ۱۹۰۲ء کی قیمت وصول کرنے کے لئے روانہ کیا جاویگا۔ امید ہے وہ حسب دستور خود وصول فرماکر کارخانہ کی اعانت فرماوینگے خاکسار ایڈیٹران کی بروقت اعانت فرمائی کا مشکور ہے

جزاھم اللہ احسن الجزا

۲۔ توسیع اشاعت الحکم کے متعلق بہت کم توجگی سے کام لیا جارہا ہے جیساکہ امید تھی کہ **ہمارا اور آپ کا فرض** والی چٹھی پورے طور پر متوجہ کریگی ابھی تک اس کا اثر کم محسوس ہوتا ہے۔

ناظرین الحکم یاد رکہین کہ الحکم اس نسبت کی وجہ سے جو اسکے نام اور کام کو حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان کے ساتھ ہے خدا کے فضل سے ناامید نہیں اور اسے یقین ہے کہ اس کی مدد کیجاویگی مگر اسوقت اس کی مدد کرنیوالون کے لئے ثواب عظیم ہے۔ کیونکہ

بہ مفت این اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است این بہرحالت شود پیدا

اس ہفتہ مین صرف مندرجہ ذیل بزرگون نے اس کی توسیع اشاعت کے خطوط بہیجے ہین

۱) جناب ڈاکٹر الہی بخش صاحب راولپنڈی
۲) جناب سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائی کورٹ حیدر آباد دکن
۳) ماسٹر عبد الشکور بیگو سرائے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور دوسرون کو انکی تقلید کی توفیق۔ آمین

۳۔ اخبار کے وی پی سال کے ختم ہونے کے قریب آکر بھی واپس کرنے والوں کا یہ قابل شرم ہتکاکہ ڈاکخانہ کا نوٹس لے لیا اور خاموش ہو رہے اخبار کے حق مین سخت خطرناک ہے وہ بزرگ جو قیمت نہیں دیتے اور اخبار کو وی پی واپس فرمانے کی تکلیف خود گوارا فرماکر مطبع کو الگ زیربار کرتے ہین کیون اخبار پڑہنے کی تکلیف سے ہی نجات نہیں پاتے اگرچہ ہمارے یہ الفاظ ان بزرگون کو ناگوار گذرینگے مگر براہ کرم وہ کوئی الحکم کے چلانے

والے کو بھی تو کیمیا کا نسخہ بتادین جس سے **کاغذ۔ محصول ڈاک۔ کاتبون اور چھاپنے والوں** اور دوسری ضروریات ادا ہو جایا کرین امید ہے کہ وہ توجہ فرماوینگے۔

طلباے مدارس کی کوتہ نظری اور اسکا علاج

ڈاکٹر ایس۔ ڈبلیو رام سوامی آئنگر چشم ہین انہون نے طلباے مدارس کی بصارت چشم پر بعد تحقیق وتدقیق حال مین ایک دلچسپ رپورٹ مشتہر کی ہے ڈاکٹر صاحب نے تحقیق حالات کے لئے ہندوستان کے تمام بڑے بڑے شہرونکا دورہ کیا تہا اور وہ اسی غرض سے لاہور بھی آئے تہے صاحب موصوف کے خیال مین طلباے مدارس کی آنکہوں کی بصارت اس کام کے لئے کافی طاقتور نہیں ہے جسے بسا اوقات انہین انجام دینا پڑتا ہے قریب سے اشیاء دیکہنے کی عادت روبترقی ہے جون جون تعلیمی زندگی طوالت پکڑتی جاتی ہے اس کے ساتھ ہی مائی اوپیا (کوتاہ نظری) کا مرض بھی مستقل طور سے روز بروز بڑہتا جاتا ہے یہ مرض ابتدائی جماعتون مین کم ہوتا ہے لیکن اعلیٰ اور کالج کلاسون مین بتدریج زیادہ ہوتا جاتا ہے اکثر مدارس مین طلباء پر ان کی بساط سے بڑہ کر بوجھہ لادا جاتا ہے مدرسے مین سات گہنٹے لگاتار تعلیم پانے کے علاوہ انہیں کمرہ پر بھی اپنا اور مدرسہ کا کام کرنا پڑتا ہے سہ ماہی و ششماہی اور سالانہ امتحانات کی تیاری اس بوجھہ کو اور بھی ناقابل برداشت بنا دیتی ہے مزید بران بعض حالتون مین طلبا کو اپنی لبسر اوقات وگذارہ کے لئے ہاتھ پاؤن مارنے پڑتے ہین اگر ان تمام تکالیف اور صعوبتون پر بہیئت مجموعی نظر ڈالی جائے تو آسانی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ طلبا کی صحت اور انکی انکہوں کی بصارت کسقدر معرض خطر مین ہے؟ ڈاکٹر آئنگر سفارش کرتے ہین کہ مدرسے کا تمام کام دن کی روشنی مین ختم کرلینا چاہیے کیونکہ رات کی مصنوعی روشنی ادنی درجہ کی ہوتی ہے مدارس کے کمرے بھی ہوادار اور روشن ہونے چاہیے تاکہ نگاہ کو کتاب کے پڑہنے مین دقت نہ ہو نگاہ کا کام کم اور وقفہ سے ہونا چاہیے اس وقفہ مین آنکھوں کو آرام کرنیکا موقع ملیگا علاوہ بریں بچون کی انکہین ایسی کمزور ہوتی ہین ۔۔

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و مہتمم نے شایع کیا۔

نصرت خداوندی کے جذب کا طریق

یہ ایک خطبہ کا خلاصہ یا حاصل المطلب ہے جو ۱۸ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء کے جمعہ میں حضرت مولنا و مخدومنا مولوی عبد الکریم صاحب نے پڑھا اور ایڈیٹر الحکم نے ناظرین الحکم کے لیے اپنے الفاظ اور طرز میں لکھا

ولینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ لقوی عزیز الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور۔ الحج۔

ان آیات میں اللہ تعالی نے ایک اصول بیان فرمایا ہے جو نصرت الٰہی کے جذب کا اصول ہے غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ وہ کون لوگ ہیں جو خدا تعالی کی نصرت سے حصہ لیتے ہیں۔ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ

عادۃ اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ اللہ تعالے ضرور ضرور ان لوگوں کی مدد فرماتا ہے جو اسکو مدد دیتے ہیں۔ یاد رکھو اللہ تعالے کو مدد دینے میں کوئی ضعف نہیں آتا وہ بڑا قوت والا ہے اور جسکو خدا مدد دیتا ہے وہ اپنے مخالف پر غالب ہوجاتا ہے اور معزز بنتا ہے۔

اور اللہ تعالے کی راہ میں ناصر اور مددگار وہی ہوتے ہیں جنکو وہ دیکھتا ہے کہ اگر انکو غلبہ دے تو نمازوں کو قائم کریں۔ زکوٰۃ دیں۔ نیک باتوں کا حکم دیں اور بری باتوں سے روکیں۔ اور سب کاموں کی باگ آخر اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا ہے ان آیات میں اللہ جل شانہ نے ایک عظیم الشان اصول بتایا ہے کہ کونسی قوم دنیا میں سرسبز ہوتی ہے مولی کس کا ناصر ہوتا ہے اور کسے ہلاکت کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔ جن لوگوں کو دیکھتا ہے کہ خدا کی طرف سے مدد پانے کے بعد اسکا جلال ظاہر کریں گے نمازوں کو پڑھیں گے زکوٰۃ دیں گے یعنی اللہ تعالے کے حقوق اور بندوں کے حقوق کی نگہداشت کریں گے انھیں متمکن اور غالب کرتا ہے۔

سوچو! اور خوب غور کرو۔

جب دو قومیں لڑتی ہیں دونوں بہ حیثیت مخلوق ہونے کے یکساں فیض کھینچ سکتی ہیں۔ مگر تجربہ نے ہمیں بتایا ہے کہ دنیا کی تاریخ میں ایسے اوراق موجود ہیں جنمیں نصرت الٰہی کی ایک دلکش اور بے نظیر تصویر موجود ہے۔ ایکطرف سے ایک شخص اٹھتا ہے بالکل بے کس بے بس۔ نہ کوئی طاقت اس کے ساتھ ہے نہ اپنی جمعیت اور سامان پر اسے کوئی ناز ہے پورے معنوں میں کمزور و ناتوان دوسری طرف اس کے مقابلہ کو ایک کثیر جماعت نکلی ہے جو پورے طور پر سامان حرب و ضرب سے مسلح ہے مگر جب میدان میں نکلتے ہیں تو قدرت خداوندی کا کوئی کرشمہ اور نظر آتا ہے وہ لاکھوں انسان اس **ایک** کے مقابلہ میں بھیڑ بکری کی طرح ہلاک ہوجاتے ہیں اور وہ تنہا و یکہ جسے مہجور القوم کہا جاتا تھا مظفر و منصور ہوجاتا ہے۔ اس میں سر کیا ہے؟ کہ ایک انسان کی خاطر اسقدر مخلوق ذبح ہوجاتی ہے اور خدا تعالے اسکے لیے پاک ہواؤں کو وبائی ہواؤں سے تبدیل کر دیتا ہے اور آباد اور اونچی زمینوں کو چٹپڑ میدان بنا دیتا ہے اسمیں یہی راز ہے کہ

خدا غیور خدا ہے

وہ آسمان سے دیکھتا ہے کہ ایک دل اسکی خلافت کے قابل ہے اور وہ

خدا نما آئینہ ہے

پس اس کے مقابل لاکھوں انسانوں کو کتے کے برابر نہیں سمجھتا۔ اسی کیطرف اشارہ کر کے فرماتا ہے

قل ما یعبأ بکم ربی لولا دعاؤکم

انکو سنا دے کہ خدا کو تمھاری کچھ بھی پروا نہیں ہے اگر تم اسکو پکارنیوالے نہیں غرض اللہ تعالے کو اپنی عزت اور عظمت مطلوب ہے جو لوگ اللہ تعالے کی بزرگی نہیں کرتے انکو لا شئے جانتا ہے۔ اسی اصول پر ہم خدا تعالے کی اس سنت جاریہ کو حضرت آدم سے لے کر حضرت مسیح موعود علیہما السلام تک برابر قائم دیکھتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر ان اسرار اور غوامض کی تہ تک ہم پہنچ نہ بھی لے جاسکیں اور دقیق ثبوت ہمارے ہاتھ میں نہ بھی ہوں کہ ایسا کیوں ہوتا رہا تو بھی یہ سنت استقرا کا کام دیتی ہے۔ اور جو کچھ خدا کے صحیفوں میں ہم لکھا ہوا پاتے ہیں وہی ہمیں اس کے اٹل فعلوں سے ملتا ہے ایک قوم نے **لا الہ الا اللہ و ایاہ فاعبد** کا دعویٰ کیا قوموں نے اس کا خلاف کیا وہ راستباز باوجود ہر قسم کے ضعف بے سامانی اور ناتوانی کے کوئی ایسا دعویٰ نہ کر سکتے تھے کہ وہ جیت جائینگے

اور نہ زمانہ کے مدبر اور اہل الرائے جو مادی اسباب کے فرزند تھے انکی کامیابی اور آخری جیت کا گمان کر سکتے تھے مگر انھوں نے اس بے سروسامانی اور ناتوانی میں کہا کہ

ہم جیت جائینگے

زمانہ کی ایک لمبی دوڑ نے آخر دکھا دیا کہ وہ جو بیکس و بے بس اور بہمہ ضعف تھے آخر **کامیاب** ہو گئے

ان راستبازوں کے سردار افضل الرسل حضرت **محمد رسول اللہ** صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات سے تو عجیب فوق العادت شوکت اس امر کا دیا۔

تاریخ پڑھنے والے خوب جانتے ہیں کہ **عرب** ایسی باغیرت۔ مصر اور حنتدی قوم کے مقابلہ میں ایسے کیسی نمایاں اور درخشاں فتح حاصل ہوئی۔ اور وہ رائی کا دانہ کیسا پہاڑ بنا جو ساری دنیا پر محیط ہو گیا اور جسنے بڑے بڑے پہاڑوں کو چکنا چور کر دیا +

الغرض

اسی اصول پر ہم دیکھتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قریب تھا کہ دنیا کا وہی حال ہو جائے۔ برسات کے کیڑوں کیطرح ناشکر گذار قوموں نے زور کیا۔ مگر آخر خدا تعالےٰ نے آسمان پر سے زمین پر نگاہ کی اور **صدیق** کے دلکو منتخب فرمایا۔ اسکی تائید اور نصرت فرمائی نتیجہ یہ ہوا کہ نہ **مسیلمہ** رہا نہ اسود **عنسی** رہا اب دیکھلو یہ کس قدر عظیم الشان ثبوت ہے ناصر اور منصور ہونے کا۔ **ابوبکر صدیق** کو بالذات اور ان کے اتباع سے تمام صحابہ کبار کو آنحضرت صلعم کی برکات و خیرات کا وارث کر دینا اور دشمنوں پر پورا غلبہ دینا بتاتا ہے کہ وہ خدا کے ناصر تھے اور اُن کے منصور ہونے سے یہ نظر آتا ہے کہ خدا نے اُنکو دیکھ لیا تھا کہ اگر زمین میں انکو قدرت دیگی تو یہ نماز کو قائم کریں گے زکوٰۃ دیں گے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں گے

اگر کوئی رافضی یہ کہے کہ جو لوگ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی جگہ پر متمکن ہوئے وہ معاذ اللہ راستباز نہ تھے تو وہ خدا کے اس کلام کو جھٹلاتا اور خدا کے کلمات اور کام کو پاؤں کے نیچے کچلتا ہے۔

کیونکہ خدا کے کلام اور کام کی پیروی سے اور پھر واقعات صحیحہ کی شہادت سے صاف سمجھ میں آ جاتا ہے کہ وہ خدا کے شعائر کے مؤید تھے اور خدا تعالےٰ کی نصرت کے لئے اُٹھے اس لئے خدا اُنکا ناصر ہو گیا۔

پس

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نصرت اِلٰہی کے جذب کرنے کا طریق یہی ہے کہ شعائر اللہ کی عظمت کو قائم کیا جاوے اور اپنی عملی حالت سے اسکی تائید کی جاوے خدا تعالےٰ پھر نصرت کے لیے کھڑا ہوتا ہے۔

اسوقت بھی اسی رنگ میں پھر ایک دعویٰ کیا گیا ہے جس رنگ میں **محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم** کا دعویٰ تھا ٹھیک اسی قسم کی حالت اور وقت میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے اور **محمد** صلے اللہ علیہ وسلم کے دوسرے اسم **احمد** کے رنگ میں مدعی کھڑا ہوا ہے + وہ کہتا ہے کہ میں **منصور** ہوں خدا تعالیٰ کی تائیدیں اور نصرتیں میرے ساتھ ہیں اس کے اس دعویٰ کے لیے ہمیں یہ ضرور نہیں ہے کہ ہم یہ دیکھیں آیا وہ منصور ہوتا ہے یا نہیں۔ ہم صرف یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ وہ خدا تعالےٰ کے دین اُسکی کتاب اور اُس کے پاک رسولوں کا ناصر ہے یا نہیں؟ اگر وہ اُنکا **ناصر** ہے تو اسکے **منصور** ہونے میں کلام ہی کیا ہو سکتا ہے؟۔

اور اس امر کے ثبوت میں ہمیں کسی لمبی بحث کی ضرورت نہیں **زمانہ** دیکھ چکا ہے اور خود پکار اُٹھا ہے کہ وہ دین کا **ناصر** ہے یہانتک کہ وہ بلغ دشمن جو آج اس کے قتل کے فتوے دیتے ہیں اور ہر ایک قسم کے ظلم وستم اسپر توڑے جانے روا رکھتے ہیں اپنے ہاتھ کٹا چکے ہیں اور تسلیم کر چکے ہیں کہ

اسلام کی مالی۔ جانی۔ قالی۔ حالی نصرت میں اسکا کوئی نظیر نہیں۔

پھر ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ جب تم اسے اسلام کا لانظیر ناصر مانتے ہو تو کیا خدا کو جھٹلاتے ہو جو کہتا ہے کہ میں انکا ضرور ناصر اور حامی ہوتا جو نصرت میری کرتے ہیں +

پھر اس کے منصور ہونے کا دعویٰ بھی خیالی رنگ میں نہیں رہا بلکہ وہ واقعات کی کسوٹی پر کسا جا چکا ہے۔

یہ تنہا اور چھوڑا ہوا چھوٹے سے گاؤں میں جسمیں کوئی سلح خانہ نہیں اندرونی اور بیرونی دشمن ٹڈی دل کیطرح ٹھیک اسی طرح جسطرح نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں اُٹھے تھے اس کے مقابلہ کے لیے موجود ہر ایک پورے زور اور عزم سے اُٹھا کہ میں اس کو ہلاک کر کے رہوں گا کوئی شعر کے ہتھیار کوئی نثر کے اوزار کوئی رسالوں اور اشتہاروں کے آلات کوئی مقدمات اور جھوٹی مخبریوں کے تیر و تفنگ لیکر نکلا اور سارے ترکش انھوں نے خالی کیے اور سیدھے سینہ پر چھوڑے مگر یہ خدا کا پہلوان اسکی نصرتوں اور تائیدوں کے سایہ میں ہر طرح مامون اور محفوظ رہ کر بڑھ بڑھ کر پکارتا ہے

چہ ہیبتہا بدادند ایں جواں را
کہ ناید کس بمیدان محمدؐ

کیا آجتک کوئی ایک بھی ہوا جو اسکے مقابلہ میں آتا۔ بڑے بڑے مولوی تھے غزنویوں کی مسجد بھی نمازیوں سے بھری ہوئی ہوتی ہے اور مسجدوں میں لمبے چوڑے جُبے قلّے پہنے ہوئے اور عمامہ پوش مولوی موجود ہوتے ہیں مگر بات کیا ہے کہ وہ ان نصرتوں سے

محروم ہیں ۔ ؟

میں تمھیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ان لمبی نمازوں اور تسبیحوں سے دھوکا نہ کھاؤ ۔ خدا پر ایمان **غیرت** کو چاہتا ہے کوئی نماز روزہ اور بڑی زکوٰۃ سے سرخرو نہیں ہوسکتا جبتک اُس میں ایمانی غیرت نہ ہو ۔ خدا کبھی دیوث مسلمان کو پسند نہیں کرسکتا ۔ دیکھو کیا یہ ستم اسلام پر نہیں توڑا جاتا کہ **سید المعصومین** اور راستبازوں کے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دریدہ دہن لوگوں نے معاذ اللہ معاذ اللہ زانی ۔ ڈاکو ۔ فاسق کہا + جسکو سنکر ایک سچے مسلمان کا دل کانپ اُٹھتا ہے اور زہرہ گداز ہو جاتا ہے ۔

قرآن کو جھوٹی کتاب کہا جاتا ہے ایسے نور کو تاریکی کا جن کہا جاتا ہے پر یہ لوگ جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں بڑھیوں کی طرح چرخہ کاتتے رہتے ہیں ۔ کوئی انمیں سے نہیں اُٹھتا ۔ جو دین کی غیرت کھاکر میدان میں نکلے اور اپنے زور قلم سے عدو کا مُنہ بند کرے ۔ انکی خاموشی اور بے پرواہی نے اسلام کو سخت نقصان پہونچایا ہے ۔

مگر

خدا کا یہ راستباز سولہ سترہ برس کی عمر سے یہ غیرت کھاکر اُٹھا اور اس نے ہر ممکن طریق سے انکا مُنہ بند کیا ۔ وہ جب سے بولا اور جب سے اُس نے **قلم** ہاتھ میں لیا دین کی اشاعت اور مخالفوں کا ذب و دفاع اُسکا شعار رہا + جسکا اس کے دشمنوں کو بھی اعتراف کرنا پڑا ۔ پس اسکی یہ للّٰہی خدمت اسکی یہ غیرت دینی نبیوں اور رسولوں کی تطہیر کیلیے اپنی جان و مال و آبرو خطرہ میں ڈالدینا کیا **نصرت الٰہی کے جذب کا موجب نہ ہوسکتا تھا ؟ ۔**

میں خدا کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ سبھی انبیا علیہم السلام کی جو تطہیر کی ہے انکی روحیں اسکی نصرت کے لیے خدا کے حضور چلا رہی ہیں ۔ اور اسپر درود پڑھتی ہیں اگر وہ نبی راستباز اور خدا کے مقرب تھے ؟ اور ضرور تھے ؟ اگر انکی دعاؤں میں کچھ اثر ہے اور ضرور ہے اگر خدا اپنے ناصروں کا ناصر ہوتا ہے ؟ اور ضرور ہوتا ہے تو

سن رکھو یہ مرزا غلام احمد خدا کی نصرتیں اسکے شامل حال ہوں آہ بن مظفر

ہو کر رہیگا اور سچ پوچھو تو ہوگیا کیوں ؟ وہ دینی غیرت اور حرارت جو اس انسان کامل میں ہے جنوب میں شمال میں مشرق میں مغرب میں کسی مولوی ملّا یا صوفی درویش میں بتاؤ یقیناً کسی میں نہیں

کیا یہ قادر نہ تھا کہ صوفیوں کی سی نرم نرم باتیں کرتا کسی مخالف دین کے جواب کے لیے قلم نہ اُٹھاتا اگر وہ اس راہ پر چلتا اور اسکے دنیا مقصود ہوتی تو وہ اس راہ کو پسند کرتا میں سچ کہتا ہوں کہ

دنیا اس کے قدم چومتی

مگر

میرے دوستو ! اسے بت بننے کی خواہش نہ تھی وہ بت شکن ہوکر آیا تھا اس لیے اس نے ان تمام بدعات اور مشرکانہ رسومات کے توڑنے اور اسلام کی گئی گذری عزت کے بحال کرنے اور قرآن کریم اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اور جلال کے لیے اور مردہ پرست ملت کے فتنے سے دنیا کو بچانے کے لیے میدان میں نکلنا پسند کیا اور ہر قسم کی تکلیف و مصیبت کا آماجگاہ بننا چاہا ۔ اور پورے شوق اور وجد سے پکار اُٹھا ۔

ہمہ خلقِ جہاں خواہد برائے نفسِ خود عزت
خلاف من کہ می خواہم براہ یار ذلت را

میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے مجھے اسبات کی کچھ بھی پروا نہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں ٹکڑے ٹکڑے کیا جاؤں یا میری جائیداد کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جاوے

غرض

میرے دوستو ! تم دیکھتے ہو کہ وہ کسطرح اپنے آرام اور آسائش کو چھوڑ کر رات دن اسی کام میں لگا رہتا ہے کہ کسطرح نبی کریم صلعم کی عزت و جلال ظاہر ہو ساری ساری رات بیمار رہتا ہے اور باوجود بیماریوں کے آئے دن کے حملوں کے نہیں گھبراتا اور نہیں اُکتاتا ہر بیماری کا دورہ اسکی ہمت میں ایک اور قوت عطا کرتا ہے اور وہ آگے سے بڑھ کر قدم رکھتا ہے ہر نیا دن اسکے قلم میں ایک جدید شوکت اور اسکے علم میں ایک نئی بات ساتھ لاتا ہے بلکہ ہر لحظہ و ہر آن وہ بڑھتا جاتا ہے ۔

یہ خدا کی نصرت نہیں تو کیا ہے ؟

پس ہماری جماعت کے لیے اس سے عظیم الشان سبق ملتا ہے اور وہ یہ ہے کہ سب کی روحوں میں یہ اضطراب پیدا ہو جاوے کہ خدا کی کتاب اور اسکے رسول کریم صلعم کی عزت و جلال کا قائم کرنا مقصود ہو جاوے ۔ چونکہ یہ زمانہ قلم کا زمانہ ہے ۔ اور اسلام کے مقابلہ میں قلم ہی کا ہتھیار نکلا ہے پس قلم کے مقابلہ کے لیے قلم ہی سے کام لو ۔ اور نہیں تو اہل قلم کی نصرت اور تائید میں لگ جاؤ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنی چال چلن اور اعمال سے دکھاؤ کہ تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے ہو نماز کو قائم کرنیوالے اور زکوٰتوں کو دینے والے ہو ۔

کیونکہ سب سے پہلے تو یہی ضروری امر ہے کہ تم اپنے پاک نمونوں سے قرآن کریم کی جلال کو ظاہر کرو ۔ خدا کرے کہ ہم سب کو یہ توفیق ملے اور ہمارے امام کی تعلیم سچی اور سچا تھا دعائیں قبول ہوں جو وہ اپنی جماعت کی

عزالدین

اردو میگزین کی تجویز

الحکم کے کسی گذشتہ پرچہ میں میں نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ اگر اپنی جماعت کے اردو خواں دوست پسند کریں تو انگریزی میگزین کے علاوہ انجمن اشاعت اسلام کی طرف سے ایک اردو میگزین سہ ماہی شایع ہوا کرے اسپر بعض احباب نے تو اسمیں بہت خواہش ظاہر کی یہانتک کہ بجائے سہ ماہی کے ماہوار اشاعت انگریزی میگزین کے ساتھ ساتھ چاہتے ہیں لیکن ساتھ ہی میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ اسوقت تک جو قریبًا ایک ماہ تجویز اشاعت کو ہوچکا ہے صرف تیس درخواستیں میرے پاس پہونچی ہیں۔ میں یہ توقع نہیں کرسکتا کہ ان احباب کے علاوہ ہماری جماعت میں کوئی اور ایسا شخص نہیں جو میگزین کے مضامین کو اپنے پاس نہ رکھنا چاہتا ہو۔ بلکہ اردو مضامین اس کے اس قابل ہیں کہ جو احباب انگریزی رسالہ خریدیں وہ بھی ضرور اصل کو اپنے پاس رکھیں کیونکہ یہ حضرت اقدس مسیح موعود کاسر صلیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے قلم سے نکلے ہوے گرانقدر جواہرات ہیں۔ یہ خیال پڑتا ہے کہ شاید اپنی جگہ پر احباب نے یہ خیال کر لیا ہو کہ جب چھپ جائے گا اسوقت خرید لیں گے اور اسکی تائید میں یہ امر بھی ہے کہ بعض احباب جو اصل محرک اس تجویز کے تھے اور جنھوں نے اس تجویز پر یہانتک زور دیا تھا کہ اسکی قیمت بھی انگریزی رسالہ کے برابر ہی رکھی جاوے ابھی تک انکی طرف سے بھی کوئی درخواست نہیں پہونچی۔ اس سے میرے اس خیال کی اور بھی تقویت ہوتی ہے۔ کہ احباب نے اپنی جگہ یہ خیال کر لیا ہے کہ چھپنے پر درخواستیں بھیجی جاویں گی اجتک لاہور سے۔ گوجرانوالہ سے سیالکوٹ سے۔ وزیرآباد سے لالہ موسیٰ سے۔ جہلم سے پشاور سے۔ امرت سر سے کپورتھلہ سے۔ پٹیالہ سے مالیر کوٹلہ سے۔ میرٹھ سے الہ آباد سے۔ حیدرآباد سے اور دیگر مقامات سے کوئی درخواست نہیں آئی اس لیے میں دوبارہ احباب کی خدمت میں یہ درخواست کرتا ہوں۔ کہ اردو میگزین کی تجویز کی تکمیل مشروط ھی اس شرط سے کہ (۳۰۰) سو درخواست راقم کے پاس پہونچ جاوے ورنہ پھر ان مضامین کا مکمل صورت میں ملنا ایک مشکل امر ہوگا۔

۱۳ نومبر ۱۹۰۱ء

خاکسار محمد علی از قادیان

کسی گذشتہ اشو الحکم میں انگریزی میگزین کے پہلے نمبر کی پندرہ نومبر تک نکلنے کا خیال ظاہر کیا گیا تھا۔ مگر سکرٹری صاحب کی کم فرصتی کیوجہ سے بعض اہم باتیں جو موقت الشیوع پرچوں کی اشاعت کے لیے ضروری ہیں اب تک پوری نہیں ہوسکیں اس لیے التوا پڑ گیا ہے جبھی یہ امور طے ہوجاویں گے پہلا نمبر چھپنا شروع ہو جاوے گا

خاکسار محمد علی ۱۴ نومبر ۱۹۰۱ء

سلسلہ احمدیہ کی نئی تصنیف

اس کتاب کے مصنف نے جزاہ اللہ خیرا جسقدر محنت اس کتاب کے تیار کرنے میں اٹھائی ہے کتاب کے مطالعہ سے ہی پتہ لگ سکتا ہے۔ تفسیر اور حدیث کی ضخیم مجلدوں میں کوئی بات نہیں چھوڑی جو حضرت اقدس کے دعویٰ سے تعلق رکھتی معلوم ہوتی تھیں اس لیے اس کتاب کا حجم بہت بڑھ گیا ہے۔ مگر قابل تعریف خوبی سے مصنف نے ان مضامین کو ترتیب دی ہے جتنے امور تنقیح طلب متعلق دعویٰ مسیح موعود علیہ السلام تھے ہر ایک کیلئے علحدہ باب اور فصلیں قائم کی ہیں اور ہر ایک باب اور فصل میں سیر کن بحث ہر ایک پر کما حقہ کی ہے عقل حیران رہجاتی ہے کہ اس قدر بھاری ذخیرہ کو ایک ہی آدمی کیونکر اس خوبی کے ساتھ ترتیب دے سکتا تھا کہ جس سے بہتر ممکن نہیں۔ طرز بیان نہایت واضح اور عام فہم۔ گویا حضرت مسیح علیہ السلام کی کتابوں کا ایک خلاصہ ہے۔ اس کتاب کو ہاتھ میں لے کر مخالف پر یقینی فتح ہے۔ چونکہ ہمارے دوستوں میں سے کم و بیش ہر ایک کو مباحثے پیش آتے ہیں اسلیے ایسی عمدہ ہتھیار کا جو ہر وقت ہر مباحثہ میں کام آسکے پاس رکھنا نہایت ضروری ہے اور خاصکر جب حضرت اقدس نے بذریعہ اشتہار بڑے دنوں کے جلسہ میں احباب کو امتحان کے لیے مطلع فرمایا ہے تو نہایت ضروری ہے کہ اس کتاب پر بھی ایک نظر ڈال لی جائے دعوے کے متعلق جن جن امور پر سوال ہو سکتے ہیں وہ سب علحدہ

رجسٹرڈ ایل ۷

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

قیمت پیشگی سالانہ عوام سے (عمہ) خواص اور معاونین سے (للعہ) ہندوستان سے باہر (لٹے)

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

شعبان ۱۳۱۹ھ

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ - کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۴۳ | دار الامن و الامان قادیان ۲۴ر نومبر ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

سیر

۱۷ نومبر ۱۹۰۱ء

حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام

حسب معمول سیر کو نکلے ۔ راستہ میں جناب سید ناصر نواب صاحب نے اپنا ایک خط جو انھوں نے اپنے کسی عزیز کے خط کے جواب میں بغرض تبلیغ لکھا ہے سنانا شروع کیا ۔ چونکہ خط بہت لمبا اور طویل تھا اور درمیان میں حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام بعض مقامات پر اس کی اصلاح یا بعض امور تشریح مزید کی غرض سے بیان فرماتے تھے اس لیے واپس مکان تک پہونچنے پر بھی وہ خط ختم نہ ہوا چنانچہ حضرت اقدس نے مناسب سمجھا کہ نیچے بیٹھکر تمام سن لیں حضرت مولوی نور الدین صاحب کے مطب میں بیٹھے ہوے اُسے سنتے رہے اور مختلف مقامات پر آپ نے فرمایا

آذر حضرت ابراہیم کا باپ ہی تھا اللہ تعالے نے اسکا نام اَبْ رکھا ہے اس قسم کے انقلاب دنیا میں ہوتے آئے ہیں کبھی باپ صالح ہوتا ہے بیٹا طالح ہوتا ہی اور کبھی بیٹا صالح ہوتا ہے باپ طالح ہوتا ہے ۔

ہمارے پڑ دادا صاحب بڑے مخیر تھے اور با خدا بزرگ تھے چنانچہ لوگ کہا کرتے تھے کہ ان کو گولی کا اثر نہیں ہوتا ۔ ایک وقت میں اُنکے دسترخوان پر ۵۰۰ آدمی ہوا کرتے تھے اور اکثر حافظ قرآن اور عالم اُن کے پاس رہتے تھے اور قادیان کے اردگرد ایک فصیل ہوتی تھی جسپر تین یا چار چھکڑے برابر برابر چلا کرتے تھے

خدا کی قدرت سکھوں کی تعدی اور لوٹ کھسوٹ ہیں وہ سب سلسلہ جاتا رہا اور ہمارے بزرگ یہاں سے چلے گئے ۔ پھر جب امن ہوا تو واپس آگئے

پھر ضمناً سادات کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا کہ سید باعتبار اولاد علی رضی اللہ تعالے عنہ کے نہیں کہلاتے بلکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد ہونے کے حیثیت سے کہلاتے ہیں ۔

ایک موقع پر میر صاحب کے عزیز نے اپنے خط میں ترکوں کی برائی لکھی تھی اور میر صاحب اُس کا معقول جواب سنا رہے تھے حضرت اقدس نے اسپر فرمایا

اگرچہ ہمارے نزدیک اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ ہی ہے اور ہمیں خواہ مخواہ ضروری نہیں کہ ترکوں کی تعریف کریں یا کسی اور کی مگر سچی اور حقیقی بات کے اظہار سے ہم رک

نہیں سکتے۔ ترکوں کے ذریعہ سے اسلام کو بہت بڑی قوت حاصل ہوئی ہے یہ کہنا کہ وہ پہلے کافر تھے یہ طعن درست نہیں کوئی دو سو برس پہلے کافر ہوا کوئی چار سو برس پہلے یہ کیا ہے آخر جو آج سید کہلاتے ہیں کیا اُنکے آباء و اجداد پر کوئی وقت کفر کی حالت کا نہیں گذرا؟ پھر ایسے اعتراض کرنا دانشمندی نہیں ہے۔

ہندوستان میں جب یہ مغل آئے تو انہوں نے مسجدیں بنوائیں اور اپنا قیام کیا الناس علی دین ملوکہم کے اثر سے اسلام پھیلنا شروع ہوا اور اب تک بھی حرمین شریفین ترکوں ہی کی حفاظت کے نیچے خدا نے رکھی ہوئی ہیں۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں خدا تعالیٰ نے دو ہی گروہ رکھے ہوئے ہیں ایک ترک دوسرے سادات۔ ترک ظاہری حکومت اور ریاست کے حقدار ہوئے اور سادات کو فقر کا مبدار قرار دیا گیا چنانچہ صوفیوں نے فقر اور روحانی فیوض کا مبدار سادات ہی کو ٹھیرایا ہے اور میں نے بھی اپنے کشوف میں ایسا ہی پایا ہے دنیا کا عروج ترکوں کو ملا ہے۔ حضرت اقدس یہ ذکر کر رہے تھے کہ ایک یورپین صاحب باہر اندر آئے اور ٹوپی اُتار کر مجلس میں آگے بڑھے اور پڑھ کر یہی کہا۔

یورپین: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ

ان کے السلام علیکم کہنے پر مختلف خیال حاضرین مجلس کے دل میں گذرے کسی نے ترک سمجھا اور کسی نے نومسلم صاحب موصوف کو بیٹھے ہوئے ایک منٹ ہی گذرا ہوگا کہ خانصاحب نواب خانصاحب تحصیلدار گجرات نے پوچھا آپ کہاں سے آئے ہیں؟

یورپین۔ میں سیاح ہوں۔

خانصاحب۔ آپ کا وطن۔

یورپین۔ میں اتنی اردو نہیں جانتا۔

اور پھر کچھ سمجھکر بولا۔ او۔ ہاں انگلینڈ استنے میں مفتی محمد صادق صاحب آگئے حضرت اقدس کے ایما سے وہ ترجمان ہوئے اور اسطرح پر حضرت اقدس اور یورپین نو وارد میں گفتگو ہوئی۔

حضرت۔ آپ کہاں سے آئے ہیں۔

یورپین۔ میں کشمیر سے کلو گیا تھا اور وہاں سے ہوکر اب یہاں آتا ہوں۔

حضرت۔ آپکا اصل وطن کہاں ہے۔

یورپین۔ انگلینڈ۔ میں سیاح ہوں اور عرب اور کربلا میں بھی گیا تھا اب میں یہاں سے مصر پھر یاتکا رتیج اور شوڈان کو جاؤنگا۔

حضرت۔ آپ کے اس سفر کا کیا مقصد ہے۔

یورپین۔ صرف دید شنید۔ سیاحت

حضرت۔ کیا آپ بحیثیت کسی پادری کے سفر کرتے ہیں۔

یورپین۔ ہرگز نہیں۔

حضرت۔ آپ کی دلچسپی زیادہ تر کس امر کے ساتھ ہے کیا مذہب کے ساتھ یا علمی امور کیطرف یا پولیٹیکل امور کے ساتھ؟

یورپین۔ میں صرف نظارۂ عالم دیکھنا چاہتا ہوں۔ تاکہ کسی طرح دل مضطر کو قرار ہو۔

حضرت۔ آخر آپکے سفر کی کوئی غرض بھی ہے۔

یورپین۔ کوئی مدعا نہیں۔

حضرت کیا آپ فرمیسن ہیں۔

یورپین۔ میں انہیں یقین نہیں رکھتا بلکہ میں اپنا آپ ہی بادشاہ ہوں اور آپ ہی اپنا لاٹ ہوں میں سب کا دوست ہوں اور کسیکا دشمن نہیں۔

حضرت۔ آپ کا نام کیا ہے۔

یورپین۔ ٹی۔ ڈی۔ ڈکسن۔

حضرت۔ عیسائی فرقوں میں سے آپ کس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔

یورپین۔ میں کسی فرقہ کا پابند نہیں ہوں۔ میرا اپنا مذہب خاص ہے دنیا میں کوئی ایسا مذہب نہیں ہے جسمیں صداقتیں نہوں میں ان سب مذاہب میں سے صداقتوں کو لیکر اپنا ایک الگ مذہب بناتا ہوں۔

حضرت۔ اگر آپ کا کوئی مذہب نہیں تو یہ مجموعہ انتخاب بھی تو ایک مذہب ہی ہونا چاہیے۔

یورپین۔ ہاں اگر اسے مذہب کہنا چاہیے تو میرا یہی مذہب ہے۔ کہ مختلف صداقتیں لیتا ہوں۔

حضرت۔ اچھا جو مذہب آپنے مختلف مذاہب کی صداقتوں کو لیکر جمع کیا ہے وہ غلطیوں سے بالکل منزہ ہے یا کوئی اور مذہب بھی ایسا آپ کے نزدیک ہے جو بالکل غلطیوں سے مبرا ہو۔

یورپین۔ جو مذہب میں نے جمع کیا ہے وہ تعلیم یافتہ لوگوں کے لیے اچھا ہے اور وہ مسیح کی اس تمثیل کے اصول پر ہے جو اس نے کسی مالدار آدمی کی بیان کی ہے کہ اُسنے اپنے نوکروں کو کچھ کچھ دیا انہیں سے ایک نے تو اُس روپیہ کو کسی مصرف میں لگایا اور اُس سے کچھ بنایا دوسرے نے کچھ نہ کیا۔ پس خدا نے جو کچھ ہمکو دیا ہے اگر ہم اس سے کچھ بنائیں تو وہ خوش ہوتا ہے اور جو کچھ نہیں بناتا اُس سے ناراض ہوتا ہے۔

حضرت۔ اچھا آپ کچھ روز یہاں قیام کریں گے؟ تاکہ آپ ہمارے مذہب سے جو ہم پیش کرتے ہیں فائدہ اُٹھائیں۔

یورپین میں ایک دن کے بعد واپس جانا چاہتا ہوں اور زیادہ سے زیادہ کل تک ٹھیر سکتا ہوں

حضرت۔ آپ ایکہفتہ تک نہیں ٹھہر سکتے۔

یورپین۔ نہیں میں نہیں ٹھہر سکتا مسٹر کینیڈی ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس بٹالہ میں میرے منتظر ہونگے میں انھیں آج آنے کو کہہ آیا تھا مگر خیر کل چلا جاؤنگا۔

حضرت۔ جب آپ کسی کے نوکر نہیں

اور اپنے آپ ہی بادشاہ ہیں اور صرف نظارہ عالم کے لیے آپ نکلے ہیں تو پھر کیوں آپ ایک ہفتہ تک نہیں ٹھہر سکتے۔

یورپین۔ یہ سچ ہے مگر میں نے اپنے پیش نظر کل دنیا کا دیکھنا رکھا ہے اگر میں اس طرح پھر ٹھہرنے لگوں تو مجھے اندیشہ ہے کہ بہت سی دلچسپیاں مجھے ہٹھ رہ جائیں گی۔

حضرت۔ آپ کے چہرہ سے اچھے آثار نظر آتے ہیں اور آپ سمجھدار اور زیرک معلوم ہوتے ہیں کیا اچھا ہو کہ آپ ایک ہفتہ یہاں رہ جائیں اور ہماری باتوں کو سمجھ لیں اگر آپ کا ارادہ ہو اور آپ پسند کریں تو صاحب کو ایک چٹھی لکھ دی جاوے۔

یورپین۔ میں آپ کا بہت ہی مشکور ہوں اور مجھے افسوس ہے کہ میں ایک دن سے زیادہ نہیں ٹھہر سکتا۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے نو وارد سیاح کے لیے کھانے کا حکم دیا کہ جو کچھ یہ کھانا چاہیں وہ شیخ مسیح اللہ خانساماں سے جو وہ انگریزی کھانے پکانے میں استاد ہیں طیار کرایا جاوے اور گول کمرہ میں انکو ٹھہرا دیا جاوے چنانچہ حضرت اقدس اس کے بعد تشریف لے گئے اور صاحب ممدوح مولوی **محمد علی** صاحب ایم۔اے کی رہبری سے اور چند احباب کے ہمراہ مدرسہ کے مختلف کمروں میں گئے اور پھر لائبریری میں جاکر نا ٹو وچ روسی کی کتاب مسیح کی نامعلوم زندگی کے حالات کو دیکھکر اس کتاب کے پڑھنے کی خواہش ظاہر کی جو انکو فی الفور نکالکر دی گئی۔ اس کے بعد انکو گول کمرہ میں ٹھہرایا گیا۔ اس اثنا میں ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب سے کچھ باتیں ہوتی رہیں اور پھر مولوی محمد علی صاحب اور مفتی محمد صادق صاحب مختلف اوقات میں آپ سے اپنے مذہب کے متعلق عجیب عجیب پیرایوں میں کلام کرتے رہے خصوصیت کے ساتھ مسیح کی قبر کا کشمیر میں ہونا اور عربی زبان کا ام الالسنہ ہونا اور دوسرے مسلمانوں کی نسبت احمدی قوم کے خاص طور پر اخلاق اور روحانی ترقی میں ممتاز ہونے کا ذکر ہوتا رہا جسکا اس نے خود اعتراف کیا اور یہ دیکھکر اسے تعجب ہوا کہ کیونکر ایک چھوٹے سے گاؤں میں جہاں کسی قسم کی دلچسپی کا سامان نہیں ایک شخص ہر قسم کے اہل کمال اور زیرک انسان اپنے گرد جمع رکھتا ہے۔ جب وہ یہ سنتا کہ عربی کے عالم یہاں ہیں عبری کے عالم یہاں ہیں۔ انگریزی کے عالم یہاں ہیں فارسی کے عالم یہاں ہیں۔ ڈاکٹر یہاں ہیں وغیرہ وغیرہ تو اسپر ایک خاص قسم کا اثر ہوتا تھا۔

مسیح کی قبر کشمیر کے بیان کے سلسلہ میں اس نے بتایا کہ میں نے ایک سکہ دیکھا ہے جسپر لکھا تھا کہ میں شہنشاہ اور نجات دہندہ ہوں اور اس نے یہ بھی کہا کہ کشمیر کے ایک پنڈت نے مجھے کہا کہ میرے پاس سنسکرت زبان میں ایک کتاب ہے جسمیں مسیح کے حالات لکھے ہوئے ہیں۔

اور اس نے یہ بھی کہا کہ بدھوں کی زبان پالی ہے اور یہودیہ کو پالسٹائن یا پالستان کہتے ہیں یہ اس نے کشمیریوں کے بنی اسرائیل ہونے کے ذکر میں بیان کیا۔

عصر کی نماز کے بعد اس نے حضرت اقدس کے تین فوٹو لیے۔ دو فوٹو آپ کے احباب کے ساتھ لیے اور ایک فوٹو الگ لیا۔

(باقی آیندہ)

۱۷ نومبر ۱۹۰۱ء کی شام

بابو محمد صاحب ہیڈ کلرک نہر سرہند اور منشی الٰہی بخش صاحب لاہوری ملہم اور حافظ محمد یوسف صاحب امرتسری کے درمیان خط و کتابت ہوئی تھی جو بابو محمد صاحب نے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بھیجدی ہے اس خط و کتابت میں الٰہی بخش صاحب کا ایک الہام بھی درج ہے جسمیں بتایا گیا (خاک بدہنش) کہ مرزا صاحب چند روز میں ذلیل ہو جائیں گے۔

اس الہام کو چونکہ منشی الٰہی بخش نے صاف دیکھا ہے کہ اُلٹا اُن پر ہی پڑا ہے اور سلسلہ عالیہ تو خدا کے فضل سے آناً فاناً ترقی کر رہا ہے اور ادھر حضرت حجۃ اللہ کو لگ خطاب العزۃ کے الہام ہوتے ہیں منشی الٰہی بخش اینڈ کو نے اپنی ذلت کے چھپانے کے لیے کتاب میں درج نہ کیا۔ مگر انکی شامت اعمال کب انھیں چھوڑ سکتی تھی یہ خط و کتابت انشاء اللہ مناسب صورت پر شائع ہوگی۔ غرض اس خط و کتابت پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ

ہمارا دعویٰ ہے کہ دنیا میں کوئی ایسا آدمی پیش کرو کہ جس کے اسقدر نشانات جن کے کروڑوں آدمی گواہ ہوں پورے ہوئے ہوں ایک سو سے زیادہ عظیم الشان پیشگوئیاں کتاب (تریاق القلوب) میں درج کر دی گئی ہیں۔ جب یہ لوگ کچھ پیش نہیں کر سکتے تو کہدیتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی فضیلت کا دعویٰ کرتے ہیں انکو اتنی خبر نہیں کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر کہاں فضیلت ہوئی یہ بزرگی اور عظمت تو آپ ہی کی

ہوئی۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باہر تو کوئی چیز نہیں بلکہ اسی کے رنگ اور اسی کی چادر میں ہو کر یہ ظہور نشانات کا ہو رہا ہے اور اسی کے ہاتھ پر صادر ہو رہے ہیں اصل بات یہ ہے کہ جو اسباب اور سامان تبلیغ اور اشاعت کے ہمیں میسر آئے ہیں اور اس زمانہ میں جمع ہوئے ہیں وہ پہلے نہیں ہوئے اور نہ مذاہب کا اسقدر زور ہوا۔ غرض یہ نشانات اپنی نظیر نہیں رکھتے۔ الٰہی بخش کی پیشگوئیاں کیا حقیقت رکھ سکتی ہیں۔

پھر مختلف باتوں کے تذکرہ میں فرمایا۔

جو قوی خدا نے انسان کو دیے ہیں ان سب سے بجز سچے موحد کے کوئی دوسرا کام نہیں لے سکتا۔ شیعہ ترقی نہیں کر سکتے کیونکہ وہ تو اپنی ساری کوششوں کا منتہا امام حسین رضی کو سمجھ بیٹھے انکو رو لینا اور ماتم کر لینا کافی قرار دے لیا ہمارے استاد ایک شیعہ تھے گل علی شاہ انکا نام تھا کبھی نماز نہیں پڑھا کرتے تھے منہ تک نہ دھوتے تھے اسپر نواب صاحب نے آپکی تائید میں بیان کیا کہ وہ میرے والد صاحب کے بھی استاد تھے اور وہاں جایا کرتے تھے اور یہ واقعی سچ ہے کہ ان کی مسجدیں غیر آباد ہوتی ہیں ہماری مسجد کا ایسا ہی حال تھا اور اب خدا کے فضل سے وہ آباد ہو گئی ہے اور لوگ نماز پڑھنے لگے ہیں اسپر حضرت اقدس نے نواب صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا وہ کبھی کبھی آپ کے والد صاحب کا ذکر کیا کرتے تھے اور یہاں سے تین تین مہینے کی رخصت لے کر مالیر کوٹلہ جایا کرتے تھے۔ میں نے غائبانہ بھی کئی مرتبہ ذکر کیا ہے اور میری فراست مجھے یہی بتاتی ہے (اور یہ نواب صاحب کی مسجد کے آباد ہونے اور نماز یوں کے آنے کے ذکر پر فرمایا) کہ راستی کو قبول کرنا اور پھر خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال سے ڈر جانا اور اسکی طرف رجوع کرنا آپکے اور آپ کی اولاد کے اقبال کی نشانی ہے بجز اس کے کہ انسان سچائی سے خدا کی طرف آئے خدا کسی کی پروا نہیں کرتا خواہ وہ کوئی ہو۔

مبارکدن ہمیشہ نیک بخت کو ملتے ہیں۔

یہ آثار صلاحیت۔ تقویٰ اور خدا ترسی کے جو آپ میں پیدا ہو گئے ہیں آپ کے لیے اور آپ کی اولاد کے لیے بہت ہی مفید ہیں۔

پھر جناب مولوی عبدالکریم صاحب نے طاعون کی خبر پوچھی کہ آج آپ نے اخبار پڑھا ہوگا کیا لکھا ہے۔

فرمایا مجمل طور پر لکھا ہے کہ طاعون ترقی پر ہے۔ میرا ارادہ ہے اور مولوی صاحب نے بھی کہا ہے کہ ایک بار پھر طاعون کے متعلق ایک اشتہار دیدیا جاوے کہ لوگ رجوع کریں اور سچی پاکیزگی اور تبدیلی پیدا کریں۔

پھر ضمناً فرمایا کہ دیکھا گیا ہے اور سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ جسقدر زور ہوا ہے سچوں ہی پر ہوا ہے انکی مخالفت میں ساری طاقتیں خرچ کی گئی ہیں دیکھو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں کتنا زور لگایا گیا برخلاف اس کے مسلیمہ کذاب کو فی الفور مان لیا گیا ایسا ہی حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت میں بھی ہوا اور اب بھی ایسا ہی ہوا۔ جھوٹوں کو کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ راستبازپر حلہ پر حملہ کرتے ہیں اور اس کی مخالفت کیلیے سب مل بیٹھے ہیں۔

اسی اثنا میں جناب مرزا خدا بخش صاحب اپنی کتاب عسل مصفی سناتے رہے۔ بعد نماز عشا حضرت اقدس دولت سرا کو تشریف فرما ہوئے

اس سے پیشتر کہ حضور اندر تشریف لے جائیں آج تھے آئے ہوئے نو وارد مہمان انگریز کے متعلق دو چار باتیں فرمائیں وہ ہم انشاء اللہ تعالے ناظرین کو پھر سناویں گے۔

فونوگراف

کے ذریعہ دعوت اسلام

ناظرین الحکم غالباً اس خبر سے ناواقف نہیں کہ حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کا منشا ہے کہ فونوگراف میں اپنی تقریر بند کر کے دوسرے ممالک میں بھیجیں اس تجربہ کے لیے عالی جناب

نواب محمد علی خاں صاحب

رئیس اعظم مالیر کوٹلہ کی خدمت میں لکھا گیا تھا کہ جب دار الامان آئیں تو اپنا فونوگراف لیتے آئیں چنانچہ وہ لے آئے۔ اور حضرت اقدس کو وہ دکھایا گیا

قادیان جیسے گاؤں میں فونوگراف تو ایک عجیب تحفہ سمجھنا چاہیے اور حقیقت میں وہ عجیب چیز ہے اس لیے جب گاؤں میں یہ چرچا ہوا تو اکثر لوگوں کو اس کے دیکھنے کا خیال ہوا۔ مگر فونوگراف ایک ایسے معزز و مقتدر انسان کے ہاتھ میں تھا کہ ہر کس و ناکس جرأت نہ ہو سکتی تھی کہ وہ جا کر براہ راست عرض کرے اگرچہ نواب صاحب کے اخلاق فاضلہ سے بعید تھا کہ کوئی شریف

اگر چاہتا تو وہ نہ دکھاتے مگر لالہ شرمپت رائے (جنکے نام سے الحکم کے ناظرین اور حضرت اقدس کی کتابیں پڑھنے والے خوب واقف ہیں) نے حضرت اقدس کے حضور التجا کی چنانچہ ۲۰ نومبر ۱۹۰۱ء کو نماز ظہر کے لیے جب حضرت اقدس تشریف لائے تو آپ نے نواب صاحب ممدوح سے لالہ شرمپت رائے کی درخواست کا ذکر فرمایا نواب صاحب نے منظور فرمالیا مگر اب قابل قدر اور لائق ذکر یہ بات ہے کہ حضرت اقدس نے سوچا کہ یہ لوگ تو بطور کھیل اور عجوبہ کے اسکو دیکھنا چاہتے ہیں بہتر ہوگا کہ ہم اس سے اپنا کام لیں اور اسکو تبلیغ کریں چنانچہ آپ نے یہ تجویز فرمائی کہ اسمیں چند شعر جو ہم طیار کردیتے ہیں بند کیے جائیں اور ایسا ہی پرانی نظموں میں سے اور کچھ قرآن شریف فرمایا مولوی عبد الکریم صاحب بند کردیں یا صاحبزادہ سراج الحق صاحب جنکی آواز اچھی ہے۔ آخر مولوی عبد الکریم صاحب نے ان شعروں کو بند کیا۔

کوئی پانچ ساڑھے چار بجے کے قریب حضرت اقدس کے بالاخانہ کے صحن میں فونوگراف رکھا گیا اور مندرجہ ذیل رقعہ لالہ شرمپت رائے کو لکھا گیا۔

رقعہ

لالہ شرمپت۔ نواب صاحب کو کہہ کر فینوگراف منگوا لیا ہے اب تمہاری انتظاری ہے اگر ملاوامل بھی دیکھنا چاہے وہ بھی آجائے بلکہ اگر پانچ سات اور آدمی آنا چاہیں تو مضائقہ نہیں ہے ہر روز فرصت نہیں ملتی اس وقت فرصت نکالی ہے جلد آنا چاہیے۔ (مرزا غلام احمد)

چنانچہ لالہ شرمپت رائے اور آریہ سماج کا سکرٹری اور بہت سے لوگ ہندو اور مسلمان اس کے سننے کو آئے اور لالہ شرمپت رائے کو فونوگراف کے بالکل پاس بٹھایا گیا سب سے پہلے فونوگراف نے منشی نواب خان صاحب ثاقب مالیر کوٹلوی کے لب ولہجہ میں یہ چند شعر سنائے۔

اشعار

بدہ از چشم خود آبے درختان محبت را
مگر روزے دہند مت میوہای پر حلاوت را
سر اسلام در باطن حقیقتہا ہمی دارد
کجا باشد خبر زاں سر گرفتاران صورت را
من از یار آمدم تا خلق را این راہ بنمایم
گر امروزم نمی بینی ببینی روز حسرت را
گر از چشم تو پنہان ست شانم دم مزن بارے
کہ بد بیر ہیز بیمار ے نہ بیند روی صحت را

اس کے بعد فونوگراف سے مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے لب ولہجہ میں یہ اشعار نکلے۔

اشعار

آواز آرہی ہے یہ فونوگراف سے
ڈھونڈو خدا کو دل سے نہ لاف و گزاف سے
جب تک عمل نہیں ہے دل پاک و صاف سے
کمتر نہیں یہ مشغلہ بت کے طواف سے
باہر اگر نہیں دل مردہ غلاف سے
حاصل ہی کیا ہے جنگ و جدال و خلاف سے
وہ دیں ہی کیا ہے جسمیں خدا سے نشاں نہ ہو
تائید حق نہ ہو مدد آسماں نہ ہو
مذہب بھی ایک کھیل ہے جبتک یقیں نہیں
جو نور سے تہی ہے خدا سے وہ دیں نہیں
دین خدا وہی ہے جو دریائے نور ہے
جو اس سے دور ہے وہ خدا سے بھی دور ہے
دین خدا وہی ہے جو ہے وہ خدا نما
کس کام کا وہ دیں جو نہ ہووے گرہ کشا
جنکا یہ دیں نہیں ہے نہیں انمیں کچھ بھی دم
دنیا سے آگے ایک بھی چلتا نہیں قدم
وہ لوگ جو کہ معرفت حق میں خام ہیں
بت ترک کرکے پھر بھی بتوں کے غلام ہیں

یہ اشعار پھر دوبارہ پڑھے گئے جس وقت یہ اشعار حضرت اقدس نے خاص اسی تقریب کے لیے چند منٹ میں لکھ دیے تھے جب فونوگراف سے نکل رہے تھے تو احمدی جماعت کے ایمان میں ترقی اور تازگی آتی تھی اور ان کے چہروں سے خوشی اور لذت کے آثار نمایاں تھے برخلاف اس کے جو لوگ فونوگراف سننے کی درخواست کرنے والوں میں تھے ان کے چہروں پر ایک رنگ آتا اور جاتا تھا مگر مجبور تھے سننا پڑا۔ اس کے بعد فونوگراف نے پھر حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی آواز میں یہ چند شعر حضرت اقدس کے ایک الہامی نعتیہ قصیدہ کے سنائے۔

اشعار

عجب نوریست در جان محمد
عجب لعلیست در کان محمد
ز ظلمتہا دلی آنگہ شود صاف
کہ گردد از محبان محمد
عجب دارم دل آں ناکساں را
کہ رو تابند از خوان محمد
ندانم ہیچ نفسے در دو عالم
کہ دارد شوکت و شان محمد
خدا زاں سینہ بیزارست صد بار
کہ ہست از کینہ داران محمد
چہ ہیبت ہا بدادند ایں جواں را
کہ ناید کس بمیدان محمد
الا اے دشمن نادان و بے راہ
بترس از تیغ بران محمد
رہ مولی کہ گم کردند مردم
بجو در آل و اعوان محمد
الا اے منکر از شان محمد
ہم از نور نمایان محمد
کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمد

اس کے بعد قرآن شریف مولوی عبد الکریم صاحب کے لہجہ میں سنایا گیا اور جلسہ برخاست ہوا۔

مختصر نوٹ اور نکات

مرنا تو ایک دن ضروری ہے اور معلوم نہیں کہ موت کا فرشتہ کس وقت پیام اجل لے آوے۔ اس لیے ہر حال میں احتیاط ضروری ہے کہ ایسی حالت میں نہ مریں کہ جب ایک بھی اچھا کام دنیا میں نہ کیا ہو۔

غافل ز احتیاط نفس یک نفس مباش
شاید ہمیں نفس، نفس واپسیں بود

اس اصول کو مدنظر رکھکر اسلام نے یہ تعلیم دی ہے

لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ

یعنی انسان کو ہر وقت ہی مسلمان رہنا ضروری ہے۔

اسلام کیا ہے؟ مختصر الفاظ میں اسکا جواب یہ ہے کہ انسان اپنی ساری طاقتوں کو خدا کے سپرد کر دے اور اُسکا پورا فرمانبردار ہو جاوے۔ رنج میں راحت میں عسر میں یسر میں خدا کی رضا کا تابع ہو نہ اپنی خواہش کا۔

عجیب ہی بات ہے کہ دنیا میں خدا تعالےٰ کا قانون تو یہ ہے کہ ادنی ہمیشہ اعلیٰ پر قربان کیا گیا ہے جیسے ہم دیکھتے ہیں کہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے اس کی صحت اور بقا اور نظام تمدن کی خاطر تمام حیوانات اس کے لیے قربانی کا حکم رکھتے ہیں۔ پانی کے کیڑوں سے لے کر شہد کی مکھیوں اور ریشم کے کیڑوں اور تمام حیوانات اونٹ - بیل - بکری - گائے - بھینس وغیرہ سب انسانی زندگی کے خادم ہیں جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ اعلیٰ کے لیے ادنی کی قربانی رکھی گئی ہے مگر ہمارے عیسائی پادری کہتے ہیں کہ یہ قانون باوجودیکہ دنیا میں متعارف ہے لیکن صحیح نہیں ادنی کیلیے اعلی کی قربانی ہو سکتی ہے۔ اس لیے انسان کے بدلے میں خود خدا قربان ہوا - کیا خوب -

---

لوقا کی انجیل کے پہلے ہی باب میں لکھا ہے کہ فرشتہ نے مریم پر ظاہر ہو کر اسکو بیٹے کی خوشخبری دی اور کہا کہ اسکا نام عیسی رکھنا۔ ایک محقق عیسائیوں سے پوچھ سکتا ہے کہ اگر یہ بات جو لوقا نے لکھی ہے بالکل سچ ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ مریم اس کی ماں اور اسکے بھائی مسیح پر ایمان نہ لائے جنکو اس فرشتہ کی خبر تھی۔ اور انکار شدید کی نوبت کیوں پہونچی یہانتک کہ مسیح نے اپنے بھائیوں کے بھائی ہونے سے انکار کر دیا اور ماں سے بھی سخت بے رخی دکھلائی۔ اور اگر یہ بات یونہی ایک خود تراشیدہ اور ایجاد بندہ ہے تو پھر اسکی عظمت معلوم۔ !!!

حضرت اقدس حجۃ اللہ علے الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام نصائح کا خلاصہ تین امور ہیں۔

اوّل - خدا کے حقوق کو یاد کر کے اس کی عبادت اور اطاعت میں مشغول ہونا اس کی عظمت کو دل میں سمجھنا اور اس سے زیادہ محبت رکھنا اور اس سے ڈر کر نفسانی جذبات کو چھوڑنا اور اسکو واحد لاشریک جاننا اور اسکے لیے پاک زندگی رکھنا اور کسی انسان یا دوسری مخلوق کو اسکا مرتبہ نہ دینا اور درحقیقت اسکو تمام روحوں اور جسموں کا پیدا کرنے والا اور مالک یقین کرنا

ثانی - یہ کہ تمام بنی نوع سے ہمدردی کے ساتھ پیش آنا اور حتی المقدور ہر ایک سے بھلائی کرنا اور کم سے کم یہ کہ بھلائی کا ارادہ رکھنا۔

ثالث یہ کہ جس گورنمنٹ کے زیر سایہ خدا تعالیٰ نے ہمکو کر دیا ہے یعنی گورنمنٹ برطانیہ جو ہماری آبرو اور جان و مال کی محافظ ہے اس کی سچی خیر خواہی کرنا اور لیسے مخالف امن امور سے دور رہنا جو اسکو تشویش میں ڈالیں۔ یہ اصول ثلثہ ہیں جنکی محافظت ہماری جماعت کو کرنی چاہیے۔ اور جنہیں اعلیٰ سے اعلے نمونے دکھلانے چاہییں۔

لاش پر عبرت یہ کہتی ہے امیر
آئے تھے دنیا میں اسدن کیلیے

ہر ایک انسان کی خواہش ہے کہ اُسکی زندگی جہانتک ممکن ہو آرام سے کٹے اور کسی طرح کے رنج اور تکلیف کا اسے سامنا نہ ہو۔ اس خواہش کے لیے ایک پختہ اور تجربہ کار کہتا ہے کہ دو شخص اپنی حیات مستعار کو آرام سے کاٹ سکتے ہیں۔ اول وہ جو رنج و راحت کو توام سمجھتا ہو دوسرا وہ جس کے دل میں یہ سوال ہی کبھی پیدا نہ ہوا ہو۔ مگر قرآن شریف حصول آرام کی ایک ایسی راہ بتاتا ہے کہ جسمیں غم و رنج کا نام و نشان ہی نہیں اور وہ یہ ہے

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

لوگو اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمکو اور ان لوگوں کو جو تم سے پہلے تھے پیدا کیا اس عبادت کا یہ نتیجہ ہوگا کہ تم آرام پاؤ گے تکلیفوں سے بچو گے۔

امریکہ کی ایک سوسائٹی آجکل ایک عجیب تحقیقات میں مصروف ہے سوال یہ پیدا ہوا ہے کہ کیا انسان میں یہ خواہش ہے یا نہیں کہ بعد موجودہ زندگی کے کوئی دوسری زندگی ہو اسی دنیا میں پھر پیدا ہو یا کسی دوسرے طبقہ میں عالموں کی ذاتی خواہشات دریافت کی گئی ہیں

(۱) کیا آپ بعد موت زندہ رہنا پسند کریں گے یا نہیں

(۲) کیا آپ زندگی کے خواہاں ہیں خواہ شرائط کچھ ہی ہوں اگر نہیں تو آپکی

کیا حالت ہونی چاہیے - جو آپ کو قابل برداشت ہوگی - کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ انسانی زندگی میں کون کون چیزیں ہیں جو دائمی طور پر رکھنا چاہتے ہیں۔

(۳) کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ سوالات اول و دوم کے جوابات کیوں نفی یا اثبات میں دیتے ہیں۔

(۴) کیا آیندہ زندگی کا خیال رکھنا آپ آرام کے لیے ضروری خیال کرتے ہیں

(۵) کیا سوال (۱) (۲) - ۳ - (۴) کے جوابات میں کوئی تغیر آپ کی رائے میں ہوا ہے اگر ہوا ہے تو کیوں ؟ -

(۶) کیا آپ آیندہ زندگی کی نسبت یقینی ثبوت چاہیں گے یا محض اعتقاد پر بھروسہ کرینگے۔

جسمانی خیالات کا انسان جسمانی باتوں کو پسند کرتا ہے اور انکو بڑی چیز سمجھتا ہے مگر جسکو کچھ بھی روحانیت سے حصہ ملا ہے وہ روحانی زندگی کا طالب ہوتا ہے خدا تعالیٰ کے بندے راستباز اس لیے نہیں آتے کہ لوگوں کو جہان مٹی کے تماشے دکھائیں بلکہ اصل مطلب اور منشا اُن کا **جذب الی اللہ** ہوتا ہے اور آخر کار وہ اسی قوت قدسیہ کی وجہ سے شناخت کیے جاتے ہیں وہ نور جو ان کے اندر قوت جذب رکھتا ہے اگرچہ کوئی شخص اقتراح اور امتحان کے طور سے اسکو دیکھ نہیں سکتا بلکہ ٹھوکر کھاتا ہے مگر وہ نور آپ ہی ایک ایسی جماعت کو اپنی طرف کھینچ کر کھینچے جانے کے لائق ہے اپنا خارق عادت اثر ظاہر کر دیتا ہے۔

کچھ عرصہ ہوا ہم نے ایک انگریزی کے امتحانی پرچہ کو دیکھا تھا جو مدرسہ کی معمولی جماعت کے امتحان میں استاد دیا کرتے ہیں - اسمیں جو فقرات ترجمہ کیلیے دیے گئے تھے بعض کو ہم نے نوٹ کر لیا تھا ہم اپنے ناظرین کے لیے انھیں یہاں درج کر دیتے ہیں اس سے

فائدہ یہ ہوگا کہ ہمارے پڑھنے والے مدرسوں کو ایک راہ مل جاوے گی کہ ترجمہ کے لیے کس قسم کے فقرات کی ضرورت ہے جس سے علاوہ علمی اور ذہنی ترقی کے اخلاقی تعلیم کا کام بھی نکل سکے۔

(الف)- تمام چیزیں اُس شخص کی بہتری کے لیے کام کرتی ہیں جو خدا کو پیار کرتا ہے۔

(ب) چار چیزیں نہایت قدر کیے جانیکے لایق ہیں - تندرستی - علم - عقل اور محبت - انمیں سے چوتھی مقصد ہے اور پہلی تینوں اس مقصد کے حصول کے ذریعے۔

ج - خدا انکی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔

د - ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔

ہ - اپنے آپ کو جاننے کی کوشش کرو۔

و - نیکی کرو - اور نیک بنو۔

ز - سچی دانائی خالق اور مخلوق کی سچی محبت کو پیدا کرتی ہے۔

ح - خبردار ہو کہ جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے وہ سب کچھ خدا کی امانت تمہارے پاس ہے جسکے واسطے تم ذمہ دار ہو۔

ہمارے ملک میں ایک بہت مہلک اور خوفناک برائی پھیلی ہوئی ہے جسکو خودغرضی اور عام لا پروائی کہتے ہیں جب کسی کو اپنی ضرورتوں کے پورا کرنے کا سامان مل جاتا ہے اور اس کے اپنے گھر میں کوئی دُکھ اور تکلیف محسوس نہیں ہوتی تو وہ مزے کی نیند سونے لگتا ہے خواہ اس کے کروڑوں ہموطن کیسے ہی دکھ اور مصیبتوں میں مبتلا ہوں - سعدی نے کہا ہے کہ یہ جب مہلک مرض انسان کو لگ جاوے تو وہ انسانیت ہی کی حدود سے نکل جاتا ہے چنانچہ کہتا ہے -

تو کز محنت دیگراں بے غمی
نشاید کہ نامت نہند آدمی

آدمی جس روز سے پیدا ہوتا ہے اُسی روز سے حیات کا ایک روز کم ہوتا ہے لیکن باوجود آگاہی اور تجربہ کاری کے انجام کار سے غافل ہوتا ہے

خُطبہ

---

۲۲ نومبر ۱۹۰۱ء حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ نے پڑھا اور اس کا خلاصہ ایڈیٹر الحکم نے ناظرین کیلیے لکھا

وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا

سورۃ البقرہ رکوع ۲

یہ آیتیں سورہ بقرہ کے دوسرے رکوع کی ہیں - الحمد شریف میں خدا تعالیٰ نے تین راہیں بتائی ہیں ایک **انعمت علیھم** کی راہ دوسرے **مغضوب** تیسرے **الضالین** کی راہ -

انعمت علیھم کے معنے خود قرآن شریف نے بتائے ہیں کہ وہ **انبیا - صدیقا - شہداء اور صالحین** کی جماعت ہے -

انبیاء وہ رفیع الدرجات انسان ہوتے ہیں جو خدا سے خبریں پاتے ہیں اور مخلوق کو پہونچاتے ہیں پھر راستباز ہیں جو انبیا کی تصدیق کرتے ہیں اور پھر وہ لوگ ہیں جنکے لیے وہ باتیں گویا مشاہدہ میں آئی ہوئی ہیں اور پھر عام صالحین -

اس گروہ کی تفسیر خدا تعالیٰ نے آپ ہی سورہ بقرہ کے شروع میں بیان کر دی ہے کہ ہدایت کی راہ کیا ہے؟ وہ یہ کہ اللہ پر ایمان لائے جزا و سزا پر ایمان لاوے اور پھر اللہ ہی کی نیاز مندی

کے لیے تعظیم لامر اللہ کے واسطے نماز ان کو درست رکھنا اور شفقت علی خلق اللہ کے واسطے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انکو دیا ہے انہیں سے خرچ کریں۔

پھر اُس بات پر ایمان لا دیں کہ ہمیشہ خدا تعالیٰ سے تسلی اور تعلیم پا کر دنیا کی اصلاح کے لیے معلم اور مزکی آئے ہیں۔ یاد رکھو صرف علم تسلی بخش نہیں ہو سکتا جب تک معلّم نہ ہو۔ بائبل میں نصیحتوں کا انبار موجود ہے اور عیسائی بھی بغل میں کتاب لیے پھرتے ہیں پھر اگر ایمان صرف کتابوں سے مل جاتا تو کیا کمی تھی مگر نہیں ایسا نہیں خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو بھیجتا ہے جو **يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ** کے مصداق ہوتے ہیں۔

ان مزکی اور مطہر لوگوں کی توجہ انفاس اور روح میں ایک برکت اور جذب ہوتا ہے جو ان کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے انسان کے اندر تزکیہ کا کام شروع کرتا ہے یاد رکھو انسان خدا کے حضور نہیں پہونچ سکتا جب تک کہ کوئی اُسے خدا کی آیتیں "تلاوت کرنے والا اور پھر مزکی کرنے والا اور پھر علم اور عمل کی قوت دینے والا نہ ہو تلاوت تب مفید ہو سکتی ہے کہ علم ہو اور علم تب مفید ہو سکتا ہے جب عمل ہو اور عمل تزکیہ سے پیدا ہوتا ہے اور علم معلم سے ملتا ہے۔

بہر حال مومنوں کا ذکر ہے کہ ان کو ایمان بالغیب کی ضرورت ہے جس میں حشر نشر۔ صراط۔ جنت و نار سب داخل ہیں یہ اسکا عقیدہ اول درست ہو جائے تو پھر نماز سے امر الٰہی کی تعظیم پیدا ہوتی ہے اور خدا کے دیے ہوئے میں سے خرچ کرنے سے **شفقت علیٰ خلق اللہ** پھر برہموؤں کیطرح نہ ہو جاوے جو الہام کی ضرورت محسوس نہیں کرتے بلکہ وہ اس بات پر ایمان لائے کہ خدا تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام اتارا اور آپ سے پہلے بھی اور آپ کے بعد بھی مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ بند نہیں ہوا یہ تو **منعم علیہ** گروہ کا ذکر ہے۔

اس کے بعد وہ لوگ مغضوب ہیں جو خدا کے ماموروں کے وجود اور عدم وجود کو برابر سمجھ لیتے ہیں اور ان کے انذار اور عدم انذار کو مساوی جان لیتے ہیں اور پروا نہیں کرتے اور اپنے ہی علم و دانش پر خوش ہو جاتے ہیں وہ خدا کے غضب کے نیچے آ جاتے ہیں یہی حال یہود کا ہوا۔

پھر تیسرا گروہ گمراہوں کا ہے جنکا ذکر ان آیات میں ہے جو میں نے پڑھی ہیں انکے کا مومنیں دیں اور قریب ہوتا ہے وہ اپنے آپ کو کلام الٰہی کا خادم کہتے ہیں مگر **مَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ**

بڑی بڑی تجارتیں کرتے ہیں مگر ہدایت کے بدلے تباہی خریدتے ہیں اور کوئی عمدہ فائدہ اُن کی تجارت سے نہ ہوا۔

میرے دل میں بارہا یہ خیال آیا ہے کہ ایک تنکے پر بھی شئے کا اطلاق ہوتا ہے اور وہی شئے کا لفظ وسیع ہو کر خدا پر بھی بولا جاتا ہے۔

یاد رکھو نفاق دو قسم کا ہوتا ہے ایک وہ کہ دل میں کوئی صداقت نہیں ہوتی وہ اعتقادی منافق ہوتا ہے اس کا اعلیٰ سے اعلیٰ نمونہ عیسائیوں کا مذہب ہے انجیل کی حالت کو دیکھو کہ اس کی اشاعت پر کسقدر سعی بلیغ کی جاتی ہے مگر یہ پوچھو کہ اس کتاب کے جملہ جملہ پر اعتقاد ہے ؟ تو حقیقت معلوم ہو جائے گی اسطرح میں دیکھتا ہوں کہ خدا کا خوف اٹھ گیا ہے وہ دعویٰ اور معاہدہ کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا قابل غور ہو گیا ہے۔ اپنے حرکات و سکنات رفتار و گفتار پر نظر کرو کہ اس عہد کی رعایت کہاں تک کی جاتی ہے پس ہر وقت اپنا محاسبہ کرتے رہو ایسا نہ ہو کہ **مَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ** کے نیچے آ جاؤ۔

منافق کی خدا نے ایک عجیب مثال بیان کی ہے کہ ایک شخص نے آگ جلائی مگر وہ روشنی جو آگ سے حاصل کرنی چاہیے تھی وہ جاتی رہی اور ظلمت رہ گئی رات کو جنگل کے رہنے والے درندوں سے بچنے کے واسطے آگ جلایا کرتے ہیں لیکن جب وہ آگ بجھ گئی تو پھر کئی قسم کے خطرات کا اندیشہ ہے اسی طرح پر منافق اپنے نفاق میں ترقی کرتے کرتے یہاں تک پہونچ جاتا ہے اور اس کا دل ایسا ہو جاتا ہے کہ وہ حق کا گویا شنوا اور حق کا بینا نہیں رہتا ایک شخص اگر راہ میں جاتا ہو اور سامنے ہلاکت کا کوئی سامان ہو وہ دیکھکر بچ سکتا یا کسی کے کہنے سے بچ سکتا۔ یا خود کسی کو مدد کے لیے بلا کر بچ سکتا ہے مگر جسکی زبان آنکھ۔ کان۔ کچھ نہ ہو اُسکا بچنا محال ہے یا جوج ماجوج بھی آگ سے بڑے بڑے کام لے رہے ہیں مگر انجام وہی نظر آتا ہے مومن کا کام ہے کہ جب دعویٰ کرے تو کر کے دکھاوے کہ عملی قوت کسقدر رکھتا ہے عمل کے بدون دنیا کا فاتح ہونا محال ہے۔

یاد رکھو کہ ہر ایک عظیم الشان بات آسمان سے ہی آتی ہے۔ یہ امر خدا کی سنت اور خدا کے قانون میں داخل ہے کہ امساک باراں کے بعد مینہ برستا ہے سخت تاریکی کے بعد روشنی آتی ہے اسی طرح پر **فيج اعوج** اور سخت کمزوریوں کے بعد ایک روشنی ضروری ہے وہ شیطانی منصوبوں سے مل نہیں سکتی بہتوں کے لیے اسمیں ظلمت اور دُکھ ہو اور ایک نمک کا تاجر جو اسمیں جابر کر اسے پسند نہ کرے۔

بہت سی لوگ روشنی سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں اور اکثر ہوتے ہیں جو اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیتے ہیں مگر انکو اتنی خبر نہیں ہوتی کہ خدائی طاقت اپنا کام کر چکی ہوتی ہے غرض یہ ہے کہ علم حاصل کرو اور پھر عمل کرو۔ علم کے لیے معلم کی ضرورت ہے یہ دعویٰ کرنا کہ ہمارے پاس علم القرآن ہے صحیح نہیں ہے ایک نوجوان نے ایسا دعویٰ کیا ایک آیت کے معنے اس سے پوچھے تو ابتک نہیں بتا سکا ہمارے ہادی کامل نبی کریم کو تو یہ تعلیم ہوتی ہے **قُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا** تم بھی دعا کرو۔

یاد رکھو کہ اگر انعمت علیہم میں سے ہو تو اور ترقی کرو اور کسی وجود کی جو خدا کیطرف سے آیا ہے وجود اور عدم وجود کو برابر نہ سمجھو ظاہر و باطن مختلف نہ ہو دنیا کو دین پر مقدم نہ کرو۔ بعض اوقات

خط

ذیل میں ہم حضرت مولنٰا مولوی سیّد **محمد احسن** صاحب فاضل امروہی کا ایک بیش قیمت خط درج کرتے ہیں جو حضرت سید صاحب موصوف نے بظاہر **محمد یوسف** صاحب پنشنر ضلعدار امرت سر رفیق منشی **الٰہی بخش** عصائے موسیٰ کے ایک کارڈ کے جواب میں ہے مگر حقیقت میں اس اشتہار کی ایک لطیف شرح ہے جو **ایک غلطی کا ازالہ** کے عنوان سے حضرت اقدس **حجۃ اللہ علی الارض جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام** نے شائع فرمایا ہے۔ یہ خط جس قدر معارف اور حقائق اپنے اندر رکھتا ہے اسکے بیان اور اظہار سے ہمیں ضرورت نہیں **فاضل امروہی** کا نام ہی کافی ہے ہاں ہم یہ ضرور کہیں گے کہ اس خط میں فاضل موصوف روح القدس کی تائید سے بول رہے ہیں اس سے ناظرین کو کتاب **آیات الرحمٰن** کی عظمت اور خوبی کا بھی پتہ لگ جائے گا جس کے لیے ہم تحریک کرتے ہیں کہ بہت جلد اس کا شائع ہونا ضروری ہے اور نہ ہمارے نزدیک بلکہ حضرت اقدس کے نزدیک حضرت اقدس کی عین آرزو ہے کہ جسقدر جلد ممکن ہو یہ کتاب شائع ہو جائے

ہم تمہید کے بدون اس خط کو درج کرتے ہیں۔

وہ مبارک و پر معارف خط یہ ہے

(ایڈیٹر)

قیمۃ الوداد

مَا اُرِیۡدُ اِلَّا الۡاِصۡلَاحَ

وَمَا تَوۡفِیۡقِیۡۤ اِلَّا بِاللّٰهِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ

محبّ قدیم حضرت حافظ صاحب۔

وَعَلَیۡکُمُ السَّلَامُ۔ آپ کا کارڈ پہنچا آپ نے جو درجواب عریضہ خاکسار تحریر فرمایا ہے کہ کل میں نے اشتہار دیکھا جسمیں مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کا کیا ہے لہذا میں اپنے آنے سے انکار کرتا ہوں آپ کی ملاقات کرنی بھی پسند نہیں رہی کیونکہ آپ مقلد ہو گئے محقق نہیں رہے انتہی ملخصاً وکذا وکذا۔

جناب حافظ صاحب خدا آپ کا حافظ ہو۔ اولاً تو میں آپ کے اس کارڈ کو پڑھ کر متعجب ہوا کہ اللہ اکبر یہ تحریر اور حافظ محمد یوسف صاحب **الحجب ثم الحجب وَمَآ اَدۡرٰكَ مَا الۡعَجَبُ** یا تو حافظ صاحب بمقابلہ عبد الحق غزنوی کے حضرت مرزا صاحب اور مولوی نور الدین صاحب و محمد احسن کی طرف سے مباہلہ کرنیکو طیار سمجھے یا اب وہی حافظ صاحب ہیں جو انھیں قدیم مسائل مسلمہ اور فیصلہ شدہ پر ہماری ملاقات تک پسند نہیں فرماتے حالانکہ مخالفین اسلام عیسائی وآریہ وغیرہم سے برغبت تمام ملتے ہیں **واین ھذا من ذالک** وہی حافظ صاحب جنکو رویا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے صداقت حضرت مرزا صاحب کی ثابت ہو چکی تھی اب وہ اُس صداقت ثابت شدہ کے ایسے سخت منکر ہو گئے۔ وہی حافظ صاحب جنکے پیر مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم نے ایک کشف میں حضرت مرزا صاحبکو نور آسمانی قادیان کیطرف نازل ہوتے دیکھا اور اب اُن کا یہ حال ہے۔ وہی حافظ صاحب جنہوں نے کتاب تحذیر المومنین کو بڑی کوشش سے طبع کرایا جس میں اس مسئلہ نبوت کی بھی بخوبی تفسیر کی گئی تھی اب اسکی ایسی تکذیب کرتے ہیں۔ ؎ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ٭ میں اس حیرانی اور تعجب میں ہی تھا جو وجوہ ذیل نے اس تعجب کو دفع کر دیا۔ وجہ اول یہ کہ اُس کشف مولوی عبد اللہ صاحب میں آخری جملہ یہ بھی تھا کہ میری اولاد اُس نور سے محروم رہے گی اگرچہ حافظ صاحب ممدوح مولوی عبد اللہ صاحب کی اولاد نسبی جسمانی سے نہیں ہیں تاہم مریدین اور تلامذہ بھی اولاد روحانی اور معنوی ہوتے ہیں لہذا ممکن ہے کہ حافظ صاحب کی محرومی شاید اسی وجہ سے ہو۔ وجہ دوم گستاخی معاف ہو کہ تمام عمر جناب کی سرکاری کاموں کی انجام دہی میں گذری ہے دینی کاموں کیطرف توجہ نہیں فرمائی الا ماشاء اللہ اس لیے روحانی حالت جناب کی صبغۃ اللہ کے رنگ کے ساتھ مصبغ نہیں ہوئی تو پھر اب پیرانہ سالی میں جبکہ آپ ضعیف القویٰ بھی ہو گئے ہیں معارف وحقائق کیطرف کیونکر متوجہ ہو سکتے ہیں مگر الحمد للہ کہ یہ فضل الٰہی تو اس عاجز کے شامل حال ہی ہے کہ اس دم تک باوجود شدت ضعف و پیری کے کشف حقائق دینیہ میں مشغول و مصروف ہے اور رہے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ **اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ**۔

(۱) چونکہ مجھکو آپ کی خدمت میں قدیم سے محبت و دوستانہ ہے اور ہم دونوں قریب قریب اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں

بہت جلد پہونچنے والے ہیں لہذا میں آپ کو ایسے ضعیف بہانوں سے جو مندرج کارڈ ہیں ترک نہ کرونگا جب تک کہ اتمام حجت پورا نہ کرلوں اسی لیے **آیات الرحمٰن** جواب **عصائے موسیٰ** بھی لکھ رہا ہوں ان شاء اللہ تعالے۔ بحولہ و قوتہ۔ ترتیب آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ عصائے موسیٰ ہے یا الٰہی بخش عصٰی موسیٰ+ کا مصداق ہے یہ عریضہ بھی اتماماً للحجۃ لکھا گیا ہے۔ کیونکہ اس امت کی خیریت اور افضلیت اسمیں ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں مشغول رہے کما قال تعالے کنتم خیر امۃ **اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ** - ایضاً جس اشتہار کے حوالہ سے آپ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب نے دعوی نبوت کا کیا ہے اسی اشتہار میں حسب ذیل عبارتیں موجود ہیں جنہیں صاف و صریح اس دعوی سے انکار بھی کیا ہے افسوس ہے کہ آپ نے نہ دعوی کو سمجھا اور نہ انکار دعوے کو تفصیل عبارات یہ ہے

+ یعنی ۱۹۰۱ء الٰہی بخش سے ... حضرت موسیٰ کی - صفحہ

(۱)

بے شک اسطرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آسکتا دیکھو صلا سطا

(۲)

بے شک ایسا عقیدہ تو معصیت ہے اور آیت **وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ** اور حدیث شریف **لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ** اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے۔

(۳)

ہم اس قسم کے عقاید کے سخت مخالف ہیں۔ دیکھو کس شدت سے انکار ہے

(۴)

ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں یعنی آیت **خاتم النبیین** پر۔

(۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کردیے گئے الیٰ قولہ مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی **فنافی الرسول** کی یعنی استخلاف کامل جسکو دوسرے لفظوں میں بروز کہتے ہیں۔

(۶)

ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کرسکے یعنی بغیر حصول مرتبہ **فنافی الرسول** کے۔

(۷)

نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں۔ یعنی بغیر **فنافی الرسول** ہونے کے۔

(۸)

وَلَاسَبِيْلَ اِلٰى فُيُوْضِ اللّٰهِ مِنْ غَيْرِ تَوَسُّطِهٖ یعنی اللہ تعالیٰ کے فیوض کے حاصل کرنے کا اب کوئی طریقہ نہیں ہے بغیر توسط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

(۹)

ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جس پر جدید شریعت نازل ہو۔ دیکھو اس عبارت میں نبی شارع کی نفی بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قیامت تک موجود ہے۔

(۱۰)

وَمَنِ ادَّعٰى فَقَدْ كَفَرَ یعنی جو شخص نبوت تشریعی کا دعوی کرے وہ کافر ہوگیا۔

(۱۱)

میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانیوالا نہیں ہوں۔ ای حافظ صاحب ذرا آنکھیں کھولو۔

(۱۲)

اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ حافظ صاحب اللہ کے واسطے اس فقرہ کو پڑھو۔

(۱۳)

میں صاحب شریعت نہیں ہوں۔ خدا سے خوف کرکر اسکو پڑھو۔

(۱۴)

یہ تمام فیوض بلاواسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم

(۱۵)

غرض خاتم النبیین کا لفظ ایک الٰہی مہر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر لگ گئی ہے۔ اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جاوے۔ دیکھو کسقدر انکار شدید ہے۔

(۱۶)

اب نبوت پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے۔ دیکھو سہ ورقہ اشتہار میں کسقدر بار بار انکار ہے۔

(۱۷)

جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص نبی یا رسول ہونے کا دعوی کرتا ہے مجھے ایسا کوئی دعوی نہیں۔ حافظ صاحب باوجود ایسے انکاروں کے پھر بھی یہ الزام لگانا کسقدر جہالت ہے۔

(۱۸)

اسطور سے جو وہ خیال کرتے ہیں نہ نبی ہوں نہ رسول ہوں۔

(۱۹)

پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے کہ دعوی نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے۔

اے حافظ صاحب اگر آپ میں کچھ خوف خدا اور تقوی اللہ ہے تو آپ ایسے شخص کو جسکی عبارات اسقدر کثرت سے سہ ورقہ اشتہار میں انکار دعوی نبوت مستقل کے لیے موجود ہیں کہہ سکتے ہیں کہ وہ مدعی نبوت مستقل کا ہے یا کوئی عاقل بالغ کہہ سکتا ہے کہ اس فنافی الرسول نے اس نبوت اور رسالت کا دعوی کیا ہے جسکا انکار اجماع امت کر رہا ہے آپ اور میں دونوں لب گور بیٹھے ہوئے ہیں پھر کیونکر آپ کو ایسے الزام بیجا لگانے کی جرات ہوئی ہے ونعوذ **باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا** اب میں اس گذارش کے چند وہ مقدمات عرض کرتا ہوں جو تمام اکابر امت کو مسلم ہیں اور

...ـہ اور سنت صحیحہ اور اجماع امت ...مثبت ہیں اور چونکہ وہ مقدمات ...تو بھی مسلم ہیں لہذا اُن کے ادلہ ...ل کا حوالہ رسائل مولفہ خاکسار ...ہ تاکہ اس مقام پر تطویل لاطائل باعث ملالت جناب نہ ہو۔

مقدمہ اوّل

خواص و افراد امت مرحومہ کے مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ سے بے نصیب نہیں ہیں اور امور غیبیہ پر بذریعہ الہامات حسب ضرورت ازمنہ مشرف ہوتے ہیں اور رویا مومن کی چھیالیسواں جزنبوۃ کا ہے کما جاء فی الحدیث الصحیح۔

مقدمہ دوم

نبی کے معنے ہیں خدا کیطرف سے اطلاع پاکر غیب کی خبر دینے والا اور رسول کے معنے خدا کیطرف سے بھیجا ہوا یہ مقدمہ بھی آپ کو مسلم اور ایک صداقت ثابت شدہ ہے کیونکہ لفظ نبی نباء سے مشتق ہے جو معنی خبر کے ہے اور لفظ رسول رسالت سے نکلا ہوا ہے جو بمعنے بھیجنے اور مبعوث کرنے کے ہے۔

مقدمہ سوم

حضرت مرزا صاحب کو آپ بطور یقین کے مجدد مان چکے تھے اور الہامات براھین احمدیہ کو تسلیم کر چکے تھے یعنی مجددیت حضرت مرزا صاحب کی آپ کے نزدیک امر ثابت شدہ صداقت تھا جو شک و شبہ سے زائل نہیں ہو سکتا یہ مسئلہ علم اصول کا ہے اور آپ کو اور نیز سب کو مسلم ہے کہ شک سے یقین زائل نہیں ہو سکتا۔

بعد تمہید ان مقدمات ثلثہ کے میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب نے اس اشتہار میں وہ کونسا دعوی کیا ہے جو ان مقدمات ثلثہ کے مخالف ہو **بینوا توجروا** اگر آپ کہیں کہ مرزا صاحب نے اسمیں دعوی رسول ہونے کا کیا ہے تو گذارش یہ ہے کہ جب آپ نے حضرت مرزا صاحب کو مجدد مان لیا تو مبعوث من جانب اللہ بھی مان لیا اور جب کہ مبعوث تسلیم کر لیا تو ظلی رسول بھی مان لیا کیونکہ رسول اور مبعوث دونوں الفاظ مترادفہ ہیں **ہاں** وہ رسالت جو مختص بجناب رسالت مآب ہے اُس سے تو وہ تحاشی کرتے ہیں **کما مر مفصلا**۔ اور جب کہ آپ حضرت مرزا صاحب کو مان چکے تھے کہ مکالمات الٰہیہ مشتمل غیوب سے انکو نصیب حاصل ہے تو آپ نے انکو ظلی نبی بھی مان لیا دیکھو مقدمات مذکورہ کو ہاں وہ اُس نبوت سے خود تحاشی کرتے ہیں جو مخصوص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے بس وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین کا بروز اپنے تئیں قرار دیتے ہیں جیسا کہ اصل شے کا عکس آئینہ میں ہوتا ہے کہ بجز اصلیت اور ظلیت کے کوئی فرق ذوالظل اور ظل میں نہیں ہوتا اور **براھین احمدیہ** جو آپ کو مسلم تھی اسمیں اس قسم کے الہامات بکثرت موجود ہیں جیسا کہ **جَرِيُّ اللّٰهِ فِي حُلَلِ الْاَنْبِيَاءِ** جری کے معنے کتب لغات میں رسول کے لکھے ہیں پھر اب وہ کونسا امر موجب کفر یک ہو گیا جس کی وجہ سے آپ ملاقات کرنا پسند نہیں کرتے۔ اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب تک آپکو مقدمات ثلثہ مذکورہ بالا مسلم ہیں تب تک آپ ہرگز ہرگز اشتہار مرزا صاحب یا مہدویت ومسیحیت حضرت اقدس سے از روئے ادلہ شرعیہ انکار نہیں کر سکتے یا تو آپ ان جملہ امور کا جواب تفصیلی دیں ورنہ آپ قبول کریں درصورت نہ ہونے دونوں باتوں کے آپ تعلیم اسلام سے متجاوز ہو جاوینگے **نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا**۔ اور آپکو جواب اسباب کا دینا بھی اس خط کے جواب میں ضروری ہوگا کہ مخالفین جو حضرت عیسی نبی اسرائیلی کے نزول کے قائل ہیں اس عقیدہ سے سوائے اُن صدہا مفاسد کے جو اسلام کو ضرر شدید پہونچاتے ہیں اور جنکی تفصیل ہمارے رسائل میں موجود ہے ایک مفسدہ عظیم الشان یہ لازم آتا ہے کہ آیت **وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ**۔ اور احادیث متضمن مضمون **لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ** سب غلط اور باطل ہوئی جاتی ہیں و **نعوذ باللہ منہا**۔ افسوس صد افسوس کہ آپ کو ایسے عقیدہ والوں پر کچھ اشتعال پیدا نہ ہوا جو اللہ تعالے کی لگائی ہوئی مہر کو حضرت عیسی نبی کے دوبارہ آنے سے توڑے دیتے ہیں اور دیگر صدہا مفاسد جو اس عقیدہ سے لازم آتے ہیں وہ اسپر علاوہ ہیں لیکن ہمپر ایسا غصہ ہوا کہ ملاقات تک پسند نہیں **تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى** حالانکہ ہم نے اس مہر ختم نبوت کو صرف نبوت ظلی اور بروزی میں ایسا واضح کر کر دکھلا دیا جیسا کہ آفتاب نصف النہار کا وجود واضح ہوتا ہے چنانچہ فقرات نوزدہ گانہ کے مطالعہ سے واضح ہے اگر آپ کہیں کہ حضرت عیسی نبوت سے معزول ہو کر آوینگے تو پھر وہ تمام آیتیں نعوذ باللہ غلط ہوئی جاتی ہیں جنمیں وہ ہمیشہ کو نبی قرار دیے گئے ہیں اور کسی زمانہ کا استثنا اُن میں موجود نہیں اور پھر یہ گذارش ہے کہ متکلمین نے اس عقیدہ کو کہ کوئی نبی معزول عن النبوۃ ہو جاوے کفر قرار دیا ہے اور پھر علاوہ یہ کہ درصورت معزول عن النبوۃ ہونے کے حضرت عیسی ایک شخص احد من الناس بنی اسرائیل میں سے ہو گئے پھر انکو اس صورت کونسی فضیلت حاصل رہی جو اس امت کے مجددیا سے افضل ہوں اور اس امت دعوت یا اجابت کی اصلاح آکر کریں پھر جب کہ ترجیح بلا مرجح جائز نہیں ہے تو پھر ترجیح مرجوح کیونکر جائز ہو سکتی ہے پھر باوجود تسلیم مقدمات ثلثہ مذکورہ بالا کے کیا

مجددین امت مرحومہ کو یہ قابلیت حاصل
نہیں ہوسکتی جو بنی اسرائیل میں سے
کسی احدمن الناس کے لائیکی ضرورت
پڑے کلا وحاشا۔ ؎

امت احمد دو صد دارد نہاں اندر وجود۔
می تواند شد مسیحا می تواند شد یہود

یادکرو وہ دعا سورہ فاتحہ کی جو ہر رکعت
میں پانچوقت پڑھا کرتے ہو کہ اِهْدِنَا
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ
أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ
عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ۔ باتفاق
مفسرین مغضوب علیہم سے
مراد یہود ہیں اور ضالین سے مراد
نصاری ہیں اب غور کرو کہ یہ دعا کیوں
تعلیم کی گئی اور منعم علیہم سے
مراد انبیا۔ صدیقین شہدا۔
وصالحین ہیں اگر ان ہر چہار فرق
کے صراط مستقیم پر چلنے سے وہ انعام
الٰہی جو انپر ہوئے ہیں متبع کو حسب اپنی
اپنی استعداد و اخلاص کے حاصل نہ ہوں
تو پھر اس اتباع سے کیا فائدہ حاصل
ہوا غرضیکہ اتباع و انعام لازم وملزوم
ہیں اگر کوئی شخص افراد امت میں سے
استعداد کامل رکھتا ہو اور صراط مستقیم
انبیاء پہ نہایت اخلاص سے چلے تو
اُسپر نبوت کے انعام ضرور وارد ہونے
چاہییں علی ہذا القیاس۔ آگے رہا یہ
سوال کہ جبکہ جزئی نبوۃ اور ظلی رسالت
افراد امت مرحومہ کو بھی حاصل ہوسکتی ہے
تو پھر خلفاء اربعہ اور تابعین خیر القرون
کے افراد نے لفظ نبی اور رسول کا
اطلاق اپنے اوپر کیوں نہیں کیا حالانکہ
خیر القرون میں بہت سے افراد کامل
بھی گذرے ہیں جو فنافی الرسول تھے
پھر مرزا صاحب نے ایسی جرأت
کیوں کی جو خیر القرون سے ثابت
نہیں **جواب** اسکا یہ ہے کہ ما نحن فیہ
میں دو امر ہیں۔ امر اول تو تمکین و استقرار
مسئلہ خاتم النبیین کا ہے جو سب سے
مقدم ہے۔ امر دوم جو اس امر اول پر
متفرع ہے خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم
کے فیوض وبرکات کا ثبوت و استقرار
ہے جو دوسرے لفظوں میں ظلی نبوت
اور جزئی رسالت یا بروز محمدی اس کا نام ہے
یہ دونوں امر اگرچہ باہم لازم ملزوم ہیں لیکن
جب تک امر اول اور مسئلہ اولی کا اثبات
اور تمکین نہ ہولے تب تک مسئلہ دوم
کیونکر ثابت کیا جاوے۔ پس بریں وجہ
حکمت الٰہیہ مقتضی اس امر کی ہوئی کہ زمانہ
اولی خیر القرون میں بسبب ادعا جھوٹے
مدعیان نبوت مثل مسیلمہ کذاب وغیرہ کے
مسئلہ اول کا اثبات وتمکین ہی مقصود
بالذات رہے کیونکہ جب مسئلہ اول مستقر
اور ثابت ہوجاوے گا تب مسئلہ دوم
کا ثبوت جسکا وہ خود مشاہدہ کررہے
تھے خودبخود اُسپر متفرع ہوگا لیکن جبتک
کہ مسئلہ اول ثابت نہ ہو بحکم ثبت العرش
ثم النقش کے مسئلہ دوم کا اثبات
نہیں ہوسکتا لہذا افراد کمل خیر القرون کو
اس ترتیب طبعی کے لحاظ سے اللہ تعالے
نے ہمہ تن صرف مسئلہ خاتم النبیین کے
استقرار و تمکین ہی کیطرف متوجہ رکھا
اور انکی مساعی جمیلہ سے جو جو کاذب
مدعیان نبوت کے پیدا ہوئے انکی
سرکوبی اور ہلاکت جیسا کہ کتب مقدسہ
میں لکھی تھی اُن کے ہاتھوں سے آئی
وجزاهم الله خير الجزاء اگر خیر القرون
کی توجہ اس مسئلہ ختم نبوت کیطرف اللہ تعالی
اس کوشش کے ساتھ متوجہ نکرتا تو پھر یہ
مسئلہ کسیقدر مشتبہ ہی ہوجاتا لہذا
بمزید احتیاط کمل افراد خیر القرون کو
ایسا کوئی الہام الٰہی نہ ہوا کہ وہ اپنے
اوپر لفظ نبی یا رسول کا بطور ظلیت کے
اطلاق کرتے باوجودیکہ فیوض خاتم النبیین
سے جسکو ظلی نبوت کہتے ہیں وے
بھرپور تھے کیونکہ ثبت العرش ثم النقش
ایک قضیہ مسلمہ ہے کیونکہ بغیر الہام
اور اعلام الٰہی کے خیر القرون ہوں
یا آخَرِينَ مِنْهُمْ دعوی ظلی نبوۃ
کا کیونکر کرسکتے ہیں اس دعوی کے لیے
امر الٰہی کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ ما نحن فیہ
میں موجود ہے کیونکہ بیان پر تو کوئی ایسا
دعوی ہے ہی نہیں جو بغیر الہام اور امر
الٰہی کے ہوا ہو ہاں نظیر ایسے مسائل کی
تعلیم اسلام میں ضروری موجود ہیں۔
مثلاً جیسا کہ مخبر صادق نے زیارت
قبور کے مسئلہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ
نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ
فَزُورُوهَا یا مثلاً وقت نزول
قرآن مجید کے احادیث رسول مقبول صلعم
صحیفوں میں تحریر نہیں کی گئیں تھیں تاکہ
کلام الٰہی کلام بشر کے ساتھ مختلط نہ
ہوجاوے پس جب کہ ختم نبوت تمام
امت کے اذہان میں بخوبی مستقر ہوچکا
تب ان فیوض اور برکات ختم نبوت
کے اثبات و اظہار کا زمانہ آیا جو مثل
انہار جاریہ کے کمل افراد خیر القرون کو
پہونچے ہوئے تھے اور کتاب اللہ
اور سنت صحیحہ سے مثل آفتاب
نصف النہار کے ثابت تھی جو دوسرے
لفظوں میں بروز محمدی اور ظلی نبوۃ
بولے جاتے ہیں اور اس آخری زمانہ
کو بسبب طول مدت ختم نبوت کے
جو فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ
قُلُوبُهُمْ کا مصداق ہے اظہار
فیوض خاتم النبیین کی چونکہ سخت ضرورت
تھی لہذا خود مخبر صادق نے مہدی
کے لیے نام محمد اور احمد ہونا
بیان فرمادیا ہے جو آپ ہی بروز اور ظلی
نبوت کیطرف ہدایت وارشاد کررہا ہے
کیونکہ اس قرن میں جو ہزاروں فتن
دجالیہ کے مشاہدہ ہورہے ہیں
بغیر آنحضرت خاتم النبیین محمد مصطفے
احمد مجتبے صلی اللہ علیہ وسلم کے آئے ہو
دفع نہیں ہوسکتے اس وبا عالمگیر
فتن دجالیہ کے دفع کے لیے زمانہ
یہ تقاضا کررہا ہے کہ یوں کہا جاوے

آمنہ پوت عبد اللہ جائے
نکل وبا محمدؐ آئے

لیکن جب کہ یہ سنت اللہ نہیں تھی کہ خود
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قبر مبارک
سے خروج کرکے اس دنیا میں رونق
افروز ہوں تو پھر مسئلہ بروز کے بغیر
جسکی خبر خود مخبر صادق نے دیدی ہے
کہ يُوَاطِئُ اِسْمُهُ اِسْمِي وغیرہ وغیرہ

اور کیا چارہ ہو سکتا ہے دیکھو براہین میں الہامات ذیل موجود ہیں جنکو تم تسلیم کر چکے ہو۔ بشریٰ لک یا احمدی اس الہام اور دیگر الہامات کثیرہ میں احمد نام موجود ہے ایضاً قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یہ الہام بھی اتحاد اور بروز پر دلالت کرتا ہے ایضاً ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ اس الہام میں لفظ رسول کا موجود ہے ایضاً صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علم و تعلم یہ الہام بھی اتحاد اور بروز پر دلالت کرتا ہے کیونکہ برکات الٰہیہ معلم اور متعلم دونوں پر اس الہام میں مساوی ہیں اور مولوی محمد حسین ان تمام الہاموں کو تسلیم کر چکے تھے بلکہ اُن پر تقریظ لکھ چکے تھے پھر یہ تصدیق یا تو جاہلانہ تھی یا منافقانہ تھی لیکن ہر دو مشکل ہاں اگر عالمانہ کہی جاویں تو پھر کوئی اشکال باقی نہ رہے گا اب جسکو تم پسند کرو تمہارا اختیار ہے ای حافظ صاحب شکر کرو کہ جامی نے جو اپنی مثنوی میں فریاد کی تھی کہ

مثنوی

ز مہجوری برآمد جان عالم
ترحم یا نبی اللہ ترحم
نہ آخر رحمۃ للعالمینی
ز مہجوراں چرا غافل نشینی
برون آور سر از برد یمانی
کہ روی تست صبح زندگانی
ز خاک ای لالہ سیراب برخیز
چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
فرود آویز از سر گیسوان را
فگن سایہ بپا سرو روان را
ادیم طائفی نعلین پا کن
شراک از رشتہ جانہائے ما کن
بدہ دستی ز پا افتادگان را
بکن دلداری دلدادگان را

اُس کی فریاد آپکی اسوقت میں سُنی گئی الی آخر المناجات۔ کلام طویل ہو گیا اب اصل مسئلہ کیطرف رجوع کیا جاتا ہے مگر ہاں اس مسئلہ ختم نبوت سے علماء ظاہر پرست نے اس غلطی میں پڑ گئے کہ جس فرد نے امت مرحومہ میں سے ان فیوض خاتم النبیین کے حصول کا دعویٰ بسبب کمال اتباع کے کیا وہ اُس کے سہام تکفیر و تضلیل کا نشانہ رہی لیکن یہ اُن کی بڑی غداری اور غلطی ہے

ولنعم ما قیل ؎

چوں قلم در دست غدارے فتاد
لاجرم منصور بر دارے فتاد۔

کیونکہ اگر ظلی طور پر برکات ختم نبوت کے متبع اور مستعد باکمال مخلص کو بھی حاصل نہ ہوں تو پھر اصلاح اُمت اور تجدید دین متین کیونکر ہو سکتی ہے اور پھر حضرت خاتم النبیین و سید المرسلین کا کونسا کمال باقی رہے گا کیونکہ اس صورت میں تو تمام وہ دروازے فیوض و نعم الٰہیہ کے جو بنی اسرائیل پر کھلے ہوئے تھے وہ سب کے سب بند ہو گئے اور تمام برکات محمدیہ ختم ہو چکیں و نعوذ باللہ منہ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ اس آیت میں غور کرو کہ لفظ لٰکِنْ کیوں لایا گیا ہے جو استدراک کے واسطے آتا ہے یعنی واسطے دفع کرنے اُس وہم کے جو کلام سابق سے پیدا ہوا ہو تدبر کرو اس آیت میں کیا وہم پیدا ہوا جو لفظ لاکن سے دفع کیا گیا سنو وہ وہم یہ تھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی فرد کے باپ نہیں ہیں تو اب اُن کا کوئی سلسلہ دنیا میں جاری نہ رہے گا اور نعوذ باللہ جیسا کہ کفار نے کہا تھا کہ آپ ابتر ہیں گے وہ صحیح ہوا ثم نعوذ باللہ منہ اس وہم کو اللہ تعالیٰ نے بحرف لاکن دفع فرمایا اور یوں ارشاد کیا کہ یہ امر ہرگز نہ ہو گا کیونکہ وہ تو رسول اللہ ہیں اور رسول اللہ بھی کیسے کہ خاتم النبیین اُس کے فیوض رسالت اور برکات ختم نبوت تو قیامت تک جاری رہیں گے اور کمل افراد امت جو اُس کی اولاد معنوی ہیں بحکم الابن سر لابیہ کے فیوض رسالت و برکات ختم نبوت سے جو جزئی نبوت و ظلی رسالت ہے قیامت تک فیضیاب رہے گی اور آخری زمانہ میں تو ایک مہدی ایسا ہو گا کہ وہ تو محمد اور احمد ہی ہو گا پس گویا کہ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ اس آیت کی ایک لطیف تفسیر ہے کیونکہ القرآن یفسر بعضہ بعضا قضیہ مسلمہ ہے پھر دیکھو اللہ تعالیٰ اس اُمت کو مخاطب کر کر فرماتا ہے کہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا اب سوال یہ ہے کہ کیا ان دروازوں نعم الٰہیہ کا بند کر دینا یا برکات خاتم النبیین کے ختم کر دینا اس اُمت کے لیے اتمام نعمت کہا جا سکتا ہے کلا وحاشا ایسا قول کرنا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ ابتر کہنا ہے اور آیت خاتم النبیین پر بطور لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ کے عمل کرنا۔ اور پھر استفسار یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قرآن مجید میں سراج منیر رکھا ہے اُس سے کیا یہی مراد ہے کہ اُس سے کوئی دوسرا چراغ روشن نہ ہونے پاوے کلا وحاشا پس خلاصہ کلام اور فذلک المرام یہ ہے کہ جسطرح صحابہ کرام کے زمانہ میں تفسیری حقایق اور معارف قرآنی جواب بیان ہو رہے ہیں بیان نہیں ہوے اور انکی توجہ صرف جمع قرآن مجید ہی کی طرف رہی جیسا کہ منشا آیت ان علینا جمعہ و قرانہ فاذا قرأناہ فاتبع قرانہ ثم ان علینا بیانہ کا ہے اور بعد قرون صحابہ کرام کے آجتک حسب ضرورت وقت ایسی تفاسیر پائی جاتی ہیں جنمیں اعجاز بلیغ اور معجزہ کامل ہونا

قرآن مجید کا ثابت ہوتا چلا جاتا ہے توجسطرح یہ تفاسیر حقہ پرازمعارف وحقائق حسب ضرورت ازمنہ بدعت نہیں! وجو دیکہ صحابہ کرام سے ماثور ومنقول نہیں اسی طرح اشاعت اُن فیوض خاتم النبین صلعم کی جو بروز محمدیہ مین موجود ہوتی ہیں ضروری اور واجب ہے خصوصاً اس زمانہ آخری میں جو زمانہ مہدی ومسیح موعود ہے اب میں دوسرا قوال اکابرامت سے بیان کرتا ہوں جنہوں نے بروز محمدیہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے اول توظلی نبوۃ کیلیے خود حدیث موجود ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل جبکہ علماء امت مانند انبیاء بنی اسرائیل کے ہوے تو پھر مہدی اور مسیح موعود تو علماء امت سے بہت بڑے عالی مقام پر ہیں وہ ایک معنی سے نبی ہوا یا نہیں ایضاً حدیث میں من جاءہ الموت وھو یطلب العلم لیحیی بہ الاسلام فبینہ وبین النبین درجۃ واحدۃ فی الجنۃ رواہ الدارمی کذا فی المشکوۃ۔ اب میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ مہدی اور مسیح موعود کیا آپکے نزدیک اُس طالب علم سے بھی کچھہ زیادتی نہیں رکھتا جو طلب علم واسطے احیاء دین کے کرتا ہو* تذکرۃ الاولیا میں لکھا ہے کہ حضرت بایزید بسطامی نے کہا کہ میں ہی آدم ہوں میں ہی شیث ہوں میں ہی نوح ہوں میں ہی ابراہیم ہوں میں ہی موسیٰ ہوں میں ہی عیسیٰ ہوں میں ہی محمد صلعم ہوں اس جگہ پر ایک نکتہ قابل یاد رہنے کے ہے کہ بایزید بسطامی نے یہ دعویٰ بروز کا خود کیا ہے مخبر صادق کیطرف سے خاص اُنکی نسبت کوئی بشارت منقول نہیں ہے لیکن یہاں پر خود آنحضرت صلعم نے اس مہدی موعود کا نام محمد و احمد رکھا ہے کہ یواطی اسمہ اسمی وغیرہ وغیرہ اور لطف پر لطف یہ ہے کہ براہین احمدیہ میں یہ دونوں نام الہاماً موجود ہیں نطابق الحدیث بالالہام والالہام بالحدیث اور نام احمد تو خود یوم ولادت سے ہی ایک نوع کی تکریم وتعظیم محمدیہ کے لحاظ کے ساتھہ رکھا ہوا ہے یعنی غلام احمد المہدیہ تو ظاہری کہ نام سے مراد اسجگہ پر صرف الفاظ نہیں ہیں کہ یوں تو صدہا بچوں کا نام بھی احمد اور محمد رکھا جاتا ہے بلکہ یہاں پر اسما محمد و احمد سے حقیقت محمدیہ واحمدیہ مراد ہے ولیس۔ محی الدین بن العربی فتوحات میں لکھتے ہیں جسکا ترجمہ یہ ہے کہ میںنے خواب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ امام ابو محمد ابن حزم نے آپ سے معانقہ کیا پس ایک دوسرے میں غائب ہوگیا اور سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرا نظر نہ آیا یہ سب امور مذکورہ مولوی محمد حسین تقریظ براہین احمدیہ میں تصدیق کرچکے ہیں والفضل ما شہدت بہ الاعداء۔ اسی کا نام اتحاد ہے اور بروز کا مورد بھی ایسا ہی مجدد فنا فی الرسول ہو سکتا ہے۔

اے حافظ صاحب آپ اشتہار کو من اولہ الی آخرہ پڑھیے اور پھر انصاف کیجیے کہ مہر خاتم النبین کی مخالفین کے خیالات کے بموجب بگلی ٹوٹی جاتی ہے مگر افسوس کہ آپ تو اپنے خیالات کے ہی مقلد ہیں یا اقوال بے سرو پا علماء زمن کے مقلد ہیں اور دوسروں پر الزام تقلید کا لگاتے ہیں اب اس تمام تحقیقات کا جواب علماء سے لکھوائیے ورنہ یہاں پر تشریف لے آویں اور اپنی ہمراہ کسی عالم معتمد کو بھی لے آئیے تاکہ باسانی وہ امور طے ہو جاویں جس کی وجہ سے آپ کو تغیر پیدا ہوا ہے۔ مکرر ایک گذارش اور ہے کہ حدیث میں جو آیا ہے کہ ما بین قبری ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ اس سے کیا مراد ہے اگر آپ کے نزدیک یہ حدیث اپنے ظاہری معنے پر محمول ہے تو یہ معنے ظاہری کیونکر درست ہو سکتے ہیں کیا روضہ جنت کی وسعت اسیقدر ہے کہ جسقدر فاصلہ درمیان قبر اور منبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہے یہ تو نصوص قرآنیہ وحدیثیہ کے بالکل مخالف ہے پس یا تو علماء سے آپ اس کا جواب لیویں اور یا جو اس حدیث کا مطلب ہم بیان کرتے ہیں اسکو قبول کریں وہو ہذا اس حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کیطرف اشارہ فرمایا ہے الم تر کیف ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا ویضرب اللہ الامثال للناس لعلھم یتذکرون۔ یعنی کیا نہ دیکھا تم نے کہ اللہ تعالے نے طیب کلمہ کی ایک مثال بیان فرمائی کہ کلمہ طیبہ مانند ایک پاکیزہ درخت کے ہے کہ اسکی جڑ ثابت ہے اور اسکی شاخیں آسمان میں ہیں اور ہر ایک وقت میں اپنے پروردگار کے اذن سے پھل دیتا رہتا ہے اور اللہ تعالے لوگوں کے لئے ایسی مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ وہ اصل بات کو سمجھ لیویں مطلب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ میں جو زمین پاک میں دفن کیا جاؤنگا تو سمجھو کہ میں بمنزلہ تخم پاک کے ہوں جو زمین پاک میں بویا جاوے اور جو تخم عمدہ زمین عمدہ میں بویا جاتا ہے وہ نہایت عمدہ پھل دیتا رہتا ہے اسی طرح تم مجکو مردہ نہ سمجھو بلکہ میرے مدفن کا مقام بمنزلہ ایک باغ جنت کے ہے کہ اپنے وقت میں ضرور تو ں کیوقت عمدہ عمدہ پھل اُس سے پیدا ہونگے یعنی میں حیات النبی ہوں اور میری حیات اسی طرح پر ہوگی کہ جسطرح تخم پاک کی حیات بروز رنگ میں ہمیشہ قائم رہتی ہے پس جسطرح پر ایک تخم سے صدہا ثمار وبار پیدا ہوتے ہیں اسی طرح پر مجھسے احمد ومحمد پیدا ہونگے خصوصاً آخری زمانہ میں تو ایک مہدی ایسا احمد ومحمد پیدا ہوگا جو مجھمیں اور اُسمیں کچھہ بھی فرق نہ ہوگا جیسا کسی تخم کے پیدا شدہ پھلوں میں اصل تخم سے کوئی فرق نہیں ہوتا اور جو لوگ اس روضہ جنت میں ہی دنیا میں تمتع حاصل کرینگے وہی روضہ جنت میں داخل ہونگے پس اس لحاظ سے بھی وہ زمین پاک جسمیں ایسا عمدہ تخم مرگیا ہے جنت ہی ہوگی۔ والسلام۔ فقط مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۰۱ء۔ سید محمد احسن امروہوی نزیل دارالامان۔

* جناب علی مرتضیٰ کو بھی مسیح کا بروز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

دارالامان کا ہفتہ

۱- حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مع جمیع ممبران خاندان بہمہ وجوہ بفضلہ تعالے تندرست ہیں۔ حضرت اقدس مصری رسالہ **المنار** کے مضمون پر اشتہار لکھ رہے ہیں چنانچہ دو کاپیاں اس اشتہار کی پریس میں بھیجی جا چکی ہیں۔

۲- حضرات مولوی صاحبان بھی خدا کے فضل سے خوش وخرم ہیں گو مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی طبیعت پچھلے کئی دنوں سے ناساز ہے تاہم وہ اپنے مفوضہ امور دینی کے سرانجام دینے میں ویسے ہی سرگرم ہیں خدا تعالے انھیں جلد شفا کلی عطا فرماوے آمین۔

۳- اس ہفتہ میں بہت سے مہمان تشریف لائے جنمیں سے بابو شاہدین صاحب تلیشن ماسٹر منشی محمد یوسف صاحب اپیل نویس مردان سے اپنی اہل وعیال کو لے کر ایک اچھی عرصہ تک حضرت اقدس کی صحبت سے فیض اٹھانے کے لیے حاضر ہوئے ہیں مولوی انوار حسین خان صاحب رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی سے اور میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹ سے حاجی فضل حسین صاحب مہاجر شاہ جہانپور سے حاضر دارالامان ہوئے مرزا افضل بیگ صاحب اور مرزا محمود بیگ صاحب قصور سے ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب لاہور سے۔ اور منشی فیض علی صابر امرتسر سے وارد ہوئے۔

ان سب کے علاوہ خوست علاقہ غزنی سے حضرت اقدس کے ایک مخلص مرید مولوی عبد الستار صاحب مع اپنے تین رفیقوں کے تشریف لائے مولوی عبد الستار صاحب کی زبانی ہمیں معلوم کر کے از بس افسوس ہوا کہ ہمارے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص دوست مولوی عبد الرحمن صاحب جو اس علاقہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت کا موجب ہوئے کسی ناخدا ترس کے اشارہ سے شہید کیے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۴- اس ہفتہ میں بیعت کرنے والوں کے نام بہت ہیں مختصر لکھے جاتے ہیں

بیعت

۱- احمد الدین صاحب۔ ملتان۔ پاک دروازہ
۲- حافظ الٰہی بخش صاحب۔ منارہ۔ جہلم ڈاک خانہ نورپور
۳- غلام حیدر صاحب۔ راجیکی۔ گجرات ڈاک خانہ بگووال۔
۴- مولوی کریم بخش صاحب امام مسجد۔ کرڑیانوالہ۔ گجرات۔ ڈاکخانہ کرڑیانوالہ
۵- سید جواہر شاہ صاحب معافیدار ״
۶- چودھری کرم الٰہی صاحب ״
۷- ابوفتح الدین صاحب۔ گوجرانوالہ حال نوشہرہ ملازم محکمہ ڈاک سفری
۸- اللہ لوک صاحب۔ سیدانوالی۔ ضلع سیالکوٹ معہ زوجہ و دختر۔
۹- ۱۱- مولوی عبد الرحمن صاحب و نذیر الدین صاحب۔ موضع دھوبیاں ضلع بنارس
۱۲- محمد رمضان صاحب نمبردار۔ ہارو متصل کیموہ تحصیل ہری پور ڈاک خانہ بیجبارہ علاقہ کشمیر۔
۱۳- محمد اسماعیل صاحب۔ ساکن گاذنگ
۱۵- عاشور نائک صاحب۔ موضع کھیوڑہ ڈاک خانہ شوپیاں کشمیر
۱۶- سید غلام نبی شاہ صاحب۔ گوئندکے مدرس ڈسکہ ضلع سیالکوٹ وارد
۱۷- چھاؤنی فیروزپور رسالہ نمبر ۱۵۔ مشتاق حسین صاحب معہ والدہ وہمشیرہ ثانی
۱۸- سید محمد حسین شاہ صاحب ״ مدرس ڈسکہ
۱۹- منور صاحب۔ چگل پورہ ڈاک شوپیاں
۲۰- غلام ضلع ہری پور کشمیر
۲۱- عبد الولی صاحب۔ سنگی پور ڈاک پانپور ضلع نگام کشمیر
۲۲- غلام احمد صاحب۔ بجبارہ ڈاک خانہ ״
۲۳- عبد الاحد صاحب۔ بہوماڑ ڈاک تحصیل اسلام آباد۔ کشمیر

۵- دارالامان کے ہفتہ رواں کے واقعات میں سے دو شادیاں بھی ہیں جو اس ہفتہ ۲۲ نومبر ۱۹۰۱ء کی شام کو بعد نماز مغرب ہوئیں خطبہ نکاح مولانا مولوی نورالدین صاحب نے پڑھا۔ یہ شادیاں جنکا ایک مختصر سا تذکرہ ہم کسی دوسرے موقع پر کرینگے احمدی قوم کے لیے ایک نمونہ ہیں پہلی شادی ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی منشی فیض علی صابر صاحب امرتسری کی ہمشیرہ سے ہوئی دوسری مرزا فضل بیگ صاحب مختار کے صاحبزادہ مرزا افضل بیگ صاحب کی مرزا محمود بیگ صاحب ساکن پٹی کی ہمشیرہ سے ہم ان احباب کو اس تقریب پر مبارک باد دیتے ہیں

مدرسہ

۱- عالی جناب خانصاحب نواب محمد علی خان صاحب نے بحیثیت ڈائرکٹر مدرسہ تعلیم الاسلام کا معائنہ فرمایا۔ اور مبلغ تین سو روپیہ مدرسہ کی امداد کے لیے اپنے معمول کے موافق عطا فرمایا۔

۲- حضرت اقدس نے گذشتہ ہفتہ میں مدرسہ اور دیگر ضروریات سلسلہ عالیہ کے متعلق سیر کے وقت ایک لطیف اور موثر تقریر فرمائی تھی اور اس امر پر زور دیا تھا کہ ہر ایسے آدمی جو سلسلہ بیعت میں داخل ہے فرض ہے کہ وہ چندہ میں شریک ہو ڈائرکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے واپس آ کر دارالامان میں چندہ کرنا چاہا تھوڑی ہی دیر میں سو کے قریب چندہ ہو گیا اسدن کے بعد سے آج تک مدرسہ کا چندہ ہر روز کچھ نہ کچھ آ جاتا ہے یہ خدا کا فضل ہے اور بیشک خارق عادت امر۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہماری احباب مدرسہ کی ضروریات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک سنٹ کے لیے بھی لنگر کے بڑھتے ہوئے مستقل اخراجات کو فراموش کریں وہ اپنے ذمہ دین لازم کیطرح ماہوار مستقل لنگر کے لیے سمجھ لیں ٭

٭ المنار کے عنوان سے جو اشتہار شایع ہوا ہے وہ اگلی اشاعت میں درج ہوگا۔

پریس

خطبہ الہامیہ کے طبع کا کام سردست معرض التوا میں ہے۔ اس لیے کہ منارہ کے مضمون کی تختہ یک پر ایک مختصر سا اشتہار پہلے شائع ہونا ضروری ہے۔

۲۔ ازالہ اوہام کا دوسرا اڈیشن طبع ہو رہا ہے درخواستیں آ رہی ہیں ۴۰۰ سے زیادہ چھاپا نہیں جاتا۔

۳۔ رسالہ دعا اور ناسخ منسوخ اور شیعہ کے خط کی بہت تھوڑی جلدیں باقی ہیں جو صاحب چاہیں جلد حکیم فضل الدین صاحب یا دفتر الحکم میں درخواست کر کے منگوالیں۔ ایسا ہی رسالہ آسمانی فیصلہ بھی ان دونوں جگہ سے مل سکتا ہے

۴۔ کتاب اعجاز الرحمن منشی الٰہی بخش لاہوری کی کتاب عصا رموسیٰ کا ایک لطیف اور لاجواب جواب ہے آٹھ جز سے زائد لکھی جا چکی ہے حضرت اقدس کا منشا ہے کہ بہت جلد طبع ہو۔ اس لیے ہر ایک شخص جو اس لاجواب کتاب کا خریدار ہو اور ہر شخص کو ہونا چاہیے وہ فی الفور ایک روپیہ بذریعہ منی آرڈر حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب کے نام بمقام قادیان روانہ کرے۔

الحکم کے متعلق

اس ہفتہ میں مولوی عبد الخالق صاحب مظفر نگر سے ایک خریدار بھیجتے ہیں۔

اور قاضی نظیر حسین صاحب کوئٹہ سے دو خریدار بھیجتے ہیں اور ایک خط بغرض اشاعت بھیجتے ہیں جسے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ وہ خط یہ ہے۔

اخوی مکرمی شیخ صاحب۔ السلام علیکم الحکم کے دو نمبر جنمیں آپ نے اشاعت الحکم کے لیے احمدی قوم سے آگے درد ناک پیرایہ میں اپیل کیا ہے میرے مطالعہ سے گذرے۔ الحکم کی حسن خدمات کی داد دینا میرے امکان سے باہر ہے اور میں اپنے اس قلبی جوش اور مسرت کے اظہار سے قاصر ہوں جو الحکم کے ملنے سے مجھے ہوتی ہے۔

میں نے بارہا اشاعت الحکم کے مسئلہ پر غور کیا ہے۔ یہ سوال کوئی معمولی سوال نہیں ہے جو بآسانی حل ہوتا ہوا معلوم ہو کیونکہ غیر احمدی جماعتیں اس کی خریداری کو کیوں منظور کرنے لگیں گی تاوقتیکہ سلسلہ عالیہ کے متعلق ان کے سینے بغض اور عناد سے پاک و صاف نہ ہوں اور جب تک ایسا نہ ہو وقت مناسب کا انتظار لازمی ہوگا۔

میں نفس مضمون سے دور نکل آیا مطلب کی یہ ہے کہ میں نے اپنی خواہش کے مطابق ہمیشہ اس امر کو ملحوظ اور مد نظر رکھا ہے کہ اشاعت الحکم کے ساتھ حضور اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ عالیہ کے پاک مشن کی تبلیغ کا فی مناسبت کے ساتھ ہو اور ہر فرقہ و طبقہ کے لوگ بلالحاظ مذہب و ملت اس سے بڑا فائدہ اٹھا سکیں جس کے لیے میں خیال کرتا ہوں کہ اگر ہماری جماعت کے باہمت اور با اثر اصحاب توجہ فرماویں تو پنجاب اور ہندوستان کی لائبریریوں میں جو کافی تعداد میں ہیں الحکم کی ایک ایک کاپی کے خریدار کے اسباب بہم پہنچانے دشوار نہ ہوں گے۔ میں التماس کرتا ہوں کہ براے مہربانی ۱۵ نومبر ۱۹۰۱ء سے ایک سال کے لیے پرچہ الحکم آنریری سکرٹری صاحب سٹڈ ہمت لائبریری کوئٹہ۔ اور دوسرا منشی دولت خاں صاحب احمدی محرر جوڈیشل محکمہ صاحب پولیٹیکل ایڈ وائزر بہادر قلات بمقام کوئٹہ کے نام جاری کر دیا اگر احمدی جماعت نے میری اس تجویز کو پسند کیا اور عملی صورت میں کامیابی کا جامہ پہنایا تو میں سمجھوں گا کہ محنت ٹھکانے لگی۔ والسلام۔ از کیمپ زیدی علاقہ ریاست قلات ۱۸ نومبر ۱۹۰۱ء

آپ کا صادق۔ قاضی نظیر حسین احمدی

خبریں

کانپور کی آتشزدگی۔ ۵ نومبر کی شام کو کانپور میں نیشنل بنک انڈیا کے مکان واقع شہر میں ایک سخت آتشزدگی ہوئی اور تخمیناً ایک لاکھ روپے کے کپڑے کے گٹھے جل گئے۔ آگ ۱۰ بجے رات کو لگی تھی مگر چار بجے صبح ایک میونسپل انجینیر آگ بجھانے کے لیے نہیں آیا تھا۔ اسکی وجہ یہ بیان کی گئی کہ میونسپلٹی کے پاس کوئی نل سو گز قدم سے زیادہ لمبا نہیں ہے اور قریب سے قریب جو پانی کا بمبا ہے وہ ڈیڑھ سو قدم کے فاصلہ پر ہے۔ کسی وجہ سے گورنمنٹ کا کارخانہ چرم اپنے فائر انجن کو نہیں بھیج سکا۔ مسٹر رش کوپر ایلن کے انجن کی مدد سے اور ہندوستانی نجار کی مدد سے آگ بجھائی گئی اور وہ کپڑا نہیں جلا جو قیمتی دس لاکھ روپے کا رکھا ہوا تھا

سب سے فربہ آدمی۔ ڈور کا ایک باشندہ مسمی ٹامس لانگلی وزن میں سات من چودہ سیر ہے اس سے وزنی آدمی دنیا میں نہیں ہے۔ لانگلی ۱۸۴۳ء میں پیدا ہوا تھا۔ اس کا باپ بوڑھا ہے اور ابھی زندہ ہے اس کا وزن بھی معمولی ہے یعنی وزن اٹھارہ سیر۔ ماں کو مرے ہوئے چند سال ہوئے وہ بھی کوئی قدآور عورت نہ تھی لانگلی بوجھ کا پیشہ کرتا تھا۔ اسکا قد ۶ فیٹ ۳ انچہ ہے سینہ کی ناپ ستر انچہ کمر کی پیمائش انچہ اور ران کی ۴۲ انچہ جب وہ چھوٹا تھا تو اسمیں فربہی کے آثار نہ تھے اسکو ورزش اور تیراکی اور دوڑ دھوپ سے بڑی دلچسپی تھی۔

افیون کی آمدنی۔ گذشتہ چھ ماہ میں افیون کے سات سرکاری نیلاموں اور شہر بمبئی میں کے محاصل برآمد سے جسقدر آمدنی ہوئی اس کی تعداد چار کروڑ سوا بارہ لاکھ روپئے ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

چندہ سالانہ عوام سے پیشگی ۳ خواص اور معاونین سے ۵ ہندوستان سے باہر سے ۶

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

شعبان ۱۳۱۹ھ

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ

کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۴۴ | دار الامن و الامان قادیان ۔ ۳ نومبر ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات

حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

۱۸ نومبر ۱۹۰۱ء کو ڈی ڈی ڈکسن صاحب یورپین سیاح کو دارالامان سے وداع ہونا تھا اس لیے آج حضرت اقدس بٹالہ ہی کی طرف سیر کو نکلے اور برابر نہر کے پل تک تشریف لے گئے راستہ میں جو تقریر حضرت اقدس نے بطور تبلیغ سیاح مذکور کو فرمائی اسے ہم ان شاء اللہ العزیز دوسرے وقت شائع کریں گے۔ یہاں ہم بعض ان امور کا ذکر کرتے ہیں جو اس تقریر میں نہ آئیں گے۔

حضرت اقدس کے اسقدر دور تک پیادہ تشریف لے جانے پر اسے حضرت کے سن و سال پر نگاہ کر کے تعجب معلوم ہوا۔ جبکہ اسے بتایا گیا کہ یہ آنحضرت کا معمول ہے۔ سیاح مذکور حضرت اقدس کے حسن سلوک اور مہمانداری اور اس دینی جوش کے لیے جو وہ تبلیغ مذہب کیلئے رکھتے ہیں بہت عجب اور اسکا از بس شکر گذار تھا۔

جب حضرت اقدس وہ تقریر کر چکے جس کے ترجمان مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ تھے تو حضرت اقدس نے دریافت کیا کہ کیا انھوں نے پورے طور پر ہمارے مقصد کو سمجھ لیا ہے جسپر سیاح مذکور نے کہا کہ ہاں میں نے خوب سمجھ لیا ہے اور اس نے وعدہ کیا کہ جہاں کہیں میں جاؤں گا ان باتوں کا تذکرہ کروں گا۔

واپسی پر حضرت اقدس نے نواب صاحب کو خطاب کر کے فرمایا۔

میں سنتا رہتا ہوں کہ آپ اپنے اعزہ کو وقتاً فوقتاً تبلیغ کرتے رہتے ہیں یہ بہت ہی عمدہ بات ہے ہر ایک انسان کو ایسی فکر کرنی چاہیے کہ جس طرح ممکن ہو عورتوں اور مردوں کو اس امر الٰہی سے اطلاع کر دیوے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اپنے قبیلہ کا شیخ اسی طرح سوال کیا جاوے گا جیسے کسی قوم کا نبی غرض جو موقع مل سکے اسے کھونا نہیں چاہیے زندگی کا کچھ اعتبار نہیں ہوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ کا حکم ہوا تو آپ نے نام بنام سب کو خدا کا پیغام پہونچا دیا ایسا ہی میں نے بھی کئی مرتبہ عورتوں اور مردوں کو مختلف موقعوں پر تبلیغ کی ہے۔ اور اب بھی کبھی گھر میں وعظ سنایا کرتا ہوں۔

میں نے ارادہ کیا تھا کہ عورتوں کے لیے ایک قصہ کے پیرایہ میں سوال و جواب کے طور پر سارے مسائل آسان عبارت میں بیان کیے جاویں مگر مجھے اسقدر فرصت

نہیں ہو سکتی۔ کوئی اور صاحب اگر لکھیں تو عورتوں کو فائدہ پہونچ جاوے۔

اسپر خلیفہ رشید الدین صاحب نے عرض کیا کہ مرزا خدا بخش صاحب لکھیں۔ میرزا صاحب بھی شاید کسی وقت اگر انھیں فرصت ہو لکھیں مگر سردست حضرت اقدس کی خواہش کے پورا کرنیکے خیال سے خاکسار ایڈیٹر نے ایک مختصر سا قصہ سلک مروارید (موتیوں کی لڑی) کے نام سے لکھنا شروع کر دیا ہے جو اس نمبر کی اشاعت کے وقت تک انشاء اللہ تعالیٰ ختم ہو جائے گا اس کا کسی قدر حصہ حضرت اقدس کو سنایا بھی گیا ہے۔

پھر اسی سلسلہ کلام میں فرمایا امرا بہت سے فضول خرچ رکھتے ہیں جس سے آخر کو انھیں بہت نقصان اٹھانا پڑتا ہے اگر وہ اعتدال کے ساتھ اپنی زندگی بسر کریں تو کچھ حرج نہیں ہے سود کی بلا نے مسلمانوں کو بہت کمزور کر دیا ہے۔ یہ بنیئے سود در سود لے کر آخر ساری جائیدادوں پر قبضہ کر لیتے ہیں۔

اسپر جناب میر صاحب نے ایک سود خوار کی ہلاکت کا قصہ سنایا۔ اسی سلسلہ کلام میں آپ نے کثرت ازدواج کے متعلق بھی مختصر سا تذکرہ فرمایا کہ اگرچہ عورت بجائے خود پسند نہیں کرتی کہ کوئی اور اسکی سوت آوے مگر اسلام نے جس اصول پر کثرت ازدواج کو رکھا ہے وہ تقویٰ کی بنا پر ہے + بعض وقت اولاد نہیں ہوتی اور بقائے نوع کا خیال انسان میں ایک فطرتی تقاضا ہے اس لیے دوسری شادی کرنے میں کوئی عیب نہیں ہوتا + بعض اوقات پہلی بیوی کسی خطرناک مرض میں مبتلا ہو جاتی ہے اور بہت سے اسباب اس قسم کے ہوتے ہیں پس اگر عورتوں کو پورے طور پر خدا تعالیٰ کے احکام سے اطلاع دیجاوے اور انھیں آگاہ کیا جاوے تو وہ خود بھی دوسری شادی کی ضرورت پیش آنے پر ساعی ہوتی ہیں۔

الغرض اسی قسم کی باتوں میں سارا رستہ کٹا۔

بعد مغرب جب حسب معمول آپ نے مفتی محمد صادق صاحب کو ڈاکٹر ڈوئی شکاگو کے مدعی الیاس کے لیکچر سنانے کا حکم دیا۔ مفتی صاحب نے اس کے لیکچر کا وہ حصہ جو فریمیسنوں کے متعلق ہے ترجمہ کر کے سنانا شروع کیا۔ جو حالات فریمیسنوں کے لکھے ہیں اور ان کے جن منصوبوں اور چالوں کا ذکر اسمیں کیا ہے ان پر نظر کر کے ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے کہا کہ فریمیسن کا ترجمہ الدجال ہے۔

ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ حضرت اقدس کا ایک الہام اس سے پیشتر الحکم میں شائع ہو چکا ہے جو یہ تھا فریمیسن اسکے قتل پر مسلط نہیں کیے جائیں گے۔

اس کے بعد یہ کتاب امریکہ سے آئی اور اس کے پڑھنے سے فریمیسنوں کے حالات کھلنے لگے۔ حضرت اقدس اس ترجمہ کو سنتے رہے اور اثنائے کلام میں فرمایا رات میں نے ایک رؤیا دیکھی ہے یعنی ۱۷ر نومبر کی رات کو جسکی صبح کو ۱۸ر نومبر تھی۔

اور وہ رؤیا یہ ہے

میں نے دیکھا کہ ایک سپاہی وارنٹ لیکر آیا ہے اور اس نے میرے ہاتھ پر ایک رسی سی لپیٹی ہے تو میں اسے کہتا ہوں کہ یہ کیا ہے مجھے تو اس سے ایک لذت اور سرور آ رہا ہے وہ لذت ایسی ہے کہ میں اسے بیان نہیں کر سکتا پھر اسی اثنا میں میرے ہاتھ میں معاً ایک پروانہ دیا گیا ہے کسی نے کہا کہ یہ اعلیٰ عدالت سے آیا ہے وہ پروانہ بہت ہی خوشخط لکھا ہوا تھا اور میرے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم کا لکھا ہوا تھا میں نے اس پروانہ کو جب پڑھا تو اسمیں لکھا ہوا تھا۔ عدالت عالیہ نے اسے بری کیا ہے۔ فرمایا اس سے پہلے کئی دن ہوئے یہ الہام ہوا تھا

رَشَنَ الخَبَرُ

رشن ناخواندہ مہمان کو کہتے ہیں۔

اس کے بعد نماز عشا ادا ہوئی اور جلسہ ختم ہوا۔

۱۹ر نومبر ۱۹۰۱ء

حضرت اقدس حسب معمول سیر کو احباب ساتھ تھے۔ مولانا مولوی جناب سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی نے عرض کیا کہ حافظ محمد یوسف صاحب کا ایک خط آیا ہے جس میں لکھا ہے کہ اشتہار ایک غلطی کا ازالہ میں نے سنا ہے اس میں نبوت کا دعویٰ مرزا صاحب نے کیا ہے اور تم اب مقلد ہو گئے اس لیے میں تم سے ملاقات کرنی نہیں چاہتا۔ یہ گویا اس کارڈ کا مفہوم تھا۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ اس خط کا جواب مفصل انکو لکھدیا جاوے تاکہ تبلیغ ہو جاوے فرمایا کہ تعجب کی بات ہے یہ لوگ اسے دعویٰ جدید کہتے ہیں براہین میں ایسے الہامات موجود ہیں جنمیں نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے چنانچہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی اور جری اللہ فی حلل الانبیاء وغیرہ ان پر غور نہیں کرتے اور پھر افسوس یہ ہے نہیں سمجھتے کہ ختم نبوت کی مہر مسیح اسرائیلی کے آنے سے ٹوٹتی ہے یا خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے۔ ختم نبوت کا انکار وہ لوگ کرتے ہیں جو مسیح اسرائیلی کو آسمان سے اتارتے ہیں اور ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں نہ نیا نبی نہ پرانا نبی بلکہ خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی چادر دوسرے کو پہنائی گئی ہے اور وہ خود ہی آئے ہیں کیا اگر ایک شیشہ میں حافظ صاحب اپنی تصویر دیکھیں تو کیا عورتوں کو پردہ کر لینا چاہیے کہ یہ کون غیر محرم گھس آیا۔ آپ انکو خوب مفصل اور واضح خط لکھیں۔

پھر سلسلہ کلام میں فرمایا انبیاء علیہم السلام کے آنے کے وقت لوگوں کے حالات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ وہ استعارات کو حقیقت پر محمول

کرنا چاہتے ہیں اور حقیقت کو استعارہ بنانا چاہتے ہیں یہی مصیبت اب انکو پیش آئی ہے۔ کوئی ایسا دجال دیکھنا چاہتے ہیں جس کی آنکھ در حقیقت باہر نکلی ہوئی ہو اور پورے ستر گز کا اس کا گدھا ہو۔ اور آسمان سے حضرت عیسیٰ کبوتر کی طرح منڈلاتے ہوئے اتریں یہ کبھی ہونا ہی نہ تھا یہودیوں کو بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت یہی مصیبت پیش آئی + وہ یہی سمجھے بیٹھے تھے کہ مسیح سے پہلے جیسا کہ **ملاکی نبی** کی کتاب میں لکھا ہے آسمان سے ایلیا اترے گا چنانچہ جب مسیح آیا تو انھوں نے یہی اعتراض کیا مگر مسیح نے انکو جواب میں یہی کہا کہ ایلیا آچکا اور وہ یہی یحییٰ بن ذکریا ہے + یہودی سمجھتے تھے کہ خود ایلیا آئے گا اس لیے وہ منکر ہوگئے۔ چنانچہ ایک یہودی کی کتاب میں نے منگوائی تھی اسمیں وہ صاف لکھتا ہے کہ اگر خدا تعالے ہم سے مواخذہ کرے گا تو ہم ملاکی نبی کی کتاب کھول کر رکھدیں گے کہ اسمیں تو صاف لکھا ہوا ہے کہ ایلیا پہلے آسمان سے آئے گا۔ یہ کہاں لکھا ہے کہ وہ یحییٰ ہی ہوگا اب ہمارا دعویٰ تو خود حضرت مسیح کی ہائیکورٹ سے فیصلہ ہوگیا۔ کہ جس کے دوبارہ آنے کا وعدہ ہوتا ہے اس کی آمد ثانی کا یہ رنگ ہوتا ہے کہ اُس کی خو بو اور خواص پر کوئی دوسرا آتا ہے یہی ہم کو اور غلطی ہمارے علما کو لگی ہے۔ اصل میں ایک استعارہ ہے جسکو انھوں نے حقیقت پر حمل کر لیا ہے ایسا ہی **دجال** اور اس کے دیگر لوازمات کو حقیقت بنایا۔

عیسائیوں نے بھی دھوکا کھایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد **فارقلیط** کے آنے کی پیشگوئی کی تھی عیسائیوں نے اس سے روح القدس مراد لی حالانکہ اس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مراد تھے بلفظ فارقلیط **فارق** اور **لیط** سے مرکب ہے لیط شیطان کو کہتے ہیں۔

غرض یہ بڑی خطرناک غلطی ہے جو انبیا علیہم السلام کی بعثت کے وقت لوگ کہا کرتے ہیں کہ استعارات کو حقیقت پر اور حقیقت کو استعارات پر محمول کر لیتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے جناب ام المومنین رضی اللہ عنہا کی ایک رویا سنائی جو انھوں نے گذشتہ شب کو دیکھی اور وہ یہ ہے

آپ نے دیکھا کہ دوپہر کے بعد ظہر سے وقت عموماً جیسے بٹالہ سے آتے ہیں میں (حضرت اقدس) کچھ اسباب اور دوسپردے لے کر گیا ہوں اور ام المومنین کو دیتے ہیں کہ مرزا غلام قادر آگئے ہیں اور رحمت اللہ بھی ہے (رحمت اللہ حضرت اقدس کے والد مرحوم کا مختار تھا۔ ایڈیٹر)

اسپر ام المومنین نے حضرت سے دریافت کیا اس خیال سے کہ انکا گھر تو دوسری طرف ہے اور انکی بیوی بھی موجود ہے جن سے حضرت اقدس کو موجودہ صورت میں بالکل انقطاع ہے) کہ پھر ان کے کھانے کا کیا انتظام ہوگا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ دراصل وہ مر گئے ہیں اور وہ دونوں گھروں کے دیکھنے کو آئے ہیں ام المومنین نے کہا کہ رحمت اللہ خاص آپ سے ملنے کو آیا ہے۔ پھر منظور علی ایک لڑکا ہے وہ ایک پوٹلی کپڑوں کی اُس دوسرے گھر میں ہمارے ہی مکان کی سیڑھیوں سے ہوکر اُسطرف لے گیا ہے جسکو انھوں نے کھولا ہے تو وہ سیاہ بوٹی اور سفید زمین کی ایک چھینٹ تھی اسکے بعد انکا اور اسباب بھی ادھر ہی آگیا ہے تو معلوم ہوا کہ منظور علی اُدھر جو پوٹلی لے گیا تھا وہ بھی غلطی سے لے گیا ہے دراصل ادھر ہی کی تھی پھر آنکھ کھل گئی۔

حضرت اقدس نے فرمایا میری اس رویا کے ساتھ جو کل سنائی تھی اس کے بعض اجزا ملتے ہیں اور فرمایا کہ غلام قادر میں جو قادر کا لفظ ہے اُس کا تعلق دونوں گھروں سے ہے مگر رحمت اللہ مخصوص اسی گھر سے ہے۔

اس کے بعد صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نے اپنی ایک رویا اسی قسم کی سنائی کہ شیخ رحمت اللہ معہ بہت بڑے سامان کے آگئے ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت اقدس کے ساتھ ساتھ ہیں۔ حضرت اقدس دولت سرا کو تشریف لے گئے ہاں راستہ میں مبارکہ کے متعلق (حضرت اقدس کی صاحبزادی) ایک الہام سنایا۔ نواب مبارکہ بیگم

رات کو جناب مرزا خدا بخش صاحب نے اپنی کتاب عسل مصفیٰ سنائی۔

۲۰ نومبر ۱۹۰۱ء

سیر کو حسب معمول نکلے اور فرمایا جب انسان حجۃ اللہ کے مقام پر ہوتا ہے تو اللہ تعالے ہی اس کے جوارح ہوتا ہے اور یہ سچی بات ہے کہ جب خدا تعالے سے انسان پوری صلح کر لیتا ہے اور اپنی مرضی اور تمام خواہشوں اور قوتوں کو اُسکے ہی سپرد کر دیتا ہے تو خدا اُسکی ساری طاقتیں ہو جاتا ہے اُسکی مثال اس لوہے کی سی ہو جاتی ہے جو آگ میں ڈالدیا جاوے اور خوب گرم ہوکر آگ کی طرح سرخ ہو جاوے پھر اُس میں اُس وقت وہی خواص ہوتے ہیں جو آگ میں ہوتے ہیں۔

پھر کسی اور سلسلہ کلام میں فرمایا کہ میں نے غور کیا ہے کہ مکر کا لفظ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور مسیح علیہ السلام کے لیے قرآن میں آیا ہے اور میرے لیے بھی یہی لفظ براہین میں آیا ہے گویا مسیح علیہ السلام کے قتل کے لیے بھی ایک مخفی منصوبہ کیا گیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی کیا گیا تھا اور یہاں بھی منصوبے ہوئے اور اپنے طور پر

آج کل بھی فرق نہیں کیا جاتا مگر خدا تعالےٰ کا مکر ان سب پر غالب آیا۔ مکرِ مخفی اور لطیف تدبیر کو کہتے ہیں۔ لیکھرام نے اپنے خطوط میں یہی لکھا تھا کہ خیر الماکرین سے میرے لیے کوئی نشان طلب کرو۔ جب خدا تعالےٰ باریک اسباب سے مجرم کو ہلاک یا ذلیل کرتا ہے اور اپنے بندہ کو جو راستباز ہوتا ہے دشمن کے منصوبوں اور شرارتوں سے محفوظ رکھتا ہے اُس وقت اُس کا نام خیر الماکرین بیان ہوتا ہے یعنی ایسے اسباب مجرم کی سزا کے لیے مہیا کرتا ہے کہ جن اسباب کو وہ اپنے لیے کسی اور غرض سے مہیا کرتا ہے۔ بس وہی اسباب جو بہتری کے لیے بناتا ہے ہلاکت کا باعث بنتے ہیں یہی وجہ ہے کہ مسیح کو ایسے طرز پر بچایا کہ وہ اسباب جو انکی ہلاکت کے لیے جمع ہوئے تھے اُن کی زندگی کا موجب ثابت ہوئے۔

اور ایسا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کیسے کفار مکہ کے منصوبوں سے بچا لیا۔ اور اسی طرح پر یہاں بھی اسکا وعدہ ہے۔

اگر کوئی یوں کہے کہ وہاں ہی محفوظ کیوں نہ رکھا تو اسکا جواب یہ ہے کہ سنت اللہ یہ نہیں ہے بلکہ خدا اپنا علم دکھانا چاہتا ہے اس لیے وہاں سے نکال لیتا ہے۔

مکر کی حد اُسی وقت تک ہے جب کہ وہ انسانی تدابیر تک ہو مگر جب انسانی منصوبوں کے رنگ سے نکل گیا پھر وہ خارق عادت معجزہ ہوا۔

اگر ذرہ بھی ایمان کسی میں ہو تو وہ ان امور کو صفائی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے۔ کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس کے لیے ہجرت نہ ہو۔

المنار

ذیل میں مندرجہ بالا عنوان کا ہم وہ اشتہار درج کرتے ہیں جو ۱۸ر نومبر ۱۹۰۱ء کو حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود اوام اللہ فیوضہم کی طرف سے شائع کیا گیا ہے۔ ہمارے ناظرین اس امر سے بخوبی آگاہ ہو چکے ہیں کہ **المنار** مصری پندرہ روزہ نے **کتاب اعجاز المسیح** پر کسی قدر تلخ نکتہ چینی کی تھی جسکو پنجاب کے ایک سرحدی اخبار چودھویں صدی نے شائع کیا تھا اور اس سے لے کر میرٹھ کے سیاہ دشمن شحنہ ہند نے اپنے ضمیمہ میں درج کیا تھا۔

اس اشتہار سے (جو حضرت اقدس نے شائع کیا ہے) بھی معلوم ہوتا ہے اور اصل وجہ مخالفت بھی یہی ہے کہ چونکہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کی فطرت میں **گورنمنٹ محسنہ برطانیہ** کی خیر خواہی اور وفاداری موجود ہے اور انھوں نے کوئی ایک بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا جب کہ انھوں نے **جہاد** کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کی سعی نہ کی ہو جو مسلمانوں کی بدقسمتی سے بعض پرانے فیشن کے علما کے دل میں بیٹھی ہوئی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ انھوں نے اپنی **تعلیم** اور **شرائط بیعت** میں گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کو شامل کیا ہے۔ اس لیے وہ لوگ جو **مسیح موعود** اور **مہدی معہود** کے خونریز جنگوں اور پھر بقیاس مال و منال کے ہاتھ آنے پر اس طمع پھیلائے بیٹھے تھے اسکی ان تحریروں سے ناراض اور کبیدہ خاطر ہو کر کفر اور قتل کے فتوے نہ دیں تو کیا کریں

طمع را سہ حرفست ہر سہ تہی

مگر جو بات حق ہے اور خدا تعالےٰ نے جب

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ

فرمایا ہے تو پھر مخالف خواہ مصر کے ہوں خواہ سرحد کے خواہ میرٹھ جیسے شہر کے جہاں کہ ۱۸۵۷ء کے مکروہ اور بھیانک نظارے کا آغاز ہوا۔ ہم ان کی مخالفتوں اور قتل کی دھمکیوں اور ناپاک فتوؤں کی ذرا بھی پرواہ کر کے امر حق کے اظہار سے کبھی رک نہیں سکتے۔

مسیح موعود دنیا میں آیا ہے کہ وہ امن اور صلحکاری کو قائم کرے وہ آیا ہے کہ گورنمنٹ کے ساتھ مسلمانوں کو سچے اور مستحکم تعلقات کی تعلیم دے جنکے اندر وفاداری اور فرمانبرداری کی روح کام کرے

ہم دعوے سے کہتے ہیں اور دانشمند اور مدبر انگریزوں نے بھی اسے تسلیم کیا ہے کہ **مسیح موعود** اور اسکی جماعت گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی وفادار اور فرمانپذیر ہے اور نہ کسی دنیوی خیال سے نہ کسی لالچ کی بنا پر بلکہ محض اسلیے کہ **خدا نے ایسی محسن گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کا حکم دیا ہے**۔ پس **مسیح موعود** کی تعلیم جو **جہاد** کے خلاف ہے نہ وہ کسی خوشامد پر مبنی ہے اور نہ کسی **خطاب** کے لیے ہے بلکہ **خدا کے حکم کی تعمیل کے لیے ہے** اس سے صاف سمجھ میں آ سکتا ہے کہ اس کی یہ تعلیم مذہب کی مستحکم چٹان پر ہے جسکو کوئی ہلا نہیں سکتا **گورنمنٹ** اندازہ کر سکتی ہے

اور ہم ایسی دانشمند اور قدر داں گورنمنٹ کی شان کے خلاف سمجھتے ہیں کہ وہ ان معاملات پر غور نہ کرے کہ حضرت **مرزا صاحب** کی مخالفت کی اصل بنا ہی **جہاد** کے خلاف تعلیم ہے اور گورنمنٹ کی اطاعت کو قرآنی حکم کے نیچے لانا ہے باقی اور جسقدر باتیں ہیں کہ انھوں نے فلاں دعوی کیا ہے یا ان کے فلاں عقاید ہیں یہ نرے بہانے ہیں۔ کیا مسلمانوں میں فاسق و فاجر موجود نہیں؟ کیا مسلمانوں میں حضرت علی کو خدا سمجھنے والے موجود نہیں؟ کیا صحابہ پر لعن کرنے والے موجود نہیں۔ اور مختلف فرقے موجود نہیں پھر کیوں اسقدر مخالفت کا شور اٹھایا جاتا ہے ایک پر بھی نہیں۔ اصل یہی راز ہے کہ انھوں نے **جہاد کے حرام ہونیکا**

انھوں نے گورنمنٹ کو اولوالامر میں داخل نہیں کیا گورنمنٹ چاہے تو علما سے فتویٰ پوچھ سکتی ہے کہ مسیح موعود اور اُسکی جماعت کے سوا کوئی اور بھی ہے جو گورنمنٹ کی اطاعت اس لحاظ سے کرنے والا ہو کہ وہ اولوالامر ہے اور اولوالامر کی اطاعت خدا کا حکم ہے؟

ہم پھر اشتہار کے اندراج سے پہلے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہماری عاشت میں جو گندے اور ناپاک اشتہار نکالے جاتے ہیں اور ہمارے قتل اور کفر اور ہمارے مال و اسباب کے لوٹ لینے کے فتوے دیے جاتے ہیں اس کی بنیاد صرف یہی ایک بات ہے کہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ جہاد حرام ہے اور اس کی اطاعت خدا کے اُس حکم کے موافق ہے جو اولوالامر کی اطاعت کا اُس نے دیا ہے۔ ہم گورنمنٹ کی اطاعت اور وفاداری میں خدا تعالےٰ کی رضا سمجھتے ہیں۔

اس لیے ہمیں اس امر کی ذرا بھی پروا نہیں ہوتی کہ ان خدمات کے لحاظ سے جو احمدی قوم کے لیڈر کی طرف سے (جو گورنمنٹ کے ایک وفادار اور ارادت مند خاندان کی یادگار ہے) پچیس سال سے مسلمانوں کو جہاد کے متعلق غلط فہمیوں کے دور کرنے اور گورنمنٹ کی سچی اطاعت کے رشتہ میں منسلک کرنے کے متعلق ہو رہی ہیں گورنمنٹ سے کسی خطاب یا اجر کی اُمید رکھیں حالانکہ گورنمنٹ خوب جانتی ہے کہ کوئی آدمی ذرا سی خدمت بھی اگر کرتا ہے تو وہ کیسی خطابوں کی یا جاگیروں کے عطا یا کی اُمید رکھتا ہے۔ ہاں یہ امر جدا ہے کہ گورنمنٹ خود اپنی قدردانی اور انصاف پروری سے اپنے ایک وفادار اور عقیدت مند خاندان کی یادگار کی قدر افزائی کر کے اپنی عالی حوصلگی کا ثبوت دے۔

مگر ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ ہمارا ہادی ان باتوں کی ذرا بھی پروا نہیں رکھتا۔ ہم گورنمنٹ کی ساری عطوفتوں اور کرمفرمائیوں کی اسے جان سمجھتے ہیں ہمارا جان و مال ہماری عزتیں خدا تعالیٰ نے اس محسن گورنمنٹ کے ذریعہ محفوظ کر دی ہیں اور ہمیں آزادی بخشی کہ ہم ان سچی اور پاک ہدایتوں کو جو ہمارا امام لیکر آیا ہے مشتہر کر سکیں۔ اور محض اس گورنمنٹ کے ذریعہ خدا تعالےٰ نے ہمکو ان درندہ طبع لوگوں سے بچایا جو ہمارے خون حلال جانتے اور ہمارے مال و اسباب اور عورتوں تک کو چھین لینے میں ثواب سمجھتے تھے۔

پس ہمارے مخالف یاد رکھیں کہ ہم ان کی ان مخالفتوں سے ذرہ بھی گھبرا نہ جائیں گے اور نہ تھکیں گے۔ چونکہ ان مسائل اور معتقدات کے متعلق ہم بصیرت پر ہیں اس لیے ہم تمہارے فتووں اور قتل کی دھمکیوں کی ذرا بھی پروا نہ کرتے ہوئے بلاد اسلامیہ میں اور ہر مسلمان کے کان میں یہ تعلیم انشاء اللہ پہونچاویں گے کہ گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ جہاد کا خیال رکھنا ناقابل عفو گناہ ہے اور اسکی اطاعت بالمعروف خدا تعالیٰ کی رضامندی کا ایک ذریعہ ہے۔ یہ باتیں ہم نے خصوصیت کے ساتھ اس لیے بھی ظاہر کی ہیں کہ ہم اپنے ضلع کے بیدار مغز ڈپٹی کمشنر جناب میجر ڈالس صاحب کے گوش گذار کریں۔ تا انکو ہمارے مخالفوں کی رائے کی توزین میں مدد ملے ہمیں پوری اُمید ہے کہ صاحب ممدوح الحکم کی معروضات پر پوری توجہ اور لحاظ فرماتے رہیں گے

اب ہم اصل اشتہار کو ذیل میں درج کرتے ہیں

ایڈیٹر

المنار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

قاہرہ سے ایک اخبار نکلتا ہے جس کا نام منار ہے جب فروری ۱۹۰۱ء میں ہماری طرف سے پیر گولڑوی صاحب کے مقابل پر رسالہ اعجاز المسیح لکھا گیا جو فصیح بلیغ عربی میں ہے اور اُس کے جواب سے نہ صرف پیر صاحب موصوف عاجز رہ گئے بلکہ پنجاب اور ہندوستان کے تمام علما بھی عاجز آ گئے تو میں نے مناسب سمجھا کہ اس رسالہ کو بلاد عرب یعنی حرمین اور شام اور مصر وغیرہ میں بھی بھیجدوں کیونکہ اس کتاب کے صفحہ ۱۵۲ میں جہاد کی ممانعت میں ایک مضمون لکھا گیا ہے اور میں نے ۲۲ برس سے اپنے ذمہ یہ فرض کر رکھا ہے کہ ایسی کتابیں جنمیں جہاد کی ممانعت ہو اسلامی ممالک میں ضرور بھیجدیا کرتا ہوں۔ اسی وجہ سے میری عربی کتابیں عرب کے ملک میں بھی شہرت پا گئی ہیں۔ جو لوگ درندہ طبع ہیں اور جہاد کی مخالفت کے بارے میں میری تحریریں پڑھتے ہیں وہ تو فی الفور چڑ جاتے ہیں اور میرے دشمن ہو جاتے ہیں مگر جنمیں انسانیت ہے وہ معقول بات کو پسند کر لیتے ہیں۔ پھر دشمنی کی حالت میں کون کسی کتاب کی تعریف کر سکتا ہے۔ سو اسی خیال سے یہ رسالہ کئی جگہ مصر میں بھیجا گیا۔ چنانچہ منجملہ اُن کے ایڈیٹر المنار کو پہونچا دیا گیا تا اس سے جہاد کے غلط خیال کی بھی اصلاح ہو۔ اور مجھے معلوم ہے کہ اس مسئلہ جہاد کی غلط فہمی میں ہر ایک ملک میں کسی قدر گروہ مسلمانوں کا ضرور مبتلا ہے بلکہ جو شخص سچے دل سے جہاد کا مخالف ہو اُس کو یہ علما کافر سمجھتے ہیں بلکہ واجب القتل بھی لیکن چونکہ اسلام کی تعلیم میں یہ بات داخل ہے کہ جو شخص انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خدا کا

شکر بھی نہیں کرتا اس لیے ہم لوگ اگر ایمان اور تقویٰ کو نہ چھوڑیں تو ہمارا یہ فرض ہے کہ اپنے قول اور فعل سے ہر طرح اس **گورنمنٹ برطانیہ** کی نصرت کریں کیونکہ ہم اس گورنمنٹ کے مبارک قدم سے پہلے ایک جلتے ہوئے تنور میں تھے۔ یہی گورنمنٹ ہے جس نے اس تنور سے ہمیں باہر نکالا ۔ غرض اس خیال سے جو میرے دل میں مستحکم جما ہوا ہے **اعجاز المسیح** میں بھی یعنی اس کے صفحہ ۱۵۲ میں **جہاد** کی مخالفت اور **گورنمنٹ** کی اطاعت کے بارے میں شدومد سے لکھا گیا ہے ۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اسی تحریر سے صاحب جریدہ **منار** اپنے تعصب کی وجہ سے جل گیا اور اس نے آنکھیں بند کرلیں اور سخت گوئی اور گالیوں پر آگیا اور منار میں بہت تحقیر اور توہین سے مجھے یاد کیا ۔ اور نہ یہ پرچہ جس میں میری بدگوئی تھی کسی تقریب سے پنجاب میں پہونچ گیا ۔ پنجاب کے پرحسد ملا تو آگے ہی مجھ سے ناراض تھے اور پیر گولڑوی کی کمر ٹوٹ چکی تھی اس لیے منار کی وہ چار سطریں مرنے کے لیے ایک سہارا ہوگئیں ۔ تب ان لوگوں نے اپنی طرف سے اور بھی نون مرچ لگا کر اور ان چند سطروں کا اردو میں ترجمہ کرکے وہ مضمون پرچہ اخبار چودھویں صدی میں جو راولپنڈی سے نکلتا ہے چھپوا دیا اور جابجا بغلیں بجانے لگے کہ دیکھو اہل زبان نے اور پھر منار کے ایڈیٹر جیسے ادیب نے انکی عربی کی کیسی خبر لی ۔ بے وقوفوں کو معلوم نہ ہوا کہ یہ تو سارا جہاد کی مخالفت کا مضمون پڑھکر جوش نکالا گیا ہے ورنہ اسی قاہرہ میں پرچہ **مناظر** کے ایڈیٹر نے جو ایک نامی ایڈیٹر ہے جس کی تعریف منار بھی کرتا ہے اپنے جریدہ میں صاف طور پر اقرار کر دیا ہے کہ کتاب اعجاز المسیح درحقیقت فصاحت و بلاغت میں بے مثل کتاب ہے اور صاف گواہی دیدی ہے کہ اس کے بنانے پر دوسرے مولوی ہرگز قادر نہیں ہونگے ۔ ان مخالفوں کو چاہیے کہ جریدہ **مناظر** کو طلب کرکے ذرہ آنکھیں کھول کر پڑھیں اور ہمیں بتائیں کہ اگر ایڈیٹر منار اہل زبان ہے تو کیا ایڈیٹر مناظر اہل زبان نہیں ہے ؟ بلکہ مناظر نے صاف طور پر بیان کر دیا ہے کہ اعجاز المسیح کی فصاحت بلاغت درحقیقت معجزہ کی حد تک پہونچ گئی ہے اور پھر ایڈیٹر ہلال نے بھی جو عیسائی پرچہ ہے اعجاز المسیح کی فصاحت بلاغت کی تعریف کی اور وہ پرچہ بھی قاہرہ سے نکلتا ہے ۔ اب ایکطرف تو دو گواہ ہیں اور ایکطرف بیچارہ منار اکیلا۔ اور ایڈیٹر منار نے باوجود اس قدر بدگوئی کے یہ بھی لکھدیا ہے کہ میں اسبات کا قائل نہیں ہوسکتا کہ اس کتاب کی مانند کوئی اور کتاب اہل عرب بھی نہیں لکھ سکتا اگر چاہیں تو لکھدیں ۔ لیکن یہ قول اسکا محض ایک فضول بات ہے اور یہ اسی رنگ کا قول ہے جو کفار قرآن شریف کی نسبت کہتے تھے کہ **لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَا** ۔ پھر ہم یہ پوچھتے ہیں کہ اگر وہ کتاب فصیح نہیں تو پھر تمہارے اس قول کے کیا معنی ہیں کہ اگر ہم چاہیں تو ہم بھی اس کی مثل چند روز میں لکھدیں کیا تم بھی غلط کتاب کے مقابل پر غلط لکھدوگے غرض جس پرچہ کی تحریر پر اتنی خوشی کی گئی ہے اسکا یہ حال ہے کہ اسی ملک کے اہل زبان وہی پیشہ رکھنے والے اسکو جھوٹا ٹھیراتے ہیں ۔ اور جہاد کی وجہ سے بھی اسکا اشتعال سمجھنی ہے کیونکہ یہ مسئلہ اب بہت صاف ہوگیا ہے اور وہ زمانہ گذرتا جاتا ہے جبکہ نادان ملّا بہشت کی کل نعمتیں جہاد پر ہی موقوف رکھتے تھے ۔ اسجگہ بار بار بے اختیار دلمیں یہ خیال گذرتا ہے کہ جس **گورنمنٹ** کی اطاعت اور خدمت گذاری کی نیت سے ہمنے کئی کتابیں مخالفت جہاد اور گورنمنٹ کی اطاعت میں لکھکر دنیا میں شائع کیں اور کافر وغیرہ اپنے نام رکھوائے اسی گورنمنٹ کو اب تک معلوم نہیں کہ ہم دن رات کیا خدمت کررہے ہیں ۔ ہم نے قبول کیا کہ ہماری اردو کی کتابیں جو ہندوستان میں شائع ہوئیں انکے دیکھنے سے گورنمنٹ عالیہ کو یہ خیال گذرا ہو گا کہ ہماری خوشامد کے لیے ایسی تحریریں لکھی گئی ہیں کیونکہ انسان عالم الغیب نہیں لیکن یہ دانشمند گورنمنٹ ادنیٰ توجہ سے سمجھ سکتی ہے کہ عرب کے ملکوں میں جو ہم نے ایسی کتابیں بھیجیں جنمیں بڑے بڑے مضمون اس گورنمنٹ کی شکر گذاری اور جہاد کی مخالفت کے بارہ میں تھے انمیں گورنمنٹ کی خوشامد کا کونسا موقع تھا ۔ کیا گورنمنٹ نے مجبور کیا تھا کہ میں ایسی کتابیں تالیف کرکے ان ملکوں میں روانہ کروں اور ان سے گالیاں سنوں ۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ ایک دن یہ گورنمنٹ عالیہ ضرور میری ان خدمات کی قدر کرے گی اور وہ لوگ جو سراسر بغض اور حسد سے آئے دن خلاف واقعہ میری نسبت شکایتیں کرتے رہتے ہیں وہ ضرور شرمندہ ہونگے کیونکہ کوئی امر پوشیدہ نہیں جو ظاہر نہ ہو جائے ۔ ایک مکار انسان کب تک اپنی مکاری چھپا سکتا ہے یا ایک مخلص انسان کب تک چھپ سکتا ہے ۔

اب پھر ہم اصل مطلب کیطرف رجوع کرکے لکھتے ہیں کہ میں نے صاحب منار کی دھوکا دہی کھولنے کے لیے صرف ایڈیٹر مناظر اور ہلال کی بامبالغہ تعریف پر ہی حصر نہیں رکھا بلکہ عربی میں ایک اور رسالہ نکالا ہے اور ایڈیٹر منار سے بڑے مبالغہ کے ساتھ نظیر طلب کی ہے اور اس رسالہ سے پہلے ایک چھوٹا سا رسالہ اس کے متنبہ کرنے کے لیے بھیجا جائے گا تا اگر وہ عاجزی سے اپنا قصور معاف کرانا چاہے تو پھر اس ذلت سے بچ جائے کہ جو مقابل لکھنے کے وقت اسکو پیش آنیوالی ہے لیکن اسکی بدقسمتی سے ان رسالوں میں بھی گورنمنٹ کی تعریف اور جہاد کی مخالفت موجود ہے ۔ پس اگر اس کے

اشتعال کا باعث مخالفت جہاد کا مسئلہ ہے جیسا کہ یقیناً سمجھا گیا اور اس کے بہر رنگ اشارات سے ظاہر ہو رہا ہے تو ان رسالوں کو پڑھ کر یہ اشتعال اور بھی زیادہ ہو گا۔ بالآخر ہم سب مخالف مولویوں کو اطلاع دیتے ہیں کہ صاحب منار کی مخالفت انکے لیے کچھ بھی جائے خوشی نہیں اور جو کچھ عظمت اہل زبان ہونیکی اُسکو دی گئی ہے آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جلد تر اُس سے رخصت ہونیکو ہے۔ ان مولویوں کو یہ بھی خبر نہیں کہ در اصل ملک مصر عجم میں داخل ہے اور انکی عربی تمام عربی زبانوں سے بدتر ہے نمونہ اتنا ہی کافی ہے کہ اُفْعُلْ کو گُدْ کہتے ہیں اور انکا محاورہ بہت غلط اور عربی فصاحت سے نہایت دور ہے اور وہ اپنے تئیں فصیح بنانے کے لیے ہندیوں سے زیادہ مشکلات میں ہیں کہ انکی زبان غلط بولنے پر عادی ہو گئی ہے مگر ہندیوں کی لوح طبیعت غلطی سے مبرا اور صحیح طریق قبول کرنے کیلیے مستعد ہے۔ اسی وجہ سے کتاب انسکلو پیڈیا میں ایک محقق انگریز لکھتا ہے کہ عرب کی تمام زبانوں میں سے بدتر زبان وہ ہے جو مصر میں رائج ہے غرض مولویان پنجاب اب عنقریب دیکھ لیں گے کہ جس شخص پر ناز کیا ہے اُسکو علم ادب میں کہاں تک دخل ہے۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

المشتہر خاکسار میرزا غلام احمد
از قادیان مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۱ء

خطبہ

جو ۲۹ نومبر ۱۹۰۱ء کو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے پڑھا اور ایڈیٹر الحکم نے حاصل بالمطلب کے طرز پر ناظرین الحکم کے لیے لکھا۔

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ الخ

اور وہ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو تو جواب میں کہدے کہ میں اپنی جان کے لیے نہ ضرر کا مالک ہوں نہ نفع کا ہاں جو کچھ اللہ چاہے ہر قوم کی ایک میعاد مقرر ہے جب وہ آجاتی ہے تو ایک گھڑی آگے پیچھے نہیں ہوتی ان سے کہدو کہ اگر اللہ کی سزا رات یا دن کو آپڑے پھر کیا ہوگا؟ یہ قوم کیوں جلدی کرتی ہے؟ کیا اس عذاب آنے پر ایمان لے آئیں گے اُس وقت ایمان نفع نہ دے گا اور کہا جائے گا کہ اسی عذاب کے لیے جلدی کرتے تھے اور وہ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا واقعی تیرے وعدے پورے ہوں گے تو کہدے ہاں ہاں میرے رب کی قسم وہ ضرور پورے ہوں گے اور تم اپنے کسی حیلہ سے خدا کو مغلوب نہ کر سکو گے کہ اُسکی سزا ٹال دو۔

ان آیتوں کے پڑھنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ یہ دکھایا جاوے کہ ان باتوں سے (جو خدا کا مامور اپنے مخالفوں کی نسبت کہتا ہے) کسقدر زور اور ثبوت خدا تعالیٰ کی ہستی کا ملتا ہے مجھے ان باتوں کے بیان کرنے کی تحریک زیادہ تر اس وجہ سے ہوئی کہ بہت سے نادانوں نے خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور صادق مسیح موعود پر اعتراض کیا ہے کہ وہ کیوں موت ہی کی پیشگوئیاں کرتا ہے؟ کاش اگر انھیں خدا تعالیٰ کے کلام سے مناسبت ہوتی یا سنن انبیا پر انھوں نے کبھی غور کی ہوتی تو ضرور تھا کہ ایسی بات مُنہ سے نکالتے ہوئے ڈر جاتے دیکھو خدا کا خلیفہ عظیم الشان مظہر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایکطرف تو یہ کہتا ہے لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا میں اپنے نفس کے لیے کسی قسم کے نفع یا ضرر کا اقتدار نہیں رکھتا۔ دوسری طرف پورے زور و قوت کے الفاظ میں کامل بصیرت اور شعور کے ساتھ کہتا ہے کہ خدا کا عذاب ان مخالفوں پر رات یا دن کے کسی حصہ میں ضرور آجائے گا وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ اور انھیں صاف کہتا ہے کہ تمھارے مکر و فریب تمھارے مال و منال تمھارے سپاہ و لشکر تمھاری قوت و شوکت اس عذاب کو ٹلا نہیں سکتی!!! کسقدر قوت اور شوکت ہے خداوند مقتدر کے الفاظ میں۔ ایکطرف مرسل اللہ کی ناتوانی کی تصویر ملاخطہ کرو اور دوسری طرف اس پر ہیبت تحدّی پر نگاہ ڈالو۔

میں سوچتا تھا کہ خدا کے حکیم کلام میں جہاں ایک ایک لفظ مضبوط ٹھہر کر کرسی پر ہوتا ہے ہمیں کیا سرّ ہے کہ کہ ایک طرف تحدی سے بھری ہوئی پیشگوئی دشمن کے لیے کرتا ہے اور ساتھ ہی مرسل کے عجز و ناتوانی کا اعتراف کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے میرے دلمیں ڈالدیا کہ یہ اسلوب کلام اسلیے کیا گیا ہے کہ دکھایا جائے کہ موت فوت کی پیشگوئیاں قوت بشری کے احاطہ سے باہر ہیں کیونکہ انسان کی ضعیف قوتوں میں یہ شعور رکھا ہی نہیں ہے کہ یہ دعویٰ کر سکے کہ میں معصوم رہوں گا اور میرے مخالف موت کا لقمہ ہو جائیں گے یہ ایک ہی قادر مطلق مقتدر ہستی کا کام ہے جو اللہ ہے۔

اور پھر یہ خدا کا مامور جو اس قوت و بصیرت کے ساتھ تحدی کرتا ہے اور باوجود اپنی ضعف و ناتوانی و بیکسی و بے بسی کے پورے شعور سے کہتا ہے کہ میرے مخالف تباہ ہو جاوینگے یہ اس کے خدا کی طرف سے ہونے کا ثبوت ہے۔ اس نے خدا کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور اپنے کان سے یہ مقتدرانہ نشان دیتے ہوئے سنا ہے۔

غرض

اس قسم کے نشان جو ایک مامور اپنی قوم کے سامنے پیش کرتا ہے باینکہ وہ خود بالکل ضعیف اور کمزور ہوتا ہے اور اپنے نفع و ضرر کا کوئی اقتدار نہیں رکھتا مگر مخالف کی ہلاکت کی خبر دیتا ہے یہ خدا کی ہستی اور اس کے خدا کی طرف سے ہونے پر زبردست گواہ ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ گواہ ہے بارہا میرے دل میں جوش آتا ہے اور شرح صدر سے یہ ابال پیدا ہوتا ہے کہ خدا نے ہمارے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بالکل وہی نشان دیے ہیں جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیے تھے وہی رنگ بلاتفاوت ہو کے یہاں بھی موجود ہے پھر مسلمانوں کی آنکھوں پر کیا پردے پڑ گئے اور کس نہانی فتن نے انہیں روک دیا کہ وہ ایسی سچائی اور واضح صداقت کو دیکھ نہیں سکتے تم میں سے کون ہے جسکو معلوم نہیں کہ اس برگزیدہ کو جو ہمارے اس زمانہ میں خدا کے بلائے سے بولا ہے دو بیماریاں لاحق حال رہتی ہیں اور بسا اوقات ایسا شدید دورہ آکر پڑتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اب کوئی دم کی زندگی ہے باوجود اس کے ایک قوی آدمی کے مقابلہ میں مثلاً آتھم ہی کو دیکھو کہ وہ کیسا قوی اور مضبوط تھا خدا کی طاقت اور اقتدار کا جلوہ دکھانے کے لیے کہتا ہے کہ تو اتنے عرصہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی وجہ سے بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے ہاویہ میں گرایا جاویگا۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اس علمی زمانہ میں یہی معجزہ ہے جو خدا کے برتر و بلند کی قوت اور ہستی کو ظاہر کر سکتا ہے وہ بات جسمیں کسی ڈاکٹر کا ناخن نہ پہنچ سکے یا کسی اور مشعبد کے چابکدست ہاتھوں کا دخل ہو آج معجزہ کا رنگ نہیں رکھ سکتی۔ یورپ کی کاریگری اور مادی ترقیوں نے ان کتابوں کی آب کھو دی ہے جسمیں کسی تالاب کے کیچڑ کے واقعکار کا کسی مریض کو اچھا کر دینا لکھا ہو۔ مریض کا اچھا کر دینا یا چڑیاں بنانا سوٹی کا سانپ دکھانا یہ کسی وقت کے لیے آنی اور فانی باتیں تھیں جو اس علمی زمانہ میں کوئی اثر پیدا نہیں کر سکتی ہیں۔ کیونکہ آج ان سے بڑھ کر یورپ کی کاریگروں اور صناعوں نے دکھا دیا ہے اور جادو کے ونگ نے ان کو مات کر دیا ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاتم الکتب اور خاتم النبیین کے معجزات میں وہ رنگ نہیں رکھا بلکہ ان میں وہ اقتداری اور جلالی پیشگوئیاں نشان ٹھرائی ہیں جو ہر زمانہ میں بڑے سے بڑے مدبر اور چابکدست اہل فن کے نزدیک بھی حجۃ اللہ ٹھر سکتی ہیں جب کہ وہ ایک بیکس و بے بس ضعیف و ناتوان کے منہ سے سنتا ہے کہ میرے دشمن ہلاک ہو جائیں گے۔

میرا ایمان ہے اور میں اس قسم کی فطرت اب رکھتا ہوں کہ شرح صدر کے ساتھ مانتا ہوں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے لاریب پانی نے جوش مارا اور تھوڑا سا کھانا آپ کی دعا سے بڑھا اور بہتوں کے لیے کافی ہوا۔ یہ اور اور اس قسم کے سیکڑوں معجزات حدیثوں کی کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں۔ اور میرے دوستو ہمارے ایمان میں سرور عالم کی شان اور رتبہ عالی اس سے بھی بالاتر ہے وہ سخت ظالم ہے جو آپ کی شان کو نہیں سمجھتا اور ان معجزات کو نہیں مانتا لیکن سوال یہ ہے کہ قرآن کریم نے کیوں ان باتوں کو نہیں لیا۔ ہو سکتا تھا کہ اس قسم کی باتیں انہیں ہوتیں مگر نہیں خدا کی پر حکمت و پر جلال کتاب نے اقتداری معجزات پر اکتفا کیا ہے اس لیے کہ خدا کا چہرہ دکھانے کے واسطے **اس سے بڑھ کر کوئی نشان نہیں ہے۔**

کیا وہ انسان جو اپنے تئیں بیمار دیکھتا ہے اور کوئی مادی قوت و طاقت اس کے ساتھ نہیں اگر بالکل بشریت ہی ہو اور غیب میں ہستی اس کے ساتھ نہ ہو تو وہ اپنے سے قوی کو کہہ سکتا ہے کہ تو اسقدر عرصہ میں جہنم میں گرایا جاوے گا۔ ایکطرف **لا املک لنفسی نفعا و لا ضرا** اور دوسری طرف **قل ای و ربی** ہاں ہاں ضرور ہے کہ میرا رب ان باتوں کو پورا کرے کیونکہ پیغمبری قائم نہیں رہ سکتی جب تک انکو پورا نہ کرے۔

میرے عزیزو! یاد رکھو یہی ایک طریق ہے جو ہمیشہ خدا کے ماموروں اور برگزیدوں کی صداقت کا روشن ترین صداقت کا نشان ٹھیرا ہے جسکی درخشانی اور چمک ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کامل معنوں میں نظر آئی ہے۔ اور اسی طریق اور اسوہ پر خدا کے مسیح موعود بولے ہیں۔

اب

اے قرآن کے ماننے والو بتاؤ کہ کیا اب بھی شک باقی ہے اگر تم اسکی تردید کرتے ہو اور اس پر اعتراض کرتے ہو تو دیکھو تم تردید قرآن کی کرنے والے ہو اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرنے والے ہوتے ہو سنبھلو اور سوچو!۔

کیا پشاوری آریہ کی پیشگوئی کرنے والا نظروں میں پوری نہیں ہوئی؟

۳۲ و ۳۳ برس کا نوجوان مضبوط بھاری بھرکم موٹا تازہ اس کے مقابل میں کس طرح ہلاک ہوا۔ کتنے جلیل الشان الفاظ میں بتایا گیا کہ فلاں وقت فلاں دن خدا کی چُھری سے ہلاک ہوگا اور ویسے ہی ہوا۔

غرض یہ خدا کے زندہ نشان ہیں جو اسکی ہستی پر روشن دلائل ہیں۔ مختصر یہ کہ ان تمام باتوں میں ہمارے دوست غور کریں جسطرح قرآن کی تلاوت کرنی چاہیے۔ اسی طرح ان نشانات کی تلاوت ضروری ہے یہ خدا کی آیتیں ہیں جو قرآن پر۔ رسالت پر سچا اور کامل ایمان پیدا نہیں ہو سکتا جب تک ان آیات کی تلاوت نہ کرو گے یہی غرض تھی جو مسیح موعود نے انکو تریاق القلوب میں جمع کر دیا تا ان کو پڑھا جاوے اور وہ ازدیاد ایمان کا موجب ہوں خدا کا فضل ہے کہ جو پاک ایتیں پرانی کہانی کی رنگ میں ہو چکی تھیں مسیح موعود کے طفیل سے پھر تازہ ہو گئیں والحمد للّٰہ علیٰ ذالک

ضروری اطلاع

اخبار کے بروقت شائع ہونے اور مفید اور زیادہ کار آمد ہونے کیلیے یہ ضروری امر ہے کہ وقت پر ہمارے سرپرستان اخبار اسکی قیمت ادا کریں۔ اور اسکی توسیع اشاعت کی فکر میں ہیں جسکا ثبوت انہوں نے اس سال میں دیکھ لیا ہے۔ پس اسی اصول کی بنا پر سال گذشتہ کے طریق کے موافق ۱۰ دسمبر ۱۹۰۱ء کا الحکم ان بزرگوں کے نام وی پی کیا جاتا ہے جو اول المعاونین ہیں اور جنکو چھپے ہوئے کارڈوں سے اطلاع دیجئی ہے انکی دینی حرارت اور ہمدردی سے مجھے پوری امید ہے کہ وہ وی پی پیکٹ وصول فرما کر کارخانہ کی معاونت ضرور کرینگے خواہ انھیں اطلاع نہ بھی دیجاتی مگر ان بزرگوں کی اطلاع کیلیے لکھا جاتا ہے جنکے ذمہ سنہ ۱۹۰۱ء سے بھی پچھلے سالوں کا بقایا ہے کہ ۱۰ دسمبر ۱۹۰۱ء کا الحکم ان کے نام بقایا وصول کرنیکی خاطر پھر دوسری یا تیسری مرتبہ بھیجا جاتا ہے اگر اب بھی انہوں نے قیمت ادا نہ کی تو آئندہ اپنی نام اخبار بند سمجھیں بعد مجھے عرفی شرعی قانونی حق ہے کہ انسے بقایا وصول کروں (ایڈیٹر)

گناہ سے فطرت کیسے ملے

حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض نے ۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء کی صبح کو سیر کو جاتے وقت اس مضمون پر جو میگزین کے لیے آپ نے کسی مضمون کے ضمن میں لکھا ہے ایک تقریر فرمائی۔ چلتے ہوئے پوری تقریر کا قلم بند کرنا قریباً ناممکن ہے تاہم بہت حصہ اس تقریر کا نوٹ کر لیا گیا تھا جسکو اپنی طرز پر مرتب کرکے ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے امید ہے کہ

یہ مضمون بہت ہی

مفید ہوگا

(ایڈیٹر)

انگریزی رسالہ کے لیے حضرت اقدس ایک مضمون لکھ رہے ہیں اُسکا ذکر شروع کرکے فرمایا ایک ضروری اور غور طلب سوال ہے جسکو کل دنیا کی قوموں اور سب مذہبوں نے اپنی اپنی جگہ پر محسوس کیا ہے اور وہ سوال یہ ہے کہ انسان کیونکر بچ سکتا ہے؟ یہ سوال حقیقت میں ہر ایک انسان کے اندر سے پیدا ہوتا ہے جبکہ وہ دیکھتا ہے کہ کس طرح پر نفس بے قابو ہو جاتا ہے۔ اور مختلف قسم کے خیالات فاسدہ بدکاری کے آ آکر اسکو گھیر لیتے ہیں۔

ان گناہوں سے بچنے کے واسطے ہر قوم نے کوئی نہ کوئی ذریعہ قرار دیا ہے۔ اور کوئی حیلہ نکالا ہے عیسائیوں نے اس عام ضرورت اور سوال سے فائدہ اُٹھا کر ایک حیلہ پیش کیا ہے کہ مسیح کا خون نجات دیتا ہے۔

سب سے اول یہ دیکھنا ضروری ہے کہ نجات ہے کیا چیز؟ نجات کی حقیقت تو یہی ہے کہ انسان گناہوں سے بچ جاوے اور جو فاسقانہ خیالات آ آکر دل کو سیاہ کرتے ہیں انکا سلسلہ بند ہو کر سچی پاکیزگی پیدا ہو۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائیوں نے گناہ سے بچنے کی ضرورت کو تو محسوس کیا اور اس سے فائدہ اٹھا کر نجات طلب لوگوں کے سامنے یہ پیش کر دیا کہ مسیح کا خون ہی ہے جو گناہوں سے بچا سکتا ہے؟

مگر ہم کہتے ہیں کہ اگر مسیح کا خون یا کفارہ انسان کو گناہوں سے بچا سکتا ہے تو سب سے پہلے ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ کفارہ میں اور گناہوں سے بچنے میں کوئی رشتہ بھی ہے یا نہیں؟ جب ہم غور کرتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں میں باہم کوئی رشتہ اور تعلق نہیں مثلاً اگر ایک مریض استسقا کا کسی طبیب کے پاس آوے تو طبیب اسکا علاج کرنے کے بجائے اُسے یہ کہدے کہ تو میری کتاب کا جز لکھدے تیرا علاج یہی ہے تو کون عقلمند اس علاج کو قبول کرے گا۔ پس مسیح کے خون اور گناہ کے علاج میں اگر یہی رشتہ نہیں ہے تو اور کونسا رشتہ ہے۔

یا یوں کہو کہ ایک شخص کے سر میں درد ہوتا ہو اور دوسرا آدمی اسپر رحم کھا کر اپنے سر میں ایک پتھر مار لے اور اس کے درد سر کا اسے علاج تجویز کرے۔ یہ کیسی ہنسی کی بات ہے پس ہمیں کوئی بتا دے کہ عیسائیوں نے ہمارے سامنے پیش کیا کیا ہے جو کچھ وہ پیش کرتے ہیں وہ تو ایک قابل شرم بناوٹ ہے گناہوں کا علاج کیا؟ یسوع کی خودکشی جسکو گناہوں سے پاک ہونے کی واسطے کوئی حقیقی رشتہ بھی نہیں ہم بارہا حیران ہوتے ہیں کہ حضرت مسیح کو یہ سوجھی کیا؟ جو دوسروں کو نجات دلانے کے لیے آپ صلیب اختیار کی۔ اگر وہ اس صلیب کی موت سے (جو لعنت تک لے جاتی ہے اور عیسائیوں کے قول اور اعتقاد کے موافق کفارہ کے لیے لعنتی ہو جانا ضروری ہے کیونکہ وہ گناہوں کی سزا ہے) اپنے آپ کو بچاتے اور کسی معقول طریق پر بنی نوع کو فائدہ پہنچاتے تو وہ اس خودکشی سے بدرجہا بہتر اور مفید ہوتا۔

غرض کفارہ کے ابطال پر یہ زبردست

دلیل ہے کہ گناہوں کے علاج اور کفارہ میں باہم کوئی رشتہ نہیں ہے پھر دوسری دلیل اس کے باطل ہونے پر یہ ہے کہ کفارہ نے اس فطرتی خواہش کو کہ گناہوں سے انسان بچ جاوے کہاں تک پورا کیا؟ اس کا جواب صاف ہے کہ کچھ بھی نہیں چونکہ تعلق کوئی نہ تھا اسلئے کفارہ گناہوں کے اس جوش اور سیلاب کو روک نہ سکا۔ اگر کفارہ میں گناہوں سے بچانے کی کوئی تاثیر ہوتی تو یورپ کے مرد و عورت گناہوں سے ضرور بچے رہتے ہر قسم کے گناہ یورپ کے خواص و عوام میں پائے جاتے ہیں!

اگر کسی کو شک ہو تو وہ لندن کے پارکوں اور پیرس کے ہوٹلوں میں جا کر دیکھ لے کیا ہوتا ہے۔ زنا کی کثرت خوف دلاتی ہے کہ کہیں زنا کے جواز کا ہی فتویٰ نہ ہو جاوے گو عملی طور پر تو نظر آتا ہے شراب کا استعمال اسقدر کثرت سے بڑھتا جاتا ہے کہ کچھ ہی روز ہوئے ایک عورت نے کسی ہوٹل میں پینے کو پانی مانگا تو انھوں نے کہا کہ پانی تو برتن دھونے یا نہانے وغیرہ کے کام آتا ہے پینے کے لیے تو شراب ہی ہوتی ہے۔

(ایڈیٹر۔ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کے سیاحت یورپ کی چٹھیاں جب طبع ہوئی تھیں تو ہم نے انہیں پڑھا تھا کہ ریلوے سٹیشنوں پر جہاں مسافروں کو پانی کی ضرورت ہوتی تھی وہاں بیر یعنی جو کی شراب ملتی تھی)

پس اب غور کر کے دیکھ لو کہ گناہ کے سیلاب کو روکنے کے واسطے خون مسیح کا بند تو کافی نہیں ہوا۔ بلکہ اپنی رو میں اس نے پہلے بندوں کو بھی توڑ دیا اور پوری آزادی اور اباحت کے قریب پہونچا دیا۔

اب سوال یہ ہوتا ہے کہ کفارہ تو بیشک گناہوں سے بچا نہیں سکتا مگر کیا کوئی اور طریق ہے بھی جس سے انسان گناہوں سے بچ جاوے۔؟

میں کہتا ہوں کہ ہاں علاج ہے اور ضرور ہے اور وہ علاج یقینی علاج ہے مگر جیسے سچی باتوں کے ساتھ مشکلات ہوتے ہیں ویسے ہی یہ علاج بھی مشکلات سے خالی نہیں یہ یاد رکھو کہ جھوٹ کے ساتھ مشکلات نہیں ہوتی ہیں مثلاً ایک کیمیاگر جو یہ کہتا ہے کہ میں ایک دم میں ایک ہزار کا دو ہزار بنا دیتا ہوں وہ مشکلات اس فعل کیلئے نہیں رکھتا لیکن ایک زمیندار کو کسقدر مشکلات کا سامنا ہوتا ہے یا ایک تاجر کو اپنے مال کو کسطرح خطرہ میں ڈالنا پڑتا ہے ایسا ہی ایک ملازم قسم قسم کی پابندیوں اور ماتحتیوں کے نیچے آکر کن مشکلات میں ہے۔ پس تم سہل باتوں سے ڈرو۔ جو پھونک مار کر سب کچھ بنا دینا چاہتے ہیں وہ خطرناک عیار ہیں۔

میرا مطلب یہ ہے کہ عیسائیوں کا گناہ کا علاج تو بجز اباحت کے اور کوئی فائدہ نہیں پہونچاتا۔ عیسائی باش ہرچہ خواہی بکن۔

اور یہی وجہ ہے کہ اس مسئلہ کی اعتقاد کی وجہ سے دہریت کی رگ پیدا ہو جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ انسان گناہ پر دلیر ہو جاتا ہے اور جسقدر سم الفار کی مہلک تاثیر کی ہیبت اسکو اس کے کھانے سے باز رکھتی ہے اسقدر بھی خدا کی ہیبت اسکو نافرمانی سے نہیں روکتی اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ خدا کی عظمت اُسکی ہیبت جلال اور اقتدار سے بیخبر ہے تب ہی تو نافرمانی اور سرکشی کو ایک معمولی بات سمجھتا ہے اور گناہ پر دلیر ہو جاتا ہے اور نہیں ڈرتا۔ ادنیٰ درجہ کے حکام اور ان کے چپراسیوں تک کی نافرمانی سے اسکی جان گھٹ جاتی ہے مگر خدا کی نافرمانی سے اس کے دل پر لرزہ نہیں پڑتا کیونکہ خدا شناسی کی معرفت اسے نہیں ملی۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ **گناہ کا علاج** جو ہم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں سوا اُس کے دوسرا علاج نہیں ہے اور وہ یہی ہے کہ خدا کی معرفت لوگوں کو حاصل ہو۔

تمام سعادت مندیوں کا مدار خداشناسی پر ہے اور نفسانی جذبات اور شیطانی محرکات سے روکنے والی صرف ایک ہی چیز ہے جو **خدا کی معرفت کاملہ** کہلاتی ہے جس سے پتہ لگ جاتا ہے کہ **خدا ہے وہ بڑا قادر ہے** وہ ذو العذاب الشدید ہے یہی ایک نسخہ ہے جو انسان کی متمردانہ زندگی پر ایک بھسم کرنے والی بجلی گراتا ہے۔

پس جب تک انسان **اٰمنت باللہ** کی حد سے نکل کر **عرفت اللہ** کی منزل میں قدم نہیں رکھتا اس کا گناہوں سے بچنا محال ہے۔

اور یہ بات کہ ہم خدا کی معرفت اور اسکی صفات پر یقین لانے سے گناہوں سے کیونکر بچ جائیں گے ایک ایسی صداقت ہے جسکو ہم جھٹلا نہیں سکتے ہمارا روزانہ تجربہ اس امر کی دلیل ہے کہ جس شے سے انسان ڈرتا ہے اس کے نزدیک نہیں جاتا۔ مثلاً جبکہ یہ علم ہے کہ سانپ ڈس لیتا ہے اور اس کا ڈسا ہوا ہلاک ہو جاتا ہے تو کون دانشمند ہے جو اس کے منہ میں اپنا ہاتھ دینا تو درکنار کبھی اس بوٹی کے نزدیک بھی جانا پسند کرے جس سے کوئی زہریلا سانپ مارا گیا ہو اسکو خیال ہوتا ہے کہ کہیں اس کے زہر کا اثر اس میں باقی نہ ہو۔ اگر کسی کو معلوم ہو جاوے کہ فلاں جنگل میں شیر ہے تو ممکن نہیں کہ وہ اس میں سفر کر سکے یا کم از کم تنہا جا سکے۔

بچوں تک میں یہ مادہ اور شعور موجود ہے کہ جس چیز کے خطرناک ہونے کا ان کو یقین دلایا گیا ہے وہ اس سے ڈرتے ہیں۔

پس جب تک انسان میں خدا کی معرفت اور گناہوں کے زہر کا یقین پیدا نہ ہو کوئی اور طریق خواہ وہ کسی کی خودکشی ہو یا قربانی کا خون نجات نہیں دے سکتا اور گناہ کی زندگی پر موت وارد نہیں کر سکتا۔

یقیناً باور کرو کہ گناہوں کا سیلاب اور نفسانی جذبات کا دریا بجز اس کے رک ہی نہیں سکتا کہ ایک **چمکتا ہوا یقین** اسکو حاصل ہو کہ **خدا ہے** اور اسکی تلوار ہے جو ہر ایک نافرمان پر بجلی کی طرح گرتی ہے جب تک یہ پیدا نہ ہو گناہ سے بچ نہیں سکتا۔

اگر کوئی کہے کہ ہم خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور اس بات پر بھی ایمان لاتے ہیں کہ وہ نافرمانوں کو سزا دیتا ہے مگر گناہ ہم سے دور نہیں ہوتے؟

میں جواب میں یہی کہونگا کہ یہ جھوٹ ہے اور نفس کا مغالطہ ہے سچے ایمان اور سچے یقین اور گناہ میں باہم عداوت ہے جہاں سچی معرفت اور چمکتا ہوا یقین خدا پر ہو وہاں ممکن نہیں کہ گناہ رہے۔

انسانی فطرت میں یہ خاصہ جبکہ موجود ہے کہ سچی **معرفت** نقصان سے بچا لیتی ہے جیسے کہ سانپ یا شیر یا زہر کی مثال سے بتایا گیا ہے پھر یہ بات کیونکر درست ہو سکتی ہے کہ ایمان بھی ہو اور گناہ بھی دور نہ ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ ان فرمیسنوں میں محض ایک رعب کا سلسلہ ان کے اسرار کے اظہار سے روکتا ہے اور کچھ نہیں پھر خدا کی عظمت و جبروت پر ایمان گناہ سے نہیں بچا سکتا؟ بچا سکتا ہے اور ضرور بچا سکتا ہے

پس گناہ سے بچنے کے لیے حقیقی راہ خدا کی تجلیات ہیں اور اس آنکھ کو پیدا کرنا شرط ہے جو خدا کی عظمت کو دیکھے اور اس یقین کی ضرورت ہے جو گناہ کے زہر پر پیدا ہو۔ زمین سے تاریکی پیدا ہوتی ہے اور آسمان اس تاریکی کو دور کرتا ہے اور ایک روشنی عطا کرتا ہے زمینی آنکھ بے نور ہوتی ہے جب تک آسمانی روشنی کا طلوع اور ظہور نہ ہو۔ اس لیے جب تک آسمانی نور جو نشانات کے رنگ میں ملتا ہے کسی دل کو تاریکی سے نجات نہ دے انسان اس پاکیزگی کو کب پا سکتا ہے جو گناہ سے بچنے میں ملتی ہے پس گناہوں سے بچنے کے لیے اس نور کی تلاش کرنی چاہیے جو یقین کی روشنی کے ساتھ آسمان سے اترتا ہے اور ایک ہمت۔ قوت عطا کرتا ہے اور تمام قسم کے گرد و غبار سے دلکو پاک کرتا ہے اسوقت انسان گناہ کے زہرناک اثر کو شناخت کر لیتا اور اس سے دور بھاگتا ہے۔ جبتک یہ حاصل نہیں گناہوں سے بچنا محال ہے یہ طریق ہے جو ہم پیش کرتے ہیں اسپر اگر کوئی اعتراض ہو سکتا ہے تو بے شک ہم ہر ایک شخص کو اجازت دیتے ہیں کہ وہ ہمارے سامنے اسکو بیان کرے۔ تا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ کسی عیسائی کے سامنے اس اصل کو بیان کرکے اور پھر اس کا کوئی اعتراض سنکر شرمندہ ہو۔ جو اعتراض اسپر ہو سکتا ہے بے شک کیا جاوے۔

یہ سنکر خاکسار ایڈیٹر الحکم نے اتنا عرض کیا کہ حضور اب یہ سوال باقی رہتا ہے کہ جب گناہوں سے بچنے کے لیے سچی معرفت اور چمکتے ہوئے یقین کی ضرورت ہے جو خدا تعالیٰ کی عظمت اور گناہ کے خطرناک زہر پر آگاہ کرے تو وہ یقین پیدا کیونکر ہو؟۔

حضرت اقدس نے فرمایا بیشک یہ بات ہے جسکو میں خود ہی بیان کرنا چاہتا تھا۔ یہ بات کہ ایسا یقین کیونکر پیدا ہو؟ اس کے لیے اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں کہ ایسے یقین کے خواہشمند کے لیے ضروری ہے کہ وہ **کونوا مع الصادقین** سے حصہ لے۔ صادق سے صرف یہی مراد نہیں کہ انسان زبان سے جھوٹ نہ بولے یہ بات بہت سے ہندوؤں اور دہریوں میں بھی ہو سکتی ہے بلکہ صادق سے مراد وہ شخص ہے جسکی ہر بات صداقت اور راستی ہونے کے علاوہ اس کے ہر حرکات و سکنات قول سب صدق سے بھرے ہوئے ہوں گویا یہ کہو کہ اس کا وجود ہی صدق ہو گیا ہو اور اس کے اس صدق پر بہت سے تائیدی نشانات اور آسمانی خوارق گواہ ہوں چونکہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے اس لیے جو شخص ایسے آدمی کے پاس جو حرکات و سکنات افعال و اقوال میں خدائی نمونہ اپنے اندر رکھتا ہے صحت نیت اور پاک ارادہ اور مستقیم جستجو سے ایک مدت تک رہے گا تو یقین کامل ہے کہ وہ اگر دہریہ بھی ہو تو آخر خدا تعالیٰ کے وجود پر ایمان لے آئے گا کیونکہ

صادق کا وجود خدا نما وجود ہوتا ہے

انسان اصل میں انسان ہے یعنی دو محبتوں کا مجموعہ ہے ایک انس وہ خدا سے کرتا ہے دوسرا انس انسان سے چونکہ انسان کو تو اپنے قریب پاتا اور دیکھتا ہے اور اپنی ہی نوع کی وجہ سے اس سے جھٹ پٹ متاثر ہو جاتا ہے اسلیے کامل انسان کی صحبت اور صادق کی معیت اسے وہ نور عطا کرتی ہے جس سے خدا کو دیکھ لیتا ہے اور گناہوں سے بچ جاتا ہے۔

انسان کے دراصل دو وجود ہوتے ہیں ایک وجود تو وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں طیار ہوتا ہے اور جسے ہم تم سب دیکھتے ہیں جسے لیکر وہ باہر آ جاتا ہے اور یہ وجود بلا فرق کے سب کو ملتا ہے لیکن ایک اور وجود بھی انسان کو دیا جاتا ہے جو صادق کی صحبت میں طیار ہوتا ہے یہ وجود بظاہر ایسا نہیں ہوتا کہ ہم اسے چھو کر یا ٹٹول کر دیکھ لیں۔ مگر وہ ایسا وجود ہوتا ہے کہ اس وجود پر ایک قسم کی موت وارد ہو جاتی ہے وہ خیالات وہ افعال اور حرکات جو اس سے پہلے صادر ہوتے تھے یا دل میں گذرتے تھے یہ انسان بالکل الگ ہو جاتا ہے۔ اور شبہات سے

جو اس کے دل کو تاریک کیے رہتے ہیں اُن سے اسکو نجات ملجاتی ہے۔ اور یہی وجود حقیقی نجات ہوتی ہے جو سچی پاکیزگی کے بعد ملتا ہے۔ کیونکہ جب تک شبہات سے نجات نہیں اسکو تاریکی سے نجات نہیں اور سچی پاکیزگی اسے میسر نہیں۔ اور وہ خدا کو دیکھ نہیں سکتا اُس کی عظمت و ہیبت کا اس کے دل پر اثر نہیں ہو سکتا اور سچ تو یہ ہے کہ وہ خدا کو دیکھ نہیں سکتا اور جو شخص اس دنیا میں خدا کے دیکھنے سے بے نصیب ہے وہ قیامت کو بھی محروم ہی ہوگا جیسے خدا نے خود فرمایا ہے مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى اس سے یہ مراد تو نہیں ہو سکتی کہ جو اس دنیا میں اندھے ہیں وہ قیامت کو بھی اندھے ہی ہوں گے بلکہ

باقی آئندہ

چونکہ یہ مضمون کسی قدر لمبا ہے اور اس ہفتہ کا الحکم اس سے زیادہ اس مضمون کے اندراج کی گنجائش نہیں رکھتا اسلیے باوجود مضمون کے لذیذ اور اہم ہونیکے ہم اسے آیندہ پر چھوڑتے ہیں تاکہ ناظرین کا شوق بھی باقی رہے اور دوسری ضروری باتیں بھی درج ہو سکیں۔

ایڈیٹر

عسلِ مصفّٰی

مؤلفہ جناب مرزا خدا بخش صاحب ابوالعطا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی تصدیق میں اور معترضوں کے اعتراضوں کے دنداں شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۴۴۸ صفحہ کی کتاب قادیان میں جناب قاضی ضیاء الدین صاحب اور مالیر کوٹلہ میں مولوی حکیم محمد زمان صاحب سے عاقبت کو علاوہ محصول ڈاک ملتی ہے جلد خرید و بہت خریدی جا رہی ہے۔

نظم

در مدح امام ہمام مسیح موعود علیہ السلام - از جناب محمد نواب خانصاحب ثابت مالیرکوٹلوی

نعمتیں بے انتہا دیں تونے ای رحمٰن ہمیں
بے سروساماں تھے ہم بخشے بڑے ساماں ہمیں
ہم تھے مضغہ جان ڈالی پرورش ہمکو کیا
اور مہیا کردیے پُر شیر دو پستاں ہمیں
ہمکو دی تعلیم قرآن اور بیاں سکھلا دیا
الغرض سب کچھ دیا پیدا کیا انساں ہمیں
حضرت خیرالرسل ختم الرسل بھیجے رسول
فیض سے جنکے ملی ہے نعمت ایماں ہمیں
دعوت اسلام کی اک ڈالدی دنیا میں عام
خوان دیں پر سب کو یکجا کردیا مہماں ہمیں
ہم کو طاقت کیا جو تیرا شکر نعمت کر سکیں
تیرے انعاموں کے گننے کا نہیں امکاں ہمیں
قادیاں دارالاماں میں آنکھ سے دکھلا دیا
مہدی آخر زماں اور عیسیٰ دوراں ہمیں
وہ مسیحائے فصیح واحد والانشان
جس کے آگے دلمیں کچھ جچتا نہیں سحباں ہمیں
اُسکا دم ہرگز مسیحائی تو لب اعجاز ہے
اُسکا دم بھرنا ہے لازم ظاہر و پنہاں ہمیں
اُس نے اندھوں کو سجھا کے کردیا ہے نور سے
اب یہی وہ نور بتلاتا ہے جو قرآں ہمیں
نور کا شرقی منارہ سے ہوا جلوہ فگن
جبکہ نادانی کی ظلمت نے کیا حیراں ہمیں
جسکا وعدہ دے گئے تھے حضرت ختم الرسل
جسکا مژدہ دیچکا ہے بار ہا قرآں ہمیں
تیرہ و تاریک دنیا آنکھ میں ہونے کو تھی
یک بیک آیا نظر اسکا رخ تاباں ہمیں
اس مجدد اور مہدی و مسیح وقت نے
بس یہی سارے مریدوں کو دیا فرماں ہمیں
فائدہ کیا ہے جو دستور العمل قرآں نہیں
سننے والے گو کہیں طوطی خوش الحاں ہمیں
اُس کے ہر ہر لفظ پر غور اور تدبر ہو کمال
یاد طوطے کی طرح ہرگز نہو قرآں ہمیں
ہم میں جاں باقی نہ تھی اور دل بڑا تاریک تھا
نور ایماں آگیا تازہ ملی ہو جاں ہمیں
ہیں سکھائی اُس نے ہمکو دعا کی برکتیں
اور بڑھائی ٹھیک ٹھیک اسلام کے ارکاں ہمیں
لذت قرآں نماز و ہمیں حلاوت یاں ملی
اپنے ہادی نے بتایا نکتۂ عرفاں ہمیں
اب تو ہم لپٹے رہیں گے خاکسار و نکیطرح
کھینچکر لایا ہے اُسکا دور سے داماں ہمیں
تھی جو دلمیں شیر مردی جوشن ایمانی ایک
لاکھ گیدڑ بھبکیاں دیتا رہا شیطاں ہمیں
قادیاں جنت نشاں ہر نیر ہو وہم سے اک عیسیٰ ہے
اور وہ مرزجسکا نمونہ محفل رنداں ہمیں
ذکر حق کی محفلوں سے دلمیں پاتے ہیں سرور
اسلیے بزم نشاط و عیش ہے زنداں ہمیں
دشمن بدرنگ کی جانکی رگ کٹی تلوار سے
تو ہی زندہ دیر رہا ہے عمر جاوداں ہمیں
دیکھکر دیدار تیرا روحیں جاں آگئی
اک یہی تھی آرزو اب کچھ نہیں ارماں ہمیں
پیر گولڑکی یہاں کچھ بھی نہ پیری چل سکی
وار سب خالی گئے اُنکے ملا میداں ہمیں
مہر کے شمس ہدایت کو گہن جب لگ چکا
روشنی دینے لگا مہر تیر رخشاں ہمیں
بوالعطائے ای خدا بخش اُنکو تو اجر عظیم
کردیا بیشک عطا اک حربۂ بُراں ہمیں
دلمیں لذت آگئی عسل مصفی دیکھکر
کیا عجب نسخہ ملا ہے درد کا درماں ہمیں
میرزا نے نور حکمت بھر دیا ہے کوٹ کوٹ کر
اپنے دوست کو کہنا پڑا لقماں ہمیں
بالیقین شان عسل ہے یہ کتاب پر صفا
کیا ملا ہے لفظ اس کے شان کو شایاں ہمیں
ہے عسل پر جسکو یعسوب دیں کہتا رہا
مکھیوں کیطرح آتے ہیں نظر انساں ہمیں
مختلف باغوں کے پھولوں کا خلاصہ ہے یہ شہد
اسکو کہنا چاہیے اب عالم لساں ہمیں
یہ کتاب اپنے لیے اک راہبر ہے بالیقیں
منزلیں جتنی کٹھن تھیں ہو گئیں آساں ہمیں
یہ مثل اونچی دکان پکوان پھیکا ہے غلط
دور ہی سے ہے پر مزہ پکوان یہ دکاں ہمیں
ای خدا بہتر یہ سب احسان اور انعام ہیں
فیض مرشد ہے سیر صحبت اخواں ہمیں
بحر عصیاں میں بنا کشتی عمل کی ثابتا
پار سے بیڑا ملا ہے نوح کشتیباں ہمیں

ترجمہ قرآن کریم

الحکم ہی کے کسی پرچہ میں یہ خوشخبری سنائی گئی تھی کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے مجلس منتظمہ مدرسہ تعلیم الاسلام کو اپنا ترجمہ قرآن کریم دینا منظور کیا ہے پہلے یہ تجویز تھی کہ ترجمہ معمولی قرآنو کی تقطیع پر چھاپا جاوے لیکن اکثر احباب کے خطوط آنے سے معلوم ہوا کہ حمائل کو ترجیح دی جاتی ہے۔ لہذا اب مجلس منتظمہ نے فیصلہ کیا ہے کہ حمائل ہی چھپوائی جاوے۔ اس کا کاغذ نہایت اعلیٰ درجہ کا۔ خط واضح ہوگا۔ پہلا پارہ علحدہ بطور نمونہ چھاپ کر پبلک میں پیش کیا جاوے گا۔ اور اس کا کام عنقریب شروع ہونیوالا ہے۔ اور پھر روپے کے بہم پہونچ جانے پر حمائل کی چھپوائی کا انتظام کیا جاویگا۔ اس امر کا اعادہ کر دینا شاید ضروری ہوگا کہ سرمایہ کو بہم پہونچانے کے لیئے مجلس نے دو تجویزیں احباب کے سامنے پیش کی تھیں۔ یعنی ایک تو یہ کہ ہر ایک دوست بقدر وسعت اس کار خیر کے لیے کسیقدر رقم بطور قرضہ مجلس منتظمہ کو دے اور یہ قرضہ کافی تعداد کے فروخت ہونے پر واپس کیا جاوے۔ امید تو بہت تھی لیکن سوائے ایک شہر کے اس تجویز پر غور نہیں ہوا۔ صرف ایک سیالکوٹ میں جناب میر حامد شاہ صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ تین سو روپے قرضہ مہیا کر دینے کی تجویز پختہ ہوگئی ہے اور وہ روپیہ عنقریب کمیٹی کو بھیجنے والے ہیں لیکن دوسرے کسی شہر میں اس تجویز پر کافی غور نہیں کیا بعض احباب نے ابتدا میں وعدہ بھی فرمایا تھا کہ اس کے لیے کثیر رقمیں چندہ کی دی جائیں گے۔ مگر اب تک انکی طرف سے بھی کوئی جواب نہیں ملا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب کا ترجمہ ایسی قابل قدر چیز نہ تھی کہ اس کی ایک ایک کاپی ہر ایک دوست خریدتا اور اسی امید پر مجلس منتظمہ نے یہ ارادہ کیا تھا کہ کم از کم پندرہ سو کاپی چھپوائی جاوے جس کے لیے لاگت قریب تین ہزار روپے کے تخمینہ کی گئی تھی۔ اگر اس سے نصف روپیہ بھی اکٹھا ہوجاتا تو بالفعل آٹھ سو کاپی ہی چھپوائی جاتی اور جس صورت میں صرف ایک مخلص جماعت سیالکوٹ نے ہی تین سو روپیہ اکٹھا کر دیا تھا تو پندرہ سو روپیہ کا جمع ہوجانا کوئی مشکل نہ تھا بشرطیکہ سارے دوست اس کام میں اسقدر سرگرمی سے کام کرتے جیسے کہ جماعت سیالکوٹ نے کیا ہے جزاھم اللہ خیر الجزاء۔ امید ہے کہ باقی دوست اس کے متعلق کافی توجہ فرما کر مطلع فرما دیں گے دوسری تجویز اس سرمایہ کے بہم پہونچانے کے لیے یہ تھی کہ جو احباب حمائل شریف مترجم کو خریدنا چاہتے ہیں وہ اسکی قیمت پیشگی عطا فرما دیں۔ بعض احباب نے صرف درخواستیں بھیجی ہیں لیکن بغیر روپے کے درخواستوں کو درج کرنا بیفائدہ ہے کیونکہ اصل غرض درخواستوں کے لینے سے یہی ہے کہ سرمایہ اکٹھا ہو جاوے یہ طریق مدد کا نہایت آسان ہے اگر احباب پسند کریں چھ سات سو درخواست سے دو ہزار روپے کا سرمایہ بہم پہونچ سکتا ہے لہذا جو صاحب پہلی تجویز کے مطابق مدد نہ کر سکیں وہ دوسری تجویز کے مطابق ہی کر دیں۔ قیمت حمائل کی تین روپے ہوگی۔ کاغذ عمدہ اور مضبوط۔ خط واضح اور صاف صحت اور صفائی کے متعلق پوری احتیاط کی جاوے گی۔

مفصلہ ذیل احباب نے اعانت فرمائی ہے

شیخ عبدالرحمن صاحب کلرک اف دی کورٹ ملتان قیمت پیشگی یک جلد للعہ

شیخ غلام نبی صاحب تاجر راولپنڈی قیمت پیشگی یک جلد۔ للعہ

منشی کرم الٰہی صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس بھٹنڈہ ریاست پٹیالہ قیمت چھ جلد للعہ

" " قرضہ ۔ للعہ

ڈاکٹر رحمت علی صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ میانمیر بر قرضہ عہ

میزان للعہ

ضروری اطلاع

۲۴ نومبر ۱۹۰۱ء کو بتحریک صاحب پریزیڈنٹ بورڈ آف ڈائرکٹرز بورڈ کا اجلاس جسمیں حضرت مولوی نورالدین صاحب وحضرت مولوی عبدالکریم صاحب وجناب نواب محمد علی خانصاحب وسید حامد شاہ صاحب وحکیم فضل الدین صاحب ومرزا فضل بیگ صاحب ومنشی محمد نواب خانصاحب تحصیلدار و راقم حاضر تھے اور شیخ رحمت اللہ صاحب بھی بعد میں شامل ہوگئے اور بورڈ کی کارروائی کسی قدر ترمیم کے ساتھ جنرل کمیٹی منعقدہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء نے منظور کی جنرل کمیٹی کے شائع شدہ فیصلوں سے ضوابط وقواعد انجمن وعہدہ داران انجمن میں کسیقدر تبدیلی واقع ہوگئی ہے۔ جس کی اطلاع ممبران انجمن اشاعت اسلام اور دوسرے بھائیوں کے لیے ضروری ہے۔

(۱) مقام اشاعت میگزین قادیان قرار دیا گیا۔

(۲) عہدہ داران انجمن کا بھی مقامی ہونا ضروری سمجھا گیا اس لیے مفصلہ ذیل تبدیلیاں عہدہ داران میں کی گئیں سکرٹری بجائے خواجہ کمال الدین صاحب پشاور کے راقم کو قرار دیا گیا۔ اسسٹنٹ سکرٹری بجائے راقم کے مفتی محمد صادق صاحب کو قرار دیا گیا۔ فنانشل سکرٹری بجائے شیخ رحمت اللہ صاحب لاہور کے حضرت مولوی نورالدین

صاحب کو قرار دیا گیا۔ اگزیمینر یعنی محاسب بجائے منشی تاج الدین صاحب لاہوری کے منشی محمد صادق صاحب کو قرار دیا گیا امین نواب محمد علی خاں صاحب کو قرار دیا گیا۔ مگر ایک ہزار روپے تک فنانشل سکرٹری صاحب کے پاس جمع رہے گا۔ امین سے کوئی روپیہ سوائے سکرٹری اور فنانشل سکرٹری صاحب کے دستخطوں کے برآمد نہ ہوگا۔

فنانشل سکرٹری سے کوئی روپیہ سوائے سکرٹری اور محاسب کے دستخطوں کے برآمد نہ ہوگا۔

(۳) ڈائرکٹروں کا قورم بجائے سات کے پانچ قرار دیا گیا۔

(۴) مرزا خدابخش صاحب و شیخ یعقوب علی صاحب کو ڈائرکٹر قرار دیا گیا اور اسطرح چودہ کی تعداد پوری کی گئی۔

(۵) فیصلہ کیا گیا کہ جنوری ۱۹۰۲ء سے آگے اشاعت میگزین میں تاخیر نہ پڑے۔

(۶) فیصلہ کیا گیا کہ اگر تین سو درخواست اردو میگزین کی لیے پہونچ جاوے تو اُردو میگزین شائع کیا جاوے۔

لہذا ممبران انجمن کو لازم ہے کہ کہ ہر ایک قسم کا روپیہ متعلق حصص یا قیمت میگزین کی بنام حضرت مولوی نور الدین صاحب قادیان میں روانہ فرماویں اور خط و کتابت اور اطلاع روپیہ بھیجنے کی اور وہ کس قسم کا روپیہ ہے خاکسار راقم کے نام ہونی چاہیے

دستخط

راقم خاکسار محمد علی پریزیڈنٹ

از قادیان

اردو میگزین

بورڈ آف ڈائرکٹرز نے ۲۴ نومبر ۱۹۰۱ء کے اجلاس میں قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ جب تک تین سو درخواست اُردو میگزین کے لیے بہم نہ پہونچ جاوے تب تک یہ کام شروع نہیں کیا جا سکتا لہذا اب یہ کام ان احباب کے اختیار میں ہے جو اُردو میگزین کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ اگر وہ بجائے خود تحریک کرکے درخواستیں بھجوادیں تو شاید یہ کام چل پڑے۔ جن احباب کے دل میں یہ جوش ہے کہ اُردو میگزین شائع ہو۔ اُن پر لازم ہے کہ وہ دوسرے احباب کو تحریک کریں اور کوشش سے درخواستیں جمع کردیں میرے ایک مکرم دوست نے یہ لکھا تھا کہ الحکم کے سارے خریدار ضرور میگزین کو خریدینگے لہذا ممبران انجمن اشاعت اسلام اس کے علاوہ ہوں گے۔ مگر خریداران الحکم نے ابھی اسپر کافی توجہ نہیں کی اور نہ ممبران انجمن اشاعت اسلام نے کی ہے۔ بہرحال صرف ایکماہ باقی ہے جس کے اندر اندر سارے فیصلے ہونے چاہییں۔ تین سو درخواست احمدی جماعت کی تعداد میں ایک فیصدی سے بھی کم ہے بشرطیکہ توجہ ہو۔

محمد علی

۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء

قادیان

الحکم کے متعلق

اس ہفتہ میں منشی عزیز الرحمن صاحب کپورتھلہ نے ایک خریدار دیا اور جناب شیخ نیاز احمد صاحب تاجر چرم وزیرآباد نے جو پہلے ہی کئی خریدار دے چکے ہیں تین جدید خریداروں کے نام بھیجے ہیں جزاہ اللہ خیر الجزا۔ اگر الحکم کے سارے خریدار شیخ نیاز احمد صاحب یا منشی شاہدین صاحب سٹیشن ماسٹر کی طرح سعی کریں تو میں کہہ سکتا ہوں کہ دسمبر کے ختم ہونے سے پیشتر الحکم کی تعداد اشاعت ہزار تک پہونچ جاوے۔ بہرحال میں خریداران الحکم سے اُمید کرتا ہوں کہ وہ اپنی سعی اور کوشش کو وسیع پیمانہ پر شروع کرینگے اور کم از کم شروع سال تک اسکی اشاعت کو ۱۰۰۰ تک تو پہونچا دینگے

اس کے علاوہ مولوی محمد فاضل صاحب نے ایک جدید خریدار دیا اور جناب مرزا افضل بیگ صاحب مختار قصور نے ایک جدید اخبار اپنی جیب خاص سے دیا جزاہم اللہ احسن الجزا چار خریدار اپنی درخواست پر خریدار ہوئے

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت اقدس اور اہل بیت بحمد اللہ خوش و خرم ہیں۔

(۲) صاحبزادہ بشیر احمد و شریف احمد و مبارکہ بیگم کے ختم قرآن شریف پر ۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء کو آمین ہوئی مساکین اور یتیموں کو کھانا کھلایا گیا۔ خدا تعالیٰ کی اس نعمت کی تحدیث اور شکریہ کیلیے احباب کو دعوت دی گئی۔ اور آمین کے ذریعہ خدا کے احسانوں کا شکریہ کیا گیا اور اپنے دعاوی کی تبلیغ کی گئی

(۳) اس ہفتہ میں کشمیر سے چند مخلص دوست حاضر ہوئے۔ اور ایسا ہی پشاور کے علاقہ سے بھی آئے۔ منشی ظفر احمد صاحب اپیل نویس کپورتھلہ سے آئے۔ منشی فیروز علی صاحب نائب سٹیشن ماسٹر مردان سے ایک مہینہ کی رخصت لیکر تشریف لائے۔ اور منشی جلال الدین صاحب و محمد الدین صاحب بلانی سے معہ اہل و عیال آئے۔

(۴) حضرت اقدس نے امتحان میں شمولیت کے لیے سخت تاکید فرمائی ہے اور حکم دیا ہے کہ ہر شخص کو حتی الوسع اس میں شامل ہونا چاہیے اسپر جو تقریر فرمائی تھی وہ دوسرے وقت عدم گنجایش کیوجہ سے درج ہوگی۔

(۵) طاعون کے لیے ایک جدید اشتہار شائع ہونے والا ہے جو عربی فارسی اردو انگریزی اور پشتو میں ہوگا

(۶) مولوی انوار حسین خانصاحب رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی اور مولوی عنایت حسین صاحب مراد آبادی واپس اپنے وطن کو تشریف لے گئے

(۷)

بیعت

عادل شاہ صاحب داؤد شاہ صاحب تمیمی صاحب حبیب الرحمن صاحب

یونس صاحب ۔ شعیب صاحب
ابراہیم صاحب ۔ حبیب اللہ صاحب
عبد الخالق صاحب ۔ یوسف صاحب
عبد اللہ صاحب ۔ عبد الہادی صاحب
عبد الغفار صاحب ۔ فضل دین صاحب
عثمان صاحب ۔ عبد النور صاحب
سلیمان صاحب ۔ محمد صاحب
نور الدین صاحب ۔ ایوب صاحب
الیاس صاحب ۔ عبد الکریم صاحب
سیاہ خانده صاحبہ ۔ عائشہ صاحبہ
مریم صاحبہ ۔ نور النساء صاحبہ
عبد القادر صاحب ۔ عبد الجبار صاحب
ساکنان خوست علاقہ غزنی متعلق
شہر کابل
غلام منور صاحب ۔ جنگل پور ضلع ہری پور
کشمیر ڈاک خانہ شوپیان ۔
عبد الولی صاحب ۔ کنگی پور ضلع نگام
کشمیر ۔ ڈاک خانہ پانپور
غلام احمد صاحب ۔ بجبہاڑا ضلع
دونی پور ڈاک خانہ بجبہاڑا ۔ کشمیر
عبد الاحد صاحب ۔ بچھوماڑ ۔ "
مشتاق حسین صاحب ساکن گوبند کے
سید غلام نبی شاہ صاحب معہ قبیلہ
و دو دختر ۔ "
سید محمد حسین صاحب " حال
مدرس ڈسکہ ضلع سیالکوٹ ۔
بابو فتح الدین صاحب ۔ گوجرانوالہ حال
نوشہرہ ملازم محکمہ ڈاک سعدی ۔
محمد رمضان صاحب نمبردار ۔ ہارو
متصل کیموہ ضلع ہری پور کشمیر ڈاک
خانہ بجبہاڑا ۔
محمد اسمٰعیل صاحب نائیک ۔ کا ڈنگ "
مولوی عبد الرحمٰن صاحب ۔ دھوبیان
ضلع پشاور تحصیل صوابی ۔
اللہ توکل صاحب ۔ سید انوالی سیالکوٹ
معہ زوجہ و دو دختر ۔
احمد الدین صاحب ۔ ملتان پاک دروازہ
حافظ الٰہی بخش صاحب ۔ منارہ ۔ جہلم
ڈاک خانہ نور پور تحصیل پنڈ دادنخان
غلام حیدر صاحب ۔ راجیکی ضلع
گجرات ڈاک خانہ مگوال ۔

پریس

از الہ اوہام طبع ہو رہا ہے یہ بتانیکی ہمکو ضرورت نہیں ہے کہ کسقدر مفید مجموعہ یہ آنحضرت کے دعاوی کے دلائل کا ہے اور مخالفوں کے اعتراضوں کا کیسا یکجائی جواب ہے امتحانی کورس میں داخل ہے درخواستیں درج رجسٹر ہو رہی ہیں صرف ۴۰۰ جلد طبع ہوتی ہے ۔

آسمانی فیصلہ جس نے تمام علماء و مشائخ و سجادہ نشینوں پر آسمانی نشانوں میں مقابلہ کرنیکی دعوت میں حجت پوری کر دی دوسرا ایڈیشن قیمت ۲ / ۰

مسلمانوں کا خدا اور اس کے حضور میں دعا ۔ ہر مسلمان کے ہر روز پڑھنے کے قابل قیمت ۲ /

مسئلہ ناسخ منسوخ اور شیعہ کے رد میں حضرت مولوی نور الدین صاحب کے دو خط قیمت ۱ /

صاحبزادہ بشیر احمد و شریف احمد و مبارکہ بیگم کی آمین نہایت ہی لطیف رسالہ نظم میں جو ۳۰ / نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کو پڑھا گیا قیمت ۱ /
صرف ۳۵۰ جلدیں باقی ہیں ۔
مندرجہ بالا کتابیں دفتر الحکم یا حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس سے درخواست کرنے پر ملیں گی ۔

کیا میری آواز سنی جاویگی

کثرت کے ساتھ میرے پاس خطوط پہنچے ہیں کہ سیرۃ مسیح موعود کو پڑھ کر بہت لوگوں نے عملی فائدہ اٹھایا ہے اور اخلاقی اور معاشرتی کمزوریوں میں انھوں نے معتد بہ اصلاح کی ہے ۔ اور ایسا ہی کثرت کے ساتھ خطوط آتے ہیں جو مجھ سے سیرۃ مسیح موعود مفت مانگتے ہیں مگر میرے پاس اسکی ایک بھی کاپی نہیں ۔ ابتداً میں جناب مکرمی سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب مدراسی نے ایک سو جلدیں خرید کر انکا بہت بڑا حصہ مجھے تقسیم کے لیے دیا تھا اور ایسا ہی پبلشر نے بھی کچھ کاپیاں مفت تقسیم کرنے کو دی تھیں ۔ مگر اب سیرۃ کی کل جلدیں جو کسیقدر باقی ہیں مدرسہ کی ملکیت میں ہیں اسلیے میں اپنے دوستوں اور ان لوگوں کو جو حصول ثواب کے لیے ہر موقع کی تلاش اور تاک میں لگے رہتے ہیں الحکم کے ذریعہ اطلاع دیتا ہوں کہ وہ جسقدر جلدیں ان کے لیے ممکن ہوں خرید کر مجھے مفت تقسیم کرنے کے لیے دیں اگر ایک شخص بھی اس کتاب کو پڑھ کر اپنی عملی کمزوریوں کی اصلاح کرے گا تو وہ ان نیکیوں کے ثواب کے ضرور مستحق ہو جائیں گے جو اس پاک تبدیلی سے اس سے سرزد ہوں گے پس کیا میں امید کر سکتا ہوں کہ میری آواز سنی جاوے گی کتاب مذکور ۸ / قیمت پر مدرسہ تعلیم الاسلام کی کمیٹی سے مل سکتی ہے

عاجز عبد الکریم

یا رب کریم فضل و کرم تیرا چاہیے
رب رحیم لطف اتم تیرا چاہیے
دنیا کا غم نہ ہو مجھے غم تیرا چاہیے
آہ سینہ میں میرے دم تیرا چاہیے

تو مالک الملوک شاہوں کا شاہ ہے
رازق تو ہی ہے شاہ و گدا کی پناہ ہے
ای میرے کردگار سب مولیٰ ہیں کا تو
گاتے ہیں تیرا راگ یہ سب عام اور خاص
مردے ہیں سب تو زندہ ہے حق سے گفتگو
دنیا تو اک سرائے ہے گویا مقام ہو

مختلف واقعات

افسوس ہے کہ کونٹ پال کا انتقال ہو گیا شہنشاہ عالم پناہ اور وزیر انگلستان نے اس کی ماتم پرسی کے تار شہنشاہ جرمن کو دیئے۔ سنہ ۱۸۸۵ء سے کونٹ موصوف برلن کیبطرف سے لندن میں سفیر تھے۔ پیرس اور ہیگ کے سکرٹری بھی رہ چکے تھے۔ پائے تخت اندلس میں بحیثیت سفیر برلن کا کام کر چکے تھے قسطنطنیہ میں بھی جرمنی سفیر بن کے مدت گذاردی تھی اور اس سے پہلے وزیر خارجہ جرمنی کے عہدہ پر ممتاز تھے۔ سنہ ۱۸۳۱ء میں پیدا ہوئے تھے۔ نہایت قابل اور روشنضمیر شخص تھے انھوں نے انگلستان اور جرمنی کی کچھ پیچیدگیوں کو نہایت خوش اسلوبی سے سلجھا دیا تھا اور کبھی ایسا موقعہ نہ آنے دیا کہ باہم کشش پیدا ہو جاتی ان کی موت یورپی سیاسی حلقہ میں سخت افسوس اور رنج سے سنی گئی۔

مدت سے جرمنی اخبارات ہماری فوجوں پر سخت سخت شرمناک حملے کر رہے تھے اور فرضی مظالم سے خواہ مخواہ انھیں ملزم بنا رہے تھے۔ مسٹر چیمبرلین سے آخر نہ رہا گیا انھوں نے جرمنی سپاہیوں کا جو وہ فرانس کی جنگ میں کر چکے تھے اور اپنے سپاہیوں کا جو جنوبی افریقہ میں کام کر رہے ہیں مقابلہ کیا اور دکھا دیا کہ جرمنی سپاہی انگریزی سپاہیوں سے شائستگی اور انسانیت میں کسقدر کم ہیں اسپر جرمنی اخبارات میں آگ لگ گئی اور تمام جرمنی میں جوش پھیل گیا اور مسٹر چیمبرلین پر بوچھاڑ شروع ہو گئی اس کا جواب لنڈن ٹیمس نے بہت ہی خوب دیا ہے کہ تمھی اگر ذرا سی نکتہ چینی کی تو جامہ سے باہر ہو گئے اور ان شرمناک حملوں کی خبر نہیں جو برسوں سے انگریزی سپاہ پر کیے جا رہے ہیں اگر دل میں انصاف ہے تو سمجھلو جسطرح تمہارا فرض ہے کہ اپنے سپاہیوں کی تعریف کرو اسطرح ہمارا بھی فرض ہے کہ ان حملوں کا جواب دیں جو ہماری سپاہ پر کیے جاتیں

خود کسے نا سزا چرا گوید

نا سزا آنکہ نا سزا گوید

لندن کے محکمہ جنگ نے صرف ماہ اکتوبر کے نقصانات جنگ جنوبی افریقہ کی فہرست شائع کی ہے اسمیں وہ نقصان بھی شامل ہے جو بمقام میڈول ۲۰ ستمبر کو ہوا تھا لیکن برالن لگائی کی جنگ کا نقصان جو ۳۰ اکتوبر کو ہوئی تھی شامل نہیں کیا گیا ہے کل ۱۷۴ کا نقصان شمار ہوا ہے جس کی تفصیل یہ ہے ۲۲ افسر اور ۱۷۹ سپاہی مقتول ۵۲ افسر اور ۹۳۰ سپاہی مجروح آغاز جنگ سے اب تک ۳۳۴ افسر اور ۴۷۱ سپاہی مقتول اور ۱۴۱ افسر ۱۵۴۰ سپاہی زخم کی حالت میں ضائع ہو گئے اور ۲۶۱ افسر اور دس ہزار چارسو چھبیس سپاہی مرض سے فوت ہو گئے۔ کل اموات کی تعداد جو جنوبی افریقہ میں ہوئی اٹھارہ ہزار دو سو اسی ہے لیکن ہماری جنگی قوت میں اس جنگ سے بائیس ہزار سات سو تہتر سپاہ کی کمی آگئی

کویت کے معاملات سے بغداد ریلوے کی طرف اور زیادہ خیال پیدا ہو گیا ہے اس کا فیصلہ ہو چکا ہے کہ اس لین کا جنوبی صدر مقام خلیج کویت کے شمالی کنارے پر قائم کیا جائے ٹیمس کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے لکھتا ہے کہ جرمنی ٹھیکیداروں سے ابھی اس کا معاملہ طے نہیں ہوا۔ لیکن شاہزادہ آڈلبارٹ کی تشریف آوری اور سلطان کی وزرات کی کوشش سے اس معاملہ میں دوبارہ جان پڑ گئی ہے باقاعدہ طور سے مطالبات کی فرد پیش ہو چکی ہے ان باتوں سے بغداد ریلوے کی بنیاد مضبوط ہوتی جاتی ہے۔

لندن کے قدیم یادگاروں کے دلدادوں نے ان سپاہیوں کیلئے ایک جلسہ کیا جنہوں نے جنوبی افریقہ میں اپنے ملک کے لیے بہادری سے جان دی۔ گو یہ جلسہ ماتمی تھا لیکن اس کا سامان عجیب جوش اور روحانی عقیدت کے ساتھ تھا حاضرین کے دل اسوجہ سے اور بھی متاثر ہوئے کہ انگریزی بہادروں کے کارنامے زندہ اور فصیح الفاظ میں بیان کیے گئے اور قومی شجاعت اور عظمت کے پرانے کارنامے بڑے معرکے سے پیش کیے گئے۔ اسوجہ سے حاضرین کا جوش بہت بڑھ گیا تھا اور کرنل نبسن کی بہادری اور خدمات کا خاص طور سے تذکرہ کیا گیا

انگریزی حکام نے جوہانسبرگ میں ایک سازش پتہ چلایا بیس آدمی ماخوذ ہوئے ٹرانسوال آرنج کالونی شرقی گریکا لینڈ میں بھی اس ہفتہ میں چھیڑ چھاڑ ہوئی۔ ۹۰ بوئر مقتول اور ۲۴۳ گرفتار ہوئے۔ ایک انگریزی افسر مقتول اور تین مجروح ہوئے۔

اسکاٹ لینڈ کی انگریزی آرنج کالونی کی زمین میں آباد ہونے کے لیے برابر چلے آ رہے ہیں اور آرنج کالونی کے اس حصے میں جو انگلستان کے قبضہ میں ہے برابر آبادی بڑھتی جاتی ہے۔

لارڈ کچھنر کا مراسلہ شاہد ہے کہ بوئروں کا ایک کمانیر بوائیر نامی نے سٹو سفرینا کے جو انون بڑال کے قریب حملہ کیا وہ گرفتار ہو گئے

نور احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک نے چھپوا کر شایع کیا۔

رجسٹرڈ ایل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہِمۡ

[illegible] پیشگی سالانہ عام سے [illegible] خواص اور معاونین سے عہ ہندوستان سے باہر ۷ر

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ

وَالَّذِیۡ نَفۡسِیۡ بِیَدِہٖ لَیُوۡشِکَنَّ اَنۡ یَّنۡزِلَ فِیۡکُمُ ابۡنُ مَرۡیَمَ حَکَمًا عَدۡلًا یَکۡسِرُ الصَّلِیۡبَ وَیَقۡتُلُ الۡخِنۡزِیۡرَ

کَیۡفَ اَنۡتُمۡ اِذَا نَزَلَ ابۡنُ مَرۡیَمَ فِیۡکُمۡ وَاِمَامُکُمۡ مِنۡکُمۡ

نمبر ۴۵ | دارالامن والامان قادیان ۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات

حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

تتمہ

گناہ سوز فطرت کیسے ملے

بلکہ اس کا مفہوم یہی ہے کہ خدا کو ڈھونڈنے والوں کے دل نشانات سے ایسے منور کیے جاتے ہیں کہ وہ خدا کو دیکھ لیتے ہیں اور اسکی عظمت و جبروت کا مشاہدہ کرتے ہیں یہانتک کہ دنیا کی ساری عظمتیں اور بزرگیاں انکی نگاہ میں ہیچ ہو جاتی ہیں۔

اور اگر خدا کو دیکھنے کی آنکھیں اور اسکے دریافت کرنے کے حواس سے اس دنیا میں اسکو حصہ نہیں ملا تو اس دوسرے عالم میں بھی نہیں دیکھ سکے گا۔

پس اللہ تعالیٰ کو جیسا کہ وہ چاہیے کسی غلطی کے بدون شناخت کرنا اور یہی دنیا میں سمجھے اور صحیح طور پر اسکی ذات و صفات کی معرفت حاصل کرنا ہی تمام روشنیوں اور تجلیات کی کلید ہے۔ اسی سے وہ آگ پیدا ہوتی ہے جو پہلے انسان کی گنہگار حالت پر موت وارد کرتی ہے اور اسکو جلا دیتی ہے اور پھر اسکو نور عطا کرتی ہے جس سے وہ گناہ کو شناخت کرتا اور اسکی زہر پر اطلاع پا کر اس سے ڈرتا اور دور بھاگتا ہے۔ پس یہی وہ دو قسم کی آگ ہے جو ایک طرف گناہ کو جلاتی اور دوسری طرف نیکیوں کی قدرت عطا کرتی ہے۔ اور اسکا نام جلال اور جمال کی آگ ہے۔

کیونکہ گناہ سے تو جلالی رنگ اور ہیبت ہی سے بچ سکتا ہے جب یہ علم ہو کہ اللہ تعالیٰ اس گناہ کی سزا میں شدید العذاب ہے الدمالک یوم الدین ہے تو انسان پر ایک ہیبت سی طاری ہو جائیگی جو اسکو گناہ سے بچائیگی۔

اور جمال نیکیوں کیطرف جذب کرتا ہے جبکہ یہ معلوم ہو جائے کہ خدا تعالیٰ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ ہے رحمٰن ہے رحیم ہے تو بے اختیار ہو کر دل اسکی طرف کھنچا چلا جائے گا۔ اور ایک سرور اور لذت کے ساتھ نیکیوں کا صدور ہونے لگے گا۔

جیسے چاندی یا سونے کے صاف کرنے کے واسطے ضروری ہے کہ اسے کٹھالی میں ڈالکر خوب آگ روشن کی جاوے اس سے اسکا وہ سارا میل کچیل جو ملا ہوا ہوتا ہے فی الفور الگ ہو جاتا ہے اور پھر اسکو عمدہ اور خوبصورت زیور کی شکل میں لانے کے واسطے جو کسی حسین کے لیے بنایا جاوے اس بات کی ضرورت ہے کہ پھر آگ دیکر اسے مفید مطلب بنایا جاوے۔

جب تک وہ ان دونوں آگوں سے بیچ میں رکھا نہ جائے وہ خوبصورت اور درخشاں زیور کی شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ اسیطرح انسان جب تک جلالی اور جمالی آگ میں ڈالا نہ جاوے وہ گناہ سوز فطرت لیکر نیک بننے کے قابل نہیں ہوتا۔

اس لیے پہلے گناہ جلایا جاتا ہے اور پھر جمالی آگ سے نیکی کی قوت عطا ہوتی ہے اور پھر فطرت میں ایک روشنی اور چمک آتی ہے جو نیکی اور بدی میں تمیز سا کر نیکی کیطرف جذب کرتی ہے۔ اسوقت ایک نئی پیدایش ملتی ہے۔

سورۃ الدھر میں اس پیدایش کی حالت کا بیان کافوری اور زنجبیلی شربت کی مثال سے

دیا ہے۔ چنانچہ پہلے فرمایا ہے۔

اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا۔

یعنی مومن جو خدا کے نیک بندے ہیں وہ کافوری پیالے پیتے ہیں۔ **کافور** کا لفظ اسلیے اختیار کیا گیا ہے کہ کَفَرَ ڈھانکنے کو کہتے ہیں اور کافور مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی بہت ڈھانکنے والا۔ ایسے ہی طاعون بھی ہے۔ میں سمجھتا ہوں **طاعون** اس لیے نام رکھا ہے کہ یہ اہل حق پر **طعن** کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور طاعون اور دیگر امراض وبائی ہیضہ میں کافور ایک عمدہ چیز ہے اور مفید ثابت ہوئی ہے۔ غرض کافوری پیالے کا پہلے ذکر کیا ہے اور یہ اس لیے ہے کہ اول یہ بتایا جاوے کہ کامل ہونے کے لیے **کافوری پیالہ** پہلے پینا چاہیے تاکہ دنیا کی محبت سرد ہو جائے اور وہ فسق و فجور کے خیالات جو دل سے پیدا ہوتے تھے اور جنکی زہر روح کو ہلاک کرتی تھی دبائے جاویں اور اس طرح پر گناہ کی حالت سے انسان نکل آوے پس چونکہ پہلے میل کچیل کا دور ہونا ضروری تھا اس لیے کافوری پیالہ پلایا گیا اس کے بعد دوسرا حصہ زنجبیلی ہے۔

زنجبیل اصل میں دو لفظوں سے مرکب ہے زنا اور **جبل** سے اور زنا لغت عرب میں اوپر چڑھنے کو کہتے ہیں اور جبل پہاڑ کو۔ اور اس مرکب لفظ کے معنے یہ ہوئے کہ پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اور یہ صاف بات ہے کہ ایک زہریلے اور وبائی مرض کے بعد انسان کو اعلیٰ درجہ کی صحت تک پہونچنے کے واسطے دو حالتوں سے گذرنا ہوتا ہے۔ پہلی وہ حالت ہوتی ہے جبکہ زہریلے اور خطرناک مادے رک جاتے ہیں اور انہیں اصلاح کی صورت پیدا ہوتی ہے اور زہریلے حملوں سے نجات ملتی ہے اور وہ مواد دبائے جاتے ہیں۔ مگر اعضا بدستور کمزور ہوتے ہیں اور انمیں کوئی قوت اور سکت نہیں ہوتی جس سے وہ کام کرنے کے قابل ہوں۔ اور ایک ربودگی سی حالت ہوتی ہے۔

یہ وہ حالت ہوتی ہے جسکو کافوری پیالے پینے سے تعبیر کیا گیا ہے اس حالت میں گناہ کا زہر دبایا جاتا ہے اور اس جوش کو ٹھنڈا کیا جاتا ہے جو نفس کی سرکشی اور جوش کی حالت میں ہوتا ہے مگر ابھی نیکی کرنے کی قوت نہیں آتی۔

پس دوسری حالت جو زنجبیلی حالت ہے وہ وہی ہے جبکہ صحت کامل کے بعد توانائی اور طاقت آجائے یہانتک کہ پہاڑوں پر بھی چڑھ سکے اور زنجبیل بجائے خود چونکہ حرارت عزیزی کو بڑھاتی ہے، اسلیے اللہ تعالیٰ نے اس ذکر سے بتایا کہ پہلے مومنوں کے گناہوں کی حالت پر موت آتی ہے اور پھر انھیں نیکی کی توفیق اور قوت ملتی ہے۔ گناہ کی حالت میں انسان پستی اور ذلت میں ہوتا ہے اور جوں جوں گناہ کرتا جاتا ہے نیچے ہی نیچے چلا جاتا ہے لیکن جب گناہ پر موت آتی ہے تو وہ اس پستی کے گڑھے میں ہی پڑا ہوا ہوتا ہے۔ جبتک اوپر چڑھنے کے لیے اُسے زنجبیلی شربت نہ ملے پس نیکی کی توفیق عطا ہونے پر وہ پھر اوپر چڑھنا شروع کرتا ہے۔ اور یہ پہاڑ کی گھاٹیاں وہی ہیں جو **صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ** میں بیان ہوئی ہیں خدا تعالیٰ کے راستبازوں اور **منعم علیہم** کی راہ ہی وہ اصل مقصود ہے جو انسان کے لیے خدا تعالیٰ نے رکھا ہے۔

چونکہ خدا تعالیٰ واحد ہے اور وحدۃ کو پیار کرتا ہے اس لیے سب کام وحدۃ ہی کے ذریعہ کرتا ہے وہ اگر چاہتا تو سبکو نبی بنا دیتا۔ مگر یہ امر وحدۃ کے خلاف تھا اس لیے ایسا نہیں کیا تاہم اسمیں بخل بھی نہیں ہے ہر ایک شخص جو اس راہ کو اختیار کرنے کے لیے سچا مجاہدہ کرتا ہے وہ اسکا لطف اور ذوق اُٹھا لیتا ہے اسی لیے کہا گیا ہے کہ امت میں ابدال ہوتے ہیں جنکی فطرۃ کو بدلا دیا جاتا ہے اور یہ تبدیلی اتباع سنت اور دعاؤں سے ملتی ہے یہانتک حضرت اقدس نے تقریر فرمائی تھی کہ حضرت مولوی سید **محمد احسن** صاحب امروہی نے عرض کیا کہ حضور یہ جو عیسائی بعض انبیا علیہم السلام کی زلۃ الاقدام کو قرآن شریف سے بیان کرتے ہیں اسکا کیا جواب دیا جاوے

فرمایا یہ ان لوگوں کی غلطی ہے گناہ کی تعریف میں انھوں نے دھوکا کھایا ہے گناہ اصل میں **جُناح** سے لیا گیا ہے اور ج کا تبادلہ گ سے کیا گیا ہے جیسے فارسی والے کر لیتے ہیں اور **جُناح** اصل میں عمداً کسی طرف میل کرنے کو کہتے ہیں پس گناہ سے یہ مراد ہے کہ عمداً بدی کیطرف میل کیا جاوے پس میں ہرگز نہیں مان سکتا کہ انبیا علیہم السلام سے یہ حرکت سرزد ہو اور قرآن شریف میں اسکا ذکر بھی نہیں۔ انبیا علیہم السلام سے گناہ کا صدور اس لیے ناممکن ہے کہ عارفانہ حالت کے انتہائی مقام پر وہ ہوتے ہیں اسلیے یہ نہیں ہو سکتا کہ **عارف** بدی کیطرف میل کرے۔

یہ سنکر حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب نے عرض کیا کہ قرآن شریف میں جو بعض زلۃ الاقدام کا ذکر ہوتا ہے تو وہ حقیقت میں اس سے زیادہ نہیں ہیں کہ بشری تقاضا کے موافق کوئی خطائے اجتہادی ہو۔ اور یہ ہو جانا کوئی بعید نہیں ہے کیونکہ وہ بشریت سے تو الگ نہیں ہوتے۔ اسپر پوچھا گیا کہ **فَعَصٰی اٰدَمُ رَبَّهٗ** کے کیا معنے ہیں تو فرمایا کہ عصیٰ سے عمد تو نہیں پایا جاتا کیونکہ دوسری جگہ خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے **فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا** عصیٰ سے یاد آیا ہمارا ایک فقرہ ہے **اَلْعَصَا عِلَاجُ مَنْ عَصٰی** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جلالی تجلیات ہی سے انسان گناہ سے بچ سکتا ہے۔

غرض ان باتوں میں ہی دولت سرا کا دروازہ آگیا اور حضور تشریف لے گئے۔

ایات الرحمن

یہ قابل قدر کتاب مکرمی مولوی سید محمد احسن صاحب نے کتاب عصائے موسیٰ کے رد میں لکھی ہے اور مصنف عصائے موسیٰ کے اوہام کا ایسا استیصال کر دیا ہے کہ اب اُسکو اپنی وہ کتاب ایک درد انگیز عذاب محسوس ہوگی یہ تجویز قرار پائی ہے کہ اسکے چھپنے کے لیے اس طرح سرمایہ جمع ہو کہ ہر ایک صاحب جو خریدنا چاہیں ایک روپیہ جو اس کتاب کی قیمت ہے بطور پیشگی روانہ کر دیں یہ خواہش ہے کہ جلد تر یہ کتاب چھپ جاوے اسلیے یہ انتظام کیا گیا ہے قیمت کا روپیہ مولوی صاحب موصوف کے نام آوے والسلام۔ خاکسار میرزا غلام احمد عفی عنہ

بشیر احمد۔ شریف احمد۔ مبارکہ کی آمین

۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء کو حضرات صاحبزادگان والا شان و مبارکہ بیگم کی آمین ہوئی مندرجہ بالا عنوان سے الگ ایک چھوٹی سی نظم آمین طبع ہوئی ہے جو ۲ ؍ قیمت پر دفتر الحکم یا حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملتی ہے۔ ہم ذیل میں اس آمین سے کچھہ ناظرین الحکم کے لیے اقتباس کر کے درج کرتے ہیں۔ وہو ہذا۔

ہمیں اُس یار سے تقویٰ عطا ہے
نہ یہ ہم سے کہ احسان خدا ہے
کرو کوشش اگر صدق و صفا ہے
کہ یہ حاصل ہو جو شرطِ لقا ہے
یہی آئینۂ خالق نما ہے
یہی اک جوہر سیفِ دعا ہے
ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر* یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے
یہی اک فخر شانِ اولیا ہے
بجز تقویٰ زیادت اُن میں کیا ہے
ڈرو یارو کہ وہ بینا خدا ہے
اگر سوچو یہی دارُ الجزا ہے
مجھے تقویٰ سے اُس نے یہ جزا دی
فَسُبحَانَ الَّذِی اَخزَی الاَعَادِی

عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ
مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ
سنو ہے حاصل اسلام تقویٰ
خدا کا عشق مے اور جام تقویٰ
مسلمانو بناؤ تام تقویٰ
کہاں ایماں اگر ہے خام تقویٰ
یہ دولت تو نے مجھکو اے خدا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد
بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد
بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر تو نے یہ مجھکو بارہا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

مری ہر بات کو تو نے چلا دی
مری ہر روک بھی تو نے اُٹھا دی
مری ہر پیشگوئی خود بنا دی
اَتَرِیْ نَسْلًا بَعِیْدًا بھی دکھا دی
جو دی ہے مجھکو وہ کس کو عطا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

بہار آئی ہے اس وقت خزاں میں
لگے ہیں پھول میرے بوستاں میں
ملاحت ہے عجب اُس دلستاں میں
ہوئے بدنام ہم اُس سے جہاں میں
عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یار نہاں میں
ہوا مجھ پر وہ ظاہر میرا ہادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

کروں کیونکر ادا میں شکر باری
فدا ہو اُس کی رہ میں عمر ساری
مرے سر پر ہے منت اُسکی بھاری
چلی اُس ہاتھ سے کشتی ہماری
مری بگڑی ہوئی اُس نے بنا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

تجھے حمد و ثنا زیبا ہے پیارے
کہ تو نے کام سب میرے سنوارے
ترے احساں مرے سر پر ہیں بھارے
چمکتے ہیں وہ سب جیسے ستارے
گڑھے میں تو نے سب دشمن اُتارے
ہمارے کر دیے اونچے منارے
مقابل میں مرے یہ لوگ ہارے
کہاں مرتے تھے پر تو نے ہی مارے
شریروں پر پڑے اُنکے شرارے
نہ اُن سے رک سکے مقصد ہمارے
اُنھیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

تیری رحمت ہے میرے گھر کا شہتیر
مری جاں تیرے فضلوں کی پنہ گیر
حریفوں کو لگے ہر سمت سے تیر
گرفتار آ گئے جیسے کہ نخچیر
ہوا آخر وہی جو تیری تقدیر
خدا نے اُن کی عظمت سب اُڑا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

مری اُس نے ہر اک عزت بنا دی
مخالف کی ہر اک شیخی مٹا دی
مجھے ہر قسم سے اُس نے عطا دی
سعادت دی ارادت دی وفا دی
ہر اک آزار سے مجھکو شفا دی
مرض گھٹتا گیا جوں جوں دوا دی
محبت غیر کی دل سے ہٹا دی
خدا جانے کہ دل کو کیا سنا دی
دوا دی اور غذا دی اور قبا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

مجھے کب خواب میں بھی تھی یہ اُمید
کہ ہوگا میرے پر یہ فضل جاوید
ملی یوسف کی عزت یک بتقلید
نہ ہو تیرے کرم سے کوئی نومید
مراد آئی گئی سب نامرادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

تری رحمت عجب ہے اے مرے یار
ترے فضلوں سے میرا گھر ہے گلزار
عزیزوں کو کرے اکدم میں تو پار
جو ہو نومید تجھ سے ہے وہ مردار
وہ ہو آوارۂ ہر دشت و وادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

ہوئے ہم تیرے اے قادر توانا
ترے در کے ہوئے اور تجھکو مانا
ہمیں بس ہے تری درگہ پہ آنا
مصیبت سے ہمیں ہر دم بچانا
کہ تیرا نام ہے غفار و ہادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

تجھے دنیا میں ہے کس نے پکارا
کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا

تو پھر ہے کس قدر اسکو سہارا
کہ جسکا تو ہی ہے سب سے پیارا
ہوا میں تیرے فضلوں کا منادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

میں کیونکر گن سکوں تیری عنایات
ترے فضلوں سے پُر ہیں میرے ذرات
مری خاطر دکھائیں تو نے آیات
ترحم سے مری سن لی ہر اک بات
کرم سے تیرے دشمن ہو گئے مات
عطا کیں تو نے سب میری مرادات
پڑا پیچھے مرے جو غول بدذات
پڑیں آخر خود اس موذی پہ آفات
ہوا انجام سب کا نامرادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

بنائی تو نے پیارے میری ہر بات
دکھائے تو نے احساں اپنے دن رات
ہر اک میداں میں دیں تو نے فتوحات
بد اندیشوں کو تو نے کر دیا مات
ہر اک بگڑی ہوئی تو نے بنا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

تری نصرت سے اب دشمن نگوں ہے
ہر اک جا میں ہماری تو پسند ہے
ہر اک بدخواہ اب کیوں روسیہ ہے
کہ وہ مثلِ خسوفِ مہر و مہ ہے
سیاہی چاند کی منہ نے دکھا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

ترے فضلوں سے جاں بستاں سرا ہے
ترے نوروں سے دل شمس الضحیٰ ہے
اگر اندھوں کو انکار و ابا ہے
وہ کیا جانیں کہ اس سینہ میں کیا ہے
کہیں جو کچھ کہیں سر پر خدا ہے
پھر آخر ایک دن روز جزا ہے
بدی کا پھل بدی اور نامرادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

تجھے سب زور و قدرت ہے خدایا
تجھے پایا ہر اک مطلب کو پایا
ہر اک عاشق نے ہے اک بت بنایا
ہمارے دل میں یہ دلبر سمایا
وہی آرام جاں اور دل کو بھایا
وہی جسکو کہیں رب البرایا
ہوا ظاہر وہ مجھ پر بالایادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

مجھے اُس یار سے پیوندِ جاں ہے
وہی جنت وہی دارالاماں ہے
بیاں اُسکا کروں طاقت کہاں ہے
محبت کا تو اک دریا رواں ہے
یہ کیا احساں ترے ہیں میرے ہادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

تری نعمت کی کچھ قلت نہیں ہے
تہی اُس سے کوئی ساعت نہیں ہے
شمار فضل اور رحمت نہیں ہے
مجھے اب شکر کی طاقت نہیں ہے
یہ کیا احساں ہیں تیرے میرے ہادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

ترے کوچہ میں کن راہوں سے آؤں
وہ خدمت کیا ہے جس سے تجھکو پاؤں
محبت ہے کہ جس سے کھینچا جاؤں
خدائی ہے خودی جس سے جلاؤں
محبت چیز کیا کس کو بتاؤں
وفا کیا راز ہے کسکو سناؤں
میں اس آندھی کو اب کیونکر چھپاؤں
یہی بہتر کہ خاک اپنی اڑاؤں
کہاں ہم اور کہاں دنیائے مادی
فسبحان الذی

کوئی اُس پاک سے جو دل لگاوے
کرے پاک آپ کو تب اُسکو پاوے
جو مرتا ہے وہی زندوں میں جاوے
جو جلتا ہے وہی مُردے جلاوے
ثمر ہے دور کا کب غیر کھاوے
چلو اوپر کو وہ نیچے نہ آوے
نہاں اندر نہاں ہے کون لاوے
غریقِ عشق وہ موتی اُٹھاوے
وہ دیکھے نیستی رحمت دکھاوے
خودی اور خودروی کب اُسکو بھاوے
مجھے تو نے یہ دولت اے خدا دی
فسبحان الذی

کہاں تک حرص و شوقِ مالِ فانی
اٹھو ڈھونڈو متاعِ آسمانی
کہاں تک جوشِ آمال و امانی
یہ سو سو چھید ہیں تم میں نہانی
تو پھر کیونکر ملے وہ یار جانی
کہاں غربال میں رہتا ہے پانی
کرو کچھ فکر ملکِ جاودانی
یہ ملک و مال جھوٹی ہے کہانی

بسر کرتے ہو غفلت میں جوانی
مگر دل میں یہی تم نے ہے ٹھانی
خدا کی ایک بھی تم نے نہ مانی
ذرا سوچو یہی ہے زندگانی
خدا نے اپنی رہ مجھکو بتادی
فسبحان الذی

کرو توبہ کہ تا ہو جائے رحمت
دکھاؤ جلد تر صدق و انابت
کھڑی ہے سر پہ ایسی ایکساعت
کہ یاد آ جائے گی جس سے قیامت
مجھے یہ بات مولا نے بتادی
فسبحان الذی

مسلمانوں پہ تب ادبار آیا
کہ جب تعلیمِ قرآں کو بھلایا
رسولِ حق کو مٹی میں سلایا
مسیحا کو فلک پر ہے بٹھایا
یہ توہیں کر کے پھل ویسا ہی پایا
اہانت نے انھیں کیا کیا دکھایا
خدا نے پھر تمہیں اب ہے بلایا
کہ سوچو عزتِ خیر البرایا
ہمیں یہ رہ خدا نے خود بتادی
فسبحان الذی

کوئی مردوں میں کیونکر راہ پاوے
مرے سب بیگماں مُردوں میں جاوے
خدا عیسیٰ کو کیوں مُردوں سے لاوے
وہ کیوں خود مہرِ ختمیت مٹاوے
کہاں آیا کوئی تا وہ بھی آوے
کوئی اک نام ہی ہم کو بتاوے
تمہیں کس نے یہ تعلیم غلط دی
فسبحان الذی

وہ آیا منتظر تھے جس کے دن رات
معما کھل گیا روشن ہوئی بات
دکھائیں آسماں نے ساری آیات
زمیں نے وقت کی دیدیں شہادات
پھر اس کے بعد کون آئے گا ہیہات
خدا سے کچھ ڈرو چھوڑو معادات
خدا نے اک جہاں کو یہ سنا دی
فسبحان الذی

مسیحِ وقت اب دنیا میں آیا
خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھکو پایا

ندوۃ العلما کی طرف خط

میرے پیارے بھائی یعقوب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -
ندوۃ العلما کے ناظم معین منشی غلام حسین عارف صاحب کیطرف سے ہمارے پاس ایک اعلان پہونچا ہے جس سے معلوم ہوا کہ اب کے دسمبر میں یہ گروہ کلکتہ میں فراہم ہوگا - اسمیں مختصراً ندوہ کی غرضیں بھی لکھی ہیں - اور ایک خط بھی آیا ہے جسمیں چاہا گیا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح موعود علیہ السلام آنیوالے اجلاس میں شریک ہوں - میں آپ کے قابل قدر اخبار کیوساطت سے جناب ناظم معین صاحب اور اُن کے ذریعہ اور تقریبے ندوہ کے حامیوں کی خدمت میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں اُمید ہے کہ آپ کا محسن القوم جریدہ میری چند سطروں کو اپنے اندر جگہ دیکر مجھے شکر گذار بنائے گا ندوۃ العلما ہو یا خطرناک اخراجات کا بوجھ قوم پر ڈالنے والی ایجوکیشنل کونفرنس یا کوئی انجمن ہو افراد ہوں یا مجموعے ہوں جن لوگوں کو قوم کی ترقی اور اصلاح کی دُھن لگی ہوئی ہے اور سچی گدازش اور قوم کی پستی کے احساس نے اُنہیں بیقرار کر رکھا ہے اُنہیں سب سے پہلے یہ سوچنا چاہیے کہ وہ کس قوم کی اصلاح کے درپے ہیں.

اور وہ کونسا تاگا ہے جو اس سے نکل گیا ہے جس سے اُسکا شیرازہ وا ہو گیا اور سارا تانا بانا اُدھڑ گیا ہے - اور یہ قوم کبھی اوج عروج پر تھی تو کن مضبوط چٹانوں پر اسکا پیر جم گیا تھا اور کیا کلید تھی جو اُسکو ہاتھ آگئی تھی جس سے قدرت کے مدفون دفینوں کے قفل کھول لیے تھے - اور اس امر میں پاکدلی سے غور کرنی چاہیے کہ آیا اس قوم کے مدرستہ الفلاح میں یورپ کا تعلیمی کورس بالذات کار آمد ہے ؟ -

مسلمان ایک قوم ہیں جنکے لیے سب سے پہلے یہ کوشش کی گئی کہ **ابراہیمی قبیلہ کو** پہچانیں - اس کے لیے قوم کے بنانے والے نے عجیب عجیب تدابیر اور کار روائیاں کیں - ایک کنکریلے بیابان میں جہاں مختلف رنگوں کے پتھر تھے اُس سے بڑی صاف اور سیدھی سڑک بنانے کا ارادہ کیا - تیرہ برس تک اُسنے مختلف روکوں کے ہٹانے میں لگے - اُن جلیل القدر رزولوشنوں کو غور سے پڑھو جو کئی اجلاسوں میں پیش اور پاس ہوئے - کسی میں یہ ہے کہ آلہہ باطلہ اُٹھا دیئے جائیں یہ انسانی ترقی کی راہ میں روک ہیں - اور پیش ہو کر اُکا اعلی کے اتفاق سے پاس ہوا کہ ایک ہستی کی پرستش ہو جو تمام محامد عالیہ اور اسماء حسنی کی جامع اور تمام نقائص اور رذائل اور عیوب سے پاک ہے - تمام تعلقات سے بڑھ کر اُس سے تعلق پیدا کیا جائے تمام اندرونی اور بیرونی قوی اور اعضا حنیفیت کے رنگ میں رنگین ہو کر اُسکے حضور میں جھک جائیں - کسی رزولوشن کا مفہوم ہے کہ حرامکاری - حرام خواری ہر قسم کے ظاہری اور باطنی فواحش اور بدعہدی اور غداری اور بغاوت اور چوری اور فساد کی راہیں انسان کو تباہ کرنیوالی چیزیں ہیں انکا انسداد کیا جائے - کسی رزولوشن کا یہ مقصد ہے کہ نصرانیت لوگوں کو حق کے پانے اور سچی فلاح اور صلاح کی حاصل کرنے میں خطرناک روک ہے اسکا مسئلہ ولد خدا ہونے کا اور اس کا کفارہ اور تثلیث ایسے ہولناک اور وحشیانہ مفاسد ہیں کہ آسمان اس سے پھٹ جائیں

اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ چور چور ہو کر گر پڑیں - اور اسکی تعلیم اور اُسکے نتائج تمام نبیوں کی تعلیم اور ساری راستبازوں کی سرتہرت ہیں اس عزل سے راہ صاف کیا جائے - کسی میں مذکور ہے کہ اس اعتقاد کو کہ خدا انسان سے کلام نہیں کرتا اور اُسپر اپنا زندہ نور بخش اور تازہ بتازہ تسلی دینے والا کلام نازل نہیں کرتا اور انسان کی روح میں اپنے وصال کی فطری تڑپ پیدا کر کے کبھی ایسی عادت نہیں کرتا کہ اُس کے آگے منہ سے نقاب اُٹھائے اور انسان آسمان کے نور کی تائید اور فوق العادت کھڑکیوں کے کھلنے کے بغیر اپنی مادی تلاش اور محدود قوی سے کریدکرید کر مصنوعات میں سے آخر صانع کا کھوج لگا لیتا ہے - غرض بڑے زور سے یہ رزولوشن پاس ہوتا ہے کہ اس ناپاک برہمو پنے کی بیخکنی کی جائے - اور کہیں بڑی قوت اور پورے زور سے یہ طے ہوتا ہے کہ ابراہیم کے طریق اور ملت کو اختیار کیا جائے اس لیئے کہ آغاز عالم سے سارے راستبازوں اور منعم علیہم کی وہی راہ ہے - اُسی پر اسمٰعیل - اسحاق یعقوب - یوسف - موسی داوٗد - سلیمان اور تمام برگزیدہ لوگ چلکر کامیاب ہوئے غرض قوم بنانے کے لیے اور اس راہ کی روکوں کو دور کرنے کے لیے یہ تدبیریں تھیں جو اس جہان کی انجمن کے احکم الحاکمین پریزیڈنٹ کو سوجھیں اور بنی آدم کے سچے خیرخواہ اور کامل مصلح **محمد مصطفی** علیہ الصلوۃ والسلام کے ذریعہ عمل میں آئیں -

تیرہ برس تک تو بظاہر یہ رزولوشن **تصویروں کے رنگ** اور روزن میں تھی مگر آگے چلکر ایک اور میدان (مدینہ) میں انپر عملدرآمد شروع ہوا - باطل معبودوں اور ہاتھوں کی کاریگریوں کے پرستار اور مددگار کاٹ ڈالے گئے - ناپاک یہودیت جو ہر ایک تازہ راستی کو بدعت سمجھتی اور اصلاح کے موجدوں اور راستبازی کے ناصروں کی جانی دشمن تھی تباہ کر دی گئی اور اصلاح اور ترقی کی نئی بنائی ہوئی مملکت کے آس پاس

اُس منحوس وجود کے خار و خس کو صاف کر دیا گیا اور سب سے آخری اور سب سے زیادہ مفید کام جس سے حقیقی تبدیلی اور فلاح کے چشمے بہ نکلے یہ کیا گیا کہ بیت اللہ کو تمام ناراستیوں اور بطلانوں کے ریپرزنٹیٹوز (مظاہر مجالی) سے جو اگرچہ گنتی میں تین سو ساٹھ تھے مگر قیامت تک کے نئے نئے پیدا ہونے والے جھوٹے مذہبوں اور مشربوں اور سکولوں اور تھیوروں کے جامع اور جڑ تھے پاک اور خالی کیا۔

یہ ساری کارروائیاں درحقیقت مبادی تھیں اور انسانی فطرتوں کے تیار کرنے اور ایک بڑے مقصد کے حاصل کرنیکے قابل انہیں بنانیکے لیے ایک بڑے کاری مسہل کے قائم مقام تھیں اس کے بعد وہ قوانین اور قواعد شروع ہوئے جنہوں نے اُس کس مپرس اور متفرق اور اُمی قوم کو تہذیب اور تمدن اور سیاست کے ثمرات سے برخوردار کیا۔ اور اُن تمام عقائد اور ایمانیات کو جو سر السر اور حبۂ قلب سے تعلق رکھتے تھے عملی رنگ میں ظاہر کیا۔ پانچوقت کی نمازوں کی پابندی کرائی گئی جس سے حقوق الٰہی کی پوری علمی اور عملی حفاظت ہوگئی۔ پھر زکوۃ کا حکم دیا گیا اور ہر قسم کے صدقات و میراث کا امر ہوا جن سے حقوق عباد کی رعایت مرعی رکھی گئی۔ اس کونسٹرکشن کے بعد ایک اور ڈسٹرکشن شروع ہوا جو اُس پہلے ڈسٹرکشن سے کسیطرح کم نہ تھا۔ یہ مقابلہ اور مجادلہ تھا اُن ڈاکوؤں کے ساتھ جو نظام سوسائٹی کو کسی زمانہ میں آرام اور ضبط سے قائم رہنے نہیں دیتے۔ یعنی مے خوری اور قمار بازی کی ممانعت کی گئی۔ ان دو اخلاقی عیبوں کو صلاح کاری اور تقوی اور طہارت اور امن عامہ کا سخت دشمن سمجھا گیا اس لیے ضروری ہوا کہ اس تازہ قوم کو جو سارے جہان کے لیے قیامت تک نمونہ ٹھہرنے والے تھے اُن عیوب سے پاک کیا جائے۔

ان تمام باتوں میں غور کرنے کے بعد اصول سیاست مدن کے بڑے سے بڑے واقف کو بھی شرح صدر سے اس امر کا سمجھانا ممکن ہے کہ کیونکر ایک شخص اُس حیثیت کا جو ہمارے ہادی کامل علیہ الصلوۃ والسلام کی تھی ایسے وقت اور ایسی قوم میں ایسا کامیاب ہوا کہ جس کامیابی کی نظیر آغاز آفرینش سے اب تک کسی مصلح کی تاریخ اور سوانح میں پائی نہیں جاتی۔ ایک مادی یورپین کسی ایک شاخ علم میں ماہر کیوں نہ ہو جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی لائف میں ان حیرت انگیز کارروائیوں اور انقلاب انگیزیوں کو پڑھتا اور پاتا ہے اور اگر مردم خوار متعصب نہ ہو تو فیاضی سے آپکو بڑا مدبر اور عقلمند اور مصلح قوم مان لیتا ہے اور حقیقت میں اُسپر کیا موقوف ہے سپرٹ آف اسلام کا معتزلی مصنف اور علیگڑھ کے سکول کا بانی بھی اس سے زیادہ نہ کہہ سکتا اور نہ سمجھ سکتا ہے اس لیے کہ خدا کے صاف اور صریح تکلیم اور انسانی قوے سے بڑھ کر اور خارج وحی اور آواز پر اُن کا یقین نہیں۔ مگر حقیقۃ الامر یہ ہے کہ قوم کے بنانے کے لیے اور پھر اُس قوم کو اسطرح بنانے کے لیے جیسے کہ وہ بنگئے مادی اور زمینی عقل اور انسانی تدبیریں اور حیلے اور جوڑ توڑ کام نہیں دے سکتے۔ قوانین اور قواعد کا دینا اور بات ہے اور اُنپر عملدرآمد کرا دینا اور بات۔ اور جب یہ دیکھا جائے کہ کن مالوف اور معتاد باتوں سے چھڑایا گیا۔ شرابخوری۔ قمار بازی اور عیاشی اور بے باک اور آزاد زندگی اور ہر قسم کی بدکاری حتی بدنظری جو برسوں سے شیر مادر کیطرح لوگوں کی محبوب و مطلوب تھی اُن سے روکا گیا اور پانچ نمازوں کی پابندی۔ اور روزوں کی پابندی۔ اور عضو عضو پر تقوی اور عصمت اور طہارت کی قید لگا دی گئی۔ تمام اخلاقوں اور نزاعوں اور خونریزیوں کو جو جنگجو قوموں کا دل پسند مشغلہ ہوا کرتی ہیں دور کرنے کا حکم دیکر پرزور الفاظ میں تاکید ہوئی واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا الخ۔ غرض ان باتوں کو دیکھ کر عقل کو بدیکر بیکار ہو جاتی ہے اور کبھی حکم نہیں لگا سکتی کہ یہ کام کسی انسان محض کا ہے۔ یعنی یہ کام ایسے انسان سے پورا ہو سکتا ہے جو اپنی سوچ بچار اور جوڑ توڑ اور منصوبوں کے سہارے سے اُٹھتا بیٹھتا ہے۔ پاک اور صاف عقل اس اعتراف پر مجبور ہو جاتی ہے کہ خدائے مقتدر کی تائید اور سماوی نصرتوں کے بغیر اتنی بڑی تبدیلی اور انقلاب ممکن نہیں۔ ایسی اصلاح اور تبدیلی اسی انسان کا کام ہے جو پرلے درجہ کی قدسی قوت رکھتا ہو۔ جسکی جان ساری دنیا سے زیادہ مزکی اور مطہر ہو۔ ایک طرف ساری آلائشوں اور کدورتوں اور زنگوں سے جو دنیوی علائق اور آلودگیوں کا لازمی نتیجہ ہیں پاک ہو کر اللہ تعالے کے ساتھ سچا اور دائمی اور وفادارانہ پیوند رکھتا ہو اور دوسری طرف مخلوق کے ساتھ انکی صلاح و فلاح کے لیے بے ریا اور بے غرض کامل محبت اور تعلق رکھتا ہو۔ یعنی اس کی دونوں جہتیں پوری درست اور ہر ایک قسم کے رخنہ سے محفوظ ہوں۔ انسان کامل ہو اور اہل زمین کے مصالح اور مفاد سے سچی دلچسپی رکھتا ہو اور آسمانی تعلق اور الٰہی قرب سے کامل حصہ رکھتا ہو۔ ممکن ہے کہ آج کل کے خشک لفاظ جو آسمان سے قطع تعلق کر کے زمین کے کیڑے بنگئے اور اپنے ہی منصوبوں پر ہر ایک قسم کی قومی ترقی موقوف سمجھتے ہیں اور ہر امر کے لیے یورپ کا اسوہ اور نمونہ چاہتے ہیں اس بات کو استعجاب یا استخفاف کی نگہ سے دیکھیں۔ مگر بات اسی طرح ہے اور عنقریب تبیان الفصح المؤدبین دکھا دیگا کہ حق اور حکمت وہی

اس حکمت پر مبنی ہے کہ سچا اور جاودانی معجزہ جو علوم کی گھمسان لڑائی میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ یہی نشان ہیں جو عالی مقتدرانہ پیشگوئیوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔

علوم و فنون کی اعلیٰ سے اعلیٰ ترقی کا زمانہ اس سے بہتر کوئی فوق العادۃ چیز نہیں پا سکتا کہ جس کے آگے سر تسلیم خم کر دے۔ انجیل کیوں ایک تنکے کی طرح علوم جدیدہ کی رَو کے آگے نہ ٹکی اور اُسکا سارا شیرازہ کھل گیا اور کیوں ہندوؤں کا مذہب آج بازیچۂ طفلاں بنگیا اسی لیے کہ اُن اول الذکر کی کتاب نے ایسے معجزات پر اپنے صدق کا مدار رکھا جس سے بڑھ کر آج یورپ دکھا رہا ہے اور وہ مادی سطح اور انسانی وسعت کے دائرہ سے اوپر اور باہر نہیں اور ہندو مذہب کا سارا دار و مدار افسانوں اور کہانیوں پر ہے جو علم اور فضل کی روشنی کے مقابل پاش پاش ہو جاتے ہیں۔ اقتداری پیشگوئیاں جو عظیم الشان غیب پر مشتمل ہوتی ہیں حقیقی معجزات ہیں جنکی مثل لانے پر بشر محض کبھی قادر نہیں ہو سکتا۔ اور دوسرا کوئی ذریعہ اس پُر حجاب حیات میں نہیں جس سے خدا کی ہستی اور کامل صفات پر ایمان آسکے۔ خدا تعالیٰ کا کامل تصرف اور تدبیر اور تقلیب اور ذرات کائنات کو اپنی مشیت اور ارادہ کے موافق تصریف و تصرف میں رکھنا اور اُسکا صفت تکلم اور سمع اور بصر اور بندوں کے ساتھ تعلق کی صفت سے موصوف ہونا غرض خدا تعالیٰ کی ان صفات پر یقین کبھی حاصل نہیں ہو سکتا جب تک اقتداری پیشگوئیاں سامنے نہ آجائیں اور پھر وقتوں پر حسب مصالح الٰہیہ پوری نہ ہوں۔ گناہ سوز فطرت جو حرامکاریوں اور بیباکیوں اور گستاخیوں اور رندیوں اور قلاشیوں اور عیاشیوں اور اباحتی چالوں کی زندگی پر موت وارد کر دے کبھی حاصل نہیں ہو سکتی جب تک خدا کی غیرت پر اور اُسکی حرامکاروں کو بھسم کر دینے والی آگ پر سچا ایمان نہ ہو۔ اور دل بول اُٹھے کہ وہ زندہ اور غیور خدا ہے اور اُسکا غضب مجرموں اور عاصیوں کے حق میں تیز دودھاری تلوار ہے اور یہ ایمان مل نہیں سکتا جب تک اُسکے وجود اور قائم اور قیوم اور حی مقتدر ہونے کا یقین نہ آجائے اور اسکے لیے وہی ذریعہ اقتداری پیشگوئی ہی ہے توریت نے بھی نشان تو یہی بتایا تھا کہ سچا نبی وہ ہوگا جسکے منہ کی باتیں سچی نکلیں گی۔ اور قرآن حکیم نے تو حقیت کا مدار بالکل ان ہی آیات پر رکھا ہے۔

غرض نفسوں اور خواہشوں کے خلاف ایک تعلیم کا سنوا دینا اور اُس پر عمل کرا دینا اور ہزاروں ناپاک عیبوں اور رہزنوں اور کینہ پروروں کا راہ سے صاف کر دینا آسان بات نہیں۔ کیسی صاف بات ہے کہ اصل مقصود تو خدا کی کتاب کا وہ اخلاقی تعلیم ہی ہے جس پر انسان کی صلاح و فلاح کا دار و مدار ہے پھر غیب کی قادرانہ پیشگوئیاں کرنا اور اپنے مخالفوں کی ہلاکت اور اپنی نصرت کی ہمیشہ خبر دینا اور اپنی چال اور اُس پر ضروری نصرت اور تائید آسمانی کے مترتب ہونے کی شہادت کے لیے دوسرے منعم علیہم گروہ یعنی نبیوں کی سیرت اور کامیابی کو پیش کرنا جیسا کہ کتاب اللہ ان واقعات سے بھری ہوئی ہے اسکا مطلب کیا ہے۔ بات یہی ہے کہ انسان کی فطرت بغیر انذار اور تبشیر کے کسی کام کے کرنے یا اُس سے ہٹنے کیطرف مائل نہیں ہو سکتی یہ ایک ایسا تقاضا ہے جو خالق فطرت نے انسان کی جبلت میں رکھدیا ہے۔ اسی غرض کے پورا کرنے کے لیے بہت زیادہ حصہ خدا کی حکیم کتاب کا منصوص و مؤید نبیوں کے قصص اور مقتدرانہ پیشگوئیوں سے بھرا ہوا ہے جن سطحی خیال کے فیلسوفوں نے پہلے زمانوں میں اور اُن کی کورانہ تقلید سے حال کے لوگوں نے معجزات سے انکار کیا ہے انہوں نے خدا کے کلام کی اس پُر حکمت نظام میں غور نہیں کی۔ اور سخت نادانی اور دلیری سے کہدیا کہ قرآن کریم میں نہ تو کوئی معجزہ ہے اور نہ کوئی غیب کی پیشگوئی ہے۔ اور زیادہ تر افسوس کی یہ بات ہے کہ وہ اگلی مردہ اور بے برکت کتابوں میں اور قرآن میں کوئی مابہ الامتیاز نہیں بتا سکے۔ مجرد تعلیم پر تو وہ ناز نہیں کر سکتے تھے اس لیے کہ وہ خوب جانتے تھے کہ اخلاقی تعلیم کے متفرق اجزا لامعلوم قدامت کے صحیفوں میں بھی موجود ہیں۔ انسان کی سطح سے بالاتر ہونے اور آسمانی ہونے کے ایک ہی قطعی دلیل تھی اقتداری پیشگوئی جو علوم غیب پر مشتمل ہو اُسکا انہوں نے انکار کر دیا۔ ایک ظالم نے یہاں تک لکھدیا کہ الٓمّٓ غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین میں کوئی پیشگوئی نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پارسی اور رومی طاقتوں کی قوت کا اندازہ کر کے پولیٹیشنوں کیسی اٹکل سے یہ بات کہدی۔ کاش وہ ستمگر قرآن کریم کے الفاظ میں غور کرتا (اس پر دیکھو ہمارا مضمون الحکم قرآن کریم کی پیشگوئیوں کی حقیقت پر نمبر ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ میں)

غرض یہی سچے معجزات ہیں جن پر عقل کا، سائنس کا اور قانون قدرت کا کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا اور یہی ذریعے ہیں جن سے انسان گناہوں کی ناپاک زندگی سے نکل کر خدا تعالیٰ کے ساتھ ایمان کی پاک زندگی کے زیور سے آراستہ ہو سکتا ہے۔

حاصل کلام خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم نے اس تدریجی تعلیم سے

اور ان مقتدر ہتھیاروں کے استعمال سے ایک قوم بنائی جو تین صدیوں تک صراط مستقیم پر رہی اور آخر قانون قدرت کے مقتضاء سے طبعی طور پر انقلاب آیا ۔ پہلے مذہب اور اخلاق میں پھر لازماً حکومت اور سیاست میں خوفناک تغیر پیدا ہوا اور آج یہ حال ہے جسے ہم دیکھ رہے ہیں اور اب علیگڑہ سکول اور ندوہ کوشش کرتے ہیں کہ انکی وہی صورت و شکل بنا دیں جو پہلے تھی ۔ مگر خدا کے لیے ان سکولوں کے انصار اور مویدین غور کریں کہ کیا وہ ان ہی پگڈنڈیوں پر قدم مار رہے ہیں جن پر اس قوم کے پہلے بانی نے مانا ۔ اور ان کے ہاتھوں میں وہ ذریعے اور ہتھیار ہیں جنکی ترغیب و ترہیب سے قوم کو اس تسلیم پر مجبور یا مائل کر دیں جسے وہ چھوڑ بیٹھے ہیں ۔ یہ تو مسلم بات ہے اور اس کے ثبوت میں دلائل لانے کی کوئی ضرورت نہیں کہ مسلمانوں کی تباہی حد سے نکل گئی ہے اور اب پھر یہ اسی آگ کے گڑھے کے کنارہ پر کھڑے ہو گئے ہیں جس سے ایک مبارک اور مقدس ہاتھ نے انھیں پہلے چھڑایا تھا ۔ وہی اختلاف ۔ وہی نزاعیں اور وہی سفاکی ہوا بالکل نکل چکی ہے ۔ ایمان اور مذہب اور عصبیت جو ایک ہی روح و روان اور سیم ان میں تھا وہ بھی ٹھنڈا پڑ گیا ہے ۔ وہی عیاشی اور فسق و فجور ۔ شراب خوری ۔ قمار بازی اور کاہلی ہمیں آ گئی ہے ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی عظمت ۔ قرآن کی عزت اور خود خدا تعالے کی جبروت اور وقعت دلوں سے اٹھ گئی ہے ان باتوں کی تفصیل کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ دل سے یا زبان سے بولنے والے سب کے سب وہ عیوب بیان کرتے ہیں جو فی الواقع ہیں اور اس قوم میں پیدا ہو جاتے ہیں جو خدا کی حجت نیرہ

کے ہوتے ہوئے اس کے خلاف چلنے سے خدا کی نظروں سے گر جاتے ہیں ۔ ایجوکیشنل کانفرنس نے بڑی کامیابی حاصل کر لی سیکڑوں نہیں ہزاروں کو بی اے ایم اے بنا لیا ۔ ڈپٹی کلکٹر اور اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بنا لیا ۔ اور اسکی خواہش اور دلی آرزو کے موافق قوم نیم یورپین بھی بنگئی اس لیے کہ پورے یورپین بنجانے سے تو وہ بھی ہائی اسکول اور پھر بابا تو سر سے مدت ہوئی جنازہ بھی پڑھ چکے تھے ۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا وہ امید کرتے ہیں اور ایسی امید کرنے کے وجوہ ان کے پاس ہیں کہ وہ وہ قوم بنجائیں گے جسکے بنانیکے لیے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے اور اسکے لیے وہ تدابیر اختیار کی گئیں جو اوپر ذکر ہو چکی ہیں ۔ اس قوم کو یا قوموں کو مسلمانوں کے لیے اسوہ قرار دینا اور رات دن ان ہی کی باتوں اور شغلوں کو ان کی آنکھوں کے سامنے مزین کرنا جنکی نگاہ زمین کے سطح تک محدود و مقصور ہے اور مادی لذت اور عیش اور بطن اور فرج کی شہوتوں کے دائرہ سے انکی ہمت باہر نہیں جاتی اور آسمان کیطرف کبھی نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے سراسر غلطی ہے مسلمانوں کو یہ سکھایا گیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں اور ان مادہ پرست قوموں کی غائت نظر یہ ہے ان ھی الا حیوتنا الدنیا نموت ونحیا وما نحن بمبعوثین ۔ انکی راتدن کی کوشش ان کے صنائع ۔ انکی ملک گیری کے منصوبے اور کارروائیاں سب سے اصل غرض یہی ہے کہ رذیل اور سفلہ خواہشیں پوری ہوں ۔ اگر کچھ لوگ ان میں ایسے بھی ہیں جو ملک گیری اور صنائع کے مشغلوں میں مبتلا لوگوں سے ذرا اونچا قدم اٹھاتے اور وہ کہلاتے ہیں کہ وہ آسمانی زندگی بسر کرتے ہیں تو وہ بدقسمتی سے ایک مردہ انسان کی خدائی پر گھٹنا ٹیکے بیٹھے ہیں ۔ بڑا زور دیا جا رہا ہے ہائی ایجوکیشن پر اور کیا کچھ اسکی خاطر

کیا جا رہا ہے ۔ بہت خوب اس کی ضرورت بھی اور واقعی ضرورت ہے مگر کیا یہ حق نہیں کہ ایکطرف سے بالکل ذہول ہو گیا ہے یا دانستہ یا اضطراراً پہلو تہی کیا گیا ہے ۔ ان مجلسوں نے سب سے پہلے اس اصل کو ضروری سمجھا ہے اور امید ایسا قوی ایمان رکھتے ہیں جیسا راستباز خدا کے کلام پر کہ کسی کے ذاتی افعال سے تعرض نہ ہو ۔ شرائع حقہ کی پابندی صوم و صلوۃ کا التزام ۔ فسق و فجور سے اجتناب تقوی و طہارت اور تعظیم شعائر اللہ کو اختیار کرنا مجالسوں اور کانفرنسوں میں ان باتوں کا ذکر حرام ہے ۔ جیسوں اور قالیوں کا اجتماع ایک مکان میں ہو اور ضرور ہو رو حونیں خواہ کیسے ہی مختلف درجہ اور نوع کے میلان اور جذبات ہوں ۔ ایک بیباک زناکار ایک رند و نوشین پیش کرے اور دوسرا آب آتشیں سے مست ہوا ہوا خواہ اسوقت اس کے منہ سے نجاست کی بدبو آتی ہو اور پاؤں مرکز پر ٹھہر نہ سکتے ہوں اسکی تائید کر دے ایک ایسا شخص جو اسلام کی سچائی اور پابندی سے کوئی نسبت نہ رکھتا ہو ۔ مادی خیال کا آدمی ہو ۔ دہریہ ہو کوئی ہو نام ہو مسلمانوں کا سادہ مجلس کا صدر بنجائے شرط یہ ہے کہ کلب من کلاب الدنیا ضرور ہو اور جیفہ دنیا سے اسے کافی حصہ ملا ہوا ہو ۔ میں پوچھتا ہوں اور ہر خدا ترس حق پرست کے دل میں ضرور یہ سوال پیدا ہونا چاہیے کہ کیا اس قوم کا آغاز اور ابتدا ایسے ہی بانیوں اور مقدسوں اور مویدوں اور ناصروں سے ہوئی ہے ۔ اور کیا یہ طریق فلاح و صلاح کے ہیں جو اب اختیار کیے گئے ہیں ۔ اور سب سے زیادہ ضروری بات جو مدار ہے تمام کامیابیوں کی اتفاق اور وحدت ہے ۔ اس کا اتنک کوئی وجود نہیں اور نہ اس کے شرائط و آثار پائی

جاتے ہیں۔ **ندوۃ العلما** بھی خدا کیلئے غور کرے کہ کیا اسکا پاؤں بھی اُن ہی آثار پر پڑا ہے جو ایجوکیشنل کانفرس یا علیگڈھ اسکول کے رہرو زمین پر لگا گئے ہیں یا اس بزرگ انجمن نے کوئی اور راہ اختیار کی ہے۔ اور اگر کوئی اور راہ ہے تو وہ کیا ہے۔ میں انکو اور تمام سچے مسلمانوں کو توجہ دلاتا ہوں اُس **اعلان** کے مقصد سوم و چہارم و پنجم و ششم کیطرف جو ندوۃ العلما کیطرف سے ۲۴ نومبر ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا۔ مقصد سوم ندوہ کی عبارت یہ ہے۔ "اخلاق نبوی کی کامل تعلیم و تربیت کی جائے جس سے ہمارے اطوار اور چال چلن درست ہوں آپس کی پھوٹ کی جگہ قوت متفقہ سے کام لیا جائے" (۴) "فروعی اور جزئی اختلاف جس نے اسلام کی مضبوط اور مستحکم عمارت کی جڑ کھوکھلی کر دی مہذب الفاظ اور مہذب پیرایہ میں ظاہر کیا جائے" (۵) احقاق حق اور ابطال باطل نہایت نرمی اور سہولت سے کیا جائے فتنہ اور فساد کی نوبت نہ آئے" (۶) "وہ خطہ جہاں اسلام کا نور و حقیقت لکے میں پڑا ہوا ہے اور جہاں اسلام کی حقیقت اور حقانیت سے لوگوں کے دماغ ابتک منور نہیں ہوئے وہاں دکھایا جائے کہ اسلام کیا ہے اور اُس کے فیوض و برکات کیا ہیں"۔

کیا یہ باتیں اور یہ مقاصد سرسبز ہو سکتے ہیں اُن تجویزوں سے۔ اور ان خود تراشیدہ منصوبوں سے جو اختیار کیے گئے ہیں۔ اخلاق نبوی کس ذریعہ اور اسوہ سے سکھائے جائیں۔ کون مرد مزکی اور مطہر اور صاحب قوت قدسیہ اور صاحب نشان و علامات ہے جو اُن اخلاق کو سکھائے۔ کیا ممکن ہے کہ اُن اخلاق سے متخلق ہوئے بغیر اور اُن صفات کاملہ حسنہ سے متصف ہوئے بدون کوئی وہ بہروتی تزکیہ اور تعلیم کا متکفل ہو سکے۔ اخلاق میں وہ سب شعبے داخل ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک میں دکھائے گئے اور جو قوم بننے کیلیے ضروری اور بنیادی پتھر تھے۔ اور جیسا ہم بیان کر چکے ہیں آپکو علمی اور عملی رنگ میں خدائے حکیم نے وہی اخلاق اور صفات بخشے جو اس جہان کے انتظام اور اصلاح کے ضروری اور دوسرے عالم کی تیاری اور اہلیت کے حاصل کرنیکے لیے موزوں اور مناسب تھے۔ اب بڑا سوال یہ ہے کہ ندوہ کنکو یا کسکو پیش کرتا ہے جو محمدیت کے بروز اور مظہر ہونے کا مدعی ہے۔

اور اگر یہ اصطلاح گراں معلوم ہو تو یوں سہی کہ آپکا سچا خلیفہ کونسا ہے جسے پیش نظر رکھکر ندوہ کو امید دلائی گئی ہے کہ وہ مقصد اُس سے حاصل ہو جائے گا۔ فروعی اور جزئی اختلافات اور تنازعیں مٹائی جائیں۔ یہ کیونکر اور کس ذریعہ سے یا کس کے ذریعہ سے۔ کیا کوئی ایسی پر رعب مگر دلکش آواز رکھتا ہے جو قوم کے خطرناک جھگڑے وہمیں بہت جلد دراکر زور سے کہے

اَرٰی الجاہلین و ناقبلکم

اور اس آواز کے سنتے ہی سب جوش سرد پڑجائیں اور تلواریں نیام نشین کر لی جائیں اور مفارقت اور مباغضت معانقہ اور مصافحہ سے بدلجائے۔ عادت اللہ نے دکھایا ہے کہ ایک وجود مفترض الطاعت اور مطاع باذن اللہ کے سوا کبھی اس آگ پر پانی نہیں پڑا جسنے کبھی ہزاروں خاندانوں تکو راکھ کر ڈالا تھا اور اب پھر ہماری قوم کے خرمن میں لگ رہی ہے۔ بہتوں نے منہ کی پھونکوں سے اور بعضوں نے آستینوں سے وہ آگ بجھانا چاہا مگر خدا کا قانون قدرت کسی کیلیے کیونکر بدلجاتا۔ وہ کیونکر بجھتی جب تک آسمانی پانی اُسپر نہ پڑتا جسکی قطرہ آتش کشی کے لیے بنائی گئی ہے اور جسکے برسنے کے بعد سچی اور صاف آواز آتی ہے و

کُنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا۔ اور **فاصبحتم بنعمتہ اخوانا**۔ یاد رکھو اگر آج زہر وہی پھیلی ہوئی ہے۔ اگر وہی مفاسد و عیوب قوم میں پیدا ہو گئے ہیں جو اُسوقت تھے جبکہ پاک اور مقدس ہادی (صلی اللہ علیہ وسلم) مبعوث ہوا تو آج بھی پھر اُسی کے دوبارہ آنیکی ضرورت ہے۔ پھر اُسی سلسلہ کی ضرورت ہے جو اُسوقت اصلاح قوم کیلیے قائم ہوا اور جس نے اپنی عملی کامیابی پر مہر لگا دی۔ عجیب بات ہے اور ہمارے علما پر اور بھی تعجب ہے کہ وہ کیوں اس سہل بات کو نہیں سوچتے کہ اتنا تو سب تسلیم کر چکے ہیں کہ اُس جاہلیت نے پھر دوبارہ دنیا میں سر نکالا ہے مسجدوں اور خانقاہوں میں عجائب خانوں کیطرح انسانوں کے ڈھیچر بھرے ہوئے ہیں مگر روح نہیں۔ خدا تعالی پر وہ ایمان نہیں۔ وہ راستی اور تقوی طہارت نہیں۔ وہ شریعت حقہ کی پابندی نہیں۔ بے باکی۔ اباحت۔ دہریت اور فسق کا مرض عالمگیر وبا ہو رہا ہے پھر باوجود ہبات کے تسلیم کرنیکے اور مرض مشخص ہو جانیکے اُلٹا علاج کیوں کیا جاتا ہے۔ کیوں اُسی پہلے نسخہ کیطرف توجہ نہیں کیجاتی۔

اور اگر یہ مقصود ہے اس اختلاف کو مٹانے سے کہ سب لوگ نفاق اور مداہنہ سے زندگی بسر کریں اور عقائد اور ایمانیات کی عصبیت اور جوش کی گردن ماریں۔ ایک محمود آباد کا راجہ سینہ میں خدا کے قدوسیوں کا بغض اور عداوت اور جوش تبرا لیکر ندوہ کا پریزیڈنٹ ہو اور وہاں اُن قدوسیوں کے ذکر سے زبان آشنا نہ ہو تو کامیابی معلوم۔ بڑی غلطی ہے یورپ کی نظیر کو پیش کرنا۔ اُن لوگوں کا معاملہ اور ہے اور تمہارا معاملہ جنکو روشن کتاب اور باہرہ حجت دی گئی اور ہے تم اُس کتاب کے اصول کو قائم کرنے اور نبی کریم کی سچی عزت کو بحال کرنے کی بغیر کبھی سرسبز نہ ہو سکو گے۔ ان بہروپوں اور نقالیوں سے یقیناً خدا کا غضب اور بھڑکے گا۔ سب سے پہلے مداہنہ کی تدبیر پر عمل کرنیکا میلان اُس شخص میں پیدا ہونا چاہیے تھا اور تمہارے عملی زعم کے موافق اُسے ضروری تھا جسکو غیور خدا نے کہا

ودوا لو تدھن فید ھنون۔

میں ندوہ کے اس عالمانہ فقرہ کا مطلب سمجھ نہیں سکا کہ "فروعی اور جزئی اختلاف کو مہذب الفاظ اور مہذب پیرایہ میں ظاہر کیا جائے"۔ مسلمانوں کے عقائد اور مذہب اور ایمان کی دلو میں لگی ہوئی باتو نپر کچھ لکھا جائے اور پھر ایک قوم بنجائیں اور نہ اشتعال میں نہ آئیں۔ یا منت سماجت کرکے اور ہاتھ جوڑ کے ہر ایک مذہب اور مشرب کو کہدیا جائے کہ عیسی بدین خود موسی بدین خود۔ وہ کون سے الفاظ ہیں اور مہذب الفاظ جنسے مثلاً منکران خلفا کو سمجھایا جائیگا۔

کہ تمہاری راہ درست نہیں یا فریق ثانی کو کہا جائے گا کہ امامت بلافصل لاریب حق حضرت علی کا تھا مگر وہ ناتوان تھے بیکس تھے ناچار انکا حق غصب کیا گیا۔ اور ایسا ہی مقلدوں اور غیر مقلدوں کے نزاع کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اور وہ کونسے مہذب الفاظ ہیں مثلاً جنکی وساطت سے بڑی ملائمت اور ملاطفت کے ساتھ ایک خوفناک سکول کی پیرو یا مداح ذریت کو کہا جائے گا کہ نماز بھی پابندی ضروری شے ہے اور روزے خدا تعالیٰ کا فرض ہے انسان مسلم پر۔ اور سچی طہارت اور تقوی اور خشیت اور انابت ایک مسلمان کا تمغہ ہیں۔ یہ اباحتی اور بیقید زندگی جو تمنے اختیار کر رکھی ہے اور صورت و سیرت سنت حقہ محمدیہ کے خلاف بنا رکھی ہے یہ مناسب نہیں۔ میں باادب **ندوہ** کے محترم علما سے پوچھتا ہوں کہ وہ اسلوب اور منہاج تو از راہ کرم بیان فرمائیں جن سے وہ فروعی اور جزئی اختلاف کو مٹائیں گے۔ کیا اس لفظی تجویز کو پیش کرنے اور پاس کرنے کے وقت انکی ضمیروں نے یقین کر لیا کہ یہ مبارک تجویز ہے اور ضرور عمل میں آجائے گی اور اس تاریکی کے وقت میں یہ تجویز نور کا کام دے گی۔ پھر اس پیچدار بات کا مطلب سوا اس کے کیا ہو سکتا ہے کہ جزئی فروعی اختلافات کا مذکور ہی درمیان نہ آنے پائے مگر یہ ناممکن ہے اور ابد تک ناممکن ہی ہم کیا ندوہ یقین کرتا ہے کہ ایک عالم یا عالموں کے اپنے منصوبے اور جوڑ توڑ ایسے تتر بتر ہو چکے ہوئے گلہ کو ایک میدان میں ایک عصا کے نیچے فراہم کر لیں گے۔ اور کیا کوئی اسکی نظیر ہے اسلام اور مسلمانان کی تاریخیں بجز اس اُس مبارک قرن کے جس میں لامعلوم زمانوں کے مختلف الآرا دشمن جانی دوست بنگئے۔ اور اگر واقعی یہ احساس ندوہ کے دردمند دلکو ہوا ہے کہ اس اختلاف سے اسلام کی جڑ کھوکھلی ہوگئی ہے تو اس کے

علاج اور تدارک آفات کے لیے سچی اور حقیقی راہ پر قدم مارنے کی فکر کرے۔ اور اگر علیگڈھ کی کونفرنس کی طرح رٹ و لوہتن بازی ہی مقصود ہے تو وہ جانے اور اسکا کام۔ پانچواں مقصد بھی میں نہیں سمجھ سکتا کہ جذبات کے مغلوب اور پر جوش لوگ کیونکر اس کام سے عہدہ برآ سکتے ہیں اس مقصد کا اور چھٹے مقصد کا انجام اور مطلب ایک ہی ہے۔ احقاق حق اور ابطال باطل کیا شے ہے اور کن ذریعوں سے ہو سکتا ہے ندوہ نے بیان نہیں کیے۔ اور ممکن ہے بلکہ یقین ہے کہ ان مشکلات پر کبھی غور بھی نہ کی ہوگی جو اس راہ میں راست بازوں کو پیش آتی ہیں۔ آج وہ کون حق ہے جسے وہ پیش کرنا چاہتے ہیں اور وہ کونسا باطل ہے جسکو تباہ اور نابود کرنا چاہتے ہیں سب سے بڑا اور اعلیٰ حق یہی ہے کہ خدا کی صفات کاملہ میں کسی مخلوق کو شریک نہ سمجھا جائے۔ اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو خدا کے بعد تمام مخلوقات سے برتر مانا جاوے۔ لا انتہا مسلمانوں نے حضرت عیسی کو ابدی زندہ اور محیی اور ممیت اور شافی اور غیب دان خدا تعالیٰ کی طرح مان رکھا ہے اور یوں انکی الوہیت کو تسلیم کر کے نصرانیوں کی شرک عظیم کی مدد کر رہے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت اہانت اور تذلیل کی جاتی ہے کہ وہ مردہ زیر زمین مدفون ہیں اور حضرت عیسی آسمان پر زندہ موجود ہیں عیسائیوں کے ہاتھ میں یہ کاری حربہ خود مسلمانوں نے دیا ہے جس سے عیسائی انکو ذبح کر رہے ہیں۔ چنانچہ تھوڑے دن ہوئے لاہور کے لسٹ بہادر نے اپنے ایک لیکچر میں جس کے سامعین سیکڑوں مسلمان تھے مسلمانوں پر خود ان کے اس مسلمہ مسئلہ سے حجت ملزمہ قائم کی اور کہا کہ ایک مٹی میں مل گئی ہوئے انسان میں اور آسمان بلند پر بیٹھے ہوئے

وجود میں کوئی فرق بھی تو ہے؟ اور آخر اس سے مسیح کی الوہیت پر اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین پر استدلال کیا اور اس اعتقاد کے رکھنے والوں میں سے ایک نے بھی اُٹھکر اُس کے دانت نہ توڑے اور مسیح کی عزت اور رسول کامل خاتم النبیین کی ذلت کو شیر مادر کی طرح پی گئے۔ ہاں تو کیا ندوہ تیار ہے کہ اس حق کا احقاق کرے۔ اور بڑا باطل اس وقت حضرت مسیح کی زندگی کا اعتقاد ہے جس سے کروڑوں آدمیوں نے انہیں خدا بنا رکھا ہے اور اس اعتقاد کی اشاعت میں حد سے زیادہ جوش اس انسان کی پرستار قوم کے دل میں ڈالا گیا ہے۔ سب سے بڑا فتنہ جسکی نسبت قرآن نے کپکپا دینے والے الفاظ میں خبر دی کہ تکاد السموات یتفطرن منه و تنشق الارض و تخر الجبال هدا ان دعوا للرحمن ولدا۔ اور بڑا بھاری مفسدہ جسنے پاکیزگیوں اور راستبازیوں کھو کے اسلام کی جڑ کھوکھلی کر دی ہے یہ فتنہ **عیسی پرستی** کا ہے اور اسکی جڑ ہے عیسی کی زندگی یعنی جسد عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر جانا اُسکا مان لینا۔ اسکی جڑ کا ٹنا اسلام کو سرسبز کرنا اور مسیح کو مردہ ثابت کرنا اسلام میں تازہ روح پھونکنا ہے۔ کیا ندوہ واقف نہیں یا کم سے کم کوئی ایک فرد اُسکا تو ضرور واقف ہوگا کہ چھ کروڑ سے زیادہ رسالے اور کتابیں عیسی پرست یا مردہ پرست قوم نے اسلام اور پیغمبر خدا علیہ الصلوۃ والسلام کی توہین و تذلیل و تفسیق میں لکھی ہیں اور یہ دجل اور سفید جھوٹ کنواریوں کے خدر ون تک بھی داخل ہو گیا ہے۔ اور ایک آشوب رستخیز اس سے برپا ہو گیا ہے کیا ندوہ اس باطل زہریلے سانپ کا سر کچلنے کو تیار ہے۔ پھر بہت عظیم الشان حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات میں کوئی نقص اور عیب روا رکھا نہ جائے۔ اُسکی پاک ذات کی نسبت اعتقاد رکھا جائے کہ وہ ہمیشہ سے متکلم اور مدبر بالارادہ

اور متصرف اور سمیع و بصیر ہے۔ اُسکی صفت تکلم پر کسی زمانہ میں مہر نہیں لگ سکتی اس لیے کہ یہ اُسکی شان میں منقصت کو روا رکھنا ہے۔ اُس نے **اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم** کی دعا میں صاف اشارہ فرمایا ہے کہ **منعم علیہم** جماعت کے تمام کمالات کے دروازے سدا کھلے رہیں گے اور تاکید فرمائی ہے کہ سب مسلمان یہ دعا مانگا کریں۔ اور بڑا انعام اُسکا وہ فیوض اور برکات ہیں جنکا نام ہے مکالمہ اور وحی اور رویائے صادقہ اور یہی ورثہ ہے اُن لوگوں کی جنپر انعام کیا گیا۔ اگر ایکطرف تو اُن فیوض پر مہر لگ چکی تھی اور خدا تعالےٰ کی وہ صفات اُس حد تک پہونچکر ساکن ہو گئی ہیں تو پھر یہ دعا نعوذ باللہ ایک دھوکا اور جھوٹے دل خوش کن الفاظ سے زیادہ نہیں ہوگی اور یہ منقصت ہے صفات باری تعالےٰ میں۔ اور یہ اعتقاد کرنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو گئی اور اُس کے ساتھ آپ کے تمام فیوض اور برکات بھی منقطع ہو گئیں اور آیندہ کے لیے نعوذ باللہ دوسرے لوگوں اور مذہبوں کیطرح آپ کی نبوت بھی مر گئی اور آپ کی صفات عالیہ اور برکات سمی کی قائم مقامی یا مظہر و بروز کی راہ بالکل مسدود ہو گئی اس دعا **اهدنا الصراط المستقيم** کی تکذیب ہوگی اور خدا تعالےٰ کی پاک اور کامل صفات کی سخت ہتک ہوگی اور بڑا بھاری حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ملائکہ واقعی خارج میں ایک مخلوق ہے جسے خدا نے ایمانیات میں داخل کیا ہے اور جبرئیل علیہ السلام ملکہ انسانی یا ایک قوت قوائے انسانی میں سے نہیں بلکہ ایک جدا مخلوق ہے [illegible] قانون قدرت کیمطابق خدا کے یہ وسائط ہیں اور یہ روحانی وسائط ایسے ہی ہیں جیسے جسمانی عالم میں خدا کے فیوض اور فضلوں کے پہونچانے کے لیے قوائے بھی مثلاً چاند سورج ستارے ہیں اور دیگر مادی اشیا وسائط ہیں اور یہ وسائط خدا تعالیٰ کی [illegible] کاملہ [illegible]

اور حملہ نہیں۔ اور بڑا حق یہ ہے کہ دعا حق ہے اور ایک سبب قوی ہے منجملہ اُن اسباب کے جو مقاصد و مطالب کے برلانے کے لیے خدا تعالیٰ نے حسب قانون قدرت بنائے ہوئے ہیں۔ اور دعا لاریب ایک علت قویہ ہے معلولات کے لیے۔ اور بقول ایک سطحی خیال کے زمینی آدمی کے نری خوش کن خشک عبادت نہیں۔ اور مثلاً بڑا حق یہ ہے کہ خدا کے مرسلوں اور ماموروں اور مبعوثوں کی صدق کے بڑے بھاری نشان اور علامت معجزات اور خوارق آیات ہیں اور وہ ہیں اقتداری پیشگوئیاں جو علوم غیبیہ پر مشتمل ہوتی ہیں اور بے ان کے خدا کا مخفی اور نہاں در نہاں چہرہ اس جہان میں کبھی نظر نہیں آسکتا۔ کیا ندوہ تیار ہے کہ اس حق کا احقاق کرے اور اس حق کے سطلون کا سر کچلے۔ بہت خوب اگر ایسے بھاری کام کا بیڑا ندوہ نے اُٹھایا ہے تو خدا مبارک کرے مگر پھر سوال یہ ہے کہ کیا دکھا کر احقاق حق اور ابطال باطل کرینگے اور اُن خطوں میں جہاں ابتک اسلام کا نور نہیں گیا کونسی فضیلت اسلام کی اور دوسرے مذاہب باطلہ اور ہمیں مابہ الامتیاز پیش کرینگے۔ تمام مذاہب باطلہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اُنکے مذاہب اور مذاہب کے انصار و خدام اقتداری نشان دکھانے سے قاصر ہیں اور وہ اسی یقین کو شائع کرتے ہیں کہ خوارق عادت کا وجود پچھلے زمانوں کے لیے تھا اب نہ کوئی اُسکی ضرورت ہی اور نہ کسی میں قدرت ہے۔ اور اسوقت تمام مسلمان بھی یہی اعتقاد رکھتے ہیں کہ کمالات نبوت سب ختم ہو گئے۔ اب نہ تو غیب کے حقائق پر مشتمل اقتداری پیشگوئی کوئی کرسکتا ہے اور نہ ہی اسکی راہ مفتوح ہے۔ خدا کی صفت کلام اور وحی اور الہام پر مُہر لگ چکی ہے۔ ایک نیچری پیر مرد جیسے ہر حقیقت حقہ سے منکر ہے جو کہتا ہے کہ کمالات نبوۃ میں کسیکو سچا جانشین ماننا شرک فی النبوۃ ہے ویسے ہی اہل حدیث اور دیگر مسلمان قولاً یا عملاً اس کے

منکر ہیں۔ دوسرے مذاہب مثلاً عیسائی اور آریہ بھی اپنے مذہب کی صداقت اور حقیت کے لیے دلائل دیتے اور ہزاروں صفحے سیاہ کرتے ہیں اور تقریر و میں بھی اُنکی زبانیں تھکنے میں نہیں آتیں۔ اسی طرح مسلمان بھی لفظی دلائل اور مباحثات پر اکتفا کرنے کے بغیر اور کوئی چارہ نہیں رکھتے اب سوال یہ ہے کہ اسلام میں اور ان مذاہب میں مابہ الامتیاز کیا ہے۔ جیسے بے فیض اور خشک اور بے برکت وہ مذاہب باطلہ ہیں ویسا ہی اس رنگ میں اسلام ہوا۔ ایک ہی مابہ الامتیاز تھا یعنی زندہ خدا کا زندہ نشان جس کے دکھلانے کی توفیق باطل کے پرستار ہاتھوں کو کبھی نہیں ملی اور نہ دیجاے گی۔ جیسا کہ خدا کی پر حکمت کتاب فرماتی ہے **عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول**

اب میں ندوہ سے بادب عرض کرتا ہوں کہ کیا آپ یورپ میں سید احمد خان والا اسلام پیش کرینگے جسمیں خدا کو محض عضو بیکار اور معطل دکھایا گیا ہے۔ وحی کا انکار۔ دعا سے انکار۔ ملائکۃ اللہ سے انکار اور خدا کی پیشگوئیوں اور خوارق عادات سے انکار ہے۔ اور قرآن کریم کو ایک روکھی اور پھیکی کتاب ثابت کیا گیا ہے۔ یا کیا آپ اہل حدیث والا اسلام پیش کرینگے جیسا کہ اہل حدیث کے ایک ایڈوکیٹ نے لاہور کے جلسہ اعظم مذاہب میں کہا اور افسوس سے اعتراف کیا کہ اب اسلام میں کوئی ایسا شخص نہیں جو کوئی مقتدرانہ نشان دکھا سکے اور خرق عادات امور اُس کے ہاتھ پر ظاہر ہوں۔ اسطرح اُس نے اسلام کو پورا بے برکت اور بے اثر ثابت کیا۔ یا آپ ان سجادہ نشینوں اور فقرا اور صوفیوں کا اسلام پیش کرینگے جنہوں نے باوجود اقرار کرنے ختم نبوت کے ہزاروں نبوتیں تراش لی ہوئی ہیں اور خاتم النبیین کی سنت ثابتہ صحیحہ حقہ کو

کو چھوڑ کر لا انتہا بدعات کے بُتوں کو سجدہ کر رہے ہیں۔ پھر میں بادب پوچھتا ہوں کہ ازراہ کرم اتنا تو فرمائیں کہ وہ کونسا مابہ الامتیاز نور آپ کے پاس ہے جسے لیکر آپ اُن خطوں میں جائیں گے جہاں ابتک اسلام کا نور نہیں پہنچا اور لوگ شناخت کرلیں گے کہ آپ لاریب ایک صادق اور زندہ اور بابرکت مذہب لائے ہیں اور یقین کرلیں گے کہ اُن کے مذاہب اس کے مقابل مردہ اور لاشے ہیں۔ ہاں تو کیا ندوۃ العلما تیار ہے کہ اس حق کا احقاق کرے اور اس کے لیے سچے وسائط اور راہیں ڈھونڈھے اور غور کرے کہ یہ نور اور یہ ہتھیار کس سراج منیر اور کس مخزن سے مل سکتے ہیں۔ ندوہ کو معلوم ہوگا کہ آجکل امریکہ میں ایک شخص جان الگزینڈر ڈوئی نام مدعی دعوی کرتا ہے کہ وہ ایلیاس ہے وہ دوا کا منکر ہے۔ اُسکا گمان ہے کہ وہ دعا سے لوگوں کو اچھا کرتا ہے وہ اپنے اخبار اور رسائل میں جن کے بہت سے نمبر ہمارے پاس موجود ہیں ہزاروں آدمیوں کی شہادتیں درج کرتا ہے جو اُس کے زعم میں اُسکی دعا کے وسیلہ مختلف بیماریوں سے اچھے ہوئے ہیں۔ یہ شخص دوسرے عیسائیوں کیطرح پکا ظالم مشرک ہے اور مردہ خدا کی الوہیت اور کفارہ کیطرف دعوت کرتا ہے اور اپنے باطل کو زینت دار الفاظ سے سجاتا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ بیماریاں بھی وہ پیش کرتا ہے جو نہایت خفیف اور آسان علاج پذیر ہیں اور اپنی دعا کو انکا چارۂ کار بتاتا ہے۔ اب کون فیصلہ کرے کہ فلاں شخص درحقیقت اُس کی دعا سے اچھا ہوا یا یوں ہی خود بخود صحت یاب ہوگیا۔ اب اس قوم کے باطل کا ابطال کس ذریعہ سے ہوسکتا ہے اور کونسا مذہب حق اُن کے مذہب کے مقابل پیش کیا جاسکتا ہے جس کی نسبت صریح دعوی ہوسکے کہ یہ واقعی مذہب حق ہے اور اسکی سچائی کا معیار اور ہمیں اور اُسکے غیر میں یہ مابہ الامتیاز نتیجے

اسکا جواب بجز اسکے اور کچھ نہیں ہوسکتا کہ مقتدر خدا کا زندہ طریق ثابت کرنے کے لیے ازبس ضروری ہے کہ یہ دکھایا جائے کہ اُس کے فیوض اور برکات زندہ اور دائمی ہیں اور اس امر کا ثبوت بجز اقتداری اور قاہرانہ پیشگوئیوں اور خوارق عادت امور کے اور کچھ نہیں۔

کیا **ندوہ** کے علم میں کوئی ایسا شخص ہے جو یہ دعوی کرتا ہے کہ اسلام زندہ مذہب ہے۔ اسلام کا خدا زندہ اسلام زندہ۔ اسلام کا نبی کریم زندہ۔ اسلام کا مرکز بیت اللہ زندہ۔ اسلام کی بولی عربی زندہ۔ قرآن نے جو معجزات اور خوارق اور پیشگوئیوں کا علم بیان کیا ہے اُسکا سلسلہ ابتک زندہ ہے اور قیامت تک زندہ رہے گا۔ یہ بات کسی کتاب کے مردہ اور بے برکت اور ممسوخ و مجذوم ہونے کے نشانوں سے ہے کہ اُس کے مندرجہ معجزات اور خوارق بطور قصہ اور کتھا کے رہگئے اور اب اُن کا نمونہ دنیا میں موجود نہیں۔ اور درحقیقت قابل تمسخر اور ضحکہ کے وہ مذہب اور کتاب ہے جو یہ دعوی کرے کہ اُس کے برکات پہلے تو تھے مگر پھر بند ہوگئے ہیں۔ اور اسوقت نہ تو کوئی موجود ہے اور نہ ایسا شخص کبھی پیدا ہوسکتا ہے جو اُن برکات اور انعامات کا حصہ دار ہو اور دوسروں کو دیکھے اور دشمنان اسلام کو دکھاسکے جو پہلے راستبازوں کو دی گئیں۔ افسوس رونے اور دانت پیسنے کا مقام ہے کہ ایک مردہ اور جلد فنا ہوجانیوالی اور ممسوخ ہوجانے والی کتاب توریت کے اتباع اور فیض تعلیم سے بیسیوں راستباز اور منعم علیہم موسی (علیہ السلام) کی مانند ہوئے اور خدا نے اُن سب برکات و فیوض کا وارث انہیں کیا جو حضرت موسی کو دی ہتیں۔ مگر خاتم النبین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انفاس قدسیہ اور خاتم الکتب قرآن کریم کی یہ تاثیر اور یہ برکت کہ بدقسمتی سے وہ

سارا سلسلہ ہی ختم ہوگیا اس لیے کہ نبوت پر مہر لگ گئی۔ اور اسطرح وحی کا تار بند ہوگیا۔ پیشگوئیوں اور خوارق عادات کا اظہار بند ہوگیا۔ **مصالح الٰہیہ** سے شریعت تو تکمیل پاکر ختم اور بند ہوچکی تھی اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا مگر انعامات اور برکات اور فیوض پر کیوں مہر لگ گئی۔ اللہ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین کیا ہوئے آپ کے ساتھ ہی سارا تانا بانا فیوض و برکات کا ادھڑ گیا۔ اس صورت میں خدا تعالے کے اس قول کے **انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون** کیا معنے ہوئے۔ کیا آپ حفاظت سے لفظوں کی حفاظت مراد لیتے ہیں اور اس سے آگے تجاوز نہیں کرتے۔ اگر یہی مراد ہے تو وہ موجود ہے پھر اس کے ہوتے قوم کیوں بگڑی اور کیوں لفظوں کی ذاتی تاثیر نے خودبخود قوم پر وہی اثر نہ کیا جو اُسوقت نظر آگیا اور ایک زمانہ اُس کا گواہ ہوگیا جبکہ قرآن کے عمل کا نمونہ صاحب کشش وجود موجود تھا۔ ایسا نہیں بلکہ حفاظت سے مراد اُس کی صورت اور سیرت۔ الفاظ اور معانی اور برکات اور تاثیرات اور فیوض سب کی حفاظت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس زمانہ میں انسانوں کی ایسی حالت ہوجائے کہ باریتعالی کی ہستی کا انکار ہوجائے اُس کی صفات پر اعتراض ہوں۔ اور زمانہ پر فسق اور فجور اور بطلان اور شیطان کا سیاہ سایہ پڑجائے اور تمام صداقتیں اور حقائق حقہ استخفاف اور انکار کی نگہ سے دیکھے جائیں اور پست ہمت سفیہ دشمن قرآن پر اور حامل قرآن پر زبان طعن دراز کریں اُسوقت ایسا آدمی ضرور مبعوث ہوگا جو باطل کے ہر قسم کے حملہ کو دفع کرے گا اور اسلام کی کھوئی ہوئی عزت کو بحال کریگا۔ اور یوں اس ذکر کی حفاظت ہوگی ہاں تو میں پوچھتا ہوں کہ ندوۃ العلما کوئی ایسا شخص دکھاسکتی ہے جسکو یہ اقتدار بخشا گیا ہو۔ اس لیے کہ حق کا احقاق اور باطل کا ابطال اور غیر خطوں اور ملکوں میں نور اسلام کا پہنچانا تو ایسے ہی شخص کا

کام ہے۔ خشک لفاظ اور بے برکت ملّا مولوی اور مبتدع صوفی کا تو کام نہیں۔ جب کہ ندوہ کے علم اور سپاہی میں ایسا شخص نہیں تو اُس نے ان نقائص کی ترتیب کیوقت کیا سوچا۔۔ کیا اسی پر قناعت کرلی کہ شہر بشہر چند خشک اور بے برکت آدمیوں کا اکٹھا ہو جانا ہی اس کام کو پورا کر دے گا۔ افسوس ندوہ کی حقیقی ماں ایجوکیشنل کونفرنس نے بھی ان پندرہ یا کم و بیش برسوں میں بیشمار رزو لوشن پاس کیے اور بیشمار روپیہ برباد کیا مگر اصل مرض کی تشخیص اور حقیقی علاج کی تلاش میں ایک قدم بھی نہ اُٹھایا۔ قوم کو بیمار مانا اور مرض یہ قرار دیا کہ انگریزی اعلیٰ تعلیم کے نہ ہونے سے یہ مریض ہلاکت کے قریب آگیا ہے اسکا علاج علیگڈھ کالج یا ایسے انسٹیٹیوشن کے سوا نہیں ہے اور اسطرف کبھی التفات نہیں کیا کہ خدا کو ناراض کرکے۔ یعنی حجت نیرہ کے ہوتے ہوے۔ قرآن کریم کے موجود ہوتے فسق و فجور کی راہوں کو اختیار کرکے اور شریعت حقہ کی پابندی سے مُنہ پھیر کر قوم کا یہ حال ہو گیا ہے اور ضروری تھا کہ ایسا ہوتا اس لیے کہ سورہ فاتحہ کے اخیر میں مغضوب علیہم کے لفظ میں اشارہ ہو چکا تھا کہ ضالین یعنی نصاریٰ کے استیلا اور فتنہ کیوقت مسلمانوں کی حالت علمی اور عملی اور اخلاقی اور سیاسی بالکل یہود کی حالت کے مانند ہو جائے گی۔ چنانچہ خدا کے زندہ کلام کی یہ پیشگوئی صاف طور پر پوری ہوگئی اور اب کون کہہ سکتا ہے کہ قوم کے ادبار اور نکبت کیحالت ہر رنگ میں مضروب الذلّۃ قوم یہود کی نہیں غرض مادہ پرست اور بالکل رو بدنیا اور آسمان سے قطعاً منقطع قوموں کی طرح محمدن (اس بے ادبی اور گستاخی سے خدا کی پناہ) ایجوکیشنل کونفرنس علیگڈھ نے قوم کی تباہی محض زمینی اور مادی اسباب قرار دیے اور میٹریلسٹوں کی طرح معمولی اور ظاہری علت پر سر جھکا دیا۔ میں یقین کرتا ہوں کہ میں نے مختصراً

بیان کر دیا ہے کہ جب تک قوم کو پھر بھی قبلہ کیطرف منفق کرکے متوجہ نہ کیا جائے اور سب سے پہلے یہ کام کیا جائے تب تک کچھ نہ ہوگا۔ اور میں نے دکھا دیا ہے کہ پہلے جب کہ یہ قوم بنی تھی تو کن ذرائع اور اسباب سے بنی تھی۔ اور اسکی اصلاح کے لیے کیا قانون بنایا گیا اور کیسا بابرکت اور زندہ نمونہ اُس قوم کے سامنے پیش ہوا اور اُس مقنن اور ہادی کو کیا صفات اور خصائص دیے گئے تھے جن سے قوم میں سچی اور لانظیر اطاعت کا مادہ پیدا ہوا۔ اگرچہ اسمیں ہر ایک بات طبعاً تفصیل اور بسط چاہتی تھی مگر مجھے مصلحت نے اختصار اور اجمال پر مجبور کیا۔ میں یقین کرتا ہوں کہ اس کے بعد ضرور یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ کارکنوں پر ایک مایوسی کا عالم طاری ہو سکتا ہے کہ اب کیا کیا جائے۔ اور قوم کی اصلاح کے لیے اُن صفات کا آدمی کہاں سے لایا جائے۔ لہذا میں زیادہ دیر تک گو مشکش آمیز بیان کو معرض تحریر میں لانا نہیں چاہتا اور مژدہ سنا دینا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق **منہاج نبوۃ** پر ایک سلسلہ قائم کر دیا ہے۔ یا صاف لفظوں میں یوں کہدیا جائے کہ جیسا کہ زندہ خدا کی زندہ کتاب قرآن حکیم نے سورہ جمعہ میں پیشگوئیہ فرمایا تھا **وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ** الآیہ۔ یعنی وہ رسول پاک جو اُمیوں میں مبعوث ہوا اور اُن کا تزکیہ کیا اور کتاب اور حکمت اُنہیں سکھائی وہ ایک اور قوم کا بھی ویسا ہی معلم اور مزکی ہوگا جو ہنوز صحابہ میں شامل نہیں اور اس غرض کے لیے اُس کی بعثت ثانی ہوگی۔ اب اس وعدہ کے موافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ دنیا میں تشریف لائے ہیں یا یوں کہو کہ حضرت **غلام احمد قادیانی** کے بروز میں جلوہ گر ہوے ہیں یا یوں سمجھلو کہ خداوند علیم حکیم نے

حضرت غلام احمد قادیانی کو وہی خوبو وہی برکات وہی القامات اور وہی معجزات دیکر مبعوث فرمایا ہے از لیکہ زمانہ بگاڑ اور فساد میں اپنی اُسی پہلی حالت پر آگیا بلکہ زیادہ فساد کیطرف جھک گیا تھا اور اُسی تعلیم کی اُسی قوت قدسی کی۔ اُن ہی فیوض و برکات کی۔ اُن ہی معجزات اور خوارق عادات کی اور مقتدرانہ پیشگوئیوں کی ضرورت تھی اس لیے غیور خدا نے اُس پاک اصل کے سچے ظل اور خلیفہ کو جو اُسکی اتباع اور اُس کے نام میں فانی ہو چکا ہوا ہے اور اپنا کچھ نہیں رکھتا اور اُس کی تعزیر اور توقیر اور تبجیل میں رات دن کوشش کرتا ہے وہ ساری قدرتیں اور طاقتیں دیکر دنیا میں بھیجا تاکہ از سر نو خدا کی حمد سے دنیا بھر جائے اور زہریلے سانپ کی کچلیاں نکال ڈالی جائیں۔ سب سے پہلے اس شخص نے اور اسی نے یہ اصطلاح نکالی کہ جیسا خدا تعالیٰ زندہ اور قیوم ہے قرآن کریم بھی زندہ اور مبارک ہے اور رسول کریم بھی زندہ رسول ہے۔ یعنی اسلام میں اور دیگر باطل مذاہب میں بڑا بیّن مابہ الامتیاز یہی ہے کہ جن قدرتوں اور طاقتوں اور معجزہ نمائیوں کا دعویٰ کسی زمانہ میں اُن مذہبوں نے کیا تھا اور اب وہ بیدست و پا اور بے برکت اور مردہ ہو گئے ہیں قرآن کریم کا حال اُن کے خلاف ہے۔ اسمیں یہ برکت اور تاثیر اور روح حیات ہے کہ جن کمالات اور اقتدارات کا دعویٰ اس کے برکات کی وساطت سے ایک زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا وہ تاثیریں اور برکات اور فیوض اور نشانات ابتک موجود ہیں اور وہ قرآن کے سچے متبع کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ اگر نعوذ باللہ یہ بات نہ ہو تو پھر اسمیں اور دوسری مردہ کتابوں میں کوئی فرق نہ ہوگا۔ یہ پہلا شخص ہے جسنے خدا کی اور تمام نبیوں کی اور نبیوں کی

خصوصیات کی یعنی وحی کی۔ مکاشفہ کی۔ رویا صالحہ کی۔ استجابت دعا کی۔ اور پیشگوئیوں کی کھوئی ہوئی عظمت اور عزت بحال کی۔ اور قرآن کی جبروت کا سکّہ دنیا میں بٹھا دیا اور سارے جہان میں ہزاروں اشتہار دیے کہ اسوقت زندہ مذہب صرف اسلام ہے اور اس دعوے کے ثبوت میں وہ مخالفوں کو تمام وہ برکات اور انعامات اور معجزے دکھا سکتا ہے جو گذشتہ راستبازوں کو دیے گئے اور اب بجز اسلام کے اور کسی مذہب میں انکا نام و نشان نہیں۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے عیسائی مذہب اور دوسرے ایسی باطل طریقوں کے استیصال کیلیے یہ حربہ نکالا کہ زندہ اور سچی اور خدا کی کتاب کا یہ نشان ہے کہ وہ دعوی بھی آپ ہی کرے اور اُس دعوی پر دلیل بھی اپنے اندر سے دے۔ اس سے انجیل کی۔ وید کی اور تمام ایسی مردہ کتابوں کی عزت کی جڑ کٹ گئی۔ یہ پہلا شخص ہے جسنے اسوقت کی ساری قوموں پر نصرانیوں پر۔ آریوں پر۔ برہموؤں پر۔ نیچریوں پر خدا تعالےٰ کی حجت ملزمہ پوری کی۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے اپنی بیعت میں یہ عظیم الشان فقرہ رکھا جو اُس کے ہر ایک پیرو کو اقرار بیعت کے وقت مُنہ سے نکالنا اور اسپر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ جسطرح خدا نے قرآن کریم میں دو باتیں رکھی تھیں جن کے ذریعہ سے وہ بابرکت اور ابدی کتاب ٹھہری یعنی عجیب تعلیم اور تعلیم کی حفاظت کے لیے اقتداری پیشگوئیاں۔ وہی انعام اور برکت کا خلعت اسے پہنایا گیا۔ جبکہ تعلیم میں یہ دعوی تھا کہ اُسپر چلنے سے خدا خوش ہوتا ہے اور اُس کے پیرو ونکو اس جہان کی اور آیندہ کی خوشحالی ملتی ہے اور اُس کے خلاف کرنے یا انکار سے خدا کا غضب نازل ہوگا اور راستی کے دشمن تباہ ہوجائیں گے اور وہاں دوسرے عالم میں دوزخمیں جلیں گے۔ اس لحاظ سے ضروری تھا کہ وہ انذار و تبشیر کے وعدے اس جہان میں ہی پورے ہوتے اور یوں آخرت کے عالم اور اُس کے ایلام اور انعام کے ثبوت کے لیے بطور نمونہ اور تمہید کے ٹھہر جاتے۔ لاجرم خدا کے مبشر وعدوں کے مطابق گنام اور ریگستان کے رہنے والے کسری اور قیصر کے خزائن اور ممالک اور انکو سونے کے کنگنوں اور مصر و شام کے حور و قصور اور انہار اور غلمان کے مالک اور وارث ہوئے اس لیے کہ اس تمہید اور مقدمہ سے مہر لگجائے اُس دوسرے عالم کے مواعید صادقہ پر اور آپکے اعدا تباہ ہوگئے اور اس دنیا کی نار یعنی جنگ کا ہیزم خشک بنگئے اس لیے کہ سچے ثابت ہوجائیں اُس عالم کے تمام خوفناک وعید۔ اگر یہ دو باتیں نہ ہوتیں تو عیب العیب خدا کی صفات یعنی اُس کی قدرتوں اور ارادوں پر ایمان اور اس دوسرے دار الورا عالم اور اُس کے حالات اور کیفیات پر یقین کبھی پیدا نہ ہوتا۔ توریت اور انجیل اور وید اور دوسری مردہ کتابوں میں یہی نقص تھا کہ ان ہی دو باتوں کی کمی تھی۔ جسکی وجہ سے یہود قیامت کے منکر ہوگئے اور آخر پچھلی دو قومیں بھی جیسی اصل میں ایک تھیں خدا اور دوسرے جہان کو پس پشت ڈالنے میں بھی ایک ہوگئیں۔ اسی طرح اور اسی رنگ میں قرآن کی عزت کے لیے۔ اسلام کی سچائی کو اس جہان کے دریدہ دہان منکروں پر ظاہر کرنے کے لیے خدا تعالیٰ نے محمد احمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حقیقی بروز احمد قادیانی کے ہاتھ پر نشان ظاہر کیے۔ چونکہ دو قومیں اسوقت سخت حملہ اور مخالفانہ رد اسلام پر کرتی اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی دلکو کپکپا دینے والی توہین کرتی تھیں اور خدا اور اُس کے سچے وعدوں اور وعیدوں سے اُنہیں انکار تھا اُن پر قیامت تک حجت پوری کرنیکے لیے بعد اتمام حجت کے یعنی اسلام کی تعلیم حق اور عجیب کو پیش کرنیکے بعد اُن کے دو فردوں یا ظلم اور شرک کے پرستاروں کی نسبت موت کی پیشگوئی کی اور آخر خدا کے قہر کی تجلی نے آتھم اور لیکھرام کے خرمن ہستی کو جلا کر اس ہمارے زمانہ میں اسلام اور بانی اسلام کی صداقت اور حقیت پر ویسی مہر لگا دی جیسے کہ اُس خیر القرون میں بدر کی پیشگوئی کے پورا ہونے سے لگی۔ اور اسطرح ثابت ہوگیا کہ قرآن کریم کی تعمیل کے اقرار اور انکار میں وہی پہلے جیسی زندہ اور قاہرانہ تاثیر اور برکت موجود ہے۔ اسبات نے ایک عالم کو دکھا دیا کہ اسوقت ایک شخص ہے جو دشمنوں کے مقابل اسلام کی عزت کو قائم رکھ سکتا ہے۔

غرض جو مقاصد اور اغراض ندوۃ العلما نے اپنے اعلان میں لکھے ہیں اور الفاظ میں اُن کے پورا ہونے کے لیے تڑپ اور گداز مش ظاہر کی ہے اور دردناک الفاظ میں ظاہر کیا ہے کہ اسلام کی جڑ کھوکھلی ہوگئی ہے اب حضرت غلام احمد قادیانی کے ذریعہ سے اُن کے پورا ہونے کی سبیل خدا تعالےٰ نے نکالی ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو خدا نے اندرونی اصلاح کے لیے مہدی موعود یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات بطور ظل کے دیکر بھیجا ہے اور بیرونی حملوں کے دفاع اور ان کے مفاسد کی اصلاح کے لیے زمانہ موجودہ کے اقتضا کے موافق آپ کا نام مسیح موعود رکھا ہے سو اب آپکے وجود پاک میں وہ امام مفترض الطاعۃ موجود ہوگیا ہے جسکے علم کے نیچے متفرق اور منتشر فریق اکٹھے ہوکر دنیوی اور دینی ترقی کر سکتے ہیں۔

اس امین اور مامون پریزیڈنٹ کی صدارت کے نیچے کسی ممبر کی جرأت نہیں کہ اختلاف اور نزاع کی آگ کو بھڑکا سکے۔ دنیا کو ایک پر سٹیم انجن کی ضرورت تھی جو مختلف گاڑیوں کو کھینچ سکتا سو اب وہ آسمان سے نازل ہو گیا ہے۔ اب تمام برکات اور انعامات قوم کو اس کے ذریعہ حاصل ہو سکتے ہیں اور وہ تمام روکیں اور موانع دور ہو سکتے ہیں جو قوم کی ترقی روحانی اور جسمانی کی راہ میں ہیں۔

ندوۃ العلما اور دیگر انجمنوں کا فرض ہے کہ اس نادر انسان کی آواز پر کان لگائیں۔ بے التفاتی اور اعراض کرنے سے وہ خدا کے نزدیک سخت ملزم ہوں گے۔ چالیس ہزار تک اس سلسلہ کے خدام کی نوبت پہونچ گئی ہے اور بہت سی کتابیں عربی میں فارسی میں اردو میں انگریزی میں اور لاکھوں اشتہار اسکی تائید میں شائع ہوئے ہیں۔ قوم کے لیڈروں پر فرض ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی مسعود کے دعاوی اور دلائل میں غور کریں اور پھر یا تو تائید کریں اور اس پاک سلسلہ میں داخل ہو کر قوم کی ترقی کی فکر کریں یا اسکے استیصال کے لیے زور لگائیں کیونکہ اسلام کے ہزاروں فرد دن بدن اسمیں داخل ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور اس سلسلہ کا دعویٰ ہے کہ بدون اسکے نہ اس جہان کی فلاح ہے اور نہ اُس عالم میں نجات ہے۔ اور یوں ان دعاوی سے یہ سلسلہ دوسرے سلسلوں کی راہ میں سخت ہو کر اور روک ہو رہا ہے اس کی تائید یا تردید سے اعراض اور تغافل کرنا مردی سے بعید ہے۔

خدا کرے کہ ندوہ اور دیگر انجمنیں اس طرف توجہ کریں اور اول المومنین بنکر دوسرے لوگوں کے لیے بلکہ ساری جہان کے لیے سنت حسنہ کی بنیاد ڈالنے والے ہوں آمین۔

عاجز عبد الکریم

اس ہفتہ کی

بیعت

1. غلام محمد صاحب۔ ساکن بجباڑہ کشمیر
2. خواجہ رلیشی صاحب ″
3. خواجہ عبد القدوس صاحب ″ ″
4. میاں خدا بخش صاحب
5. میاں مولی بخش صاحب
6. میاں نظام الدین صاحب
7. میاں عبد اللہ صاحب

[illegible] (4–7)

8. سید کرم شاہ صاحب معہ دختر ساکن سید الوالی ضلع سیالکوٹ معرفت سید امیر علیشاہ صاحب ملہم
9. سید بڈھے شاہ صاحب معہ زوجہ ″
10. سید کالو شاہ صاحب معہ زوجہ ″
11. سید نواب شاہ صاحب ″
12. سید جھنڈے شاہ صاحب ″
13. سید سردار علی شاہ صاحب
14. سید جماعت علی شاہ صاحب ″
15. دوسوندی شاہ صاحب معہ زوجہ و دو دختر۔
16. مہر دین صاحب معہ زوجہ ″
17. نبی بخش صاحب ″
18. میاں عمر الدین صاحب ″
19. میاں محمد الدین صاحب معہ ہمشیرہ ″
20. میاں فقیر اللہ صاحب
21. میاں گھمن صاحب معہ ۳ دختر بٹالہ ریاست جموں۔ تحصیل منور
22. میاں کرم دین صاحب ″ ″
23. میاں علم الدین صاحب ″
24. مسماۃ راجو مغلانی ولد مرزا نتھو ساکن نیالی ضلع سیالکوٹ۔
25. محمد ابراہیم صاحب امام مسجد ناسنور کشمیر
26. محمد رمضان صاحب منتو۔ ریشی نگر ″
27. ولی محمد صاحب۔ ″ ″
28. عبد العزیز صاحب ″ ″
29. عبد العزیز صاحب گنائی ″ ″
30. عبد العزیز صاحب۔ مونہاڑ ″ ″
31. عبد القدوس صاحب۔ ″ ″ ″
32. محمد رمضان صاحب نمبردار ″ ″
33. عبد الرحمن صاحب واڑ تاجر ناسنور ″
34. عبد القادر صاحب ″ ″ ″
35. حبیب اللہ صاحب خیاط ″ ″
36. محمد جیو صاحب۔ ناسنور۔ کشمیر
37. میاں شعبان صاحب رلیشی ″
38. میاں امیر صاحب رلیشی ″
39. عاشور وگی صاحب موذن ″
40. حافظ عبد الوہاب صاحب امام مسجد ″
41. سید زمان شاہ صاحب بخاری کارمختار
42. راجہ عطا محمد خان صاحب۔ بیرا زلہ ڈاک خانہ کلگام۔ کشمیر
43. سید طفیل حسین صاحب منڈی باجوا متصل ظفروال ضلع سیالکوٹ حال پسرور
44. سائیں شیر محمد شاہ صاحب ولد غلام داؤد شاہ صاحب قادری۔ ساکن کوٹلی مقبرہ پہلی تحصیل رعیہ ضلع سیالکوٹ ڈاک خانہ مرولی

نقل خط شیر محمد شاہ صاحب موصوف

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بندہ سلسلہ قادریہ کا پابند ہے قریب ۷۰۰ کے میرے مرید ہیں اب بندہ نے حضور کے انوار و برکات سے اطلاع پاکر اپنے دل سے عہد واثق کرلیا ہے کہ اپنے سلسلہ کو بالائے طاق رکھکر حضور سے بیعت کرلوں لہذا یہ عریضہ بحضور اقدس ارسال ہے کہ اپنی بیعت میں قبول فرما دیں انشاء اللہ حاضر حضور ہو کر تجدید بیعت کرونگا

45. امام الدین صاحب ولد حاکم محمد صاحب سارجنٹ قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ
46. محمد اسماعیل صاحب طالب علم نیری پڈل۔ پسرور ساکن موضع کھوا باجوں
47. گل محمد صاحب۔ ساکن اڑی سہوان۔ ڈاک خانہ کبیر والہ ضلع ملتان۔
48. محمد محمود شاہ صاحب۔ جموں۔
49. مولوی میر احمد شاہ صاحب ″
50. منشی عبد العزیز بٹ صاحب ملازم راجہ عطا اللہ خانصاحب ساکن چک ساکن چک راجہ صاحب تحصیل ہری پور ڈاک خانہ کلگام کشمیر
51. عباد اللہ صاحب ملازم راجہ عطا اللہ خانصاحب مقام بارہ پور تحصیل ہری پور ″
52. مہر خانصاحب۔ پرگنہ بیرو تحصیل پرتاب سنگھ پورہ موضع ہردو سروش۔

رجسٹرڈ ایل ۱۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

قیمت پیشگی سالانہ عوام سے ؏ خواص اور معاونین سے ۱۰؏ ہندوستان سے باہر ۱۲؏

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

۵ رمضان ۱۳۱۹ نبوی

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکمًا عدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر

کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم

نمبر ۴۶	دارالامن والامان قادیان ۱۷ دسمبر ۱۹۰۱ء	جلد ۵

کلمات طیبات

حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

۲۸ - نومبر کی سیر اور مسٹر ڈکسن سیاح کی روانگی

ہم آجتک ناظرین کو مسٹر ڈی ڈکسن سیاح کی روانگی پر حضرت اقدس نے جو تبلیغ کی تھی سنا نہیں سکے وجہ وہی عدم گنجائش۔ آج ہم اس سلسلہ کو بفضلہ تعالیٰ شروع کر دیتے ہیں۔ ایڈیٹر

۱۸ - کی صبحکو قریباً ساڑھے آٹھ بجے حضرت اقدس سیر کو نکلے اور چونکہ آپ میں مہمان نوازی کا اعلیٰ درجہ کا وصف ہے اور مہمان نوازی سنت الانبیاء میں سے ہے کیونکہ یہ مخلوق دل سے چاہتی ہے کہ لوگوں کو ہدایت ہو اور مخلوق پر اس مخفی خدا کو آشکار کریں جو انپر جلوہ گن ہوتا ہے اسی لحاظ سے آنحضرت نے نیچے اُترتے ہی مسٹر ڈکسن کو مخاطب کرکے فرمایا

حضرت اقدس۔ ہماری دلی آرزو یہی ہے کہ آپ چند روز ہمارے پاس اور ٹھیریں تاکہ میں اسلام کی **وہ روحانی فلاسفی** جو اس زمانہ میں مخفی تھی اور جو **خدا نے مجھے عطا کی ہے** آپکو سمجھاؤں۔

مسٹر ڈکسن۔ میں آپ کا ازبس ممنون ہوں مگر آج مجھے جانا ہی چاہیے میںنے کچھ کچھ سُن لیا ہے۔

اس گفتگو کے بعد حضرت اقدس سیر کے لیے روانہ ہو پڑے اور مندرجہ ذیل تقریر آپ نے شروع کی۔

حضرت اقدس۔ چونکہ آپکو چلے جانا ہی اس لیے میں چاہتا ہوں کہ کچھ تو اپنے مقصد کو بیان کر دوں۔ انبیاء علیہم السلام کی دنیا میں آنے کی سب سے بڑی غرض اور اُنکی تعلیم اور تبلیغ کا عظیم الشان مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ **کو شناخت کریں** اور اُس زندگی سے جو انہیں جہنم اور ہلاکت کیطرف لے جاتی ہے اور جسکو **گناہ آلود زندگی** کہتے ہیں نجات پائیں حقیقت میں یہی بڑا بھاری مقصد ان کے آگے ہوتا ہے۔ پس اسوقت بھی جو خدا تعالیٰ نے ایک سلسلہ قائم کیا ہے اور اُس نے **مجھے مبعوث فرمایا ہے** تو میرے آنیکی غرض بھی وہی مشترک غرض ہے جو سب نبیوں کی تھی یعنی میں بتانا چاہتا ہوں **کہ خدا کیا ہے؟** بلکہ **دکھانا چاہتا ہوں** اور گناہ سے بچنے کی راہ کیطرف راہبری کرتا ہوں دنیا میں لوگوں نے جسقدر طریقے اور حیلے گناہ سے بچنے کے لیے نکالے ہیں اور خدا کی شناخت

کے جو اصول تجویز کیے ہیں وہ انسانی خیالات ہونے کی وجہ سے بالکل غلط ہیں اور محض خیالی باتیں ہیں جنہیں سچائی کی کوئی روح نہیں ہے۔ میں ابھی بتاؤں گا اور دلائل سے واضح کروں گا کہ گناہوں سے بچنے کا صرف ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ ہے کہ اس بات پر کامل یقین انسان کو ہو جاوے کہ

خدا ہے اور وہ جزا سزا دیتا ہے

جب تک اس اصول پر یقین کامل گناہ کی زندگی پر موت وارد نہیں ہو سکتی۔ دراصل خدا ہے اور ہونا چاہیے یہ دو لفظ ہیں جنہیں بہت بڑے غور اور فکر کی ضرورت ہے۔ پہلی بات کہ **خدا ہے** یہ علم الیقین بلکہ حق الیقین کی تہ سے نکلتی ہے اور دوسری بات قیاسی اور ظنی ہے۔ مثلاً ایک شخص جو فلاسفر اور حکیم ہو وہ صرف نظام شمسی اور دیگر اجرام اور مصنوعات پر نظر کر کے صرف اتنا ہی کہہ سکتا ہے کہ اس ترتیب محکم اور ابلغ نظام کو دیکھ کر میں کہتا ہوں کہ ایک مدبر اور حکیم و علیم صانع کی ضرورت ہے تو اس میں انسان یقین کے اس درجہ پر ہرگز نہیں پہونچ سکتا جو ایک شخص خود اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہو کر اور اس کی تائیدات کے چمکتے ہوئے نشان اپنے ساتھ رکھ کر کہتا ہے کہ واقعی **ایک قادر مطلق خدا ہے** وہ معرفت اور بصیرت کی آنکھ سے اسے دیکھتا ہے ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

اور یہی وجہ ہے کہ ایک حکیم یا فلاسفر جو صرف قیاسی طور پر خدا کے وجود کا قائل ہے سچی پاکیزگی اور خدا ترسی کے کمال کو حاصل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ ظاہر بات ہے کہ نری **ضرورت** کا علم کبھی بھی اپنے اندر وہ قوت اور طاقت نہیں رکھتا جو **الٰہی رعب** پیدا کر کے اسے گناہ کی طرف دوڑنے سے بچا لے اور اس تاریکی سے نجات دے جو گناہ سے پیدا ہوتی ہے مگر جو براہ راست خدا کا جلال آسمان سے مشاہدہ کرتا ہے وہ نیک کاموں اور وفاداری اور اخلاص کے لیے اس جلال کے ساتھ ہی ایک قوت اور روشنی پاتا ہے جو اسکو بدیوں سے بچا لیتی اور تاریکی سے نجات دیتی ہے۔ اس کی بدی کی قوتیں اور نفسانی جذبات پر خدا کے مکالمات اور پر رعب مکاشفات سے ایک موت وارد ہو جاتی ہے اور وہ شیطانی زندگی سے نکل کر ملائکہ کی سی زندگی بسر کرنے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ارادے اور اشارے پر چلنے لگتا ہے۔ جیسے ایک شخص آتش سوزندہ کے نیچے بدکاری نہیں کر سکتا اسی طرح جو شخص خدا کی جلالی تجلیات کے نیچے آتا ہے اسکی شیطنت مر جاتی ہے اور اس کے سانپ کا سر کچلا جاتا ہے پس یہی وہ **یقین** اور **معرفت** ہوتی ہے جو انبیاء علیہم السلام آکر دنیا کو عطا کرتے ہیں جس کے ذریعہ سے وہ گناہ سے نجات پا کر پاک زندگی حاصل کر سکتے ہیں۔

اسی طریق پر خدا نے مجھے مامور کیا ہے اور میرے آنے کی یہی غرض ہے کہ میں دنیا کو دکھا دوں کہ

خدا ہے اور وہ جزا و سزا دیتا ہے

اور یہ بات کہ محض اس **یقین** ہی سے انسان پاک زندگی بسر کر سکتا ہے اور گناہ کی موت سے بچ سکتا ہے ایسی صاف ہے جسکے لیے ہمکو منطقی دلائل کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ خود انسان کی فطرت اور روزمرہ کا تجربہ اور مشاہدہ اس کے لیے زبردست گواہ ہیں۔ کہ جب تک یہ **یقین** کامل نہ ہوگا کہ خدا ہے اور وہ گناہ سے نفرت کرتا ہے اور سزا دیتا ہے کوئی اور حیلہ کسی صورت میں کارگر ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جن اشیا کی تاثیرات کی عمدگی کا ہمکو علم ہے ہم کیسے دوڑ دوڑ کر انکی طرف جاتے ہیں اور جن چیزوں کو اپنے وجود کے لیے خطرناک زہر سمجھتے ہیں ان سے کیسے بھاگتے ہیں۔ مثال کے طور پر دیکھو اس جھاڑی میں (ایک جھاڑی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ایڈیٹر) اگر ہمیں یقین ہو کہ سانپ ہے تو کیا کوئی بھی ہم میں سے ہوگا جو اسمیں اپنا ہاتھ ڈالے یا قدم رکھدے ہرگز نہیں بلکہ اگر کسی بل میں سانپ کے ہونے کا معمولی وہم بھی ہو تو اسطرف سے گذرنے میں ہر وقت مضائقہ ہوگا۔ طبیعت خود بخود اسطرف جانے سے رکے گی۔ ایسا ہی زہر وغیرہ کی بابت جب ہمیں علم ہوتا ہے مثلاً اسٹرکنیا ہے کہ اس کے کھانے سے آدمی مر جاتا ہے تو کیسے اس سے بچتے ہیں اور ڈرتے ہیں۔ ایک محلہ میں طاعون ہو تو اس سے بھاگتے ہیں اور وہاں قدم رکھنا آتشیں تنور میں گرنا سمجھتے ہیں اب وہ بات کیا ہے جس نے دل میں یہ خوف اور ہراس پیدا کیا ہے کہ کسی صورت میں بھی دل اسطرف کا ارادہ نہیں کرتا؟ وہ وہی **یقین** ہے جو اس کی مہلک اور مضر تاثیرات پر ہو چکا ہے اس قسم کی بیشمار نظیریں ہم دیکھتے ہیں اور یہ ہماری زندگی میں روزمرہ پیش آتی ہیں۔

اب یہ بحثیں کہ گناہ سے بچنے کا یہ ذریعہ ہے یا فلاں حیلہ ہے بالکل بے سود اور بے مطلب ہیں کیونکہ جبتک الٰہی تجلیات کے رعب اور اور گناہ کی زہر اور اس کے خطرناک نتائج کا پورا علم نہ ہو ایسا علم جو یقین کامل تک پہونچ گیا ہو گناہ سے نجات نہیں ہو سکتی۔

یہ ایک خیالی اور بالکل بے معنی بات ہے کہ کسی کا خون گناہ سے پاک کر سکتا ہے۔ خون یا خودکشی کو گناہ سے کیا تعلق؟ وہ گناہ کے زائل کرنے کا طریق نہیں ہاں اس سے گناہ پیدا ہو سکتا ہے اور تجربہ نے شہادت دی ہے کہ اس مسئلہ کو مالکہ کہاں سے کہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے۔

میں ہمیشہ یہی کہتا ہوں کہ گناہ سے بچنے کی سچی فلاسفی یہی ہے کہ گناہ کی

ضرر دینے والی حقیقت کو پہچان لیں اور اس بات پر یقین کر لیں کہ ایک زبردست ہستی ہے جو گناہوں سے نفرت کرتی ہے اور گناہ کرنیوالے کو سزا دینے پر قادر ہے۔

دیکھو اگر کوئی شخص کسی حاکم کے سامنے کھڑا ہو اور اُسکا کچھ اسباب متفرق طور پر پڑا ہوا ہو تو یہ کبھی جرأت نہیں کرے گا۔ کہ اس اسباب کا کوئی حصہ چرالے۔ خواہ چوری کے کیسے ہی قوی محرک ہوں اور وہ کیسا ہی اس بدعادت کا مبتلا ہو مگر اسوقت اُسکی ساری قوتوں اور طاقتوں پر ایک موت وارد ہو جائے گی اور اسے ہرگز جرأت نہ ہو سکے گی اور اسطرح وہ اس چوری سے ضرور بچ جائے گا۔ اسیطرح ہر قسم کے خطاکاروں اور شریروں کا حال ہے کہ جب اُنہیں ایسی قوت کا پورا علم ہو جاتا ہے جو انکی اس شرارت پر سزا دینے کے لیے قادر ہے تو وہ جذبات اُن کے دب جاتے ہیں۔ یہی سچا طریق گناہ سے بچنے کا ہے کہ انسان خدا تعالیٰ پر کامل یقین پیدا کرے اور اس کے سزا و جزا دینے کی قوت پر معرفت حاصل کرے۔ یہ نمونہ گناہ سے بچنے کے طریق کے متعلق خدا نے ہماری فطرت میں رکھا ہوا ہے۔ اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ اس اصول کو آپ کے سامنے پیش کر دوں کیا عجب آپکو فائدہ پہنچے اور چونکہ آپ سفر کرتے رہتے ہیں اور مختلف آدمیوں سے ملنے کا آپکو اتفاق ہوتا ہے آپ اُن سے اسے ذکر بھی کر سکتے ہیں۔ اور اگر یہ طریق جو میں پیش کرتا ہوں آپ کے نزدیک صحیح نہیں ہے تو میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ آپ جسقدر چاہیں جرح کریں یہ میری طرف سے آپ کو ایک **تحفہ** ہے اور میں ایسے تحفے دے سکتا ہوں۔

ہر شخص جو دنیا میں آتا ہے اُسکا فرض ہونا چاہیے کہ دھوکے اور خطرے سے بچے۔ پس گناہ کے پیچھے ایک خطرناک اور تمام خطروں اور دھوکوں سے بڑھ کر ایک دھوکا ہے میں آگاہ کرتا ہوں کہ اس سے بچنا چاہیے اور یہی بتاتا ہوں کہ کیونکر بچنا چاہیے۔ اگرچہ اس سے پہلے ایک اور مسئلہ بھی ہے جو **خدا کی ہستی** کے متعلق ہے مگر میں سردست اسکو چھوڑتا ہوں اور اس دوسرے مقصد کو لیتا ہوں۔ جسکا ماحصل اور مدعا یہ ہے کہ ہر ایک آدمی بجائے خود نیک بننا چاہتا ہے اور نیکی کو اچھا سمجھتا ہے اختلاف اگر ہے تو ان طریقوں اور حیلوں میں ہے جو نیکی کے حصول کے لیے اختیار کیے جاتے ہیں مگر مشترک طور پر نفس نیکی کو سب پسند کرتے اور چاہتے ہیں۔ جھوٹ بولنا کون پسند کرتا ہے جذبات نفسانی سے بچنے کو اچھا کہتے ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود بدی کو بدی سمجھنے کے بھی ایک دنیا ان میں گرفتار ہے اور گناہ کے سیلاب میں بہتی ہوئی جا رہی ہے۔

میں مثال کے طور پر کہتا ہوں کہ عیسائیوں نے انسان کی گنہگار زندگی کو ہلاک کرکے نیکی اور پاکیزگی کی زندگی کے حصول کے لیے یہ راہ بتائی ہے کہ **مسیح ہمارے لیے مر گیا** اور ہمارے گناہوں کا بوجھ اُس نے اٹھا لیا۔ اور اُس کے خون سے ہم پاک ہو گئے۔ مگر میں دیکھتا ہوں اور آپکو بھی اقرار کرنا پڑے گا۔ کہ مسیح کے خون نے یورپ کی حالت پر کوئی نمایاں اثر اور تبدیلی پیدا نہیں کی۔ بلکہ اُن کی اخلاقی اور روحانی حالتوں پر نظر کرکے سخت افسوس ہوتا ہے ان کی زندگی مرتاضانہ زندگی نہیں ہے بلکہ ایک آزادی اور اباحت کی زندگی ہے کتنے ہیں جو سرے سے خدا ہی کے منکر ہیں اور بہت ہیں جو خدا کو مان کر اور مسیح کے خون پر ایمان رکھتے ہوئے بھی اپنی حالت میں گرے ہوئے ہیں۔ شراب کی وہ کثرت ہے جو کئی کئی میل تک شراب کی دکانیں چلی جاتی ہیں اور نامحرم عورتوں کو شہوت کی نظر سے نہ دیکھنا تو کیا ان کے دوسرے اعضا بھی نہ بچ سکے۔ میں عیسائیوں تک ہی اس گناہ کے سیلاب کو محدود نہیں کرتا میں صاف کہتا ہوں اسوقت دنیا کی ساری قومیں اس زہر کو کھا رہی ہیں اور ہلاک ہو رہی ہیں۔ مسلمانوں نے باوجودیکہ ان کے پاس ایک روشن کتاب تھی اور اسمیں کسی کے خون کے ذریعہ انکو گناہ سے پاک کرنے کا وعدہ دیکر آزاد نہیں کیا گیا تھا لیکن وہ بھی خطرناک طور پر اس بلا میں مبتلا ہیں۔ ہندوؤں کو دیکھو انمیں بھی یہی بلا موجود ہے۔ یہاں تک کہ انمیں سے بعض قوموں نے جیسے آریہ ہیں نیوگ جیسے مسئلہ کو اپنے ایمانیات اور معتقدات میں داخل کر لیا۔ کہ ایک مرد جبکہ اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو تو وہ اپنی بیوی کو دوسرے سے اولاد پیدا کرنے کی اجازت دیدے۔

غرض اس قسم کی ناپاک زندگی جو حقیقت میں گناہ کی لعنت ہے وہ عام ہو رہی ہے۔ اور وہ پاک زندگی جو گناہ سے بچکر ملتی ہے وہ ایک **لعل تاباں** ہے جو کسی کے پاس نہیں ہے ہاں خدا تعالیٰ نے **وہ لعل تاباں مجھے دیا ہے اور مجھے اُس نے مامور کیا ہے کہ میں دنیا کو اس لعل تاباں کے حصول کی راہ بتا دوں۔ اس راہ پر چل کر میں دعوےٰ سے کہتا ہوں کہ ہر ایک شخص یقیناً یقیناً اسکو حاصل کر لیگا**

اور وہ ذریعہ اور وہ راہ جس سے یہ ملتا ہے ایک ہی ہے جسکو

خدا کی سچی معرفت

کہتے ہیں۔ درحقیقت یہ مسئلہ بڑا مشکل اور نازک مسئلہ ہے کیونکہ ایک مشکل امر پر موقوف ہے۔ فلاسفر جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے آسمان اور زمین کو دیکھکر اور

دوسرے مصنوعات کی ترتیب ابلغ ومحکم پر نظر کرکے صرف اتنا بتاتا ہے کہ کوئی صانع ہونا چاہیئے۔ مگر میں اس سے بلند تر مقام پر لے جاتا ہوں اور اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ

خدا ہے

اب اس میں صریح فرق ہے۔ مگر یہ فرق تب ہی نظر آسکتا ہے جب آنکھ صاف ہو۔ ایسی صفائی آنکھ کے عطا ہونے پر انسان بھی نوع کے حقوق اور خدا کے حقوق تمیز کرکے انہیں محفوظ کر لیتا ہے۔ اور یہ قوت آنکھ ہے جسکو خدا کے دیکھنے کی آنکھ کہتے ہیں۔ اس آنکھ کے ملنے پر وہ پاک زندگی شروع ہوتی ہے۔ اور گناہوں سے بچنے کا یہ ذریعہ تو کسی حالت میں درست نہیں ہو سکتا کہ کسی دوسرے کو سزا ملے اور ہمارے گناہ معاف ہو جائیں۔ زید کو پھانسی ملے اور بکر چھوڑ دیا جاوے۔ کیونکہ اسکے ابطال پر یہی دلیل کافی ہے کہ خارجی امور میں ہم اسکی کوئی نظیر نہیں پاتے اور اس طریق سے بچ نہیں سکتے جو گناہ والے ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ کتا ہے۔ ایک کتا جو ہمارے پاس ہے اسکی طرف اشارہ کرکے بتایا کہ یہ بھیڑیا نہیں ہے اصل میں اگر یہ بھیڑیا ہوا اور ہم اسکو کتا سمجھیں تو یہی ممکن ہی نہیں کہ اس سے ڈریں اور وہ خوف کریں جو ایک خونخوار بھیڑیے سے کرتے ہیں کیوں؟ اسلیے کہ ہمیں علم نہیں ہے کہ وہ بھیڑیا ہے ہمارے علم میں وہ ایک کتا ہے لیکن اگر یہ علم ہو کہ یہ بھیڑیا ہے تو اس سے دور بھاگیں گے اور اس سے بچنے کے لیے اچھی خاصی تیاری کرینگے لیکن اگر یہ علم اور بھی وسیع ہو جاوے کہ یہ شیر ہے تو بہت بڑا خطرہ پیدا ہوگا اور اس سے بچنے کے لیے اور بھی بڑی تیاری کرینگے غرض جمیع قویٰ کی ہیبت اور تاثیر کے علم سے ایک خاص اثر ہوتا ہے پس اب یہ کیسی کھلی صداقت ہے جسکو ہر شخص سوچ سکتا ہے کہ پھر گناہ سے بچنے کیواسطے کیا راہ ہو سکتی ہے؟ میں دعوی سے کہتا ہوں اور میں اسی صداقت پر قائم کیا گیا ہوں اور یہی حق ہے کہ جبتک خدا کی قہاری کی تجلی تام نہو اور اسکی قوتوں اور طاقتوں کی ایک چمکتی تلوار برہنہ نظر نہ آجاوے انسان بدی سے بچ نہیں سکتا

باقی آئندہ انشاء اللہ

قصیدہ

در مدح حضرت نبی اللہ مسیح موعود علیہ السلام از مولوی عبداللہ صاحب کشمیری

در دلم جوشید ثنای مرسل پروردگار
آن گروہ انبیا و پیشوای اولیا
آنکہ با نور و نشانہای خدای ذوالمنن
مظہر انوار ذات خالق ارض و سما
این ہمان محبوب یزدان برزمین جلوہ گر
احمد آخر زمان این نائب خیر الرسل
بر صدی چاردہم خورشید چون بدر تمام
ہمچنین ختم رسل شاہ عرب از کبریا
گفت منکم حق بقرآن نیز لما یلحقوا
این خیال جاہلانہ میکند از سر بدر
تا قیامت ابن مریم کی بیاید بر زمین
این تمام مرسل کہ در نشان پر گشتہ انبیا
پس ہمین محبوب عالم حضرت میرزا
اندرین وقتیکہ دنیا پر حریف کفر بود
از نشانہا سنگ بر زد بر سر اغیار خود
چون پدید آمد نشان شمس یکہ رام بدزبان
آن وبا شد سخت چون دشمن اسلام با
حسب فرمان نبی مہ و ہم رمضان کسوفشد
از حجیم رضتہ الاسلام یعنی قادیان
برہمین و برہان رسا شد محل اہل تقا
ہمچنین عکس مصفیٰ از بری اطالبان
از براہین و دلائلہای رنگین سر بسر
ہرکہ از دل بشنود سود نصیحت از پند
از وفات ابن مریم دفتری چون اکند
جان من خود را نثار مہدی دوران کنم
من ہمی منہم کہ آمد وقت نصرت بہر حق
شد گریزان از دیار ہند آن عذر افاکی
بر خیالات و توہم ملیہ کردن انہی
بیہدہ موسیٰ شد آن آسان بنا شد جز دلیل
گر شدہ سوید عوی گو چہ کاری کردہ
لیک شیطان با نوشہ از از گوہم
لیک تا بد نور حق در صاف ملعون شام دم
از کتاب حضرت و قرآن تمام
ای حبیب میرزا قربان بروی تو تمام
یک نظر کن بر سگی ہیں تو از لطف و کرم

سید عالم جناب مہدی عالی تبار
صدر بزم اہل ایمان با ہمہ عز و وقار
مید رخشند بر فلک مثل خور بصف النہار
مصدر انوار و برکات شد عالی وقار
کو ید بدرش حبیبا بود اندر انتظار
عندلیب باغ دلدار از ایں شیوہ ہا
ہمچنان شد باز ادل عاشق حق سنوار
خاتم ملک نبوۃ شد بعالم کامگار
از احادیث نبی ہم اکمل آمد بیکار
ہرکہ باشد در حقیقت عاقل پرہیزگار
گر بیاید کسے نزولش در جہان آید بکار
شد نزول فاتحہ از خاتم الرسل وسعتار
بعد از آن رحمت حق ہم در دنیا
نافہ توحید حق شد پر جہان مشکبار
ہیکل تثلیث آمد بر زمین بی اختیار
آریا را چشم کفر و کین بگشتہ یکبار
بر زمین افگند بکضرب حسام آبدار
چون خدا بر زش شد احمد بصرت شعار
نور او خورشید بر خلد نہ تاریک و تار
بر گل ریش جو بلبل از رشتن دیدہ وار
کی ہم آید بکحر از لطف ذات کردگار
موجزن شد آب حق اگر از آبشار
کین مصلعان شتری اگر فتر و کنار
اختلاف شان کنند تا کس ناشمار
حربۂ از روی بد آرد و بزن برکہ و بار
نصرت او از سما خورشید مثل آبشار
غول ملک مصر آفرانید سر خود از منار
تا بنا شد نصرت حق جستجو ہم استوار
بر بیان خود اگر حجت امیدی بیار
ہاں اگر دعوی ہمہ دلیلی ہم بیار
پس بلام و عین و نون شد ملیہ و خوار
کا ذبان را کذب دلیلی ہی ہستی دنیا
وا ز احادیث نبی ہم معجزات بیشمار
جان خود را بر غبار پای تو کردہ نثار
ایکہ چون من بستو صحرا را ابد وار

عیسی موعود و مامور جناب کبریا
یعنی آن محبوب عالم سر عالی جناب
بود دلدار از ان بد بر روش بجوعہ
از جنبش غیر بر لب از شان پر فگن
سید عالم بصد عز ید دگفتا سلام
این براہیم و کلیم اند آدم نگہبان
چون کلیم او لیس بد صفا نور مہدی
پس مسیح ابن مریم از علامان جناب
پس چرا از آسمان آید مسیح ناصری
لیک تا وانیکہ باشد از حقیقت بیخبر
ز انکہ منکم از کتاب حق ہمین فرمودہ باز
از قدوسش گفت از خیر الامم
از بطون سر خلد نجات علم خدا
ہر طرف خواب ضلالت خلق را زجو
زور بر زدان از جو ہر وی بد نیا و نمود
ہمچنان اندر من آنہم غلام دستگیر
الغرض از بہر تصنیفش زمین و آسمان
در میادین غرا تا بد بروشن ہیچ کس
گرد او جمع شمع ویرانہ مہر صبح صفا
بو آلعطا از لطف یزدان با ہمہ کمال
این کتاب العطا عسل مصفی نام
از تکلف ہا بود خالی بیان سادہ ام
بر مسند نشینان حربہ حجت زند
ہمچنین لوای مہدی جو گنج و اسیر
وقت نصرتہا قریب آمد کہ آمد جوش آسمان
ناگہان از قاہرہ لاشی بجنبش آمدہ
نیز در لاہور یک مارۂ رئی بمو
چنر تا بید خداوسی شش آسمان شد
ادعا تو بود محتاج حجت سر بسر
حجت عقلی و نقلی نیز تائید سما
گرچنین دعوا مسلم در جہان ہر دعی
دعوی حق شد خورشید در جہان چون آفتاب
شد عیان صدق و کمال او علی والاتم
در جناب مہدی عالم نثار از حق سلام
از بضاعت من بیاورم پیشت ہیچ

پیشوای خلق عالم تا جہان باد قرار
احمد آخر زمان مہدی دوران نامدار
از سر گیسوی مسکینش زرمشک تتار
روی او در وجہ خدا خالق ذوالاقتدار
رحمت آن سرور عالم شد جہان آشکار
یوسف کنعان مسیحا دجری کردگار
خاتم آن سلطنت شد این مہ عالم شکار
خاتم تاج دیانت شد چو مہر روزگار
کی بیاید بر زمین و با از دار القرار
بنگرد سوی سما پر کہ گرد ز نہار
کرشتہ با مدام و مرسل پروردگار
آفتاب فاتحہ پرتو فگند از نہار
بر زمین تا ناگہان از لطف یزدان آشکار
از فغانش خلق عالم یک بیک شد
بت شکن و بت پرستان گشتند خوار
نیز احمد بیگ و دیگر دشمنان بد شعار
آفتاب ماہ و پیرین شاہان روزگار
دشمنان از شوکت جاہ و جلالش شرمسار
اجتماع عاشقان صادق و فا ایم مرد وار
در کتاب بغو و دلائل ثبت گردید صد ہزار
در بیان امر مہدی بحر نا پیدا کنار
گرچہ در شعر و سخن آمد تکلف آشکار
تا کہ این قصہ بہولا رہند فرار
پس نماز مہدی گستر در کنج غار
بر ہمہ جاے وزد از حق مگر باد بہار
تا کہ باشد عجب از ہر اہل آن دیار
ہمچو لعیم شد بعالم جا شرم ننگ و عار
این عصا کرم خوردہ شد پیش مار
کی از این دعوا ہمہ تو کردی کامگار
بر چنین دعوای تو ہر گز نگشتہ آشکار
امتیاز صادق و کاذب بود در روزگار
ہاں بیا بنگر ثبوت ہیز تا صد ہزار
حضرتا تائید تا ئیدش برو شد بار بار
کاملان را کس کہ گردد زیر بار
از دعا ہای سحرگاہ ما من کن کامگار

ایک سوال کا جواب

ذیل میں قاضی محمد ظہورالدین صاحب اکمل آف گولیکی کا ایک سوال درج کرتے ہیں اور اسکا جواب بھی بوجہ عدم گنجائش ہم جلد اسپر توجہ نہیں کر سکے جس کے لئے امید ہے قاضی صاحب ہمیں معذور سمجھیں گے

ایڈیٹر

راقم محمد ظہورالدین اکمل | نہایت ہی ضروری جواب طلب مراسلت | آف گولیکی ضلع گجرات پنجاب

مکرمی ایڈیٹر صاحب الحکم قادیان

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ کل ایک گریجویٹ مسلمان نوجوان نے اثنائے گفتگو میں مجھسے بیان کیا۔ کہ قرآن مجید میں حضرت عیسی علیہ السلام کی بابت اگر بجائے توفی کے مات ہوتا۔ تو مسلمانوں میں اسقدر بحث ومباحثہ نہ ہونے کے علاوہ یہ کفر وتکفیر کے فتوے جاری نہ ہوتے گویا ان کے خیال میں اسقدر مجادلہ کا باعث خود قرآن مجید کا لفظ ہے ایسا ہی **قد خلت من قبلہ الرسل** کی بجائے **مانت** الخ ہوتا۔ تو مسیح ابن مریم کی وفات کے متعلق کیوں اتنی مخاصمت ہو۔ یعنی اگر فی الواقع مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں تو انکی وفات کے بارے میں کیوں ایسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو ذو محمل ہیں چونکہ آپکا قلم ایسے قرآنی نکات تحریر کرتے ہیں جواہر رقم ہے اس لئے مکلف ہوں کہ آپ ضرور ہی اس سوال کو درج اخبار فرما کر اسکا تسلی بخش جواب دیں اور ایک تعلیم یافتہ مسلمان کی تشفی فرما کر ثواب لیں جواب میں اس بات پر زور نہیں دینا ہوگا کہ **توفی** یا خلت خود واضح ہیں کیونکہ وہ گریجوایٹ فرماتے ہیں اگر واضح ہوں تو اتنا مباحثہ کیوں ہو۔ نیز یہ کہ **مات** ایک ایسا لفظ تھا کہ اس کا مفہوم سمجھنے میں کسی فرد بشر کو بھی کوئی شک نہیں ہو سکتا ہے

فاما الجواب

اوّل

توفی کا لفظ قرآن شریف میں بجز موت کے دوسرے معنوں میں آتا ہی نہیں ہے ان دو مقام پر جہاں **توفی** کا لفظ نیند کے لئے مستعمل ہوا ہے اور وہاں نیند کا قرینہ موجود ہے جیسے سورہ انعام میں ہے **هو الذی یتوفکم باللیل** الآیۃ یا سورہ زمر کی اس آیت میں **الله یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها**۔ الآیۃ مگر ان دونوں آیتوں میں بھی اصل مقصد اور موت ہے اور یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ نیند بھی ایک قسم کی موت ہی ہے جیسے موت میں روح قبض کی جاتی ہے نیند میں بھی۔

پس قرآن شریف نے **توفی** کا لفظ **موت** ہی کے معنوں پر مستعمل کیا ہے ایک مقام بھی ایسا نہیں جہاں یہ آیا ہو اور موت کے سوا دوسرے معنوں میں مستعمل ہوا ہو۔ پھر اس سے بڑھ کر اور صاف لفظ ہو کیا سکتا ہے یہ بالکل واضح لفظ ہے اگر نہیں تو کوئی ایسی آیت بتاؤ جہاں توفی ہو اور اس کے معنے کچھ اور ہوں یہ دعوے بجز اس کے ٹوٹ نہیں سکتا۔

دوم

موت کا لفظ بمقابلہ توفی کے قابل بحث اور محل شک ہو سکتا ہے کیونکہ لغت عرب کے رو سے یہ لفظ تیرہ معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔

اول

موت بمعنی نوم (نیند) جیسے **الحمد لله الذی احیانا بعد ما اماتنا** (ای انامنا)

دوم

موت بمعنی سکون جیسے **ماتت الریح** ہوا ٹھہر گئی

سوم

قوت نامیہ کے زوال پر بولتے ہیں جیسے **یحی الارض بعد موتها**

چہارم

قوت حسیہ کے زوال کو کہتے ہیں جیسے **یالیتنی مت قبل هذا**

پنجم

قوت عقلیہ کا زوال جیسے **امن کان میتا فاحیینا**

ششم

حزن اور خوف جیسے **یاتیہ الموت من کل مکان**

ہفتم

احوال شاقہ پر موت کا اطلاق ہوتا ہے۔ جیسے **اول من مات ابلیس لانه اول من عصی**

ہشتم

فقر کے معنوں میں آتا ہے جیسے **فقال الم تعلم ان من افتقر فقد** (مات) الخ

نہم

ذلت کے معنوں میں آتا ہے۔

دہم

سوال پر بھی آتا ہے

یازدہم

بڑھاپے پر بھی آتا ہے

دوازدہم

معصیت کے واسطے بھی موت کا لفظ بولتے ہیں

سیزدہم

جنون اور صرع پر بھی۔

ہمیں امید ہے کہ قاضی صاحب جو شاعر ہیں اور گریجوایٹ صاحب جو ڈگری یافتہ ہیں اردو زبان کے ان محاورات سے خوب آگاہ ہونگے جو موت کے معنی میں آتے ہیں مگر متوفی کا لفظ تو عام کاغذات سرکاری اور غیر سرکاری میں روز مرہ کی گفتگو میں موت ہی پر بولا جاتا ہے

سوم

قرآن شریف کے الفاظ اپنے اندر ایک قوت اعجازی اور علمی طاقت رکھتے ہیں۔ وہ یونہی استعمال نہیں کئے گئے اور اسی طریق پر توفی اور اماتت کے الفاظ میں توفی کا لفظ اماتت کے بجائے استعمال کرنے میں ایک تو یہی سر ہے کہ موت کا لفظ بمعنی مختلف آتا ہے جس سے مختلف احتمال اور شکوک پیدا ہو سکتے تھے۔ دوسرے موت کا لفظ ان چیزوں کی فنا کی نسبت بھی بولا جاتا ہے جنپر فنا طاری ہونیکے بعد کوئی شے باقی نہیں رہتی۔ اسی واسطے جب نباتات اور جمادات اپنی صورت نوعیہ کو چھوڑ کر کوئی اور صورت قبول کر لیں تو انپر بھی موت کا لفظ بولا جاتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں یہ لوہا مر گیا ہے اور کشتہ ہو گیا وغیرہ ایسا ہی تمام جاندار اور کیڑے مکوڑے جنکی روح مرنے کے بعد باقی نہیں رہتی اور مورد ثواب وعقاب نہیں ہوتے انکے مرنے پر بھی **توفی** کا لفظ نہیں بولتے بلکہ صرف یہ کہتے ہیں کہ فلاں جانور مر گیا یا فلاں کیڑا مر گیا۔ چونکہ خدا تعالےٰ کو اپنے کلام عزیز میں یہ منظور ہے کہ کھلے کھلے طور پر یہ ظاہر کرے کہ انسان ایک ایسا جانور ہے کہ جس کی موت کے

خط

امروہہ سے ایک شخص نے حضرت اقدس کی خدمت میں متعہ کے جواز وعدم جواز پر ایک خط لکھا حضرت اقدس نے وہ خط جناب مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب کو جواب کے لیے سپرد کر دیا مولانا موصوف نے جو اُسکا جواب رقم فرمایا ہے وہ یہاں ناظرین الحکم کے لیے مندرج کیا جاتا ہے وہ یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً و مصلیاً

محبی حضرت فخر الدین احمد صاحب۔ بعد سلام مسنون الاسلام آنکہ حضرت اقدس نے آپ کا خط متضمن استفسار جواز و عدم جواز متعہ باستدلال آیت فما استمتعتم بہ الآیہ واسطے لکھنے جواب کے مجھکو دیا لہذا جواب اُس کا محرر کیا جاتا ہے وہو ہذا۔ **جواز متعہ** یعنی جواز عقد موقت کے لیے اس آیت سے استدلال کرنا ایسا ہے جیسا کہ لا تقربوا الصلوۃ سے نماز کے نہ پڑھنے پر استدلال کرنا جسکا بیان مختصر یہ ہے کہ مشتقات لفظ استمتعتم کے قرآن مجید میں چند جگہ آئے ہیں اور سب جگہ اُس کے معنے فائدہ اُٹھانا اور نفع حاصل کرنا ہیں نہ عقد موقت اور متعہ شیعہ وغیرہ کا چنانچہ اللہ تعالیٰ منافقین کے بارہ میں فرماتا ہے فاستمتعتم بخلاقکم کما استمتع الذین من قبلکم بخلاقہم یعنی پس فائدہ اُٹھایا تم نے اپنے حصہ کے ساتھ جیسا کہ نفع اُٹھایا تھا اُن لوگوں نے جو تم سے پہلے تھے اپنے حصہ کے ساتھ۔ ایضاً فرمایا اللہ تعالیٰ نے کفار کے حق میں اذھبتم طیبٰتکم فی حیوتکم الدنیا واستمتعتم بہا ترجمہ تم لے چکے اپنی طیبات یعنی مزہ کی چیزیں اپنی زندگانی دنیا میں اور اُن سے فائدہ اُٹھا چکے۔

ان دونوں آیتوں میں اور نیز دیگر مقاموں میں معنی استمتاع کے بالاتفاق عقد موقت یعنی متعہ کے ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتے ہیں رہی آیت متنازعہ فیہا تو واضح ہو کہ خود ہی آیت میں رد عقد موقت یعنی متعہ کا موجود ہے جسکا بیان مختصر یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے واحل لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین فما استمتعتم بہ منہن فاٰتوھن اجورھن فریضۃ آیت میں لفظ محصنین جسکا مادہ حصن ہے دلالت کر رہا ہے کہ جس عقد نکاح کا ذکر ماسبق آیت کے ہے وہ ایک قلعہ کی مانند ہو جسمیں سے زوجہ خود بخود بغیر طلاق کے باہر نہ ہوسکے تاکہ معنی احصان کے پورے طور پر حاصل ہوں پس لفظ محصنین سے عقد موقت یعنی متعہ خارج ہوگیا کیونکہ اُسمیں تو وقت عقد کے ہی نفی احصان کی ہوتی ہے یعنی عورت بغیر طلاق کے بعد انقضائے اجل کے خود بخود جُدا ہوجاتی ہے پھر لفظ غیر مسافحین بھی دلالت کر رہا ہے کہ وہ نکاح صرف شہوت رانی کے لیے نہو کہ بعد نکالنے مستی کے چند روز کے بعد عورت بغیر طلاق کے مطلق العنان ہوجاوے پس عقد متعہ منافی ہے لفظ غیر مسافحین کے بھی۔ آگے لفظ فا موجود ہے جو تعقیب کے لیے آیا ہے لہذا مضمون ما استمتعتم بہ کا بعد اس نکاح کے ہونا چاہیے جسکا ذکر بشرائط مذکورہ ہوچکا ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ بعد ایسے نکاح کے جو بشرائط مذکورہ ہو عقد موقت یعنی متعہ کہاں ہوسکتا ہے بلکہ بعد ایسے نکاح کے منکوحات سے فوائد جماع اور مباشرت وغیرہ کے حاصل کیے جاتے ہیں پس آیت متنازعہ فیہا میں معنے استمتاع کے فائدہ جماع وغیرہ کا حاصل کرنا متعین ہوئے لا غیر پس ایک لفظ فا نے ہی عقد متعہ کی نفی کر دی پھر لفظ ما ہے جو غیر ذوی العقول کے لیے حقیقتاً آیا ہے پس لفظ ما سے مراد عورتیں نہیں کیونکہ ہوسکتی ہیں کہ بلا ضرورت حقیقت سے صرف الی المجاز لازم آتا ہے اور اگر تسلیم بھی کیا جاوے تو پھر منہن کی کیا ضرورت ہے پس مراد اُس سے جماع یا مباشرۃ وغیرہ ہے ہو لا غیر اور ضمیر بہ کی جو مفرد ہے اُسی لفظ ما کے معنوم کیطرف راجع ہے۔ ہاں ضمیر جو منہن میں ہے اُن عورتوں کیطرف راجع ہے جنسے نکاح بطور احصان اور غیر مسافحین کی حالت میں ہوا ہے۔ اور چونکہ بعد نکاح کے منکوحات سے جماع وغیرہ کے ساتھ ہی ابتدا کی جاتی ہے لہذا لفظ من منہن میں موجود ہے جو ابتدا کے لیے آتا ہے پس آیت مذکورہ سے عدم جواز متعہ پایا گیا نہ جواز۔ اور ترجمہ با حصن آیت کا یہ ہوا کہ ماورا محرمات مذکورہ بالا کے سب عورتیں تمہارے لیے حلال کی گئیں کہ بدلے اموال کے تم اُن کو ایسے نکاح میں لانا چاہو جو مانند قید حصن کے ہو اور صرف شہوت رانی کے لیے نہ ہو۔ پھر بعد عقد نکاح کے جس چیز کیساتھ یعنی جماع وغیرہ کیساتھ تم اُن سے نفع اٹھاؤ تو اُن کے مہر فریضہ اور مقررہ اُنکو دو یعنی درصورت فائدہ اُٹھانیکے منکوحات سے ساتھ جماع وغیرہ کے پورا مہر فریضہ و مقررہ دینا ہوگا یہ معنی آیت کے نہایت مربوط و مرتب اور درست ہوتے ہیں لیکن اگر آیت فما استمتعتم کو ماسبق سے علحدہ کر کر معنی استمتاع کے عقد متعہ کے لیے جاویں تو اولاً

حرف فالغو اور باطل ہوا جاتا ہے ثانیاً اور کوئی ربط ماسبق سے باقی نہیں رہتا اور نیز ثالثاً معنی آیت کے فی نفسہا فاسد ہوجاویں گے کیونکہ اس صورت میں لازم آتا ہے کہ بمجرد واقع ہونے عقد متعہ کے بغیر حصول فوائد جماع وغیرہ کے پورا مہر بالا جود کا ادا کرنا ضروری ہو جاوے حالانکہ پورا مہر مقررہ تو بمجرد عقد نکاح کے بھی لازم نہیں آتا جب تک کہ استمتاع جماع وغیرہ کے ساتھ واقع نہ ہوئے پس اس معنے سے فساد ہر فساد لازم آیا وتعالے شان کلام اللہ تعالے عن ذلک علوا کبیرا۔

اور سورہ مومنون کی آیت بھی عقد متعہ کی نفی کر رہی ہے قال اللہ تعالے والذین هم لفروجهم حافظون الا علی ازواجهم اوما ملكت ايمانهم فانهم غير ملومين فمن ابتغى وراء ذلك فاولئك هم العادون۔ کیونکہ عورت ممنوعہ نہ ملک یمین میں داخل ہے اور نہ ازواج میں داخل ہوسکتی ہے کیونکہ احکام وراثت وملک یمین وغیرہ سے اسکو کچھ بھی حصہ نہیں ملتا ہے لہذا عورت ممنوعہ ما وراء ذلك میں داخل ہوئی اور جو شخص ایسے عقد کا ابتغا کرے وہ عادون میں داخل ہے وهو المدعا۔

اب رہیں احادیث سو جس باب احادیث میں بسبب شدۃ ضرورت اور قلت نسا رکے متعہ کا جواز خاصۃً کسی کے لیے جہاد میں پایا جاتا ہے اُسی باب میں اسکی حرمت موبدہ بڑی تاکید سے ثابت ہوتی ہے اور سر اس روایت جواز اور حرمت کا یہ ہے کہ جب تک حرمت کسی شئے کی یا امر الٰہی نازل نہ ہوتی تھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُسکو اباحت اصلیہ کے ماتحت رکھتے تھے پس بعض لوگوں نے جب بحسب ضرورت اشد متعہ کیا تو حسب عادت کریمہ اُس رحمۃ للعالمین نے اپنی طرف سے اُسکو حرام نہ فرمایا لیکن جب حرمت اُس کی اللہ تعالے کیطرف سے نازل ہوگئی تب آپ نے آواز بلند فرمادیا کہ ان الله قد حرم ذلك الى يوم القيمة اور نیز فرمایا الا انها حرام من يومكم هذا الى يوم القيمة جیسا کہ احادیث صحاح میں موجود ہے لہذا قول یا فعل کسی صحابی کا یا کسی امام کا آئمہ اربعہ میں سے یا کسی عالم کا علماء کبار میں سے مقابل نصوص قرآنیہ کے حجت نہیں ہوسکتا بلکہ نصوص قرآنیہ کی تبدیل تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی جائز نہیں چہ جائیکہ اوروں کی کما قال تعالے قل ما يكون لى ان ابدله من تلقاء نفسى انى اخاف ان عصيت ربى عذاب يوم عظيم۔ لہذا ہمارے اس خط کے جواب میں کوئی صاحب مجاز نہیں ہیں کہ کسیکا قول پیش کریں ہاں جو ہمنے استدلال بآیات قرآن مجید کیا ہے اُنکی ہر ایک دلیل اور مقدمہ کو منقوض کریں ورنہ وہ جواب مسموع نہ ہوگا والسلام خیر ختام ۸ ردسمبر ۱۹۰۱ء۔

عسل مصفی

مولفہ جناب مرزا خدا بخش صاحب ابو العطا حضرت اقدس مسیح موعود کے دعاوی کی تصدیق میں اور معترضوں کے اعتراضوں کے دندان شکن عقلی ونقلی جوابات کی جامع ایک مبسوط ۴۴۰ صفحہ کی کتاب قادیان شریف میں قاضی ضیاء الدین صاحب اور مالیر کوٹلہ میں حکیم محمد زمان صاحب سے ۶ قیمت پر علاوہ محصول ڈاک مل سکتی ہے۔

حضرت اقدس حجۃ اللہ کا ایک تازہ

خط

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

مشفقی سید عبد المجید صاحب سلمہ آپ کا خط مجھکو ملا اگرچہ آپ کے سوالات ایسے غلطی سے بھرے ہوئے ہیں کہ اُنکا جواب دینا تضیع اوقات ہے لیکن آپ کے دعوے طلب حق پر خیال کرکے لکھنا پڑا۔

اوّل آپ ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۴۰ سے یہ نکالنا چاہتے ہیں کہ اس سے اقرار پایا جاتا ہے کہ مسیح موعود جب ظاہر ہو تو اُسکا ماننا غیر ضروری ہے اور کسی پیشگوئی کا ماننا ایمان میں داخل نہیں۔ اس عبارت کے معنے آپ نے اُلٹے سمجھ لیے ہیں کیونکہ اخبار قیامت اور حشر ونشر اور بہشت ودوزخ سب بزنگ پیشگوئیاں بیان کی گئی ہیں کیا اُن پر ایمان لانا نہیں چاہیے اور کیا اُن کے انکار سے ایک مسلمان مسلمان رہ سکتا ہے پس جس خدا نے یہ پیشگوئیاں بیان فرمائی ہیں اُسی خدا نے مسیح موعود کے آنے کی پیشگوئی بھی بیان فرمائی ہے اگر خدا کی پیشگوئی سے انکار کرنا کفر کا موجب ہے تو اس پیشگوئی کی تکذیب کرنا بھی موجب کفر ہوگا۔

اور باوجود اس کے یہ بھی سچ ہے کہ طبعی طور پر ہر ایک پیشگوئی ایمانیات کی جزو نہیں ہے بلکہ جزو بنائی گئی ہے یہی امر ہم نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۴۰ میں لکھا ہے اور اس عبارت کی تشریح یہ ہے کہ اصل ایمانی امور تو محدود ہیں جو قرآن شریف میں آچکے ہیں اور ثابت ہو چکے ہیں اور دوسری پیشگوئیاں جو حدیثوں میں درج ہیں وہ اسوقت ایمانیات کی جزو بنائی جاتی ہیں جب ثابت ہو جاوے کہ یہ درحقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قول ہے اور وہی معنے اس کے صحیح ہیں جو بیان کیے گئے ہیں کیونکہ ثبوت کے بعد ایک پیشگوئی کو ایمانیات میں داخل نہ کرنا ایک بے ایمانی ہے لیکن جب تک ثبوت نہ ہو تو ان تشریحوں کو ایمانیات میں داخل کرنا جو محض اجتہادی ہیں سراسر حماقت اور جہالت ہے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تو بہت امور دوزخ کی اجتہادی تشریحوں کو بھی ایمانیات میں داخل نہیں سمجھتے تھے چہ جائیکہ اور پیشگوئیاں۔ پس اسی طرح نزول مسیح کا مسئلہ یعنی یہ کہ حضرت عیسی علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ ہوں گے یہ اعتقاد ہرگز ایمانیات میں داخل نہیں ہے کیونکہ خیالات محض اجتہادی امور ہیں حدیثوں سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ وہ آسمان پر گئے کوئی حدیث ایسی ثابت نہیں ہوئی کہ جسمیں یہ ذکر موجود ہو کہ عیسی آسمان پر چلا گیا تھا اور نہ کوئی ایسی حدیث پائی جاتی ہے جسمیں یہ لکھا ہو کہ عیسی آسمان سے نازل ہوگا پس نہ تو آسمان پر جانا ثابت ہے اور نہ آنا آسمان سے۔ پس اس مضمون کو ماننا ایمانیات میں کیونکر داخل ہوگا ہاں مسیح موعود کا آنا جو بغیر قید نزول کے ہے وہ ضرور

ایمانیات میں داخل ہے کیونکہ نہ وہ محض حدیث سے بلکہ قرآن سے ثابت ہے اس لیے اُسکا انکار کفر ہے اور جو شخص اس اُمت کے آخری مسیح کا منکر ہے وہ قرآن کا منکر ہے اور گو عیسی کا آنا آسمان سے حقیقت اسلام سے کچھ تعلق نہیں رکھتا مگر اس اُمت میں سے آخری زمانہ میں ایک مسیح خاتم الخلفا پیدا ہونا اسلام سے تعلق رکھتا ہی بلکہ جزو اسلام کا ہے کیونکہ اس کے انکار سے سورہ نور کا تمام بیان باطل ٹھہرتا ہے غرض اگرچہ پیشگوئیاں اصل حقیقت ایمان میں داخل نہیں ہے مگر اُسوقت داخل ہو جاتی ہیں جب ثابت ہو جاوے کہ ان کے یہ معنی ہیں اور یہ درحقیقت قرآن شریف میں آگئے ہیں یا درحقیقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا ہے۔ کیا آپ اسقدر بھی سمجھ نہیں سکتے کہ جب پیشگوئی کے معنے ثابت ہو گئے اور اجتہاد کو انہیں دخل نہ رہا اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ وہ قال اللہ اور قال الرسول ہے تو پھر کیوں وہ پیشگوئی ایمان میں داخل نہیں ہوگی کیا قیامت اور بہشت وغیرہ کی پیشگوئیاں ایمان میں داخل ہیں یا نہیں آپ پہلے اس جواب کو خوب سمجھ لیں پھر مجھے اطلاع دیں کہ مینے اسکو سمجھ لیا ہے یا اگر شک ہو تب بھی اطلاع دیں ایک سوال کے فیصلہ کے بعد پھر دوسرا سوال کریں

۶ دسمبر ۱۹۰۱ء

چند پاک باتیں

دعا۔ کی حقیقت کے سمجھنے کیواسطے انسان کو اس بچہ کی حالت پر غور کرنا چاہیے جو کبھی بھی وہم نہیں کر سکتا کہ اسکی ماں کی چھاتیوں میں دودھ نہیں ہے تم غور سے دیکھو اور بتاؤ کہ کیا کبھی بچہ کے وہم اور خیال میں بھی گذر سکتا ہے کہ دودھ ماں کے پستان میں نہیں ہے۔ پس جیسا ایمان اور یقین اس بچہ کو ہے ویسا ہی ایمان جب تک انسان خدا تعالیٰ کی کامل قدرت اور اختیار پر نہیں لاتا اسوقت تک وہ فلسفہ دعا سے بے خبر ہے اور نہ دعا سے کوئی لذت اسے آسکتی ہے لیکن جب خدا تعالیٰ پر ایسا ایمان یقین کامل کے رنگ میں پیدا ہو جاوے تو وہ ایمان دعا کی حقیقت لطف کے ساتھ خود کھول دیتا ہے۔

(مولوی عبدالکریم صاحب)

اسلام کی روح خدا کی محبت ہے اور نمازوں کا مغز خدا کی اطاعت ہے۔

(حضرت اقدس)

جمع بین الصلوٰتین پر مزید تشریح کی خاطر حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے کچھ عرض کیا۔ جواباً ایک مختصر سی تقریر کے دوران میں فرمایا (اسی کے متعلق حضرت اقدس کی مفصل تقریر کسی آئندہ اشاعت الحکم میں شایع ہوگی۔ (ایڈیٹر)

میں جو کام کرتا ہوں آسمانی اشارہ اور ربانی القاسے کرتا ہوں خدا تعالےٰ نے مجھ پر **تجمع له الصلوٰة** والی حدیث کی صحت کھولدی ہے اور اب میں ہرگز کسی کی پرواہ نہیں کر سکتا۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہے جسکے پورا کرنے اور پورا کرانے سے ہمیں دوہرا ثواب ملتا ہے **انما الاعمال بالنیات**۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ان دو نمازوں کی بجائے حقیقت میں میں چار نمازیں پڑھتا ہوں اگر مخالفوں کا خوف ہو کہ وہ کیا کہینگے! میں اسکی ہرگز پرواہ نہیں کر سکتا مجھے ان سے کیا غرض میں تو خدا کی بات ہی نیز اور خدا کے

جاری ہیں ختم ہو جائینگے۔ پھر انشاء اللہ وہی اپنے وقت پر ادا ہونے لگیں گی۔ اور اسوقت بھی بلا تنگی قلب اور انشراح صدر کے ساتھ ایسا کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا ایما ہے۔ (حضرت اقدس)

مندرجہ بالا اس مختصر سی تقریر کا خلاصہ ایڈیٹر الحکم کے الفاظ میں ہے۔ جو ۹ دسمبر ۱۹۰۱ء کو سیر کے وقت حضور نے فرمائی۔

بقیہ مضمون

سید ارادت حسین صاحب احمدی مونگیری

اکفارکم خیر من اولئکم ام لکم براءۃ فی الزبر ام یقولون نحن جمیع منتصر۔ سیھزم الجمع ویولون الدبر ولا یزال الذین کفروا تصیبھم بما صنعوا قارعۃ او تحل قریبا من دارھم حتی یاتی وعد اللہ ان اللہ لا یخلف المیعاد ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انھم لھم المنصورون وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون۔ ان الذین کفروا وظلموا لم یکن اللہ لیغفر لھم ولا لیھدیھم طریقا الا طریق جھنم خالدین فیھا ابدا۔ والذین امنوا باللہ ورسلہ اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم لھم اجرھم ونورھم لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ۔

ترجمہ

کیا تمہارے کافر فرعونی گروہ سے کچھ بہتر ہیں۔ یا تم خدا کی کتابوں میں معذب اور ماخوذ ہونے سے مستثنی اور بری قرار دیے گئے ہو۔ سو کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری جماعت بڑی قوی جماعت ہے کہ جو زبردست اور فتحمند ہوگی عنقریب یہ ساری جماعت پیٹھ پھیری ہوئی بھاگے گی اور ہمیشہ اُن کا فروں کو کوئی نہ کوئی کوفت پہونچتی رہے گی یہانتک کہ وہ وقت موعود آجائے گا جسکا خدا نے وعدہ کیا ہے۔ خدا تخلف وعدہ نہیں کرے گا۔ اور رسولوں کے حقمیں پہلے ہی یہ بات قرار پاچکی ہے کہ ہمیشہ نصرت اور فتح انہیں کے شامل حال رہے گی۔ اور ہمیشہ ہمارا ہی لشکر غالب رہے گا۔

خدا نے تم میں سے بعض نیکوکار ایمان داروں کے لیے یہ وعدہ ٹھیرا رکھا ہے کہ انھیں زمین پر اپنے رسول مقبول کے خلیفہ کرے گا انہیں کی مانند جو پہلے کرتا رہا۔ اور اُن کے دین کو جو اُن کے لیے پسند کرلیا ہے یعنی دین اسلام کو زمین پر جما دے گا اور مستحکم اور قایم کریگا اور بعد اس کے کہ ایماندار خوف کیحالت میں ہوں گے یعنی بعد اُسوقت کے کہ جب بباعث وفات حضرت خاتم الانبیا کے یہ خوف دامنگیر ہوگا کہ شاید اب دین تباہ نہ ہوجائے تو اُس خوف اور اندیشہ کی حالت میں خدا تعالے خلافت حقہ قایم کرکے مسلمانوں کو اندیشہ ابتری دین سے بے غم اور امن کیحالت میں کردے گا وہ خالصًا میری پرستش کرینگے اور مجھے کسی چیز کے شریک نہیں ٹھیرائینگے ہم نے زبور میں ذکر کے بعد لکھا ہے کہ جو نیک لوگ ہیں وہی زمین کی مالک و وارث ہوں گے یعنی شام کے (زبور ۳۷) کافر اور مشرک کہ جو شرک اور کفر پر مرین اُن کے گناہ بخشے نہ جائیں گے اور خدا اُنکو اُن کے کفر کی حالت میں اپنی معرفت کی راہ نہیں دکھلائے گا ہاں جہنم کی راہ دکھلائے گا جسمیں وہ ہمیشہ رہیں گے پھر جو لوگ خدا اور اُس کے رسول پر ایمان لائے وہی ہیں کہ جو خدا کے نزدیک صدیق ہیں اُن کے لیے اجر ہوگا اُنکے لیے نور ہوگا اُنکو اسی زندگی میں بشارتیں ملینگی

یعنی وہ خدا سے نور الہام کا پائینگے اور بشارتیں سُنیں گے جنمیں اُنکی بہتری اور مدح اور ثنا ہوگی اور خدا اُن کی سچائیوں کو روشن کردے گا۔

نمبر ۹۔ غرضکہ اب ثابت ہوگیا کہ مثیل موسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے نہ مسیح۔ کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اُن کے بھائیوں میں سے تھے نہ مسیح۔

محمد صلے اللہ علیہ وسلم موسیٰ کی مانند تھے نہ مسیح

محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے کل احکام خدا کے پہونچا دیے نہ مسیح نے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف سب نابود ہوگئے نہ کہ مسیح کے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم باوجود گاڑھے گاڑھے وقت کے آنے کی قتل سے محفوظ رہے نہ کہ مسیح (جو بقول آپ کے آخرکار صلیب دیے گئے)

محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں کمال جلال سے پوری ہوتی گئیں نہ کہ مسیح کی

نمبر ۲۔ الغرض یہ پیشگوئی اور اور پیشگوئیاں بائبل کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے واضح ہے اور اہلکتاب بھی آنحضرت کو خوب پہچانتے ہیں اور پہچانتے تھے اور قرآن نے بھی یہی فرمایا ہے الذین اتینٰھم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم وان فریقا منھم لیکتمون الحق وھم یعلمون۔ جن لوگوں کو ہمنے کتاب (توریت) دی ہے وہ اُس نبی کو اسطرح پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور بیشک ان میں ایک گروہ ہے جو دیدہ و دانستہ حق کو چھپاتے ہیں مگر صرف اور بعض ہٹ دھرمی سے نہیں مانتے ہیں

اسبات کی عملی دلیل کہ جناب رسول خدا صلعم وہی نبی موعود مثیل موسیٰ ہیں اور یہ کہ یہود کو اور عیسائیوں کو آپکی صداقت کا دل سے یقین تھا یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اتمام حجت کے لیے یہودیوں سے فرمایا کہ اگر تم لوگونکو میری صداقت میں شک ہے اور اپنے دعوے میں سچے ہو تو میرے

مقابل کھڑے ہو کر صاف اپنا مُنہ سے کہدو کہ خدایا اگر اس نبی کے مقابل ہم جھوٹے ہیں تو ہم پر موت بھیج۔ قل یا ایہا الذین ھادوا ان زعمتم انکم اولیاء اللہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین ولن یتمنوہ ابدا بما قدمت ایدیھم واللہ علیم بالظالمین۔ تو کہدے اے یہودیو اگر تمہارا خیال ہے کہ لوگوں کے سوا صرف تمہیں خدا کے پیارے اور دوست ہو یعنی سوا بنی اسرائیل کے کسی دوسری قوم میں نبی نہیں ہو سکتا تو موت کی خواہش کرو اگر تم اپنے دعوی میں سچے ہو (اور پھر بطور پیشگوئی کے فرمایا ہے) وہ ہرگز اسبات کی خواہش نہ کریں گے بوجہ ان کاموں کے جو اُنہوں نے میری مخالفت کی ہے۔ اور خدا انکو ظالم لوگ معلوم ہیں۔ اسیطرح عیسائیوں سے فرمایا کہ اگر تم میری باتوں کو نہیں مانتے اور میری باتوں اور دعوی سے انکار کرتے ہو تو آؤ ہم تم مباہلہ کریں یعنی ہر ایک فریق اپنی جورو لڑکوں کے ساتھ خدا سے یہ دعا کریں کہ خدایا اگر ہم سچے ہیں تو ہمارے مخالف پر آفت اور غضب بھیج اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہم پر غضب نازل کر اور پھر دیکھیں کہ کون سچا ہے جیسا کہ قرآن میں موجود ہے۔ فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین تو کہدے آؤ بلائیں ہم اپنے بیٹے اور تم اپنے بیٹے اور ہم اپنی عورتیں اور تم اپنی عورتیں اور خود ہم اور تم اور پھر ہم اور تم ملکر دعا کریں اور اللہ کی لعنت ڈالیں جھوٹوں پر۔ لیکن کوئی یہودی اور عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل میدان میں کھڑے ہو کر مقابلہ نہ کر سکا اگر وہ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کرلیسے

متیقن نہ تھے تو مقابلہ پر ڈر نا کیا تھا یہودی اپنے مُنہ سے کہدیتے کہ الٰہی جھوٹوں پر موت آئے اور عیسائی مباہلہ کر لیتے۔ لیکن وہ حق کے مقابلہ میں اتنا لفظ بھی کہنے سے ڈر گئے اور اپنا باطل پر ہونا مان لیا اور اپنے جھوٹ سے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کر دی۔ کچھہ عیسائی صاحب مباہلہ کے لیے آئے بھی تو شکل ہی دیکھکر چلدیے۔

سوچیے! سوچیے!! سوچیے!!!

فقط

الراقم سید ارادت حسین احمدی۔ بر مکان مولوی لیاقت حسین صاحب وکیل للو پوکھر۔ مونگیر۔

جب اس خط کو گئے ہوئے پندرہ روز گذر گئے یعنی ۳ اگست ۱۹۰۱ء ایک کارڈ یاد دلانے کے لیے لکھا گیا کیونکہ ابھی تک جواب نہیں آیا تھا۔ اُسکے جواب میں پادری صاحب نے جو خط لکھا ہے ناظرین کے ملاحظہ کیلیے ذیل میں لکھا جاتا ہے وھو ہذا۔

۷ اگست ۱۹۰۱ء از باڑہ

خداوند کریم تمہارے ساتھ ہو میاں ارادت حسین احمدی صاحب۔ کارڈ مرسلہ آپ کا پہونچا۔ مضمون سابقہ آپ کا بذریعہ بابو جون پال واپس کر دیا گیا تھا۔ اب مجکو زیادہ فرصت بحث کرنے کی نہیں ہے آپ براہ مہربانی مجکو کوئی مضمون نہ بھیجیے زیادہ سلام۔ راقم پادری بیچل صاحب بہادر مقام باڑہ کنگ روڈ نمبر ۱۵۔

اس خط کا جو جواب لکھا گیا وہ بہی درج ذیل ہے۔ مورخہ ۸ اگست ۱۹۰۱ء از شہر مونگیر۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پادری بیچل صاحب۔ آپکا خط مورخہ ۷ اگست ۱۹۰۱ء پہونچا۔ آپ کا یہ لکھنا کہ اب مجکو زیادہ فرصت بحث کرنیکی نہیں ہے آپ براہ مہربانی مجکو کوئی مضمون نہ بھیجیے۔ صاف ظاہر کر رہا ہے کہ آپ اسلام کی اُن صداقتوں پر جنکو مینے اپنے مضمون میں لکھا تھا کچھہ دم نہیں مار سکے اور اسلام کی حجت آپ پر اور سب عیسائیوں پر تمام ہو گئی وما علینا الا البلاغ۔ اور ہمکو کیا ضرورۃ ہے کہ جو شخص عاجز آگیا ہو اُسکے پیچھے پڑیں۔ اور جان پال نے مجکو مضمون واپس نہیں دیا ہے۔ اور نہ مجکو مضمون کے واپس لینے کی ضرورت ہے میں بہی بہتر سمجھتا ہوں کہ وہ آپ ہی لوگوں کے پاس رہے شاید کسی سلیم الفطرۃ عیسائی کی آنکھوں سے گذرے فقط راقم سید ارادت حسین احمدی بر مکان محمد اسمعیل خان۔ چھوٹی کیلا باڑی۔ مونگیر۔

یہ مضمون جو پادری بیچل صاحب کے پاس بہیجا گیا تھا پادری ریورنڈ برائس صاحب کے پاس بہیجنا چاہیے تھا۔ کیونکہ اب مونگیر کے بڑے پادری یہی صاحب ہیں۔ اسوجہ سے انکو ۲۲ اگست کو اس مضمون کا خط لکھا گیا کہ جان پال سے میرا مضمون لیکر آپنے تو ضرور دیکھا ہوگا اگر ہو سکے تو جواب دیجیے مگر اُنہوں نے کوئی جواب نہیں دیا اسلیے ۹ ستمبر کو اُنکو ایک کارڈ اتمام حجت کے لیے لکھا گیا جو ذیل میں درج ہے وھو ہذا

جناب ریورنڈ پادری برائس صاحب تسلیم ہمارے مضمون مثیل موسی کا جواب ریورنڈ بیچل صاحب سے جب نہ ہو سکا تو اُنہوں نے مضمون کو آنکھہ بند کرکے واپس ہی کر دیا۔ مگر جان پال نے شرم کے مارے واپس نہیں کیا۔ پھر مینے اتمام حجت کیلیے آپ کو اُبھارا لیکن آپ بہی جواب سے مجبور رہے اور ذرا لب بہی نہ ہلا سکے نہ پادری بیچل صاحب کیطرح کم فرصتی کا بہانہ کیا۔ اور کیونکر کر سکتے آپ لوگ تو اسی کام کے لیے ڈبل مشاہرہ پاتے ہیں۔ اس لیے آپ یہ بہی اسلام کی

حجت تمام ہوئی الحمد للہ علی ذالک وما علینا الا البلاغ۔

اور اسی روز ہم نے جان پال کو بھی ایک خط لکھا وہ یہ ہے۔

جناب پادری جان پال صاحب تسلیم۔ میرے مباحثہ مثیل موسی کے اصل مخاطب آپ ہی ہیں۔ لیکن جب آپ نے پہلے روز شکست فاش کھائی تو دوسروں کو میرے مخاطب کردیا۔ لیکن ان لوگوں کی جو گت آپکی نظروں کے سامنے ہوئی وہ تا زندگی یاد رہیگی اور پھر رونڈ صاحب سپل اور براس صاحبان کی حالت جو میرے مضمون اور خطوں سے ہوئی وہ آپکو معلوم ہے کہ ان سب پر کیسی اسلام کی حجت تمام ہوئی اسلیے میں آپکو لکھتا ہوں کہ اگر آپ سے ہو سکے تو میرے مضمون کا جواب دیں لیکن کیا آپ جواب دینگے ؟ ناممکن ہے یہ خط تو میں نے صرف مزید اتمام حجت کے لیے لکھا ہے۔

ایک خط ایک اور عیسائی کو لکھا گیا جس نے مباحثہ کے دن یہ لاف زنی کی تھی کہ اگر آپ چار ورق کا مضمون لکھیں گے تو ہم صرف آدھے صفحہ پر جواب دینگے۔ اور وہ یہ ہے۔

میاں فیروز صاحب۔ تسلیم۔ میرے مباحثہ مثیل موسی کے روز جو گت آپ کے پادریوں کی ہوئی تھی وہ تو آپ کا چشم دید واقعہ ہے لیکن پھر جو آپ لوگوں کے حسب خواہش تحریری مضمون بھیجا گیا اسکا جواب بھی نہ رونڈ سپل صاحب سے ہو سکا نہ رونڈ براس صاحب سے۔ اب چونکہ آپ نے مباحثہ کے دن بڑے دعوی سے کہا تھا کہ اگر آپ چار ورق کا مضمون لکھیں گے تو ہم صرف آدھے صفحہ پر جواب دیں گے۔ لیکن آدھا صفحہ کیا ایک دفتر میں بھی آپ لوگوں کا جواب نہیں لکھا گیا اس لیے میں لکھتا ہوں کہ اپنے بڑے بول کو پورا کیجیے۔ آپکو اس بڑے بول کی وقعت دعوی تثلیث اور کفارہ سے بڑھ کر نہیں ہے۔

ان خطوں کا جواب اتنک دو مہینہ سے بھی زیادہ ہو گیا نہیں آیا اور نہ آنیکی امید ہے۔

خیر ان پادریوں کی حالت تو ناظرین کو معلوم ہو گئی اور ثابت ہو گیا کہ یہ لوگ کیسے صداقت کے دشمن اور ہٹ دھرم ہیں۔ اب میں کل عیسائی دنیا کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ اے عیسائیو۔ اے پادریو اے کلرجیو۔ اے بشپو۔ اے پوپ صاحب۔ جنکی نظر سے یہ میرا مضمون گذرے اگر تم لوگوں میں اس کے جواب دینے کی طاقت ہو تو تیار ہو جاؤ اور اپنے دعوی کو ثابت کر دکھلاؤ اور ضرور دکھلاؤ۔ اور میری دلیلوں کو توڑو۔ اور ضرور توڑو۔ دیکھو پہلو تہی نہ کرو جتنے مضمون اس کے جواب میں آئیں گے میں ہر ایک کے جواب دینے کے لیے تیار ہوں، ہاں تیار ہوں آزمالو۔ آزمالو۔ ضرور آزماؤ۔ ورنہ اس الزامی زندگی سے مرجانا بہتر ہے جو دعوی کرو اسکی دلیل پاس نہ رکھو۔ یہ کیسی بات ہے۔ یہی وقت روح القدس سے مدد لینے کا ہے اسوقت اگر مدد نہیں دیگی تو کب دیگی تمہارا ایک دعوی ٹوٹا جاتا ہے تو خبر لو ضرور لو۔

ناظرین اب میں تم سے جدا ہونے سے پہلے بھائی مفتی محمد صادق صاحب احمدی کا ایک مختصر سا مضمون اسی پیشگوئی کے بارہ میں بغیر سنائے نہیں رہ سکتا جس میں آیات ۱۶ و ۱۷ ۔ کی تفسیر بھی ہو جائیگی جو مباحثہ میں چھوڑ دی گئی تھی۔

عیسائی لوگ کہتے ہیں کہ یہ پیشگوئی حضرت عیسی کے متعلق ہے اس کے دو جواب ہیں۔

اول) ان آیات میں حضرت موسی علیہ السلام کو خطاب ہوا ہے کہ وہ نبی تیری مانند ہو گا یعنی صاحب شریعت ہو گا۔ مخالفین سے جنگ کرے گا۔ ایک قوم کا سردار ہو گا خود معاشرت کا نمونہ دکھلائے گا۔ ان باتوں میں سے کوئی بات حضرت عیسی میں پائی نہیں جاتی تھی۔ بلکہ حضرت عیسی فرماتے ہیں کہ میں موسی کی شریعت کو پورا کرنے آیا ہوں وغیرہ۔

دوم۔ نہایت غور کے قابل یہ بات ہے کہ مقام حوریب میں بنی اسرائیل پر شریعت نازل ہوئی تھی اور بنی اسرائیل کو اسجگہ خدا نے اپنی قدرت کا ایک نظارہ دکھایا گیا۔ مگر بنی اسرائیل نے ناشکری کی اور دعا مانگی کہ ہم پھر کبھی خدا کی آواز نہ سنیں۔ اسپر خدا نے انکی دعا کو قبول کیا اور فرمایا کہ اچھا آیندہ تمہارے درمیان کوئی ایسا نہ ہو گا جو شریعت لاوے۔ یہ راہ تم سب پر بند ہوا۔ آیندہ شریعت لانیوالا تمہارے بھائیوں میں سے یعنی بنی اسمٰعیل میں سے ہو گا۔ آیت ۱۶ میں واقعہ حوریب کا ذکر ہے آیت ۱۷ میں بنی اسرائیل میں اس دعا کی قبولیت کا ذکر ہے آیت ۱۸ میں قبولیت کا نتیجہ بتلایا گیا ہے۔ فقط

اشتہار

کتاب آیات الرحمٰن

یہ قابل قدر کتاب مکرمی مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے کتاب عصائے موسی کے رد میں لکھی ہے اور مصنف عصائے موسی کے اونام کا ایسا استیصال کردیا ہے کہ اب اسکو وہ اپنی کتاب ایک دردانگیز عذاب محسوس کرے گی یہ تجویز قرار پائی ہے کہ اس کے چھپنے کے لیے اس طرح پر سرمایہ جمع ہو کہ ہر ایک صاحب جو خریدنا چاہیں ایک روپیہ جو اس کتاب کی قیمت ہے بطور پیشگی روانہ کردیں۔ یہ خواہش ہے کہ جلدتر یہ کتاب چھپ جائے اسلیے یہ انتظام کیا گیا ہے روپیہ خاص مولوی صاحب کے نام قادیان میں آنا چاہیے والسلام۔

المشتہر خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی عفی عنہ

کو بکیصاحب بغیر قیمت صرف درخواست

مختصر نوٹ اور نکات

حضرت مسیح علیہ السلام کی موت پر اس سے بڑھ کر اور زبردست دلیل کیا ہو گی کہ ان کی قوم میں زندگی کی روح باقی نہیں ہے یعنی وہ قوت قدسی اور پاک جذب جو دلوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اخلاق اور اعمال صالحہ میں ایک نمایاں اور درخشاں تبدیلی عطا فرماتا ہے اسکے آثار مفقود ہیں اور مردہ پرست ملت اور صلیب کے پجاری قوم میں ایک بھی مدعی نہیں پایا جاتا جو ان نشانات کی بنا پر اور اس معیار پر جو مسیح نے اپنا تدارول کیلئے انجیل میں مقرر کیا ہے کامل العیار ثابت ہو۔

زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں وقت ایک ہی ہے اور ابھی ہی جس ہو کر اور جنکے طفیل سے کل انبیاء علیہم السلام کی نبوت کی صداقت عیاں ہے اور وہ کون ہے حضرت فخر عالم سید ولد آدم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اسکا بدیہی ثبوت یہی ہے کہ خدا نے اب اور پھر اس نسل حضرت مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کو اپنی پاک تائیدوں اور نصرتوں کے ساتھ بھیجا کہ اور ہزار ہا نشان اسکی تائید میں ظاہر فرمائے ہیں اور انہوں نے اکبر دعوی کیا ہے کہ میں خدا تعالیٰ سے فیض پا کر اور روح القدس کی قوت سے تائید پا کر بولتا ہوں اور مجھے تائید الٰہی اور ان نشانات سے ساتھ جو قرآن کریم میں مومنوں کیلئے مقرر ہیں اپنے آپکو راستباز ثابت کرنیکے لیے ہر وقت طیار ہوں اور یہ امر دعوی ہی کے رنگ میں نہیں تا اس کے نشانات لاکھوں اور کروڑوں انسانوں نے دیکھے اور مشرق اور مغرب میں انکی اشاعت ہوئی۔ یہانتک کہ ہزارہا سعادت مندوں نے اسے قبول کیا اور قدسی قوت کے نیچے آکر اپنے اخلاق و عادات میں نمایاں تبدیلیاں حاصل کیں اور انہوں نے محسوس کیا کہ یہ تبدیلی محض انہی کے پاک انفاس کا نتیجہ ہوئی ہے۔

پس اسوقت اسلام کی زندگی قرآن کی زندگی اور سچ نبی ہے حی قیوم خدا کی ہستی کا زندہ ثبوت اگر اسوقت کوئی ہے تو وہ مسیح موعود کا پاک وجود ہے۔ جو لوگ بخل سے اور انانیت سے اسکی مخالفت کرتے ہیں اور قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع کہلا کر بھی انکار کرتے ہیں وہ ہمیں خوش ہونا چاہتے ہیں کہ اسلام کو مردہ مذہب قرار دیں!! اپر افسوس!!!۔

×

ناعاقبت اندیش حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ادعائے نبوۃ و رسالت پر جو فنا فی الرسول اور خاتم النبیین کے ظلہ اور لباس میں اور اسکی چادر کے نیچے ہے اعتراض کرتے ہیں اور خاتم النبیین کی مہر کے خلاف بتاتے ہیں مگر یہ تو نری منہ کی پھونکیں ہیں یا خیالی باتیں۔ وہ اسکا جواب کیوں نہیں دیتے کہ ختمیت کی مہر محمدؐ کے آنے سے ٹوٹتی ہے یا مسیح ابن مریم علیہما السلام کے آنے سے سوال کے اس دوسرے حصہ کو بالکل ہضم کر جاتے ہیں اور اسکو چھوتے بھی نہیں حقیقت یہی ہے کہ یا تو مسیح ابن مریم اسرائیلی ناصری کے نزول کو صحیح قرار دیکر خاتم النبیین کی مہر کو توڑنے والا اور قرآن کو چھوڑنے والا تمہیں بننا پڑے گا اور یا آخر قرآن اور احادیث کی پیشگوئی متعلقہ مسیح موعود کی صداقت کے لیے ماننا پڑیگا کہ حق و حکمت وہی ہے جو جری اللہ فی حلل الانبیاء لے کر آیا ہے۔

عسل مصفا

مولفہ مرزا خدا بخش صاحب اتالیق العبد الحضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی تصدیق میں اور معترضوں کے اعتراضوں کے دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی مع اور مبسوط ۸۰۰ صفحہ کی کتاب قادیان میں جناب قاضی ضیاء الدین صاحب سے اور مالیر کوٹلہ میں مولوی حکیم محمد زمان صاحب سے ۲ روپیہ قیمت کو علاوہ محصول ڈاک ملتی ہے جلد خریدو بہت خریدی جا رہی ہے۔

اس ہفتہ کی

بیعت

محمد عالم الدین صاحب۔ پسرور ضلع سیالکوٹ
محمد بخش صاحب سوداگر چرم رکھجاہ
محمد ابراہیم صاحب امام مسجد ماسوری کشمیر
عبد الرحمن صاحب واڑ " "
عبد القادر صاحب " " "
حبیب اللہ صاحب خیاط " "
محمد جبو صاحب - " "
شعبان ریشی صاحب۔ " "
امیر ریشی صاحب " "
محمد رمضان صاحب متو۔ ریشی نگر "
ولی محمد صاحب۔ " "
عبد العزیز صاحب۔ " "
عبد العزیز صاحب گنائی " "
عبد العزیز صاحب۔ نوہارہ "
عبد القدوس صاحب ریشی نگر "
محمد رمضان صاحب نمبردار " "
عبد الرحمن صاحب معہ زوجہ۔ چک امرچھ
متصل یاڑی پورہ چک راجہ صاحب
عبد اللہ صاحب " "
مرزا محمد یوسف بیگ صاحب۔ بنگلور
ملہور بازار روڈ نمبر مکان ۳۰۔
عبد الحق صاحب کشمیری۔ سیالکوٹ
مرزا انتھو بیگ صاحب معہ قبیلہ۔ میانی "
عبد الرحمن صاحب۔ معسکر بنگلور اسٹریٹ
محلہ بلاک پلی نمبر ۲۰ مکان۔
فرید الدین صاحب۔ بیہنی ریاست نابھا
اہلیہ خلیفہ محمد عبد اللہ صاحب وکیل
اسلام۔ معسکر بنگلور۔
فیروز الدین صاحب۔ مارو کی۔ گجرات
امام الدین صاحب " "
محمد صدیق صاحب " "
محمد حسین صاحب۔ الہ آباد۔ محلہ دائرہ شاہ اجمل
سید محمد صادق شاہ صاحب نمبردار لدرہ ون
ریاست کشمیر
حافظ عبد الکریم صاحب۔ ملوانی گجرات
سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن بھیرہ شاہپور

راقم محمد سراج الحق نعمانی

ایک ہفتہ کی تعطیل

خدا کے فضل و کرم سے الحکم نے اپنے ملک اور قوم کی خدمت مین ایک اور سال پورا کیا - اور خدا کرے کہ ہمیشہ کے لئے وہ بہترین خادم اور رفیق ملک و قوم ثابت ہو۔

(آمین)

سال بھر کی جسمانی اور دماغی محنت کے بعد حسب معمول وہ آخیر ہفتہ کی رخصت کی اطلاع دیتا ہے اگرچہ سال کا آخیری ہفتہ دارالامان مین قومی اجتماع کے باعث اس کی ازبس مصروفیت کا ہفتہ ہوتا ہے اور یہ تعطیل اس کے آرام کے لئے کافی نہیں ہوسکتی تاہم وہ نئے سال کے لئے پھر خدمت قوم کے لئے خدا کے فضل و کرم پر تیار ہو جاتا ہے - امید ہے ناظرین الحکم اپنی دعاؤن مین اپنے قومی خادم کو نہ بھولین گے - انشاءاللہ الحکم کا اگلا اشو ۱۹۰۲ء کا آخری نمبر ہوگا۔

غالباً - یہان اس امر کا ذکر بے محل ہوگا کہ اس سال الحکم گذشتہ تمام سالونکی نسبت بلحاظ مضامین و دیگر مراتب ظاہری کاغذ کتابت وغیرہ کے نہایت عمدہ حالت مین شایع ہوتا رہا ہے۔

اور یہہ امر اولاً خدا تعالےٰ کے احسان پر مبنی ہے اور بلحاظ اسباب ظاہری خریداران الحکم کی خوش معاملگی اور وقت پر قیمت ادا کرنے پر - اس لئے مین ان تمام بزرگون کا شکرگذار ہون جنہون نے الحکم کی موجودہ حیثیت کو قائم رکھنے مین ممکن امداد سے دریغ نہین کیا - لیکن ... ابھی تک برستور ... کہ الحکم کی اشاعت کی وسعت کے سوال کو تمام طور پر قوم نے حل کرنے مین تغافل اور تساہل سے کام لیا ہے بجز چند احباب کے جو اس میدان مین کام کر رہے ہین - مین امید کرتا تہا کہ اگر میری تجویز پر عمل درآمد کرنے کی طرف توجہ کیجاتی

تو ۱۰ جنوری ۱۹۰۲ء کا الحکم ایک ہزار طبع ہوتا مگر ابھی تک سات سو تک بھی نوبت نہین آئی اخبار کی حالت اور ہیئت مین جو تبدیلیان میرے سامنے ہین - اس کے لئے کثرت اشاعت کا سوال حل ہونا ضروری ہے اس لئے مین اپنے ناظرین سے پھر امید کرتا ہون کہ وہ یہ خیال ہرگز نہ کرین کہ مذہبی اخبارات سے لوگون کو دلچسپی نہین وہ اپنے احباب کو کم از کم ایک سال کے لئے خریدار بنا لین آیندہ کے لئے الحکم خود ان کو اپنی خریداری پر متوجہ کرے گا بہرحال ۲۴ دسمبر ۱۹۰۱ء کا اشو اس سال کا آخری نمبر ہوگا اور ۱۹۰۲ء کا پہلا نمبر ۱۰ جنوری ۱۹۰۲ء کو بفضلہ تعالےٰ شایع ہوگا - انشاءاللہ

اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ ۲۴ دسمبر کا اخبار ذرا دیر کرکے روانہ کیا جاوے گا باین خیال کہ جو بزرگ یہان آنے والے ہون ان کا اخبار مارا مارا نہ پھرے۔

لاہور مین مسلمانون کی ایک مذہبی جلسے کی تیاریان

انجمن نعمانیہ لاہور کے آنیوالے جلسے کے متعلق مندرجہ ذیل نوٹ بغرض اندراج الحکم وصول ہوا ہے جسے ہم مسلمانون کی اطلاع کے لئے درج کرتے ہین

(ایڈیٹر)

ہم اس امر کو کمال مسرت سے شایع کرتے ہین کہ انجمن نعمانیہ لاہور کا چودہوان سالانہ جلسہ ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ جنوری ۱۹۰۲ء (جمعہ - ہفتہ - اور اتوار کے دن) بمقام لاہور بڑے تزک و احتشام سے منعقد ہوگا جس کے لئے ابھی سے دہوم دہام کی تیاریان ہو رہی ہین - اس انجمن کا مقصد خاص مذہبی ہے پولیٹیکل معاملات وغیرہ سے اس کو کوئی سروکار نہین ... خصوصیت اس انجمن کی یہہ ہے کہ نہ صرف مختلف اسلامی فرقون کے متعلق بلکہ غیر مذاہب والون کے مقابل

بھی اس کی پالیسی بالکل صلح پسندی کی ہے نہ صرف پنجاب بلکہ ہندوستان کے دیگر حصون کے بڑے بڑے نامی علما - اور شاعر اور سپیکر اس کے سالانہ جلسہ مین شامل ہوتے ہین اور اپنے فصیح و بلیغ تقریرون سے سامعین کو محظوظ فرماتے ہین گذشتہ جلسہ مین علاوہ لاہور کے علما و فضلا اور سپیکرون اور شعراے نامدار کے - پشاور - گوجرانوالہ گجرات - سیالکوٹ - لودھیانہ - کانگڑہ - پٹیالہ - بٹالہ - بہاولپور - دہلی - لکھنؤ - جالندھر ہوشیارپور - جہلم - راولپنڈی - الہ آباد بمبئی وغیرہ مختلف مقامات سے بڑے بڑے معززین اور بزرگان قوم شریک جلسہ ہوئے تھے اور وعظ اور تقریرون نے اور نظمون نے جو سمان باندھا تہا وہ ابھی تک ہماری آنکھون کے سامنے ہے۔

غرضکہ پنجاب مین انجمن نعمانیہ کا سالانہ جلسہ گویا ایک اسلامی تیوہار ہوتا ہے کہ لاہور کی رونق دوبالا ہو جاتی ہے اور مختلف اقطاع ہند کے مسلمانون باہم میل جول اور ملاقات بڑہانے کا موقع بھی ملتا ہے اس دفعہ کے سالانہ جلسے مین بالخصوص بہت ہی زیادہ رونق ہونے کی امید ہے کیونکہ ہندوستان کے بہت سے سربرآوردہ مشاہیر کیطرف سے تشریف آوری کے وعدے ہین - غرضکہ یہہ جلسہ اپنی وضع کا بالکل نرالا اور بے نظیر ہوتا ہے اور لڑاسلام کے ماننے والے مسلمان اس انجمن پر شیدا اور فریفتہ ہین۔

عالیجناب لفٹننٹ کرنل سردار بہادر ساجہ محمد عطاء اللہ خان صاحب رئیس اعظم پنجاب گذشتہ جلسے کے میر مجلس تھے اور اس دفعہ بھی وہی ہونگے۔

جلسہ کی غرض محض تبلیغ احکام الہی اور تحریص و تشویق علوم دین" بتائی گئی ہے۔ اور جو صاحب اس جلسہ مین کوئی مضمون یا نظم پیش کرنا چاہین ان کے لئے ضروری ہے کہ ۱۴ دسمبر ۱۹۰۱ء سے پہلے پہلے جناب خلیفہ مولوی تاج الدین احمد صاحب پلیڈر و سکرٹری انجمن نعمانیہ لاہور کے ساتھ خط کتابت

کرین۔ بیرونجات کے مہمانوں کے لئے انجمن کی طرف سے اُن کی رہایش اور مہمانداری کا انتظام بلاکسی قسم کی فیس کے ہرسال کیا جاتا ہے۔ البتہ یہہ ضروری ہے کہ جو صاحب تشریف لانا چاہیں تاریخ ووقت تشریف آوری سے ۱۵ جنوری ۱۹۰۲ء تک مطلع فرماویں تاکہ ریلوے اسٹیشن پر اُن کے استقبال کا اور نیز فروکش کرنے کا انتظام سہولت سے ہو سکے۔"

اے۔ ایل ڈینس صاحب اسٹنٹ کمشنر رخصت سے واپس آنے پر راولپنڈی میں تعینات کئے جائینگے اُن کے آنے تک سید ولی شاہ صاحب سیالکوٹ سے راولپنڈی کو جائینگے۔

الیف۔ ٹی۔ ڈکسن صاحب قائم مقام ڈسٹرکٹ جج ہزارہ۔ آر۔ ٹی۔ کلارک صاحب سے سکدوش کئے جانے پر ملتان میں تعینات کیے جائینگے

حرفت کی تعلیم

پرنس کنسرٹ مرحوم اپنے کل بچوں کو کسی نہ کسی صنعت کی ضرور تعلیم دلواتے تھے چنانچہ موجودہ شہنشاہ انگلستان کو موچی گری کی تعلیم دلوائی تھی جسمیں وہ بڑے مشتاق ہیں۔ منہ

خراب مہینے

لندن میں دسمبر کا مہینہ صحت کے لحاظ سے سب سے خراب ہوتا ہے۔ اس کے بعد مارچ کا مہینہ ہے لیکن فرانس میں جنوری اور جرمنی میں مارچ سب سے خراب مہینے ہیں نیویارک امریکا کا باغ حیوانات سب سے بڑا ہوگا۔ اسکا رقبہ دوسو اکٹھ ایکٹر ہوگا۔

خسرہ کا علاج

فرانس میں عورتیں ان بچوں کو جو خسرے کے عارضہ میں مبتلا ہوتے ہیں سرخ کپڑے پہناتی ہیں ایک عالم نے تجربہ کیا ہے کہ ایسی مریض کی کھڑکیوں میں سرخ چپکانا مفید ہے۔

دار الامان کا ہفتہ

۱) حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام بفضلہ تعالےٰ اشاعت حق میں مصروف ہیں۔ مصر کے لئے رسالہ لکہا جا رہا ہے اور طاعون کے متعلق ایک جدید اشتہار عربی۔ فارسی۔ اردو۔ پشتو اور انگریزی میں طبع ہو رہا ہے۔

۲۔ **میگزین** کا پراسپکٹس اس ہفتہ انشاء اللہ شایع ہو جاوے گا۔ سردست انگریزی میگزین چالیس سے لیکر پچاس صفحوں تک ہر مہینے کی بیس تاریخ کو قادیان سے شروع سال سے شایع ہوگا۔ قیمت سالانہ **چھ روپیہ** مع محصول ڈاک ہوگی۔ تمام درخواستیں اور قیمت مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے ایڈیٹر رسالہ میگزین آنی چاہیں۔

۳۔ اس ہفتہ میں ملک پیر بخش صاحب صوابی سے اور میاں قطب الدین صاحب کوٹلہ فقیر ضلع جہلم سے دار الامان میں وارد ہوے۔

۴۔ حضرت اقدس کے ایما سے ایک نقشہ ان تمام نشانات اور پیشگوئیوں کا طیار کیا جا رہا ہے۔ جو حضرت اقدس کی تائید میں خدائے قدیر کے الہام کے موافق پوری ہو چکی ہیں۔ ان پیشگوئیوں کی ترتیب حروف تہجی کے موافق ہوگی۔ اور اس میں وہ تمام پیشگوئیاں بہی درج ہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس زمانہ کے متعلق فرمائی تہیں۔ یا قرآن کریم میں درج ہیں۔ یہ نقشہ ایک قابل قدر چیز ہوگی۔ اور دنیا پر اتمام حجت۔

۵ رمضان شریف کا چاند جمعرات کو نظر آیا۔ اور یہاں دار الامان میں پہلا روزہ جمعہ کو ہوا۔

ایک مبارک تجویز

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ کی چٹھی **ندوۃ العلماء** کے نام گذشتہ اشاعت الحکم میں شایع ہوئی ہے چونکہ وہ بہت ہی مفید اور قابل قدر چٹھی ہے اور اس قابل ہے کہ اس کی ہزارہا کاپیاں شایع ہوں۔ خاکسار ایڈیٹر الحکم نے اپنی حیثیت کے موافق یہہ ارادہ کیا تہا کہ اس کو **پمفلٹ** کی صورت میں نہایت خوشخط عمدہ کاغذ پر **ساڑھے تین سو** چہاپ کر تقسیم کرے۔ یہہ پمفلٹ کوئی تین جزد کا ہوگا۔ اور ساڑھے تین سو پر کوئی عہ۲۰ خرچ آئینگے جو ایڈیٹر الحکم ادا کرے گا۔ اس کی روانگی ڈاک وغیرہ کے اخراجات مزید برآں ہونگے۔

مگر ابہی تک یہہ تجویز عام نہ کی گئی تہی کہ برادرم **ڈاکٹر رحمت علی صاحب** نے جو ایسے کاموں میں ہمیشہ بڑہ کر حصہ لیتے ہیں وزیر آباد کے ریلوے سٹیشن سے ایک خط حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کے نام لکہا کہ اگر یہہ پمفلٹ کی صورت میں مفت تقسیم کیا جاوے تو **پانچ روپیہ** میں دینے کو طیار ہوں ان کے اس خط کی بنا پر مجہے تحریک ہوئی کہ اس تجویز کو عام کردوں۔ ممکن ہے کہ اور بہائی بہی اس ثواب میں شریک ہونا پسند کریں اس لئے ۲۴ دسمبر ۱۹۰۱ء تک انتظار کرکے میں ساڑہے تین سو کاپیاں اپنے خرچ سے چہپوا کر اور ڈاکٹر صاحب کے خرچ سے مناسب مقامات پر بہیجدوں گا۔ اگر اور احباب اس کار خیر میں شریک ہو گئے۔ تو امید ہے کہ سات سو یا اس سے زیادہ جلدیں طبع ہو جائیں۔ بہر حال اب یہہ کام قوم کا ہے۔

قرآن مجید

کا

جدید ترجمہ اور دہلوی و بجنوری زندہ مترجم

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین ہمنے قرآن مجید کے ترجمے کے متعلق زندہ مترجمون کی خدمت مین ایک التماس کی تہی۔ اور ہمین امید تھی۔ کہ اگر دونو بزرگ یعنے مرزا حیرت اور ڈپٹی نذیر احمد صاحب نے محض تجارتی اصول کو مدنظر نہین رکھا۔ تو وہ اس پر پوری توجہ کرین گے۔ مگر ہمین افسوس سے یہ ظاہر کرنا پڑتا ہے۔ کہ ڈپٹی نذیر احمد صاحب نے اپنے تمول اور خیالی طلاقت لسانی کی شہرت کو قرآن مجید کی عزت و عظمت کے مقابلہ مین کوئی وزن دیکر اس تحریر پر توجہ کرنی ہی نامناسب سمجہی ہے۔ ورنہ اس کے کیا معنی کہ انہون نے اس کا کوئی جواب نہین دینا چاہا ڈپٹی صاحب نے شاید قرآن مین پڑھا ہوگا۔ **والعزۃ للہ جمیعًا** اگر اُن کو قرآن کریم کی عزت مطلوب تھی تو کیا حرج تہا۔ وہ اس میدان مین نکلتے۔ برخلاف اسکے مرزا حیرت صاحب نے ہمین یقین دلانا چاہا ہے کہ وہ ہر طرح سے اس معاملہ کے صاف کرنے کے لئے طیار ہین۔ چنانچہ انہون نے یہانتک لکہدیا کہ **لاہور** مین ایک جلسہ کر کے وہ اس کا تصفیہ کر لینے پر رضامند ہین اور اگر ان کی غلطیان غلط قرار دیجاوین تو وہ بڑی خوشی کے ساتہہ تسلیم کر لین گے اس سے بڑہ کر ہم صفائی نیت کے لئے سرحت اور کسی دلیل کے محتاج نہین ہین۔ اور ہم خوشی کے ساتہہ اس امر کا اظہار کرتے ہین۔ کہ مرزا حیرت صاحب نے اس بات کے پیش کرنے مین اور اپنی غلطیون کو جو بشری سہو کا تقاضا ہو سکتی ہین اور جو قرار دیجاوین کہ وہ غلطیان ہین) مان لینے کے لئے مردانہ جرأت کا اظہار کیا ہے انہون نے قرآن شریف کی عزت و عظمت کو اپنی شہرت اور محنت پر نثار کر دینے کا کم از کم دعوے تو کر دیا ہے۔ اس لئے ہم امید کر سکتے ہین۔ کہ اُن کو جو ضروری اور مفید باتین اس ترجمہ کے متعلق بتائی جاوینگی۔ وہ نہایت شوق اور خوشی بلکہ شکر گذاری کی روح لیکر اُنپر غور کرین گے۔ اور یہ ایک اصول ہے۔ جو قرآن مجید کی سچی خدمت کرنے والون کے ہمیشہ پیش نظر ہونا چاہیے + ائندہ کے لئے ضرور نہیں ہے۔ کہ الحکم بلا کسی خاص ضرورت کے اپنے کالمون اس بحث پر کوئی نوٹس لے۔

روئے زمین کے مسلمانونکی انٹرنیشنل کانفرنس

مصر کے اخبارات **المؤید** اور **المنار** مین مندرجہ بالا مضمون پر مختلف رنگون اور پیرایہ مین طبع آزمائیان کی گئی ہین۔ اور علی گڈہ گزٹ نے بھی ان اخبارات کے مضمون کو نقل کرتے ہوئے خود قریباً تین صفحہ کا آرٹیکل لکہا ہے یہ خیال کہ روئے زمین کے مسلمانون کی ایک جنرل کانفرنس ہو۔ کوئی نیا خیال نہین ہے علی گڈہ گزٹ نے اس کو **جمال الدین** افغانی کی جدت طبع کا نتیجہ قرار دیا ہے ہم کو اسقدر پیچہے جانے کی ضرورت نہیں ہے ہم اس کو صرف ۱۸۹۹ء تک پیچہے لے جاتے ہین۔ اسوقت بھی یہی بحث بعض جرائد مین چہڑی تھی اور خصوصیت کے ساتہہ حبل المتین کلکتہ اس بحث مین نمایان پارٹ لینے والا تہا الحکم نے اس وقت بعض تحریکون پر اس کانفرنس کے متعلق جو رائے دی تھی اسے ہم ذیل مین درج کر دیتے ہین اور اس وقت بہی ایسی کانفرنسوں کے متعلق ہماری یہی رائے ہے۔ اگرچہ گذشتہ اشاعت ہیں **ندوۃ العلماء** کے نام جو خط ہمارے محسن و مخدوم بزرگ کا شایع ہوا ہے وہ ایک قابل قدر اور لوح دل پر **آب عمل** سے لکہہ لینے کے لائق زرین ہے اور اسکی اندراج کیبعد اور کسی تحریر کی ضرورت نہین۔ تاہم اس امر کو تانہ کہنیکی لئے کہ الحکم نے اسوقت کیا رائے دی تہی اس نوٹ کو درج کر دیا جاتا ہے۔ جو الحکم جلد ۲ نمبر ۲۸ و ۲۹ کے صفحہ ۴ کالم دو تین مین درج ہے ہم امید کرتے ہیں کہ **نواب محسن الملک** صاحب اور دوسرے لوگ جو ایسی کانفرنسو نپر اپنے خیالات ظاہر کرتے ہین اسپر بہی غور کرلین چونکہ یہ بحث اسوقت ہی بند ہوگئی تہی الحکم نے آیندہ خود ہی اس سلسلہ کو بند کر دیا تہا اور اس نوٹ ہی کو کافی سمجہا تہا ہم چاہتے تہی کہ نواب محسن الملک صاحب کی تحریر کے چند کو ٹیشن ان ناعاقبت اندیش مسلمانونکی خاطر یہان درج کردین جو حضرت جری اللہ فی حلل الانبیا کو اپنے اثبات دعوے کیخاطر کیا دوسرے ملک مین جانیکی مشورہ دیا کرتے ہین تاکہ انہیں معلوم ہو کہ وہان کے علما کا کیا حال ہے اور وہانکے عمائد و حکام کی کیسی حالت ہے مگر قلت گنجایش نے ہمین روکدیا تاہم ہم امید کرتے ہین کہ بہت جلد ہم وہ حصہ ضرور شایع کر دین گے۔ انشاء اللہ

نوٹ جو الحکم کے محولہ بالا نمبر مین شایع ہوا تہا یہ ہے

مسلمانان روئے زمین کی انٹرنیشنل کانفرنس

کچہہ عرصے سے بعض مسلمانان اخبارات مین عموماً اور اخبار حبل المتین کلکتہ مین خصوصاً اس امر پر بحث ہو رہی ہے کہ مسلمانان روئے زمین کے چند معزز اور مقتدر علماء اسلام باہم ہر سال کسی مقام پر اکٹھے ہو کر مسلمانونکی بہتری کے معاملات کی سوچنے اور شیعہ سنی مسلمانون مین باہم اتحاد پیدا کرنیکی کوشش کیا کرین اس تجویز پر جتنے منہ اتنی ہی باتین ہو رہی ہین۔ لاہوری پیسہ اخبار ایسی کانفرنس کے انعقاد کیجگہ **ام القرا** کے قرار دیتا ہے اور حکیم اسماعیلخان صاحب علی گڈہی ایسی کانفرنس سے یہ ظاہر کرتے ہین۔ کہ یورپ کی عیسائی سلطنتین مسلمانون کو پولٹیکل طور پر کمزور کرنے لگین گی اور بنظر بوجوہات ضروریات مختلفہ اہل اسلام ایسی کانفرنس سے عمدہ نتیجہ پیدا نہ ہوگا۔ **مین** نے بھی اس معاملہ پر خوب غور کیا۔ اور باوجودیکہ مجھے توجہ دلائی گئی کہ اسپر اپنی رائے ظاہر کردون۔ ابتداً مین نے مصلحتاً مناسب نہ سمجہا تہا کہ کسی

قسم کی رائے دون۔ بہر حال میری سمجھ ہی مین یہ امر نہیں آتا کہ ایسی کانفرنس قائم ہو کیونکر سکتی ہے میں اس امر کو تو مبارک فال سمجھتا ہوں۔ کہ مسلمانوں کے مختلف فرقون مین اتحاد ہو۔ اور وہ واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعًا پر عمل کرین۔ مگر میرے خیال مین یہہ وحدت ارادی کی روح کسی مجمع یا کمیٹی سے پہونکی نہیں جاسکتی ہان ایک شخص اس قسم کی روح مسلمانوں میں پھونک سکتا ہے۔

جو زمینی نہیں ہے بلکہ آسمانی ہو یہہ کام ایرا غیرا نتھو خیرا کا نہیں بلکہ یہہ ایک مامور من اللہ امام کا کام ہے اور خدا کا شکر ہے کہ اس وقت ایک نذیر دنیا مین آیا ہے اور اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والی جماعت نے عملی طور پر دکہا دیا ہے کہ ایسا اتحاد جو ایک وقت مین مان جائے بہائیوں مین ہو چاہیے اس کے ساتھہ تعلق پیدا کرنے سے ہو سکتا ہے

مین اس امر کو باواز بلند کہنا چاہتا ہوں۔ کہ جو لوگ مسلمانوں کے باہمی تفرقہ پردازی سے اُن کی حالت ردیہ کو محسوس کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ **اسلامی اخوت** اور یگانگت کی روح پھونکین۔ تو وہ اس امام سے اپنا تعلق پیدا کرین اور پہلے خود تجربہ کریں پہر قوم کو اس مفید نسخہ کیطرف توجہ دلائیں۔ تو البتہ وہ کامیاب ہو سکتے ہین اور سچا اتحاد قائم ہو سکتا ہے ورنہ مین نہیں سمجھتا کہ ایک **شیعہ** صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیزاری ظاہر کرتا ہوا کیونکر صدق دل سے ایک **سنی** مسلمان سے جو اُن کا دل و جان سے مداح ہے ملنا ہے اور ایسا ہی ایک **سنی** کیونکر اُن گالیوں کو سنتا ہوا شیعہ سے مل سکتا ہے اگر ایسا ہو تو مداہنہ اور نفاق کے طور پر ہوگا۔ جو اور بھی برا اثر پیدا کرے گا۔ ہان اگر سچا اتحاد ہی ہو تو پہر سمجہ لو کہ پہر مذہب کو خیرباد کہنا ہوگا۔

مین چاہتا ہون کہ اب اس مسئلہ پر ذرا وضاحت سے بحث کرون اس لئے آئندہ اشاعت پر اسے اٹہا رکہتا ہون مین جانتا ہون۔ کہ اس مضمون پر اکثر مخالفت کا شور بلند ہوگا۔ مگر مین بلاخوف لومۃ لائم ایک امر واقعی کے اظہار سے کیونکر رک سکتا ہون۔ لہذا مین **حبل المتین** کے لائق ایڈیٹر سے امید رکھتا ہون کہ وہ میرے خیالات پر ذرا غور سے نگاہ کرینگے کیونکہ جو کچھہ لکہا گیا ہے یا لکہا جاوے گا وہ نیک نیتی سے لکہا گیا ہے اور لکہا جائیگا۔

دلچسپ واقعات

مچھر اور موسیقی

یہ بیان کہ مچھروں پر موسیقی کا اثر ہو سکتا ہے۔ ہمارے لئے حیرتناک نہیں ہے۔ آواز کا اثر انسان و جانور دونوں پر ہوتا ہے یہ پرانا عقیدہ ہے۔ کہ خاص باجہ خاص قسم کے جانوروں کے محو کرنے کے لئے استعمال کرتے ہین اس خیال کی حمایت کے صیغہ تعمیرات کے ایک اعلیٰ افسر مسٹر برسن نے تصدیق کی ہے وہ لکھتے ہین۔ کہ جب بھنبھناہٹ کی آواز ہوتی ہے تو مچھر جمع ہو جاتے ہین۔ چنانچہ انہون نے اپنے اوپر تجربہ کیا جیسے ہی آواز نکالی بکثرت مچھر سر پر جمع ہو گئے۔ لکھتے ہین نیویارک امریکہ میں چند سال ہوئے ایک انجن برقی روشنی کا لگایا گیا۔ چلنے کے وقت بھنبھناہٹ کی آواز ہوتی تھی مچھر سن کر انجن کے گرد جمٹ جاتے تھے۔ مگر ایک عجیب بات یہ ہوتی تھی کہ اگر مچھر مشین کے گرد جمع ہوتے تھے تو زیادہ غور کرنے سے معلوم ہوتا تھا کہ مذکر مچھر یہ سمجھکر کہ مونث مچھر بھنبھنا رہا ہے گرد مشین کے جمع ہو جاتے ہین اس مسئلہ کی نیچرسٹ لوگ تحقیقات کرینگے اور کیا عجب ہے کہ مچھروں کی روز افزوں تعداد کم کرنے کے لئے کوئی مشین ایجاد ہوا۔ اور یورپ کے ڈاکٹر دنکو تپ دق پہیلانے والے کیڑون کے کم کرنے میں کامیابی ہو۔

گھوڑے کہان سستے پائین

یبیریا واقع روس مین سو آدمی پیچھے پچاسی گھوڑے ہین۔ ریاستہائے متحدہ مین سو پیچھے بائیس۔ اور فرانس مین سو پیچھے سات ارجنٹائن ریپبلک گھوڑون کی کثرت کے لحاظ سے کل ملکوں سے بڑہا ہوا ہے وہان سو آدمیون مین ایک سو بارہ گھوڑے ہین۔ گھوڑے کی اوسط قیمت اٹھارہ روپیہ ہے۔ منہ

طویل العمر

تعجب کی بات ہے کہ گرم آب و ہوا مین سو برس سے زیادہ عمر والے کثرت سے پائے جاتے ہین۔ سلطنت جرمنی مین جس کی آبادی پانچ کروڑ پچاس لاکہہ ہے سات سو اٹہتر آدمی سو برس سے زیادہ عمر کے ہین فرانس کی چار کروڑ آبادی مین دو سو تیرہ سو برس سے زیادہ عمر کے آدمی ہین۔

بازیافتہ عینک

جنرل سر آیان ہملٹن کی عینک کے متعلق ایک عجیب دلچسپ روایت مشہور ہوئی ہے بیس برس ہوئے جب جنرل موصوف ایک معمولی سپاہی تھے تو مجوبا ہل کی جنگ مین اُن کی عینک جاتی رہی تھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی بوئر نے اٹھا لی تھی۔ اور چونکہ عینک اسکی آنکھہ مین لگتی تھی۔ لہذا اس نے اُسکو بیس برس تک استعمال کیا۔ سال حال کے شروع مین ایک مردہ بوئر کے کوٹ سے یہ یہ عینک برآمد ہوئی۔ چونکہ عینک کے خانہ پر جنرل ہملٹن کا نام تھا۔ اس لئے اپنے اصلی مالک کے پاس پہنچا دیگئی۔ منہ

تمباکو نوشی کی ممانعت

جش مین تمباکو نوشی داخل جرم ہے وہان ۱۶۴۲ء سے تمباکو نوشی کی قانونی ممانعت ہے پہلے یہ صرف پادریوں کے لئے تھی۔ مگر بعد سب کے لئے ہو گئی حتیٰ کہ فی زمانہ غیر ملک کے باشندے بھی جش مین

رجسٹرڈ ایل ۷۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم۔ انّ اللہ لا یغیّر ما بقومٍ حتّیٰ یغیّروا ما بانفسہم

قیمت پیشگی عوام سے سالانہ ؎ خواص اور معاونین سے ؎ ہندوستان سے باہر ؎

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

رمضان شریف ۱۳۱۹ھ

نمبر ۴۷	دار الامن و الامان قادیان ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء	جلد ۵

کلماتِ طیبات
حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

بدی ایک ایسا ملکہ ہے جو انسان کو ہلاکت کیطرف لے جاتا ہے اور دل بے اختیار ہو ہو کر قابو سے نکل جاتا ہے خواہ کوئی یہ سمجھے کہ شیطان حملہ کرتا ہے خواہ کسی اور طرز پر اسکو بیان کیا جاوے یہ ماننا پڑے گا کہ آجکل بدی کا زور ہے اور شیطان اپنی حکومت و سلطنت کو قائم کرنا چاہتا ہے بدکاری اور بیحیائی کے دریا کا بند ٹوٹ پڑا ہے اور وہ اطراف میں طوفانی رنگ میں جوش زن ہے پس کسقدر ضروری ہے کہ اللہ تعالے جو ہر مصیبت اور مشکل کیوقت انسان کا دستگیر ہوتا ہے اسوقت اُسے ہر بلا سے نجات دے چنانچہ اُس نے اپنے فضل سے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے، دنیا نے اس سیلاب سے بچنے کے واسطے مختلف حیلے نکالے ہیں اور جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے عیسائیوں نے جو کچھ پیش کیا ہے وہ ایک ایسی بات ہے کہ جس کے بیان کرنے سے بھی شرم آتی ہے۔ پھر اس کا علاج کیسی آسانی سے خدا نے انسان کی فطرت ہی میں رکھا ہوا ہے یعنی یہ کہ وہ مفید اور نفع رساں چیزوں کیطرف رغبت کرتا ہے اور مضر اور نقصان رساں چیزوں سے دور بھاگتا ہے اور نفرت کا اظہار کرتا ہے دیکھو سونے اور چاندی کو اپنے لیے مفید سمجھتا ہے تو اسکی طرف کیسی رغبت کرتا ہے اور کن کن محنتوں اور مشکلات سے اسے بہم پہونچاتا ہے اور پھر کن حفاظتوں سے اسے رکھتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص سونے چاندی کو تو پھینکدے اور اس کے بجائے مٹی کے بڑے بڑے ڈھیلے اُٹھا کر اپنے صندوقوں میں بند کر کے انکی حفاظت کرنے لگے تو کیا ڈاکٹر اسکی دیوانگی کا فتوی نہ دینگے؟ ضرور دینگے۔

اسی طرح

پر جب ہمیں یہ محسوس ہو جاوے کہ خدا ہے اور وہ بدی سے نفرت کرتا اور نیکی کو پیار کرتا ہے اور نیکیوں کو عزیز رکھتا ہے تو ہم دیوانہ وار نیکیوں کی طرف دوڑینگے اور گناہ کی زندگی سے دور بھاگیں گے یہی ایک اصول ہے جو نیکی کی قوت کو طاقت بخشتا اور نیکی کے قویٰ کو تحریک دیتا ہے اور بدی کی قوتوں کو ہلاک کرتا اور شیطان کی ذریت کو شکست دیتا ہے۔

جب واقعی طور پر اس آفتاب کی طرح جو اسوقت دنیا پر چمکتا ہے خدا پر ہمیں یقین حاصل ہو جاوے اور ہم خدا کو گویا دیکھ لیں تو یقیناً ہماری سفلی زندگی پر موت وارد ہو جاتی ہے اور اس کے بجائے ایک آسمانی زندگی پیدا ہو جاتی ہے جیسے انبیا علیہم السلام اور دوسرے راستبازوں کی زندگیاں تھیں۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ خدا کی رحمت فرمانبرداروں اور راستبازوں پر ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کے حضور نیکی اور پاکیزگی کا تحفہ لے کر جاتے ہیں اور شرارتوں اور بدکاریوں سے اس لیے دور رہتے ہیں کہ وہ جانتے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ سے بعد اور حرمان کا موجب ہیں۔ ایسے لوگ ایک پاک چشمہ سے دھوئے جاتے ہیں جس کا

دھویا ہوا پھر کبھی میلا اور ناپاک نہیں ہوتا اور انہیں وہ شربت پلایا جاتا ہے جس کے پینے والا کبھی پیاسا نہیں ہوتا انہیں وہ زندگی عطا ہوتی ہے جس پر کبھی موت **موت** وارد نہیں ہوتی انہیں وہ جنت دیا جاتا ہے جس سے کبھی نکلنا نہیں ہوتا برخلاف اس کے وہ لوگ جو اس چشمہ سے سیراب نہیں ہوتے اور خدا کے ہاتھوں ہی جس کا مسح نہیں ہوتا وہ خدا سے دور جاتے ہیں اور شیطان کے قریب جاتے ہیں انہوں نے خدا کی طرف آنا چھوڑ دیا ہے + اور یہی وجہ ہے کہ نہ ان میں تسلی کی کوئی راہ باقی ہے نہ ان کے پاس دلائل ہیں اور نہ تاثیرات۔

ایک عیسائی سے اگر پوچھا جاوے کہ تو جو دعویٰ کرتا ہے کہ مسیح کے خون سے میرے گناہ پاک ہو گئے ہیں تیرے پاس اس کا کیا ثبوت ہے؟ وہ کونسے خوارق العادت امور تجھ میں پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے ایک غیر معمولی حد تک ترسی اور نیکوکاری کی روح تجھ میں پھونک دی ہے تو وہ کچھ جواب نہ دے سکے گا **برخلاف اس کے اگر کوئی مجھ سے پوچھے تو میں اس کو ان خارق عادت امور کا زبردست ثبوت دے سکتا ہوں اور اگر کوئی طالب صادق ہو اور اس میں شتاب کاری اور بدظنی کی قوت بڑھی ہوئی نہ ہو تو میں اسے مشاہدہ کرا سکتا ہوں۔**

بعض امور ایسے ہوتے ہیں کہ اگر ان کے دلائل نہ بھی ملیں تو ان کی تاثیرات بجائے خود ان کو قائل کر دیتی ہیں اور وہی تاثیرات دلائل کے قائمقام ہو جاتی ہیں + کفارہ کے حق ہونے کے اگر دلائل عیسائیوں کے پاس نہیں ہیں جیسا کہ وہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ بھی ایک راز ہے تو ہم پوچھتے ہیں کہ وہ ان تاثیرات ہی کو پیش کریں جو کفارہ کے اعتقاد نے پیدا کی ہیں۔ یورپ کی اباحتی زندگی دور سے ان تاثیرات کا نمونہ دکھا رہی ہے۔ اس سے بڑھ کر وہ کیا پیش کریں گے اور یہ ایک عقلمند کے سمجھ لینے کے واسطے کافی ہے کہ کیا اثر ہوا؟

ایک اور بات ہے جو یاد رکھنے کے قابل ہے۔ جس پر غور نہ کرنے کی وجہ سے بعض آدمیوں کو بڑے بڑے دھوکے لگے ہیں اور وہ جادۂ مستقیم سے بھٹک گئے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ انسان کی پیدائش ایک قسم کی نہیں ہے۔

جیسا بوٹیاں ہزاروں قسم کی ہوتی ہیں اور جمادات میں بھی مختلف قسمیں پائی جاتی ہیں کوئی چاندی کی کان ہے کوئی سونے کی کوئی پیتل اور لوہے کی اسی طرح پر انسانی فطرتیں مختلف قسم کی ہیں۔ بعض انسان اس قسم کی فطرت رکھتے ہیں کہ وہ ایک گناہ سے نفرت کرتے ہیں اور بعض کسی اور قسم کے گناہ سے۔

مثلاً ایک آدمی ہے کہ وہ چوری تو کبھی نہیں کرتا لیکن زناکاری اور اور قسم کی بے حیائی اور بے باکی کرتا ہے یا ایک زنا سے تو بچتا ہے لیکن کسی کا مال مار لینے یا خون کر دینے کو گناہ ہی نہیں سمجھتا اور بڑی دلیری کے ساتھ ایسی بیہودہ بات اور افعال کا مرتکب ہوتا ہے + غرض ہر ایک آدمی کو جو دیکھتے ہیں تو اسے کسی نہ کسی قسم کے گناہ میں مبتلا پاتے ہیں اور بعض حصوں میں اور بعض قسم کے گناہوں میں بالکل معصوم ہوتے ہیں۔ ایسی جس قدر افراد انسانوں کے پائے جاتے ہیں ان کی بابت ہم کبھی بھی قطعی اور یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ وہ سب کے سب ایک ہی قسم کے گناہ کرتے ہیں نہیں بلکہ کوئی کسی میں مبتلا ہے کوئی دوسرے میں گرفتار ہے۔ کسی قوم کی بابت وہ مغرب میں ہو یا مشرق میں ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ بالکل گناہ سے بچی ہوئی ہے صرف اس قدر تو مانیں گے کہ وہ فلاں گناہ وہ نہیں کرتی مگر یہ کبھی نہیں کہہ سکتے کہ بالکل نہیں کرتی۔ یہ فطرۃ اور یہ قوت کہ بالکل گناہوں سے بیزاری اور نفرت پیدا ہو جاوے **سچی تبدیلی کے بغیر کسی کو مل نہیں سکتی اور اسی تبدیلی کو پیدا کرنا ہمارا کام ہے۔**

جو لوگ صدق دل اور اخلاص کے ساتھ صحت نیت اور پاک ارادہ اور سچی تلاش کے ساتھ ایک مدت تک ہماری صحبت میں رہیں تو ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی تجلیات کی چمکار سے ان کی اندرونی تاریکیاں کو دور کر دے گا اور انہیں ایک نئی معرفت اور نیا یقین خدا پر پیدا ہوگا اور یہی وہ ذریعے ہیں جو انسان کو **گناہ کے زہر کے اثر** سے بچا لیتے ہیں اور اس کے لیے تریاقی قوت پیدا کر دیتے ہیں۔ یہی وہ خدمت ہے جو ہماری سپرد ہوئی ہے **اور اسی ایک ضرورت کو میں پورا کرنا چاہتا ہوں جو انسان اس زنجیر اور قید سے نجات پانی ضرورت محسوس کرتا ہے جو گناہ کی زنجیر ہیں ان اسی طریق پر چلیں۔**

پس اگر کوئی قصے کہانیوں کو ہاتھ سے پھینک کر اور ان وہمی حیلوں اور خیالی ذریعوں کو چھوڑ کر کہ کیسی خودکشی بھی گناہ سے بچا سکتی ہے صدق اور اخلاص سے یہاں رہے تو وہ **خدا کو دیکھ لے گا** اور خدا کو دیکھ لینا ہی گناہ پر موت وارد کرتا ہے ورنہ اتنی ہی بات پر خوش ہو جانا کہ فلاں گناہ مجھ میں نہیں ہے یا فلاں عیب سے میں بچا ہوا ہوں حقیقی نجات کا وارث نہیں بنا سکتا۔ یہ تو ایسا ہی ہے کہ کسی نے اسٹرکنیا کھا کر موت حاصل کی اور کسی نے سم الفار یا دام کے زہر سے جان دے دی۔ ہم کو اس سے کچھ غرض نہیں ہے کہ عیسائیوں کے طریق نجات پر یا کسی اور مذہب کے پیش کردہ دستور پر کوئی لمبی چوڑی بحث کریں

تجربہ اور مشاہدہ خود گواہ ہے۔ ہم تو صرف وہی طریق بتانا چاہتے ہیں

جو خدا نے ہمیں سمجھایا ہے

اور جس طریق پر ہمیں اطلاع دی ہے پس گناہوں سے بچنے کا **سچا طریق** جو مجھے بتایا گیا ہے اور جسکو کل انبیا کی پاک جماعت نے اپنے اپنے وقت پر دنیا کے سامنے پیش کیا ہے وہ یہی ہے کہ انسانی جذبات پر انسان کو اسی وقت کامل فتح مل سکتی ہے اور شیطان اور اسکی ذریت کی شکست کا وہی وقت ہو سکتا ہے جب انسان کے دل پر ایک **درخشاں یقین** نازل ہو کہ **خدا** ہے اور اسکی پاک صفات کے صریح خلاف ہے کہ کوئی گناہ کرے۔ اور گنہگاروں پر اسکا غضب بھڑکتا ہے اور پاکبازوں کو اسکا فضل و رحمت ہر بلا سے نجات دیتے ہیں۔

اور یہ **معرفت** اور یہ **یقین** حاصل نہیں ہو سکتا جب تک اُن لوگوں کے پاس ایک عرصہ تک نہ رہیں جو خدا تعالے سے ایک شدید تعلق رکھتے ہیں اور خدا سے لے کر مخلوق کو پہنچاتے ہیں۔

بس یہی ہماری غرض ہے

جو لیکر ہم دنیا میں آئے ہیں

اور اسی کو ہمنے آپکو سنا دیا ہے

اب آپ اسپر غور کریں اور جو سوال آپ کو اسپر ہو وہ آپ بیشک کریں

حضرت اقدس نے اپنی تقریر کا ایک حصہ یہاں ختم کر دیا اور جناب مولوی محمد علی صاحب کو ایما فرمایا کہ وہ انگریزی میں اس کا ترجمہ کر کے ان کے بخوبی ذہن نشین کر دیں۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف نے جس خوبی سے اس مضمون کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے اپنے طور پر مسٹر ڈی ڈکسن صاحب کو سنایا اسکا لطف وہی لوگ اٹھا سکتے تھے جو اُسوقت ساتھ تھے اور انگریزی زبان سمجھ سکتے تھے

ہم بیرپا دل کے ساتھ اعتراف کرتے ہیں کہ جو تقسیم اس مضمون کی مولوی صاحب نے اُسوقت کی اور جس عمدگی کے ساتھ انہوں نے اسکو ادا کیا وہ بھی ربانی تائید کے بدون ممکن نہیں ہم اس تقریر کا ترجمہ تو یہاں کسی طرح سے نہیں دے سکتے اور نہ اسکی ضرورت ہے کیونکہ وہ مندرجہ بالا تقریر ہی کا ماحصل تھا مگر ہم ناظرین پر اپنے خیال میں ظلم کرینگے اگر انکو اس تقسیم مضمون سے محروم رکھیں اسلیے ہم ان حصص کا خلاصہ دیدیتے ہیں جو تقسیم مضمون میں انہوں نے کیے۔

اول۔ صاحب موصوف کو یقین دلایا کہ آپکے مہمان ہونے کی صورت میں ہم آپ کو ایک تحفہ دینا چاہتے ہیں اور وہ تحفہ یہ تقریر ہے کہ گناہ سے بچنے کا طریق آپ کو بتاؤں اس لیے بھی کہ انبیا علیہم السلام کی بڑی غرض یہی امر ہوتا ہے اس لیے ہی یہ مضمون آپکو سنانا چاہتا ہوں۔

دوم۔ گناہ سے نجات پانے کی ضرورت عالمگیر ضرورت ہے اور ہر قوم و ملت کے لوگوں نے اسکو محسوس کیا ہے اور اس کے لیے مختلف طریقے تجویز کیے ہیں۔ ان طریقوں کا تجویز کرنا اور اس ضرورت کو محسوس کرنا بتاتا ہے کہ گناہ سے بچنے کی ضرورت انسانی فطرۃ کا تقاضا ہے۔

سوم۔ جو طریقے گناہ سے بچنے کے لیے ایجاد کیے گئے ہیں وہ ناکافی ثابت ہوئے ہیں مثال کے طور پر عیسائی مذہب کے کفارہ کا طریق کوئی مفید اثر پیدا نہیں کر سکا۔

چہارم۔ جب گناہ سے بچنے کی ضرورت فطرتی طور پر محسوس ہوتی ہے پھر اسکا اصل علاج کیا ہے۔

پنجم۔ اصل علاج گناہ سے بچنے کا یہی انسانی فطرت میں ایک اصول اور نمونہ رکھنا ہے۔

ششم وہ نمونہ یہ ہے کہ انسان مفید چیزوں کی رغبت کرتا ہے اور مضر سے دور بھاگتا ہے۔ پس گناہ کے مضار کا علم اور نیکی کے مفاد کی معرفت ضروری ہے جو خدا پر سچے یقین سے پیدا ہوتی ہے۔

ہفتم۔ یہ معرفت کیونکر ہو۔ اور سچا یقین خدا تعالے پر کیسے پیدا ہو؟ یہ خدا تعالیٰ کے ماموروں برگزیدوں کی صحبت میں رہنے سے ملتی ہے۔

ہشتم۔ اسوقت بھی خدا تعالیٰ نے ایک سلسلہ قائم کیا ہے جو اب بھی گناہ سے نجاۃ پانیکی راہ بتاتا ہے۔

نہم۔ وہ سلسلہ میرا سلسلہ ہے اور خدا نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے۔

غرض ہمارے خیال میں یہی تقسیم ان کی بیان کی تھی۔ اس کے متعلق مفصل تقریر اوپر ہم نے درج کر دی ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے جب یہ تقریر بیان کر دی۔ اور مندرجہ بالا امور پر بحث کر چکے تو مسٹر ڈکسن نے اپنا سلسلہ کلام اس سوال سے شروع کیا۔

مسٹر ڈکسن: کیا خدا اس جہان میں سزا دیتا ہے یا دوسرے جہان میں

حضرت اقدس نے اس سوال کا جو جواب دیا اس کے سننے کے لیے ناظرین کو کسی دوسری اشاعت الحکم کا شوق سے انتظار کرنا چاہیے۔ اور دعا کریں کہ خاکسار ایڈیٹر اسے پیش کر سکے کیونکہ ساری توفیقیں خدا ہی کے ہاتھ میں ہیں۔

آغاز کردہ ام تو رسانی بہ انتہا

جیسا گذشتہ ہفتہ میں اطلاع دیجا چکی ہے الحکم کا یہ اشو اس سال کو رخصت کرتا ہے اور خدا تعالے کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے آیندہ سال کے لیے قوم اور ملک کی خدمت اور سچی بھلائی کے پاک ارادوں کی توفیق کی دعا کرتا ہے۔ خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک کو اس پاک سلسلہ کی خدمت کی ہر پہلو سے جو کسیکو مل سکے توفیق ملے۔

الطاعون

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله و سلام على عباده
حمد مر خدا را و سلام بر بندگان
خدا کی حمد اور اس کے برگزیدہ
الذين اصطفى. اما بعد
برگزیدہ و سے ۔ اما بعد
بندوں پر سلام
فاعلموا ايها الاخوان اولو
اے برادران دانشمند خدا
بھائیو اے دانشمندو خداتعالے
النهى رحمكم الله في الاولى
در ہر دو جہان بر شما رحم فرماید
تم پر دونوں جہانوں میں رحم
والاخرى. ان الطاعون
بدانید که طاعون
کرے طاعون نے تمہارے
قد حلت بلادكم. وفلت
در شہرہاے شما رخت اقامت
شہروں میں ڈیرے ڈالدیے اور تمہارے
اكبادكم. وتخطف كثيرا
انداختہ و جگرہای شمارا پارہ پارہ کردہ ست۔ و بسیارے
جگروں کو پارہ پارہ کردیا اور تمہارے بہت
من احباءكم و اباءكم و
را از دوستان و پدران و
سے دوستوں باپوں بیٹوں
ابناءكم. و بناتكم و نساءكم
پسران و دختران و زنان
بیٹیوں اور جوروں اور ہمسایوں
و جيرانكم و خلانكم.
و ہمسایگان از شما ربودہ
کو اچک کر لے گئے۔

ولكم فيه بلاء عظيم. من
درین مصیبت برائے شما از خداوند دانا
اور تمہارے لیے اس میں خداوند علیم حکیم کی طرف سے
الله العليم الحكيم. ولا
و مہربان آزمایش بزرگ ست۔ و ہر
بڑا ابتلا اور امتحان ہے اور
ينزل بلاء الا بسبب من
بلاے را کہ نازل می شود
جو بلا نازل ہوتی ہے اسکے چار ہی
الاسباب الاربعة. وكذلك
چار سبب است و از
سبب ہوتے ہیں اور ابتدائے
جرت سنة الله من بدء الفطرة
آغاز آفرینش سنت خداوندی ہمیں طور جاری ست
فطرت سے خدا کی سنت اسی طرح جاری ہے
الاول اذا تخطى الناس مراضى
اول آنکہ چون مردم از راہ رضای حق
پہلا یہ ہے کہ جب لوگ خدا کی خوشنودی کی راہوں سے
الله و اتلفوا حقوقه بترك
دور افتند و عفت و عبادت را ترک
نکل جاتے اور عفت اور عبادت کو چھوڑ کر
العبادة والعفة. وجعلوا
گفتہ حقوق وے را ضائع سازند و زندگی
اسکے حقوق تلف کر دیتے ہیں اور خودی
يعيشون بطرا و فخرا. ولا
در خودبینی و ناسپاسی و پندار بسر برند
اور گھمنڈ میں زندگی بسر کرتے ہیں اور آخرت
يلتفتون الى الاخرة. ولا
و نگاہے بسوے آخرة نکنند و از ارتکاب
کیطرف دھیان نہیں کرتے اور فسق و
يبالون فسقا و فجورا ولا يقومون
فسق و فجور باکے ندارند و در رعایت حدود
فجور کی پروا نہیں کرتے اور خدا کی حدوں
على حدود حضرة العزة. و
خداوندی بجا نیاورند و
کی پاسداری نہیں کرتے اور اسکے
يداوسون احكامه ويفسقون
احکام وے را در زیر پا سپرند
حکموں کو پامال کرتے اور اسکے سامنے
امامه ويعضبونه بالاصرار
وبپیش دیدہ وی سیاہ کاریہا مکنند دا زیا
بدکاری کرتے اور کھلم کھلا جرموں پر اصرار کرکے

على الجرائم الفاحشة. الثانى
فشردن در راہ گناہان بزرگ وی را بخشم آورند سوم
اسے غصہ دلاتے ہیں۔ دوسرا
اذا لم يطيعوا اولى الامر
آنکہ چون سر از اطاعت آن اولی الامران
جب لوگ ان اولوالامروں کی نافرمانی
الذين يدعونهم الى المصالح
بیرون کشند کہ ایشان سوی مصالح
کرتے ہیں جو مصلحت الہی سے انہیں
الدينية والدنيوية وقد
دنیا و دین می خوانند و مصلحت
دیئے جاتے ہیں اور رعیت کے انہار
او توهم بالمصلحة الالهية
ایزدی اوشان را بر سر ایشان
غلہ کے لیے بچائے ہوئے
وجعلوا كر و تمم لعرصة الرعية
مسلط گردانیدہ و اوشان در حق رعیت بمنزلہ
ہوتے ہیں
وكذلك اذا عصوا ملوكهم
و رعایا مفسد و باغی گردد و پا از جادہ فرمان
اور رعایا مفسد اور باغی بن جاتی اور
وافسدوا و بغوا وخرجوا من
نہ پیری بیرون نہد
اطاعت کی رسی اتار ڈالتی ہے
ربقة الاطاعة. ومانصروهم
و در امور معروفہ و
اور معروف باتوں اور جائز امروں
في المعروف والامور المندوبة
مندوبہ مددگار آن حکام نباشد
میں انکی مدد نہیں کرتی
وظنوا فيهم ظن السوء وقلبوا
و در حق ایشان گمان بد را در دل راہ
اور انکی نسبت بدگمانی کرتی اور لڑائی
امورهم بالمعارضة والمقابلة
بدہد و از راہ ستیزہ و آویزہ کار و بار
اور مقابلہ کرکے ان کے معاملات کو درہم
و المجادلة. وما اذ بوهم
ایشان را شیرازہ وا بکند و در رنگ
برہم کرتی ہے اور نا داروں اور
وما انقادوا و امرهم
سعادتمندان و فاکیشان با ایشان
سعادتمندوں کی طرح اس بارے

کاھل الوفاء و السعادة ۔ و
دفتارنہ نماید واز قبول احکام ایشان
پیش نہیں آتی اور ان کے حکموں کو
ارادوا ان یقطعوا ما وصل
سرباز بزنند و بخواہد کہ آں چیزرا ببرد کہ خدا
نہیں مانتی اور خدا کے جوڑے ہوئے کو
الله و یدفعوا ما اتاہ الله
پیوستن آنرا می خواہد وآں چیزرا دفع بکنند کہ خدا
کاٹنا چاہتے اور دفع کرتے ہیں اس شے
بالحکمة العظیمة ۔ الثالث
آنرا نظر بر مصالح بزرگ آوردہ سوم آنکہ
کو جسے خدا بڑی بھاری مصلحت سے لایا ہے ۔ تیسرا
اذا اصتوا بقبول امام بعث
چوں در قبول کردن آں امام بخل بورزند کہ
جب لوگ اس امام کے قبول کرنے میں بخل
علی راس المائة ۔ وارسل
بر سر صد مبعوث شدہ و با دلائل
کریں جو صدی کے سر پر مبعوث ہوا ۔ اور روشن
بالدلائل الساطعة ۔ وجحدوا
روشن آمدہ و دانستہ
دلیلوں کے ساتھ اسے بھیجا گیا ہو اور جان بوجھ کر
بآیاتہ و استیقنتھا انفسھم
از بخل و کمینگی نشانہائے وے را انکار
بخل اور کمینہ پن سے اس کے نشانوں کا انکار
بالبخل والدناءة ۔ واذوہ
بنمایند و بیرا آزار
کریں اور اس کی ایذا دہی
وحقروہ و کفروہ وارادوا
و تکفیر و تحقیرش کمر بہ بندند و بخواہند
اور تحقیر اور تکفیر کریں اور تیغ و سنان
ان یقتلوہ بالسیوف و
کہ با تیغ و سنانش بکشند
سے اسے مار ڈالنا چاہیں ۔
الاسنة ۔ ورفعوا الامر
و از بیداد و ستم سگالی
اور ظلم اور فریب سے
الی الحکام ظلما وزورا
قضیہ ما را بہ حکام ببرند
حکام تک مقدمے لیجائیں
واخفوا وجہ الحقیقة ۔
و بر چہرہ حقیقت کار پردہ ہا بیگفنند ۔
اور اصل بات کو پوشیدہ کردیں

الرابع اذا صار الناس کدود
چہارم آنکہ چوں مردم مانند مور و مار
چوتھا سبب کہ لوگ کیڑوں مکوڑوں کی
یاکل بعضہ بعضا وما بقی
و دد و دام یکدیگر را بخورند و نشانے
طرح ایک دوسرے کو کھانے لگ جائیں
فیھم ذرة من الرحمة ۔ ولم
از رحم در دل شاں نماند و رحم
اور ذرا بھی رحم انہیں نہ رہے اور مخلوق
یبق فیھم رحم علی
آوردن بر خلق
پر ترس کھانا
الخلیقة ۔ وما رعوا حق الصغار
و پاس حق کوچک و بزرگ
اور چھوٹے بڑے کی حق کی رعایت
ولا حقوق العلیة ۔ فھذہ
را بگذارند آگاہ باشید
ترک کر دیں یاد رکھو
اربع من علل الطواعین
کہ طاعون نابود سازندہ خانہ براندازرا
نابود کرنیوالی طاعون کے یہی چار
الحاطمة ۔ نسئل الله ان
ہمیں چار سبب است ۔ از خدا مسئلت می نمائیم
سبب ہیں ہم خدا سے دعا کرتے
یحفظنا واحبابنا منھا بالفضل
کہ ما را و دوستان ما را بفضل و کرم خویش
ہیں کہ وہ ہمیں اور ہمارے دوستوں کو فضل سے
والرافة ۔ وعندی شر الاسباب
از اں نگہ بدارد ۔ و ہمیں سبب ہائے بد در
اس سے محفوظ رکھے اور میرے نزدیک یہی
ھی ھذہ ولا یعرفھا الا
گمان من است و ے دانشمندان بیچ
بڑے سبب ہیں مگر دانشمندان اسباب کو
ذووا الفطنة ۔ فاتقوا الله
بفہم آں سے برند ۔ پس از خدا بترسید
سمجھتے ہیں ۔ سو خدا سے ڈرو
ولا تقربوھا ان کنتم
و اگر سلامت می خواہید بہ گرد ایں
اور سلامتی چاہتے ہو تو ان
تریدون طرق السلامة ۔
اسباب مگردید
سببوں کے نزدیک نہ جاؤ ۔

وقد قلت من قبل فما
و من پیش ازیں بار نیز بشما گفتم لیکن شما
اور میں نے اس سے پہلے بھی کہا مگر تم نے
اصغیتم ۔ وھدیت فما
گوش نہ کردید ۔ و راہ بشما نمودم و شما
کان نہ دھرے اور میں نے راہ بتائی
اھتدیتم ۔ واریت فما رأیتم
ہدایت نیافتید ۔ و شما را وانمودم و شما ندیدید
پر تم نے ہدایت نہ پائی اور میں نے تمکو دکھایا پر
والیوم القی فی روعی ان
امروز در دلم انداختند کہ آں وصیت را
تم نے نہ دیکھا آج میرے دل میں آیا ہے
اکرر تلک الوصیة ۔ واستخلص
بر شما تکرار کنم و برائے استخلاص بریت
کہ پھر ایک دفعہ تمہیں وصیت کردوں
باتمام الجھد لنفسی البریة
نفس خود بجھے درست آورم
اور اپنی بریت کے لیے حجت پیدا کروں ۔
فاسمعوا ولا تعرضوا ۔ واتقوا
پس بشنید و روبرتابید واز خدا بترسید
سنو اور منہ نہ پھیرو اور خدا سے ڈرو
ولا تفسقوا ۔ وقوموا لله و
واز فرمان و سر باز نزنید و برائے خدا ایستادہ
اور اس کے حکموں کو نہ توڑو اور خدا
لا تقعدوا واطیعوا ولا
باشید و سست منشینید و گفتار مرا بپذیرید و
کے لیے کھڑے ہو جاؤ اور سست مت بیٹھو اور
تتمردوا ۔ واذکروا الله ولا
ترک سرکشی بکنید و خدا را یاد آورید واز غفلت
کہا مانو اور سرکشی نہ کرو اور خدا کو یاد کرو اور
تغفلوا ۔ واعتصموا بحبل الله
باز آئید و ہمہ فراہم شدہ ریسمان خداوندی
غفلت چھوڑ دو اور سب ملکر خدا کی رسی کو
جمیعا ولا تفرقوا ۔ وزکوا
پنجہ بزنید و پراگندہ و پریشان نشوید و نفسہائے
پکڑ لو ۔ اور فرقہ فرقہ نہ بنو اور اپنے نفسوں کو
نفوسکم ولا تدنسوا ۔ و
خود را پاک بکنید و آلودہ و چرکین مگردید و
پاک کرو اور میلے کچیلے نہ رہو اور اپنے
طھروا بواطنکم ولا تلطخوا
باطنہائے خود را صاف بنمائید واز آلودگی ہا بپرہیزید
باطنوں کو پاک کرو اور آلودگی سے بچو

واعبدوا ربکم مخلصین
پروردگار خود را پرستید و با وے کسی را
اور اپنے رب کی عبادت کرو اور شرک
ولا تشرکوا - وتصدقوا ولا
انباز نسازید - و از مال خود صدقات بخشید
نہ کرو اور صدقے دو اور
تبخلوا - واصعدوا الی السماء
بخیل نباشید و کوشش کنید که بر آسمان بالا
بخیل نہ بنو اور آسمان پر چڑھنے کی کوشش کرو
والی الارض لا تخلدوا -
روید و بر زمین سر فرود نیارید -
اور زمین کی طرف نہ جھکو
وارحموا ضعفائکم فی الارض
و بر زیر دستان بخشائید
اور ضعیفوں پر رحم کرو
ترحموا فی السماء وتنصروا -
تا بر شما بخشایش آورند و
تاکہ تم پر بھی آسمان میں رحم کیا جاوے۔
واطیعوا الله وملوککم
و فرمانبرداری خدا و شاہان خود بر دوش
اور خدا اور اپنے بادشاہوں کی اطاعت کرو
ولا تفسدوا - ولا تخالفوا الحکام
بردارید و شور و فساد برپا مکنید و در پیش احکام
اور فساد نہ کرو اور حکام کے حکموں اور فیصلوں
فی احکامهم وقضاءهم و
و فرامین و امضاہائے حکام سرتابی
اور پروانوں وغیرہ میں انکی مخالفت
فصلهم وامضاءهم - ولا
نمی نمائید - و خلاف
نہ کرو اور انکی رضا کے خلاف ایک
تقدموا القدم ولا تؤخروا
رضائے ایشاں گامے پیش و پس ننهید
قدم بھی آگے پیچھے نہ رکھو
خلاف رضاءهم - واذا امرتم
در گاه فرمانے
اور جب کوئی انکی طرف سے حکم
فاحضروا ولا تقوموا کسالی
از سوئے ایشاں فرا رسد در ساعت بیائید و بر آواز
آوے تو حاضر ہو جاؤ اور انکے بلانے پر سست اور بار
عند دعائهم - ولا تجاوزوا
ایشاں کوفتہ و خستہ وا منشینید - و خلاف قوانین
کھائے ہوئے نہ ہو - اور انکے قانونوں کی

قوانینهم - ولا تقربوا توهینهم
ایشاں راه نروید و توہین و اہانت ایشاں
خلاف ورزی مکرو اور انکی توہین نہ کرو
واذا اشرتم الی خدمة فسارعوا
روا مدارید و چوں خدمتے بشما تفویض کنند در بجا
اور جب کوئی خدمت تمہیں سپرد کیجائے تو بہت جلد
الی الامتثال - واسعوا ولو
آوردنش بجان و دل بکوشید اگرچہ برقلہ
حکم مانو اور اسکے پورا کرنیکی سعی کرو خواہ
علی قنن الجبال - ولا تخنتوا
کوہہائے بلند بر آمدن ضرورت افتد - و چوں جاہلاں
پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھنا پڑے اور جاہلوں کی
معاذیر کالجهال - ولا تابوا
بہانہ پیش نیاورید و چوں دوں
مانند عذر نہ تراشو اور جب پہلو
کالقوم الارذال - واعلموا
ہمتاں سرباز نزنید و بدانید
کہ سلامتی حکموں کے قبول کرنے
ان السلامة کلها فی قبول
کہ سلامت در قبول احکام است
میں ہے
الاحکام والملامة کلها
و ملامت در
اور ملامت نافرمانی اور
فی الاباء والخصام - وانا
نافرمانی و پیکار کردن - و ما
جھگڑے میں ہے اور ہم
نشکر الله علی ما من علینا
سپاس خدا بجا می آریم کہ ما را در زیر سایہ
خدا کا شکر کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں
بعهد السلطنة البرطانیة
عہد سعادت مہد دولت برطانیہ جا گرفت فرموده
سلطنت برطانیہ کا عہد بخشا
وافاض علینا بتوسطها انواع
و بتوسط ایں دولت بزرگ در حق ما
اور اس کے ذریعہ سے بڑی بڑی
الآلاء بالالطاف الرحمانیة -
مہربانی ہا کرده
مہربانیاں اور فضل ہم پر کیے
فوجدنا بقدومها انواع النعم -
از قدوم ایں دولت عظمی نعمتہا دیدیم،
ہم نے اس سلطنت کے آنے سے انواع اقسام کی
نعمتیں پائیں

وهذب قومنا وعلموا واخرجوا
قوم ما بحلیہ علم و ادب
ہماری قوم نے علم اور تہذیب سیکھی اور بہائم
من عیشة النعم - ونقلوا الی
آراستہ شده و از طور زندگی
کی زندگی سے نکلنا ہمیں نصیب ہوا اور دیوانی
الکمالات الانسانیة - من
بہائم بیروں آمدن و بر ما میسر آمده و پوشش
جذبوں سے نکل کر انسانی کمالات پر
الجذبات الحیوانیة - فحصل
جذبات حیوانیہ را از تن دروں کرده حلہ
پہونچنا میسر آیا۔ سو ہمیں امن
لنا امن وامان فوق الامل
فاخرہ کمالات انسانی در بر کرده ما را فی الحقیقت
گورنمنٹ کے طفیل امید اور فکر سے
بل فوق حدود الافکار - و
از طفیل ایں دولت کبری بیروں از وہم و گمان
بڑھ کر امن اور امان ملا اب ہم زمین
طفقنا ندلج علی الارض دلج
امن و امان حاصل شده اکنوں ما می توانیم کہ
پیر گایوں کی طرح نہیں بلکہ بار دار اونٹنیوں
الصوار بل کالعشار - بالتؤدة
چوں گاوان بلکہ چوں شتران گشتی با آرام
کی مانند ٹھیرکر وقار اور سہولت سے سفر کرتے ہیں
والهون والوقار - من غیر
و آسانی بر روئے زمین سیر و سیاحت
اور ہمیں ڈاکوؤں اور بد ذات
خوف المتخطفین والشانئین
کنیم و ما را ہیچ باک از رہزنان و بد اندیشان
دشمنوں کا کچھ بھی ڈر نہیں رہا اور ہم
من الاشرار - وندلج وندلج
نیست و در پاره اول شب و
رات کے پہلے حصہ میں اور پچھلے میں
وحدانا فی الفلا وبلا خوف
آخری آں تنہا بخوف و خطر از اغیار
اکیلے بلا خوف و خطر
من الاغیار - واجری الوابورة
و شتر سواری می توانیم کہ راه برویم و جاری شدن
سفر کرتے ہیں اور ریل گاڑی کے چلنے سے
فما بقی حاجة الی القوافل
گاری آتشیں شتران و قافلہ ہا و اسپان
اونٹوں اور قافلوں اور گھوڑوں کی

والفوافل والمحصار فاصلحوا
از کار بر آمدہ اختیج احتیاج باآنہا نماند
کوئی ضرورت نہیں رہی اب مناسب ہے
نیاتکم واحسنوا الظن فی
اکنوں باید کہ نیتہای خود را راست بکنید و در
کہ اپنی نیتوں کو درست کرو اور اس سلطنت
هذه الدولة - وأتوها
حق ایں دولت بزرگ گمان نیک بکنید و با دل
کی نسبت نیک گمان کرو اور صاف دلی
مطیعین بصفاء الطویة
صاف و پاک در حضور وی حاضر بیائید
اور پاک نیت سے اس کے حضور حاضر ہو
ولا تعثوا فی الارض باغین
و چوں باغیان در زمین فتنہ و غوغا مینگیزید
اور زمین میں باغیوں کی طرح فساد کرتے
ولا تشردوا کالطاغین
و ما نند تیہ کاران راہ گریز پیش مگیرید
اور سرکشوں کی طرح بھاگے بھاگے نہ پھرو
واعلموا ان هذه الدولة
و بدانید کہ ایں سلطنت دست نگاہ دارنده
اور خوب سمجھ لو کہ سلطنت نے تمہیں ایذا
کفت عنکم اکف الظالمین
از آزار و ایذائی شما بر بست
دینے سے ظالموں کے ہاتھ بند کر دیے
وایقظتکم بعد ما کنتم
شما در خواب بودید ایں سلطنت شما را بیدار
اور تم سوتے تھے اور اس نے تمہیں جگایا
نائمین - وقامت لحفظکم
ساخت - و در سفر و حضر پاسبانی شما
اور تمہارے سفر اور حضر میں تمہاری
فی تربتکم وغربتکم وجعلت
کرد و چوں شما بیروں برای طلب رزق بروید
پوری نگہبانی کی اور جب تم کہیں کا روزگار
علیکم حافظین عند نجعتکم
و لبسوی خانہ باز می آیید در سیر دو
کرنے اور معاش کی تلاش میں جاتے ہو
ورجعتکم - وکلاءت عرضکم
صورت از طرف حکومت برائی شما
اور پھر وطن کو واپس آتے ہو دونوں
وعرضکم ونولت صحتکم
محافظان معین اند حکومت نگہبانی مال
صورتوں میں گورنمنٹ کی طرف سے بہتر

ومرضکم - وآمنکم وضارت
و آبروی شما کرد چنانچہ بایدبود و در حالت بیماری و
محافظ مقرر ہیں اور اس نے تمہاری آبرو
سببا لزیادة عددکم وعدة
تندرستی از خبرگیری شما کوتاہی نہ کرد
اور مال کی خوب نگہداشت کی اور صحت میں اور
عددکم - وقامت فی کل
و شما را امنے بخشید کہ از واسطہ آں در مال و
بیماری میں تمہاری خبرگیری کی اور تم کو امن بخشا جیسے
مواطن لمددکم وحسن سلوکها
دولت و کثرت نفوس و سامان شما افزونی
سبب ہے تم دولت اور مال میں اور کثرت میں ترقی
فی سککم ومسککم واثبت
پدید آمد و ایں سلطنت در ہر میدان
کر گئے اور یہ سلطنت ہر میدان میں تمہاری مدد کو کھڑی ہوئی
انها لکم کولکم وما منکم - و
بجہت اعانت شما قدم محکم فشرد و با یاران
اور تمہارے یاروں اور دوستوں اور مکانوں کی نسبت خوب سلوک
قد حقت لها علیکم حقوق
شما و جاہای شما حسن سلوک بجا آورد و آشکار کرد
سلوک کیا اور ثابت کر دیا کہ وہ تمہاری پناہ اور جائے
المن - وحفظتکم من الاغارة
کہ او برائی شما جائی پناہ و امن ست - بر گردن
امن ہے اب تم پر اس کے احسان کے حقوق ثابت ہیں
والشن - وادت حق الکلاءة
شما حقوق مست وی ثابت ست - و شما را
اور اس نے تمہیں ڈاکوؤں اور چوروں سے بچایا اور تمہارے
فی مالکم وعیالکم - وصار
محفوظ داشت از غارتگران و تاگر بر سر زندگان
مال و عیال کی نسبت نگہبانی کا حق ادا کر دیا۔ اور
طولها سببا لطول آجالکم - و
و در حق مال و عیال شما حق پاسداری ادا کرد
اس کی مہربانی تمہاری عمروں کی درازی کا سبب ہوئی اور
نالتکم منها عافیة غیر عافیة
و مہربانی و فضل وے سبب درازی عمرہای شما شد
اس سے تمہیں ایسی عافیت ملی جو ستاہ
ورزقتم رفاهیة بلا رجة
وار وی شما را عافیتی بدست آمد کہ ناپدید کنندہ نشانہا
اور پھر یاد کرنے والی نہیں اور تمہیں پوری طرح
کافیة - وکفتکم مخاشی اللأواء
نیست و آرامی ارجپہ تمامتر و پرہ شما آمد
رفاہت حاصل ہوئی اور اس نے تمہیں دکھوں اور

وکنفتکم بغواشی الآلاء
و شما را رستگاری بخشید از جاہای دہشتناک
دردوں کی خوفناک جگہوں سے بچایا اور اپنے
حتی ما ظفر بکم اظفار الاعداء
درد و رنج و با غاشیہ ہای نعمت و مکرمت
فضل و کرم کی حمایت اور پناہ میں لیا اپنے
فلا تخرستکم غشیة فی اداء
شما را در پناہ و سایہ خویش در آورد
حال ہے کہ دشمنوں کی ناخن بیداد کی تم تک رسائی
شکرها - ولا لکنة فی تکرار
تا ایں کہ اکنوں ناخن بیداد دشمنان بشما نمی رسد
نہیں ہو سکتی سو مناسب ہے کہ اس گورنمنٹ
ذکرها - فان جزاء الاحسان
پس گنگ نزد شما بیہوشی در ادائے شکر وی و
کے شکر کے ادا کرنے میں اور ذکر و تذکرہ میں گونگے
احسان - والتغافل من الشکر
گنگلا جی در تکرار ذکر وی - چہ کیفر نیکی نیکی است و چشم
اور بیہوش نہ بنجاؤ اس لئے کہ احسان کا بدلا احسان ہے اور شکر
کفران - ووالله انها لکم من
بر ہم بستن از سپاس گذاری ناسپاسی ست - و سوگند
غفلت کرنا کفران ہے اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں
ایمن العوذ - واغنی عنکم من
بخدا کہ ایں سلطنت بجہت شما تعویذ پر شگرف
کہ یہ سلطنت تمہارے لیے بڑا امن بخش تعویذ ہے اور
لابسی الخوذ - والمحامد کلها
ہمایوں ست و با وجود وے ہیچ حاجت بہ یاوران خود پوش
اسکے ہوتے کسی خود پوش مددگار کی ہمیں ضرورت نہیں
لله علی ما آتانا قیصر لا نقصر
نماندہ و در حقیقت ہر گونہ حمد مر خدای راست کہ مارا قیصر
اور حقیقت میں ساری حمدیں اللہ کیلیے ہیں جسنے ہمیں ایسا
فی تفقد احوالنا - ویسعی
عطا فرمودہ کہ از بازجستن احوال ما دمی غفلت نمی ورزد
قیصر عطا فرمایا جو ہمارے حال کی خبر گیری اور
لیخرجنا من ادحالنا - ورد
و می کوشد کہ مارا از مغاک پستی بیروں آرد و بازرد
پرداخت میں کوئی قصور اور کوتاہی نہیں کرتا
الینا دیننا بعد ما زالت
مہربان دین مارا بما باز داد و بعد از اں کہ ملت
اور کوشش کرتا ہے کہ ہمیں پستی سے باہر لائے
الملة عن اماکنها وجعل
از مکان خود زائل گردیدہ بود و قیصرہ مند
اس نے ہمارا دین ہمیں پھر دیا بعد اس کے کہ

قیصرة الهند وقیصرها کمثل
وقیصر را مامن دے
مذہب اپنے ٹھکانوں سے اکھڑ چکا تھا اور یہی نے
مامنها فهذه رحمة من الرحمن
گردانیده پس این ہمہ رحمت رحمان و منت
قیصرہ ہند اور قیصر کو اسکا مامن بنایا سو یہ
ومنة من المنان - وان العبد
منان ست وثابت
رحمن کی رحمت اور منان کی منت ہے۔ اور اگر بندہ
اذا کان لا یشکر الله عند
کہ چوں بندہ در ہنگام فرود آمدن نعمت شکر
نزول نعمت کے وقت خدا کا شکر نہ کرے
نزول النعماء - فتنزل علیه
خدا نکند البتہ بروے کوفتے
تو بلا اسپر نازل ہوتی ہے
قارعة من البلاء - فلا شك
از بلا نازل می شود۔ پس شک نیست
سو اس میں شک نہیں
ان هذا الطاعون قد حلت
کہ این طاعون از این گناہاں در دیار شما
کہ انہی گناہوں کے سبب سے طاعون نے تمہارے شہروں
دیارکم بهذه الخطیات فانقلوا
فرود آمده پس بسوے طاعت الٰہی
ڈیرہ جمایا ہے اب بہت جلد طاعت کیطرف
الی الطاعات باسرع الخطوات
با گامہائے شتاب وتیز حرکت بکنید
قدم اٹھاؤ اور اپنے آپ کو گناہوں
واحفظوا انفسکم من السیات
وخود از گناہان رستگاری بخشید۔
بچاؤ
وان عملتم علی قولی فانرجی
واگر بر گفتار من عمل کردید امید دارم کہ این
اور اگر تم میری بات پر عمل کرو گے تو مجھ کو امید ہے
ان یدفع منکم هذا البلاء
بلا از سر شما دفع کرده شود وسختی دور شود
کہ یہ درد تم سے دور ہو جائیں گے اور آرام
وتزول الضراء - وتکثر النعماء
و آسانی افزون گردد
اور چین ترقی کرے گا
فاجیبونی ما الاراء - اتقبول
پس جواب بدہید کہ چہ رائے می زنید آیا قبول خواہید
اب جواب دو کہ تمہاری کیا رائے ہے۔ مانتے ہو

منکم او الاباء - وما علاج
آیا انکار می آرید وعلاج طاعون بجز
یا انکار کرتے ہو اور طاعون کا کوئی علاج
الطاعون الا الاتقاء - و
تقوی ورزاری کردن و
بجز پرہیزگاری اور
التضرع والدعاء وترون
ودعا نیست ومی بینید
گڑگڑانے اور دعا کے نہیں اور تم دیکھ رہے ہو
انه نزلت بساحتکم لارداءکم
کہ طاعون برائے ہلاک کردن شما فرود آمده
کہ وہ تمہیں ہلاک کرنے کو تمہاری آنگنوں میں آ
ودنت فناءکم لافناءکم
وبرائے فنا کردن شما در صحن خانہ شما خیمہ زده
اتری ہے اور تمہیں فنا کرنے کو تمہارے
وکاین من اباءکم وابناءکم
وبسیارے از پدران و پسران شما
صحنوں میں داخل ہو گئی ہے اور کسقدر تمہارے
صاروا صیدة فتدبروا
نخچیر وے گردیده اند پس باید کہ بہ
باپ اور بیٹے اسکا شکار ہو گئے سو اپنی انائی
مالکم بدهاءکم - وکم منکم
زیرکی در انجام خود اندیشہ فرمائید وبسیارے
اور زیرکی سے اپنے انجام میں غور کرو
ادخلوا فی جرابه وشواهم
از شما در جوال وی داخل کرده شدند وقضار
اور کتنے تم میں سے اس کے تھیلے میں ڈالدیے
القدر لکبابه - اتعلمون
وقدر ایشان را برائے کباب وے بریان کرد۔ آیا
گئے اور قضا و قدر نے اس کے کباب کیلیے انہیں
من این اثره - وکیف عجره
می دانید کہ این دارو گیرو اثر طاعون از چہ سبب
بریاں کیا۔ تمہیں کچھ علم بھی ہے کہ اس کی ساری
وبجره - فاعلموا انه نتیجة
پس بدانید کہ آں نتیجہ بدکاری
کارروائی کی جڑ کیا ہے سو یاد رکھو کہ یہ سب
فسقکم وفجورکم - فابکوا
وناہنجاری شماست پس گریہ بکنید
نتیجہ تمہارے فسق وفجور کا ہے اب رو
ولیس وقت سرورکم
کہ وقت شادمانی نیست۔
کہ یہ خوشی کا وقت نہیں ہے۔

وطهروا امام الله دخلة
ونہان خود را پیش دیدۂ خدا پاک کنید
اور اپنے اندرونی معاملات کو خدا کے سامنے
امرکم - وادفعوا غیم قمرکم
وابر ماہ خود را دفع بکنید
پاک کرو اور اس ابر کو جو تمہارے چاند پر آگیا ہے
لیبعد الله منکم هذا الذئب
تا خدا این گرگ درشت را از نزد شما
دور کرو اس لیے کہ خدا اس بھیڑیے اور خوفناک
وهذه المفازة - ویهب لکم
دور گرداند و شمارا عزت وبزرگی بخشد
جنگل کو تم سے دور کرے اور تمہیں عزت
الکرامة والعزازة - فقوموا
پس گرد اگرد خانہ خود را رفت وروب نمائید
اور بزرگی عطا کرے۔ اور اپنے گھروں کی ساری
عن انکم واخلعوا الصلف
ولاف وگزاف را ترک بکنید وچارہ کار
طرفوں کو خوب پاک صاف کرو اور لاف
وتلافوا ما سلف - وان لم
گزشتہ بسازید واگر باز نیامدید
وگزاف چھوڑ دو اور جو گذر چکا ہے اسکی
تنتهوا فاعلموا ان قولی
پس بدانید کہ گفتار من گفتار
تلافی کرو اور اگر تم باز نہ آئے تو جان لو کہ میری
لیس کقول السامر - وقد
فسانہ گو نیست وہر آئینہ
بات کسی افسانہ گو کی بات نہیں دیکھو
دخل ملککم بلاء کالسیل
بلا چوں سیل رواں در ملک شما درآمده
بلا جرار سیل کی طرح تمہارے ملک میں داخل
الهامر - فمن تلقف قولی
پس ہر کہ گفتار مرا بپذیرفت
ہو چکی ہے۔ سو جو شخص میری بات کو قبول
شیخا کان او حدثا - و
پیر باشد یا برنا
کرے گا بوڑھا ہو یا جوان ہو اور اسی نے
استخلص جدا لا عبثا
وآنرا سخت وانست نہ ہرزہ
نہیں سنجیدہ بات سمجھے گا اور سب
وقبل الکلام - وقطع الخصام
وایں سخن را گوش قبول شنید وہمہ ستیزہ وجنگ را
جھگڑے چھوڑ دیگا وہ کامیاب ہوگا۔

فقد نال المرام۔ فارجعوا
بگذاشت۔ او بالیقین بمراد رسید۔ پس بسوی
سو اب تم حکم قاضی
الی الحکم القاضی۔ وھیجوا
حکم قاضی رجوع بیارید و برآنچہ بگذشت
کی طرف آجاؤ اور اپنی گذشتہ کرتوتوں
انفسکم علی الماضی۔ واحسبوا
پشیمانی و افسوس بخورید و گفتہ مرا نیکی
پر پشیمان ہو جاؤ۔ اور میری
قولی ھذا من صنیعتی و
و احسان از من در حق خود بشمرید
بات کو اپنے حق میں میرا بڑا احسان یاد کرو
مبرتی۔ وفیہ مسرتکم و
و دریں شادمانی من و شماست
اسمیں میری خوشی اور تمہاری خوشی ہے
مسراتی۔ ومن قبل قولی
و آنکہ قول مرا قبول داشت
اور جو شخص میری بات کو قبول
فارجوان یجیرہ باللہ۔ ویبعد
امید دارم کہ سختت دل وی بستہ گردد و
کریگا مجھے اُمید ہے کہ خدا اسکو دلکی شکست ورنج
عنہ بلبالہ۔ ایھا الناس
رنج و سختی از و دور کردہ شود و احوال وی سکونت
کر دیگا اور اسکی رنج وغم دور اسکی احوالکو بہتر کریگا
قد اشرأب حسی۔ وبانی
ای مردم حس من فرو خورانیدہ شدہ است و فراست
اے لوگو مجھے معلوم ہو رہا ہے اور میری فراست
حدسی۔ ان البلاء قد
مرا خبر دادہ کہ این بلا از کثرت
کہہ رہی ہے کہ یہ بلا گناہوں
نزل من کثرۃ العصیان۔
گناہان نازل شدہ
کی کثرت کی وجہ سے آئی ہے
کما کان ینزل فی سابق
ہمچنان کہ در زمان پیشین نازل
جسطرح پہلے زمانوں میں آیا کرتی تھی
الزمان۔ فاستخلصوا مرضی
می شد پس برای رضا آوردن خوشنودی
اب تم خداوند تعالیٰ کی خوشنودی
رب العباد۔ واجتنبوا
پروردگار بکوشید و از ہر گونہ فسق
حاصل کرنیکی فکر کرو۔ اور ہر قسم کی

انواع الفسق والفساد۔
و فساد پرہیز کنید۔ انشاءاللہ
بدکاری اور فساد سے بچ جاؤ
تنجون من موت کموت
رستگار خواہید شد از مرگی کہ مانند مرگ
تم ضرور کیڑوں مکوڑوں کی موت سے بچے
الجراد۔ وانی اخاف ان
مور و ملخ است و من خوف آن دارم کہ این
نجات پا جاؤ گے مجھے ڈر ہے کہ یہ مرض
یدخل ھذا المرض کل
مرض در ہر شہر در آید
کہیں ہر شہر میں داخل نہ ہو
مدینۃ۔ ویلج کل عرینۃ
و در ہر بیشہ درون شود
جائے اور ہر بیشہ میں راہ نہ پا جائے
فیاکل سباعہا و ظباءہا۔
پس درندگان و آہوان وی را فرو خورد
پھر وہاں کے درندوں اور ہرنوں سب کو کھا جائے
ویفقد مرعاھا وماءھا۔
و چراگاہ و آب آن را پاک بخورد
اور چراگاہوں اور پانیوں کو بالکل کر دے
فسارعوا الی الصالحات
پس بشتابید بسوی نیکوکاری ہا
اور جلدی جاؤ سو نیکیوں میں لگ جاؤ
واخرجوا مال الصدقات
و مال صدقات را بیرون کنید
اور صدقات خیرات نکالو اور محتاجوں کو
واقضوہ علی ذوی الفاقات
بر مستمندان و بے نوایان خرچ نمائید
دو
وواللہ انی ارجو ان ینجی
و سوگند بحق کہ من امید دارم کہ پروردگار
قسم بخدا مجھے امید ہے کہ خدا تعالیٰ اُن لوگوں کو
ربی قوما من الطاعون
من قومے را از چنگال طاعون ایمنی
طاعون سے بچائے گا جو میرا
الذین تبعوا قولی واطاعون
و خلاصی بخشد کہ پیروی قول من کنند و مطیع من شوند
کہا مانیں گے
فانضوا عنکم لبوس المتنعمین
پس جامہ تن پروران از خود بکشید
سو تم عیش پسندوں کی پوشاک بدن سے اُتار پھینکو

واجتنبوا تغافل النائمین
و از غفلت خوابیدگان یکسو باشید
اور سونے والوں کی غفلت سے الگ ہو جاؤ
وصلوا مع الراکعین و
و با راکعان و قائمان نماز
اور راکعین اور قائمین سے ملکر
القائمین۔ واستعینوا
بگذارید و با صبر
نماز پڑھو اور صبر اور
بالصبر والصلوۃ والصدقات
و صلوۃ یاری بجوئید
صلوۃ اور خیرات سے
والصلات۔ یفرج کربکم۔
سختی و رنج از سر شما دفع شود
مدد لو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا تمہیں ہر طرح کے
ویامن سربکم۔ وبعد
و ایمنی و آرام برای شما حاصل آید و بعد از
دکھ درد سے محفوظ رکھے گا اور تم گمراہی کو چھوڑ کر
ما نزعتم عن الغی۔ ستزول
گذاشتن گمراہی انشاءاللہ رحم خداوند بندگی
خدا تعالیٰ کا رحم
رحم القیوم الحی۔ والی
را خواہید دید
دیکھو گے میں نے یہتیں
قلت کما یقول الملھمون۔
طور گفتہ ام کہ ملہمان می گویند
اسی طرح کہدیا جسطرح ملہم کہا کرتے ہیں
فسوف تعلمون
پس شما عنقریب خواہید دانست۔
سو تم عنقریب جان لوگے۔

المشتہر

میرزا غلام احمد منمقام قادیان
۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء

سراج الحق نام رسالہ حصہ دوم
حضرت اقدس کی تائید میں ۔/
قیمت پر ملتا ہے۔

ایک افیونی اور کفر کی منڈی کے ٹھیکیدار ملا کا بیہودہ اعتراض

قولہ مرزا صاحب نے اپنی تالیفات میں دعوی نبوت اور رسالت کا کیا ہی اور یہ آیت خاتم النبین اور حدیث لا نبی بعدی کے خلاف ہے۔ اسلیے یہ کفر ہے

اقول چو نشنوی سخن اہل دل مگو که خطا ست ٭ سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست ٭ آپ لوگ بسبب بخل و عناد و نفاق فی قلوبهم مرض کے مصداق بنگئے ہیں اس لیے یہ شعر بھی آپ پر صادق آگیا۔

تیغ و شمشیر بیمذاق دل رنجوری کیست
بے بصیرت چہ شناسد سخن کامل را

آیت اور حدیث میں نبوۃ و رسالت تشریعی کا ختم مراد ہے نہ غیر تشریعی کا ورنہ حدیث رویا المؤمن جزء من ستة و اربعین جزء من النبوة ۔ مشکوۃ کتاب الرویا۔ اور آیہ یمعشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم یقصون علیکم ایاتی وینذرونکم لقاء یومکم ھذا سے ثابت ہے کہ خدا تعالی نے قیامت کو تمام ان لوگوں کو جو اسنے ہدایت خلق اللہ کے واسطے دنیا میں بھیجے تھے سب کو رسول کے لفظ سے پکارے گا جسمیں کل ماموریں اللہ شامل ہیں۔ آیت اور حدیث سے نبوۃ و رسالت غیر تشریعی امت محمدیہ کے لیے ثابت ہے۔ باقی رہے مرزا صاحب کے مضامین۔ وہ تو بالکل قرآن اور حدیث کی تفسیر ہے مگر چونکہ آپ اسکو سمجھ نہیں سکتے اسلیے میں علماء دین کی تالیف سے چند اقوال پیش کرتا ہوں ذرہ غور سے مطالعہ کیجیے وہو ہذا

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ لقد جاءت رسل ربنا بالحق صلوۃ اللہ تعالے و تسلیماتہ و سبحانہ علیہم و علی انباعہم و اعوانہم و خزینۃ اسرارہم لکل تابعین انبیاء علیہم الصلوۃ والتسلیمات بجہت کمال متابعت و فرط محبت بلکہ محض عنایت و موہبت جمیع کمالات انبیا متبوعہ خود را جذب می نماید و بکلیت برنگ ایشان منصبغ میگردند حتی کہ فرق نمی ماند درمیان متبوعان و تابعان الخ۔ دیکھو مکتوبات امام ربانی جلد اول ص ۲۴۶ پھر صفحہ ۵۵ میں لکھا ہے ای فرزند ایں وقت ہست کہ در امم سابقہ در چنیں وقتیکہ پر از ظلمت ست پیغمبر اولو العزم مبعوث می گشت و احیاء شریعت جدیدہ میکرد و دریں امت کہ خیر الامم ست و پیغمبر ایشاں خاتم الرسل علیہ و الہ الصلوۃ والتسلیمات علماء را مرتبہ انبیاء بنی اسرائیل دادہ اند و بوجود علما از وجود انبیا کفایت فرمودہ اند لہذا بر سر مائۃ از علماء ایں امت مجددے تعیین می نمایند کہ احیاء شریعت فرماید ۔ علی الخصوص بعد از مضی الف کہ در امم سابقہ وقت بعثت پیغمبر اولو العزم ست و برہر پیغمبرے دراں وقت اکتفا نہ نمودہ اند در چنیں وقت عالمے عارفے تام المعرفت درکار ست کہ قائمقام اولو العزم امم سابقہ باشد

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

پھر مقدمہ تفسیر حضرت شاہی ص ۱۰۲ میں لکھا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ایک روز امام ہمام مہدی علیہ السلام کی خصوصیات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں جسمیں سوائے اور خصوصیات کے نام والدین ماجدین اور نام نامی اپنا ایک ہی فرمایا صحابہ نے عرض کیا آیا خود بدولت ہی تشریف فرما ہونگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا۔ اسکی اصل تو حقتعالی ہی کو معلوم ہے

لیکن بظاہر ایسا دریافت ہوتا ہے کہ چونکہ امام ہمام مظہر اتم کمالات مصطفوی سوائے مراتب نبوۃ کے وہ بھی جو اصالۃً ہو واقعہ ہیں فرق تشخص کا ہے کہ حقیقت کی ظہور کے وقت خیال تشخص نظروں میں باقی نہیں رہتا نظر براں سکوت فرمایا۔ جسمیں نہ ختم لازم آیا اور نہ برابری جناب رسالت مآب کے ساتھ اور علو شان مہدی علیہ السلام میں کچھ شک نہیں۔ انتہی ص ۱۰۳ مقدمہ تفسیر حضرت شاہی۔ پھر اقتباس الانوار صفحہ ۵۲ میں لکھا ہے میر سید حسن در شرح فصوص الحکم می نویسد کہ نزد محققان محقق ست محمد بود بصورت آدم در مبدء ظہور بمود وہم او باشد کہ بصورت خاتم (مہدی) ظاہر گردد۔

اب ہم تو نہیں کہہ سکتے کہ مرزا غلام احمد قادیانی بول رہا ہے ہمارا تو یہ عقیدہ ہے کہ وہی خاتم الانبیاء ہم غریبوں کی دستگیری کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی کے لباس میں تشریف لائے ہیں

مزید براں نبوۃ غیر تشریعی علماء امت محمدیہ میں ہوتی رہی ہے دیکھو مقدمہ تفسیر حضرت شاہی ص ۹ مراد از پیغمبری و پیشگو (نبوۃ) نہ نبوۃ تشریعی ست بلکہ بمعنی خبر دہندہ کہ بسیارے از اولیاء امت بعد حضور علیہ السلام شدہ اند و می شوند۔ انتہی

اور یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ اگر یہ سوال ہو کہ حضرت مرزا صاحب کو یا کسی اور مجدد کو رسول اللہ یا نبی اللہ کے نام سے کیوں نہیں پکارتے سو اسکا جواب یہ ہے کہ عوام جو فرق مابین نبوۃ تشریعی و غیر تشریعی نہیں جانتے ان کے سامنے کسی مجدد بنی اللہ کے نام سے موسوم کرنا ان کے واسطے خطرناک امر ہے جس سے کہ عقیدہ ختم نبوۃ و رسالت تشریعی اٹھ جاویگا اور یہ کفر ہے اور حضرت مرزا صاحب کے لیے یہ الفاظ بولنے جائز ہیں کیونکہ آپکے

۱۱ ... اللہ ... صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ لفظ آپ کے حق میں فرمایا ہے اور نہ ۳ آیت شان میں آیا ہے۔ الذی ارسل رسوله الخ اور تمام مفسرین نے بالاتفاق

ستوال فتح نہ ہو سکے گا بلکہ خوف
ہے کہ حکومت کیونکر ہو گی ہندوستان
ٹرانسوال کی نظیر دی گئی ہے۔
یا اور ٹرانسوال کا مقابلہ کیا گیا
ہے۔ مگر نظیروں کے دینے والے
یہ خیال کرتے ہیں کہ ان ممالک
رعایا اور ٹرانسوال کی رعایا میں زمین
آسمان کا فرق ہے صحیح ہے کہ بعد
ستدولہ ملک میں گورنمنٹ کو ایک
صرف کرنا پڑا۔ برہما میں گورنمنٹ
کپتانوں اور مفرورہ پشتوں سے
سپے تیس ملکی محدود بناتے تھے
سال تک ملک میں تسلط نہیں ہوئے
مگر یہ تو خیال نہ کیا جائے کہ سوائے
تعداد باغیوں کے رعایا نے کسی قسم
مخالفت نہیں کی تھی بلکہ شرکت کی
امن و امان اپنے لیے ضروری سمجھ
باغیوں کا قلع قمع کرایا۔ برہما میں
تھیو کے مظالم سے رعایا اسقدر
تنگ آگئی تھی کہ اس نے باقاعدہ
سلطنت کو غنیمت سمجھکر خیر مقدم کیا۔
برس میں برہما کی ترقی۔ رعایا کے
دلی کیفیت کا اندازہ حکام کو حال
دورہ میں ہوگا جو حضور وائسرائے
برہما میں کیا ہے۔ پر کبھی رعایا
ٹرانسوال کی رعایا کا مقابلہ ہی کیا ہوسکتا
ہے۔ پس جو اہل الرای یہ کہتے ہیں
ایسے اہم امر توجہ کی ضرورت ہوگی
ٹرانسوال میں تسلط ہو۔ وہ مطلق
لغزش سے کام نہیں لیتے ہیں۔ یہ پہلو
ہے جو اسوقت لبرل فریق کے سرگروہ
رو بیٹھ فریق کے روبرو پیش کرتے
یا جس پہلو کو الفاظی نظر انداز نہیں
سکتی ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ صرف دو شخص
ہ کے مخالف ہیں۔ لارڈ ملنر گورنر
سپ اور مسٹر چیمبرلین وزیر نو آبادیات
جنگ۔ مگر نہ یقین کیا جاتا ہے
ہے کے راستہ میں بہت سی دقتیں ہیں
ہم خوف کرتے ہیں کہ اس موبل سے
ع نہیں ہو جائیگی جس کے پہنچنے کی
ستان کے اکثر قصبات میں فکر ہو رہی

جلسہ تاجپوشی شہنشاہ معظم کی متبرک
رسم کے پہلے اس خون خرابہ کو کسی طرح سے
بند نہ ہونا چاہیے۔ یہ خواہش حضور کے
عقیدت مند اور دعاگو رعایا کی ہوگی
ایک تحریک اس قسم کی خواہش کے اظہار
کو شروع ہونے والی ہے جس تحریک
میں حضور کے تمام حصص دنیا میں پھیلی
ہوئی رعایا بدل شریک ہوگی۔

اہل امریکہ کی زیادتی عمر۔ بیان کیا جاتا ہے
کہ کلجگ کے اثر میں ہندوستانیوں کی
زندگی گھٹتی جاتی ہے مگر امریکہ میں کلجگ
کا اثر نہیں ہے۔ جہاں انسان کی عمر بڑھ
رہی ہے اور سب سے بڑھ کر قابل ذکر
یہ بات ہے کہ بچوں کی موت کم ہوتی ہے
پانچ سال سے کم عمر بچوں پر موسم کا
زیادہ اثر پڑتا ہے جبتک توانائی اور
قوت حاصل نہیں ہوتی ہے۔ بچے زیادہ
تر خرابی صحت کے شکار ہو جانے تھے
کمی کی وجہ صاف ہے اطمینان ہر ایکطرح
آسائش مکان کی صفائی کے ساتھ غذا
صاف ملتی ہے گھی کی جگہ گلو کا روغن
کھانے میں نہیں آتا ہے۔ باشندگان کو
اطمینان ہے۔ باشندے خوشحال ہیں اس
باعث ضرورت اس کی نہیں رہ گئی ہے
کہ جو کچھ اناپ شناپ ملتا جائے معدہ
میں ٹھونس لیں۔ ڈاکٹر اس خیال میں
رہتے ہیں کہ کون غذا زود ہضم ہے
حفظان صحت کے اصول کی پیروی ہوتی
ہے۔ باشندگان کی انسانی زندگی پوری
حدتک گذارتے ہیں متوسط درجہ والوں
کی صحت امراو غربا سے اچھی رہتی ہے
اور یہ دستور کی بات ہے کہ جہاں انسان
غربت میں اکثر کمی غذا کے باعث نقصان
اٹھاتا ہے تو دوسری جانب زیادہ
قیمتی غذا سے جو لازم ہے کہ ثقیل
ہو نقصان اٹھاتا ہے۔

ڈھاکہ میں برقی روشنی۔ ڈھاکہ ... برقی
روشنی کے افتتاح رسم آخرکار ادا کی
گئی۔ عالی حضور نواب سر احسن اللہ
بہادر کی فیاضانہ دریادلی سے شہر ڈھاکہ
کو یہ نعمت غیر مترقبہ نصیب ہوئی
اگر افسوس تھا تو صرف یہ کہ حضور لفٹنٹ گورنر

بہادر بذات خود تشریف نہ لا سکے
بجائے حضور ممدوح کے مسٹر بولٹن
صاحب تشریف لائے۔ حضور نواب
صاحب بہادر کیطرف سے استقبالی
دعوت کا انتظام پہلے سے سرانجام
کیا گیا تھا۔ احسن منزل کا وسیع ایوان
نہایت خوبی و نزاکت سے سجایا تھا
مسٹر بولٹن صاحب کی نشست ایک
خاص مچان پر تھی جس کے سامنے
دائیں بائیں کی قطاروں میں دیگر
رؤسا و شرفا و سرکاری عہدہ داران
قرینہ سے رونق افروز تھے حضور
نواب صاحب بہادر نے بذات خود
استقبال کیا آپ کیطرف سے مسٹر
سیوسنح صاحب نے استقبالی تقریر کی
مسٹر بولٹن صاحب نے دلچسپ
جواب دیا۔ ہمیں حضور نواب سر
احسن اللہ بہادر کی عالیشان فیاضیوں
اور رفاہ عام دریادلیا کا قابل فخر تذکرہ
تھا۔ خاتمہ تقریر پر مسٹر گارتھ صاحب
کے کہنے سے مسٹر بولٹن صاحب
بہادر نے ایکدستہ کے پیچکو دبایا جو
ان کے سامنے میز پر رکھا تھا دبانیکے
ساتھ ہی تمام شہر ڈھاکہ میں ایسی
عجیب وغریب روشنی سے ون چڑھگیا
کہ ویسی روشنی اہل ڈھاکہ نے آجتک
نہ دیکھی تھی اس مہربانی کی یادگار میں حضور
نواب صاحب بہادر کیطرف سے
ایک طلائی قلم و پنسل مسٹر بولٹن صاحب
کو بطور تحفہ کے پیشکش کی گئی۔ اور
مکلف دعوت تمام حاضرین کو دیگئی
نواب سر احسن اللہ بہادر نے شاہ عالم پناہ
کا جام صحت تجویز کیا۔ بعد آتشبازی
کی کیفیت دیکھی گئی جسکے بعد یادگاری
جلسہ برخاست ہوا۔ تمام
شہر ڈھاکہ کے زن و مرد بوڑھے
بالے اس روشنی اجرا پر بشاش ہیں

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت ہفتہ زیر اشاعت کے آخر ایام میں ناساز رہی اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم کے سایہ میں زندہ و سلامت بشیر و نذیر دونوں صفات کے ساتھ قائم رکھے

۲۔ (ا) ہفتہ میں جناب قاضی آل احمد صاحب رئیس امروہہ سے تشریف لائے۔ آپ امروہہ کے رؤسا میں سے بارسوخ ممبر ہیں حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب امروہی کے ساتھ بھی حال میں ایک قرابت کا سلسلہ خدا کے فضل سے قائم ہو گیا ہے قاضی صاحب موصوف ایک دقیق الفہم اور نکتہ رس بزرگ ہیں تھوڑے عرصہ میں حضرت مسیح موعود کے متعلق بہت سی کتابوں کو خوب غور سے پڑھا اور بصیرت کے ساتھ آپ کے دعاوی کو سمجھ لیا ہے قاضی صاحب کا رسوخ اور اپنی پارٹی میں ایک وقار اور عزت ہمیں یقین دلاتی ہے کہ وہ اپنے شہر کے ہمعصروں اور ہم رتبہ لوگوں پر بہت اچھا اثر ڈالیں گے۔ آپ کے ہمراہ الٰہی بخش صاحب تاجر کتب بھی آئے ہیں

(ب) عالی جناب نواب محمد علی خاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ مع جناب بیگم صاحبہ و صاحبزادگان کے مکرر تشریف فرما ہوئے۔ اس مرتبہ امید کی جاتی ہے کہ کئی مہینے تک آپ کا قیام دارالامان میں رہے گا۔

(ج) ساہنر علاقہ جے پور سے جناب قاضی سید برکات النبی صاحب جو ایک رشید نوجوان ہیں تشریف لائے اور مولوی جمال الدین صاحب اپنے رفقا کے سید والہ سے اور بابو نبی بخش صاحب افریقہ سے

(د) جناب سید امیر علی شاہ صاحب ملہم سیالکوٹی بھی تشریف لائے ہیں

ایسا ہی امرتسر سے عبدالخالق صاحب ڈاکٹر عباداللہ صاحب اور ان کی برادر عزیز اللہ صاحب آئے۔ حاجی پور پھگواڑہ سے جناب حبیب الرحمٰن صاحب رئیس اور ۲۴ کی شام کو جموں اور دیگر مقامات سے مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی ہے اب بوجہ کثرت ہم سب کے نام نہ لکھ سکیں گے صرف شہروں کے نام درج کر دینگے

(۳) طاعون کا اشتہار عربی فارسی اردو پشتو میں شائع ہو گیا ہے۔ کشمیری زبان میں بطور تبلیغ ایک اشتہار مولوی عبداللہ صاحب کشمیری اور جماعت کشمیر کیطرف سے بھی شائع ہوا ہے۔

(۴) انگریزی میگزین کا پراسپکٹس شائع ہو گیا۔ پہلا نمبر ۲۰ جنوری ۱۹۰۲ء کو انشاء اللہ شائع ہو گا قیمت للعہ روپیہ سالانہ درخواستیں مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کے نام آنی چاہئیں۔

ازالہ اوہام بسرعت چھپ رہا ہے درخواستیں درج رجسٹر ہو رہی ہیں مندرجہ ذیل کتابوں کے لیے دفتر الحکم یا حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس کے نام درخواست کرو۔

بشیر احمد و شریف احمد و مبارکہ کی آمین قیمت ؎

مسلمانوں کا خدا اور اس کے حضور میں دعا۔ قیمت ۲ر

دو خط۔ رد شیعہ اور مسئلہ ناسخ منسوخ پر۔ از حکیم الامت ۲ر

آسمانی فیصلہ قیمت ۲؍ر

محصول ڈاک خریدار کے ذمہ ہو گا۔

الحکم کا یہ اشتواس سال کو ختم کر کے رخصت کرتا ہے اور اپنے اور اپنے ناظرین اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لیے سال نو کے مبارک ہونے کی دعا۔

بیعت

۱ سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن بھیرہ ضلع شاہ پور پنجاب

۲ چودھری موسیٰ خان صاحب۔ کھیوہ باجوہ۔ ضلع سیالکوٹ ڈاکخانہ کلاس

۳ محمد عبداللہ صاحب بالکو غلام نبی صاحب اورسیر پوگندار پرتھ ورکس ڈویژن ممباسہ

۴ شیخ رشید احمد صاحب نجیب آباد بجنور حال ملازم مدرسہ تحصیلی مظفر نگر

۵ گوہر علی صاحب گرداور گورداسپور حال کرم پور متصل چوکی ککڑ ٹھٹھہ ڈاکخانہ کبیر والہ گرداور ملتان۔

۶ چودھری کرم صاحب سکنہ ودہیہ۔ ضلع سیالکوٹ

۷ چودھری عبداللہ صاحب خوشی محمد حسین صاحب طالب علم بانی کلاس پسرور ضلع سیالکوٹ

۸ وسیلہ احمد صاحب

۹ چراغ الدین صاحب۔ قصور

۱۰ اللہ دتا صاحب نائب جمعدار اشتم باتخیبان ضلع پشاور رلین نوشہرہ

۱۱ چودھری امیر علی صاحب مہرزود ساکن گھرٹہ ضلع سیالکوٹ

ایک ضروری مشورہ

جناب حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس احباب سے ایک مشورہ پوچھتے ہیں کہ حضرت اقدس کے اشتہاروں کی تعداد محدود ہوتی ہے اور جماعت دن بدن بڑھتی جاتی ہے اسلیے حسب رسدی ہر ایک اشتہار کسی جگہ بھیجے نہیں جاسکتے اور احباب کو ہر شہر میں یہ شکایت ہوتی ہے کہ انہیں اشتہار نہیں ملا حالانکہ بھیجنے والے اور تقسیم کرنیوالے انہیں بالکل بری الذمہ ہیں اسلیے یہ تجویز مصلحت سمجھا گیا کہ اگر ہر شہر کی جماعت اپنے لیے ایک خاص تعداد اشتہاروں کی زائد بیہاں چھپوا لیا کرے تو انہیں یہ فائدہ ہو سکتا ہے کہ یہ شکایت بھی رفع ہو سکتی ہے اور اشاعت بھی وسیع ہو سکتی ہے پس جیسا چاہیں

انکو کیا ضرورت تھی کہ جو شخص ایسا بودا اور ڈرپوک ہو اس کا خواہ مخواہ نام درج کیا جاوے ہمیں اسقدر فرصت کہاں کہ ایک ایک حرف پڑھا جاوے بیعت کرنیوالوں کو لازم ہے کہ صرف اپنا نام اپنے والد کا نام مع سکونت لکھیں کسی کا نواسہ ہونا یا بھائی